ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

بفضلہ تعالیٰ بعد تصحیح اغلاط و نظر ثانی مترجم



# جلد اول ترجمہ شرح وقایہ بزبان اردو

مطبع نظامی واقع کانپور میں جسٹری ہو کر چھپی

سنہ ۱۲۹۲ ہجری

آخر تک دیکھے اوسکو نہایت وثوق احادیث پر حاصل ہوگا اور بخوبی دلائل مذہب حنفیہ سے مطلع ہوجاویگا چھٹا فائدہ یہ
کہ یہ کتاب حجت ہی اون لوگون کے لیے جو مقلد ہین مذہب حنفیہ کے ساتوان فائدہ یہ ہی کہ یہ کتاب حجت
اون لوگون پر جو طعن کرتے ہین مذہب حنفی پر آٹھوان فائدہ یہ ہی کہ یہ کتاب نافع ہی اوس شخص کو جو عالم ہو
کیونکہ فی الفور وقت نزاع کے ہر حدیث متعلق اوس مسئلے کی نکال سکتا ہی اور جو شخص اردو عبارت پڑھ سکتا
اوسکو بھی نفع ہوگا نوان فائدہ یہ ہی کہ اکثر مقامات مین جو مسئلے مشکل ہین اونکی تفصیل کر دی ہی تاکہ ناظر کو ملال
نہووے دسوان فائدہ یہ ہی کہ باوجود رعایت ان سب باتون کے رعایت اختصار بھی کی ہی تا
کتاب نہایت دراز نہو جاوے اور اتنا اختصار بھی نہین کیا کہ سمجھ مین نہ آوے گیارھوان فائدہ یہ ہی
جو مسئلے مشہور ہین اور اونمین غیر مقلدین بہت نزاع کرتے ہین اونمین لفظ حدیث بھی ذکر کیا ہی اور تفصیل کی ہی
بخوبی حجت ہو جاوے اونپر بارھوان فائدہ یہ ہی کہ جتنی حدیثین اس کتاب مین مذکور ہین سبکی تخریج کر دی ہی
بے نشان حدیث نہین لکھی تاکہ کوئی طعن نہ کر سکے تیرھوان فائدہ یہ ہی کہ جو حدیث موضوع ہی اوسکو نہین ذکر کیا اور اگر
ذکر کیا ہی تو لکھدیا ہی کہ یہ حدیث موضوع ہی اور اتفاق ہی محدثین کا اس بات پر کہ حدیث موضوع کا لکھنا جائز نہین مگر جب کہ لکھے
کہ یہ حدیث موضوع ہی ذکر کیا اسکو امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ کَ
عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ اخرجه الستة یعنی جو شخص جھوٹھ بولے میرے اوپر قصدًا تو چاہیے
بنا لیوے ٹھکانا اپنا جہنم مین نکالا اوسکو صحاح ستہ والون نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور بعضون نے اسکو متواتر کہا
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حدیث بیان کرے مجھسے اور وہ جانتا ہی کہ یہ [illegible] تو مقرر
مقام اپنا جہنم مین روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے اور اسی طرح بعض واعظ جو مشہور بیان کرتے ہین اور
قصے طرح طرح کے جھوٹھ بناتے ہین مورد وعید شدید ہین اسواسطے کہ فرمایا آنحضرت [illegible] نے کہ جس شخص نے
قرآن مین اپنی عقل سے کہا تو چاہیے کہ مقرر کر لے مقام اپنا جہنم مین اور ایک روایت مین قرآن مین کہا بے جانے بوجھے
تو چاہیے کہ مقرر کرلے اپنا مقام جہنم مین اور قرآن کے معنی بیان کرنے مین نہایت [illegible] اور اگر کوئی معنی قرآن کے بنتے بھی ہون
اور وہ منقول احادیث اور تفاسیر معتبرہ سے نہون تو بیان کرنا اونکا بھی خوب حدیث صحیح مین ہی کہ جس شخص
نے قرآن شریف مین عقل سے کہا اور اوسنے ٹھیک کہا تو بھی [illegible] روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابوداود نے

## بیان تعریف حدیث اور اقسام

حدیث اوسکو کہتے ہین کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے ارشاد فرمایا یا خود کیا یا جو فعل حضرت کے سامنے ہوا
اور آپنے اوس سے منع نکیا تو جو زبان سے فرمایا اوسکو حدیث قولی جو کیا ہی اوسکو حدیث فعلی کہتے ہین اور جو آپکے
سامنے ہوا اوسکو حدیث تقریری کہتے ہین اور حدیث دو قسم ہی آحاد متواتر اوسکو کہتے ہین جسکو ہر زمانے مین اتنے لوگون نے
روایت کیا ہو کہ احتمال کذب کا اونکی طرف عقل کے نزدیک محال ہو اور آحاد اوسکو کہتے ہین جسکی روایت مین اسقدر کثرت نہو اور
آحاد تین قسم ہی مشہور اور عزیز اور غریب مشہور یہ ہی کہ جسکو تین یا زیادہ راویون نے روایت کی ہو دوسرے اور

عزیز وہ ہی جسکو ہر زمانے مین دو راویون نے روایت کی ہو اور غریب وہ ہی جسکی روایت کسی زمانے مین ایک ہی راوی
سے ہووے تو اب جاننا چاہیے کہ متواتر حدیث سے ہر شخص کو علم یقینی حاصل ہوتا ہی اور احتمال شک کا بالکل زائل ہوتا ہی
اور آحاد روایت سے علم ظنی حاصل ہوتا ہی اور بعضی صورت مین جنکو معرفت حدیث حاصل ہی علم یقینی بھی اوس سے حاصل ہو جاتا ہی
اور آحاد مین بعضی روایت مقبول ہی اور بعضی مردود اگر راوی کی راستی اور صدق معلوم ہووے تو مقبول ورنہ مردود ہی
فائدہ متواتر حدیث بعضون نے کہا ہی کہ کوئی موجود نہین اور بعضون نے کہا کہ ہی اور صحیح قول اول ہی کذا فی بعض الکتب
فائدہ جو آحاد مقبول ہی اوسکی دو قسمین ہین ایک صحیح اور ایک حسن صحیح اوسکو کہتے ہین جسکو دیندار پرہیزگار خوب یاد رکھنے
والے لوگون نے ہر زمانے مین برابر روایت کیا ہو اور نہ اوسمین کوئی پوشیدہ عیب ہو اور معتبر لوگون کی مخالفت بھی نہو اور
صحیح حدیث کے کئی درجے ہین پہلا درجہ یہ ہی کہ اتفاق کیا ہو اوسپر بخاری و مسلم نے یعنی دونون کی کتابون مین وہ حدیث
موجود ہووے دوسرا درجہ یہ ہی کہ فقط بخاری نے اوسکو روایت کیا ہو تیسرا درجہ یہ ہی کہ فقط مسلم نے اوسکو روایت کیا ہو چوتھے
وہ جو بخاری و مسلم کی شرط اور اونکے طریقے پر ہووے پانچوین وہ جو صرف بخاری کے طور پر ہووے چھٹے وہ صرف مسلم کے طور پر ہووے
ساتوین وہ جو سوا بخاری اور مسلم کے اور حدیث کے اماموں نے اوسکو صحیح جانا ہو فائدہ بعضون کے نزدیک شرط بخاری اور مسلم
کی یہ ہی کہ حدیث کے راوی خوب ضبط کرنے والے اور پرہیزگار ہون غفلت اور مخالفت ثقات وغیرہ سے خالی ہووین
اور بعضون کے نزدیک شرط مسلم کی یہ ہی کہ جو حدیث ایسی ہو کہ دو تابعی ثقہ نے دو صحابیون سے روایت کیا ہو اور اسی طرح
اون دو تابعی سے دو تبع تابعی نے روایت کیا ہو اسیطرح سب طبقون مین دو شخص ثقہ روایت کرتے چلے آئے ہون اور وہ انھون
حدیث کی کتابون مین مذکور ہو اور حسن اوس حدیث کو کہتے ہین جو صحیح کی طرح پر ہووے لیکن اوسکے راویونکا درجہ حفظ و یاد
وغیرہ مین صحیح کے راویون سے کم ہو اور عمل کرنے مین دونون برابر ہین اور دونون حجت ہین لیکن رتبے مین صحیح حدیث زیادہ ہی
حسن سے اور ضعیف حدیث اوسکو کہتے ہین جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اوسکے راوی مین کوئی وجہ ضعف کی مثلاً نقصان
حفظ یا فسق یا جہالت یا بدعت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اوسکا کوئی راوی درمیان سے ساقط ہووے یا اوسکے راوی پر لوگ طعن کرتے
ہون تو اگر اول سے کوئی راوی ساقط ہی تو اوسکا نام معلق ہی اور اگر انتہا سے ساقط ہووے مثلاً نام صحابی کا مذکور نہووے
اور تابعی حدیث بیان کرے تو اوسکو مرسل کہتے ہین اور اگر دو راوی برابر ساقط ہون تو معضل ہی اور نہین تو منقطع
اور کبھی منقطع کو مرسل بولتے ہین اور مرسل کو منقطع بولتے ہین اور طعن کے معنی یہ ہین کہ اوسکا راوی جھوٹھا ہووے تو اوس
حدیث کو موضوع کہتے ہین یا اوسپر تہمت جھوٹھ کی لگی ہووے تو اوسکو متروک کہتے ہین یا غلطی بہت کرتا ہو یا غافل ہو
یا اوسکو وہم بہت ہووے یا سچے لوگون کی روایت کے مخالف اوسکی روایت ہووے یا فاسق یا بدعتی ہووے تو اوسکو منکر کہتے ہین
فائدہ صحابی اوسکو کہتے ہین جسنے حالت ایمان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ سے دیکھا ہووے اور پھر ایمان پر اوسنے
انتقال کیا ہووے اور تابعی اوسکو کہتے ہین جسنے صحابی کو دیکھا ہی اور تبع تابعی اوسکو کہتے ہین جسنے تابعی کو دیکھا ہووے
فائدہ ضعف اور توثیق سب راویون مین محدثین بیان کرتے ہین لیکن صحابی تو سب ثقہ ہین کوئی ضعیف نہین اور نہ اونمین
کسی طرح کا طعن ہی فائدہ ایک قسم حدیث کی مدلس ہی یعنی وہ حدیث جسمین راوی نے اپنے شیخ کو چھپایا ہووے اور اوسکا

نام نہ لیا ہووے کسی مصلحت سے اور ایک قسم **مضطرب** ہے جسمین راویون نے اختلاف کیا ہو سند یا متن مین اور ایک قسم **مُدرَج** ہے جسمین
راوی نے کچھ اپنا کلام بھی حدیث مین شامل کر دیا ہووے اور ایک قسم **مُعَنعَن** ہے یعنی جو برابر ایک نے دوسرے سے روایت کیا ہو
فائدہ اور **شاذ** اوسکو کہتے ہین جو حدیث مخالف روایت معتمد لوگون کے ہووے اور **معلول** اوس حدیث کو کہتے ہین جسمین
کسی طرح کی علت پوشیدہ جو صحت حدیث مین قدح کرتی ہو پائی جاوے اور **متابع** اوسکو کہتے ہین کہ ایک راوی نے
ایک حدیث دوسرے راوی کے موافق روایت کی اور اسیکو **شاہد** بھی کہتے ہین اور **مرفوع** حدیث جو کلام رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یا فعل آپکا ہووے اور **موقوف** وہ حدیث ہے جو صحابی کا فعل یا قول ہووے اور وقف کہتے ہین صحابی کا قول یا فعل
ذکر کرنے کو اور رفع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل ذکر کرنے کو فائدہ اور ان قسمون کے سوا اور بھی قسمین حدیث
کی ہین لیکن اس جا پر بوجہ اختصار کے ترک کیا فائدہ حدیث کی مشہور کتابین چھہ ہین اور اونکو صحاح ستہ کہتے ہین صحیح بخاری
اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور سنن ابو داود اور نسائی اور سنن ابن ماجہ اور بعضون کے نزدیک ابن ماجہ صحاح مین داخل نہین اور
موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی صحاح مین داخل ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین جتنی حدیثین ہین صحیح ہین یا حسن اور ضعیف
حدیث اونمین نہین پائی جاتی اور باقی چارون کتابون مین سب قسم کی حدیثین صحیح اور حسن اور ضعیف ہین اور صحاح اونکا نام
اسواسطے ہے کہ اکثر حدیثین ان کتابون کی صحیح ہین اور ان کتابون کے سوا اور بہت سی کتابین حدیث کی ہین اور اون مین بھی صحیح
حدیثین موجود ہین مثلاً معاجم ثلثہ طبرانی اور سنن دارقطنی اور مستدرک حاکم کی اور مصنف ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق کا
اور مسند دارمی کی اور حال ان سب کا بالتفصیل بستان المحدثین مین مذکور ہے اور ہم اس جا پر صحاح ستہ والونکا حال مختصر کچھہ لکھدیتے ہین

## احوال بخاری کا

نام و نسب انکا ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن المغیرہ ہے قد و قامت انکا میانہ تھا نحیف یعنی دبلے آدمی تھے
اور حالت طفولیت مین دونون آنکھین جاتی رہین تھین اس سبب سے انکی والدہ کو نہایت ملال تھا خواب مین حضرت
ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہین کہ اللہ تعالی نے تیرے بیٹے کی آنکھون مین روشنی عنایت کی اور یہ تیری گریہ وزاری
کا بدلہ ہے صبح کو جب اونھین دیکھا آنکھین لڑکے کی روشن ہین اور جب دس برس کے تھے مکتب مین جہان حدیث کو سنتے
یاد کر لیتے اور اوسی سن مین شغل حدیث کا اونکو تھا اور جب مکتب سے فارغ ہوئے ایک شخص کو بخارا مین سُنا کہ وہ محدث تھے
اور داخلی اونکا نام تھا بخاری نے اونکے پاس آمد و رفت شروع کی ایک روز داخلی اپنی کتاب سے احادیث پڑھ رہے تھے
یکایک اونکی زبان سے نکلا سُفیَانُ عَن اَبِی الزُّبَیرِ عَن اِبرَاهِیمَ اوسیوقت بخاری نے کہا کہ ابو الزبیر نے ابراہیم سے
نہین سنا داخلی رحمۃ اللہ علیہ نے اونکو مبارکباد دی پھر بخاری نے کہا کہ اصل نسخے مین دیکھنا چاہیے سو داخلی گھر مین سے گئے
اور اصل نسخہ لائے اور بخاری کو بلا کے کہا کہ بھلا بیٹے تو غلط پڑھا اب صحیح کیا ہے کہا بخاری نے کہ صحیح سُفیَانُ عَنِ الزُّبَیرِ
بنِ عَدِیٍّ عَن اِبرَاهِیمَ ہے داخلی حیران ہوئے اور اپنے نسخے کو جسمین پڑھتے تھے صحیح کیا اور جب سولہ برس کے ہوئے
تمام کتابین حدیث کی آپ کو یاد تھین حامد بن اسمعیل ایک بزرگ کہ بخاری کے زمانے مین تھے کہتے ہین کہ بخاری حدیث سیکھنے استادون
کے پاس بلا دوات و قلم کے جاتے آتے تھے تو ہم لوگون نے کہا کہ تمکو کیا فائدہ ہے اس سے جو تم سنتے ہو بھول جاتے ہوگے

اسی طرح سب لوگون نے اونکو کہنا شروع کیا سولھوین دن بخاری نے کہا کہ تمنے مجھے تنگ کیا اب جو تمنے لکھا ہی اوسکو سامنے لاؤ اور میری یاد کو اوس سے مقابلہ کرو اس عرصے مین پندرہ ہزار حدیث سب لوگون نے لکھین تھین بخاری نے سب یاد سے پڑھنا شروع کین اور ایسا خوب یاد تھا کہ مینے اپنی حدیثون کو اونسے صحیح کر لیا پھر کہا بخاری نے کہ کیا تم جانتے ہو کہ مین بے فائدہ محنت کرتا ہون تو جب لوگون نے اوس روز سے جانا کہ یہ شخص شدنی ہی اسکی برابری کوئی نکر سکیگا اور صحیح بخاری تصنیف کرنے کا یہ سبب ہی کہ ایک روز اسحق بن راہویہ کی مجلس مین ذکر ہوا کہ اگر کوئی جدا صحیح حدیثون کو جمع کرے تو کیا خوب ہو کہ بلا خدشہ لوگ اوسپر عمل کرنے لگین بخاری کے دل مین یہ بات اثر کر گئی چھ لاکھ حدیثین اونکے پاس تھین اونکا انتخاب کرنے لگے جو حدیث نہایت صحیح پائی اوسکو لکھا اور باقی کو ترک کیا اور معمول یہ کیا تھا کہ ہر حدیث کی تحریر کے واسطے غسل کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور دعا کرتے کہ یا الٰہی مجھسے خطا نہووے آخر اسیطرح سولہ برس کامل محنت کرکے مسجد کے اندر منبر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے بیچ مین صحیح بخاری مرتب ہوئی اور انتقال کیا بخاری نے خرتنگ مین کہ ایک گانون ہی دو فرسخ سمرقند سے وقت نماز عشا کے اور دن عید فطر بعد نماز ظہر کے سال دو سو چھپن ۲۵۶ ہجری مین اونکو دفن کیا اور باسٹھ ۶۲ برس کی عمر آپکی تھی

## بیان مسلم کے احوال کا

انکے باپ کا نام حجاج ہی اور کنیت اونکی ابو الحسین اور لقب اونکا عساکر الدین ہی نیشاپور جو ایک شہر ہی خراسان مین وہان کے رہنے والے ہین ابو زرعہ رازی اور ابو حاتم نے جو اجلہ محدثین مین سے ہین اونکی جلالت اور امامت پر گواہی دی ہی اور صحیح مسلم اونکی نہایت عمدہ کتاب ہی تین لاکھ حدیث سے اس کتاب کو انتخاب کیا ہی اور بعضون نے اسکو صحیح بخاری پر مقدم رکھا ہی کہا حافظ ابو علی نیشاپوری نے کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح زیادہ مسلم کی کتاب سے نہین ابو حاتم رازی نے کہ اجلہ محدثین سے ہین مسلم کو خواب مین دیکھا اور اونکا حال پوچھا مسلم نے کہا کہ اللہ تعالی نے جنت کو میرے اوپر مباح کیا ہی جہان چاہتا ہون رہتا ہون اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر مین کسیکی غیبت نہین کی اور نکسیکو مارا اور نہ کسی کو برا کہا اور پیدا ہوئے تھے سال دو سو اور دو مین اور بعضون نے کہا ہی کہ دو سو چار مین اور بعضون نے کہا کہ دو سو چھ مین اور صاحب جامع الاصول نے اسی کو اختیار کیا ہی اور وفات اونکی یکشنبہ کو شام کے وقت اور دوشنبہ کے دن پچیسوین تاریخ کو رجب مین سال دو سو اکسٹھ مین مدفون ہوئے اور وفات اونکی اس طرح پر ہوئی کہ ایک مجلس مین لوگون نے آپسے ایک حدیث پوچھی تھی اوسکو نہ پہچانا اور اپنے گھر آکے سب کتابون مین تلاش کرنا شروع کیا اور لوگون نے سامنے اونکے ایک ٹوکرا کھجور کا رکھ دیا تھا آپ ایک ایک خرما کھاتے جاتے تھے یہان تک کہ وہ حدیث نکلی اور خرمے تمام ہو گئے اور یہ اونکے انتقال کا سبب ہوا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ

## احوال ابوداؤد کا

نام انکا سلیمان بن اشعث بن اسحق بن بشر بن شداد بن عمرو بن عمران الازدی سجستانی ہی اور سجستان معرب ہی سیستان کا اور سیستان ایک ملک ہی سند اور ہرات کے بیچ مین متصل ہی قندھار کے اور وہ جو ابن خلکان نے کہا ہی کہ سجستان ایک قریہ ہی قریب بصرہ کے خطا ہی تولد اونکا سنہ دو سو اور دو ہجری مین ہوا اور اکثر بلاد اسلام مین مانند مصر اور شام اور حجاز اور عراق اور خراسان وغیرہا مین سیر کی اور علم حدیث کو بخوبی جمع کیا حفظ حدیث اور عبادت اور تقوی اور صلاح مین ایک فرد کامل تھے

اور آپ ایک دامن کشادہ رکھتے تھے اور ایک تنگ کسی نے اس حال کو اونسے دریافت کیا فرمایا کہ دامن کشادہ واسطے کتابون
حدیث کے ہے اور دوسرا دامن کشادہ رکھنے کی کچھ حاجت نہین اسراف ہے اور موسیٰ بن ہارون کہ ایک امام ثقہ تھے فرماتے
کہ ابوداؤد دنیا مین واسطے حدیث کے پیدا ہوئے اور آخرت مین واسطے جنت کے اور جب اس کتاب کی تصنیف سے فارغ ہوئے امام احمد کے پاس
لے گئے اونھون نے اوسکو دیکھ کے بہت پسند کیا اور ابوداؤد نے اس کتاب کو پانچ لاکھ حدیثون سے انتخاب کیا ہے اور کل حدیثین اس کتاب مین
چار ہزار آٹھ سو حدیثین ہین اور التزام کیا ہے اس بات کا کہ حدیث صحیح ہووے یا حسن اور اسیواسطے یہ کتاب بعد صحیحین کے سب کتابون سے زیادہ معتبر
ہے اور وفات ابوداؤد کی سولھوین تاریخ شوال سے سال ۲۷۵ دو سو اور پچھتر ہجری مین ہوئی اور بصرے مین مدفون ہوئے اور عمر آپکی تہتر سال کی تھی

## احوال ترمذی کا

کنیت انکی ابوعیسیٰ ہے اور نام و نسب محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن الضحاک سلمی اور ترمذ نام ایک شہر کا ہے اور ترمذی شاگرد
ہین بخاری کے اور مسلم اور ابوداؤد سے بھی روایت کرتے ہین برسون طلب علم حدیث مین صرف کیے اور یہ کتاب انکی عمدہ
تصانیف سے ہے کئی فائدون پر بہ نسبت اور کتابون کے زیادہ مشتمل ہے اول ترتیب اسکی خوب ہے دوسرے تکرار کم ہے تیسرے ہر مقام پر
مذاہب ائمہ اور وجوہ استدلال ہر ایک کی ذکر کی ہین چوتھے ہر حدیث کے ضعف اور صحت سے بحث کی ہے پانچوین ضعف اور توثیق
راویون سے بھی تعرض ہے اور انکو خلیفہ بخاری کا کہتے ہین اور تورع اور زہد اور خوف انکا بیحد تھا خوف الٰہی سے برسون رویا کیے
آخر اندھے ہو گئے اور ایک حکایت عجیب انکی یہ ہے کہ مکے کی راہ مین ایک شیخ سے ملاقات کی اور پہلے اوس شخص سے دو جز حدیث کے
لکھے تھے اور فرصت قرارت کی نہین پائی تھی ترمذی نے اوسوقت اونسے قرارت طلب کی شیخ نے قبول کیا اور کہا کہ وہ جز نکالو
یکایک ترمذی نے جو اونکو تلاش کیا تو وہ نہ ملے اور گم ہو گئے تھے دو جز سفید کاغذ سادہ نکال کے حدیث اونسے سننے لگے شیخ کی نگاہ
جو اوس کاغذ پر جا پڑی غصے ہو کے بولے کہ کیا تم مجھسے ہنسی کرتے ہو ترمذی نے کہا کہ نہین مینے اون جزون کو گم کیا لیکن احادیث
سب مجھے اون جزون کی یاد ہین شیخ نے تعجب سے کہا کہ پڑھو ترمذی نے اول سے آخر تک پڑھ دیا اور کہین بھولے نہین تب شیخ
نے کہا کہ اسکا مجکو یقین نہین آتا سابق سے تمنے یاد کر لی ہونگی ترمذی نے کہا امتحان فرمائیے شیخ نے چالیس حدیثین غریب اپنی اونکو ایکبار
سنا دین ترمذی نے اون حدیثون کو پھر بعینہ ایک جا بھی نہ بھولے اور سنا دیا اور ایسے ایسے امتحان اونکے حافظے کے اکثر ہوا کیے اور کہتے ہین کہ جب
مین اس جامع کی تصنیف سے فارغ ہوا پہلے اس کتاب کو علماے حجاز کے سامنے پیش کیا سبنے پسند کیا بعد اوسکے علماے عراق کو سنائی وہ بھی خوش ہوئے
بعد اوسکے مینے اس کتاب کو رواج دیا اور وفات انکی ترمذ مین دوشنبے کی رات کو ستائیسوین رجب مین سال ۲۷۹ دو سو ستر اور نو ہجری مین ہوئی

## احوال نسائی کا

نام انکا ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی ہے اور یہ نسبت ہے طرف نسا کے کہ نام ایک شہر کا ہے
خراسان مین پیدا ہوئے سال دو سو اور چودہ ہجری مین اور بڑے بڑے شیخون کو اور عالمون کو حدیث کے پایا شافعی مذہب تھے
اور ہمیشہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کرتے نہایت قوی اور زبردست تھے چار بیبیان تھین ہر رات کو ایک کے پاس جاتے تھے
اور لونڈیان بھی بہت تھین اور پہلے ایک کتاب حدیث کی لکھی اور نام اوسکا سنن کبری رکھا جب اوسکی تصنیف سے فارغ ہوئے
ایک امیر نے اونسے پوچھا کہ جتنی حدیثین اس کتاب مین ہین سب صحیح ہین اونھون نے کہا کہ صحیح بھی ہین حسن بھی ہین سب قسم کی

محدثین ہین اوس امیر نے عرض کیا کہ ایک کتاب ایسی جمع کیجیے جسمین سب حدیثین صحیح ہوین تب انھون نے اوسکو خلاصہ کرکے
صحیح حدیثین منتخب کین اور نام اوسکا مجتبی رکھا اور اوسکو سنن صغری بھی کہتے ہین اور وہ جو سنن نسائی اس زمانے مین
مشہور ہے یہی سنن صغری ہی اور سبب اونکی وفات کا یہ ہوا کہ حضرت علی مرتضی رضی کی مناقب مین ایک کتاب انھون نے تصنیف
کی بعد فراغت کے انھون نے چاہا کہ اس کتاب کو جامع دمشق مین بیان کرین کہ وہان کے لوگ بسبب سلطنت بنی امیہ کے خوارج
کی طرف میل رکھتے ہین کچھہ تھوڑا سا بیان اوس کتاب کا کیا تھا کہ ایک شخص نے کہا آپ نے امیر المومنین معاویہ رضی کے مناقب مین بھی
کچھہ لکھا ہی فرمایا کہ معاویہ کو یہی کافی ہی کہ نجات پاجاوین اونکے مناقب کہان ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک
اونکے مناقب مین سے کچھہ صحیح نہین اسیطرح کچھہ کہا کہ عام لوگون نے اونکو تشیع کیطرف منسوب کیا اور لاتین مارنا شروع کین کچھہ چوٹ
اونکے فوطون مین پہونچی کہ اوسکے سبب سے آپ نیم جان ہوگئے خادم اونکے اونکو اوٹھا کے گھر مین لائے انھون نے کہا کہ مجھکو اسیوقت مکہ معظمہ مین
لیجاؤ کہ وہان جاکے مرون یا راستے مین مرجاؤن غرض مکے مین پہنچے اور صفا اور مروہ کے بیچ مین مدفون ہوئے وفات اونکی دن شنبہ تاریخ ۱۳ صفر
مین سال تین سو تین مین ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ راہ مین اونکا انتقال ہوا اور وہان سے لاش اونکی مکے مین لے گئے

## احوال ابن ماجہ کا

نام انکا ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ بن ماجہ قزوینی ربعی ہی اور ربعی نسبت ہی طرف ربیع کے کہ نام ایک قبیلے کا ہی اور
قزوین نام ایک شہر کا ہی عراق عجم مین اور یہ کتاب اونکی عمدہ تصانیف مین سے ہی اور صحاح ستہ مین بقول راجح داخل ہی اور جب
اسکی تصنیف سے فارغ ہوئے ابوزرعہ رازی کے پاس لے گئے اونھون نے اس سنن کو دیکھکے کہا کہ اگر یہ کتاب کسی شخص کے ہاتھ لگے گی
اکثر کتابین فن حدیث کی بیکار ہو جاوینگی اور واقعی یہ کتاب اختصار اور عدم تکرار مین بے نظیر ہی اور ابوزرعہ نے اس کتاب کی صحت
کی شہادت دی اور کہا کہ غالب ہی کہ اوسمین کوئی حدیث نہایت ضعیف موضوع ہوگی اور اس سنن مین بتیس کتابین ہین اونمین ایک ہزار پانسو
باب ہین اور سب حدیثین اوسکی چار ہزار ہین اور صحیح یہ ہی کہ ماجہ انکی ما کا نام تھا اور عبد اللہ دادا انکے تھے اور سنہ دو سو نو ہجری مین پیدا ہوئے
اور بہت مشایخ حدیث سے استفادہ کیا اور بخوبی اس فن سے مطلع ہوئے اور وفات انکی دوشنبے کے روز سنہ دو سو تہتر ہجری مین بتاریخ بائیسوین رمضان کی

## بیان تقلید کا

جاننا چاہیے کہ بعض محققین نے تقلید مذہب معین کو مذاہب اربعہ مین سے واجب کیا ہی اور بعضون نے مستحسن تو موافقت ان دونون
قولون مین اسی طور پر ہی کہ جو شخص عالم فن حدیث کا ہووے چارون مذہب کے ماخذ اور اصول مین واقف ہو کلام اللہ کی آیات منسوخہ و غیر منسوخہ
اور معانی اونکی مین بخوبی مطلع ہووے اور معرفت ضعف حدیث اور صحت مین بہرہ تمام ہو کیفیت رواۃ سے آگاہ ہو بہت احادیث
اوسکو مستحضر ہون اکثر کتابین حدیث کی اوسکے مطالعے سے گذری ہون تو ان سب صورتون کا جو شخص جامع ہووے اوسکو تقلید مذہب
معین کرنا مستحسن ہی اور جس شخص مین یہ شرائط متحقق نہین تقلید کا وجوب اوسکے حق مین ہی اور اس زمانے مین ایسا شخص جو اون شرائط
مذکورہ کا جامع ہووے اکثر مقامون مین متحقق نہین اگرچہ ممکن الوجود بامکان عقلی ہی اور تقلید ائمہ مجتہدین مسائل شرعیہ مین درحقیقت
اطاعت خدا اور رسول مین داخل ہی فرمایا اللہ تعالی نے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور اسیواسطے مفسرین نے اُولِی
الْاَمْرِ مِنْکُمْ سے امرا اور سلاطین مسلمین مراد لیے ہین اور مجتہدین شریعت چنانچہ بیضاوی مین ہی کہ اسکی تائید کرتا ہی قول اللہ تعالی کا

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ اسواسطے کہ مقلد کو جائز نہین کہ نزاع کرے مجتہد سے اسکے حکم مین بخلاف امر کے اور عبارت اوسکی یہ ہی وَهُوَ يُؤَيِّدُ الْوَجْهَ الْأَوَّلَ إِذْ لَيْسَ لِلْمُقَلِّدِ أَنْ يُنَازِعَ الْمُجْتَهِدَ فِي حُكْمِهِ بِخِلَافِ الْمَرْؤُوسِ انتهی کیونکر اطاعت علماے اہل اجتہاد کی اطاعت خدا اور رسول کی نہو گی حال آنکہ وہ لوگ حاملان علم نبوت اور شارحان کتاب سنت ہین اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ اور عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ اسی مضمون پر دلالت کرتا ہی اور وہ جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہین کہ تقلید ابی حنیفہ اور شافعی وغیرہما کی ایسی ہی جیسے مشرکون تقلید اپنے آبا و اجداد کی کرتے ہین جواب اوسکا یہ ہی کہ قیاس اس تقلید کا مشرکون کی تقلید پر قیاس مع الفارق ہی کیونکہ مقلدین مجتہدین کو وسائط بلوغ علم نبوت اور وسائل وصول احکام شریعت سمجھکر تقلید کرتے ہین بالاستقلال اونکو مصدر احکام نہین جانتے ہین امام ابو جعفر نے بسند متصل نقل کیا ہی کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ہم اخذ کرتے ہین اول ساتھ کتاب کے پھر ساتھ سنت کے پھر ساتھ قضایاے صحابہ کے اور عمل کرتے ہین ہم جسپر اتفاق ہوتا ہی صحابہ کا اور جسمین کہ اختلاف ہوتا ہی صحابہ کا اوسکو قیاس کرتے ہین اور مسئلے پر اور روایت کیا بیہقی نے مدخل مین بسند صحیح حضرت امام ابو حنیفہؒ سے عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ إِذَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَى الرَّأْسِ وَالْعَيْنِ وَإِذَا جَاءَ عَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْتَارُ مِنْ قَوْلِهِمْ وَإِذَا جَاءَ مِنَ التَّابِعِينَ زَاحَمْنَاهُمْ یعنی جسوقت آئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تو وہ سر اور آنکھون پر ہی اور جسوقت صحابہ سے ہو اوسمین اختیار کرتے ہین ہم اور جسوقت تابعین سے آیا ہو تو اونکی مزاحمت کرتے ہین یعنی اوسمین کلام کرتے ہین اور قیاس کو دخل دیتے ہین اور اس طرح حضرت امام صاحب تابعین کے قول مین مزاحمت نہ کرینگے کیونکہ خود بھی تابعین سے ہین اور روضۃ العلما مذکور ہی اُتْرُكُوا قَوْلِي بِخَبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی فرمایا امام صاحب نے ترک کرو قول میرا ساتھ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور فرمایا إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي یعنی جب صحیح ہوجاوے حدیث تو وہی میرا مذہب ہی اور صراط مستقیم مین ہی کہ اصحاب ابو حنیفہ کے متفق ہین کہ حدیث ہر چند اسناد اوسکا ضعیف ہو مقدم اور اولی ہی قیاس سے اور اجتہاد سے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بدون ضرورت کے عمل قیاس پر ہرگز نہین کیا اور میزان شعرانی مین ہی وَمَا طَعَنَ أَحَدٌ فِي قَوْلٍ مِنْ أَقْوَالِهِمْ إِلَّا لِجَهْلِهِ بِهِ إِمَّا مِنْ حَيْثُ دَلِيلِهِ وَإِمَّا مِنْ حَيْثُ دِقَّةِ مَدَارِكِهِ عَلَيْهِ لَا سِيَّمَا الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ أَبُو حَنِيفَةَ الَّذِي أَجْمَعَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ عَلَى عِلْمِهِ وَوَرَعِهِ وَعِبَادَتِهِ وَدِقَّةِ مَدَارِكِهِ وَاسْتِنْبَاطَاتِهِ وَحَاشَاهُ مِنَ الْقَوْلِ فِي دِينِ اللّٰهِ بِالرَّأْيِ الَّذِي لَا يَشْهَدُ لَهُ ظَاهِرُ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ یعنی نہین طعن کیا کسینے بیچ کسی قول کے اقوال مجتہدین سے مگر جاہلون نے اوس قول کے کہ جاہل ہے اوسکی دلیل سے یا دقت اور باریکی اوسکی سے خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہ اجماع کیا سلف اور خلف نے اونکے علم اور ورع اور عبادت اور دقت مدارک اور استنباطات اونکے پر اور بچے قول سے دین خدا مین ساتھ راے کے کہ نہین شہادت کی ہو اوسکی کتاب یا سنت نے اور لیکن وجوب تقلید کا واسطے غیر مجتہد کے تو اتفاق کیا اوسپر علماے امت نے کہا جلال الدین محلی نے شرح جمع الجوامع مین يَجِبُ عَلَى الْعَامِّيِّ وَغَيْرِهِ مِمَّنْ لَمْ يَبْلُغْ مَرْتَبَةَ الْاجْتِهَادِ الْتِزَامُ مَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ مِنْ مَذَاهِبِ الْمُجْتَهِدِينَ انتهی یعنی

واجب ہے عامی اور غیر عامی پر جو نہ پہونچا ہو درجۂ اجتہاد کو التزام ایک مذہب معین کا مجتہدین مذاہب سے اور کہا شیخ محی الدین
نووی نے روضۃ الطالبین میں أما الاجتہاد المطلق فقالوا اختتم بالائمۃ الاربعۃ حتی اوجبوا تقلید
واحد من ہؤلاء علی الامۃ ونقل امام الحرمین الاجماع علیہ یعنی اجتہاد مطلق تو ختم ہو گیا ساتھ آئمہ
اربعہ کے اور واجب ہے تقلید ایک کی ان میں سے امت پر اور نقل کیا امام الحرمین نے اجماع اسپر اور بحر العلوم نے شرح تحریر الہمام
میں لکھا ہے علی غیر المجتہد المطلق یلزمہ تقلید مجتہد مما من المجتہدین المطلقین یعنی جو مجتہد مطلق نہووے اسکو
لازم ہے تقلید کسی مجتہد مطلق کی تو اگر کوئی اس مقام پر کہے کہ ان اقوال سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ تقلید کسی کی ائمہ اربعہ میں سے واجب
اور ہم بھی کسی مسئلے میں جو مخالف ائمہ اربعہ کے ہو عمل نہیں کرتے بلکہ کوئی مسئلے پر موافق ابو حنیفہ کے اور کسی پر موافق شافعی کے اسطرح پر
عمل کرتے ہیں تو جواب اسکا یہ ہے کہ باعث اسکا یا تو حصول درجۂ اجتہاد ہے کہ جسکا قول صحیح موافق احادیث کے پاتے ہیں اوسپر عمل کرتے ہیں تو اسصورت
میں تقلید کی کیا حاجت ہے اور اگر بغیر حصول اجتہاد کے یہ امر ہے تو مخالف حق اور باطل ہے کیونکہ اتفاق کیا علما نے اس بات پر کہ نہیں جائز ہے
غیر مجتہد کو کہ عمل کرے ایک مسئلے میں رائے ابو حنیفہ پر اور دوسرے میں رائے شافعی پر کہا ملا علی قاری نے رسالے میں اپنے کہ تالیف کیا ہے اوسکو قفال کے
رد میں بل وجب علیہ ان یعین مذہبا من المذاہب اما مذہب الشافعی فی جمیع الفروع والوقائع واما مذہب
مالک واما مذہب ابی حنیفۃ وغیرہم ولیس ان ینتحل من مذہب الشافعی ما یہواہ ومن مذہب
ابی حنیفۃ ما یرضاہ لا کالعجوز لان ذلک یؤدی الی الخبط والخروج عن الضبط وحاصلہ یرجع
الی نفی التکلیف لان مذہب الشافعی اذا اقتضی تحریم الشیء ومذہب ابی حنیفۃ مثلا
اباحۃ ذلک الشیء بعینہ او عکس ذلک فہو ان شاء مال الی الحلال وان شاء مال الی الحرام
فلا یتحقق الحلۃ والحرمۃ وفی ذلک انعدام التکلیف وابطال فائدتہ واستیصال قاعدتہ
وذلک باطل انتہی ما ذکرہ بلکہ واجب ہے اوسپر تعیین ایک مذہب کی یا مذہب شافعی کی جمیع فروع اور وقائع میں
یا مذہب مالک کی یا مذہب ابو حنیفہ کی اور یہ نہیں کہ جو چاہے مذہب شافعی سے اختیار کرے اور جو چاہے مذہب ابی حنیفہ سے
کیونکہ جواز میں اسکے کام مودی ہوگا طرف خبط کے اور نکلنے کے ضبط سے اور حاصل اسکا نفی تکلیف ہے کیونکہ جب مذہب شافعی مقتضی تحریم کو
کسی امر کے ہو اور مذہب ابو حنیفہ کا مثلا اوسکی تحلیل کو تو جب چاہے مائل ہو طرف حرام کے اور جب چاہے طرف حلال کے
تو حلت و حرمت کا تحقق و تقرر جاتا رہا اور اسمیں صریح انعدام تکلیف ہے اور ابطال ہے اوسکے فائدے کا اور استیصال ہے اوسکی
بنا کا اور یہ باطل ہے اور کہا تحریر میں لا یخفی فی ان یکون حنفیا فی بعض المسائل وشافعیا فی بعض احق
نہیں ہے یہ کہ حنفی ہو بعض مسائل میں اور شافعی بعض میں اور شرح عین العلم میں ہے فلو التزم احد مذہبا کابی حنیفۃ
کالشافعی فلزم علیہ الاستمرار فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل یعنی جسنے لازم پکڑا ایک مذہب مثلا
مذہب ابو حنیفہ یا مذہب شافعی کا تو واجب ہے کہ ہمیشہ اوسی مذہب پر رہے اور سوا اوسکے کسی مسئلے میں غیر کی تقلید کرے اور کہا
ابن عبد البر نے ان تتبع رخص المذاہب غیر جائز بالاجماع یعنی تلاش رخصتوں کا ہر مذہب میں ممنوع ہے بالاجماع
اور تفسیر احمدی میں ہے فالتزم مذہبا یجب علیہ ان یدوم علی مذہب التزمہ ولا ینتقل عنہ الی مذہب آخر

یعنی جس مذہب کو التزام کرے تو چاہیے کہ ملازمت کرے اوسپر اور نہ پھر جاوے طرف دوسرے مذہب کے الحاصل ان روایات و
اقوال سے بخوبی واضح ہی کہ جو شخص پایۂ اجتہاد کا نہ رکھتا ہو خواہ عامی ہو یا غیر عامی تقلید مذہب معین کی اوسکو واجب ہے اور وجوب
تقلید پر بہت سی دلیلیں ہین کہ اونکو اس مقام مین ذکر کرنا مناسب ہی دلیل پہلی یہ ہی جو ہمنے اس مقام مین قول اکابر علماے امت کے
اس باب مین بیان کیے دلیل دوسری ایسی ہی کہ اوسمین خصم کو جاے کلام نہین وہ یہ ہی کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب ارشاد
فرمایا کہ مسائل میرے ماخوذ ہین احادیث اور آیات سے تو دو حال سے خالی نہین یا اس قول کی تصدیق کرتے ہو یا انکار کرتے ہو
اور اوسکو کذب جانتے ہو بر تقدیر اول تو تابعداری اس مذہب کی جمیع مسائل مین واجب ہوگی و بر تقدیر ثانی ہین اگر احتمال کذب کا
جیسے امام صاحب کی طرف ہی اسی طرح جائز ہی کہ احتمال کذب کا بخاری مسلم کی طرف ہووے مثلا جب امام صاحب کہ مصداق
خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ہین یون فرماوین کہ مسائل بیان کیے ہوے ہمارے ماخوذ ہین
کتاب و سنت اور قضایاے صحابہ سے تو قول اونکا لائق اعتماد نہوا اور جب بخاری مسلم وغیرہما کہ اونسے نہایت متاخر ہین ذکر کرین
کہ یہ حدیث ہمکو فلانے سے پہونچی ہی تو قول اونکا بغیر گفتگو مقبول ہو جاوے تو جیسا جائز ہی کہ امام اعظم نے کذبا یہ کہا ہو کہ مسائل بیان
کیے ہوئے میرے ماخوذ ہین کتاب اور سنت سے اور واقع مین وہ مسائل اختراعی اور عقلی ہون اسیطرح جائز ہی کہ بخاری مسلم وغیرہما
نے کذبا کہا ہو کہ یہ حدیث ہمکو فلانے سے پہونچی ہی تو ایک کی بات کو صادق جاننا اور دوسرے کی بات کو باوجود بزرگی اور فضل کے
کذب شمار کرنا ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح ہی دلیل تیسری یہ ہی کہ اس زمانے مین اکثر غیر مقلد جو علما سے سن لیتے ہین کہ یہ قول موافق
حدیث کے ہی اور اوسپر عمل کرتے ہین تو تعجب ہی کہ قول اون علما کا جنکو امام صاحب کی نسبت بالکل وقوف نہین لائق اعتبار
ہو جاوے اور امام صاحب کا قول لائق اعتماد اور عمل کے نہووے اور یہ نہایت درجے کا جہل ہی دلیل چوتھی یہ ہی کہ اکثر علما اور
فضلا اور اولیاء اللہ اس امت مین اتباع مذہب حنفیہ کرتے چلے آئے ہین تو احتمال بطلان اس مذہب کا ایک شخص کے قول سے
کس طرح جائز ہوگا بیت ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند ۔ روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را ۔ دلیل پانچوین
یہ ہی کہ حدیث صحیح مین وارد ہی اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ یعنی اطاعت کرو بڑے گروہ کی اور جو
اوسمین سے نکلجاوے نکالا دوزخ مین آور فرمایا اللہ تعالی نے وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ
جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ یعنی جو شخص مومنون کی راہ کے سوا اور راہ طلب کرے پھیرینگے ہم اوسکو جس طرف پھرا اور
داخل کرینگے اوسکو جہنم مین اور بری ہی وہ جگہ پھر جانے کی اور حال انکہ اکثر لوگ امت کے تقلید مذہب ابوحنیفہ پر ہین اور بعض
باقی اور مذاہب ثلثہ باقیہ کے کما ملا علی قاری نے وَاَمَّا اِتِّبَاعُ اَبِي حَنِيفَةَ قَدِيمًا وَحَدِيثًا فَفِي الْاِزْدِيَادِ فِي
جَمِيعِ الْبِلَادِ سِيَّمَا فِي بِلَادِ الرُّومِ وَمَا وَرَاءَ النَّهْرِ وَوِلَايَةِ الْهِنْدِ وَالسِّنْدِ وَاَكْثَرِ اَهْلِ خُرَاسَانَ وَ
عِرَاقٍ مَعَ وُجُودِ كَثِيرٍ مِنْهُمْ فِي بِلَادِ الْعَرَبِ بِالْاِتِّفَاقِ وَاَظُنُّ اَنَّهُمْ يَكُونُونَ ثُلُثَيِ الْمُسْلِمِينَ بَلْ
اَكْثَرُ عِنْدَ الْمُهَنْدِسِينَ بِالْاِتِّفَاقِ یعنی اتباع مذہب ابی حنیفہ کا تو زیادتی پر ہی قدیم سے اور جدید سے
تمام شہرون مین خاص کرکے روم کے ملکون مین اور ماوراء النہر کے اور ولایت ہندوستان اور سندہ اور اکثر اہل خراسان
اور عراق مین باوجود اسکے کہ بہت لوگ ہین عرب مین بالاتفاق اور جانتا ہون مین کہ ہونگے وہ دو ثلث مسلمانونکے بلکہ

ظاہر حدیث پر تو ہوگا تارک اوس چیز کا جو واجب ہی اوسپر اور کفایہ حاشیہ ہدایہ مین مسطور ہی العامی اذا سمع حدیثا
لیس لہ ان یاخذ بظاہرہ لجواز ان یکون مصروفا عن ظاہرہ او منسوخا بخلاف الفتوی اور معنی
اسکے وہی ہین جو اوپر بیان کیے اور بھی کفایے مین مرقوم ہی ان المفتی ینبغی ان یکون ممن یوخذ عنہ الفقہ
ویعتمد علیہ فی البلدۃ فی الفتوی واذا کان المفتی علی ہذہ الصفۃ فعلی العامی تقلیدہ وان کان
المفتی اخطأ فی ذلک ولا یعتبر بغیرہ ہکذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ وابن رستم عن محمد
وبشیر عن ابی یوسف انتہت یعنی چاہیے کہ مفتی ہو اون شخصون سے کہ لی جاتی ہی اون سے فقہ اور اعتماد کیا جاتا ہی اوسپر شہرون
بیچ فتوے کے اور جبکہ ہو مفتی اس صفت پر پس عامی پر لازم ہی تقلید اوسکی اگرچہ مفتی نے خطا کی ہو اوس مسئلے مین اور نہ اعتبار کرے
ساتھ غیر اوس مفتی کے ایسا ہی روایت کیا ہی حسن نے ابو حنیفہ سے اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشیر نے امام ابو یوسف سے
اور مسلم الثبوت مین ہی کہ اجماع کیا ہی محققین نے اوپر منع عوام کے تقلید صحابہ سے بلکہ اونپر لازم ہی اتباع اون لوگون کا کہ جلا دی ہی انہون
نے اور باب باب کیا ہی اونہون نے پس مہذب اور منقح کیا ہی اونہون نے اور جمع کیا ہی اونہون نے اور اسی پر بنا کیا ہی ابن الصلاح نے منع کو
تقلید سے سوا چار امامون کے کیونکہ یہ بات نہین جانی گئی ہی غیر مین ان چار کے اور اوسمین کلام ہی اور وہ جو بعض لوگ کہتے ہین کہ
اللہ اور رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہین ان معنی کر صحیح ہی کہ اصل مضامین اوسکے ایسے نہین ہین کہ بیان کیے سے سمجھ مین ہر خاص و عام
کے نہ آوین مثل مطالب منطق اور علم فلسفہ کے اور ان معنی کر غلط ہی کہ اوسکے مضامین کو سمجھکر عبارت سے نکال لینا اور بیان کر دینا
ہر امی اور ان پڑھے کو آسان ہی بلکہ بعض مضامین ظاہر ہین نہایت آسان اور سہل ہوتے ہین لیکن حقیقت اوسکی سوا و تفتیش کے اونکو
نہین کھلتے پس اگر ظاہر پر ایسے مضمون کے یہ شخص بدون تحقیق کے واقفون سے باوجود استطاعت اور قدرت سوال کے عمل کریگا تو عجب
نہین کہ مواخذہ دار ہووے علاوہ اسکے قول امام ابو حنیفہ پر ہم اسطرح سے عمل نہین کرتے کہ یہ بالذات اونہین کا قول ہی بلکہ اسطرح پر کہ یہ قول
اونکا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہی اور موافق شریعت کے ہی تو قول ابو حنیفہ اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین
کچھ منافات نہین بلکہ کوئی قول ابو حنیفہ کا اس قسم سے نہین پایا جاتا جسکی دلیل کچھ احادیث و آیات سے نہووے اور پھر در صورتیکہ عمل عامی کو
ظاہر حدیث پر منع ہووے اور قول ابو حنیفہ کا موافق قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہووے عمل کرنا احادیث پر اپنی رائے کے موافق اور
ترک کرنا تقلید ابو حنیفہ کی نہایت عقل و انصاف سے بعید ہی اور ابو شامہ سے جو منع تقلید مین مروی ہی تو بر تقدیر صحت نقل کے وہ طعن نسبت
اون لوگون کے ہی کہ جنہون نے حرام کہا ہو نظر کرنے کو کتب احادیث مین اور ہم لوگ اسکو ہرگز حرام نہین کہتے بلکہ موجب اجر جزیل اور ثواب کا
جانتے ہین اور مشارق الانوار مین جو خلاف حدیث کے چلنے سے منع کیا ہی بعد متحقق ہو جانے اوس بات کے کہ یہ مخالف ہی اوس حدیث کے
سو وہ کچھ مخالف ہمارے نہین ہی اور علی ہذا القیاس یہی مراد ہی ان قولون سے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت مین
لکھا ہی کہ مصلحت اور قرار داد علما کا آخر زمانے مین تعیین اور تخصیص مذہب ہی کہ ضبط اور ربط کار دین و دنیا اسی مین ہی پہلے سے تخییر
ہی جسکو اختیار کرے ہو سکتا ہی اور بعد اختیار ایک مذہب کے دوسرے مذہب کیطرف جاوے تو وہم سوء ظن اور تفرق کے اقوال اور اعمال
مین ہوگا پس قرار داد متاخرین مختار اور درست یہی ہی خیر اب کبھی مجتہد کے تابع کو نہین پہونچتا ہی کہ اگر کوئی حدیث مخالف
اپنے مذہب کے پاوے اپنے مذہب کو چھوڑے اور اوس حدیث پر عمل کرے یہ طریقہ متقدمین کا ہی علما کہ اس سلف نے منع شناعت

مجتہدون کے کوئی طریقہ نہین ہی اور حکم مجتہد کا درحقیقت حکم کتاب و سنت ہی اور کلام صاحب فتح العزیز یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز کا
اس آیت کی تفسیر مین بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا کی منع مین اوس تقلید سے کہ مشرکین اوسکو مقابلے مین حکم خدا و
رسول کے پیش کرتے تھے ہی نہ منع مین اس تقلید سے کہ فی الحقیقت اطاعت خدا اور رسول کی ہی اوسطرح مولانا صاحب منع
کرتے اس تقلید کو حال آنکہ خود بھی مقلد تھے اور خود اسی تفسیر مین فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا کے تحت مین فرماتے ہین کی اون لوگون سے
جنکی اطاعت بحکم خدا فرض ہی مجتہدین شریعت اور شیوخ طریقت ہین کہ حکم اونکا بھی وجوب الاتباع ہی عوام امت پر کیونکہ فہم اسرار شریعت اور
دقائق طریقت انکو میسر ہو فرمایا اللہ تعالی نے فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی پوچھو اہل نصیحت سے
اگر تم نہین جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید مین لکھا ہی کہ جان تو بیشک تمسک کرنے مین ساتھ ان مذاہب اربعہ کے
مصلحت عظیمہ ہی اور اعراض مین اوس سے بڑا مفسدہ ہی اور ہم بیان کرینگے اوسکو کئی وجہون سے انتہی طعن دوسرا احکو صحاح
کی کتابین جو احادیث کے فن مین اور کتابون سے زیادہ معتبر ہین اکثر جا محدثین شافعیہ کے موافق ہین اور حنفیہ کے مخالف تو ان
اصحاب ست مین عدم اتباع مذہب حنفیہ ہوگا جواب صحاح ستہ کے ماسوا اور بہت سی کتابین حدیث کی ہین کہ جنکو محدثین نے
بیان کیا ہی مثلا معاجم طبرانی کی موطا امام محمد کی مصنف ابن ابی شیبہ کا کتابین دارقطنی کی تصانیف طحاوی کی تصانیف
ابن حبان و حاکم کی وغیرہا اور صحاح ستہ کی شہرت مبنی ہی اس بات پر کہ اکثر حدیثین ان کتابون کی صحیح ہین جیسا کہ اوپر ہم کہہ چکے
اور یہ لازم نہین کہ جو حدیث ان کتابون مین نہووے وہ صحیح نہووے سیکڑون حدیثین صحیح ایسی ہین بخاری مسلم کی شرط پر
کہ ان کتابون مین موجود نہین طعن تیسرا حنفی مذہب کو چونکہ یہ لوگ اکثر جا مخالفت حدیث کی کرتے ہین اور قیاس اور راے
کو دخل دیتے ہین اسواسطے نام انکا اہل الراے ہوا اور یہ نام انکا قدیم سے ہی ترمذی مین جابجا انکے مسائل مذہب حنفیہ کو لکھکر
وَھُوَ قَوْلُ اَھْلِ الرَّاْیِ لکھا ہے جواب ظاہرا اہل راے کہنے کا سبب ہوا تھا کہ امام ابوحنیفہ صاحب کے وقت مدارک اور باریکی انکی بات
اس قسم کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ مین قول اونکا بلا تامل و فکر نہین آتا تھا اسوجہ سے بعض لوگون نے اونکو اہل راے کہنا شروع کیا
اور یہ نام وجہ طعن نہین ہوسکتا الا اوس صورت مین کہ مسائل انکے مجرد راے اور اختراع عقل پر مبنی ہوں حال انکہ کوئی مسئلہ انکا
اس قسم کا نہین جسکے ساتھ اور مجتہد نے بھی تمسک کیا ہو اور کیونکر اہل راے یہ لوگ ہونگے حال انکہ انکے نزدیک حدیث ضعیف مرسل
مقدم تر اور اولی تر ہی قیاس اور اجتہاد سے برخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث مرسل کو قبول نہین کرتے تو اگر کسینے ازراہ تعصب
یا کسی اور وجہ سے کوئی کلام خلاف انکی شان کے کہا تو اوسپر اعتبار کرنا درصورتیکہ وہ مطابق واقع اور نفس الامر کے نہووے نہایت بیجا ہی
اور کوئی ایسا شخص جو کسی فن مین کامل ہووے نہین گذرا کہ کسینے اوسکے کلام مین رد و قدح نہ کیا ہو اور اوسکی شان مین کچھ نہ کہا ہو
یہانتک کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ باتفاق مشایخ طریقت اور علماے شریعت کے اولیاے کبار سے ہین اور سب
اہل حق [illegible] سے انکی ولایت اور علو درجہ مین کلام نہین لیکن ابن جوزی محدث نے کیا کیا انکی شان مین کہا ہی اوسیطرح
محاربات و مشاجرات و منازعات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سمجھنا چاہیے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دوسری جانب کو برا
سمجھنے لگے مثلا ترمذی نے امام ابوحنیفہ کی شان مین جو بیان کیا تو ترمذی کی برائی کرنا ہمکو لازم نہین یا ابن الجوزی نے [illegible]
رحمۃ اللہ علیہ کی شان مین کہا ہے تو ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کی برائی کرنا اور انپر طعن کرنا لازم نہین طعن چوتھا یہ کہ

لوگون نے مقرر کر لیے ہین اسکا حکم کچھ خدا اور رسول نے نہین فرمایا ہی بلکہ ان لوگون نے اپنے دل سے چار مذہب مقرر کرکے حق کو انہین
حصر کیا اور جو قول کہ اونکے مخالف ہی اوسکو باطل ٹھہرایا پس دلیل شرعی اس باب مین کوئی پائی نہین جاتی جواب اس طعن کا یہ ہی کہ ادلۂ شرعیہ
مین چار ہین ایک اون مین اجماع امت بھی ہی اور اطاعت اہل اجماع کی فرض ہی اور اجماع کیا امت محمدی کے علما صاحب العلم والعلوم
نے ان چار مذہبون پر اور اتفاق کیا اس بات پر کہ جو ان چارون کے مخالف ہو وہ باطل ہی چنانچہ تفسیر احمدی مین ہی وَمَا خَالَفَ الْاَئِمَّةَ
الْاَرْبَعَةَ مُخَالِفٌ لِلْاِجْمَاعِ وَقَدْ صَرَّحَ فِي التَّحْرِيرِ اَنَّ الْاِجْمَاعَ انْعَقَدَ عَلٰى عَدَمِ الْعَمَلِ بِمَذْهَبٍ مُخَالِفٍ
الْاَرْبَعَةِ لِانْضِبَاطِ مَذَاهِبِهِمْ وَكَثْرَةِ اَتْبَاعِهِمْ یعنی جو حکم مخالف ہو ان چار امامون کے قول سے وہ اجماع کے
مخالف ہی اور تصریح کی ہی ابن الہمام نے تحریر مین کہ تمام علما کا اجماع ہوا ہی عمل نکرنے پر اوس مذہب کے جو مخالف ہو ان چار امامون کے
اسواسطے کہ ان امامون کا مذہب ضبط اور آراستہ ہوا ہی اور انکے اتباع کرنے والے بہت لوگ ہین حاصل یہ ہی کہ ان امامون کے
مقلدین سواد اعظم مین داخل ہین اور سواد اعظم کی متابعت کرنے کو حدیث مین حکم ہی اور اسکا بیان گذرا اور غایۃ الاوطار مین مرقوم
ہی وَفِي زَمَانِنَا هٰذَا قَدِ انْحَصَرَتْ صِحَّةُ التَّقْلِيْدِ فِي هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ فِي الْحُكْمِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ بَيْنَهُمْ
وَفِي الْحُكْمِ الْمُخْتَلَفِ فِيْهِ اَيْضًا قَالَ الْمَنَاوِيُّ فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ يَمْتَنِعُ الْيَوْمَ تَقْلِيْدُ غَيْرِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ
فِي قَضَاءٍ وَلَا اِفْتَاءٍ ہمارے اس زمانے مین منحصر ہوئی ہی تقلید ان چار مذہب مین خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پھر ان
چار کے سوا اور کسی کی تقلید جائز نہین اور کہا مناوی نے جامع صغیر کی شرح مین جائز نہین ہی اس زمانے مین تقلید کرنی سوا ان چار
امامون کے نہ تو قضا مین نہ فتوے مین یعنی قاضی کو درست نہین کہ ان مذاہب کے سوا اور کا حکم کرے اور مفتی کو درست نہین کہ
برخلاف انکے فتوی دے اور تفسیر احمدی مین ہی قَدْ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلٰى اَنَّ الْاِتِّبَاعَ اِنَّمَا يَجُوْزُ لِلْاَرْبَعَةِ فَلَا يَجُوْزُ
الْاِتِّبَاعُ لِمَنْ حَدَثَ مُجْتَهِدًا مُخَالِفًا لَهُمْ یعنی بیشک اجماع ہوا ہی اس بات پر کہ اتباع سوا ان چار مذہبون کے کسی کا
جائز نہین نہین جائز ہی اتباع شخص کا جو نیا مجتہد مخالف انکے نکلے اور اوسی کتاب مین ہی وَالْاِنْصَافُ اَنَّ انْحِصَارَ
الْمَذَاهِبِ فِي الْاَرْبَعَةِ وَاتِّبَاعَهُمْ فَضْلٌ اِلٰهِيٌّ وَقَبُوْلِيَّةٌ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا مَجَالَ فِيْهِ لِلتَّوْجِيْهَاتِ
وَالْاَدِلَّةِ یعنی انصاف یہ ہی کہ منحصر ہونا مذہبون کا ان چار مین اور اتباع انکا فضل الہی ہی اور مقبولیت ہی اوسکی نزدیک اللہ تعالی کے
اوس مین کچھ دلیل اور توجیہ کو دخل نہین طعن پانچوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین ہر ایک صحابی جیسی حدیث
کو پاتے تھے اوسی طرح پر عمل کرتے تھے مجتہد ہو یا عامی نہ یہ کہ کسی صحابی معین کی جو مجتہد ہوتا صرف اوسی کی تقلید اختیار
کرتے اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل مین لاتے تھے تو اب اس زمانے مین بھی موافق اوسکے عمل کرنا صواب ہی [illegible]
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین یا اوس زمانے مین جو آپ کی وفات سے قریب تھا اکثر لوگ صحابی تھے کہ کبھی
جو غیر معتبر ہو کبھی بیان نہین کرتے تھے احتمال کذب کا اونکی نسبت ہرگز نہ تھا اسی واسطے جو شخص کہ کوئی حدیث کسی صحابی یا
تابعی سے قبول کرتا تھا بے اعتبار کے اوسپر عمل کرتا تھا برخلاف اس زمانے کے کہ ہزارون قسم کی مشتبہ اور
جھوٹ ملا دیا کر لیے ہین راوی حدیث کے سبب کے موقوف ہو گئے تو اس صورت مین ہر شخص [illegible] [illegible]
جب تک کہ کمال کیفیت روات اور احادیث سے واقف تھے وہ اور لوگون کو بتلا دیتے تھے اور لوگ اون کی تقلید کرتے تھے

طعن پانچوان

قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا اس زمانے کا حماقت ہی اور بہت سے مطاعن جو غیر مقلد بیان کرتے ہین اونکا
جواب بھی ان جوابات سے حاصل ہوگا اور حبیب سب شبہون و طعنون کا حل ہوا تو معلوم نہین کہ جواور طعن ہین وہ کیسے ہونگے مسلمانون کو لازم
ہو کہ انکی باتون کی طرف خیال نکرین اور جس طریقے پر کہ اکابر علمائے امت اور ہزارون اولیاء اللہ محبوب خدا کے چلتے رہے اوسی
پر چلین اور ایک مکر اس فرقے کا یہ ہی کہ نام اپنا بمقابلہ حنفی شافعی کے محمدی رکھا ہی اس وجہ سے کہ ہم لوگ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا اختیار کرتے ہین اور اوسکی پیروی کرتے ہین برخلاف مقلدین کے کہ اون لوگون نے خلاف طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ابو حنیفہ اور شافعی کا طریقہ اختیار کر لیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو ترک کیا ہی اور یہ نہین سمجھتے کہ طریقہ ابو حنیفہ
یا شافعی کا بعینہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کچھ اوسکے مخالف نہین اور تسمیہ انکا ان نسبتون کے ساتھ بوجہ تقلید معین
کے ہی ورنہ تمام اہل حق محمدی ہین حاجت انکی تخصیص کی کیا ہی اور دوسرے یہ کہ اس زمانے مین جو معروف کتابین مشہور اور سب رواج پا گئی ہین
مثل مشکوۃ شریف وغیرہ کے اونمین اپنے مذہب کے موافق احادیث نکال کے عوام مقلدین سے بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حدیثین صحیح انکتابون
مین منحصر ہین اور تمہارے مسائل صریح مخالف ان احادیث کے ہین قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوڑ کے قول ابو حنیفہ اختیار کرتے ہو نہین جانتے
کہ بہت سی کتابین الیسی حدیث کی ہین کہ انھون نے خواب مین بھی نہ دیکھی ہونگی اور ہزارون حدیثین صحیح بخاری و مسلم کی شرط پر ان کتابون مین موجود ہین

## فصل بیچ اصطلاحات کتاب کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ صاحبین کا لفظ اس کتاب مین جہان آیا ہی مراد اوس سے امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ ہین اور طرفین سے
امام محمد اور امام ابو حنیفہ اور شیخین سے امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ اور اس کتاب مین حرف صاد جو قلم جلی سے لکھا ہی
مراد کتاب اصل شرح وقایہ ہی اور حرف فا سے زیادات اور جو احادیث کہ زائد مضمون اصل کتاب پر ہین بطریق فوائد کے
مراد ہین اور جہان مطلق امام ہی مراد امام ابو حنیفہ ہین اور ائمہ اربعہ سے امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور امام احمد رحمہم اللہ
مراد ہین اور لفظ شیخین سے ذکر احادیث مین بخاری اور مسلم مقصود ہین اور جماعت سے چارون علماے باقی یعنی
ابن ماجہ اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی رحمہم اللہ منظور ہین اور مقصود اصلی تصنیف و تالیف اس کتاب سے فائدہ
خلق اللہ ہی نہ کسیکا رد اور نہ کسیکا اظہار خطا منظور ہی تو اب یہ بندہ عاصی پر معاصی فقیر حقیر ننگ خاندان محتاج رحمت ایزد منان
محمد وحید الزمان ولد مولوی مسیح الزمان لکھنوی فاروقی حنفی مؤلف اسکا اون صاحبون کی خدمت مین جو
اس کتاب کے مطالعے سے مسرور اور محظوظ ہون عرض رسا ہی کہ جس جگہہ پر اور راہ خطاے انسانی کے کوئی قسم کی لغزش
دیکھین تو پردہ عفو سے چھپاوین اور مجھ گنہگار اور میرے والدین اور تمامی عزیز و اقارب اور عامہ مسلمین کیلئے واسطے دعاے
خیر کرین اور اس کتاب کے پڑھنے کا یہ طریقہ رکھین کہ جس جگہہ پر نام مبارک حضرت سیدنا و مولانا و رسولنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم کا آوے آپ پر صلوۃ و سلام بھیجین کیونکہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ جس شخص پر ذکر کیا جاوے نام میرا اور وہ درود نہ بھیجے
پھر تو وہ بڑا بخیل ہی اور حقیقت مین بڑے افسوس کی بات ہی کہ جو دنیا مین کسیکا دوست ہوتا ہی اوسکے ذکر کے وقت
مع الذکر ثنا مین اوسکی مشغول ہوتا ہی اور حبیب محبوب خدا شافع روز جزا پیغمبر حق جناب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنا ہوے
اور پھر لوگ محروم ثواب صلوۃ و سلام سے رہین اور جس کسیکا آپکے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین سے ذکر آوے اوس پر

رضی اللہ عنہ کا کہنا ضرور جانین اور تابعین کو اور علما کو بکلمۂ رحمۃ اللہ علیہ اکتفا کرین اور قبل شروع اس کتاب کے بادب
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود شریف تین بار اور سورۂ اخلاص تین بار اور الحمد ایکبار پڑھین اور ثواب اسکا تمام صحابہ
اور علما اور سب بزرگان دین کو پہونچا دین بعد اسکے کتاب کو مطالعہ کرین اور پھر بعد فراغ کے بھی ایسا ہی کرین اور یہ
تصور کرتے رہین کہ جتنا علم ہم سیکھتے ہین یا سکھاتے ہین وہ سب خالصاً خدا کے واسطے اور اوسکی رضامندی کیلیے اور عمل کرنے کیلیے
کرتے ہین اور غرض دنیا اور تحصیل مال کبھی علم سے نرکھے کہ بعد رعایت ان سب شرائط کے ضرور اللہ تعالی اوسکے علم مین برکت دیگا
اور توفیق عمل کی عطا فرماویگا اَللّٰهُمَّ وَفِّقْ لَنَا بِالْخَيْرِ وَاجْعَلْ خَيْرَ اُمُوْرِنَا بِالْخَيْرِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ
عَلَيْنَا مُهِمَّاتِ الْعِلْمِ وَاَعْطِنَا عِلْمًا نَافِعًا وَفَهْمًا كَامِلًا وَقَلْبًا خَاشِعًا وَبَطْنًا
مُشْبَعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا يَا اَللّٰهُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ
وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ
الْعٰلَمِيْنَ تَمَّتْ مُقَدِّمَةُ الْكِتَابِ وَيَتْلُوْهَا
كِتَابُ الطَّهَارَةِ اَللّٰهُمَّ تَمِّمْ بِالْخَيْرِ
يَا كَرِيْمُ يَا وَهَّابُ
فقط

## فہرست نور الہدایہ ترجمۂ اردو شرح وقایہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الجزء الاول کتاب الطهارة

**فصل وضو کے بیان مین** فرمایا اللہ تعالی نے اے ایمان والو جب کھڑے ہو تم طرف نماز کے پس دھولو اپنے موںہہ کو اور ہاتھون کو کہنیون تک اور مسح کرو اپنے سر کا اور دھوؤ پانون کو ٹخنون تک فرض وضو مین چار چیزین ہین پہلے دھونا موںہہ کا پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اور شمس الائمہ کے نزدیک اگر درمیان کان اور رخسارے کے ترکرے اور پانی نہ بہاوے کافی ہے جیسا کہ کہا ہے ابو یوسف نے کہ وضو کرنے والا اگر ترکرے سب اعضا وضو کو اور پانی جاری نہ کرے جائز ہے مگر علما نے معنی اسکے یون بیان کیے ہین کہ ہر عضو سے دو دو قطرے جاری ہووین اگرچہ پے در پے نہ ہوین دوسرے دھونا دونون ہاتھون کا کہنیون سمیت تیسرے دھونا دونون پیرون کا ٹخنون سمیت اور امام زفر کے نزدیک کہنیان اور ٹخنے دھونا فرض نہین اور ٹخنا روایت مین ہشام کی امام محمد سے وہ ہڈی ہے جو بیچ قدم مین ہے نزدیک گرہ تسمے جوتی کے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ ہڈی اونچی ہے جس پر پنڈلی کی ہڈی ختم ہوئی ہے چوتھے مسح کرنا چوتھائی سر کا **ف** کیونکہ روایت کیا مسلم اور طبرانی اور ابو داؤد اور بغوی نے مغیرہ بیٹے شعبہ سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسح کیا اوپر پیشانی اپنی کے اور اوپر عمامے اور موزون کے اور پیشانی آگے سے چوتھائی سر کے برابر ہوتی ہے اور روایت کیا ابو داؤد اور حاکم نے انس سے کہا کہ دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے اور اونکے سر پر عمامہ تھا پس لائے ہاتھ اپنا نیچے عمامے کے اور مسح کیا مقدم سر کو اور مقدم سر آگے سے چوتھائی سر کو کہتے ہین اور روایت کیا ایسا ہی بیہقی نے عطا سے اور شافعی نے اور آگے سے چوتھائی سر کا مسح کرنا حضرت عثمان سے مروی ہے روایت کیا اسکو سعید بن منصور نے اور ابن عمر سے صحیح ہوا ہے کہ اکتفا کیا اونھون نے ساتھ مسح بعض سر کے روایت کیا اوسکو ابن المنذر نے اور کسی صحابی سے انکار اسکا

صحت کو نہین پہونچا یہ مضمون فتح الباری مین ہی **ص** مگر امام شافعی کے نزدیک اگر ایک بال یا دو بال کا بھی مسح کریگا
درست ہوجاویگا اور امام مالک کے نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہی اور مسح چوتھائی داڑھی کا امام اعظم صاحب کے نزدیک
فرض ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک تمام داڑھی کا مسح فرض ہی اور مشہور روایت مین امام ابو حنیفہ سے ساری داڑھی
کا مسح فرض ہی اور وہی صحیح اور مختار ہی اور مسح کہتے ہین تر ہاتھ کو اوس عضو پر جسکا مسح کرنا ہی پہونچانا چاہیے نیا پانی برتن سے
لے یا جو تری اعضا کے دھونے سے باقی ہو اوس سے مسح کرے اور جو تری ہاتھ مین بعد مسح کرنے کسی عضو کے باقی رہے یا ہاتھ
کو بعضا ے مغسولہ یا ممسوحہ سے ترکیا اور اوس سے مسح کرے جائز نہوگا اور ایسا ہی ہو موزے کے مسح مین اور اگر بعد مسح کے سر منڈا وے دوبارہ
مسح کرنا لازم نہ آویگا یا وضو کیا اور پھر ناخون کتروائے تو نئی جگہ کا پھر دھونا واجب نہین اور سنت وضو مین جو وہ پہلے دھونا ہاتھ کا
بند دست تک **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاگے تم مین سے کوئی تو نڈالے اپنا ہاتھ پانی مین جب تک
اوسکو تین بار نہ دھولے اسواسطے کہ وہ نہین جانتا کہ کہان رہا ہاتھ اوسکا یعنی پاک جگہ یا ناپاک جگہ۔ روایت کیا اسکو بخاری
اور مسلم نے ابو ہریرہ سے **ص** اور یہ دھونا بعض مشایخ کے نزدیک قبل استنجے کے ہی اور بعضون کے نزدیک بعد استنجے کے
اور بعضون کے نزدیک قبل استنجے کے بھی دھووے اور بعد اوسکے بھی دھووے **ف** درمختار مین اسیکو اختیار کیا ہی کہ قبل استنجے کے
بھی دھووے اور بعد اوسکے بھی دھووے **ص** اور دھونے کا طریق یہ ہی کہ برتن کو پہلے بائین ہاتھ مین لیکر داہنا ہاتھ دھووے
اور پھر داہنے مین لیکر بائین ہاتھ کو دھووے تین تین بار اگر برتن چھوٹا ہو اور اوٹھ سکے اور اگر برتن بڑا ہی کہ اوٹھانا اوسکا ممکن
نہین تو کسی چھوٹے برتن سے پانی نکال کے دھووے جیسا کہ اوپر ذکر کیا اور اگر چھوٹا برتن نہو تو بائین ہاتھ کی انگلیونکو
ملا کے اوسمین ڈالے اور ہتھیلی داخل نکرے اور پانی نکال کے داہنے ہاتھ پر ڈالے اور انگلیون کو آپس مین خوب ملے اسی طرح تین
بار کرے بعد اوسکے داہنے ہاتھ کو بھی طرح ڈالکے پانی نکالے اور اس حدیث مین جو ہاتھ ڈالنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے منع کیا ہی جب ہی کہ برتن چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اوسکے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو لیکن جب کہ برتن بڑا ہو اور اوسکے ساتھ چھوٹا
برتن نہو تو منع یہ ہی کہ خوب مبالغے کے ساتھ ہاتھ ڈالکے پانی کو نکالے یہ سب صورتین جب ہین کہ اوسکے ہاتھون مین نجاست
نہو اور اگر نجاست ہو تو ہاتھون کو دھونا نجاست سے بغیر اس بات کے کہ پانی نجس ہو ضرور ہی دوسرے شروع مین وضو کے اللہ کا
نام لینا **ف** جیسے بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ کما ایسا ہی ہی درمختار مین کیونکہ فرمایا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے اول وضو مین ذکر خدا کا کیا پاک ہوویگا تمام بدن اوسکا اور جو ذکر خدا کا نہ کیا پاک نہوویگا مگر مقام وضو اوسکے کا بیہقی
اسکو دارقطنی نے ابو ہریرہ سے اور ابو الشیخ نے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اور دارقطنی نے عبد اللہ بن مسعود سے اور ضعیف کیا
اوسکو اور روایت کیا ان دونون نے اسکو ابن عباس سے اور ضعیف کیا اوسکو اور شیرازی نے القاب مین مانند اسکے ابن مسعود سے کچھ زیادہ
کرکے اور اوسکو بھی ضعیف کیا اہل حدیث نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو نہین اوسکا جسنے نہ ذکر کیا نام اللہ کا
اوسپر روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور احمد اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے اور دارمی نے مانند اسکے اور مراد اس سے یہ ہی کہ وضو
اوسکا کامل نہین اور ہدایہ مین اسکو مستحب لکھا ہی اور اس باب مین روایتین ہین چند صحابہ سے **ص** تیسرے مسواک کرنا **ف**
کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مسواک کیا کرتے تھے اور فرمایا حضرت نے کہ اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر البتہ

حکم کرتا مین اون کو ساتھ مسواک کے نزدیک ہر وضو کے روایت کیا اسکو نسائی اور ابن خزیمہ نے اور کہا حاکم نے کہ یہ حدیث
صحیح ہی اور روایت کیا اسکو بخاری نے بغیر اسناد کے اور جب مسواک نہو تو اونگلی سے دانتون کو ملے اور یہ حدیث مین ثابت ہی
کذا فی الہدایہ **ص** چوتھے تین بار کلی کرنا پانچوین تین بار ناک مین پانی ڈالنا اور کلی کے واسطے تین بار جدا پانی لے
اور پھر ناک مین ڈالنے کے واسطے تین بار لے اور امام شافعی کے نزدیک کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے ایک چلو سے پھر اسی طرح
پھر اسی طرح تین بار **ف** دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی ترمذی اور نسائی نے حضرت علی سے کہ انھون نے وضو کیا سو دھوئے
دونون کف یہان تک کہ صاف کیا اونکو پھر کلی کی تین بار اور ناک مین پانی ڈالا تین بار آخر تک کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن
صحیح ہی اور روایت کی ابو داود نے طلحہ کے دادا سے کہا کہ داخل ہوا مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ وضو کرتے تھے
اور پانی بہتا تھا سو منہ اور داڑھی اونکی سے سینے پر سو دیکھا مینے اونکو کہ آپ جدائی کرتے تھے درمیان کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے اور
روایت کیا اسکو طبرانی نے اور وضو کے باب مین بائیس صحابیون سے روایت کی گئی ہی اور وہ یہ ہین عبد اللہ بیٹے زید کے روایت
کی انسے بخاری و مسلم و ابو داود و نسائی و ابن ماجہ نے اور عثمان روایت کی انسے بخاری و مسلم نے اور ابن عباس روایت کی انسے بخاری نے
اور مغیرہ روایت کی انسے بخاری نے اور حضرت علی روایت کی انسے ابو داود و نسائی وغیرہما نے اور مقدام روایت کی انسے
ابو داود نے اور ابو مالک اشعری روایت کی انسے عبد الرزاق اور احمد اور ابن ابی شیبہ اور اسحق نے اور ابو بکر روایت کی انسے
بزار نے اور ابو ہریرہ روایت کی انسے احمد و ابو یعلی نے اور وائل بن حجر روایت کی انسے ترمذی نے اور جبیر بن نفیر روایت کی انسے
ابن حبان نے اور ابو امامہ روایت کی انسے احمد نے اور ابو کاہل اور ربیع بیٹی معوذ کے روایت کی انسے ابو داود نے اور عائشہ روایت کی انسے
دارقطنی نے اور عبد اللہ بن انیس روایت کی انسے طبرانی نے اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص روایت کی انسے ابو داود نے اور باقی صحابیون کا
نام اور تفصیل فتح القدیر مین ہی **ص** چھٹے داڑھی کا خلال کرنا **ف** اس طرح پر کہ اونگلیون کو نیچے داڑھی کے کرکے باہر
نکالے کیونکہ روایت کی ترمذی نے عثمان سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث
حسن صحیح ہی اور کہا بخاری نے کہ یہ حدیث اصح ہی اس باب مین اور صحیح کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ
نے اور یہ حدیث عثمان کی کہا احمد نے کہ یہ صحیح تر ہی سب حدیثون کی اور ابن حزم نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا کہ اسناد مین
اسکی اسرائیل ہی اور وہ قوی نہین اور ایک مقام مین کہا ہی کہ عامر بن شقیق بھی اوسکی اسناد مین ضعیف ہی اور یہ قول باطل ہی کیونکہ اسرائیل
بیٹا یونس کا حجت پکڑی ہی اوس سے بخاری و مسلم نے اور باقی ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ثقہ کہا ہی اوسکو
ایک نے کہا ابو حاتم نے کہ وہ ثقہ ہی اصحاب ابی اسحق سے اور توثیق کی اوسکی ایک جماعت نقادین حدیث نے مثل یحیی بن معین
اور احمد بن حنبل کے اور احمد تعجب کرتے تھے اونکی حفظ اور یاد سے اور ابن حزم کو یہ دھوکا ہوا کہ امام احمد نے کہا ہی کہ روایت بیٹے اسرائیل
کی اسرائیل سے انھون نے ابی اسحق سے اوسمین ضعف ہی اور آخر عمر مین سنا ہی اور یہ حدیث تو اوسکے بیٹے کی روایت سے نہین تو حجت ہوگی اور عامر بیٹا
شقیق کا کہا نسائی نے کہ کچھ حرج نہین ساتھ اوسکے اور روایت کی اوس سے چارون علمون نے اور یحیی بن معین اور ابو حاتم نے ضعیف کیا اوسکو
اور بخاری اور احمد اور حاکم نے صحیح کیا اس حدیث کو اور حاکم نے کہا کہ اسکے واسطے اور بھی شواہد ہین عمار کی حدیث سے اور انس سے اور عائشہ سے پھر انکی
سب کی حدیثین نقل کین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور خلال کیا اپنی داڑھی کا اور روایت کی ابو داود نے انس سے کہ تھے حضرت جب وضو کرتے

لیتے تھے ایک کف پانی اور لاتے تھے اوسکو نیچے ٹھوڑی اپنی کے اور خلال کرتے تھے داڑھی اپنی کا اور فرماتے تھے کہ ایسا ہی حکم کیا مجکو خدا نے اور اس حدیث کو روایت کیا حاکم نے بھی جیسا کہ آگے آویگا اور ابن حزم نے اسپر اعتراض کیا ہی کہ اسناد مین اسکی ولید بیٹا زوران کا مجہول ہی اور ایسا ہی کہا ابن القطان نے اور یہ تعلیل ضعیف ہی کیونکہ روایت کی اس ولید سے جعفر بن برقان اور حجاج بن منہال اور بہت لوگون نے اور کسی طرح کی جرح اوسمین معلوم نہین ہوئی اور روایت کیا اس حدیث کو محمد بن یحیی ذہلی نے کتاب علل حدیث زہری مین کہا انھون نے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدٍ الصَّفَّارُ مِنْ أَصْلِهِ وَكَانَ صَدُوقًا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ انا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَأَدْخَلَ أَصَابِعَهُ تَحْتَ لِحْيَتِهِ فَخَلَّلَهَا بِأَصَابِعِهِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ کہا ابن القیم نے شرح سنن ابوداود مین هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ یعنی یہ سند صحیح ہی اور روایت کیا طبرانی نے معجم کبیر مین انسؓ سے اس حدیث کو روایت ابی حفص عبدی سے انھون نے ثابت سے انھون نے انسؓ سے اور ابو حفص ثقہ کہا اوسکو احمد نے اور توثیق کی اوسکی یحیی بن معین نے اور کہا عبد الصمد بن عبد الوارث نے کہ ثقہ ہی اور زیادہ ہی ثقہ سے اور یہ تین طریقے اس حدیث کے اچھے ہین اور تین طریقے اس حدیث کے ضعیف ہین پہلا طریقہ جو روایت ہی سنن ابن ماجہ مین حضرت انسؓ سے کہ تھے حضرتؐ جب وضو کرتے تو خلال کرتے اپنی داڑھی کا اور کھولتے تھے انگلیون اپنی کو دو بار تو اسناد مین اس حدیث کی دارقطنی نے کہا کہ ابو النضر ترک کردی گئی ہی حدیث اوسکی اور کہا نسائی نے کہ یزید رقاشی متروک ہی دوسرا طریقہ جو روایت کی ابن عدی نے ہاشم بن سعد سے انھون نے محمد بن زیاد سے انھون نے انسؓ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر حدیث تک پھر کہا ابن عدی نے کہ ہاشم اتنا کہ روایت کرتا ہی اوسکو نہین متابعت کیا جاویگا اوسپر تیسرا طریقہ جو روایت کی بیہقی نے اپنے سنن مین ابراہیم صائغ سے انھون نے ابی حازم سے انھون نے انسؓ سے جیسا گذرا اور اسمین ابو حازم مجہول ہی اور روایت کی گئی حدیث ابن عباس کی روایت نافع سے کہ عقیلی نے کہا نہین روایت کی جاویگی اوسکے اوپر اور کہا ابو حاتم نے کہ حدیث اوسکی منکر ہی اور روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط مین اور روایت ہی ابن عمرؓ سے ایسا ہی روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور کہا سیوطی نے جامع صغیر مین کہ روایت کیا اسکو طبرانی نے بھی اوسط مین لیکن کہا دارقطنی نے کہ صحیح یہ ہی کہ یہ حدیث موقوف ہی عبد اللہ بیٹے عمرؓ پر اور روایت ہی ابو ایوب انصاریؓ سے کہا انھون نے دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کیا اور خلال کیا اپنی داڑھی کا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور اسناد مین اوسکی ابو سورہ راوی ضعیف ہی کہا ترمذی نے کتاب العلل مین کہ پوچھا مینے بخاری سے اس حدیث کو پس کہا کہ کچھ نہین لاشی ہی سو مینے کہا کہ ابو سورہ کا نام کیا ہی بخاری نے کہا کہ مین نہین جانتا وہ کیا کرتا ہی اوسکے پاس حدیثین منکر ہین اور کہا ترمذی نے اپنی جامع مین وَأَبُوْ سَوْرَةَ الرَّاوِيْ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ یعنی ابو سورہ راوی ضعیف کیا جاتا ہی حدیث مین اور بھی سماع ابو سورہ کو ابو ایوبؓ سے ثابت نہین کہا ابن الہمام نے وَهُوَ ضَعِيْفٌ اور بھی روایت ہی ابی امامہؓ سے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین حدیث ابی غالب سے انھون نے ابی امامہؓ سے اور ابو غالب ضعیف کیا اوسکو نسائی نے اور توثیق کی اوسکی دارقطنی نے اور کہا یحیی بن معین نے کہ وہ صالح الحدیث ہی اور صحیح کیا اوسکے واسطے ترمذی نے اور کہا سیوطی نے کہ روایت کیا اوسکو طبرانی نے ابی امامہ سے اور روایت کی ابن عدی نے جابرؓ سے کہ وضو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار سو دیکھا مینے اونکو کہ خلال کرتے تھے داڑھی اپنی کا ساتھ انگلیون کے مانند دندانون کنگھی کے اور

اسناد مین اوسکی اخرم بیٹا غیاث نیشاپوری کا متروک ہی کہا ابن القیم نے شرح ابوداؤد مین وَحَدِیْثُ جَابِرٍ ضَعِیْفٌ جِدًّا یعنی حدیث جابر کی بہت ضعیف ہی اور روایت کی ابن عدی نے یاسین الزیات سے انھون نے ربعی بن خراش سے انھون نے جریر سے جو صحابی ہین اور یاسین ترک کردی گئی ہی حدیث اوسکی ترک کیا اوسکو نسائی نے اور جماعت نے اور عائشہ کی حدیث اسی باب مین مروی ہی مسند امام احمد مین اور وہ بھی ضعیف ہی اور بھی روایت کی طبرانی نے ابو الدرداء اور ام سلمہ اور ابن ابی اوفی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تھے خلال کرتے داڑھی اپنی کا اور یہ سب حدیثین ضعیف ہین اور روایت کی بزار نے ابو بکرہ سے کہ آنحضرت نے وضو کیا اور خلال کیا اور بھی جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین انس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام سو کہا کہ ای محمد خلال کر داڑھی اپنی کا اور اسناد مین اوسکی ہیثم راوی ضعیف ہی اور روایت ہی عمار سے کہا انھون نے دیکھا مین نے حضرت کو کہ خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا روایت کیا اوسکو ترمذی اور حاکم اور ابن ماجہ نے اور ایسی ہی روایت کی طبرانی نے عبد الرزاق سے اونھون نے ابن عیینہ سے انھون نے عبد الکریم سے انھون نے حسان بن بلال سے کہ عمار نے وضو کیا سو خلال کیا اپنی داڑھی کا سو کہا گیا کہ کیا ہی یہ فعل کہا انھون نے کہ دیکھا مین نے حضرت کو کہ خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا اور ابن حزم نے کہا کہ حسان راوی اسکا مجہول ہی اور یہ قول باطل ہی کیونکہ حسان سے بہت لوگون نے روایت کی ہی کہا علی بن المدینی نے کہ وہ ثقہ تھا اور کسی نے اوسکو ضعیف نہین کیا اور لیکن عبد الکریم ضعیف ہی اور سنے حسان سے نہین سنا ابن عیینہ نے ایسا ہی کہا ابن عیینہ نے اور ذکر کیا حافظ ابن عساکر نے بخاری سے مانند اسکے اور کہا امام احمد نے کہ نہین ثابت ہی بیچ خلال کرنے داڑھی کے کوئی حدیث اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے قتادہ سے انھون نے حسان سے اس حدیث کو اور یہ حدیث صحیح ہی جیسا کہ کہا ابن ماجہ نے سنن مین

وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ثنا سُفْیَانُ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ حَسَّانِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُخَلِّلُ لِحْیَتَہٗ اور اسناد اسکی صحیح ہی نزدیک میرے واللہ اعلم اور روایت کی ابو عبید نے حجاج سے انھون نے شعبہ سے انھون نے عمر بن ابی وہب خزاعی سے انھون نے موسی بن مروان بجلی سے انھون نے طلحہ بن عبید اللہ سے انھون نے عائشہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے خلال کرتے اپنی داڑھی کا اور یہ حدیث مسند امام احمد مین مروی ہی جیسا کہ اوپر گذرا **ص** ساتوین خلال دونون ہاتھون کی انگلیون کا کرنا آٹھوین خلال دونون پیر کی انگلیون کا کرنا **ف** اسطرح کہ بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے داہنے پاؤن کی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائین پیر کی چھنگلیا پر ختم کرے کیونکہ روایت کی ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے لقیط بن صبرہ سے کہ فرمایا حضرت نے جب وضو کرے تو تو کامل کر اپنا وضو اور خلال کر انگلیون کا اور مبالغہ کر ناک کے اندر پانی پہونچانے مین اگر روزہ دار نہو تو کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور ہدایہ مین جو حدیث لکھی ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ خلال کرو انگلیون کو تاکہ خلال نکرے آگ جہنم کی درمیان اونکے سواء اس حدیث کو دار قطنی نے روایت کیا ہی لیکن یہ حدیث ضعیف ہی اور اس باب مین روایت ہی ابن عباس سے روایت کی انسے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور مستورد بیٹے شداد سے روایت کی انسے ابن خزیمہ نے اور حاکم اور احمد اور ترمذی نے **ص** نوین ہر عضو کو تین بار دھونا **ف** کیونکہ روایت کی نسائی اور ابن خزیمہ نے کہ ایک گنوار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق وضو کا پوچھا پس دکھلایا وضو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دھویا ہر عضو کو تین تین بار اور فرمایا

کہ ایسا ہی وضو اور جسنے کہ زیادہ کیا اوپر اسکے بُرا کیا اور جور اور ظلم کیا اور روایت کی ابو نعیم بن حماد نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے وضو کیا ایک ایک بار دو دو بار یا تین تین بار پس اگر کم کیا اس سے یا زیادہ کیا تین بار ہونے پر سو اوسنے خطا کی اور سند اسکی صحیح ہے ایسا ہی
ہے مواہب لدنیہ مین اور انکے سوا بہت سی حدیثین ہر عضو کے تین بار دھونے مین آئی ہین اور ہدایہ مین جو اس مقام پر حدیث
لکھی ہے تو وہ پائی نہین گئی کچھ ٹھکانا اوسکا دارقطنی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے اور ابن ماجہ نے ابی بن کعبؓ سے اور دونون
سندین ضعیف ہین **ص** دسوین سارے سر کا مسح کرنا ایک بار اور امام شافعی کے نزدیک تین بار سارے سر کا مسح سنت ہے
اور جامع ترمذی مین حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انھون نے وضو کیا اور مسح سر کا ایکبار کیا اور کہا ایسا ہی تھا وضو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا **ف** اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے ایسا ہی
کہا ابن الہمام نے اور بخاری اور مسلم کی صحیح حدیثین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ مسح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار کرتے تھے اور
سفر السعادت مین ہے کہ حضرت مسح کی تکرار کبھی نہین کرتے تھے اور ایک حدیث مین تکرار مسح کی آئی ہے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے اتنی
اور ہدایہ مین جو لکھا ہے کہ حضرت انسؓ نے وضو کیا تین تین بار اور مسح کیا سر کا ایکبار اور کہا کہ یہ ہے وضو حضرتؐ کا سو یہ حدیث زیلعی نے
کہا کہ مینے نہین پائی اور بعض لوگون نے کہا ہے کہ طبرانی نے اسکو روایت کیا ہے اور معجم طبرانی مین اس حدیث کا کہین نشان نہین ایسا ہی
کہا زیلعی نے اور یہ غلط ہے کیونکہ یہ حدیث معجم اوسط مین طبرانی کے موجود ہے مسند ابراہیم بغوی سے **ص** گیارھوین دونون کان کا
مسح کرنا سر کے مسح کے پانی سے **ف** یعنی جو تری ہاتھون مین مسح سر کے باقی ہو اوسی سے دونون کانون کا مسح کرے
اور نیا پانی نہ لیوے کیونکہ روایت کی ابن ماجہ اور دارقطنی نے ساتھ سند صحیح کے حضرت عبداللہ بن زید اور ابن عباسؓ سے کہ حضرتؐ نے
فرمایا کہ دونون کان سر مین سے ہین یعنی سر مین داخل ہین اور جب سر مین داخل ہوئے تو سر ہی مین جس پانی سے مسح کیا ہو اوسی
پانی سے کانون کا بھی مسح کرے اور موطا مین اور سنن نسائی مین روایت ہے عبداللہ صنابحیؓ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ جب وضو
کرتا ہے بندۂ مومن باہر آتے ہین وقت کلی کرنے کے گناہ اوسکے مونہہ سے اور ناک مین پانی ڈالنے سے ناک سے اور مونہہ دھونے سے
مونہہ سے یہان تک کہ پلکون کے نیچے سے بھی اور ہاتھ دھونے سے ہاتھ کے یہان تک کہ ناخنون کے نیچے سے بھی اور مسح سر
یہان تک کہ کانون سے بھی اور اس حدیث مین اشارہ ہے کہ کان بھی سر مین داخل ہے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور پہلی حدیث
کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے یہی ابو امامہؓ سے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد مین اسکی شہر بن حوشب ہے
اور ضعیف کیا ہے اوسکو بعض لوگون نے اور ثقہ کہا ہے اوسکو اکثر لوگون نے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک کانون کے مسح
کیواسطے نیا پانی لیوے بارھوین نیت کرنا وضو کی شروع کرنے کے وقت **ف** یعنی نیت کرنا اس بات کی کہ مین وضو کرتا ہون واسطے
رفع حدث کے اور پڑھنے نماز کے یا چھونے مصحف کے وغیرہا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما الاعمال بالنیات
یعنی سوا اسکے نہین کہ ثواب عملون کا ساتھ نیت کے ہے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے حضرت عمرؓ سے **ص** تیرھوین ترتیب سے
کرنا وضو کا اسطرح پر کہ پہلے مونہہ کو دھووے پھر ہاتھ کو اسی طرح اخیر تک **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے
**ص** اور امام شافعیؒ کے نزدیک نیت اور ترتیب دونون فرض ہین چودھوین پے در پے دھونا اعضاء وضو کا کہ ایک خشک
نہو جاوے اور امام مالکؒ کے نزدیک یہ فرض ہے اور اول سب کے سنت ہونے پر ہمیشگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت ہے اور سبب

وضو مین دو چیزین ہین پہلے شروع کرنا دھونے مین اعضا کے داہنی طرف سے اور اسکا نام تیامن ہی ف مثلاً پہلے داہنا ہاتھ دھووے پھر بایان ہاتھ اسی طرح کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ دوست رکھتا ہی تیامن کو ہر شی مین یہانتک کہ وضو مین اور جوتا پہننے مین اور کنگھی کرنے مین اور سب کامون مین روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم و ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عایشہ رضی سے اور روایت کی ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جب وضو کرو تم سو شروع کرو ساتھ داہنی طرف کے اور فتح القدیر مین ہی کہ سنتون مین داخل ہی ص دوسرے گردن کا مسح کرنا کیونکہ حضرت نے مسح کیا ہی گردن پر ف پیٹھ سے دونون ہاتھون کی انگلیون سے کذا فی فتح القدیر کیونکہ روایت کی ترمذی وائل بیٹے حجر سے کہ حضرت نے مسح کیا سر پھر کیا کانون کا تین بار پھر ظاہر گردن کا تین بار اور حدیث چند طریقون سے مروی ہی تو حسن ہوئی پس مسح گردن کا مستحب ہوگا

## فصل بیان مین اون چیزون کے جو وضو کو باطل کرتی ہین

جو چیز وضو کو توڑتی ہی اوسکو ناقض وضو کہتے ہین اور ناقض وضو کی بارہ چیزین ہین ص پہلے نکلنا کسی چیز کا آگے سے یا پیچھے سے برابر ہی کہ وہ چیز معتاد ہو ف یعنی اوسکے نکلنے کی عادت ہو جیسے کہ پیچھے سے بائی یا کیڑا نکلے ص یا غیر معتاد ف یعنی اوسکے نکلنے کی عادت نہو ص جیسے کیڑا یا سنگ قبل سے یا ذکر سے نکلے اور اسمین اختلاف مشایخ کا ہی ف در مختار مین اسیکو اختیار کیا ہی کہ سب صورتون مین ٹوٹ جاویگا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ یعنی ٹوٹ جاتا ہی وضو جب کہ آیا ہو تم مین سے کوئی پیخانے سے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ صَوْتٍ اَوْ رِیْحٍ یعنی نہین ہی وضو مگر آواز سے یا بو سے بائی کی روایت کیا اسکو ترمذی اور احمد نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی ابی ہریرہ سے اور آیت دلالت کرتی ہی کہ جو معتاد ہی اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہی نہ غیر معتاد سے اور امام مالک رح کا مذہب یہی ہی کہ غیر معتاد سے نہین ٹوٹتا لیکن ہمارے امام اور اکثر لوگون کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہی کیونکہ روایت کی بخاری مسلم ابو داؤد وغیرہم نے عایشہ رضی سے بیچ استحاضہ کے تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا فاطمہ بیٹی ابی حبیش کو کہ دھولے سے خون اور وضو کرو واسطے ہر نماز کے اور جو روایت کی دار قطنی اور بیہقی نے ابن عباس رضی سے کہ فرمایا حضرت نے وضو اوس سے ہی جو نکلے اور نہین ہی اوس سے جو داخل ہو جاوے سو یہ حدیث ضعیف ہی اور اسناد مین اوسکی دو شخص ضعیف ہین اور ہدایہ مین جو حدیث لکھی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے کہ حدث کیا چیز ہی فرمایا جو نکلے آگے یا پیچھے سے یہ بھی ضعیف ہی اور اسکے تخریج کا نام نہین معلوم ہوا ص دوسرے نکلنا کسی چیز کا اگر نجس ہو سوا ان دو راہون کے مانند خون اور پیپ کے جب بہ آوے اوس جگہ تک جسکا دھونا وضو یا غسل مین واجب ہی ف کیونکہ روایت کی بخاری اور مسلم نے عایشہ رضی سے کہ آئین فاطمہ بیٹی ابی حبیش کی طرف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کہا کہ مین مستحاضہ ہوتی ہون اور نہین پاک ہوتی ہون کسی طرح کیا چھوڑ دون مین نماز کو فرمایا حضرت نے نہین اور یہ ایک رگ ہی اور حیض نہین پس جب کہ حیض آوے تو چھوڑ دے تو نماز کو اور جب دن حیض کے ختم ہون پس دھو تو اپنے سے خون کو اور نماز پڑھ اور وضو کر واسطے ہر نماز کے جب کہ آوے وقت تو حضرت نے دیکھو خون نکلنے سے وضو کا حکم کیا لیکن اس جگہ کوئی کہہ سکتا ہی کہ یہ تو حضرت نے اسواسطے حکم فرمایا تھا کہ وہ قبل سے نکلتا تھا اور سوا ان دو راہون کے جو نکلے اوسکی تاکید مین یہ حدیث نہین تو جواب اسکا یہ ہی کہ اول تو قیاس کیا بعضے لوگ کے خون کو اس

خون پر اور اگر نمازنو تو دلیل لاتے ہین ہم ساتھ اوسکے جو روایت کی امام مالک نے موطا مین ساتھ سند صحیح کے عبداللہ بن عمرؓ
سے کہ اونکی نکسیر پھوٹتی تھی تو وہ پھرتے تھے اور وضو کرتے تھے پھر بنا کرتے تھے اوس نماز پر جو پڑھی تھی اور ایسی ہی روایت
ہی علیؓ اور ابی بکرؓ اور سلمانؓ اور ابن عباسؓ سے اور ایسی ہی روایت کی مالک نے سعید بن المسیب سے اور حدیثین جتنی اس باب مین
آئی ہین سب ضعیف ہین اور وہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وضو ہی خون بہنے والے سے ہی سو روایت کیا ہی اسکو
دارقطنی اور ابن عدی نے اور دونون کی سندین ضعیف ہین اور دوسری حدیث جو ہدایہ مین لکھی ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے جو شخص
قی کرے یا نکسیر پھوٹے نماز مین اوسکی پس چاہیے کہ پھرے اور بنا کرے اپنی نماز پر جب تک کہ بات نکرے اوسکو ابن ماجہ نے عائشہؓ
سے روایت کیا ہی اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی اور دارقطنی نے روایت کیا اوسکو اور ضعیف کیا اوسکو اور عبدالرزاق نے مصنف
مین مانند اسکے روایت کی حضرت علیؓ سے اور وہ بھی ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اوسکی حارث ہی کہا شعبی نے کہ وہ کذاب ہی **ص** لمع
امام شافعی کے نزدیک جوائن راہون کے سوا اور جگہہ سے نکلے اوس سے وضو نہین ٹوٹتا **ف** اور یہی مذہب امام مالکؒ کا ہی
اور امام احمدؒ کا مذہب یہ ہی کہ اگر تھوڑا ہو تو نہین ٹوٹتا اور بہت ہو تو ٹوٹ جاویگا امام شافعیؒ کی طرف سے کہتے ہین کہ روایت ہی
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قی کی اور وضو نکیا اور یہ ہی حدیث ہدایہ مین لکھی ہی جواب یہ ہی کہ اس حدیث کا پتا نہین کہ کس کتاب مین
ہی اور کہتے ہین کہ روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور وضو نکیا اس سے معلوم ہوا کہ خون نکلنے سے وضو نہین جاتا
جواب یہ ہی کہ اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے انسؓ سے روایت کیا ہی اور اوسکی اسناد مین صالح بیٹا مقاتل کا ضعیف ہی
کہا دارقطنی نے کہ قوی نہین اور کہا ائمہ حدیث نے کہ ضعیف ہی اور امام احمد کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے نہین ہی
ایک قطرے یا دو قطرے خون مین وضو مگر یہ کہ ہو بہتا ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے خون نکلنے سے وضو نہین جواب
یہ ہی کہ روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابی ہریرہؓ سے اور یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اوسکی محمد بیٹا فضل بیٹا عطیہ کا کہا احمد بن
یحیی اور ابن حبان نے کہ وہ کذاب ہی اور یہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہی اَلْقَلْسُ حَدَثٌ یعنی قی حدث ہی تو روایت کیا اوسکو
دارقطنی نے دو طریقون سے اور دونون طریقے ضعیف ہین تو اب جاننا چاہیے کہ اس باب مین حدیث عبداللہ بن عمرؓ کی جو
اوپر ذکر کی وہی حدیث صحیح ہی اور بھی امام شافعی کی طرف سے دلیل لاتے ہین کہ روایت ہی سعید بن المسیب سے جو بڑے تابعین
مین سے ہین کہ نکسیر پھوٹتی تھی اونکی یہان تک کہ رنگین ہو جاتی تھین اونگلیان اونکی خون سے اور وہ نماز پڑھتے تھے اور وضو
نہین کرتے تھے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ اسکو روایت کیا مالک نے موطا مین اور امام مالک نے ایک روایت مین اسکے خلاف سعید
بن المسیب سے نقل کی ہی اور جب دونون متعارض ہوئین تو احتیاط جسمین ہو اوسپر عمل کرنا چاہیے اور احتیاط اسمین ہی کہ وضو
کرے **ص** نکلنے یا اپنے مقام پر جم جاوے تو وضو ٹوٹیگا اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاویگا **ف** جاننے نزدیک
اسواسطے وضو نہین ٹوٹیگا کہ خون نکلنے مین یہ بھی شرط ہی کہ بہتا ہوا ہو اور نجس ہوا اور یہ خون نجس نہین **ص** اور اگر زخم کو دبایا اور
اوس سے خون نکلا اور بہا اور اگر دبانے سے نکلتا تو بہتا وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر کسی چیز کو دانت سے کاٹا اور اوس پر خون
کا دیکھا یا خلال کیا اور لکڑی پر خون ظاہر ہوا یا ناک مین اونگلی کی اور اونگلی پر خون دیکھا یا ناک جھاڑی اور اوسمین سے
خون جما ہوا مثل دانے مسور کے نکلا ان سب صورتون مین وضو نہ ٹوٹیگا **ف** اسواسطے کہ بہتا ہوا نہین ہی اور نجس وہی خون ہی

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا یا خون بہتا ہوا ص اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور اسی طرح
اگر سوئی چبھو وے اور خون نکلے اوس مقام تک چڑھ آیا لیکن بہا نہیں وضو نہ ٹوٹیگا اور اگر بہا تو ٹوٹ جاویگا کیونکہ نجس وہی خون ہے
جو بہتا ہوا ہی اور اسی طرح اگر آنکھ کے اندر آبلہ ہوا اور اوسپر پوست اوتارا جاوے اور بہ نکلے مگر آنکھ کے اندر رہے وضو
نہ ٹوٹیگا اور اگر باہر نکل آوے تو ٹوٹ جاویگا اسواسطے کہ جو اندر آنکھ کے ہی اوسکا پاک کرنا یا دھونا غسل اور وضو مین واجب نہین
اور اگر فصد لی اور نکلا بہت سا خون لیکن زخم کی جگہ نہ بھری تو وضو ٹوٹ جاویگا ہمارے نزدیک تیسرے قی اگر خون تھوک کے
برابر ہو اسطرح پر کہ تھوک سرخ ہو جاوے اور اگر تھوک خون سے زیادہ ہووے اور تھوک زرد ہو جاوے وضو نہ ٹوٹیگا چوتھے تلخہ یا کھانا یا خون
بندھا ہوا اور موںہ بھر کے ہووے اور اگر بلغم اوترے یا پیٹ سے چڑھے وضو نہین ٹوٹتا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر پیٹ سے
چڑھے اور موںہ بھر کے ہووے وضو ٹوٹ جاویگا لیکن اگر سر سے اوترے تو اونکے نزدیک بھی نہ ٹوٹیگا ف وضو قی سے
اسواسطے ٹوٹ جاتا ہی کہ روایت کی ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے ساتھہ سند صحیح کے ابی الدرداء سے تحقیق آنحضرت نے
قی کی پس وضو کیا معدان کہتے ہین کہ مینے ملاقات کی ثوبان کی مسجد دمشق مین سو مینے اون سے یہ ذکر کیا کہا اونھون نے کہ سچ کہا
ابو الدرداء نے مینے پانی حضرت کے وضو کا ڈالا تھا کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح تر ہی حدیثون کی بیچ اس باب کے اور امام شافعی اور
مالک کے نزدیک قی سے وضو لازم نہین جیسا کہ گذرا اور دلیل لاتے ہین کہ روایت ہی ثوبان سے تحقیق حضرت نے قی کی پس پانی
منگوایا پھر وضو کیا تو مینے کہا کہ اے رسول اللہ کیا فرض ہی وضو قی سے فرمایا حضرت نے اگر فرض ہوتا تو پاتا تو اوسکو قرآن مین تو
اس سے معلوم ہوا کہ قی کرنے سے وضو واجب نہین بلکہ اگر وضو نکریگا نماز درست ہو جاویگی تو جواب اسکا یہ ہی کہ اس حدیث کو
دارقطنی نے روایت کیا ہی اور اوسکی اسناد مین عتبہ بیٹا سکن کا حدیث اوسکی ترک کر دی گئی ہی کہا بیہقی نے کہ اوسکی طرف نسبت
وضع حدیث کی ہی اور بلغم سے اسواسطے وضو نہین کہ وہ مانند تھوک وغیرہ کے ہی ص پوشیدہ نرہے کہ اگر تھوڑی تھوڑی قی کی ایسی
کہ اگر جمع کیجاوے تو موںہ بھر کے ہووے سو اوسمین امام ابو یوسف کا مذہب یہ ہی کہ اگر ایک مجلس مین ہووے وضو ٹوٹ جاویگا اور امام محمد کے
نزدیک اگر ایک متلی سے ہو گا ٹوٹ جاویگا اور اسکی چار صورتین ہین اگر مجلس و متلی دونون ایک ہون امام ابو یوسف اور امام محمد دونون کے
نزدیک ٹوٹ جاویگا اور اگر مجلس اور متلی دونون مختلف ہون کسی کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور مجلس ایک ہوا اور متلی بدل گیا تو امام ابو یوسف
کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور امام محمد کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور متلی ایک ہو اور مجلس بدل جاوے تو امام محمد کے نزدیک ٹوٹ جاویگا
اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور جو چیز ایسی ہی کہ اوسکے نکلنے سے وضو نہین ٹوٹتا وہ چیز نجس بھی نہین ہی تو خون جب کہ مقام
زخم سے جدا ہووے پاک ہی اور اسی طرح تھوڑی سی قی بھی اور ایک روایت مین امام محمد کے نجس ہی کیونکہ نجاست مین کچھ بہنے کو تاثیر
نہین اور دلیل ہماری قول اللہ تعالیٰ کا ہی قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا
مَّسْفُوْحًا الآیۃ ترجمہ کہہ تم اے محمد کہ نہین پاتا ہون مین اوسمین کہ بھیجا گیا طرف میرے حرام کسی کھانے والے پر کہ کھاوے
اوسکو مگر یہ کہ ہو مردہ یا خون مسفوح یعنی جاری بہتا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ جو خون مسفوح نہین حرام نہین تو نجس نہوگا اور خون
جو مقام زخم سے نہین بہا تو نجس بھی نہوگا پانچوین پہلو یا پیٹھ پر سونا چھٹے اسطرح پر سونا کہ سر اپنا دونون زانو پر رکھے یا دونون ہاتھ
رکھے یا ایک سرین پر سوتا ہوا اسطرح پر کہ مقعد اوسکا زمین سے جدا ہو گیا تو ین سونا کسی چیز پر تکیہ کر کے کہ اگر وہ چیز ہٹا لیجاوے تو گر پڑنے والا

گر پڑے سے اول کو اضطجاع کہتے ہیں اور دوسرے کو اتکا کہتے ہیں اور تیسرے کو استناد ف کیونکہ روایت کی عبداللہ بن عمر
نے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے وضو اوسپر جو سویا سجدے میں یہانتک کہ مضطجع لیٹے کیونکہ جب لیٹتا ہے
مضطجع سست ہو جاتے ہیں جوڑ اوسکے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور اوسمیں ہے کہ نہیں وضو اوسپر جو سو جاوے
بیٹھا ہوا اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اور اوسمیں ہے کہ نہیں واجب ہے وضو اوسپر جو سو جاوے بیٹھے یا کھڑے یا سجدے میں
اور امام شافعی کے نزدیک اگر کھڑا ہی سو جاوے تو ٹوٹ جاویگا اور امام مالک کے نزدیک اگر سجدے یا رکوع میں سو جاوے تو
بھی ٹوٹ جاویگا اور امام احمد کے نزدیک جس ہیئت پر سو جاوے دیر تک وضو ٹوٹ جاویگا اور ہماری دلیل حدیث ہے اور بعض
شافعیہ نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ اسناد میں اسکی یزید بیٹا ابی خالد دالانی کا ہے ابن حبان نے کہا کہ بہت خطا کرتا
اور اسی طرح اور لوگوں نے جواب اسکا یہ ہے کہ صحیح جو ذہبی نے کہا ہے کہ حدیث اوسکی حسن ہے اور کہا احمد نے کہ نہیں حرج ہے ساتھ حدیث
اوسکی کے اور نہیں کلام کیا اس حدیث میں ترمذی نے کچھ اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے
کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہے وضو اوس شخص پر جو سو جاوے کھڑا یا بیٹھا یہانتک کہ سووے پہلو پر اور روایت ہے حذیفہ سے کہ
میں مسجد میں بیٹھا ہوا سو رہا تھا کہ یکایک ایک شخص نے مجکو پیچھے سے پکڑا تو میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تب کہا میں نے
یا رسول اللہ آیا وضو واجب ہوا مجھ پر سو فرمایا نہیں یہانتک کہ رکھے تو پہلو اپنے زمین پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے
اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی یحیی بیٹا کثیر کا ساقط ضعیف ہے اور اگر پہلو پر لیٹا یا تکیہ لگا کے سب کے نزدیک وضو ٹوٹ جاویگا
کیونکہ حضرت نے فرمایا لیکن وضو ٹوٹتا ہے پیخانے اور پیشاب اور سونے سے روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اور صحیح کیا اوسکو اور
ترمذی نے صفوان بیٹے عسال سے اور روایت کی ترمذی نے حضرت انس سے کہا انھوں نے کہ تھے اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے تھے یعنی بیٹھے بیٹھے پھر کھڑے ہوتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا
ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہی قول ہے عبداللہ بن المبارک اور سفیان ثوری اور احمد کا ص اور ان تین طرح کے سوا اگر سوئے
وضو نہیں جاتا مثلا کھڑے یا بیٹھے یا راکع یا ساجد ف کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے سوتے تھے اور وضو
نہیں کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے جیسا کہ گذرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے وضو اوسپر جو سو جاوے
کھڑا یا بیٹھا یہانتک کہ سووے پہلو پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے جیسا کہ گذرا اگر کوئی کہے کہ روایت کی بزار نے ساتھ اسناد صحیح کے کہ
تھے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کرتے تھے نماز کا پس رکھتے تھے پہلو اپنے زمین پر سو بعض اونمیں سے سو جاتے تھے اور
وضو نہیں کرتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اس رکھنے سے اونگھ ہے اور نہیں تو مخالفت ہو گی ان حدیثوں کی جو اوپر
گذریں اور تمسکات ائمہ اربعہ کے مطابق نہیں اس روایت کے اور اگر کوئی کہے کہ روایت کی بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے کہ میں سویا
نزدیک خالہ اپنی میمونہ کے پس کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو آخر حدیث تک کہ پھر سوئے اور لیٹے اور خراٹے لئے بلال نے خبر دی
اونکو نماز کی تو کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی اور وضو نکیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لیٹ کے سوئے تب بھی وضو نہیں جاتا جواب یہ ہے
کہ حضرت کی خصوصیات میں سے تھا چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے تنام عيناي ولا ينام قلبي یعنی سوتی ہیں میری دونوں آنکھیں
اور نہیں سوتا ہے دل میرا تو یہ اور کسیکے واسطے نہیں ہو سکتا غرض کہ اس باب میں امام ابوحنیفہ کا مذہب بہت صحیح ہے ص اخوین

بیہوشی تو یہن جنون اور بیہوشی مین مستی بھی داخل ہے کہ چلنے مین پیر اوسکا لغزش کرے ف ان چیزون سے اسواسطے
وضو جاتا رہتا ہے کہ جب سونے سے وضو جاتا رہا غفلت کے سبب تو اِنمین بھی سونے سے زیادہ غفلت ہوتی ہے ص
کیا ٹھٹھون ہنسنا نماز پڑھنے والے بالغ کا اوس نماز مین جسمین رکوع اور سجدہ ہے ف کیونکہ روایت کی دارقطنی نے بیچ قصے اندھے
کے کہ فرمایا حضرت نے جسنے تم مین سے قہقہہ کیا تو چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا یہ حدیث معبد خزاعی جو صحابی ہین اون سے
مروی ہے اور انکے راویون مین امام ابوحنیفہ بھی ہین ابن الجوزی نے وہم کیا جو کہا انھون نے کہ وہم کیا اوسمین ابوحنیفہ نے اور روایت کی
امام ابوحنیفہ نے معبد بن ابی معبد خزاعی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نماز مین تھے یکایک ایک اندھا آیا ارادہ کرتا تھا نماز کا
پس گر پڑا ایک کوئین مین اونہسی آئی قوم کو یعنی اون لوگون کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے پس قہقہہ کیا انھون نے
تو جسوقت فارغ ہوئے آپ نماز سے فرمایا کہ جو کوئی تم مین سے قہقہہ کیا ہو تو وہ اعادہ کرے وضو کا اور نماز کا اس جگہ پر
بعض لوگون نے اعتراض کیا ہے کہ معبد تابعی ہین نہ صحابی جواب یہ ہے کہ معبد جو تابعی ہین وہ اور ہین بصرے کے رہنے والے جہنی اور معبد خزاعی
ہین اور یہ صحابی ہین اور ایسا ہی صحیح ہے اور اگر مرسل ہو ابی العالیہ پر جو بڑے تابعی ہین تو بھی کچھ حرج نہین کیونکہ مرسل ہمارے نزدیک
حجت ہے جیسا کہ کہا اکثر محدثین نے کہ یہ حدیث مرسل ہے صحیح ہے اور روایت کیا اس حدیث کو ابن عدی نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت نے
جو کوئی ہنسے نماز مین پس چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا اگر کوئی کہے کہ اسناد مین اسکی بقیہ بیٹا ولید کا ضعیف ہے تو جواب اسکا
یہ ہے کہ بقیہ کی روایت اگر مشہور شخصون سے ہو تحمل تنہا کرے ہو تو مقبول ہے اور مسلم نے اوس سے روایت کی ہے متابعۃ تو اب حدیث مین کسی طرح کا کلام
نہین امام شافعی کہتے ہین کہ روایت ہے جابر سے کہ فرمایا حضرت نے ہنسی توڑتی ہے نماز کو اور نہین توڑتی وضو کو تو اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ قہقہے سے وضو نہین ٹوٹتا جواب یہ ہے کہ اسکی اسناد مین عبدالرحمن بیٹا اسحق کا جسکی کنیت ابوشیبہ ہے ضعیف ہے ایسا ہی کہا
یحیی نے اور کہا احمد نے کہ حدیث اوسکی منکر ہے اور وہ کچھ نہین ص اور اگر لڑکا قہقہہ کرے تو وضو اوسکا نہین ٹوٹتا اور اگر نماز جنازہ مین کوئی
بالغ یا لڑکا قہقہہ کرے وضو نہین ٹوٹتا اسی طرح سجدۂ تلاوت مین تو جو ایسی نماز ہے کہ اوسمین رکوع اور سجدہ نہین اوسمین قہقہہ کرنے سے وضو
نہین ٹوٹتا بلکہ نماز ٹوٹ جاویگی اور قہقہہ نماز کو جب توڑتا ہے کہ جب وہ شخص جاگتا ہو تو اگر نماز مین سوتے ہوئے قہقہہ کیا وضو نہین ٹوٹیگا اور امام شافعی کے
نزدیک وضو قہقہے سے کبھی نہین ٹوٹتا جاگتا ہو یا سوتا ہنسی کی تین قسمین ہین پہلی قہقہہ اسطرح ہنسنے کہ اوسکو اور اوسکے پاس والون کو سنائی
دیوے اس سے نماز اور وضو دونون کو توڑتا ہے دوسری ضحک اسطرح ہنسنے کہ فقط اوسیکو سنائی دیوے اور اوسکے پاس والونکو سنائی نہ دیوے اس سے نماز ٹوٹتی ہے
وضو نہین ٹوٹتا تیسری تبسم اسطرح پر ہنسے کہ نہ اوسکو اور نہ اوسکے پاس والون کو سنائی دیوے اس سے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ نماز اور آٹھوین مباشرت
فاحشہ اور وہ یہ ہے کہ مرد عورت دونون ننگے ہون اور ایک کا بدن دوسرے کے بدن سے چھو جاوے اور آلت مرد کا کھڑا ہو اور عورت کی فرج سے
چھو جاوے ف امام احمد کے نزدیک اونٹ کے گوشت کھانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ وضو کرو اونٹ
کے گوشت سے روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے براء سے اور صحیح کیا اوسکو محدثین نے
اور روایت کی مسلم نے مثل اسکے جابر سے اور احمد نے مانند اسکے اسید بیٹے حضیر سے تو جواب یہ ہے کہ روایت کی بخاری و مسلم و ابوداؤد نے
حضرت ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا گوشت بکری کا پھر نماز پڑھی اور وضو نکیا یہ حدیث تو دلالت کرتی ہے کہ بکری کا
گوشت کھانے سے وضو نہین جاتا اور پہلے ابتداے اسلام مین حضرت نے فرمایا تھا توضؤا مما مست النار یعنی وضو کرو اوس

جسکو لگی آگ اور یہ حدیث منسوخ ہوگئی بالاتفاق تو یہی ہوگا اب بدلے اسلام مین تھا اور اب نہین رہا اور یہ جو بعض لوگون نے کہا ہی کہ روایت
کی دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو اوس سے ہی جو نکلے اور نہین ہی اوس سے جو داخل ہووے
تو یہ حدیث ضعیف ہی جیسا کہ اوپر ہمنے بیان کیا ص اور امام محمد کے نزدیک مباشرت فاحشہ سے وضو نہین ٹوٹتا اگر کیڑا
زخم سے نکلے تو وضو کو نہین توڑیگا اسواسطے کہ وہ پاک ہی اور جو اوس پر نجاست ہی وہ تھوڑی ہی اور اسی طرح اگر مرد کے ذکر سے
کیڑا نکلے وضو نہ ٹوٹیگا اور اگر دبر سے نکلے تو ٹوٹ جاویگا اسواسطے کہ دبر سے نکلنا تھوڑے کا بھی ناقض ہی اور اگر قبل سے
عورت کی نکلے تو اسمین اختلاف ہی جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر گوشت زخم سے جدا ہوکر گر پڑے وضو نہ ٹوٹیگا اور وضو کو نہین توڑتا
ہی چھونا عورت کا ف یعنی مثلا بوسہ لیا اپنی عورت کا یا اور کوئی بدن اوسکا چھوا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک وضو
نہین ٹوٹیگا اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اگر ہتیلی سے چھوا ہو اور اگر ہاتھ کی پشت وغیرہ سے چھوا ہو تو اونکے
نزدیک بھی نہ ٹوٹیگا اور امام مالک کے نزدیک اور شافعی سے ایک روایت مین اور لیث اور اسحٰق کے نزدیک اگر چھونا شہوت سے ہو اور
عورت کو بھی اوسوقت شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جاویگا اور اگر ایسا نہین تو نہ ٹوٹیگا امام شافعی حجت پکڑتے ہین اس بات مین کہ عورت
کا چھونا شہوت سے وضو کو توڑتا ہی اوس سے کہ روایت کی ابن الجوزی نے معاذ بن جبلؓ سے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اونکے پاس اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا فرماتے ہین آپ اوس شخص مین جو پہونچا کسی عورت سے سب کچھ سوا
جماع کے یعنی کھیلا اوس سے معانقہ اور پیار سب کیا سوائے جماع کے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکے لیے کہ وضو کر اچھا وضو پھر کھڑا
ہو پھر نماز پڑھ سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو عورت کے چھونے سے لازم آتا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اوسکے
لیے وضو کا حکم فرمایا تھا واسطے استغفار کے تھا اور دلیل اسپر یہ ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا اوس سے کہ نماز پڑھ کیونکہ عورت کے چھونے سے کچھ نماز پڑھنا
تو واجب نہین ہوتا اور بفرض تسلیم کے جواب یہ ہی کہ جائز ہی کہ وہ شخص مباشرت فاحشہ کا بھی مرتکب ہوا ہو کیونکہ مباشرت فاحشہ سے ہمارے
مذہب مین بھی وضو لازم آتا ہی اور ہماری دلیل یہ ہی کہ روایت کی بخاری و مسلم نے عائشہؓ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نماز پڑھتے تھے اور مین حضرت کے سامنے چت لیٹی تھی پس جب حضرت سجدہ کرتے تھے دبا دیتے تھے مجکو سو مین اپنے پیر ہٹا لیتی اور
ایک روایت مین ہی کہ گھرون مین اوس دن چراغ نہ تھا اور روایت کی بخاری نے اونھین سے کہ مینے ایک رات گم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو تو مینے چھو لیا اونکو ساتھ ہاتھ اپنے کے پس گیا ہاتھ میرا قدم پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت سجدہ مین تھے اور فرماتے تھے پناہ
مانگتا ہون مین رضا تیری سے غصے تیرے سے آخر حدیث تک اور روایت کی بخاری نے عائشہؓ سے کہ وہ کنگھی کرتی تھین حضرت کے
اور حضرت اعتکاف مین تھے اور اعتکاف مین مسجد مین ظاہر ہی کہ حضرت باوضو تھے اور روایت ہی عائشہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تکیے میری گود مین اور مین حائض تھی پس پڑھتے تھے قرآن کو اور حضرت نے وفات کی حضرت عائشہؓ کی گود مین اور نقل ایسی بات کو جانا
نہین پایا کسی نے کہ حضرت نے وفات سے وضو کی ہو یہ حدیثین کہ صحیح ہین حجت اون لوگون پر ہین جو کہتے ہین کہ مطلق عورت کا چھونا وضو کو
توڑتا ہی اور حدیثین ایسی بہت ہین لیکن جو لوگ کہتے ہین کہ چھونے سے عورت کے اگر شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہی وہ دلیل یہ بھی لاتے ہین کہ حضرت
عمرؓ نے فرمایا کہ بوسہ لینا عورت کا چھونے مین داخل ہی تو اوس سے وضو کرو روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور روایت ہی ابن عمرؓ سے
کہ وہ کہتے تھے بوسہ لینا عورت کا مرد کو اور چھونا اوسکا لمس سے ہی جو بوسے لے عورت اپنی کا یا چھوئے اوسکو اپنے ہاتھ سے

تو اوسپر وضو ہے اور روایت ہے ابن شہاب سے کہ وہ کہتے تھے کہ بوسہ لینے سے مرد کے عورت اپنی کو وضو ہے روایت کیا ان دونوں کو
مالک نے موطا میں اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابی عبیدہ سے کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا ہے کہ بوسہ لینے سے
مرد کے عورت اپنی کو وضو ہے اور ابو عبیدہ نے عبد اللہ بن مسعود سے نہیں سنا اور روایت کیا اوسکو امام مالک نے موطا میں
بغیر سند کے جواب اسکا یہ ہے کہ روایت ہے حضرت عائشہ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا بعض عورتوں اپنی کا پھر
نکلے طرف نماز کے اور وضو نکیا روایت کیا اوسکو بزار نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے
اور ابو داؤد نے بھی عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ بخاری نے ضعیف کیا اسکو اور یحیی بن سعید قطان نے کہا کہ یہ کچھ نہیں اور کہا کہ عروہ سے
اسکی اسناد میں عروہ نے نہیں سنا جواب اوسکا یہ ہے کہ روایت کرنے والے اس حدیث کے سب ثقہ ہیں اور نہ سننے کی گواہی دینا
نفی پر گواہی ہے اور دوسرا جواب یہ ہے بصورت تسلیم کہ روایت کیا اوسکو احمد اور ابن ماجہ نے زینب سہمیہ سے انھوں نے عائشہ سے
اگر کوئی کہے کہ زینب یہ مجہول ہے اور تقریب میں لکھا ہے کہ حال اسکا معلوم نہیں جواب یہ ہے کہ جہل قرن ثانی یعنی تابعین میں مقبول ہے پھر
اگر کوئی کہے کہ حجاج ضعیف ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ اتنا ہی جرح ہے امام ہیں وہ بھی اور اوسکے ساتھ ہیں دارقطنی کی روایت میں اور وہ بیچ
ثقہ ہیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ دارقطنی نے روایت کیا اسکو سفیان ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم تیمی سے انھوں نے
عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ ابراہیم تیمی نے عائشہ سے نہیں سنا جیسا کہ کہا ترمذی اور ابو داؤد نے کہ اس باب میں حضرت سے کچھ صحیح نہیں
ہوا جواب اوسکا یہ ہے کہ ابراہیم تابعی ثقہ ہیں اگر بالفرض نہ سنا بھی ہو تو بھی حدیث مرسل ہے اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے
دوسرا جواب یہ ہے کہ دارقطنی نے علل میں کہا کہ روایت کیا اسکو ابراہیم نے ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم تیمی سے
انھوں نے اپنے باپ سے تو اب یہ حدیث موصول ہو گئی اور ترمذی کے قول سے نہیں لازم آتا کہ جہان میں کسیکے نزدیک کوئی حدیث
صحیح نہیں ہوئی جائز ہے کہ ترمذی کو کوئی حدیث صحیح اس باب میں نہ پہونچی ہو پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو ابراہیم تیمی سے ابو حنیفہ
اور ثوری نے روایت کیا ابو حنیفہ نے تو ملایا حفصہ سے اور ثوری نے عائشہ سے تو اختلاف ہوا جواب اوسکا یہ ہے کہ ثوری اور ابو حنیفہ
دونوں بڑے اماموں سے ہیں اور ممکن ہے یہ بات کہ ابراہیم تیمی کو ایک حدیث حفصہ سے پہونچی ہو اور دوسری عائشہ سے ثوری نے
عائشہ کی نقل کی اور ابو حنیفہ نے حفصہ کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کی لفظوں میں اختلاف ہے عثمان بن ابی شیبہ نے روایت کی
کہ حضرت بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور سوا عثمان کے اور لوگوں نے کہا کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے جواب اوسکا
یہ ہے کہ بعد ثقہ ہونے راویوں کے کچھ ڈر انہیں اور جائز ہے کہ یہ دو حدیثیں ہوں اور روایت کی دارقطنی نے عائشہ سے کہ پہونچا اونکو
قول ابن عمر کا بیچ بوسے کے وضو ہے سو کہا انھوں نے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور وضو نہیں کرتے
تھے اور اس حدیث کو صحیح کیا بعض لوگوں نے اور کہا شافعی نے کہ روایت کی سعید بن بشار نے محمد بن عمرو بن عطا سے انھوں نے
عائشہ سے انھوں نے حضرت سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا شافعی نے کہ سعید کا حال میں
نہیں جانتا پس اگر ثقہ ہو تو حجت ہے جو روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کہ اس حدیث کو بیہقی نے خلافیات
میں دس طریقوں سے روایت کی ہے اور ضعیف کیا ان سبھوں کو جواب یہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی جب کئی بار وجہوں سے روایت کیا جاوے تو وہ حسن
ہو جاتی ہے اور یہ جو بعض حنفیوں نے حجت پکڑی ہے کہ روایت ہے ابو امامہ سے کہا انھوں نے کہا میں نے کہ اے رسول خدا وضو کرے واسطے نماز کے

پھر بوسہ لے اپنی بیوی کا اور کھیلے اوس سے کیا ٹوٹ جاتا ہے وضو اوس سے فرمایا نہیں تو یہ حجت ضعیف ہے کیونکہ روایت کیا اس حدیث کو
دارقطنی نے اور اسناد میں اوسکی رکن بیٹا عبد اللہ کا ترک کر دی گئی ہے حدیث اوسکی اور روایت کی امام ابوحنیفہ نے مسند اپنی
میں ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت ﷺ نے نہیں ہے بیچ بوسہ لینے کے وضو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے قول ابن عباس کا
تو جب اتنی حدیثیں اس باب میں ضعیف اور صحیح آئیں تو بات اوسکے نزدیک جو منصف ہے ظاہر ہو گئی کہ حضرت ﷺ وضو نہیں کرتے
تھے بوسے وغیرہ سے اور یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہ اور امام محمد اور امام ابویوسف رحمہم اللہ کا کیونکہ اگر چھونا عورت کا بشہوت
بھی ناقض وضو ہوتا البتہ حضرت کی ازواج سے ضرور منقول ہوتا باوجود اس بات کے کہ اونکو بہت حرص تھی مسئلہ بیان کرنے میں
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخالطت اونکے ساتھ بہت رکھتے تھے جیسے کہ روایت کی حاکم نے عائشہ ؓ سے کہ نہیں ہوتا تھا کوئی دن
لیکن حضرت ﷺ اوس دن ہمارے پاس آتے تھے اور بوسہ لیتے تھے ہمارا اور چھوتے تھے ہمکو اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب
عورت کے چھونے سے وضو نہیں جاتا تو پھر اللہ تعالی کے قول میں لمس سے کیا مراد ہے فرمایا اللہ تعالی نے اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ
یعنی تیمم کرو اگر نپاؤ پانی جب کہ چھوؤ تم عورتوں کو تو جواب اوسکا یہ ہے کہ لمس سے مراد اس جگہ جماع ہے جیسا کہ کہا عبد اللہ بن عباس ؓ نے
ص اور چھونا ذکر کا بھی وضو کو نہیں توڑتا ف کیونکہ روایت کی نسائی اور ترمذی اور ابوداؤد نے طلق بن علی سے
کہ حضرت پوچھے گئے اوس شخص سے جو چھوئے ذکر اپنا پھر وضو نکرے سو فرمایا حضرت ﷺ نے کیا ہے وہ مگر ٹکڑا تم میں سے اور روایت
کیا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح تر ہے حدیثوں کی
اس باب میں اور طحاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اسناد اسکی مستقیم ہے نہ مضطرب اور روایت کی طحاوی نے ابن المدینی سے صحت اسکی جیسا
کہ آگے آویگا ص اور امام شافعی کے نزدیک وضو ان دونوں سے ٹوٹ جاتا ہے ف دلیل اونکی یہ ہے کہ روایت ہے بسرہ بنت
صفوان سے کہ فرمایا حضرت ﷺ نے جو کہ چھوئے ذکر اپنے کو وضو کرے روایت کیا اسکو ابوداؤد ؓ اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی
ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو احمد اور دارقطنی اور یحیی اور بخاری نے اور ہماری حدیث کو علی بن المدینی کہ جو اوستاد ہیں بخاری
کے کہا انھوں نے کہ طلق کی حدیث اچھی ہے ہمارے نزدیک بسرہ کی حدیث سے نقل کیا اسکو طحاوی نے اور کہا عمرو بیٹے علی فلاس نے
کہ حدیث طلق کی ہمارے نزدیک ثابت تر ہے حدیث بسرہ سے روایت کیا اسکو طحاوی نے اب ایک بات انصاف کی یہ ہے کہ نووی
جو شافعی مذہب ہیں لکھتے ہیں کہ مطابقت حدیثوں میں جب کہ ممکن ہو سکے واجب ہے تو اس جگہ دونوں حدیثیں طرفین کی صحیح ہو گئیں
مطابقت اس طور پر ہو سکتی ہے کہ حدیث بسرہ میں وضو کے معنی ہاتھ دھونا ہے تو یہ حکم یعنی ہاتھ کا دھونا مستحب ہے اور اگر کوئی کہے کہ مطابقت
جب واجب ہے کہ دونوں حدیثیں جانبین کی قوی ہوں اور اس جگہ حدیث طلق کی ضعیف ہے جواب یہ ہے کہ حدیث طلق کے راوی جتنے ہیں
سب ثقہ ہیں تو جسوقت علی بن المدینی اور عمرو فلاس اور طبرانی اور ابن حبان اور ابن حزم اور امام طحاوی اور ترمذی یہ لوگ صحیح کرتے ہیں تو پھر
احتمال ضعف کا نکالنا صرف وہم ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ امام شافعی کے لیے اس حدیث کے ماسوا اور بہت سی حدیثیں ہیں جواب
اوسکا یہ ہے کہ ماسوا ان دونوں حدیثوں کے دونوں طرف حدیثیں ہیں لیکن سب ضعیف ہیں اور حدیثیں امام شافعی کے مذہب کی یہ ہیں
روایت ابوایوب سے کہ فرمایا حضرت ﷺ نے جو شخص کہ چھوئے فرج اپنی کو تو چاہیے کہ وضو کرے اور اسناد میں اسکی اسحق بن عبد اللہ منکر ہے
اور ایسا ہی سفیان بیٹا وکیع کا اور روایت ہے ام حبیبہ سے کہا کہ سنا میں نے حضرت ﷺ سے کہ فرماتے تھے جو کہ چھوئے فرج اپنی کو پس چاہیے کہ

وضو کرنے اور اسناد میں اوسکی علاء بیٹا حارث کا سست کیا گیا ہو وقت قدر کے اور مختلط ہو گیا تھا آخر میں علاوہ اسکے بخاری نے
اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا ترمذی نے کہ لوگ سے اس حدیث کو صحیح نہیں دیکھا اور مکحول نے عنبسہ بن ابی سفیان سے نہیں سنا
اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس سے اور وہ بھی ضعیف ہو اور وہ جو ابن ماجہ نے جابر سے
روایت کی وہ بھی ضعیف ہو اسناد میں اوسکی عقبہ بیٹا عبد الرحمن کا مجہول ہو اور ایک روایت میں عبد اللہ بیٹا نافع صعمی کا ضعیف
ہو اور روایت کی احمد اور ابن ابی شیبہ نے زید بن خالد سے کہ فرمایا حضرت نے من مس فرجہ فلیتوضا یعنی جو شخص کہ چھوئے
ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور روایت کی احمد اور دارقطنی اور اسحق بن راہویہ نے مسند اپنے میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ جو شخص چھوئے
ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور جو عورت کہ چھوئے فرج اپنی کو تو وضو کرے اور ہمارے مذہب کی حدیثیں یہ ہیں ابی امامہ کی روایت کہ
پوچھے گئے حضرت چھونے سے ذکر کے فرمایا کہ وہ ٹکڑا ہی تجھ سے یعنی ہو سکے چھونے سے وضو نہیں روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور
یہ ضعیف حدیث ہی اسناد میں اسکی جعفر بیٹا زبیر کا ترک کر دی گئی ہی حدیث اوسکی اور ایسا ہی روایت ہو عصمہ بن مالک اور عایشہ رض
وغیرہما سے روایت کی ابو یعلی موصلی نے عایشہ سے کہ سنا میں نے اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے میں پروا نہیں رکھتا ہوں
میں اوسکو چھووں یا ناک اپنی کو اور اسناد میں اوسکی بھی جعفر بیٹا زبیر کا متروک ہی اگر کوئی کہے کہ روایت کی حاکم نے قاسم سے
انھوں نے عایشہ رض سے کہ جب چھوئے عورت فرج اپنی کو ہاتھ اپنے سے سوا اوسپر وضو ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ تنوی حاوی کی بنا اس
روایت کے باطل ہی نزدیک محدثین کے لیکن سب حدیثیں یہ ضعیف ہیں تو نہ باقی رہی صحیح حدیث شافعی کی طرف مگر بسرہ کی
اور ہماری طرف مگر طلق کی اور یہ جو بعض علماے شافعیہ نے لکھا ہی کہ ابو ہریرہ رض نے روایت کی حضرت سے کہ جو چھوئے ذکر اپنا وضو
کرے روایت کیا اسکو شافعی اور حاکم اور دارقطنی نے اور ابو ہریرہ پیچھے لائے تھے اسلام طلق سے تو اس سے معلوم ہوا کہ طلق کی
حدیث منسوخ ہو گئی جواب اوسکا یہ ہی کہ طلق کے اسلام لانے سے قبل ابی ہریرہ کے یہ بات لازم نہیں آتی کہ طلق پھر کر گئے ہوں
اور نہ اونکو صحبت رہی ہو علاوہ اس بات کے حدیث ابی ہریرہ کی ضعیف ہی کیونکہ اسناد میں اوسکی یزید بیٹا عبد الملک کا ہی
اور وہ ضعیف ہی تو اب کچھ بات نہیں اگر کوئی کہے کہ جب حدیثیں مختلف ہوئیں تو اب اقوال صحابہ سے تمسک ضرور ہی جواب یہ کہ
یہ تو ہمارا مطلوب ہی روایت کی طحاوی نے حضرت علی اور سعد اور ابن مسعود اور حسن بصری وغیرہم سے کہ وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی
مذہب ہی عمار اور حذیفہ اور سعید بن المسیب اور عطا اور عکرمہ اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کا روایت کی امام محمد نے مؤطا میں اور ابن ابی شیبہ
نے علی اور ابن عباس اور حذیفہ اور عمران بن حصین کا اون سب نے کہا کہ میں نہیں پروا رکھتا ہوں کہ چھوؤں ذکر کو یا اپنی ناک کو اور
روایت کی ابن ابی شیبہ نے عمار سے کہ وہ پوچھے گئے چھونے ذکر سے بیچ نماز کے پس کہا کہ نہیں ہی وہ مگر ٹکڑا تجھ سے اور روایت
کی محمد نے ابی الدرداء سے مانند اسکے اور روایت کی سعید بن منصور نے انھیں سے ایسی ہی اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت
کی ہی حضرت علی سے کہ وہ پوچھے گئے اوس سے سو کہا کہ نہیں حرج ہی ساتھ اوسکے اور ابن مسعود سے بھی ایسی ہی روایت
کی اور اوس نے سعد سے مانند اسکے روایت کی اور روایت کی محمد نے علقمہ سے کہ آیا ایک شخص طرف ابن مسعود کے سو کہا کہ
چھوا میں نے ذکر اپنے کو نماز میں تو عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ ذکر تیرا نہیں ہی مگر ٹکڑا بدن تیرے کے اور روایت کی محمد نے کہ
ایک شخص نے پوچھا عطا سے اور کہا کہ کہو ایا بھی وہ شخص کہ چھوئے فرج اپنی کو بعد وضو کے سو ایک شخص نے قوم سے کہا کہ عبد اللہ

بن عباس کہتے تھے کہ اگر تو نجس جانتا ہو تو کاٹ ڈال اوسکو کہا عطا نے کہ یہی قول ہے عبد اللہ بن عباس کا اور امام شافعی کے مذہب
کی طرف ابن عمر اور عمر بن الخطاب اور ابو ایوب اور زید بن خالد اور ابی ہریرہ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور جابر اور عایشہ رضی اللہ عنہم گئے ہین

## باب غسل کے بیان مین

غسل مین تین چیزین فرض ہین پہلے پانی موںھہ مین ڈالنا دوسرے ناک مین پانی ڈالنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ دونون
چیزین غسل مین سنت ہین ف دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا یعنی اگر ہو تم
جنب پس چاہیے کہ پاک کرو تو لفظ مبالغے کا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ کلی وغیرہ بھی فرض ہے اور اسواسطے کہ فرمایا حضرت نے کہ نیچے ہر
بال کے جنابت ہے سو تر کرو اور صاف کرو بدن کو روایت کیا اوسکو ابو داود نے اور یہ جو حدیث عینے مین لکھی ہے کہ فرمایا
حضرت نے کلی اور ناک مین پانی ڈالنا سنت ہین وضو مین اور فرض ہین غسل مین تو یہ حدیث عینے نہین پائی اور شیخ ابن الہمام نے
فتح القدیر مین اس حدیث کو بیان نہین کیا لیکن روایت کی ابن عدی نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے کہ کلی اور ناک مین پانی ڈالنا تین بار
فرض ہے غسل مین اور یہ حدیث قابل اعتبار کے نہین کیونکہ کہا ابن حبان اور دارقطنی نے کہ اس حدیث کو برکت بیٹے محمد حلبی نے بنایا ہے
اور کلی اور ناک مین پانی ڈالنا سنت ہین وضو مین اور فرض ہین غسل مین نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور امام مالک اور شافعی کے
نزدیک وضو اور غسل دونون مین سنت ہین اور امام احمد کے نزدیک دونون وضو اور غسل مین واجب ہین دلیل امام ابو حنیفہ
اور شافعی اور مالک کی یہ ہے کہ روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انھون نے وضو کیا بغیر مضمضے کے اور استنشاق کے اور کہا کہ مین نے
(کلی کرنا) (ناک مین پانی ڈالنا)
ایسا ہی دیکھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جامع الاصول مین بروایت ابی داود ایک روایت مین ہے کہ اوس مین ذکر مضمضے اور
استنشاق کا نہین ہے اور دلیل امام احمد کی یہ ہے کہ روایت کی ابو داود نے لقیط بن صبرہ سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب وضو کرے تو پس
کلی کر اور روایت کی دارقطنی نے ابی ہریرہ سے کہ کہا انھون نے حکم کیا حضرت نے ساتھ مضمضے اور استنشاق کے واللہ اعلم
بالصواب والیہ المرجع والمآب ص تو اگر غسل کیا اور بعد کلی کے اوسکے دانتون مین کھانا رہا غسل درست ہو جاویگا
ف کیونکہ کھانے کے نیچے پانی پہونچ جاتا ہے ص تیسرے پہونچانا پانی کا تمام ظاہر بدن پر اور ملنا واجب نہین ف
کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا فَاطَّهَّرُوْا یعنی پاک کرو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ
یعنی نیچے ہر بال کے جنابت ہے کذا رواہ ابو داود اور ملنا کچھ دھونے مین داخل نہین تو جب شارع نے حکم فرمایا دھونے کا تو
ملنا اوسپر لازم نہ آویگا جیسا کہ ظاہر ہے ہر عاقل پر ص مگر امام مالک کے نزدیک واجب ہے تو اگر آٹا ناخون مین باقی رہا غسل
درست نہوگا بلکہ اوسکے نیچے کا دھونا واجب ہوگا اور اگر میل ہو یا مٹی یا رنگ حنا وغیرہ درست ہو جاویگا اسواسطے کہ پانی اوس مین
سما جاتا ہے اور اگر بدن پر روغن ملا بعد اوسکے غسل کیا جائز ہے اگرچہ روغن پانی کو قبول نہین کرتا اور اگر وہ جانتا ہے کہ بالی کے چھید
مین بغیر بالی ہلائے پانی نہ پہونچیگا ہلاوے اور اگر بالی سوراخ مین نہین ہے اور جانتا ہے کہ بے تکلف پانی سوراخ مین پہونچیگا تکلف
نکرے اور اگر جانتا ہے کہ بغیر تکلف کے نہین پہونچیگا تکلف کرے اور اگر بعد بالی نکلنے کے سوراخ بند ہوگیا ہو اور جانتا ہے کہ اگر پانی
گذاریگا داخل ہو ویگا اور اگر غافل ہوگا نہ گذریگا پانی نہ داخل ہوگا پانی کو اوسپر سے گذرے اور لکڑی وغیرہ کے داخل کرنے
سے تکلف نکرے اور اگر اوسکی انگلی مین تنگ انگوٹھی ہے تو واجب ہے کہ وضو اور غسل مین اوسکو ہلاوے تاکہ پانی وہان پہونچ جاوے

اور جس کسیکا ختنہ نہوا ہووے اوسکو غسل مین قلفے کے اندر پانی پہونچانا بعضون کے نزدیک واجب ہی اور بعضون کے نزدیک
نہین باوجود اسکے کہ اگر پیشاب قلفے تک آجاوے اور باہر نہ نکلے وضو جاتا رہتا ہی غسل میں سنت پانچ چیزین ہین پہلے دھونا دونون ہاتھ
کا دوسرے دھونا فرج کا تیسرے دور کرنا نجاست کا بدن سے بعد فرج کے دھونے کے چوتھے وضو کرنا لیکن اگر غسل کی جگہہ مین
پانی مستعمل جمع ہوتا ہو پانون کے دھونے مین تاخیر کرے اور بعد غسل کے دوسری جگہہ ہو کر دھووے تو اگر غسل کرتا ہی کسی لوح یا پتھر پر کہ پانی
اوس پر سے بہتا جاتا ہی تو وہین پیر دھولیوے پانچوین تین بار تمام بدن پر پانی روان کرنا **ف** کیونکہ روایت کی بخاری اور مسلم نے
میمونہ سے کہ رکھا مینے واسطے حضرت کے پانی سو ڈھانپا مینے اونکو ساتھ ایک کپڑے کے تو حضرت نے پانی ڈالا اپنے دونون ہاتھون پر دھویا
اونکو پھر ڈالا دونون ہاتھون پر پھر دھویا اونکو پھر ڈالا داہنے ہاتھ سے بائین پر سو دھوئی فرج اپنی پھر مارا ہاتھ اپنا زمین پر اور پھیرا
اوسکو زمین پر پھر دھویا اوسکو سو کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور دھویا مونہہ کو اور کہنیون تک ہاتھون اپنے کو پھر ڈالا پانی سر پر اپنے
اور سارے بدن پر بہایا پھر ایک کونے مین ہٹ گئے سو دھوئے پیر اپنے تو دیا مینے اونکو ایک کپڑا پس لیا اوسکو سو چلے اور دھو ڈالتے
تھے دونون ہاتھ اپنے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور یہ لفظ بخاری کے ہین اور ابو داود نے بھی روایت کیا ہی اسکو اور روایت کی
ابو داود و بخاری اور مسلم وغیرہم نے عایشہ سے اور یہان الفاظ ابو داود کے مذکور ہین ساتھ سند صحیح کے کہ تھے حضرت جب غسل کرتے تھے
جنابت سے دھوتے تھے دونون ہاتھ اپنے اور ڈالتے تھے برتن کو داہنے ہاتھ پر پھر دونون ہاتھ سے لیکر دھوتے تھے فرج اپنی کو پھر وضو کرتے تھے
جیسا کہ وضو ہی واسطے نماز کے پھر داخل کرتے تھے ہاتھ اپنا برتن مین پھر کنگھی کرتے تھے بالون اپنے کو یہان تک کہ جب دیکھتے کہ پانی
پہونچ گیا بدن کو اور صاف ہو گیا تو الٹتے پانی سر پر تین بار تو اگر کچھ پانی بچ رہتا ڈال لیتے تھے اوسکو اپنے اوپر **ص** عورتون پر
واجب نہین کہ اپنی چوٹی کھولین بلکہ بالون کی جڑ کو تر کر لین کیونکہ حضرت نے ام سلمہ سے فرمایا کہ کافی ہی تجھکو جب پانی تیرے بالون کی جڑ
مین پہونچ جاوے اور اسی طرح تر کرنا بھی سب بالون کا واجب نہین اور بعض مشایخ نے کہا ہی کہ تر کرے گیسوؤن کو اور نچوڑ ڈالے **ف**
یہ حدیث ان لفظون سے صحاح مین نہین روایت کی مسلم نے ام سلمہ سے کہا انھون نے کہا مینے یا رسول اللہ مین عورت ہون کہ باندھتی ہون
چوٹی کیا مین کھولا کرون اوسکو واسطے غسل جنابت کے فرمایا حضرت نے نہین کافی ہی تجھکو یہ کہ ڈالے تو سر پر اپنے تین بار تین لپ پانی کے پھر ڈالے
تو اپنے اوپر پانی تو پاک ہو جاویگی تو روایت کیا اسکو ابو داود اور ابن ماجہ نے بھی اور اسی طرح روایت ہی کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص حکم کرتے
تھے عورتون کو اس بات کا کہ جب غسل کرین تو کھولین چوٹیان اپنی سو حضرت عایشہ نے کہا تعجب ہی عبداللہ بن عمرو حکم کرتے ہین
عورتون کو چوٹی کھولنے کا کیا نہین حکم کرتے اونکو کہ منڈا ڈالین وہ سر اپنا تحقیق مین اور حضرت غسل کرتے تھے ایک برتن سے اور مین نہین
زیادہ کرتی تھی تین لپون پر یہ روایت صحیح مسلم مین ہی اور ایسا ہی حکم غسل حیض سے ہو کیونکہ ایک روایت مین مسلم کی یہ بھی ہی کہ کیا مین کھولون چوٹی کو
واسطے حیض اور جنابت کے فرمایا حضرت نے نہین اور اسی طرح بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین **ص** اور یہ سب جب ہین کہ بال بٹے
گندھے ہوئے ہون اور لیکن جب کھلے ہون تو سب کو دھوئے کیونکہ حرج نہین جیسا کہ مرد سب اوسی کو دھووے کیونکہ کچھ حرج نہین اور مرد اگر اپنی چوٹی باندھے
ہو تو کھولنا واجب ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ واجب نہین لیکن احتیاط اسی مین ہی کہ کھولے **ف** در مختار مین اسیکو لکھا ہی کہ کھولنا مرد کو واجب ہی

## فصل بیان مین اون چیزون کے جن سے غسل لازم آتا ہی

اور اونکو موجبات غسل کہتے ہین اور وہ چار چیزین ہین **ص** پہلے نکلنا منی کا کود کر شہوت سے وقت جدا ہونے منی کے اپنے مقام سے تو اگر بغیر شہوت کے

انزال ہوا غسل ہمارے نزدیک واجب نہین اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہوا **ف** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی یعنی نہانا پانی سے ہے یعنی منی کے نکلنے سے ہے روایت کیا اسکو مسلم نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے
او سیحدیث منسوخ ہو گئی ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد وہی پانی ہے جو شہوت سے نکلے کیونکہ الف لام انما الماء
مین دلالت کرتا ہے اس بات پر اور بھی دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن یحیی
نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہمسے ابو حنیفہ نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہمسے عکرمہ نے اونھون نے عبد اللہ بن
مولی سے اونھون نے اپنی مان سے کہ پوچھا اونکی مان نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے مذی کو پس کہا کہ ہر مذی کرتا ہے
او تحقیق کہ ایک مذی ہے اور ایک ودی آور ایک منی آ لیکن مذی تو وہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے کھیلے سو ظاہر ہو جاوے اوسکے ذکر پر کچھ یعنی
کچھ پانی تو دھووے ذکر اور خصیون اپنے کو پھر وضو کرے اور غسل نکرے اور لیکن ودی تو وہ ہے کہ آتی ہے بعد پیشاب کے دھووے ذکر اپنے کو اور وضو کرے
اور غسل نکرے اور لیکن منی تو وہ پانی بڑا ہے اوس سے شہوت ہے اور اوسمین غسل ہے اور عبد الرزاق نے مصنف مین قتادہ اور عکرمہ سے
بھی ایسی ہی روایت کی ہے واللہ اعلم **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک فقط سر عضو سے بشہوت نکلے اگرچہ وقت جدا ہونے کے
شہوت نہو تو اگر منی اپنی جگہ یعنی پشت سے بشہوت جدا ہوئی اور اوس شخص نے قبل اسکے کہ نکلے سر عضو کا تھاما یہان تک کہ شہوت جاتی
رہی بعد اوسکے منی بغیر شہوت کے نکلی امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب نہوگا
اور اگر پیشاب سے پہلے غسل کیا بعد اسکے پھر بقیہ منی نکلی طرفین کے نزدیک غسل پھر واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دوسری مرتبہ غسل واجب نہوگا
اور ایسا ہی اگر خواب مین ہووے غسل واجب ہوگا اور مرد و عورت سب برابر ہین اور ایک روایت مین امام محمد سے منقول ہے کہ اگر عورت کو احتلام
اور لذت وغیرہ یاد ہو اور تری نہ دیکھے غسل واجب ہے اور شمس الائمہ نے کہا کہ اس روایت پر عمل کیا جاویگا **ف** اگر سونے مین ایسا ہو یعنی
جاگ کے فقط پانی دیکھا تو اوسکا بیان آگے آتا ہے اور اگر سوتے مین یہ باتین سب دیکھین تو اوسکو احتلام کہتے ہین تو اس صورت مین اگر تری
دیکھے گا غسل واجب ہوگا برابر ہے کہ مرد ہو یا عورت کیونکہ روایت کی بخاری اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے
کہ اے رسول اللہ اللہ نہین حیا کرتا ہے حق سے سو کیا عورت پر ہے جب کہ دیکھے غسل فرمایا کہ ہان جب کہ دیکھے پانی کو آخر حدیث تک اور روایت ہے
انس رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت سے کہ دیکھے خواب مین جیسا کہ دیکھتا ہے مرد خواب مین فرمایا
آپنے کہ جب اوس سے جو ہوتا ہے مرد سے سو چاہیے کہ غسل کرے روایت کیا اسکو مسلم نے نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ معنی اسکے یہ ہین
کہ اوس سے منی نکلے جیسا کہ مرد جب اوس سے منی نکلتی ہے غسل کرتا ہے اور اجماع مسلمانون کا اس بات پر ہے کہ جب احتلام ہو اور تری دیکھے غسل
لازم آویگا اور روایت کی ابن ماجہ و بیہقی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جاگے ایک تم مین کا خواب
مین سے اور تری دیکھے اور احتلام اوسکو یاد نہو غسل کرے اور جب یاد کرے احتلام کو اور تری نہ دیکھے تو اوس پر غسل لازم نہین اور سیوطی
جمع الجوامع مین لائے ہین کہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پاوے عورت بیچ خواب کے
جیسا پاتا ہے مرد تو غسل کرے روایت کیا اسکو طبرانی نے اور ایک روایت آئی ہے خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے نہین ہے عورت پر غسل یہان تک کہ انزال ہو جیسا کہ نہین مرد پر غسل جب تک انزال نہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور
روایت کی احمد و ابن ماجہ و نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھے ایک تم عورتون مین سے

اور انزال کرے تو چاہیے کہ غسل کرے اور وہ جو جنھنے روایت نقل کی ہے کہ جب عورت لذت وغیرہ دیکھے خواب مین اور تری دیکھے تو
غسل واجب ہے اور اسکو شمس الائمہ نے کہا کہ اسپر عمل کیا جاویگا تو دلیل اسکی یہ ہے کہ روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ انھون نے
پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت دیکھے جب خواب مین جو مرد دیکھتا ہے تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دیکھے تو غسل کرے
تو جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اس سے موجود دیکھنا ہے یعنی منی بھی دیکھے جیسا کہ دوسری روایت مین تصریح سے آیا اوسی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرے جب دیکھے پانی کو واللہ اعلم و علمہ اتم الاکمل **ص** فرض ہے ذکر کے غائب ہوجانا سر ذکر کا
قبل یا دُبر مین اس صورت مین غسل دونون پر یعنی فاعل و مفعول پر واجب ہوگا **ف** کیونکہ روایت ہے سنن ابن ماجہ مین عایشہ
رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ مل جاوین دونون ختنے غسل واجب ہوتا ہے اور روایت کی طحاوی نے
عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ملتے تھے دونون ختنے نہاتے تھے اور صحیحین مین روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ بیٹھے ایک تم مین کا درمیان چارون کونون کے یعنی اپنی عورت کے پھر جماع کرے اوس سے
تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اگرچہ انزال نہوا اور روایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ نے ساتھ سند اسکے اور روایت کی ایسی
ہی ترمذی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور طبرانی نے رافع بن خدیج سے اور ابی امامہ سے اور روایت کی شیرازی نے القاب مین ...
اسکے اور طحاوی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قول انکا اور روایت کی دارقطنی نے افراد مین ابی ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تجاوز کر جاوے ختنہ ختنے سے انزال ہو یا نہو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور سعید بن منصور نے اپنے
مسند مین مانند حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے روایت کی ہے اور یہ جو حدیث پہلے مین لکھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب
ملجاوے ختنہ ختنے سے اور غائب ہوجاوے سر ذکر تو تحقیق غسل ہمپر واجب ہوا انزال ہو یا نہو تو روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط
مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور عبد اللہ بن وہب نے مسند اپنی مین اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ ملجاوے ختنہ ختنے سے اور چھپ جاوے سر ذکر تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ
نے اپنی مصنف مین اگر اس جگہ کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہے اوس حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی یعنی غسل پانی
سے ہے یعنی منی نکلنے سے ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور مسلم اور دارمی اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے تو جواب اسکا یہ ہے کہ
یہ حکم ابتدائے اسلام مین تھا اب یہ حدیث منسوخ ہوگئی اوس سے جو روایت کی احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے
ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا اونھون نے کہ یہ حکم کہ پانی پانی سے ہے تھا رخصت اول اسلام مین پھر منع کیا گیا اس سے یعنی رخصت جاتی
رہی صحیح کیا اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور کہا اسمٰعیلی نے کہ صحیح ہے اوپر شرط بخاری کے اس جگہ اگر کوئی شک کرے کہ ابن ہارون امام
دارقطنی نے یقین کیا اور کہا کہ زہری نے نہین سنا اس حدیث کو سہل سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کتاب ابو داؤد مین ایسا واقع ہے کہ معلوم
ہوتا ہے اوس سے یہ حدیث منقطع ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ سند ابو داؤد کی صحیح ہے واسطے ثقہ ... کہ خبر دی مجھکو ایک ثقہ نے ... جس مین زہری
ہون حدیث صحیح ہوگئی اور یہ بات کہ مستلزم نہین کہ سند ابن ماجہ و احمد کی منقطع ہو کیونکہ ممکن ہے کہ زہری نے سنا ہو اوسکو ثقہ کے واسطے سے
سہل سے پھر ملاقات کی سہل کی سب حدیث کی اونسے تو اب اعتراض دفع ہوگیا واللہ التوفیق وھو خیر الرفیق **ص** نہین ہے غسل نکلنے والے کا منی مذی کو کرہ
... **ف** کیونکہ حضرت نبی نے فرمایا کہ جب ایک تم مین کا دیکھے تری اور احتلام یاد نہو تو اوسپر غسل ہے روایت کی مانند اسکے ابن ماجہ اور ابو داؤد

اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور مرد وعورت اُنہیں سب برابر ہیں اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلق تری پر ارشاد فرمائی
تو اس سے معلوم ہوا کہ مذی ہو یا منی کیونکہ دونوں میں تری ہوتی ہے اور کیونکہ احتمال ہے کہ منی بسبب حرارت بدن کے رقیق ہو گئی ہو اور مثل
مذی کے دکھائی دینے لگی ہو اور تفصیل اسکی خوب او پر گذری **ص** نفاس اور حیض منقطع ہونا کی پچھتے **ف** بیان حیض و
نفاس کا آگے آویگا اور منقطع ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب عورت حیض و نفاس سے پاک ہووے تو غسل کرنا اوسپر فرض ہوتا ہے اور یہ حکم اسواسطے
ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطَّهَّرْنَ ساتھ تشدید طا کے اور ہا کے یعنی نہ قریب ہو تم اون سے یہان تک
کہ وہ خوب پاک ہو لیں یعنی غسل کریں اور یہ قرأت عاصم اور کسائی کی ہے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اس قرأت میں بھی اور
جب آیت تخفیف پڑھی جاتی ہے معنی یہی ہوتے ہیں یہان تک کہ غسل کریں اور یہ آیت تو دلیل اس بات کی ہوئی کہ حیض سے غسل فرض
ہے لیکن نفاس سے تو بسبب اس بات کے کہ اسپر اجماع ہے اور اجماع حجت قاطع ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ
یعنی نہیں جمع ہوگی امت میری گمراہی پر اور اسی طرح معلوم ہو چکا ہے کتب اصول سے اور روایت کیا اس حدیث کو طبرانی اور ترمذی
اور ابوداؤد اور ابن ابی عاصم اور حافظ ضیاء اور ابن جریر اور حاکم اور ابو نعیم اور ابن مندہ نے اور احمد اور ابن ابی خیثمہ نے ابو مالک
اشعری اور ابن عمر اور ابی بصرہ غفاری وغیرہم سے بالفاظ مختلفہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے
فرمایا ہے کہ جسکو مسلمان قبیح دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے اور جسکو مسلمان اچھا دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے روایت
کیا اسکو بزار اور ابوداؤد طیالسی اور ابو نعیم اور بیہقی نے اور روایت کیا احمد نے دوسرے جملے کو فقط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ
**ص** اور اگر عورت کافرہ بعد انقطاع یعنی بند ہونے خون کے مسلمان ہوئی غسل اوسکے اوپر واجب نہوگا اور بعد جنابت کے
اگر مسلمان ہوئی تو غسل واجب ہوگا **ف** دلیل اسکی شرح وقایہ عربی میں مذکور ہے **ص** اور چار پائے کے وطی کرنے سے غسل واجب نہوگا
اور غسل مستحب ہے واسطے جمعے کے یعنی نماز جمعے کے نہ واسطے دن جمعے کے اور یہی صحیح ہے **ف** امام شافعی و امام ابو حنیفہ صاحب
کے نزدیک غسل دن جمعے کے سنت ہے اور یہی روایت ہے احمد سے اور امام مالک کے نزدیک واجب ہے امام مالک کہتے ہیں کہ روایت ہے
یعنی صحیحین اور جامع ترمذی اور موطا اور سنن نسائی میں عبد اللہ بیٹے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی آوے
تم میں سے دن جمعے کے تو چاہیے کہ غسل کرے اور روایت کی بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غسل جمعے کا واجب ہے ہر بالغ پر اور سنن ابن ماجہ میں ایک روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے یہ ایک جمعے کے
جمعوں میں سے کہ ای گروہ مسلمانوں یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالی نے اسکو عید کیا ہے سو غسل کرو آخر حدیث تک اور روایت کی مالک نے
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھوں نے کہ غسل دن جمعے کے واجب ہے اوپر ہر بالغ کے مانند غسل جنابت کے اور یہ حدیثیں
صحیح ہیں اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح مسلم میں کئی طریقوں سے اور کہا مجد الدین فیروز آبادی نے کہ حدیث
واجب ہونے غسل کی بہت صحیح ہے اور مالک نے نافع سے اونھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اوس حدیث کو کہا
بخاری رحمہ اللہ نے کہ اصح الاسانید ہے اور یہ دلیلیں انکی ہیں جو کہتے ہیں کہ غسل دن جمعے کے واجب ہے اور جو کہتے ہیں کہ واجب نہیں حجت پکڑتے ہیں
اوس سے کہ روایت کی ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن عبد البر نے استذکار میں سمرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے وضو کیا دن جمعے کے تو خوب کیا اور جس نے غسل کیا تو نیک کیا

اور غسل افضل ہی کہا ترمذی نے کہ اس باب مین روایت ہی ابی ہریرہ او رعایشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے اور کہا کہ حدیث
سمرہ رضی اللہ عنہ کی حسن ہی اور روایت کی ہی بخاری او رمسلم اور ترمذی او رمالک اور ابو داؤد رحمہم اللہ نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
خطبہ پڑھتے تھے دن جمعے کے کہ ناگاہ ایک شخص آیا مہاجرین سے اور ایک روایت مین ہی کہ عثمان رضی اللہ عنہ آئے سو پکارا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کو اور کہا کہ یہ کیا وقت ہی آنے کا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کام نے مجکو مشغول رکھا تھا آج کے روز اور مین
گھر نہین گیا تھا کہ ناگاہ آواز اذان کی سنی اوسی راہ سے مین مسجد مین آیا اور کچھ دیر نہ کی سینے مگر واسطے وضو کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ فقط وضو ہی تمنے کیا اور حضرت صلعم نے حکم کیا ساتھ غسل کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر نہ لوٹے اور نماز پڑھی اور عمر
رضی اللہ عنہ نے لوٹنے کا حکم نہین کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ غسل سنت ہی اور ایک حدیث سنن ابو داؤد مین ثابت ہی کہ کچھ لوگ
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور کہا کہ کیا غسل دن جمعے کے واجب دیکھتے ہو تم فرمایا کہ نہین ولیکن
غسل زیادہ پاک کرنے والا ہی اور بہتر ہی اوسکے لیے جو غسل کرے اور جو شخص نکرے تو کچھ اوسپر واجب نہین آخر حدیث تک اور
کہتے ہین کہ مراد واجب سے اون حدیثون مین ضروری ہی نہ واجب اصطلاحی فقہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین لکھا ہی
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ حَمَّادٌ سَأَلْتُهُ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
وَالْغُسْلِ مِنَ الْحِجَامَةِ وَالْغُسْلِ مِنَ الْعِيدَيْنِ قَالَ إِنِ اغْتَسَلْتَ فَحَسَنٌ وَإِنْ تَرَكْتَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ الْحَدِيثَ
یعنی خبر دی مجکو محمد بن ابان بیٹے صالح نے اونھون نے سنا حماد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پوچھا مینے ابراہیم نخعی
رحمہ اللہ سے غسل دن جمعے اور حجامت اور عیدین سے انھون نے کہا کہ اگر غسل کرے تو اچھا ہی اور اگر ترک کرے تو تو کچھ تیرے اوپر نہین
پہنچیگا
اور بھی روایت کی صحیح مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے جسنے کہ وضو کیا سو اچھا کیا وضو کو پھر آیا جمعے کو اور سنا یعنی خطبہ اور چپ رہا بخشا جائیگا اوسکے لیے جو کچھ کہ درمیان
اوسکے اور درمیان جمعے کے ہی اور زیادہ تین دن آخر حدیث تک اور وہ جو ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی سند اوسکی صحیح
ہی میرے نزدیک او روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اکثر نہاتے تھے دن جمعے کے اور
ترک کرتے تھے اوسکو اور اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ غسل سنت ہی واللہ اعلم اور کچھ بیان اوسکا باب جمعے مین آویگا اور اس جگہ
بہت سی روایتین ہین کہ ذکر کرنا اونکا خالی طول سے نہین **ص** دوسرے دونون عیدون کے واسطے یعنی عید الفطر اور عید الضحی
مین **ف** جاننا چاہیے کہ عیدین کے غسل مین کئی حدیثین ہین لیکن ضعف سے خالی نہین ہین پہلے تو یہ کہ روایت ہی فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے
کہ صحابی ہونا اون کا مشہور ہی کہا اونھون نے کہ تھے حضرت صلعم غسل کرتے تھے دن جمعے اور دن عید فطر کے اور دن نحر اور روز عرفے
کے روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد اور طبرانی نے اپنی معجم مین اور سنن ابن ماجہ مین اور مسند بزار مین بھی مروی ہی شیخ ابن الہمام
نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہی ایسا ہی ذکر کیا نووی نے اور روایت کی ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تھے حضرت کہ
غسل کرتے تھے دن عید فطر اور دن عید اضحی کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی اور سیوطی نے جمع الجوامع مین لکھا ہی کہ زیاد بن الشعری
نے کہا ایک قوم کو کہ جو فعل مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا وہی تمسے دیکھا مگر یہ کہ تم غسل نہین کرتے ہو بیچ عید کے روایت
کیا اسکو ابن مندہ نے اور ابن عساکر نے اور کہا کہ صحیح ہی عیاض سے اور زیاد کا کہنا محفوظ نہین انتہی تو ایسے مین یہ کلام ہی کہ ابن عساکر

کی روایت کا اعتبار نہین جب تک رجال سند معلوم نہون اور اکثر احادیث ضعیفہ بھی ہوا کرتی ہین ان کتابون مین اور مجد الدین فیروز آبادی نے لکھا ہی کہ اس باب مین دو حدیثین آئی ہین یعنی ایک حدیث ابن عباس کی اور ایک حدیث فاکہ رضی اللہ عنہ کی جو دونون ہمنے اوپر نقل کین یہ دونون ضعیف ہین اور بعض محققین نے کہا ہی کہ ہمنے سوا حدیث عیاض اور فاکہ کے تیسری حدیث اس باب مین نہین پائی البتہ روایت ہی موطا مین ساتھ سند صحیح کے عبد اللہ بیٹے عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب وہ واسطے نماز عید کے نکلتے تھے غسل کرتے تھے پہلے اسکے کہ جائین لیکن یہ بات ہی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت کی تابعداری بہت کرتے تھے اور ذراسی بات بھی جو حضرت نے نہین کی ہوتی تھی نہین کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انھون نے حضرت کو غسل کرتے دیکھا ہوگا جیسا کہ فیروز آبادی نے کہا لکن صح عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ کان یغتسل لکل عید و شدۃ مبالغتہ لمتابعۃ السنۃ یقتضی ان الحدیث فی ہذا الباب صحیح یعنی صحیح ہوا ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ غسل کرتے تھے واسطے عید کے اور شدت مبالغہ اونکا واسطے متابعت سنت کے چاہتا ہی اس بات کو کہ حدیث اس باب مین صحیح ہی فقط واللہ اعلم اور روایت کی ترمذی اور دارمی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ حسن ہی کہ حضرت نے کپڑے اوتارے واسطے لبیک کہنے کے (یعنی واسطے احرام کے) اور غسل کیا تو اس سے سنت ہونا غسل احرام کا ثابت ہوتا ہی مگر یہ ہی کہ عموم اسمین نہین بلکہ اس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ ایک بار کیا تو غسل مستحب ہو جاویگا نہ کہ سنت ایسا ہی کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین ہذا ما ظہر لی الا ان لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا ص تیسرے واسطے احرام کے **ف** احرام کے واسطے غسل کرنا ائمہ اربعہ کے نزدیک مسنون ہی اور دلیل اسکی بھی گذری اور روایتین اس باب مین صحیح ہین اور بیان اسکا حج کے باب مین آویگا ص چوتھے دن عرفے کے **ف** کیونکہ اوپر ہمنے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے دن جمعے کے اور عید فطر اور عید نحر اور روز عرفے کے روایت کیا اسکو بزار اور طبرانی نے اور ابن ماجہ اور ابو داؤد اور احمد وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین نے اور یہ بھی ضعیف ہی

## باب پانی کے بیان مین جس سے وضو جائز ہی اور جس سے جائز نہین

جائز ہی وضو مینہ کے پانی سے اور چشمے سے یعنی زمین کے پانی سے مثل کنوئین وغیرہ کے **ف** اسواسطے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وینزل علیکم من السماء ماء لیطہرکم بہ یعنی اور اللہ تعالی اوتارتا ہی پانی آسمان سے تاکہ پاک کرے تمکو اوس سے اور فرمایا وانزلنا من السماء ماء طہورا یعنی اور اوتارا ہمنے آسمان سے پانی پاک کرنے والا آیتین دلالت کرتی ہین آسمان کے پانی کے پاک ہونے پر اور زمین کے پانی کے پاک ہونے پر کنوئین مین دلیل یہ ہی جو روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا گیا حضرت سے کہ کیا وضو کرین ہم کنوئین بضاعہ سے اور وہ کنواں ہی کہ ڈالے جاتے ہین اوسمین کتے اور کپڑے حیض کے اور بدبودار چیزین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی پاک ہی نہین نجس کرتی ہی اوسکو کوئی چیز اور حسن کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن القطان رحمۃ اللہ علیہما نے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور نجاست پڑنے کی دلیل اجماع ہی جیسا کہ آگے آویگا اور ہدایہ مین جو حدیث لکھی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پاک ہی نہین نجس کرتی اوسکو کوئی چیز مگر جب بدل جاوے رنگ یا بو یا مزہ اوسکا تو روایت کیا اسکو بیہقی نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے جیسا کہ آگے آویگا اور پانی دریا کے پاک ہونے پر دلیل یہ ہی کہ روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو داؤد اور نسائی نے تحقیق کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم سوار ہوتے ہین دریا مین اور رکھتے ہین اپنے ساتھ پانی تھوڑا تو اگر وضو کرین ہم پیاسے ہون کیا وضو کرین ہم دریا کے پانی سے تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ یعنی

دریا کا ہی پانی اوسکا اور حلال ہی مردہ اوسکا کہا ترمذی نے کہ پوچھا مینے محمد بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کو تو کہا اونھون نے
کہ حدیث صحیح ہی اور باقی تفصیل اسکی خوب شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین لکھی ہی ص اور برف کے پانی سے اگر جما ہوا نہو
اور اگر جما ہو تو جائز نہین ف کیونکہ جس صورت مین برف مانند پانی کے ہی تو حکم اوسکا پانی کا سا ہی وضو جائز ہوگا اور
جس صورت مین جمی ہوئی ہی تو وہ پانی مین داخل نہین کیونکہ پانی کی حقیقت مین بہنا بھی داخل ہی ص جائز ہی وضو اوس پانی سے
جو رکھے رکھے بدبودار ہوگیا ہو یا اوسکے کسی وصف کو پاک چیز نے مثل خاک یا اشنان یا صابون یا زعفران کے بدل دیا ہو ف
اسواسطے کہ ان سب پر پانی کا اطلاق آتا ہی اور روایت کی نسائی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا روز فتح کے
ایک برتن سے کہ اوسمین اثر آٹے کا تھا اور تفصیل فتح القدیر مین ہی ص اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر پاک چیز ایسی ہو کہ پاک کرنا
اوس سے مقصود ہوتا ہی تو وضو اوس سے جائز ہی مگر یہ کہ غالب ہوجاوے اوپر پانی کے مثلاً گاڑھا کردے اور اوسکی رقت اور سیلان یعنی
بہنے کو کھودے تو وضو اوس سے جائز نہین اور اگر وہ چیز ایسی نہو یعنی اوس سے پاک کرنا مقصود نہو تو اسصورت مین انسے دونون
روایتین ہین ایک روایت مین غلبہ شرط ہی یعنی اگر غلبہ پانی پر نکرے تو وضو جائز ہی اور ایک روایت مین غلبہ شرط نہین یعنی چاہے
غالب ہو چاہے نہو وضو اوس سے جائز نہین اور امام شافعی کے نزدیک اگر وہ چیز کہ پانی مین مل گئی ہی زمین کی قسم سے نہین وضو اوس
پانی سے جائز نہین اگرچہ غالب نہووے ف اور احتیاط اسمین ہی جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہی ص اگر پانی جاری مین کوئی
چیز نجس پڑ جائے اور اثر اوسکا یعنی رنگ یا بو یا مزہ نہ دیکھے تو وضو اوس سے جائز ہی ف اسواسطے کہ نجاست اوسمین نہ ٹھہریگی بلکہ بہ جاویگی
ایسا ہی ہدایہ مین ہی واللہ اعلم بالصواب ص پوشیدہ نرہے کہ جاری کسکو کہتے ہین علما کا اسمین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک پانی جاری
اوسے کہتے ہین کہ گھاس اور تنکے وغیرہ کو بہا لیجاوے ف اسی کو صاحب شرح وقایہ نے اختیار کیا ہی اور بعضون نے کہا کہ جاری
وہ ہی کہ جسکو لوگ جاری سمجھین اور اسی کو درمختار کے متن مین اختیار کیا ہی اور حق میرے نزدیک یہ ہی کہ جاری اوسے کہتے ہین کہ مطلق
جریان اوسمین پایا جاتا ہو اگرچہ کیسا ہی ضعیف ہو واللہ اعلم ص تو اگر ندی اوسپر روکدی جاوے اور پانی رسان رسان نکلتا ہی وضو اوس سے جائز
ہی کیونکہ وہ پانی جاری ہی اور پانی ضعیف مین جو آہستہ بہتا ہی اس طرح پر وضو کرے کہ پھر پانی مستعمل کو نہ اوٹھا لیوے یا دو چلو کے بیچ مین اتنی
دیر کرے کہ پانی مستعمل بہ جاوے اور مستعمل پانی کا بیان آگے آجاویگا ف کیونکہ پانی مستعمل نجس ہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
اور اوسکا ذکر آگے ہم کرینگے ص اگر حوض وہ در دہ سے کم ہو اور ایک طرف سے اوسمین پانی آتا ہی اور دوسری طرف سے نکلتا جاتا ہی ہر طرف
سے اوس حوض کے وضو جائز ہی اور اسی پر فتوی ہی ف درمختار مین ہی بہ یفتی یعنی اسی پر فتوی ہی ص اور بعضون
کے نزدیک اگر چار در چار ہی یا کم تو جائز ہی اور اوس سے زیادہ مین جائز نہین اور اگر پانی بدبودار ہووے اور معلوم ہوجاوے
کہ بو اوسکی نجاست سے ہی وضو اوس سے درست نہین اور اگر معلوم نہووے تو وضو جائز ہی کیونکہ کبھی بو بسبب زیادہ رکھنے کے ہوجاتی ہی
واللہ اعلم اور اگر مرا ہوا کتا اردان ندی مین پڑا اور اوسکے عرض کو بند کیا اور پانی کتے کے اوپر جاری ہی اگر وہ پانی جو
کتے سے ملا ہوا ہی کم ہی اوس پانی سے جو کتے سے الگ ہی اوسکے نشیب مین وضو جائز ہی ورنہ نہین جائز ہی فقیہ ابو جعفر نے کہا ہی
کہ ہمنے اسی پر اپنے مشائخ کو پایا ہی اور امام ابی یوسف سے مروی ہی کہ اگر کوئی وصف پانی کا نہین بدلا ہی تو اوس سے وضو کرنے مین کچھ
خوف نہین اور اگر پانی مین ایسا جانور مرجاوے کہ پانی مین پیدا ہوتا ہی اور اوسمین جیتا ہی جیسے مچھلی اور مینڈک وضو اوس سے جائز ہی

ف ان چیزون کے مرنے سے اسواسطے پانی نہین نجس ہوتا کہ ان جانورون کی جگہ یہی پانی ہی ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے
اور عاقل پر مخفی نرہے کہ اس سے لازم یہ آتا ہی کہ اگر درندہ خشکی مین مرجاوے تو چاہیے کہ نجس نہو کیونکہ درندے کا مقام خشکی ہی لیکن اسکا جواب
یون ہوسکتا ہی کہ معدن سے مراد وہ ہی کہ بغیر اوسکے جی نہین سکتا اور ایسا معدن درندے کا خشکی نہین واللہ اعلم اور دوسری دلیل ہدایہ
مین اسکی یون لکھی ہی کہ انمین خون نہین کیونکہ جو جانور کہ دموی ہی پانی مین نہین رہتا ہی اور جبکہ خون نہوا تو پانی نجس نہوگا کیونکہ
خون ہی نجس کرنے والا ہی کہا شیخ ابن الہمام نے هٰذَا التَّعْلِيْلُ هُوَ الْاَصَحُّ اور اگر پانی کے سوا اور مین مثل سرکے وغیرہ کے مرگئے چیزین
مرجاوین تو بعضون نے کہا کہ سوے مچھلی کے اور مین نجس ہوجاویگا اور بعضون نے کہا ہی کہ کسی مین نجس نہین ہوگا اور یہی صحیح ہی کذا فی الہدایہ

ص اور اگر پانی مین ایسا جانور مرا جسمین بہتا خون نہین جیسے مچھر اور مکھی وضو اوس سے جائز ہی کیونکہ خون جو نجس ہی وہ بہتا خون ہی
ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمہارے پانی مین مکھی گر پڑے تو چاہیے کہ اوسکو ڈبو دے پھر اوسکو نکال ڈالے
اسواسطے کہ ایک پر مین اوسکے مرض ہی اور دوسرے پر مین شفا ہی روایت کیا اسکو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے خون کے حیوان کے مرنے سے پانی ناپاک نہین ہوتا اور یہ دلیل لانا اوس سے
اچھا ہی جو دلیل لائے ہین صاحب ہدایہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حلال ہی کھانا اوسکا اور پینا اوسکا اور وضو اوس سے
اور پوری حدیث یون ہی کہ روایت کی دارقطنی نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا یا پینا پڑجاوے
اوسمین وہ جانور جسمین خون نہین اور مرجاوے اوسمین تو وہ حلال ہی کھانا اوسکا اور پینا اوسکا اور وضو اوس سے کہا دارقطنی نے نہین
مرفوع کیا اس حدیث کو مگر بقیہ نے سعید بن سعید زبیدی سے اور وہ ضعیف ہی اور ابن عدی نے کہا کہ سعید یہ مجہول ہی شیخ ابن الہمام نے
کہا کہ یہ بقیہ بیٹا ولید کا ہی روایت کی اس سے بہت اماموں نے مثل حماد اور ابن المبارک اور یزید بن ہارون اور ابن عیینہ اور وکیع اور
اوزاعی اور اسحق بن راہویہ اور شعبہ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے اور روایت کی اوس سے جماعت نے مگر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مین کہتا ہون
کہ پوچھے گئے یحیی بن معین بقیہ اور اسمعیل بن عیاش سے پس کہا کہ كِلَاهُمَا صَالِحَانِ یعنی دونون اچھے ہین اور کہا ابو زرعہ رازی نے
کہ بقیہ میرے نزدیک اچھا ہی اسمعیل بن عیاش سے اور سعید بن سعید کہا ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذکر کیا اوسکو خطیب نے اور کہا کہ نام اونکے
باپ کا عبد الجبار ہی اور وہ ثقہ تھے تو اب جہالت جاتی رہی اور حدیث باوجود اسکے حسن سے کم نہوگی تو معلوم ہوا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی
حدیث جو اوپر چھنے ذکر کی اس سے زیادہ اور بہت صحیح ہی واللہ اعلم ص اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانی نجس ہوجاتا ہی ف
اور قول اول جو مذہب امام صاحب کا ہی صحیح ہی ص جو پانی درخت یا میوے سے نچوڑا جاوے جیسے پانی ریواج کا درخت سے
نچوڑا جاتا ہی اور پانی سیب اور انار کا کہ میوے سے نچوڑا جاتا ہی وضو اوس سے جائز نہین اور اگر خود درخت سے ٹپکے جائز ہی ف
کیونکہ اسپر پانی مطلق نہین بولا جاتا ہی مثلا جو کوئی سرکہ پیے تو یہ نہین کہا جاویگا کہ فلانے نے پانی پیا اور قرآن شریف مین حکم ہی
کہ جب پانی نپاؤ تو تم تیمم کرو ص اور وضو اوس پانی سے جسپر کوئی چیز غالب آجاوے اسطرح پر کہ پانی کو اوسکی طبیعت سے نکال دیوے
یا پکانے کے سبب سے غالب ہوجاوے جیسے کہ پانی باقلے کا ف مطلب یہ ہی کہ باقلے کے پانی سے مراد وہ ہی جو پانی کہ غالب ہوگئی ہو اوسپر
کوئی چیز پکانے کے سبب سے ص یا شوربا جائز نہین اور اگر پتے درخت کے پانی مین پڑے اور اوسکا رنگ یا کوئی وصف بدل گیا
وضو اوس سے جائز نہین کیونکہ وہ مانند پانی باقلے کے ہی ف مطلب یہ ہی کہ جو پانی بغیر پکنے کے بدل گیا ہو تو اوس سے وضو جائز ہی

اور باقی قلے کے معنی جو صاحب ہدایہ نے بیان کیے شاید وہ شارح وقایہ نے مراد نہیں لیے واللہ اعلم ص اور جو پانی بہتا نہیں ہے اوس میں
اگر نجاست پڑی ہو اور وہ تھوڑا ہو یا بہت وضو اوس سے جائز نہیں ف جاننا چاہیے کہ یہاں تین مذہب ہیں پہلے تو یہ ہے کہ پانی جو جاری
نہیں ہے اوس میں اگر نجاست پڑیگی تو نجس ہو جائیگا پانی تھوڑا ہو یا بہت مگر جب کہ وہ حوض دہ در دہ ہو اور اوسکا ذکر آگے آویگا
تو اس صورت میں مانند جاری کے ہوگا اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ اگر دو قلہ پانی ہو تو نجس نہوگا اور یہ مذہب
امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا ہے اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ پانی تھوڑا ہو یا بہت جب تک کہ اوسکا کوئی وصف نہ بدلے پانی نجس
نہوگا اور یہ مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم
اور ترمذی اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پیشاب کرے ایک تم میں کا بیچ
اوس پانی کے جو جاری نہو پھر غسل کرے اوس میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ غسل کرے کوئی تم میں سے بیچ پانی دائم کے اور وہ
جنب ہو کہا کہ کس طرح کرے ای ابا ہریرہ کہا کہ لے لے اوس سے لینے کر یعنی کسی برتن سے نکالے کر اپنے اوپر پانی ڈالے اور حضرت نے منع کیا ہے
ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنے سے روایت کیا ان دونوں کو مسلم نے اپنی صحیح میں اور اس حدیث کو صحیح کیا بہت لوگوں نے روایت کیا اسکو مسلم نے
کئی طریقوں سے اور بخاری نے بھی اور چاروں عالموں نے اور طحاوی اور طبرانی وغیرہم نے بھی اور یہ حدیث مشہور ہے اور اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ جو پانی جاری نہیں وہ نجس ہو جاتا ہے ورنہ منع کرنے سے کچھ فائدہ نہوگا اور بھی روایت ہے صحیحین میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ جاگے کوئی تم میں سے اپنے خواب سے سو نڈالے ہاتھ اپنا بیچ برتن کے یہاں تک کہ دھو وے اوسکو تین بار کیونکہ وہ نہیں جانتا
کہ کہاں رہا ہاتھ اوسکا اور یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے اور روایت کیا اسکو مسلم نے دس طریقوں سے اور روایت کیا اسکو ترمذی
نے اور کہا کہ حسن صحیح ہے اور اس باب میں روایت ہے ابن عمر اور جابر اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے اور بھی روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی
اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور یہ بھی حدیث مشہور ہے اور بھی روایتیں موید اسکی کنوئیں کے باب میں آوینگی اور امام شافعی کے مذہب کی دلیل
یہ ہے کہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اونھوں نے پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس پانی سے جو کہ ہوتا ہے جنگلوں میں اور پیتے ہیں
اوس سے پانی چارپائے درندے فرمایا آپ نے کہ جب ہو پانی دو قلے نہ اوٹھاویگا ناپاکی اور روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی
اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بیہقی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ اور جابر
اور ابی ہریرہ وغیرہم سے اور ایک روایت میں ابو داؤد کی ہے کہ وہ نجس نہوگا اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے اول کتاب میں
چودہ سندوں سے نو سندوں میں اس لفظ سے لائے ہیں اذا کان الماء اربعین قلۃ یعنی جب ہووے پانی چالیس قلہ اول
ان نو کا حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور اسکو ضعیف کیا اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض طریقوں میں لم ینجس ہے اور
بعضوں میں لم ینجسہ شیء اور پیتالیس اور طریقے ہیں ایک اون میں سے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ساتھ اس لفظ کے
اذا کان الماء قلتین فما فوق ذلک لم ینجسہ شیء اور باقی ایک دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ
کے اذا کان الماء قلتین فصاعدا لم ینجسہ شیء اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض روایتوں میں
تو ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بعض میں عن ابن عمر عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور چالیس
قلوں کی روایت ابن منکدر نے بھی کی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے قلتین او ثلثا یعنی دو قلے ہوں یا تین اور بھی

روایت کی ابن عدی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پہونچ جاوے پانی چالیس قلے پر نہ احتمال
رکھے گا نجاست کا اور کہا ابن عدی نے کہ یہ حدیث صحیح نہین غلط کیا ہی اسمین قاسم بن عبد اللہ عمری نے اور سیوطی نے اوسکا سند بڑا کیا اور کہا کہ روایت کیا اسکو دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو عقیلی نے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے
ساتھ سند صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قَالَ إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أَرْبَعِيْنَ قُلَّةً لَمْ يَنْجُسْ یعنی جب پونہچے پانی چالیس قلے نہین نجس
ہوگا اور بعض روایتون مین ہی أَرْبَعِيْنَ غَرْبًا اور بعضون مین أَرْبَعِيْنَ دَلْوًا سو اس حدیث کی لفظون مین اضطراب ہوا اور بعض
حدیثون مین آیا ہی لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اور بعضون مین لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ اور بھی سند مین اسکی اختلاف ہی ابی اسامہ پر
کبھی تو کہتے ہین عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ اور کبھی کہتے ہین عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ
الزُّبَيْرِ اور جواب اسکا یہ ہی کہ جائز ہی کہ ابی اسامہ نے دونون سے سنا ہو اور بھی اس حدیث مین ابی اسامہ کہا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اور وہ ہی عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اور اسکا یہ جواب ہی کہ وہ دونون بیٹے عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما کے ہین اون دونون نے روایت کی ہوگی اور بھی ان حدیثون مین ایک روایت مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور ایک مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور جواب اسکا
یہ ہی کہ جائز ہی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے بھی سنا ہو اور آپ بھی سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن
اضطراب لفظی اس حدیث مین بیشک بہت ہی کسی مین ہی قُلَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا کسی مین ہی أَرْبَعِيْنَ قُلَّةً کسی مین ہی أَرْبَعِيْنَ
غَرْبًا کسی مین ہی أَرْبَعِيْنَ دَلْوًا کہا امام طحاوی نے وَلَا تُرِكَ رُوِيَ قُلَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا عَلَى الشَّكِّ یعنی ترک کیا ہمنے حدیث قلتین
کو اسواسطے کہ وہ روایت کی گئی ہی دو قلے او تین اگر کوئی کہے کہ چالیس قلون کی روایت ضعیف ہی تو اعتبار اوسی دو قلتین کا ہی جو کثرو اللہ
مین ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ دارقطنی نے تو مسندون مین اربعین قلة ذکر کیا ہی اونمین سے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ضعیف ہی اور
ابن عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اضطراب لفظی تو اوسمین پایا گیا اور اضطراب معنوی جو بعض لوگون نے بیان کیا ہے
اور کہا ہی کہ ایک روایت مین ہی لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ یعنی نجس نکریگا اوسکو کچھ اور ایک مین لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ یعنی نہ اوٹھاویگا نجاست
کو یعنی نجس ہوگا تو یہ کچھ نہین کیونکہ اکثر روایات کے یہ معنی کہنا مخالف ہی اور بعید ہی کیونکہ نجاست کا موقوف کرنا قلتین ہونے پر اسکی کچھ
وجہ نہین واللہ اعلم تو ایک اضطراب سے یہ حدیث ضعیف ہوئی دوسرے ضعف اسناد بھی اسمین بعض لوگون نے بیان کیا ہی کہا صاحب ہدایہ نے ضَعَّفَهُ
ضَعَّفَهُ أَبُوْ دَاوُدَ اور بعض نسخ ہدایہ مین فِيْ سُنَنِهِ بھی ہی اور وہ غلط ہی کیونکہ سنن مین ابو داود کے کہین اسکا ذکر نہین کہا
شیخ ابن الہمام نے وَقِيْلَ لَعَلَّهُ فِيْ غَيْرِ سُنَنِهِ یعنی کہا گیا کہ یہ غیر سنن مین ابو داود کے ہی واللہ اعلم اور کہا شیخ ابن الہمام نے
فتح القدیر مین وَمِمَّنْ ضَعَّفَهُ الْحَافِظُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَالْقَاضِيْ إِسْمٰعِيْلُ بْنُ أَبِيْ إِسْحٰقَ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ الْعَرَبِيِّ
الْمَالِكِيُّوْنَ یعنی جنہون نے ضعیف کیا اس حدیث کو اونمین سے ہین حافظ ابن عبد البر اور قاضی اسمٰعیل بن ابی اسحٰق اور ابو بکر
بن العربی مالکی لوگون نے یعنی ان لوگون نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہی اور بدائع مین ہی عَنِ ابْنِ الْمَدِيْنِيِّ لَا يَثْبُتُ حَدِيْثُ
الْقُلَّتَيْنِ یعنی روایت ہی ابن المدینی سے کہا انہون نے ثابت نہین ہوئی حدیث قلتین کی اور کہا صاحب قاموس نے سفر السعادت
مین بَابُ إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبَثًا قَالَ جَمَاعَةٌ لَمْ يَصِحَّ فِيْهِ حَدِيْثٌ یعنی باب قلتین مین کہا جماعت نے

کہ صحیح نہین ہوئی اوسمین کوئی حدیث اور بعضون نے کہا ہی کہ سفر السعادت مین ہو ضعّفه بعض المحدثین وصحّحه بعضهم
اور یہ غلط ہی کیونکہ سفر السعادت مین کہین اسکا نشان نہین پوری عبارت اوسکی یون ہی باب اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل
خبثا قال جماعة لم یصح فیه حدیث وجماعة قالوا بصحته وقال اکثر اکابر اهل الحدیث
فی مصنفاتهم انتهی اور زیلعی نے کہا حدیث قلتین ضعیف ضعّفه جماعة المحدثین حتی قال البیهقی
من الشافعیة انه غیر قوی وترکه الغزالی والرویانی مع شدة اتباعهما للشافعی
رحمه الله لضعفه یعنی حدیث قلتین کی ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو ایک جماعت نے محدثین کی یہان تک کہ کہا بیہقی نے
کہ وہ قوی نہین اور ترک کیا اوسکو امام غزالی اور رویانی نے باوجود شدت اتباع اونکی کے واسطے امام شافعی رحمه الله کے واسطے
ضعف اوسکے کے اور تمہید مین ہی ما ذهب الیه الشافعی من حدیث قلتین مذهب ضعیف یعنی جس طرف
شافعی گئے ہین حدیث قلتین سے مذہب ضعیف ہی اور اسرار مین دبوسی کے ہی وهو حدیث ضعیف اور وہ حدیث ضعیف ہی
اور ان قولون مین ایک نظر ہی وہ یہ ہی کہ اس حدیث کا ضعف بسبب ضعف رجال کے ان لوگون نے مراد لیا ہی یا ضعف بسبب اضطراب کے
اگر ضعف بسبب اضطراب کے ہی تو مسلّم ہی اور ضعف بسبب رجال کے ہرگز مسلّم نہین کہا طحاوی نے خبر القلتین صحیح واسناده
ثابت یعنی خبر قلتین کی صحیح ہی اور اسناد اوسکی ثابت ہی اور کہا حاکم نے مستدرک مین صحیح علی شرط البخاری ومسلم
یعنی یہ حدیث صحیح ہی اوپر شرط بخاری اور مسلم کے اور کہا بیہقی نے هذا اسناد صحیح موصول یہ اسناد صحیح ہی موصول ہی
اور صحیح کیا اوسکو دارقطنی وغیرہ نے اور کہا شیخ ابن القیم نے شرح ابی داود مین اما صحة سنده فقد وجدت لان رواته
ثقات لیس فیهم مجروح ولا متهم وکلهم سمع بعضهم من بعض ولهذا صححه ابن خزیمة والحاکم
والطحاوی وغیرهم یعنی صحت سند اوسکی تو پائی گئی اسواسطے کہ روایت کرنے والے اوسکے سب ثقہ ہین نہین ہی اونمین کوئی
مجروح اور نہ متہم اور سنا بعض اونکے نے بعض سے اور اسی واسطے صحیح کیا ہی اوسکو ابن خزیمہ اور حاکم اور طحاوی وغیرہم نے انتہی
البتہ اضطراب لفظی اسمین بہت واقع ہی اور وہ جو بعضے چالیس قلّون کی روایت جابر رضی الله عنه سے محمد بن منکدر کی روایت سے نقل کیا
بعض لوگون نے کہا ہی کہ جابر کہنا غلط ہی بلکہ صحیح عبد الله بن عمرو بن العاص ہی اور یہ غلطی قاسم عمری سے جو اوسکی اسناد مین ہی واقع ہوئی ہی
کیونکہ وہ ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو احمد اور بخاری اور یحیی بن معین وغیرہم نے کہا بیہقی نے اخبرنا ابو عبد الله الحافظ
قال سمعت ابا علی الدقاق یقول حدیث محمد بن المنکدر عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم
اذا بلغ الماء اربعین قلة خطأ والصحیح عن محمد بن المنکدر عن عبد الله بن عمرو یعنی خبر دی مجھکو
ابو عبد الله حافظ نے اونھون نے کہا سنا مین نے ابا علی دقاق سے وہ کہتے تھے کہ حدیث محمد بن منکدر کی جابر رضی الله عنه سے خطا ہی اور
صحیح محمد بن المنکدر سے اونھون نے عبد الله بن عمرو بن العاص سے ہی انتہی اور عبد الرزاق نے مصنف مین روایت کیا اس حدیث کو
محمد بن منکدر سے اونھون نے عبد الله بن عمرو بن العاص سے کہا عبد الرزاق نے اخبرنا الثوری ومعمر عن محمد بن المنکدر
عن عبد الله بن عمرو بن العاص اور بھی روایت کی یزید بن ہارون نے عاصم بن منذر سے کہا کہ داخل ہوا مین ساتھ عبید الله
بن عبد الله بن عمر کے ایک باغ کو کہ اوسمین پانی تھا اور اوسمین ایک کھال مردہ اونٹ کی پڑی تھی سو وضو کیا اوس سے پس کہا مین نے

کیا وضو کرتے ہو تم اوس سے اور اوسمین ایک کمال مردہ اونٹ کی ہے سو حدیث بیان کی جسے اپنے باپ سے اونھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے جب پہونچ جاوے پانی برابر دو قلے کے یا تین کے نجس نہ کریگا اوسکو کچھ اور روایت کی بوبکر نیشاپوری نے کہا حَدَّثَنِي أَبُو حُمَيْدٍ الْمِصِّيصِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي لُوطٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَصَاعِدًا لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ یعنی فرمایا ابن عباس نے کہ جب ہو پانی قلتین یا زیادہ نجس نہ کریگا اوسکو کچھ اور روایت کیا اوسکو ابوبکر بن عیاش نے ابان سے اونھون نے ابو یحیی سے اونھون نے ابن عباس سے ایسا ہی قول اونکا اور ایک وجہ ترک کی اس حدیث کی یہ بھی ہے کہ قلے کے لغت مین بہت سے معنی ہین اور معلوم نہین کہ اس جگہ سے کون سے معنی مراد ہین قلے کے معنی لغت مین مشک کے ہین اور مٹکے کے اور چوٹی پہاڑ کے اور ہر چیز بلند کے اور معتبر اس مقام مین امام شافعی کے نزدیک دو قلے یعنی مٹکے ہجر کے ہین کہ نام ایک شہر کا ہے کہ وہان کے مٹکے بڑے بڑے ہوتے ہین اور اسکی تصریح حدیث مین آئی ہے جیسا کہ کہا شافعی نے أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِإِسْنَادٍ لَا يَحْضُرُنِي ذِكْرُهُ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ نَجَسًا وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ بِقِلَالِ هَجَرَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ رَأَيْتُ قِلَالَ هَجَرَ فَالْقُلَّةُ تَسَعُ قِرْبَتَيْنِ أَوْ قِرْبَتَيْنِ وَشَيْئًا یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہو پانی دو قلے نہ اوٹھاویگا نجاست کو اور کہا بیچ حدیث کے کہ قلے ہجر کے کہا ابن جریج نے دیکھا مینے قلون ہجر کو پس قلہ سماتا تھا دو مشکون کو یا کچھ زیادہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جتنے کچھ زیادہ کہنے کے موافق اڑھائی مشک کر لی واسطے احتیاط کے اور بعضون نے دو مشک اور تہائی رکھا ہے اور امام شافعی صاحب کے مذہب مین موافق دو قلون کے پانچ مشکین ہوئین اور مشک بحساب شرع کے پچاس سیر پانی ہے تو قلتین دو سو پچاس سیر پانی ہوا اور بعضون نے کہا ہے کہ مقدار ایک مشک کا سو رطل عراقی ہے اور رطل عراقی برابر ایک سے اٹھائیس درم کے ہوتا ہے واللہ اعلم جاننا چاہیئے کہ اس روایت کو اخراج کیا ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ ہو پانی قلتین قلون ہجر سے نہین نجس کریگا اوسکو کچھ اور ضعیف کیا اوسکو ابن عدی نے اور کہا کہ یہ قول من قلال ہجر محفوظ نہین نہین ذکر کیا جاتا مگر اسی حدیث مین اور مغیرہ بن سقلاب کنیت اوسکی ابو بشر منکر الحدیث ہے علاوہ اسکے روایت کیا اسکو دارقطنی نے ایک سند سے کہ اوسمین ابن جریج ہین اور قلال ہجر کا کچھ اوسمین ذکر نہین اور یہ جو امام شافعی نے روایت کی ہے اول تو خالی اسناد سے ہے دوسرے یہ کہ مسلم بن خالد زنجی شیخ امام شافعی کا قَالَ أَبُو حَاتِمٍ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ يُكْتَبُ حَدِيثُهُ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ لَيْسَ هُوَ بِشَيْءٍ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ كَانَ فَقِيهًا عَابِدًا يَصُومُ الدَّهْرَ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ سَنَةَ ثَمَانِينَ وَمِائَةٍ وَكَانَ كَثِيرَ الْغَلَطِ فِي حَدِيثِهِ إِلَى آخِرِ مَا قَالَ یعنی کہا ابو حاتم نے کہ وہ قوی نہین حدیث اوسکی خلاف روایت ثقات کے ہے نہین لکھی جائیگی حدیث اوسکی نہین حجت پکڑی جائیگی اوس سے اور کہا بخاری نے کہ حدیث اوسکی خلاف روایت ثقات کے ہے اور کہا علی ابن المدینی نے کہ وہ کچھ نہین اور کہا احمد بن محمد بن الولید نے کہ وہ فقیہ عابد تھا روزہ رکھتا تھا ہمیشہ وفات کی بیچ مکے کے سن ایک سو اسی مین اور بہت غلطی کرتا تھا حدیث مین اگر کوئی کہے کہ ثقہ کہا اسکو یحیی بن معین نے اور کہا ابن ابی حاتم نے مُسْلِمٌ الزَّنْجِيُّ إِمَامٌ فِي الْفِقْهِ یعنی مسلم زنجی امام ہے فقہ مین اور کہا ابن عدی نے کہ وہ حسن الحدیث ہے وغیر ذلک تو جواب اسکا یہ ہے کہ جب ضعیف کہین اوسکو لوگ مانند علی بن المدینی اور بخاری اور ابو حاتم اور امثال انکے تو ضعف اوسکا

بسبب ثقہ کہنے بعض لوگوں کے نہیں جانو گے اور اگر مانیے بھی تو بھی یہ حدیث بغیر اسناد کی ہے تو خصم تسلیم نہیں کریگا واللہ اعلم اور
کہا ابن جریج نے اخبرنا محمد عن یحیی بن عقیل اخبرہ ان یحیی بن یعمر اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال اذا کان الماء قلتین لم یحمل نجسا ولا بأسا قال فقلت لیحیی بن عقیل قلال ھجر قال قلال
ھجر قال فاظن کل قلۃ تأخذ فرقین یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ہو پانی دو مٹکے نہ اٹھاویگا
نجاست اور گندگی کو کہا محمد نے کہ پوچھا میں نے یحیی بن عقیل سے کہ مراد یہاں قلے ہجر کے ہیں کہا کہ قلے ہجر کے کہا کہ گمان کرتا ہوں میں کہ ہر قلہ سمایا
ہوگا دو مشکیں اور اس حدیث میں حضرت کا قول قلال ہجر نہیں ہے تو حجت نہ ہوگا تو اس حدیث میں قلے کے معنی یہ معلوم ہوئے تو حدیث ضعیف
ہوگی جیسا کہ امام طحاوی نے کہا وانما ترکنا ھذا لانا لا نعلم ما القلتان یعنی ہم نے ترک کر دیا اس حدیث کو اس واسطے کہ ہم نہیں
جانتے کہ کیا ہیں قلے اور پوشیدہ نہ رہے کہ جس صورت میں چالیس قلوں کی حدیث پر عمل کیا جائیگا تو امام ابوحنیفہ صاحب کا
بھی مذہب متحقق ہو جائیگا کیونکہ جب یہ ٹھہرا کہ قلتین دو سو پچاس سیر پانی ہو موافق محل مختار کے تو چالیس قلوں کا پانچ ہزار سیر
پانی ہوا جیسا کہ حساب سے معلوم ہو جائیگا اور اتنے پانی میں حوض دہ در دہ اور پانی موافق ایک بالشت کے پورا ہو جاویگا اس تو
مشکوں میں تخمینا ہم نے آزمایا نہیں گیا واللہ اعلم اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں ھذا تلخیص ما ذکرہ الشیخ تقی الدین فی
الامام وبہ ترجح ضعف الحدیث عندہ الی اخر ما قال یہ خلاصہ ہے اوسکا جو ذکر کیا اوسکو شیخ تقی الدین نے بیچ امام
کے اور اس سے مرجح ہوا ضعف حدیث کا نزدیک اونکے تو جہیں ضعف کی اس حدیث میں کل دو ہیں ایک تو اضطراب لفظی دوسرے اشتراک اور باقی
اور جو ضعف لوگوں نے بیان کیے ہیں خالی ضعف سے نہیں جیسا کہ اوپر ہم نے بعض وجوہ کیطرف اشارہ بھی کیا ہے اور شیخ شمس الدین نے
شرح ابی داود میں اس بحث کی بہت تفصیل کی ہے جسکو دیکھنا ہو دیکھے یہاں تو سب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا تھا دلیلیں
مذہب امام مالک کی بیان کرتے ہیں لیکن بطور اختصار تاکہ کتاب مطول نہو جاوے دلیلیں امام مالک کی یہ ہیں کہ روایت کی ابی داود اور ترمذی
نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا لوگوں نے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کریں ہم کنوئیں بضاعہ سے اور اوس میں ڈالے
جاتے ہیں کپڑے حیضوں کے اور نجاستیں اور گوشت کتوں کے فرمایا آپ نے پانی پاک ہے نہیں کرتا اوسکو نجس کچھ اور ترمذی نے اس حدیث کو
کہا حدیث حسن اور امام احمد نے تصحیح اسکی کی ہے اور یہ حدیث اگرچہ مطلق ہے ظاہر میں تھوڑے پانی اور بہت میں لیکن الف لام حدیث میں جو
الماء میں اشارہ ہے اوس کے طرف بیر بضاعہ کی خصوصیت کے علاوہ اسکے پانی بیر بضاعہ کا جاری تھا جیسا کہ مؤطا میں ہے والذی رواہ
مالک وردی فی بئر بضاعۃ وماؤھا کان جاریا فی البساتین یعنی اور جگہ روایت کیا اوسکو مالک نے وارد ہے بیر بضاعہ
میں اور پانی اوسکا جاری تھا باغوں میں اور فتح القدیر میں ہے کہ رواہ الطحاوی عن ابی ابی عمران عن ابی عبد اللہ محمد
بن شجاع الثلجی بالسند عن الواقدی قال کانت بئر بضاعۃ طریقا للماء الی البساتین فھذا یقوم
بہ الحجۃ عندنا اذ اوثقنا الواقدی اما عند المخالف فلا لتضعیفہ ایاہ الی اخرہ یعنی جسکے
روایت کی طحاوی نے ابن عمر سے انھوں نے ابوعبداللہ محمد بن شجاع ثلجی سے انھوں نے واقدی سے کہا انھوں نے کہ تھا کنواں بضاعہ کا
راستہ واسطے پانی کے طرف باغوں کے اور اسی سے حجت قائم ہوگئی ہمارے نزدیک اور لیکن نزدیک مخالف کے تو نہیں واسطے ضعیف کہنے
اوسکے کے واقدی کو آخر تک اور روایت کی ابن ماجہ نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے اون حوضوں سے جو درمیان

۱ شیخ تقی الدین سے مراد شیخ تقی الدین ابن دقیق العید ہیں اور امام ان کی کتاب کا نام ہے ۱۲

کہ شریف اور مدینہ طیبہ کے بیچ مین وارد ہوتے ہین اونپر درندے اور کتے اور گدھے اور پوچھے گئے حضرت سے ان حوضون سے
سو فرمایا آپ نے کہ واسطے اونکے ہی جو اوٹھایا اونھون نے اپنے پیٹون مین اور واسطے ہمارے ہی جو باقی رہگیا پانی اور روایت کی ابن ماجہ
جابر سے بھی ایسی ہی اور اوسمین یہ بھی ہی کہ اِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین مانند اسکے کہا
ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّهُ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِغَدِيرٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ الْكِلَابَ تَلَغُ فِيهِ وَالسِّبَاعَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلسِّبَاعِ مَا اَخَذَتْ
فِي بُطُونِهَا وَلِلْكِلَابِ مَا اَخَذَتْ فِي بُطُونِهَا فَاشْرَبُوا وَتَوَضَّئُوا قَالَ اَبُو حَنِيفَةَ لَا بَأْسَ بِهِ اِذَا كَانَ عَشْرًا
فِي عَشْرٍ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَرِيحُهُ وَلَوْنُهُ یعنی گذرے حضرت ایک گڈھے پر سو کہا اصحابہ رضی اللہ عنہم نے ای رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہ کتے سونہہ ڈالتے ہین اوسمین اور درندے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے درندون کے ہی جو لیا انھون نے
اپنے پیٹون مین اور واسطے کتون کے ہی جو لیا انھون نے اپنے پیٹون مین سو پیو اور وضو کرو کہا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نہین حرج ہی ساتھ
اوسکے جب کہ ہووے دہ در دہ جب تک کہ نہ بدلے مزہ اوسکا اور بو اور رنگ تو ان حدیثون سے امام مالک بھی تمسک نہین کر سکتے ہین کیونکہ
احتمال ہی کہ یہ سب گڈھے دہ در دہ ہون اور پانی کا جب رنگ یا مزہ یا بو بدل جاوے تو پھر اوس سے کسیکے نزدیک وضو جائز نہین کیونکہ
روایت کی ابن ماجہ اور دارقطنی نے ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی نہین نجس کرتا ہی اوسکو
کچھ مگر جب کہ غالب ہو جاوے اوسکی بو پر یا مزہ پر یا رنگ پر کوئی چیز اور دارقطنی کا لفظ یہ ہی اِلَّا مَا غَيَّرَ رِيحَهُ اَوْ طَعْمَهُ اور اسناد
مین اس حدیث کی رشدین بیٹا سعد کا ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو ترمذی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے روایت کیا
اوسکو بیہقی نے اور دو طریق سے کہ اونمین رشدین بن سعد نہین ایک طریق ابی امامہ سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ الْمَاءَ طَاهِرٌ اِلَّا اَنْ يَتَغَيَّرَ رِيحُهُ اَوْ طَعْمُهُ اَوْ لَوْنُهُ بِنَجَاسَةٍ تَحْدُثُ فِيهِ یعنی پانی پاک
ہی مگر یہ کہ بدل جاوے مزہ اوسکا یا بو یا رنگ ساتھ نجاست کے کہ حادث ہووے اوس پانی مین اور دوسرے طریق مین ہی اَلْمَاءُ لَا يُنَجِّسُ
اِلَّا مَا غَيَّرَ طَعْمَهُ اَوْ رِيحَهُ یعنی پانی نہین نجس ہوتا ہی مگر یہ کہ بدل جاوے مزہ یا بو اوسکی کہا بیہقی نے وَالْحَدِيثُ غَيْرُ قَوِيٍّ
یعنی یہ حدیث قوی نہین حاصل کلام یہ ہی کہ اس استثنا کی حدیث قوی نہین آئی ہی واللہ اعلم اور حدیث اَلْمَاءُ طَهُورٌ کو روایت کیا
بغوی نے اَخْبَرَنَا اَبُو الْقَاسِمِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ اَنَا اَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ
حَدَّثَنَا اَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ نَا اَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْمُوَجِّهِ ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ
الْفَضْلِ اَنَا اَبُو اُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِئْرٌ تُلْقَى فِيهَا الْحِيَضُ وَلُحُومُ الْكِلَابِ وَالنَّتْنُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اور معنی اس حدیث کے اوپر گذرے اور ایک
جواب بعض لوگون نے یہ دیا ہی کہ یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسکو لائے نہین اور نہ اوسکا ذکر کیا
قول زہری کا قَالَ الزُّهْرِيُّ لَا بَأْسَ بِهِ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمٌ اَوْ رِيحٌ اَوْ لَوْنٌ یعنی کہا زہری نے

کہ اوس میں جو روایت ہے اسکے جب تک کہ نہ بنے اوسکا ترجانا نگ اور یہ جواب ضعیف ہے کیونکہ جائز ہے کہ یہ حدیث صحیح ہو حضرت ابن سے
چاہیے بخاری رحمۃ اللہ علیہ انہیں پاتے انھیں علاوہ اسکے احتمال ہے کہ مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرنا حدیث کا مع الاستنجا
اور حدیث مع الاستنجا ضعیف ہے اور یہ کیا ضرور ہے کہ جو حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ لائے ہوں تو وہ ضعیف ہو واللہ اعلم اور حاصل
ان سب تحقیقات کا یہ ہے کہ مذہب حنفیوں کا اس باب میں بہت اضطراب ہے اسی پر عمل حتی المقدور کرنا چاہیے تو اس مقام کو تامل سے
دیکھا اور جلدی نہ کیا کہ ظاہر ہو حقیقت حال کی واللہ اعلم ص مگر یہ کہ دہ در دہ ہو اور یہ کھل جاتی ہو زمین چلو لینے سے تو حکم
اوسکا حکم پانی جاری کا ہے تو اگر اتنا پانی ہے کہ چلو لینے میں زمین کھل جاتی ہے اوسمیں بھی اگر نجاست پڑیگی تو وضو جائز نہو گا
مگر اوس جگہہ پر جہاں نجاست ظاہر ہووے تو اگر نجاست دہ در دہ پانی میں دکھلائی دیتی ہے نہ وضو کرے مقام نجاست میں
بلکہ دوسری جانب سے اور اگر دکھلائی نہیں دیتی وضو کرے سب جانب سے اور جہان پانی مستعمل گرتا ہو وہان بھی وضو جائز نہیں
مگر اگر حوض دہ در دہ ہو ف اسجگہہ پر محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراض کیا ہے اور جواب اوسکا شرح وقایہ عربی میں مذکور ہے
لیکن اصح یہ بات ہے کہ دہ در دہ کی تقدیر متاخرین نے واسطے عوام کے کر دی ہے اور معتبر یہ ہے کہ وضو کرنے والے کی راے جو ہو اوسپر
عمل کرے تو اگر اوسکا گمان یہ ہے کہ نجاست دوسری طرف نہیں پہونچی ہے تو اوس سے وضو جائز ہے ورنہ نہیں اور یہی صحیح ہے
جیسا کہ بیچ عینی وغیرہ کے ہے اور یہی ظاہر روایت ہے امام رحمۃ اللہ علیہ سے اور اسی کی طرف رجوع کیا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے
اور تحقیق کیا بیچ بحر کے کہ یہی مذہب ہے اور اسی پر عمل کیا جاویگا اور دہ در دہ کا اندازہ کرنا کچھ اصل شرعی کی طرف رجوع نہیں کرتا اور
جو جواب صدر الشریعت نے دیا ہے رد کیا گیا ہے بیچ مضمون در مختار کا ہے اور دہ در دہ اوسکو کہتے ہیں کہ ہر جانب سے دس گز ہو اور سب
ملا کر سو گز ہو جاتا ہے جیسا کہ اس نقشے میں ہے اور گز معتبر گز کرپاس کا ہے اور وہ سات مٹھی کا ہوتا ہے اور بعض لوگوں نے
ہشت در ہشت کا اعتبار کیا ہے اور بعضوں نے پانزدہ
در پانزدہ کا لیکن صحیح اول ہے ص

| ۱۰ | ۹ | ۸ | ۷ | ۶ | ۵ | ۴ | ۳ | ۲ | ۱ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|

نقشہ
حوض
دہ در دہ

## فصل پانی مستعمل کے بیان میں

اور اسمیں علما کے اختلافات ہیں پہلا اختلاف اسمیں یہ ہے
کہ پانی کو مستعمل کون چیز کر دیتی ہے شیخین کے نزدیک پانی
مستعمل ہو جاتا ہے حدث کے دفع کرنے اور یا نیت عبادت سے
تو اگر وضو کیا اوس وضو نے بغیر نیت کے پانی مستعمل ہو جاویگا اور اگر بے وضو کیا اور وضو نے نیت کی تو بھی پانی مستعمل ہو جاویگا اور امام
محمد صاحب کے نزدیک فقط نیت عبادت سے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فقط دفع حدث سے مگر دفع حدث تو ہوتا ہے وضو سے
اور وضو میں اونکے نزدیک نیت فرض ہے تو اب دفع حدث بھی بغیر نیت کے نہوگا دوسرا اختلاف یہ ہے کہ کس وقت میں مستعمل ہو جاتا ہے
تو ہدایہ میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ جب کہ عضو سے جدا ہو گیا اور جامع صغیر میں ہے کہ جب گرا اور ایک مقام پر ٹھہر گیا جب مستعمل ہوا تیسرا
اختلاف اسمیں یہ ہے کہ اوسکا حکم کیا ہے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نجس غلیظ ہے یعنی اگر بقدر ایک درم کے کپڑے یا بدن میں لگیگا
نماز نہو گی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نجس خفیف ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پاک ہے مگر پاک نہیں کرتا نجس کو

ف اسی کو درمختار میں اختیار کیا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے مشائخ عراق نے اور محیط میں ہے کہ یہی مشہور ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ سے بھی تو اب غسل اوس سے جائز نہوگا کیونکہ یہ پاک نہیں رہا اگرچہ خود پاک ہے اور صاحب ہدایہ اسکے نجس ہونے پر دلیل لائے ہیں اس
حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پیشاب کرے ایک تم میں کا اوس پانی میں جو جاری نہیں اور نہ غسل کرے اوس میں
جنابت سے اور اس حدیث کا بیان گذرا اور اس سے حجت پکڑنا ضعیف ہے کیونکہ اس میں یہ بات نکلتی ہے کہ غسل جنابت سے تھمے پانی میں جائز
نہیں کیونکہ بہت تحریک کرا اور پانی مستعمل کے نجس ہونے پر کچھ دلالت نہیں واللہ اعلم ص اور امام مالک اور شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک قول قدیم میں وہ پاک
ہے اور اوس سے پاک کرنا بھی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اگر پاک ہوا اور پاک کرنے والا بھی تو جائز ہوگا سفر میں [illegible] اوس کو پھر پینا اوس سے اور اسکا کوئی قائل نہیں ہوا

## فصل دباغت کے بیان میں

ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے مگر سور اور آدمی کی ف دباغت کے معنی آگے بیان ہونگے تو کتے کی بھی کھال
پاک ہوجاویگی کیونکہ وہ بھی ماسوا ان دونوں میں داخل ہے اور صاحب ہدایہ نے اسکی دلیل بیان کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو کھال کہ دباغت کیجاے وہ پاک ہوجاویگی اور اس میں کتا داخل ہے اور سور اسواسطے پاک نہیں ہوتا کہ وہ نجس عین ہے بخلاف کتے کے
کیونکہ اوس سے شکار کیا جاتا ہے اور نگہبانی کرائی جاتی ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صحیح کہا اسکو عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا مسلم وغیرہ نے اس حدیث کو اس لفظ سے إذا دبغ الإهاب فقد طهر اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے
نزدیک کتے کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی اور اس جگہ پر شیعہ اعتراض کرتے ہیں حنفیوں پر کہ وہ کتے کی کھال کو کہتے ہیں کہ دباغت سے پاک
ہوجاتی ہے اور جواب اوسکا تحفۂ اثنا عشریہ کید صد و سوم میں مذکور ہے علاوہ اسکے من لا یحضرہ الفقیہ میں جو اونکے مذہب کی کتاب ہے
ایک روایت لایا ہے کہ اگر کھال سے سور کی ایک ڈول بنا دیں اور اوس ڈول سے پانی کھینچیں وضو اوس پانی سے جائز ہے تو اب دیکھنا چاہیے کہ سور
کی کھال زیادہ نجس ہے یا کتے کی اور آدمی کی کھال پاک نہیں ہوتی بسبب حرمت اور بزرگی کے ایسا ہی ہے ہدایہ میں کہا شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے
کہ معنا اسکے یہ ہیں کہ جب دباغت کیجاے تو کھال آدمی کی پاک ہوجاویگی لیکن نفع لینا اوس سے جائز نہیں اور حق میرے نزدیک یہی ہے کہ کرامت
اور حرمت کو پاک ہونے میں کیا دخل ہے البتہ انتفاع میں ہے تو انتفاع اوس سے جائز نہوگا اور مردہ جانور کی کھال بھی ہمارے نزدیک پاک
ہوجاویگی کیونکہ روایت کی ابوداؤد نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور نصوص نے میمونہ رضی اللہ عنہا کا [illegible] میمونہ رضی اللہ عنہا کے
ہدیہ کیا گیا واسطے ایک لونڈی آزاد ہماری کی ایک بکری صدقے سے سو وہ مرگئی تو گذرے اوسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا کیوں نہ دباغت کیا تمنے
کھال اوسکی کو سو کام لاؤ تو عرض کیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مردہ ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں حرام کیا گیا مگر کھانا اوسکا
یعنی مردے کا کھانا حرام ہے نہ دباغت کرنا اور بھی روایت کی ابوداؤد نے ساتھ سند صحیح کے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ فائدہ لیا جاوے ساتھ کھالوں مردوں کے جب دباغت کیجاویں اور روایت کی نسائی ابوداؤد نے سلمہ
بن المحبق سے بھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دباغت کرنا مردے کا پاک کرنا ہے اوسکو اور بھی روایت کی عالیہ بنت سبیع رضی اللہ عنہا
سے اسی باب میں اور روایت کی دارقطنی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اونھون نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ لو ساتھ
کھالوں مردوں کے جب دباغت کیجاویں مٹی ہو یا راکھ یا نمک یا پانی [illegible] اس حدیث کی [illegible] حسان [illegible]
اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھال مردے کی دباغت سے پاک نہوگی کیونکہ روایت کی ابوداؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے

اور کہا کہ حسن ہی اور ابن ماجہ و نسائی نے عبداللہ بن عکیم سے کہ پڑھی گئی ہم پر کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ زمین جہینہ
کے اور مین لڑکا جوان تھا یہ کہ نہ فائدہ اوٹھاؤ مردے سے ساتھ کھال اور پٹھے کے اور اس حدیث کی اسناد مین اضطراب ہی
اور اسی واسطے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ قائل تھے پہلے ساتھ اوس حدیث کے پھر ترک کیا اوسکو بسبب اضطراب اسناد اوسکی کے اور دوسرے
یہ کہ بعض نے منسوخ کہا ہی اور نسخ بیہقی ہی کہ صحبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہی واسطے عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کے اسی حدیث
مرسل ہی اگر کوئی کہے کہ روایت کیا اسکو ابو داؤد نے خالد رضی اللہ عنہ سے انھون نے حکم بن عتیبہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آئے اور لوگ ساتھ انکے
طرف عبداللہ بن عکیم کے کہا حکم نے کہ وہ داخل ہوئے اور بیٹھا مین دروازے کے سو نکلے میری طرف اور خبر کی مجکو عبداللہ بن عکیم
نے خبر دی اونکو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا طرف جہینہ کے قبل موت اپنی کے ایک مہینے یہ کہ نہ نفع لو مردے سے ساتھ
کھال اور پٹھے کے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ جنسے حکم بن عتیبہ نے سنا وہ لوگ مجہول ہین علاوہ اسکے عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کو
بعض لوگون نے تابعی کہا ہی جیسا کہ اوپر گذرا اور دوسرا جواب یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اَنْ لَّا تَنْتَفِعُوْا
مِنَ الْمَيْتَةِ بِاِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ اور اہاب کھال کو قبل دباغت کے کہتے ہین اور بعد دباغت کے عربی مین اوسکو شن
یا قربہ بولتے ہین جیسا کہ سنن ابو داؤد مین ہی قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ يُسَمّٰى اِهَابًا مَا لَمْ يُدْبَغْ فَاِذَا دُبِغَ لَا يُقَالُ لَهٗ اِهَابٌ
اِنَّمَا يُسَمّٰى شَنًّا وَّقِرْبَةً یعنی کہا نضر بن شمیل نے کہ اہاب جب تک کھال کی دباغت نہین ہوتی کہتے ہین اور بعد
دباغت کے اوسکو شن اور قربہ کہتے ہین انتہی اگر کوئی کہے کہ روایت کیا طبرانی نے اوسط مین اس حدیث کو اس لفظ سے
كُنْتُ رَخَّصْتُ لَكُمْ فِيْ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ فَلَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِجِلْدٍ وَّلَا عَصَبٍ یعنی مینے رخصت دی تھی
تمکو بیچ کھالون مردے کے سو نہ نفع اوٹھاؤ ساتھ کھال اور پٹھے کے اور اوسمین تو لفظ اہاب کا نہین تو جواب اوسکا یہ ہی کہ سند مین
اس حدیث کی فضالہ بن مفضل ضعیف ہی اور زہری کا مذہب یہ ہی کہ دباغت کی بھی کچھ حاجت نہین بلکہ قبل دباغت کے بھی فائدہ اوٹھانا
اوس سے درست ہی اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیح کے ہی کیونکہ حدیثون مین دباغت کی قید واسطے طہارت کے لگی ہی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع
والمآب ص اور دباغت کہتے ہین نجاست دور کرنے کو کھال سے تو اگر دوا سے ہو مانند قرظ اور شب اور مثل اوسکی کے تو ایسی
دباغت مین کھال پاک ہو جاویگی اور پھر کبھی اوسمین نجاست نہین آتی اور اگر خاک یا آفتاب سے ہو تو اوس صورت مین جب تک کھال
سوکھی رہتی ہی پاک رہتی ہی اور پھر اگر اوسکو پانی پہونچے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتین ہین ایک روایت مین نجس ہو جاتی
ہی اور دوسری روایت مین نجس نہین ہوتی اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر ایسی آفتاب سے سوکھی ہو کہ اوسکے چھوڑ دینے سے سڑ جاویگی تو
پھر نجاست اوسکی نہ لوٹیگی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہی کہ کھال مردے کی اگر سوکھ جاوے اور پھر پڑے پانی مین نجس
نہوگی اور نافہ مشک کا اگر کوئی اوسکو لیے نماز پڑھتا ہو تو صحیح یہ ہی کہ جائز ہی اور وہ پاک ہی تر ہو یا خشک وہ جانور ذبح کیا ہوا ہو
ف در مختار مین اسی کو اختیار کیا ہی اور یہی صحیح ہی ص جسکی کھال دباغت سے پاک ہوتی ہی اوسکی کھال بھی اور
گوشت ذبح سے پاک ہوتا ہی خواہ مسلمان ذبح کرے یا اہل کتاب ف جیسے یہود اور نصاری تو مشرک کا ذبح کیا ہوا پاک نہوگا
ص مگر قصدًا اللہ کے نام کو چھوڑے ف اور اگر بھولے سے چھوڑ دیویگا تو پاک ہو جاوے گا ص اگرچہ گوشت
اوسکا کھایا نہ جاتا ہو یعنی حرام ہو اور جسکی کھال دباغت سے پاک نہین ہوتی ذبح سے بھی پاک نہین ہوتی ف یہ جو کہا ہی کہ

گوشت اوس جانور کا جو کھایا نہیں جاتا ذبح کرنے سے پاک ہو جاویگا اسپر فتوی نہیں بلکہ فتوی اس پر ہے کہ کھال اوسکی پاک
ہو جاتی ہے اور گوشت نہیں پاک ہوتا جیسا کہ در مختار میں ہے هٰذَا اَصَحُّ مَا یُفْتٰی بِهٖ کذا فی قَالَ فِی الْفَیْضِ الْفَتْوٰی
عَلٰی طَهَارَتِهٖ یعنی صحیح یہ ہے جو فتوی دیا جاتا ہے ساتھ اوسکے اور اگرچہ کہا فیض میں کہ فتوی اوپر پاکی اوسکے کے ہے اور فتح القدیر
میں ہے کہ یہی صحیح ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے شارحین نے مانند صاحب عنایہ اور صاحب نہایہ کے ص پانچ چیزیں
مردے کی پاک ہیں بال اور ہڈی اور کھر اور سینگ اور پٹھے اور آدمی کے بال اور ہڈی بھی پاک ہے ف کیونکہ روایت کی دارقطنی
نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہم سے کہ حرام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردے سے گوشت اوس کا
لیکن کھال اور صوف سو نہیں ہے حرج ساتھ اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ منعف عبد الجبار بن مسلم کے اور یہ ممنوع ہے کیونکہ
ذکر کیا انکو ابن حبان نے ثقات میں سو حدیث درجہ حسن سے نہیں اوترےگی پھر نکالا اوسکو دارقطنی نے ابی بکر ہذلی سے انھوں نے
عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے کہا اونھوں نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے قُلْ لَّآ اَجِدُ
فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مِّنَ الْمَیْتَةِ حَلَالٌ اِلَّا مَا اُکِلَ مِنْهَا فَاَمَّا الْجِلْدُ
وَالْقُرُوْنُ وَالشَّعْرُ وَالصُّوْفُ وَالسِّنُّ وَالْعَظْمُ فَکُلُّهٗ حَلَالٌ لِاَنَّهٗ لَا یُذَکّٰی یعنی لیکن کھال اور سینگ
اور بال اور صوف اور دانت اور ہڈی سو کل اوسکا حلال ہے اسواسطے کہ وہ تزکیہ نہیں کیے جاتے اور کہا دارقطنی نے
کہ ابو بکر یہ متروک ہے اور بھی روایت کی دارقطنی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں حرج ہے ساتھ
مسک مردہ کے اور نہیں حرج ہے ساتھ صوف کے اور بال اور سینگ اوسکے کے جب دھو لیا جاوے ساتھ پانی کے اور ضعیف کیا اوسکو
ساتھ ابی یوسف بن ابی السفر کے اور روایت کی بقیہ نے عمرو بن خالد سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے ساتھ عاج کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور حق یہ ہے کہ عاج سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے
اور روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہ خرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک ہار عصب سے اور دو کنگن عاج کے
اور اوسکی اسناد میں حمید اور سلیمان دونوں راوی مجہول ہیں اور ذکر کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقا کہا زہری نے بیچ ہڈی مردے
کے مانند ہاتھی وغیرہ کے کہ پایا میں نے بہت لوگوں کو علماے سلف سے کہ کنگھی کرتے تھے اوس سے اور تیل ڈالتے تھے اوس میں اور کچھ حرج
نہیں دیکھتے تھے اوس میں اور اسلاف زہری کے وہ صحابہ ہیں یا بڑے بڑے تابعین اور کہا حماد نے کہ نہیں حرج ہے ساتھ ریشوں مردے
کے اور کہا ابن سیرین اور ابراہیم نے نہیں حرج ہے ساتھ تجارت عاج کے اور روایت بقیہ کی اپنے شیوخ مجہولین سے ضعیف ہے اور امام شافعی
صاحب کے نزدیک یہ چیزیں نجس ہیں اور دلیل لاتے ہیں ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرو ناخون اور چربی اور
بالوں کو اسواسطے کہ وہ مردہ ہیں اور جواب اسکا یہ ہے کہ اسناد میں اسکی عبد اللہ بن عزیز ہے کہا ابو حاتم نے کہ حدیثیں اوسکی منکر و کذب ہیں
اور نہیں محل اوسکا صدق نزدیک ہمارے اور کہا ایسا ہی علی بن الحسین نے اور ایک حدیث یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ نہیں نفع لیا جاویگا مردے سے ساتھ کسی چیز کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے واللہ اعلم ص اور جس شخص نے اپنے
ٹوٹے دانت کو اپنے مونھ میں رکھ لیا اور نماز پڑھی نماز اوسکی جائز ہے اگرچہ درم سے زیادہ ہو جاوے اور امام محمد کے نزدیک اگر درم
سے زیادہ ہوگا نماز نہیں درست ہوگی ف ہمارے نزدیک اسواسطے نماز جائز ہوگی کہ دانت ہڈی ہے اور ہڈی انسان کی پاک ہے

## فصل کنوئین کے بیان مین

ف جاننا چاہیے کہ مسائل کنوئین کے مبنی ہین اتباع آثار تابعین او صحابہ پر اور حدیثین صریح ہر مسئلے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین آئین اور قیاس کو بھی اسمین کچھ دخل نہین تو اب جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہین حنفیون پر کہ صاحب مُنتُّن ڈول اُگر جاہا گر نے سے نکالے تو کیا ہوا کیونکہ پانی تو اوسکا اب بھی اوسمین باقی ہے دفع ہو گیا اسواسطے کہ اس امر مین تابعداری اقوال صحابہ و تابعین کی ہے اور وہ جو کہتے ہین کہ کیا کنوئین کے پانی سے علائی اوتار لاتے ہین یہ بے ادبی ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اور تابعین رضی اللہ عنہم سے کیونکہ ہر مسئلا ایسا نہین کہ اوسمین قیاس کو دخل ہو وے مثلاً قہقہہ کرنے سے وضو ٹوٹ جانا اسمین قیاس کو دخل نہین بلکہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور ہے اوسی طرح رکھا گیا اور امام شافعی صاحب کے نزدیک تو کنوئین مین کیسی ہی نجاست پڑے پانی پاک رہیگا کیونکہ جب پانی دو قُلّے برابر ہو تو نہین نجس کرتا اوسکو کچھ یہ اونکا مذہب ہے جیسا کہ اوپر بیان اوسکا تفصیل سے گذرا

ص اگر کنوئین مین نجاست پڑیا کوئی حیوان مرجاوے اور پھول یا پھٹ جاوے یا آدمی یا بکری اور کتا مرجاوے تو سب پانی اوسکا کھینچ ڈالا جاویگا اگر ممکن ہو ف مطلب اسکا یہ ہے کہ کوئی حیوان اگر پھول یا پھٹ جاوے تو سب پانی کھینچنا واجب ہوگا اور اگر فقط مرجاوے تو اگر آدمی یا کتا یا بکری یا جو حیوان جُثّے مین انکے برابر ہین تو بھی سب پانی کھینچا جاویگا دلیل اس بات کی کہ نجاست گرنے سے سارا پانی کھینچا جاویگا یہ ہے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف مین خالد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اوس چوہیا سے کہ گرے کنوئین مین کہا کہ پانی اوسکا کھینچا جاویگا اور دلیل اسکی کہ اگر حیوان پھول یا پھٹ جاوے یہ ہے کہ اوس صورت مین نجاست اوسکے پیٹ مین ہے سب کنوئین مین پھیل جاویگی اور اسمین چھوٹا اور بڑا جانور سب برابر ہے اور دلیل اسکی کہ اگر آدمی مرجاوے تو سارا پانی نکالا جاوے یہ ہے کہ روایت کی دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے تحقیق کہ ایک حبشی گر کنوئین مین زمزم کے پس مرگیا سو حکم کیا ساتھ اوسکے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے تو وہ نکالا گیا اور حکم کیا یہ کہ کھینچا جاوے پانی اوسکا کہا کہ پس مغلوب کیا اونکو ایک چشمے نے کہ آیا رکن کی طرف سے تو بند کیا گیا اوسے گرزون وغیرہ سے یہان تک کہ کھینچ ڈالا اوسکا پانی سو جب کھینچ چکے اوسکو جاری ہو گیا وہ چشمہ اونکے اوپر اور یہ حدیث منقطع ہے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نہین سنا اور نہ دیکھا اونکو اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے ہیشم سے اونھون نے منصور سے اونھون نے عطاء سے اور یہ سند صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے صالح بن عبدالرحمن سے نا سعید بن منصور ثنا ھشیم عن منصور عن عطاء ان حبشیا وقع فی زمزم فمات فامر عبداللہ بن الزبیر فنزح ماؤھا فجعل الماء لا ینقطع فنظر فاذا عین تجری من قبل الحجر الاسود فقال ابن الزبیر حسبکم وھذا ایضا صحیح باعتراف الشیخ به فی الامام یعنی کہا عطا نے کہ ایک حبشی گر پڑا بیچ زمزم کے سو مر گیا تو حکم کیا عبداللہ بن زبیر نے سو کھینچا گیا پانی اوسکا تو پانی ایسا ہو گیا کہ ٹوٹتا ہی نتھا سو نظر کیا گیا تو دیکھا ایک چشمہ ہے کہ جاری ہے حجر اسود کی طرف سے تو کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ بس کافی ہے تمکو اور یہ بھی صحیح ہے ساتھ اقرار شیخ تقی الدین بن دقیق العید کے امام مین ایسا ہی ہے فتح القدیر مین اور وہ جو سفیان بن عیینہ نے کہا ہے کہ مین مکے مین ستر برس سے ہون نہ دیکھا مینے کسی بڑے چھوٹے کو کہ پہچانتا ہو حدیث زنجی کی کہ وہ گرا تھا زمزم مین تو اوسکا جواب یہ ہے کہ سفیان بن عیینہ کا نہ دیکھنا کچھ دلیل نہ ہونے مین نہین ہو سکتی ہے یا جو دیکھے کہ جب سند صحیح ہو اور دلیل اس بات کی کہ جب بکری مرجاوے تو سارا

پانی نکالا جاویگا وہ یہ ہی جو اوپر گذری اور بکری کا پیشاب نجس ہی امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کیونکہ حضرت نے فرمایا
کہ بچو تم پیشاب سے اور یہ مطلق ہی شامل ہر جانور کے پیشاب کو اور اس حدیث کو روایت کیا حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور کہا کہ
اوپر شرط بخاری اور مسلم کے ہی اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے انس رضی اللہ عنہ سے اور بھی روایت کیا اسکو بزار نے عبادہ بن صامت
رضی اللہ عنہ سے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پیشاب ان جانورون کا جنکا گوشت کھایا جاتا ہی پاک ہی اور دلیل انکی یہ ہی جو روایت
کی بخاری و مسلم نے کہ آئی ایک قوم عرینین سے مدینے مین حضرت پاس تو انکے جلندھر ہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ
باہر نکلیں اور صدقے کے اونٹون کا دودھ اور موت پیوین آخر حدیث تک اور جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حکم اول اسلام مین تھا اور
یہ حدیث منسوخ ہی ساتھ اوس حدیث کے کہ جسکو حاکم نے روایت کیا ہی واللہ اعلم بالصواب اور دوا مین موت اون جانورون کا جو
حلال ہین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیماری مین جائز نہین اور دلیل انکی یہی حدیث ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ نہین رکھی گئی شفا تمھاری اوس چیز مین جو حرام کی گئی تمھارے اوپر اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہی پینا
اوسکا بے عذر کے بھی کیونکہ وہ اونکے نزدیک پاک ہی اور احتیاط اسمین ہی کہ اوسکو حتی الامکان نہ پیے اور امام ابی یوسف کے
نزدیک حلال ہی واسطے دوا کے اگر اور دوا پاک موجود نہو اور یہی قول صواب ہی اور تاویل اوس حدیث کی جس سے امام محمد
رحمۃ اللہ علیہ دلیل لاتے ہین یہ ہی کہ حضرت صلعم نے شفا اونکی پیشاب سے اونٹون کے وحی سے پہچانی ہو گی واللہ اعلم بالصواب ص
اور اگر ممکن نہووے تو دو آدمی جنکو پانی مین پہچان ہو معین کرین اور جتنا پانی بتاوین کھینچ ڈالا جاوے اور امام محمد رح کے نزدیک
دو سو ڈول یا تین سو کھینچین ف اور زاہدی مین ہی کہ اگر ایک آدمی صاحب بصارت ہو تو بھی کافی ہو جاویگا اور روایت ہی امام
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ سونپا جاویگا رائے مبتلی پر اور ایک روایت مین اونسے سو ڈول کھینچنا چاہیے اور روایت ہی امام ابی یوسف
سے کہ ایک گڑھا بقدر کنوئین کے کھودین سوا اوسمین پانی بھرین جب وہ بھر جاوے تو پھر کھینچین ایسا ہی ہی زاہدی مین اور امام محمد
کے نزدیک تین سو ڈول نکالے جاوین اور اسی پر فتوی ہی جیسا کہ بیچ نصاب کے ہی ص اور اگر کبوتر کے مثل یا مرغی کے مرجاوے چالیس ڈول اسکے
ساٹھ تک کھینچین ف کیونکہ روایت ہی ابی سعید رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے بیچ مرغی کے کہ جب مرجاوے کنوئین مین کھینچے جاوین
اوس سے چالیس ڈول ایسا ہی ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مجکو نہین ملی کہ کسنے اسکو روایت کیا ہی لیکن روایت کی طحاوی نے شرح آثار مین
حماد بن سلیمان سے کہ کہا انھون نے بیچ مرغی کے کہ پڑے کنوئین مین اور مرجاوے نکالے جاوین اوس سے چالیس ڈول یا پچاس پھر وضو کیا جاوے
اوس سے اور بلی بھی مانند مرغی کے ہی اور خزانۃ الفقہ مین ہی کہ پچاس ڈول نکالے جاوینگے جیسے کہ روایت کی ہمنے حماد بن سلیمان سے اور بھی روایت
کی شعبی سے کہ کہا انھون نے بیچ پرندے اور بلی کے مانند انکے مین نکالے جاوینگے چالیس ڈول اور اسناد اسکی صحیح ہی کہا اسکو امام عینی نے اور
روایت کی اونھی نے کہ نکالے جاوینگے ستر ڈول اور روایت کی عبداللہ بن سبرہ سے انھون نے شعبی سے کہا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مینے
پوچھا شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مرغی کنوئین مین اگر مرجاوے کہا کہ نکالے جاوینگے اوس سے ستر ڈول اور روایت کی ابراہیم نخعی سے کہ
کنوئین مین اگر گر جاوے بتیری یا بلی اور مرجاوے کہا کہ نکالے جاوینگے چالیس ڈول واللہ اعلم ص اور اگر مانند چوہے کے مرجاوے بیس ڈول
سے تیس تک کھینچے جاوینگے ف کیونکہ روایت ہی انس سے کہا انھون نے بیچ چوہے کے کہ مرجاوے کنوئین مین اور نکالا جاوے ہو وقت
نکالے جاوینگے اوسمین سے بیس ڈول ایسا ہی ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مینے نہین پائی اور روایت کی طحاوی نے شرح آثار مین

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیچ کنوئیں کے گر جاوے اور اوس میں چوہا کھینچا جاویگا پانی اوسکا اور بھی روایت کی ہے اونھوں نے اِذَا سَقَطَتِ الْفَارَۃُ اَوِ الدَّابَّۃُ فِی الْبِئْرِ فَانْزَحْهَا حَتّٰی يَغْلِبَكَ الْمَاءُ یعنی جب گرجاوے چوہا یا جانور چارپایہ بیچ کنوئیں کے تو کھینچ پانی اوسکا یہانتک کہ مغلوب کرے تجکو پانی اور روایت کی ابراہیم نخعی سے کہ اگر چوہا گرے نکالے جاوین اوس میں سے بقدر چالیس ڈول کے اور شعبی اور حماد اور ابراہیم یہ سب تابعین بیچ ہین ص اور ڈول وسطی ہون ف یعنی بیچ درجے کے بڑے نہ چھوٹے اور بیچ درجے کا ڈول اوسے کہتے ہین جو مستعمل ہو ہر شہر مین اور روایت کی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ڈول ایسا ہو جس مین ایک صاع پانی آتا ہو یعنی پونے دو سیر یا دو سیر بحساب وزن ہندوستان کے اور اگر بڑا ڈول ہو تو حساب کر کے برابر کرین اور اگر ڈول پھٹا ہو تو کوئین سے نکلتے تک اگر آدھا پانی بچ جاتا ہے تو درست نہوگا اور اگر آدھے سے کم گرتا ہے تو جائز ہوگا جیسا کہ بیچ لکھی کے ہے کذا فی جامع الرموز ص اگر کوئین سے نجاست نکلی یا حیوان مرا ہوا نکلا او پھولا یا پھٹا نہین ہے اور معلوم نہین کہ کس وقت گرا ہے امام صاحب کے نزدیک اوسکی نجاست کا حکم ایک دن ایک رات سے کرینگے اور اگر پھولا یا پھٹا ہے تو نجاست کا حکم تین دن تین رات سے کیا جاویگا ف تو اول صورت مین ایک دن ایک رات کی نمازین پھر قضا کی جاوینگی اور دوسری صورت مین تین دن اور تین رات تک کی پھیری جاوینگی اگر وہ شخص اوس پانی سے اتنے روز وضو کرتا ہوگا اور اسی سے نماز پڑھی ہوگی ص اور امام محمد اور ابو یوسف کے نزدیک جس وقت سے کہ وہ جانور یا وہ نجاست معلوم ہوئی ہے اوسی وقت سے حکم نجاست کا کرینگے جھوٹا آدمی اور گھوڑے اور جن جانورونکا گوشت حلال ہے پاک ہے اور جھوٹا کتے اور سور اور درندون کا نجس ہے ف لیکن جھوٹا کتے کا تو اوسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ کتے کے کہ اگر مونھ ڈالے برتن مین دھویا جاوے تین مرتبے یا پانچ مرتبے یا سات بار روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور کہا کہ متفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے عبد الوہاب بعوض اسمعیل سے اور وہ متروک ہے اور سوا عبد الوہاب کے روایت کرتے ہین اسمعیل سے سات بار دھونے کو مین کہتا ہون کہ صحیحین وغیرہ مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سات بار دھونا روایت کیا گیا ہے اور تین بار کا لفظ منکر ہے اور خلاف روایت ثقات کے ہے اور روایت کی ہے دارقطنی نے ساتھ سند صحیح کے عطا سے بفعل ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ جب کتا مونھ ڈالتا تھا برتن مین پانی بہا دیتے تھے اوسکا پھر دھوتے تھے اوسکو تین بار اور روایت کیا ابن عدی نے کامل مین اس حدیث کو اور اسناد مین اوسکی حسین بن علی کرابیسی ہے کہا ابن عدی نے کہ نہین پاتا ہون مین واسطے کرابیسی کے کوئی حدیث منکر سوا اسکے اور نہین دیکھتا ہون مین کچھ حرج ساتھ اوسکے حدیث مین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کے مونھ ڈالنے سے سات بار دھویا جاویگا کیونکہ روایت ہے صحیحین اور جامع ترمذی وغیرہم مین حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مونھ ڈالے کتا برتن تمھارے مین تو دھوؤ اوسکو سات بار اور احتیاط اسمین ہے کہ سات بار دھووے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہر گاہ مختلف ہوئین حدیثین رجوع کیا ہم نے طرف اوس نجاست کے تو دیکھا کہ تین بار دھونا اوسے واجب ہے تو حکم کیا اسمین بھی ایسا ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اور جھوٹا سور کا اسواسطے نجس ہے کہ وہ نجس عین ہے اور جھوٹا درندون کا اسواسطے کہ گوشت اونکا نجس ہے اور اوسی سے لعاب پیدا ہوتا ہے کذا فی الہدایہ ص اور جھوٹا بلی اور اوس مرغی کا جو چھوٹی پھرتی ہے اور پرندون شکاری اور حشرات الارض کا مکروہ ہے ف لیکن پاک ہے بلی کا جھوٹا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلی کا جھوٹا مکروہ نہین کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلی کا جھوٹا کھایا اور کہا کہ وہ نجس نہین اور وہ پھرنے والوں مین سے ہے اوپر تمھارے اور تحقیق

دیکھا اپنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کر وضو کرتے تھے ساتھ نبیذ کے روایت کیا اسکو ابو داود نے اور دلیل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ و امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلسِّنَّوْرُ سَبُعٌ یعنی بلی درندہ ہے اور درندوں کا جھوٹا مکروہ ہے روایت
کیا اسکو حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور صحیح کیا اسکو اور روایت اسکو دارقطنی نے ساتھ ایک قصے کے اور دونوں
سندوں میں عیسی بن مسیب ہے تصحیح کیا اسکو حاکم نے بسبب توثیق اوسکی کے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے وَاِذَا وَلَغَ الْهِرُّ غُسِلَ مَرَّةً یعنی جب منہ ڈالے بلی تو دھویا جاوے ایکبار اخرجہ ابو داود
روایت کیا اسکو ابو داود نے اور مرغی چھوٹی ہوئی کا جھوٹا اس واسطے مکروہ ہے کہ وہ مخالطت کرتی ہے نجاست سے اور اگر چھوٹی نہو
بلکہ قید میں ہو اور چونچ اوسکی اوسکے قدم کے نیچے تک نہیں پہنچتی ہو تو جھوٹا اوسکا مکروہ نہیں اور حشرات الارض اونھیں کہتے ہیں جو
زمین میں رہتے ہیں جیسے چوہا اور چھچھوندر وغیرہ اور جھوٹا اونکا اسواسطے مکروہ ہے کہ گوشت اونکا حرام ہے تو نجاست بسبب
بھرے رہنے کے باقی رہی کراہت میں حرج لازم آتا ہے اسلئے کراہیت باقی رہی اور حکم انکا یہ ہے کہ جائز ہے استعمال انکا باوجود ملنے پانی ہونے
کے لیکن مع کراہت کے جیسا کہ قاضی خان نے لکھا ہے ص اور جھوٹا گدھے اور خچر کا مشکوک یعنی اوس میں شک ہے کہ پاک ہے یا نجس تو اگر سوا اوسکو
پانی کے اور پانی نہ پاوے تو وضو اور تیمم دونوں کرے اور جو مکروہ پانی ہو اوس میں فقط وضو کرے اور پسینا بھی تابع جھوٹے کے ہے پس
جسکا جھوٹا پاک ہے اوسکا پسینا بھی پاک ہے اور جسکا جھوٹا ناپاک ہے اوسکا پسینا بھی ناپاک ہے ص اگر سوا نبیذ تمر یعنی چھوہارے کے
پانی کے پانی نہ ملے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو اوس سے کرے اور تیمم نکرے ف کیونکہ روایت کی امام احمد اور ترمذی اور
ابو داود اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابی زید سے اونھوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ الجن کو
کہ تمہاری چھاگل میں کیا ہے ابن مسعود نے کہا کہ نبیذ ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرما پاک ہے اور پانی پاک کرنے والا ہے سو وضو کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے اور یہ لفظ روایت احمد اور ترمذی میں ہے اور سیوطی اس حدیث کو عبد الرزاق اور بیہقی
سے بھی لائے ہیں اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں اور ترمذی نے تضعیف کیا اس حدیث کو اور کہا کہ
ابو زید ایک مرد مجہول نہیں پہچانا ہوں میں اوسکو سوا اس حدیث کے میں آتا میزان الاعتدال ذہبی میں ہے کہ بخاری نے
بھی اوسکی تضعیف کی اور کہا کہ ابو فزارہ کہ راوی اس حدیث کا ہے ابو زید سے وہ بھی مجہول ہے اور امام شافعی اور امام ابو یوسف
رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک نبیذ سے وضو جائز نہیں بلکہ تیمم کرے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَلَمْ
تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا الآیۃ یعنی اگر نہ پاؤ تم پانی کو تو تیمم کرو آخر آیت تک اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وضو اور تیمم دونوں
کرے اور روایت کی دارقطنی نے ابن عباس سے کہ کہا اونھوں نے وضو ساتھ نبیذ کے وضو اوسکا ہے جو پانی نپاوے اور ایسا ہی
مروی ہے حضرت علی اور ابن مسعود سے اور روایت کی ابو داود نے اور مسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نہ تھا میں ساتھ حضرت کے لیلۃ الجن میں
اور ہدایہ میں جواب اسکا یہ لکھا ہے قَوْلُنَا لَيْلَةُ الْجِنِّ كَانَتْ مُتَعَدِّدَةً یعنی لیلۃ الجن متعدد تھیں اور دوسرا جواب اسکا
یہ ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ وہ ساتھ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجن کو اور روایت کی ابن شاہین نے اونسے
اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ اور روایت کیا ابو نعیم نے حلیہ میں ایک قصہ کہ اوس
سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجن میں اور ابو زید کے مجہول ہونے کا

یہ جواب ہی کہ کہا قاضی ابوبکر غزالی نے شرح نووی مین کہ ابوزید مولی عمرو بن حریث روایت کی اوس سے راشد بن کیسان عبسی کوفی نے اور ابوروق نے تو اس سے جہالت باقی رہی اور ابوفزارہ کے مجہول ہونے کا جواب یہ ہی کہ کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے کہ تجہیل ابوفزارہ مین نظر ہی کیونکہ روایت کیا ہی اوس سے اس حدیث کو ایک جماعت نے اہل علم سے مثل سفیان اور شریک اور جراح بن ملیح اور اسرائیل اور قیس بن الربیع اور ابن عدی نے کہا ابوفزارہ راوی اس حدیث کا مشہور ہی اور نام اوسکا راشد بن کیسان ہی اور ایسا ہی کہا دارقطنی نے اور وہ جو بعض علما نے یہ قول شیخ تقی الدین سبکی کا ٹھہرایا ہی غلط ہی کیونکہ ابن الہمام نے یہ کہا ہی فقال الشیخ التقی الدین فی الامام یعنی کہا شیخ تقی الدین نے امام مین اور امام کتاب ہی شیخ تقی الدین بن دقیق العید کی نہ سبکی کی اور قاضی خان نے رجوع امام اعظم کا اس قول سے لکھا ہی اور خصیبہ جگہ جو طعن کرتے ہین امام ابوحنیفہ پر بیجا ہی کیونکہ اونکی کتاب من الحجج والقتیین لکھا ہی لا باس بالتوضی بالنبیذ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد توضأ بہ یعنی نہین ہی حرج ساتھ وضو کرنے کے نبیذ سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہی اوس سے اور رد اوسکی تفصیل سے کتب مناظرہ فریقین مین مذکور ہی اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور طرق سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور اسنادمین اوسکی مشکل راوی ضعیف ہی اور ایسا ہی ابن لہیعہ اور روایت کی ابوداود نے عطا سے کہ انہون نے مکروہ رکھا وضو کو ساتھ دودھ اور نبیذ کے اور کہا کہ تیمم اچھا ہی نزدیک میرے اوس سے اور اصل امام ابوحنیفہ کے نزدیک نبیذ سے ایک روایت مین جائز ہی اور ایک روایت مین ناجائز ہی کیونکہ کہا ابوخلدہ رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا مینے ابوالعالیہ سے اوس شخص سے کہ ہوپہنچی اوسکو جنابت اور نہین ہی پاس اوسکے پانی اور نزدیک اوسکے نبیذ ہی کیا وہ غسل کرے اوس سے کہا کہ نہین روایت کیا اوسکو ابوداود نے واللہ اعلم بالصواب ص

اور امام ابویوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور تیمم دونون کرے اور یہ اختلاف اوس پانی مین ہی جو شیرین اور رقیق ہو بہتا ہو جا نند پانی کے اور اگر غلیظ ہوجاوے اور نشہ دینے لگے سبکے نزدیک اوس سے وضو جائز نہین

## باب تیمم کے بیان مین

تیمم جائز ہی محدث یعنی بے وضو کو اور جنب اور حائض اور نفسا کو ف اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ جنب کو تیمم کرنا جائز نہین اور یہی قول ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگون کا قول یہ ہی کہ جائز ہی اور یہی مذہب حدیثون کے موافق ہی اللہ تعالی نے فرمایا او لامستم النساء یعنی یا جماع کرو تم ساتھ عورتون کے تو اس سے معلوم ہوا کہ جنب کو بھی تیمم جائز ہی لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ لمس کے معنی جماع کے نہین لیتے اور وجہ دلیل اسپر صاحب ہدایہ لاتے ہین کہ کچھ لوگ جنگل سے آئے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا کہ ہم رہتے ہین ریتیون مین تین مہینے چار مہینے اور ہوتے ہین ہم مین جنب اور حائض اور نفسا اور ہم نہین پاتے پانی کو سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر تمہارے ہی زمین پھر مارا ہاتھ اپنا اوپر زمین کے واسطے مونہہ اپنے کے ایک بار پھر مارا دوسری مرتبہ سو مسح کیا اوس سے اوپر دونون ہاتھون اپنے کے کہنیون تک روایت کیا اسکو ابن جوزی نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ضعیف ہی کیونکہ اسنادمین اس حدیث کے مثنی بیٹے صباح کے ہین کہا احمد اور رازی نے کہ وہ کچھ نہین اور کہا نسائی نے کہ متروک ہی اور دلیل صحیح یہ ہی کہ روایت ہی جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ پہونچی مجکو جنابت سو تحقیق کہ مین لوٹا زمین مین تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم

دو ضرب ہین ایک ضرب واسطے مونہہ کے اور دوسرا واسطے دونون ہاتھون کے کہنیون تک روایت کیا اسکو حاکم نے اور
کہا کہ صحیح الاسناد ہی اور نہین اخراج کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور کہا دار قطنی نے رِجَالُهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ یعنی رجال اوسکے
سب ثقہ ہین اور جھگڑا کیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی باب مین اور روایت عمرو بن العاص سے ایسی ہی
جس سے معلوم ہوتا ہی کہ جنب کو تیمم جائز ہی جیسا کہ آگے آویگا ص جب کہ پانی پر قادر نہون یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو
کافی ہو تو اگر جنب نے موافق وضو کے پانی پایا وضو اوسپر واجب نہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہوگا اور غسل کے
لیے تیمم کرے لیکن اگر جنب کو حدث بھی ہو تو وضو واجب ہوگا سو تیمم واسطے جنابت کے ہی بالاتفاق اور جب کہ اتنے وضو کیواسطے
اتنا پانی ہو کہ بعض اعضا دھو سکتا ہی اور بعض نہین دھو سکتا تو اوسمین بھی خلاف ہی ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے
نزدیک بعض کو دھووے اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نپاوین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل ف
برابر ہین کہ مسافر ہون یہ لوگ یا شہر کے باہر ہون ص اور میل تیسرا حصہ فرسخ کا ہوتا ہی اور بعضون کے نزدیک تین ہزار
پانسو گز کا ہوتا ہی چار ہزار گز تک ف کیونکہ روایت ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جرف کے تو وقت
آیا عصر کا مربد نعم مین سو تیمم کیا اور مسح کیا مونہہ اپنے اور دونون ہاتھون کو اور نماز پڑھی عصر کی پھر داخل ہوئے مدینے کو اور
آفتاب بلند تھا سو نہ لوٹایا نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جرف نام ایک مقام کا ہی اور مربد ایک میل پر ہی مدینہ طیبہ
سے ص یہ حکم ظاہر روایت کا ہی اور حسن کی روایت مین دو میل جانب توجہ مین ہووے تو تیمم جائز ہی یا ایک میل جانب
غیر توجہ مین ہووے کہ آنے جانے مین دو میل ہو جاوین تو اس صورت مین اگر جانب توجہ ایک میل ہو گا تیمم جائز نہوگا اور پہلی
صورت کے موافق جائز ہوویگا ف اور مختار قول اول ہی ص وہ بیمار جسکو قدرت پانی کے استعمال کی نہین یا قدرت
ہی لیکن خوف زیادتی مرض کا ہی اوسکو تیمم جائز ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہوویگا کہ خوف
تلف عضو کا ہووے ف کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى الآیہ یعنی اگر ہو تم بیمار اخیر تک سو
تیمم کرو مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نص سے دور ہی ص اور اگر استعمال پانی کا سردی کے سبب ضرر کرتا ہی یعنی بیمار کر دیگا
یا جان یا کوئی عضو تلف کر دیگا تیمم جائز ہی ف اور یہ جب ہی کہ باہر شہر کے ہی اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہی امام صاحب
کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم نکرے ص اور تیمم جائز ہی دشمن کے خوف سے آگ یا درندے وغیرہ سے اور بھی
جائز ہی پیاس کے خوف یعنی اگر پانی سے وضو کریگا تو پیاسا رہیگا یا پانی کہ فقط پینے کے واسطے مباح کیا ہی اور وضو
یا غسل کی اوسمین اجازت نہین دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہی کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رکھا گیا ہی تیمم اوسکو
جائز ہی مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اوس سے معلوم ہوا کہ پینے اور وضو دونون کے واسطے ہی اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہی
کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی پینا بھی اوسکا جائز ہی اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہی تو وضو جائز ہی اور اگر واسطے
وضو کے ہی پینا جائز نہین اور اسی طرح اگر ڈول یا رسی موجود نہو تو بھی تیمم جائز ہی ف اسواسطے ان صورتون مین تیمم
جائز ہی کہ قدرت پانی کے اوپر متحقق نہین ہوئی ص اگر نماز عید کی قضا ہونیکا خوف ہو درست ہی کہ تیمم کرکے نماز شروع کرے
اور یہ بالاتفاق ہی اور اگر نماز عید مین اوسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہی کہ اگر وضو کریگا نماز جاتی رہیگی تیمم سے بنا کرنا جائز ہی

امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم نہ کرے اور اگر تیمم سے شروع کی تھی اور تیمم سے بنا کی سب کے نزدیک جائز ہے
اور اگر نماز جنازے کی فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے ف باوجود اسکے کہ صحیح اور تندرست ہے اور پانی موجود ہے ص مگر ولی
کو جائز نہیں ف یعنی اوس جنازے کا جو ولی ہو اوسکو تیمم جائز نہیں اسواسطے کہ لوگ اوسکا خود انتظار کرینگے
ص اور اگر خوف فوت نماز جمعہ یا کسی ایک نماز کا پانچ نمازوں میں سے ہو تو تیمم جائز نہیں اور دو بار ہاتھ مارنا تیمم
میں فرض ہے ایک تو واسطے مسح کرنے مونھ کے اور دوسرے واسطے مسح کرنے دونوں ہاتھوں کے مع
کہنیوں کے ف اور یہی ہے قول امام شافعی صاحب کا بھی اور امام احمد کے نزدیک ایک بار ہاتھوں کو مارے اور
اوس سے مسح مونھ اور ہاتھ کا ہتھیلیوں تک کرے دلیل ہمارے مذہب کی ایک تو حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گذری ہے
دوسری دلیل حدیث عمار بن یاسر کی ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سو مارا ہتھیلیوں اپنی کو اوپر مٹی کے
اور نہ جھاڑا مٹی سے کچھ سو مسح کیا مونھ اپنے کا ایک بار پھر مارا ہتھیلیوں اپنی کو مٹی پر سو مسح کیا ہاتھوں اپنے کو روایت کیا
اسکو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری دلیل حدیث ابی ہریرہ کی ہے جو اوپر بروایت ابن الجوزی گذری اور سند اوسکی ضعیف ہے
اور چوتھی دلیل حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کہ ایک شخص گذرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گلی میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاخانے
یا پیشاب سے نکلے تھے تو سلام کیا اوس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو نہ جواب دیا اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہاں تک کہ قریب ہوا وہ شخص کہ چھپ جاوے کسی گلی میں تو مارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دیوار کے
اور مسح کیا اونسے اپنے مونھ پر پھر مارا دوسری بار سو مسح کیا ہاتھوں اپنے کو کہنیوں تک پھر جواب دیا سلام کا اوس شخص کو
اور فرمایا کہ جواب سلام دینے سے بے وضو ہونا مجھے مانع آیا تھا روایت کیا اسکو ابو داود اور ابن جریر طبری نے اور روایت کیا اس
حدیث کو طبری نے مختلف الفاظ سے اور حاصل ایک ہی ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی محمد بن ثابت ہے اور سنن ابو داود میں
قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُوْلُ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ حَدِيْثًا مُنْكَرًا فِي التَّيَمُّمِ
قَالَ ابْنُ دَاسَةَ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ لَمْ يُتَابَعْ مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ عَلٰى ضَرْبَتَيْنِ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَوْهُ فِعْلَ ابْنِ عُمَرَ یعنی کہا ابو داود نے کہ سنا میں نے امام احمد بن حنبل سے کہتے تھے کہ
روایت کی محمد بن ثابت نے ایک حدیث منکر تیمم میں کہا ابن داسہ نے کہا ابو داود نے کہ نہیں متابعت کیا جاویگا محمد بن ثابت
بیچ اس قصے کے اوپر دو بار ہاتھ مارنے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا ہے اسکو لوگوں نے فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کا انتہی اور اثر
ابن عمر رضی اللہ عنہ کا موقوفا صحیح ہے اور پانچویں دلیل حدیث اسامہ کی اور وہ یہ ہے کہ دکھلایا مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم ایکبار
مارنا واسطے مونھ کے اور دوسری بار مارنا واسطے دونوں ہاتھوں کے کہنیوں تک روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اور نکلی
اخراج کیا اسکا ابن مردویہ وغیرہ نے اور سند میں اوسکی ربیع بن بدر ضعیف ہے لیکن وہ معتضد ہے حدیث عمار کی اور چھٹی دلیل حدیث
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم دو بار ہاتھ مارنا ہے ایک بار واسطے مونھ کے اور ایک بار واسطے
دونوں ہاتھوں کے کہنیوں تک روایت کیا اسکو دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے اور اسناد میں اسکی حریش بن خریت ہے کہا ابو حاتم
نے کہ منکر یہ حدیث ہے ساتویں دلیل نافع ہے جو روایت کی حاکم اور بیہقی اور طبرانی اور دارقطنی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہی اور اسناد مین اوسکی علی بن ظبیان ہی ضعیف کیا اوسکو ابن معین اور قطان
نے اور کہا حاکم نے کہ وہ صدوق ہی اور روایت کی گئی ہی یہ حدیث طریق سلیمان بن داؤد سے اور وہ متروک ہی شوکانی نیل مین ہی
جو روایت کی دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تیمم کیا ہمنے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو مارا ہمنے دونون ہاتھون
اپنے کو مٹی پاک پر پھر جھاڑا ہمنے ہاتھون کو سو مسح کیا ہمنے اوس سے مونہہ اپنے کو پھر مارا ہمنے دوسری بار سو مسح کیا کہنیوں سے
ہتھیلیوں تک اور اسناد مین اسکی سلیمان بن ارقم متروک ہی تو یہ دلیل حدیث ابی امامہ کی ہی روایت کیا اسکو طبرانی نے اور
اسناد اوسکی ضعیف ہی اور امام احمد کی دلیل یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمار کے لیے کہ کافی تھا تجکو یہ اور مارا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اپنا زمین پر پھر پھونکا اوسکو اور مسح کیا اوس سے مونہہ اور دونون کف اپنے کو اور فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم مین ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ یعنی تیمم ایک بار ہاتھ مارنا ہی واسطے مونہہ اور کفین کے روایت کیا
ان دونون حدیثون کو امام احمد نے اور صحیحین مین بھی اس قسم کی حدیث ہی اور صحیح کیا اکثر محدثین نے اوسی طرف گئے ہین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
جیسا کہا محلی شرح موطا مین اور بعض تفاسیر مین اور یہ قول مخالف ہی قول امام مالک کے موطا کی ہی مین قَالَ يَحْيَى سُئِلَ مَالِكٌ
كَيْفَ التَّيَمُّمُ وَأَيْنَ يَبْلُغُ بِهِ فَقَالَ يَضْرِبُ ضَرْبَةً لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةً لِلْيَدَيْنِ وَيَمْسَحُهُمَا إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ
یعنی کہا یحیی نے کہ پوچھے گئے مالک رحمہ اللہ علیہ کیفیت تیمم سے اور کہان تک پہونچاوے اوسکو کہا کہ مارے ایک بار واسطے مونہہ کے
اور ایک بار واسطے دونون ہاتھون اپنے کے اور مسح کرے دونون ہاتھون کا کہنیون تک لیکن جواب اسکا یہ ہوسکتا ہی کہ یہ بیان
سنت کا ہی اور فرض انکے نزدیک ایک بار ہاتھ مارنا ہی پھر چاہیے کہ تیمم مسح کہنیون کے ساتھ ہووے جیسا کہ اکثر احادیث مین جو اوپر گذرین
موجود ہی اور زہری کے نزدیک مونڈھون اور بغلون تک چاہیے اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیحہ کے ہی اوسپر عمل نہین چاہیے
ص اور ترتیب ہمارے نزدیک شرط نہین لیکن استیعاب شرط ہی یہان تک کہ اگر کچھ تھوڑا سا باقی رہیگا اوسپر ہاتھ پہونچنے سے
تیمم جائز نہوگا ف کیونکہ تیمم قائم مقام ہی وضو کا تو جو حکم وضو کا ہی وہ تیمم کا بھی ہوگا ص اور اچھا طریق مسح کا اسطرح ہی کہ
چھنگلیا کی طرف سے تین انگلیان بائین ہاتھ کی لیکے مسح ہتھیلی کے اوپر ظاہر سیدھے ہاتھ کی انگلیون کے سرون سے کہنیون تک کھینچے
بعد اوسکے انگلی شہادت اور انگوٹھے سے باطن ہاتھ کا مسح کرے انگلیون کے سرون تک اور اسی طرح پھر بائین ہاتھ
کو مسح کرے بعد اوسکے اگر انگلیون کے اندر غبار نہ پہونچا ہو تو خلال کرنا واجب ہی تو اب تیسری بار ہاتھ مارنا پڑیگا واسطے
خلال کے طرفین کے نزدیک جائز ہی تیمم اوس چیز سے کہ جنس زمین سے اور پاک ہو جیسے خاک اور ریگ اور پتھر اور سرمہ اور ہڑتال وغیرہ
جو زمین کی قسم سے ہین اگرچہ بغیر غبار کے ہون اور چاندی سونے کے ساتھ تیمم جائز نہین مگر جب گرد آلودہ ہون اور اسیطرح گیہون
اور جَو سے بھی جائز نہین مگر جبکہ گرد آلودہ ہون اور اوس جگہ جہان نجاست پڑی تھی اور وہ خشک ہو گئی تیمم جائز نہین اور نماز جائز ہی
ف نماز اسواسطے جائز ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذَكَاةُ الْأَرْضِ يُبْسُهَا یعنی زکوۃ زمین کی خشک ہونا ہی اوسکا اور
یہ حدیث پہونچی نہین گئی اور تیمم اسواسطے جائز نہین کہ قرآن شریف مین طیب کی بھی قید ہی اور خبر واحد مقابل نص قطعی کے نہوگی
اور صحیح حجت پہونچا ہی اس حدیث سے جیسا کہا بعض محققین نے عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تَبُولُ وَ
تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ

رَوَاہُ البُخَارِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالْاِسْمٰعِیْلِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَاَبُوْنُعَیْمٍ وَالْبَیْہَقِیُّ ترجمہ تھے کتے پیشاب کرتے
اور آتے جاتے تھے مسجد میں حضرت کے وقت میں پس پانی چھڑکتے کسی پر اوسمین سے ص اور راکھ سے بھی درست نہیں امام ابو یوسف
کے نزدیک تیمم جائز نہیں ہوتا مگر خاک اور ریگ سے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں مگر خاک سے ف
دلیل امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی یہہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا یعنی پس قصد کرو صعید طیب کا
اور صعید نام ہے روئے زمین کا برابر ہے کہ مٹی ہو یا ریت یا کنکر پتھر وغیرہ کہا زجاج نے جو عالم ہے لغت کا لَا اَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ
اَهْلِ اللُّغَةِ فِيْ ذٰلِكَ یعنی نہیں جانتا ہوں میں خلاف درمیان اہل لغت کے اوسمین اور اسیواسطے بیضاوی نے باوجود
اسکے کہ شافعی مذہب ہے معنی صعید کے مٹی نہیں لکھے اور قاموس میں ہے اَلصَّعِيْدُ التُّرَابُ اَوْ وَجْهُ الْاَرْضِ صعید یا مٹی ہے
یا روئے زمین اگر کوئی کہے کہ جب صعید کے موافق تفسیر صاحب قاموس کے دو معنی ہیں سو کہاں سے معلوم ہوا کہ صعید سے جگہ مراد روئے
زمین ہے تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے سورہ مائدہ میں کہ نہیں ارادہ کرتا ہے اللہ کہ کرے تم پر حرج اور تراب کی قید لگانے میں
حرج ہے اور حدیث سے بھی امام ابو حنیفہ کی دلیل ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گردانی گئی واسطے میرے زمین سب مسجد
پاک کرنے والی روایت کیا اسکو بیہقی نے سند صحیح سے ابی امامہ سے اور یہی مضمون صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور طبرانی
میں ہے اور روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو شخص میری امت سے پاوے نماز کو سو نزدیک اوسکے مسجد اور پاک کرنے والی
اوسکی ہے اور روایت ابن جارود اور ابن المنذر میں ہے روایت انس رضی اللہ عنہ سے جُعِلَتْ لِيْ كُلُّ اَرْضٍ طَيِّبَةٍ مَسْجِدًا
وَطَهُوْرًا گردانی گئی واسطے میرے سب زمین پاک سجدہ اور پاک کرنے والی اور دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہہ ہے کہ کہا
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے صَعِيْدًا طَيِّبًا اَيْ تُرَابًا مُنْبِتًا یعنی مٹی اگانے والی اور جواب یہہ ہے کہ یہہ حدیث پہچانی نہیں گئی
کہا شیخ ابن حجر نے تخریج ہدایہ میں لَمْ اَجِدْهُ لٰكِنْ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْهُ اَطْيَبُ الصَّعِيْدِ تُرَابُ الْحَرْثِ
یعنی روایت کی بیہقی نے اور ابن ابی حاتم نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھوں نے زیادہ پاک صعید مٹی کھیت کی ہے
اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی مٹی پاک ہے وہی مطلوب اور امام ابی یوسف نے ریگ سے تیمم زیادہ کیا ہے اوس حدیث سے جو بروایت ابن
الجوزی اوپر گذری اور وہ حدیث ضعیف ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ص باوجود قدرت کے زمین پر غبار سے تیمم جائز ہے تو اگر کسی نے جھاڑ
دی یا گیہوں ناپے یا دیوار گرائی اور اوسکے ہاتھوں اور منہ پر غبار جما اور پھر اوس نے اوسکے اوپر ہاتھ مل لیا تیمم درست ہو گیا اور
بغیر ہاتھ ملے درست نہوگا اور نیت تیمم میں فرض ہے اور امام زفر کے نزدیک فرض نہیں اور اگر کسی شخص کو دو حدث ہوں جیسے
جنابت اور حدث دونوں کی نیت کرے اور ایک تیمم کافی ہو جاویگا اور اگر ایک کی نیت کرے دوسرے حدث سے کفایت نکرے گا ف
نیت اسواسطے فرض ہے کہ تیمم قصد کے معنوں میں ہے اور امام زفر کہتے ہیں کہ تیمم قائم مقام وضو کے ہے سو جب وضو میں نیت فرض نہوئی تو تیمم
میں بھی فرض نہوگی اور جواب اسکا یہہ ہے کہ خلف کو جمیع احکام میں مثل اصل کے ہونا ضرور نہیں ص اگر کافر نے واسطے
اسلام کے تیمم کیا اور مسلمان ہوا نماز اوس تیمم سے درست نہیں نزدیک طرفین کے اور امام ابی یوسف کے نزدیک نماز پڑھنا اوس تیمم
سے جائز ہے اور اگر کسی نے تیمم کیا واسطے نماز جنازے یا سجدہ تلاوت کے تو اوس تیمم سے فرض نمازوں کا پڑھنا درست ہے اور اگر واسطے
قرآن شریف چھونے کے یا مسجد میں داخل ہونے کے تیمم کیا نماز اوس سے درست نہوگی بلکہ داخل ہونا مسجد کا اور چھونا قرآن کا

اوسکے لیے جائز ہو جاویگا اور اگر کافر نے بہ نیت کے وضو کیا اور پھر مسلمان ہوا تو نماز اوس سے جائز ہوگی اور امام شافعی کے
نزدیک بہ نیت نہین اور اسیطرح اگر ساتھ نیت کے بھی کیا تب بھی خلاف ہو اور تیمم درست ہی نماز کے وقت مین اور وقت سے پیشتر بھی درست
ہی اور امام شافعی کے نزدیک قبل وقت کے درست نہین ف دلیل ہماری یہ ہی کہ تیمم جب خلیفہ مطلق ٹھہرا وضو کا تو قبل وقت کے
بھی جائز ہوگا اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صعید طیب پاک کرنے والی ہی واسطے مسلمان کے اور اگرچہ نہ پاوے پانی دس برس
اوسکے اوپر دلالت کرتا ہی اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے
کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہی ص اگر دو برتنون مین پانی بھرا ہو اور معلوم نہین ایک کا پانی پاک اور دوسرے کا ناپاک ہو اور معلوم نہین ہوتا
کہ نجس کون ہی اور پاک کون ہی تو اس صورت مین ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو کرے اگر ایک
شخص نے پانی اپنے ساتھی سے مانگا اور اوسنے نہ دیا تیمم اوسکو جائز ہو اور اگر بعد نماز پڑھنے کے دیا تو نماز جائز ہی نماز کو پھر نہ پڑھے اور تیمم
اوسکا ٹوٹ جاویگا ف اور اگرچہ وقت نماز کا باقی ہو اور مذہب عطا اور طاؤس اور مکحول اور ابن سیرین اور زہری کا یہ ہی کہ نماز کا پھر
لوٹانا واجب ہی اگر وقت باقی ہی دلیل ہماری یہ ہی جو روایت کی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ دو شخص نکلے سفر مین اور وقت آیا
نماز کا اور پانی اونکے پاس نہ تھا سو تیمم کیا صعید طیب پر اور نماز پڑھلی پھر پانی پایا اون دونون نے اور وقت باقی تھا سو ایک نے اون مین سے
نماز پھر پڑھی اور دوسرے نے نہ پڑھی اور آئے دونون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اور دونون نے یہ بات عرض کی سو فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو جسنے پھر نماز نہین لوٹائی تھی کہ پہونچا تو سنت کو اور جسنے پھر پڑھی تو اوسکو کہا کہ تجھے دوبارہ
اجر ہی اخراج کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور حاکم اور دارمی نے ص اور اگر اوسنے اپنے رفیق سے پانی نہ مانگا اور تیمم
نماز پڑھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جائز ہوئی اور صاحبین کے نزدیک نہین درست ہوئی اور ہدایہ مین ایسا ہی لکھا ہی
اور مبسوط[1] مین ہی کہ اگر اوسنے بغیر مانگے نماز پڑھی نماز درست نہوگی اور بھی مبسوط مین ایک جگہ لکھا ہی کہ اپنے رفیق سے پانی مانگے
مگر قول حسن بن زیاد[2] پر نہ مانگے کیونکہ مانگنا ذلت کی بات ہی اور اوسمین حرج ہی اور تیمم واسطے دفع حرج کے ہی اور جواب اسکا یہ ہی کہ پانی
(شاگرد ہین امام اعظم کے رحمۃ اللہ)
وضو کا اکثر خرچ کیا جاتا ہی اور جو چیز کہ احتیاج کی ہی اوسکے مانگنے مین کچھ ذلت نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت
حاجتین بھی غیر وں سے مانگی ہین اور زیادات[3] مین لکھا ہی کہ ایک شخص مسافر تیمم سے نماز پڑھ رہا ہی اور دیکھا اوسنے کہ ایک شخص کے پاس
بہت سا پانی ہی اور اوسکو گمان غالب ہوا کہ نہ دیگا یا شک ہوا تو نماز پڑھ لیوے اور نہ توڑے اور جب کہ باہر نماز کے دیکھا تو بغیر مانگے
نماز پڑھنا اوسکو تیمم سے درست نہین اور اگر نماز کے اندر گمان غالب یہ ہوا کہ دیگا تو نماز توڑے اور پانی مانگے اور بھی زیادات مین لکھا
بعد فارغ ہونے کے نماز سے پانی اوس سے مانگا اگر اوسنے دیدیا نماز پھر پڑھے اور یا قیمت دستور کے موافق مانگے اور اوسکو اوسپر
قدرت ہی پانی لیوے اور نماز پھر دوہراوے اور اگر اوسنے انکار کیا نماز اوسکی ہوگئی اور بعد انکار کے پھر اگر دیدیا نماز کو پھر نہ پڑھے لیکن
تیمم ٹوٹ جاویگا اور اگر اوسنے نماز مین پانی دیکھا اور گمان کیا کہ نہ دیگا اور یا شک کیا اور توڑ دیا نماز کو تو اگر پانی دیا تو تیمم باطل
ہوگیا اور اگر انکار کیا تو تیمم باقی ہی اور اگر گمان غالب ہی کہ دیگا اور پھر نماز نہ توڑی اور پوری پڑھلی پھر بعد نماز کے مانگا تو اگر دیا باطل ہوا
ہوئی اور اگر انکار کیا تو نماز تمام ہوئی اور ایک تیمم سے فرض و نفل جتنے چاہے پڑھے ف یعنی ایک تیمم سے چاہے دو نمازین
یا زیادہ فرض پڑھے ایک وقت مین یا کئی وقتون مین اور جتنے چاہے نفل پڑھے خواہ وہ نفل اوس فرض کی تبعیت مین ہون یا نہون امام شافعی

[1] ایک کتاب ہی امام ... کی فقہ مین مرتبہ ...
[2] ...
[3] زیادات امام محمد بن حسن شیبانی کی کتاب فقہ مین ہی ... علم فقہ

رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک تیمم سے دو نمازیں پڑھنا جائز نہیں اور اسی طرح نفل بھی مگر جو فرض کی تبعیت میں ہو دلیل ہماری یہ حدیث ہے کہ زمین پاک کرنے والی ہے مسلمان کی اگرچہ نہ پاوے پانی دس برس روایت کیا اسکو بہت ائمہ حدیث نے جیسا کہ اوپر گذرا اور امام شافعی دلیل پکڑتے ہیں قول ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مِنَ السُّنَّةِ اَنْ لَّا یُصَلّٰی بِالتَّیَمُّمِ اَکْثَرَ مِنْ صَلٰوۃٍ وَّاحِدَۃٍ یعنی سنت سے یہ بات ہے کہ نہ پڑھی جاوے ساتھ تیمم کے اکثر ایک نماز سے اَخْرَجَہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ رافعی نے کہا ہے کہ سنت جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہی تو وہ مانند حدیث مرفوع کے ہے اور ایسا ہی ہے اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور مروی ہے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ وہ تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ایسا ہی فتوی دیتے تھے قتادہ روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور جواب اسکا یہ ہے کہ اون میں سے کوئی اثر نہیں ہوا کیونکہ اثر ابن عباس میں کہا ابن الجوزی نے کہ روایت کیا ہے اوسکو ابو یحییٰ نے حسن بن عمارہ سے اور وہ دونوں متروک ہیں اور کہا کہ حسن بہت ضعیف ہے اور اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ میں حجاج بن ارطاۃ ہے ترک کیا اوسکو عبدالرحمن بن مہدی اور یحییٰ بن سعید قطان نے اور کہا احمد اور دارقطنی نے کہ حجت نہیں پکڑی جاویگی اوس سے اور کہا یحییٰ بن معین اور نسائی نے کہ وہ قوی نہیں اور اثر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا اوس میں انقطاع ہے اور اثر ابن عمر کا اسناد میں اوسکے عامر احول ہے ضعیف کیا اوسکو احمد وغیرہ نے اور توثیق کی اوسکی ابو حاتم نے اور مسلم نے پھر بھی معارض حدیث مرفوع کا نہیں ہوسکتا ہے کَذَا ذُکِرَ فِیْ بَعْضِ الْکُتُبِ اور بھی اسکا حمل استحباب پر کرسکتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق کہ سنت سے ہے یعنی واجب نہیں مستحب ہے علاوہ اسکے کہا مجدالدین فیروزآبادی شافعی نے سفر السعادت میں وَلَمْ یُجَدْ فِیْ حَدِیْثٍ صَحِیْحٍ اَنَّہٗ یَتَیَمَّمُ لِکُلِّ فَرِیْضَۃٍ تَیَمُّمًا جَدِیْدًا بَلْ اَمَرَ بِہٖ مُطْلَقًا وَاَقَامَہٗ مَقَامَ الْوُضُوْءِ یعنی نہیں پایا میں نے کسی حدیث میں کہ حضرت تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے بلکہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کا مطلقاً اور قائم کیا اوسکو مقام وضو کے اتنی اور روایت کی امام ابو حنیفہ نے حماد سے اونھوں نے ابراہیم سے ایسا ہی اور یہی قول ہے حسن اور عطا کا ص جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہے تیمم کو بھی توڑتی ہے اور پانی پانا اتنا کہ اوسکی طہارت کو کافی ہو تیمم کو توڑتا ہے تو اگر اوس شخص نے موافق وضو کے پانی پایا اور وضو نکیا اور پھر باقی نرہا تو پہلا تیمم اوسکا ٹوٹ گیا اب دوسرا تیمم کرے اور جسنے اگر تمام بدن کو دھویا مگر پیٹھ اوسکی باقی رہی اور پانی ہوچکا بعد اسکے حدث ہوگیا اور دونوں حدث کے لیے ایک تیمم کیا بعد اسکے اتنا پانی پایا کہ وضو اور پیٹھ دونوں کے دھونے کو کفایت کرتا ہے تیمم دونوں حدثوں کا باطل ہوگیا اور اگر اتنا ہے کہ نہ وضو کو کفایت کرتا ہے نہ پیٹھ دھونے کو تو تیمم دونوں حدثوں کا باقی رہا اور اگر فقط غسل کو کفایت کرتا ہے غسل کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور وضو کے حق میں باقی ہے یا فقط وضو کے لیے کفایت کرتا ہے پیٹھ دھونے کو کفایت نہیں کرتا ہے وضو کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور غسل کے حق میں باقی ہے اور اگر اتنا پانی ہے کہ اوس سے فقط وضو ہوسکتا ہے یا فقط پیٹھ کا دھونا دونوں نہیں ہوسکتے تو پہلے پیٹھ کو دھووے جو اوس غسل میں باقی رہی تھی اب جو تیمم واسطے حدث کے تھا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ٹوٹ گیا اب پھر تیمم کرے اور امام ابی یوسف کے نزدیک وہی تیمم کافی ہے اور اگر اوسنے پہلے تیمم کرلیا حدث کا اور بعد اوسکے پیٹھ کو دھویا آمین بھی دو روایتیں ہیں ایک روایت میں پھر تیمم کرے اور دوسری روایت میں وہ تیمم کافی ہوجاویگا اور اگر اوسنے اوس پانی سے پیٹھ کو نہ دھویا بلکہ پہلے وضو کیا جنابت کے حق میں اوسکا تیمم ٹوٹ گیا دونوں روایتوں میں اب پھر تیمم کرے اور اگر کسی نے دو تیمم کیے تھے ایک واسطے جنابت کے اور دوسرا واسطے حدث کے اور پھر پانی

اوپر موزے کے مسح کرنا واسطے ادا سے فرض کے ہی اور نیچے موزے کے واسطے لطافت مستحب ہی اور جو حدیث اس باب میں مغیرہ بن شعبہ
رضی اللہ عنہ سے وارد ہی کہ وضو کیا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ تبوک میں پس مسح کیا آپ نے اوپر موزے کے اور نیچے اوس موزے کے
روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث معلول ہی اور اتصال اوسکی سند کا مغیرہ تک
ثابت نہیں ہوا کہا ترمذی نے پوچھا میں نے بخاری اور ابو زرعہ سے اس حدیث کو دونوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہی اور ابوداؤد نے
بھی اسکو ضعیف کہا ہی اور بعض طریقوں میں امام احمد اور ابوداؤد کے علی ظاہر خفیہما کا لفظ واقع ہی یعنی مسح کیا اوپر ظاہر موزوں کے
ص اور موزہ ایسے کہتے ہیں جو ٹخنے کو چھپا وے اور پیر کی جو چھوٹی انگلیاں ہیں اون میں سے اگر تین انگلیوں کے برابر پھٹ
ظاہر ہوگا مسح درست نہیں اور اگر اوس سے کم ہی درست ہی اور اگر موزہ ڈھیلا ہی کہ اوپر سے دیکھنے میں پاؤں دکھلائی دیتا ہی مسح
اوسپر جائز ہی اور جرموق پر مسح جائز ہی اور جرموق اوسے کہتے ہیں جو موزے کے اوپر پہنے جاتے ہیں واسطے حفاظت موزے کے
کیچڑ اور نجاست وغیرہ سے تو اگر چمڑے کے ہیں یا مانند اوسکے اوپر مسح جائز ہی اگرچہ فقط جرموق ہوں اور موزہ اوسکے نیچے نہ ہو
اور اگر کپڑے کے ہیں یا مانند اوسکے تو اگر اونکے تئیں اکیلے بغیر موزوں کے پہنا ہی مسح جائز نہیں اور اسیطرح اگر موزے بھی اوسکے نیچے
ہوں تب بھی جائز نہیں لیکن اگر تری اوسکی موزے کو پہنچ جاتی ہو تو مسح جائز ہی تو اگر جرموق چمڑے کے ہیں یا مانند اوسکے اور
موزوں پر مسح کیکے بعد حدث کے اونکو موزوں پر پہنا مسح اوسپر درست نہیں پہننے پر کرے اور اگر قبل حدث کے اونکو پہنا اور مسح کیا اوسپر پھر جرموق
کو اوتار ڈالا اور موزوں کو نہ اوتارا موزوں پر پھر مسح دوبارہ کرے اور دوسرے موزے پر اگر مسح کیا بعد اوسکے ایک کو اوتارا دوسری پر
پھر مسح کرنا واجب نہیں ہی اور اگر ایک پیر کے جرموق کو اوتارا اور اوسکے موزے پر مسح کرے اور دوسرے پیر کے جرموق پر پھر دوبارہ مسح کرے
اور امام ابی یوسف سے مروی ہی کہ دوسرا جرموق بھی اوتار ڈالے اور مسح کرے دونوں پیر کے موزوں پر ف مسح جرموق پر
اسواسطے درست ہی کہ روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور مسح کرتے تھے
عمامے اور جرموقوں پر ص اور جورب پر مسح درست ہی اگر سخت ہو اور بغیر باندھنے کے تھم سکے اور نیچے اوسکے چمڑا لگا ہو یا تمام
چمڑے کا ہو تو اگر بغیر باندھے تھم سکتے ہیں لیکن چمڑا اوس میں نہیں لگا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسح اوسپر درست نہیں ہی اور صاحبین
کے نزدیک درست ہی اور مروی ہی کہ امام صاحب نے رجوع کیا صاحبین کے قول کی طرف اور فتوی صاحبین کے قول پر ہی رحمہم اللہ تعالی
ف جورب اوسکو کہتے ہیں کہ موزے پائتابے کی بانات سوتی کے پہنا جاتا ہی یا اور کسی شے کے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
جورب پر مسح درست نہیں اور روایت کی احمد و ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے مغیرہ بن شعبہ سے کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جوربوں پر اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی جورب پر مسح جائز ہی اور یہ حدیث حجت ہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اور روایت کی
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے اور ابوداؤد نے بھی اور حدیث ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جوربوں پر ضعیف ہی کیونکہ اسناد میں اوسکی عیسی بن سنان ہیں ضعیف کیا اونکو احمد اور ابن معین اور
ابو زرعہ اور نسائی وغیرہم نے سنن ابوداؤد میں ہی کہ مسح کیا جوربوں پر حضرت علی اور ابن مسعود اور براء بن عازب اور انس بن مالک
اور ابو امامہ اور سہل بن سعد اور عمرو بن حریث رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہم نے اور روایت کی گئی ہی حضرت عمر اور ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے بھی ص اور مسح موزوں کا اوس وقت درست ہی کہ بعد پہننے کے وقت حدث کے طہارت تمام ہووے تو اگر اونے

وضو غیر مرتب کیا جیسے پہلے دونون پیر دھوکے موزہ پہنا بعد اوسکے باقی اعضا دھوئے بعد اوسکے حدث لاحق ہوا بعد اوسکے وضو کیا
یا ترتیب سے وضو کیا تو اپنے پیر کو دھوکے موزہ پہنا اور دوسرے پیر کو دھوکے دوسرا موزہ پہنا بعد اوسکے حدث ہوا تو دونون صورتین مسح
جائز ہے پہلی صورت مین وقت پہننے موزے کے طہارت اوسکی تمام نہ تھی اور دوسری صورت مین وقت پہننے پہلے موزے کے اوسکی طہارت
ختم نہ تھی دونون صورتون مین طہارت اوسکی پوری ہے ص اور مسح جائز نہین ہے عمامے اور ٹوپی اور برقع اور دستانون پر ف امام
محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین لکھا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پہونچا ہمکو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ اونسے پوچھا لوگون نے مسح عمامے سے
کہا انھون نے جائز نہین ہے یہان تک کہ مسح بالون کا کرے اور پانی سے انکو بھگاوے اور یہی ہے قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور
نافع کہتے ہین کہ دیکھا صفیہ بنت ابی عبید بیوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو کرتی تھین اور کھینچتی تھین اوڑھنی اپنی اور
مسح کرتی تھین سر پر اور سوجھتا ہے ہمکو کہ اول مین مسح اوپر عمامے کے جائز تھا اور اب منسوخ ہوگیا اور یہی ہے قول ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا
اور اکثر فقہا ہمارے کا اور ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ دیکھا انھون نے اپنے باپ کو کہ اوتارتے تھے عمامہ سر سے اور مسح کرتے تھے سر پر
اور دستانون کو بھی عمامے وغیرہ پر قیاس کرنا چاہیے اور جو مغیرہ کی حدیث مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اوپر عمامے کے منسوخ ہے
اور دلیل نسخ کی قول صحابہ اور تابعین ہے رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور کلام اللہ مین ہے وامسحوا برؤسکم یعنی مسح کرو اوپر
سرون اپنے کے ص اور فرض مسح موزے مین برابر تین اونگلی کے ہے ہاتھ کے اور اس سے زیادہ فرض نہین اور سنت خطوط مسح
مین فرض نہین ف ہدایہ مین روایت ہے مغیرہ بن شعبہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونون ہاتھ اپنے اوپر دونون موزون
اپنے کے اور کھینچا انکو اونگلیون سے اوپر تک ایک بار اور گویا کہ مین نظر کرتا ہون طرف نشان مسح کے اوپر موزے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے کہ کئی خط تھے اونگلیون کے ص اور مدت مسح کی مقیم کو وقت حدث سے ایک رات اور ایک دن ہے اور مسافر کو تین دن اور تین رات
ف مثال اسکی یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص نے فجر کو وضو کیا اور موزے پہنے بعد اوسکے عصر کے وقت حدث ہوا تو اب مدت عصر کے وقت
سے لی جائیگی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت مین قبل مذکور ہوئی اور اور حدیثین بھی اس باب مین آئی ہین اور اکثر احادیث
کا یہی مضمون ہے کہ مسافر کے واسطے مدت مسح کی تین دن اور تین رات ہے اور مقیم کے واسطے ایک دن اور ایک رات اور ایک
روایت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مسح جب تک چاہے کرے یعنی کچھ مدت نہین مگر جنابت اوتارے اور یہی قول ہے ابن وقاص کا اور
دلیل پکڑتے ہین اوس حدیث سے جو روایت کی حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے اور کہا صحیح ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے
اپنے موزے پہنے سو نماز پڑھے انمین اور مسح کرے اوپر اونکے اور نہ اوتارے اگر چاہے انکو مگر جنابت سے اور امام بخاری رحمۃ اللہ
علیہ نے اس حدیث کو تین دن کی مدت پر محمول کیا ہے اور محمد بن ماجہ اور ابو داود نے روایت کیا ہے ابی بن عمارہ رضی اللہ عنہ سے
کہ کہا انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مسح کرون مین موزون پر فرمایا ہان کہا ایک دن فرمایا اور دو دن کہا اور تین دن
یہان تک کہ پہونچے سات دن تک سو ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل حدیث مذکور مین لکھا ہے وقد اختلف فی اسناده
ولیس هو بالقوی یعنی تحقیق اختلاف کیا گیا ہے اسناد مین اوسکی اور وہ قوی نہین ہے دوسرے یہ کہ مخالف ہے روایت اکثر
صحابہ رضوان اللہ علیہم مثل حضرت علی اور ابی بکرہ اور صفوان بن عسال رضی اللہ عنہم سے اگر کوئی کہے کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ
کی جسکو حاکم نے صحیح کہا ہے اور دار قطنی نے بھی اوسکو روایت کیا ہے معتبر ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ وہ حدیث محمول ہے تین دن کی

مدت پر جیسا کہ گذرا ص جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہے مسح کو بھی توڑتی ہے ف کیونکہ پیر دھونا ایک جز ہے وضو کا اور اوسکا
یہ قائم مقام ہے تو جس سے وضو ٹوٹیگا یہ بھی ٹوٹیگا ص اور نکالنا ایک موزیکا بھی مسح کو توڑتا ہے اور پھر دونون پیر کا دھونا واجب
ہوگا کیونکہ جمع غسل اور مسح مین نہین درست ہے اور جو موزے کے اندر پانی چلا جاوے اور تمام پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاتا ہے
اور فقیہ ابو جعفر کے نزدیک اگر اکثر پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاویگا اور جب مدت مسافر اور مقیم کی تمام ہو جاوے دھونا پیر کا اوسپر
فقط واجب ہوگا اگر وہ باوضو ہے اور اگر بے وضو ہے تو سارا وضو کرے اور باہر نکلنا اکثر قدم کا موزے سے مسح کو توڑتا ہے اور
یہی لفظ قدوری کا ہے اور متن مین جو لکھا ہے کہ نکلنا زیادہ ایڑی کا طرف سے پنڈلی کے مسح کو توڑتا ہے مروی ہے امام ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ سے اور اگر موزہ موافق تین اونگلی چھوٹی کے پھٹ جاوے اور پیر اتنا ہی موزے سے کھل جاوے مسح جائز نہین
اور اس سے اگر کم پھٹا ہو تو درست ہے اور اگر لنبا پھٹا ہے کہ اوسمین تین اونگلیان برابر سما جاتی ہین لیکن اتنا کھلتا نہین مسح درست ہے اور
اگر پھٹا ہوا ہے لیکن چلنے کے وقت اتنا کھلجاتا ہے مسح درست نہین اور جو موزے رسّی وغیرہ سے بنا ہو اور نیچے سے ٹخنا کھلا
ہو اگر سوت وغیرہ سے باندھ لیا جاوے اس طرح پر کہ کچھ اوسمین سے کھلا نہین رہتا تو اوسپر مسح درست ہے اور اگر کھلا رہتا ہے تو اگر
مقدار تین انگلی کے یا زیادہ کھلا ہوگا مسح درست نہین ورنہ درست ہے اور اگر ایک موزے مین بہت جگہ پھٹا ہووے کہ جمع کرنے سے
تین انگلی کے موافق ٹھہرے تو اوسپر مسح درست نہین اور اگر دونون موزے پھٹے ہون اور دونون جمع کرکے اسقدر ٹھہرے تو مسح
درست ہے اور اگر مقیم نے موزے پر مسح کیا اور ایکدن رات گذرنے سے پہلے مسافر ہو تو تین رات دن کے بعد اوتارے اور اگر مسافر ایکدن ایک رات گذرنے کے پہلے مقیم
ہوا ایکدن اور ایک رات کے بعد اوتارے اور اگر مسافر بعد ایک رات اور ایک دن کے مقیم ہوا یا مقیم مسافر ہوا موزونکو پھر سے اوتارکے پھر پیر دھو کے مسح شروع کرے

## فصل جبیرہ پر مسح کرنیکے بیانمین

جبیرہ پر مسح درست ہے اگرچہ وقت حدث کے باندھی ہو اور جبیرہ کا گرنا مسح کو باطل نہین کرتا ہے مگر جبکہ زخم اچھا ہو گیا ہو ف جبیرہ
پر مسح کرنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا تھا روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ نے اور سند اسکی بہت
ضعیف ہے اور اسواسطے کہ موزے کے اوتارنے سے زیادہ اوسپر پانی ڈالنا ضرر کرتا ہے اور جب موزے کا مسح درست ہوا تو جبیرہ کا بھی
درست ہوگیا اور اگر زخم اچھے ہونے کے بعد جبیرہ گری تو اوس مقام کا دھونا فرض ہوویگا پھر اگر اوسکا وضو ہووے تو فقط اوسی مقام کو
دھو ڈالے ص پھر اگر مسح کرنا جبیرہ پر ضرر کرے تو ترک کرنا اوسکا درست ہے ف کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک
شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین سر مین زخم لگا تھا اور اوسکو احتلام ہوا تو حکم کیا گیا غسل کا تو اوسنے غسل کیا اور اکڑ
کے مر گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی خبر پہونچی کہا عطا نے کہ پہونچا ہمکو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاش دھو لیتا
تمام بدن اپنا اور چھوڑ دیتا سر اپنا جس جگہ اوسکو زخم لگا تھا روایت کیا اسکو ابن ماجہ وغیرہ نے ص اور اگر ضرر نکرے تو اوسمین کئی
روایتین ہین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے ترک کرنا اوسکا اور فتوی اسپر ہے کہ ترک کرنا درست نہین اور اسمین کچھ شرط
نہین ہے کہ جبیرہ طہارت کے وقت باندھی ہو اگر بے طہارت کے باندھی ہو تو بھی درست ہے خواہ محدث ہو یا جنب جیسا کہ
گذرا پوشیدہ نرہے کہ مسح جبیرہ پر جب درست ہے کہ جب مسح اوس عضو کا نکر سکے جیسا کہ دھو نہین سکتا اس طرح پر کہ پانی اوسکو
ضرر کرتا ہے یا جبیرہ بندھی ہے اور کھولنے مین اوسکے ضرر کا خوف ہے تو اگر عضو کے مسح پر قادر ہوویگا جبیرہ پر مسح جائز نہین ف

اسواسطے کہ مسح بسبب عذر کے ہی اور جب عذر نہو و یگا تو مسح بھی جائز نہوگا ص اگر اعضا مصلی کے پھٹے ہون اور اونکے
دھونے سے عاجز ہووے پانی بہانا اوسپر لازم ہی تو اگر بہا نہ سکے تو اوسی جگہہ کا مسح کر لیوے اور اگر مسح سے بھی عاجز ہووے تو اوتنا چھوڑ دے
اور گرد اوسکے دھو لیوے ف دلیل اسکی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہی جو اوپر گذری ص اور اگر ہاتھ اوسکے پھٹے ہین
کہ خود وضو نہین کر سکتا دوسرے سے کرا دے تو اگر دوسرے سے اوسنے نکرایا اور تیمم کر لیا جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک درست نہین اور اگر
اوسنے پیر کی بوائی کی جگہہ پر دوائی لگائی ہی پانی کو دوا پر گذار دیوے اور اگر پانی بہایا اور پھر دوا اگر پڑی اگر تندرستی سے گری ہی اوس
مقام کو پھر دھو لیوے اور اگر تندرستی سے نہین گری ہی تو نہ دھووے اور اگر کسی شخص نے فصد لی اور گدی رکھکے اوسکے اوپر پٹی باندھی
بعض لوگون کے نزدیک پٹی پر مسح درست نہین بلکہ گدی پر کرے اور بعضون کے نزدیک اگر پٹی ایسی ہووے کہ بغیر دوسرے کے آپ باندھ سکے
تو مسح اوسپر جائز نہین اور اگر آپ نہین باندھ سکتا جب تک دوسرا شخص باندھے تو پٹی پر مسح جائز ہی ف اسواسطے کہ مسح کا واسطے
عذر کے ہی اور جب پٹی آپ کھولتا ہی اور آپ باندھ سکتا ہی تو پٹی اوتارنے مین عذر نہین اور اگر آپ باندھ نہین سکتا تو اوس جگہہ
عذر پایا جاویگا تو مسح بھی درست ہوویگا ص اور بعضون کے نزدیک اگر پٹی کھولنے سے اور اوسکے نیچے مسح کرنے سے حرج ہووے اور
زخم کو کچھ ضرر پہونچے تو مسح پٹی پر جائز ہی اور اگر ضرر نہین تو پٹی پر مسح درست نہین ف اور یہی قول مختار ہی ص اگر
کھولنا پٹی کا ضرر نہین کرتا لیکن مقام جراحت سے اوتارنا ضرر کرتا ہی کھولے اور اوسکے نیچے کو مقام جراحت تک دھووے اور پھر
باندھ لیوے اور مقام جراحت کا مسح کرے اور اکثر مشایخ اسپر ہین کہ پٹی پر مسح درست ہی اور گرد مین دو گرہ پٹی کے اگر بدن کھلا ہی
مسح اوسپر درست ہی کیونکہ دھونے مین خوف اس بات کا ہی کہ پٹی تر ہو اور تری اوسکی زخم تک پہونچے ف جو پٹی کہ گدی پر باندھی
جاتی ہی اوسکو عصابہ بھی کہتے ہین ص اور تمام پٹی اور عصابے کا مسح کرنا چاہیے حسن کی روایت مین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے
اور یہی مذکور ہی اسرار مین اور بعضون کے نزدیک اگر پٹی اور عصابے کا اکثر مسح کر لیا تو بھی درست ہی اور اگر پٹی اور عصابے پر مسح کر لیا
اور پھر اونکو اوتارا اور پھر باندھ لیا مسح پھر کرے اور اگر مسح نکریگا تو بھی درست ہی اور اگر اوسکی جگہہ دوسری پٹی یا عصابہ باندھے
بہتر ہی کہ پھر مسح کرے اور اگر نکریگا تو بھی درست ہی اور تین بار مسح کرنا پٹی یا عصابے کا کچھ ضرور نہین بلکہ ایکبار کافی ہی اور پٹی کے
مسح کیواسطے کچھ مدت نہین جیسا کہ مسح موزے کے واسطے ہی تو اگر پٹی گر پڑی لیکن اچھے ہونے سے گری ہی اوس جگہہ کا دھونا واجب
ہی خاص کرکے اور اگر بے اچھے ہوئے گری تو مسح باطل نہوویگا بخلاف مسح موزے کے کہ اگر ایک موزے کو اوتار لیا تو دونون پیر کا دھونا واجب ہوا

## باب حیض کے بیان مین

تین خون خاص ہین عورتون کے ساتھ حیض اور استحاضہ اور نفاس اور حیض اوس خون کو کہتے ہین جسکو رحم عورت بالغہ کا بہاتا
ہی اور عورت بالغہ نو برس مین ہوتی ہی بغیر کسی بیماری کے اور سن ناامیدی کو بھی نہ پہونچی ہووے تو جو خون رحم سے نہوویگا حیض نہین اور
اسیطرح جو خون نو برس کے قبل آویگا اور ایسا ہی جو بیماری سے آویگا اور جو خون ہمیشہ جاری ہی بعض خون حیض ہوویگا اور بعض بیماری سے
اور جو خون بعد جننے کے عورت کو آتا ہی اوسکو نفاس کہتے ہین وہ بھی حیض مین داخل نہین اور صحیح یہ ہی کہ حیض بعد سن ایاس کے نہین
ہوتا ف ایاس کے معنی ناامیدی کے ہین تو گویا اوسمین حیض سے ناامیدی ہو جاتی ہی ص اور سن ایاس بعض کے نزدیک ساٹھ برس ہین
اور بعضون کے نزدیک پچپن برس اور یہی تجویز کیا ہی مشایخ بخارا اور خوارزم نے ف بخارا اور خوارزم نام شہر کے ہین

ص تو جو خون عورت بعد اس سن کے دیکھے وہ ظاہر مذہب میں حیض نہیں ف چلپی حاشیۂ شرح وقایہ میں ہی کہ فتوی
ہمارے زمانے میں اوپر اوسکے ہی کہ بعد پچاس برس کے حیض نہیں اور یہی قول ہی حضرت عایشہؓ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ص
اور فتوی اسپر ہی کہ جب خون سیاہ یا خوب سرخ دیکھے تو حیض ہی اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو تو اوسکی عدت طلاق اور فسخ نکاح میں مہینے
آزاد کے اور ڈیڑھ مہینا لونڈی کا ہی پھر جو قبل تمام ہونے اس عدت کے اس عورت نے ف یعنی جو حیض سے ناامید
ہوئی اور سن ایاس کو پہونچی ہو ص ایسا خون دیکھا عدت مہینوں سے باطل ہو جاویگی اور بعد تمام ہونے مدت کے اگر ایسا خون
دیکھا تو عدت باطل نہوگی اور اگر زرد یا سبز یا خاکی ہو تو وہ حیض نہیں استحاضہ ہی ف استحاضے کا آگے بیان آویگا ص اور
کم مدت حیض کی تین دن ہین اور اکثر مدت دس دن ہین اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم مدت دو دن اور اکثر تیسرے
دن کا ہی اور نزدیک امام شافعیؒ کے کم مدت ایک دن ایک رات اور اکثر مدت پندرہ دن ف حدیث میں ہی کہ کم مدت
حیض کی واسطے عورت کے باکرہ ہو یا ثیب تین دن اور تین رات اور اکثر مدت دس دن اور جو زیادہ ہو وہ استحاضہ ہی روایت کیا اوسکو
دارقطنی نے ابی امامہ سے کہا دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عبد الملک اسناد مین اسکی مجہول ہی اور علاء بن کثیر ضعیف ہی اور روایت
کی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حیض تین دن اور چار اور پانچ اور چھ سات آٹھ دس دن ہین اور جب زیادہ ہو اوس سے
تو وہ استحاضہ ہی اور سبب حسن بن دینار کے ضعیف کیا اوسکو اور حدیث مشہور ہی خلد بن ایوب سے اور روایت ہی موقوفاً انس رضی اللہ عنہ سے
کہا ابن عدی نے حسن بن دینار مین کہ نہین دیکھا مینے اوسکو شدید نکارت مین بلکہ حدیث اوسکی قریب ضعف کے ہی اور روایت کی دارقطنی نے
عبد العزیز دراوردی سے انھون نے عبید اللہ بن عمرؓ سے انھون نے ثابت سے انھون نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے کہ عورت حایض ہوتی ہی دس
دن تک اور جو زیادہ ہی وہ استحاضہ ہی اور روایت ہی عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے کہ نہین ہوتی ہی عورت مستحاضہ ایکدن
اور دو دن مین یہان تک کہ پہونچے دس دن کو سو وہ استحاضہ ہی اور روایت کی عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے کہا انھون نے
کہ حائض جب تجاوز کرے دس دن کو تو وہ بمنزلہ مستحاضہ کے ہی غسل کرے اور نماز پڑھے اور عثمانؓ صحابی ہین اور روایت کی سعید
بن جبیر سے کہا کہ حیض تیرہ دن ہین اور روایت کی مثل اسکے سفیان رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی دارقطنی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
بھی واثلہ بن اسقع سے انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہی اور اکثر مدت دس دن ہی اور ضعیف کیا اسکو کہ محمد
بن منہال مجہول ہین اور روایت کی ابن عدی نے کامل مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہی حیض کم
تین دن سے اور نہ اوپر ہی دس دن سے اور ضعیف کیا اوسکو محمد بن سعید شامی سے کہ وہ واضع الحدیث ہی اور روایت کیا اسکو عقیلی نے
معاذ رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا اسکو محمد بن حسن صوفی سے کہ مجہول ہین اور روایت کی ابن جوزی نے علل متناہیہ مین خدری
رضی اللہ عنہ سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہین اور اکثر اوسکی دس دن اور کم مدت درمیان دو حیضوں کے پندرہ دن ہین اور ضعیف کیا اسکو
سلیمان نخعی نے ابو داود سے اور وہ واضع ہی حدیث کا اور یہ حدیث حجت ہی امام شافعی پر جامع ترمذی مین ہی کہ اختلاف کیا اہل علم
نے مدت حیض مین بعضون نے کہا ہی کہ کم مدت تین دن اور تین رات ہین اور اکثر مدت دس دن اور یہی قول ہی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا
اور اہل کوفہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہی ابن المبارک نے اور عطا جو تابعی ہین امام شافعی کے مذہب کی طرف گئے ہین باقی کوئی حدیث صحیح
اس باب مین نہین آئی ہی ص اور شروع حیض کا جیسے سمجھا ہی کہ خون فرج خارج تک آجاوے تو اگر کسی عورت نے فرج داخل مین کرسف رکھا ہی

ف کرسف اوسکو کہتے ہین جو عورتین مقام حیض مین اپنے ایک کپڑا یا روئی کا ٹکڑا رکھتی ہین ص اور خون اوسکی جہت سے بند رہے
یعنی فرج خارج تک نہین آیا تو جاری حیض متحقق نہوگا اور نماز کو نہ توڑے گا تو کرسف کے رکھنے کے وقت حیض جب متحقق ہوگا کہ خون فرج خارج
سے کرسف تک آجاوے تو اگر فرج داخل کا کرسف سرخ ہو گیا اور فرج خارج کا سرخ نہین ہوا حیض متحقق نہوگا مگر جب کرسف
اوٹھا لیا جاوے تو اوٹھانے کے وقت سے مدت مقرر ہوگی اور یہی حکم ہے خون استحاضہ و نفاس اور عورت کے پیشاب کا یعنی فرج خارج تک
نہین سے کوئی آ بیگا تب حکم اوسکا متحقق ہوگا اور اگر مرد نے اپنی احلیل مین یعنی سوراخ ذکر مین روئی رکھی یہی حکم ہے اور قلفہ خارج مین
داخل ہے ف قلفہ اوسے کہتے ہین جہان تک کہ ختنہ کیا جاتا ہے تو اوسمین اگر پیشاب آجاویگا نماز ٹوٹ جاویگی اگرچہ باہر نہ نکلے
ص اور رکھنا کرسف کا باکرہ کو ایام حیض مین مستحب ہے اور ثیب کو ہر وقت اور مقام سے رکھنے کرسف کا مقام بکارت کا ہے اور فرج داخل
مین رکھنا مکروہ ہے اور اگر کسی پاک عورت نے اول رات مین کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی اوسپر اثر خون کا دیکھا حکم حیض کا خون
دیکھنے کے وقت سے ثابت ہوویگا اور اگر عورت حائضہ نے کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی سفیدی دیکھی تو حکم طہارت کا جس وقت سے
رکھا تھا ثابت ہوگا اور جو طہر کہ دو حیضون کے بیچ مین واقع ہو مدت حیض مین اگر ہوگا تو حیض ہے اور جو رنگ کہ مدت حیض مین
سواے سفیدی خالص کے دیکھا سب حیض ہے ف حیض سے پاک ہونے کو طہر بولتے ہین اور بہت کم مدت طہر کی پندرہ روز ہین
اور زیادہ کی حد نہین اور طہر متخلل کہتے ہین اوس پاکی کو جو عورت دو حیض کے بیچ مین دیکھے قبل تمام ہونے مدت حیض کے
اور خون کے کئی رنگ ہین سب چھ رنگ علما نے بیان کیے ہین سرخ سبز سیاہ تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ سفید تیرہ رنگ اور
مٹی کے رنگ مین یہ فرق ہے کہ تیرہ مین سفیدی غالب ہوتی ہے اور مٹی کے رنگ مین سیاہی تو حاصل مسئلے کا یہ ہے کہ عورت حائضہ
ان چھ رنگ مین سے کوئی رنگ دیکھے وہ حیض ہے مگر سفید جب ہو تو وہ حیض نہین اور اب طہر متخلل کا بیان شروع ہوتا ہے تفصیل اوسکی چھ بیان
نہین کی جو قول مفتی بہ ہے اوسکو ذکر کر دیا اور باقی مطالب شرح عربی پر چھوڑا ص جو طہر کہ پندرہ دن سے کم ہووے جب دو خونون کے بیچ مین ہووے
تو اگر تین دن سے بھی کم ہے تو وہ سب کے نزدیک حیض ہے اور اگر تین دن پورے یا زیادہ ہین تو امام ابی یوسف کے نزدیک امام اعظم سے ایک روایت
مین بھی حیض مین داخل ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اسی پر فتوی ہے کیونکہ اسمین آسانی ہے فتوی پوچھنے والے اور فتوی دینے والے پر ف
ہدایہ مین لکھا ہے وَالاَخْذُ بِهٰذَا القَوْلِ اَیْسَرُ یعنی تمسک کرنا ساتھ اس قول کے آسان ہے اور یہی ہے آخر قول امام صاحب
کا اور پانچ مذہب اور ہین امام محمد کی روایت امام صاحب سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ابن المبارک کی روایت امام صاحب
سے ابو سہیل کا قول حسن بن زیاد کی روایت امام صاحب سے اور تفصیل مین ان مذہب کے خواص کا فقط فائدہ ہے عوام کا کوئی فائدہ
متصور نہین اسواسطے ترک کیا ص رنگ حیض کا اگر سرخ و سیاہ ہو تو سب کے نزدیک حیض ہے اور اسی طرح اگر خوب زرد
ہووے تب بھی صحیح مذہب مین حیض ہے اور سبزی اور زردی ضعیف اور تیرگی اور خاکی ہمارے نزدیک حیض ہے ف اور فرق
ان دونون مین بیان کر چکے اور بعض اماموں کے نزدیک یہ سب رنگ حیض نہین دلیل انکی یہ ہے کہ روایت کی ابو داؤد اور بخاری نے ام عطیہ
سے کہ کہا انھون نے ہم نہین گنتے تھے تیرگی اور زردی کو بعد پاکی کے کچھ یعنی حیض مین داخل نہین کرتے تھے اور روایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے بھی اور حضرت عائشہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے سوا ابن ماجہ مین اور ہمارے دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سواے
سپیدی کے سب کو حیض گردانا ہے اور جب حیض کے رنگ سے فارغ ہوئے تو اب حکم حیض کا بیان کیا جاتا ہے ص عورت حائضہ نماز نہ پڑھے

اور روزہ نہ رکھے اور جب پاک ہو جاوے تو روزے کی قضا رکھے اور نماز کی قضا نکرے **ف** کیونکہ حضرت ابو سعید خدری رضی
سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہین جب کہ حائض ہوتی ہی عورت نہ نماز پڑھتی ہی نہ روزہ رکھتی ہی روایت کیا
اسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کی ابو داؤد وغیرہ نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے
روزے کے اور نہین حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے نماز کے اور بعض خوارج کے نزدیک نماز کا بھی قضا کرنا لازم ہی اور یہ مذہب
مخالف احادیث مشہورہ اور مردود ہی **ص** اگر کسی عورت کو اخیر وقت نماز کے حیض آیا نماز اوسکے ذمے سے ساقط ہو جاویگی
اور اگر دس دن کے بعد پاک ہوئی آخر وقت مین نماز اوسپر واجب ہوگی اگرچہ وقت ایک لحظہ باقی ہو اور دس دنون سے کم مین اگر پاک ہوئی
تو اگر نماز کا اتنا وقت ہی کہ غسل اور تکبیر تحریمہ ہو سکتی ہی نماز واجب ہوگی اور اگر اس سے کم وقت ہی واجب نہوگی اور اگر روزہ دار
عورت کو حیض آیا اور اگرچہ آخر وقت روزے کے مین ہووے تو اگر روزہ فرض ہی قضا اوسکی واجب ہوگی اور اگر نفل ہی قضا اوسکی واجب
نہوگی اور نماز مین اگر حیض آیا قضا اوسکی واجب ہی اگرچہ نفل ہی اور اگر حائضہ عورت رمضان مین دن کو پاک ہوئی اور کچھ کھایا وہ روزہ کافی
نہوگا لیکن نکھانا اوسکو واجب ہی اور اگر رات کو دس دن کے بعد پاک ہوئی اوسکو کل کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اگرچہ رات ایک لحظہ باقی
ہووے اور اگر دس دن سے کم مین پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہی کہ غسل اور تکبیر تحریمہ کر سکتی ہی تو کل کا روزہ واجب ہوگا اور اگر اس سے کم ہی تو
واجب نہوگا اور اگر اوتنا وقت رات مین باقی تھا اور اوسنے غسل نہین کیا روزہ اوسکا باطل نہوگا اور حائضہ کو درست نہین کہ
مسجد مین آوے اور طواف خانہ کعبہ کا کرے **ف** اسواسطے کہ روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ اونھون نے کہا کہ جب آئے ہم
سرف مین کہ نام ایک مقام کا ہی تو حائضہ ہوئی مین سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کر جو کرتے ہین حاجی لوگ سوا اس بات کے کہ
نہ طواف کر خانہ کعبہ کا جب تک کہ پاک نہووے روایت کیا اسکو بخاری نے اور مسلم نے اور مسجد مین داخل ہونا اسواسطے منع ہی کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مصلے کو مسجد سے لیلے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مین حائضہ ہون
تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض تیرا تیرے ہاتھ مین تو نہین ہی اور اسی واسطے کوئی چیز باہر سے لینا حائضہ کو مسجد سے درست ہی
اور ہلانے مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مین نہین حلال کرتا ہون مسجد کو واسطے جنب اور حائض کے روایت کیا اسکو
ابو داؤد نے اور ابن ماجہ اور بخاری نے تاریخ مین اور طبرانی نے اور ضعیف کیا خطابی نے اس حدیث کو اور کہا کہ اسناد مین اسکی افلت بن
خلیفہ عامری کوفی مجہول الحال ہی اور کہا ابن الرفعہ نے کہ وہ متروک ہی جواب اسکا یہ ہی کہ ابن الرفعہ کا قول صحیح نہین مردود ہی اور کسی لایق معتمد
نے ایسا بیان نہین کیا بلکہ کہا احمد نے کہ نہین دیکھتا ہون مین ساتھ اوسکے کچھ حرج اور صحیح کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اور حسن کہا اوسکو یحیی
بن قطان نے واللہ اعلم **ص** اور اگر طواف کر لیا حلال ہو جاویگی **ف** یعنی وہ چیزین کہ وقت احرام سے حرام ہو جاتی ہین
حلال ہو جاوینگی **ص** اور حائضہ کو ناف سے نیچے زانو تک چھونا درست نہین اور چھونے سے مراد یہ ہی کہ مباشرت کرے یا ان
مین ران ملاوے اور بوسہ لینا اور اوس مقام کے سوا کا چھونا درست ہی اور امام محمد کے نزدیک فقط مقام فرج سے پرہیز کرے اور باقی
سب بدن سے استمتاع اور فائدہ لینا درست ہی **ف** کیونکہ روایت ہی زید بن اسلم سے کہا اونھون نے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجکو اپنی عورت سے کیا درست ہی جس حالت مین وہ حائضہ ہووے سو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھ
تو اوسپر ازار پھر تجکو اختیار ہی ازار کے اوپر کا اور نہ جو بعضون نے اس حدیث کو کہا ہی کہ یہ مرسل ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ مرسل کو ثقت

ثقہ معتمد نے راویون کے مقبول ہی اور راوی اس حدیث کے سب ثقہ ہین روایت کیا اس حدیث کو امام مالک اور دارمی نے اور روایت ہی معاذ بن جبل سے کہ کہا مینے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورت سے مجکو وقت حیض کے کیا حلال ہی کہا کہ اوپر ازار کے اور بچارہنا اس سے افضل ہی روایت کیا اسکو رزین نے اور محی السنہ نے کہا ہی کہ اسناد اسکی قوی نہین اور جماع کرنا عورت سے حالت حیض مین حرام اور گناہ کبیرہ ہی بالاتفاق ممنوع ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ جماع کرے حائضہ سے یا کسی عورت کی دبر مین یا کسی کاہن کے پاس آوے اور اوس سے خبر پوچھے کو سو اوسنے انکار کیا اوسکا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور صحیحین مین مروی ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مین ازار باندھ لیتی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھسے مباشرت کرتے تھے اور مین حائض ہوتی تھی اور روایت کی امام مالک نے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کو بھیجا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہ پوچھے اونسے کہ کیا مباشرت کرے مرد عورت اپنی سے اور وہ حائض ہو سو کہا عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ باندھ لے ازار اپنی پھر مباشرت کرے اگر چاہے اور ایک روایت مین ابو داؤد اور نسائی کے ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مباشرت کرتے تھے عورتون اپنی سے اور وہ حائض ہوتی تھین جب اوپر اونکے ازار ہوتی تھی نصف رانون تک او زانو تک اور ایسی ہی بہت روایتین صحیح اس باب مین آئی ہین اور روایت کی ابو داؤد نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے کہ انھون نے سنا بعض ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے تھے عورت حائضہ سے کچھ ڈالتے تھے فرج پر اوسکی ایک کپڑا اور شاید اسی حدیث سے تمسک امام محمد صاحب کا ہی **ص** اور حائض اور جنب اور نفسا کو قرآن پڑھنا درست نہین اگرچہ ایک آیت سے کم ہووے یہی مذہب ہی کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام طحاوی کے نزدیک پڑھنا ایک آیت سے کم کا درست ہی اور یہ اختلاف اوسمین ہی کہ قرارت کے قصد سے ہووے اور اگر بغیر قصد کے ہووے جیسے کہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یا واسطے شکر نعمت کے تو کچھ حرج نہین **ف** قرات واسطے جنب اور حائض کے اسواسطے جائز نہین کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پڑھے حائض اور نہ جنب کچھ قرآن سے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہم نے اور اسکا ایک شاہد ہی حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے مرفوعا اور بعضون نے ان دونون حدیثون کو ضعیف کیا ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** عورت حائضہ کو تہجی قرآن کی درست ہی **ف** اسواسطے کہ یہ قرارت قرآن کی نہین کہلاتی **ص** اور جو عورت کہ پڑھاتی ہی درس اگر حیض آیا امام کرخی کے نزدیک ایک ایک کلمہ پڑھاوے اور ہر کلمے کے اوپر ٹھہر جاوے اور امام طحاوی کے نزدیک آدھی آدھی آیت پڑھاوے اور ہر آدھی کے بعد ٹھہر کر پھر باقی آدھی پڑھاوے اسی طرح کرتی جاوے اور دعا قنوت کا پڑھنا بعضون کے نزدیک مکروہ ہی اور بعضون کے نزدیک جائز ہی اور وظائف اور اذکار کا پڑھنا مکروہ نہین اور توریت و انجیل پڑھنا مکروہ ہی **ف** اور اسی طرح زبور بھی **ص** اور محدث بے وضو کو قرآن پڑھنا درست ہی **ف** اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین روکتی تھی کوئی چیز اونکو قرآن پڑھنے سے مگر جنابت روایت کیا اسکو احمد اور اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن الجارود اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن سکن اور بیہقی اور بغوی نے شرح السنہ مین اور روایت ہی صحیحین مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھین دس آیتین اخیر سورۂ آل عمران کی قبل وضو کے **ص** اور چھونا اوسکا حائضہ اور جنب اور نفسا اور محدث چارون کو جائز نہین **ف** اسواسطے کہ قرآن شریف مین آیا ہی لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ یعنی نہین چھوتے ہین اوسکو مگر پاک لوگ **ص** مگر غلاف کے اوپر سے درست

اور غلاف انسے کہتے ہیں کہ جدا ہو سکے تو اب جلد کا جدا ہونا ممکن نہیں لہذا چھونا بھی اوسکا درست نہیں اور لکھنا قرآن کا اگر
چھوا نہیں جاتا ہو لکھتے ہوئے کو درست ہی نزدیک امام ابی یوسف کے اور نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے جائز نہیں اور بے طہارت
کی آستینوں سے چھونا مکروہ ہی اور اوس روپے پیسون کو جس پر آیت قرآنی لکھی ہو نہ چھووے بے طہارت مگر تھیلی میں ہون تو چھونا تھیلی کا جائز ہی
مائدہ نہیں آور جو عورت کہ دس دن میں حیض سے پاک ہوئے قبل غسل کے اوس سے صحبت کرنا درست ہی اور جو اس سے قبل میں پاک ہوئے
قبل غسل کے اوس سے صحبت جائز نہیں اور یہی نفاس کا حکم ہی ف یعنی اگر نفاس کی مدت پوری ہوئی یعنی چالیس روز کے بعد
پاک ہوئی تو قبل غسل کے اوس سے صحبت درست ہی اور اگر کم میں اس سے پاک ہوئی تو بغیر غسل کے درست نہیں اور وجہ اسکی صاحب ہدایہ
نے یون لکھی ہی کہ خون کبھی جاری ہو جاتا ہی اور کبھی بند ہو جاتا ہی اور جب دس دن میں حیض سے فارغ ہوئی اور چالیس دن میں نفاس
سے تو یہ اکثر مدت ہی اس سے زیادہ حیض و نفاس نہیں ہو سکتا اور جب کم میں پاک ہوئی تو احتمال ہی کہ شاید خون پھر جاری ہو جاوے
اور جب غسل کر لیا تو جانب انقطاع کو ترجیح ہو گئی واللہ اعلم ص اور اگر دس دن سے کم میں پاک ہوئی اور اوسپر وقت موافق
غسل اور تکبیر تحریمہ کے گذر گیا تو اب صحبت اوسکی بغیر غسل کے درست ہی ف کیونکہ نماز اوس وقت اوسپر فرض ہو گئی تو حکماً
گویا پاک ہو گئی اور اگر خون اوسکا بند ہو گیا اوسکی عادت سے کم اور تین دن سے زیادہ میں تو قربت اوسکی جائز نہیں جب تک کہ
عادت کے موافق وقت نگذر جاوے اگرچہ اوسنے غسل بھی کر لیا ہو کیونکہ عادت میں خوف ہی خون کے پھر آجانیکا تو احتیاط اسی میں ہی کذا
فی الھدایہ ص اور اگر عورت حائضہ دس دن سے کم میں پاک ہوئی اور تین دن یا زیادہ گذر گئے ہیں مگر عادت سے اسکی کم ہی
واجب ہی اوسکو کہ نماز کی تاخیر کرے اتنے وقت تک کہ مکروہ نہو جاوے تو جب ڈر ہو جاوے قضا کا اوس وقت غسل کرے اور نماز پڑھے اور اگر عادت
کے برابر ہووے یا زیادہ عادت سے ہو جاوے یا وہ عورت مبتدیہ ہووے تو تاخیر کرنی غسل کی مستحب ہی ف مبتدیہ اوس عورت کو کہتے ہیں جو اول بار
حائضہ ہوئی ہو اور پہلے اوسکے کبھی حیض نہوا ہووے ص اور اگر تین دن سے کم میں پاک ہوئی نماز کی تاخیر کرے اور جب قضا ہونے کا خوف
ہو غسل کرے اور پڑھ لیوے اور ان سب صورتوں میں اگر پھر دس دن کے اندر خون آگیا حکم طہارت کا باطل ہو گیا مبتدیہ یا معتادہ ہو اور اگر
کوئی عورت دس دن یا زیادہ میں پاک ہوئی دس دن کے گذرنے سے حکم طہارت کا کیا جاویگا اور غسل اوسپر واجب ہوگا اور جو معتادہ
کہ ایک دن خون دیکھتی ہو اور دوسرے دن طہر تو جس دن خون دیکھے اوس دن نماز ترک کرے اور جس دن پاک ہووے اوس دن غسل کرے اور نماز پڑھے
تو تیسرے دن پھر نماز ترک کرے اور چوتھے دن پڑھے اسی طرح دس دن تک کرے اور کم مدت طہر کی پندرہ دن ہیں اور اکثر مدت کی
حد نہیں ف ابراہیم نخعی سے بھی ایسی ہی روایت ہی اور اکثر کا یہ حال ہی کہ کبھی برس دو برس تک طہر رہتا ہی ص مگر معتادہ کا
موافق عادت کے طہر ہوگا اور اختلاف ہی طہر کے اندازے میں اور صحیح یہ ہی کہ ایک گھڑی کم چھ مہینے ہیں صورت اوسکی یون ہی کہ ایک عورت کو اول
بار حیض آیا اور اوسنے دس دن خون دیکھا اور چھ مہینے پاک رہی پھر خون اوسکا برابر جاری رہا عدت اوسکی انیس ماہ تین گھڑی کم ہوگی اسواسطے
کہ تین حیض کا ایک مہینا ہوا اور تین طہر کے چھ ترک اٹھارہ مہینے ہوئے سب تین گھڑی کم ہو نہیں ایک ایک گھڑی ہر ہر طہر سے اور تین گھڑی کم ہونے

## فصل استحاضے کے بیان میں

جو خون کہ تین دن تین رات سے کم آوے یا دس روز سے زیادہ ہووے یا نفاس کے چالیس روز سے زیادہ ہووے وہ استحاضہ ہی اسی طرح جو خون کہ عورت کے
حیض کی عادت سے زیادہ ہو اور دس دن سے بڑھ جاوے یا نفاس کی عادت سے زیادہ ہو اور چالیس دن سے بڑھ جاوے وہ بھی استحاضہ

مسئلہ اگر جسکی عادت حیض کی سات دن کی تھی اور اوسنے خون بارہ دن تک دیکھا پانچ دن استحاضے کے ہین اور نفاس کی عادت اوسکو تیس دن تھی اور خون اوسنے پچاس دن تک دیکھا بیس دن استحاضے کے ہین یہ حکم تو معتادہ کا ہی اور مبتدیہ کا خون اگر جاری رہا ہر مہینے سے دس دن اوسکے حیض کے ہونگے اور باقی استحاضہ اور جو پہلے نفاس مین اوسکا خون ہمیشہ جاری رہا چالیس دن نفاس کے گنے جاوینگے اور باقی استحاضے کے اور جو خون حاملہ دیکھے وہ بھی استحاضہ ہی **ف** معتادہ عورت کو چاہیے کہ اگر خون اوسکا جاری رہا تو جتنے دن اوسکے حیض کے ہین عادت کے موافق نماز ترک کرے اور بعد اوسکے نماز پڑھے غسل کرکے جب وہ دن آوین حیض کے نماز ترک کرے اسی طرح عادت کے موافق ہمیشہ کیا کرے کیونکہ روایت ہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک عورت تھی بہتا تھا خون اوسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین تو پوچھا اوسکے واسطے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپنے کہ دیکھ لے گنتی راتون کی کہ حائض ہوئی تھی اندنون مین مہینے سے قبل اس عارضے کے سو ترک کرے نماز موافق انکے مہینے سے سو جب گذر جاوین وہ دن تو غسل کرے پھر گدی لگاوے کسی کپڑے کی پھر نماز پڑھے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور نسائی وغیرہما نے کئی سندونسے باسناد صحیح اور ایک حدیث مین آیا ہی تَدَعُ الصَّلٰوۃَ اَیَّامَ اَقْرَائِہَا یعنی چھوڑے نماز حیض کے دنون مین لیکن ابوداؤد نے ضعیف کیا اس روایت کو اور کہا کہ وہم ہی ابن عیینہ راوی سے اور حفاظ کی حدیثون مین یہ قول نہین اور اسی روایت کو صاحب ہدایہ نے لکھا ہی اور یہی قول ہی حسن اور سعید بن المسیب اور عطا اور مکحول اور ابراہیم اور قاسم سب سے تابعین کا **ص** عورت مستحاضہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور وطی کرنا اوس سے درست ہی **ف** اس باب مین بہت حدیثین آئی ہین بشمار کہان تک بیان کرون اوپر ایک حدیث بیان کی وہ کافی ہی **ص** جس شخص کو استحاضہ یا خون ناک کا یا کوئی اور حدث ہمیشہ لگا ہے اس طرح کہ کسی فرض کا وقت وسپر بغیر اوسکے نگذرے تو وہ ہر وقت فرض کے لیے وضو کرے اور امام شافعی کے نزدیک ہر فرض کے لیے وضو کرے اور نفلونکو فرض کی تبعیت مین پڑھے **ف** کیونکہ روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت مستحاضہ مین کہ چھوڑے نماز کو حیض کے دنون مین پھر غسل کرے اور نماز پڑھے اور وضو کرے ہر وقت نماز کے لیے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے سنن مین اور یہی ہی مذہب امام صاحب کا اور محمد اور زفر اور ابویوسف رحمہم اللہ اجمعین کا اور ثابت کرنا اسکا بہت مشکل ہی جسکو منظور ہو وہ مشکل الآثار امام طحاوی مین خوب تفصیل ہی دیکھ لیوے اور یہی ہی روایت ہی عایشہ رضی اللہ عنہا سے سنن ابی داؤد مین اور کہا سعید نے کہ غسل کرے ایک طہر سے دوسرے طہر تک روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور بعضون نے کہا ہی کہ اسمین وہم ہوگیا ہی صحیح یہ ہی کہ مِنْ ظُہْرٍ اِلٰی ظُہْرٍ یعنی ظہر سے ظہر تک لیکن یہ قول مناسب مقام نہین اسواسطے کہ ظہر کی کیا تخصیص ہی سب نمازین اس باب مین برابر ہین مؤید ہی اسکی جو کہا ابوداؤد نے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ بْنُ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَرْبُوْعٍ قَالَ فِیْہِ مِنْ طُہْرٍ اِلٰی طُہْرٍ فَقَلَبَہَا النَّاسُ مِنْ ظُہْرٍ اِلٰی ظُہْرٍ یعنی روایت کیا اسکو مسور نے کہا اونہوں نے طہر سے دوسرے طہر تک سو بدل دیا اوسکو لوگون نے ظہر سے دوسرے ظہر تک اس سے معلوم ہوتا ہی کہ صحیح طہر سے طہر تک ہے اور بھی مؤید ہی اسکی جو کہا ہی ابوداؤد نے وَہُوَ قَوْلُ الْحَسَنِ وَسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ لٰکن مذہب اونکا یہی ہی کہ ہر وقت نماز کے وضو کرے نہ یہ کہ طہر سے طہر تک غسل کرے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ اور ربیعہ کا مذہب یہ ہی کہ مستحاضہ کو وضو بھی ہر وقت نماز کے واجب نہین ہی مگر یہ کہ کوئی اور حدث سوا استحاضے کے اوسکو پہونچے اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور بعضون کا یہ ہی کہ دو نمازون کو جمع کرے

اور عورتوں کے واسطے ایک غسل کرے اور حدیثیں بھی مختلف وارد ہوئی ہیں فافہم اور بعضوں کا مذہب ہے کہ ہر وقت غسل کرے
اور یہ مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا اسکا ابو داؤد نے اور دعویٰ کیا طحاوی نے کہ منسوخ ہے حدیث جو روایت کی ہے عکرمہ نے
رضی اللہ عنہ سے کہا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوتی تھیں اور جماع کرتے تھے اون سے خاوند اونکے اور اسناد میں اس حدیث کی معلیٰ راوی ہے بعضی
لوگوں نے ضعیف کیا ہے اونکو اور امام احمد اونسے روایت نہیں کرتے تھے لیکن کہا یحییٰ بن معین نے کہ وہ ثقہ ہیں اور یہی کو اختیار
کیا ہے محدثین نے اور صحیح یہی ہے ص اور ہمارے نزدیک ہر وقت نماز کے واسطے وضو کرے اور اوس وقت میں جتنی چاہے فرضیں اور
نوافل پڑھے اور اوسکے وضو کو وقت کا جانا توڑ دیتا ہے اور امام زفر کے نزدیک وقت کا آنا توڑ دیتا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک
دونوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو جس شخص نے قبل وقت ظہر کے وضو کیا وہ وقت آنے کے بعد ظہر کی نماز پڑھے آخر وقت تک ہمارے نزدیک اور امام
ابو یوسف کے نزدیک درست نہیں کیونکہ وقت کے داخل ہونے سے اونکے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعد آفتاب کے نکلنے کے وضو ہمارے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور
امام زفر کے نزدیک نہیں ٹوٹیگا کیونکہ جانا وقت کا ہمارے نزدیک وضو توڑتا ہے اور امام زفر کے نزدیک نہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک بھی ٹوٹ جاویگا

## فصل نفاس کے بیان میں

نفاس اوس خون کو کہتے ہیں جو جننے کے بعد آتا ہے اور اوسکی کم مدت کی حد نہیں اور اکثر مدت اوسکی چالیس دن ہیں ف حضرت
ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا انہوں نے نفاس والی عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بعد نفاس کے چالیس دن بیٹھی رہتیں
روایت کیا اسکو ابو داؤد اور احمد اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ایک روایت میں ہے ابو داؤد کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو حکم نکیا
ساتھ قضا کے نمازوں نفاس کے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے ص اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت ساٹھ دن
ہے ف اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اونپر حجت ہے ص اور جس عورت کا ایک بچہ پیدا ہووے اور چھ مہینے سے کم میں دوسرا بچہ
پیدا ہووے تو اونکو توام کہتے ہیں اور اوسکی ماں کا نفاس اول لڑکے سے معتبر ہوگا اور عدت اوسکی دوسرے لڑکے سے گذریگی اور امام محمد
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دوسرے لڑکے سے اعتبار نفاس کا ہوگا اور جو بچہ ایسا ہووے کہ بعضے اعضا اوسکے مخلوق ہو گئے ہوں
اور اوسکے بعد خون آوے تو وہ خون نفاس کا ہے اور ایسے بچے پیدا ہونے سے لونڈی ام ولد ہو جاویگی ف ام ولد اوس لونڈی
کو کہتے ہیں کہ جس سے اوسکے مالک کی اولاد ہووے اور حکم ہے کہ بعد مرنے اوسکے کے آزاد ہو جاتی ہے تو یہ بیان کیا کہ اگر لونڈی سے
ایسا بچہ بھی ہو تو وہ مالک سے ام ولد ہو جاویگی ص اور ایسے بچے کو سقط کہتے ہیں اگر کسی خاوند نے جورو سے کہا کہ اگر تو جننے گی
تو تجھ پر طلاق ہے اور وہ سقط بھی تو شرط ادا ہو جاویگی اور عورت پر طلاق پڑ جاویگی اور عدت بھی تمام ہو جاوے گی

## باب نجسوں کے بیان میں

ف نجاست کو پاک کرنا واجب ہے نمازی کے بدن اور کپڑے سے اور جس جگہ کہ نماز پڑھتا ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وثیابک فطہر یعنی کپڑوں کو اپنے پس پاک کر اونکو اور نماز پڑھنا بغیر اسکے ہے ص اگر بدن یا جگہ یا کپڑا نمازی کا نجس
ہو جاوے ایسی نجاست سے جو دکھائی دیتی ہے پانی اور سرکا اور گلاب جیسی چیز کہ جسکو نچوڑ سکیں پانی کی سی اوس سے پاک کرے اور اگر
اوسکا اثر باقی رہ جاوے اور دور نہ ہو تو بھی پاک ہو جاویگی ف پانی کے مثل کیا معنی کہ جب نچوڑا جاوے تو نچڑ آوے
جیسے پانی یہ مذہب ہے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا ہے اور کہا امام محمد اور شافعی رحمۃ اللہ علیہم نے کہ نہیں جائز ہے

پاک کرنا مگر پانی سے ص جو چیز کہ ناپاک ہو جاوے اور اس نجاست کہ دکھائی نہیں دیتی تین بار کے دھونے اور ہر بار کے نچوڑنے
سے پاک ہو جاویگی اور تیسری بار میں خوب موافق زور اپنے کے نچوڑے تو اگر زور سے نچوڑیگا تو پاک ہوگا ایسا ہی ہدایہ میں ہے اور جسکا
نچوڑنا ممکن نہیں تین بار دھونے اور ہر بار کے خشک کرنے سے پاک ہو جاویگی اور خشک کرنا یہ ہے کہ قطرہ نہ ٹپکے اور ٹپکنا موقوف
ہو جاوے اگر موزہ میں ایسی نجاست جسکا دل ہووے بھر جاوے اور خشک ہو جاوے زمین پر ملنے سے پاک ہو جاتا ہے اور امام ابی یوسف
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر تر دلدار بھی ہووے اور خوب ملے پاک ہو جاویگا اور اسی پر فتوی ہے اور جو دلدار نہووے دھونے سے
فقط پاک ہوگا جیسے کہ پیشاب فقط دھونے سے پاک ہوتا ہے ف روایت کی ابو داؤد نے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بھر جاوے تمہارے جوتے میں نجاست تو مٹی اوسکے واسطے پاک کرنے والی ہے اور ایسا ہی ہے مروی عائشہ
رضی اللہ عنہا سے بھی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر نجاست تر دلدار ہووے تو وہ بغیر دھونے کے پاک نہووےگی اور دلیل انکی
وہ ہے جو روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب تیرے کپڑے میں چلنے سے کوئی نجاست تر بھر جاوے تو دھو اوسکو اور اگر خشک ہو
تو کچھ لازم نہیں تیرے اوپر روایت کیا اسکو رزین نے ص اگر کسی چیز میں منی بھر جاوے تر ہو یا خشک دھونے سے پاک ہو جاتی ہے
ف حاصل اس مسئلے کا یہ ہے کہ تر منی سے بغیر دھونے کپڑا پاک نہیں ہوتا اور سوکھی سے بھی دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اور سوکھی منی
اگر کپڑے سے کھرچ ڈالے تو بھی پاک ہو جاویگا لیکن یہ جب ہے کہ منی اسقدر غلیظ ہووے کہ قابل کھرچنے کے ہووے کہ روایت ہے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ دھوتی تھیں منی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے روایت کیا اسکو ابو داؤد وغیرہ نے اور یہ بھی روایت ہے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دھوتے منی کو پھر نکلتے تھے نماز کو اوسی کپڑے میں اور میں دیکھتی تھی
نشان دھونیکا اوسمیں روایت کیا اوسکو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے اور ایک روایت میں مسلم کی ہے کہ میں کھرچتی تھی منی کو آپ کے کپڑے سے
پھر نماز پڑھتے تھے اوسی کپڑے میں اور ایک روایت میں ہے کہ میں کھرچتی تھی سوکھی منی کو ناخون سے اونکے کپڑے سے اور کہا امام طحاوی
نے مشکل الآثار میں حَدَّثَنَا یُونُسُ ثَنَا یَحْیَی بْنُ حَسَّانَ ثَنَا عَبْدُ اللہِ بْنُ الْمُبَارَکِ وَبِشْرُ بْنُ الْفَضْلِ
عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُونٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَغْسِلُ الْمَنِیَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ
اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَخْرُجُ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَاَنَّ بُقَعَ الْمَاءِ لَفِیْ ثَوْبِہٖ یعنی کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
کہ میں دھوتی تھی منی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور تحقیق کہ نشان پانی کے اونکے کپڑے میں ہوتے تھے ص
اگر سر ذکر کا پاک ہو اصطلاح یہ ہے کہ پیشاب نے مخرج سے تجاوز نہ کیا یا بعد پیشاب کے استنجا کیا اور منی خشک ہو گئی کھرچنے سے پاک
ہو جاویگی کپڑا ہووے یا بدن اور حسن بن زیاد نے امام صاحب سے روایت کی ہے کہ بدن میں اگر منی لگ کے خشک ہو جاوے کھرچنے سے
پاک نہو جاویگی جب تک دھو ویگا ف صاحب ہدایہ نے وجہ اسکی یوں بیان کی ہے فَاِنَّ حَرَارَۃَ الْبَدَنِ جَاذِبَۃٌ فَلَا یَعُوْدُ
اِلَی الْجِرْمِ وَالْبَدَنُ لَا یُمْکِنُ فَرْکُہٗ کہ حرارت بدن جاذب ہے سو نہ عود کریگی منی طرف جرم کے خشکی سے اور بدن کا کھرچنا
ممکن نہیں ص تلوار یا چھری یا اور جو اوسکے مثل چیزیں ہیں ملنے سے پاک ہو جاتی ہیں زمین پر یا کسی اور چیز پر اور جو کچھ ویسا
ہو کہ دھونا اوسکا دشوار ہو جیسے [illegible] پانی بہانے سے پاک ہو جاویگا اور زمین ناپاک یا اینٹیں بھی جو زمین میں جڑی ہوں یا نرگل کا گھر
اور درخت اور گھانس اگر گیلی نہووے اور خشک ہو جاویں اور اثر نجاست کا باقی نہ رہے پاک ہو جاوینگی اور یہی مختار ہے اور زمین خشک ہو

جسکا اوپر اثر نجاست کا باقی نرہے نماز درست ہے ف کیونکہ وہ زمین پاک ہے جیسا کہ روایت کی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہ نے کہ مین رہتا تھا رات کو مسجد مین زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اور مین تھا جوان اور تھا نکاح سے اور کتے آتے جاتے تھے
مسجد مین اور پیشاب کرتے تھے سو نہ تھے پانی بہاتے کسی پر اوس سے روایت کیا اسکو ابو داؤد وغیرہ نے اور حدیث مین ہی زکوۃ
الارض یبسہا یعنی زکوۃ زمین کی سوکھنا اوسکا ہی ایسا ہی ہے ہدایہ مین اور کہا ابن حجر نے تذکرہ مین کہ نہین ہی اصل اسکی حدیث کی
مرفوع مین انتہی لیکن ذکر کیا اسکو بعض مشائخ نے اثر عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور بعض نے محمد بن حنفیہ کا اور ایسا ہی روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے محمد سے
اور ابو قلابہ سے بھی اور روایت کی عبدالرزاق نے اونسے یعنی ابو قلابہ سے کہ جفوف الارض طہورہا یعنی سوکھنا زمین کا طہارت ہے اوسکی اور
ذکر کیا مبسوط مین ایما ارض جفت فقد ذکت یعنی جو زمین کہ خشک ہو گئی تو وہ پاک ہو گئی حدیث مرفوع واللہ اعلم اور حجت اس
باب مین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہے ص لیکن تیمم جائز نہو اوسپر اسواسطے کہ مٹی تیمم کی طہارت اوسکی قرآن شریف سے ثابت ہے سو حدیث اوسکے معارض نہوگی واللہ اعلم

## فصل نجاست خفیفہ اور غلیظہ کے بیان مین

نجاست غلیظہ اوسے کہتے ہین جو آیت یا حدیث وغیرہ سے ثابت ہووے اور دوسری آیت یا حدیث اسکے مخالف نہ آئی ہو اور جس چیز کو یہ نجاست
غلیظہ عارض ہوتی ہی اوسکو نجس غلیظ کہتے ہین اور نجاست خفیفہ جو ایسی نہووے اور جسکو یہ عارض ہو اوسکو نجس خفیف کہتے ہین ص اگر درم
برابر نجس غلیظ جیسے پیشاب خون اور شراب اور بیٹ مرغی کی اور پیشاب بلی اور گدھے اور چوہے کا اور لید اور گوبر معاف ہی
اور اس سے زیادہ معاف نہین اور چوتھائی سے کم کپڑے کو اگر نجس خفیف جیسے پیشاب گھوڑے کا اور جسکا گوشت حلال ہی
اور بیٹ طائروں حرام سے نجس ہو جاوے معاف ہی اور اس سے زیادہ معاف نہین اور چوتھائی کپڑے سے اوس کپڑے کا
چوتھائی مراد ہی جتنے مین نماز درست ہو جاوے اور بعضون کے نزدیک چوتھائی اوس کپڑے کا جسمین نجاست لگی ہووے جیسے دامن اور آستین
اور کلی مراد ہی اور امام ابو یوسف نے اوسکا اندازہ کیا ہی کہ طول مین بھی ایک بالشت ہو اور عرض مین بھی ایک بالشت ہو اور اگر نجس رقیق مثل
پانی سا تو قدر درم سے مراد ہتیلی کے گڑھے کا عرض ہی اور اگر کثیف ہی تو مراد قدر درم سے ایک مثقال ہی ف جب کپڑے مین
لید یا گوبر زیادہ درم سے کم لگ گیا تو نماز اوسمین نزدیک امام صاحب کے جائز نہوگی اسواسطے کہ وہ نجس غلیظ ہی کیونکہ روایت ہی حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے پاخانے کے حکم کیا مجکو کہ لاؤن تین پتھر سو پائے مینے دو پتھر اور تیسرا نپایا مینے سو لے
آیا مین انکے پاس ایک لید کو تو لے لیا آپنے دو پتھرون کو اور پھینک دیا آپنے گوبر کو اور کہا کہ وہ نجس ہی روایت کیا اسکو بخاری نے
اور احمد اور دارقطنی نے اور ترمذی اور نسائی نے اور منع کیا آپنے اوس سے استنجا کرنے سے ص اور خون مچھلی کا نجس نہین اور خچر
اور گدھے کا لعاب پاک چیز کو نجس نہین کرتا اور اگر پیشاب سوئی کی نوکون کی طرح پڑ جاوے دھونا اوسکا واجب نہین اور جو پانی کہ نجس
پر پڑ جاوے وہ بھی نجس ہی یا نجس چیز پانی پر پڑ جاوے تب بھی پانی نجس ہی اور نجس کی راکھ نجس نہین اور گدھا اگر نمکدان مین گر پڑا اور
نمک ہو گیا پاک ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راکھ نجس کی بھی نجس ہی اور جس کپڑے کا استر نجس ہی اور سیا ہوا نہو تو
نماز درست ہی اور اگر ایک جانب بچھونے کی نجس ہو اور دوسری جانب پاک ہو اوسپر نماز درست ہی اور بعضون کے نزدیک اگر
بچھونا اتنا بڑا ہو کہ ایکطرف کے ہلانے سے دوسری طرف ہلے تو درست ہی اور اگر نہ ہل جاوے تو درست نہین اور ہمارے نزدیک دونون طرح
درست ہی اور اگر کپڑا نجس پاک کپڑے کے ساتھ لپیٹے اور اوسکی تری پاک کپڑے مین آ جاوے تو اگر ایسی تری ہو کہ نچوڑنے سے نہین ٹپکتی

تو نماز اوسپر درست ہی اور اگر ٹپکے تو نماز اوسپر درست نہیں اور زمین خشک ایسی ہو گئی ہے جسمین کو بر ملا ہو لیپی گئی ہو اوسپر بچھا کر نماز پڑھے درست ہی اور اگر ایک کنارہ کپڑے کا جو نجس ہی اچھا معلوم ہوا اور دوسرا کنارہ بغیر سینچے کے دھولیا نماز اوسپر جائز ہی کیونکہ کپڑے کے دونو میں پہنا شرط نہیں اور اگر گیہوں بغیرہ کے روندنے میں بیل نے موت دیا تو سب گیہوں ناپاک ہو گئے یا اون میں نکال کے کسیکو کچھ دیا سب پاک ہو جاوینگے

## فصل استنجے کے بیان میں

استنجا کرنا اوس حدث سے جو دونوں راہوں سے نکلے پتھر وغیرہ سے یہانتک کہ صاف ہو جاوے بغیر گنتی کے سنت ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گنتی بھی سنت ہی اور سوا اور ریح سے استنجا نہیں ف اگر کوئی کہے کہ سونا اور ریح نکل گیا جب کہ کہا دونوں راہوں سے پھر اسکے ذکر سے کیا فائدہ جواب اسکا یہ ہی کہ سونے میں گمان ہی ریح وغیرہ کے نکلنے کا اسواسطے اوسکو بھی بیان کر دیا اور استنجے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مداومت فرمائی ہی اور تین پتھروں کا ہونا کچھ ضرور نہیں اگر دو پتھروں میں صاف ہو جاوے کافی ہی اور ہمارے مذہب میں کوئی شمار پتھروں کا مسنون نہیں اور حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ جو بول میں احتیاط نکرے اوسکے واسطے بڑی وعید شدید ہی روایت کی دار قطنی اور حاکم وغیرہما نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پرہیز کرو پیشاب سے اکثر عذاب قبر کا اوسی سے ہوتا ہی اور امام شافعی کے نزدیک تین پتھر ضرور چاہییے روایت ہی سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم استنجا کریں تین پتھر سے کم میں روایت کیا اسکو مسلم نے اور ابی داؤد اور نسائی اور مالک نے اور دلیل ہمارے مذہب کی یہ ہی کہ روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ وغیرہما نے کہ جو استنجا کرے پس چاہییے کہ طاق لیوے جسنے کیا سو اچھا کیا اور جسنے نکیا سو کچھ حرج نہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھروں کو واسطے استنجے کے لیا اور صحیح یہی ہی کہ شرط پاکی ہی اور تین ڈھیلوں کے سنت ہونے میں شک نہیں کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ جسنے یہ کیا سو اچھا کیا اور جسنے نکیا سو کچھ حرج نہیں ہو سنت کا یہی حکم ہی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی پتھروں سے استنجا کیا ہو اور بفرض تسلیم کے اوسکو ہم سنت ہی تو کہتے ہیں نہ واجب اور سنت میں ترک تو معتبر ہی ف گرمی کے دنوں میں پہلے اور تیسرے پتھر کو پیچھے کی طرف لیجاکے پاک کرے اور جاڑے کے دنوں میں پہلے اور تیسرے پتھر کو آگے کی طرف لیجاکے پاک کرے اور پہلے سو تین دوسرے پتھر سے آگے کی طرف پاک کرے اور دوسری میں پیچھے کی طرف اور عورت جاڑے گرمی میں ہمیشہ پہلے پتھر کو پیچھے کی طرف لیجاکے پاک کرے اور بعد پتھر لینے کے پانی سے دھونا ادب ہی ف روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کہ نکلے پاخانے سے مگر یہ کہ چھوا پانی کو یعنی پانی سے دھویا اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ یعنی مسجد قبا میں وہ لوگ ہیں کہ دوست رکھتے ہیں طہارت کو اور اللہ دوست رکھتا ہی طہارت کرنے والوں کو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے گروہ انصار کے بتحقیق اللہ تعالی نے ثنا کی اوپر تمھارے بیچ طہارت تمھاری کے پس کیا ہی طہارت تمھاری پس کہا انھوں نے کہ ہم وضو کرتے ہیں نماز کے لیے اور غسل کرتے ہیں جنابت سے اور استنجا پاک کرتے ہیں ہم پانی سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو وہ یہی ہی لازم پکڑو تم اوسکو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور رزین رحمۃ اللہ علیہما نے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طہارت کا ذکر قرآن شریف میں بھی استنجا کرنا پانی سے ہی اسواسطے کہ مسجد قبا والے خاص کر یہی اور مہاجرین سے زیادہ تھے ورنہ وضو اور غسل اور مہاجرین بھی کرتے تھے

اور روایت ہے سنن ابن ماجہ مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ دھوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاے نکلنے اپنی کو تین بار کہا
عبداللہ بن عمر نے سو کیا ہمنے اوسکو سو پایا ہمنے اوسکو دوا اور پاکی اور راوی اس حدیث کے ثقہ ہین اور روایت کی محی السنہ بغوی
اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نازل ہوئی بیچ اہل قبا کے کہ بیچ اوس مسجد کے ایسے لوگ ہین جو دوست رکھتے ہین
طہارت کو فرمایا کہ تھے استنجا کرتے پانی سے سو نازل ہوئی اونمین یہ آیت ص تو پہلے دو بار دھووے پھر مخرج کو ڈھیلا چھوڑ کر خوب
صاف کرکے ملکے دھووے اور ایک انگلی یا دو تین انگلیون کے باطن سے دھووے اور انگلیون کے سرے سے نہ دھووے پھر دونون ہاتھ دھووے
اور اگر نجاست مخرج سے درم برابر بھی تجاوز کرے گی دھونا اوسکا شیخین کے نزدیک واجب ہے اور امام محمد کے نزدیک اگر مخرج سمیت قدر درم
ہو جاوے اوسکا بھی دھونا فرض ہے اور کھانے اور ہڈی اور کوئلہ وغیرہ سے اور اپنے ہاتھ سے استنجا درست نہین ف لیکن ہڈی اور گوبر سے سو منع ہے
کہ روایت کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے گوبر کے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انہ رجس یعنی وہ نجس ہے جیسا کہ اوپر گذرا
اور بھی روایت کی ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن مسعود سے کہ جب آئے قاصد جن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
کہا اونھون نے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرو امت اپنی کو کہ استنجا کرین ہڈی اور گوبر سے یا کوئلے سے پس تحقیق کہ اللہ نے کیا اوسمین ہمارا
رزق سو منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور روایت ہے رویفع سے بھی ایسی ہی اخراج کیا اسکا ابوداؤد اور نسائی نے
اور اسی باب مین روایت ہے خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سلمان سے اخراج کیا ان دونون کا ابن ماجہ وغیرہ نے اور لیکن استنجا کرنا داہنے
ہاتھ سے سو روایت ہے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ استنجا کرین ہم داہنے ہاتھ سے روایت کیا
اسکو مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہم رحمہم اللہ نے اور روایت کی بخاری اور ترمذی اور ابوداؤد وغیرہم نے
ابی قتادہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پیشاب کرے کوئی تم مین سے پس نہ پکڑے ذکر اپنے کو داہنے ہاتھ سے اور نہ استنجا
کرے داہنے ہاتھ سے اور روایت کی ابوداؤد نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھا داہنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے
طہارت کے اور کھانے کے اور بایان ہاتھ واسطے نجاست وغیرہ کے اور روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے کہ سنا مینے
عثمان رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ نہین چھوا مینے ذکر اپنے کو داہنے ہاتھ سے جب سے کہ مینے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
اور اسلام لایا مین تھا خوش ہوتے اس سے کہ نہ استنجا کیا اونھون نے داہنے ہاتھ سے اخراج کیا اس حدیث کا رزین بن معاویہ عبدری نے
ص اور پیشاب مین قبلے کی طرف پیٹھ کرنا اور مونہ کرنا مکروہ ہے تحریمی اور جنگل اور میدان مین بھی ہمارے نزدیک یہی حکم ہے ف کیونکہ
روایت ہے ابی ایوب سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاؤ تم پیشاب کو سو نہ مونہ کرو طرف قبلے کے اور نہ پیٹھ کرو طرف اوسکے اور
لیکن مشرق کی طرف مونہ کرو اور مغرب کی طرف اور یہ خطاب واسطے مدینے کے لوگون کے ہے کیونکہ قبلہ اونکا مشرق اور مغرب مین نہین اور جنکا
قبلہ مشرق یا مغرب ہے اونکو جنوب شمال کی طرف مونہ کرنا چاہیے روایت کیا اسکو جماعت محدثون نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا
مین اور روایت کی یہی ابن ماجہ نے ابن معقل اسدی سے اور اسناد مین اوسکی ابو زید ہے بعضون نے کہا ہے کہ نام اونکا ولید ہے مولا بنی
ثعلبہ کا مجہول ہے اور ابو حنیفہ سے ہے اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہے اور دوسری روایت مین بھی ابن ماجہ کی ابی سعید
خدری سے ابن لہیعہ ہے اور وہ ضعیف ہے اور ہمارے نزدیک کراہت عام ہے جنگل اور گھرون سب مین ہے کیونکہ کہا ابو ایوب انصاری نے کہ آئے ہم شام
مین تو پایا ہمنے پاخانون کو طرف قبلے کے سو پھر جاتے تھے ہم اور استغفار کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مکان مین بھی

اور بعضون نے رخصت دی ہی قبلے کی طرف مونھہ کرنے کی جب کہ قبلہ اور اوسکے
مونھہ طرف قبلے کے کرنا ممنوع ہی وقت پاخانے کے
درمیان مین کوئی چیز حائل ہو جیسا کہ روایت ہی مروان اصفر سے کہا اونھون نے دیکھا مینے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہ بٹھلایا اونھون نے
اونٹنی اپنی کو طرف قبلے کے پھر بیٹھے اور پیشاب کرنے لگے طرف اونٹنی کے پس کہا مینے اونسے کیا نہین منع کیا گیا اس سے کہا
اونھون نے کہ ہان منع ہی میدان مین لیکن جب ہو درمیان تیرے اور درمیان قبلے کے کوئی چیز کہ چھپاوے تجکو سو کچھہ حرج نہین اخراج
کیا اسکو ابو داؤد نے اور بعضون نے مطلق رخصت دی ہی لیکن مونھہ کرنے مین طرف قبلے کے سو دلیل لاتے ہین حدیث جابر رضی
اللہ عنہ سے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ ہم مونھہ کرین طرف قبلے کے پیشاب مین سو دیکھا مینے اونکو ایک سال پیشتر قبل وفات کے
کہ مونھہ کرتے تھے طرف قبلے کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے کہا شیخ ابن القیم نے کہا
ترمذی نے کہ پوچھا مینے بخاری سے اس حدیث کو پس کہا اونھون نے کہ یہ حدیث صحیح ہی اور ضعیف کیا اسکو ابن حزم نے کہ یہ حدیث مروی ہی ابان
بن صالح سے اور وہ مجہول ہین اور نہین حجت ہی مجہول کی روایت سے اور جواب سکا یہ ہی کہ کہا ابن مندہ نے کہ ابان بن صالح ثقہ ہی مشہور ہی حدیث
والا ہی اور وہ ابان بیٹا صالح بیٹا عمیر کا ابو محمد قرشی ہی روایت کی اوس سے ابن جریج اور ابن عجلان اور ابن اسحق اور عبید اللہ بن ابی
جعفر نے اور شہادت لایا ساتھہ روایت اوسکی کے بخاری بیچ صحیح مین مجاہد اور حسن بن مسلم اور عطا سے اور توثیق کی اوسکی یحیی بن معین
اور ابو حاتم اور ابو زرعہ رازی نے اور نسائی نے اور وہ الدہی محمد بن ابان کا روایت کی اوس سے ابو الولید اور ابو داؤد طیالسی اور حسین جعفی وغیرہم
نے اور اس حدیث ساتھہ انفراد کیا محمد بن اسحق نے اور نہین حجت پکڑی جاویگی اوس سے احکام مین تو پھر بھلا معارض کیونکر ہوگی احادیث صحاح
کی اور کس طرح منسوخ ہونگی اوس سے حدیثین منع کی باوجود اس بات کے کہ اس حدیث کی تاویل ہو سکتی ہی کہ شاید یہ مکان مین ہو واسطے
لوگون کے مذہب پر جو مکان مین رخصت دیتے ہین یا یہ امر تنگی مکان سے تھا کہا شیخ ابن القیم نے بعد اسکے بیان کے فَكَيْفَ تُقَدَّمُ
عَلَى النُّصُوصِ الصَّحِيحَةِ الصَّرِيحَةِ بِالْمَنْعِ یعنی پس کس طرح مقدم کی جاویگی یہ حدیث اوپر نصوص صحیحہ صریحہ بالمنع پھر اگر کوئی
کہے کہ تسلیم کیا کہ یہ حدیث ضعیف ہی سو کیا کہتے ہو روایت عراک مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے درباب رخصت کے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ یہ حدیث صحیح
نہین ہی موقوف ہی اوپر عایشہ رضی اللہ عنہا کے کہا یہ ترمذی نے کتاب العلل مین نقلاً عن البخاری اور کہا بعض حافظون نے حدیث کے
کہ یہ حدیث صحیح نہین اور اسکے سبب کو بڑے عالم لوگ حدیث کے پہچانتے ہین اور وہ یہ ہی کہ اسناد مین اسکی جو خالد بیٹا ابی الصلت کا
ہی اوسنے اس حدیث کے متن کو یاد نہین کیا اور اوسکی اسناد کو قائم رکھا مخالفت کی اوسکی اوسی حدیث مین ثقہ ثبت صاحب عراک نے
نام اوسکا جعفر بن ربیعہ فقیہ ہی سو روایت کیا اوسنے اوسکو عراک سے اوسنے عروہ سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ انکار کرتی تہین
سو معلوم ہوا کہ روایت خالد کی عراک سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا سے منقطع ہی اور صحیح جعفر کی ہی باوجود کہ اوسکی مخالفت جانب احادیث
صحیحہ وارد ہوئی ہین اور کہا عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب المراسیل مین اثرم سے کہ کہا سنا مینے ابو عبد اللہ سے کہ ذکر کیا بعضون نے
حدیث خالد کو عراک سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا سے اوسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کہا اونھون نے کہ یہ حدیث منقطع ہی اور زیادہ
تحقیق اسکی شرح ابو داؤد مین ہی اس جگہہ بسبب خوف درازی کتاب کے اختصار کیا اور تفصیل کو رہا اندی اور جو تکیہ کرتے ہین طرف قبلے کی دلیل
لاتے ہین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیخانہ پھرتے دیکھا کہ مونھہ تھا آپکا طرف شام کے اور پیٹھہ
طرف قبلے کے اور روایت کیا اسکو بخاری مسلم ابو داؤد و نسائی نے اور حق یہ ہی کہ رخصت مین بھی حدیثین صحیح وارد ہوئی ہین فائدہ

ابان بن صالح

خالد بن ابی الصلت

کھڑے ہوکے پیشاب کرنا منع ہو روایت ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا تھین جو شخص کہ حدیث بیان کرے تمسے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکے پیشاب کرتے تھے سو نہ تصدیق کرنا اوسکی نہین پیشاب کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر بیٹھکے
روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی نے اور روایت ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے کہ دیکھا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین
پیشاب کرتا ہون کھڑے ہوکے پس کہا آپنے کہ نہ پیشاب کر کھڑے ہوکے اے عمر سو نہین پیشاب کیا مینے کھڑے ہوکے جب سے اور روایت ہی
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نہین پیشاب کیا مینے کھڑے ہوکے جب سے اسلام لایا مین روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ صحیح ہی عمر رضی اللہ عنہ سے
اور ضعیف کیا پہلی روایت کو اور روایت ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جفا ہو پیشاب کرنا کھڑے ہوکے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ واسطے
ادب کے ہی نہ واسطے حرمت کے اور دلیل اسکی یہ ہی کہ روایت کی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ پیشاب کرتے تھے
وہ کھڑے ہوکے اور روایت ہی حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکے پیشاب کیا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے
کئی طریقون سے اور حق یہ ہی کہ کھڑے ہوکے پیشاب کرنا فقط خلاف ادب ہی اور سابق بموجب ان دونون حدیثون کے درست ہی واللہ اعلم

# کتاب الصلوٰۃ

## فصل نماز کے وقتون کے بیان مین

ص وقت فجر کا یعنی صبح سے آفتاب نکلنے تک ہی اور جو طول صبح ہو اوسکو صبح کاذب کہتے ہین اور اوس وقت نماز صبح کا
وقت نہین ہوتا ف یعنی صبح اوسکو کہتے ہین جو افق کی طرف چوڑان مین سپیدی پیدا ہوتی ہی کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ
صحیح وقتون نماز مین حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہی اور روایت ہی بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونھون نے پوچھا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے نماز کے وقتون کو سو فرمایا آپنے اوس شخص سے کہ نماز پڑھ ہمارے ساتھ دو دن سو جس وقت زوال ہوا آفتاب کا
حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو سو اذان دی اونھون نے پھر حکم کیا اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سو اقامت کہی اونھون نے
ظہر کی پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی عصر کی اور آفتاب اوس وقت سپید و صاف اور بلند تھا پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی مغرب
کی جس وقت کہ غروب ہوا آفتاب پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی عشا کی جس وقت کہ غائب ہوئی شفق پھر حکم کیا اونکو سو اقامت کی فجر کی جس وقت
کہ طلوع ہوئی فجر پھر جب ہوا دوسرا دن حکم کیا اوسکو تو ٹھنڈے وقت پڑھی ظہر اور خوب ٹھنڈا کیا اوسکو اور نماز پڑھی عصر کی اور
آفتاب بلند تھا لیکن اول روز سے تاخیر کی اور نماز پڑھی مغرب کی قبل اسکے کہ غائب ہو شفق اور نماز پڑھی عشا کی جب
تہائی رات گئی اور نماز پڑھی فجر کی سو روشن کیا اوسکو یعنی جب خوب روشنی ہو گئی تب فجر کی نماز پڑھی پھر کہا آپ نے کہ کہان ہو
نمازون کے وقت کا سوال کرنے والا سو کہا اوس شخص نے مین ہون یا رسول اللہ کہا آپنے کہ وقت نماز کا درمیان
اوسکے ہو جو دیکھا تمنے روایت کیا اسکو مسلم نے اور یہی روایت کی مسلم نے ابی موسی رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے ص اور ظہر کا وقت
زوال سے جب تک کہ سایہ ہر چیز کا دونا ہو جاوے سوا سایۂ زوال کے ف یعنی جتنا سایہ زوال کا ہی اوتنے کو نکال کے ہر چیز
کا سایہ دونا ہو جاوے ص اور ایک روایت مین امام صاحب سے ظہر کا وقت جب تک ہی کہ سایہ ہر چیز کا اوسکے برابر ہو جاوے سوا سایۂ زوال کے
اور یہی قول ہی صاحبین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا اور طریقہ پہچاننے زوال کا دائرہ ہندیہ سے معلوم ہوتا ہی اور وہ شرح عربی مین مذکور
ہی لیکن فقط نظر عدم فہم عوام کے اوسکو ترک کیا اور کیونکہ ہندوستان کے ملک مین زوال کے پہچاننے کے بہت طریقے ہین اور عصر کا وقت ما بعد وقت

آفتاب کے ڈوبنے تک اور مغرب کا اوس وقت سے شفق غائب ہونے تک اور شفق کہتے ہین سرخی کو صاحبین کے نزدیک اسی پر فتوی ہی
اور امام صاحب کے نزدیک شفق سپیدی کو کہتے ہین جو سرخی کے بعد ہوتی ہی اور عشا کا اوس وقت سے اور وتر کا عشا کے بعد سے صبح
ہونے تک دونون کا وقت رہتا ہی ف ظہر کے آخر وقت مین بہت اختلاف ہی اور اسی طرح مغرب کے آخر وقت مین تو اکثر امام اوس طرف
ہین کہ وقت ظہر کا ہر چیز کے سایے کے برابر ہونے تک ہی سوا سایۂ زوال کے اور مغرب کا شفق کے غروب تک لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ کا مذہب یہی ہی کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہی اور امام مالک اور شافعی کا ایک قول یہ ہی کہ اخیر وقت مغرب کا بس آفتاب کا ڈوبنا ہی
کہ کہا انھون نے نہ تاخیر کی جاوے مغرب بقدر اختیار آفتاب کے ڈوبنے سے اور اصل اس باب مین حدیث جبرئیل کے امامت کی ہی
روایت ہی حضرت عبد اللہ بن عباس سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کی جبرئیل علیہ السلام نے ساتھ میرے دو بار نزدیک خانۂ
کعبہ کے سو پڑھی نماز ظہر کی پہلی امامت مین جب ہوا سایہ مثل تسمے جوتی کے پھر نماز پڑھی عصر کی جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا مثل اوسکے
پھر نماز پڑھی مغرب کی جس وقت کہ غروب ہوا آفتاب اور افطار کیا روزہ دار نے پھر نماز پڑھی عشا کی جس وقت کہ غائب ہوئی شفق
پھر نماز پڑھی فجر کی جس وقت کہ طلوع ہوئی فجر اور حرام ہوا کھانا روزہ دار پر اور پڑھی نماز ظہر کی دوسری امامت مین جس وقت کہ ہوا سایہ
ہر چیز کا مثل اوسکے جس وقت کہ نماز عصر کی پہلے روز پڑھی تھی اور پڑھی نماز عصر کی جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا دونا اوسکا پھر مغرب جس وقت
کہ کل پڑھی تھی اور عشا جس وقت کہ گئی تہائی رات پھر نماز پڑھی صبح کی جس وقت کہ روشن ہو گئی زمین پھر التفات کیا طرف میرے جبرئیل علیہ السلام
نے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ وقت ہی انبیا علیہم السلام کا قبل آپ کے اور وقت درمیان ان دونون وقتون کے ہی روایت کیا اوسکو ابو داؤد
اور ترمذی نے اور کہا اونھون نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے اور کہا اونھون نے کہ یہ صحیح الاسناد ہی لیکن اسناد
مین اسکی عبد الرحمن بیٹے حارث کے ضعیف کیا اوسکو احمد اور نسائی اور یحیی بن معین اور ابو حاتم رازی نے اور توثیق کی اوسکی ابن سعد
اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اور متابعت کی گئی اوسکی روایت کی عبد الرزاق نے عمری سے اور اونھون نے عمر بن نافع رحمۃ اللہ علیہ سے اونھون نے اپنے
باپ سے اونھون نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے اور اسناد مین اسکی عمری ہی اور وہ ضعیف ہی لیکن کہا شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے
کہ یہ بھی متابعت ہی اور صحیح کیا اوسکو ابن العربی اور ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہما نے اور مروی ہی حدیث امامت کی چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے
اونھین مین سے جابر رضی اللہ عنہ ہین اور روایت مین انکی یہ ہی کہ نماز پڑھی عشا کی دوسرے دن جب گذری آدھی رات اور یا تہائی رات
اور یہ حدیث صحیح ہی جیسا کہ کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہی عبد اللہ بن عمرو سے اونھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرمایا آپ نے وقت ظہر کا جب ہی کہ زوال ہو آفتاب کا اور ہو سایہ ہر چیز کا مانند طول اوسکے کے جب تک کہ نہ آوے وقت عصر کا
اور وقت عصر کا جب تک ہی کہ نہ زرد ہووے آفتاب اور وقت مغرب کا جب تک ہی کہ نہ غروب ہووے شفق اور وقت عشا کا آدھی رات تک اور
وقت فجر کا جب تک کہ نہ طلوع کرے آفتاب روایت کیا اوسکو مسلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ اول وقت مغرب کا جب کہ غروب ہو
آفتاب اور آخر وقت اوسکا جب کہ غائب ہو افق یعنی روشنی اوسکی دور ہو جاوے اور اول وقت عشا کا جب کہ غائب ہو افق اور آخر وقت
اوسکا آدھی رات تک اور اول وقت فجر کا جب کہ فجر طلوع ہووے اور آخر وقت اوسکا جب کہ طلوع ہو آفتاب روایت کیا اوسکو ترمذی
نے اور یہ حدیثین حجت ہین امام شافعی پر اور مالک رحمۃ اللہ علیہما پر اس بات مین کہ وقت مغرب کا جب تک ہی کہ غائب ہووے شفق
اور عصر کا وقت مغرب تک ہی دلیل اوسکی یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ۝

فَقَالَ اِنِّیْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ٥ یعنی جسوقت کہ پیش کیے گئے حضرت سلیمان
علیہ السلام پر گھوڑے آخر دن مین تیز نہایت عمدہ سو کہا اونھون نے کہ دوست رکھا مینے مال کو اپنے رب کے ذکر سے یہان تک کہ چھپ گیا
آفتاب پردے مین اور دوسری دلیل اوسکی یہ ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے پائی ایک رکعت صبح سے قبل اسکے کہ
طلوع ہو آفتاب سو تحقیق کہ پائی اوسنے نماز صبح کی اور جس شخص نے کہ پائی ایک رکعت عصر سے قبل اسکے کہ ڈوبے آفتاب سو تحقیق کہ پائی اوسنے
نماز عصر کی روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور لیکن اس بات مین کہ عشا کا آخر وقت صبح تک ہی کوئی حدیث
صحیح یا ضعیف نہین آئی لیکن مختلف ہوئین احادیث صحیحہ مین روایت ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابوموسی اشعری
اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے تحقیق کہ تاخیر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشا کی تہائی رات تک اور روایت ہی
حضرت ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اوسکی آدھی رات تک اور روایت ہی حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اوسکی دو ثلث رات تک اور روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ
عنہا سے کہ تاخیر کی عشا کی یہان تک کہ گئی اکثر رات اور یہ سب حدیثین صحیح ہین کہا امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ سب حدیثین
سمجھاتی ہین اس بات کو کہ ساری رات وقت عشا کا ہی لیکن تین مرتبے ہین تہائی رات تک افضل ہی اور نصف تک اوس سے کم
اور بعد اوسکے اوس سے کم ہی پھر روایت کی طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے نافع بن جبیر تک کہا اونھون نے کہ لکھا عمر رضی اللہ عنہ نے
ابوموسی اشعری کو نماز پڑھ عشا کی جب چاہے رات مین اور نہ غافل ہو اوس سے اور ایک روایت مین مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہی کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین سونے مین تفریط بلکہ تفریط اسمین ہی کہ نماز کی تاخیر کرے یہان تک کہ دوسری نماز کا وقت آجاوے اوس سے معلوم
ہوتا ہی کہ وقت اوسکا صبح تک ہی اور اجماع کیا اماموں نے کہ جب اسلام لاوے کافر یا پاک ہووے حائضہ یا بالغ ہووے لڑکا اور کچھ رات باقی ہے
نماز عشا کی اوسپر واجب ہی اور اجماع حجت قطعی ہی جیسا کہ اوپر ہمنے پہلی کتاب مین بیان کیا اور حدیث امامت جبرئیل علیہ السلام کی
وقت مختار پر محمول ہی اور اسی واسطے کہا امام صاحب نے کہ تاخیر مغرب کی اول وقت سے مکروہ تنزیہی ہی نہ تحریمی کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا تاخیر کرنا آپنے مغرب کی شفق کے ڈوبنے تک اور تاخیر عشا کی اوس سے زیادہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی اور عصر کی
آفتاب کی زردی تک مکروہ ہی تحریمی اور سب سے زیادہ کراہیت عصر کی تاخیر مین ہی آفتاب کے زرد ہونے تک کیونکہ فرمایا آپنے ایسی نماز کو
تِلْکَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یعنی یہ نماز منافق کی ہی اور شیطان کی طرف آپنے اوسکو منسوب کیا اور حدیث امامت مین جو وارد ہی
کہ نماز عصر کی آپنے تاخیر کی سایے کے دو مثل ہونے تک سو یہ منسوخ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ وقت عصر کا جب تک ہی کہ نہ زرد
ہو آفتاب اور دوسرے یہ کہ دو مثل تک آفتاب پر زردی نہین آتی اور وہ جو امام صاحب نے فرمایا ہی کہ اخیر وقت ظہر کا دو مثل تک ہی سو کسی
حدیث مین تصریح مذکور نہین اور اسی واسطے مخالفت کی اونکی صاحبین نے اور موافق ہوئے اکثر اماموں کے اور حجت پکڑی امام صاحب نے
حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب ہوا دوسرا دن حکم دیا بریدہ کو ظہر کی بعض ٹھنڈک کے وقت نماز پڑھی اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کہ جب شدت ہو گرمی کی سو ٹھنڈا کرو نماز کو اسواسطے کہ شدت گرمی کی جہنم کے سانس سے ہی روایت کیا اسکو جمیع عالموں نے کہا امام ابوحنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ نے کہ شدت گرمی کی اونکے شہروں مین جب ہی کہ ہر چیز کا سایہ مثل اوسکے ہو جاوے سو یہ حدیث ناسخ ہو جاویگی اوس حدیث کی
جو روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے صحیح مسلم مین جو مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی نماز ظہر کی یہان تک کہ دیکھنے لگا سایہ ٹیلون کا

اور نووی نے اوسکی شرح مین لکھا ہے کہ سایہ ٹیلون کا بہت اخیر وقت پڑتا ہے اور جب آفتاب بہت ڈھل جاتا ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ ظہر کا وقت بعد سایہ مثل کے باقی رہتا ہے اور حدیث ابراد اس باب مین ناسخ حدیث امامت ہوگی تو اول وقت عصر مین وہ حدیث امامت منسوخ ہوئی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا ۝ یعنی تحقیق کہ نماز ہے مسلمانون پر فرض وقت مقرر کیا گیا تو اس سے ثابت ہوا کہ ہر نماز کے واسطے ایک وقت علیحدہ چاہیے اور اس بحث مین امام صاحب کی کلام ہے اور حق یہی ہے کہ وقت ظہر کا ایک مثل تک رہتا ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ لیکن اتنی بات ہے کہ جو شخص مشتاق احتیاط اور معتقد جملہ فقہا و علما ے شریعت نبوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو اوسکو چاہیے کہ نماز ظہر کی ایک مثل سے پہلے پڑھے کہ سب امامون کے نزدیک درست ہو اور عصر کی بعد دو مثل کے کہ سب کے نزدیک درست ہو اور گرمی مین تاخیر کرنا ظہر کا اسکا بیان آگے بھی کچھ آویگا اور شفق نزدیک اکثر علما کے اور ایک روایت مین امام ابو حنیفہ رح کے سرخی کا نام ہے اور ایک روایت مین امام صاحب نے فرمایا کہ شفق نام سفیدی کا ہے اور بعض شروح مین ہے کہ امام صاحب نے رجوع کیا اس سے جو لوگ کہتے ہین کہ سرخی نام شفق کا ہے اونکی حجت یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفق سرخی ہے سو جب غائب ہو جاوے واجب ہوگی نماز روایت کیا اسکو ابن عساکر نے بیچ غرائب مالک کے حدیث عتیق بن یعقوب سے انھون نے مالک سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے مرفوعًا اور روایت کیا اسکو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اور طریق سے اور صحیح کہا بیہقی نے وقف اوسکا اور کہا صاحب ہدایہ نے وَمَا رَوَاہُ مَوْقُوْفٌ عَلَی ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور روایت کیا اسکو حاکم نے مدخل مین اور روایت کی دارقطنی اور محمد بن خزیمہ نے صحیح مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور رفع کیا اوسکو اور صحیح کیا اوسکو اور کہا ابن خزیمہ نے کہ اگر صحیح ہو جاوین یہ روایتین تو پھر نے پروانی ہو جاوے سب روایتون سے لیکن متفرد ہوا ساتھ اسکے محمد بن یزید کہا حافظ ابن حجر نے محمد بن یزید سچا ہے اور کہا بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مروی ہے یہ حدیث عمر اور علی اور ابن عباس اور عبادہ اور شداد اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور کوئی حدیث اسمین صحیح نہین لیکن حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور حسن حجت ہے مثل صحیح کے اور صاحب ہدایہ نے دلیل امام صاحب کی یہ لکھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر وقت مغرب کا جب کہ سیاہ ہو جاوے افق اور چوڑی صبح سے اوس سے مراد یہ ہے کہ روشنی آسمان کے کنارون مین ظاہر ہووے اور اوسکو صبح صادق کہتے ہین روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فجر دو ہین ایک وہ فجر کہ حرام کرتی ہے کھانے کو اور حلال ہے اوسمین نماز اور ایک فجر وہ ہے کہ حرام ہے اوسمین نماز اور حلال ہے اوسمین کھانا روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو ان دونون نے اور ایک روایت مین حاکم کی ہے کہ حرام کرتی ہے کھانے کو یعنی ایک لنبی دھاری افق کے کنارے آسمان مین جاتی ہے اور یہی صبح صادق ہے اور صبح کاذب کو بیان کیا آپ نے کہ مانند دم سرحان کے ص تاخیر فجر کی یہان تک کہ روشنی ہو جاوے مستحب ہے اتنی کہ چالیس آیتین پڑھ سکے اور پھر اگر فاسد ہووے وضو تو لوٹ سکے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاخیر کرو فجر کی کہ اسمین بہت اجر ہے ف روایت کیا طحاوی نے ساتھ اسانید متعددہ کے اس حدیث کو رافع بن خدیج سے اور ایک روایت مین ہے کہ نُوِّرُوْا بِالْفَجْرِ یعنی روشن کرو فجر کو اور ایک روایت مین ہے اَصْبِحُوْا بِالصُّبْحِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِاُجُوْرِکُمْ روایت کیا اسکو احمد اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور روایت کیا طبرانی نے نَوِّرْ یَا بِلَالُ بِالْفَجْرِ قَدْرَ مَا یَبْصُرُ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِھِمْ یعنی روشن کرای بلال فجر کو اوس قدر کہ دیکھین لوگ مقام گرنے تیر اپنے کو اور

روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور کہا کہ روایت ہی اس باب مین مغیرہ بن شعبہ اور تمیم اور علی اور حسن بن علی اور ابی الدرداء
اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور بہت سے تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اس طرف گئے ہین اور روایت ہی اعمش
سے کہ تھے اصحاب عبد اللہ بن مسعود کے روشن کرتے تھے فجر کو اور روایت ہی ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے کہ نہین جمع ہوئے اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز پر جیسا کہ جمع ہوئے تنویر فجر پر روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طحاوی نے
تو اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا جمع ہونا خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین ہو سکتا تو
اس سے حدیث تغلیس یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز اندھیرے مین پڑھنا منسوخ ہوگا اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی [illegible]
مین بھی موید ہمارے مذہب کی ہی اور امام شافعی کے نزدیک اندھیرے مین پڑھنا مستحب ہی کیونکہ روایت ہی عایشہ رضی اللہ عنہا سے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے صبح کو سو پھرتی تھین عورتین اور نہین پہچانی جاتی تھین تاریکی سے اور صحیح یہی ہی کہ تاخیر کرنا
فجر کی مستحب ہی اور یہی مذہب ہی اکثر صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور بعض علما نے جو اس حدیث کے معنی
یون بیان کیے ہین کہ قرات کرو یہان تک کہ روشن کرو فجر کو خلاف آثار صحابہ و تابعین کے ہی اور خلاف ہی تبادر کے واللہ اعلم
ص گرمی مین تاخیر کرنا ظہر کی مستحب ہی اور جاڑے مین جلدی کرنا صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈے وقت
پڑھو نماز ظہر کی کیونکہ شدت گرمی کی جوش جہنم ہی ف اور صحیح بخاری مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہی
ص اور عصر کی تاخیر جب تک کہ آفتاب نہ بدلے مستحب ہی ف کیونکہ روایت کی دار قطنی نے عبد الواحد بن نافع سے
کہا انھون نے کہ مین کوفے کی مسجد مین داخل ہوا سو اذان دی موذن نے عصر کی اور ایک شیخ نے ملامت کی اوسکو اور کہا خبر دی
مجھے باپ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ تاخیر اس نماز کے اور مینے پوچھا نام اون شیخ کا سو بیان کیا اون لوگون نے کہ عبد اللہ
بن رافع بن خدیج ہین اور ضعیف کیا اسکو عبد الواحد کے سبب سے اور روایت کیا اوسکو بخاری نے تاریخ کبیر مین اور کہا کہ نہین متابعت
کیجاویگی عبد الواحد پر اور صحیح رافع کی حدیث سے ہی پھر روایت کی رافع سے کہ ہم پڑھتے تھے نماز عصر کی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پھر قربانی کیجاتی تھی اور دس حصے کیے جاتے تھے اور پھر پکائے جاتے تھے اور کھاتے تھے ہم پکے گوشت کو قبل غروب آفتاب کے کہا
شیخ ابن الہمام نے کہ یہ ممکن ہی غروب تک جسنے باہر چلنے والون کو دیکھا ہوگا تو کچھ اوسکے نزدیک بعید نہین ص اور تاخیر عشا
کی تہائی رات تک مستحب ہی ف کیونکہ روایت کی ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر
تو البتہ تاخیر کرتا مین عشا کی تہائی رات تک یا آدھی رات تک اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہی اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ عشا کے قبل سونا
اور بعد عشا کے باتین کرنا منع ہی کیونکہ روایت کی چھہ عالمون نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھتے تھے سونا قبل عشا کے اور باتین
کرنا بعد عشا کے اور بعضون نے جائز رکھا ہی باتون کو بعد عشا کے گرمیون مین اور دلیل انکی یہ ہی کہ روایت کی ترمذی نے صلوۃ مین اور نسائی
نے مناقب مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتین کرتے تھے نزدیک ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بیچ رات کے کسی امر مین
مسلمانون کے سے اور صحیحین مین بھی ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جواز اوسکا معلوم ہوتا ہی اور روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ [illegible]
سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہی باتین کرنا بعد نماز عشا کے مگر واسطے دو شخصون کے مصلی اور مسافر کے اور ایک روایت
مین ہی کہ واسطے دولہن کے اور بعضون نے صحیح کہا ہی کہ گرمی مین جلدی پڑھی جاوے تاکہ جماعت کم نہو اور آدھی رات تک تاخیر اوسکی مباح ہی

اور آدھی رات کے بعد مکروہ ہی ص اور وتر کی آخر رات تک اگر جاگنے کا یقین ہو مستحب ہی اور اگر جاگنے کا یقین نہووے تو عشا کے
ساتھ پڑھ لیوے اور مغرب کی جلدی مستحب ہی ف اور جلدی کے یہ معنی ہین کہ اذان اور اقامت مین دیر نکرے مگر ساتھ ایک جلسہ خفیف
کے کیونکہ روایت کی ابو داؤد نے مرثد بن عبد اللہ سے ایک حدیث طویل اور آخر اوسکا یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیگی امت میری
نیکی پر جب تک کہ تاخیر کرینگے مغرب کی ستارون کی روشنی تک اور اونکے خوب پھیلنے تک اور اوسکی اسناد مین ابن اسحٰق ہی
ضعیف او سکا جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہی ثابت نہین اور اگر بالفرض ثابت ہو تو بھی قبول نہین کہا شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ امیر
ہین مسلمانون کے حدیث مین اور روایت کی اونسے مانند ثوری اور ابن ادریس اور حماد بن زید اور یزید بن زریع اور ابن عیینہ اور عبد الوارث
اور ابن المبارک نے اور طول کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اونکی توثیق مین اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ نے رجوع کیا اوسمین کلام کرنے سے فقط ص ابر کے دن عصر اور عشا کی جلدی مستحب ہی اور اور نمازون کی تاخیر
ف اسواسطے کہ تاخیر عشا مین قلت جماعت کی ہی بسبب بارش کے اور تاخیر عصر مین توہم ہی اس بات کا کہ وقت مکروہ نہوجاوے
اور فجر مین اسواسطے کہ توہم نہین کہ یہ مدت مدید ہی دوسرے یہ کہ اسمین تا طلوع آفتاب کوئی وقت مکروہ نہین اور امام صاحب سے مروی ہی کہ
سب مین تاخیر مستحب ہی واسطے احتیاط کے کیونکہ نماز بعد وقت آنے کے جائز ہی اور قبل وقت کے جائز نہین ص آفتاب کے طلوع
کے وقت اور غروب کے وقت اور جسوقت عین دوپہر ہو نماز اور سجدۂ تلاوت کا اور نماز جنازے کی جائز نہین ف کیونکہ روایت ہی
عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مسلم وغیرہ مین کہا تین ساعت ہین کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے ہمکو کہ نماز پڑھین ہم اون
وقتون مین یا قبر مین رکھین ہم مُردون کو جب کہ آفتاب طلوع کرے یہانتک کہ بلند ہو جاوے اور جسوقت عین دوپہر ہو یہانتک کہ زوال ہو آفتاب
کا اور جب کہ جھکتا ہو یہانتک کہ ڈوب جاوے اور موطا مین ہی کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے ان ساعتون مین اور امام شافعی رح
کے نزدیک فرائض سکے ہین ان وقتون مین جائز ہین اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک نفل جمعے کے دن دوپہر کو جائز ہی اور یہ حدیث حجت ہی بسبب
اطلاق کے اون دونون پر اور دلیل اونکی یہ ہی کہ روایت ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص کہ بھول جاوے کسی نماز کو پھر یاد کرے اوسکو
تو پڑھ لیوے اوسکو جب یاد آوے اوسکو اور جبیر بن مطعم سے روایت ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ای بنی عبد مناف کے
نہ منع کرو کسیکو طواف کرنے سے اس گھر کے یا نماز پڑھنے سے جسوقت چاہے کہ پڑھے دن مین یا رات مین اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی ایسا ہی روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور بیہقی نے اور وہ حدیث چار علت سے ضعیف ہی اول تو انقطاع ہی اوسمین مجاہد اور ابی ذر
سے دوسرے ضعف ابن مؤمل سے اور ضعف حمید مولی عفرہ سے اور اضطراب اوسکی سند سے اور روایت کیا اسکو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اور داخل کیا
قیس بن سعد کو درمیان حمید کے اور مجاہد کے اور روایت کیا اسکو سعید بن سالم نے اور ساقط کر دیا اوسکو درمیان سے اور ابو یوسف کی دلیل یہ ہی
جو شافعی مین ہی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے دوپہر کو مگر دن جمعے کے اور سجدۂ تلاوت بھی
بمنزلے نماز کے ہی ص اور آفتاب کے غروب کے وقت فقط اوس دن کی عصر البتہ جائز ہی ف اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہی کہ جسنے پائی
ایک رکعت نماز سے سو تحقیق کہ پائی اوسنے ساری نماز روایت کیا اسکو بہت علما نے اسناد صحیح سے اور صبح کی نماز مین یہ حکم اسواسطے نہین
کہ وہ نماز کامل واجب ہی تو ناقص ادا نہوگی بخلاف عصر کے کہ وہ جب وقت مکروہ مین ناقص ہی جب ہوئی تو ناقص ادا ہو جاوے گی
واللہ اعلم بالصواب ص جب امام جمعے کے خطبے کے واسطے اوٹھے نفل اور قضا اور نماز جنازہ پڑھنا اور سجدہ

تلاوت کا کرنا مکروہ ہے ف اس سبب سے کہ اوسمین خطبہ سننے سے باز رہنا ہے گا ص اور بعد فجر کے سوائے سنت فجر کے اور
درمیان عصر اور مغرب کے نفل مکروہ ہے ف کیونکہ صحیحین مین مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے بعد صبح کے
یہان تک کہ طلوع ہووے آفتاب اور بعد عصر کے یہان تک کہ غروب ہووے آفتاب اور روایت کی ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف مین
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مینے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے پس نہین نماز ہے بعد صبح کے
یہان تک کہ طلوع کرے آفتاب اور یہ روایت ہے اونھین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طلوع کرے کنارہ آفتاب کا تو چھوڑو
نماز کو یہانتک کہ ظاہر ہو جاوے اور ایک روایت مین ہے ابن عمر سے مصنف مین اِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلوٰةَ
حَتّٰى تَبْرُزَ یعنی جب شروع ہووے اور ظاہر ہووے کنارہ آفتاب کا تو تاخیر کرو نماز کی یہان تک کہ ظاہر ہو جاوے اور کہا صاحب نے اوس
باب مین روایت ہے عبد اللہ اور ابی مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اور کہا اونے وَحَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ
عَنْ نَصْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهٖ مُعَاذٍ الْقُرَشِيِّ اَنَّهٗ طَافَ بِالْبَيْتِ مَعَ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَآءَ بَعْدَ الْعَصْرِ وَ
بَعْدَ الصُّبْحِ فَلَمْ يُصَلِّ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلوٰةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتّٰى
تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ یعنی تحقیق کہ معاذ قرشی رضی اللہ عنہ نے طواف کیا خانہ کعبہ کا ساتھ معاذ
بن عفراء کے بعد عصر کے اور بعد صبح کے سو نہ نماز پڑھی سو پوچھا مینے اوس سے سو کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نماز ہے بعد دو نمازون کے
بعد صبح کے یہان تک کہ طلوع کرے آفتاب اور بعد عصر کے یہان تک کہ غروب کرے آفتاب اور وہ جو مروی ہے حدیث مین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم روز نماز پڑھتے تھے دو رکعتین بعد عصر کے سو خصوصیات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے بدلیل اوسکے کہ دوسرون کو اوس سے منع کیا
اور مثال اسکی ایسی ہے جیسے روزہ وصال کا کہ روایت کی ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پڑھتے تھے بعد عصر کے دو رکعتین اور منع کرتے تھے اونسے اور وصال کے روزے رکھتے تھے اور منع کرتے تھے اوس سے ص اور قضا نماز اور جنازہ
اور سجدۂ تلاوت ان دونون وقتون مین مکروہ نہین اور دو نمازونکا ایک وقت مین جمع کرنا جائز نہین مگر حج کے سفر مین عرفات مین ظہر کے پڑھے
اور مغرب وقت عشا کے جیسا کہ آگے آویگا ف جیسا کہ روایت ہے صحیحین اور مصنف ابن ابی شیبہ مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ
نہین دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھی ہو مگر وقت پر لیکن عشا اور مغرب کو جمع کیا تھا اونکو ایک دن مزدلفہ مین اور نماز پڑھی
تھی فجر کی اوس روز قبل وقت کے اور بہت حدیثین اس باب مین آئی ہین اسکا بیان آگے آویگا ص جو عورت عصر کے وقت یا عشا کے وقت
پاک ہوئی جسمین پاک ہوئی وہی نماز اوسپر لازم آویگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر عصر کے وقت پاک ہوئی ظہر کی بھی پڑھے
اور اگر عشا کے وقت پاک ہوئی مغرب بھی پڑھے اور اگر وقت موافق تکبیر تحریمہ کے باقی رہا تھا کہ لڑکا بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا اور
نماز اوسپر لازم ہوگی اور قضا اوسکی واجب ہوگی اور امام زفر کے نزدیک واجب نہوگی اور جو عورت کہ اخیر وقت نماز مین حائض ہوئی
اوسکو نماز لازم نہوگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لازم آویگی ف صبح کی نماز کے وقت مین سوا سنت فجر کے اور نفل پڑھنا
مکروہ ہے کیونکہ روایت کی مسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طلوع ہوتی تھی فجر نہین پڑھتے تھے مگر دو رکعتین
خفیف اور ابوداؤد اور ترمذی کی روایت مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے نماز بعد فجر کے مگر دو سجدے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

## ص باب اذان کے بیان مین

اذان سنت ہی پانچوں فرض اور نماز جمعے کے واسطے اور سوا اوسکے نوافل وغیرہ میں اور قبل وقت کے سنت نہیں ف تو اب واسطے عید اور کسوف کے اذان نہ دی جاویگی روایت ہی صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مینے عید کی ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بار یا دو بار بغیر اذان اور اقامت کے اوسی طرح مروی ہی کسوف میں اور جمعے کی اذان میں حدیث سائب بن یزید کی صحیح ہی اور وتر میں اسواسطے اذان نہیں کہ وقت اوسکا اور وقت عشا کا ایک ہی ہی تو حاجت علیحدہ اذان دینے کی نہیں ص تو اگر تعجیل کریگا اذان کے پھر لوٹا دے وقت میں اور امام شافعی اور ابی یوسف کے نزدیک فجر کے واسطے آدھی رات سے اذان درست ف اور ہمارے نزدیک اسواسطے جائز نہیں کہ اذان واسطے آگاہی کے ہی اور قبل وقت کے تجہیل ہی اور اونکے نزدیک اسواسطے جائز ہی کہ اہل حرمین کا یہی عمل ہی اور اون سب پر حجت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے نہ اذان دو یہانتک کہ ظاہر ہووے فجر اور پھیلایا ہاتھ اپنے کو عرض میں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے بلال رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا اوسکو اور بیہقی نے ضعیف کیا اوسکو کہ شداد نے نہیں پایا بلال رضی اللہ عنہ کو سو وہ منقطع ہی اور ابن القطان نے کہا کہ شداد مجہول ہی نہیں پہچانا جاتا مگر روایت جعفر بن برقان سے اور روایت کی بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لا یؤذن بلال ذان نہ دے یہانتک کہ طلوع کرے فجر کہا امام نے کہ اسناد اسکی صحیح ہی اور روایت کی عبد العزیز بن ابی داؤد نے انھوں نے نافع سے انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی قبل فجر کے سو غصے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور روایت کی بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اونکو کیوں کیا تمنے ایسا کہا کہ مین اوٹھا نیند سے سو جانا مینے کہ فجر طلوع ہوئی فرمایا آپ نے کہ پکار دو اب کہ یہ بندہ سو گیا تھا اور روایت کی ابن عبد اللہ نے ابراہیم سے کہا انھوں نے جب اذان دیتا تھا مؤذن قبل وقت کے رات کو کہتے تھے اوس سے ڈر اللہ سے اور اعادہ کر اذان کا اور عمل اہل حرمین کا کچھ شریعت میں حجت نہیں وقت ورود احادیث صحیحہ کے اوسکے خلاف پر حجت نہیں ص اور قضا کے واسطے بھی اذان کہنا بعد وقت کے سنت ہی اور مؤذن کو چاہیے کہ وقتوں کو خوب پہچانتا ہو تاکہ ثواب موعود کو پہونچے ف حدیث میں آیا ہی وَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ الخ یعنی اذان دیں تم میں سے جو لوگ بہتر ہیں اور امامت کریں جو تم میں قاری ہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور سنا دین اوسکی حسین بن عیسی منکر الحدیث ہی کہا یہ ابو زرعہ اور ابو حاتم نے اور حدیث میں آیا ہی کہ مؤذن لمبی گردن والے ہونگے دن قیامت کے اور بہت سی تیں فضیلت میں اذان کی آئی ہیں ص جب اذان دے تو قبلے کی طرف مونہ کرے اور دونوں انگلیوں کو شہادت کی کانوں میں رکھے ف کیونکہ روایت کی ابو الشیخ نے کتاب الاذان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ کرے دونوں انگلیوں کو اپنے کانوں میں اور کہا کہ یہ بلند کرتا ہی تیری آواز کو اور روایت کی ترمذی نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو اذان میں دیکھا کہ دونوں انگلیاں اونکے کانوں میں تھیں اور کہا کہ یہ حسن صحیح ہی ص اور ٹھہر ٹھہر کے کہے ف کیونکہ روایت کی ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے کہ جب اذان دے تو ٹھہر ٹھہر کے کہہ بیچ اذان اپنی کے اور جب اقامت کہہ تو تو جلدی جلدی کہہ اور توقف کر درمیان اذان اور اقامت کے اوسقدر کہ فارغ ہو کھانے والا کھانے او رپینے والا پینے سے اور پیشاب پھرنے والا قضا حاجت سے اور نہ کھڑے ہو نماز کے واسطے جب تک کہ نہ دیکھو مجکو اور یہ حدیث ضعیف ہی اور روایت کی بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ٹھہر ٹھہر کے کہتے تھے اذان کو اور جلدی کہتے تھے اقامت کو اور ذکر کیا دارقطنی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مثل اسکے ص اور نہ گاوے اسطرح پر کہ کچھ حرکت یا حرف یا مد کو

شداد

حسین بن عیسی

بلند ہووے اور نقط اچھی آواز سے کہنا مکروہ نہین بلکہ اچھا ہے اور ترجیع یعنی پہلے شہادتین کو آہستہ سے کہے پھر پکار کے کہے ایسا نکرے
ف جیسا کہ عبداللہ بن زید سے روایت کی اور اسمین ترجیع نہین اخراج کیا اسکا دارقطنی اور ابو داؤد نے کہا ابن خزیمہ نے
سنا مینے محمد بن یحییٰ ذہلی سے کہ وہ کہتے تھے نہین ہے بیچ حدیثون عبداللہ بن زید کے اذان کے باب مین صحیح تر اس سے یہان تک کہ کہا کہ حدیث
ابن اسحٰق کی ثابت صحیح ہے اور کہا ترمذی نے علل کبیر مین سنا مینے بخاری سے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حدیث تراز کی علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ سے غریب ہے معارض ہے احادیث صحاح کے اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ نہین ہے ترجیع مشہور حدیثون مین اور روایت کی ابو داؤد نے
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تھی اذان بیچ زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دو بار اور تکبیر ایک ایک بار آخر حدیث تک اور روایت
کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اسناد اوسکی صحیح ہے اور سعید بیٹے مغیرہ کے ثقہ ہین توثیق
کی اونکی ابن حبان نے اور کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے امام مین کہا ابن حاتم نے کہ سنا مینے اپنے باپ سے کہ سعید بن مغیرہ
ثقہ ہین اور وہ جو کہا صاحب ہدایہ نے کہ ترجیع جو ابی محذورہ کی حدیث مین آئی ہے سو وہ تعلیم تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور انھون نے
اوسکو ترجیع جانا غلط ہے کیونکہ ابو داؤد مین ہے باسناد صحیح ابی محذورہ سے کہا انھون نے کہا مینے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکھلاؤ
مجکو طریقہ اذان کا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پہلے تو آہستہ سے کہہ پھر پکار کے
کہہ تو اوس سے تاویل تعلیم کی جاتی رہی اور صحیح یہی ہے کہ یہ حدیث معارض ہے اوسکو جو روایت کی طبرانی نے اوسط مین یہی حدیث ابی محذورہ
کی اور نہین ذکر کیا اسمین ترجیع کو اور جب یہ دونون معارض ہوئین دونون ساقط ہوئین اور باقی رہی حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ
کی سالم جمیع علل سے فَثَبَتَ مَذْهَبُنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی **ص** حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ جب کہے تو داہنی طرف موہنہ پھیرے
اور جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو بائین طرف موہنہ پھیرے اور اوسی جگہہ کھڑا رہے اور اگر وہ جانے کہ اتنے مین آواز
نہ پہنچیگی داہنی طرف مین دریچے سے سر نکال کے کہے دو بار حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور بائین طرف کے دریچے سے سر نکال
کے دو بار کہے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اور فجر مین بعد حی علی الفلاح کے دو بار اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے ف کیونکہ روایت
کی ابن ماجہ نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے انھون نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آئے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تا کہ آگاہ کرین اونکو
ساتھ نماز فجر کے تو کہا گیا آپ سوتے ہین سو کہا بلال رضی اللہ عنہ نے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو بار تو مقرر کیا گیا یہ اذان مین اور
یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ نہین سنا ابن مسیب نے بلال رضی اللہ عنہ سے اور وہ حجت ہے نزدیک ہمارے وقت ثقہ ہونے راویون کے
علاوہ اسکے مروی ہے حدیث ابی محذورہ مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہو نماز صبح کی کہہ تو اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ
اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور انس سے مروی ہے کہا
انھون نے سنت سے ہے یہ بات کہ جب کہے مؤذن نماز فجر مین حی علی الفلاح کے الصلوۃ خیر من النوم دو بار روایت کیا اسکو
دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور قول صحابی کا مِنَ السُّنَّۃِ حکم رفع مین ہے اور وہ جو طبرانی مین ہے کہ کہا بلال رضی اللہ عنہ نے اَلصَّلٰوۃُ
خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو بار جب جگایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ سوتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اچھا ہے یہ کلمہ
کر اسکو بیچ اذان اپنی کے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم کبیر مین باسناد صحیح **ص** اقامت یعنی تکبیر بھی مثل اذان کے کہے

کر دومین کلمے جلدی جلدی کہے اور بعد حی علی الفلاح کے دوبار قد قامت الصلوٰۃ کہے **ف** روایت کی ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے
ابن ابی لیلی سے انھون نے معاذ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل اور آخر اوسکا یہ ہے کہ بعد اذان کے ٹھہر کے پھر کھڑا ہوا فرشتہ سو کہا مثل اذان
کے مگر یہ کہ بعد حی علی الفلاح کے دو بار قد قامت الصلوٰۃ زیادہ کیا اور ابو لیلی رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نہین پایا لیکن
وہ ہمارے نزدیک حجت ہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا مینے خواب مین ایک شخص کو آخر حدیث
تک سو اذان دی اوسنے دو دو بار اور اقامت بھی دو دو بار اور ایسا ہی مروی ہے سنن ترمذی وغیرہ مین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
اقامت ایک ایک بار ہے بدلیل اسکے جو روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ دو دوبار
کہے اذان کلمے اور ایک ایک بار اقامت کو اور کہا ابو الفرج ابن جوزی نے کہ تھی اذان دو دو بار اور اقامت بھی ایسی تو جب نکلے بنی امیہ تو کر دیا
اقامت کو ایک ایک بار **ص** اور اذان اور اقامت مین باتین نکرے اور بعد اذان کے پھر پکارنا متاخرین کے نزدیک اچھا ہے اور اسکو
تثویب کہتے ہین **ف** اور ہدایہ مین ہے کہ تثویب نماز فجر مین اچھی ہے اور باقی سب نمازون مین مکروہ ہے اور لکھا ہے کہ یہ تثویب نکالا لیا اوسکو
علماء کوفہ نے بعد عہد صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بسبب بدل جانے احوال آدمیون کے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مسجد مین تشریف لیگئے
اور سنا ایک موذن کو کہ تثویب کہی اوسنے تو کہا انھون نے واسطے ساتھی اپنے کے نکل ساتھ ہمارے اس بدعتی کے پاس سے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے
اور ترمذی نے بغیر اسناد کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسکا انکار مروی ہے اور کہا امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نہین دیکھتا ہون مین حرج یہ
کہ کہے موذن واسطے امیر کے بیچ اذان سب نمازون کے السلام علیک ایہا الامیر ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ حی علی الصلوٰۃ
حی علی الفلاح الصلوٰۃ یرحمک اللہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکو مستبعد جانا کیونکہ آدمی سب برابر ہین حکم جماعت مین
اور امام ابی یوسف نے اسواسطے ان لوگون کو خاص کیا کہ وہ زیادہ مشغول رہتے ہین مسلمانون کے امور مین بہ نسبت اور لوگون کے اور یہی
حکم مین ہین قاضی اور مفتی **ص** اذان اور اقامت مین بیٹھے مگر سفر مین اور جو نماز قضا ہو گئی ہو اوسکو فائتہ کہتے ہین تو ایک فائتہ کے
واسطے بھی اذان اور اقامت کہے اور جب بہت سی فائتہ ہون پہلی فائتہ کے واسطے اذان اور اقامت کہے **ف** کیونکہ روایت ہے
ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیچ قصہ تعریس کے پھر اذان دی بلال رضی اللہ عنہ نے ساتھ نماز کے سو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
دو رکعتین پھر نماز پڑھی صبح کی سو کیا جیسا کرتے تھے اور اخراج کیا اسکا مسلم نے اور روایت ہے ابی داؤد وغیرہ مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اذان کے اور اقامت کے جسوقت کہ سو گئے تھے نماز صبح سے اور پڑھا تھا اوسکو بعد نکلنے آفتاب
کے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ و عمرو بن امیہ ضمری اور عمران بن حصین اور ذی مخمر حبشی صحابی رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اوسکو مالک نے
موطا مین ابن مسیب سے مرسلاً اور ذکر کیا اوسمین اذان کو اور مرسلات ابن مسیب کے بمنزلہ مرفوعات کے ہین اور صحیح مسلم مین جو ہے کہ حکم کیا بلال رضی اللہ
عنہ کو سو تکبیر کہی اوسنے نماز اور نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اونکے صبح کی منافی اذان کے نہین اور ابو یوسف نے روایت کی
اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جسوقت کہ مشغول رکھا اونکو کفار نے قضا کی نمازون کی ساتھ اذان اور اقامت کے یعنی
چار نمازون کے واسطے **ص** اور باقی کیواسطے اختیار ہے چاہے ہر نماز کی اذان اور اقامت کہے یا فقط اقتصار اقامت پر کرے اور وضو
کو اذان کہنا درست ہے **ف** اس وجہ سے کہ اذان ذکر ہے اور نماز نہین تاکہ اوسکے واسطے طہارت شرط ہووے **ص** اور تکبیر مکروہ ہے اور اگر
کہے تو اعادہ نہوگا اور اذان جنب کی مکروہ ہے اور ایسے ہی اقامت اوسکی تو اگر جنب نے اذان کہی پھر اعادہ کیا جاوےگا اور اگر اقامت کہی

اور یہ حدیث ہدایہ مین مذکور ہی کہا شیخ ابن الہمام نے روایت کی ترمذی نے کتاب الرضاع مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت عورت ہی آخر حدیث تک اور لفظ مستورہ کا اوسمین نہین ہی کہا ترمذی نے هٰذا حدیث
حسن صحیح غریب یعنی یہ حدیث حسن غریب ہی اور روایت کی ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے مرسلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت بالغہ نہین
چاہیے کہ دیکھا جاوے اوس سے مگر مونہہ اوسکا اور ہاتھ اوسکے بند دست تک اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ قدم عورت کا عورت ہی اور صحیح یہ ہی
کہ عورت نہین ہی کذا فی الہدایۃ ص جو عضو کہ عورت مین داخل ہی اوسکی چوتھائی اگر کھل جاوے نماز جائز نہین ہوتی جیسے
چوتھائی پیٹ یا پنڈلی یا ران یا دبر یا ذکر یا فوطہ یا بال عورت کے اور سر الگ عضو ہی اور بال الگ ایک عضو ہی یعنی بال اوترنے والے جو سر سے
جدا ہین اور فوطے الگ عضو ہین اور جو شخص کہ پاک کپڑا نہین رکھتا اور نجاست کا زائل کرنے والا اوسکے پاس موجود نہین ناپاک کپڑے
سے نماز پڑھ لیوے اور پھر اوسکا اعادہ نکرے اور اگر اوسنے ننگے نماز پڑھی اور چوتھائی کپڑا اوسکا پاک ہی درست نہین ہوئی اور اگر چوتھائی سے کم پاک
ہی تو اختیار ہی کہ ننگے پڑھے اور جو شخص ننگا ہووے نماز اوسکی بیٹھ کے اشارے سے پڑھنا افضل ہی ف روایت ہی عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے ننگا نماز پڑھے بیٹھ کے اشارے سے اور ایسا ہی مروی ہی عطا اور عکرمہ اور قتادہ رضی اللہ
عنہم سے اور روایت ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہوئے کشتی مین سو ٹوٹ گئی کشتی سو نکلے دریا سے ننگے تو نماز
پڑھی انھون نے بیٹھ کے کہا سبط ابن الجوزی نے روایت کیا اوسکو خلال نے اور نہین پایا مترجم نے اس حدیث کو کسی کتاب مین حدیث کی
ص اور اگر کھڑے ہو کے پڑھیگا تو درست ہی اور اگر قبلے کی طرف مونہہ کرنے مین کچھ خوف ہی جس طرف مونہہ کریگا نماز درست
ہو جاویگی اور اگر قبلہ اوسے معلوم نہین اور کوئی ایسا نہین جس سے پوچھے سوچ کے پڑھ لیوے تو اگر بعد نماز کے معلوم ہووے کہ اس طرف قبلہ
تھا نماز کو پھر نہ پڑھے اور اگر نماز کے اندر قبلہ اوسکو معلوم ہو گیا یا رائے اوسکی بدل گئی نماز ہی مین پھر جاوے اور نماز کو تمام کرے ف اسواسطے
کہ مسجد قبا کے لوگون کو نماز مین خبر قبلہ بدلنے کی پہونچی اور وہ بیچ نماز مین اوس طرف کو پھر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اچھا جانا
ص اگر اندھیری رات مین ایک قوم نے نماز پڑھی اور ہر ایک نے اپنے سوچ کے موافق قبلے کی طرف مونہہ کیا اور امام کا حال کوئی نہین
جانتا کہ اوسکا مونہہ کدھر ہی لیکن یہ جانتے ہین کہ امام اونکے پیچھے نہین اونکی نماز جائز ہو گی تو اگر کسی نے جانا کہ امام کا مونہہ اس طرف ہی
اور پھر اپنا مونہہ اور طرف کیا یا اوسنے جانا کہ امام اوسکے پیچھے ہی اور پھر وہین کھڑا رہا تو نماز اوسکی جائز نہوگی ف روایت ہی عامر
بن ربیعہ سے کہ تھے ہم سفر مین ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندھیری رات مین سو ہمنے نجانا کہ کس طرف قبلہ ہی تو ہر شخص نے ہم مین سے
نماز پڑھی جدھر اوسکی عقل مین آیا تو جب صبح ہوئی ہمنے بیان کیا اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تب یہ آیت نازل
ہوئی فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی جدھر تم مونہہ کرو اوسی جانب کو مونہہ اللہ کا ہی اور ضعیف کیا اوسکو ترمذی نے اور
لوگون نے اور روایت ہی جابر رضی اللہ عنہ سے کہ تھے ہم سفر مین سو ابر تھا اندھیرا تو سوچا ہمنے قبلے کو تب نماز پڑھی ہر شخص نے ہم مین سے
علیحدہ اور ہر شخص ہم مین سے خط کر لیتا تھا اپنے آگے جب صبح ہوئی تو ہمنے نماز پڑھی تھی غیر قبلے کی طرف سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے تحقیق کہ جائز ہوئی نماز تمھاری ضعیف کیا اسکو دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک لوگ
پڑھ رہے تھے نماز صبح کی کہ ایک شخص نے خبر دی کہ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا اور حکم ہوا کہ مونہہ کرین
طرف کعبے کے اور مونہہ تھا اونکا شام کی طرف تو مونہہ پھیر لیا اونھون نے طرف کعبہ شریف کے روایت کیا اسکو بخاری نے

رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم نے ص نماز فرض میں فرض کا معین کرنا نیت میں شرط ہے اور زبان سے کہنا اور دل میں نیت کرنا
افضل ہے اور نوافل اور سنت تراویح میں مطلق نیت کافی ہے اور مقتدی کو نیت اپنی نماز کی اور امام کے اقتدا کی کرنا چاہیے

## باب نماز کی صفت کے بیان میں

فرض نماز کے سات ہیں پہلے اللہ اکبر کہنا نماز کے شروع میں ف کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ
اور رب اپنے کی تو تکبیر کر اور حدیث میں آیا ہے مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ
یعنی کلید نماز کی طہارت ہے اور تحریم اوسکی تکبیر ہے یعنی جب تکبیر کہے تو جو افعال منافی صلوٰۃ ہیں وہ سب حرام ہو گئے اور اسی سبب سے
اوسکو تحریمہ کہتے ہیں اور تحلیل اوسکی تسلیم ہے یعنی جو چیزیں حرام ہو گئیں تھیں وہ اب سب سلام سے حلال ہو جاوینگی روایت
کیا اوسکو ترمذی نے اور ابی داؤد نے اور حسن کہا اوسکو نووی نے ص اور اوسکو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں اور ہاتھ اوٹھانا اوسمین
سنت ہے دوسرے کھڑا ہونا یعنی قیام کرنا ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○ یعنی کھڑے ہو واسطے
اللہ کے ساکت اور چپ یا خشوع و خضوع سے ص تیسرے قرات یعنی پڑھنا قرآن کا ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاقْرَءُوْا
مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی پڑھو تم جو آسان ہو قرآن سے ص چوتھے رکوع پانچویں سجدہ ماتھے اور ناک سے
اور فقط ناک سے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک درست نہیں اور اسی
پر فتوی ہے ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے اِرْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا رکوع کرو اور سجدہ کرو ص چھٹے اخیر کا قعود یعنی بیٹھنا آخر
نماز میں ف کیونکہ روایت میں ابو داؤد کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب سکھایا تھا اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے تشہد کہ جب کہا تو نے یہ اور ادا کیا تو نے یہ سو تو ادا کر چکا نماز کو اپنی اگر چاہے تو کھڑا ہو تو کھڑا ہو اور اگر چاہے بیٹھ تو بیٹھ
اور روایت دارقطنی میں ہے اِذَا فَعَلْتَ هٰذَا اَوْ قَعَدْتَ تَمَّتْ صَلٰوتُكَ اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ جملہ حدیث میں داخل نہیں
بلکہ کلام ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰی اَنَّهَا مُدْرَجَةٌ
یعنی اتفاق کیا حفاظ نے اس بات پر کہ یہ جملہ مدرج ہے یعنی حدیث میں داخل نہیں اور کہا شیخ ابن الہمام نے اوسکے جواب
میں وَالْحَقُّ اَنَّ غَايَةَ الْاِدْرَاجِ هٰهُنَا اَنْ تَصِيْرَ مَوْقُوْفَةً وَالْمَوْقُوْفُ فِيْ مِثْلِهٖ مَحْمُوْلٌ عَلَى الرَّفْعِ یعنی حق یہ ہے کہ
غایت ادراج یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہو گئی اور موقوف اوسکے مثل حکم رفع میں ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ پھر اختلاف ہے قعود کے اندازے میں
لیکن صحیح یہی ہے کہ مقدار تشہد کے یعنی عبدہ ورسولہ تک اور اسی کو اختیار کیا ہے کافی میں اور فتح القدیر میں ص ساتویں اپنے
کام سے نماز سے باہر آنا اور واجبات نماز کے گیارہ ہیں پہلے فاتحہ کا پڑھنا دوسرے سورت ملانا تیسرے رعایت ترتیب
کی اون کاموں میں جو نماز میں مکرر آتے ہیں تو تکبیر تحریمہ اور قعدہ اخیرہ میں رعایت ترتیب کی فرض ہے چوتھے قعدہ اولی یعنی جو بعد
دو رکعتوں کے چار رکعتی نماز میں بیٹھتے ہیں پانچویں تشہد دونوں قعدوں میں اور ذخیرہ میں لکھا ہے کہ پہلا قعدہ سنت ہے لیکن اکثر قعدہ واجب
ہدایہ میں لکھا ہے کہ تشہد کا پڑھنا پہلے قعدے میں سنت ہے اور دوسرے قعدے میں واجب ہے لیکن صاحب وقایہ کا مذہب
یہی ہے کہ دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا واجب ہے چھٹے لفظ سلام کا کہنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ فرض ہے ف او
دلیل دونوں مذہب کی یہ ہے کہ نزدیک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل قول ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ

یعنی تحلیل نماز کی تسلیم ہی اور ہماری دلیل حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہی جو اتہ گذری ص ساتوین وترمین ہمیشہ قنوت پڑھنا
اٹھوین دونون عیدون کی تکبیرین کہنا نوین قراءت کا متعین کرنا پہلی دو رکعتون میں دسوین ٹھہر ٹھہر کے سب ارکان ادا کرنا
اور اسکو تعدیل ارکان کہتے ہین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ فرض ہی اور اسی طرح ٹھہرنا قومہ
اور جلسے مین اور دونون سجدون کے بیچ مین گیارھوین پکارکے پڑھنا یعنی جہر کرنا جسمین پکار کے پڑھا جاتا ہی اور سر یعنی آہستہ
سے پڑھنا جسمین آہستہ پڑھا جاتا ہی اور سوا ان واجبات اور فرائض کے سب چیزین نماز مین سنت ہین یا مستحب اور جب نماز شروع
کرے دونون ہاتھ اوٹھاوے دونون کانون کی لو تک اور انگوٹھے سے کان کی لو چھوئے اور پھر تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر ف اور
یہ سنت ہی یعنی ہاتھون کا اوٹھانا کیونکہ مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر اور اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ تکبیر بعد رفع یدین کے
ہی وھو الصحیح والمفتی بہ اور اسی کی مؤید ہی وہ جو روایت کی نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اوٹھاتے تھے ہاتھ کانون تک پھر تکبیر کہتے تھے اور لفظ ثم کا اس حدیث مین دلالت کرتا ہی اوپر تراخی کے بنا بر قواعد نحو کے اور امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہاتھون کو کاندھون تک اوٹھاوے بدلیل اسکے جو روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حمید ساعدی رضی اللہ
عنہ سے کہ مین خوب جانتا ہون نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا مینے انکو جب تکبیر کہتے تھے اوٹھاتے تھے ہاتھ کاندھون تک اور
جب رکوع کرتے تھے رکھتے تھے دونون ہاتھ اپنے گھٹنون پر پھر پیٹھ کو جھکاتے تھے اور جب اوٹھاتے تھے سر اپنا خوب سیدھے ہو جاتے
تھے یہان تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی تھی پھر جب سجدہ کرتے تھے رکھتے تھے ہاتھون کو نہ پھیلا کر اور نہ کھینچ کے اور پیر کی انگلیون کا
رخ قبلے کی طرف تھا اور جب بیٹھتے دو رکعتون کے بعد بیٹھتے بائین پیر پر اور کھڑا کیا سیدھے پیر کو اور جب بیٹھتے اخیر رکعت مین آگے
کیا بائین پیر کو اور کھڑا کیا دوسرے کو اور بیٹھتے اور ضعیف کیا اوسکو طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح پر کہ یہ حدیث مروی ہوئی محمد سے دوسرے طریق سے
اور اوسمین محمد اور ابو حمید مین واسطہ ایک شخص کا ہی اور نام اوسکا مذکور نہین اور اس روایت مین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی واسطہ مذکور نہین اور
یہ رجل مجہول ہی اور یہی راجح ہی کیونکہ سن محمد کا نہین احتمال رکھتا ہی اسقدر اور نہین ثابت کرتا ہی کوئی سماع محمد کا مگر عبد الحمید اور
وہ ضعیف ہی اور ایک روایت مین ہی کہ محمد بن عمر حاضر ہوا ابو حمید اور ابو قتادہ پاس حالانکہ وفات کی ابو قتادہ نے قبل اسکے قتل کیے گئے
تھے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اور نماز پڑھی اوسپر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور یہ مشہور نہین اور نہین ہی متصل حدیث یہ کلام طحاوی
کا ہی اور عبد الحمید وہ جعفر بیٹا حکم انصاری کا ضعیف کیا اوسکو یحیی القطان اور ثوری نے اور توثیق کی اوسکی یحیی بن معین وغیرہ نے اور محمد کا سماع
ساتھ ابی حمید اور ابی قتادہ کے ثابت کیا اوسکو حافظ عبد الغنی نے اور اگر بالفرض صحت کو بھی یہ حدیث پہونچی تو معارض ہی اوسکی جو
مروی ہی صحیح مسلم مین مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹھاتے اپنے دونون ہاتھون کو یہان
تک کہ برابر کرتے انکو دونون کانون کے اور ایسے ہی روایت ہی وائل سے صحیح مسلم مین تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھاتے تھے دونو
ہاتھون کو کانون تک اور روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے مثل اسکے طحاوی نے اور اسناد مین اسکی مؤمل بن اسمعیل ہی جو شیخ ہی ابی حاتم کا ضعیف
کیا گیا مؤمل کہ جاتی رہین کتابین اوسکی سو بیان کرنے لگے حدیثین حفظ اپنے سے تب بہت ہوئین خطائین اوسکی اور یزید ضعیف کیا اوسکو علی
اور یحیی اور ابن المبارک اور ابو حاتم رازی نے اور بخاری اور نسائی نے اور کہا ابن حبان نے کہ تھا سچا مگر یہ کہ جب وہ بڈھا ہوا تو بگڑ گیا حفظ اوسکا
اور واقع ہوئین منکر حدیثین اوسکی تو جسنے سنا اوس سے قبل تغیر کے سنا تو سننا اوسکا صحیح ہی اور روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے

بیہقی نے مثل حدیث مالک بن الحویرث کے کہا ابو الفرج نے اسناد اوسکی صحیح ہی اور ایک طرح سے معارضہ باقی نہین رہا کہ حمل حدیثین
ہی کہ آنحضرت ہاتھ اوٹھاتے تھے کاندھون تک مراد یہ ہی کہ ہاتھ کاندھون تک اور انگوٹھے لو تک کان کی ایسی ہی تاویل کی امام شافعی
رحمۃ اللہ علیہ نے واللہ اعلم ص اور انگلیون کو نہ بہت ملاوے اور نہ بہت کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے اور عورت دونون
مونڈھون تک اوٹھاوے اور اللہ اکبر ساتھ مد الف اللہ کے اور اللہ اکبار ساتھ ملانے الف کے درمیان بے اور رے کے نہ کہے اور اگر
بجائے تکبیر کے اَللّٰہُ اَجَلُّ یا اَللّٰہُ اَعْظَمُ یا اَلرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے درست ہو جاویگا اور فارسی یا ہندی یا اور کسی زبان
مین اگر تکبیر کہے مثلاً یہ کہے اللہ بزرگ ہست یا اللہ بزرگ ہی یا قرأت فارسی مین یا اور کسی زبان مین عذر سے پڑھے یا جانور
ذبح کرنے کے وقت فارسی وغیرہ مین بسم اللہ کہے تو درست ہی اور اگر دعا کے الفاظ کہے جیسے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ای خدا ببخش مرے
مجکو تو درست نہین ف اور طعن اس باب مین بیجا ہی جواب اوسکا نور الانوار وغیرہ کتب اصول مین مذکور ہی ص اور داہنا ہاتھ
بائین پر رکھے ناف کے نیچے اور قنوت اور نماز جنازے مین بھی ہاتھ باندھے اور بعد رکوع کے جب کھڑا ہو اور عیدین کی تکبیرون مین چھوڑ دے
اور ہاتھ نہ باندھے ف اور امام مالک کے نزدیک سب نمازون مین چھوڑ دے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سینے پر باندھے
جیسے ہمارے مذہب مین عورت سینے پر باندھتی ہی دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ ہی جو امام المحدثین ابو بکر بن خزیمہ نے اپنے صحیح
مین روایت کی ساتھ سند صحیح کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونون ہاتھ اوپر سینے کے اور روایت کی احمد نے قبیصہ
بن ہلب سے اونھون نے اپنے باپ سے کہ دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھتے تھے ہاتھون اپنے کو سینے پر اور فقط ہاتھ باندھنے
مین حدیثین چند صحیح بخاری مین مروی ہین جنسے حجت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر قائم ہوتی ہی اور کہا شیخ ابن الہمام نے ذیل قول صاحب ہدایہ
مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت سے ہی یہ بات یعنی رکھنا داہنے ہاتھ کا اوپر بائین کے نیچے ناف کے کہ یہ حدیث مرفوعاً
نہین معلوم ہوئی ہان حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہی کہ سنت سے ہی رکھنا ایک کف کا اوپر دوسرے کف کے نیچے ناف کے روایت کیا اسکو ابو داود
نے اور احمد اور دارقطنی اور سندین اور بیہقی نے اور اسناد مین اوسکی عبد الرحمن بن اسحٰق کوفی ضعیف ہین ضعیف کیا اونکو
احمد وغیرہ نے اور اس ضعف سے ضعف حدیث کا لازم نہین آتا کیونکہ ابو حنیفہ مقدم ہین اوس پر اور کہا بعض جہلا نے کہ نہین ہی کوئی
حدیث مرفوع صحیح اس باب مین واسطے حنفیہ کے اور یہ بات غلط ہی کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ مُوْسَی
بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَ
یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ تَحْتَ السُّرَّۃِ یعنی روایت ہی وائل بن حجر سے کہ دیکھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھتے تھے
ہاتھ داہنا اپنا اوپر بائین کے نیچے ناف کے کہا بعض علما نے وَھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ مِّنْ حَیْثُ السَّنَدِ
لِاَنَّ فِیْہِ رِجَالًا کُلُّھُمْ سِوَی الصَّحَابِیِّ ثِقَاتٌ یعنی یہ حدیث صحیح ہی اسواسطے کہ جتنے راوی ہین اوسمین صحابی کو چھوڑ کر
سب ثقہ ہین اور صحابی کو چھوڑ کر اسواسطے کہا کہ صحابی سب ثقہ ہین کسی مین احتمال کذب کا نہین لیکن ثقہ ہونا وکیع کا تو کہا حافظ ابن حجر نے
تہذیب التہذیب مین کہ وکیع بیٹا جراح بیٹا ملیح رواسی کا کنیت اونکی ابو سفیان ہی روایت کی اونھون نے اپنے باپ سے اور اسمٰعیل
بن ابی خالد اور ایمن بن نابل اور ابن عون وغیرہم سے اور روایت کی اونسے اونکے بیٹون نے سفیان اور ملیح اور عبید اور شیخ نے اونکے
سفیان ثوری نے اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ دونون بھائیون نے اور ابو خیثمہ اور حمیدی نے کہا احمد بن حنبل نے نہین دیکھا مینے مانند وکیع

وکیع سے اور کہا انھوں نے کہ تھے وکیع مطبوع الحفظ اور کہا انھوں نے کہ تھے امام مسلمانوں کے اپنے وقت میں اور کہا ابن معین نے نہیں دیکھا
مینے افضل وکیع سے تو کہا گیا کہ کیا ابن المبارک کو افضل تھا کہا کہ ہاں اونکو بھی فضل تھا لیکن نہیں دیکھا مینے افضل وکیع سے تھے مستقبل
قبلہ اور حفظ کرتے تھے حدیث کو اور قیام کرتے تھے رات کو اور روزہ رکھتے تھے دن کو اور فتوی دیتے تھے قول امام ابوحنیفہ پر اور دوسرے
راوی موسی بن عمیر عنبری تمیمی کوفی کہا یحیی بن معین اور ابو حاتم نے اور محمد بن عبد اللہ بن نمیر اور خطیب اور عجلی اور دولابی نے کہ وہ ثقہ ہے
کہا ابو زرعہ نے لا باس بہ یعنی نہیں جرح ہے ساتھ اوسکے اور نسائی میں اوسکی ایک حدیث ہے صلوٰۃ میں اور لیکن علقمہ تو کہا ذہبی نے
میزان الاعتدال میں کہ علقمہ یہ صدوق ہے اور کہا حافظ ابن حجر نے تہذیب میں ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات میں اور ذکر کیا اوسکو
ابن سعد نے طبقہ ثالثہ میں اہل کوفہ سے اور کہا کہ کَانَ ثِقَۃً قَلِیْلَ الْحَدِیْثِ یعنی تھا ثقہ تھوڑی حدیث والا اور کہا شیخ قاسم
قطلوبغا حنفی نے تخریج احادیث الاختیار کے بعد نقل کرنے اس حدیث کے مصنف ابن ابی شیبہ سے کہ یہ سند جید ہے وکیع ہے احد الاعلام
اور موسی بن عمیر توثیق کی اوسکی ابو حاتم نے اور روایت کی اوس سے نسائی اور علقمہ نے اخراج کیا اونسے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رفع الیدین
میں اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور جارود عالمون نے اور ثقہ کہا اوسکو ابن حبان نے سو یہ شاہد ہے اوس حدیث علی رضی اللہ عنہ کا پس نہیں ہے وجہ
کلام کی اوس شخص کے جسنے کہا کہ نہیں دلیل ہے حنفیہ کی اس مسئلے میں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ **ص** بعد تحریمہ کے ہاتھ باندھ کے ثنا پڑھے وہ یہ ہے
سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اور توجیہ یعنی اِنِّیْ وَجَّهْتُ
وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ نہ پڑھے **ف** اور امام ابی یوسف کے نزدیک
پڑھے دلیل اونکی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے طویل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے یہ آیت اور روایت جابر رضی اللہ عنہ کی ہے کہ
تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع کرتے نماز کو کہتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ
وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ روایت کیا اسکو بیہقی نے اسی طرح پر کہا صاحب ہدایہ نے
دلیل ہماری حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع کرتے تھے نماز تکبیر کہتے تھے اور فرماتے تھے سُبْحَانَكَ
اللّٰهُمَّ آخر تک اور نہیں زیادہ کرتے تھے اس پر کہا صاحب فتح القدیر نے روایت کی بیہقی نے انس اور عائشہ اور ابو سعید خدری
اور جابر اور عمر و ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے اس مضمون کو مرفوعاً مگر حدیث عمر و ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وقف کیا اوسکو اور عمر کے اور رفع کیا
اوسکو دارقطنی نے عمر رضی اللہ عنہ سے پھر کہا محفوظ ہے یہ کہ یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جہر کرتے تھے
ساتھ ان کلمات کے انتہی اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ضعیف کیا ان دونوں نے اوسکو لیکن صحیح کیا
اوسکو محدث فیروزآبادی نے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عثمان رضی اللہ عنہ سے اونکے قول سے اور روایت کیا اوسکو سعید
ابن منصور نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول سے اور سنن ابی داؤد میں ہے ابو سعید سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اوٹھتے
رات کو تکبیر کہتے پھر فرماتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ تین بار پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تین بار پھر کہتے اَللّٰهُ اَكْبَرُ تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ پھر قرأت کرتے تھے اور اخراج کیا اسکا ترمذی
نسائی ابن ماجہ نے کہا ترمذی نے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہے اس باب میں اور تحقیق کلام کیا گیا اسناد میں اسکی تھے
یحیی بن سعید کلام کرتے تھے علی بن علی رفاعی میں اور کہا احمد نے کہ نہیں صحیح ہے یہ حدیث اور توثیق کی علی بن علی کی وکیع اور ابن معین اور ابو زرعہ

اجلۂ محدثین نے اور جب ثابت ہوا فعل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مانند حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قرأت اسکی تو معلوم ہوا
کہ یہی اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اور یہی اخیر تھا اونکے فعل سے اور صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث مروی
ہی اور وہ سمیں اور دعا ہی ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا وَهُوَ اَصَحُّ مِنَ الْكُلِّ لِاَنَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعَ
ذٰلِكَ لَمْ يَقُلْ بِسُنِّيَّتِهٖ عَيْنًا اَحَدٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ یعنی یہ صحیح ہی کل روایتون سے اس واسطے کہ اتفاق کیا
اسپر بخاری و مسلم نے اور باوجود اسکے نہیں کہا کسینے ساتھ سنیت خاص سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے تو اگر وہ دعا اسکے بدلے پڑھے
کچھ حرج نہیں اور جائز ہی فقط اور وہ جو روایت ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محمول ہی اوپر نوافل کے ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ
نے اور موید ہی اسکی جو وہ مروی ہی صحیح ابی عوانہ اور سنن نسائی میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے نماز نفل کو کہتے
اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ آخر تک بخلاف سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے کہ وہ ثابت ہی فرائض میں ص اور بعد ثنا کے
تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کہے ف کیونکہ فرمایا اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے وَاِذَا قَرَأْتَ
الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ یعنی جب پڑھے تو قرآن کو تو پناہ لیجا طرف اللہ کے مراد یہ ہی کہ شیطان سے پناہ مانگے کہ وہ حاج
نہو قرأت قرآن میں ص اور مقتدی تعوذ نہ پڑھے اور مسبوق پڑھے تو تعوذ تابع قرأت کا ہی نہ تابع ثنا کا سو جو شخص
قرأت کرے وہ تعوذ بھی پڑھے اور جو شخص قرأت نہ کرے تعوذ بھی نہ پڑھے اور تکبیرات عیدین کے بعد تعوذ پڑھے اور بعد اوسکے
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہے اور فاتحہ اور سورت کے بیچ میں نہ پڑھے اور ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آہستہ کہے اور امام شافعی کے
نزدیک تسمیہ کو بلند پڑھے اور بہت سی حدیثیں صحیح وارد ہوئین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین قرأت
کو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے شروع کرتے تھے ف تو اس سے معلوم ہوا کہ ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے ہونگے
اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہی سبب قول ابن مسعود کے چار ہیں کہ آہستہ کہے اونکو امام اور ذکر کیا اونمین تعوذ اور تسمیہ اور آمین کو روایت کیا
اوسکو ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور روایت کی ابی وائل سے انہوں نے عبد اللہ سے کہ وہ تھے آہستہ کہتے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو
اور صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان اور نسائی میں ہی نعیم مجمر سے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سو پڑھی انھوں نے
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پھر پڑھی فاتحہ یہان تک کہ پہونچے وَلَا الضَّآلِّيْنَ تک پھر کہی آمین پھر سلام پھیر کے کہا قسم ہی
اوس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہی تحقیق کہ میری نماز مشابہ تر ہی ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا ابن خزیمہ
نے نہیں شک ہی اوسکی صحت میں اہل معرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم جہر کو نہیں کیونکہ جائز ہی سننا نعیم کا باوجود آہستہ
پڑھنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کیونکہ جب تک مبالغہ نکرے اخفا میں تب تک سنائی دیتا ہی خصوصًا پاس والے مقتدی
کو اور صحیح ہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تھے بسم اللہ کا کہا حاکم نے صحیح ہی بغیر علت
کے اور صحیح کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا ترمذی نے نہیں ہی اسناد اوسکی قوی اور ضعیف کیا اوسکو اکثر محدثین نے
اور کہا بعض حفاظ نے نہیں ہی کوئی حدیث صحیح جہر میں مگر اوسکی اسناد میں گفتگو ہی اور اسی سبب سے صاحب مسانید اربعہ اور
امام احمد نے احادیث جہر کو اخراج نہیں کیا باوجود اشتمال اونکے کے احادیث ضعیفہ پر کہا امام العلماء المحدثین شیخ تقی الدین
ابن تیمیہ نے اور روایت کی ہمنے دارقطنی سے کہ نہیں صحیح ہوئی حضرت سے جہر میں کوئی حدیث اور مروی ہی دارقطنی سے

کہ تصنیف کی اونہوں نے ایک کتاب مصر میں بیچ جہر بسم اللہ کے اور ارادہ کیا بعض مالکیہ نے کہ جدا کرین اوس سے صحیح منسوبات کو یا
کہ نہین صحیح ہوئی جہر مین کوئی حدیث اور کہا حازمی نے کہ احادیث جہر کی اگرچہ بکثرت ماثور ہین لیکن کوئی حدیث خالی ضعف سے نہین
روایت کی امام طحاوی نے جہر کو قرات اعراب کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نہین جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بسم اللہ کا یہان تک کہ وفات کی اور یہ معارض ہے اوس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے جو جہر مین گذری تو وہ محمول ہے اوسپر واقع ہو
اوسکے کہ کبھی کبھی یا بوجہ صریح ہو جب حمل ہے اور روایت مسلم کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر
اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے پس نہین سنا مینے کسیکو اونمین سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اس سے طرز نفی قراءت نہین ہے بلکہ نفی جہر
بدلیل دوسری روایت کے کہ نہین جہر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی نے ساتھ اسناد صحیح کے
اور بھی روایت ہے اونھین سے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے پس سب لوگ اخفا کرتے تھے
بسم اللہ کا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ایک لفظ مین ہے کہ سر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ کے اور روایت کیا طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے
کہ تھے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر کرتے تھے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اور یہی
تابعین تھے اور یہی مذہب ہے سفیان ثوری اور ابن المبارک کا اور کہا ابن عبد البر اور ابن منذر نے کہ یہی ہے قول ابن مسعود
ابن الزبیر اور عمار بن یاسر اور عبد اللہ بن مغفل اور حاکم اور حسن بن ابی الحسن اور شعبی اور نخعی اور اوزاعی اور عبد اللہ بن المبارک اور
قتادہ اور عمر بن العزیز اور اعمش اور زہری اور مجاہد اور حماد اور ابی عبید اور احمد بن اسحق کا اور روایت کی امام ابوحنیفہ نے طریف بن
شہاب ابی سفیان سعدی سے انھون نے یزید بن عبد اللہ بن مغفل سے انھون نے اپنے باپ سے تحقیق کہ انھون نے نماز پڑھی پیچھے امام کے سو جہر کیا اوسنے
بسم اللہ کا سو کہا عبد اللہ بن مغفل نے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے سو کسیکو مینے
جہر کرتے نہین سنا اور کہا انھون نے اپنے بیٹے سے ای بُنَیَّ مُحْدَثٌ یعنی یہ جہر کرنا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا محدث اور بدعت ہے پس اور بعد تسمیہ
کے فاتحہ اور سورت پڑھے **ف** اور فاتحہ پڑھنا ہمارے مذہب مین رکن نماز یعنی فرض نہین اور اسیطرح سورت اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے
نزدیک فاتحہ فرض ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونون فرض ہین دلیل امام مالک کی یہ ہے قول انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طویل آخر حدیث یہ ہے کہ
نہین ہے نماز مگر ساتھ الحمد کے اور ایک سورت کے کہا شیخ ابن الہمام نے روایت کیا اوسکو ترمذی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو
ابن ماجہ نے اور اختصار کیا اسپر لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ آخر تک اور سکوت کیا اوس سے ترمذی نے اور وہ ضعیف ہے ساتھ ابی سفیان سعدی
طریف بن شہاب کے اور اوسی سے روایت کی ابوحنیفہ نے مسند مین اور نقل کی گئی ابن معین اور نسائی سے تضعیف اوسکی اور تلیین کی اوسکی
ابن عدی نے اور کہا کہ روایت کی اوس سے ثقات نے لیکن وہ لاتا ہے متون مین ایسی چیز کہ نہین لاتا کوئی اوسکو سوا اوسکے اور اسانید اوسکی
مستقیم ہین اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے ابی نضرہ سے کہ نہین ہے نماز مگر ساتھ ام القرآن یعنی فاتحہ کے
اور ساتھ اوسکے بغیر اوس سورت کے اور اسناد مین اوسکی اسمٰعیل بن عیاش ضعیف ہے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور ہماری مؤید ہے وہ
روایت جو معجم اوسط مین طبرانی کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حکم کیا مجکو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ندا کرون مین مدینے مین کہ نہین ہے
نماز مگر ساتھ قراءت کے اگرچہ فاتحہ ہو اور روایت کیا اوسکو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے اور حارث نے مسند مین اور ابن عدی نے لیکن ابوحنیفہ کے
طریق مین ضعف ہے اور طبرانی کی اسناد مین حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے اور دلیل ہماری قول اللہ تعالیٰ کا ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

طریف بن شہاب

اسمٰعیل بن عیاش

حجاج بن ارطاۃ

یعنی پڑہو جو آسان ہو قرآن مین سے اور یہ خبر واحد ہی اور خبر واحد سے زیادتی کلام اللہ پر نہین جائز ہی مگر وجوب العمل ہی تو کہا
ہمنے ساتھ وجوب فاتحہ اور سورت کے اور دلیل امام شافعیؒ کی یہ ہی جو روایت کی بخاری و مسلم نے کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ
یعنی نہین ہی نماز مگر ساتھ فاتحۃ الکتاب کے اور تقدیر اوسکی یہ کی ہی کہ نہین ہی کمال نماز کا مگر فاتحۃ الکتاب سے جیسے دوسری حدیث
مین فرمایا کہ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھْدَ لَہٗ یعنی نہین ہی ایمان اوس شخص کا جسکو امانت
نہین اور نہین دین ہی اوسکا جسکا عہد سالم نہین تو مراد اس سے نفی ایمان و دین بالکلیہ نہین ہی بلکہ کمال ایمان اور دین مین یہ چیزین باعث
خلل کی ہین وَاللّٰہُ اَعْلَمُ **فقط ص** اور بعد وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے آہستہ آہستہ سے آمین کہنے اور مقتدی
بھی جہری نماز مین آہستہ سے آمین کہے **ف** اور دلیل اوسکی وہ ہی جو اوپر حدیث ابن مسعود کی ذکر کی اور روایت کی احمد اور ابو یعلی
اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے مستدرک مین شعبہ سے انھون نے سلمہ بن کہیل سے انھون نے حجر عنبس سے انھون نے علقمہ بن وائل سے
انھون نے اپنے باپ سے کہ نماز پڑھی انھون نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جب پہونچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ
وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ پر کہی آمین آہستہ سے اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی وغیرہما سفیان سے انھون نے سلمہ بن کہیل سے
انھون نے حجر بن عنبس سے انھون نے وائل بن حجر سے اور اوسمین ہی کہ بلند کیا انھون نے آواز اپنی کو ساتھ آمین کے تو مخالفت کی امین
سفیان نے شعبہ کی کئی طرح پر اول یہ کہ پہلی روایت مین حجر عنبس ہی اور اسمین حجر بن عنبس اور اسمین علقمہ مذکور نہین اور کہا ترمذی نے علل کبیر مین
کہ پوچھا مینے بخاری سے کہ کیا علقمہ نے سنا ہی اپنے باپ سے تو کہا بخاری نے کہ پیدا ہوا علقمہ بعد مرنے اپنے باپ کے چھ مہینے بعد اور انقطاع مسلم ہی
کیونکہ روایت کی مسلم نے علقمہ کی روایت کو اپنے باپ سے کہا شیخ ابن الہمامؒ اور ترجیح دی دارقطنی نے روایت سفیان کو اور بیہقی وغیرہ نے
بھی اس حدیث کو شعبہ سے بمضمون رفع روایت کیا ہی اور اسی سبب سے صاحب ہدایہ نے اس حدیث سے عدول کر کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ
کے قول کیطرف رجوع کیا اور مؤید رفع کی ہی جو ابن ماجہ مین ہی کہ تھے علیہ السلام جب آمین کہتے تھے گونج جاتی تھی مسجد اور آمین کہتا ہون
کہ معارض ہی اس حدیث کی بعینہ وہ جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے اس اسناد سے حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ
کُھَیْلٍ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ
فَقَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِھَا صَوْتَہٗ یعنی کہی آمین اور آہستہ کی اور یہ بعینہ وہی اسناد ہی جسمین رفع صوت بآمین مذکور ہی تو دو
حدیثین مخالف ہوئین اس ایک حدیث کی تو صحیح یہی ہوگا کہ آہستہ سے آمین کہے **ص** بعد اوسکے تکبیر کہے اور رکوع کرے
جھککے اور دونون ہاتھ رکوع مین دونون زانو پر رکھے اور اونگلیون کو کشادہ رکھے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے انسؓ کے بیچ حدیث طویل کے اور آخر اوسکا یہ ہی کہ اے بیٹے میرے جب تو رکوع کرے سو رکھ کفون اپنے کو اوپر دونون زانو
اپنے کے اور کشادہ رکھ اونگلیون کو اور اوٹھائے رکھ دونون ہاتھ کو دونون پہلو سے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین
اور تطبیق یدین کی منسوخ ہی اور وہ یہ ہی کہ دونون ہاتھون کو ملا کے دونون ران مین رکھے بدلیل اسکے جو مروی ہی صحیحین مین
مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے کہ کہا نماز پڑھی مینے اپنے باپ کے ساتھ تو تطبیق کی مینے سو کہا میرے باپ نے کہ نکر اسکو پہلے
ہم کرتے تھے ایسا پھر منع کیے گئے اور حکم ہوا کہ رکھین دونون ہاتھون کو اوپر زانوون کے **ص** اور پیٹھ کو برابر کرے اور سر کو
بھی پیٹھ کے برابر رکھے **ف** کیونکہ روایت کی ابن ماجہ نے وابصہ بن معبد سے کہا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

نماز پڑھتے تھے سو جب رکوع کرتے تھے برابر رکھتے تھے پیٹھ کو یہان تک کہ اگر ڈالا جاتا اوسپر پانی البتہ ٹھہر جاتا اور روایت
کی ابو العباس محمد بن اسحٰق سراج نے اپنے مسند مین براء سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے پھیلاتے پیٹھ اپنی کو اور جب
سجدہ کرتے تو منہ کرتے اونگلیون کا طرف قبلے کے اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس سے اور ابی برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث
وابصہ کے اور سر کو بھی پیٹھ کے برابر کرے بدلیل اسکے جو روایت کی ترمذی نے حدیث ابی حمید سے کہ نہ جھکاوے سر اپنے کو اور نہ اوٹھاوے
اوسکو اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اور اخراج کیا مسلم نے حدیث طویل مین عائشہ رض سے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
جب رکوع کرتے تھے سر نہ اوٹھاتے تھے اور نہ جھکاتے تھے **ص** اور تین مرتبہ یا زیادہ سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیم کہے اور اس سے کم نکرے **ف**
کیونکہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب رکوع کرے کوئی تم مین سے تو کہے تین بار سُبحَانَ
رَبِّیَ العَظِیم اور یہ ادنیٰ درجہ اوسکا ہے اور جب سجدہ کرے تو کہے سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلیٰ تین بار اور یہ ادنیٰ درجہ اوسکا ہے اور یہ حدیث
منقطع ہے کیونکہ عون نے نہین پایا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو **ص** بعد اوسکے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ کہتا ہوا سر کو اوٹھاوے اور امام
فقط یہی کلمہ کہے اور مقتدی فقط رَبَّنَا لَکَ الحَمدُ کہے اور جو اکیلا ہو دونون کو کہے **ف** اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ
فقط کہے اور رَبَّنَا لَکَ الحَمدُ نہ کہے اور صاحبین کے نزدیک دونون کہے اور ربنا لک الحمد آہستہ سے کہے کیونکہ روایت کی ابو ہریرہ رض نے کہ تھے آنحضرت ص
جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے تکبیر کہتے تھے یہان تک کہ کھڑے ہوتے تھے پھر کہتے تھے سمع اللہ لمن حمدہ جس وقت اوٹھاتے تھے
سر رکوع سے پھر کہتے تھے اور وہ کھڑے ہی ہوتے تھے رَبَّنَا لَکَ الحَمدُ آخر حدیث تک اور امام ابو حنیفہ کی دلیل صاحب ہدایہ نے یون بیان
کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہے امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ کہو رَبَّنَا لَکَ الحَمدُ اور یہ خطاب واسطے مقتدیون کے ہے
اور یہ رد ہوا اوس مذہب پر کہ مقتدی بھی دونون کلمے کہے اور یہی قول ہے امام شافعی صاحب کا **ص** تو جب سیدھا کھڑا ہو تو تکبیر کہے
اور سجدے مین جاوے **ف** اور تکبیر تو اسواسطے کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے وقت جھکنے اور اوٹھنے کے اور لیکن
سیدھا کھڑا ہونا تو فرض نہین ہے اور اسی طرح دونون سجدے کے بیچ مین جلسہ کرنا اور ٹھہرنا رکوع و سجود مین اور یہ قول طرفین کا ہے اور
ابو یوسف کا مذہب یہ ہے کہ یہ چیزین فرض ہین اور وہ ہی ہے قول امام شافعی کا اور دلیل اونکی یہ ہے کہ فرمایا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے اعرابی کے جب اوسنے جلدی کی تھی نماز مین کہ پڑھ نماز بتحقیق کہ تو نے نہین پڑھی نماز تو معلوم ہوا کہ تعدیل ارکان فرض ہے اور
طرفین کی دلیل یہ ہے کہ رکوع لغت مین مطلق جھکنے کا اور سجدہ پشت خم ہونے کا نام ہے تو فرضیت ساتھ ادنیٰ درجے کے بھی ادا ہو جاوے گی
اور اسی طرح ایک رکن سے دوسرے رکن کو جانے مین اگر جلدی ہوگی کیونکہ وہ مقصود نہین اور دوسری یہ کہ اور روایت مین آنحضرت
نے اوس اعرابی سے ارشاد فرمایا کہ جو تو نے کم کیا اس سے جو بیان کیا مینے تو تو نے کم کیا اپنی نماز سے روایت کیا اس زیادت کو ابو داؤد
ترمذی اور نسائی نے ابو داؤد نے تو ابو ہریرہ سے اور ترمذی نے رفاعہ بن رافع سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کر چکا تو یہ تو تمام ہوئی
نماز تیری اور اگر تو نے اوسمین سے کم کیا کم کیا تو نے اپنی نماز سے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور مؤید ہے اسکی وہ جو روایت کی اصحاب سنن
اربعہ اور دارقطنی اور بیہقی نے ابن مسعود رض سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز ہوتی ہے وہ نماز کہ نہ قائم ہو اوسمین پیٹھ مصلی کی رکوع اور سجود
مین اور ایسے نمازی کو آپ نے دوسری حدیث مین چور ارشاد فرمایا تو حتی المقدور لازم ہے کہ اس امر سے احتراز کرے کہ مورد وعید شدید ہووے
اور باطمینان ٹھہر ٹھہر کے نماز خضوع اور خشوع سے پڑھے **ص** پہلے دونون زانون زمین پر رکھے پھر دونون ہاتھ برابر دونون کانون کے

بعد اوسکے مونھہ کو دو کف کے بیچ میں ف کیونکہ روایت ہی مسند ابو یعلی میں ابی اسحٰق سے کہا کہ وصف کیا واسطے ہمارے
براء بن عازب نے سجدے کو پس سجدہ کیا اور اعتماد کیا اوپر دونوں کف کے اور اوٹھایا سرین کو اور کہا کہ اسی طرح کرتے تھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ جو یہ حدیث صاحب ہدایہ نے وائل سے نقل کی ہی پائی نہیں گئی اور کہا شیخ ابن الہمام نے کونہ من حدیث وائل
تحریف یعنی ہونا اوسکا حدیث وائل سے غریب ہی اور صحیح مسلم میں ہی حدیث وائل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سجدہ
کیا رکھا مونھہ اپنا دونوں کف کے بیچ میں اور جب ایسا ہوا تو ہاتھ مقابل کان کے ہونگے تو اب معارض ہوگا اوسکے جو صحیح بخاری
میں ہی حدیث ابی حمید سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونوں کف برابر کاندھوں کے اور اس مقام میں روایت مسلم کی مقدم ہی بخاری
پر اسوجہ سے کہ سند بخاری میں فلیح بن سلیمان اگرچہ راجح یہی ہی کہ وہ ثقہ ہی لیکن کلام کیا گیا ہی اوسمیں ضعیف کیا اوسکو نسائی اور ابن
معین اور ابو حاتم اور ابو داؤد اور یحیی القطان اور سیاحی نے اور روایت کی اسحٰق بن راہویہ نے مسند میں أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ
عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اس اسناد سے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھے دونوں ہاتھ
مقابل کانوں کے اور یہ اسناد صحیح ہی اور روایت کی عبد الرزاق نے مصنف میں أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ اوسی اسناد سے اور لفظ
اوسکا یہ ہی وَكَانَتْ يَدَاهُ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ اور تھے ہاتھ آپکے مقابل کانوں کے اور روایت کی طحاوی نے حفص بن غیاث سے انھوں نے
حجاج سے انھوں نے ابی اسحٰق سے کہا کہ پوچھا مینے براء بن عازب سے کہ کسجا رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی اپنی سجدے میں جب نماز
پڑھتے تھے کہا کہ درمیان دونوں کف کے وَاللّٰهُ أَعْلَمُ اور سجدہ کرے ناک اور پیشانی دونوں پر کیونکہ روایت کی ابو داؤد و نسائی نے
اور عبارت اونھیں کی ہی اور ترمذی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے جماتے تھے ناک اور پیشانی اپنی کو اور الگ رکھتے تھے
دونوں ہاتھوں کو دونوں پہلو سے اور رکھتے تھے کف کو برابر کاندھوں کے اور روایت ابو یعلی میں ہی ابو حمید سے کہ پھر سجدہ کیا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے سو جمایا ناک کو اور پیشانی کو زمین پر اور اگر ایک پر اقتصار کیا امام صاحب کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک نہیں جائز ہی مگر عذر
سے اور یہی روایت ہی امام ابو حنیفہ سے کیونکہ روایت کی صحاح ستہ والوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حکم کیا گیا میں کہ سجدہ کروں سات اعضا پر پیشانی اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور کنارے قدموں کے اور روایت کی مانند اسکے بزار نے اور روایت
کی گئی سعد اور ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے یہ حدیث اور رکھنا دونوں ہاتھوں اور زانوں کا سنت ہی نزدیک ہمارے لیکن اور
رکھنا قدموں کا سو کہا ہی قدوری میں کہ وہ فرض ہی سجدے میں كَذَا فِي الْهِدَايَةِ ص اور انگلیاں ملی ہوئی رکھے اور دونوں بازو کو
پیٹ سے جدا رکھے اور پیٹ کو ران سے اور انگلیاں دونوں پیر کی قبلے کی طرف کرے اور تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہے یا زیادہ اور اگر
پگڑی کے پیچ پر یا فاضل کپڑے پر یا اوس چیز پر جسکا حجم ہی سجدہ کیا اگر پیشانی قرار پکڑتی ہی تو جائز ہی ورنہ درست نہیں ف کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے اوپر پیچ عمامے کے روایت کی ابو نعیم نے حدیث ابن عباس سے حلیہ میں بیچ ذکر ترجمہ ابراہیم بن
ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے حَدَّثَنَا أَبُو يَعْلَى الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى الْحَافِظُ
الصُّوفِيُّ الْبَغْدَادِيُّ ثنا أَحْمَدُ ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الدِّمَشْقِيُّ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ فِيلُوزَ الْمِصْرِيُّ
ثنا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَدْهَمَ عَنْ أَبِيهِ أَدْهَمَ بْنِ مَنْصُورٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْجُدُ عَلَى كَوْرِ عِمَامَتِهِ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سجدہ کرتے تھے اوپر کور عمامے کے یعنی پیچ عمامے کے اور ابراہیم بن ادہم بڑے زاہد عالم مشہور ثقہ ہیں قَالَ النَّسَائِيُّ ثِقَةٌ
مَأْمُوْنٌ اَحَدُ الزُّهَّادِ قَالَ الْبُخَارِيُّ مَاتَ سَنَةَ اِثْنَتَيْنِ وَسِتِّيْنَ وَمِائَةٍ کہا نسائی نے ثقہ مامون ہیں ایک زاہدون
میں سے کہا بخاری نے مرے سنہ ایک سو باسٹھ ہجری میں اور روایت کی طبرانی نے اوسط میں عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے کہا کہ دیکھا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے اوپر پیچ عمامے کے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل میں حدیث عمرو بن شمر سے
انھون نے جابر جعفی سے اونسے عبد الرحمٰن بن سابط سے انھون نے جابر سے کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے
اوپر پیچ عمامے کے اور ضعیف ہے عمرو بن شمر اور جابر جعفی کذاب شیعہ ہے کہا شیخ ابن حجر عسقلانی نے شِيْعِيٌّ كَذَّابٌ یعنی رافضی ہی
غالی کذاب ہے اور کہا ترمذی نے ضَعِيْفٌ جِدًّا یعنی ضعیف ہے نہایت اور کہا بعضون نے مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ ترک کر دی گئی ہے حدیث
اوسکی اور روایت کیا اسکو حافظ ابو القاسم تمام بن محمد رازی نے فوائد میں حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثنا اَبُوْ بَكْرٍ
اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ حُصَيْنٍ الطَّرَطُوْسِيُّ ثنا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ ثنا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ
بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْجُدُ عَلٰى كَوْرِ الْعِمَامَةِ کہ تھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے اوپر پیچ عمامے کے اور اخراج کیا اوسکا بیہقی نے سنن میں ہشام سے انھون نے حسن سے کہا کہ تھے
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کرتے تھے اور ہاتھ اونکے اونکے کپڑون میں تھے اور کرتا تھا سجدہ ہر آدمی اوپر پیچ عمامے کے
اور ذکر کیا اوسکو بخاری نے صحیح میں تعلیقًا اور کہا کہ کہا حسن نے تھی قوم کہ سجدہ کرتی اوپر عمامے اور ٹوپی کے اور دونون ہاتھ اونکے آستینون
مین ہوتے تھے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثنا شَرِيْكٌ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ يَتَّقِيْ بِفُضُوْلِهٖ حَرَّ الْاَرْضِ وَبَرْدَهَا یعنی تحقیق کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز بیچ ایک کپڑے کے بچاتے تھے اوسکے فضول سے گرمی کو زمین کی و سردی کو اوسکی اور اسی حدیث
کو صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہے اور روایت کیا اوسکو احمد اور اسحٰق بن راہویہ اور ابو یعلیٰ اور طبرانی اور ابن عدی نے کامل میں اور
ضعیف کیا اوسکو حسین بن عبد اللہ کے سبب سے اور دوسرے یہ کہ شریک اوسکی اسناد میں قاضی کوفے کا ضعیف ہے کہا ترمذی نے
وَشَرِيْكٌ كَثِيْرُ الْغَلَطِ یعنی شریک بہت غلطی کرتا ہے اور توثیق کی اوسکی بہت لوگون نے اور اوسکے معنی میں ہے وہ جو روایت کی
چھ عالمون نے انس سے کہ تھے ہم نماز پڑھتے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شدت گرمی میں اور جب نہ طاقت رکھتا تھا کوئی ہمارا
کہ رکھے منہ اپنا اوپر زمین کے بچھاتا تھا کپڑا اپنا زمین پر اور اوسی پر سجدہ کرتا تھا اور سجدہ میں چاہئے کہ اپنے دونون بازوؤن کو ظاہر رکھے
کیونکہ حدیث میں آیا ہے بروایت ابن حبان مرفوعًا وَجَافِ عَنْ ضَبْعَيْكَ اور کشادہ رکھ دونون بازو اپنے اور روایت کی عبد الرزاق
نے ابن عمر سے کہا کہ خبر دی ہمکو سفیان نے انھون نے آدم بن علی بکری سے کہا کہ دیکھا مجھکو ابن عمر نے اور میں نماز پڑھتا تھا اور ہاتھ کو اپنے زمین
پر لگاتا تھا سو کہا کہ اے بیٹے بھائی میرے کے نہ بچھا جانور کی طرح بچھنا اور اعتماد کر اپنے دونون کف پر اور ظاہر کر بازو اپنے کو کیونکہ
تو جب کریگا سجدہ کریگا ہر عضو تیرا اور جدا رکھے پیٹ کو دونون رانون سے کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ رکھتے تھے
اسقدر کہ اگر بکری کا بچہ چاہے تو اوسمیں سے نکل جاوے روایت کیا اوسکو مسلم اور حاکم اور طبرانی وغیرہم نے اور جب صف میں ہو تو چاہیے کہ اپنا
ہاتھ کشادہ نکرے کہ پاس والے کو اذیت ہووے اور منہ انگلیون کا طرف قبلے کے کرے کیونکہ روایت کی بخاری نے حدیث ابی حمید سے کہ ہون

واسطے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب سجدہ کرتے تھے نہ بہت انگلیون کو پھیلاتے تھے اور نہ بہت تنگ کرتے تھے بلکہ
اوسط درجے مین رکھتے تھے اور نہ کرتے تھے انگلیون کا طرف قبلے کے اور ہدایہ مین ہی کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ جب سجدہ کرتا ہی مومن سجدہ کرتا ہی ہر عضو اوسکا پس چاہیے کہ موہنہ کرے اپنے اعضا کا طرف قبلے کے حتی القدور اور اس حدیث پر اطلاع مین
اطلاع نہین ہوا اور تسبیح جو رکوع و سجود مین کہی جاتی ہی اگر تین سے زیادہ کہے تو لازم ہی کہ طاق کہے مثلاً پانچ یا سات یا نو اسی طرح کیونکہ
حدیث مین آیا ہی کان یختم بالوتر یعنی ختم کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح کو ساتھ وتر کے کہا صاحب فتح القدیر نے غریب ہے
واللہ سبحانہ اعلم یعنی یہ حدیث غریب ہی اور اللہ سبحانہ جانتا ہی ص اگر آدمیون کی بھیڑ کے سبب ایک شخص نے دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ
کیا اگر وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہی تو درست ہی اور اگر نماز نہین پڑھتا یا پڑھتا ہی مگر وہ نماز جو سجدہ کرنے والا پڑھتا ہی نہین پڑھتا تو سجدہ اوسکا
درست نہوویگا اور عورت پیٹ کو ران سے ملائے اور بعد سجدے کے پھر سر اوٹھاوے اور تکبیر کہے اور اطمینان سے بیٹھے اور پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے
دوسرے ف کیونکہ حضرت نے حدیث اعرابی مین ارشاد فرمایا پھر اوٹھا سر اپنا یہان تک کہ بیٹھے تو سیدھا اور اگر سیدھا نہ بیٹھا اور
دوسرا سجدہ کر لیا امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہوگا اور محمد کے نزدیک اور اندازہ رفع مین اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ اگر سجدے کی طرف
قریب ہوویگا نہین جائز ہوگا کیونکہ وہ شمار سجدے مین ہی اور اگر بیٹھنے کی طرف قریب ہی جائز ہوگا اسواسطے کہ وہ شمار کیا جاویگا جلسہ
ص اور پھر تکبیر کہے اور اوٹھاوے سر پھر ہاتھ پھر زانو اور سیدھا کھڑا ہووے بغیر تکیے کے اور دونون سجدے سے ملو ڈھلک کر پھر زمین
پر نہ بیٹھے بلکہ فوراً کھڑا ہو جاوے اور امام شافعی کے نزدیک بیٹھے اور اوسکو جلسۂ استراحت کہتے ہین ف اور دلیل امام شافعی
کی وہ ہی جو روایت ہی مالک بن الحویرث سے کہ انھون نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ نماز کے کہ جب اوٹھتے تھے دونون سجدے
سے نہین اوٹھتے تھے جب تک بیٹھ نہ جاتے تھے سیدھے اور جواب اسکا یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ضعیفی مین تھا اور اگر نماز
مشروع استراحت کے واسطے نہین اور دلیل اوسپر یہ ہی جو روایت کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جب اوٹھتے تھے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نماز مین اوٹھتے تھے اوپر کنارے قدمون کے اخراج کیا اسکا ترمذی نے خالد بن ایاس سے اور انھون نے صالح مولی توامہ سے انھون نے
ابی ہریرہ سے اور کہا ترمذی نے اسی پر ہی عمل اکثر اہل علم کا اور خالد بن ایاس کا اور کہا جاتا ہی ابن ایاس ضعیف ہی نزدیک محدثین کے اور اسی سبب
ضعیف کیا اوسکو ابن عدی نے لیکن کہا کہ لکھی جاویگی حدیث اوسکی باوجود ضعف اوسکے کے کہا یحیی القطان نے اور جس سے تعلیل کی ہی
خالد مع وجود صالح مین اور وہ اختلاط ہی تو کچھ وجہ تخصیص خالد کی نہین اور قول ترمذی کا کہ اسپر عمل ہی اہل علم کا مقتضی ہی اوسکی
قوت اصل کو اگرچہ خاص طریق ضعیف ہوا اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے کہ وہ اوٹھتے تھے نماز مین اوپر کنارے قدمون کے
اور نہین بیٹھتے تھے اور مانند اسکے حضرت علی سے اور اسیطرح ابن عمر اور ابن الزبیر اور عمر سے اور روایت کی شعبی سے کہ تھے عمر اور علی
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوٹھتے تھے نماز مین اوپر کنارے قدمون کے اور روایت کی نعمان بن ابی عیاش سے کہ پایا مین نے
بہت لوگون کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو جب کوئی سر اوٹھاتا تھا سجدۂ ثانیہ مین پہلی رکعت یا دوسری رکعت مین تو
اوٹھتا تھا جیسا وہ ہوتا تھا یعنی پھر بیٹھتا نہ تھا اور اخراج کیا اسکا بیہقی نے عبد الرحمن بن یزید سے کہ انھون نے دیکھا ابن مسعود کو کہ
اسکے جگہ اور روایت کیا اس عمل کو عبد الرزاق نے ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر سے تو جب اتنے صحابہ کثیر سے یہ عمل مروی ہوا
کہ سب اوٹھتے تھے اوپر کنارے قدمون کے اور نہین بیٹھتے تھے تو عمل اسپر واجب ہوگا ص اور دوسری رکعت بھی اسیطرح پڑھے مگر تعوذ

اور ثنا اوسمین نہ پڑھے اور ہاتھ بھی نہ اوٹھاوے ف یعنی ہاتھ نہ اوٹھاوے مگر تکبیر اولیٰ مین اور تکبیر اولیٰ تو پہلی ہی رکعت مین
ہوتی ہے بخلاف امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک ہاتھ اوٹھانا وقت رکوع کے اور رکوع سے قیام کے وقت سنت ہین تو ہر رکعت
مین اونکے نزدیک رفع یدین ہے اور اس مسئلے مین بہت تفصیل ہے سب بیان نہین کرسکتا والا کتاب ایک دفتر ہو جاویگی کچھ بطور اختصار کے
موافق تحریر صاحب فتح القدیر کے بیان کیا جاتا ہے اول تو روایت کی طبرانی نے ابن ابی لیلیٰ سے انھون نے حکم سے انھون نے مقسم سے
انھون نے ابن عباس سے انھون نے حضرت علیہ السلام سے کہ نہین اوٹھائے جاوین ہاتھ مگر سات جگہ مین جسوقت کہ شروع کرے نماز اور
جسوقت داخل ہو مسجد حرام مین سو نظر کرے طرف خانہ کعبہ کے اور جسوقت کھڑا ہو صفا پر اور مروہ پر اور جسوقت کھڑا ہو ساتھ آدمیون کے عرفات
کو اور مزدلفہ مین دو مقام مین اور جسوقت رمی کرے جمرو کی اور ذکر کیا اوسکو بخاری نے معلقا کتاب مفرد مین بیان رفع یدین مین اور کہا کہ
نے ابن ابی لیلیٰ سے انھون نے حکم سے انھون نے مقسم سے انھون نے ابن عباس سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہ اوٹھائے جاوین
ہاتھ مگر سات جگہ مین وقت شروع کرنے نماز کے اور استقبال کعبہ کے اور صفا اور مروہ پر اور عرفات مین اور مزدلفہ مین دو مقام مین
اور نزدیک جمرتین کے اور کہا شعبہ نے نہین سنا حکم نے مقسم سے مگر چار حدیثین اور یہ نہین ہے اون مین سے تو یہ مرسل ہے اور غیر محفوظ اور کہا کہ وہم کیا
ہمارے اصحاب نے خلاف کیا اس حدیث کو ساتھ رفع کے تکبیرات عیدین مین اور تکبیر قنوت مین اور کہا شیخ تقی الدین نے اعتراض
کیا گیا اس حدیث پر کئی طریقون سے ایک تو یہ کہ ابن ابی لیلیٰ متفرد ہوا اور متروک ہے احتجاج اوس سے اور دوسرے یہ کہ وکیع سے وقف کیا
اوسکو اوپر ابن عباس اور ابن عمر کے کہا حاکم نے اور وکیع ثبت ہے سب سے جنھون نے روایت کیا اوسکو ابن ابی لیلیٰ سے تیسرے یہ کہ روایت
کی بہت سے تابعین نے اسانید صحیحہ سے ابن عمر اور ابن عباس سے کہ وہ ہاتھ اوٹھاتے تھے وقت رکوع کے اور بعد قیام کے رکوع سے اور تحقیق کہ
اسناد کیا اون دونون نے اسکو طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے یہ کہ سب روایتون مین لا ترفع الایدی ہے یعنی ہاتھ نہ اوٹھائے جاوینگے
اور یہ بات پر دلالت نہین کرتا کہ سوا ان سات جگہ کے اور کوئی نہ اوٹھایا جاویگا نہ لا ترفع الایدی الا فیھا جو دلالت کرتا ہے
حصر رفع یدین پر ان مواطن سبعہ مین دوسرے یہ کہ محال ہے کہ لا ترفع الایدی ہو کیونکہ احادیث صحیحہ دال ہین اس رفع پر اور بہت سی جگہ
سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سوا انکے مین بھی حضرت نے ہاتھ اوٹھایا مانند استسقا وغیرہ کے یہ کلام ہے شیخ تقی الدین ابن دقیق العید کا اور
وہ بس یہ ہے کہ حصر اوسمین نہین تو جب سوا ان سات مقام کے اور کسی جگہ رفع ثابت ہوگا عمل اوسپر کیا جاویگا اور تحقیق کہ رفع یدین
اس جگہ مین ثابت ہوا اور وہ یہ ہے جسکا اخراج کیا ائمہ ستہ نے زہری سے انھون نے سالم سے انھون نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے
کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ برابر کندھون کے پھر تکبیر کہتے سو جب
ارادہ رکوع کا کرتے پھر ہاتھ اوٹھاتے اور جب سر اوٹھاتے رکوع سے ایسا ہی کرتے اور جب سر اپنا سجدے سے اوٹھاتے تو تب نہین ہاتھ اوٹھاتے
تھے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ جواب اوسکا معارضہ ہے ساتھ اوسکے جو روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابوداود نے وکیع سے انھون نے سفیان
ثوری سے انھون نے عاصم بن کلیب سے انھون نے عبد الرحمن بن اسود سے انھون نے علقمہ سے کہا کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کیا نہ پڑھون مین ساتھ تمھارے
نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سو نماز پڑھی اور نہ اوٹھائے ہاتھ مگر اول بار پھر نہ اعادہ کیا کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہے اور اخراج
کیا اوسکا نسائی نے ابن المبارک سے انھون نے سفیان سے اور جو منقول ہے ابن المبارک سے کہا کہ نہین ثابت ہوئی نزدیک میرے حدیث
ابن مسعود کی سو کچھ ضرر نہین کرتا جبکہ یہ طریقہ ثابت ہو جاوے اور وہ جو بعض علما نے کہا ہے کہ عاصم بن کلیب ضعیف ہے غیر مقبول ہے کیونکہ توثیق کی اوسکی ابن معین نے

اور اخراج کیا اوسکو مسلم نے ایک حدیث اور وجہ کہا بعض لوگون نے کہ نہین سنا عبدالرحمٰن نے علقمہ سے باطل ہے اور ذکر کیا اوسکو ابن
حبان نے کتاب الثقات مین اور کہا کہ انتقال کیا اوسنے سنہ ننانوے ۹۹ مین اور سن اوسکا سن ہی ابراہیم نخعی کا تو کیا چیز مانع ہی سماع
اوسکے سے اور حال انکا اتفاق ہی سماع ابراہیم نخعی پر علقمہ سے اور تصریح کی خطیب نے کتاب المتفق والمفترق مین بیچ بیان ترجمہ عبدالرحمٰن
کے کہ اوسنے سنا ہی علقمہ سے اور بعضون نے جو کہا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہی لیکن زیادت ثُمَّ لَا یَعُوْدُ کی منکر ہے نقل کیا گیا ہی یہ دارقطنی و محمد
بن نصر مروزی سے اور ابن القطان نے کہا یک گمان ہی کہ گمان کیا انھون نے اور اسی واسطے نسبت کی اسکی بابت لوگون نے طرف وہم سفیان
ثوری کے مانند بخاری کے کتاب رفع الیدین مین اور کہا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ خطا ہی کہا جاتا ہی کہ وہم کیا اوس مین
سفیان ثوری نے اور معلوم یہ ہوتا ہی کہ جب روایت کی انھون نے چند روایتین بغیر زیادت کے گمان کیا اسکو خطا اور حال انکہ زیادتی ثقہ
ضابط کی مقبول ہے اور خصوصاً جب کہ اوسپر متابعت بھی کیجاوے متابعت کی اوسکی ابن المبارک نے جو پہلے بیان کیا ہم نے اسکو روایت
نسائی سے اور اخراج کیا دارقطنی اور ابن عدی نے محمد بن جابر سے انھون نے حماد بن ابی سلیمان سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے علقمہ سے
انھون نے عبداللہ سے کہا کہ نماز پڑھی مینے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے سو نہ اوٹھایا انھون نے ہاتھون اپنے کو
مگر وقت شروع کرنے نماز کے اور اعتراف کیا دارقطنی نے ساتھ اس بات کے کہ صواب ابراہیم کا مرسل کرنا ہے اس حدیث کو اور ابن مسعود کے
اور یہ رفع بسبب ضعف محمد بن جابر کے ہی لیکن تخریج کی اوسکی ابن عدی نے اور روایت کی اوس سے اکابر محدثین نے مثل ایوب اور ابن عون
اور ہشام بن حسان اور ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ وغیرہم کے اور مؤید ہے صحت اس روایت کی کہ جمع ہوئے ابوحنیفہ اور اوزاعی سو کہا اوزاعی
نے کیا حال ہی تمھارا کہ نہین ہاتھ اوٹھاتے ہو تم وقت رکوع کے اور وقت قیام کے رکوع سے کہا ابوحنیفہ رح نے حَدَّثَنَا حَمَّادٌ
عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ
لَا یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ لِشَیْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ یعنی نہین اوٹھاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہاتھ مگر وقت شروع کرنے نماز کے پھر نہین اعادہ کرتے تھے اسکا تو کہا اوزاعی نے کہ مین حدیث بیان کرتا ہون تجھسے زہری کی
انھون نے سالم سے انھون نے اپنے باپ سے رفع یدین مین اور تم کہتے ہو کہ حَدَّثَنِیْ حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ سو کہا ابوحنیفہ نے
کہ حماد افقہ ہے زہری سے اور ابراہیم افقہ ہی سالم سے اور علقمہ نہین ہی کم فقہ مین ابن عمر سے اور اگرچہ واسطے ابن عمر کے صحبت ہی تو اوسکو تو
صحبت کا ہی اور اسود کیواسطے نہایت فضل ہی اور عبداللہ بن مسعود برابر ہین عبداللہ بن عمر کے تو ترجیح دی امام ابوحنیفہ نے ساتھ
فقہ رواۃ کے جیسا کہ ترجیح دی اوزاعی نے ساتھ علو اسناد کے اور وہی مذہب ہے منصور نزدیک ہمارے اور روایت کی طحاوی پھر بیہقی نے
نے حدیث حسن بن عیاش سے بسند صحیح اسود سے کہا کہ دیکھا مینے عمر بن الخطاب کو اوٹھاتے دونون ہاتھ اپنے بیچ اول تکبیر کے پھر نہ اعادہ کیا
کہا اور دیکھا مینے ابراہیم اور شعبی کو کہ کرتے تھے ایسا ہی اور معارضہ کیا اوسکا حاکم نے ساتھ روایت طاؤس بن کیسان کے ابن عمر سے
انھون نے عمر سے کہ تھے وہ ہاتھ اوٹھاتے بیچ رکوع کے اور وقت اوٹھنے کے رکوع سے اور روایت کی امام طحاوی نے ابی بکر نہشلی سے
انھون نے عاصم بن کلیب سے انھون نے اپنے باپ سے کہ حضرت علی رض نے اوٹھائے ہاتھ بیچ اول تکبیر کے پھر نہ اعادہ کیا اور وہ جو روایت کی
ترمذی نے حضرت علی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب قائم کرتے نماز کو اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ برابر کندھون کے اور کرتے تھے مثل اسکے
جب کہ ادا کر چکتے تھے قرأت کو اور رکوع کرتے تو اور کرتے تھے ایسا ہی جب اوٹھتے تھے رکوع سے اور نہین اوٹھاتے تھے ہاتھ کسی شی

نماز سے جب بیٹھے ہوتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے سجدون سے تو اوٹھاتے تھے اسی طرح ہر ایک صحیح کہا اوسکو ذہبی نے تو یہ حدیث
منسوخ ہی بسبب اتفاق کے نسخ رفع یدین پر وقت سجود کے اور جاننا چاہیے کہ آثار صحابہ اور تابعین کے کثیر ہین جیسا کہ امام عینی نے بسط وا
ہر طرف سے طحاوی نے اونکو ثابت کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے بسبب حسن اور روایت کی ابوحنیفہ نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے کہا ذکر کیے
گئے نزدیک اونکے وائل بن حجر کہ دیکھا انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے وقت رکوع اور سجود کے سو کہا
ابراہیم نے کہ اعرابی ہی نہین نماز پڑھی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل اس صلوۃ کے اور کیا زیادہ جاننے والا ہی عبداللہ سے
اور اصحاب عبداللہ سے کہ یاد رکھا اوسنے اور نہ یاد رکھا انھون نے اور ایک روایت مین ہی کہ حدیث بیان کی مجھسے بیشمار لوگون نے عبداللہ سے
کہ اوٹھائے انھون نے ہاتھ فقط وقت ابتداء صلوۃ کے اور بیان کیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبداللہ عالم ہین ساتھ شرائع اسلام
کے ڈھونڈھنے والے ہین احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو تمسک کرنا ساتھ قول اونکے کے اولی ہی وقت تعارض کے واللہ اعلم
اور حدیثین اس باب مین امام شافعی کی جانب بھی بہت ہین اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ نفس کثرت احادیث حجت نہین ہی بلکہ موجبات
روایات کا حال انکی رفع مین بہت سی حدیثین موضوع ہین اور ضعیف ہین جیسا کہ بعض لوگ حدیث حاکم کو لاتے ہین رفع مین حالانکہ وہ
بالاتفاق موضوع ہی اور طعن کیا ہے تعجب ہے اکثر محدثین نے حاکم پر اور بعضون نے اس باب مین اسقدر افراط کیا ہی جسکا بیان نہین ہوسکتا چنانچہ
اونہین سے ایک صاحب سفر السعادت نے کہا کہ چار سو آثار اس باب مین مروی ہین حالانکہ سو بھی کسی محدث نے بیان نہین کیے بلکہ بخاری نے جو
کتاب رفع یدین مین بنائی ہی اوسمین تو اسکے ربع بھی آثار مذکور نہین جیسا کہ دیکھنے سے ظاہر ہوگا اور بعض جہلا نے اس باب مین اسقدر
اعتبار صاحب سفر السعادۃ کا کیا ہی کہ اگر کوئی اونکو لاکھ بار بھی سمجھاوے تو یقین ہی کہ اپنے وہم خرافی سے باز نہ آوین اور تعصب و عناد سے
دور نہ ہین زیادہ تفصیل کی اس کتاب مختصر مین گنجایش نہین عاقل کو ایک اشارہ کافی ہی ص اور جب دوسری رکعت کو تمام کرے
بائین پیر کو بچھا کے اوسپر بیٹھے اور داہنے کو کھڑا کرے اور انگلیون کو پیر کی قبلے کی طرف کرے ف صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رض
سے مروی ہی کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے تھے نماز کو ساتھ تکبیر کے آخر حدیث تک یہانتک کہ کہا بچھاتے تھے بایان قدم
اور کھڑا کرتے تھے داہنے پیر کو اور سنن نسائی مین مروی ہی ابن عمر سے انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ سنت ہی نماز کی یہ بات کہ کھڑا کرے داہنے قدم کو
اور کرے انگلیون کو طرف قبلے کے اور بیٹھے بائین پیر پر ص اور دونون ہاتھون کو دونون رانون کے اوپر رکھے اور انگلیون
کو قبلے کی طرف کشادہ رکھے اور امام شافعی کے نزدیک بنصر اور خنصر کو باندھے اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ کرے اور اشارہ کرے
ساتھ کلمے کے انگلی سے وقت شہادتین کے چنانچہ چار کلمہ اون سے بھی ایسا ہی منقول ہی ف ایسا ہی مروی ہی حدیث وائل مین کہا
شیخ ابن الہمام نے غریب ہی اور ترمذی مین ہی حدیث وائل سے کہا البتہ دیکھا مینے طرف نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جب بیٹھے
واسطے تشہد کے بچھایا بائین پیر کو اور رکھا بائین ہاتھ کو اوپر بائین ران کے اور کھڑا کیا داہنے پیر کو اور صحیح مسلم مین ہی کہ تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے نماز مین رکھتے تھے داہنی کف کو اوپر داہنی ران کے اور بند کر لیتے تھے سب انگلیون کو اور اشارہ کرتے تھے ساتھ
اوس انگلی کے جو نزدیک ہی ابہام کے اور رکھتے تھے بائین کف کو اوپر بائین ران کے کہا شیخ ابن الہمام نے ولا شک ان وضع الکف
مع قبض الاصابع لا یتحقق حقیقۃ یعنی نہین شک ہی کہ رکھنا کف کا باوجود بند کرنے انگلیون کے نہین ظاہر ہوتی ہی حقیقت
اوسکی پس مراد یہی ہی کہ رکھنا کف کا پھر بند کرنا انگلیون کا وقت اشارے کے اور ایسا ہی مروی ہی امام محمد سے کیفیت اشارہ مین

اور اس مقام پر جو کہدانی مین ہی کہ اونکی اوٹھانا محترمات میں سے ہی محض غلط ہی اور پھر طرہ اوسپر یہ ہی کہ کاهل الحدیث بھی لکھا ہی سبحان اللہ عجب ایسے لوگ محدثین کی اسقدر سنے اوبی کرینگے تو اونکے کلام پر کسی مسلمان کو اعتبار کرنا خلاف درایت ہوگا اور خود صاحب فتح القدیر نے لکھا ہی وھو خلاف الدرایۃ والروایۃ اور یہ خلاف درایت اور روایت کے ہی ص اور تشہد پڑھے حضرت عبداللہ بن مسعود کا اور وہ یہ ہی اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور پہلے قعدے مین اس سے زیادہ نہ پڑھے **ف** مصنف ابن ابی شیبہ مین مروی ہی حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُرِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ قَالَ اَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِيْ فَقَالَ اَخَذَ عَبْدُ اللّٰهِ بِيَدِيْ فَقَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِيْ فَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ الخ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ بَكْرٍ یعنی کہا قاسم نے کہ پکڑا علقمہ نے ہاتھ میرا سو کہا کہ پکڑا عبداللہ نے ہاتھ میرا سو کہا کہ پکڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میرا سو سکھایا مجکو تشہد اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ آخر تک اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہا انھون نے جو زیادہ کرے اوپر تشہد کے بیچ دو پہلی رکعتون کے تو اوسپر دو سجدے سہو کے ہین وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ اور اس باب مین مروی ہی عایشہ سے اور روایت ہی ابن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے پہلی دو رکعتون مین تو گویا تو سے جلتے ہوئے پر ہین یہان تک کہ کھڑے ہون یعنی بہت جلدی کھڑے ہوتے تھے اور کم بیٹھتے تھے اور ایسی ہی روایت کی مصنف مین ابو بکر سے بسند صحیح اور روایت کی علماے ستہ نے ابن مسعود سے کہ سکھایا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد اور کف میرا آپ کے کف مین تھی جیسا کہ سکھاتے ہین مجکو کوئی سورت قرآن کی سو کہا جب بیٹھے کوئی تم مین سے واسطے نماز کے سو کہے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ آخر تک اور روایت نسائی مین ہی جب بیٹھو تم دو رکعتون کے بعد اور ایک وجہ ترجیح اس تشہد کی یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ہاتھ پکڑ کے بتاکید تمام تعلیم کیا اگرچہ مطلق تعلیم حدیث ابن عباس رضی مین بھی ہی اور ایک وجہ ترجیح کی یہ ہی کہ ائمہ ستہ نے اوسپر اتفاق کیا لفظاً و معنیً اور یہ نہایت غریب ہی اور تشہد ابن عباس کا شمار کیا گیا ہی افراد مسلم سے اگرچہ اخراج کیا اوسکا سوا بخاری کے اور محدثین نے اور اعلی درجات صحیح مین اونکے نزدیک وہ ہی جسپر اتفاق کیا ہو بخاری و مسلم نے نہ کہ جسپر اتفاق کیا ہو ائمہ ستہ نے اور اسیواسطے اجماع کیا علما نے کہ حدیث ابن مسعود کی صحیح تر ہی حدیثون کی اس باب مین اور کہا ترمذی نے کہ صحیح تر حدیثون کی تشہد مین حدیث ابن مسعود ہی اور عمل ہی اوسپر اکثر صحابہ کا پھر اخراج کیا خصیف سے کہا کہ دیکھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین سو پوچھا مینے آپ سے کہ آدمیون نے اختلاف کیا تشہد مین سو فرمایا آپ نے کہ لازم پکڑ تو تشہد ابن مسعود کا اور موافق ہوئے ابن مسعود کے معاویہ جیسا کہ روایت کی اونسے طبرانی نے کہ تھے وہ سکھاتے تشہد کو اوپر منبر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ آخر تک مثل تشہد ابن مسعود کے اور عایشہ رض بھی بیہقی مین ہی کہ کہا انھون نے یہ تشہد ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کہا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ آخر تک کہا نووی نے اِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ یعنی اسناد اوسکی جید ہی اور بھی موافق ہوئے اونکے سلمان رض روایت کی طبرانی اور بزار نے ابی راشد سے کہا کہ پوچھا مینے سلمان رض سے تشہد کو کہا سکھاتا ہون مین تمکو جیسا سکھایا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجیان کیا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پکڑا ہاتھ میرا حماد بن سلیمان نے اور پکڑا تھا اونکا ابراہیم نے اور پکڑا ہاتھ اونکا

علقمہ نے اور کہا علقمہ نے کہ پکڑا ہاتھ میرا عبداللہ بن مسعود نے اور سکھایا مجکو تشہد اور کہا عبداللہ نے پکڑا ہاتھ میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سکھایا مجکو تشہد جیسا کہ سکھاتے ہین کوئی آیت قرآن سے اور تمام ہوی اوسکے روایت ابن ابی غنیہ کی جو اوپر ہمنے بیان کی اور دلیل امام شافعی کی حدیث ابن عباس ہی اور اوسمین تشہد یہ ہی اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ وَالصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ سَلَامٌ عَلَيْنَا آخر تک اور روایت کی امام احمد نے ابن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اونکو تشہد سو تھے جب بیٹھتے تھے بیچ نماز مین یا آخر نماز مین پڑھتے تھے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پھر اگر ہوتا یہ قعدہ بیچ نماز کا اوٹھتے تھے جب فراغت ہوجاتی تھی تشہد سے اور اگر آخر کا قعدہ ہوتا تھا پڑھتے تھے بعد تشہد کے جو چاہتے تھے اور دعا مانگتے تھے پھر سلام پھیرتے اور جو شرح دعا کی بعد تشہد کے ہم ذکر کرینگے ہم صحیحین وغیرہا مین **ص** اور اخیر کی دو رکعتون مین فقط فاتحہ پڑھے اور یہ افضل ہی **ف** بسبب حدیث ابی قتادہ کے صحیحین مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ دو رکعتون پہلی کے ظہر اور عصر سے فاتحہ اور دو سورتین دو رکعتون مین اور اخیر کی رکعتون مین فقط فاتحہ اور طول کرتے تھے رکعت اولی مین جو نہین طول کرتے تھے رکعت ثانیہ مین اور اسمین فقط ظہر اور عصر مذکور ہین اور روایت کی اسحٰق بن راہویہ نے مسند مین رفاعہ بن رافع انصاری سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ پہلی دو رکعتون کے فاتحہ الکتاب اور سورت اور اخیر کی دو رکعتون مین فاتحہ الکتاب فقط اور مروی ہی اوسط طبرانی مین جابر بن عبداللہ سے کہا کہ سنت قرات کی بیچ نماز کے یہ ہی کہ پڑھے پہلی دو رکعتون مین فاتحہ اور سورت اور اخیر دو رکعتون مین فاتحہ الکتاب **ص** اور اگر تسبیح کرے یا چپ رہے تو درست ہی اور پھر بیٹھے جس طرح کہ پہلے بیٹھا تھا اور امام شافعی کے نزدیک دوسرے قعدے مین سرین پر بیٹھے اور پیر دونون داہنی طرف نکال دیوے اور عورت دونون قعدے مین اسیطرح بیٹھے **ف** جیسا کہ اوپر مروی ہوئی حدیث وائل اور عایشہ کی اور وہ جو مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے اسیطرح پر جو امام شافعی کے نزدیک ہی ضعیف کیا اوسکو طحاوی نے اور کلام کیا اسمین بیہقی نے اور بیان کیا ضعف اوسکا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے **ص** اور بعد تشہد کے درود پڑھے اور دعا مانگے جو قرآن کے مشابہ ہی یا ماثور کی اور آدمیون کی باتون سے تو ایسی چیز نہ مانگے جو آدمیون سے خاص مانگتے ہین **ف** اور درود پڑھنا ہمارے نزدیک فرض نہین ہی اور امام شافعی کے نزدیک درود اور تشہد دونون پڑھنا فرض ہین اور دلیل ہماری یہ ہی کہ کہا ابن مسعود نے جب کہہ چکے تو یعنی تشہد یا کر چکے تو تو تمام ہوگئی نماز تیری اگر چاہے تو کہ اوٹھے تو اوٹھ اور اگر چاہے بیٹھے تو بیٹھ اور صاحب ہدایہ نے اسکو کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا ہی اور اوپر گذر چکا کہ یہ مدرج ہی لیکن ایسا مدرج مانند مرفوع کے ہی اور کہا قاضی عیاض نے اور جو کہا امام شافعی نے کہ جسنے درود نہ پڑھا تو نماز اوسکی فاسد ہی اور نہین حجت ہی اونکی اس قول مین اور نہ کوئی حدیث کہ متابعت کی ہو اوسکی اور تشنیع کی اونپر اس باب مین ایک جماعت نے اونمین سے ہین طبری اور قشیری اور خلاف کیا اونکا اونکے اہل مذہب مین سے خطابی نے اور کہا کہ نہین جانتا مین اونکے لیے اس باب مین کوئی دلیل اور تشہدات جو مروی ہین ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی ہریرہ اور جابر اور ابو سعید اور ابو موسی اور ابن الزبیر سے نہین مذکور ہی اونمین یہ اور جو مروی ہی آنحضرت علیہ السلام سے نہین ہی نماز اوسکی جسنے نہ درود بھیجا اوپر میرے ضعیف کیا اوسکو سب اہل حدیث نے اور اگر بالفرض صحیح ہووے تو معنی اسکے نفی کمال کے ہین یا جسنے عمر بھر درود نہ بھیجا اور ایک تاویل اسکی اور ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سلام تشہد مین ہی وہ اگر کسینے نہ کہا تو نماز اوسکی نہین کیونکہ وہ ہمارے نزدیک بھی واجب ہی اور اسیطرح جو ابن مسعود سے مروی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

جسنے پڑھی نماز اور نہ بھیجا درود مجھپر اور میرے اہل بیت پر نہ قبول کیجاویگی نماز اوسکی و ضعیف ہی جابر جعفی سے لو بیان کیا اوسکے
ضعف اوسکا باوجود اس بات کے کہ اختلاف ہی اوسکے رفع اور وقف مین بیان کیا اوسکو دارقطنی نے اور لیکن حدیث اول
سو روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے کہ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَہٗ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ
وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا یُحِبُّ الْاَنْصَارَ یعنی نہین جائز ہی نماز اوسکی جسکو
وضو نہین اور وضو اوسکا جسپر اللہ کا نام مذکور نہین اور نماز اوسکی جسنے درود نہین پڑھا اور نہین نماز ہی اوس شخص کی جو
نہین دوست رکھتا انصار کو اور اسناد مین اوسکی عبد المہیمن ضعیف ہی اور کہا ابن حبان نے لَا یُحْتَجُّ بِہٖ یعنی نہین حجت لیجاتی اوسکی
اوس سے اور اخراج کیا اوس سے طبرانی نے ابی بن عباس سے اور بیہقی نے بھی مرفوعًا مانند اوسکے کہا لوگون نے حدیث عبد المہیمن کی اشبہ
بالصواب ہی باوجود اسکے کہ جماعت نے کلام کیا ہی ابی بن عباس مین اور روایت کی بیہقی نے یحیی بن السباق سے انھون نے ایک شخص
سے بنی حارث مین سے انھون نے ابن مسعود سے انھون نے حضرت علیہ السلام سے کہ جب تشہد پڑھے کوئی تم مین سے نماز مین تو کہے اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ کَمَا
صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اور متعارف یہ ہی کہ
ارحم محمدا کا لفظ اور ترحمت علی ابراہیم کا ترک کرے اور باقی کو پڑھے لیکن اسناد مین اس حدیث کی وہ شخص مجہول
ہی اور بعضون نے مکروہ رکھا ہی کہ غیر نبی کے اوپر درود بھیجین لیکن حدیث مین آیا ہی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی اور جب کہ صلوۃ
بمعنی رحمت ہی جائز ہونے کی کوئی وجہ نہین اور درود بھیجنا باہر نماز کے کرخی کے نزدیک ساری عمر مین ایکبار فرض ہی یا جب کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا نام مبارک آوے جیسا کہ اختیار کیا اوسکو طحاوی نے لیکن فرضیت اوسکی وقت ذکر اسم مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہین
ہوتی ہان سنت ہونا بطور اسکے ثابت ہوتا ہی اور آپ نے جو آپکے نام پر درود نہ بھیجے اوسکو بخیل ارشاد فرمایا اور حقیقت مین یہ بات
ہی کہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ زبان سے کہنے سے نہین ہوتی بلکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی متابعت مین کوشش
کرے کہ سرمو فرق نہووے اور آپکے نام پر جب ذکر کیا جاوے درود بھیجنا لازم جانے تب وہ محب رسول اللہ کہا جاویگا والا یہ محبت نام کی ہی اسکا آخرت
مین کچھ اجر و ثواب نہین اور یہ مدلول ہی اکثر احادیث صحیحہ کا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ **ص** پھر سلام کرے داہنی طرف اور نیت کرے
اونکی جو اودھر آدمی اور فرشتے ہین اور بائین طرف بھی ایسی ہی کرے اور مقتدی امام کی بھی نیت کرے امام کی جانب مین اگر امام
اوسکے سامنے ہی تو دونون جانب مین نیت امام کی کرے اور امام دونون سلامون مین نیت کرے اور بعض کے نزدیک فقط پہلے
سلام مین اور بعض کے نزدیک کسی مین نہ کرے اور جو اکیلا ہی وہ دونون سلامون مین نیت فرشتون کی کرے **ف** روایت ہی ابن مسعود سے
کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے داہنی طرف اور کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ یہانتک کہ رخسارہ آپکا دکھلائی دیتا تھا
اور بائین طرف اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ یہانتک کہ دکھلائی دیتی تھی سفیدی بائین رخسارے کی اخراج کیا اسکا
نسائی اور ترمذی وغیرہم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ہمارے نزدیک لفظ سلام کا کہنا واجب ہی بخلاف واسطے شافعی کے کہ اونکے نزدیک فرض ہی
اور دلیل اونکی وہ حدیث ہی جو اوپر ہمنے بیان کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تحلیل نماز کی تسلیم ہی اور دلیل ہماری حدیث ابن مسعود کی ہی جو اوپر گذری
اور اس حدیث سے فرضیت اوسکی ثابت نہین ہوتی اور بہت سے مشائخ اس باب مین آئے ہین کہ آدمی کے داہنے بائین فرشتے ہین [illegible] کمال الدین ابن الہمام

## فصل قراءت کے بیان مین

نماز جمعہ اور عیدین اور نماز فجر اور عشا اور مغرب کی اول دو رکعتون مین امام پکار کے پڑھے اور اکیلے کو ادا مین اختیار ہی اور قضا مین ضرور آہستہ سے پڑھے اور ادنیٰ درجہ جہر کا یہ ہی کہ دوسرا سنے اور سر کا یہ کہ فقط آپ سنے اور یہی صحیح ہی اور بعضون کے نزدیک ادنیٰ درجہ جہر کا یہ ہی کہ آپ سنے اور ادنیٰ سر کا یہ ہی کہ فقط تصحیح حروف کی ہو تو طلاق اور عتاق اور جو چیزین کہ بولنے سے متعلق ہین اگر اس طرح کہے جو اپنے تئین سنائی نہ دیوے واقع ہونگے **ف** اور ظہر اور عصر مین سر کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلٰوۃُ النَّهَارِ عَجْمَاءُ یعنی نمازدن کی گونگی ہے اور مراد یہ ہی کہ اوسمین قراءت ایسی کہ سنائی دیوے نہین یہ حدیث ہدایہ مین ہی لیکن کہا نووی نے لَا اَصْلَ لَهٗ یعنی نہین ہی اصل اس حدیث کی اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے مصنف مین قول مجاہد اور ابی عبیدہ رضی اللہ عنہما سے اور سر اور جہر مین حدیثین صحیح بیشمار آئی ہین اور اوسمین اتفاق صحابہ وَمَنْ بَعْدَهُمْ کا ہی اسی سبب سے اسمین کوئی حدیث صریح ذکر کرنے کی حاجت نہین اور جمعہ اور عیدین کے جہر مین بہت حدیثین ہین روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے عیدین اور جمعے مین سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ اور صحیح مسلم مین ہی ابی واقد لیثی سے کہ پوچھا مجھسے عمر نے کہ کیا پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید اضحیٰ اور عید الفطر مین کہا کہ پڑھتے تھے قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ **ص** اگر عشا کی دو رکعتون اول مین سورت نہ پڑھے اخیر کی دو رکعتون مین بعد فاتحہ کے پڑھ لیوے اور فاتحہ اور سورت دونون کا جہر کرے اگر امام ہی اور اگر فاتحہ پہلی دو رکعتون مین چھوڑ دے تو پچھلی رکعتون مین نہ پڑھے کیونکہ دوسری رکعتون مین بھی فاتحہ پڑھا جاتا ہی اور پہلی رکعتون کا بھی فاتحہ اوسمین پڑھیگا تو ایک رکعت مین دو فاتحہ لازم آوینگے اور تکرار فاتحہ کی غیر مشروع ہی اور قراءت فرض ایک آیت ہی اور اتنا پڑھنے والا گنہگار ہوگا بسبب ترک واجب کے اور جو سفر مین جلدی ہو تو فاتحہ اور جو سورت چاہے پڑھے اور اگر امن ہو تو مانند سورہ بروج وانشقت کے پڑھے اور اقامت مین فجر اور ظہر مین حجرات سے بروج تک جو سورت چاہے پڑھے اور عصر اور عشا مین بروج سے لم یکن تک اور مغرب مین لم یکن سے آخر تک جو سورت چاہے پڑھے **ف** اور اصل اسمین یہی جو روایت کی عبد الرزاق نے مصنف مین اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنِ الْحَسَنِ وَغَيْرِهٖ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ اِلٰى اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنِ اقْرَأْ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَفِي الْعِشَاءِ بِوَسَطِ الْمُفَصَّلِ وَفِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ یعنی لکھا عمر رضی اللہ عنہ نے طرف ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے کہ پڑھ مغرب مین قصار مفصل یعنی لم یکن سے آخر تک اور عشا مین اوساط مفصل یعنی بروج سے لم یکن تک اور صبح مین طوال مفصل یعنی حجرات سے بروج تک **ص** اور جو ضرورت ہو تو جتنا ہو سکے اور ایک سورت کا معین نماز مین کرنا مکروہ ہی اور مقتدی چپکا کھڑا رہے اور سنا کرے اور کچھ نہ پڑھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو اور چپ رہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے واسطے امام ہو تو قراءت امام کی کافی ہی اوسکو اور فرمایا کیا ہی واسطے میرے جھگڑا کیا جاتا ہون قرآن مین یعنی جب لوگ میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہین تو خیال اونکی طرف جاکے قراءت قرآن مین خلل پڑتا ہی **ف** اور حدیث پہلی مروی ہی متعدد طریقون سے جابر بن عبد اللہ سے اور ضعیف کی گئی اور اعتراف کیا ضعیف کرنے والون نے ساتھ رفع اوسکے کے مثل دارقطنی اور بیہقی کے اور ابن عدی کے کہ صحیح یہ ہی کہ مرسل ہی اسواسطے کہ حفاظ نے مثل دونون سفیان اور ابی الاحوص اور شعبہ اور اسرائیل اور شریک اور ابی خالد دالانی اور جریر اور عبد الحمید اور زائدہ اور زہیر نے روایت کیا اوسکو موسیٰ بن ابی عائشہ سے

انھون نے عبداللہ بن شداد سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ارسال کیا اوسکو اور ارسال کیا اوسکو ابوحنیفہ نے بھی ایکبار تو بر تقدیر ارسال کے
بھی ہم یہ کہتے ہین کہ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور دوسرے یہ کہ روایت کی امام محمد بن الحسن نے موطا مین حدثنا ابو حنیفۃ ثنا
ابو الحسن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر رضہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال من صلی خلف امام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ اور وجہ جو انھون نے کہا ہی کہ ان حفاظ نے اسکو رفع نہین کیا
صحیح نہین ہی کہا احمد بن منیع نے مسند مین ثنا اسحق الازرق ثنا سفیان وشریک
عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ قال وحدثنا جریر عن موسی
بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یذکرہ اور نہین ذکر کیا اوسنے
جابر سے اور روایت کیا اوسکو عبد بن حمید نے حدیث بیان کی ہمسے ابو نعیم نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حسن بن صالح نے انھون نے
ابی الزبیر سے انھون نے جابر سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اوسکے اور اسناد حدیث جابر اول کی صحیح ہی اوپر شرط شیخین کے
اور دوسرے اوپر شرط مسلم کے تو دیکھو یہی لوگ سفیان اور شریک اور جریر اور ابو الزبیر نے رفع کیا اوسکو ساتھ طریقون صحیح کے
سو باطل ہوا شمار کرنا اونکا اون لوگون کو عدم رافعین مین اور مقرر ہی یہ بات اگر منفرد ہو ثقہ تو واجب ہی قبول اوسکا سو جس صورت کہ
بہت سے ثقہ رفع کرین اوسکو تو کس طرح واجب القبول نہو گی اور اخراج کیا اوسکا ابن عدی نے ابوحنیفہ رح سے بیان ترجمہ
مین اونکے اور ذکر کیا اوسمین ایک قصہ اور روایت کیا اوسکو ابو عبد اللہ حاکم نے ثنا ابو محمد بن محمد بن
حمدان الصیرفی ثنا عبد الرحمن بن الفضل البلخی ثنا مکی بن ابراھیم عن ابی حنیفۃ عن موسی بن
ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد بن الھاد عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
صلی ورجل خلفہ یقرأ فجعل رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینھاہ عن
القراءۃ فی الصلوۃ فلما انصرف اقبل علیہ الرجل فقال اتنھانی عن القراءۃ خلف رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فتنازعا حتی ذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیہ السلام من
صلی خلف امام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ یعنی کہ پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز اور پڑھتا تھا
نماز مین ایک شخص پیچھے آپکے سو منع کیا اوسکو ایک صحابی نے قراءت سے نماز مین تو جب فارغ ہوئے نماز سے آیا اوسکے پاس وہ
شخص سو کہا کہ تم منع کرتے ہو مجکو قراءت سے پیچھے امام کے سو جھگڑا کیا اون دونون نے یہان تک کہ ذکر کیا گیا واسطے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز پڑھے پیچھے امام کے تو گویا قراءت امام کی اوسکی قراءت ہی اور کہ ابو حنیفہ کی
روایت جو ہی کہ تصادیہ ظہر اور عصر مین اور اونکی روایت مین لفظ ظہر اور عصر کا مذکور ہی اور معارض ہی اوسکے جو روایت کی ابوداؤد اور
ترمذی نے عبادہ بن صامت سے کہا کہ تھے ہم پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز فجر مین سو پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے سو بھاری ہوئی اوپر قراءت تو جب فارغ ہوئے کہا کہ شاید قراءت کرتے ہو تم پیچھے امام کے کہا ہمنے یا رسول اللہ ہان کہا
کہ نہ پڑھو مگر فاتحۃ الکتاب کیونکہ نہین نماز ہی اوسکی جسنے نہ پڑھا اوسکو اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ یہی ہی مذہب بہ اجماع صحابہ کا اور وہ

مالک مین ہی نافع سے انھون نے ابن عمرؓ سے کہا کہ اگر پڑھے نماز کوئی تم مین سے امام کے پیچھے تو کافی ہی اوسکو قرارت امام کی
اور اگر نماز پڑھے اکیلے تو قرارت کرے کہا کہ تھے ابن عمرؓ نہین پڑھتے تھے پیچھے امام کے اور روایت کیا اوسکو دار
قطنی نے مرفوعًا اور کہا کہ رفع کرنا اوسکا وہم ہی لیکن جب صحیح ہوا یہ قول ابن عمر سے تو معلوم ہوا کہ سنا ہوگا انھون نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے تو رفع اوسکا صحیح ہوگا اگرچہ روایت ضعیف ہووے اور روایت کی ابن عدی نے کامل مین اسمٰعیل بن عمرو بن
نجیح سے انھون نے حسن بن صالح سے انھون نے ابی ہارون عبدی سے انھون نے ابی سعید خدری سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جسکے واسطے امام ہو تو قرارت امام کی اوسکے واسطے قرارت ہی اور کہا کہ نہین متابعت کیا گیا اس روایت مین اسمٰعیل اور وہ ضعیف
ہی انتہی اور یہ قول ابن عدی کا صحیح نہین کیونکہ متابعت کی اوسکی بطر بن عبد اللہ نے روایت کی طبرانی نے اوسط مین ثنا محمد بن
ابراهيم بن عامر بن ابراهيم الاصبهاني حدثني ابي عن جدي عن البطر بن عبد الله ثنا الحسن اوسی سند سے
جو روایت کی اوس سے ابن عدی نے اور روایت کی حدیث ابن عباس سے رفع اوسکا اور اوسمین کلام ہی اور روایت کی طحاوی نے شرح آثار مین ثنا یونس
بن عبد الاعلى ثنا عبد الله بن وهب اخبرني حيوة بن شريح عن بكر بن عمرو عن عبيد الله بن مقسم
انه سال عبد الله بن عمر وزيد بن ثابت وجابر بن عبد الله رضي الله عنهم فقالوا لا تقرأ خلف
الامام في شيء من الصلوة یعنی پوچھا عبید اللہ بن مقسم نے عبد اللہ اور زید اور جابر رضی اللہ عنہم سے سو کہا انھون نے نہ پڑھو پیچھے امام کے نماز
مین اور روایت کی امام محمد بن حسن نے موطا مین سفیان بن عیینہ سے انھون نے منصور سے انھون نے ابی وائل سے کہا کہ پوچھے گئے عبد اللہ
بن مسعود قرارت سے پیچھے امام کے کہا کہ چپ رہ اسواسطے کہ نماز مین شغل ہی اور کافی ہی تجکو امام اور روایت کی سعد بن وقاص سے کہا انھون نے
چاہتا ہون مین اوس شخص کو جو پڑھتا ہی پیچھے امام کے کہ اوسکے مونہہ مین انگارہ ہو اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے لیکن کہا
انھون نے بدلے انگارے کے پتھر اور روایت کی محمد نے موطا مین داؤد بن قیس سے انھون نے محمد بن عجلان سے کہ عمر بن خطاب نے کہا کاشکے ہو اوسکے
مونہہ مین جو قرارت کرتا ہی پیچھے امام کے پتھر اور اخراج کیا اوسکا عبد الرزاق نے بھی اور روایت کی طحاوی نے حماد بن سلمہ سے
انھون نے ابی جمرہ سے کہا کہ کہا مینے واسطے ابن عباس کے پڑھون مین اور امام سامنے میرے ہو کہا کہ نہین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے
مصنف مین جابر سے کہا کہ نہ پڑھے پیچھے امام کے چاہے جہر کرے اور چاہے اخفا کرے یعنی کسی نماز مین نہ پڑھے اور روایت کی اوس نے
اور عبد الرزاق نے حضرت علیؓ کے قول سے کہا کہ جو پڑھے پیچھے امام کے تو اوسنے خطا کی فطرت سے اور روایت کیا اوسکو دار قطنی نے ایک
طریق سے اور کہا کہ نہین صحیح ہی اسناد اوسکا اور کہا ابن حبان نے کتاب الضعفا مین یہ روایت کرتا ہی اوسکو عبد اللہ بن ابی لیلی انصاری حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے اور وہ باطل ہی اور کافی ہی بطلان مین اوسکے اجماع مسلمانون کا اوسکے خلاف پر اور اہل کوفہ نے اختیار کیا ترک قرارت کو پیچھے
امام کے نہ کہ جائز نہ رکھا اسکو اور ابن ابی لیلی یہ شخص مجہول ہی ختم ہوا قول ابن حبان کا اور مروی ہی سنن نسائی مین بلند اوسکے قول
ابو الدرداء سے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جب پڑھے امام تو چپ رہو روایت کیا اسکو مسلم نے زیادت ہی حدیث انما جعل
الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا پر اور ضعیف کیا اوسکو ابو داؤد وغیرہ نے اور نہین التفات کیا گیا اس طرف بعد صحت طریق اور اسناد اوسکے اور اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہی واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا الآیۃ یعنی جب پڑھا جاوے قرآن تو سنو اور چپ رہو اور روایت کی بیہقی نے
امام احمد سے کہا کہ اجماع کیا لوگون نے اوپر اس بات کے کہ یہ آیت نماز مین ہی اور روایت کی مجاہد سے کہ تھے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سنتے قرأت ایک جوان کی انصار سے سو نازل ہوئی یہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا اور روایت کی ابن مردویہ نے تفسیر میں کہ کہا کسی صحابی نے یہ آیت نازل ہوئی نماز میں پیچھے امام کے

## ص باب جماعت کے بیان میں

جماعت سنت موکدہ ہے قریب واجب کے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت سنن ہدیٰ سے ہے نہیں تخلف کرتا ہے اوس سے مگر منافق اور یہ حدیث ہے اسکے معنی میں ہے روایت ہے امام ابو یوسف سے کہ پوچھا میں نے امام ابو حنیفہ سے جماعت کو بیچ کچھ ملے غیرہ کے تو کہا لا اُحِبُّ تَرْکَہَا یعنی نہیں دوست رکھتا ہوں میں ترک اوسکا اور کہا امام محمد نے موطا میں کہ حدیث میں رخصت ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تر ہو جاویں نعلین تو نماز اپنی جگہہ میں ہے یعنی اوس وقت تکلیف جماعت نہیں اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو باوجود کثرت تکالیف کے اذن ترک جماعت کا نہ دیا اخراج کیا اسکا ابو داؤد اور حاکم نے اور روایت کی ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سنے ندا کو اور نہ آوے جماعت میں تو نماز نہیں اوسکی مگر عذر سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ یہ شرط بخاری و مسلم پر ہے ص اور بہتر امامت کے لیے جو احکام نماز کو خوب جانتا ہے پھر جو قاری زیادہ ہو پھر جو پرہیزگار زیادہ ہو پھر جو سن میں زیادہ ہو **ف** روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے کہ فرمایا حضرت نے امامت کرے قوم کی جو زیادہ پڑھنے والا ہو کتاب اللہ کو تو اگر قرأت میں برابر ہوں تو جو زیادہ جانتا ہو سنت کو اور اگر سنت کے جاننے میں برابر ہوں تو جو اقدم ہو ہجرت میں تو اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو پہلے سلام لایا ہو اور روایت کیا اسکو ابن حبان اور حاکم نے لیکن کہا حاکم نے بدل اَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ کے فَاَفْقَهُهُمْ فِقْهًا یعنی جو فقہ کو زیادہ جانتا ہو اور اگر فقہ میں برابر ہو ویں تو جو سن میں بڑا ہو کہا شیخ کمال الدین نے کہ یہ لفظ غریب ہے لیکن اسناد اسکی صحیح ہے اور میں کہتا ہوں کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابو مسعود انصاری سے مانند اسکے اور اوسکے الفاظ یہ ہیں يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا بِالْعِلْمِ فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا یعنی اگر ہجرت میں برابر ہوں تو پھر جو سن میں بڑا ہووے اور فرمایا کہ نہ امامت کرے ایک شخص دوسرے شخص کی امامت کی جا میں اور نہ بیٹھے اوسکے گھر میں اوس جگہہ پر جو اوسکی عزت کی جگہہ بیٹھنے کی ہے مثلاً ایک مکان میں فرش ہے اور ایک جا پر صاحب مکان کا مقام معین ہے کہ اوسمیں مسند وغیرہ زیادہ اہتمام ہے تو بغیر اذن اوسکے کے یہ نہیں چاہیے کہ اوسکی جا پر بیٹھ جاوے اور روایت کی طحاوی نے کہ کہا انھوں نے امامت کرے قوم کی جو اونمیں افقہ ہو یعنی فقہ والا ہووے اور اس حدیث میں اور ہمارے مذہب میں مخالفت نہیں کیونکہ مراد اقرأ سے اعلم بالقرأت ہے اور قرأت بھی ایک سنن دین سے ہے او تفضیل میں یکہ کر بعد اوسکے پھر اعلم بالسنۃ جو ارشاد فرمایا اوس سے کیا مراد ہوگا اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ اوس زمانے میں جو اقرأ ہوتے تھے وہی اعلم بھی ہوتے تھے بخلاف اس زمانے کے کہ اکثر لوگ اقرأ ہوتے ہیں اور اعلم نہیں ہوتی اسی واسطے ہمنے مقدم کیا اعلم کو اقرأ پہ اور روایت کی حاکم نے کہ امامت کریں تم میں سے وہ لوگ جو بہتر ہیں تم میں اور یہ حدیث ضعیف ہے لیکن کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں وَاِلَّا فَالضَّعِيْفُ غَيْرُ الْمَوْضُوْعِ يُعْمَلُ بِهٖ فِيْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ یعنی حدیث ضعیف عمل کیا جاویگا اوسپر فضائل اعمال میں ص اور نماز غلام اور گنوار اور فاسق اور اندھے اور بدعتی کے اور ولد الزنا کے پیچھے مکروہ ہے **ف** لیکن

غلام کے پیچھے تو اسواسطے کہ اوسکو خدمت سے فراغت نہین کہ احکام نماز سیکھے اور گنوار اکثر جاہل ہوتے ہین اور فاسق کو غم اپنے
دین کا نہین اور اندھا نجاست سے پرہیز نہین کرسکتا اور ولدالزنا کا باپ معلوم نہین کہ اوسکو تعلیم کرے اور لوگ اوسکی امامت کو
مکروہ جانینگے اور بدعتی کے پیچھے بھی اسواسطے مکروہ ہی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اوسکی مسجد سے نکل گئے جیسا کہ ذکر اوسکا اوپر
گذرا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ضحاک سے باسناد صحیح کہا انھون نے نہ امامت کرے غلام اوس قوم مین آزاد لوگ ہون اور روایت
کی سعید بن جبیر سے کہ کہا انھون نے اندھا امامت نکرے اور روایت کی زیاد بن نمیر سے کہا کہ پوچھا مینے انس رضی اللہ عنہ سے
کہ اندھا امامت کرے کہا کہ کیا احتیاج ہی اوسکی تمکو اور کہا ابن ابی شیبہ نے حدثنا معتمر عن کہمس عن العباس الجریری
ان ابا مجلز کرہ امامۃ الاعرابی یعنی ابی مجلز نے مکروہ رکھا امامت اعرابی کو اور غلام جب فقیہ ہووے تو امامت
اوسکی مکروہ نہین روایت کیا اوسی نے حدثنا ھشیم نا مغیرۃ عن ابراھیم انہ سئل عن امامۃ العبد
والاعرابی فقال العبد اذا فقہ احب الی یعنی غلام جب فقیہ ہووے تو وہ بہتر ہی نزدیک میرے واسطے امامت کے
اور ولدالزنا کی امامت اسواسطے مکروہ ہی کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے حدثنا عبد الوھاب الثقفی عن یحیی بن سعید قال
بلغنی ان عمر بن عبد العزیز قال لرجل کان یؤم قوما بالعقیق لا یعرف من والدہ فنھاہ ان یؤمھم
یعنی تھا ایک شخص امامت کرتا قوم کی عقیق مین اور نہین معلوم تھا کہ کسکا لڑکا ہو سو منع کیا اوسکو عمر بن عبد العزیز نے امامت سے اور
کہا حدثنا ابن فضیل عن لیث عن مجاھد انہ کرہ ان یؤم ولد الزنا وصاحب الجمعۃ یعنی مکروہ رکھی
مجاہد نے امامت ولدالزنا کی اور علیحدگی کی اور کہا عبد اللہ نے کہ نہین دوست رکھتا ہون مین کہ قاری تمہارے اندھے ہون
اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیے بہت آثار اس باب مین اور اگر یہ لوگ امامت کرین تو نماز جائز ہوگی کیونکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھو نماز پیچھے ہر نیک و بد کے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور دارقطنی نے اور یہ حدیث منقطع ہی لیکن ہمارے
نزدیک حجت ہی اور اس معنی کو روایت کیا ابو نعیم اور عقیلی نے اور وہ طریقہ ضعیف ہی ص اور جماعت عورتون کی جو امام مرد نہووے
مکروہ ہی اور اگر جماعت کی تو عورت امام ہی وہ مقتدیون کے برابر کھڑی ہووے ف اور کیا ہی ایسا حضرت عایشہ نے کہا صاحب ہدایہ
نے کہ حکم ابتداء اسلام مین تھا اور کلام کیا اوسمین شیخ ابن الہمام نے اور ذکر کین فتح القدیر مین اس باب مین چند روایتین اور روایت کی
عبد الرزاق نے ابراہیم بن محمد سے انھون نے داؤد بن حصین سے انھون نے عکرمہ سے انھون نے ابن عباس سے کہا انھون نے امامت کرے
عورت عورتون کی اور کھڑی ہو انکے بیچ مین اور اس سے معلوم نہین ہوتا کہ حدیث امامت نساء کی منسوخ ہوگئی جائز ہی کہ ابن عباس
کو ناسخ نہ پہونچا ہووے اور حدیث مین آیا ہی کہ نماز عورت کی بہتر حجرے سے گھر مین اور گھر سے تہ خانے مین روایت کیا اسکو ابن
خزیمہ نے صحیح مین اور روایت کی ابن خزیمہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عورت کی افضل ہی اپنے تاریک گھر مین اور ان حدیثون
سے معلوم ہوتا ہی کہ عورتون مین جماعت کی گنجایش نہین کہتے ہین اور حق یہ ہی کہ یہ حدیثین دال ہین اوپر کراہیت مطلق جماعت کے بحیثیت اور خصوصیت
جماعت خاص کی نہین اور کلام ہمارا جماعت خاص مین ہی اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا تھا ایک عورت کو کہ امامت
کرے اپنے گھر والون کی اور موذن مقرر کیا تھا اوسکے واسطے لیکن سند اوسکی ضعیف ہی اور تفصیل اسکی شوکانی کی ابن حبان نے کتاب الثقات
مین اور تفصیل فتح القدیر مین ہی اور مرد کو عورتون کی امامت کرنا مکروہ نہین جیسا بیان کیے ہین اس باب مین ابن ابی شیبہ نے آثار صحیحہ

حضرت عمر اور علی اور حسن وغیرہم سے ص جوان عورتون کا ہر نماز جماعت مین اور بڑھیون کا ظہر اور عصر مین حاضر ہونا مکروہ ہے
اور فجر مغرب عشا مین بڑھیون کا آنا مکروہ نہین ف اور جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا کہ نہ منع کرو لونڈیون
کو اللہ کی مسجدون سے اللہ کی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اذن مانگے عورت تمھارے لیکے مسجد مین جانے کی تو منع
نکرے اوسکا اور دلیل منع کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عورتون کو عشا مین حاضر ہونے سے اور صحیح مسلم مین ہے نہ منع
کرو عورتون کو مسجد مین جانے سے مگر رات کو یعنی رات کو جانے سے منع کرو اور فرمایا حضرت عائشہ رضی نے کہ اگر دیکھتے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اوسکو جو نکالا عورتون نے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے البتہ منع کرتے اونکو جیسا کہ منع کی گئی عورتین بنی اسرائیل کی اور روایت کی
ابن عبد البر نے تمہید مین عائشہ رض سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اے آدمیون منع کرو عورتون کو زینت کے پہننے سے اور اتراکر
دکھلانے کی راہ سے مسجد مین جانے سے کیونکہ نہین لعنت کیے گئے بنی اسرائیل یہان تک کہ نکلین عورتین اونکی دکھانے کی راہ سے مسجدون مین اور
صحیح یہی ہے کہ اس زمانے مین خصوصا ملک ہند مین احتیاط اور تقوی اور مقتضا دینداری یہ ہے کہ گھرون مین اپنے عورت نماز پڑھے اور باہر نکلنے اور
منع کیجاوے نکلنے سے اور اسی پر فتوی ہے ص متوضی کو متیمم کے پیچھے اور دھونے والے کو مسح کرنے والے کے پیچھے اور سیدھے کھڑے ہونے والے کو
بیٹھے اور کبڑے کے پیچھے اور اشارہ کرنے والے کو پیچھے اشارے سے پڑھنے والے کے اور نفل پڑھنے والے کو فرض پڑھنے والے کے پیچھے
اقتدا درست ہے ف پہلے مسئلے مین خلاف ہے محمد رحمہ اللہ کا اونکے نزدیک جائز نہین اور تیسرے مین بھی امام محمد کا یہی مذہب ہے اور
وہی قیاس ہے لیکن ترک کیا ہمنے اس قیاس کو ساتھ نص کے اور وہ یہ ہے کہ پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر نماز بیٹھ کے اور
لوگ اونکے پیچھے کھڑے تھے اور پڑھی حضرت ابو بکر رض نے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مرض موت مین اور صحیح ہونا اسمین
بہت روایتین اور اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے ص اقتدا مرد کی ساتھ عورت اور لڑکے اور خنثے کا اور ننگے کا ساتھ معذور کے
اور قاری کی ساتھ ان پڑھ کے اور پہننے والے کی ساتھ ننگے کے اور اشارہ نکرنے والے کی ساتھ اشارے سے پڑھنے والے کے اور
فرض پڑھنے والے کی ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہین اور اسی طرح جو مقتدی اور فرض پڑھتا ہے اور امام دوسری نماز
فرض پڑھتا ہے تو بھی درست نہین مقتدی کی نماز ف اقتدا ساتھ عورت اور لڑکے کے اسواسطے جائز نہین کہ لڑکے کے اوپر تو
نماز نفل ہے اور فرض نماز پڑھنے والے کی اقتدا ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہین اور کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے کرو
عورتون کو کیونکہ پیچھے کیا اونکو اللہ نے اور مروی ہے مصنف ابن ابی شیبہ مین کہ کہا عطاء اور عمر بن عبد العزیز نے کہ نہ امامت کرے
لڑکا قبل احتلام کے فرض مین اور نہ غیر فرض مین اور ایسا ہی مروی ہے عامر اور مجاہد اور شعبی سے کہتے ہین کہ نہ امامت کرے لڑکا
جب تک اوسکو احتلام ہووے اور کہا ابراہیم نخعی نے نہین حرج ہے کہ امامت کرے لڑکا قبل احتلام کے ماہ رمضان مین یعنی تراویح مین
ص امام قرأت کا طول نکرے اور اسی طرح جسے پہلی رکعت مین دوسری سے زیادہ طول نکرے مگر نماز فجر مین ف کیونکہ مروی ہے
صحیحین مین کہ جب امامت کرے تم مین سے کوئی تو چاہیے کہ تخفیف کرے نماز مین کیونکہ جماعت مین ضعیف اور بیمار اور بوڑھے
سب طرح کے لوگ ہین اور جب اکیلا پڑھے تو جتنا چاہے طول کرے اور مسلم مین یہ ہے کہ اون مین صغیر و کبیر و ضعیف و مریض و صاحب
حاجت ہین اور صحیحین مین ہے انس سے کہا انھون نے نہین پڑھی مینے نماز خفیف کسی امام کے پیچھے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ... یہ ہے کہ قرأت مسنونہ سے زیادہ کم نکرے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور حضرت معاذ نے ایکبار فجر کی نماز مین سورہ بقرہ پڑھی ...

اور اکیلے پڑھکے چلا گیا اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور آپ نے عشا میں پڑھنے کو سبح اسم ربک الاعلیٰ و اقرأ باسم
ربک و الشمس و ضحٰہا وغیرہ ارشاد فرمایا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ یہ مغرب میں ہی غرض بہر صورت رعایت حال ضرور ہے اور ظہر
تراویح میں بھی نہایت طول کرنا مکروہ ہے بلکہ اکثر رات میں جو لوگ ختم کرتے ہیں جماعت سے مکروہ ہے تین دن سے کم میں نہیں چاہیے ص جب
مقتدی ایک ہو امام اوسکو داہنی طرف کھڑا کرے اور اگر زیادہ ہوں تو امام آگے بڑھ جاوے اور اونکو حکم تاخیر کا نہ کرے کیونکہ ایک آدمی کا
آگے بڑھنا بہت آدمیوں کے ہٹنے سے آسان ہے ف پہلے مسئلے کی دلیل یہ ہے کہ روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رہا میں ایک رات
نزدیک میمونہ بنت حارث خالہ اپنے کے سو کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کو رات میں تو کھڑا ہوا میں حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے بائیں طرف تو پکڑا سر میرا اور کر لیا مجکو داہنی طرف روایت کی یہ ابن ابی شیبہ و بخاری اور مسلم وغیرہم نے اور اگر اوسکے
پیچھے یا بائیں طرف ہو کے نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن گنہگار ہوگا بوجہ مخالفت سنت کے اور اگر دو آدمی ہوں تو امام ہمارے نزدیک
اونسے آگے بڑھ کے نماز پڑھاوے اور امام ابی یوسف کے نزدیک بیچ میں اون دونوں آدمیوں کے کھڑا ہووے اور حضرت عبد اللہ بن
مسعود نے کھڑا کیا اسود اور علقمہ کو داہنے بائیں اور آپ بیچ میں کھڑے ہوئے اور جب نماز پڑھ چکے تو کہا ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
روایت کی یہ مسلم نے اور کہا ابن عبد البر نے نہیں صحیح ہے رفع اوسکا اور صحیح اونکے نزدیک وقف ہے ابن مسعود پر اور کہا نووی نے خلاصے میں ایسا
ہی اور اخراج کیا اوسکا مسلم نے دو طریقوں سے اور ایک طریقے تیسرے میں فقط رفع ہے اور دو میں رفع نہیں اور دلیل ہماری بہت حدیثیں ہیں روایت
کی جابر رضی اللہ عنہ نے موافق مذہب ہمارے کہ اور انس نے کہ اونکی دادی ملیکہ نے بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے کھانے کے سو کھایا
آپ نے پھر کہا کھڑے ہو تا نماز پڑھوں میں آخر یہاں تک کہ کھڑے ہوئے ہم اور یتیم پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دادی میری ہمارے
پیچھے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے لیث سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب پڑھتے نماز اور تین آدمی ہوتے تھے امام
سمیت پیچھے کرتے تھے دو آدمیوں کو اور آگے ہوتے تھے آپ اور روایت کی براء بن لبیرہ سے انھوں نے حضرت علی سے کہ فرمایا انھوں نے
جب ہوں تین آدمی تو آگے ہو اونمیں ایک آدمی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے انس سے مانند اسکے جو اوپر گذرا اور یہی مذہب ہے اکثر صحابہ
اور تابعین کا ص اور اگر امام کی نماز فاسد معلوم ہو تو مقتدی بھی پھر پڑھیں ف کیونکہ ہدایہ میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص امامت کرے قوم کی پھر ظاہر ہو کہ وہ بے وضو تھا یا جنب تھا اعادہ کرے نماز اپنی کا اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں اور یہ
حدیث غریب ہے نہیں پایا اوسکو میں نے اور روایت کی محمد بن الحسن نے کتاب الآثار میں حدیث بیان کی ہمسے ابراہیم بن یزید مکی نے انھو
نے عمرو بن دینار سے انھوں نے حضرت علی سے کہ کہا انھوں نے اوس شخص میں جو پڑھے نماز قوم میں جنب کہا کہ وہ اعادہ کرے نماز کا اور وہ
لوگ بھی اعادہ کریں اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے کہ حضرت علی نے پڑھائی نماز بھولے سے اور وہ جنب تھے پس لوٹائی انھوں
نے تو اعادہ کیا انھوں نے نماز کا اور حکم کیا اون لوگوں کو اعادہ کا اور روایت کی امام احمد نے بسند صحیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرمایا امام ضامن ہے اور روایت ہے ابی امامہ سے کہا کہ نماز پڑھی عمر نے ساتھ آدمیوں کے جماعت سے جنب سو اعادہ کیا اون لوگوں نے تو فرمایا
حضرت علی نے کہ چاہیے جسنے تمہارے ساتھ نماز پڑھی کہ اعادہ کرے سو رجوع کیا انھوں نے طرف قول حضرت علی کے روایت کیا اسکو
عبد الرزاق نے اور وہ حجت ہے روایت کی دارقطنی نے جویبر سے انھوں نے ضحاک بن مزاحم سے انھوں نے براء سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو امام بھول جاوے اور نماز پڑھا دے قوم کی اور وہ جنب ہو تو تحقیق کہ جائز ہو گئی نماز اونکی اور غسل کرے امام پھر اعادہ کرے اپنی نماز کا

اور اگر نماز پڑہے بغیر وضو تو اوسکا بھی یہی حکم ہے ضعیف ہے جویبر متروک ہے اور ضحاک نے نہین ملاقات کی ہے ابن عباس سے اور حکیم اتفاقاً ہے **ص** اور پہلے مرد صف باندہین پھر لڑکے پھر خنثے پھر عورتین **ف** اسی طرح حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہون مجھسے عقل والے لوگ یعنی بالغ پھر جو اونسے نزدیک ہین پھر جو اونسے نزدیک ہین آخر حدیث تک روایت کیا اسکو مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے اور صف مین چاہیے کہ خوب ملکے کھڑے ہون اور جگہ باقی نرہے اور جو شخص صف کی جگہ خالی کو بند کرے یعنی اوسمین کھڑا ہو جاوے یا کسی اور کو اوسمین کھڑا کرے تو حدیث مین ہے کہ مغفرت ہوگی اوسکی روایت کیا اسکو بزار نے اسناد حسن سے اور بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین فتح القدیر مین سب مذکور ہین اور خنثی اوسکو کہتے ہین کہ اوسمین عورت اور مرد دونون کی علامتین موجود ہون اور اوسکو عورت پر مقدم کیا کیونکہ ایک شائبہ مرد کا اوسمین موجود ہے اور لڑکون سے مؤخر کیا کیونکہ ایک شائبہ عورت کا اوسمین موجود ہے **ص** تو اگر عورت مرد کے پہلو مین برابر ہو گئی اور بیچ مین کچھ حائل نہین اور وہ عورت لائق شہوت ہے اور امام نے اوسکی امامت کی نیت کی ہے اور نماز مین دونون شریک ہین مرد کی نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر امام نے نیت عورت کی نہین کی ہے نماز عورت کی باطل ہو جاویگی اور نماز کی شرکت کے معنی یہ ہین کہ دونون اپنے تحریمے کو امام کے تحریمے پر بنا کرنے والے ہون اور اون دونون کے واسطے امام ہو اوس نماز مین جو وہ دونون پڑھتے ہین یا حقیقۃً مثلاً دونون مقتدی ہون یا حکماً مثلاً کسی مرد اور عورت کو نماز مین حدث ہوا اور اونسے اور عورت نے بنا کی اور امام فارغ ہوا اور عورت مرد کے برابر ہوگئی تو نماز فاسد ہو جاویگی اور مسبوق کی اگر ما سبق کے ادا کرنے مین برابر ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد نہوگی یہ جب ہے کہ امام عورتون کی نیت کرے اور اگر نیت نہ کی تو عورت کی نماز باطل ہو جاویگی اور اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر اقتدا کرے ساتھ امام کے برابر کسی شخص کے تو اقتدا اوسکی صحیح نہوگی مگر یہ کہ امام اوسکی امامت کی نیت کرے اور اگر عورت نے برابر کسی کے اقتدا نہین کی ایک روایت مین نیت امام کی شرط ہے اور ایک روایت مین شرط نہین اور تفصیل اسکی شرح وقایہ عربی مین خوب ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے اور اگر امامت کی اُمّی نے قاری اور اُمّی نے پڑھی تو سبکی نماز فاسد ہوئی یا اُمّی کو خلیفہ کیا اگرچہ پچھلی دو رکعتون مین ہو سبکی نماز فاسد ہو جاویگی لیکن نماز قاری کی سو اسواسطے کہ اوسنے قرارت باوجود قدرت کے ترک کی اور نماز اُن پڑھون کی سو اسواسطے کہ جب مصلیون نے رغبت کی جماعت کی تو چاہیے کہ قاری کے ساتھ اقتدا کرین تا کہ قرارت اوسکی ان لوگون کی قرارت ہو جاوے تو گویا اون لوگون نے بھی قرارت ترک کی اور دوسرے مسئلے مین خلاف امام زفر کا ہے

## باب حدث مین بیچ نماز کے

مصلی کو اگر نماز مین حدث ہووے وضو کر کے تمام کر لیوے اور بعد تشہد کے ہو تو بھی تمام کرے اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو جاویگی اور شروع سے پڑھنا افضل ہے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک شروع سے پڑھے اور باقی نماز کو بنا نکرے کیونکہ حدث منافی نماز کا ہے اور چلنا فاسد کرتا ہے نماز کو اور یہی موافق قیاس ہے لیکن ترک کیا ہمنے دلیل اوسکے جو فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قی کرے یا نکسیر اوسکی پھوٹے یا مذی نکلے اوسکی نماز مین تو چاہیے کہ پھرے اور وضو کرے اور بنا کرے اپنی نماز پر اور یہ حدیث اور پرگندی نواقض وضو کے بیان مین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مانند اسکے موقوفاً اوپر عمر اور علی اور ابوبکر صدیق کے اور ابن عمر اور سلیمان فارسی رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور تابعین سے مثل علقمہ اور طاؤس اور سالم اور سعید بن جبیر اور شعبی اور ابراہیم نخعی اور عطاء اور مکحول اور سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور روایت کی ابن ماجہ نے حدیث

حضرت عایشہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے اور حدث ہو جاوے اوسکو تو چاہیے کہ پکڑے ہے
ناک اپنی پھر پھرے اور اس جگہ حدث سے مراد ناک سے خون نکلنا ہی اسی واسطے آگے فرمایا کہ پکڑے ہے ناک اپنی صح اور اگر امام کو حدث
ہووے تو مقتدیوں میں سے کسیکو خلیفہ کرے پھر وضو کرے اور نماز جہان وضو کیا ہی اوس جگہ یا پہلی جگہہ پر تمام کرے اور جو شخص اکیلا ہووے
وہ بھی وضو کی جگہہ یا پہلی جگہہ پر تمام کرے اگر خلیفہ فارغ ہو جاوے اور اگر فارغ نہیں ہوا امام خلیفہ کے پیچھے نماز کو تمام کرے اور
مقتدی بھی ایسا ہی کرے ف کیونکہ مروی ہی حدیث میں کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے سہو کرے یا نکسیر اوسکی پھوٹے تو چاہیے
کہ رکھے ہاتھ اپنا اوپر موتہہ کے اور آگے کرے اپنی جگہہ پر اوسکو جسکو کوئی حدث نہ پہونچا ہووے ایسا ہی ہے آئے ہیں اور کہا شیخ ابن الہمام
نے غریب ہی اور اسپر اجماع صحابہ کا ہی اور بیان کیا اسکو احمد اور ابن المنذر نے عمر اور علیؓ سے اور روایت کی اثرم نے حضرت ابن عباسؓ سے
کہ نکلے ہمارے اوپر حضرت عمرؓ واسطے نماز ظہر کے تو جب داخل ہوئے نماز میں تو پکڑا انھوں نے ہاتھ ایک شخص کا جو اونکے داہنی طرف تھا پھر پھر
چیرتے تھے صفوں کو تو جب نماز پڑھی تھی ہمنے یکایک دیکھا کہ حضرت عمر نماز پڑھتے ہیں پیچھے ایک ستون کے تو جب ادا کی انھوں نے
نماز کہا کہ جب داخل ہوا میں نماز میں تو دیکھی میںنے ایک چیز اور چھوا میںنے اوسکو ہاتھ سے تو پائی میںنے اوسکو تری مذی کی اور روایت کی بخاری
نے عمرو بن میمون سے استخلاف کو یعنی خلیفہ کرنے کو اور روایت کی سعید نے کہا کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارے حضرت علیؓ نے ایک روز نکسیر
پھوٹی اونکی سو پکڑا ہاتھ ایک شخص کا اور آگے کیا اوسکو اور پھر وہان سے اور صاحبین کی دلیل یہ ہی جو روایت کی ترمذی نے عبداللہ بن
عمرو بن العاص سے کہ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے جب حدث کرے کوئی شخص اور وہ بیٹھا تھا اخیر جلسہ واسطے آخر نماز کے قبل سلام کے
تو تحقیق کہ جائز ہوئی نماز اوسکی اور کہا ترمذی نے نہیں ہی اسناد اوسکی قوی اور اضطراب کیا ہی اوسکی اسناد میں صح
اور اگر کوئی شخص نماز میں مجنون یا بیہوش ہو گیا یا سو گیا اس طرح کہ وضو نہیں جاتا اور اوسکو احتلام ہوا یا قہقہہ کیا یا قصداً
حدث کیا یا ورم سے زیادہ پیشاب یا اور نجاست اوسپر پڑ گئی یا اوسکے زخم لگ کے خون جاری ہوا یا اوسنے جانا کہ میںنے حدث
کیا اور مسجد سے اگر مسجد میں ہوا صفوں سے اگر باہر مسجد کے ہو نکل گیا پھر اوسکو معلوم ہوا کہ حدث نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں نماز باطل
ہو گئی پھر سرے سے پڑھے اور اگر مسجد کے باہر نہیں نکلا اور صفوں سے بھی متجاوز نہیں ہوا تو بنا کرنا درست ہی اور اگر بعد تشہد کے جان سے
حدث یا کوئی اور عمل منافی صلوٰۃ کے کیا نماز اوسکی تمام ہو جاویگی اور بعد تشہد کے اگر تیمم کرنے والے نے پانی پر قدرت پائی یا موزہ کو
تھوڑے عمل سے جو منافی نماز نہیں اوتار لیا یا مدت مسح کی تمام ہو گئی یا ان پڑھے کو سورت یاد آ گئی یا ننگے نے کپڑا پایا یا اشارہ
کرنے والا رکوع اور سجدے پر قادر ہو گیا یا ترتیب والے کو نماز قضا یاد آ گئی اور اسکا بیان آگے آویگا یا امام نے ان پڑھے کو خلیفہ کیا
یا نماز فجر میں آفتاب نکل آیا یا نماز جمعہ میں عصر کا وقت آ گیا یا عذر والے کا عذر زائل ہو گیا یا پٹی زخم سے تندرستی کے سبب سے گر پڑی
ان سب بارہ صورتوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو گئی اور اگر بعد تشہد کے
امام نے قہقہہ کیا یا قصداً حدث کیا مسبوق کی نماز باطل ہو جاویگی اور اگر باتین کین یا مسجد سے نکل گیا تو جائز ہو گی اور اگر امام قراءت
میں رک گیا تو دوسرے کو خلیفہ کرنا درست ہی اگر کم ایک آیت سے پڑھا ہووے تو اگر اتنا پڑھ چکا کہ نماز جائز ہو جاویگی اور پھر خلیفہ کیا نماز فاسد
ہو گی اگر امام نے مسبوق کو خلیفہ کیا تو درست ہی اور مسبوق نماز کو تمام کرے اور مدرک کو خلیفہ کرے تاکہ وہ سلام پھیرے
اور مسبوق باقی نماز اپنی پڑھ لیوے ف مسبوق اوسکو کہتے ہیں جو بعد ایک رکعت یا دو رکعت یا زیادہ کے شریک ہوا

بندے کے اور وہ نماز مین ہوتا ہی پھر جب التفات کرتا ہی منہ پھیر لیتا ہی اللہ منہ اپنا اوس سے اور روایت ہی انس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچ تو التفات سے نماز مین اسواسطے کہ التفات ہلاک کرنے والا ہی تو اگر ضرور ہو تو نفل مین نہ فرض مین روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو اوسنے گردن پھیرے سکروہ نہین کیونکہ روایت کی ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو عبداللہ بن عباس سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التفات کرتے نماز مین داہنے بائین اور نہ پھیرتے تھے گردن اپنی کہا ترمذی نے کہ یہ غریب ہی اور کہا ابن القطان نے کہ صحیح ہی اگرچہ ترمذی کے طریقے سے غریب ہی اور ظاہر ہوا اوسکا ایک طریقہ دوسرا مسند بزار مین ص ساتوین کنکریون کا ہٹانا مگر ایک بار سجدے کے لیے ف اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم عبث سے ہی مگر یہ کہ جب سجدہ کرنے کی جا نہو سکے تو اوسوقت ایکبار ہاتھ سے ہٹا دینا جائز ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ابوذر کے کہ ایکبار اے ابوذر ورنہ چھوڑ اوسکو اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر شی کو یہان تک کہ پوچھا مینے آپ سے کنکریون کے ہٹانے کو کہا کہ ایکبار رخصت دیتا ہون مین اور اسی طرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا گیا موقوف کہا دارقطنی نے اور وہی صحیح ہی اور روایت ہی کتب ستہ مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کر کنکریون کو اور تو نماز پڑھتا ہو اور اگر ضرورت پڑے تو ایکبار اور راوی اسکے معیقیب ہین ص آٹھوین کمر پر ہاتھ رکھنا ف کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہی روایت کی جماعت نے سوا ابن ماجہ کے ابوہریرہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ نماز پڑھے آدمی کمر پر ہاتھ رکھکے اور دوسری وجہ کراہت کی یہ ہی کہ مخالف ہی سنت مشہورہ کے اور وہ ہاتھون کا باندھنا ہی ناف کے نیچے ص نوین دونو ہاتھون کا کھینچنا اور سینے کو آگے کرنا واسطے سستی کے دسوین کتے کی طرح بیٹھنا اسطرح کہ دونون سرین پر بیٹھے اور دونون زانو کو کھڑا کرے گیارھوین سجدے مین دونون بازو کو بچھا دینا ف کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ فرمایا حضرت ابوذر نے کہ منع کیا مجکو میرے دوست نے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزون سے ایک یہ کہ چونچ مارون مثل چونچ مارنے مرغ کے یعنی جلدی جلدی سجدے مین جاؤن اور پھر جلدی اوٹھ کھڑا ہون اور یہ کہ بیٹھون مثل بیٹھک کتے کے اور یہ کہ بچھاؤن مین بچھانا لومڑی کا اور یہ حدیث غریب ہی نہین ملی مجکو اور مسند احمد مین ہی ابوہریرہ سے کہ منع کیا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزون سے اور ذکر کین وہی دو چیزین اول کی لیکن اخیر مین بیان کیا کہ التفات سے مانند التفات لومڑی کے اور صحیح حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے گھائی شیطان سے اور گھائی شیطان کی کتے کی طرح بیٹھنا ہی اور اس سے کہ بچھاوے آدمی دونون بازو اپنے مانند بچھانے درندے کے واللہ اعلم ص بارھوین چار زانو بیٹھنا ف اسواسطے کہ خلاف سنت ہی ص تیرھوین اکیلے امام کا کھڑا ہونا مسجد کی محراب مین یا دکان پر امام کا کھڑا ہونا اور قوم کا نیچے یا قوم کا دکان پر اور امام کا نیچے ف اسواسطے کہ وہ مشابہ ہی اہل کتاب کے کہ وہ امام کے واسطے ایک مکان اونچا بناتے مین اور اوسمین امام کھڑا ہوتا ہی اور دکان کی بلندی بعضون نے کہا ہی کہ بقدر قامت آدمی کے اور بعضون نے کہا ہی ایک ہاتھ اور اس سے کم مین کراہت نہین اور بعضون نے کہا ہی کہ مسجد جب تنگ ہووے تو کچھ مضایقہ نہین کہ امام محراب مین کھڑا ہووے ص چودھوین کھڑا ہونا مصلی کا صف کے پیچھے جسمین جگہ باقی ہی ف اور اوپر بیان اسکا گذرا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نظر کرے

طرف فرشتے کے یعنی صف مین جو جگہ باقی ہو تو اوسکو بند کرے اور بعض روایات مین ہی کہ نماز کا اعادہ لازم ہوگا اگر ہیئت تنہا
پیچھے صف کے پڑھیگا ص پندرھوین تصویر کا ہونا کمرہ مین یا اوسکے آگے یا برابر داہنے بائین اور اگر پیچھے یا نیچے قدم کے ہی تو مکروہ نہین
ف کیونکہ حضرت جبرئیل نے کہا کہ ہم نہین داخل ہوتے اوس گھر مین جس مین کتا ہی یا تصویر ہی روایت کیا اوسکو مسلم نے عائشہؓ سے
ایک حدیث طویل مین اور اوسکے معنی مین بہت حدیثین صحیح آئی ہین فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین داخل ہوتے
ملائکہ اوس گھر مین جس مین کتا ہو یا تصویرین ہون ص سولھوین سر ننگے نماز پڑھنا سستی اور کاہلی کے سبب سے اور اگر واسطے
عاجزی کے پڑھے تو مکروہ نہین سترھوین برے کپڑون مین جو گھر مین پہنے رہتا ہی اور لوگون کے پاس اون کپڑون سے
نہین جاتا اون کپڑون سے نماز پڑھنا ف کیونکہ لوگون کی تو عزت کرتا ہی اور شرم کرتا ہی اونکے پاس برے کپڑے پہن کے
جانے سے اور نماز کی کچھ عزت و آبرو نہین حالانکہ اگر کسی امیر کے دربار مین جاتا ہی تو جو اوسکے عمدہ کپڑے ہوتے ہین او پہنکے
جاتا ہی نہ کہ جب درگاہ احکم الحاکمین مین جاوے تو جو اچھے کپڑے ہون بعزت تمام اون سے نماز پڑھے اور یہ جب ہی کہ اوسکے پاس اون
کپڑے ہون ورنہ اگر کسی پاس اچھے کپڑے نہین تو اونھی کپڑون سے جو پہنے ہی نماز پڑھے ص اٹھارھوین خاک کے دور کرنے کے واسطے
نماز مین پیشانی کا زمین پر ملنا انیسوین آسمان پر نظر کرنا بیسوین سجدہ پگڑی کے پیچ پر کرنا ف کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ
نے عیاض بن عبداللہ قرشی سے کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سجدہ کرتا ہی اوپر پیچ عمامے کے سو اشارہ کیا ہاتھ سے کہ
اوٹھا لے عمامے اپنے کو یعنی پیشانی پر سے اونچا کرلے کہ پیشانی کھل جاوے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبادہ بن صامت سے
کہ وہ جب ارادہ کرتے تھے نماز کا اوتار لیتے تھے عمامہ سر پر سے اور اس باب مین مروی ہی حضرت علی اور ابن عمر اور جعدہ بن ہبیرہ سے
ص اکیسوین آیتون کا گننا ف اسواسطے کہ یہ شغل ہی نماز مین ص بائیسوین کپڑا جسمین تصویر ہو اوسکا پہننا ف
کیونکہ وہ مشابہ ہی بت کے اوٹھانے والے کے ساتھ اور نماز جائز ہی ص اور مسجد کے اوپر وطی اور پیشاب اور پیخانہ مکروہ
ہی ف بسبب عزت اور حرمت مسجد کے ص اور دروازہ مسجد کا بند کرنا بھی مکروہ ہی ف کیونکہ اسمین قلت جماعت
ہوگی ص اور مسجد کا نقش کرنا ساتھ گچ اور ساج یا سونے کے پانی سے مکروہ نہین اور کھڑا ہونا امام کا مسجد مین
اور سجدہ کرنا محراب مین مکروہ نہین اور جو شخص کہ بیٹھا باتین کر رہا ہو اوسکے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہین ف کیونکہ روایت کی
ابن ابی شیبہ نے نافع سے کہ تھے ابن عمر جب نہ پاتے تھے راہ طرف ستون وغیرہ کے کہتے تھے کہ میرے واسطے تیری پیٹھ ہو اور مخالف
ہی اوسکے جو روایت کی بزار نے حضرت علیؓ سے کہ دیکھا اونھون نے ایک شخص کو کہ نماز پڑھتا تھا پیچھے ایک شخص کے سو حکم کیا اوسکو
کہ اعادہ کرے نماز کا اور اسی طرح سوتے کے پیچھے بھی درست ہی کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ یہ کہ نماز پڑھتے
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے اور وہ سوتی تھین درمیان اونکے اور درمیان قبلے کے
اور مخالف ہی اوسکے جو مروی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے نہ نماز پڑھو پیچھے سوتے اور باتین کرنے والے کے
لیکن وہ ضعیف ہی اور بھی مروی ہی مسند بزار مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منع کیا گیا مین کہ نماز پڑھون
مین طرف اون لوگون کی جو کھڑے ہین اور باتین کرتے ہین اور کہا بزار نے کہ نہین جانتا ہون مین اوسکو مگر ابن عباس سے اور جواب
اوسکا یہ ہی کہ یہ جب ہی کہ آواز اونکی شدت سے ہو اور اوس سے خوف شغل کا ہو نماز مین واللہ اعلم ص [illegible]

کہ تصویرین بنی ہین اگر اوسپر سجدہ نہین کرتا تو نماز پڑھنا وہان مکروہ نہین اور جو صورت اتنی چھوٹی ہو کہ دکھلائی نہین دیتی یا سو
جیتا کے اور کسی چیز کی تصویر یا حیوان کی مگر اوسکا سر کٹا ہو تو مکروہ نہین اور مار ڈالنا بچھو اور سانپ کا بھی نماز مین مکروہ نہین ف
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُقْتُلُوا الْاَسْوَدَیْنِ وَلَوْ کُنْتُمْ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی قتل کرو بچھو اور سانپ کو اگرچہ تم
نماز مین ہو کہا ترمذی نے حدیث صحیح ہے اور آمین اگر عمل کثیر بھی ہووے تو بھی نماز مین کچھ حرج نہین اور یہی صحیح ہے ص اور جس
گھر مین کہ مسجد ہے اوس گھر کی چھت پر پیشاب کرنا مکروہ نہین اسواسطے کہ وہ حکم مسجد کا نہین رکھتا کہ پیشاب اوسپر مکروہ ہووے

## باب وتر اور نوافل کے بیان مین

وتر امام اعظم کے نزدیک واجب ہے اور نزدیک صاحبین اور امام شافعی کے سنت ہے ف اور دلیل اسکے وجوب کی یہ ہے کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے زیادہ کیا تمھاری نمازون مین ایک نماز کو آگاہ ہو کہ وہ وتر ہے تو پڑھو اوسکو درمیان
عشا کے طلوع فجر تک ایسا ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مروی ہے عمرو بن العاص اور عقبہ بن عامر اور ابن عباس اور ابن عمر اور ابو سعید
خدری رضی اللہ عنہم سے اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین بھی مروی ہے اور خارجہ بن حذافہ اور ابو بصرہ غفاری سے
حدیث عمرو اور عقبہ کی روایت کیا اوسکو اسحٰق بن راہویہ نے مسند مین ثنا سُوَیْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ ثَنَا قُرَّۃُ بْنُ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ حَبِیْبٍ عَنْ اَبِی الْخَیْرِ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْیَزَنِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعُقْبَۃَ
ابْنِ عَامِرٍ عَنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوۃً ہِیَ لَکُمْ خَیْرٌ مِّنْ حُمُرِ النَّعَمِ اَلْوِتْرُ وَہِیَ لَکُمْ فِیْمَا بَیْنَ
الْعِشَاءِ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ یعنی بتحقیق کہ زیادہ کی تمکو اللہ نے ایک نماز کہ وہ بہتر ہے واسطے تمھارے سرخ چارپایون سے اور
وہ وتر ہے درمیان عشا کے طلوع فجر تک اور ضعیف کیا یحییٰ بن معین نے قرہ کو اور لیکن حدیث ابن عباس کی سو روایت کیا اوسکو
دارقطنی اور طبرانی نے نضر ابو عمر سے اونہون نے عکرمہ سے اونہون نے ابن عباس سے اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے بسبب نضر کے
اور لیکن حدیث ابن عمر کی سو اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے غرائب مالک مین اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ حمید بن ابی الجون کے
اور الفاظ اوسکے یہ ہین اِنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوۃً وَہِیَ الْوِتْرُ اور لیکن حدیث ابو سعید خدری کی روایت کیا اوسکو طبرانی نے
اور الفاظ اوسکے وہی ہین جو حدیث ابن عباس کے ہین جسکو روایت کیا طبرانی نے اور لیکن حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
کی تخریج کیا اوسکا دارقطنی نے اور اوسمین یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کام کیا ہمکو سو جمع ہوئے ہم سو بیان کی حضرت نے تعریف اللہ کی اور ثنا
اوسکی پھر کہا کہ تحقیق اللہ نے زیادہ کیا تمھارے واسطے ایک نماز کو اور حکم کیا ہمکو وتر کا اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ محمد بن عبید اللہ عرزمی
کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدِ الْاَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ
اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوۃً اِلٰی صَلٰوتِکُمْ ہِیَ الْوِتْرُ
یعنی اللہ نے زیادہ کیا واسطے تمھارے ایک نماز کو اور وہ وتر ہے اور اسناد اوسکی صحیح ہے لیکن حجاج مین کچھ کلام ہے بہر حال درجہ
حسن سے کم نہین اور حدیث ابو بصرہ کی روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن لہیعہ سے انہون نے عمرو بن العاص سے کہا کہ سنا مینے
ابو بصرہ غفاری سے کہ کہتے تھے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تحقیق کہ زیادہ کی اللہ نے تمکو ایک نماز اور وہ
وتر ہے تو پڑھو اوسکو درمیان عشا کے نماز صبح تک اور سکوت کیا اوس سے حاکم نے لیکن ابن لہیعہ ضعیف ہے کہا شیخ ابن الہمام نے

تو اعل یا ابن لہیعۃ یعنی ضعیف کی گئی یہ حدیث ساتھ ابن لہیعہ کے اور لیکن حدیث خارجہ کی سو روایت کیا اوسکو حاکم اور ابو داؤد اور ترمذی سنے اور ابن ماجہ سنے کہ نکلے ہمارے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو کہا تحقیق کہ اللہ نے مدد کی تمہارے ساتھ ایک نماز کی وہ بہتر ہی واسطے تمہارے سرخ چارپایون سے اور وہ وتر ہی تو کیا اوسکو درمیان عشا کے طلوع فجر تک کہا حاکم نے صحیح ہی اور نہین اخراج کیا اوسکا شیخین نے بسبب متفرد ہونے تابعی کے صحابی سے اور وہ جو کہا ہی ترمذی نے کہ یہ غریب ہی اوسکی صحت کے منافی نہین کیونکہ ترمذی اکثر جگہ کہتا ہی حسن صحیح غریب اور وہ جو ابن الجوزی نے ضعیف کیا اس حدیث کو بسبب ضعف ابن اسحق اور عبد اللہ بن راشد کے اور نقل کی تضعیف عبد اللہ کی دارقطنی سے صحیح نہین کیونکہ ابن اسحق ثقہ ہی نہین شبہہ ہی اوسکے ثقہ ہونے مین اور نزدیک محققین محدثین کے اور اگر تسلیم بھی کیا جاوے تو متابع ہی اوسکے لیث بن سعد یزید بن حبیب سے اور لیکن جو نقل کی تضعیف عبد اللہ بن راشد کی دارقطنی سے تو غلطی کی او سمین کیونکہ دارقطنی نے عبد اللہ بن راشد بصری مولی عثمان بن عفان راوی کو ابو سعید خدری سے ضعیف کیا ہی اور لیکن عبد اللہ راوی اس حدیث کا یعنی حدیث خارجہ کا اور وہ عبد اللہ زوفی ہی ابو الضحاک مصری ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور متابعت لیث کی اور تصریح اس بات کی کہ یہ عبد اللہ زوفی ہی دونون باتین اسناد نسائی مین بیچ حدیث مذکور کے کتاب الکنی مین موجود ہی تو ثابت ہو گئی صحت اس حدیث کی اور اگر یہ بھی مان لین تو بھی حدیث ضعیف جب اتنے طریقون سے مروی ہو تو وہ خواہ مخواہ حسن ہو جاویگی بلکہ بعض طریقے خود حسن ہین مثل طریقہ اسحق بن راہویہ کے اور قزو راوی کو اگرچہ ضعیف کیا احمد نے اور کہا کہ منکر الحدیث ہی لیکن کہا ابن عدی نے نہین دیکھی مینے اوسکی کوئی حدیث منکر اور مین جانتا ہون کہ کچھ جرح نہین ساتھ اوسکے اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور قول حضرت کا زاد کم دلالت کرتا ہی کہ ان پانچ نمازون سے ملحق ہی وتر بھی اور ثابت ہوتا ہی اس سے وجوب اسکا جیسا کہ نہین پوشیدہ ہی اگر کوئی کہے کہ اس سے فرضیت ثابت ہوتی ہی جیسے کہ فرضیت ہی پانچون نمازون کی تو جواب اسکا یہ ہی کہ دلیل ظنی ہی اور فرضیت دلیل قطعی سے ثابت ہوتی ہی لیکن ایک اشکال اس مقام پر ہی وہ یہ کہ روایت کی حاکم اور بیہقی نے بسند صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ زیادہ کیا اللہ نے ایک نماز کو طرف نمازون تمہاری کے اور وہ بہتر ہی واسطے تمہارے سرخ چارپایون سے آگاہ ہو کہ وہ دو رکعتین ہین قبل نماز فجر کے یعنی سنتین فجر کی تو اگر یہ لفظ زاد کم موجب وجوب کو ہی تو بر تقدیر اوسکے لازم آتا ہی کہ سنتین فجر کی بھی واجب ہو جاوین اور حال آنکہ وہ بالاتفاق سنت ہین تو اس صورت مین اولی یہ ہی کہ استدلال کرین ساتھ اوس حدیث کے جو سنن ابو داؤد مین ہی ابو المنیب سے اور نام اوسکا عبید اللہ بن عبد اللہ عتکی ہی انھون نے عبد اللہ بن بریدہ سے انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر حق ہی جو وتر نہ پڑھے وہ ہم مین سے نہین وتر حق ہی اور جو وتر نہ پڑھے تو وہ ہم مین سے نہین وتر حق ہی اور جو وتر نہ پڑھے تو وہ ہم مین سے نہین اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور کہا ابو المنیب ثقہ ہی اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور کہا ابن ابی حاتم نے سنا مینے باپ اپنے سے کہتے تھے کہ وہ صالح الحدیث ہی اور انکار کیا گیا ہی بخاری پر اس وجہ سے کہ انھون نے داخل کیا اوسکو ضعفا مین اور کلام کیا او سمین نسائی اور ابن حبان نے اور کہا ابن عدی نے کچھ جرح نہین ساتھ اوسکے تو حدیث حسن ہو گئی اور روایت کی بزار نے اسود سے انھون نے عبد اللہ سے کہ فرمایا حضرت نے الوتر واجب علی کل مسلم یعنی وتر واجب ہی ہر مسلمان پر اور کہا کہ نہین جانتے ہم کہ روایت کیا جاتی ہو یہ حدیث ابن مسعود سے مگر اسی وجہ سے اور اس جگہ ایک اشکال ہی اور وہ یہ کہ روایت کی بخاری و مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے اونٹ پر اور اس سے نفلیت وتر کی معلوم ہوتی ہی اور حضرت معاذ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کیطرف

مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ لیکن وجوب ثابت نہیں ہوتا مگر جبکہ وہ حدیث ثابت ہو جاوے کہ اِجْعَلْ هٰذَا فِيْ وِتْرِكَ یعنی کر اسکو وتر میں کیونکہ صیغہ امر کا اسطے وجوب کے ہی اور ایک طریقہ اسکے وجوب کا اور طرح ثابت ہو سکتا ہی وہ یہ کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھوں نے كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ لَا وِتْرَ اِلَّا بِقُنُوْتٍ یعنی نہیں وتر ہی مگر ساتھ قنوت کے اور وتر واجب ہی تو قنوت بھی واجب ہی اور مشہور قنوت میں وہ ہی جو روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبد الرحمٰن سے کہ سکھایا ہمکو ابن مسعود نے پڑھنا قنوت کا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ اور رفع یدین بھی وقت قنوت کے حدیث ابن عباس سے جو اوپر گذری ثابت ہوتا ہی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبد اللہ سے کہ وہ اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے وقت قنوت کے وتر میں اور یہی دعا قنوت کو روایت کیا ابو داؤد نے مراسیل میں خالد بن ابی عمران سے اور الفاظ اوسکے یہ ہیں اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَخْضَعُ لَكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ يا مَنْ يَّكْفُرُكَ کہا اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ اور کہا احمد بن عمران فقیہ نے حَدَّثَنِيْ نُوْحٌ مَوْلٰى اَبِيْ يُوْسُفَ قَالَ رَاَيْتُ مَوْلَايَ اَبَا يُوْسُفَ اِذَا دَخَلَ فِي الْقُنُوْتِ لِلْوِتْرِ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ یعنی جب جاتے امام ابی یوسف قنوت وتر میں اوٹھاتے ہاتھ اپنے دعا میں کہا ابن ابی عمران نے کَانَ فَرَجٌ ثِقَةً فرج تھا ثقہ اور جسکو قنوت یاد نہو وہ پڑھے بجائے قنوت کے رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہے اور تیسرے مسئلے میں دلیل امام شافعی کی حدیث ابو جعفر رازی کی ہی انس سے کہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے قنوت صبح میں یہاں تک کہ مفارقت کی دنیا کی روایت کیا اوسکو دارقطنی وغیرہ نے اور بخاری میں ہی ابو ہریرہ سے کہ کہا انھوں نے میں قریب تر ہوں ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو تھے ابو ہریرہ قنوت پڑھتے اخیر رکعت میں نماز صبح سے بعد کہنے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کے تو دعا کرتے تھے واسطے مومنوں کے اور لعنت کرتے تھے کافروں کو اور حدیث ابن ابی فدیک کی عبد اللہ بن سعید مقبری سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے ابو ہریرہ سے کہ اوٹھاتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر اپنا جب نماز صبح میں رکوع سے ہاتھ اوٹھاتے اور دعا کرتے ساتھ اس دعا کے اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ آخر تک اور عبد اللہ بن سعید مقبری ضعیف ہی نہایت حجت کا کہا ترمذی نے وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ یعنی عبد اللہ بیٹا سعید مقبری کا ضعیف کیا جاتا ہی حدیث میں کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں وَالْجَوَابُ اَوَّلًا اَنَّ حَدِيْثَ ابْنِ اَبِيْ فُدَيْكٍ الَّذِيْ هُوَ النَّصُّ فِيْ مَطْلُوْبِهِمْ ضَعِيْفٌ یعنی پہلے جواب یہ کہ حدیث ابن ابی فدیک کی کہ وہ نص ہی اونکے مطلب میں ضعیف ہی فَاِنَّهٗ لَا يُحْتَجُّ بِعَبْدِ اللّٰهِ یعنی کیونکہ نہیں حجت پکڑی جاوے گی ساتھ اس عبد اللہ کے اور ما قبل کی حدیثیں منسوخ ہیں ساتھ اوسکے جو روایت کی بزار اور ابن ابی شیبہ و طبرانی اور طحاوی نے حدیث شریک قاضی سے انھوں نے ابو حمزہ قصاب سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے

عبداللہ سے کہا کہ نہیں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح میں مگر ایک مہینے پھر ترک کیا اوسکو نہ پڑھا اوسکو قبل [illegible]
اور نہ بعد اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ قصاب کے ترک کیا اوسکو احمد بن حنبل نے اور ابن معین نے اور ضعیف کیا اوسکو عمرو بن
علی فلاس اور ابو حاتم نے اور رجال ان کی تضعیف کا یہ ہے کہ وہ کثیر الوہم تھا تو اب یہ حدیث رفع اوس حدیث قوی کی جو ابو ہریرہ سے مروی ہے نہوگی
اور جواب یہ کہ اسی طرح ابو جعفر میں کلام ہے کہا ابن المدینی نے اوس میں خلط کرتا تھا حدیث میں اور کہا ابن معین سے خطا کرتا تھا
اور کہا احمد نے قوی نہیں اور کہا ابو زرعہ نے کہ تھا کہ بہت گڈ مڈ وہم کرتا تھا بہت اور کہا ابن حبان نے کہ وہ منفرد ہوتا تھا ساتھ
ذکر حدیثوں کے علما مشہورین سے اور مقوی ہے قصاب کی حدیث کو وہ جو روایت کی قیس بن ربیع نے عاصم بن سلیمان سے کہا کہ کہا
ہمنے واسطے انس کے کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے قنوت فجر میں کہا انس نے کہ جھوٹ بولے
وہ نہیں پڑھی قنوت حضرت نے مگر ایک مہینے کہ بد دعا کرتے تھے ایک قبیلے پر قبیلوں مشرکین سے تو یہ حدیث خود مخالف ہے حدیث انس کے
اور قیس راوی اس حدیث میں اگرچہ ضعیف ہے ضعیف کیا اوسکو یحییٰ بن معین نے لیکن توثیق کی اوسکی اور لوگوں نے اور یہ حال ابو جعفر
کم نہیں بلکہ اوسکے برابر ہے یا اوس سے زیادہ ہے اعتبار میں کیونکہ ضعیف کرنے والے قیس کے کم ہیں ضعیف کرنے والوں ابو جعفر سے
اور ضعیف کیا یحییٰ بن معین نے بسبب اوسکے جو کہا احمد بن سعید بن ابی مریم نے پوچھا میں نے یحییٰ سے قیس بن ربیع کو سو کہا کہ ضعیف ہے نہیں لکھی
جاویگی حدیث اوسکی کیونکہ وہ حدیث بیان کرتا ہے عبیدہ سے اور وہ منصور سے ہوتی ہے اور یہ ضعف موجب ضعف حدیث کو نہیں اسواسطے کہ غایت اوسکی
غلطی ہے اوسکی ذکر عبیدہ میں بدل منصور کے لیکن ضعیف کیا اوسکو اور لوگوں نے سوا یحییٰ کے بھی کہا نسائی نے متروک ہے اور کہا دارقطنی نے
ضعیف ہے اور مروی ہے احمد سے کہ وہ کثیر الخطا تھا اور روایت کی اوسنے حدیثیں منکر اور تھے وکیع اور ابن المدینی ضعیف کرتے تھے اوسکو
اور کلام کیا اوس میں امام المحدثین یحییٰ بن سعید القطان نے لیکن تھے شعبہ کہ ثنا کرتے تھے قیس پر اور تشنیع کی انھوں نے یحییٰ بن سعید پر
بسبب تضعیف اونکی کے قیس کو کہا ابو قتیبہ نے کہا واسطے میرے شعبہ نے لازم پکڑ قیس بن ربیع کو اور کہا ابن حبان نے دیکھیں میں نے
حدیثیں قیس کی روایات قدما اور متاخرین سے اور تلاش کی میں نے اونکی تو دیکھا میں نے اوسکو سچا امانتدار جب جوان تھا اور جب زیادہ
ہوا سن اوسکا تو بگڑ گیا حفظ اوسکا اور اکثر روایتیں اوسکی مستقیم ہیں اور کہا ابو حاتم نے محل اوسکا صدق ہے اور قوی نہیں اور کہا
شمس الدین ذہبی نے قول معتبر قول شعبہ کا ہے اور نہیں جرح ہے ساتھ اوسکے تو کم نہوگا ابو جعفر رازی سے اور مؤید ہے اوسکی وہ جو روایت کیا اوسکو
خطیب بغدادی نے کتاب القنوت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جب کہ بد دعا کرتے کسی قوم کو اور سند
اسکی صحیح ہے اور ضعیف کیا ابن الجوزی نے اوس حدیث انس کو کہ پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نماز صبح میں یہانتک کہ انتقال
کیا اور تشنیع کی اوسپر اور کہا کہ یہ لوگ حدیثوں میں جو نہیں ہماری کتابوں کی محافظت چاہیے بسبب اس بات کے کہ وہ جانتا تھا کہ یہ حدیث
باطل ہے اور بعض روایات اوسکی مشہور بالوضع ہوئی ہیں اور فرمایا حضرت نے جو حدیث بیان کرے مجھ سے ایسی حدیث جو جانتا ہے کہ وہ جھوٹ
ہے تو وہ بھی کاذبین میں سے ہے اور ایک حدیث صحیح روایت کی امام ابو حنیفہ صاحب نے حماد بن ابی سلیمان سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے
علقمہ سے انھوں نے عبداللہ بن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں کبھی مگر ایک مہینا اور نہ دیکھا قبل اوسکے
اور نہ بعد اوسکے اور اس مہینے میں قنوت پڑھی واسطے بد دعا کے ایک قوم پر مشرکین سے اور اس اسناد میں کسی طرح کا ضعف نہیں اور
اسی واسطے خود انس نے صبح میں قنوت نہیں پڑھی جیسے کہ روایت کی طبرانی نے [illegible]

ثنا شيبان بن فروخ ثنا غالب بن فرقد قال كنت عند انس بن مالك رضي الله عنه شهرين
فلم يقنت في صلوة الغداة يعني كها غالب بن فرقد نے تها مين انس كے دو مهينے سو نه قنوت پڑهي انهون نے نماز
فجر مين اور كبهي قنوت بمعني طول قيام كے بهي آتا هي اور جائز هي كه يه غلطي ابو جعفر سے واقع هوئي هو كه انس نے كها هو اس قنوت كو
اور وه سمجها هو دعا كے قنوت كو ايسا هي كها بعض محدثين نے جيسا كه حديث مين آيا هي افضل الصلوة طول القنوت يعني
افضل صلوة وه هي جس مين طول هو قيام كا تو ثابت هو گيا نسخ قنوت كا اور روايت كي ابن حبان نے ابو هريره رضي الله عنه سے كهتے رسول الله
صلي الله عليه وسلم نهين قنوت كرتے تهے نماز صبح مين مگر يه كه دعا كرين واسطے كسي قوم كے يا بد دعا كرين كسي قوم كو اور اس قنوت سے
مراد طول قيام هي كيونكه قنوت بمعني دعا كے كس طرح ثابت هو گي اور روايت صحيح هوئي ابو مالك سعد بن طارق اشجعي سے انهون نے اپنے
باپ سے كها كه نماز پڑهي مين نے پيچهے نبي صلي الله عليه وسلم كے سو نه قنوت پڑهي اور پيچهے ابو بكر رضي الله عنه كے سو نه قنوت پڑهي اور پيچهے عمر
رضي الله عنه كے سو نه قنوت پڑهي اور پيچهے عثمان رضي الله عنه كے سو نه قنوت پڑهي اور پيچهے علي رضي الله عنه كے سو نه قنوت پڑهي
پهر كها كه اي بيٹے ميرے يه بدعت هي روايت كيا اوسكو نسائي اور ابن ماجه نے اور ترمذي نے اور كها يه حديث حسن صحيح هي اور ابن ماجه مين هي
كه مين نے اپنے باپ سے كها كه اي باپ ميرے نماز پڑهي تو نے پيچهے حضرت نبي صلي الله عليه وسلم كے اور ابو بكر اور عمر اور عثمان كے اور پيچهے حضرت علي رض
كے كوفے مين پانچ برس تك كيا قنوت پڑهتے تهے فجر مين كها كه اي بيٹے ميرے محدث يعني بدعت هي اور اخراج كيا مانند اسكے
ابن ابي شيبه نے اور اس سے باطل هو گيا قول خازمي كا كه قنوت فجر مين منقول هي خلفاء اربعه سے اور اسي پر جمهور هين اور بهي
روايت كي ابن ابي شيبه نے ابو بكر اور عمر اور عثمان رض سے كه وه نهين قنوت پڑهتے تهے فجر مين اور روايت كي حضرت علي رض سے كه جب
قنوت پڑهي انهون نے نماز صبح مين انكار كيا لوگون نے اون پر سو كها انهون نے مدد مانگي هم نے اپنے دشمن پر اور انكار كرنے والے لوگ صحابه اور تابعين
تهے اور بهي روايت كي ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن الزبير سے كه وه نهين پڑهتے تهے قنوت فجر مين اور روايت كي
ابن عمر سے كه كها انهون نے قنوت فجر مين نهين ديكها مين نے اور نهين جانا مين نے اور كتاب غايت مين هي كه پوچهے گئے ابن عمر قنوت فجر سے
كها كه نهين قسم اسكي نهين سمجهتے هين هم اوسكو اور سعيد بن جبير نے كها گواهي ديتا هون مين كه سنا مين نے ابن عباس سے كهتے تهے قنوت
نماز فجر مين بدعت هي ذكر كيا اوسكو ابن منده نے اور وه جو نقل كي خازمي نے كه ابن عمر بهول گئے اور قنوت پڑهي انهون نے ساته اپنے
باپ كے نماز فجر مين سو يه غلط هي كيونكه او پر گذرا كه حضرت عمر نے نهين قنوت پڑهي فجر مين اور اسناد اوسكي نهايت صحيح هي اور دوسرے يه كه كها
محمد بن الحسن نے ثنا ابو حنيفة عن حماد بن ابي سليمان عن ابراهيم النخعي عن الاسود بن يزيد انه
صحب عمر بن الخطاب سنتين في السفر والحضر فلم يره قانتا في الفجر يعني اسود صحبت مين رهے عمر بن الخطاب
كي دو برس سفر و حضر مين اور قنوت نه پڑهتے ديكها اونهون نے حضرت عمر كو نماز فجر مين اور اس سند پر كسي طرح كا غبار نهين
اور نسبت ابن عمر كي طرف نسيان كے اس امر مين نهايت بعيد هي كيونكه نسيان اوس امر مين هوتا هي جو كبهي كبهي وقوع مين آتا هو
اور جو هر روز مين هو اوسكے نسيان كا احتمال كيا جا سكے باوجود اسكے كه خود اونكا قول هي ما شهدت و ما علمت يعني
نه حاضر هوا مين اور نه جانا مين نے قل هو الله احد پڑهے وتر كي هر ركعت مين فاتحه اور سورت يعني پهلي
ركعت مين سبح اسم ربك الاعلي اور دوسري مين قل يا ايها الكافرون [illegible]

بہتر ہون سارے نمازے روایت کیا اسکو نسائی نے اور چار رکعتین قبل ظہر کے اونمین ایک ہی سلام ہے یعنی دو رکعتون کے بعد سلام نہ پھیرے بلکہ جب چارون پڑھ لے اور امام شافعی کے نزدیک دو دو کرکے پڑھے اور تمسک کیا حنفیہ نے اوس سے جو روایت کی ابو داؤد نے اور ترمذی نے شمائل مین ابو ایوب انصاری سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ چار قبل ظہر کے نہین ہے اونمین سلام کھولے جاتے ہین اونکے واسطے دروازے آسمان کے اور ضعیف ہے یہ حدیث بسبب ابو عبیدہ بن معتب ضبی کے اور ایک لفظ مین ترمذی کی شمائل مین ہے کہا مینے اے رسول اللہ کیا اونمین سلام فاصل ہے کہا کہ نہین اور اسکا ایک دوسرا طریقہ ہے جو روایت کیا اوسکو امام محمد بن حسن نے موطا مین حَدَّثَنَا بُکَیْرُ بْنُ عَامِرٍ الْبَجَلِیُّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ وَالشَّعْبِیِّ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ یُصَلِّیْ اَرْبَعًا اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ فَسَاَلَهٗ اَبُوْ اَیُّوْبَ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ اِنَّ اَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ فَاُحِبُّ اَنْ یَّصْعَدَ لِیْ فِیْ تِلْکَ السَّاعَةِ خَیْرٌ فَقُلْتُ اَفِیْ کُلِّهِنَّ قِرَاءَةٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَیُفْصَلُ بَیْنَهُنَّ بِسَلَامٍ قَالَ لَا یعنی تھے حضرت پڑھتے چار رکعتین قبل ظہر وقت زوال آفتاب کے تو سوال کیا اونسے ابو ایوب نے اس سے پھر فرمایا حضرت صلعم نے کہ کھولے جاتے ہین اس ساعت مین دروازے آسمان کے سو چاہتا ہون مین کہ چڑھے اس ساعت مین میری کوئی نیکی کہا مینے کیا سب رکعتون مین قرأت ہے فرمایا کہ ہان کہا مینے کیا فصل کیا جاوے اون چارون مین ساتھ سلام کے فرمایا کہ نہین یعنی چار رکعت کے بیچ مین سلام نہ پھیرے **ص** اور دن مین چار رکعت سے نفل زیادہ پڑھنا ایک سلام سے مکروہ ہے اور رات کو آٹھ رکعت سے زیادہ چار رکعتین رات مین ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے **ف** اور صاحبین کے نزدیک رات مین ہر دو رکعت مین ایک سلام چاہیے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین زیادہ کیا اسپر اور اگر کراہیت نہوتی تو زیادہ کرتے واسطے تعلیم جواز کے اور افضل رات مین نزدیک صاحبین کے دو دو ہین اور دن مین چار چار اور امام شافعی کے نزدیک رات دن مین دو دو پڑھنا افضل ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک چار چار پڑھنا رات دن مین افضل ہے امام شافعی کی دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے صَلٰوۃُ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰی مَثْنٰی یعنی نماز دن رات کی دو دو ہین روایت کیا اسکو اصحاب سنن اربعہ نے ابن عمرؓ سے اور صاحبین کے نزدیک اعتبار تراویح پر ہے اور یہ حدیث اسکی اسناد مین شعبہ ہے کہا ترمذی نے اختلاف کیا اصحاب شعبہ نے اوسمین تو بعضون نے اوسکو رفع کیا اور بعضون نے وقف کیا اور روایت کیا اسکو ثقات نے عبد اللہ بن عمرؓ سے اور ذکر کیا اوسمین رات کی نماز کو اور نہین بیان کیا دن کی نماز کو اور ایسا ہی ہے صحیحین مین اور کہا نسائی نے یہ حدیث نزدیک میرے خطا ہے اور وہ جو نسائی نے کہا سنن کبری مین کہ اسناد اوسکی جید ہے نہین معارض ہے اوس کلام کی اسواسطے کہ وجود سند کا نہین مانع ہے خطا دوسری جہت سے کہ عارض ہوئی ہو ثقات کو اور اسیواسطے روایت کیا اوسکو حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث مین پھر کہا کہ رجال اسکے ثقہ ہین مگر یہ کہ اسمین علت ہے کہ اوسکے ذکر سے کلام طویل ہوگا انتہی اور بر تقدیر تسلیم کے تو اسکا جواب ہم دینگے اور خود صاحبین کی دلیل ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے صَلٰوۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی یعنی نماز رات کی دو دو ہین ہو نہین ذکر کیا اوسمین دن کی نماز کو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو کہا حضرت عایشہؓ نے نہین نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی کبھی اور آئے میرے پاس مگر پڑھین چار رکعتین اور اس سے معلوم ہوا کہ رات مین چار رکعتین ایک سلام سے آپ پڑھتے تھے اور روایت کی ابو داؤد نے حضرت عایشہؓ سے کہا تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے نماز عشا کی جماعت سے پھر جاتے تھے گھر مین اور پڑھتے چار رکعتین پھر جاتے تھے اپنے فرش پر سونے کو آخر حدیث تک اور صحیح مسلم مین ہے حدیث معاذؓ سے کہ پوچھا اونسے حضرت عایشہؓ نے

کہ کتنی رکعتیں پڑھتے تھے نماز ضحی کی کہا کہ چار رکعتیں اور زیادہ کرتے تھے جتنا چاہتے تھے اور روایت کی ابو یعلی موصلی نے اپنی
سند میں حدثنا شیبان بن فروخ ثنا طیب بن سلیمان قال قالت عمرۃ سمعت ام المؤمنین
عائشۃ تقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الضحی اربع رکعات لا یفصل بینھن بسلام
یعنی تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے چاشت کی چار رکعتیں نہیں کرتے تھے بیچ میں اونکے سلام اور لیکن اس حدیث سے
ثابت نہیں ہوتا کہ ایک ہی سلام سے چاروں پڑھتے تھے اور ایک دلیل ہے جو مروی ہے صحیحین میں ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے کہ انھوں نے
پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کس طرح تھی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں رمضان کی کہا کہ نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان
میں اور نہ غیر رمضان میں گیارہ رکعت پر پڑھتے تھے چار رکعتیں تو نہ پوچھ اون رکعتوں کے حسن اور طول سے پھر چار سو نہ پوچھ اونکے حسن اور
طول سے یعنی بہت اچھی طرح طول سے پڑھتے تھے اور یہ جو جدا جدا چار چار کو بیان کیا اس سے مطلوب ثابت ہوتا ہے والا آٹھ رکعت سو نہ
پوچھ اونکے حسن اور طول سے اوپر بیان کر چکے ہم سنت ظہر میں کہ آپ نے چار رکعتیں ایک ہی سلام سے پڑھیں تھیں اور حدیث سے
مراد یہ ہے کہ دو دو رکعت کا ایک ایک شفع علیحدہ ہے یا یہ کہ ہر دو رکعت کے بعد تشہد کے واسطے بیٹھے نہ یہ کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے اور دلیل
اسپر یہ ہے جو اخراج کیا اوسکو ترمذی اور نسائی نے ابن المبارک سے انھوں نے لیث بن سعد سے انھوں نے عبد اللہ بن سعید سے انھوں
نے عمران بن ابی انس سے انھوں نے عبد اللہ بن نافع سے انھوں نے ربیعہ بن الحارث سے انھوں نے فضل بن عباس سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز دو دو رکعتیں ہیں تشہد پڑھا جاتا ہے ہر دو رکعت میں واللہ اعلم ص فرض کی دو رکعتوں میں اور
وتر اور نوافل کی سب رکعتوں میں قرارت فرض ہے ف کیونکہ مروی ہے صحیحین میں ابو قتادہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے
ظہر میں دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت اور پچھلی دو رکعتوں میں فقط فاتحہ آخر حدیث تک اور اوپر گذر چکا کہ اگر تسبیح پچھلی دو رکعتوں میں
کہے یا چپکا رہے تو بھی درست ہے روایت کی ابن ابی شیبہ نے شریک سے انھوں نے ابی اسحق سبیعی سے انھوں نے علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما
سے کہ کہا انھوں نے قرارت کر اول کی دو رکعتوں میں اور تسبیح کہہ پچھلی دو رکعتوں میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت غریب ہے اور
روایت کی امام محمد نے موطا میں ثنا محمد بن ابان القرشی عن حماد عن ابراھیم عن علقمۃ بن قیس ان عبد اللہ
بن مسعود کان لا یقرأ خلف الامام فیما یجھر فیہ وفی ما یخافت فیہ من الاولیین ولا فی الاخریین
واذا صلی وحدہ قرأ فی الاولیین بفاتحۃ وسورۃ ولم یقرأ فی الاخریین شیئا یعنی حضرت عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے نہ فاتحہ اور نہ سورت نہ نماز جہری نہ نماز سری میں اور نہ پچھلی دو رکعتوں میں اور جب نماز
پڑھتے تھے اکیلے تو پڑھتے تھے اول دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت اور نہ پڑھتے تھے کچھ پچھلی دو رکعتوں میں ص اور جس نفل کو
قصداً شروع کر لیا ہو ویسے تمام کرنا اوسکا لازم ہے اگرچہ طلوع یا غروب آفتاب کے وقت شروع کیا ہو ف تو اگر بھولے سے شروع کیا ہو ویسے
مثلاً اوسکو معلوم ہو کہ ظہر میں نے نہیں پڑھی اور اوسنے شروع کی اور بعد اوسکے معلوم ہوا تمام میں کہ پڑھ چکا ہوں اور اوسنے نماز توڑ دی
قضا کرنا اوسکا واجب نہیں اور اگر چار رکعت نفل شروع کی پہلے دوگانے میں توڑ دیا ایک دوگانے کی قضا لازم آویگی اور امام ابی یوسف
رحمہ اللہ کے نزدیک چاروں رکعت کی اور اگر دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کے تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہوا اور اوسکو توڑ دیا تو فقط
دوسرے دوگانے کی قضا کرے کیونکہ اول دوگانہ تمام ہو چکا اور یہ اسپر مبنی ہے کہ ہر دوگانہ ایک نماز علیحدہ ہے ف

کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلٰوۃُ اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ مَثْنٰی مَثْنٰی یعنی نماز رات دن کی دو دو رکعتیں ہیں یعنی
ہر دو رکعت ایک نماز علیحدہ ہے ص اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور دونوں دوگانہ یا پہلے دوگانے یا دوسرے میں یا دوسرے دوگانے
کی ایک رکعت میں یا اول دوگانے کی ایک رکعت میں یا اول دوگانے میں اور دوسرے کی ایک رکعت میں قراءت ترک کی دو رکعتوں
کی قضا لازم آویگی اور اگر ہر دوگانے کی ایک رکعت میں یا دوسرے دوگانے میں اور ایک رکعت میں اول کی ترک کی تو چار رکعتوں
کی قضا لازم آویگی اور پہلی اور چھٹی صورت میں امام ابی یوسف کے نزدیک چار رکعتوں کی قضا لازم آویگی اور ساتویں اور آٹھویں صورت
میں امام محمد کے نزدیک دو رکعتوں کی قضا واجب ہوگی اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اور پانچویں صورت میں سب کے نزدیک
قضا دو رکعتوں کی لازم آویگی تو امام صاحب کے نزدیک چھ صورتوں میں دو رکعتوں کی قضا لازم آویگی اور دو صورتوں میں چار
رکعت کی اور امام ابی یوسف کے نزدیک چار صورت میں دو رکعتوں کی اور چار صورت میں چار رکعتوں کی اور امام محمد کے نزدیک سب
صورتوں میں دو رکعت لازم آوینگی اور سب آٹھ صورتیں ہیں اور اگر چار رکعت نفل شروع کیے اور اول دوگانے کے تشہد میں توڑ ڈالا
دوسرے دوگانے کی قضا لازم نہ آویگی اور اگر چار رکعتیں نفل پڑھیں اور بیچ میں انکے نہ بیٹھا اول دوگانے کی قضا لازم نہ آویگی اور بیٹھ کے
نفل پڑھنا شروع ہے اگرچہ کھڑا ہو سکتا ہو درست ہے ف کیونکہ روایت کی جماعت نے سوا مسلم کے عمران بن حصین سے کہا کہ پوچھا میں نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کی نماز سے جو بیٹھا ہو تو فرمایا جو پڑھے کھڑے ہوکے تو وہ افضل ہے اور جو شخص بیٹھ کے پڑھے اوسکو
اجر برابر نصف قائم کا ہے اور جو شخص پڑھے لیٹ کے تو اوسکو اجر برابر نصف قاعد کے ہے اور قائم کے معنی کھڑے ہوکے نماز پڑھنے والا
اور قاعد کے معنی بیٹھ کے پڑھنے والا کہا امام نووی نے کہ کہا علما نے کہ یہ نفل میں ہے اور فرض میں بیٹھ کے پڑھنا بےعذر جائز نہیں تو
اگر عاجز ہے قیام سے اور بیٹھ کے پڑھے تو اوسکا اجر قائم سے کم نہیں انتہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیمار ہووے
مرد یا مسافر تو ثواب اوسکا مثل صحیح تندرست اور مقیم کے لکھا جاویگا اخراج کیا اوسکا بخاری نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اسمیں مخصوص ہیں کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی نفل کی بیٹھ کے اور پوچھا صحابہ نے ارشاد فرمایا آپ نے کہ ثواب قاعد کا نصف
ہے قائم کے فرمایا کہ میں نہیں ہوں مثل تمہارے روایت کیا اوسکو مسلم نے ابن عمر سے ص اور کھڑے ہوکے شروع کرنا اور پھر
بیچ میں بےعذر بیٹھ جانا مکروہ ہے اور نفل باہر شہر کے سواری پر اگرچہ قبلے کی طرف مونہ نہو اشارے سے درست ہے ف اور باہر شہر کے
اسمیں قید ہے شہر کے اندر درست نہیں کیونکہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے
تھے حمار پر اور وہ متوجہ تھے طرف خیبر کے یعنی مونہ آپ کا خیبر کی جانب تھا اشارے سے اور جب کہ یہ فعل مخالف قیاس ہے تو اپنے
مورد میں منحصر ہوگا اور یہ حدیث خود شرح وقایہ میں مذکور ہے روایت کیا اوسکو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے اور اوسمیں اشارے کا ذکر
نہیں اور غلطی بیان کی دارقطنی اور نسائی نے عمرو بن یحیی کی کہ اوسنے عَلٰی حِمَارٍ کا لفظ کہا اور صحیح عَلٰی رَاحِلَتِہٖ ہے یعنی اپنی اونٹنی پر
اور روایت کی دارقطنی نے غرائب مالک میں انس سے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ متوجہ تھے طرف خیبر کے
حمار پر نماز پڑھتے تھے اشارے سے اور سکوت کیا اسپر اور امام شیخ تقی الدین نے نسبت کی اشارے کی طرف صحیحین کے
اور زیلعی نے نہیں دیکھا اوسکو صحیحین میں اور کہا عبد الحق نے جمع الصحیحین میں کہ متفرد ہوئے بخاری ساتھ ذکر اشارے کے
کہا شیخ ابن الہمام نے وَقَدْ رَاَیْنَاہُ فِیْ بَابِ الْوِتْرِ فِی السَّفَرِ فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ یعنی دیکھا میں نے

اس حدیث کو صحیح بخاری باب الوتر فی السفر مین حدیث ابن عمرؓ سے اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے نوع اول مین قسم رابع کی صحیح مین جابر رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے تھے نوافل راحلے پر ہر طرف اشارت سے اور راحلہ اونٹ کو کہتے ہین حص تو اگر سواری پر نفل شروع کیا اور پھر اوترا اور تمام کیا جائز ہی اور اگر نیچے شروع کیا اور سواری پر تمام کیا نماز فاسد ہوگی

## فصل تراویح کے بیان مین

تراویح رمضان مین قبل وتر کے بعد عشاکے بیس رکعتین سنت ہین اور ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنا اور اوسکو ترویحہ کہتے ہین اور ترویحہ ہر چار رکعت کو کہتے ہین اور ہر ترویحے مین دو سلام ہین اور ایک ختم رمضان مین سنت ہی اور قوم کی سستی سے ترک نہین کرنا چاہیے اور سوا رمضان کے وتر جماعت سے نہ پڑھین اور رمضان مین وتر جماعت سے پڑھین ف جاننا چاہیے کہ تراویح کے سنت ہونے مین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک سنت موکدہ ہی اور بعضون کے نزدیک مستحب ہی اور ہدایہ کے متن مین لفظ مستحب کا وارد ہوا اور اسی طرح جامع صغیر مین امام محمد کی مذکور ہی لیکن کہا صاحب ہدایہ نے وَالْاَصَحُّ اَنَّهَا سُنَّةٌ كَذَا رَوَى الْحَسَنُ عَنْ اَبِي حَنِيْفَةَ لِاَنَّهُ وَاظَبَ عَلَيْهِ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيَّنَ الْعُذْرَ فِي تَرْكِ الْمُوَاظَبَةِ وَهُوَ خَشْيَةُ اَنْ تُكْتَبَ عَلَيْنَا یعنی صحیح یہ ہی کہ تراویح سنت ہی اور ایسی ہی روایت کی حسن نے ابو حنیفہ سے کیونکہ مواظبت کی اوسپر خلفا راشدین نے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا عذر کو ترک مواظبت مین اور وہ خوف اس بات کا کہ فرض ہو جاوے اور کہا امام المحدثین شیخ الفقہا والاصولیین مولانا کمال الملة والدین نے فتح القدیر مین کہ ظاہر منقول یہ ہی کہ شروع تراویح کا زمانہ حضرت عمرؓ سے ہی اور وہ یہ ہی کہ مروی ہی عبد الرحمن بن القاری سے کہا کہ نکلا مین ساتھ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ایک رات طرف مسجد کے تو ناگاہ لوگ متفرق منتشر ہین یعنی جدا جدا نماز پڑھ رہے ہین کوئی شخص اکیلے پڑھتا ہی اور کوئی شخص دس آدمی کے ساتھ اسیطرح سو فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ مین جانتا ہون کہ اگر جمع کرون مین ان سب کو ایک قاری پر البتہ اچھا ہو تو جمع کیا اونکو ابی بن کعب پر پھر مین دوسری رات اونکے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ پڑھ رہے تھے تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ یعنی اچھی ہی یہ بدعت روایت کیا اسکو اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو تم اپنے اوپر سنت میری اور سنت خلفا راشدین کی بعد میرے اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ فرض کیے اللہ نے تمپر روزے رمضان کے اور سنت کیا قیام اوسکا اور بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر اوسکے ترک مین اور وہ عذر یہ تھا کہ آپ کو خوف فرض ہو جانیکا تھا جیسا کہ بیان کیا اوسکو ہمنے باب الوتر مین حدیث ابن حبان سے اور اوپر یہ حدیث گذر چکی اور صحیحین مین ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی نماز مسجد مین تو پڑھی اونکے ساتھ نماز لوگون نے پھر دوسری رات پڑھی تو بہت ہوئے آدمی پھر سب جمع ہوئے تیسری رات اور آپ نہ نکلے تو کہا آپنے جب صبح ہوئی کہ مینے جانا جو تمنے کیا لیکن مین اسواسطے نہ نکلا کہ تمپر فرض نہو جاوے اور یہ رمضان مین تھا زیادہ کیا بخاری نے کتاب الصوم مین سو انتقال کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حکم ایسا ہی رہا اور اوپر ہم باب النوافل مین حدیث ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے بیان کر چکے کہ انھون نے پوچھا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو رمضان مین کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے نہین زیادہ کرتے تھے رمضان اور نہ غیر رمضان مین گیارہ رکعت پر آخر حدیث تک اور جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طبرانی نے اور بیہقی نے اوس سے اور بغوی نے ابن عباس سے

دونون رکعتون مین اور بعد اوسکے دعا مانگے یہانتک کہ آفتاب روشن ہو جاوے اور خطبہ نہ پڑھے اور جو امام جمعہ کا حاضر نہو اکیلے اکیلے پڑہین
اور نماز خسوف بھی ایسی ہی ہے مگر اوسمین جماعت نہین ف اور رکوع کے باب مین روایتین مختلف ہوئین بعض روایات صحیحہ
مین دو رکوع ہین اور بعض مین تین اور ابن عباس و علی کی روایت مین چار رکوع ہین ہر رکعت مین اور ایک روایت مین ابو داود کی ابی بن کعب سے
پانچ رکوع ہین اور کسی روایت مین ایک رکوع ہے جو شامل ہر نماز کو ہے اسواسطے کہا علما نے کہ جب مختلف ہوئین روایتین تو تمسک
کیا ہمنے ساتھ اصل نمازون کے اور یہی روایت کی ابو داود اور ترمذی نے شمائل مین اور نسائی نے عبد اللہ بن عمرو
بن العاص سے کہ کسوف ہوا آفتاب کا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سو کھڑے ہوئے آپ اور طول کیا قیام کو پھر رکوع کیا سو طرح
نہ اوٹھاتے تھے سر اپنا پھر اوٹھایا سو کسی طرح سجدہ نہین کرتے تھے پھر سجدہ کیا سو کسی طرح سر نہ اوٹھاتے تھے پھر اوٹھایا تو
کسی طرح سجدہ نہین کرتے تھے پھر سجدہ کیا تو کسی طرح سر نہین اوٹھاتے تھے پھر اوٹھایا اور کیا ایسا ہی دوسری رکعت مین آخر حدیث
تک اور مروی ہے حاکم عبد الرحمن بن سمرہ سے بھی غرض مختلف ہوئین اس باب مین حدیثین اور روایت کی حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص
کو حاکم نے اور کہا صحیح ہے اور نہین اخراج کیا اوسکا بخاری و مسلم نے بوجہ عطاء بن السائب کے اور یہ توثیق ہے اونسے عطاء کی اور تحقیق کہ
اخراج کیا اوس سے بخاری نے ساتھ ابو بشر کے اور کہا یحیی بن معین نے لا یحتج بحدیثہ یعنی نہین حجت ہوگی اوسکی حدیث اور فرق کیا
امام احمد نے اوس شخص مین جسنے پہلے اونسے سنا اور جسنے پیچھے اونسے سنا یعنی اول مین کی روایت صحیح ہے اور پیچھے عطاء کا حافظہ
خراب ہو گیا تھا اور سکوت کیا اوس سے ابو داود نے اور روایت کی ابو داود نے اور نسائی نے سمرہ بن جندب سے ایک رکوع اور طول کیا شیخ
ابن الہمام نے اور اس کتاب مین بوجہ خوف طول ترک کیا اور دعا بھی بعد نماز کے آفتاب کے صاف ہونے تک لازم ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے حدیث مغیرہ مین کہ جب دیکھو تم اوسکو تو ذکر کرو اللہ کا اور دعا کرو اور نماز پڑھو یہانتک کہ روشن ہو جاوے آفتاب اور بعض مشایخ
نے کہا ہے کہ آندھی اور تاریکی مین بھی یہ نماز مستحب ہے ابن عباس نے پڑھی نماز واسطے زلزلے کے بصرہ مین اور خسوف کسوف کی نماز مین
جہر چاہیے صاحبین کے نزدیک اور دلیل اونکی حدیث حضرت عائشہ کی ہے صحیحین مین کہ جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خسوف مین
اور بخاری مین ہے کہ جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف مین اور روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داود وغیرہما نے اور امام
صاحب کے نزدیک سر چاہیے کیونکہ مروی ہے حدیث ابن عباس سے مسند احمد اور ابو یعلی مین کہ نماز پڑھی مینے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
نماز کسوف کی اور نہ سنا مینے اونسے ایک حرف قرأت سے اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ہے ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے معرفت
مین بطریق واقدی اور طریق حکم بن ابان سے جیسا کہ روایت کیا اوسکو طبرانی نے پھر کہا اگرچہ ان لوگون سے حجت نہین لیکن متابعت اونکی
شاہد ہین روایت ابن عباس کو اور حدیث سمرہ مین ہے فلا نسمع لہ صوتا یعنی ہم نہین سنتے تھے آواز قرأت کی [illegible]
پانی برسانے کو جو شرع مین مالکیون اور استسقا نہ جماعت اور نہ خطبہ اور اگر اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیوین تو درست ہے ف کیونکہ
فرمایا اللہ تعالی نے اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا یعنی استغفار مانگو اپنے رب سے کہ وہ ہے بخشش کرنے والا اور امام
محمد نے نہین جانا استسقا مین سوا استغفار کے اور ہم کو پہنچا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے آپ جنگل کو اور دعا کی
اور پہنچا ہمکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ چڑھے منبر پر اور دعا کی اور طلب پانی کی اور نہین پہنچا ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کسی حدیث مین کہ نماز پڑھی ہو آپ نے مگر ایک حدیث شاذ مین کہ نہین تمسک کیا جاوے گا ساتھ اوسکے اور حق یہ ہے کہ

عطاء بن السائب

ابن لہیعہ

اور نفل بعد فجر کے مکروہ ہے وہاں تک کہ آفتاب نکلے اور بلند ہو اسکی اقتدی ص اور بعد آفتاب نکلنے کے کسی شخص کے
نزدیک قضا کرے سنت فجر کی تو امام محمد کے نزدیک زوال تک قضا کرے اور بعد زوال کے نہ کرے اور اگر ساتھ فرض کے فوت
ہوگئی ہون تو زوال کے قضا کرے تو دونون کی قضا کرے اور بعض مشایخ کے نزدیک زوال کے بعد بھی دونون کی قضا کرے اور زوال کے بعد فرض
کی قضا پڑھے ف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب رات تعریس میں نماز فوت ہوئی تھی تو آپ نے قضا کیا تھا اسکو ساتھ سنت کے
قبل زوال کے ساتھ اذان اور اقامت کے جماعت سے اور یہ حدیث شرح وقایہ میں موجود ہے اور روایت ہے ابو قتادہ سے
کہا کہ سیر کی ہمنے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک رات یعنی جب تھوڑی رات باقی تھی سو کہا ہم میں سے بعض لوگوں نے کاش کہ
سوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا آپ نے خوف کرتا ہوں میں کہ سو جاؤ تم نماز سے یعنی نماز فجر سے تب کہا بلال نے
جگا دونگا میں آپ کو اے رسول اللہ سو لیٹ رہے سب لوگ اور بلال نے پیٹھ اپنی اونٹنی پر ٹیکا لگایا اور وہ بھی سو گئے پھر جاگے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیکھا کہ نکل آیا کنارہ آفتاب کا پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہاں گیا وہ جو تم نے کہا تھا اور
جواب دیا بلال نے کہ کبھی ایسی نیند آج تک مجھکو نہیں آئی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے قبض کرلین
ارواح تمہاری اور پھر پھیر دیتا ہے جس وقت چاہتا ہے اے بلال کھڑا ہو اور اذان دے نماز کی اور وضو کیا اور جب بلند ہوگیا آفتاب
اور سپید ہوا کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی جماعت سے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی و ترمذی وغیرہم نے اور
ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ جب جگایا انکو آفتاب کی گرمی نے سو کھڑے ہوئے اور چلے تھوڑا پھر اترے اور وضو کیا اور اذان دی
بلال نے پھر پڑھی انھون نے سنت فجر کی بعد اسکے پڑھی نماز فجر کی اور سوار ہوئے آخر حدیث تک اور روایت کیا ہے مالک
نے زید بن اسلم سے مرسل اور روایت کی نسائی نے ابن عباس سے اور اس سے ثابت ہوا کہ اور نمازون کی قضا کرے تو بھی اذان
اور اقامت کہے اور جماعت سے پڑھے اور یہ حکم فقط سنت فجر میں ہے کیونکہ اونکی تاکید زیادہ ہے سب سنتون سے اور باقی
سنتون میں یہ حکم نہیں ص سنت ظہر کی جب خوف ہو جماعت جاتیکا یا وہ ترک کیجاوے گی اور بعد فرض کے قبل دوگانہ
سنت کے پڑھ لیوے اور سوا انکے کوئی سنت قضا نہیں کیجاویگی ف کیونکہ سنتیں عصر اور عشا کی مستحب ہیں اور
مغرب کے اول میں سنت ہی نہیں اور مغرب اور عشا کے بعد کی سنتیں اگرچہ سنت ہیں لیکن اونکی تاکید نہیں اور سنت فجر کی بابت آپ
نے ارشاد فرمایا لا تدعوهما وان طردتكم الخيل یعنی مت چھوڑو ان دو رکعتون کو اگرچہ روند ڈالیں تمکو گھوڑے اور چھوڑو
انکو روایت کیا اسکو ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے اور اسناد اسکی ضعیف ہے لیکن قابل قبول کے ہے اور صحیحین میں ہے حضرت عائشہ رضہ
سے کہ نہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ نگاہ رکھنے والے کسی نفل کو سنت فجر سے اور بعض نسائی میں ہے کہ دو رکعتیں
قبل فجر کے بہتر ہیں دنیا سے اور جو اس میں ہے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ظہر میں کہ جو شخص چھوڑ دیگا چار رکعت
قبل ظہر کے نہ پہنچیگی اسکو شفاعت میری اور یہ حدیث [illegible] میں ہے کہا شیخ ابن الہمام نے [illegible]
[illegible] فالله اعلم یہ حیثیت ذکر کیا اسکو مصنف نے سنت ظہر میں [illegible]
لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے چار رکعت کو ظہر سے پہلے اور دو رکعت کو
قبل فجر کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں چھوڑتے تھے [illegible]

فَاِنَّ فِیْھِمَا الرَّغَائِبَ یعنی نہ ترک کرو دو رکعتون کو قبل فجر کے کیونکہ اونمین بہت عطائین ہین اللہ تعالی سے اخراج کیا اسکا
ابو یعلی نے ابن عمر سے اور کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک ہشت سنتون کو اور کبھی ترک کرتے تھے
لیکن نہین دیکھا مینے آپ کو کہ ترک کی ہون دو رکعتین قبل فجر کی سفر اور حضر مین روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط مین تمام ابن
ابی ظبیان سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ص اور جس شخص نے ایک رکعت ظہر کی جماعت سے
پائی جماعت اوسنے نہین پڑھی بلکہ فضیلت جماعت کی پائی تو اگر کسی نے قسم کھائی کہ ظہر کی نماز مین جماعت سے پڑھونگا اور اوسنے
ایک رکعت پائی قسم اوسکی جھوٹھی ہوئی کیونکہ اوسنے جماعت کو نہین پایا بلکہ فضیلت جماعت کو پایا اور جو شخص کہ مسجد مین آیا اور
جماعت اوسمین ہوچکی تھی تو اوسنے چاہا کہ فرض کو تنہا ادا کرے تو کرخی وغیرہ کے نزدیک سنتین نہ پڑھے اور حسن بن زیاد کے
بھی نزدیک فرض سے شروع کرے لیکن صحیح یہ ہے کہ سنتین پڑھے لیکن جب وقت تنگ ہو تو ترک کرے اور جو شخص کہ اقتدا کی
اور امام رکوع مین ہے اور ٹھہرا یہان تک کہ امام نے سر اوٹھا لیا تو وہ رکعت اوسکو نہین ملی اور امام زفر کے نزدیک مل گئی
اگر کسی شخص نے قبل امام کے رکوع کیا اور پھر امام رکوع مین گیا درست ہوگیا اور امام زفر کے نزدیک درست نہین ہوا

## باب قضا نمازون کے پڑھنے کے بیان مین

اگر کسی شخص کی ایک دن رات کی نمازین یعنی پانچ نمازین اور وتر فوت ہوئے ترتیب سے پڑھنا فرض ہے اور جب بعض وقتی ہون اور
بعض قضا اونمین بھی ترتیب فرض ہے ف کیونکہ روایت کی دارقطنی نے پھر بیہقی نے اسمٰعیل بن ابراہیم رحمانی سے انھون نے
سعید بن عبد الرحمن جمحی سے انھون نے عبید اللہ سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول
جاوے نماز اور نہ یاد کیا اوسکو مگر اوسوقت مین کہ وہ ساتھ امام کے نماز پڑھتا ہے سو تمام کر لے نماز اپنی اور بعد اوسکے اوس قضا نماز کو
پڑھے اور جب فارغ ہو اوس نماز سے تو اعادہ کرے اوس نماز کو جو ساتھ امام کے پڑھی تھی اور روایت کیا اوسکو مالک نے
نافع سے انھون نے ابن عمر سے موقوفًا اور صحیح کیا دارقطنی اور ابو زرعہ نے وقف اوسکا اور اختلاف کیا اونھون نے اوس شخص مین
جسنے رفع مین خطا کی سوا اوسکے نہین ہے وہ لوگ ہین جنھون نے نسبت کی خطا کی طرف سعید بن عبد الرحمن کے اور بعضون نے طرف ترجمانی
کے اور لیکن شک نہین اس بات مین کہ رفع زیادت ہے اور زیادت ثقہ سے مقبول ہے اور یہ دونون شخص ثقہ ہین کہا یحیی بن معین نے
ترجمانی مین نہین حرج ہے ساتھ اونکے اور ایسا ہی کہا ابو داؤد اور احمد نے اور اسی طرح توثیق کی ابن معین نے سعید کی اور ذکر کی ذہبی نے
توثیق اوسکی بہت لوگون سے میزان الاعتدال مین تو اگر کوئی کہے کہ یہ دونون برابر مالک کے نہین اور مالک نے وقف کیا اوسکا جواب
اوسکا یہ ہے کہ کچھ معارضہ نہین ہے جسمین برابری توثیق مین دونون راویون کی شرط ہے بلکہ زیادت ہے اور زیادت مین برابر ہونا
راویون کا قوت مین شرط نہین اور حجت نہ پکڑی جاویگی ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شخص کہ سو جاوے کسی نماز سے
یا بھول جاوے اوسکو تو پڑھ لے اوسکو جب یاد کرے اوسکو کیونکہ اس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ اول جو اوسنے نماز بھولے سے پڑھ لی ہے اوسکو
پھر اعادہ کرے اور وہ نماز فاسد ہوگئی اور دلیل اول مسئلے کی یہ ہے کہ روایت کی ترمذی اور نسائی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا کہ
تحقیق مشرکین نے روک رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازون سے دن خندق کے یہان تک کہ کچھ رات بھی گئی تھی سو حکم کیا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو تو اونھون نے اذان دی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی اول ظہر کی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی عصر کی پھر اقامت کہی

اور نماز پڑھی مغرب کی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی عشا کی کہا ترمذی نے نہین ہی ساتھ اسناد اوسکی کے کچھ حرج لیکن ابو عبیدہ نے
اپنے باپ ابن مسعود سے نہین سنا یعنی وہ منقطع ہی اور جواب اوسکا یہ ہی کہ منقطع درصورت ثقہ ہونے راویون کے مرسل مین داخل ہی اور مرسل
ہمارے نزدیک حجت ہی اور کہا شیخ محی الدین نووی نے خلاصے مین کہ ابو عبیدہ نے نہین پایا اپنے باپ کو اور یہ قول صحیح نہین کہا ابو داود
سلیمان بن اشعث نے تُوُفِّيَ وَلِوَلَدِهٖ اَبِيْ عُبَيْدَةَ سَبْعُ سِنِيْنَ یعنی وفات کی عبد اللہ بن مسعود نے اور ابو عبیدہ سات
برس کے تھے نقل کیا شیخ ابن الہمام نے علاوہ اسکے اخراج کیا اسکا نسائی نے خدری سے اور ابن حبان نے صحیح مین اور روایت کی بزار نے
جابر بن عبد اللہ سے اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ شُغِلَ مِنَ الْخَنْدَقِ عَنْ صَلٰوۃِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ
وَالْعِشَاءِ حَتّٰی ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ وَاَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَذَّنَ
وَاَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَذَّنَ وَاَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَذَّنَ فَاَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ قَالَ
مَا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ غَيْرُكُمْ اور معنی اوسکے وہی ہین جو اوپر گذرے
لیکن اسمین ہر نماز مین اذان ہی اور اسناد مین اوسکی عبد الکریم بن ابی المخارق ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو ائمہ حدیث نے
مثل ترمذی وغیرہ کے اور روایت کیا اس مضمون کو صحیحین مین اور ابن حبان نے اور سوا اونکے بہت لوگون نے جسکو یاد ہی کہ
اوسنے رات کو وتر نہین پڑھی فجر کی نماز اوسکی جائز نہوگی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز ہوگی اور اگر اوسکو
معلوم ہوا کہ فرض عشا کے بے وضو اوسنے پڑھے تھے اور سنت اور وتر کو با وضو امام صاحب کے نزدیک فرض اور سنت کا اعادہ کرے
اور وتر کا اعادہ نکرے اور صاحبین کے نزدیک وتر کا بھی اعادہ کرے اور ترتیب کو ساقط کر دیتی ہی وقت کی تنگی تو مثلاً عشا اور وتر فوت ہو گئے
اور فجر کا وقت اتنا باقی ہی کہ پانچ رکعتین پڑھ سکتا ہی صبح کی نماز اور وتر پڑھ لیوے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور اگر ظہر اور عصر فوت ہوئی ہین
اور وقت مغرب کا اتنا باقی ہی کہ سات رکعتین پڑھ سکتا ہی ظہر اور مغرب پڑھ لیوے اور بھول جانا بھی ترتیب کو ساقط کر دیتا ہی مثلاً اوا
پڑھنے کے وقت قضا یاد نرہی اور پانچ نمازون سے زیادہ اگر فوت ہو جاوین تو بھی ترتیب ساقط ہو تی ہی اگرچہ اگلی ہون یعنی چھہ سے زیادہ
ہون یا حادث ہون یعنی چھہ سے کم ہون یا چھہ ہون اور اگر کسیکی ایک مہینے کی نمازین قضا ہوئین اور اوسنے نادم ہو کے وقتی نمازین پڑھنا شروع
کین پھر اوسنے ایک نماز چھوڑ دی اور اوسکو یاد ہی تو اوسکو وقتی پڑھنا بغیر ادا کئے اوسکے درست ہی اور اسی طرح اگر سارے مہینے
کی قضا نمازون کو پڑھ لیا مگر ایک یا دو فرض باقی رہے تو اوسکو ترتیب فرض نہین کیونکہ ترتیب جب ہی جب پانچ یا کم قضا ہوئین ہون
تو جب سب ادا کر لیگا ترتیب آجاویگی اور بعض مشائخ کے نزدیک اگر چھہ یا زیادہ اسنے نمازین پڑھ لین اور پانچ یا کم باقی رہین تو پھر ترتیب
فرض ہو جاتی ہی اور پہلا مذہب مختار امام سرخسی کا ہی اور صاحب محیط نے کہا ہی کہ اسی پر فتوی ہی اور اگر کسی کی ایک نماز قضا
ہو گئی تھی اور اوسکو یاد تھی اور بغیر اوسکے ادا کئے پانچ نمازین پڑھین سب فاسد ہونگی تو اگر ایک نماز اور پڑھ لی
سب صحیح ہو جاوینگی اور اگر قضا بعد پانچ نمازون کے پڑھ لی وہ فرض نمازین سب نفل ہو جاوینگی نزدیک امام
ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے اور اونکو پھر پڑھنا پڑیگا اور امام محمد کے نزدیک نفل بھی نہونگی بلکہ سب باطل ہو جاوینگی

## باب سجدۂ سہو کے بیان مین

اگر ایک رکن کو دوسرے رکن پر مقدم کیا یا ایک کو دو بار کیا یا کسی واجب کو بدل دیا یا بھولے سے چھوڑ دیا جیسے رکوع قبل قرأت کے

عبد الکریم بن ابی المخارق

کر لیا یا بیچ کے تشہد مین بعد تشہد کے پھر بیٹھا رہا اور امام صاحب سے مروی ہی کہ اگر ایک حرف تشہد پر سے زیادہ کیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اتنا زیادہ کیا تو واجب ہوگا مگر جب ایک رکن کے موافق زیادہ ہو جیسے قیام یا قعود یا دو بار رکوع کرے یا جہری نماز مین آہستہ سے پڑھے اور آہستہ والی مین پکار کے پڑھے یا پہلا قعدہ ترک کر دے غرض ترک واجب کا کرے تو ان سب صورتون مین بعد ایک سلام کے دو سجدے کرے اور پھر تشہد وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور امام شافعی کے نزدیک قبل سلام کے اور پھر ہم مین اختلاف ہی کہ بعد دونون سلام کے سجدۂ سہو کرے یا بعد ایک سلام کے اور اول کو اختیار کیا صاحب ہدایہ نے اور دوسرے کو صاحب کافی نے اور مین کہتا ہون کہ صحیح یہی ہی کہ بعد دونون سلام کے کرے اور یہی مروی ہی احادیث مین اور ایک سلام کی روایت مینے نہین پائی دلیل امام شافعی کی یہ ہی کہ روایت کی بخاری مسلم ابو داؤد نسائی ترمذی وغیرہم نے عبد اللہ بن بحینہ سے انھون نے کہا کہ پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کی سو کھڑے ہوگئے بعد دو رکعتون کے اور نہ بیٹھے تو کھڑے ہوئے لوگ بھی ساتھ آپکے یہان تک کہ جب تمام کر لی نماز آپنے اور انتظار کیا لوگون نے سلام کا تکبیر کہی اور بیٹھے تھے تو سجدے کیے دو سجدے قبل اسکے کہ سلام پھیرین اور سجدہ بعد سلام کے بھی مروی ہی صحاح ستہ مین حدیث ذوالیدین سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھین پھر دو رکعتین پچھلی اور سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اور ایک روایت مین مسلم اور ابو داؤد اور نسائی کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی عصر اور سلام پھیر دیا آپنے بعد تین رکعتون کے یہان تک کہ کہا اور آپنے پڑھی باقی رکعت پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے اور سلام پھیرا اور لیکن قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ یعنی ہر سہو کے واسطے دو سجدے ہین بعد سلام کے سو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اسمٰعیل بن عیاش سے حدیث ثوبان سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ کہا بیہقی نے متفرد ہوا ساتھ اسکے اسمٰعیل بن عیاش اور وہ قوی نہین اور ہمارے نزدیک یہ ممنوع ہی کیونکہ اسمٰعیل بن عیاش ثقہ ہی توثیق کی اوسکی امام الجرح والتعدیل رکن الدین شیخ یحیٰی بن معین نے اور تضعیف اوسکی ابو اسحٰق فزاری سے مقبول نہین اور کہا ابو زرعہ جو امام ہین اس فن مین کہا انھون نے نہین تھا شام مین بعد اوزاعی اور سعید بن عبد العزیز کے حافظ زیادہ اسمٰعیل بن عیاش سے اور عبید اللہ بن عبید کلاعی اوسکی اسناد مین ثقہ ہی اور کہا ابن معین نے نہین جرح ہی ساتھ اوسکے اور زہیر بن اسحٰق عنسی کو کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور عبد الرحمٰن بن جبیر بن نفیر کو کہا ابو زرعہ اور نسائی نے ثقہ ہی اور کہا ابو حاتم نے صالح الحدیث اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور جنھون نے منکر گنا اس حدیث کو نہین التفات کیا گیا طرف کلام اونکے کے علاوہ اسکے کہ سکوت کیا اوس سے ابو داؤد نے اور بفرض تسلیم ایک حدیث قولی اور موجود ہی روایت کی ابو داؤد نے عبد اللہ بن جعفر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص شک کرے نماز اپنی مین تو چاہیے کہ سجدے کرے دو سجدے بعد سلام کے اور فعلی حدیثین تو بہت ہین کہ بیان اونکے طول ہوگا بلکہ صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سجدۂ سہو کرنے کے جب شک کرے کوئی تم مین سے نماز اپنی مین تو چاہیے کہ سوچے صواب کو تو اوسی پر عمل کرے اور نماز کو تمام کرے اور سلام پھیرے پھر سجدے کرے دو سجدے اور روایت کی امالی محاملی مین حسین بن اسمٰعیل نے ایک حدیث ابن مسعود سے بسند صحیح کہا انھون نے حَدَّثَنَا السَّرِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ وَسَمِعْتُ حَمَّادًا وَسُلَيْمَانَ سَجْدَتَانِ

م: اسمٰعیل بن عیاش
م: عبید اللہ بن عبید الکلاعی
م: عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر
م: زہیر بن اسحٰق عنسی

اَنَّ اِبْرَاهِيمَ كَانَ لَا يَدْرِي ثَلٰثًا صَلّٰى اَمْ خَمْسًا حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سلام کے
دو سجدے کیے اور اسی طرح بہت حدیثین اس باب مین آئی ہین عاقل کو ایک اشارہ کافی ہے اور روایت کیا بخاری نے بھی اس حدیث کو
اور یہ حدیث اول ہی مین گذری والی محالی کے ص مقتدی کے سہو سے کسی پر سجدہ لازم نہ آویگا بلکہ امام کے سہو سے اگر سجدہ کرے اور مقتدی
بھی امام کے ساتھ سجدہ کرے اور بعد اسکے باقی نماز پڑھ لیوے اور جو قعدۂ اولی کو بھولے اور بیٹھنے کی طرف نزدیک ہو بیٹھ جاوے اور
سجدۂ سہو نکرے اور اگر قیام سے نزدیک ہو کھڑا ہو جاوے اور اخیر نماز مین سجدہ کرے اور جو قعدۂ اخیرہ سے اگر بھول کے کھڑا ہو گیا
جب تک اوس رکعت کا سجدہ نہین کیا اگر یاد ہووے تو بیٹھ جاوے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر سجدہ کر لیا تو فرض اوسکے نفل ہو جاوینگے تو اوسکے
ساتھ چھٹی رکعت بھی اگر چاہے ملا لیوے ف اور یہ اونکی مشیت پر اسواسطے موقوف کیا کہ نفل شروع سے اگر نہوا ہو تو واجب نہین ہوتا
تمام کرنا اوسکا جیسا کہ گذرا اور ملانا ایک رکعت کا اچھا ہے کیونکہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھنے سے
اکیلے اخراج کیا اوسکا ابن عبد البر نے ابو سعید خدری سے ص اور اگر قعدۂ اخیرہ کر کے بھولے سے کھڑا ہو جاوے تو جب تک پانچوین
رکعت کا سجدہ نہین کیا ہے بیٹھ جاوے اور بعد سجدے کے چاہے ایک رکعت اور ملا لیوے اور سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے تو چار رکعتین
اوسکی فرض ادا ہو جاوینگی اور دو نفل ہو جاوینگی تو اگر اونکو توڑ ڈالیگا قضا لازم نہ آویگی اور یہ دو رکعتین سنت ظہر کے قائم مقام ہونگی اور
جو شخص ان دو رکعتون مین امام کی اقتدا کریگا اوسکو پڑھنا لازم آوینگی اور توڑ دیگا تو قضا لازم آویگی اور امام محمد کے نزدیک چھہ
رکعتین اوسکو پڑھنا چاہیے اور اگر توڑ دے تو قضا لازم نہ آویگی جیسے امام قضا نہین کرتا اور اگر دو رکعت نفل مین سہو ہوا سجدہ کرے
اور بعد سجدے کے بغیر سلام کے دوسرا نفل اوسکے ساتھ نملاوے اور اگر ملا لیا تو درست ہو جاویگا اور اگر کسیکو نماز مین سہو ہوا اور
اخیر نماز مین سجدۂ سہو کی نیت سے سلام پھیر لیا تو اگر اوسنے بعد سلام کے سجدہ نکیا تو گویا نماز سے وہ فارغ ہو چکا اور اگر سجدہ کیا تو وہ نماز مین ہی ہے تو اگر اوسنے
سلام کیا اور کسینے اوسکے ساتھ اقتدا کی پھر اوسنے سجدۂ سہو کیا اقتدا اوسکی صحیح ہو جاویگی اور اگر نکیا تو اقتدا اوسکی باطل ہو جاویگی
اور اگر سلام کیا اور قہقہہ کیا اور پھر سجدۂ سہو کیا وضو اوسکا باطل ہو جاویگا اور اگر سجدہ نکیا تو باقی رہیگا اور اگر سلام پھیرا اور وہ
مسافر تھا اوسنے نیت اقامت کی کی پھر سجدۂ سہو کیا تو اب چار رکعتین اوسپر فرض ہو جاوینگی اور اگر سجدہ نکیا تو فرض نہونگی
اور اگر نماز مین سہو ہوا اور اوسنے تمام کرنے کی نیت سے سلام پھیرا نیت اوسکی باطل ہو گی اور سجدۂ سہو کرنا اوسکو لازم ہوگا اور اگر
نماز مین شک ہوا کہ کتنی رکعتین پڑھی ہین اگر پہلی مرتبہ شک ہوا ہے اور کبھی نہین ہوا تھا تو نماز پھر شروع سے پڑھے ف
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم مین سے سو جانے کہ کتنی رکعتین پڑھین تو چاہیے کہ دہراوے
نماز کو اور یہ حدیث ہمارے تئین ہے اور مجکو نہین ملی کہا شیخ ابن الہمام نے وکلو غریب ص اور اگر کئی بار شک ہو چکا ہو سوچے
جدھر ظن پر غالب ہو اوسپر عمل کرے ف کیونکہ روایت کی ترمذی اور ابو داود نے اور بخاری و مسلم نے اور نسائی نے بھی ابن
مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم مین سے اپنی نماز مین سو چاہیے کہ تلاش کرے صواب کو
اور بنا کرے اوسپر پھر سجدہ کرے دو سجدے اور روایت کی سوا بخاری کے ابو داود و ترمذی و مالک وغیرہم نے ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم مین سے اپنی نماز مین اور نہ جانے کہ تین پڑھین یا چار پڑھین تو
چاہیے کہ دفع کرے شک کو اور بنا کرے یقین پر پھر سجدہ کرے دو سجدے قبل سلام کے تو اگر پڑھ لیگا پانچ رکعتین شفاعت کریگی اوسکی نماز

اور اگر پوری چار پڑھین تو ذلت ہو گئی واسطے شیطان مردود کے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی ص اور اگر سوچنے مین کچھ نہ معلوم ہووے گر انتہا کیا کرے اور جسکو انتہا نماز کا جانے اوس جگہ بیٹھ جاوے تو اگر اوسنے شک کیا کہ تین رکعتین یا چار پڑھی ہین اور کچھ اوسکے ذہن کو معلوم ہووے تین رکعت کو لیوے لیکن بیٹھ کے پھر چوتھی رکعت پڑھے ف تا کہ قعدہ اخیرہ ترک ہو جاوے اور مروی ہے عبدالرحمن بن عوف سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سہو کرے کوئی تم مین سے نماز مین سو نہ جانے کہ ایک پڑھی یا دو پڑھین تو بنا کرے ایک پر اور اگر نہ جانے کہ دو پڑھین یا تین پڑھین تو بنا کرے دو پر اور اگر نہ جانے کہ تین پڑھین یا چار پڑھین تو بنا کرے تین پر اور سجدہ کرے دو سجدہ قبل سلام کے اخراج کیا اوسکا ترمذی نے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے بھی

## باب بیمار کی نماز کے بیان مین

اگر کوئی شخص بیماری کے سبب یا کوئی مرض نماز کے اندر حادث ہونے سے یا قبل نماز کے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کے نماز پڑھے اور سجدہ اور رکوع کرے اور اگر سجدہ اور رکوع پر بھی قادر نہو بیٹھ کے سر سے اشارہ کرے اور سجدے مین رکوع سے زیادہ جھکے اور کوئی اونچی چیز سجدے کے واسطے نہ رکھے اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہو چت لیٹے اور پیر قبلے کی طرف کرے اور اشارے سے سر کے نماز پڑھے یا کروٹ پر لیٹے مگر مونہہ قبلے کی طرف کرے اور چت لیٹنا بہتر ہے اور اگر اشارہ بھی متعذر ہو تو نماز کی تاخیر کرے اور آنکھ اور پلک اور دل سے اشارہ نکرے ف روایت کی جماعت نے سوا مسلم کے عمران بن حصین سے کہا کہ تھی مجکو بواسیر اور پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نماز کو کہا کہ پڑھ کھڑے ہو کے اور اگر نہ قدرت ہو تو بیٹھ کے اور اگر نہ قدرت ہو تو پہلو پر زیادہ کیا نسائی نے اور اگر قدرت نرکھے تو چت لیٹ کے نہین تکلیف دیتا ہے اللہ کسیکو مگر موافق طاقت اوسکی کے اور نہین ذکر کیا اشارے کا لیکن جب لیٹ کے پڑھیگا تو بالضرور اشارے ہی سے پڑھیگا اور کوئی اونچی چیز واسطے سجدے کے نرکھے کیونکہ ہدایہ مین حدیث ہے اگر قدرت رکھے تو کہ سجدہ کرے زمین پر تو سجدہ کر اور نہین تو اشارہ کر اپنے سر سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی لیکن روایت کی بزار نے سند مین اور بیہقی نے معرفت مین جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیادت کی ایک مریض کی دیکھا اوسکو کہ سجدہ کرتا ہے تکیے پر سو پھینک دیا آپ نے تب لی اوس شخص نے ایک لکڑی کہ سجدہ کرے اوس پر اور حضرت نے اوسکو بھی پھینک دیا اور کہا کہ اگر قدرت رکھتا ہے تو زمین پر پڑھ اور نہین تو اشارت سے پڑھ اور کر سجدے کو زیادہ جھکا کے رکوع سے کہا بزار نے نہین جانتے ہین ہم کہ کسی نے روایت کیا ہو اوسکو ثوری سے مگر ابوبکر حنفی نے اور متابعت کی اوسکی عبدالوہاب بن عطا نے ثوری سے انتہی لیکن ابوبکر ثقہ ہے کہا شیخ ابن الہمام نے مین کہتا ہون کہ اس باب مین بہت آثار صحیحہ مروی ہوئے ہین روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے کہ عیادت کی انھون نے صفوان کی اور پایا اونکو کہ سجدہ کرتے ہین تکیے پر سو منع کیا اونکو اور کہا کہ اشارت سے پڑھ اور روایت کیا مسروق سے کہا کہ داخل ہوئے عبداللہ اپنے بھائی پر تو دیکھا اونکو کہ نماز پڑھتے ہین لکڑی پر سو چھین لیا اوسنے اور دور کیا اوسکو اور کہا کہ اشارہ کر جہانتک کہ تیرا سر پہونچے اور روایت کیا جبلہ بن سحیم سے کہا کہ پوچھا مینے ابن عمر سے نماز مریض سے اوپر لکڑی کے کہا کہ نہین حکم کرتا ہون مین تمکو ساتھ عبادت کے مگر بلا اگر استطاعت رکھو تو پڑھو کھڑے ہو کے ورنہ بیٹھ کے ورنہ کروٹ لیکے اور روایت کیا عروہ سے کہا انھون نے کہ مریض اشارہ کرے اور نہ اوٹھاوے اپنے مونہہ کی طرف کسی چیز کو اور کہا ابن ابی شیبہ نے کہ اس باب مین روایت ہے ابو سعید سے اور گئے ہین طرف اوسکے تابعین ابراہیم اور سعید بن المسیب اور حسن اور شریح اور ابن سیرین اور عامر اور عطا اور طاؤس اور مسروق سے اور روایت کی

دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز پڑھے بیمار کھڑا ہوکے تو اگر قدرت نہ رکھے پڑھے چت اور دونو پیر کرے طرف قبلے کے اور یہ حدیث ضعیف ہی ساتھ حسن بن حسن عرنی کے ص اگر رکوع اور سجدہ نکر سکے اور بیٹھا اور کھڑا ہو سکتا ہی بیٹھ کے اشارے سے پڑھے اور یہ کھڑے ہوکے اشارہ کرنے سے بہتر ہی اور جو شخص نماز اشارے سے پڑھتا ہی اور وہ شخص نماز کے اندر اچھا ہوگیا نماز پھر سرے سے پڑھے اور جو بیٹھنے والا کہ رکوع اور سجدہ کرتا تھا نماز مین کھڑے ہونے پر قادر ہوگیا باقی نماز کو کھڑے ہوکے پڑھے اور سرے سے نہ لوٹاوے اور جو کشتی جاری ہی اوسمین بےعذر بیٹھ کے نماز پڑھنا درست ہی اور جو بندھی ہی تو درست نہین اور اگر کوئی ایک دن رات تمام دیوانہ یا بیہوش رہا واجب ہی کہ نمازون کو اوس دن کی قضا کرے اور اگر گھڑی بھر بھی اوس سے زیادہ بیہوشی رہی یا جنون رہا تو قضا نکرے اور امام محمد کے نزدیک اگر پانچ وقتون تک حالت رہی تو قضا لازم آویگی اور جو چھٹے وقت نماز تک زیادہ تک رہی تو قضا ساقط ہوگی ف اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ قیاس ہی کہ جب کسی نماز کا وقت گذر جاوے بیہوشی مین تو وہ نماز اوس سے ساقط ہوتی ہی اور پانچ نمازون تک قضا کرنا استحسان ہی اور یہی مذہب ہی مالک اور شافعی کا اور دلیل ہم ہی جو روایت کی دارقطنی نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے تحقیق کہ پوچھا انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کو جو بیہوش ہوجاوے اور ترک کرے نماز کو کہا کہ نہین ہی اون نمازون کی قضا مگر اوس نماز کی جسکا وقت باقی ہو اور اوسمین ہوشیار ہوا ہووے اور یہ حدیث نہایت ضعیف ہی اسنادمین اوسکی حکم بن عبداللہ بن سعد ایلی ہی کہا احمد نے کہ احادیث اوسکی موضوع ہین اور کہا ابن معین نے نہین ہی ثقہ اور نہین ہی مامون اور کاذب کہا اوسکو ابوحاتم وغیرہ نے اور کہا بخاری نے ترک کردی گئی ہی حدیث اوسکی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کیا محمد بن حسن نے عَنْ اَبِي حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سُئِلَ فِي الَّذِيْ يُغْمٰى عَلَيْهِ يَوْمًا وَلَيْلَةً قَالَ يَقْضِيْ یعنی کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جو شخص بیہوش ہوجاوے ایک دن رات قضا کرے اور روایت کی عبدالرزاق نے نافع سے کہ بیہوش رہے ابن عمر ایک مہینے سو نہ قضا کی اوسکی جو فوت ہوا اور روایت کی ابرہیم بن حربی نے آخر کتاب غریب الحدیث کے ثنا احمد بن یونس ثنا زائدۃ عن عبید اللہ عن نافع قَالَ اُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَوْمًا وَلَيْلَةً فَاَفَاقَ وَلَمْ يَقْضِ مَا فَاتَهٗ یعنی بیہوش رہے ابن عمر ایک دن اور ایک رات اور نہ قضا کی اوسکی جو فوت ہوا واللہ اعلم

## باب سجدۂ تلاوت کے بیان مین

سجدہ تلاوت کا ایک سجدہ ہی سب نماز کی شرطون سے دو تکبیرون کے بیچ مین بغیر ہاتھ اوٹھانے کے اور تشہد اور سلام کے اور سجدۂ تلاوت مین جو نماز کے سجدے مین پڑھتا ہی پڑھے اور چودہ آیتون مین سے جو ان مین سے ایک آیت پڑھے سجدہ واجب ہوتا ہی پہلی آیت سورۂ اعراف کے اخیر کی دوسری سورۂ رعد کی تیسری سورۂ نحل کی چوتھی بنی اسرائیل کی پانچوین مریم کی چھٹی پہلی آیت سجدے کی سورۂ حج سے اور امام شافعی کے نزدیک دوسری آیت سجدہ یعنی وَارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا مین بھی سجدہ کرے ف اور ہمارے نزدیک اسواسطے سجدہ اوس جگہ نہ کرے کہ وہ سجدہ نماز کا ہی ذکر کیا ہی اسکو تفصیل سے شیخ ابن الہمام نے اور امام شافعی جو دلیل لاتے ہین حدیث عقبہ بن عامر کی کہ کہا مین نے ای رسول اللہ کیا فضیلت دی گئی سورت حج کی اس سبب سے کہ اوسمین دو سجدے ہین فرمایا کہ ہان اور جو ان دونون سجدون کو نکرے تو اوس سورت کو بھی نہ پڑھے کہا ترمذی نے نہین ہی اسناد اوسکی قوی اور یہی سبب ہے کہ اسنادمین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی اور روایت کی ابوداؤد نے مراسیل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا

آپ نے تفصیل دی کئی سورت حج کی بسبب دو سجدون کے کہا ابوداؤد نے یہ حدیث مسند کی گئی ہے اور صحیح نہین ہے اور اخراج کیا حاکم نے
اور حدیث ترمذی کو اور کہا کہ عبد اللہ بن لہیعہ امام ہین سچے ہین لیکن اخیر عمر مین اونکو اختلاط ہو گیا تھا اور مین کہتا ہون کہ اگر یہ قول
مسلم بھی ہووے تو بھی صحت حدیث کی جب ہوگی کہ اس حدیث کے راوی نے قبل حالت اختلاط کے عبد اللہ سے سنا ہو ورنہ حدیث ضعیف
بہر صورت ہے اور اس باب مین ایک اور حدیث ہے کہ روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابن منین سے انھون نے عمرو بن العاص سے
کہا کہ پڑھائے مجکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سجدے قرآن مین اونمین سے تین مفصل مین ہین اور سورہ حج مین دو سجدے
ہین اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے کہا عبد الحق نے اونکی اسنادین نہین حجت ہے ساتھ اوسکے اور کہا ابن القطان نے وہ مجہول ہے اور نہین پہچانا
جاتا حال اوسکا ص ساتوین فرقان کی آٹھوین نمل مین نوین سورہ سجدہ مین دسوین ص مین ف اور امام شافعی کے نزدیک
ص مین سجدہ نہین اور دلیل اونکی یہ ہے جو روایت کی ابوداؤد نے کہ خطبہ پڑھا ہمپر ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پڑھی سورہ
ص اور جب آیا سجدہ اوترے اور سجدہ کیا اور کیا ہم نے بھی ساتھ آپ کے اور پھر ایک بار آپ نے پڑھا ص کو تو جب مستعد ہوئے ہم لوگ واسطے
سجدے کے اور دیکھا آپ نے ہمکو فرمایا کہ یہ توبہ ایک نبی کی ہے اور لیکن مینے تمکو مستعد سجدے کے لیے جانا اور پھر اوترے آپ سجدہ کیا تو اس سے
معلوم ہوا کہ سجدہ ص کا واجب نہین اور دوسرے یہ کہ روایت کی ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی وغیرہم نے ابن عباس سے کہ کہا
انھون نے نہین سجدہ ص کا واجبات سجدون سے اور دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے ص مین اور فرماتے تھے
سجدہ کیا اوسکا داؤد علیہ السلام نے توبہ کی نیت سے اور ہم سجدہ کرتے ہین واسطے شکر کے اور جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث سے عدم وجوب ثابت
نہین ہوتا اور ہونا سجدے کا شکر کے لیے منافی وجوب کے نہین غایة الامر یہ ہے کہ آپ نے سبب سجدہ کرنے کا حق داؤد علیہ السلام مین اور ہمارے
حق مین ارشاد فرمایا جیسا کہ عاقل پر پوشیدہ نہین رہیگا اور کہا امام حافظ ابو محمد عبد اللہ بن یعقوب بن حرب تخریج کرنے والے مسند
ابی حنیفہ نے اپنی سند سے عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِیَاضٍ الْاَشْعَرِیِّ عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ اَنَّ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِیْ ص یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا ص مین اور یہ دلیل ہماری
ہے اور روایت کی امام احمد نے بکر بن عبد اللہ مزنی سے انھون نے ابو سعید سے ایک حدیث اور آخر اوسکا یہ ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سجدہ کرتے تھے ص مین نقل کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے ص گیارھوین حم السجدة مین
بارھوین والنجم مین تیرھوین انشقت مین چودھوین اقرأ مین اور امام شافعی کے نزدیک بھی چودہ سجدے ہین مگر ص مین اونکے نزدیک
سجدہ نہین اور حج مین دو سجدے ہین اونکے نزدیک اور حم السجدة مین شافعی کے نزدیک جب اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ پڑھے
تب سجدہ کرے اور ہمارے نزدیک جب وَهُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ پڑھے تب سجدہ کرے ف اور بھی جاننا چاہیے کہ تقدیم سجدے کی جائز نہین
اور تاخیر جائز ہے تو احتیاط اسی مین ہے کہ وَهُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ پر سجدہ کرے کہا ہدایہ مین کہ دلیل ہماری قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا
ہے اور وہ قول ہمکو نہین ملا اور کہا شیخ ابن الہمام نے وَاَنَّ ذٰلِكَ عَنْ عُمَرَ فَغَرِیْبٌ یعنی یہ قول حضرت عمر کا غریب ہے لیکن تخریج
کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ سجدہ کرتے تھے حم السجدة مین نزدیک قول اللہ تعالی لَا یَسْئَمُوْنَ کے
اور زیادہ کیا ایک روایت مین کہ انھون نے دیکھا ایک شخص کو کہ سجدہ کرتا ہے نزدیک اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ کے سو کہا آپ نے
جلدی کی تو نے ص اور اگر کوئی شخص آیت سجدے کی سنے تو سجدہ کرے اگرچہ اوسکا قصد سننے کا نہو ف کیونکہ بعضے ہین کہ فرمایا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ اوسپر ہی جو سنے آیت سجدے کو اور جو پڑھے اوسکو اور کہا شیخ ابن الہمام نے وحدیث
عَلٰی مَنْ سَمِعَهَا فَمَعْرُوفٌ غَرِیبٌ یعنی یہ حدیث جو صاحب ہدایہ نے بیان کی مرفوع ہونا اسکا غریب ہے اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے
مصنف میں ابن عمرؓ سے کہ سجدہ اوسپر ہے جسنے سنا اوسکو اور بخاری میں ہے تعلیقاً کہا عثمان نے کہ سجدہ اوسپر ہی جو سنے اوسکو
اور اسی جملے کو اخراج کیا عبد الرزاق نے أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُثْمَانَ مَرَّ بِقَاصٍّ فَقَرَأَ
سَجْدَةً لِيَسْجُدَ مَعَهُ عُثْمَانُ فَقَالَ عُثْمَانُ إِنَّمَا السُّجُودُ عَلٰی مَنِ اسْتَمَعَ ثُمَّ مَضٰی وَلَمْ يَسْجُدْ یعنی گذرے
حضرت عثمانؓ ایک قصہ خوان پر سو پڑھی اوسنے آیت سجدے کی تاکہ سجدہ کریں حضرت عثمانؓ ساتھ اوسکے سو فرمایا حضرت
عثمانؓ نے کہ سجدہ اوسپر ہے جو قصد سے سنے پھر چلے گئے اور سجدہ نکیا واللہ اعلم ص اور امام اگر آیت سجدے کی پڑھے مقتدی بھی
اوسکے ساتھ سجدہ کرے اگرچہ اوسنے نہ سنا ہووے اور اگر مقتدی نے پڑھی امام اور مقتدی نہ اندر نماز کے اور نہ باہر نماز کے کبھی سجدہ نکریں اور
جو کوئی نماز میں تھا اوسنے اگر سنا تو وہ سجدہ کرے اور اگر مصلی نے آیت سجدے کی اوس سے سنی جو اوسکے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہے سجدہ کرے بعد نماز کے
اور جو سجدہ نماز کے اندر کرے تو بعد نماز کے پھر کرے اور نماز کو نہ لوٹاوے اور اگر کسی نے باہر نماز کے امام سے آیت سجدے کی سنی اور امام سے اقتدا کیا اور رکعت
میں امام کے ساتھ ملا بعد نماز کے سجدہ کرے اور نماز کے اندر نکرے اور اگر اوسی رکعت میں قبل سجدے کے ملا امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر بعد اوسکے
ملا سجدہ نکرے اور جو سجدہ نماز میں واجب ہوا اور محل اوسکا نماز ہے باہر نماز کے اوسکو قضا نکریگا اور اگر کسی نے آیت باہر نماز کے پڑھی اور قبل سجدہ کرنے کے نماز
پڑھنے میں مشغول ہوا اور نماز میں پھر وہی آیت کو پڑھا ایک ہی سجدہ اوسکو کافی ہے اور اگر آیت پڑھی اور سجدہ کر لیا اور پھر نماز میں وہی آیت کو پڑھا
تو پھر سجدہ کرے اور اگر ایک مجلس میں آیت سجدہ کو کئی بار پڑھا ایک سجدہ کافی ہے خواہ سب بار پڑھ کے اخیر میں سجدہ کیا یا ایک بار پڑھ کے سجدہ کیا
اور پھر پڑھا کیا اور اگر ایک رکعت میں کئی بار پڑھا ایک ہی سجدہ لازم ہے خواہ سب کے بعد ایک سجدہ کرے یا ایک بار پڑھ کے سجدہ کرے اور
پھر کئی بار پڑھے اور اگر ایک رکعت میں آیت سجدہ کو پڑھا اور پھر دوسری رکعت میں بھی پڑھا امام ابی یوسف کے نزدیک ایک سجدہ لازم ہوگا
اور امام محمد کے نزدیک دو سجدے اور اگر آیت سجدہ کو بدل یا مجلس کو تو ایک سجدہ کافی نہوگا مثلاً ایک مجلس میں دو یا تین سجدے کی پڑھیں یا دو مجلس
میں ایک آیت یا دو چار قدم چلنا تانا ہی تو آنے جانے میں مجلس اوسکی بدل جاتی ہے اور درخت پر ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلا جاوے تو بھی مجلس بدل
جاویگی اور اگر ایک شخص نے ایک مجلس میں کئی بار آیت سجدہ کو پڑھا اور سننے والے کی مجلس بدل گئی تو اوسپر کئی سجدے واجب ہونگے اور اگر
پڑھنے والے کی مجلس بدل گئی لیکن سننے والے کی ایک ہی مجلس ہے تو اوسپر ایک سجدہ لازم آویگا اور ایک کام سے دوسرے کام کے شروع کرنے میں مجلس بدل
جاویگی اوسیطرح ایک مکان سے دوسرے مکان میں اور کونے گھر کے یکحکم ہیں ایک مکان کے ہیں اور کشتی کی شاخیں کبھی مکان میں بہر روایت
ہو اور ایک روایت میں ایک مکان اور اگر بیٹھے سے اوٹھ کھڑا ہو مجلس بدلیگی اور اگر کسی عورت کو طلاق کا اختیار دیا اور وہ بیٹھے سے کھڑی ہو گئی اور
مجلس بدل جاویگی اور اگر کسی نے ساری سورت پڑھی اور آیت سجدے کی نہ پڑھی تو مکروہ ہے اور اگر آیت سجدے کو پڑھے اور باقی سورت چھوڑ دے تو مکروہ نہیں اور دو
آیتیں یا ایک آیت اوسکے ساتھ ملانا مستحب ہے اور آہستہ بھی پڑھنا مستحب ہے تاکہ کوئی نہ سنے اور اوسکو سجدہ بھی لازم نہ آوے اور شاید وہ وقت بے وضو ہو

## باب مسافر کی نماز کے بیان میں

جو شخص گھر سے تین رات اور تین دن کی راہ کا اوسط چال سے ارادہ کرے اور شہر کے گھروں سے نکل جاوے تو وہ مسافر ہے اور اوسط چال خشکی میں
اونٹ کی یا پیادے کی ہے اور دریا میں جب ہوا موافق ہو اور پہاڑ میں جو کچھ کہ پہاڑ کے لائق ہو ف اور تین دن تین رات ہمارے

تو فرض اوسکا تمام ہوا مگر گنہگار ہوا سلام کی تاخیر کرنے کے سبب سے اور اللہ تعالی کا صدقہ قبول کرنے سے اور دو رکعتین جو زیادہ
اوسنے پڑھیں ہین وہ نفل ہو جاوینگی اور اگر پہلا قعدہ نہین کیا تو نماز اوسکی باطل ہو جاویگی کیونکہ مسافر پر پہلا قعدہ فرض ہے اور اگر مقیم
نے امامت کی مسافر کی نماز چارگانی کے وقت مین تو مسافر چار رکعت اوسکے ساتھ ادا کرے اور وقت کے بعد مقیم مسافر کی امامت نکرے کیونکہ وقت
مین مقیم کی تابعداری سے مسافر پر بھی چار رکعت فرض ہو جاتی ہین اور وقت کے بعد مسافر کا فرض ہرگز نہین بدلتا اور اگر مسافر
امام ہووے اور مقیم مقتدی تو مسافر قصر کرے اور مقیم پوری پڑھے اور مستحب ہے کہ مسافر کہہ دیوے کہ تم لوگ اپنی نماز پوری پڑھ لو مین تو
مسافر ہون ف ایک بار حضرت امام ابی یوسف رحمہ اللہ حج کو ہارون رشید بادشاہ کے ساتھ تشریف لیگئے تو نماز پڑھی آپ نے رشید کے ساتھ
دو رکعتین یعنی قصر کیا اور سلام پھیر کے کہا کہ تمام کر لو نمازین اپنی اے اہل مکہ ہم مسافر ہین تو کہا ایک شخص نے اونمین سے کہ ہم زیادہ ہون
تم سے فقہ مین اور علم زیادہ ہون تم سے کہا امام صاحب نے اگر تو فقیہ ہوتا نہ کلام کرتا تو نماز مین ایسا ہی ہے معراج الدرایہ مین ص اور اگر
ایک شخص تھے اپنے وطن اصلی کو چھوڑ کے دوسری جگہ وطن اصلی بنالیا تو پہلا وطن اصلی باطل ہو جاویگا اور دونون وطن کے درمیان مین مدت سفر کی
ہو یا نہو خواہ دونون مین یہان تک کہ اگر وہ اس پہلے وطن اصلی مین داخل ہوا تو بغیر اقامت کی نیت کے مقیم نہوگا مگر وطن اصلی سفر کرنے سے نہین باطل
ہوتا ہے یہان تک کہ اگر مسافر وطن اصلی مین داخل ہوا تو فی الفور داخل ہوتے ہی مقیم ہو جاویگا اور لیکن وطن اقامت کا یعنی جس مقام مین پندرہ
روز رہنے کی نیت کی ہے وہ باطل ہوتا ہے دوسری جگہ کے وطن اقامت سے مثلاً ایک شخص کا وطن اقامت کسی جگہ پر تھا پھر اوسنے دوسری
جگہ کو وطن اقامت کیا اگرچہ اون دونون کے درمیان مین مدت سفر کی نہین ہے تو اس صورت مین پہلی جگہ وطن اقامت
نہ رہیگی یہان تک کہ اگر وطن اقامت مین پھر داخل ہوا تو بغیر نیت اقامت کے مقیم نہوگا اور اسیطرح سے اگر وطن اقامت سے سفر کرے یا اپنے وطن
اصلی کی طرف جاوے تو وطن اقامت باقی نہ رہیگا اور وطن اصلی اوسکو کہتے ہین جو اوسکا اصل مسکن ہووے اور سفر اور حضر دونون قضا نمازون کو
نہین بدلتے ہین تو اگر سفر کی قضا نمازون کو حضر مین قضا کرے تو قصر کرے اور اگر حضر کی نمازون کو سفر مین پڑھے تو قصر نکرے اور حضر کہتے ہین اقامت کو

## باب جمعے کی نماز کے بیان مین

جمعے کے فرض ہونے کے واسطے کئی شرطین ہین پہلے شہر مین مقیم ہونا مسافر پر جمعہ واجب نہین دوسرے تندرست ہونا بیمار پر جمعہ واجب
نہین تیسرے آزاد ہونا غلام پر جمعہ واجب نہین چوتھے مرد ہونا عورت پر واجب نہین پانچوین بالغ ہونا لڑکے پر واجب نہین چھٹے
عاقل ہونا دیوانے پر واجب نہین ساتوین آنکھ کا سلامت ہونا اندھے پر واجب نہین آٹھوین پاؤن کا سلامت ہونا لنگڑے
پر جمعہ واجب نہین اور اگر وہ شخص جسپر جمعہ واجب نہین حاضر ہووے اور جمعہ ادا کرے تو درست ہے ظہر کا فرض اوسکا ادا ہو جاویگا اور
کے ادا کیواسطے بھی شرطین ہین پہلی یہ کہ شہر ہووے خواہ شہر کا کنارہ ف جاننا چاہیے کہ جمعہ فرض ہے منکر اوسکا کافر ہے ساتھ کتاب
اور سنت اور اجماع کے فرمایا اللہ تعالی نے إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ یعنی جب
پکار آجاوے نماز کیواسطے دن جمعے کے تو دوڑو واسطے ذکر خدائے تعالی کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الْجُمُعَةُ
حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً عَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَوِ امْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ مَرِيضٌ یعنی جمعہ حق ہے
واجب ہے ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ مگر چار شخص پر غلام اور عورت اور لڑکا اور بیمار پر روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے طارق بن شہاب سے اور کہا
محدثین نے کہ طارق بن شہاب نے فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور روایت نہین کی اور یہ قول کچھ اوسکی صحت کا قادح نہین

کیونکہ صحابی جو ہین منقطع کہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط ہی اور نہ حدیث مین کیونکہ غایت یہہ ہی کہ حدیث مرسل ہوگی اور مرسل
خصوصا جب صحابی کی ہو تو حجت ہی کہا نووی نے حدیث مذہب شرح مہذب مین کہ اور تخریج کیا بیہقی نے طریق بخاری سے تمیم داری سے کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ واجب ہی مگر اوپر لڑکے اور غلام اور مسافر کے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے حاکم بن عمرو سے
اور اوس مین زیادہ کیا عورت اور مریض کو اور مروی ہی ام عطیہ سے کہ منع کیے گئے ہم جمعے سے اور اوسکو صحت کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے
چھوڑے تین جمعے سستی سے مہر کردیگا اللہ اوسکے دل پر روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور صحیح کیا اوسکو
ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے چھوڑے تین جمعے بلا عذر لکھا جاویگا منافقین سے
روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم کبیر مین حدیث جابر جعفی سے اور وہ ضعیف ہی لیکن اوسکے واسطے بہت شواہد ہین تو نہ ضرر کریگی
تضعیف جابر کی اور غسل بھی دن جمعے کے سنت ہی اور گذر ا بیان اوسکا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ پوچھے گئے حضرت علی
رضی اللہ عنہ غسل دن جمعے سے کہا کہ غسل دن جمعے اور عیدین اور دن عرفے کے سنت ہی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے محمد بن کعب
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایمان لاتا ہی اللہ پر اور پچھلے دن پر تو اوسپر نماز جمعہ ہی دن جمعے کے مگر عورت
اور لڑکے اور غلام اور مریض پر اور فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ نہین جمعہ ہی اور نہ تشریق اور نہ عید فطر اور نہ ضحی مگر شہر جامع
مین اور مثل اوسکے مروی ہی حذیفہ سے اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور صحیح کیا اوسکو ابن حزم نے
اور اسناد اوسکا یہہ ہی حدثنا جریر عن منصور عن طلحة بن مصرف عن سعد بن عبيدة عن ابي عبد الرحمن انتهى
اور یہہ اسناد صحیح ہی اور جو روایت کیا اوسکو ابن عباس نے کہ اول جمعہ جو پڑھا بعد جمعے کے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تھا ایک گانو مین
یعنی گانو مین کچھ اسکے مخالف نہین کیونکہ قریے کا اطلاق عرب کے عرف مین شہر پر ہوتا ہی اور شاہد ہی اسکا کلام اللہ تعالیٰ لولا
نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ اور اس جگہہ قریتین سے مراد مکہ اور طائف ہی اور نہین شک ہی اس
مین کہ مکہ شہر ہی اور بعضے مین اس حدیث کو رفع کیا ہی لیکن مرفوع نہین پائی گئی واللہ اعلم ص اور شہر کی تفسیر مین اختلاف ہی
بعضون کے نزدیک شہر وہ جگہہ ہی کہ جس جا پر امیر اور قاضی ہووے کہ شرع کا حکم جاری کرے اور حدون کو قائم کرے اور بعضون کے نزدیک
شہر وہ جگہہ ہی کہ جسوقت وہان کے لوگ جمع ہووین تو اوس جگہہ کی بڑی مسجد مین نہ سماوین اور صاحب وقایہ نے اسی کو اختیار
کیا ہی اور فنا شہر کا یعنی وہ جو مقام شہر کے متصل ہووے اور شہر کے فائدے کیواسطے مقرر ہو مثلا گھوڑ اور دوڑانے کے واسطے یا لشکر اوترنے
کیواسطے یا مردہ دفن کرنیکے لیے یا جنازہ پڑھنے کے واسطے یا اسی طرح اور کامون کے لیے مقرر ہو اور جمعے کا پڑھنا حج کے
موسم مین منیٰ مین خلیفہ کیواسطے اور امیر حجاز کے واسطے درست ہی اور امیر موسم کیواسطے اور عرفات مین درست نہین دوسری شرط یہہ ہی کہ
بادشاہ ہووے یا اوسکا نائب تیسری شرط یہہ ہی کہ ظہر کا وقت ہووے ف یعنی پہلے وقت ظہر کے اور زوال آفتاب کے جمعہ درست نہین
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مائل ہو جاوے آفتاب تو پڑھ ساتھ آدمیون کے جمعے کو ایسا ہی کہا ہدایے مین اور یہہ حدیث مروی
ہوئی ہی مصعب بن عمیر سے کہ جب بھیجا اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو کہا کہ پڑھ جمعے کو جب مائل ہو جاوے آفتاب اور صحیح بخاری
مین حضرت انس سے مروی ہی کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے جمعے کو جب مائل ہو جاتا تھا آفتاب اور روایت کی مسلم نے
سلمہ بن اکوع سے کہ تھے ہم جمعہ پڑھتے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جب زوال ہوتا تھا آفتاب کا اور لیکن روایت کی دار قطنی نے

صورت مین قول ابو داؤد کا اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہے ص اور جب پہلی اذان ہووے تب لوگ خرید و بیچنا چھوڑ دین ف
اور جمعے کی طرف متوجہ ہوں اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ط یعنی دوڑو طرف یاد اللہ کے
اور چھوڑ دو بیع یعنی بیچنے کو ص اور جب خطبہ پڑھنے کو امام اوٹھے نماز اور بات حرام ہو جاتی ہے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب نکلے امام تو نہ نماز ہے نہ کلام ہے اور رفع اسکا غریب ہے اور معروف یہ ہے کہ یہ کلام زہری کا ہے روایت کیا اسکو
مالک نے موطا مین کہا کہ نکلنا امام کا منع کرتا ہے نماز کو اور کلام اوسکا منع کرتا ہے کلام کو اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف
مین عطا سے کہ عبد اللہ بن عباس اور ابن عمر مکروہ رکھتے تھے نماز اور کلام کو بعد نکلنے امام کے اور کہا ابن ابی شیبہ نے ثنا عبادُ
بن العوام عن یحیی بن سعید عن یزید بن عبد اللہ عن ثعلبة بن ابی مالك القرظی قال ادركت
عمر وعثمان فكان الامام اذا خرج يوم الجمعة تركنا الصلوة والكلام یعنی پایا مینے عمر اور عثمان کو کہ
جب نکلتا تھا امام دن جمعے کے ترک کرتے تھے ہم نماز اور کلام کو اور مروی ہے حضرت علی سے مانند اسکے اور بھی روایت کی
عروہ نے کہا کہ جب بیٹھے امام منبر پر تو نہیں ہے نماز اور کہا زہری نے کہ جو شخص آوے دن جمعے کے اور امام خطبہ پڑھتا ہو بیٹھے اور نماز نہ پڑھے
اور اخراج کیا علما ستہ نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تو نے کلام کیا اپنے صاحب سے اور امام خطبہ پڑھتا ہے سو لغو
کیا تو نے اور جو معارضہ کیا اسکا بعض لوگوں نے کہ آیا ایک شخص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ پڑھی تو نے نماز اوس نے
کہا نہین کہا کہ پڑھ دو رکعتین لغو ہے کیونکہ دوسری روایت مین ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص مسجد مین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھڑا ہو اور پڑھ دو رکعتین اور باز رہے آپ خطبے سے یہان تک کہ فارغ ہوا
وہ شخص نماز سے اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے اور کہا کہ اسناد کیا اوسکا عبید بن محمد عبدی نے اور وہم کیا اوس مین پھر نکالا دارقطنی نے
احمد بن حنبل سے یہی حدیث مرسل اور اوس مین ہے کہ انتظار کیا آپ نے اوسکا اور کہا کہ یہ مرسل صواب ہے اور ہم کہتے ہین کہ مرسل حجت ہے
تو اوسکے مقتضی پر عمل ضروری ہے پھر اسناد اوسکا زیادت ہے جب کہ محتمل کے معارض نہو کیونکہ اور حدیث مین اوسکا ذکر نہین ہے کہ
مخالف مذکور ہے اور زیادت ثقہ کی مقبول ہے اور فقط زیادت اوسکی موجب غلط نہین ورنہ یہ مقبول نہوتا اور زیادت اسکی اس
حدیث مین واللہ اعلم ص جب تک کہ تمام کرے خطبے کو اور جب امام منبر پر بیٹھے تب اذان کہی جاوے دوسری بار امام کے آگے
ف اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین فقط یہی اذان تھی روایت کیا جماعت نے سوا مسلم کے سائب بن یزید سے
کہا کہ تھی اذان دن جمعے کے اول اوسکے جب امام بیٹھتا تھا منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور ابو بکر اور عمر کے
سو جب خلافت ہوئی حضرت عثمان کی زیادہ کیا دوسری اذان کو اور ابن ماجہ مین ہے کہ زیادہ کیا دوسری اذان کو ایک گھر مین
کہ نام اوسکا زورا تھا بازار مین اور بعض روایتون مین ہے کہ زیادہ کی حضرت عثمان نے تیسری اذان اور تیسری اذان اس وجہ سے ہے کہ ایک اقامت
اقامت کو بھی اذان مین شمار کیا ہے جیسا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلوٰةٌ یعنی درمیان دونوں
اذانون کے نماز ہے یعنی ایک اذان اور ایک اقامت کے تو دفع ہو گیا اس سے وہ اعتراض جو وارد کیا اوسکو بعض لوگوں نے کہ اذان کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ پڑھتے تھے اور اوسکے بعد نماز تو سنتین کس وقت ہوتین کیونکہ پہلی اذان حضرت کے وقت مین نہ تھی اور وجہ جواب اسکا
بعضوں لوگوں نے کہ سنتین پڑھتے تھے بعد اذان کے تو وہ جہالت ہے کیونکہ یہ اذان متصل ہوتی ہے خطبے کے بلا فصل کے اور جائز ہے بات

كہ حضرت صلى الله عليه وسلم بعد زوال كے نكلتے ہون اور تين پڑھتے ہون اور پھر اذان ہو كے خطبہ شروع ہوتا ہو كيونكہ اوپر ہم باب النوافل مين بيان كر چكے كہ حضرت صلى الله عليه وسلم پڑھتے تھے بعد زوال آفتاب كے دو ركعتين اور كہتے تھے كہ يہ وہ ساعت ہى كہ كھلے جاتے ہين اوسمين دروازے آسمان كے تو مين چاہتا ہون كہ چڑھے ميرى جانب سے اوس وقت مين كوئى عمل نيك ص اور لوگ امام كى طرف مونہہ كركے حلقہ بنين اور امام با طہارت كھڑا ہو كے دو خطبے پڑھے اور اون دونون كے بيچ مين اكبار بيٹھے ف كيونكہ كہا ابن ابى شيبہ نے مصنف مين ثنا المحاربى عن حجاج عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس عن النبى صلى الله عليه وسلم انه كان يخطب يوم الجمعة قائما ثم يقعد ثم يقوم فيخطب يعنى آنحضرت صلى الله عليه وسلم تھے خطبہ پڑھتے دن جمعے كے كھڑے ہو كے پھر بيٹھتے تھے پھر كھڑے ہو كے خطبہ پڑھتے تھے ص اور جب خطبہ تمام ہو جاوے تب اقامت كہى جاوے اور امام لوگون كے ساتھ دو ركعتين پڑھاوے ف جاننا چاہيے كہ خطبہ طول كرنا نہايت مكروہ ہى روايت كيا ابن ابى شيبہ وغيرہ نے جابر بن سمرہ سے كہ تھے رسول الله صلى الله عليه وسلم خطبے كا قصر كرتے اور نماز كا بھى قصر كرتے اور كہا حضرت عبد الله بن مسعود نے قصر خطبے كا اور طول نماز كا مخبر ہين تفقہ سے اوس شخص كے اور عمار سے مروى ہى كہ منع كيا كہ لوگ طول كرين خطبے كو مصنف ابن ابى شيبہ مين ہى اور بہت مذمت بيان كى آنحضرت صلى الله عليه وسلم نے اون لوگونكى جو طول كرتے ہين خطبے كا اور نماز مين كمى كرتے ہين اور يہ علامت قيامت مين سے آپنے ارشاد فرمايا اور اسى طرح يہ جو لوگون كى عادت ہى كہ دو خطبون كے بيچ مين جب امام بيٹھتا ہى تو دعا مانگتے ہين بدعت ہى اور نہايت مكروہ ہى اور اسى طرح قبل نماز جمعے كے جو لوگ الصلوة الصلوة كہكے پكارتے ہين بدعت ہى اور ہرگز جائز نہين اور جمعے كے دن كپڑے بدلنا خوشبو لگانا مستحب ہى حديث مين جمعے كو عيد فرمايا ہى

## باب عيدين كى نماز كے بيان مين

مستحب ہى كہ عيد فطر كے روز نماز كے پہلے كھانا كھاوے اور مسواك كرے اور غسل كرے اور خوشبو ملے اور اپنا اچھا كپڑا پہنے ف ليكن نماز كے پہلے كھانا كھانا خصوصاً كھانا ميٹھا ہو وے مستحب ہى كيونكہ صحيح بخارى مين ہى كہ تھے رسول الله صلى الله عليه وسلم نہين نكلتے تھے واسطے نماز عيد كے يہان تك كہ كھا ليتے تھے كچھ خرمے اور كھاتے تھے اونكو طاق اور ليكن مسواك كرنا سو اوسواسطے كہ ہر وضو اور نماز كے وقت سنت ہى اور ليكن غسل كرنا سو بيان اسكا غسل كے باب مين گذرا اور ليكن خوشبو ملنا تو اسواسطے كہ يہ دن خوشى كا ہى اور اجتماع كا اور جب كہ جمعے مين خوشبو لگانا مستحب ہى تو عيدين مين بطريق اولى مستحب ہو گا اور اچھا كپڑا پہننے كيونكہ حضرت صلى الله عليه وسلم تھے پہنتے دن عيد كے ايك جبہ صوف سے تھا يا كسى اور كپڑے سے اور يہ حديث بدلشہ مين ہى اور روايت كيا بيہقى نے مانند اسكے طريق شافعى سے اور اخراج كيا طبرانى نے اوسط مين تھے حضرت صلى الله عليه وسلم پہنتے دن عيد كے ايك جوڑا سرخ اور جوڑا سرخ اس سے عبارت ہى كہ يمن مين ايك كپڑا ہوتا ہى اوسمين خط ہوتے ہين سرخ اور سبز ص اور صدقہ فطر كا ادا كرے ف اور بيان اسكا كتاب الزكوة مين آويگا ص اور مسجد كى طرف تكبير آہستہ آہستہ كہتا ہوا جاوے ف خلاف جہر تكبير مين عيد فطر مين تہ اصل تكبير مين كيونكہ وہ عموم ذكر خدا مين داخل ہى تو نزديك صاحبين كے جہر كرے جيسا كہ عيد قربان مين اور امام صاحب كے نزديك جہر كرے اور ايك روايت مين اونسے جہر كرے اور كہا امام صاحب نے كہ جہر كرنا اور آواز كا بلند كرنا ساتھ ذكر كے بدعت ہى اور مخالف ہى الله تعالى كے قول كے واذكر ربك فى نفسك تضرعا وخيفة ودون الجهر من القول يعنى ياد كر الله كو عاجزى سے

اور آہستہ سے اور حدیث مین آیا ہی لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا یعنی نہین پکارتے ہو تم بہرے اور نہ غائب کو یعنی
اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہی موجود ہی اور روایت کیا دارقطنی نے عبد اللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تکبیر کہتے
فطر مین جب نکلتے تھے اپنے گھر سے عیدگاہ تک اور روایت کیا انھون نے ابن عمرؓ سے کہ وہ جب جاتے تھے صبح کو دن عید فطر
اور دن عید قربان کے جہر کرتے تھے ساتھ تکبیر کے یہان تک کہ آتا تھا امام کہا بیہقی نے صحیح ہی وقف اوسکا ابن عمر پر اور بیچ قول
صحابی کا ساتھ آیت کلام اللہ کے معارض نہوگا **ص** اور عید کی نماز کے پہلے نفل نہ پڑھے **ف** اور اکثر مشایخ نے اسکو مکروہ
جانا ہی اور یہی روایت ہی صحاح ستہ مین حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور نماز پڑھی ساتھ صحابہ کے
عید کی اور نہ نماز پڑھی قبل اوسکے اور نہ بعد اوسکے اور روایت کیا ترمذی نے ابن عمرؓ سے کہ وہ نکلے دن عید کے تو نماز نہ پڑھی
قبل اوسکے اور نہ بعد اوسکے اور ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور یہ نفی محمول ہی
اس بات پر کہ عیدگاہ مین سوا عید کے اور کچھ نہ پڑھتے تھے اور روایت کیا ابن ماجہ نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین پڑھتے تھے قبل
عید کے کچھ سو جب آتے اپنے گھر مین پڑھتے تھے دو رکعتین **ص** اور جو شرطین کہ جمعے کے واسطے ہین وہی شرطین عید کے واسطے بھی ہین
واجب ہونے اور ادا کرنے کے حق مین مگر خطبہ عیدین مین سنت ہی اور نماز عید کی واجب ہی اور یہی روایت ہی امام ابو حنیفہ سے
اور یہی صحیح ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ عید کی نماز سنت ہی ہمارے علماؤن کے نزدیک کیونکہ امام محمد نے کہا ہی کہ جب دو عیدین
ایکدن مین جمع ہووین تو اول سنت ہی اور ثانی فرض ہی اور اسکا جواب یون دیا ہی کہ سنت سے مراد یہ ہی کہ حدیث سے وجوب انکا ثابت ہوا ہی
**ف** اور وجہ وجوب کی یہ ہی کہ مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر اور وجہ سنت ہونے کی یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حدیث اعرابی مین فرمایا جس وقت اوسنے پوچھا کہ کیا مجھپر لازم ہی سوا ان پانچ نمازون کے فرمایا کہ نہین مگر یہ کہ نفل پڑھے اور کہا
صاحب ہدایہ نے کہ صحیح وجوب ہی اور یہی مذہب ہی اکثر مشایخ کا لیکن جیسا مواظبت نماز عید سے وجوب اوسکا ثابت ہوتا ہی اسی طرح
وجوب خطبہ عید کا ثابت ہوتا ہی بہر صورت قائل ہونا ساتھ وجوب نماز عید اور سنیت خطبہ عید کے ترجیح بلا مرجح ہی **ص** اور عید
کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہی جب آفتاب ایک یا دو نیزے کے برابر بلند ہوتا ہی اور باقی رہتا ہی جب تک کہ زوال نہو آفتاب کا
**ف** کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز عید کی جب آفتاب بلند ہوجاتا تھا موافق ایک نیزہ یا دو نیزے
کے اور سنن ابو داؤد اور ابن ماجہ مین ہی یزید بن خمیر سے کہا کہ نکلے عبد اللہ بن بسر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
آدمیون کے دن عید فطر یا عید اضحی کے سو برا کہا انھون نے امام کو کہ دیر کی اوسنے اور کہا کہ فارغ ہوجاتے تھے ہم آپ نماز سے ساتھ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو داؤد ونسائی نے روایت کیا کہ کچھ سوار طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہی دیتے تھے کہ انھون
دیکھا چاند کل تو آپ نے حکم کیا لوگون کو کہ افطار کرین اور جب صبح ہو جاوین طرف عیدگاہ کے اور بیان کیا گیا روایت ابن ماجہ
مین اور دارقطنی مین کہ وہ سوار آئے تھے آخر دن مین اور صحیح کیا دارقطنی نے اسناد اوسکا اور صحیح کیا اوسکو نووی نے خلاصہ مین اور روایت
کیا طحاوی نے ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ ثنا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ جَعْفَرِ بْنِ اِيَاسٍ عَنْ اَبِيْ عُمَيْرِ بْنِ اَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ اَخْبَرَنِيْ عُمُوْمَتِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّ الْهِلَالَ خَفِيَ عَلَى النَّاسِ فِيْ اٰخِرِ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ
رَمَضَانَ فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَصْبَحُوْا صِيَامًا فَشَهِدُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ اَنَّهُمْ رَاَوُا الْهِلَالَ اللَّيْلَةَ الْمَاضِيَةَ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بِالْفِطْرِ فَاَفْطَرُوْا تِلْكَ السَّاعَةَ وَخَرَجَ لَهُمْ مِنَ الْغَدِ فَصَلّٰى بِهِمْ صَلٰوةَ الْعِيْدِ یعنی تحقیق کہ چاند پوشیدہ ہوا لوگون پر اخیر رات مین رمضان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین تو صبح کو انھون نے روزہ رکھا اور آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بعد زوال کے لوگ کہ انھون نے دیکھا چاند کو شب گذشتہ مین پس حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو فطر کا اور کھولا انھون نے روزہ اوسی وقت اور نکلے آپ ساتھ اونکے دوسرے روز صبح کے وقت اور پڑھی ساتھ اونکے عید کی نماز مص امام مقتدیون کے ساتھ دو رکعت پڑھاوے اسطرح سے کہ پہلے تکبیر تحریمہ کہے اور پھر ثنا پڑھے بعد اوسکے تین تکبیرین کہے تب فاتحہ اور سورت پڑھے تب رکوع کرے تکبیر کہتا ہوا اور دوسری رکعت مین پہلے قرآن پڑھنا شروع کرے اور بعد قراءت کے تین تکبیرین کہے اور پھر ایک تکبیر اور کہکے رکوع مین جاوے اور چھ تکبیرین جو زیادہ ہین اونمین ہاتھ اوٹھاوے اور نماز کے بعد دو خطبے پڑھے اونمین احکام صدقہ فطر کے بتاوے

**ف** جاننا چاہیے کہ تکبیرات ہمارے نزدیک عیدین مین چھ چھ ہین اور احادیثین مختلف آئین وارد ہوئی ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ سے لیکن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے سو یہ ہے کہ روایت کی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے عیدین مین سات اول رکعت مین اور دوسری رکعت مین پانچ قبل قراءت کے سوا دو تکبیرین رکوع کے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ تفرد کیا ساتھ اوسکے ابن لہیعہ اور تحقیق کہ استشہاد کیا اوس سے مسلم نے اور کہا کہ اس باب مین مروی ہے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے اور طریق اونکے فاسد ہین یعنی ضعیف ہین اور سنن ابو داؤد اور ابن ماجہ مین ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر عید فطر مین سات ہین پہلی رکعت مین اور پانچ دوسری رکعت مین اور قراءت دونون رکعتون مین بعد اونکے ہے زیادہ کیا دارقطنی نے اور پانچ دوسری رکعت مین سوا تکبیر نماز کے کہا نووی نے کہا ترمذی نے علل مین کہ پوچھا مین نے بخاری سے اس حدیث کو سو کہا کہ وہ صحیح ہے اور اخراج کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے کثیر بن عبد اللہ سے انھون نے اپنے باپ عبد اللہ سے انھون نے اپنے دادا عوف مزنی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی عیدین مین اول رکعت مین سات قبل قراءت کے اور دوسری رکعت مین پانچ قبل قراءت کے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہے اور وہ اچھی ہے سب چیزون مین جو مروی ہین اس باب مین اور کہا ترمذی نے علل کبری مین کہ پوچھا مین نے بخاری سے اس حدیث کو سو کہا کہ نہین صحیح ہے اس باب مین کوئی حدیث اس سے اور اسی سے اخذ کرتا ہون مین اور مروی ہین چند حدیثین سوا انکے کہ موافق ہین ان حدیثون کے اور سنن ابو داؤد مین ہے جو معارض اسکی ہے کہ پوچھا سعید بن العاص نے ابو موسی اشعری سے اور حذیفہ بن الیمان سے کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اضحی اور عید فطر مین سو کہا ابو موسی نے کہ تھے تکبیر کہتے چار مثل تکبیر جنازے کے سو کہا حذیفہ نے سچ کہا ہے کہا ابو موسی نے ایسا ہی تکبیر کہتا تھا مین بصرہ مین اخیر حدیث تک اور سکوت کیا اوس سے ابو داؤد نے پھر منذری نے اپنی مختصر مین اور یہ روایت برابر دو حدیثون کے ہے کیونکہ تصدیق کی اوسکی حذیفہ نے تو گویا انھون نے بھی روایت کیا اوسکو اور سکوت ابو داؤد اور منذری کا تصحیح ہے واسطے اوس حدیث کے اور جو ضعیف کیا ابن الجوزی نے اوسکو بسبب تضعیف عبد الرحمن بن ثوبان کے اور نقل کیا اوسکو ابن معین سے اور امام احمد سے معارض ہے ساتھ قول صاحب تنقیح کے اپنی کتاب مین کہ توثیق کی اوسکی بہت لوگون نے کہا ابن معین نے نہین حرج ہے ساتھ اسکے لیکن اسناد مین اوسکی ابو عائشہ ہے کہا ابن القطان نے نہین جانتا ہون مین حال اوسکا اور کہا ابن حزم نے مجہول ہے اور اگر مسلم ہو تو

ابن لہیعہ کی ضعیف ہے کیونکہ ظاہر ہوا مضطرب ہونا اس حدیث کا تو کبھی تو وہ کہتا ہے عن ابن لہیعۃ عن عقیل عن ابن شہاب عن ابی الزہری ہے اور کبھی کہتا ہے عن عقیل عن الزہری اور بعض میں ہے عن ابن لہیعۃ عن ابی الاسود عن عروۃ عن عائشۃ اور بعض میں ہے عن الاعرج عن ابی ہریرۃ کہا دارقطنی نے کہ اضطراب ہے ابن لہیعہ سے اور بیہقی نے وجہ میں بیان کیں ضعف کیا اور کہا تصحیح کرو ابن القطان نے اپنی کتاب میں اور کہا اوسنے کہ کثیر بیٹا عبد اللہ کا نزدیک محدثین کے متروک ہے اور کہا احمد نے کہ کچھ نہیں اور نہیں روایت کی اوس سے اپنی مسند میں اور ایسا ہی کہا ابن معین نے اور کہا نسائی اور دارقطنی نے متروک ہے اور کہا ابو زرعہ نے واہی ہے حدیث اوسکی یعنی ضعیف ہے اور کہا امام احمد نے نہیں ہے تکبیر عیدین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث صحیح لیکن سنت بکڑی گئی ہے اور ہمیں ماننا قول ابو ہریرہ کا لیکن جو مروی ہے صحابہ سے سو بیان کیا عبد الرزاق نے ثنا سفیان الثوری عن ابی اسحٰق عن علقمۃ والاسود ان ابن مسعود کان یکبر فی العیدین تسعا اربعا قبل القراءۃ ثم یکبر فیرکع وفی الثانیۃ یقرأ فاذا فرغ کبر اربعا یعنی ابن مسعود تکبیر کہتے تھے عیدین میں نو تکبیریں چار قبل قرارت کے پھر تکبیر کہتے تھے اور رکوع کرتے تھے اور دوسری رکعت میں قرارت کرتے تھے اور جب فارغ ہوتے تھے قرارت سے تکبیر کہتے تھے چار بار اور اول رکعت میں تین تکبیریں عید کی ہیں اور ایک تکبیر تحریمہ اور دوسری میں بھی تین عید کی اور ایک رکوع کی اور روایت کی اوسنے باسناد صحیح اوسی اسناد سے کہا کہ تھے ابن مسعود بیٹھے اور نزدیک انکے ابو موسیٰ اشعری تھے اور حذیفہ سو پوچھا اونسے سعید بن العاص نے تکبیر سے نماز عیدین کی حذیفہ نے تو پوچھ ابو موسیٰ کہا ابو موسیٰ نے کہ پوچھ عبد اللہ بن مسعود سے کیونکہ وہ ہم میں قدیم ہیں اور سب سے زیادہ جاننے والے ہیں پھر پوچھا اونسے تو کہا ابن مسعود نے تکبیر کہے چار پھر قرارت کرے اور تکبیر کہے اور رکوع کرے پھر کھڑا ہو دوسری رکعت میں اور قرارت کرے پھر تکبیر کہے چار بعد قرارت کے اور ایک دوسرا طریقہ ہے کہ روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح مسروق سے کہ تھے سکھاتے ہم کو عبد اللہ بن مسعود تکبیر عیدین میں نو تکبیریں پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں اور اوس سے مراد یہ ہے کہ ایک تکبیر تحریمہ کی اور تین عیدین کی اور ایک رکوع کی اول رکعت میں اور دوسری میں ایک رکوع کی اور تین عیدین کی اور ایک دوسرا طریقہ ہے اس حدیث کا روایت کیا اوسکو امام محمد نے ثنا ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراہیم النخعی عن عبد اللہ بن مسعود انہ کان قاعدا فی مسجد الکوفۃ ومعہ حذیفۃ بن الیمان وابو موسیٰ الاشعری فخرج علیہم الولید بن عقبۃ بن ابی معیط وہو امیر الکوفۃ یومئذ فقال ان غدا عیدکم فکیف اصنع فقالا اخبرہ یا ابا عبد الرحمٰن فامرہ عبد اللہ بن مسعود ان یصلی بغیر اذان ولا اقامۃ وان یکبر فی الاولیٰ خمسا وفی الثانیۃ اربعا وان یوالی بین القراءتین وان یخطب بعد الصلوٰۃ علی راحلتہ یعنی ایک روز حضرت عبد اللہ بن مسعود بیٹھے تھے مسجد کوفہ میں اور تھے انکے ساتھ حذیفہ بن الیمان اور ابو موسیٰ اشعری تو نکلے انکی طرف ولید بن عقبہ اور وہ امیر کوفہ کے تھے اوس زمانے میں اور کہا کل عید ہے تمھاری تو کیا کروں میں یعنی کس طرح نماز پڑھاؤں میں کہا ابو موسیٰ اور حذیفہ نے کہ بتاؤ اوسکو اے ابو عبد الرحمٰن تو حکم کیا ابن مسعود نے اوسکو پڑھے بغیر اذان اور اقامت اور تکبیر کہے پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری میں چار اور موالات کرے درمیان دونوں قرارتوں کے اور خطبہ پڑھے بعد نماز کے اپنی سواری پر اور یہ اثر صحیح ہے اور اسمیں تصریح ہے اس بات کی کہ ابن مسعود نے ...

تھے ساتھ اوسکے عذر کیا اور یہ جو ہی تو اگر کوئی کہے کہ مروی ہوا ابو ہریرہ اور ابن عباس سے جو مخالف ہے اوسکے جواب دیگا یہ
کہ معارض ہونگے یہ اثر عبد اللہ بن مسعود کے اور ترجیح ہوگی اثر عبد اللہ کو کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ ہونے میں زیادہ عبد اللہ بن مسعود
سے اور بیہقی میں ہے وہ بخلاف ان کے ہے جو ابن عباس سے جو مروی ہے مصنف ابن ابی شیبہ میں کہ تکبیریں کہیں انھوں نے عید میں
تیرہ تکبیریں سات پہلی رکعت میں اور چھ دوسری رکعت میں اور ایک روایت میں ہے کہ بارہ تکبیریں سات اول رکعت میں اور پانچ
دوسری رکعت میں معارض ہوا اوسکے وہ جو روایت کیا اوسنے خود ابن عباس سے کہ نماز پڑھی انھوں نے عید کی اور تکبیریں کہیں نو
تکبیریں پانچ اول رکعت میں اور چار دوسری میں اور موالات کی درمیان دونوں قراءتوں کے اور یہ روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے
کیا اونھوں نے کیا غیر نے مانند اوسکے تو باقی رہا اثر ابن مسعود کا سالم معارضے سے اور اسی سے حجت پکڑی ہمارے علماء نے رضی اللہ عنہ
اور وہ خطبے بعد نماز عید کے پڑھے روایت کی ابن ماجہ نے جابر رض سے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن فطر کے یا اضحی کے تو خطبہ
پڑھا آپ نے کھڑے ہوکے پھر بیٹھے آپ پھر کھڑے ہوکے پڑھا اور کہا نووی نے خلاصہ میں اور جو مروی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
کہ سنت ہے یہ بات کہ خطبے پڑھے دو عید میں اور فاصل کرے اونمیں ایک جلسے کو ضعیف ہے متصل نہیں اور نہیں ثابت ہوا دو خطبے
پڑھنے میں کچھ اور معتمد اونمیں قیاس ہے جمعے پر تو اگر خطبہ پڑھا قبل نماز کے خلاف کیا سنت کا لیکن پھر اعادہ کرے خطبے کا ص
اور اگر امام نے نماز عید پڑھی اور کسی شخص نے اوسکے ساتھ نماز نہ پڑھی قضا نکرے اور اگر عید کی نماز کسی عذر سے چھوٹ جائے روز
نہ پڑھی گئی تو دوسرے دن پڑھی جاوے اور تیسرے دن نہ پڑھی جاوے ف اور دلیل اسکی اوپر گذری ص اور عید اضحی کے احکام عید
فطر کے موافق ہیں مگر عید قربان میں مستحب ہے کہ جب تک نماز نہ پڑھی جاوے کھانا نہ کھاوے اور نماز کے قبل کھانا مکروہ نہیں اور اسی پر فتویٰ ہے
ف روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور صحیح کیا اوسکو عبد اللہ بن بریدہ سے
انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں نکلتے دن عید فطر کے یہاں تک کہ کچھ کھا لیتے تھے اور نہیں کھاتے تھے
دن بقر عید کے یہاں تک لوٹتے تھے زیادہ کیا دارقطنی اور احمد نے کہ کھاتے تھے قربانی سے اور صحیح کیا اوسکو یحییٰ بن القطان نے اپنی کتاب
میں اور دارقطنی کی روایت کو بھی صحیح کیا ص اور عید اضحی میں تکبیر پکار کے کہتے ہیں ف اور بیان اسکا اوپر گذرا
ص اور خطبے میں تکبیرات تشریق اور قربانی کے احکام بتلاوے اور اگر کسی عذر سے یا بغیر عذر کے نماز چھوٹ گئی تو دو روز تک بعد کے
نماز درست ہے اور بعد اوسکے نہیں درست اور عرفے کے روز وقوفوں کی مشابہت کے واسطے یعنی اون لوگوں کی جو حج میں کھڑے
ہوتے ہیں اور وقوف کرتے ہیں جمع ہونا کچھ معتبر چیز نہیں ہے کہ اوس میں ثواب ہووے اس واسطے کہ ایک مکان خاص کو عرفات کہتے ہیں جو
حاضر ہونا حج کے سوا میں فرض اور واجب ثواب ہے اور عرفات کے سوا دوسرے مکان میں نہیں اور تکبیرات تشریق کی یعنی اللہ اکبر
اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد عرفے کی فجر سے ہر فرض کے بعد جو مردوں کی جماعت کے ساتھ
پڑھی جاوے شہر کے مقیم پر ف جاننا چاہیے کہ اسمیں اختلاف ہے کہ تکبیرات تشریق کی واجب ہیں یا سنت بعضوں نے کہا ہے کہ واجب
اور بعضوں نے سنت اور اکثر کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہیں روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت علی سے کہ وہ تکبیر کہتے تھے بعد فجر کے
دن عرفے سے نماز عصر تک اخیر دن تک دنوں تشریق کے اور روایت کی محمد بن حسن نے نا ابو حنیفة عن حماد بن ابی سلیمان
عن ابراہیم النخعی عن علی بن ابی طالب اسی روایت کے مثل اوسکے اور مذہب امام صاحب کا وہی ہے کہ فجر عرفے سے شروع کرے

اور جانا قربانی تک یعنی عید کے روز عصر کی نماز تک پڑھے اور دلیل اونکی یہہ ہے جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثنا ابو الاحوص
عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ یُکَبِّرُ مِنْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ یَوْمَ عَرَفَۃَ اِلٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مِنْ
یَوْمِ النَّحْرِ یَقُوْلُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ یعنی تھے عبد اللہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے تھے نماز فجر سے دن عرفے کے قربانی کے دن نماز عصر تک اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر آخر تک
روایت کی حاکم نے علی اور عمار رضی اللہ عنہما سے کہا دونوں نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تھے بیچ فرضوں کے بسم اللہ
الرحمن الرحیم کا اور تھے قنوت پڑھتے نماز فجر میں اور تھے تکبیر کہتے دن عرفے کے نماز صبح سے اور ختم کرتے تھے اوسکو نماز
عصر تک آخیر ایام تشریق میں اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور کہا ذہبی نے کہ یہہ حدیث واہی ہے گویا موضوع ہے کیونکہ عبد الرحمن سند میں ہے
اوسکی حدیثیں اوسکی منکر ہیں اور سعید اوسکی اسناد میں اگر سعید کریزی ہے تو وہ ضعیف ہے اور اگر دوسرا ہے تو مجہول ہے اور تخریج کیا اوسکا بیہقی
نے اور ضعیف کیا اوسکو ص اور اس عورت پر جسنے مرد کے ساتھ اقتدا کی اور اوس مسافر پر جو مقیم کا مقتدی ہو ایام تشریق کے آخر دن کی عصر تک
واجب ہے اور مقتدی تکبیر تشریق کی ترک نہ کرے اگرچہ امام ترک کرے ف کیونکہ متابعت امام کی اندر نماز کے واجب ہے اور باہر نماز کے واجب نہیں

## باب خوف کی نماز کے بیان میں

جس وقت کہ دشمن کا خوف زیادہ ہووے تو اوس وقت امام دو گروہ کرے ایک گروہ کو دشمن کی طرف کرے اور دوسرے گروہ کے ساتھ
ایک رکعت پڑھے اگر مسافر ہے اور دو رکعتیں اگر مقیم ہے تب یہ گروہ دشمن کی طرف چلے جاویں اور دوسرا گروہ جو دشمن کے مقابل تھا
آوے اور پڑھے اونکے ساتھ امام جو باقی ہے نماز میں اور سلام پھیر دیوے امام اکیلا اور چلے جاویں یہ طرف دشمن کے اور پہلا گروہ
آوے اور تمام کرے نماز کو بغیر قراءت کے پھر دوسرا آوے اور وہ ساتھ قراءت کے نماز تمام کریں اور فجر کا حکم بھی ایسا ہی ہے ف
اور دلیل ہماری حدیث ابن مسعود کی ہے تخریج کیا اوسکا ابو داؤد نے اور دارقطنی میں بھی مذکور ہے اور ضعیف کیا اس حدیث کو لوگوں نے
بسبب ابو عبیدہ کے کہ نہیں سنا انہوں نے اپنے باپ ابن مسعود سے اور خصیف راوی قوی نہیں اور تفصیل بیان کیا اسکو شیخ ابن الہمام نے
فتح القدیر میں ص اور مغرب کی نماز میں پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک رکعت اور اگر زیادہ ہو
خوف کہ گھوڑے سے اوتر نہ سکیں تو اکیلے اکیلے سوار نماز پڑھیں اور رکوع اور سجدہ اشارے سے کریں اور اگر قبلے کی طرف
مونہہ نہ کر سکیں تو جس طرف چاہیں مونہہ کریں اور باطل کرتا ہے نماز کو لڑائی کرنا اور چلنا اور سوار ہونا ف اسواسطے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں جنگ خندق میں قضا ہوئیں تھیں اور اگر لڑائی میں نماز پڑھنا درست ہوتا تو کیوں قضا کرتے

## باب جنازے کے احکام کے بیان میں

جو شخص کہ قریب مرنے کے ہووے اوسکے واسطے سنت ہے کہ مونہہ قبلے کی طرف کیا جاوے داہنی کروٹ سے اور کلمہ شہادت کا سکھلایا جاوے
اور چت لٹانا مختار ہے ف اور اول موافق سنت کے ہے اور چت لیٹنے میں آسانی ہے اور دلیل اوسکی یہہ ہے کہ روایت کی حاکم نے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے مدینے میں تو پوچھا حال براء بن معرور کا سو کہا اصحاب نے وفات کی اور تین وصیتیں کیں
ایک تہائی میں اور جب مرنے لگے تو کردینا مونہہ میرا طرف قبلے کے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہنچا وہ صواب کو آخر حدیث
تک اور لیکن یہہ بات کہ داہنی کروٹ پر لیٹے تو ممکن ہے استدلال دوسرے جزو میں ہے براء بن عازب سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کہ فرمایا آپنے جب آوے تو خوابگاہ اپنی کو تو وضو کر مثل نماز کے پھر لیٹ داہنی کروٹ پر اور کہہ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْلَمْتُ نَفْسِی اِلَیْكَ
آخر تک یہان تک کہ کہا اگر مر جاویگا تو مریگا موافق شرع کے اور لیکن داہنی کروٹ پر لیٹنا اور موہنہ قبلے کی طرف بھی کرنا سو
بعض لوگ حجت پکڑتے ہین اوس سے جو روایت کیا اوسکو امام احمد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت فاطمہ نے وقت موت کے
موہنہ قبلے کی طرف کیا تھا اور بہت طول حدیث بیان کی ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے لیکن یہ حجت ضعیف ہی اور اسیواسطے
نہین ذکر کیا اوسکو ابن شلبی نے مختصر کے باب مین کتاب الجنائز سے سوا ایک اثر کے ابراہیم نخعی سے کہ موہنہ کرے میت طرف قبلے کے
اور عطا سے بھی ایسا ہی لیکن زیادہ کیا اونسے کہ اوپر داہنی کروٹ کے اور مین نہین جانتا ہون کسیکو کہ ترک کیا ہو اوسکو مرد سے اور کلمہ
شہادت سکھایا جاوے اوسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھاؤ تم مردون کو شہادت اس بات کی کہ نہین ہی کوئی معبود سوا اللہ کے
روایت کیا اوسکو جماعت نے سوا بخاری کے اور ایسا ہی مروی ہی حدیث ابو ہریرہ سے اور روایت کی مسلم نے مانند اوسکے ص اور جب مر جاوے
تب اوسکے دونون جبڑے باندھے اور اوسکی آنکھ کو بند کرے اور خوشبو اگر پر رکھے اور اوسکا تخت اور کفن باسے اوسیکا طاق ہو
ف اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہی اللہ وتر ہی یعنی طاق ہی اور دوست رکھتا ہی طاق کو ص اور تخت پر رکھا جاوے اور ننگا کیا جاوے
اور عورت اوسکی چھپائی جاوے اور وضو کرایا جاوے بغیر کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے اور اوس عورے کے اوپر وہ پانی جاری
کرے جسکو بیری کی پتی یا اشنان گھاس یا ڈال کے جوش کیا ہووے ورنہ خالص پانی کے ساتھ دھووے ف اور وارد
ہی اس مضمون مین حدیث روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور ایک لفظ ابت مین ہی کہ اغسلوہ بماء وسدر یعنی
غسل دو اوسکو ساتھ پانی اور بیری کی پتی کے ص اور اوسکا سر اور داڑھی گل خیرو سے دھووے بعد اوسکے مردے کو بائین
کروٹ لٹا کے غسل دیوے اسقدر کہ جب مین تخت سے ملا ہو اوسکو پانی پہونچے پھر داہنی کروٹ لٹاوے اور اسی طرح غسل دیوے
ف اسواسطے کہ شروع کرنا داہنی سے مستحب ہی ص اور پہلے بائین کروٹ لٹانا اسواسطے کہا کہ جسمین داہنی طرف سے
غسل شروع ہووے پھر اوسکو ٹیکن دیکے بٹھاوے اور اوسکے پیٹ کو نرم نرم ملے اور جو کچھ نکلے اوسکو دھووے اور غسل کو نہ دہراوے
تب بعد اوسکے ایک کپڑے سے پانی پونچھے اور اوسکے ناخون نہ تراشے اور بال مین کنگھی نکرے اور امام شافعی کے نزدیک کرے
ف کیونکہ کہا حضرت عائشہ نے جب دیکھا ایک عورت کو کہ کھینچے جاتے ہین بال اوسکی پیشانی کے یعنی کنگھی کی جاتی ہی کہ
کیون کھینچتے ہو تم پیشانی اوسکی کو یعنی کنگھی کرنا تو واسطے زینت کے ہی اور مردے کو حاجت زینت کی نہین تخریج کیا اسکا عبد الرزاق نے
سفیان ثوری سے انھون نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے حضرت عائشہ سے اور روایت کیا اسکو امام ابو حنیفہ نے حماد سے
انھون نے ابراہیم سے اور روایت کی ابراہیم حربی نے اپنی کتاب غریب الحدیث مین ثنا هشيم ثنا المغيرة عن ابراهيم عن
عائشة انها سئلت عن الميت يسرح راسه فقالت یعنی پوچھی گئین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردے
کو کنگھی کیا جاوے تب کہا انھون نے وہ قول ص اور اوسکی داڑھی اور سر پر خوشبو ملے اور سجدے کے اعضا پر کافور ملے یعنی پیشانی
اور ناک اور دونون ہاتھ اور دونون زانو اور دونون قدم پر ف اور کافور لگانا مستند ہی حدیث سے ثابت ص سنت
کفن کی مرد کے واسطے [illegible] اور لفافہ ہی [illegible] جب [illegible]
[illegible] بھی باندھنا سنت کہا اور اوسکے واسطے [illegible] اور لفافہ بھی [illegible] ف اور کفن سنت کی حجت

یہ ہم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیے گئے تین کپڑون مین سپید تھے سحول کے اور سحول نام ایک مقام کا ہی ملک یمن مین کہ کپڑے
اوس جگہ کے بہت اچھے ہوتے ہین اور روایت کیا اسکو اصحاب صحاح ستہ نے حضرت عائیشہ رض سے لیکن اوس حدیث مین یہ بیان مذکور نہ تھا
اون کپڑون مین کرتا اور نہ عمامہ تو اگر یہ کہا جاوے کہ کرتا اس سے خارج ہی اور وہ بھی کفن مین لازم ہی جیسا کہ کہا امام مالک نے تو چاہیے
کپڑون مین کفن ہوویگا اور وہ غلط ہی کیونکہ بخاری مین ہی عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ لِعَایِشَۃَ فِیْ کَمْ کُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِیْ ثَلٰثَۃِ اَثْوَابٍ قَمِیْصٌ وَّاِزَارٌ وَّلِفَافَۃٌ یعنی پوچھا حضرت ابوبکر رض نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کہ کتنے کپڑون مین کفن دیے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ تین کپڑون مین کرتا اور ازار اور لفافہ
اور یہ ضعیف ہی بسبب ناصح بن عبد اللہ کوفی کے او ضعیف کیا اوسکو نسائی نے اور اگر ہووے اون لوگون مین سے جنکی حدیث لکھی جاویگی تو
بھی حدیث حضرت عائشہ رض کی معارض نہوگی اور جو روایت کی امام محمد نے امام ہمارے ابو حنیفہ سے عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ
عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخْعِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُفِّنَ فِیْ حُلَّۃٍ یَمَانِیَۃٍ وَّقَمِیْصٍ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کفن دیے گئے ایک جوڑے یمنی مین اور کرتے مین مرسل ہی اور مرسل اگرچہ ہمارے نزدیک حجت ہی لیکن تقدیم اسکی حدیث حضرت عائشہ
پر کسطرح سے ہوگی ہان اگر یہ کہا جاوے کہ حدیث قمیص کی مروی ہی چند طریقون سے تو معارض ہوویگی حدیث حضرت عائشہ رض کے
اور اون طریقون مین سے دو طریقے بیان کیے اور تیسرا طریقہ وہ ہی جو روایت کی عبد الرزاق نے حسن بصری سے مرسل اور چوتھا طریقہ وہ ہم
جو روایت کی ابو داود نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کفن دیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم تین کپڑون مین اوس کرتے مین جسمین انتقال
کیا اور ایک جوڑے بحرانی مین اور بحران ایک شہر کا نام ہی اور ضعیف ہی بسبب یزید بن ابی زیاد راوی کے لیکن ترجیح شاید اسطور پر
ہووے کہ کفن کو مرد عورت سے زیادہ جانتے ہین ورنہ اس مقام مین شک ہی کیونکہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم غسل دیے گئے اوس
قمیص مین جسمین انتقال کیا پھر اوسپر کسطرح سے کفن پہنایا جاویگا واللہ اعلم اور حلہ یعنی جوڑا عرب کے عرف مین دو کپڑون کا نام ہی
ازار اور چادر اور ہمارے نزدیک عمامہ نہین لیکن اچھا جانا اوسکو بعض لوگون نے کیونکہ مروی ہی ابن عمر رض سے کہ وہ عمامہ باندھتے تھے
مردے کے اور مستحب کفن مین یہ ہی کہ سفید ہووے مرد کیواسطے اور عورت کے لیے اور جائز ہی عورت کو زعفرانی اور زرد رنگ وغیرہ جیسا کہ
حالت حیات مین اوسکو درست تھا اور جو لڑکا کہ قریب بلوغ کے ہووے وہ اور اسی طرح لڑکی بھی حکم بالغ اور بالغہ مین ہی اور دو کپڑے
کفایت میں کیونکہ کہا حضرت ابوبکر رض نے کہ نظر کرو میرے دو کپڑون مین سو دھواو انکو اور کفن دو مجکو اونہین کیونکہ زندہ کو زیادہ احتیاج
ہی نئے کپڑے کی طرف مردے سے یعنی کچھ حاجت نئے کپڑے کی نہین انہین کفایت ہی کیونکہ زینت لباس اور جمیع امور دنیاوی
کی تابع حیات ہی اور جب حیات نے قصد انفکاک کیا تو اوسوقت زینت وغیرہ بیفائدہ ہی اور روایت کی عبد الرزاق نے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا ابوبکر رض نے اپنے دونون کپڑون میں جن مین بیمار ہوئے تھے کہ دھواو انکو اور کفن دو مجکو اونہین تو کہا حضرت عائشہ رضی
اللہ عنہا نے کیا نہ خرید کرین ہم تمہارے واسطے نیا کپڑا فرمایا کہ نہین زندہ زیادہ محتاج ہی طرف نئے کپڑے کے مردے سے اور صحیح بخاری مین جو
مروی ہی ابوبکر رض سے خلاف اوسکے معارض ہی اوسکے جو ذکر کیا ہمنے مصنف عبد الرزاق سے اور سند عبد الرزاق کی کچھ کم نہین سند بخاری
سے بلکہ اوس سے بھی زیادہ صحیح ہی اور سند اونکی یہ ہی انا معمر عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالت الخ اور
عورت کیواسطے پیراہن اور ازار اور دامنی اور لفافہ اور سینہ بند جس سے اوسکے پستان باندھے جاوین سنت ہی اور اوسکے واسطے

ازار اور لفافہ اور دامنی بھی کفایت ہی ف اور کفن سنت کی دلیل یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون عورتون کو جنھون نے ام کلثوم اونکی بیٹی کو کفن دیا تھا پانچ کپڑے عطا فرمائے تھے جیسا کہ ہی ہماسے بیان کیا اسکو ام عطیہ نے اور بعضون نے کہا ہی کہ بجاے ام عطیہ کے لیلی بنت قانف ہی کہا اوسنے کہ تھی مین اون عورتون مین جنھون نے کفن دیا تھا ام کلثوم بیٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول جو دیا اوسکو ازار تھی پھر پیراہن پھر دامنی پھر چادر پھر ایک اور کپڑا دیا گیا روایت کیا اسکو ابو داود نے اور حسن کہا اوسکو نووی نے اور کہا منذری نے کہ ام کلثوم نے وفات کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غائب تھے یعنی اور جگہ تھے اور معارض ہی اس قول کے وہ جو کہا ابن الاثیر نے کتاب الصحابہ مین کہ انتقال کیا ام کلثوم نے سنہ نو مین بعد زینب کے ایک برس اور نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر اور کہا کہ وہ ہی جسکو غسل دیا تھا ام عطیہ نے اور ایک سند قوی موجود ہی جو دلالت کرتی ہی ضعف پر قول منذری کے وہ جو روایت کی ابن ماجہ نے بسند صحیح ام عطیہ سے کہا کہ داخل ہوئے ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم غسل دیتے تھے اونکی بیٹی ام کلثوم کو سو فرمایا آپ نے کہ غسل دو اوسکو تین بار یا پانچ بار ساتھ پانی اور بیری کی پتی کے اور اخیر بار مین کافور کرو سو جب فراغت ہو جاوے خبر دو مجھکو تو جب فارغ ہوئے ہم خبر دی ہم نے انکو تو پھینکی طرف ہمارے ایک ازار اور کہا کہ بچھا دو یہ اوسکو ذکر کیا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین ص پہلے لفافہ بچھاوے تب اوسکے اوپر ازار تب مردے کو پیراہن پہنا وین ازار پر رکھے اور ازار کو پہلے بائین طرف سے لپیٹے تب داہنی طرف سے لپیٹے تب بعد اوسکے لفافہ بھی اسیطرح لپیٹے اور عورت کو پہلے پیراہن پہناوین اور اوسکے سر کے بال کو دو حصہ کر کے اوسکی چھاتی پر پیراہن کے اوپر رکھدیوے تب اوسکے اوپر دامنی اوڑھاوے پھر ازار تب اوسکے اوپر لفافہ لپیٹے اور اگر کفن کے کھلجانے کا ڈر ہووے تو اوسکو باندھ دیوے ف اور کفن کفایت سے بھی کم کرنا مکروہ ہی مگر وقت ضرورت کے جیسا کہ روایت کی جماعت نے سوا ابن ماجہ کے خباب بن الارت سے کہا کہ ہجرت کی ہمنے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ کے تو واقع ہوا اجر ہمارا اللہ پر تو بعضے اونمین سے ایسے ہوئے جنھون نے کچھ اجر لیا اور گذر گئے اونمین سے تھے مصعب بن عمیر کہ قتل کیے گئے دن احد کے اور چھوڑ گئے ایک چادر تو ہم جب ڈھانپتے تھے سر اونکا کھلجاتے تھے پیر اونکے اور جب پیر کو بند کرتے تھے کھل جاتا تھا سر اونکا تو حکم کیا ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھپاؤ سر اونکا اور کر دو پیر پر گھانس اذخر کی اور کفن بھی قبل باندھنے کے خوشبو یا جاوے طاق طاق بلکہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوشبو دو تم میت کو تین بار اور ایک روایت مین بیہقی کی یہ ہی جمروا کفن المیت ثلثا یعنی خوشبو دو کفن کو مردے کے تین بار اور کہا گیا ہی کہ سند اوسکی صحیح ہی اور بعد اوسکے اوسپر نماز پڑھین کیونکہ ص نماز پڑھنا جنازے کی فرض کفایہ ہی یعنی اگر بعض پڑھ لین سب کے ذمے سے ساقط ہوگی اور اگر کسی نے نہ پڑھی تو سب گنہگار ہونگے ف تو اس جگہ پر دو باتین ثابت کرنا ضرور ہین ایک یہ کہ نماز فرض ہی دوسری یہ کہ فرض کفایہ ہی تو دلیل فرضیت کی یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ یعنی پڑھ نماز اونپر کیونکہ نماز تمہاری اے محمد آرام ہی اونکے واسطے اور دلیل دوسری کی یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردے پر خود نماز نہین پڑھی اور کہا اصحاب سے کہ پڑھو نماز اپنے صاحب پر تو اگر فرض عین ہوتی نہ ترک کرتے اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شرط اوسکی یہ ہی کہ مردہ امام کے سامنے حاضر ہووے تو نماز غائب پر درست نہین اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی پر نماز پڑھی تھی تو اسواسطے کہ تخت اوسکا آپکے سامنے حاضر ہو گیا تھا اگرچہ مقتدیون کو

نہ معلوم ہوا اور دلالت کرتی ہے اوسپر جو روایت کی ابن حبان نے صحیح میں عمران بن حصین سے کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بھائی
تمھارا نجاشی انتقال کیا اونسے سو کھڑے ہو اور نماز پڑھو اوسپر تب کھڑے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صف باندھی صحابہ نے پیچھے آپکے
اور تکبیر کہیں چار تکبیرین اور وہ نہیں جانتے تھے کہ جنازہ اونکے سامنے ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گمان اونکا اسی طرف تھا کہ بلنے
پر بغیر پہونچنے جنازے کے نماز کس طرح ہوگی تو شاید کشف ہوا ہو آپ پر یا خصوصیات نجاشی سے ہے واللہ اعلم تو اگر کوئی اعتراض کرے
کہ سوا نجاشی کے آپنے معاویہ بن معاویہ مزنی پر نماز پڑھی اور وہ حاضر تھے جیسا کہ ذکر ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تبوک میں اور کہا
اے رسول اللہ معاویہ نے وفات کی مدینے میں تو اگر چاہو تم لپیٹ دون میں تمھارے واسطے زمین کو یعنی اوس زمین کو جہاں وہ ہین
موئے ہین حاضر کرون اور تم نماز پڑھو اوسپر فرمایا کہ اچھا تو مارا اپنا بازو زمین پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تو اوٹھا آپکے واسطے تخت
اونکا اور نماز پڑھی آپنے اوسپر اور پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صفیں تھیں فرشتوں کی ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے پھر پوچھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہ کس سبب سے یہ درجہ پایا اونسے کہا کہ اونکو سورت قل ہو اللہ احد کی
پڑھتے تھے اوسکو آتے جاتے اور چلتے اور کھڑے اور بیٹھے روایت کیا اوسکو طبرانی نے حدیث ابی امامہ سے اور ابن سعد نے طبقات میں حدیث
انس سے اور نماز پڑھی آپنے زید بن حارثہ اور جعفر طیار پر جیسے کہ روایت کی واقدی نے مغازی میں حدثنی محمد بن صالح عن
عاصم بن عمر و بن قتادۃ وحدثنی عبد الجبار بن عمارۃ عن عبد اللہ بن ابی بکر قال لما التقی الناس
بموتۃ جلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر وکشف لہ ما بینہ وبین الشام فھو
ینظر الی معترکھم فقال علیہ السلام اخذ الرایۃ زید بن حارثۃ فمضی حتی استشھد فا
صلی علیہ ودعا لہ وقال استغفروا لہ دخل الجنۃ وھو یسعی ثم اخذ الرایۃ جعفر بن ابی طالب
فمضی حتی استشھد فصلی علیہ ودعا لہ وقال استغفروا لہ دخل الجنۃ وھو یطیر فیھا بجناحین
حیث شاء یعنی بیٹھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر اور ظاہر ہوا اونکو شام تک اور دیکھتے تھے اونکی لڑائی کی جگہ کو پھر فرمایا
آپنے لیا نشان کو زید بن حارثہ نے اور گذرے اور شہید ہوئے اور نماز پڑھی اونپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دعا کی اونکے واسطے
اور کہا کہ بخشش مانگو اللہ سے اوسکے لیے داخل ہوا جنت میں اور وہ دوڑتا ہے جنت میں پھر لیا نشان کو جعفر بن ابی طالب نے اور گذرے
اور شہید ہوئے پھر نماز پڑھی اونپر اور دعا کی اونکے واسطے اور کہا کہ بخشش مانگو اللہ سے اوسکے لیے اور داخل ہوا وہ جنت کو اور اڑتا ہے
جنت میں ساتھ دونوں بازو کے جہاں چاہتا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ خصوصیت نجاشی کا بغیر دعوی اوس تقدیر پر کیا ہے کہ جب تک جنازہ
کا نہ ظاہر ہوا ہو آپ کیواسطے اور نہ دیکھیں آپ اوسکو اور جو ذکر ہوا اوسکے خلاف ہے باوجود ضعف روایات کے سو حدیث معاویہ کی مروی
ہے مرسل ہو کر دونوں طریق سے اور جو ابن سعد نے ہے طبقات میں ضعیف ہے ساتھ علاء کے اور وہ بیٹا زید کا ہے اور کہا ہے کہ بیٹا زید کا اتفاق کیا
محدثین نے اوسکے ضعف پر اور طبرانی کی روایت میں بقیہ بیٹا ولید کا ہے اور وہ بھی ضعیف ہے اور اگر اسکو تسلیم کرین تو لازم آتا ہے کہ جتنے لوگ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ملکوں میں مرے ہون نماز پڑھی ہو آپنے اون سب پر اور یہ ہرگز ثابت نہیں ہوا ص اور نماز جنازہ
کی یہ ہے کہ پہلے تکبیر کہے دونوں ہاتھوں کو اوٹھا کے پھر بعد اوسکے ہاتھ نہ اوٹھاوے اور شافعی کے نزدیک ہر تکبیر میں اوٹھاوے اور ثنا پڑھے
پھر تکبیر کہے اور درود بھیجے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر تیسری تکبیر کہے اور یہ دعا پڑھے اگر وہ بالغ ہو اللھم اغفر لحینا ومیتنا

وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ
وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ اور اگر لڑکا ہو تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا
ذُخْرًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا اور اگر لڑکی ہو تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا ذُخْرًا
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَمُشَفَّعَةً اور پھر چوتھی تکبیر کہے اور سلام پھیرے اور قراءت اسمیں نہیں ہے اور شافعیؒ
کے نزدیک قراءت بھی ہے ف اور ہمارے نزدیک چار تکبیریں ہیں اور پہلے جو آپ پانچ یا زیادہ تکبیر کہتے تھے منسوخ ہے ساتھ
اوسکے جو روایت کی امام محمدؒ نے ابو حنیفہؒ سے انھوں نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے کہ تھے لوگ تکبیر کہتے جنازے پر پانچ یا
چھ یا چار یہاں تک کہ انتقال کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تکبیر کہتے تھے ایسا ہی زمانہ حضرت ابوبکر صدیقؓ میں پھر جب والی
ہوئے حضرت عمرؓ تو کہا انھوں نے واسطے اونکے کہ تم گروہ ہو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر تم اختلاف کروگے اختلاف کرینگے لوگ بعد
تمھارے اور ابھی لوگوں کو تھوڑا زمانہ گذرا ہے جاہلیت سے تو اجماع کرو ایسی چیز پر کہ اجماع کریں اوسپر لوگ بعد تمھارے تو سب
لوگوں کی رائے متفق ہوئی اس بات پر کہ آخر جنازے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی تکبیریں کہیں ہیں اتنی ہی
کہیں اوسکے ساتھ تمسک کریں اور چھوڑ دیں اوسکے ماسوا کو تو ڈھونڈھا انھوں نے اور پایا آخیر جنازے کو کہ تکبیریں
کہیں تھیں اوسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں اور یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ نہیں ملے ابراہیم نے حضرت عمرؓ کو لیکن انقطاع ارسال
میں داخل ہے اور وہ ہمارے نزدیک حجت ہے اور باوجود اسکے کہ عمل کیا اوسکو امام احمد نے روایت عامر شعبیؒ سے انھوں نے ابو وائل
سے اور روایت کی حاکم نے مستدرک میں ابن عباسؓ سے کہ آخر جو تکبیر کہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے پر چار تکبیریں تھیں اور تکبیریں کہیں
حضرت عمرؓ نے چار اور ابن عمرؓ نے عمرؓ پر چار اور حسن بن علی نے علیؓ پر چار اور حسین بن علی نے حسنؓ پر چار راضی ہو اللہ ان سب
بزرگوں سے اور تکبیر کہی ملائکہ نے حضرت آدمؑ پر چار اور سکوت کیا اوسپر حاکم نے اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے بسبب فرات
بن سائب کے کہا متروک ہے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن میں اور طبرانی نے نضر بن عبد الرحمن سے اور ضعیف کیا اوسکو بیہقی
اور کہا کہ مروی ہے بہت وجہوں سے اور سب ضعیف ہیں مگر یہ کہ اجماع صحابہ کا چار پر دلیل ہے اس بات پر کہ یہ حدیث ثابت ہے اور روایت کیا
اوسکو ابو نعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان میں حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ عِمْرَانَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ
بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ ثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ ثَنَا نَافِعٌ أَبُو هُرْمُزَ ثَنَا عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ وَعَلَى بَنِي هَاشِمٍ خَمْسَ
تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ كَانَ آخِرُ صَلَاتِهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ إِلَى أَنْ خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا یعنی کہتے تکبیریں حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم اہل بدر پر سات اور بنی ہاشم پر پانچ پھر کہتے آخر نماز میں چار تکبیریں یہاں تک کہ نکلے دنیا سے اور مرفوع ہوا طرف
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تھی آخر نماز میں تکبیر کہیں تھیں آپ نے اسمیں چار تکبیریں عمرؓ سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ضعیف
کیا اوسکو اور روایت کی ابو عمرؒ نے استذکار میں سلیمان بن ابی حثمہ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے جنازے پر چار اور
پانچ اور سات اور چھ یہاں تک کہ آئی خبر مرنے نجاشی کی تو نکلے آپ طرف مصلے کے اور صف کی لوگوں نے پیچھے آپکے اور تکبیر کہی چار
بار پھر ثابت رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار پر یہاں تک کہ اوٹھا لیا اونکو اللہ تعالیٰ نے اور روایت کیا اوسکو حارث بن ابی اسامہ نے

مسند مین ابن عمرؓ سے مثل روایت ابن عباسؓ کے اور زیادہ کیا کچھ اور نکالا حازمی نے کتاب الناسخ والمنسوخ مین انس بن مالکؓ سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اہل بدر پر سات تکبیرین اور بنی ہاشم پر بھی سات اور اخیر نماز کہ پڑھی تھی اوسکو آپ نے
تکبیرین اوسمین تھین تو مین چار یہان تک کہ نکلے دنیا سے اور ضعیف کی گئی یہ حدیث بالجملہ ثابت ہوا کہ صحیح چار تکبیرین ہین
اور ایسا ہی بیان کیا اوسکو مشایخ عظام نے وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ اور شروع کرنا ساتھ درود اور ثنا کے سنت
و علاقی ہی روایت کی ابو داؤد اور نسائی نے اور ترمذی نے دعوات مین فضالہ بن عبیدؓ سے کہا کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک شخص کو کہ دعا کرتا ہی اور نہین درود بھیجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ ثنا کی اللہ تعالی پر سو کہا کہ جلدی کی اس شخص نے
تو بلایا اوسکو اور کہا کہ جب دعا کرے کوئی تم مین سے تو چاہیے کہ شروع کرے ساتھ حمد و ثنا کے پھر درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر
پھر دعا کرے بعد اوسکے جو چاہے صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور یہ دعائین بھی حدیث مین وارد ہوئین ہین ص اور جو شخص کہ
نماز پڑھے وہ مردے کے سینے کے برابر کھڑا ہووے ف اسواسطے کہ یہ مقام قلب کا ہی اور اوسمین نور ایمان ہی تو کھڑا ہونا سینے
کے پاس اشارہ ہی طرف شفاعت کے واسطے ایمان اوسکے کے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ وہ کھڑا ہو سامنے
اوسکے سر کے اور ایسا ہی مروی ہی حضرت انسؓ سے اور کہا کہ یہی سنت ہی لیکن اوسکی اسناد مین کلام ہی ص اور بہتر ہی امامت کے
واسطے بادشاہ پھر قاضی پھر امام محلے کا پھر ولی میت کا عصبات کی ترتیب سے اور ولی سے مردے کے اجازت لیکے غیر کو امامت کرنا
درست ہی اور اگر ولی کے سوا اور دوسرون نے نماز پڑھ لی ولی کو اختیار ہی کہ نماز کو دوہراوے اور اگر ولی نے پڑھ لی تو اور لوگ دوہرا نہین
اور جو مردہ بغیر نماز پڑھے ہوئے دفن کیا گیا تو اوسکی قبر پر نماز پڑھی جاوے جب تک شبہ سڑنے کا ہووے یعنی تین روز تک ف
اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ایک عورت پر انصار سے اور وہ دفن ہو چکی تھی اوسکی قبر پر روایت کیا اوسکو
ابن حبان اور حاکم نے اور سکوت کیا اوس سے اور اخراج کیا مالک نے موطا مین یہی مضمون ص اور سواری پر نماز جنازہ درست نہین
ف اور قیاس اوسکو مقتضی ہی کہ جائز ہو کیونکہ نماز جنازہ حقیقۃً نماز نہین بوجہ نہونے ارکان نماز کے اور استحسان سے نہین جائز ہی کیونکہ
اوسمین تکبیر تحریمہ موجود ہی ص اور جس مسجد مین جماعت ہوتی ہو اوسکے اندر مردے کو رکھکے نماز پڑھنا مکروہ ہی اور اگر مردہ اوسکے باہر ہو تو
اوسمین اختلاف ہی بعض کے نزدیک مکروہ نہین اور بعض کے نزدیک مکروہ ہی ف روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مردے پر مسجد مین تو نہین اجر ہی واسطے اوسکے
اور ایک روایت مین فَلَا شَیْءَ لَہٗ اور صالح مولی توامہ کا اوسکی اسناد مین ثقہ ہی لیکن اختلاط ہو گیا تھا اوسکو آخر عمر مین نقل کیا
نسائی نے ابن معین سے کہ وہ ثقہ ہی اور جسنے قبل اختلاط کے اوس سے سنا تو وہ روایت اوسکی صحیح ہی اور ابن ابی ذئب نے سنا اوس سے
قبل اختلاط کے تفصیل کی اسکی شیخ ابن الہمام نے اور وہ جو مسلم مین ہی کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد مین
جنازے کی ایک واقعہ ہی کہ اوس سے عموم ثابت نہین ہوتا اور جائز ہی کہ بعذر ہو اور وہ جو بیہقی نے روایت کی کہ حضرت ابوبکرؓ پر جو
کہی نماز مسجد مین اوسکی اسناد مین اصل غنوی متروک ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ص اور جو لڑکا پیدا ہوا اور مر گیا تو اگر رویا ہی تو نام اوسکا
رکھا جاوے اور غسل دیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے ف روایت کی نسائی نے جابر سے کہ جب رووے لڑکا نماز پڑھی جاوے
اوسپر اور وارث ہو گا کہا نسائی نے اور واسطے مغیرہ بن مسلم کے حدیث منکر ہی اور روایت کیا اوسکو حاکم نے سفیان سے انھون نے

ابو الزبیر سے اسی اسناد سے اور صحیح کیا اوسکو اور جابر سے مروی ہے مرفوعاً کہ لڑکا نہین نماز پڑھی جاویگی اوسپر اور نہ وارث ہوگا
اور نہ اوسکا کوئی وارث ہوگا یہانتک کہ روے اخراج کیا اوسکا ترمذی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اوسکو حاکم اور ابن حبان نے کہا ترمذی نے
روایت کیا اوسکو موقوف اور یہی صحیح ہے اور وہ جو حافظ نے کیا ہے ساتھ اوسکے جو روایت کی ترمذی نے حدیث مغیرہ سے اور صحیح کیا اوسکو
کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سقط یعنی کچا بچہ نماز پڑھی جاویگی اوسپر اور دعا کی جاویگی واسطے والدین اوسکے کے ساتھ مغفرت کے
ساقط ہے کیونکہ منع اس مقام مین مقدم ہے اثبات پر ص اور اگر ایک لڑکا قید ہوا اور مرگیا اگر اپنے ماں باپ کے ساتھ قید ہوا اور
کوئی ان مین سے مسلمان نہین اور نہ وہ خود عاقل تھا نماز اوسپر نہ پڑھی جاویگی اور اگر کوئی اونمین سے مسلمان ہو تو نماز اوسپر پڑھی
جاویگی اور اگر اکیلا قید ہوا تو اوسپر نماز پڑھی جاویگی یا وہ لڑکا مسلمان ہوا لیکن اوسکو عقل تھی اور اوسکا کوئی ماں باپ بھی مسلمان
نہوا تو بھی نماز پڑھی جاویگی اور اگر ایک کافر مرا اور اوسکا ولی مسلمان تھا تو اوسکا ولی غسل دیوے جس طرح سے نجس چیزین دھوئی
جاتی ہین یعنی اوسکو وضو نہ کرایا جاوے اور داہنی طرف سے شروع نکرے اور ایک کپڑے مین اوسکو لپیٹے اور ایک گڑھا کھودے اور اوسکو
اوسمین ڈال دیوے ف روایت کی ابن سعد نے طبقات مین اخبرنا محمد بن عمر الواقدی حدثنی معاویۃ بن
عبید اللہ بن عبید اللہ بن ابی رافع عن ابیہ عن جدہ عن علی قال لما اخبرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بموت ابی طالب بکی ثم قال لی اذهب فاغسلہ وکفنہ وواره قال ففعلت ثم اتیتہ فقال لی
اذهب فاغتسل قال وجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستغفر لہ ایاما ولا یخرج من بیتہ
حتی نزل علیہ جبرئیل علیہ السلام بهذه ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین
یعنی فرمایا حضرت علی نے کہ جب خبر کی مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ موت ابوطالب کے روئے پھر کہا واسطے میرے جا اور غسل دے
اوسکو اور کفن دے اوسکو اور چھپا اوسکو کہا حضرت علی نے کہ کیا مینے ایسا ہی اور آیا مین پھر فرمایا کہ جا اور غسل کر اور تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بخشش مانگتے واسطے اونکے کئی دن تک اور نہ نکلے گھر سے یہانتک کہ اوترے جبرئیل علیہ السلام ساتھ اس آیت کے کہ نہین
جائز ہے واسطے نبی کے اور اون لوگون کے جو ایمان لائے یہ کہ بخشش مانگین مشرکون کے واسطے اور اس سے معلوم ہوا کہ مشرک کی بخشش اگرچہ
نبی کے عزیز و اقارب مین سے ہووے نہین ہوتی اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل دینے والے کو بھی
بعد غسل میت کے غسل واجب ہوتا ہے اور ایسی ہی روایت کی ابوداود نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
غسل کرتے جنابت سے اور دن جمعے کے اور غسل میت سے اور یہ ضعیف ہے اور روایت کی ابوداود نے اور ترمذی نے مرفوعاً کہ جو غسل دے
میت کو غسل کرے اور جو اوٹھاوے اوسکو تو وضو کرے حسن کہا اوسکو ترمذی نے اور ضعیف کیا اوسکو جمہور نے اور اس باب مین
کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی ہان محمول استحباب پر ہو سکتا ہے کہ مثلاً بعد غسل میت کے غسل مستحب ہووے اور اسی طرح وضو بعد اوٹھانے
جنازے کے ص اور سنت ہے جنازے کے اوٹھانے مین چار آدمی اس طرح پر کہ اوسکے آگے کے پائے اور پیچھے کے پائے کو
اپنے داہنے کاندھے پر رکھین تب اوسکے دوسری طرف کے آگے کے پائے اور پیچھے کے پائے کو اپنے بائین کاندھے پر رکھین اور
جلدی جلدی چلین اور دوڑین نہین ف اور یہ تدبیر اوٹھانے کی وارد ہوئی ہے بہت صحابہ اور تابعین سے روایت کی ابن ابی شیبہ نے اور عبد الرزاق
نے مصنف مین علی ازدی سے کہا کہ دیکھا مینے ابن عمر کو ایک جنازے مین کہ وہ اوٹھایا جاتا تھا چارون کونون سے تخت کے اور

۷

کی اور بھی دونون نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ جو جاوے ساتھ جنازے کے تو پکڑے چارون کونے تخت کے کیونکہ یہی سنت
ہی اور روایت کی امام محمد نے اونھین سے کہ کہا انھون نے سنت سے ہی یہ بات کہ اوٹھانے جنازے کو چارون کونون سے تخت کے
اخراج کیا اوسکا ابن ماجہ نے اور لفظ اوسکا یہ ہی کہ جو اوٹھاوے جنازے کو تو پکڑے چارون کونے تخت کے اور امام شافعی کے نزدیک
آگے کا شخص گردن کی جگہ پر رکھے اور پیچھے کا شخص سینے تک اونچا اور ایسا ہی روایت کیا سعد بن معاذؓ کے جنازے کو اوٹھانے کو ابن سعد نے
طبقات مین اور امام شافعیؒ نے ساتھ سند ضعیف کے اور مروی ہی یہ بھی بہت صحابہ سے لیکن جواب اوسکا یہ ہی کہ اوس وقت ہجوم تھا ملائکہ
کا اسواسطے جنازہ اسطرح پر اوٹھایا گیا اور مروی ہی حدیث مین کہ ستر ہزار فرشتے جنازے مین حاضر ہونے تھے یا کوئی اور سبب ہوگا
اور جلدی چلنا حدیث مین وارد ہی روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ پوچھا ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ کسطرح چلین ساتھ جنازے کے فرمایا کہ کم خبب سے اور خبب ایک قسم ہی دوڑنے کی اور یہ حدیث ضعیف ہی اور نکالا اصحاح ستہ
والون نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازے کے تو اگر مردہ نیک ہی تو تم جلدی لیے جاتے ہو اوسکو طرف
نیکی کے اور اگر بد ہی تو جلدی رکھتے ہو تم اوسکو کندھون سے اپنے **ص** قبل جنازہ رکھے جانے کے بیٹھنا مکروہ ہی **ف** کیونکہ بیٹھ جانے سے
معلوم ہوتا ہی کہ اوس سے اعراض و تغافل ہی اور جو شخص بیٹھا ہوا ہو اور جنازہ اوسکے سامنے سے گذرے تو کھڑا نہووے اور بعضون نے کہا
کہ کھڑا ہووے اور صحیح اول ہی کیونکہ روایت کی حضرت علیؓ نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے ہمکو کھڑے ہونے کا ساتھ جنازے کے
پھر بیٹھنے لگے بعد اوسکے اور حکم کیا ہمکو بیٹھے رہنے کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد وغیرہ نے **ص** اور جنازے کے پیچھے چلنا
مستحب ہی **ف** اور اس باب مین دونون طرح کے آثار وارد ہین اور حضرت علیؓ سے مروی ہی کہ وہ پیچھے جنازے کے چلتے تھے اور
حضرت عمرؓ اور ابو بکرؓ وغیرہم سے آگے چلنا ثابت ہی اور جو یہ ہی کہ جسطرح چاہے چلے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار چلے پیچھے
جنازے کے اور پیدل جس طرف چاہے اور لڑکے کا نماز پڑھی جاوے اوسپر روایت کیا اوسکو اصحاب سنن نے اور ترمذی نے
صحیح کیا اوسکو اور ایک روایت مین ہی کہ چلو آگے اوسکے اور پیچھے اوسکے اور داہنے اوسکے اور بائین اوسکے اور روایت کی
ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ وغیرہم نے کہ چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ آگے جنازے کے **ص** قبر کھودے اور لحد
بناوے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لحد ہمارے واسطے ہی اور شق واسطے غیر ہمارے کے ہی روایت کیا
اوسکو ترمذی نے ابن عباسؓ سے اور اسناد مین اوسکی عبد الاعلی بن عامر ہی کہا لوگون نے کہ اوسمین گفتگو ہی اور ابن ماجہ مین ہی
انس بن مالک سے کہ جب انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تھے مدینے مین دو شخص ایک لحد بناتا تھا اور ایک نہین بناتا
تھا تو کہا لوگون نے کہ جو پہلے آویگا اوسی سے قبر بنواوین گے تو پہلے آیا بنانے والا لحد کا اور لحد بنائی گئی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور لحد کی میت کی سعد نے واسطے اپنے مرض موت مین **ص** اور مردے کو لحد مین اوس طرف سے جو قبر سے قبلے کی طرف ہی رکھے
**ف** اور ایسی ہی روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے اور ابو داؤد نے مراسیل مین کہ رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قبر مین قبلے کی طرف سے اور نہین کھینچے گئے کھینچنے کر یعنی سل کیے گئے اور امام شافعی کے نزدیک اسطرح نہین چاہیے اور وہ یہ ہی کہ
رکھا جاوے تخت پیچھے قبر کے کہ ہووے سر مردے کا مقابل مین دونون قدمون کے قبر سے پھر داخل کیا جاوے سر مردے کا قبر مین
اور کیا جاوے وجود مین پیر اوسکے مقام اوسکے سر کے پھر داخل کیے جاوین پیر اوسکے اور اسیطرح کیے جاوین اسی طرح اور یہ بھی ہی

صحابہ سے کہ اسی طرح رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اخراج کیا اوسکا امام شافعی نے اور تفصیل فتح القدیر میں ہے کہ
اور کہنے والا کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ف اور اس مقام پر صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ ایسا ہی کیا تھا نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے جب دفن کیا تھا ابو دجانہ کو قبر میں سہو ہوا اونسے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ غلطی ہے ابو دجانہ نے انتقال کیا
بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن روایت کی ابن ماجہ نے حجاج بن ارطاۃ سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمرؓ سے کہ تھے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب داخل کرتے مردے کو قبر میں کہتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ زیادہ کیا ترمذی نے بعد بسم اللہ کے
وَبِاللّٰهِ اور کہا کہ حسن غریب ہے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور طریقے سے اور حاکم نے اور اوسمین ہے کہ جب رکھو تم مردے
اپنے کو قبر میں سو کہو بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور صحیح کیا اوسکو اور بہت سے طریقے ذکر کیے اس حدیث کے ص
اور مردے کا مونہہ قبلے کیطرف کر دیوے ف اور یہی ثابت ہے حدیثوں سے اور اتفاق کیا اوسپر علمائے امت نے ص اور جو لفن کے
کھلنے کے خوف سے گرہ باندھی تھی کھول دیوے اور کچی اینٹ اور بانس قبر پر رکھے ف اسواسطے کہ چھائی گئی تھیں ا ینٹین
واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کی مسلم نے سعد بن ابی وقاصؓ سے کہ کہا انھوں نے اوس مرض میں کہ مرے اوسمین بناؤ واسطے میرے لحد
اور رکھو اوسپر اینٹین جیسا کہ کیا گیا تھا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مروی ہے حدیث ابن حبان سے کہ رکھو اوپر میرے اینٹین
جیسا کہ رکھی گئی تھین قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر کی
گئی قصب یہ مرسل ہے اور روایت کیا ابن سعد نے طبقات میں کہ وصیت کی ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل ہمدانی نے یہ کہ کی جاوین اوسکی
لحد پر کچھ قصب اور کہا کہ دیکھا میں نے مہاجرین کو کہ دوست رکھتے تھے اوسکو اور قصب کل کو کہتے ہیں نقطاص اور دفن کے وقت
عورت کی قبر پر پردہ کرے اور مرد کی قبر پر نکرے ف اسواسطے کہ پردہ خاص واسطے عورت کے ہے ص اور پختہ اینٹ اور لکڑی
قبر میں بچھانا مکروہ ہے پھر مٹی ڈالے اور قبر کو ماہی پشت کرے اور مربع نکرے ف اور جسنے دیکھا قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سو
بیان کیا کہ وہ مثل اونٹ کی کوہان کے ہے کہا امام ابو حنیفہ نے حدیث بیان کی ہمسے ایک شیخ نے مرفوعاً کہ منع کیا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے مربع کرنے سے قبر کے اور برابر کرنے سے اوسکو اور روایت کی امام محمد نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھوں نے خبر دی مجکو
جسنے دیکھا قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو کہ تھین وہ اوٹھی ہوئین زمین سے اور اوسپر ٹکڑے تھے
تھا پتھر سفید سے اور صحیح بخاری میں ہے ابو بکر بن عیاش سے کہ سفین تمار نے حدیث بیان کی اونسے کہ دیکھا اونھوں نے قبر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو کہ تھی مثل کوہان شتر کے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور بہت سے آثار اس باب میں وارد ہوئے ہیں اور
روایت کی ابو حفص بن شاہین نے کتاب الجنائز میں سالم سے کہ پوچھا میں نے ابو جعفر محمد بن علی اور قاسم بن محمد بن ابی بکر اور سالم بن عبد اللہ
کہ کسطرح تھین قبریں آپکے ہمنے گواہی کی کہا کہ تھین سب مثل کوہان شتر کے اور وہ جو مسلم نے روایت کی ہیاج اسدی سے کہا کہا
واسطے میرے حضرت علیؓ نے کہ بھیجتا ہوں میں تجکو اوسپر کہ بھیجا تھا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نہ چھوڑ کوئی تصویر مگر مٹادے اوسکو
اور کوئی قبر بلند مگر برابر کردے اوسکو جواب ہے کہ قبر عمارت بلندی ہوئی ہو اور یہ نہیں کہ نہ اونچی قبر اوٹھی نہو بلکہ ایسی چاہیے کہ زمین سے ممتاز ہو جاوے اور اوسپر کوئی جگہ نہ ہو

## باب شہید کے بیان میں

جو شخص کہ طاہر اور بالغ ہووے اور تیز چیز سے مارا جاوے ظلم کی راہ سے اور اوس کے مارنے کے بدلے میں مال دیا واجب ہووا سیطرح اول بیان

زخمی پایا جاوے تو جس پر غسل واجب ہو جیسے جنب اور حائض اور نفسا یا لڑکا ہو تو وہ شہید نہیں اور جسکو کہ تیز چیز سے قتل نہیں کیا بلکہ
بھاری چیز سے تو وہ بھی شہید نہیں مگر اگر باغیوں نے مارا ہو یا مشرکین یا لڑنے والوں نے تو اونکا مقتول جس چیز سے چاہیں
ماریں شہید ہے ف اور جنب اگر شہید ہو تو امام صاحب کے نزدیک غسل اوسکو کرایا جاویگا اور صاحبین کے نزدیک غسل نہیں دلیل
امام صاحب کی یہ ہے کہ روایت کی ابن حبان اور حاکم نے عبد اللہ بن زبیر سے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
تھے اور تحقیق کہ قتل کیا گیا حنظلہ بن عامر ثقفی صاحب تمہارا غسل دیتے ہیں اوسکو ملائکہ تو پوچھا صحابیوں نے اونکی بیوی سے کہا کہ نکلے
تھے وہ اور جنب تھے اخیر حدیث تک اور فرمایا آپ نے کہ اسی واسطے غسل دیتے ہیں اوسکو ملائکہ اور کہا حاکم نے صحیح ہے اوپر شرط مسلم کے
اور بیوی کا ذکر نہیں کیا اور نام اونکی بیوی کا جمیلہ بنت ابی سلول ہے بہن تحقیق عبد اللہ بن سلول منافق کی اور باغیوں کے
یا مشرکوں کے ہاتھ سے جو مارا جاوے تو وہ شہید ہے اور دلیل اسکی صاحب ہدایہ نے یہ بیان کی ہے کہ شہدائے احد کے سب ہتھیار سے
نہیں مارے گئے تھے اور پھر کسیکو غسل نہیں دیا گیا ص اور جو ظلم سے مارا جاوے بلکہ حد یا قصاص سے تو بھی شہید نہیں
اور جسکے مرنے سے دیت واجب ہو وہ بھی شہید نہیں مگر باپ اپنے بیٹے کو مار ڈالے تو وہ شہید ہے اور اگر کسی شخص کو میدان
میں زخمی پایا خود بخود مر گیا تو وہ شہید نہیں تو اگر کسی مسلمان کو ایک مسلمان نے کہ وہ باغی اور ڈکیت نہیں یا مسلمان کو ذمی نے
مار ڈالا تو اگر تیز چیز سے مارا ہے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک شہید ہے اور جو اوس سے نہیں مارا تو شہید نہیں اور صاحبین کے نزدیک تیز چیز کی
شرط نہیں اور جو چیزیں کہ مردے سے خاص نہیں جیسے پوستین اور قبا اور ٹوپی اور ہتھیار اور موزہ وہ شہید سے اوتار لی جاوینگی اور اگر کفن
میں سے کوئی چیز کم ہو تو زیادہ کریں اور جو زیادہ ہو تو کم کریں اور اوسکو غسل نہ دیویں اور نماز پڑھیں اور خون بھرا ہوا دفن کر دیا جاوے
ف کیونکہ روایت کی امام احمد نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آئے احد کے شہیدوں پر سو فرمایا کہ میں گواہ ہوں ان
لوگوں پر دفن کردو اونکو ساتھ زخموں اونکے کے اور خون کے اور یہ مستلزم ہے عدم غسل کو کیونکہ جب غسل ہوگا تو خون کہاں باقی رہیگا اور
غسل کے ترک میں چند حدیثیں آئی ہیں اخراج کیا بخاری اور اصحاب سنن نے لیث بن سعد سے انھوں نے زہری سے انھوں نے عبد الرحمن
بن کعب سے انھوں نے جابر بن عبد اللہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے تھے دو شخصوں کو شہیدوں احد سے اور فرماتے تھے کون سا
زیادہ ہے حافظ قرآن کا تو جب بتاتا کوئی کسیکو اوسکو آگے کرتے لحد میں اور کہتے میں گواہ ہوں اونپر دن قیامت کے سو حکم کیا
ہے آپ نے اونکے دفن کا خونوں میں اور نہیں غسل دیا اونکو زیادہ کیا بخاری اور ترمذی نے اور نہیں نماز پڑھی اونپر کہا نسائی نے نہیں
جانتا ہوں میں کہ متابعت کی ہو لیث کی کسی نے اصحاب زہری سے اس اسناد پر اور بخاری نے نہیں اختیار کیا اوسکو اور روایت کی ابو داؤد نے جابر سے
کہ لگا ایک شخص کو تیر سینے میں یا حلق میں سو مر گیا اور رکھا گیا اوسی طرح اپنے کپڑوں میں اور ہم تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور سند اوسکی صحیح ہے اور روایت کی نسائی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لپیٹ دو اونکو اونکے خونوں میں کیونکہ نہیں
ہے کوئی زخم کہ لگا ہے اللہ کی راہ میں مگر آویگا دن قیامت کے کہ رنگ اوسکا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو جیسے مشک کی اور امام شافعی کے
نزدیک اوسپر نماز بھی نہ پڑھی جاوے اور کہتے ہیں کہ تلوار محو کرنے والی ہے واسطے گناہوں کے اور بعض فقہا نے اسکو کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ذکر کیا ہے اور ایسا ہی ہے صحیح ابن حبان میں اور صحیح بخاری میں ہے جابر سے کہ نہیں پڑھی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر مقتولوں
احد کے اور جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ روایت کی ابو داؤد نے مراسیل میں عطاء بن ابی رباح سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی

اور شہدائے احد کے تو اب معارض ہوگی حدیث جابر کی ہمارے نزدیک لیکن اگر کوئی کہے کہ یہ مرسل ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ عطاء بن ابی رباح
بین سیح ہین اور مرسلات انکی با تند مرفوع کے ہین اور اگر مرسل ہو تو جب قوت دیوے اوسکو دوسری حدیث مرفوع تو تو حجت ہوگی اور وہ یہ ہے
جو روایت کی حاکم نے جابر سے کہا کہ گم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو یعنی اونکی نعش نہین ملتی تھی بسبب کثرت
شہدا کے پھر کوشے ہوئے لوگ قتال سے سو کہا ایک شخص نے کہ دیکھا مینے اونکو فلانے درخت کے نیچے تب آئے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اوس درخت کے پاس اور دیکھا اونکو اور اونکا حال اور روئے پکار کے سو کھڑا ہوا ایک شخص انصار مین سے اور ڈالا اونپر
ایک کپڑا پھر لائے گئے حمزہ علیہ السلام اور نماز پڑھی آپنے اونپر پھر باقی شہید پڑھتے جاتے تھے اونپر نماز پہلو مین حضرت حمزہ کے
اور اوٹھتے جاتے تھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ وہین رکھے گئے یہان تک کہ پڑھی نماز سب شہیدون پر اور فرمایا آپنے کہ حمزہ سردار
شہیدون کے ہین اللہ کے نزدیک دن قیامت کے اور کہا کہ صحیح ہے اسناد اوسکی اور نہین نکالا اوسکو شیخین نے لیکن اسناد اوسکی مفضل
بن قرۃ ہے اور اوسکو اگرچہ ضعیف کیا یحیی اور نسائی نے لیکن کہا احمد اور ابو زرعہ نے کہ تھے عطاء بن مسلم تو ثقہ تو ثیق کرتے تھے اونکی اور احمد
بن شعیب نے ثنا کی اونپر پوری ثنا اور کہا ابن عدی نے نہین دیکھتا ہون مین ساتھ اوسکے کچھ جرح تو نہ کم ہوگی حدیث درجہ حسن سے
اور وہ حجت ہے اور شک نہین ہمین کہ قوت کرے گی حدیث ابو داؤد کو اور کہا احمد نے ثنا عفان بن مسلم ثنا حماد بن
سلمۃ ثنا عطاء بن السائب عن الشعبی عن ابن مسعود قال کان النساء یوم احد خلف المسلمین
یہان تک کہا فوضع حمزۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فجیء برجل من الانصار فوضع الی جنبہ فصلی علیہ
فرفع الانصاری وترک حمزۃ ثم جیء باخر فوضع الی جنب حمزۃ فصلی علیہ ثم رفع وترک حمزۃ
فصلی علیہ یومئذ سبعین صلوۃ یعنی تھین عورتین دن احد کے پیچھے مسلمانون کے یہان تک کہا پس رکھے گئے حمزہ
واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لایا گیا ایک مرد انصار مین سے اور رکھا گیا اونکے پہلو مین سو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوسپر پس اوٹھایا گیا وہ شخص اور چھوڑ دیے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ پھر لایا گیا دوسرا شخص پس رکھا گیا پہلو مین حمزہ کے اور نماز پڑھی آپنے
اوسپر پھر اوٹھایا گیا وہ شخص اور چھوڑے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ یہان تک کہ پڑھی اوسپر اوس دن نماز ستر بار اور یہ بھی درجہ حسن سے کم نہین
اور عطاء بن السائب اگرچہ آخر عمر مین حفظ اونکا بگڑ گیا تھا لیکن جن لوگون نے اونسے اول عمر مین روایت کی تو وہ صحیح ہے اور مین جانتا ہون
کہ حماد بن سلمہ نے اونسے قبل تغیر کے سنا کیونکہ حماد بن زید نے تو ثابت ہو ا ہے کہ قبل تغیر کے سنا اور وفات اونکی عطا کے بعد پاس [illegible]
اور حماد بن سلمہ نے انتقال کیا قبل حماد بن زید کے بارہ برس پہلے تو روایت اونکی صحیح ہوگی اور بشرط عدم تسلیم کے حسن سے کم نہوگی
اور روایت کی دارقطنی نے ابن عباس سے کہ جب پھرے مشرک لوگ شہیدون احد سے یہان تک کہا پھر آگے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حمزہ کو اور تکبیر کہی اونپر دس بار اور ذکر کیا مانند اور روایتون کے اور یہ بھی درجہ حسن سے کم نہین تو دو صورت ہے ضعیف ہوتین
تب بھی حاصل اون حدیثون کا حسن ہو جاتا نہ کہ ہر حدیث حسن ہو وے علاوہ اسکے کہا واقدی نے مغازی مین حدثنی
[illegible] بن عبد اللہ عن عکرمۃ عن ابن عباس اور ذکر کیا اوس حدیث کو تو مرفوع ہو گیا اوسکا اور روایت کی واقدی نے سعید بن [illegible]
سے کہا کہ تھا مین اوس لشکر مین کہ بھیجا تھا اوسکو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساتھ عمرو بن العاص کے آیا اور ملسطین کیطرف اور ذکر کیا حدیث
اور کہا کہ قتل کیے گئے اونمین سے مسلمانون مین سے ایک سو تیس آدمی اور نماز پڑھی اونپر عمرو بن العاص اور اون لوگون نے جو اونکے ساتھ تھے

عطاء بن مسلم

عطاء بن السائب

اوسوقت ساتھ عمرو کے تو جو مسلمان اور دوسرے یکہ نماز واسطے ظاہر کرنے کرامت کے ہی اور وہ شہید مین مخصوص ہی لڑکے
اور حائض اور جنب اور نفسا کو غسل دیا جاوے **ف** اور دلیل اسکی گذری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غسل دیتے ہین حنظلہ کو ملائکہ اور جنب
کو اسواسطے غسل دیا جاوے کہ سیف کافی ہوتی شہید کے اسکے حق مین غسل کے بدلے کیونکہ وہ معصوم تھے بخلاف لڑکے کے کہ اوسکا گناہ نہین
ہی تو لڑکے حکم مین نہوگا **ص** اور اگر ایک شخص کو شہر مین مقتول پایا اور قاتل اوسکا معلوم نہین پر یہ کہ قتل اوسکا لوہے یا بڑی لاٹھی
یا چھوٹی لاٹھی سے ہوا ہی غسل اوسکو دینگے اگر ایسے موضع مین جہان دیت اور قسامت لازم آتی ہی جیسے محلہ و گھر وغیرہ مین
پڑا ہووے اور اگر شارع یا مسجد جامع مین پڑا ہووے تو اگر معلوم ہوا کہ تیز چیز سے قتل ہوا ہی غسل دیا جاویگا کیونکہ وہ شہید ہی اور اگر
تیز چیز سے نہین قتل کیا گیا ہی بلکہ بڑی لاٹھی سے امام صاحب کے نزدیک غسل دیا جاویگا اور صاحبین کے نزدیک نہین دیا جاویگا اور اگر چھوٹی
لاٹھی سے قتل ہوا ہی سب کے نزدیک غسل دیا جاویگا اور اگر کچھ نہ معلوم ہو کہ کس سے قتل ہوا ہی تو غسل دیا جاویگا اور اگر کوئی شخص معرکے مین
زخمی ہوا بعد اوسکے سویا یا کچھ کھایا یا پیا یا اوسکا علاج کیا یا خیمے تک زندہ گیا یا ایک وقت نماز تک عاقل رہا یا کچھ وصیت کی
غسل دیا جاویگا اور نماز بھی جاویگی ان سب صورتون مین اور امام محمد کے نزدیک فقط وصیت سے غسل نہ دینگے اور اگر باغی یا ڈاکے والا
مارا گیا اوسکو غسل دینگے اور نماز نہین پڑھینگے **ف** کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہین نماز پڑھی باغیون پر ایسا ہی ہدایہ مین

## باب کعبے مین نماز پڑھنے کے بیان مین

کعبے مین فرض اور نفل پڑھنا درست ہی اور امام شافعی کے نزدیک ہدایہ مین کہا ہی کہ درست نہین اور اونکی کتابون مین لکھا ہی کہ درست
ہی جب متوجہ ہو طرف دیوار کعبے کے یہان تک کہ اگر سونہہ کیا طرف دروازے کے اور وہ کھلا ہی اور چوکھٹ بھی برابر دو ثلث کے
پالان کی لکڑی کے نہین تو نہین جائز ہوگا اور یہی ہی اونکی کتابون مین کہ اگر معاذ اللہ مثلاً کعبہ گر جاوے تو نماز اوسکے باہر اوس طرف
سونہہ کرکے درست ہی اور اوسکے اندر جائز نہین مگر جب اوسکے سامنے سترہ ہو یا بقیہ ہو دیوار کا اور اعتراض کیا اوسپر صاحب شرح وقایہ نے
**ف** اور ہمارے نزدیک اسواسطے درست ہی کہ روایت ہی صحیحین مین ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کعبے مین
اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ اور بند کر لیا اوسکو پھر رہے تھوڑی دیر اوسمین کہا ابن عمر نے کہ پوچھا مینے بلال سے جب وہ
نکلے کہ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیے دو ستون بائین طرف اور ایک داہنی طرف اور تین پیچھے اپنے پھر نماز پڑھی
تو تھا خانہ کعبے کا اوس دن چھ ستون پر انتہی اور یہ دن فتح مکہ کا تھا جیسا کہ تصریح کی اونھون نے ساتھ اوسکے نافع سے اونھون نے
ابن عمر سے تو یہ حدیث اور سوا اوسکے معارض ہی اوسکے جو نکالا اون دونون شیخ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
داخل ہوئے کعبے مین اور اوسمین چھ ستون تھے سو کھڑے ہوئے نزدیک اپنے رب کے اور دعا کی اور نماز نہ پڑھی تو ترجیح ہوگی حدیث ابن عمر
کو کیونکہ اثبات مقدم ہی نفی پر اور بعضون نے جو تاویل کی حدیث بلال کی کہ صلوٰة سے اوس جگہ مراد دعا ہی غلط ہی کیونکہ خود بخاری
مین روایت ابن عمر سے کہ پوچھا مینے حضرت بلال سے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے مین کہا کہ ہان دو رکعتین آپ نے لیکن
معارض ہی اوسکے جو صحیحین مین ہی قول ابن عمر سے کہ بھول گیا مین پوچھنا اون سے کہ کتنی رکعتین پڑھین تو اس صورت مین جمع
اس طرح پر ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار داخل ہوئے کعبے مین دن فتح کے سو نہین نماز پڑھی اور داخل ہوئے پھر دوسرے
دن سو نماز پڑھی اور یہ حج وداع مین تھا اور یہ مروی ہی حضرت ابن عمر رضی سے ساتھ اسناد حسن کے تخریج کیا اوسکا دارقطنی نے ترجمہ قول تحقیق

حدیث ابن عباس کا اول ردنہ پر واللہ اعلم ص کعبے کے اندر نماز پڑھنا جائز ہی اگرچہ مقتدی کی پیٹھ امام کی پیٹھ کی طرف ہو مگر جسکی پیٹھ امام کے مونہہ کی طرف ہو گی اوسکی نماز درست نہوگی کیونکہ وہ امام سے آگے ہو گیا اور کعبے کے اوپر نماز پڑھنا مکروہ ہی تعظیم کے واسطے اور ہمارے مذہب مین ہی کہ شافعی کے نزدیک جائز نہین اسواسطے کہ کعبہ انکے نزدیک اوس بنا کا نام ہی اور ہمارے نزدیک کعبہ ایک حاطہ ہی اور ہوا ہی آسمان تک نہ بنا کیونکہ نقل اوسکا ہو سکتا ہی اور دلیل اسپر یہ ہی کہ اگر پہاڑ پر کوئی شخص نماز پڑھے تو وہ کعبے سے اونچا ہی تو اس صورت مین جب عمارت کا نام ہووے نماز نہ جائز ہووے اور مکروہ ہی اسواسطے کہ اوسمین ترک تعظیم ہی اور وارد ہوئی ہی اوسمین نہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ابن ماجہ نے سنن مین حضرت عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سات جگہہ ہین کہ نہین جائز ہی نماز اونمین پیٹھ خانہ کعبکی اور مقبرہ آخر حدیث تک اور ضعیف کی گئی یہ حدیث ساتھ ابو صالح کاتب اللیث کے لیکن توثیق کی اوسکی جماعت نے اور کلام کیا بعضون نے اور نہ جائز ہونے سے مراد یہ ہی کہ مکروہ ہی اور نماز کامل نہین ہوتی ص اور اونکی کتابون مین لکھا ہی کہ جب کوئی سُترہ آگے کھڑا کر لیوے تو درست ہی اور بغیر اوسکے جائز نہین اور اگر ایک امام کے ساتھ لوگون نے اقتدا کی کعبے کے گرد حلقہ باندھ کے تو درست ہی مگر کوئی نہین ہی آگے اپنے امام سے زیادہ کعبے کی طرف نزدیک ہی مثلاً امام دو گز کے فرق پر ہی اور مقتدی ایک گز کے تو اس صورت مین اگر وہ شخص اوسطرف ہی جسطرف امام ہی تو نماز اوسکی درست نہوگی اور اگر اور طرف مین ہی تو درست ہوگی جاننا چاہیے کہ کعبے کی چار جانب ہین چار اولیٰ کے حساب سے تو پھر جو شخص کہ اوسطرف کھڑا ہی کہ جسطرف امام ہی تو وہ شخص جسوقت کہ کعبے کی طرف امام سے زیادہ نزدیک ہی تو امام سے آگے ہو جاوے گا بخلاف دوسری تین طرف کھڑے ہونیوالون کے کیونکہ وہ جو شخص کہ اونمین امام سے زیادہ کعبے کے نزدیک ہی وہ امام سے آگے نہین ہی فقط

## کتاب الزکوۃ

زکوۃ چاندی اور سونا اور سوائم اور تجارت کے مالون مین اگر حاجت اصلی سے زائد ہون اور نصاب کے موافق ہون اور پورے مین مالک آزاد اور عاقل بالغ مسلمان کے ہووین بعد ایک سال گذرنے کے ان چیزون پر واجب ہوتی ہی ف زکوۃ فرض ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاٰتُوا الزَّکوٰۃَ یعنی ادا کرو زکوۃ مالون اپنے کی اور اوسپر اجماع ہی امت کا اور واجب کہنے سے مراد اس مقام مین فرض ہونا ہی اور شرط آزاد ہونے کی اسواسطے ہی کہ کمال ملک کا ساتھ حریت کے ہوتا ہی اور غلام کی کچھ ملک نہین ہی اور بلوغ اور عقل کو بیان کرینگے اور اسلام شرط ہی اسواسطے کہ زکوۃ عبادت ہی اور عبادت کافر سے صحیح نہین ہوتی اور نصاب بھی ضروری ہی اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کیا نصاب کو اور روایت کی بخاری و مسلم نے ابو سعید خدری سے کہ فرمایا حضرت نے نہین ہی کم مین پانچ وسق سے کھجور کے زکوۃ اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہی اور صاع چار مُد کا اور مُد ایک رطل تہائی رطل کا ہوتا ہی اور فرمایا کہ نہین ہی کم مین پانچ اوقیہ سے چاندی کے صدقہ یعنی زکوۃ اور اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہی تو پانچ اوقیہ کے دو سو درم ہوئے اور وسکے ساڑھے تین تولے بحساب فی روپیہ ماشے کے ہوتے ہین اور فرمایا کہ نہین ہی پانچ اونٹون سے کم مین زکوۃ اور ایک سال گذرنے کی اسواسطے شرط ہی کہ روایت کی مالک اور نسائی نے نافع سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاصل کرے مال تو نہین ہی زکوۃ اوسپر یہانتک کہ گذر جاوے اوسپر ایک سال اور روایت کی ابو داؤد نے عاصم بن ضمرہ رضی اللہ عنہ سے اور حارث اعور سے انھون نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا حضرت نے جب ہون تیرے واسطے دو سو درم اور اوسپر گذر جاوے ایک سال تو اوسمین پانچ درم ہین اور پھر جالکے بیان کیا کہ نہین ہی کچھ

مال مین زکوٰۃ یہان تک کہ گذر جاوے ایک سال اور حارث اگرچہ ضعیف ہے لیکن عاصم ثقہ ہے اور روایت کی مالک نے کہ قاسم سے
نہین لیتے تھے حضرت ابوبکر کسی مال سے زکوٰۃ یہان تک کہ گذرے اوسپر ایک سال ص اور جو مال نصاب یا زائد حاجت اصلی سے
نہووے جیسے غلام واسطے خدمت کے اور غلہ واسطے کھانے کے اور کپڑے پہننے کے اور اسباب خانگی اور جانور سواری کے اور
ہتھیار کہ اونکو استعمال کرتا ہے اور مزدوری کے ہتھیار اور کتابین پڑھنے کی تو زکوٰۃ واجب نہین ف کیونکہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہے مسلمان پر صدقہ اوسکے غلام مین اور اوسکے گھوڑے مین اور ایک روایت مین ہے کہ نہین ہے اوسکے
غلام مین صدقہ مگر صدقہ فطر روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ص اور نیت تجارت کی بھی ضرور ہے مثلاً غلام
اوسکی خدمت سے زیادہ ہون یا گھر اوسکے رہنے کے سوا اور ہون تو اگر نیت تجارت کی ہوگی زکوٰۃ واجب ہوگی اور مکاتب پر زکوٰۃ واجب
نہین ف اور مکاتب اوس غلام کو کہتے ہین کہ اوس سے مالک کہدے کہ اگر اتنے روپے تو نے مجھے دیدیے تو تو آزاد ہے اور زکوٰۃ اسواسطے
اوسپر واجب نہین کہ حریت صرف اوسمین نہین ہے بلکہ اسطرح کی عبدیت یعنی غلام ہونا متحقق ہے جب تک اپنی قیمت ادا کرے
ص اور جو شخص کہ قرضدار ہے بقدر قرض اوسکے کے زکوٰۃ اوسپر واجب نہوگی یہ جب ہے کہ قرض کسی شخص کا آتا ہو اور اگر قرض
خدا کا ہو جسکو بندہ طلب نکرے جیسے نذر یا کفارہ تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور مال ضمار یعنی اوس مال مین کہ مالک سے غائب ہے اور اوسکے
ملنے کی امید نہین ہے جیسے مال گم ہوا یا دریا مین ڈوبا ہو یا غصب کیا ہوا اور اوسپر کوئی گواہ نہین یا جنگل مین مثلاً گاڑا اور جگہ
اوسکی بھول گیا یا جو قرض کہ لینے والے نے اوسکا انکار کیا برسون پھر اقرار کیا لوگون کے سامنے بعد برسون کے یا جو ظالم نے
مال لے لیا اور پھر بعد برسون کے مل گیا تو ان سب صورتون مین زکوٰۃ اون برسون کی لازم نہ آویگی اور امام شافعی کے
نزدیک لازم آویگی اور جو قرض کہ مفلس یا غنی پر ہووے اور وہ اقرار کرتا ہو یا قرضدار انکار کرتا ہو لیکن گواہ اوسکے لینے پر موجود ہون
یا قاضی اوس سے واقف ہو تو یہ مال اگر اوسکو ملجاوینگے زکوٰۃ اون گذرے دنون کی واجب ہوگی اور اگر کسی چیز کو تجارت کی نیت سے خریدا بعد
اوسکے نیت خدمت کی کی زکوٰۃ اوسمین واجب ہوگی اگرچہ پھر نیت تجارت کی کرے جب تک اوسے بیچ نڈالے اور جو شخص کہ علاوہ سونا چاندی اور
سونے اور روپے کے ہبہ یا وصیت یا نکاح یا خلع یا دیت سے مالک ہو جاوے اور وقت ملک کے نیت تجارت کی ہووے تو امام ابو یوسف کے نزدیک
واسطے تجارت کے ہوگا اور زکوٰۃ واجب ہوگی اور نزدیک امام محمد کے واجب نہوگی اور بعضون نے کہا ہے کہ ابو یوسف کے نزدیک واجب نہوگی اور محمد کے نزدیک
واجب ہوگی اور اگر ملک کے وقت نیت تجارت کی نہو گرچہ پھر نیت تجارت کی ہوجاوے زکوٰۃ واجب نہوگی اگرچہ نیت تجارت کے
وقت تک کی ہووے اور اگر نیت تجارت سے خریدا تو تجارت کے واسطے ہوگا جب تک اوسکو بیچ نڈالے یہ جب ہے
کہ سبب ملک کا اختیاری ہو اور اگر اختیاری نہو جیسے ورثہ وغیرہ زکوٰۃ واجب نہوگی اور زکوٰۃ مین دینے کے وقت نیت زکوٰۃ
کی چاہیے یا مال زکوٰۃ کو جدا کرے تو اگر کوئی شخص ہزارون کا مال الٹا ساہے بغیر نیت زکوٰۃ کے وقت بانٹنے یا جدا کرنیکے تو وہ
مال زکوٰۃ سے محسوب نہوگا اور اگر سب مال کوئی شخص اسکی راہ مین دیدیوے تو زکوٰۃ ساقط ہوگی اور اگر تھوڑا مال دیوے تو جتنے کا
مال دیا ہو اوسکی زکوٰۃ امام محمد کے نزدیک ساقط ہوگی اور ابو یوسف کے نزدیک نہین ہوگی مثلاً اگر اوسکے پاس تین سو درم تھے اوسنے
سو اون مین سے دیدیے امام محمد کے نزدیک زکوٰۃ اون سو کی ادا ہوجاویگی اور ابو یوسف کے نزدیک ادا نہوگی فقط

## باب مالون کی زکوٰۃ کے بیان مین

نصاب اونٹ کی پانچ ہین اور گائے کی تیس اور بکری کی چالیس تو جب اونٹ پانچ سے یا گائے تیس سے یا بکریان چالیس سے
کم ہون زکوۃ واجب نہو گی ف کیونکہ فرمایا حضرت نے اور جسکے نہون مگر چار اونٹ تو نہین ہے اوسمین صدقہ مگر یہ کہ چاہے
مالک اوسکا یعنی فرض نہین زکوۃ اوسمین اور جب ہو جاوین پانچ تو اوسمین ایک بکری ہے اور فرمایا کہ جب ہون کم چالیس بکریون سے
آدمی کے پاس تو نہین ہے اوسمین صدقہ مگر یہ کہ چاہے مالک اوسکا اور فرمایا وَفِي الْبَقَرِ فِي كُلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيعٌ یعنی گایون
ہر تیس مین ایک گائے ہے ایک برس کی اور دوسرے برس مین لگی ہو ص ہر پانچے مین اونٹ کے بختی ہون یا عربی ف
بختی اونٹ اوسکو کہتے ہین کہ عربی اونٹ اور عجمی سے مل کے پیدا ہوا ہو اور عربی جسکے ماں باپ دونون عربی ہون ص
ایک بکری واجب ہے تو دس مین دو بکریان اور پندرہ مین تین اور بیس مین چار واجب ہونگی اور جب پچیس اونٹ ہو جاوین ایک بنت
مخاض یعنی ایک برس کی اونٹنی کہ دوسرے مین لگی ہو اور جب ہو جاوین چھتیس تو ایک بنت لبون یعنی دو برس کی اونٹنی
کہ تیسرے برس مین لگی ہو اور جب چھیالیس ہون تو ایک حقہ یعنی تین برس کی کہ چوتھے مین لگی ہو اور جب اکسٹھ ہون تو ایک جذعہ
چار برس کی پانچوین مین ہو اور جب چھہتر ہون تو دو بنت لبون اور جب اکانوے ہون تو ایک سو بیس تک دو حقے پھر اسی طرح ہر پانچے
مین ایک بکری پھر ایک سو پینتالیس مین ایک بنت مخاض اور دو حقے اور ڈیڑھ سو مین تین حقے واجب ہوتے پھر ہر پانچے مین ایک بکری
پھر ہر پچیس مین ایک بنت مخاض اور ہر چھتیس مین ایک بنت لبون پھر ایک سو چھیانوے مین دو سو تک چار حقے واجب ہونگے
پھر بعد دو سو کے پانچے سے شروع کیا جاویگا جیسا کہ بعد ڈیڑھ سو کے شروع کیا گیا تھا ف اور ایسا ہی وارد ہوا حدیث مین اور
اسمین خلاف امام شافعی کا ہے وَاللهُ أَعْلَمُ ص اور جب تیس گائے ہون یا بھینس تو ایک تبیعہ یعنی ایک سال کا دیوے اور جب
چالیس ہون تو ایک مسنہ یعنی دو برس کا پڑا یا پڑوا اور پھر ساٹھ تک حساب لگا کر دے تو جب ساٹھ ہون دو تبیعے دے اونتر تک
پھر جب ستر ہون ایک مسنہ اور ایک تبیعہ دے پھر جب اسی ہون تو دو مسنے اور جب نوے ہون تو تین تبیعے اور جب سو ہون تو دو
تبیعے اور ایک مسنہ اور جب ایک سو دس ہون تو ایک تبیعہ اور دو مسنے پھر جب سو اور بیس ہون چار تبیعے یا تین مسنے دیوے ایسی طرح
ہر ایک تیس مین تبیعہ ہے ہر چالیس مین مسنہ دیا کریگا اور چالیس بکریان یا بھیڑ ہون تو ایک بکری ہے پھر ایک سو اکیس مین دو بکریان
پھر جب دو سو اور ایک بکری ہو تو تین بکریان دے پھر جب چار سو ہون تو چار بکریان دے پھر اسی طرح ہر سیکڑے مین ایک بکری دیا کرے ف
اور ایسا ہی حدیث مین آیا ہے روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے حضرت علی رض سے اور اسناد اوسکی ضعیف ہے اور مروی ہے کتاب حضرت
ابوبکر رض مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ذکر کیا ہے اوسکو بخاری نے ص اور جو خچر یا گدھے تجارت کے نہین ہین اونمین زکوۃ واجب
نہین مگر کہ تجارت کے لیے ہون ف اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نازل ہوا مجھپر اونمین کچھ اور جب تجارت کے
لیے ہون تو زکوۃ واجب ہوگی کیونکہ مال اونکا مثل مال اور اموال کے ہے ص اور اونٹ گائے بکری اگر گھر مین اونکو کھلایا جاتا ہو
اور چارہ دیا جاتا ہو تو اونمین زکوۃ واجب نہین اور یہ جو ذکر کئے گئے واجب ہے کہ وہ جانور سائمہ یعنی جنگل سے چرنے والے ہون
اکثر مدت سال کی اور جو جانور کام کے لیے ہین جیسے ہل جوتنے کے یا بوجھ لادنے کے لیے تو اونمین بھی زکوۃ واجب نہین
بکری کے اور اونٹ کے اور گائے کے بچے جتنے چاہے ہون زکوۃ نہین ہے مگر بڑے کی تبعیت مین مثلاً چالیس [illegible]
[illegible] ہون [illegible] ایک بھی بڑا ہوگا تو زکوۃ واجب ہوگی [illegible]

تو زکوۃ واجب نہیں اور نری مادہ ہوں تو بھی ایک روایت میں واجب نہیں اور اگر نر و مادہ ملے جلے ہوں ہر گھوڑے میں ایک دینار
لازم آویگا یا اونکی قیمت لگا کے اگر نصاب ہو تو چالیسواں حصہ لازم آویگا ف اور یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے اور قول امام زفر کا
یہی ہے اور کہا صاحبین نے نہیں زکوۃ ہے گھوڑے میں کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ نہیں ہے صدقہ مسلمان پر اسکے غلام اور گھوڑے
میں روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم وغیرہما نے اور جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اسے وہ گھوڑا ہے جو واسطے جہاد کے ہو اور ایسا ہی منقول
ہے زید بن ثابت سے یا وہ جو گھر میں کھاتا ہو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گھوڑے چرنے والے میں
ایک دینار ہے یا دس درم ذکر کیا اس حدیث کو شیخ تقی الدین نے امام میں دارقطنی سے روایت جابر رضی اللہ عنہ سے اور بعضوں نے
کہا ہے کہ پہلے واجب تھی زکوۃ گھوڑوں میں پھر منسوخ ہوگئی جیسا کہ روایت کی ترمذی اور نسائی نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت
نے تحقیق کہ میں نے معاف کی تمسے زکوۃ گھوڑے اور غلام کی تو نکالو صدقہ دراہم میں اور یہ صحیح نہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ عفو جگہہ
سابق سے ہو اور حدیث دارقطنی ناسخ اس حدیث کی ہے اور دلالت کرتی ہے اسپر جو روایت کی دارقطنی نے زہری سے کہ سائب بن
یزید نے خبر دی اونکو کہا کہ دیکھا میں نے باپ اپنے کو کہ ٹھہراتے تھے گھوڑوں کو پھر دیتے تھے صدقہ اوسکا حضرت عمر کو اور حکم کیا حضرت عمر
نے ایسا ہی روایت کیا اسکو عبدالرزاق نے اور روایت کی عبدالرزاق نے ابن جریج سے انہوں نے ابن شہاب سے کہ عثمان رضی اللہ عنہ صدقہ
لیتے تھے گھوڑوں کا اور سائب بن یزید نے خبر دی اوسکو کہ عمر بن خطاب لیتے تھے صدقہ گھوڑوں کا کہا زہری نے نہیں جانتا ہوں
میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت رکھا ہو صدقہ گھوڑوں کا اور روایت کی امام محمد نے آثار میں ثنا ابو حنیفۃ عن
حماد بن ابی سلیمان عن ابراھیم النخعی انہ قال فی الخیل السائمۃ التی یطلب نسلھا ان شئت
فی کل فرس دینارا او عشرۃ دراھم وان شئت فالقیمۃ فیکون فی کل مائتی درھم خمسۃ
دراھم فی کل فرس ذکر او انثی انتہی یعنی جو گھوڑے چرنے والے کہ طلب کی جاوے اولاد اونکی اگر چاہے ہر گھوڑے
میں ایک دینار یا دس درہم اور اگر چاہے تو قیمت کے حساب سے ہر دوسو درہم میں پانچ درہم ہر گھوڑے میں مذکر ہو یا مونث اور روایت
کی دارقطنی نے کہ مشورہ کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ ٹھہرا کہ ہر گھوڑے سے دس درہم لیے جاویں ص زکوۃ اور کفارہ
اور نذر اور عشر میں قیمت کا بھی دینا درست ہے اور جو مصدق یعنی صدقہ لیتا ہو حاکم کیطرف سے اوسکو چاہیے کہ اوسط مال لیوے
تو اگر اوس میں کا جانور جو واجب ہوا ہے اوسط سے ادنی لیوے اور کمی لیوے یا اعلی لیوے اور جو بڑھے دیوے ف اوسط مال اسواسطے لیوے کہ فرمایا
حضرت نے واسطے معاذ کے بچے تو اچھے مال اونکے اور ایسا ہی مروی ہے سنن ابوداؤد اور نسائی میں ص اور جو مال کہ بیچ سال میں بڑھ
جاوے اصل نصاب سے اوسی قسم میں مل جاویگا مثلاً اوسکے پاس اول سال میں دوسو درم تھے اور بیچ سال میں سو اور بڑھ گئے تو یہ سو
بھی اون دوسو کے ساتھ ملائے جاوینگے تو تین سو کی زکوۃ لازم آویگی اگرچہ اس سو پر پورا سال نہیں گذرا ہے اور زکوۃ نصاب سے
متعلق ہوتی ہے اور جو کچھ عفو ہے اوسکا حساب نہیں مثلاً جو کوئی پینتیس اونٹ کا مالک ہووے تو واجب ایک بنت مخاض [illegible]
زیادہ ہیں وہ معاف ہیں یہانتک کہ اگر اس سال میں دس ہلاک ہو جاویں زکوۃ ویسی ہی واجب ہوگی اور اگر بعد ایک سال کے تمام نصاب ہلاک
ہو جاوے تو زکوۃ ساقط ہوگی اور اگر بعض ہلاک ہو تو جتنا ہلاک ہوا ہے اوسکی زکوۃ ساقط ہوگی اور پہلے جو کچھ نصاب سے ہلاک ہو [illegible]
[illegible] اوس نصاب [illegible] اوس نصاب [illegible] متصل [illegible] مثلاً اگر

بکریون مین سے تین بکریان ہلاک ہوجاوین یا چھہ اونٹ سے ایک اونٹ بعد سال کے تو چالیس بکریون پر اور پانچ اونٹ پر
ایک بکری باقی رہیگی اوسی طرح اگر چالیس اونٹ سے پندرہ ہلاک ہوجاوین چار کو عفو مین صرف کرینگے اور گیارہ کو چھتیس مین
کہ اوس سے متصل ہی تو پچیس اونٹ رہ جاوینگے اور اومین ایک بنت مخاض لازم آویگی اور اگر چالیس اونٹ سے بیس ہلاک ہوجاوین تو چار عفو
مین صرف کیے جاوینگے اور گیارہ اوس نصاب مین جو عفو کے قریب ہی اور پانچ اوس نصاب مین جو اوس نصاب سے قریب ہی یہانتک
کہ بیس اونٹ مین چار بکریان باقی رہ جاوینگی اور جو پچیس ہلاک ہوان پندرہ رہجاوینگی تو تین بکریان لازم آوینگی اور جو تیس ہلاک ہون
دس رہجاوینگی تو دو بکریان لازم آوینگی اور جو پینتیس ہلاک ہوجاوین پانچ رہجاوینگی تو ایک بکری لازم آویگی یہانتک کہ نصاب ہی
نہ رہیگا ص اور جاننا چاہیے کہ لینا خراج کا امام کو پہونچتا ہی اور اسی طرح دسوان حصہ خارج کا اور زکوۃ سوائم اور زکوۃ مال
تجارت کی سب امام لیویگا تو اگر باغیون نے خراج لے لیا تو مالکون سے دوسری بار نہ لیا جاویگا کیونکہ خراج حق لڑنے والون کا ہی
اور وہ کافرون سے لڑتے ہین اور اگر زکوۃ مال تجارت کی لے لی اور زکوۃ کے مصارف مین صرف کیا تو بھی مالکون سے دوبارہ
نہ لیا جاویگا اور اگر انھون نے اوسکے مصرفون مین صرف نہین کیا تو اون لوگون کو چاہیے کہ چپکے سے دوبارہ زکوۃ دیوین اوسی
پر فتوی ہی اور بعضون کے نزدیک اونکو پھر دینا لازم نہین اور بعضون کے نزدیک اگر اونکو دینے کے وقت نیت تصدق کی کرینگے تو
زکوۃ اون سے ساقط ہوجاویگی اور شیخ ابو منصور ماتریدی نے اسکو قبول نہین کیا ف اور باقی تفصیل اسکی اصل مین لکھی ہی مینے اس
جگہہ بنظر اس بات کے کہ عوام فہم تھا ترک کیا ص اور جو لڑکا تغلبی ہو تو اوسکے مال سے جزیہ نہ لیا جاویگا اور عورت تغلبی کے مال
سے مثل اونکے مردون کے لیا جاویگا جاننا چاہیے کہ تغلبی منسوب ہی طرف تغلب کے اور بنو تغلب کہ ایک قوم تھی مشرکین سے حضرت عمرؓ نے اون
سے جزیہ طلب کیا اونھون نے انکار کیا اور کہا کہ ہم صدقہ دونا دیوینگے تو اس بات پر صلح ہوئی اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہی جزیہ ہی
تم جو تم چاہو اپنے یہان نام رکھو لو اسکا تو جب اونسے زکوۃ کے دونے پر صلح ہوگئی اونکے لڑکون سے نہین لیا جاویگا اور عورتون سے لیا جاویگا
اور جو صاحب نصاب کا ہی اوسکو ایک سال کے پہلے یا زیادہ زکوۃ کا دیدینا اور بھی اوسکو کئی نصابون کی زکوۃ کا دیدینا درست ہی مثلاً
اوسکے پاس سو درم تھے اور اوسنے کئی نصابون کی زکوۃ اوہمین سے ادا کی اور بعد اوسکے وہ نصاب اوسکو ملی پہلی زکوۃ اوس سے بھی کافی
ہوگی اور جو پوری ایک نصاب کا مالک نہین اور وہ پیشتر کئی نصابون کی زکوۃ دے تو درست نہین ف پہلے سال سے زکوۃ دیدینا
اسواسطے درست ہی کہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہ پوچھا عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے زکوۃ جلدی دینے مین قبل گذرنے سال کے واسطے سبقت کے طرف نیکی کے تو اذن دیا آپنے اونکو ص نصاب
سونے کا بیس مثقال ہی اور چاندی کا دوسو درم کہ ہر دس درم سات مثقال کے ہون اور اس وزن کو وزن سبعہ کہتے ہین
تو ایک درم آدھا اور پانچوان حصہ مثقال کا ہوویگا تو دس درم سات مثقال کے ہونگے اور مثقال بیس قیراط کا ہوتا ہی اور درم چودہ
قیراط کا اور قیراط پانچ جو کا ہوتا ہی ف کیونکہ فرمایا حضرتؐ نے نہین کم پانچ اوقیہ سے چاندی مین زکوۃ اور ذکر کیا ابن ماجہ نے اسحدیث
کو اور اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہی تو پانچ اوقیہ کے دوسو درم ہوئے اور روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت علیؓ سے
اور اونہین سے کہ لاؤ صدقہ چاندی کا ہر چالیس درم مین سے ایک درم اور نہین ہی ایکسو نوے مین کچھ اور جب دوسو ہون تو اون مین
پانچ درم ہین اور روایت کی دارقطنی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا معاذ بن جبلؓ کو جب بھیجا اونکو یمن کی طرف یہ کہ لے

مرفوعہ ہی کہ دینا چاندی اور سونے کا اور زکوٰۃ نہ دینا اوسکی کا مضرا اور اخراج کیا اوسکا حاکم نے مستدرک میں محمد بن مہاجر سے
انھون نے ثابت سے وہی اسناد اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط بخاری کے اور لفظ اوسکا یہ ہی کہ جب ادا کی جاوے زکوٰۃ اوسکی تو وہ کنز نہیں ہی
لیکن کہا [illegible] نے کہ متفرد ہوا ساتھ اوسکے ثابت بن عجلان اور کہا صاحب تنقیح نے کہ کچھ ضرر نہیں کرتا کیونکہ ثابت بن عجلان
روایت کی اوس سے بخاری نے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور وہ جو کہا عبد الحق نے کہ نہیں حجت پکڑی جاویگی ساتھ اوسکے
قول ہی ضعیف نہیں کہا یہ کسینے اور انکار کیا اوس پر شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے اور وہ جو کہا ابن الجوزی نے کہ محمد بن مہاجر
اوسکی اسناد میں کہا ابن حبان نے کہ بناتا ہی احادیث کو اور نسبت کرتا ہی اونکی طرف ثقات کے کہا صاحب تنقیح نے یہ وہم ابن الجوزی
کا قبیح ہی اس واسطے کہ محمد بن مہاجر کذاب وہ اور ہی اور یہ جو روایت کرتا ہی ثابت بن عجلان سے ثقہ ہی شامی ہی روایت کی اوس سے
مسلم نے اور توثیق کی اوسکی احمد اور ابن معین اور ابو زرعہ اور دحیم اور ابو داؤد وغیرہم نے اور عتاب بن بشیر روایت ابو داؤد میں
توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور روایت کی اوس سے بخاری نے ساتھ متابعت کے اور وہ جو مروی ہی جابر سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ نہیں ہی زیور میں زکوٰۃ کہا بیہقی نے باطل ہی نہیں ہی اصل اوسکی اور ذکر کیا اوسکو شوکانی نے [illegible] ہی
جابر کا قول اور جو آثار کہ مروی ہین ابن عمرؓ اور حضرت عایشہؓ اور اسماء سے سو وہ موقوف ہین اور معارض ہین اوسکے اور آثار
روایت ہی حضرت عمرؓ سے کہ انھون نے لکھا ابو موسی اشعری کو کہ زکوٰۃ دیوین عورتین اپنے زیورون کی روایت کیا اوسکو ابن
ابی شیبہ نے اور ابن مسعودؓ سے کہ زیور میں زکوٰۃ ہی روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور لکھا عبد اللہ بن عمرؓ نے طرف بیوی سالم کے کہ
نکالے زکوٰۃ اپنی بیٹیون کے زیورون کی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عطاء اور ابراہیم
اور سعید بن جبیر اور طاؤس اور عبد اللہ بن شداد سے کہ کہا انھون نے وَفِي الْحُلِيِّ زَكٰوةٌ یعنی زیور میں زکوٰۃ ہی اور اوسکی
روایت کی عطاء اور ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھون نے جاری ہوئی سنت کہ زیور میں زکوٰۃ ہی اور بہت سے آئے اس باب میں
آثار اور وہ جو روایت کی مالک نے ابن عمرؓ اور حضرت عایشہؓ سے کہ نہیں ادا کی انھون نے زیور میں زکوٰۃ معارض ہی اوسکے جو اوپر
گذرا تو صحیح مذہب امام صاحب کا ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ ص اور ایسا ہی اسباب تجارت میں بھی چالیسوان
حصہ دیا جاویگا اور چالیسوان حصہ درہم سے کرینگے اگر اوسمین فقیرون کو نفع ہووے یا دینار سے کرینگے اگر اوسمین زیادہ نفع
ہو اور جب نصاب پر پانچوان حصہ بڑھ جاویگا تو اوسمین بھی حساب سے زکوٰۃ واجب ہوگی جیسے دو سو درہم میں چالیس بڑھ جاوین تو
لیکن اوسکی زکوٰۃ میں دینا پڑیگا اور جو اسکی بڑھین دو پیسے بڑھینگے اور اگر پانچویں حصے سے نصاب کم بڑھین تو کچھ لازم نہیں آتا اور
صاحبین کے نزدیک جو دو سو پر زیادہ ہو تو زکوٰۃ اوسکی اوسکے حساب سے واجب ہوگی چاہے پانچوان حصہ یعنی چالیس درہم ہووے
ہون یا نہون اور یہی قول ہی امام شافعی کا اور دلیل اونکی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جو زائد ہو دو سو پر تو زکوٰۃ
اوسکی اوسکے حساب سے ہی اور دلیل امام ابو حنیفہ کی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] صلی
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِيْ اَنْ لَا يَأْخُذَ مِنَ الْكُسُوْرِ شَيْئًا یعنی حکم کیا اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] سے
کچھ یعنی چالیس تک پہونچنے [illegible] زکوٰۃ [illegible]
[illegible]

ضعیف ہیں ساتھ استدلال ابن حزم کے اور کہا عبدالحق نے احکام میں کہ روایت کی ابوداؤد نے عبداللہ اور محمد سے انھوں نے
اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لکھی تھی کتاب واسطے عمرو بن حزم کے کہ نہیں ہے چاندی میں
صدقہ یہانتک کہ پہنچے دوسو درہم کو تو اوس میں پانچ ہیں اور ہر چالیس میں ایک ہے اور نہیں ہے چالیس سے کم میں صدقہ اور روایت
ہے کتاب ابن حزم میں بروایت نسائی اور ابن حبان اور حاکم کے کہ ہر پانچ اوقیہ میں چاندی سے پانچ درہم ہیں اور جو زیادہ ہو تو ہر
چالیس درہم ہے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ
كَتَبَ عُمَرُ اِلٰى اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ فَمَا زَادَ عَلَى الْمِائَتَيْنِ فَفِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ یعنی لکھا حضرت
عمرؓ نے طرف ابی موسی اشعری کے اور لیکن جو زائد ہو دوسو پر تو ہر چالیس درہم میں ایک درہم ہے اور ایک روایت میں ہے کہ لاؤ چوتھا حصہ
دسوین حصے کا یعنی چالیسواں حصہ ہر چالیس درہم سے ایک ص اور اگر درہم میں کچھ غش ہو تو اگر چاندی زیادہ ہے اوسکا اعتبار
ہوگا اور اگر غش یعنی تانبا وغیرہ زائد ہے تو اوسکی قیمت لگائی جاویگی اور اگر نصاب کا بیچ سال میں نقصان ہو جاوے اور پھر آخر سال میں
پورا ہو جاوے زکوٰۃ واجب ہوگی مثلاً اگر اوسکے پاس اول سال میں نصاب یعنی بیس دینار موجود تھے پھر سال کے درمیان میں
کم ہو گیا اور پھر اخیر سال میں بیس دینار ہو گئے زکوٰۃ ویسی ہی واجب ہوگی اور سونا چاندی کی طرف ملایا جاویگا اور اسباب دونوں
کی طرف ملایا جاویگا مثلاً اگر اوسکے پاس دس دینار اور سو درہم تھے کہ قیمت اوسکی دس دینار ہیں زکوٰۃ امام صاحب
کے نزدیک واجب ہوگی اور صاحبین کے نزدیک نہیں واجب ہوگی اور جب اوسکے پاس دس دینار اور سو درہم تھے سبکے نزدیک زکوٰۃ واجب ہے

## باب عاشر کے بیان میں

عاشر اوس شخص کو کہتے ہیں جسکو بادشاہ نے راہگذر پر تاجروں کے صدقہ لینے کے لیے مقرر کیا ہو اور اگر کسی تاجر نے عاشر سے کہا
کہ تمام سال پھیر اور ابھی نہیں گذرا ہے یا قرض سے میں فارغ نہیں ہوں یا سوا سوائم کے اوسکے میں کہا کہ شہر میں فقیر کو دیچکا ہوں تو عاشر
اوسکے قول کو بغیر قسم کے قبول نکرے اور اگر کہے سوائم میں کہ فقیر کو دے چکا ہوں تو اوسکا قول سچ نجانے کیونکہ سوائم میں فقیر کو
دینا درست نہیں بلکہ بادشاہ کو دینا چاہیئے اور اوسکو مصرف میں اوسکے صرف کرے اور اگر دعوی کیا کہ زکوٰۃ اس سال کی میں دوسرے عاشر کو دیچکا
ہوں اگر وہ عاشر اوس سال کا عاشر تھا تو قول اوسکا ساتھ قسم کے مان لینگے اور اوس عاشر کی چٹھی وصول نکالنا ضرور نہوگا اور جس جگہ
مسلمان کا اعتبار کیا جاتا ہے ذمی کا بھی اعتبار کیا جاویگا نہ حربی کا مگر حربی اگر اپنی لونڈی میں کہے کہ یہ میری ام ولد ہے تو سچ جانا جاویگا اور اوس سے
کچھ نہ لیا جاویگا اور مسلمان سے عاشر چالیسواں حصہ لیوے اور ذمی سے بیسواں اور حربی سے دسواں حصہ اگر مال اوسکا نصاب کو پہنچ
جاوے اور ایسا ہی کیا تھا حضرت عمرؓ نے روایت کی امام محمد نے حضرت عمرؓ سے کہ بھیجا اونھوں نے ایک شخص کو اور حکم کیا کہ
لے مسلمانوں کے مال سے جب تجارت کے لیے ہوں چوتھا حصہ دس حصوں میں سے اور ذمیوں کے مال سے آدھا حصہ دس حصوں میں سے
اور حربی کے مال سے دسواں حصہ ایسا ہی روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے اور لوگوں نے واللہ اعلم ص اور جتنا
[illegible]
[illegible]
[illegible]

پھر قبل سال گذرنے کے پھر عاشر پاس سے گذرا اگر دار الحرب سے آیا ہی تو وصول دوبارہ سو اوس حصہ لیا جاویگا اور اگر لوٹ کے پھر نکل جاتا ہی تو نہ لیا جاویگا اور جو ذمی شراب لیکے گذرے تو بیسوان حصہ لیا جاویگا اور سور میں کچھہ نہ لیا جاویگا فقط شراب یا سور کیا دونو کو لیکے تو بیہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ہی اور شافعی کے نزدیک کسیکا بیسوان حصہ لیا جاویگا اور نزدیک امام زفر کے دونون کا لیا جاویگا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر دونون کو لیکے گذرے تو دونون کا بیسوان حصہ لیا جاویگا اور اگر فقط شراب لیکے گذرے تو شراب کا بیسوان حصہ لیا جاویگا اور اگر فقط سور لاوے تو کچھہ نہ لیا جاویگا اور اگر کوئی شخص مال بضاعت یا مال مضاربت لیکے گذرے جائز نہیں ہی کہ اوس مال سے عاشر کچھہ لیوے اسواسطے کہ وہ مال اوسکے پاس امانت ہی مگر یہ کہ مال مضاربت میں اگر اوسکا حصہ نفع کا پہونچے تو اوسکے حصے کے موافق اوس سے لیا جاوے اور اگر کوئی غلام ماذون گذرے تو اگر قرضدار ہو تو کچھہ نہ لیوے اور اگر قرضدار نہو تو اگر مولی اوسکا اوسکے ساتھہ ہی تو لیوے اور اگر ساتھہ نہیں ہی نہ لیوے

## باب رکاز کے بیان میں

رکاز اوس مال کو کہتے ہین کہ زمین کے نیچے پیدا ہوا ہو یا رکھا گیا ہو تو کان پیدا ہوتی ہی اور خزانہ رکھا جاتا ہی کان سونے کی اور مثل اوسکے زمین خراجی یا عشری میں ہو پانچوان حصہ واجب ہوتا ہی ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رکاز میں پانچوان حصہ ہی اخراج کیا اوسکا صحاح ستہ والون نے ص اور باقی سب پانے والون کا ہی اگر اوس زمین کا کوئی مالک نہیں ہی اور اگر وہ زمین کسیکی ملک ہی تو باقی مالک کو ہی اور اگر کسیکے گھر میں کچھہ نکلا تو اوسمین کچھہ واجب نہیں ہوتا اور اگر اپنی زمین میں پایا تو اوسمین ایک روایت میں کچھہ لازم نہیں آتا اور ایک میں لازم آتا ہی اور موتیون اور عنبر اور نیزہ وغیرہ میں اگر پہاڑ پر ملیں تو پانچوان حصہ نہین واجب نہین ف اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا خمس فی الحجر یعنی نہیں ہی پانچوان حصہ پتھر میں اور یہ حدیث مطلب میں ہی اور اس لفظ سے نہیں ملی ہان روایت کی ابن عدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لا زکوٰۃ فی حجر یعنی نہیں ہی زکوٰۃ پتھر میں دو طریقون سے اور دونون ضعیف ہین پہلا بسبب عمر بن ابی عمر کلاعی کے اور دوسرا ساتھہ محمد ابن عبد اللہ عرزمی کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عکرمہ سے کہ نہیں ہی موتی اور زمرد میں زکوٰۃ مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہون اور ایسا ہی ہی عنبر میں اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور محمد کا ہی اور ابو یوسف کے نزدیک جو چیز زیور کے قسم سے دریا سے نکالی جاوے اوسمین پانچوان حصہ ہی اسواسطے کہ حضرت عمر نے لیا خمس عنبر سے اور یہ حدیث مطلب میں ہی اور روایت کیا اوسکو قاسم بن سلام نے کتاب الاموال میں لیکن اسناد اوسکی ضعیف ہی علاوہ اسکے کہا شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے علی ان ثبوتہ عن عمر رضی اللہ عنہ لم یصح اصلا انتہی یعنی ثبوت اس حدیث کا عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں صحیح ہوا ہر گز لیکن روایت کی عبد الرزاق نے ثنا معمر عن سماک بن الفضل عن عمر بن عبد العزیز انہ اخذ من العنبر الخمس یعنی لیا عمر بن عبد العزیز نے عنبر سے پانچوان حصہ اور حسن بصری اور ابن شہاب زہری نے کہا انھون نے عنبر اور موتی میں پانچوان حصہ ہی اور روایت کی شافعی نے ابن عباس سے ان ابراہیم بن سعد کان عاملا بعدن فسأل ابن عباس عن العنبر فقال ان کان فیہ شیء ففیہ الخمس یعنی پوچھا ابن عباس سے عنبر کا اگر ہو اوس میں کچھہ تو پانچوان حصہ ہی [illegible]
[illegible]
[illegible]

کہا ابن عباسؓ نے کہ نہین ہی عنبر مین پانچوان حصہ اور کہا حدثنا مروان بن معاویۃ عن ابراھیم المہاجر عن ابی الحکم عن جابر بن عبد اللہ اور جابر سے بھی ایسا ہی مروی ہی ص جو خزانہ کہ ملیگا اوسکا اسلام کا ہی اگر پاوے تو اوسکو لوگون سے پہچنوائے جیسے لقطہ یعنی پڑی چیز کا حکم ہی اور اگر اوسکے کفر کا ہی تو پانچوان حصہ لازم آویگا اور باقی پانے والے کا اگر وہ زمین اوسکی ملک نہین اور نہین تو جو مالک اول اسلام کی فتح کا ہی اوسکو ملیگا اور اگر تاجر ہمارا امن لیکے دار الحرب مین گیا اور وہان رکاز پائی سب اوسکی ہی اور اگر کسی حربی کے گھر مین پائی تو گھر کے مالک کی ہی اور اگر زمین دار الحرب کے کہ جو کسی کی ملک نہین ہی پائی پانچوان حصہ اوسکا نہین اور باقی سب اوسکا ہی

## باب زکوۃ خارج کے بیان مین

یعنی عشر کے شہد مین اور پہاڑ کے شہد مین اور میوے مین اور زمین مین نکلنے والی چیزون مین برابر ہی کہ اوسکو پانی جاری یا مینہہ نے سینچا ہو اگرچہ پانچ وسق نہون یا برس بھر باقی نرہتا ہو امام ابو حنیفہ کے نزدیک دسوان حصہ لازم آویگا اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک پانچ وسق سے کم مین کچھ لازم نہ آویگا اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہی اور صاع آٹھ رطل یعنی چار سیر شاہجہانی کا ہوتا ہی ف لیکن شہد سے دسوان حصہ اگرچہ پانچ وسق کے برابر نہووے سو اسواسطے کہ روایت کی بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جسکو تر کرے آسمان یا چشمہ اور زمین عشری ہو تو اوسمین دسوان حصہ ہی اور جو ڈول وغیرہ سے پانی دیا جاوے تو اوسمین بیسوان حصہ ہی اور حدیث مین مطلق ہی اور ذکر پانچ وسق کا نہین ہی تو محمول ہو گئی اطلاق پر اور اس باب مین آثار ہین نکالا عبد الرزاق نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ جو اوگے کم یا بہت اوسمین دسوان حصہ ہی اور نکالا مانند اسکے مجاہد اور ابراہیم نخعی سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مانند اسکے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور نخعی سے اور زیادہ کیا حدیث نخعی مین یہان تک کہ ہر چیز مین دسوان حصہ ہی اور امام شافعی کی دلیل یہہ ہی کہ فرمایا حضرت نے لیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ نہین ہی پانچ وسق سے کم مین صدقہ اور اوپر یہہ حدیث گذر چکی روایت کی عبد الرزاق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انھوں نے لکھا طرف یمن کے یہہ کہ لیا جاوے شہد والون سے دسوان حصہ اور روایت کی عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا شہد سے دسوان حصہ نقل کی یہہ ابن حبان نے اور روایت کی شافعی نے سعد بن ابی ذباب سے کہ آیا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا مینے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرو واسطے قوم میری کے وہ چیز کہ اسلام لائے اوسپر سو کیا اور عامل کیا مجکو ابو بکرؓ نے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جب آئے وہ اپنی قوم پر کہا ای قوم ادا کرو زکوۃ شہد کی کیونکہ نہین بہتری ہی اوس مال مین کہ ندی جاوے زکوۃ اوسکی کہا انھون نے کیا جانتے ہو تم یعنی کتنی زکوۃ دیوین کہا کہ دسوان حصہ اور لیا مینے اونسے دسوان حصہ اور لایا مین اوسکو حضرت عمرؓ کے پاس بیچ ڈالا انھون نے اوسکو اور کر دیا اوسکو مسلمانون کے صدقون مین اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے صفوان بن عیسی سے کہا انھون نے حدیث کی ہمسے اوسکی حارث نے اور روایت کیا اوسکو صلت بن محمد نے انس بن عیاض سے انھون نے حارث بن ابی ذباب سے انھون نے منیر بن عبد اللہ سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے سعد سے اور صحیح کہا ابن المدینی نے والد منیر کو اور پوچھا اونسے ابو حاتم نے کیا صحیح ہی حدیث اوسکی فرمایا کہ ہان اور نکالا ابو عبید قاسم بن سلام نے کتاب الاموال مین عمرو بن شعیب سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے کہ لیتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے مین شہد سے دسوان حصہ ہر دس مشکون سے ایک مشک اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی

اور ایسی ہی روایت کی ترمذی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور روایت کی ابن ماجہ نے اس حدیث کو بسند صحیح کہا اوسنے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو
بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَخَذَ مِنَ الْعَسَلِ
الْعُشْرَ یعنی لیا حضرت صلی اللہ علیہ سلم نے شہد سے دسوان حصہ اور یہ حدیث صحیح ہی اس باب مین اور اسی سے لازم ہی تمسک کرنا اور
اسناد اوسکا صحیح ہی اور روایت کی ابن ماجہ نے ابو سیارہ متعی سے کہ کہا مینے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم میرے پاس شہد ہی
فرمایا کہ ادا کر عشر کو یعنی دسوین حصے کو سو کہا مینے ای رسول اللہ محافظت کرو اوسکی تم میرے واسطے سو کی آپنے اور ایسا ہی
روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابوداؤد طیالسی نے اور ابو یعلی موصلی نے اپنے مسندون مین کہا بیہقی نے کہ صحیح ہی جو روایت
کیا گیا واجب ہونے عشر مین اور وہ منقطع ہی کہا ترمذی نے پوچھا مینے محمد بن اسمٰعیل سے اس حدیث کو سو کہا کہ یہ منقطع ہی سلیمان
متعی نے نہین پایا کسیکو اصحاب سے اور نہین ہی صحیح شہد کی زکوۃ مین کچھ اور روایت کی مثل اسکے طبرانی نے معجم مین اور تفصیل
کی اسکی شیخ ابن الہمام نے وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ لیکن حق یہ ہی کہ ان سب حادیثون سے زکوۃ شہد کی ثابت ہو گئی اگرچہ
ایک ایک حدیث سے ثابت نہو اور دوسرے یہ کہ حدیث عمرو بن شعیب کی جسکو روایت کیا ابن ماجہ نے صحیح ہی اسناد اوسکی
اور نہین پایا گیا اوسمین کوئی قدح **ص** اور سبزون وغیرہ مین یا جو چیزین کہ برس بھر نہین رہتین صاحبین اور شافعی کے نزدیک
صدقہ نہین اور امام صاحب کے نزدیک واجب ہی کہ مالک سبزون وغیرہ کا فقیر کو صدقہ دیوے نہ کہ بادشاہ اوسکو لیوے ایسا ہی
لکھا ہی اسرار مین قاضی امام ابو زید دبوسی نے **ف** اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی جو اوپر گذری کہ جو اوگا وے آسمان یا چشمہ اور زمین
عشری ہو تو اوسمین دسوان حصہ ہی اور اطلاق حدیث کا اونکے نزدیک حجت ہی اور صاحبین کی دلیل یہ ہی جو جامع ترمذی مین ہی
حدیث معاذ سے کہ نہین ہی سبزون مین صدقہ اور کہا کہ نہین ہی اسناد اوسکی صحیح اور نہین ہی صحیح ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے کچھ اس باب مین اور روایت کیا حاکم نے یہ مضمون اور صحیح کیا اوسکو اور غلطی کی اوسنے اسناد مین اوسکی اسحٰق بن یحیی متروک ہی ترک
کیا اوسکو احمد اور نسائی وغیرہ نے اور اچھی اس باب مین ایک حدیث ہی روایت کیا جسکو دارقطنی نے موسی بن طلحہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے منع کیا کہ لیا جاوے سبزون مین سے صدقہ اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی **ص** اور لکڑی وغیرہ جیسے نرکل یا گھانس مین صدقہ
واجب نہین اور جو کہ زمین سے نکلے اور ڈول یا دولاب سے پانی دیا جاوے تو اوسمین بیسوان حصہ دیا جاویگا تو پہلے صدقہ دے لین اور بعد اوسکے
کاٹنے وغیرہ کی مزدوری نکالین **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور جو زمین عشری تغلبی کی ہی اوسمین سے جو نکلے تو پانچوان
حصہ لازم آویگا لڑکا اور مرد عورت سب اونکے برابر ہین اگرچہ وہ مسلمان ہو گئے ہوں یا اوسکو مسلمان یا ذمی خرید لیوے کیونکہ دسوان حصہ
لازم آتا ہی ہمارے لڑکوں پر تو اونکے لڑکون پر اوسکا دونا لازم آویگا اگرچہ مسلمان ہو جاوین طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک
اگر مسلمان ہو جاوین تو دسوان حصہ لازم آویگا اور عشری زمین کو ذمی نے خرید لیا تو وہ خراجی ہو جاویگی اور اگر پھر اوسکو مسلمان
نے لے لیا تو پھر عشری ہو جاویگی **ف** زمین عرب کی اور جو زمین کہ اہل اوسکے اسلام لائے ہوں اور وہ زمین کہ اوسکو بعد فتح کے ساتھ
غلبے کے لشکر مین تقسیم کیا عشری ہی اور وہ زمین کہ اوسکو بعد غلبے کے اونہین کفار پر رہنے دیا اور وہ زمین کہ اونکے ساکنون سے
صلح ہوئی خراجی ہی **ص** اگر اپنی زمین کو ذمی نے باغ بنایا خراجی ہو جاویگا اور اگر اوسکو مسلمان نے بنایا تو اگر اوسکو خراج کے

پانی سے سینچتا ہی تو خراجی ہی اور اگر عشر کے پانی سے تو عشری ہی اور پانی آسمان کا اور کنوئین کا اور چشمے کا عشری ہی اور پانی اون نہرونکا جنکو عجمیون نے کھودا ہی جیسے نہر یزدجرد کی خراجی ہی اور سیحون اور جیحون اور دجلہ اور فرات امام ابو یوسف کے نزدیک اِن نہرون کا پانی عشری ہی اور امام محمد کے نزدیک خراجی ہی اور قیر اور نفط کے چشمے مین اگر زمین عشری مین ہو تو کچھ نہین اور اگر زمین خراجی مین ہی تو اگر گرد چشمے کے کھیتی ہو سکتی ہی تو خراج اوسمین لازم ہوگا اور جو نہین ہو سکتی تو لازم نہین

## باب مصارف زکوٰۃ کے بیان مین

**ف** جاننا چاہیے کہ اصل اس باب مین قول اللہ تعالی کا ہی اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ الآیۃ اخیر آیت تک اور ساقط ہو گئے ہین سہم وہ کافر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو بوجہ ضعف اسلام کے واسطے تالیف قلوب کے دیا کرتے تھے کیونکہ اب اسلام توی ہو گیا اب کچھ حاجت کافرون کے الفت دلانے کی نہین اور اون لوگون کو اللہ تعالی نے وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ یعنی الفت کرائے گئے دل اونکے فرمایا اور دلیل اسکی یہ ہی کہ کہا حضرت عمر بن خطاب نے جب آیا اونکے پاس عیینہ ابن حصین کہ یہ دین سچ ہی اللہ کی طرف سے تو جسکا جی چاہے ایمان لاوے اور جسکا جی چاہے کافر رہے روایت کیا اسکو طبری نے تفسیر مین یعنی اب ہم کچھ نہ دینگے کافرون کو واسطے ملانے کے مال اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ تھے مؤلفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور جب خلیفہ ہوئے حضرت ابو بکرؓ قطع کیا اوسکو اور اسی پر اجماع منعقد ہی اور ایک روایت مین حضرت عمرؓ سے ہی کہ کہا انھون نے یہ وہ چیز ہی کہ دیتے تھے تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاکہ ملاوین دل تمھارا اوپر اسلام کے اور اب عزت دی اللہ نے اسلام کو تو اگر تم توبہ کرو اسلام پر تو اچھا ورنہ ہمارے تمھارے درمیان مین تلوار ہی اور کیا حضرت ابو بکرؓ نے ایسا ہی اور نہ کیا انکار اسکا کسی نے صحابہ مین سے تو ثابت ہوا اتفاق **ص** مصارف زکوٰۃ کے سات ہین ایک فقیر یعنی جو شخص کہ مالک نصاب کا نہو دوسرے مسکین جسکے پاس کچھ نہین تیسرے عامل صدقے کا اوسکو اپنے عمل کے موافق دیا جاویگا چوتھے مکاتب یعنی اوسکی آزادگی مین مال کو مدد کیجاویگی پانچوین قرضدار جو شخص کہ فاضل اپنے قرض سے نصاب کا مالک نہین چھٹے فی سبیل اللہ یعنی جو شخص کہ جہاد سے بسبب نہونے خرچ کے رُک گیا ہو امام ابی یوسفؒ کے نزدیک یا جو شخص کہ حج سے رُک جاوے امام محمدؒ کے نزدیک **ف** اسواسطے کہ کیا تھا ابو معقل نے ایک اونٹ کو اپنے اللہ کی راہ مین سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بٹھا دے اوسپر ایک حج کرنیوالی کو روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور ذکر کی ایک حدیث طویل اور وہ حج کرنیوالی ام معقل تھی **ص** ساتوین مسافر کہ اوسکے پاس مال ہی لیکن بالفعل سفر مین اوسکے پاس موجود نہین اور مالک نصاب کو درست ہی کہ زکوٰۃ اپنے مال کی ان سب مصارف کو دیوے یا بعض کو اور امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہی کہ سب مصارف مین صرف کرے اور ہر مصرف مین تین شخصونکو دیوے **ف** اور دلیل ہی کہ موافق ہمارے مذہب کے روایت کی بیہقی نے ابن عباسؓ سے اور ابن ابی شیبہ نے عمرؓ سے اور روایت کی طبرانی نے اس آیت کے تحت مین اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ الخ **انا** عمران بن عیینہ عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فی قولہ تعالی اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ الآیۃ قال فی ای صنف لی ضعتہ اجزاک یعنی کہا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہ جس قسم مین انمین سے زکوٰۃ کو رکھیگا کافی ہو جاویگی تجھے اور کہا اور سنے **اخبرنا** جریر عن لیث عن عطاء عن عمر انما الصدقٰت للفقرآء والمسٰکین الآیۃ قال ایما صنف اعطیتہ من ھذا اجزا عنک **نا** حفص عن لیث عن عطاء عن

عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَاْخُذُ الْفَرْضَ فِي الصَّدَقَةِ فَيَجْعَلُهٗ فِيْ صِنْفٍ وَّاحِدٍ وَرَوٰى اَيْضًا عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنِ
الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا وَضَعْتَهَا فِيْ صِنْفٍ وَّاحِدٍ اَجْزَاَكَ وَاَخْرَجَ
نَحْوَ ذٰلِكَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ وَاِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ وَاَبِي الْعَالِيَةِ وَمَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ
بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ وَاسْتَدَلَّ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي التَّحْقِيْقِ بِحَدِيْثِ مُعَاذٍ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ
صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ وَالْفُقَرَاءُ صِنْفٌ وَّاحِدٌ وَفِيْهِ نَظَرٌ لِّسَمْعِهٖ وَثِيَابًا
قَالَ اَبُوْ عُبَيْدٍ فِيْ كِتَابِ الْاَمْوَالِ وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى صِحَّةِ ذٰلِكَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ بَعْدَ
ذٰلِكَ مَالٌ فَجَعَلَهٗ فِيْ صِنْفٍ وَّاحِدٍ وَهُمُ الْمُؤَلَّفَةُ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى اٰخِرِهٖ ذَكَرَهُ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ یعنی کہا حضرت
عمر نے اوس آیت مین کہ جس قسم مین عطا کریگا تو اوسا اونمین سے کافی ہوجاویگا تجسے اور حضرت عمر لیتے تھے مال صدقے اور کرتے
تھے اوسکو ایک ہی قسم مین اور ایسا ہی کہا حذیفہ نے اور نکالا مانند اسکے سعید اور عطاء اور ابراہیم اور ابو العالیہ و میمون بن مہران نے
کہار تابعین ہے ساتھ سندون حسن کے اور دلیل لائے ابن الجوزی ساتھ حدیث معاذ کے کہ بتا تو اونکو اللہ نے فرض کیا صدقہ اونپر لیا جاتا
اونکے امیرون سے اور دیا جاوے اونکے فقیرون کو اور کہا ابو عبید نے کتاب الاموال مین کہ دلالت کرتا ہے اسکی صحت پر کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے اوکیا مال بعد اس آیت کے اوترنے کے اور کیا اوسکو ایک ہی قسم مین **ص** اور مال زکوٰۃ سے مسجد بنانا یا میت کے
کفن مین دینا یا قرض میت کا ادا کرنا یا غلام لیکے اوسکو آزاد کرنا درست نہین **ف** اور وہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور صرف کرو
صدقے کو گردنون مین اوس سے مراد یہ ہے کہ مکاتب کو قیمت مین اوسکی مدد کیجے آزاد کرا دیوے ایسا ہی مروی ہے ابو موسی سے اخراج کیا
اوسکا طبری نے اور لفظ اوسکا یہ ہے وَعَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ اَنَّ مُكَاتَبًا قَامَ اِلٰى اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ
لَهٗ يَا اَيُّهَا الْاَمِيْرُ حُثَّ النَّاسَ عَلَيَّ فَحَثَّ عَلَيْهِ اَبُوْ مُوْسٰى فَاَلْقَى النَّاسُ عَلَيْهِ هٰذَا يُلْقِيْ عِمَامَةً وَهٰذَا يُلْقِيْ
مُلَاءَةً وَهٰذَا يُلْقِيْ خَاتَمًا حَتّٰى اَلْقَى النَّاسُ عَلَيْهِ سَوَادًا كَثِيْرًا فَلَمَّا رَاٰى اَبُوْ مُوْسٰى مَا اُلْقِيَ عَلَيْهِ قَالَ
اَجْمَعُوْهُ ثُمَّ اَمَرَ بِهٖ فَبِيْعَ فَاَعْطَى الْمُكَاتَبَ مُكَاتَبَتَهٗ ثُمَّ اَعْطَى الْفَضْلَ فِي الرِّقَابِ وَلَمْ يَرُدَّهٗ عَلَى
النَّاسِ وَقَالَ اِنَّ هٰذَا الَّذِيْ اَعْطَوْهُ فِي الرِّقَابِ اور روایت کی حسن بصری اور زہری اور عبد الرحمن بن زید بن
اسلم سے کہ کہا انھون نے وَفِي الرِّقَابِ مین وہ مکاتب لوگ ہین وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** اور درست نہین کہ مال زکوٰۃ کو اپنے باپ دادا
یا نانی نانا اصول سے یا بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی فروع سے اور خاوند جورو کو اور جورو خاوند کو دیوے اور نہیں مولی کا دینا اپنے غلام کو اگرچہ
کچھ آزاد ہو چکا ہو درست نہین **ف** اور صاحبین کے نزدیک عورت کا خاوند کو دینا درست ہے اور دلیل اونکی یہ ہے کہ روایت کی بخاری
و مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے کہ پوچھا زینب بیوی نے عبد اللہ بن مسعود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کیا کافی ہے مجکو صدقے مین کہ دون
مین اپنے خاوند کو اور یتیمون کو کہ میری گود مین ہین تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اوسکو دو اجر ہین ایک اجر صدقے کا اور ایک اجر
قرابت کا اور روایت کیا اسکو بزار نے مسند مین اور ذکر کیا اوسکو ابن الہمام نے **ص** اور درست نہین کہ زکوٰۃ مالدار کو یا مالدار کے غلام کو
یا لڑکے کو دیوے اور مکاتب کو مالدار کے دینا درست ہے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت نے کہ نہین حلال ہے صدقہ واسطے مالدار کے اور نہ
جوان مضبوط کے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور ضعیف کیا بعضون نے اس حدیث کو سند مین اوسکی

وہ جو بیان ہوا اور جس کلام ہے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور کہا ابن حبان نے کہ وہ معدود ہے ثقات میں اور اسکی حدیث کے بہت سے طریقے ہیں سب طریقوں میں یہ موجود ہے اور روایت کی ابو داؤد اور نسائی نے کہ آئے دو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور حضرت تقسیم کرتے تھے صدقے کو اور انھوں نے مانگا آپ سے سو فرمایا آپ نے لَا حَظَّ فِیْهَا لِغَنِیٍّ وَّلَا لِقَوِیٍّ مُکْتَسِبٍ یعنی نہیں ہے حصہ اوس میں واسطے غنی کے اور نہ واسطے قوی کمائی کرنے والے کے کہا صاحب تنقیح نے یہ حدیث صحیح ہے اور کہا امام احمد نے یہ حدیث احسن ہے اسناد اوسکی اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ حدیث سابقہ حدیث معاذ کے کہ لے صدقہ مسلمانوں کے امیروں سے اور دیے اون کے فقیروں کو حجت ہے امام شافعی پر کہ تجویز کیا انھوں نے صدقے کو واسطے مالدار جہاد کرنے والے کے اور دلیل امام شافعی کی یہی ہے جو روایت کی ابو داؤد اور ابن ماجہ اور مالک نے کہ فرمایا حضرت نے نہیں حلال ہے صدقہ واسطے غنی کے مگر پانچ شخصوں کے لیے ایک جو شخص کہ عامل ہو صدقے پر اور دوسرا شخص کہ جسنے خریدا اوسکو اپنے مال سے اور قرضدار اور جہاد کرنے والا اللہ کی راہ میں اور مرد مسکین کہ کسینے اوسکو صدقہ دیا اور اوسنے جا کے ایک امیر کو تحفہ دیا تو وہ اوس امیر کے واسطے درست ہے جیسا کہ حضرت نے بریرہ لونڈی سے ارشاد فرمایا اوس گوشت کے حق میں جو اوسکو صدقے میں ملا تھا لَکِ صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِیَّةٌ یعنی تیرے واسطے صدقہ ہے اور ہمارے واسطے ہدیہ ہے اور ذکر کیا شیخ ابن الہمام نے قِیْلَ لَمْ یَثْبُتْ وَلَوْ ثَبَتَ فَاِنَّهٗ لَمْ یَقْوَ قُوَّةَ حَدِیْثِ مُعَاذٍ فَاِنَّهٗ رَوَاهُ اَصْحَابُ الْکُتُبِ السِّتَّةِ مَعَ قَرِیْنَةٍ مِنَ الْحَدِیْثِ الْاٰخَرِ وَلَوْ قَوِیَ قُوَّتَهٗ لَمْ یَجِیءْ حَدِیْثُ مُعَاذٍ بِاَنَّهٗ مَانِعٌ وَمَا رَوَاہُ مُبِیْحٌ یعنی یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت ہو تو نہ ہوگی قوت اوسکی قوت حدیث معاذ کی سی اسواسطے کہ روایت کیا اسکو اصحاب کتب ستہ نے باوجود اسکے کہ ایک اور حدیث ابن عمر کی اوسکی معین ہے آخر تک ص

ف زکوٰۃ بنی ہاشم کو یعنی حضرت علیؓ اور عباسؓ اور جعفرؓ اور عقیلؓ اور حارثؓ کی اولاد کو اور اونکے غلاموں آزاد کو دینا درست نہیں ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں حلال ہے واسطے تمھارے اے اہل بیت صدقات سے کچھ اسواسطے کہ وہ میل ہے آدمیوں کے ہاتھوں کا اور تمھارے واسطے پانچوین حصے میں پانچواں حصہ ہے جو تمکو غنی کریگا روایت کیا اسکو طبرانی نے اور روایت کی بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے ہم اہل بیت ہیں نہیں حلال ہے ہمارے لیے میل آدمیوں کا اور روایت کی مسلم نے ایک مضمون طویل اس باب میں اور اونکے موالی یعنی جو غلام اونکا آزاد کیا ہوا ہو اوسکو بھی درست نہیں اور روایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابو رافع سے مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت نے بھیجا ایک شخص کو بنی مخزوم سے اوپر صدقے کے سو کہا اوسنے واسطے ابو رافع کے کہ ساتھ رہ میرے کیونکہ تمکو بھی کچھ اوس میں سے ملیگا کہا ابو رافع نے کہ یہانتک حضرت کے پاس پوچھ آؤں پھر جب گئے اونکے پاس سو فرمایا کہ مولی قوم کا اونہیں میں سے ہے اور ہمارے واسطے نہیں حلال ہے صدقہ کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور ابو رافع نام اونکا اسلم ہے اور باپ کا نام عبید اسیر ہے اور وہ کاتب تھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ص

ف ہاشمی اور زکوٰۃ کے سوا اور چیزیں دینا جیسے صدقہ نفل وغیرہ درست ہے اور زکوٰۃ درست نہیں کیونکہ حدیث معاذ میں ذکر ہے [illegible] زکوٰۃ کو مسلمانوں کے فقیروں میں اور ذمی کا فقیر [illegible] اسکو زکوٰۃ دینا امر [illegible]

وہ غلام یا مکاتب یا اسکا [illegible] اگر [illegible] غنی یا ذمی یا ہاشمی [illegible] زکوٰۃ

[illegible]

یعنی آنحضرت کے مال میں پانچوین حصے کا پانچوان حصہ تمھارے واسطے ہے ۱۲ منہ ظلہ

رہیں جیسا کہ قحط شدید نہیں کہ ہر برس اور سال زکوٰۃ کا اور دوسرے شہرون میں بھیجا کرو وہی کہ اپنے شہر کے لوگ جو اپنے شہر سے زیادہ محتاج ہیں

## باب صدقۂ فطر کے بیان مین

صدقۂ فطر کا گیہوں یا اوسکے آٹے یا اوسکے ستو سے یا سوکھے انگور سے آدھا صاع اور خرما یا جو سے ایک صاع ہو اور صاع تین
آٹھ رطل عراقی یا ایک سو چار تولہ کا ہوتا ہی **ف** صدقۂ فطر واجب ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زکوٰۃ عید فطر کی یعنی صدقہ اوسکا
پاکی ہی واسطے مسلمانون کے لغو اور رفث سے اور کھانا ہی واسطے مسکینون کے جسنے ادا کیا اوسکو قبل نماز کے سو وہ زکوٰۃ مقبول ہی
اور جسنے ادا کیا اوسکو بعد نماز کے تو وہ ایک صدقہ ہی صدقون سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے
اور کہا دارقطنی نے کہ نہیں ہی انمین کوئی مجروح ضعیف اور وہ جو حدیث صاحب ہدایہ نے بیان کی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے خطبے مین کہ ادا کرو ہر آزاد اور غلام چھوٹے بڑے سے آدھا صاع گیہوں سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے
روایت کیا اوسکو ثعلبہ بن صعیر عدوی نے یا صعیر عذری نے یعنی اختلاف ہی اسمین کہ عدوی دال سے ہی یا عذری ذال اور رے سے ہی
تو وہ حدیث مروی ہی سنن ابو داؤد اور دارقطنی اور مسند عبد الرزاق مین اور اختلاف ہی اوسکی نسبت اور نام اور متن حدیث مین
لیکن اختلاف نسبت مین سو یہ ہی کہ عدوی ہی یا عذری ہی ذال کے پیش اور رے سے تو بعضون نے کہا ہی کہ عدوی ہی نسبت ہی ساتھ
اوسکے بڑے دادا کے اور کہا ہی کہ عذری اور یہی صحیح ہی اور ذکر کیا اوسکو مغرب وغیرہ مین اور صحیح کیا ابو علی غسانی نے عذری کو
اور کنیت اوسکی ابو محمد ہی اور اختلاف نام مین سو یہ ہی کہ وہ ثعلبہ بن ابی صعیر ہی یعنی ثعلبہ بن عبد اللہ بن ابی صعیر یا ثعلبہ بن عبد اللہ
بن صعیر اور اختلاف متن مین سو ایک روایت مین ہی صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ قَمْحٍ عَنْ كُلِّ رَاسٍ یعنی صدقہ
فطر کا ایک صاع ہی کھجور سے یا گیہوں سے ہر آدمی کے پیچھے اور ایک مین ہی صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ عَلٰى كُلِّ
اثْنَيْنِ یعنی صدقہ فطر کا ایک صاع ہی گیہون سے دو دو آدمیون مین کہا صاحب امام نے کہ ممکن ہی تحریف اس کی طرف اثنین کے
انتہی لیکن یہ احتمال بعید ہی کیونکہ اکثر طریقون صحیحہ مین لفظ اثنین کا وارد ہی کہا عبد الرزاق نے اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَبْلَ يَوْمِ
الْفِطْرِ بِيَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ فَقَالَ اَدُّوْا صَاعًا مِّنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ عَنْ كُلِّ حُرٍّ
وَعَبْدٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ کہ خطبہ پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو قبل دن فطر کے ایک دن یا دو دن سو کہا ادا کرو ایک
صاع گیہوں سے درمیان دو دو میں کے یا ایک صاع کھجور سے یا جو سے ہر آزاد اور غلام چھوٹے بڑے کی طرف سے اور یہ سند صحیح ہی اور روایت کی
بخاری و مسلم اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابن عمر سے کہ فرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کو رمضان سے لوگون پر ایک صاع کھجور
سے یا جو سے اوپر ہر آزاد اور غلام مرد اور عورت کے مسلمانون سے اور ایک روایت مین ہی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
زکوٰۃ فطر کا اور لازم ہی کہ محبت کی دی جاوے اور صحیح ہی جسکو روایت کیا حاکم نے مستدرک مین ابن عباس سے کہ نبی علیہ السلام
اَمَرَ صَارِخًا بِبَطْنِ مَكَّةَ يُنَادِيْ اَنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ حُرٍّ اَوْ مَمْلُوْكٍ
الحدیث یعنی صدقہ فطر کا حق ہی واجب ہی ہر مسلمان چھوٹے بڑے آزاد یا غلام پر حدیث تک اور امام شافعی کے نزدیک
سب جنسون مین ایک ہی صاع [illegible]

زکوٰۃ فطر کی ہر چھوٹے اور بڑے آزاد اور غلام سے ایک صاع طعام سے یا ایک صاع اقط سے یا ایک صاع جو سے یا کھجور سے یا
انگور خشک سے تو ہم ایسا ہی نکالتے رہے یہان تک کہ آئے معاویہ حج کرنے کو یا عمرہ تو بیان کیا لوگون سے منبر پر تو اونکا یہ کلام
تھا کہ جانتا ہون کہ دو مد گیہون شام سے برابر ہونگے ایک صاع کھجور کے تو لیا اوسکو لوگون نے اور مین ایسا ہی نکالتا تھا جیسا
کہ نکالتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین آمد دلیل ہماری بہت حدیثین مشہور ہین ایک حدیث ثعلبہ کی جو اوپر
گذری اور روایت کی ابو داؤد اور نسائی نے حسن سے انھون نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ خطبہ پڑھا انھون نے آخیر رمضان مین بصرہ مین سو کہا کہ
فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ایک صاع کھجور یا جو سے یا آدھا صاع گیہون سے آخر حدیث تک اور راوی اسکے
بھی سب ثقہ ہین مگر حسن نے نہین سنا ابن عباس رضی سے تو وہ مرسل ہی اور ہمارے نزدیک مرسل حجت ہی اور روایت کی ابو داؤد نے مراسیل مین سعید
بن المسیب سے کہ فرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کی دو مد گیہون سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے کہا تنقیح مین
اسناد اوسکی صحیح ہی مانند آفتاب کے اور ہونا اوسکا مرسل نہین ضرر کرتا ہی اور مراسیل سعید کے حجت ہین اور غایت طول کیا اس مقام مین
شیخ ابن الہمام نے اور ضعیف کیا امام شافعی کی سب دلیلون کو اس باب مین جسکا جی چاہے دیکھ لیوے اور ہمنے بوجہ خوف
تطویل کے ترک کیا ص اور مراد صاع سے صاع عراقی ہی اور صاع عراقی چار من کا ہوتا ہی اور من چالیس استار کا ہوتا ہی اور استار
ساڑھے چار مثقال کا تو اس حساب سے من ایکسو اسی مثقال کا ٹھہرا اور امام شافعی کے نزدیک مراد صاع حجازی ہی ف اور دلیل انکی
یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے صاع ہمارا سب صاعون سے چھوٹا ہی اور اس حدیث کے ثبوت مین کلام ہی یہان روایت کی ابن حبان نے اپنی
سند سے حضرت ابو ہریرہ سے کہ کہا گیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ای رسول اللہ صاع ہمارا چھوٹا ہی سب صاعون سے اور مد ہمارا
بڑا ہی اور مدون سے سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ای اللہ برکت دے ہمارے صاع مین اور برکت دے ہمارے قلیل مین
اور کثیر مین اور کر جو کچھ ساتھ ایک برکت کے دو برکتین آمد ابو یوسف کا قول اور شافعی کا یہی ہی کہ صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا
اور دلیل انکی یہ ہی کہ وہ آئے مدینے مین اور دیکھا قریب پچاس آدمیون کے انصار اور مہاجرین کی اولاد مین کہ صاع اونکا پانچ رطل کا تھا
اور کچھ زیادہ اور کہا انھون نے کہ یہی صاع ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کہا انھون نے ترک کیا مینے قول ابو حنیفہ کو روایت کیا
اوسکو بیہقی نے اور مروی ہی کہ مناظرہ کیا اوسنے امام مالک نے اور حجت پکڑی اون صاعون سے کہ لائے تھے اوسکو وہ لوگ سو رجوع
کی ابو یوسف نے طرف اونکے قول کے آمد ہماری دلیل یہ ہی کہ مروی ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ساتھ مد کے برابر دو
رطلون کے اور غسل کرتے تھے صاع سے برابر آٹھ رطلون کے اور ایسا ہی مفسر واقع ہوا روایت انس اور حضرت عائشہ رض مین تین طریقون سے جنکی روایت
کیا اوسکو دارقطنی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور جابر سے بھی روایت کی اونسے ابن عدی نے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ عمر بن موسی کے
اور صحیحین مین ہی اور وزن صاع اور مد کا مذکور نہین اور اسی حدیث سے دلیل لائے صاحب ہدایہ اور کہا کہ ایسا ہی تھا
صاع عمر کا اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے یحیی بن آدم سے کہا کہ سنا مینے حسن بن صالح سے یقول صاع عمر ثمانیۃ
ارطال یعنی کہتے تھے کہ صاع عمر کا آٹھ رطل کا ہوتا ہی اور کہا شریک نے کہ اکثر تھا سات سے اور کم تھا آٹھ رطل سے اور روایت کی مانند اسکے
موسی بن طلحہ نے عمر بن خطاب سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے بھی بہر حال یہ روایت صحیح ہی ص اور اگر صدقہ فطر مین دو سیر
گیہون دیوے بغیر اسکے کہ گیہون کو مل سے تولے درست ہی اور امام محمد کے نزدیک [illegible] کے درست نہین [illegible]

جہان کہ چیزون کو گیہون سے خریدتے ہین اور ابو یوسف کے نزدیک دہ ہون کا دینا ہر جگہ مستحب ہی اور صدقۂ فطر کا واجب
ہی اوس شخص پر جو حر یعنی آزاد ہووے اور مسلمان ہو اور وہ شخص مالک ہو نصاب زکوٰۃ کا زیادہ ہو حاجت اصلی سے تو سونے اور چاندی
اور مال تجارت مین صدقہ واجب ہی اگرچہ سال اوسپر نہ گذرے اور اگر سوا ان مالون کے ہووے جیسے گھر ہنہ رہنے کے لیے اور نہ تجارت کے
لیے تو قیمت اوسکی نصاب کو پہونچتی ہی صدقۂ فطر اوسپر واجب ہوگا اور زکوٰۃ واجب نہوگی ف اور امام شافعی کے نزدیک گو کہ
مالک نصاب کا نہووے لیکن صدقے پر قادر ہو اوسکو صدقہ دینا واجب ہی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی صدقہ
مگر مالدار سے روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند مین اور ذکر کیا اوسکو بخاری نے تعلیقاً اور وہ جو دلیل لاتے ہین امام شافعی ساتھ قول
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ادا کرو ایک صاع گیہون ہر دو شخصون سے بڑے ہون یا چھوٹے مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام امیر ہو یا فقیر
لیکن امیر تمہارا تو پاک کرتا ہی اوسکے مال کو اللہ تعالی اور فقیر کو سو پھیر دیتا ہی اللہ اوسپر اکثر اوس سے جو دیتا ہی روایت کیا اوسکو احمد نے
اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ نعمان بن راشد کے اور جہالت ابن ابی صغیر کے اور برتقدیر صحت کے ہماری روایت کے مقابل نہوگا ترجمہ
کہتا ہی کہ دلیل امام شافعی کی وہ ہی جو روایت کی طحاوی نے باسناد صحیح ابو ہریرہ سے کہ کہا انھون نے زکوٰۃ فطر کی اوپر ہر آزاد اور غلام اور مرد اور
عورت چھوٹے اور بڑے فقیر یا مالدار کے ہی اور کہا معمر نے کہ پہونچا مجکو کہ رفع کرتے تھے اوسکو زہری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف لیکن
صاحب امام نے کہا کہ یہ حدیث وقف اوسکا صحیح ہی اور وقف اس مقام مین مانند رفع کے ہی ص جسپر صدقۂ فطر واجب ہی صدقۂ
زکوٰۃ سے وہ محروم ہوگا اور زکوٰۃ اوسپر حرام ہی ف ہمارے نزدیک اسواسطے کہ وہ مالک نصاب کا ہی بخلاف امام شافعی کے ص صدقۂ
فطر دے اپنی جان کیواسطے ف کیونکہ فرمایا حضرت ابن عمر نے کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کو مرد اور عورت
پر اور گذری یہ حدیث اوپر ص اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے اگر فقیر ہو اور اپنے غلام اور لونڈی کی طرف سے جو
خدمت کے واسطے ہین اگرچہ مدبر یا کافر یا ام ولد ہو ف مدبر اوس غلام کو کہتے ہین جسکو مولی نے یہ کہا ہو کہ بعد میرے مرنے کے
تو آزاد ہی اور ام ولد اوس لونڈی کو کہتے ہین کہ جس سے اوسکے مالک کی اولاد ہووے اور کافر غلام کی طرف سے بھی صدقۂ فطر
ہی اسواسطے کہ کافر غلام بھی مال ہی اور سبب وجوب صدقے کا بھی مال ہی اور نہین دخل ہی اوسمین کفر اور اسلام کو اور دوسرے یہ کہ حدیث مطلق
وارد ہی نہین ہی قید اوسمین مسلمان اور کافر کی اور تیسری یہ کہ روایت کی دارقطنی نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے صَدَقَۃُ الْفِطْرِ عَلٰی کُلِّ صَغِیْرٍ وَکَبِیْرٍ ذَکَرًا اَوْ اُنْثٰی یَھُوْدِیٍّ اَوْ نَصْرَانِیٍّ حُرًّا اَوْ مَمْلُوْکٍ نِصْفُ
صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ اَوْ صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِیْرٍ یعنی صدقۂ فطر کا ہر صغیر اور کبیر اور مرد اور عورت اور یہودی اور نصرانی آزاد یا
غلام پر نصف صاع ہی گیہون سے اور ایک صاع تمر سے یا جو سے لیکن یہ نہایت ضعیف ہی بلکہ شمار کیا ہی اسکو موضوعات مین
کہا شوکانی نے وَزِیَادَۃُ یَھُوْدِیٍّ اَوْ نَصْرَانِیٍّ مَوْضُوْعَۃٌ تَفَرَّدَ بِھَا سَلَّامٌ الطَّوِیْلُ وَھُوَ مَتْرُوْکٌ یعنی
زیادتی یہودی اور نصرانی کی موضوع ہی تفرد کیا ساتھ اسکے سلام طویل راوی نے اور وہ متروک ہی اور کہا ابن الہمام نے
عُدَّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ مِنْ اَجْلِ سَلَّامٍ الطَّوِیْلِ فَاِنَّہٗ مَتْرُوْکٌ رُمِیَ بِالْوَضْعِ یعنی شمار کی گئی یہ حدیث موضوعات
مین بسبب سلام طویل کے اسواسطے کہ وہ متروک ہی نسبت کیا گیا ہی طرف بنانے حدیث کے اور یہ حدیث [illegible]
[illegible] ص اور اپنی جورو کی طرف سے [illegible]

اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے بھی جو مالک نصاب کا یعنی غنی ہی بلکہ اوسکے مال سے دیوے اور مکاتب کی طرف سے اور اوس غلام کیطرف سے جو تجارت کے واسطے ہی اور اوس غلام کی طرف سے جو بھاگنے والا ہی نہ دیوے مگر جب وہ بعد بھاگنے کے پھر آیا ہو تو اوسکی طرف سے دیوے اور جو ایک غلام یا دو غلام دو شریک کے بیچ مین ہووین تو اون غلامون کی طرف سے کسی شریک پر صدقہ واجب نہوگا نزدیک امام صاحب کے اور نزدیک صاحبین کے دونون پر واجب ہی اور اگر ایک اختیار سے بیچا گیا تو جسکا ہوا عید الفطر کی صبح مین اوسپر صدقہ لازم ہوگا ف یہ اختلاف اوس صورت مین ہی کہ کئی غلام ہون اور اگر ایک غلام ہو تو کسیکے نزدیک کسی پر صدقہ واجب نہوگا ص اور صدقہ واجب ہوتا ہی عید الفطر کی صبح ہونے سے تو پھر جو شخص مسلمان ہوا یا پیدا ہوا عید الفطر کی صبح ہونے کے پہلے تو اوسکے لیے واجب ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک آفتاب کے ڈوبنے سے شب عید کو واجب ہوتا ہی تو جو اسلام لاویگا یا پیدا ہوگا رات کو عید کی اوسپر واجب نہوگا نزدیک اونکے اور جو شخص کہ عید کی رات مین مرجاوے تو ہمارے نزدیک صدقہ اوسکی طرف سے واجب نہین اور شافعی کے نزدیک واجب ہی اور اگر اسلام لایا یا پیدا ہوا بعد طلوع فجر کے تو صدقہ کسیکے نزدیک واجب نہوگا اور اگر صدقہ پہلے سے دیوے تو درست ہی خواہ بہت دن پہلے یا تھوڑے دن پہلے ف اور اس باب مین حدیث بخاری کی ہی ابن عمرؓ سے کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا یہانتک کہ کہا اور تھے وہ دیتے قبل فطر کے ایکدن یا دو دن ص اور مستحب ہی صدقہ فطر کا صبح ہونے کے بعد جلدی دینا ف اور دلیل اسکی یہ ہی کہ روایت کی حاکم نے کتاب علوم الحدیث مین اوس باب مین جسکی زیادت کے ساتھ ایک راوی منفرد ہوا ثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا محمد بن الجھم السمری ثنا نصر بن حماد ثنا ابو معشر عن نافع عن ابن عمر قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نخرج صدقۃ الفطر عن کل صغیر وکبیر حر او عبد صاعا من تمر او صاعا من زبیب او صاعا من شعیر او صاعا من قمح وکان یامرنا ان نخرجها قبل الصلوۃ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسمها قبل ان ینصرف الی المصلی یقول اغنوهم عن الطواف فی هذا الیوم یعنی حکم کیا ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا چھوٹے بڑے سے آزاد سے یا غلام سے ایک صاع کھجور سے یا خشک انگور سے یا جو سے یا گیہون سے اور حکم کرتے تھے ہمکو کہ نکالین صدقے کو قبل نماز کے اور تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کرتے تھے صدقے کو قبل جانے کے طرف عیدگاہ کے اور کہتے تھے کہ ہٹے بڑا کردو اونکو آج پھرنے سے یعنی فقیرون کو غنی کردو سوال کرنے سے ص اور اگر تاخیر کرے دینے مین تو اوسکے ذمے سے بغیر دیے ہوئے ساقط نہوگا ف اسواسطے کہ صدقہ فطر کا واجب ہی ہرگز ساقط نہین ہوسکتا

## کتاب الصوم

کھانا پینا جماع ترک کرنا فجر سے آفتاب ڈوبنے تک ساتھ نیت کے اسی کو روزہ کہتے ہین اور روزہ رمضان کا فرض ہی ہر مسلمان عاقل بالغ پر اور ادا کرنا بھی اوسکا فرض ہی اور اگر کسی عذر سے ترک ہوجاوے تو قضا بھی فرض ہی اور روزہ نذر اور کفارے کا واجب ہی اور اسکے سوا باقی سب نفل ہین ف لیکن صحیح یہ ہی کہ روزہ نذر اور کفارے کا بھی فرض ہی اور واجب سے مراد اس جا پر فرض ہی اور ثابت کیا اوسکو صدر الشریعۃ نے ص اور ہدایہ مین لکھا ہی کہ روزہ رمضان کا فرض ہی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا کتب علیکم الصیام یعنی فرض کیا گیا تمپر روزہ اور اسکے فرض ہونے پر اجماع ہی تو اسیواسطے انکار کرنے والا اسکا کافر ہی اور نذر کا روزہ واجب ہی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ولیوفوا نذورهم یعنی پوری کرین نذرین اپنی اور باقی تفصیل اسکی اصل مین

مذکور ہی اور رمضان کے روزے اور نذر معین کے روزے کی نیت کرنا رات سے دوپہر کے قبل تک درست ہی اور دوپہر کو درست نہین اور قدوری مین ہی کہ زوال تک درست ہی اور صحیح اول ہی ف اور امام شافعی کے نزدیک نیت رات سے درست ہی اور دنکو جائز نہین اور دلیل لاتے ہین ساتھ اوس حدیث کے روایت کیا جسکو اصحاب سنن اربعہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین روزہ ہی اوس شخص کا جسنے نہ نیت کی روزے کی رات سے اور اختلاف کیا ہی انھوں نے فقط لفظ حدیث مین روایت ابن ماجہ مین ہی کہ نہین صیام ہی اوسکا جسنے نہ فرض کیا اوسکو رات سے اور معنی ایک ہین اور اختلاف ہی اوسکے رفع اور وقف مین اور نہین روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین مگر کلام ابن عمر اور حضرت عایشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہ سے اور اکثر اوسکے وقف پر ہین اور تحقیق رفع کیا اوسکو عبداللہ بن ابی بکر نے زہری سے پہونچاتے ہین اوسکو حفصہ تک کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ نہ ثابت کرے روزے کو قبل فجر کے تو نہین روزہ ہی واسطے اوسکے اور وقف کیا اوسکو زہری سے حفصہ رضی اللہ عنہا پر معمر اور زبیدی اور ابن عیینہ اور یونس ایلی نے اور عبداللہ بن ابی بکر ثقہ ہی اور رفع زیادت ہی اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہی اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور اوسمین لفظ یبیت کا ہی مَنْ لَّمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهٗ یعنی جو شخص کہ رات سے نہ رکھے روزہ قبل فجر کے تو نہین روزہ ہی واسطے اوسکے کہا دارقطنی نے تفرد کیا ساتھ اوسکے عبداللہ بن عباد نے مفضل سے ۔ یعنی اسناد کے اور سب ثقہ ہین اور کہا بیہقی نے کہ اسناد مین اوسکی عبداللہ بن عباد غیر مشہور ہی اور یحیی بن ایوب قوی نہین اور وہ اوسکے رجال مین سے ہی اور کہا ابن حبان نے عبداللہ بن عباد بصری بدل دیتا ہی حدیثون کو اور اولٹ دیتا ہی اونکو اور روایت کی اوسنے روح بن الفرج سے ایک نسخہ موضوع اور دلیل ہماری روایت کی صحیحین مین سلمہ بن اکوع سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو اسلم سے یہ کہ خبر کر لوگون کو تو جسنے کھا لیا تو چاہیے کہ روزہ رکھے باقی دن تک اور جس شخص نے نہین کھایا تو روزہ رکھے اسواسطے کہ یہ دن عاشورے کا ہی اور عاشورا فرض تھا رمضان کے فرض ہونے کے پہلے اور وہ جو منع کیا اوسکو ابن الجوزی نے کہ عاشورا فرض نہ تھا بلکہ سنت تھا کیونکہ روایت ہی صحیحین مین معاویہ سے کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ دن عاشورے کا ہی نہین فرض کیا گیا ہمپر روزہ اوسکا سو جسکا جی چاہے روزہ رکھے اور مین روزے سے ہون تو روزہ رکھا لوگون نے ساتھ آپکے اور ایک اور دلیل سنت ہونے پر اوسکے یہ ہی کہ نہین حکم کیا حضرت نے قضا کا اوسکو جسنے کھا لیا تھا اور جواب یہ ہی کہ معاویہ اسلام لائے ہین فتح مکہ مین تو اگر سنی انھون نے یہ حدیث بعد اسلام کے تو سننا اونکا نوین برس ہجری یا دسوین ہجری مین ہوگا اور یہ بعد نسخ عاشورے کے تھا ساتھ رمضان کے اور اگر قبل اسلام کے سنا تو یہ قبل وجوب عاشورے کے ہوگا اور روزہ عاشورے کا فرض تھا اور پھر وجوب رمضان سے منسوخ ہوا اور ثابت ہی صحیحین مین حضرت عایشہ سے کہ تھے قریش جاہلیت مین روزہ رکھتے تھے عاشورے کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزہ رکھتے تھے اوسدن تو جب آئے مدینے مین روزہ رکھا اوسکا اور حکم کیا لوگون کو روزے کا اوسدن پھر جب فرض ہوا رمضان کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اب جسکا جی چاہے رکھے روزہ یا نہ رکھے تو حدیث سلمہ بن اکوع کی حجت ہوگی اور وہ قوی ہی اوس حدیث سے جس سے استدلال لائے امام شافعی کیونکہ ذکر کیا ہی نے اختلاف کو اوس حدیث مین اور وہ جو صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر دلیل لائے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پایا لوگون کے پاس اوس حدیث کو کہا سینہ چاند کو جس شخص نے نہین کھایا وہ روزہ رکھے اور جسنے کھا لیا وہ نہ کھاوے باقی دن تو یہ حدیث کہین پائی نہین گئی اور مشہور روایت یون ہی کہ آیا اعرابی اونکے پاس اور کہا کہ دیکھا مینے چاند کو تو حکم کیا آپنے یہ کہ روزہ رکھین لوگ روزہ

اوسکو دارقطنی نے اور مروی ہی سنن اربعہ مین ابن عباس سے کہ آیا ایک اعرابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ دیکھا مینے
چاند کو کہا حسن نے یعنی چاند رمضان کا سو پوچھا اوس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا گواہی دیتا ہی تو اس بات کی کہ نہین ہی کوئی معبود
سوا اللہ کے کہا کہ ہان پھر پوچھا کہ گواہی دیتا ہی اس بات کی کہ محمد رسول اللہ کے ہین کہا کہ ہان فرمایا اے بلال پکار دے لوگون کو کہ روزہ
رکھین تو یہ حدیث اس بات پر دلالت نہین کرتی کہ وہ اعرابی رات کو آیا تھا یا دن کو آیا تھا کب آیا تھا اور تفسیر کرتی ہی اوسکی حدیث
دارقطنی کی جو بیان کی ابھی ہمنے اور وہ جو امام شافعی نے حدیث روایت کی ہی معنی اوسکے یہ ہین کہ نہین کمال ہی روزے کا
بدون نیت کے جیسے لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اور لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ اور لَا صَلٰوةَ
لِلْعَبْدِ الْاٰبِقِ اور لَا صَلٰوةَ فِي الْاَرْضِ الْمَغْصُوْبَةِ اور لَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ اور سوا اسکے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص
اور اگر نیت فقط روزے کی کرے کہ مین روزہ اللہ کا کل رکھونگا اور معین نکرے یا نیت نفل کی کی تو روزہ رمضان کا درست
ہوجاویگا اور اگر رمضان کے مہینے مین دوسرے واجب کی نیت کی تو رمضان کا روزہ اوس نیت سے بھی ادا ہوجاویگا اور اگر مریض
یا مسافر رمضان مین دوسرے واجب کی نیت کریگا تو وہ ہی روزہ ادا ہوگا اور اگر ایک شخص نے ایک روزہ رکھنے کی نذر کی یعنی کہا کہ مین
فلانے روز روزہ رکھونگا اور اوس روز دوسرے واجب کی نیت کی تو وہ ہی واجب ادا ہوگا جسکی نیت کی خواہ مسافر ہو خواہ مقیم تندرست
ہو یا مریض اور نفل کا روزہ ادا ہوتا ہی نفل کی نیت سے اور صرف روزے کی نیت سے اور نیت قبل دوپہر کے کرے اور دوپہر کے بعد نہین
ف اور امام مالک کے نزدیک رات سے نیت کرنا چاہیے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین روزہ ہی اوسکا جسنے نہین
نیت کی اوسکی رات سے اور یہ حدیث مطلق ہی شامل ہی فرض روزے اور نفل روزے کو اور ہماری دلیل یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صبح کو روزہ دار نہین ہوتے تھے اور پھر پوچھتے تھے گھر مین آنکر کہ کچھ کھانے کو ہی سو اگر کہا جاتا کہ نہین کہتے تھے مین روزہ دار ہون
اور اگر کہا جاتا تھا کہ ہی کھا لیتے تھے اور نیت کر چکتے تھے روزے کی روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے ص
اور کفارہ اور نذر غیر معین کے واسطے شرط ہی رات سے نیت کرنا اگر رات شک کی ابر ہوا جیسے تیسوین رات مین شعبان کی تو اوسکے بعد
دن کو روزہ نرکھینگے ف کیونکہ مروی ہی صحیحین مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھو چاند دیکھکے اور افطار کرو چاند دیکھکے
تو اگر ابر ہوجاے اوپر تو پوری کرو گنتی شعبان کی تیس دن ص مگر نفل ف کیونکہ حدیث مین ہی کہ نہین روزہ ہی
دن شک کے رمضان سے مگر نفل ایسا ہی ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مجکو نہین ملی اور بعضون کے نزدیک جایز نہین اور دلیل لاتے
ہین ساتھ حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے روزہ رکھا دن شک کے سو مخالفت کی اوسنے ابوالقاسم یعنی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ذکر کیا اوسکو ابن طاہر نے تذکرے مین موضوعات مین اور ایسا ہی کہا صاحب خلاصہ نے لیکن یہ زیادتی ہی کیونکہ
اس حدیث کو ذکر کیا بخاری نے تعلیقا اور روایت کیا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے
اور روایت کیا اوسکو خطیب نے تاریخ بغداد مین اس لفظ سے مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِيْ يُشَكُّ فِيْهِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
یعنی جسنے روزہ رکھا دن شک کے تو نافرمانی کی اوسنے اللہ کی اور رسول کی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہی ص
اور اگر دوسرے واجب کا روزہ اس دن رکھا تو مکروہ ہی اور ادا ہوجاویگا واجب سے صحیح مذہب مین اگر معلوم نہوا کہ یہ رمضان کا دن تھا اور اگر
معلوم ہوا کہ رمضان کا دن تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہوجاویگا اور دن شک کے نفل روزہ رکھنا مستحب ہی سب کے نزدیک اگر وہ دن اوسکے

روزہ رکھنے کا ہوا ونہین تو خاص لوگ جیسے قاضی اور مفتی روزہ رکھین اور عوام لوگ بعد زوال کے افطار کرین اور اگر رات مین
شک کی نیت کی کہ اگر کل کا دن رمضان کا ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہے ورنہ روزہ نہین رکھتا ہون مین روزہ اوسکا درست نہوگا اور کروہ
ہے یہ کہ نیت کرے کہ اگر کل کا دن رمضان کا ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہے اور نہین تو دوسرے واجب کا ہے یا نہین تو دوسرے نفل کا ہے لیکن اگر کل کا
دن رمضان کا نکلا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جاویگا اور نہین تو دونون صورتون مین نفل ہو جاویگا اور جس شخص نے رمضان کا
یا عید کا چاند اکیلے آپ ہی دیکھا تو روزہ رکھے دونون صورتون مین اگرچہ اوسکا قول قبول نہوگا اور اگر افطار کرے تو قضا کا روزہ
رکھے اور کفارہ اوسپر نہین اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا ف لیکن روزہ رکھنا تو اسواسطے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے صُوْمُوا لِرُؤْيَتِهِ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ یعنی روزہ رکھو چاند دیکھکے اور افطار کرو چاند دیکھکے یعنی روزہ
موقوف کرو جب چاند دیکھو شوال کا اور شروع کرو جب دیکھو چاند رمضان کا اور اوس شخص نے چاند دیکھ لیا اگرچہ
قاضی کے نزدیک مقبول نہوے اور کفارہ امام شافعی کے نزدیک لازم ہوگا کیونکہ قصداً چاند دیکھکے اوسنے افطار کیا اور ہمارے
نزدیک اسواسطے واجب نہوگا کہ جب قاضی نے اوسکی شہادت قبول نکی ساتھ دلیل شرعی کے تو ایک طرح کا شبہہ پڑ گیا اور حدود
اور کفارے دفع ہو جاتے ہین شک و شبہہ سے کَذَا فِی الْهِدَايَةِ اور اگر قبل اسکے کہ قاضی اوسکی شہادت رد کرے افطار کیا تو اوسمین
اختلاف ہے مشایخ کا اور اگر اس شخص نے اپنے حساب سے تیس دن پورے کر لیے تو روزہ موقوف نکرے جب تک کہ امام موقوف نکرے اسواسطے
کہ وجوب اوسپر واسطے احتیاط کے ہے اور احتیاط بعد اسکے تاخیر افطار مین ہے اور اگر اپنے حساب سے قبل امام کے افطار کیا تو اوسپر کفارہ
نہین ص اگر آسمان مین بدلی یا غبار ہووے تو رمضان کے مہینے مین ایک شخص عادل کی خبر کفایت ہے اگرچہ وہ شخص غلام یا عورت ہو یا زنا
کی تہمت کسیکو لگائی ہووے اور اوسکے بدلے مین وہ درے مارا گیا ہو اور پھر اوسنے توبہ کی ہو اور دعوی اور شہادت کا لفظ کہنا ضرور نہین
ف اور امام شافعی کے نزدیک دو آدمی لازم ہین اور دلیل اوپر یہ ہے کہ روایت کیا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے ابن عباس سے
کہ آیا ایک اعرابی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ دیکھا مینے چاند کو سو فرمایا آپنے کہ گواہی دیتا ہے تو اس بات کی کہ نہین ہے کوئی
معبود سوا اللہ کے کہا اوسنے ہان پھر پوچھا آپنے کہ گواہی دیتا ہے تو کہ محمد رسول اللہ کے ہین کہا اوسنے کہ ہان فرمایا کہ اے بلال پکار دے لوگونکو کہ
روزہ رکھین اور بیان کیا اوپر ہمنے اس حدیث کو ص اور شوال اور ذیحجہ مین دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین خبر دین کہ ہمنے چاند دیکھا یعنی گواہی
دین اور دعوی ضرور نہین ف اور بعضی روایتون مین ہے کہ ایک شخص کی گواہی اسمین بھی مقبول ہوگی اور ایسا ہی بحر مین لکھا ہے اور کہا ہے
کہ یہی صحیح ہے انتہی اور کہتا ہون مین کہ اسکو موافقت کرتی ہین احادیث وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور صاحب ہدایہ نے اسکو اختیار نہین کیا
ص اور جب کوئی آسمان مین علت نہووے اور مطلع صاف ہووے تو شرط ہے کہ تینون مہینون کے واسطے بہت سے آدمی ہون کہ اونکا قول قبول
کیا جاوے یعنی اتنا گروہ ہو کہ اونکے سچے ہونے پر عقل گواہی دے اور اگر ایک شخص عادل نے رمضان کے چاند کی گواہی دی اور آسمان مین کچھ علت
تھی تو سب آدمیون نے تیس دن روزے رکھے اور تیسوین روز پھر ابر نہوا تو ایک شخص کی گواہی سے افطار نہ کرینگے جب تک کہ دو شخص
عادل نہون اور امام محمد کے نزدیک ایک شخص کی گواہی سے بھی افطار درست ہو جاویگا ف اور قیاس بھی اسکو چاہتا ہے کیونکہ
مہینا تو معلوم ہے کہ تیس دن سے زیادہ نہین ہوتا اور اوس ایک شخص کی گواہی روزہ رکھنے مین مقبول ہوئی تھی بعد اوسکے حساب سے اب تیس
دن ہوئے اور چاند ہونا ضرور ہے تو گویا اوسکی ایک گواہی ہوئی اور ایک دوسرے شخص کی ملکے دو گواہ ہو گئے تو لازم ہے کہ افطار وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

## باب روزے کے فاسد ہونے کے بیان مین اور اوسکی قضا اور کفارے کے حال مین

جو شخص کہ قصداً جماع کرے یا جماع کیا جاوے قبل یا دبر مین یا کچھ کھاوے یا پیوے غذا کیواسطے ہو یا دوا کے لیے یا پچھنا لگا دے اور معلوم ہوا اوسکو کہ میرا روزہ افطار ہو گیا اور پھر قصداً کھا لیوے (یعنی عورت اور مرد کا بھی یہی حکم ہے) تو ان صورتون مین قضا روزے کی کرے اور کفارہ دیوے جیسے ظہار کا کفارہ ہوتا ہے اور کفارہ فقط رمضان کے روزہ قصداً توڑنے مین ہے اور دوسرے روزے کے واسطے نہین **ف** ظہار اوسے کہتے ہین کہ اپنی بیوی کے کسی عضو کو جو عورتین کہ اوسپر حرام ہین اونکے عضو سے تشبیہ دیوے اور اس سے ایک غلام آزاد کرے اور اگر نہو سکے تو دو مہینے پے در پے روزے رکھے اور اگر نہو سکے تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے لیکن قصداً کھانے یا پینے مین سوا اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے افطار کیا رمضان مین سو اوسپر ہے جو ظہار کرنے والے پر ہے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث نہین ملی لیکن صحیحین مین مروی ہے حضرت ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو کہ افطار کیا تھا اوسنے رمضان مین یہ کہ آزاد کرے ایک غلام یا روزے رکھے دو مہینے برابر یا ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے اور جماع بھی روزہ کو افطار کرتا ہے وہ بھی اسی مین داخل ہے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے بھی اور مروی ہے صحاح ستہ مین حضرت ابوہریرہ سے کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ہلاک ہوا مین کہا کہ کیا ہوا تجکو کہا اوسنے کہ جماع کیا مینے اپنی عورت سے روزۂ رمضان مین سو فرمایا آپنے کیا پاتا ہے تو غلام کو کہ آزاد کرے اوسکو کہا نہین فرمایا کہ طاقت رکھتا ہے کہ تو دو مہینے روزے رکھے کہا نہین فرمایا کہ تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینون کو کھلاوے کہا نہین فرمایا بیٹھ تو لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ٹوکرا کہ اوسمین کھجور تھی سو فرمایا کہ تصدق کر اوسکو فقیرون پر کہا اوسنے اے رسول اللہ نہین زیادہ مجھسے فقیر کوئی قسم خدا کی نہین ہے شہر کے کنارون تک اور اوسکے بیچ مین کوئی گھر کہ فقیر زیادہ ہووے میرے گھر سے سو ہنسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک کہ آگے کے دانت آپکے ظاہر ہوگئے پھر فرمایا کہ لیجا اسکو اور کھلا اپنے گھر کو کہا زہری نے کہ یہ اوسکے واسطے خاص رخصت تھی اور اگر کوئی شخص اب ایسا کرے تو نہین چارہ ہے اوسکو کفارے سے اور واقع ہوا روایت ہدایہ مین کُلْ اَنْتَ وَعِيَالُكَ يُجْزِئُكَ وَلَا يُجْزِئُ اَحَدًا بَعْدَكَ یعنی تو کھا لے اور تیرے عیال کافی ہو جاویگا تجھسے اور نہ کافی ہوگا سوا تیرے کسیکو بعد تیرے لیکن کہا ابن الہمام نے کہ یہ قول کسی طریقے مین اس حدیث کے نہین ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ خصوصیت ہے کیونکہ دارقطنی کی روایت مین ہے فَقَدْ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْكَ یعنی کفارہ قبول کیا اللہ نے یہ تجھسے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** اگر خطا سے روزہ افطار کیا ہو مثلاً اوسکو روزہ یاد تھا اور کلی کرنے لگا تب اوسکے حلق مین بغیر قصد کیے ہوئے پانی چلا گیا یا کسی نے اوسکو زبردستی افطار کرا دیا یا حقنہ لیا یا ناک یا کان مین دوائی ڈالی یا سر کے زخم مین دوا لگائی اور دماغ مین گئی یا پیٹ کے زخم مین لگائی اور اوسکے پیٹ مین دوا گئی یا اوسنے سنگریزہ نگلا یا پھر مونہہ اپنی خواہش سے قے کی یا سحر کھائی یا افطار کیا اس شبہے سے کہ رات ہے اور وہ دن تھا یا بھولے سے کچھ کھا لیا اور شبہہ کیا کہ میرا روزہ افطار ہو گیا تب پھر قصداً کھا لیا یا عورت سوتی تھی اور جماع اوس سے کیا گیا یا رمضان کے تمام مہینے میں روزہ رکھنے کی نیت کی نہ افطار کی یا صبح تک نیت نہ کیے ہوئے تھا اور پھر کھایا تو ان سب صورتون مین قضا کا روزہ رکھے فقط **ف** روایت کی ابو یعلی موصلی نے مسند مین حدیث حضرت عائشہؓ سے اور اوسمین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار آتا ہے چیز سے ہے کہ داخل ہووے اور نہین ہے اوس سے جو نکلے کہا ابن الہمام نے مَا شَكَّ فِي ثُبُوْتِهٖ مَوْقُوْفًا عَلٰى جَمَاعَةٍ یعنی

نہین شک ہی اوسکے ثبوت مین موقوف ایک جماعت پر تو صحیح بخاری مین ہی تعلیقاً کہ کہا ابن عباس اور عکرمہ نے افطار اوس سے ہی جو داخل ہوا اور نہین ہی اوس سے جو خارج ہوا اور کہا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ اور عبد الرزاق نے ابن مسعود سے کہ کہا انھون نے وضو اوس سے ہی جو نکلے اور نہین ہی اوس سے جو داخل ہو اور فطر روزے مین اوس سے ہی جو داخل ہوا اور نہین ہی اوس سے جو خارج ہوا اور حضرت علی سے بھی یہی قول مروی ہی کہا اوسکو بیہقی نے ص اور اگر کھایا یا پیا یا جماع کیا اور اوسکو روزہ یاد نہ تھا یا سویا اور اوسکو احتلام ہوا یا کسیکی طرف نظر کی پھر انزال ہوا یا تیل ملا یا سرمہ لگایا یا کسیکی غیبت کی یا اوسپر قی غالب ہوئی اور اوسنے قی کی یا جنب تھا اور صبح ہو گئی یا اپنے ذکر کے سوراخ مین تیل ڈالا یا کان مین پانی ٹپکا یا غبار یا دھوان یا مکھی اوسکے حلق مین داخل ہوئی تو ان سب صورتون مین روزہ نگیا ف روایت ہی صحیحین وغیرہما مین حضرت ابوہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول جاوے اور وہ روزے سے ہی سو کھایا یا پیا تو تمام کرلے اپنے روزے کو کیونکہ کھلایا اوسکو اللہ تعالی نے اور پلایا اوسکو اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کسی شخص کے کہ کھایا تھا اوسنے یا پیا تھا پورا کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا تجکو اور پلایا اللہ تعالی نے اور یہ حدیث مروی ہی صحیح ابن حبان اور دارقطنی مین کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا کہ مین روزہ دار تھا سو کھایا اور پیا مینے بھولے سے سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا اور پلایا تجکو اللہ نے اور ایک لفظ مین ہی کہ لَا قَضَاءَ عَلَيْكَ اور روایت کیا اسکو بزار نے ساتھ لفظ جماعت کے اور زیادہ کیا اوسمین فَلَا تُفْطِرُوا نہ افطار کرو اور روایت کی ابن حبان نے ابوہریرہ سے أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ مَنْ أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ نَاسِيًا فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةَ یعنی جسنے افطار کیا رمضان مین بھولے سے تو نہین قضا ہی اوسپر اور نہ کفارہ اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور کہا بیہقی نے معرفت مین تَفَرَّدَ بِهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَكُلُّهُمْ ثِقَاتٌ یعنی منفرد ہوا ساتھ اوسکے انصاری محمد بن عمرو سے اور سب ثقہ ہین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزین ہین کہ نہین افطار کرتی ہین روزہ دار کو حجامت اور قی اور احتلام اور اسناد مین اوسکی عبد الرحمن بن زید بن اسلم روایت کرتا ہی اپنے باپ سے اور وہ ضعیف ہی اسے ذکر کیا اوسکو بزار نے بھائی عبد الرحمن سے اور نام اونکا اسامہ ہی اور ضعیف کیا اوسکو احمد نے اور ابن معین نے ساتھ برائی حفظ اوسکے کے اور اگرچہ مرد صالح تھے اور کہا نسائی نے نہین ہی قوی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور طریقے سے اور اوسمین ہشام بن سعد ہی زید بن اسلم سے روایت کی اور ہشام کو ضعیف کیا اوسکو نسائی اور احمد اور ابن معین نے اور ضعیف کیا اوسکو ابن عدی نے اور کہا کہ لکھی جاویگی حدیث اوسکی اور نہین حجت ہوگی ساتھ اوسکے لیکن حجت پکڑی اوس سے مسلم نے اور استشہاد کیا اوس سے بخاری نے اور روایت کیا اوسکو بزار نے حدیث ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے لَا يُفْطِرُ الصَّائِمَ الْقَيْءُ وَالْحِجَامَةُ وَالِاحْتِلَامُ قَالَ وَهٰذَا مِنْ أَحْسَنِهَا إِسْنَادًا وَأَصَحِّهَا یعنی نہین افطار کرتی ہی صائم کو قی اور حجامت اور احتلام اور کہا کہ یہ احسن ہی اور حدیثون سے اس باب مین اسناد کی رو سے اور اصح ہی اور نہین انتہی اور اسناد مین اوسکی سلیمان بن حبان ہی کہا ابن معین نے سچا ہی اور نہین ہی حجت ساتھ اوسکے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے حدیث ثوبان سے اور کہا کہ نہین روایت کیجاتی یہ حدیث مگر اسی اسناد سے اور متفرد ہوا ساتھ اوسکے ابن وہب تو ظاہر ہوئی یہ بات کہ حدیث

اوراجماع

یعنی بجاے لفظ واحد کے لفظ جمع بیان کیا ہے

محمد بن عمرو

عبد الرحمن بن زید بن اسلم

اسامہ

ہشام

سلیمان بن حبان

ابن وہب

حسن ہی اور حسن حجت ہی مثل صحیح کے اور پچھنے لگانے سے روزہ نہین جاتا اور دلیل اوسکی یہی حدیث ہی اور امام احمد کے نزدیک حجامت یعنی پچھنے لگانا روزے کو توڑتا ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ یعنی افطار کیا پچھنے لگانے والے نے اور جسکے پچھنے لگے روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور ہماری دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزین ہین کہ نہین توڑتی ہین روزہ حجامت اور قے اور احتلام اور دوسرے یہ کہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور آپ احرام سے تھے اور پچھنے لگائے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اوسکو بخاری وغیرہ نے اور کہا گیا واسطے انس کے کیا تم مکروہ سمجھتے تھے حجامت کو واسطے صائم کے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سو کہا انھون نے کہ نہین مگر بسبب ضعف کے روایت کیا اوسکو بخاری نے اور کہا انس نے اَوَّلُ مَا كُرِهَتِ الْحِجَامَةُ لِلصَّائِمِ اَنَّ جَعْفَرَ بْنَ اَبِي طَالِبٍ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَمَرَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَفْطَرَ هٰذَا ثُمَّ رَخَّصَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِي الْحِجَامَةِ بَعْدُ لِلصَّائِمِ وَكَانَ اَنَسٌ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ فِي رِوَايَةٍ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ وَلَا اَعْلَمُ لَهٗ عِلَّةً یعنی اول جو مکروہ کہا مینے حجامت کو واسطے صائم کے تو اس سبب سے کہ جعفر بن ابی طالب نے حجامت کی اور وہ روزہ دار تھے اور گذرے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا افطار کیا اوسنے پھر رخصت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت مین واسطے روزہ دار کے اور تھے انس حجامت کرتے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ سب ثقہ ہین اور نہین جانتا ہون مین کسی طرح کی علت اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ یعنی فطر اوس سے ہی جو داخل ہووے اور نہین ہی اوس سے جو خارج ہوا اور قے اگر آپ آجاوے تو روزہ نہین جاتا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو غلبہ کرے قے اور وہ روزہ دار ہووے تو نہین ہی اوسپر قضا اور جو قے کرے قصداً تو قضا کرے روزے کی کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہی نہین پہچانتے ہین ہم اوسکو حدیث ہشام بن حسان سے انھون نے ابن سیرین سے انھون نے ابوہریرہ سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر حدیث عیسی بن یونس سے کہا بخاری نے نہین دیکھتا ہون مین اوسکو محفوظ بسبب اسکے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اوپر شرط شیخین کے اور ابن حبان نے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ روایت سب ثقہ لوگون کی ہی اور کہتا ہون مین کہ متابعت کی عیسی بن یونس کی ہشام بن حسان سے حفص بن غیاث نے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور اوسکو کیا اوپر اسکے واسطے روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین موقوف اوپر ابن عمر کے اور روایت کیا اوسکو نسائی نے حدیث اوزاعی سے موقوف اوپر ابوہریرہ کے اور وقف کیا اوسکو عبدالرزاق نے ابوہریرہ سے اور وہ جو سنن ابن ماجہ مین مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ایک دن کہ تھے آپ روزہ رکھتے اوس دن اور منگایا ایک برتن اور پانی پیا سو کہا صحابہ نے اے رسول اللہ کہ آج کے دن آپ روزہ رکھتے تھے فرمایا کہ ہان لیکن قے کی تھی مینے محمول ہی اوپر قبل شروع کرنے روزے کے یا بوجہ ضعف کے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور سرمہ لگانے سے بھی روزہ نہین جاتا اسواسطے کہ روایت کی ترمذی نے ابو عاتکہ سے انھون نے انس سے کہ ایک شخص آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بیماری بیان کی اپنی آنکھون کی کیا سرمہ لگاؤ مین اور مین روزہ دار ہون فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہان کہا ترمذی نے نہین اسناد اوسکی قوی اور نہین صحیح ہی اس باب مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور ابو عاتکہ کا اجماع ہی اوسکے ضعف پر اور روایت کی ابن ماجہ نے

بقیہ سے حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِكْتَحَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ یعنی سرمہ لگایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ روزہ دار ہوتے تھے اور گمان کیا بعض علما نے کہ زبیدی سند ابن ماجہ مین محمد بن ولید ہے اور وہ ثقہ ہے اور یہ وہم ہے کیونکہ یہ زبیدی سعید بن ابی سعید زبیدی حمصی ہے جیسا کہ تصریح کی اسکی بیہقی نے اپنی مسند مین اور لیکن چھپایا اس مقام پر اسکو راوی نے کہا تنقیح مین کہ وہ مجہول نہین ہے جیسا کہ کہا اوسکو ابن عدی اور بیہقی نے بلکہ وہ سعید بیٹا عبد الجبار کا ہے کہا ابن عدی و بیہقی نے بلکہ وہ سعید بن عبد الجبار حمصی ہے اور وہ مشہور ہے لیکن اتفاق ہے اوسکے ضعف مین اور ابن عدی نے اپنی کتاب مین فرق کیا درمیان سعید بن ابی سعید اور سعید بن عبد الجبار کے کہ وہ دو شخص ہین اور صحیح یہ ہے کہ وہ ایک ہی شخص ہے اوسکے باپ کی کنیت ابو سعید ہے اور نام عبد الجبار اور اخراج کیا اوسکو بیہقی نے محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع سے کہا بیہقی نے کہ وہ قوی نہین اوسنے اپنے باپ سے اوسنے اپنے دادا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سرمہ لگاتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے کہا صاحب تنقیح نے اسناد اوسکی قریب ہے طرف صحت کے کہا ابو حاتم نے عتبہ بن حمید ضبی ابو معاذ بصری صالح الحدیث ہے تو یہ چند طریقے ہین اگر ایک طریقے سے صحت نہوگی تو سب طریقون سے ملا کے صحت ہوگی اور وہ جو سنن ابو داؤد مین ہے عبد الرحمن بن نعمان بن معبد بن ہوذہ سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حکم کیا آپ نے ساتھ لگانے اثمد خوشبو دار کے وقت سونے کے اور کہا کہ پرہیز کرے اوس سے روزہ دار تو خود اوس حدیث مین ابو داؤد نے کہا قَالَ لِيْ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ هُوَ مُنْكَرٌ يَعْنِيْ حَدِيْثَ الْكُحْلِ یعنی کہا واسطے میرے یحیی بن معین نے کہ یہ حدیث منکر ہے یعنی حدیث سرمہ لگانے کی اور کہا صاحب تنقیح نے کہ معبد اور بیٹا اوسکا نعمان دونون مجہول ہین اور اسکے سوا اور کوئی حدیث اونکی نہین پہچانی جاتی اور عبد الرحمن بن نعمان کہا ابن معین نے ضعیف ہے اور کہا ابو حاتم نے سچا ہے اور اونکے کلام مین منافاۃ نہین کیونکہ صدق جمیع وجوہ صحت کو نفی نہین کرتا اور روایت کی ابو داؤد نے باسناد صحیح اعمش سے کہا کہ نہین دیکھا مین نے کسیکو اپنے اصحاب مین سے کہ مکروہ رکھتا ہو سرمے کو واسطے صائم کے اور تھے ابراہیم رخصت دیتے تھے سرمے کی واسطے صائم کے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص اور اگر مینہ برستا ہو یا برف پڑتی ہو اور اوسکے مونہہ مین جاوے تو اوسکا روزہ فاسد ہوگا صحیح مذہب مین اور اگر وطی کی مردہ یا چارپائے سے یا فرج کے سوا اور مقامون مین جس طرح ران ہے یا بوسہ لیا یا مساس کیا تو ان سب صورتون مین اگر انزال ہو تو قضا کرے اور اگر انزال نہو تو قضا نکرے ف اور بوسہ لینا مرد کیواسطے جب انزال سے امن ہو تو کچھ حرج نہین ہے اور مباشرت بھی مثل بوسے کے جائز ہے روایت ہے صحیحین مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور مباشرت کرتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور ام سلمہ سے مروی ہے کہ بوسہ لیتے تھے اونکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور اچھا یہ ہے کہ اگر جوان ہو تو اوسمین احتراز ایسے امر سے اچھا ہے اور بڈھے وغیرہ کو مضائقہ نہین اور یہ تفصیل حدیث مین وارد ہے روایت کی ابو داؤد نے ساتھ اسناد صحیح کے ابو ہریرہ سے کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مباشرت سے واسطے روزہ دار کے تو رخصت دی آپ نے اوسکو اور آیا دوسرا شخص اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے پھر معلوم ہوا کہ جسکو رخصت دی تھی وہ بڈھا تھا اور جسکو منع کیا وہ جوان تھا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص ایک شخص نے وہ گوشت کھایا جو اوسکے دانت مین چنے کے برابر باقی تھا تو قضا کرے فقط

محمد بن ولید زبیدی

سعید بن ابی سعید زبیدی

عتبہ بن حمید ضبی ابو معاذ بصری

نعمان بن معبد

عبد الرحمن بن نعمان بن معبد

اور اگر چنے سے کم ہو تو قضا لازم نہین ہے مگر جسوقت کہ اوس گوشت کو مونہہ سے نکالے اور ہاتھ مین لیوے اور پھر کھالے
تو اگر چنے سے کم ہو قضا کرے اور اگر کسینے ایک تل نگلا تو اوسکا روزہ فاسد ہوا مگر اوسکو جب چبا ویگا تو روزہ نہین جاویگا
اور جسکو مونہہ بھر قے آکے پھر پیٹ مین چلی جاوے یا وہ خود آپ پیٹ مین نگلے روزہ فاسد ہوگا اور تھوڑی سی قے سے دونون حالت مین
فاسد نہوگا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر قے کو آپ پھیرے اگرچہ تھوڑی ہی ہو تو فاسد ہوگا اور خود پھر جانے مین اگرچہ
بہت سی ہو روزہ فاسد نہین ہوتا تو بہت سی قے کے آپ پھیرنے مین سب کے نزدیک روزہ فاسد ہوگا اور تھوڑی سی قے پھر
جانے مین کسیکے نزدیک فاسد نہوگا اور تھوڑی سی قے کے پھیرنے مین ابو یوسف کے نزدیک فاسد نہوگا اور امام محمد کے نزدیک
فاسد ہوگا اور بہت سی قے اگر لوٹ جاوے تو ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہوگا اور امام محمد کے نزدیک نہین فاسد ہوگا

## باب روزے کے مکروہات کے بیان مین

مکروہ ہے روزہ دار کو چکھنا کسی چیز کا اور چبانا مگر لڑکے کے واسطے وقت ضرورت کے اور مکروہ ہے بوسہ لینا اگر امن جماع سے
نہووے سرمہ لگانا اور مونچھ مین تیل لگانا اور مسواک کرنا اگرچہ زوال کے بعد ہووے مکروہ نہین اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ ہے
ف دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ روایت کی طبرانی اور دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب روزہ رکھو تم تو مسواک
کرو صبح وقت اور نہ مسواک کرو قریب شام کے کیونکہ روزہ دار جب خشک ہو جاتے ہین دونون ہونٹھ اوسکے تو ہوگا واسطے
اوسکے نور دن قیامت کے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے موقوف حضرت علی رضی پر اور دونون طریقون مین کیسان ابو عمرو قصاب
ہے ضعیف کیا اوسکو ابن معین نے اور کہا عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کہ پوچھا ہمنے اپنے باپ سے کیسان ابو عمرو سے سو کہا کہ وہ
ضعیف الحدیث ہے ذکر کیا اسکو میزان مین اور ایک دلیل اونکی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مونہہ روزہ دار کا اللہ کے
نزدیک پاک ہے زیادہ ہے مشک سے تو مسواک سے وہ بو زائل ہو جاویگی اور دلیل لائے ہین صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ بہتر خلال روزہ دار کا مسواک ہے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے حدیث حضرت عائشہ رضی سے اور
دارقطنی نے اوسکے اسناد مین اوسکی مجالد ہے ضعیف کیا اوسکو بہت لوگون نے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر البتہ حکم کرتا مین اونکو مسواک کا نزدیک ہر نماز کے اور یہ عام ہے روزہ دار وغیرہ کو اور مسند احمد مین
ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز مسواک سے بہتر ہے ستر نمازون سے بغیر مسواک کے اور یہ بھی عام ہے اور روایت کی
طبرانی نے ثنا ابراهيم بن هاشم البغوي حدثنا هرون بن معروف ثنا محمد بن سلمة الحراني
ثنا بكر بن خنيس عن ابي عبد الرحمن بن عبادة بن نسي عن عبد الرحمن بن غنم قال سألت معاذ بن
جبل أتسوك وانا صائم قال نعم قلت اي النهار أتسوك قال اي النهار شئت غدوة وعشية
الحديث یعنی کہا عبد الرحمن بن غنم نے کہ پوچھا مینے معاذ سے کہ مسواک کرون مین اور مین روزہ دار ہون کہا اونھون نے
ہان کہا مینے کسوقت اوسکو کرون مین کہا جسوقت چاہے تو صبح اور شام آخر حدیث تک ذکر کیا اوسکو ابن الہمام اور روایت کی بیہقی
نے ابن عمر سے کہ پوچھا مینے عاصم احول سے کیا مسواک کرے روزہ دار ساتھ مسواک تر کے کہا کہ ہان کیا دیکھتا ہے تو تر زیادہ اوسکو پانی
سے کہا مینے اول دن مین اور آخرون مین کہا کہ ہان مینے کہا کس سے سیکھا ہے تو نے اسکو کہا انس رضی اللہ عنہ سے اونھون نے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا بیہقی نے تفرد کیا ساتھ اوسکے ابراہیم بن عبد الرحمن خوارزمی نے اور تحقیق کہ محدثین بیان کرین انھون نے عاصم سے منکر حدیثین کہ نہین ہے حجت ساتھ اونکے اور روایت کی ابن حبان نے کتاب الضعفا مین ابن عمر سے قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ اٰخِرَ النَّهَارِ وَهُوَ صَائِمٌ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے آخر روز مین اور آپ روزہ دار ہوتے تھے اور ضعیف کیا اوسکو بسبب ابو میسرہ کے کہا نہین ہے حجت ساتھ اوسکے اور رفع کرنا اوسکا باطل ہے اور صحیح ابن عمر کا فعل ہے اور روایت ہے حضرت انس رض سے کہ پوچھا انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مسواک کرے صائم اور وہ روزہ دار ہو فرمایا کہ ہان کہا مینے کہ ساتھ تر مسواک کے اور خشک کے فرمایا ہان کہا مینے اول روز مین اور آخر روز مین فرمایا ہان تو کہا گیا واسطے انس رض کے کس سے سنا تمنے یہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اوسکو تمام نے انس رض سے مرفوعًا کہا ابن حبان نے کہ اصل کچھ نہین ہے اصل اوسکی اور اسناد مین اوسکی ابراہیم بن بیطار خوارزمی ہے روایت کرتا ہے عاصم احول سے مناکیر کو کہا صاحب لآلی نے اخراج کیا اوسکو نسائی نے کنی مین (نام کتاب) اور بیہقی نے سنن مین اور کہا کہ منفرد ہوا ساتھ اوسکے ابراہیم اور وہ منکر ہے حدیث اوسکی اور کہا شیخ ابن حجر نے کہ واسطے اوسکے ایک شاہد ہے حدیث معاذ سے جو اوپر گذری ص بڈھا ضعیف اگر روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے ہر مسکین کو کھانا دیوے جتنا کہ صدقہ فطر دیا جاتا ہے اور جب بڈھے کو روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اوسکی قضا کرے ف وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ قول اللہ تعالی کا اس باب مین حجت ہے ص عورت حاملہ اور عورت دودھ پلانے والی جس وقت کہ اپنی جان یا بچے کی جان کا خوف کرے یا مریض ہووے اور زیادتی مرض کا اوسکو خوف ہووے یا مسافر ہو تو یہ سب افطار کرین اور پھر جب عذر جاتا رہے تو قضا ادا کرین بغیر صدقے کے ف اسواسطے کہ روایت ہے حضرت انس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے وضع کیا مسافر سے روزہ اور آدھی نماز کو اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزے کو روایت کیا اوسکو ابو داؤد وغیرہ نے اور مریض بھی اسواسطے نہ رکھے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ یعنی جو بیمار ہو یا مسافر ہو تو اوتنے ہی شمار کرلے اور دنون سے یعنی اوتنے ہی روزے جتنے قضا ہوگئے اور دنون مین رکھے اور اسی طرح بڈھا بھی روزہ نہ رکھے اور دلیل اوسکی وہ آیت جو گذری لیکن وہ منسوخ ہے جب معنی اوسکے لا يطيقونه کے ہونگے دوسری آیت سے اور کہا ابن عباس رض نے کہ وہ منسوخ نہین ہے اور وہ بڈھے مرد اور عورت کیواسطے ہے جو طاقت روزے کی نہین رکھتے تو کھلاوین بدلے ہر روزے کے ایک مسکین کو روایت کیا اوسکو بخاری نے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت علی رض اور ابن عباس اور ابن عمر رض سے اور سوا انکے صحابہ سے اور کسی سے خلاف اسکا مروی نہین تو اجماع ہوجاویگا اوسپر ص اور جس مسافر کو کچھ روزے سے نقصان نہوتا ہو تو اوسکو سفر مین روزہ رکھنا مستحب ہے تو اگر وہ سفر مین یا مرض مین مرگیا تو اوسکے روزے کے بدلے مین صدقہ نہ دیا جاویگا اور اگر بیمار تھا اور اچھا ہوا تب مرا یا مسافر تھا اور مقیم ہوا تب مرا تو اوسکے روزے کے بدلے مین اوسکا ولی صدقہ دیوے اسطرح پر کہ اگر وہ شخص صحت اور اقامت کے بعد اوسکے جتنے روزے فوت ہوگئے تھے اوتنے روز بھی مرا ہو تو اوسکے سب روزون کے بدلے صدقہ دیوے اور اگر اوتنے روز نہین جیا تو جتنے روز تندرست اور مقیم رہا اوتنے دنون کا صدقہ دیوے مثلًا اوسکے دس دن فوت ہوگئے تھے سو وہ بعد رمضان کے پانچ دن تک مقیم یا تندرست رہا تب مرا تو پانچ دن کا اوسکا

ابراہیم بن عبد الرحمن خوارزمی

ابو میسرہ

ابراہیم بن بیطار خوارزمی

ولی صدقہ دیوے اور صدقہ دینے کے واسطے یہ بھی شرط ہے کہ مرتے وقت وہ شخص وصیت کر گیا ہو یعنی کہہ گیا ہو کہ میرے بعد میرے
روزے کی طرف سے صدقہ دینا تو اوسنے جتنا مال چھوڑا ہو اوسکے تیسرے حصے میں ادا کیا جاویگا ف اور امام شافعی کے نزدیک
سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے اور دلیل لاتے ہین اوس سے جو مروی ہے صحیحین مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے سفر مین تو ایک جگہ
دیکھا کہ بہت لوگ جمع ہین اور ایک شخص پر سایہ کر رہے ہین سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا ہے یہ کہا اونھون نے
کہ وہ روزہ دار ہے تب فرمایا آپ نے لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ یعنی نہین ہے کچھ نیکی سے روزہ رکھنا سفر مین اور
دلیل لاتے ہین اوس سے جو روایت کی مسلم نے جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے سال فتح کے طرف مکے کے رمضان
مین یہان تک کہ پہونچے کسی منزل کو تو روزہ رکھا لوگون نے پھر منگایا آپ نے ایک قدح پانی کا اور پیا اوسکو سو کہا گیا
آپ سے کہ بعض لوگون نے روزہ رکھا سو فرمایا آپ نے أُولَئِكَ الْعُصَاةُ وہ لوگ گنہگار ہین انتہی اور جواب یہ ہے کہ اول حدیث مین
تو آپ نے صورت ضرر اور نقصان مین منع کیا تھا اور یہ ہمارے نزدیک بھی ہے کیونکہ جب خوف ضرر کا ہووے تو روزہ نہ رکھنا
افضل ہے اوسیطرح روایت مسلم مین بھی کیونکہ ایک لفظ اوسکا یہ ہے کہ آدمیون کے اوپر شاق ہوئے روزے اور روایت کیا اوسکو
واقدی نے مغازی مین اور اوسمین یہ ہے کہ حکم کیا تھا اونکو افطار کا اور اونھون نے قبول نکیا جب یہ کلمہ آپ نے ارشاد فرمایا اور
توجیہ مین موافقت ہوگی درمیان احادیث کے کیونکہ روایت ہے صحیح مسلم مین حمزہ اسلمی سے کہ انھون نے کہا اے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پاتا ہون مین قوت روزے پر سفر مین تو کیا مجھپر گناہ ہے روزہ رکھنے مین تو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ وہ رخصت ہے اللہ کیطرف سے سو جو قبول کرے اوسکو تو اچھا ہے اور جو دوست رکھے روزے کو تو نہین ہے کچھ گناہ اوسپر اور
صحیحین مین ہے کہ تھے ہم سفر کرتے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو بعض ہم مین سے روزہ رکھتے تھے اور بعض نہین تو کوئی
عیب نہین کرتا تھا دوسرے پر اور مروی ہے سنن ابو داؤد وغیرہ مین ابو الدرداء سے کہ نکلے ہم ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض
جہادون مین نہایت گرمی مین یہان تک کہ رکھتے تھے ہم مین سے لوگ ہاتھ اپنے سر پر بسبب گرمی کے اور نہین تھا ہم مین کوئی
روزہ دار مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن رواحہ تو یہ حدیثین دلالت کرتی ہین اوپر مباح ہونے روزے کے سفر مین
اور یہی ہے حجت ہماری اور خلاف پر بھی اسکے حدیثین آئی ہین مسند عبدالرزاق مین ہے کعب بن عاصم اشعری سے انھون نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے لَيْسَ مِنَ امْبِرِّ امْصِيَامُ فِي امْسَفَرِ یعنی نہین ہے نیکی سے روزہ رکھنا سفر مین اور ایک روایت
مین ہے کہ روزہ رکھنے والا سفر مین مانند افطار کرنے والے کے ہے اقامت مین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور بزار نے اور دفع
تعارض کی وہی توجیہ ہے جو اوپر بیان کی ہمنے فقط اور ولی اوسکے روزون کے بدلے اگر مر گیا ہو تو صدقہ دیوے اور اوسکے بدلے
روزہ نہ رکھے اور بعضون کے نزدیک رکھے دلیل اون لوگون کی یہ ہے کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ مان میری
مر گئی اور اوسپر ایک مہینے کے روزے تھے کیا قضا کرون مین اوسکے بدلے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تیری مان پر
کچھ قرض ہوتا تو تو ادا کرتا یا نہین کہا اوسنے کہ ہان ادا کرتا فرمایا کہ پھر کیا جب قرض اللہ کا ہو روایت کی بخاری و مسلم نے اسکو حدیث
ابن عباس سے اور ایک روایت مین ہے کہ آئی ایک عورت اور کہا اوسنے کہ اے رسول اللہ تحقیق کہ مان میری مر گئی اور اوسپر ایک روزہ نذر کا تھا
کیا روزہ رکھون مین اوسکے بدلے فرمایا کہ روزہ رکھ تو اوسکے بدلے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مر جاوے اور اوسکے اوپر

روزے میں روزہ رکھے اوس کے ولی اوسکا روایت کیا ہمکو بخاری و مسلم و ابو داؤد نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور جواب انکا یہ ہے کہ روایت
کی نسائی نے سنن کبری میں ابن عباس سے اور وہ راوی حدیث کے کہتے ہیں کہ نماز پڑھے کوئی بدلے کسی کے اور نہ روزہ رکھے بدلے کسی کے اور
فتوی راوی کا بخلاف روایت کے بمنزلہ ذکر ناسخ کے ہے اور ایسا ہی کہا حضرت عمر نے روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے اور ذکر کیا اوسکو مالک نے موطا
میں اور کہا مالک نے کہ نہیں سنا میں نے کسی سے صحابہ اور تابعین سے مدینے میں کہ کوئی اونمیں روزہ رکھتا ہو کسی کے بدلے یا نماز پڑھتا ہو کسی کے بدلے اور یہ
مؤید ہے نسخ کو اوس حدیث کے واللہ اعلم ص صدقہ ایک وقت کی نماز کا ایک روزے کے صدقے کے برابر ہے اور یہی صحیح ہے اور
بعضوں کے نزدیک فدیہ پانچ نمازوں کا یعنی ایک دن کی نمازوں کا مانند فدیے ایک دن کے روزے کے ہے اور رمضان کی قضا لگاتار چاہے
ادا کرے اور چاہے تھوڑی تھوڑی کر کے ادا کرے اور اگر دوسرا رمضان آجاوے تو قضا کے روزے نہ رکھے بلکہ اوس رمضان کے رکھے تب بعد رمضان کے
پھر اوسی قضا کے روزے رکھے اور صدقہ ہر روزے کی طرف سے نہ دیوے اور امام شافعی صاحب کے نزدیک صدقہ بھی واجب ہوگا ف اور دلیل
لاتے ہیں ساتھ اوس حدیث کے کہ بیمار ہوئے ایک رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر افطار کیا یہاں تک کہ تندرست ہوئے پھر
نہ روزے رکھے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آگیا اور روزے رکھے اوسی رمضان کے پھر روزے رکھے اوسکے جو قضا کیے تھے اور کھانا دیتے تھے
ایک مسکین کو ہر روزہ اور دلیل ہماری قول اللہ تعالی کا ہے فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ یعنی شمار ہے اوتنا دوسرے دنوں میں سے اور عام ہے
اور وہ جو امام شافعی نے روایت کی ثابت نہیں ہے کیونکہ سند میں اوسکی ابراہیم بن نافع ہے کہا ابو حاتم رازی نے جھوٹ بولتا تھا حدیث
میں اور اوسی میں ایک اور شخص ہے جسکو تہمت ہے وضع حدیث کی ص مردے کا ولی مردے کے روزے کے بدلے روزہ نہ رکھے اور اوسکی
نماز کے بدلے نماز نہ پڑھے اور نفل کا روزہ جب کوئی شخص شروع کرے تو اوسپر تمام کرنا اوسکا لازم آتا ہے تو اگر اوسکو توڑ ڈالیگا تو قضا اوسکی
ادا کرے ف کیونکہ حضرت نے روزہ نفل صبح کو رکھا تھا پھر کھا لیا اور یہ حدیث اوپر گذری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار
کیا روزے کو سفر میں بعد اسکے کہ رکھ چکے تھے اور اسی واسطے ضیافت کے واسطے روزہ نفل توڑ دینا درست ہے اور قضا اوسکی لازم
ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حضرت عایشہ اور حفصہ کو جب کھا لیا تھا انھوں نے کھانا اور روزہ رکھا تھا صبح کو کہ
اِقْضِيَا يَوْمًا آخَرَ مَكَانَهُ یعنی قضا کرو دوسرے دن بدلے اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو بخاری نے اور روایت کیا اسکو
ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور دفع کیا گیا ہے ضعف اوسکا بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے علاوہ اسکے روایت کیا اوسکو
ابن حبان نے صحیح میں سوا اوس طریقے کے اور ابن ابی شیبہ نے اور طریقے سے اور بزار نے اور طریقے سے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے
اوسط میں سوا ان سب طریقوں کے اور طریقوں سے پھر کہا شیخ ابن الہمام نے فَقَدْ ثَبَتَ هٰذَا الْحَدِيثُ ثُبُوتًا لَا مَرَدَّ لَهُ یعنی ثابت ہوگئی
یہ حدیث اس طرح پر کہ نہیں ہے رد کرنے والا اوسکا کوئی اور روایت کی دارقطنی نے جابر سے کہ طیار کیا ایک شخص نے واسطے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تو بلایا اوسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب اصحاب کو تو جب لائے وہ کھانا نکل رہا ایک شخص تو کہا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا ہے تجھکو کہا اوسنے میں روزے سے ہوں تو کہا حضرت علیہ السلام نے تکلیف کی تیرے بھائی نے اور
بنایا واسطے تیرے کھانا اور تو کہتا ہے میں روزہ دار ہوں کھا لے اور روزہ رکھ لے بدلے اوسکے اور بعضوں نے کہا ہے کہ روزے کو
نہ توڑے اور دلیل لاتے ہیں اوس حدیث سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بلایا جاوے کوئی تم میں طرف کھانے کے تو قبول
کرے اور اگر روزہ نہو تو کھا لے اور روزہ دار ہو تو دعا کرے اور روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ سے اور فضیلت کی اس کام میں

شیخ ابن الہمام نے ص مگر جس ایام مین کہ روزہ رکھنا منع ہی روزہ نہین اگر شروع کریگا تو تمام کرنا اوسکا لازم نہ آویگا اور وہ پانچ
دن ہین ایک عید الفطر کا دن اور دوسرے بقرعید کا دن اور تین دن اوسکے بعد یعنی گیارھوین اور بارھوین اور تیرھوین ذیحجہ
کی اور نفل کا روزہ بلا عذر نہ توڑے ایک روایت مین اور ایک روایت مین جایز ہی کیونکہ قضا اوسکے قائم مقام ہی اور ضیافت
کے عذر سے نفل کا روزہ توڑنا درست ہی اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونون کے واسطے ہی اور اگر رمضان کے
دن کو ایک لڑکا بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا تو اوس روز باقی روز مین کچھ نہ کھاوے اور نہ پیوے رمضان کی حرمت کے
سبب سے اور اوس روزے کی قضا ادا نکرے اگرچہ نیت روزے کی ان دونو نے کی اور پھر کھالیا تب بھی قضا نہین کرے
اور اگر عورت حیض سے پاک ہوئی یا مسافر اپنے گھر آیا تو یہ دونون باقی روز کچھ نکھاوین اور نہ پیوین اور اوس روز کے روزے
کی قضا ادا کرین اور اگر ایک مسافر نے افطار کی نیت کی بعد اوسکے اپنے گھر آیا تب نفل روزے کی نیت کی اور نیت کرنے کا وقت
تھا یعنی دوپہر سے پہلے تو وہ روزہ درست ہوا اور اگر وہ رمضان کا مہینا تھا تو اوسپر اوس روز کا پورا کرنا واجب ہوگیا یا مقیم نے
اوس دن سفر کیا تو اوسکا بھی یہی حکم ہی اور اون دونون نے اگر افطار کیا تو کفارہ نہین ہی جتنے دنون مین بیہوش رہا اونکی
قضا ادا کرے مگر جسدن بیہوشی شروع ہوئی ہی اور وہ نیت روزے کی کرچکا ہی یا اوس دن کی رات کو بیہوشی تھی تو اونکی قضا نکرے غرض یہ کہ
اگر نیت کرچکا ہی تو روزہ صحیح ہوجاویگا اور جو نہین نیت کی تو ہرگز صحیح نہوگا اور اگر سارے رمضان بھر مجنون رہا قضا نہ کرے
اور اگر بعض دن کے رمضان مین دیوانہ رہا تو جتنے روز گذرے ہین اونکی قضا کرے تو اگر وہ مثلاً بالغ یا عاقل نہ تھا اور حالت جنون مین
بالغ عاقل ہوا تو بھی یہی حکم ہی ظاہر روایت مین اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک اگر حالت جنون مین بالغ ہوا تو روزے اوسپر لازم
نہونگے باوجود اسکے کہ سارے رمضان دیوانہ نہ رہا اور دلیل اسکی شرح عربی مین مذکور ہی اور اگر اون پانچ دن مین جن مین روزہ رکھنا
حرام ہی روزے کی نذر کی یا کوئی سال بھر کے روزے کی نیت کی تو صحیح ہی اور ان پانچ دن مین روزہ نرکھے بلکہ اون دنون کی قضا ادا کرے
اور اگر روزہ رکھہ لیگا تو پھر قضا نہین مگر گنہگار ہوگا تو اگر کچھ نیت نہ کی یا نیت فقط نذر کی کی یا نیت کی نذر کی اور یہ نیت کی کہ قسم
نہین ہی تو ان صورتون مین نذر ہوگی اور اگر نیت کی قسم کی اور نیت کی کہ نذر نہین ہی تو قسم ہوگی اور اگر افطار کریگا کفارہ قسم کا لازم
آویگا اور اگر دونون کی نیت کی یا قسم کی اور یہ ذکر نہ کیا کہ نذر نہین ہی یا ہی تو ان دونون صورتون مین نذر اور قسم دونون ہونگی اگر
افطار کریگا تو قضا نذر کی اور کفارہ قسم کا لازم آویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونون کی نیت مین نذر ہوگی اور فقط قسم کی
نیت مین قسم ہوگی اور باقی تفصیل اسکی شرح عربی مین مذکور ہی ش عید یعنی چھہ روزے جو شوال مین رکھتے ہین تو اونکو جدا جدا رکھنا
مستحب ہی لگتا تار رکھے تو مکروہ نہوگا اور مشابہت نصاری سے نہ لازم آویگی ف اولا استحباب ان چھہ روزون کا احادیث سے
بیان کرنا لازم ہی سو وہ یہ ہی جو روایت کی مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی وغیرہم نے ابو ایوب سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص
روزے رکھے رمضان کے اور پیچھے رکھے اوسکے سات روزے شوال مین تو ہوگا ایسا جیسے کسی نے سارے زمانے روزے رکھے اور اب وجہ
تشبیہ ساتھ نصاری کے بیان کرنا واجب ہی وہ یہ ہی کہ اہل کتاب فطر کے روز بھی روزہ رکھتے تھے اور جب چھہ روزے بعد فطر کے متصل
رکھے گیا تو ایک طرح کی تشبیہ نصاری کے ساتھ متحقق ہوئی اور بعضون کے نزدیک جائز ہی کیونکہ وہ کہتے ہین کہ جب عید فطر کے
روز روزہ نرکھا تو تشبیہ جاتی رہی واللہ اعلم اور جسنے شعبان کے روزے رکھے اور ملا دیا اوسکو ساتھ رمضان کے تو اچھا کیا

ہونے اور مستحب ہین تین روزے ایام بیض یعنی تیرھوین چودھوین پندرھوین تاریخ کو ہر مہینے سے روایت کی نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ نہین افطار کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض مین نہ سفر مین اور نہ اقامت مین فقط اور حکم کیا حضرت نے صحابہ کو ان دنون مین روزہ رکھنے کا روایت کیا اسکو ابوداؤد اور نسائی نے اور عید فطر اور ایام تشریق یعنی تین ابتر عید کے بعد اور دن ابتر عید کے ان دنون مین روزہ رکھنا حرام ہے روایت کی بخاری مسلم ابوداؤد اور ترمذی النسائی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین چاہیے روزہ دو دنون مین ایک دن فطر کے اور دن قربانی کے اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن عرفے کا اور دن قربانی کے اور ایام تشریق کے یہ دن عید اہل اسلام کے ہین اور وہ دن کھانے اور پینے کے ہین اور مراد عرفے کے دن سے یہ ہے کہ عرفے کے دن حج مین مقام عرفے پر روزہ رکھنا مکروہ ہے اور تصریح اسکی دوسری حدیث مین آئی ہے روایت کی ابوداؤد نے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے دن عرفے کے بیچ عرفے کے اور اگر مقام عرفے مین نہین تو عرفے کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے اور روایت ہے نبیشہ ہذلی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایام تشریق کے دن کھانے اور پینے کے ہین اور اللہ کے ذکر کے اور ایام تشریق اونکو اسواسطے کہتے ہین کہ عرب لوگ گوشتون کو قربانی کے ان دنون مین آفتاب کے نیچے خشک کرتے تھے اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس سے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اَیَّامَ مِنٰی صَائِحًا یَصِیْحُ اَنْ لَّا تَصُوْمُوْا ھٰذِہِ الْاَیَّامَ فَاِنَّھَا اَیَّامُ اَکْلٍ وَّشُرْبٍ وَّبِعَالٍ یعنی بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنون منی کے یعنی ایام تشریق کے ایک پکارنے والے کو کہ پکارے نہ روزہ رکھو ان دنون مین کیونکہ یہ دن کھانے اور پینے اور جماع کے ہین اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اسناد مین اسکی سعید بن سلام کاذب ہے کہا اسکو احمد نے اور روایت کی دارقطنی نے عبداللہ بن حذیفہ سہمی سے کہ بھیجا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سواری پر دن منی کے کہ پکارون مین اے لوگو یہ دن کھانے اور پینے اور جماع کرنے کے ہین اور ضعیف کیا اسکو بسبب واقدی کے اور توثیق کی اسکی بعض لوگون نے اور ذکر کیا اسکو شیخ ابن الہمام نے باب المیاہ مین کتاب الطہارت سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ اور اسحق بن راہویہ نے مسند مین قَالَا حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُبَیْدَۃَ عَنْ مُنْذِرِ بْنِ جَھْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ خَالِدَۃَ عَنْ اُمِّہٖ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا یُنَادِیْ اَیَّامُ مِنٰی اَیَّامُ اَکْلٍ وَّشُرْبٍ وَّبِعَالٍ یعنی بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہ پکارین کہ منی کے دن کھانے اور پینے اور جماع کے ہین اور سحری کھانا سنت ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کھاؤ کیونکہ اسمین برکت ہے روایت کیا اسکو بخاری مسلم ترمذی اور نسائی وغیرہم نے اور فرمایا کہ فرق درمیان ہمارے روزے اور درمیان اہل کتاب کے روزے کے کھانا سحری کا ہے روایت کیا اسکو مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد نے اور درست ہے سحری کھانا یہان تک کہ صبح صادق ہووے اور روزہ کھولنا جلدی افضل ہے تاخیر فطر کی بعد وقت آجانے کے مکروہ ہے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمیشہ رہین گے لوگ ساتھ بہتری کے جب تک جلدی کرینگے فطر کو روایت کیا اسکو بخاری مسلم امام مالک نے اور ترمذی نے بھی سہل بن سعد سے اور جسوقت افطار کرے کہے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ یعنی اے اللہ تیرے ہی واسطے مینے روزہ رکھا تھا اور تیرے رزق پر افطار کرتا ہون روایت کیا اسکو ابوداؤد نے کہ ایسا ہی کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مستحب ہے کہ کھجور سے روزہ افطار کرے اور یہ وارد ہوا احادیث مین ورنہ پانی سے اور

عورت کو چاہیے کہ نفل روزہ بدون اذن خاوند کے نرکھے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم وغیرہما نے اور جو شخص کہ کسی
قوم پر جلکے اوترے تو بغیر اذن اونکے کے روزہ نرکھے نکالا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث منکر ہی واللہ اعلم

## باب اعتکاف کے بیان مین

اعتکاف سنت موکدہ ہی اور اعتکاف کے معنی یہ ہین کہ دیر تک رہنا روزہ دار کا مسجد مین بہ نیت عبادت جسمین جماعت
ہوتی ہی ف لیکن سنت موکدہ ہونا تو فقط عشرہ اخیرہ مین ہی کیونکہ روایت کی بخاری مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم تھے اعتکاف کرتے عشرہ اخیرہ مین رمضان سے یہان تک کہ اوٹھا لیا اونکو اللہ تعالی نے پھر اعتکاف کیا بعد اونکے
اونکی ازواج مطہرات نے تو یہ مواظبت دلالت کرتی ہی سنت ہونے اعتکاف پر اور ایک اعتکاف واجب ہی وہ یہ کہ نذر کرے
اعتکاف کی اور ایک مستحب وہ یہ کہ سوا ان دنون مین اخیر رمضان کے اور دنون مین اعتکاف کرنا اور ان دنون مین مواظبت
ثابت نہین ہوئی بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے اور دیر تک رہنا یہ رکن ہی اعتکاف کا اور نیت شرط ہی اوسکی اور روزہ بھی شرط
ہی اور امام شافعی کے نزدیک شرط نہین دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے لا اعتکاف الا بصوم نہین ہی اعتکاف مگر روزے سے کہا بیہقی نے یہ وہم ہی سفیان بن حسین سے
یا سوید سے اور ضعیف کیا اوسنے سوید کو لیکن کمال مین ہی کہ کہا علی بن حجر نے کہ پوچھا مینے بیہقی سے اون دونون کے احوال سے
تو ثنا کی اونکی اونپر اور روایت کی ابو داود نے عبد الرحمن بن اسحق سے انھون نے زہری سے انھون نے عروہ سے انھون نے حضرت عائشہ
سے کہ کہا انھون نے سنت ہی اوپر اعتکاف کرنے والے کے کہ نہ عیادت کرے کسی مریض کی اور نہ حاضر ہو جنازے پر
اور نہ مس کرے کسی عورت کو اور نہ مباشرت کرے اوس سے اور نہ نکلے کسی حاجت کو مگر جو ضرور ہی اور نہین ہی اعتکاف مگر روزے
سے اور نہین ہی اعتکاف مگر مسجد جامع مین کہا ابو داود نے سوا عبد الرحمن کے اور کوئی اوسمین لفظ السنہ کا نہین ذکر کرتا اور
عبد الرحمن بن اسحق اگرچہ کلام کیا گیا ہی اونمین اخراج کیا اوس سے مسلم نے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور ثنا کی اوسپر غیر
اوسکے نے اور روایت کی ابو داود اور نسائی نے ابن عمرؓ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اپنے اوپر کہ اعتکاف کرین جاہلیت مین
ایکدن یا ایک رات نزدیک کعبے کے سو پوچھا انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ
ایک روایت مین نسائی کی ہی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کہ اعتکاف کرین اور روزہ رکھین کہا دارقطنی نے متفرد ہوا
ساتھ اوسکے عبد اللہ بن بدیل بن ورقاء الخزاعی عمرو سے اور وہ ضعیف الحدیث ہی اور ثقات لوگون نے اصحاب عمرو بن دینار سے
نہین ذکر کیا روزے کا اونمین سے ہین ابن جریج اور ابن عیینہ اور حماد بن سلمہ اور حماد بن زید اور سوا انکے اور یہ حدیث صحیحین مین بھی
نہین ہی اوسمین ذکر روزے کا بلکہ اتنا ہی ہی کہ کہا حضرت عمرؓ نے کہ نذر کی تھی مینے جاہلیت مین کہ اعتکاف کرون مسجد حرام مین
ایک رات سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کر اپنی نذر اور ایک روایت مین ہی حضرت عمرؓ سے کہ نذر کی تھی مینے جاہلیت
مین کہ اعتکاف کرون ایکدن نزدیک مسجد حرام کے تو مراد یہ ہی کہ ایکدن ساتھ رات کے یا ایک رات ساتھ ایک دن تاکہ مطابقت
ہو دونو حدیثون مین اور جواب دیا جاویگا کہ غایت اسکی یہ ہی کہ سکوت کیا روزے کے ذکر سے ان لوگون نے اور یہ بات اصول حنفیہ مین
مقرر ہوئی ہی کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور تم جو ضعف ثابت کرتے ہو عبد اللہ بن بدیل کا مسلم نہین کیونکہ کہا ابن

معین نے کہ وہ صالح الحدیث ہے اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات میں اور دوسری یہ کہ مؤید ہے اسکے حدیث حضرت عائشہ کی جو
نقل کی حنفیہ اوپر ابوداؤد اور نسائی سے اور نکالا بیہقی نے ابن جریج سے انہوں نے عطا سے انہوں نے ابن عباس اور ابن عمر سے کہا
اون دونوں نے المعتکف یصوم یعنی اعتکاف کرنے والا روزہ رکھے تو یہ قول ابن عمر کا بھی مؤید اوسکے ہے کیونکہ نقل کیا انہوں نے اسکو
اپنے باپ سے اور ثقہ تھے اس واقعہ سے اور امام شافعی لیا کرتے ہیں اوس سے جو روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے اعتکاف کرنے والے پر روزہ مگر یہ کہ کر لیوے اپنے نفس پر اور تصحیح کی اوسکی حاکم نے اور جواب یہ ہے کہ تصحیح
اونکی تمام نہیں اسناد میں اوسکی عبداللہ بن محمد رملی ہے اور وہ مجہول ہے اور باوجود جہالت اوسکی کے نہیں رفع کیا اوسکو کسی نے
سوا اوسکے بلکہ موقوف کرتے ہیں اوسکو ابن عباس پر اور مؤید ہے اسکے وقف کے جو ذکر کیا اوسکو بیہقی نے بعد ذکر اس بات کے
کہ متفرد ہوا ساتھ اوسکے رملی کہ روایت کیا اوسکو ابوبکر حمیدی نے عبدالعزیز بن محمد سے انہوں نے ابو سہیل بن مالک سے کہا کہ جمع ہوا
میں اور ابن شہاب نزدیک عمر بن عبدالعزیز کے اور اونکی عورت نے نذر کی تھی اعتکاف کی مسجد حرام میں سو کہا ابن شہاب نے
کہ نہیں ہوتا ہے اعتکاف مگر ساتھ روزے کے سو کہا عمر بن عبدالعزیز نے کیا یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہا انہوں نے نہیں کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ
سے کہا انہوں نے نہیں کہا عمر سے کہا کہ نہیں کہا ابو سہیل نے کہ پھر پھرا میں وہ پایا میں نے طاؤس اور عطا کو تو پوچھا میں نے اونسے
یہ سو کہا طاؤس نے تھے ابن عباس نہیں دیکھتے تھے معتکف پر صیام مگر یہ کہ خود اپنے نفس پر مقرر کر لے اور کہا عطا نے یہ رائے صحیح ہے
تو اگر ابن عباس نے رفع کیا ہوتا اوسکو نہ وقف کرتے طاؤس اوسکو ابن عباس پر اور اسی واسطے اعتراف کیا بیہقی نے کہ رفع اوسکا
وہم ہے اور پھر عجیب یہ ہے کہ وقف بھی معارضہ سے سالم نہیں اسواسطے کہ اوپر ہم ذکر کر چکے ابن عباس اور ابن عمر سے کہ کہا اون دونوں نے
معتکف روزہ رکھے اور کہا عبدالرزاق نے حدثنا الثوری عن ابن ابی لیلی عن مقسم عن ابن عباس رضی
اللہ عنہ قال من اعتکف فعلیہ الصوم یعنی جو اعتکاف کرے تو اوس پر روزہ ہے اور اسناد اوسکی صحیح ہے اور نکالا
عبدالرزاق نے حضرت عائشہ سے موقوفا من اعتکف فعلیہ الصوم اور زہری اور عروہ سے بھی کہ کہا اون دونوں نے
لا اعتکاف الا بالصوم اور موطا میں مالک کی ہے کہ پہونچا اونکو قاسم بن محمد اور نافع مولی ابن عمر سے کہ کہا اون دونوں نے نہیں ہے
اعتکاف مگر ساتھ روزے کے بسبب قول اللہ تعالی کے ثم اتموا الصیام الی اللیل ولا تباشروهن وانتم عاکفون فی
المساجد یعنی تمام کرو روزے کو رات تک اور نہ مباشرت کرو عورتوں سے جب تم اعتکاف کرتے ہو مسجدوں میں تو ذکر کیا اللہ تعالی نے
اعتکاف کو ساتھ روزے کے کہا یحیی نے کہا مالک نے والامر علی ذلک عندنا انہ لا اعتکاف الا بصیام یعنی حکم
نزدیک ہمارے اسپر ہے کہ نہیں ہے اعتکاف مگر ساتھ روزے کے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اعتکاف اوس مسجد میں صحیح ہے جہاں جماعت ہوتی
ہو روایت کی طبرانی نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا حذیفہ نے واسطے ابن مسعود کے کیا تم تعجب نہیں کرتے ہو اون لوگوں سے کہ درمیان
تمہارے گھر کے اور گھر ابو موسی کے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ہم اعتکاف سے ہیں سو کہا ابن مسعود نے کہ شاید وہ لوگ صواب پر ہوں اور تم
خطا پر اور وہ لوگوں کو یاد ہو اور تم بھول گئے ہو کہا حذیفہ نے لیکن میں سو جانتا ہوں کہ نہیں ہے اعتکاف مگر مسجد جماعت
میں اور نکالا بیہقی نے ابن عباس سے کہ بدتر سب کاموں میں اللہ کے نزدیک بدعتیں ہیں اور تحقیق کہ بدعت میں سے ہے اعتکاف کرنا اون مسجدوں
میں جو گھروں میں ہیں اور روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے دونوں نے اپنے مصنف میں ثنا سفیان الثوری اخبرنی

جَابِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ
اور یہ گذر چکا مرفوعا حدیث حضرت عائشہؓ میں اور ایک روایت میں امام ابوحنیفہ سے یہ مروی ہے کہ نہیں صحیح ہے اعتکاف
مگر اوس مسجد میں جسمیں پانچوں نمازیں پڑھی جاتی ہیں اور دلیل لاتے ہیں ساتھ اوس حدیث کے جسکو روایت کیا ابن الجوزی نے
حذیفہ سے کہ کہا انھون نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو مسجد کہ واسطے اوسکے امام ہو اور مؤذن ہو
اعتکاف اوس میں صحیح ہوتا ہے وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ص اور کم مدت اوسکی ایکدن ہے تو جو اعتکاف شروع کرے اور ایک دن
ایک رات تمام ہونے سے پہلے چھوڑ دیوے تو اوسپر قضا ہے اور امام محمد کے نزدیک کم مدت ایک ساعت ہے اور وہ ہو گئی تو قضا نہیں اور
معتکف مسجد میں سے باہر نہ نکلے مگر حاجت انسانی جیسے پیشاب یا پاخانہ کے واسطے ف کیونکہ مروی ہے حضرت عائشہؓ سے کہ نہیں
داخل ہوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں مگر واسطے حاجت انسانی کے جب ہوتے تھے معتکف نکالا اسکو اصحاب صحاح ستہ نے
ص یا جمعہ کے واسطے آفتاب ڈھلے نکلے اور جسکا مکان جامع مسجد سے دور ہو تو وہ ایسے وقت نکلے کہ جمعہ پالیوے اور سنتین
پڑھے چار جمعہ کے پہلے اور ایک روایت میں چھ رکعتیں چار سنت اور دو تحیۃ المسجد کی اور بعد جمعہ کے چار امام صاحب کے
نزدیک اور چھ صاحبین کے نزدیک اور اسقدر سے زیادہ دیر لگانا معتکف کو جامع مسجد میں اعتکاف کو فاسد نہیں کرتا اور اگر بغیر عذر کے مسجد سے
ایک ساعت بھی نکلے تو فاسد ہو گا ف اور صاحبین کے نزدیک نہیں فاسد ہو گا مگر جب کہ آدھا دن برابر نکلا رہے اور
یہی مستحسن ہے ص معتکف کھاوے اور پیوے اور سووے ف اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہوتی تھی کوئی جگہ اعتکاف
میں مگر درمیان مسجد کے ص اور بیچے اور خریدے مسجد میں بغیر سودا حاضر کرنے کے اور سوا معتکف کے اور کوئی
شخص مسجد میں یہ کام نہ کرے ف روایت کی اصحاب سنن نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے بیچنے اور خریدنے سے مسجد میں آخر حدیث تک اور ایک روایت میں ہے کہ بچاؤ مسجدوں کو اپنے لڑکوں سے یہان تک
کہ فرمایا اور بیچنے سے اور خریدنے سے روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے اور پوری حدیث یون مروی ہے مصنف میں اوسکے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِينَكُمْ وَشِرَاءَكُمْ وَبَيْعَكُمْ وَخُصُومَاتِكُمْ وَرَفْعَ
أَصْوَاتِكُمْ وَإِقَامَةَ حُدُودِكُمْ وَسَلَّ سُيُوفِكُمْ وَاتَّخِذُوا عَلَى أَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ وَجَمِّرُوهَا فِي الْجُمَعِ
ص اور چپ نہ رہے ف یعنی ایسا چپ کہ بالکل بات کرنے کو موقوف کرے ص بلکہ بہتر اور نیک باتیں کرے
اور اعتکاف کو جماع باطل کرتا ہے ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ
فِي الْمَسَاجِدِ یعنی نہ مباشرت کرو عورتوں کی جب تم اعتکاف کرنے والے ہو مسجدوں میں ص اگرچہ رات کو ہووے
یا بھولے سے اور اگر سوا فرج کے اور جگہ وطی کرے یا بوسہ لیوے یا چھوئے تو اگر انزال ہوا اعتکاف باطل ہو گا
اور اگر انزال نہوا تو باطل نہوگا اگرچہ یہ کام اعتکاف میں حرام ہیں اور عورت اپنے گھر میں اعتکاف کرے اور اگر کچھ روز کے
اعتکاف کی نذر کی تو اون روزوں کی رات میں بھی اوسکو اعتکاف کرنا واجب ہوگا برابر لگاتار اگرچہ اوسنے ایسی نیت نہ کی
ہووے اور جو دو روز کی نیت کی تو دونوں روز کی رات بھی داخل ہو جاویگی اور فقط دن کی نیت صحیح ہو جاویگی فقط

# کتاب الحج

جان تو کہ حج فرض ہی اور منکر اوسکا کافر ہی ف اور فرضیت اوسکی قرآن شریف سے ثابت ہی فرمایا اللہ تعالی جل شانہ نے
وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ یعنی اللہ کے واسطے لوگون کے ذمے پر ہی حج خانہ کعبہ کا اور عمر بھر مین ایکبار فرض ہی روایت
کی احمد نے مسند مین اور دارقطنی نے سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہی اور بر شرط شیخین کے ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے کہ خطبہ پڑھا ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا ای لوگو فرض کیا اللہ نے تمپر حج تو سو کھڑے ہوئے اقرع بن حابس
اور کہا کہ ای رسول اللہ کیا ہر سال مین سو فرمایا آپنے اگر مین کہتا ہان البتہ واجب ہوتا ہر سال مین اور تم اوسکی قدرت
نرکھتے حج ایکبار ہی اور جو زیادہ ہو وہ نفل ہی اور روایت کی مسلم نے صحیح مین ابو ہریرہ سے مانند اسکے ص ہر آزاد مسلمان مکلف
تندرست آنکھ والے پر جب اوسکے واسطے توشہ اور سواری ہو فاضل ضروری خرچ اور عیال کے نفقے سے آنے تک اور راہ کا
بھی امن ہووے ف آزاد اور بالغ ہونا اسواسطے شرط ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لڑکا حج کرے پھر بالغ ہووے تو
اوسپر دوسرا حج ہی اور جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جاوے تو اوسپر دوسرا حج ہی روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن عباس سے اور کہا
صحیح ہی بر شرط شیخین پر اور تفرد محمد بن منہال کا ساتھ رفع اوسکے کے کچھ ضرر نہین کرتا کیونکہ رفع زیادت ہی اور زیادت ثقہ سے
مقبول ہی اور موید ہی اسکے ایک مرسل حدیث روایت کیا جسکو ابو داود نے مراسیل مین محمد بن کعب قرظی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو لڑکا حج کرین اہل اوسکے اور مر جاوے کافی ہو جاویگا اوس سے تو اگر پاوے بلوغ کو حج کرے اور جو غلام کہ حج کرین لوگ
اوسکے کافی ہو جاویگا اوس سے تو اگر آزاد کر دیا جاوے تو لازم ہی اوسپر حج اور یہ ہمارے نزدیک حجت ہی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین یہ
روایت موقوفا ابن عباس سے اور تندرست ہونا شرط ہی بیمار پر حج نہین آنکھ والا چاہیے اندھے پر اگرچہ لدا ہو حج نہین توشہ اور سواری
شرط ہی اسواسطے کہ روایت کی حاکم نے سعید بن ابی عروبہ سے انھون نے قتادہ سے انھون نے انس سے اللہ کے قول مین وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ
الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا یعنی حج ہی لوگون پر اللہ کے واسطے جو شخص طاقت سبیل کی رکھتا ہو کہا گیا ای رسول اللہ
کیا چیز ہی سبیل فرمایا کہ توشہ اور سواری اور کہا کہ صحیح ہی اور بر شرط بخاری ومسلم کے اور نہین نکالا اون دونون نے اوسکو اور متابعت
کی سعید کی حماد بن سلمہ نے قتادہ سے پھر نکالا اوسکو حاکم نے اس طرح پر اور کہا کہ صحیح ہی اور بر شرط مسلم کے اور مروی ہی اور طریقون صحیح
حسن سے مرسلا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت مین کہ سبیل زاد اور راحلہ ہی اور بہت لوگون سے یہ حدیث مروی ہوئی
ابن عمر اور ابن عباس اور حضرت عایشہ اور جابر اور عبداللہ بن عمرو بن العاص وغیرہم سے پھر چاہیے کہ فاضل ہو حاجت اصلی ضروری
سے مانند خادم اور اسباب خانگی اور کپڑون وغیرہ کے اسواسطے کہ یہ چیزین ہونا ضرور ہین اور یہ بھی شرط ہی کہ اہل وعیال کے نفقے سے
فارغ ہو اسواسطے کہ نفقہ فرض ہی اور حق بندے کا مقدم ہی اللہ کے حق پر نزدیک شرع کے اور جو لوگ مکے سے قریب ہین اونکو سواری
شرط نہین کیونکہ اونکی مشقت اسقدر نہین کہ سواری بھی ضرور ہو بخلاف اور لوگون کے اور راہ کا بھی امن شرط ہی اسواسطے کہ محافظت
جان ومال کی ضرور ہی ص عورت کو بغیر محرم یا خاوند کے حج درست نہین اگر اوس عورت سے مکے تک مدت سفر کے برابر راہ ہووے
ف اور اگر اس سے کم ہووے تو شرط نہین اور امام شافعی کے نزدیک عورت کو بے محرم کے حج جائز ہی جبکہ ایک قافلہ ہووے
اور اوسکے ساتھ معتبر عورتین ہون اور ہمارے نزدیک جائز نہین اور دلیل امام شافعی کی عموم آیت کا ہی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ آخر تک

اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج کرو مطلق اور ذکر نہ کیا مرد اور عورت کا اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے لا
تحجن امرأة الا ومعها ذو محرم فقال رجل یا نبی اللہ انی اکتتبت فی غزوة کذا وامرأتی حاجة
قال ارجع فحج معها اخرجه الدارقطنی ایضا عن حجاج عن ابن جریج به ولفظه لا تحجن امرأة
الا ومعها ذو محرم یعنی نہ حج کرے عورت مگر اوسکے ساتھ محرم ہو سو کہا ایک شخص نے اے نبی اللہ کے میرا نام لکھا گیا ہو
فلانے غزوے میں اور عورت میری حج کرنے والی ہے کہا آپ نے لوٹ جا اور حج کر ساتھ اوسکے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے
او معنی اوسکے یہی ہیں اور مدت سفر کی اسواسطے شرط ہے کہ دوسری حدیث میں صحیحین کی ہے ابو سعیدؓ سے انھوں نے ابن عباسؓ سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت مگر ساتھ محرم کے اور سفر کے معنی اوپر ہم کتاب الصلوۃ میں بیان کر چکے
کہ تین دن اور تین رات سے کم نہیں ہوتا اور احتیاط اسی میں ہے کہ کسی جا کا ارادہ بغیر محرم کے نہ کرے اگرچہ مدت سفر سے کم ہووے
اسواسطے کہ روایت کی بخاری و مسلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت دو دن مگر اوسکے ساتھ اوسکا
خاوند ہو یا اور کوئی محرم ہو اور ایک روایت میں ابو ہریرہؓ سے ہے کہ نہیں حلال ہے جو ایمان لائی ہے واسطے اللہ کے اور دن قیامت
پر یہ کہ سفر کرے ایک رات بغیر محرم کے اور ایک روایت میں طبرانی کی ہے کہ نہ سفر کرے تین میل بھی بغیر محرم کے **ص** عمر میں
ایکبار فرض ہے جسوقت قدرت ہو فی الفور فرض ہوویگا یہ مذہب امام ابی یوسف کا ہے اور امام محمد کے نزدیک فی الفور
واجب نہیں ہوتا تو اگر اوس سال میں نہ گیا اور دوسرے یا تیسرے سال میں ادا کیا سب کے نزدیک ادا ہو جاویگا اور اگر ادا نہیں کیا اور
مرگیا تو سب کے نزدیک گنہگار ہوگا تو اگر پہلے سال سے تاخیر کی امام ابی یوسف کے نزدیک گنہگار ہوگا اور محمد کے نزدیک نہیں ہوگا
اگر لڑکے نے احرام باندھا اور بالغ ہوگیا یا غلام نے اور آزاد ہوگیا اور حج کیے گئے فرض اونکا ادا نہوگا تو اگر لڑکے نے احرام پھر
باندھا اور پھر وقوف کیا فرض اوس سے ادا ہو جاویگا اور غلام کا نہوگا فرض حج کے تین ہیں احرام باندھنا اور عرفات میں ٹھہرنا
اور طواف کرنا زیارت کا اور واجب پانچ ہیں مزدلفہ میں ٹھہرنا اور دوڑنا صفا اور مروہ کے بیچ میں اور کنکریاں پھینکنا اور طواف
صدر کا یعنی اخیر کا طواف وقت رخصت کے واسطے آفاقی کے اور منڈانا سر کا اور ان آٹھ کے سوا باقی سنت یا مستحب ہیں **ف**
اور ان سب چیزوں کا ذکر تفصیل سے آگے آویگا **ص** مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں اور انکے قبل
احرام باندھنا مکروہ ہے **ف** فرمایا اللہ تعالی نے الحج اشهر معلومات یعنی حج کے مہینے ہیں مقرر اور روایت کی
بخاری وغیرہ نے ابن عمرؓ سے کہ مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں اور مروی ہے یہ بخاری میں
تعلیقا اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ایسا ہی مروی ہے ابن عباسؓ سے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور ایسا ہی
روایت کیا اوسکو ابن مسعودؓ سے اور نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور حدیث عبداللہ بن زبیر کی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے
کہ مہینے حج کے شوال و ذیقعدہ اور ذی الحجہ ہیں تو یہ سب عبادلہ سے مروی ہے عبادلہ کہتے ہیں عبداللہ بن مسعود عبداللہ
بن عمر عبداللہ بن عباس عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو اور بعضوں کے نزدیک عبداللہ بن عمرو بن العاص کو بھی **ص** عمرہ
سنت ہے اور عمرہ طواف اور سعی یعنی دوڑنے کو درمیان صفا اور مروہ کے کہتے ہیں اور وقوف یعنی ٹھہرنا اوسمیں نہیں ہے اور سارے
برس میں جب چاہے درست ہے اور مکروہ ہے دن عرفے کے اور چار دن میں بعد نحر کے **ف** اور سنت ہونا اوسکا حدیث سے ثابت ہے

روایت کی ترمذی نے جابر رض سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے سے کیا واجب ہو وہ فرمایا نہین
مگر یہ کہ عمرہ کرے تو وہ افضل ہو اور اسکا بیان آگے آویگا **ص** میقات مدینے کے رہنے والے کا ذو الحلیفہ ہو اور عراق والونکا ذات
عرق اور شام والون کا جحفہ اور نجد والونکا قرن اور یمن والونکا یلملم **ف** میقات اوسکو کہتے ہین جہان سے احرام باندھتے ہین
اور ذو الحلیفہ اور ذات عرق اور جحفہ اور قرن اور یلملم یہ سب مقامون کے نام ہین اور یہ تعیین حدیث مین مروی ہو روایت
کی صحیحین مین حضرت ابن عباس رض سے کہ مقرر کیا میقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اہل مدینہ کے ذو الحلیفہ اور
واسطے اہل شام کے جحفہ اور واسطے اہل نجد کے قرن اور واسطے اہل یمن کے یلملم اور اخراج کیا اوسکا ترمذی اور ابوداؤد وغیرہما
نے اور آخر حدیث کا یہ ہو کہ یہ مقام اون لوگون کے واسطے ہین اور جو اون پاس آوے اور اون لوگون مین سے نہو جو
ارادہ کرے حج اور عمرے کا اور جو انکے سوا ہو تو جہان سے چلے ہے یہان تک کہ اہل مکہ احرام باندھین مکے مین اور نہین ذکر کیا
اوسمین میقات اہل عراق کو لیکن ذکر کیا اوسکو جابر رض نے روایت کیا اوسکو مسلم نے اور شک کیا راوی نے اوسکے رفع
مین اور ابن ماجہ نے روایت کیا اوسکو اور اوسمین شک نہین اور اوسی مین ہو کہ مقام اہلال اہل مشرق کا ذات عرق
ہو مگر اسناد مین اوسکی ابراہیم بن یزید جوزی ہو اور نہین شک ہو اوسکی حدیث مین اور روایت کی ابوداؤد نے حضرت عائشہ رض سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا میقات واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور اسناد مین اوسکی افلح بن حمید ہو اور تھے احمد بن حنبل
انکار کرتے اسکا اور نکالا عبد الرزاق نے مالک سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمر رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات
مقرر کیا واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور صحیح ہوئی یہ حدیث **ص** ان مقامون سے آگے بڑھنا بغیر احرام کے حرام ہو جسکا قصد مکے
مین داخل ہونے کا ہو **ف** یہ اوسوقت ہو کہ قصد کرے حج اور عمرے کا یا نکرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تجاوز کرے کوئی
میقات سے مگر احرام باندھکے اور یہ عبارت حدیث مین ہو اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین **حدثنا**
عبد السلام بن حرب عن خصيف عن سعيد بن جبير عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال
لا يجاوز الوقت الا باحرام یعنی نہ تجاوز کرے میقات سے مگر ساتھ احرام کے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور
شافعی نے اپنی مسند مین **حدثنا** ابن عيينة عن عمرو عن ابي الشعثاء انه رای ابن عباس يرد من
جاوز الميقات بغير احرام یعنی پھیر دیتے تھے ابن عباس رض اوسکو جو آگے جاتا تھا میقات کے بغیر احرام کے اور روایت
کی ابن ابی شیبہ نے **ثنا** وكيع عن سفيان عن حبيب بن ابي ثابت عن ابن عباس اور ذکر کیا اوسکو اور روایت کی
اسحق بن راہویہ نے مسند مین **حدثنا** فضيل بن عياض عن ليث بن ابي سليم عن عطاء عن ابن عباس
قال اذا جاوز الوقت فلم يحرم حتى دخل مكة رجع الى الوقت فاحرم وان خشي ان رجع الى
الوقت فانه يحرم ويهريق لذلك دما یعنی کہا ابن عباس رض نے کہ جب تجاوز کرے کوئی شخص میقات سے اور
نہ احرام باندھے یہان تک کہ داخل ہووے مکے مین تو لوٹے طرف میقات کے اور احرام باندھے اور اگر خوف کرے رجوع کا طرف میقات کے
تو وہ احرام باندھے اور اوسکے بدلے مین ایک قربانی کرے **ص** اور قبل پہونچنے کے ان مکانون مین اگر پہلے سے احرام باندھے
تو درست ہو **ف** روایت کی حاکم نے باب التفسیر مین مستدرک سے کہ پوچھے گئے حضرت علی رض قول اللہ تعالی کے واتموا الحج والعمرة لله

ابراہیم بن یزید جوزی

یعنی تمام کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے سو کہا انہوں نے یہ کہ احرام باندھے تو اپنے گھر سے اور کہا کہ آنحضرت نے
فسر بها الكتاب یعنی صحیح کی ہے اوپر شرط بخاری و مسلم کے اور مروی ہے حدیث ابوہریرہؓ سے مرفوعًا اور اوسمیں ضعف ہے
اور حدیث ابن مسعود کی ذکر کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے اور نہیں پایا میں نے اوس حدیث کو ص اور جو اون مقاموں کے رہنے والے
ہیں اونکو مکے میں بغیر احرام کے داخل ہونا درست ہے تو اونکی میقات حل ہے اور جو مکے کا رہنے والا ہے وہ احرام حج کے لیے حرم
باندھے اور عمرے کے لیے حل ف حل سوا حرم کے اور زمین کو کہتے ہیں اسواسطے کہ حکم کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے صحابہ کو کہ احرام باندھیں جب مکہ سے روانہ ہوں روایت کی مسلم نے جابرؓ سے کہ حکم کیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حلال
تھے یعنی محرم نہیں باندھا تھا کہ احرام باندھیں ہم جب توجہ کریں طرف منیٰ کے کہا جابرؓ نے کہ اہلال کیا ہمنے بطحا سے اور حکم کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے بھائی کو کہ عمرہ کرا دیں اونکو تنعیم سے اور تنعیم حرم میں نہیں ہے اور دلیل قوی
یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ شَآءَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ
یعنی جو ان مقاموں سے ورے ہو تو وہ جہاں سے چاہے احرام باندھے یہاں تک کہ اہل مکہ مکے سے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص
جو شخص ارادہ احرام کا کرے وضو کرے اور غسل کرنا اچھا ہے ف اسواسطے کہ غسل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام
کے لیے روایت کیا اوسکو ترمذی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے غریب ہے اور روایت کی حاکم نے
ابن عباسؓ سے کہ غسل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پہنے کپڑے اپنے سو جب آئے ذو الحلیفہ میں پڑھیں دو رکعتیں پھر سوار ہوئے
اونٹ پر تو جب چڑھ چکے اوسپر احرام باندھا حج کے لیے اور کہا حاکم نے صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ یعنی یہ حدیث صحیح
ہے اور نہیں نکالا اوسکو بخاری و مسلم نے اور نکالا ابن عمرؓ سے کہا انہوں نے مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَغْتَسِلَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُحْرِمَ
وَصَحَّحَهُ عَلٰى شَرْطِهِمَا وَاَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالْبَزَّارُ وَقَوْلُ الصَّحَابِيِّ مِنَ السُّنَّةِ حُكْمُهُ الرَّفْعُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ
یعنی کہا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہ سنت ہے یہ بات کہ غسل کرے جب ارادہ احرام کا کرے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے بخاری و مسلم کی شرط پر اور نکالا
اوسکو ابن ابی شیبہ و بزار نے اور قول صحابی کا من السنۃ بہتر ہے رفع کے ہے ص اور ایک ازار اور چادر پاک پہنے اور خوشبو لگاوے اور ایک دوگانہ
نفل پڑھے ف اسواسطے کہ پہنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار اور چادر اور صحابہ نے آپکے نکالا اوسکو بخاری نے
اور لیکن خوشبو لگانا سو اسواسطے کہ کہا حضرت عائشہؓ نے خوشبو لگائی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں ہاتھوں سے
جسوقت احرام باندھا آپ نے اور لگائی میں نے خوشبو آپکے جب کھولا احرام آپ نے قبل طواف خانہ کعبہ کے اور اوس خوشبو میں مشک تھی
اور لیکن دو رکعتیں نفل پڑھنا سو اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے دو رکعتیں ذو الحلیفہ میں وقت احرام کے روایت کیا
اوسکو مسلم نے ابن عمرؓ سے اور ایسا ہی کرتے تھے حضرت عمرؓ بھی روایت کیا اوسکو بخاری نے اور روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے ہوبہو حاکم نے بروایت ابن عباسؓ کے ص پھر اگر حج مفرد یعنی فقط حج کرتا ہے تو کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ
وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ اور معنی اسکے یہ ہیں کہ یا اللہ میں ارادہ کرتا ہوں حج کا تو آسان کر تو اوسکو میرے واسطے اور قبول کر اوسکو میری طرف سے پھر
لبیک کہے بعد نماز کے نیت حج کی کرکے اور وہ یہ ہے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ
وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اور ان کلمات سے کم نہ کرے اور اگر زیادہ کرے تو درست ہے ف لیکن لبیک کہنا

مرد كو ضرور مونهه كهولنا واجب هوگا اور دليل امام شافعی كی وه بهی هی جو روايت كی امام مالك نے حضرت عثمان سے كه وه چهپاتے تهے موتهه اپنا اور وه محرم هوتے تهے اور روايت كيا اوسكو دارقطنی نے مرفوعاً اور كها كه صواب موقوف هونا اس حديث كا هی ص اور سر دهونے سے اور داڑهی دهونے سے ساتهه خطمی كے ف اسواسطے كه خطمی خوشبودار چيز هی اور سر كے كيڑوں كو قتل كرتی هی اور غسل كرنا احرام مين درست هی اسواسطے كه حضرت ابن عمرؓ غسل كرتے تهے احرام مين روايت كيا اسكو مالك وغيره نے ص اور داڑهی كترنے سے اور سر منڈانے سے اور بال كسی جگه كے مونڈنے سے ف اسواسطے كه فرمايا الله تعالی نے وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ يعنی اور نه مونڈو سر اپنا يهان تك كه پهونچ جاوے قربانی اپنی جگهه مين اور كترنا بهی مونڈنے كے حكم مين هی ص اور كرتا پهننے اور سراويل اور قبا اور عمامه اور ٹوپی اور موزون كے پهننے سے ف اسواسطے كه منع كيا رسول الله صلی الله عليه وسلم نے ان چيزون كے پهننے سے احرام مين روايت كيا اوسكو صحاح سته والون نے اور اگر موزه پهنے تو اوسكو كاٹ كے ٹخنے سے نيچا كرلے اور اسی طرح اگر ته بند نهو تو اوسكے بدلے سراويل پهن ليوے اور بعضون كے نزديك ٹخنے كلنے اور پهن ليوے جب نعل نهووے جو لوگ موزے كے كاٹنے كو كهتے هين دليل لاتے هين ساتهه حديث ابن عمرؓ كے كه فرمايا آپنے اور نه پهنے موزه مگر جب نه پاوے نعلين تو كاٹ لے اونكو اور نيچا كرلے ٹخنون سے اور جو كهتے هين نه كاٹے دليل لاتے هين حديث ابن عباسؓ سے كه فرمايا حضرت صلی الله عليه وسلم نے جو نه پاوے ته بند پهنے سراويل اور جو نه پاوے موزه پهن ليوے نعلين روايت كيا اوسكو بخاری و مسلم و ابوداود وغيرهم نے ص اور اوس كپڑے سے جو خوشبودار رنگ مين رنگا هووے مگر يه كه زائل هوجاوے خوشبو كه ف اسواسطے كه فرمايا حضرت صلی الله عليه وسلم نے نه پهنو اوس كپڑے كو جسمين زعفران اور ورس هو احرام مين ذكر كيا اسكو صاحب هدايه نے اور روايت كيا اوسكو بهت محدثين نے مثل طحاوی كے ابن عمرؓ سے ف اور كپڑا تان لينا واسطے سايے كے ص اور حمام مين جانا اور سايه لينا گهر سے اور محمل سے يعنی كجاوے سے جائز هی سر كے آگے لگانے سے نزديك جائز هی اور امام مالك كے نزديك مكروه هی اور عثمانؓ سے منقول هی روايت كی ابن ابی شيبه نے ثنا وكيع ثنا الصلت عن عقبة بن صهبان قال رأيت عثمان بالابطح وان فسطاطه مضروب وسيفه معلق بالشجرة يعنی كها عقبه نے كه ديكها مينے عثمانؓ كو ابطح مين كه فسطاط اونكا تنا هوا تها اور تلوار اونكی لٹكتی تهی درخت مين اور سايه كيا صحابه نے آنحضرت صلی الله عليه وسلم پر كپڑے كا بسبب گرمی كے حج مين روايت كيا اسكو مسلم نے حديث ام الحصين مين اور حضرت عمرؓ ڈال ديتے تهے كهال كو درخت پر اور اوسكے سايے مين بيٹهتے تهے اور آپ احرام سے هوتے تهے اور حمام مين جانا درست هی اسواسطے كه حضرت عمرؓ نے غسل كيا اور آپ احرام سے تهے روايت كيا اوسكو شافعی نے اور روايت كيا اوسكو مالك نے موطا مين اور نقل كيا حضرت ابو ايوبؓ نے سر دهونا آنحضرت صلی الله عليه وسلم سے مروی هی صحيحين مين والله اعلم ص اور هميانی كا باندهنا جائز هی كمر مين ف اسواسطے بيان كيا كه احرام مين سيا هوا كپڑا پهننا نهين جائز هی اور هميانی سی هوئی هی تو اسكا باندهنا ضرورت كے سبب جائز هی ص اور زياده كهے لبيك كو جب چڑه چكے يا كسی اونچی جگه پر چڑهے يا نيچی جگه مين اترے يا سوارون سے ملاقات هو اور جب صبح كا وقت هو ف اسواسطے كه نبی صلی الله عليه وسلم لبيك كهتے تهے اور صحابه آپكے ان وقتون مين روايت كی ابن ابی شيبه نے ثنا معاوية عن الاعمش عن خيثمة قال كانوا يستحبون التلبية عند ست دبر الصلوة واذا استقبلت بالرجل راحلته واذا اصعد شرفا وهبط واديا واذا لقي بعضهم بعضا وبالاسحار يعنی تهے صحابه مستحب جانتے لبيك كهنے كو

بعد نماز کے سو حدیث سے ثابت ہی روایت کی ترمذی اور نسائی نے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہی بعد نماز کے
اور کہا ابن الہمام نے کہ یہ حدیث صحیح ہی اور ثابت کیا اوسکو اور اگر سواری پر چڑھ کے لبیک کہے تو بھی درست ہی اور یہ بھی احادیث
صحیحہ سے ثابت ہی روایت کیا اونکو بخاری اور مسلم نے اور زیادہ کرنا اوس پے جائز ہی اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں اور دلیل ہماری یہ ہی
کہ حضرت عمر بن الخطاب نے زیادہ کیا ان کلمات پر اور کہا وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْكَ مروی ہی
صحاح میں اور زیادہ کیا ابو داود نے ایک روایت میں کہ زیادہ کرتے تھے لوگ ان کلمات پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے اور کچھ
نہیں کہتے تھے اور زیادہ کیا ابن مسعود نے اسپر مروی ہی یہ مسند اسحق بن راہویہ میں اور امام حسن بھی زیادہ کرتے تھے ان کلمات
پہ روایت کیا اسکو ابن سعد نے طبقات میں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ص اور جب لبیک نیت کر کے کہہ لے احرام اوسکا بندھ چکا تو جماع اور
فحش کلام موقوف کرے اور ذکر کرنے کو جماع سے عورتوں کے سامنے روایت ہی کہ حضرت عبد اللہ بن عباس نے جب یہ شعر پڑھا
شعر وَهُنَّ یَمْشِیْنَ بِنَا هَمِیْسًا ۔ اِنْ یَصْدُقِ الطَّیْرُ نَنِكْ لَمِیْسًا ۔ کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ اونٹ چلتے
ہین ہمارے ساتھ دھیما یعنی اونکے پیرون کے نعل سے آواز آتی ہی اگر فال سچ ہو تو ہم لمیس کو ایک عورت ہی اوس سے جو ہمارا جی چاہیگا کرینگے
تو لوگون نے کہا کہ آپ رفث کرتے ہین احرام مین تو فرمایا کہ رفث اوسکو کہتے ہین جسمین عورتین مخاطب ہون اور بچے فسوق یعنی گناہ
سے اور جدال سے اور وہ یہ کہ اپنے رفیق سے لڑے یا مشرکون سے حج کی تقدیم اور تاخیر مین ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے
فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ یعنی نہین ہی رفث اور فسوق اور جدال حج مین ص اور نہ شکار کرے
خشکی کا احرام مین اور دریا کا شکار منع نہین اور شکار کے جانور کو کسیکو نہ بتلاوے اور نہ اوسکی طرف اشارہ کرے ف
اسواسطے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے شکار کیا تھا ایک حمار وحشی کا اور وہ احرام سے نتھے تو پوچھا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اوسکے کھانے کو سو فرمایا آپنے کیا تمنے اوسکے شکار مین کچھ مدد کی تھی یا اشارہ کیا تھا کچھ تمنے کہا انھون نے نہین
تب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو کھاو جو اوسکا گوشت باقی ہی روایت کیا اوسکو اصحاب صحاح ستہ نے اور دوسرے یہ کہ دلالت
کرنے والا یعنی بتلانے والا کسی چیز کا مثل کرنے والے کے ہی اور یہی حکم نیک کامون کے باب مین ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ كَفَاعِلِهٖ یعنی بتلانے والا بہتری کا مانند اوسکے کرنے والے کے ہی اور فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَقْتُلُوا
الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ یعنی نہ شکار کرو جب احرام باندھے ہو تم ص اور پرہیز کرے خوشبو لگانے سے اور ناخن کاٹنے سے
ف اور یہ منع حدیث مین وارد ہی ص اور مونہہ ڈھانپنے سے اور سر ڈھانپنے سے ف اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہی
واسطے مرد کے چھپانا مونہہ کا اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِحْرَامُ الرَّجُلِ فِیْ رَاْسِهٖ وَاِحْرَامُ الْمَرْاَةِ
فِیْ وَجْهِهَا یعنی احرام مرد کا اوسکے سر مین ہی اور احرام عورت کا اوسکے مونہہ مین ہی روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے
موقوفا ابن عمر پر اور ذکر کیا اوسکو مرفوع صاحب ہدایہ نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے باب مین جب وہ مر گیا تھا
احرام مین کہ چھپاو مونہہ اوسکا اور نہ چھپاو سر اوسکا روایت کیا اوسکو امام شافعی نے اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے
باب مین جب وہ مر گیا تھا احرام مین کہ نہ چھپاو مونہہ اوسکا اور نہ چھپاو سر اوسکا اسواسطے کہ وہ اوٹھیگا دن قیامت کے
لبیک کہتا ہوا اور دوسرے یہ کہ جب عورت نے باوجود اس بات کے کہ اوسکے مونہہ کھولنے مین خوف فتنے کا ہی مونہہ نہ چھپایا

چھہ جگہ پر پیچھے نماز کے اور جب سامنے آوے مروہ کے سواری اوسکی اور جب جھمے چڑھائی پر اور جب اوترے لو ادمیں یا جب ملاقات
کرے بعض بعض سے اور صبح کے وقت روایت کی ابن ناجیہ نے فوائد میں جابر سے قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُكَبِّرُ إِذَا لَقِيَ رَكْبًا یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے جب ملاقات کرتے سواروں کی اور ذکر کیا انھوں نے سب
مقاموں کو سوا اسکے کہ جب سامنے آوے سواری جیسا کہ روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے ص اور جب داخل ہووے مکے میں چلے
جاوے مسجد حرام میں ف اسواسطے کہ صحیحین میں ہے کہ جب آتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے شروع کرتے تھے مسجد سے
تو پڑھتے تھے اوسمیں دو رکعتیں قبل بیٹھنے کے پھر بیٹھتے تھے ساتھ آدمیوں کے اور نہیں ہے مضایقہ اسمیں کہ جاوے مسجد میں رات کو یا دن
کو روایت کی نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے مکے میں رات کو اور دن کو داخل ہوئے تھے حج وداع میں اسکا دن کو عمرہ
میں ص اور جب دیکھے خانہ کعبہ کو تکبیر اور تہلیل کہے ف تہلیل کے معنی ہیں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنا روایت ہے عطاء سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جب جاتے تھے خانہ کعبہ کے پاس کہتے تھے أَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَيْتِ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِيْقِ الصَّدْرِ
وَعَذَابِ الْقَبْرِ اور اوٹھاتے تھے دونوں ہاتھ اوس مقام پر اللہ تعالی سے جنت میں داخل ہونا بغیر حساب و کتاب کے مانگے
کیونکہ دعا قبول ہوتی ہے وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے ص پھر سامنے جاوے حجر اسود کے اور تکبیر کہے اور تہلیل کہے اور اوٹھاوے
دونوں ہاتھ مانند نماز کے اور چوم لیوے اوسکو مونھ لگا کے اور اگر چومنا نہو سکے تو پہلے اوسکو ہاتھ سے چھو کے پھر ہاتھ چوم
لیوے اور اگر یہ بھی بوجہ ہجوم کے نہو سکے تو سامنے اوسکے جاوے اور تکبیر اور تہلیل کہے اور تعریف کرے اللہ تعالی کی اور درود
بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ف لیکن سامنے جانا حجر اسود کے اور تکبیر کہنا اور تہلیل کہنا حدیث سے ثابت ہے روایت کی امام
احمد نے مسند میں سعید بن مسیب سے انھوں نے حضرت عمر سے کہ کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اونکے تم ایک مرد قوی
ہو سو نہ مزاحمت کرو لوگوں کی نزدیک حجر اسود کے تو ایذا ہوگی ضعیف کو اگر تو خالی پاوے تو چومے اوسکو ورنہ سامنے جاوے اوسکے
اور تکبیر و تہلیل کر اور ہاتھ اوٹھانا اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہاتھ اوٹھائے جاویں مگر سات جگہ میں اور ذکر
کیا انمیں سے وقت چومنے حجر اسود کے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور نہیں ہے یہ قول حدیث میں جیسا کہ کتاب الصلوۃ میں یہ حدیث گزری
اور چومنا اس طرح چاہیے کہ اوسپر دونوں ہاتھ رکھے اور مونھ لگا کے چوم لیوے اسواسطے کہ صحیحین میں ہے کہ حضرت عمر آئے حجر اسود
پاس اور چوما اوسکو اور کہا قسم اللہ کی میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ تو ضرر کر سکتا ہے نہ نفع کر سکتا ہے اور اگر میں نہ دیکھتا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چومتے تھے تجھکو نہ چومتا میں تجھکو اور مروی ہے حضرت ابن عباس سے کہ وہ چومتے تھے حجر اسود کو اور سجدہ
کرتے تھے اوسپر یعنی سر اپنا واسطے چومنے کے اوسپر رکھ دیتے تھے اور کہا انھوں نے کہ دیکھا میں نے عمر کو کہ چومتے تھے اوسکو
سجدہ کرتے تھے اوسپر اور پھر کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کیا تھا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اوسکو روایت کیا
اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور روایت کی حاکم نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے حجر اسود پر
بعد بوسہ لینے کے اور ایسا ہی کرتے تھے ابن عباس اور کہا کہ دیکھا میں نے عمر کو کہ بوسہ دیا اوسکو پھر سجدہ کیا اوسپر اور کہا کہ دیکھا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اوسکو روایت کیا اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور جب
ہجوم ہو تو چومنے سے باز رہے تاکہ کسیکو اذیت نہووے اسواسطے کہ چومنا سنت ہے اور مسلمان کے ایذا دینے سے

باز رہنا واجب ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ یعنی مسلمان
وہ شخص ہے کہ بچے رہیں مسلمان اوسکی زبان اور ہاتھ سے یعنی کسیکو زبان سے کچھ برا نکہے اور نہ ہاتھ سے کچھ اوذیت دیوے ص اور طواف
کرے خانہ کعبہ کا طواف قدوم اور سنت ہے یہ طواف واسطے آفاقی کے پھر اضطباع کیے ہوئے داہنی طرف کو چلے اور طواف کو
حجر اسود سے شروع کرے اور طواف میں حطیم کو بھی شامل کر لیوے اور اضطباع اوسکو کہتے ہیں کہ چادر کو داہنی بغل کے نیچے کرکے
دونوں کنارے اوسکے بائیں کندھے پر ڈالے اور سات پھیرے اسی طرح کرے ف حطیم ایک مقام ہے کہ اوسمیں میزاب ہے
قریش نے جب کعبہ بنایا اور پھر اتنا مال حلال نہ پایا کہ اوتنی جگہ کو بھی کعبے میں داخل کریں تو اوسکو باہر رکھا تھا اور اسی واسطے اوسکو
حطیم کہتے ہیں یعنی ٹوٹا ہوا اور ایسا ہی طواف کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ نے یعلی ابن امیہ سے
کہ طواف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اضطباع کرکے ساتھ ایک چادر سبز کے اور مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نذر کی
تھی انہوں نے کہ اگر فتح ہوگا مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر پڑھینگی اوسمیں دو رکعتیں سو جب فتح ہوا مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عائشہ کا ہاتھ پکڑا اور کر دیا اونکو حطیم میں اور فرمایا کہ پڑھو اس جگہ سو واسطے کہ حطیم خانہ کعبہ سے ہے اور تیری قوم نے جب
بنایا اونکو خرچ تو خارج کیا اوسکو خانہ کعبہ سے تو اگر نہ قریب ہوتا زمانہ جاہلیت کا البتہ میں توڑتا کعبے کی بنا کو اور بناتا میں اوسکو
جیسا حضرت ابراہیم نے اوسکو بنایا تھا اور داخل کرتا میں حطیم کو کعبے میں اور چوکھٹ کو زمین سے ملا دیتا اور کرتا میں اوسکے دو دروازے
ایک دروازہ شرقی اور ایک دروازہ غربی اور اگر میں جیونگا اگلے سال تک تو کرونگا ایسا ہی روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد اور
ترمذی وغیرہم نے تو نہ جیتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے سال تک اور نہ فراغت ہوئی خلفائے راشدین کو اس کی
یہاں تک کہ زمانہ ہوا حضرت عبد اللہ بن زبیر کا اور سنی تھی انھوں نے یہ حدیث حضرت عائشہ رض سے تو کیا انھوں نے ایسا ہی اور ظاہر کیے
قواعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اور بنا کیا اوسکو جیسا بنا کیا تھا انھوں نے بہت لوگوں کے سامنے اور داخل کیا حطیم کو خانہ کعبہ
میں تو جب قتل کیا حجاج ظالم نے اونکو برا جانا اوسنے کعبے کو رکھنا اس طور پر کہ بنایا تھا اوسکو عبد اللہ بن زبیر رض نے اور کر دیا اوسکو
جیسا تھا جاہلیت میں تو جب حطیم خانہ کعبہ سے ٹھہرا تو اس صورت میں طواف حطیم کو اندر کرکے کیا جاویگا یہاں تک کہ اگر خالی
جگہ میں داخل ہو کر طواف میں حطیم کو چھوڑ دیا نہیں جائز ہوگا لیکن اگر کوئی مصلی موںہہ کرکے حطیم کی طرف نماز پڑھیگا جائز نہوگی
اسواسطے کہ موںہہ کرنا طرف کعبے کے قرآن شریف سے ثابت ہے تو نہیں ادا ہوگا ساتھ خبر واحد کے اور طواف میں احتیاط کیواسطے داخل کیا
اسکو مضمون شرح وقایہ کا ہے ص اور پہلے تین پھیروں میں رمل کرے اور ایک پھیرا تمام ہوتا ہے حجر اسود سے حجر اسود تک اور
رمل اوسکو کہتے ہیں کہ دونوں کندھوں کو ہلاتے ہوئے اکڑتے ہوئے جلدی جلدی چلنا جیسے سپاہی معرکے میں کرتے ہیں اور اسکا
شجاعت دکھلانا تھا مشرکین کو کیونکہ کہا تھا انھوں نے واسطے صحابہ کے ضعیف کیا اونکو یثرب یعنی مدینے کے بخار نے پھر باقی رہا
یہ حکم اپنے حال پر بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ف اور روایت کیا بخاری مسلم نے اس حدیث کو ابن عباس سے اور اسی میں بہت
بہت حدیثیں ص اور جب حجر اسود پر گذرے بوسہ دے اسی طرح ہر پھیرے میں اور بوسہ دیوے رکن یمانی کو اور مستحب ہے بعد ختم کے
طواف کے ساتھ بوسہ لینے حجر اسود کے پھر پڑھے دو رکعت اور دو رکعتیں پڑھنا واجب ہیں ہر طواف میں ساتھ پھیروں کے بعد مقام ابراہیم
میں یا جس جگہ میسر ہو جاوے مسجد میں سے ف کیونکہ حدیث جابر میں ہے کہ جب آئے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مقام ابراہیم پر فرمایا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى یعنی لو مقام ابراہیم کا مصلی تو اس سے وجوب اس نماز کا
ثابت ہوتا ہے اور وہ جو صاحب ہدایہ نے دلیل وجوب کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وَلْيُصَلِّ الطَّائِفُ لِكُلِّ اُسْبُوْعٍ
رَكْعَتَيْنِ یعنی طواف کرنے والا پڑھے بعد ہر سات پھیروں کے دو رکعتیں بیان کیا ہے نہیں پایا گیا ہاں فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ثابت ہے صحیحین میں ہے حدیث ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف کرتے تھے حج اور عمرے میں تو آپ جلدی چلتے تھے
پہلے تین پھیروں میں اور آہستہ چلتے تھے پچھلے چار پھیروں میں پھر پڑھتے تھے دو رکعتیں اور روایت کی عبد الرزاق نے ابن
جریج سے انہوں نے عطاء سے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ لِكُلِّ اُسْبُوْعٍ رَكْعَتَيْنِ یعنی تھے پڑھتے بعد طواف
کے دو رکعتیں ص پھر لوٹ آوے اور چومے حجر اسود کو ف حدیث جابر میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ چکے دو رکعتیں
لوٹ آئے طرف حجر اسود کے ص اور نکلے اور چڑھے صفا پہاڑ پر اور مونہہ کرے طرف خانۂ کعبہ کے اور تکبیر کہے اور تہلیل کہے
اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اوٹھاوے دونوں ہاتھ اور دعا مانگے جو جی چاہے ف اسواسطے کہ حدیث جابر
میں ہے سو چڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر یہاں تک کہ دیکھا خانۂ کعبہ کو سو توحید بیان کی اللہ تعالی کی اور مونہہ کیا قبلے
کی طرف اور تکبیر کہی اور فرمایا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ پھر دعا کی درمیان
اسکے اور کہا مانند اسکے تین بار اور ماثور یہ ہے کہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ
كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ اور اوٹھاوے دونوں ہاتھ واسطے دعا کے اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر دعا مانگے اور
جب ہاں سے اوترے کہے اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنِيْ بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَتَوَفَّنِيْ عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاَعِذْنِيْ مِنْ مُّضِلَّاتِ
الْفِتَنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ص پھر چلے طرف مروہ پہاڑ کے دوڑتا ہوا درمیان دو میلوں سبز اور سرخ کے اور چڑھ جاوے
اوسپر اور کرے جیسا کیا تھا صفا پر اسی طرح کرے سات بار شروع کرے صفا سے اور ختم کرے مروہ پر ف یہ دو میل نشان ہیں بطن وادی
میں درمیان صفا اور مروہ کے تو جب پہونچے بطن وادی میں درمیان ان دونوں میلوں کے کہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ
عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ یہ مروی ہے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے اور کہے مروہ پر مثل صفا کے اور صفا کی طرف
جس دروازے سے چاہے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تھے دروازہ بنی مخزوم سے روایت کی طبرانی نے
ابن عمرؓ سے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ اِلَى الصَّفَا مِنْ بَابِ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ وَ
اَسْنَدَ اَيْضًا عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَنْ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ مِنْ بَابِ الصَّفَا وَرَوَى
ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ اِلَى الصَّفَا مِنْ بَابِ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ یعنی نکلے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے بنی مخزوم سے اور کہا جابر نے باب صفا سے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ نکلے صفا
کو دروازہ بنی مخزوم سے اور سات بار صفا سے مروہ کو جانا حدیث سے ثابت ہے صحیحین میں ہے ابن عمرؓ سے کہ آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں
سو طواف کیا خانۂ کعبہ کا سات بار اور پڑھیں پیچھے مقام ابراہیم کے دو رکعتیں اور طواف کیا درمیان صفا اور مروہ کے سات بار
اور دوڑنا درمیان صفا اور مروہ کے ہمارے نزدیک واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہے دلیل انکی یہ ہے کہ فرمایا حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسْعَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ یعنی دوڑو اسواسطے کہ فرض کیا اللہ نے تمپر دوڑنا یعنی درمیان
صفا اور مروہ کے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا یعنی نہین گناہ ہے اوسپر
طواف کرے درمیان ان دونون کے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور ذکر کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور
پوری حدیث یون ہے عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ شَیْبَۃَ عَنْ حَبِیْبَۃَ بِنْتِ اَبِیْ تِجْرَاۃَ اِحْدٰی نِسَاءِ بَنِیْ عَبْدِ الدَّارِ قَالَتْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَطُوْفُ وَالنَّاسُ بَیْنَ یَدَیْہِ وَھُوَ وَرَاءَھُمْ وَھُوَ یَسْعٰی حَتّٰی اَرٰی
رُکْبَتَیْہِ مِنْ شِدَّۃِ مَا یَسْعٰی وَھُوَ یَقُوْلُ اِسْعَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ اور روایت کیا اسکو
دارقطنی نے اور طریقے سے کہا صاحب تنقیح نے اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ یعنی اسناد اوسکی صحیح ہے اور صفا سے اسواسطے شروع
کرتے ہین کہ اللہ تعالی نے فرمایا اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ یعنی صفا اور مروہ اللہ کی نشانیون مین سے ہین اور فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِبْدَءُوْا بِمَا بَدَاَ اللّٰہُ بِہٖ یعنی شروع کرو اوس سے جس سے شروع کیا اللہ تعالی نے اور شروع کیا اللہ تعالی نے صفا سے اپنے
کلام مین روایت کیا اس حدیث کو اس لفظ سے نسائی اور دارقطنی نے اور اخراج کیا اوسکا مسلم اور ابوداود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور مالک وغیرہم نے ص اور ایک
پھیرا صفا سے مروہ تک کا ہوتا ہے پھر مروہ سے صفا تک دوسرا پھیرا تو شروع کرے دوڑنے کو صفا سے اور ختم کرے اوسکو ساتوین بار مین مروہ پر
اور روایت طحاوی مین ہے کہ سعی صفا سے مروہ تک ہے پھر مروہ سے صفا تک ایک پھیرا ہی حاصل یہ ہے کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آنا ایک
پھیرا ہے تو اس حساب سے چودہ پھیرے ہونگے اور ختم صفا پر ہوگا اور صحیح اول مذہب ہے پھر مقیم رہے مکے مین اور احرام باندھے رہے اور طواف کرے
خانہ کعبہ کا نفل جتنا چاہے ف اسواسطے کہ طواف مثل نماز کے ہے اور نماز نفل کا کوئی وقت معین نہین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلٰوۃٌ یعنی طواف خانہ کعبہ کا مثل نماز کے ہے اِلَّا اَنَّ اللّٰہَ اَحَلَّ فِیْہِ الْمَنْطِقَ فَمَنْ نَطَقَ
فَلَا یَنْطِقُ اِلَّا بِخَیْرٍ یعنی حلال کیا اللہ تعالی نے اوسمین کلام کو سو جو کوئی کلام کرے تو نکرے مگر بہتر اور یہ حدیث مرفوع
اور موقوف دونون طرح مروی ہے لیکن مرفوع سو روایت سفیان سے انھون نے عطاء بن سائب سے انھون نے طاؤس سے
انھون نے ابن عباس سے روایت کیا اوسکو حاکم اور ابن حبان نے اور نکالا اوسکو بیہقی نے روایت موسی بن اعین سے انھون نے لیث بن ابی سلیم سے
انھون نے عطاء سے انھون نے طاؤس سے مرفوعاً ساتھ اوسی لفظ کے اور روایت کیا انھون نے اوسکو اور طریقے سے اور روایت کیا اوسکو
ثقات نے موقوفاً لیکن عطاء بن السائب ثقہ ہے اور روایت ثقہ کی مقبول ہے اور حفظ اوسکا اخیر مین متغیر ہو گیا تھا اور جسنے اوس سے
قبل تغیر کے سنا تو روایت اوسکی صحیح ہے اور سفیان نے اونسے قبل تغیر کے سنا ہے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے طاؤس سے انھون نے
ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلٰوۃٌ فَاَقِلُّوْا فِیْہِ الْکَلَامَ یعنی طواف خانہ کعبہ کا
نماز ہے سو کم کرو اوسمین کلام ص اور خطبہ پڑھے امام مکے مین ساتوین تاریخ اور سکھاوے اوسمین طریقے حج کے مثلاً نکلنا طرف
منی کے اور نماز اور ٹھہرنا عرفات مین اور افاضہ یعنی لوٹنا اوس جگہ سے انکے سب طریقے بتلاوے اور دوسرا خطبہ نوین تاریخ کو
عرفات کے اور تیسرا خطبہ گیارھوین تاریخ منی مین تو ہر خطبے مین ایک دن کا فاصلہ ہے ف ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے منقول ہے اور اسی طرح پڑھا حضرت ابوبکر نے اور امام زفر کے نزدیک تین دن برابر خطبہ پڑھے آٹھوین تاریخ سے
دسوین تک ص پھر نکلے منی کو وقت دن ترویہ کے یعنی آٹھوین تاریخ ذی الحجہ کے اور ترویہ کے معنی سیراب کرنے کے ہین

باب خطبة الامام

اور عرب لوگ آج کے دن میں اونٹوں کو سیراب کرتے ہیں منٰی کی طرف آوے ٹھہرے وہاں روز عرفے کے فجر تک پھر وہان سے عرفات کو جاوے
ف اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جابر میں ہی کہ جب ہوا دن ترویہ کا توجہ کی انھوں نے طرف منٰی کے
اور اہلال کیا ساتھ حج کے سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پڑھین اونکے ساتھ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا اور فجر پھر
ٹھہرے تھوڑی دیر یہان تک کہ طلوع ہوا آفتاب اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ نماز فجر کی دن ترویہ مین مکے میں پڑھے
اور جب عرفات کو جاوے کہے اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُّ فَاجْعَلْ ذَنْبِيْ
مَغْفُوْرًا وَحَجِّيْ مَبْرُوْرًا وَارْحَمْنِيْ وَلَا تُخَيِّبْنِيْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِيْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
اور لبیک کہے اور تکبیر کہے اور تہلیل کرے اور مروی ہی ابن مسعود رضی سے روایت کیا اوسکو ابو ذر نے ص اور عرفات میں جہاں چاہے
ٹھہرے مگر بطن عرنہ مین کہ ایک مقام ہی اوس جگہ نہ ٹھہرے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ سب ٹھہرنے کی جگہ ہی اور
نہ ٹھہرو بطن عرنہ مین اور مزدلفہ سب وقوف کی جگہ ہی اور نہ ٹھہرو بطن محسر مین روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور حاکم نے ابن عباس سے
اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط مسلم کے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین ابن عمر رض سے اور ابو ہریرہ سے مانند حدیث ابن عباس رض
کے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور اسناد اوسکی ضعیف ہی ص اور جب زوال ہو آفتاب کا خطبہ پڑھے امام دو خطبے مانند
جمعے کے اور سکھائے اون مین طریقے حج کے مثلاً کھڑا ہونا عرفے مین اور مزدلفے مین اور رمی جمار اور نحر اور حلق اور طواف زیارت
ف اور یہ مروی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اخراج کیا اوسکا ابو داود اور امام احمد وغیرہ نے ص اور پڑھے اونکے
ساتھ ظہر اور عصر کو وقت ظہر مین ساتھ ایک اذان اور دو اقامتوں کے ف اور جمع کرنا اس مقام مین صحیح حدیثوں سے
ثابت ہو کر کیا جیسا اونکو کتاب الصلوۃ مین ص اور شرط ہی اسکے واسطے یہ کہ امام ہو اور احرام سے ہو دونوں نمازوں مین تو
نہین جائز ہوگی عصر اوسکی ساتھ امام کے جسنے نہین پڑھی ظہر ساتھ جماعت کے اور جسنے احرام نہین باندھا اور جس شخص نے کہ ظہر کی نماز
جماعت سے پڑھی اور پھر احرام باندھا تو نہین جائز ہی عصر اوسکو پڑھنا ساتھ امام کے مگر وقت عصر مین ف امام ظہر جائز ہی کہ ظہر اپنے وقت مین
ہی اور عصر نہین جائز ہی وقت ظہر مین مگر ساتھ شرط جماعت کے ظہر اور عصر مین اور احرام کے دونوں نمازوں کے وقت مین ص پھر جاوے
طرف موقف کے اور غسل کرنا اوس وقت سنت ہی ف تو اگر فقط وضو کیا جائز ہی اور دلیل سنت ہونے غسل عرفے کی کتاب الصلوۃ
مین گذری ص اور کھڑا ہو امام اونٹ پر قریب جبل رحمت کے مونہہ قبلے کی طرف کرکے اور دعا مانگے خوب کوشش اور عجز و
زاری سے اور سکھائے طریقے حج کے اور کھڑے ہوویں لوگ پیچھے امام کے نزدیک اور مونہہ سب کا قبلے کی طرف ہووے اور امام کے کلام کو
سنین ف لیکن کھڑا ہونا امام کا سواری پر سو اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے اونٹ پر روایت کی یہ جابر رض نے اور مونہہ
کرنا قبلے کی طرف سو اس واسطے کہ ذکر کیا صاحب ہدایہ نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خَيْرُ الْمَوَاقِفِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ یعنی بہتر
موقف وہ ہین کہ مونہہ ہووے اون مین طرف قبلے کے اور حدیث اس لفظ سے نہین پائی گئی لیکن روایت کی حافظ ابو نعیم نے
تاریخ اصبہان مین محمد بن معلی سے انھون نے ابن شہاب سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمر رض سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
خَيْرُ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ یعنی بہتر مجلسین وہ ہین کہ مونہہ ہو اون مین طرف قبلے کے اور روایت کیا حاکم
اور ب مین ایک حدیث طویل کو اور اول اوسکا یہ ہی اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شَرَفًا وَاِنَّ شَرَفَ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ

اور ضعیف کیا گیا یہ ساتھ ہشام بن ابی زیاد کے اور مرفوع ہی ابن عمرؓ سے اَكْرَمُ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ
اور اسناد مین اوسکی حمزہ نصیبی ہی منسوب ہی طرف وضع کے اور لیکن دعا کرنا سو اسواسطے کہ روایت کی بزار نے ابن عباسؓ
انھون نے فضل سے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے عرفے مین دعا کرتے تھے دونون ہاتھ کھینچے جیسے کوئی
کھانا طلب کرتا ہی اور اسناد مین اوسکی حسین بن عبد اللہ ہی ضعیف کیا اوسکو نسائی اور ابن معین نے لیکن کہا ابن عدی نے کہ لکھی جاویگی
حدیث اوسکی کیونکہ نہین دیکھی مینے اوسکی کوئی حدیث منکر کہ تجاوز کرے حد کو علاوہ اسکے روایت کی بیہقی نے ابن عباسؓ سے
کہ دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو يَدْعُو بِعَرَفَةَ يَدَاهُ إِلَى صَدْرِهِ كَاسْتِطْعَامِ الْمِسْكِينِ دعا مانگتے تھے
عرفے مین اور دونون ہاتھ اونکے سینے تک تھے جیسے کھانا مانگنے والا مسکین اور کوشش کرے دعا مین اسواسطے کہ حدیث
مین آیا ہی کہ دعا مانگی آپنے کوشش سے اس وقت مین اپنی امت کیواسطے سو قبول ہوئی دعا اونکی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے
آخر حدیث تک اور لبیک اس مقام پر دمبدم کہے اور امام مالک کے نزدیک اس مقام مین لبیک موقوف کرے اور دلیل ہماری یہ ہی
جو مروی ہی صحاح ستہ مین فضل بن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہا کرتے یہان تک کہ رمی کرتے جمرۂ عقبہ کی اور
زیادہ کیا ابن ماجہ نے کہ جب رمی کر چکتے تھے جمرۂ عقبہ کی موقوف کرتے تھے لبیک کو اور جمرۂ عقبہ کا بیان آگے آویگا ص اور جب
غروب ہوجاوے آفتاب دن عرفے کے آوے مزدلفہ مین اور جہان چاہے وقوف کرے مگر وادی محسر مین ف نہ ٹھہرے اور
دلیل اسکی اوپر گذری ص اور اوترے نزدیک جبل قزح کے اور پڑھے مغرب اور عشا کو ساتھ اذان اور اقامت کے وقت مین
عشا کے مغرب کو بھی پڑھے اور اس مقام مین جمع کرے ف اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی
ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علیؓ سے کہ وقوف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان تک کہ ڈوب گیا آفتاب جب
جب ڈوب چکا چلے وہان سے یہان تک کہ آئے مزدلفہ مین اور پڑھین لوگونکے ساتھ دونون نمازین مغرب اور عشا کی اور جب صبح ہوئے
آئے قزح پہاڑ پر اور وقوف کیا اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور بعد آفتاب کے ڈوبنے کے وہان سے چلنا اسمین مخالفت
مشرکین کی ہی جیسا کہ روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین مسور بن مخرمہ سے کہ کہا انھون نے خطبہ پڑھا ہمپر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے عرفات مین اور حمد کی اللہ تعالی کی اور ثنا کی اوسپر پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اَهْلَ الشِّرْكِ وَالْاَوْثَانِ كَانُوْا
يَدْفَعُوْنَ مِنْ هٰذَا الْمَوْضِعِ اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رُؤُسِ الْجِبَالِ كَاَنَّهَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ عَلٰى رُؤُسِهَا
وَاِنَّا نَدْفَعُ بَعْدَ اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ الحدیث یعنی مشرک اس مقام سے قبل غروب آفتاب کے جاتے ہین اور ہم بعد آفتاب کے ڈوبنے
جاتے ہین اور اگر خوف ہو اژدحام کا تو ٹھہر جانے مین کچھ حرج نہین اور جب بجوم موقوف ہوجاوے وہان سے روانہ ہو روایت کی
ابن ابی شیبہ نے کہ حضرت عائشہؓ منگاتی تھین پانی اور افطار کرتی تھین پھر وہان سے جاتی تھین ص اور جسنے مغرب کی نماز راستے مین
پڑھ لی یا ٹھہر کر عرفات مین پڑھ لی تو بھی اعادہ کرے جب تک فجر نہ طلوع ہووے کیونکہ اوسنے اگر نماز پڑھی مغرب کی قبل وقت عشا
کے نہین جائز ہی نزدیک امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے تو واجب ہی اعادہ اوسکا جب تک کہ فجر طلوع نہ ہووے اور پڑھے صبح کی نماز
اندھیرے مین ف اسواسطے کہ روایت کی ابن مسعود نے کہ پڑھی اوس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کی قبل وقت
معمول کے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے صحیحین مین ص پھر وقوف کرے اور دعا مانگے ف اسواسطے کہ حدیث جابر

مین ہی کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معلوم ہوئی اونکو صبح ساتھ اذان اور اقامت کے پھر سوار ہوئے قصوا پر یہان تک کہ آئے مشعر حرام مین اور مونہہ کیا طرف قبلے کے اور دعا مانگی اور تکبیر و تہلیل کہی اور توحید بیان کی اللہ تعالیٰ کی تو آپ توقف کرتے رہے یہان تک کہ خوب روشنی ہوگئی سو وقوف کیا آفتاب کے طلوع ہونے تک ص اور یہ وقوف ہمارے نزدیک واجب ہی اور رکن حج کا نہین ف اور امام شافعی کے نزدیک رکن ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے اور یہ وہم ہی کیونکہ امام شافعی کی کتابون مین اس وقوف کو سنت لکھا ہی اور دلیل ہماری ابن الہمام نے فتح القدیر مین بیان کی ہی اور ایک دلیل یہ ہی جو روایت کی اصحاب سنن نے ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بھیجتے اپنے گھر کے ضعیفون کو یا تقاضہ کرتے رات باقی ہوتی تھی اور فرماتے تھے کہ نہ رمی کرین جمرے کی یہان تک کہ طلوع ہو آفتاب تو اگر رکن ہوتا نہ حکم کرتے آپ ونکو ترک کا اور وجوب کی دلیل یہ ہی کہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی و نسائی ابن ماجہ نے عروہ بن مضرس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاضر ہو ہماری اس نماز مین اور وقوف کرے ہمارے ساتھ یہان تک کہ کوچ کرے اور وقوف کر چکا تھا وہ عرفے مین رات یا دن کو سو تمام ہوا حج اوسکا کہا حاکم نے صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ كَافَّةِ الْحَدِيْثِ یعنی صحیح ہی اور پر شرط اکثر محدثین کے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی ص اور جب خوب فجر روشن ہو جاوے آوے منیٰ مین اور رمی کرے جمرۂ عقبہ کی بطن وادی سے سات بار انگلیون سے اور تکبیر کہے ساتھ ہر کنکری کے ف یعنی سات کنکریان چھوٹی چھوٹی لیکر پھینکے اور منیٰ ایک بستی ہی اطراف مکے مین اور چھوٹی کنکریان اسواسطے پھینکے کہ ذلت ہو شیطان کی اور تاکہ لوگون کو اذیت نہو اور جس مقام سے چاہے کنکریان اوٹھالے مگر نزدیک جمرہ کی کیونکہ اوسکے نزدیک جو کنکریان ہین مردود ہین اور یہ حدیث مین وارد ہوا اور جمرہ کے معنی چھوٹا سنگریزہ اور عقبہ تنگ گھاٹی کو جو پہاڑون مین ہوتی ہی کہتے ہین اور کہا حضرت سعید بن جبیر نے کیا حال ہی سنگریزونکا کہ پھینکتے ہین لوگ اوسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے اور معلوم نہین ہوتین اور اب تک تو چاہیے تھا کہ ایک پہاڑ کنکریون کا ہو جاتا سو کہا حضرت ابن عباس نے کہ نہین جانا تو نے جسکا حج قبول ہو جاتا ہی تو اوسکی کنکریان اوٹھتی جاتی ہین اور جسکا قبول نہین ہوتا اوسی جگہہ پڑی رہتی ہین کہا مجاہد نے کہ جب سنا مینے یہ اونسے تو مینے اپنی کنکریون پر نشانی مقرر کر دی پھر آیا مین پاس جمرے کے اور ڈھونڈھا مینے اونکو سو نہ پایا مینے اور جائز ہی رمی جو قسم سے زمین کے ہووے مثلاً کنکر پتھر مٹی وغیرہ نہ لعل اور یاقوت اور چاندی اور سونا اور چھوٹی کنکریان انگوٹھے اور کلمے کی انگلی سے پھینکنا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ یعنی لازم ہی تمپر پھینکنا کنکریون کا انگلیون سے اور مروی ہی یہ صحاح مین روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے اور آسان یہ ہی کہ کنکری کو انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کے کنارے سے پکڑے اور اوسکو پھینکے اور اگر بڑی کنکریان پھینکے درست ہی سوا اسکے کہ بڑے پتھر پھینکنے لگے کہ لوگون کو اذیت ہو اور اگر رمی کی عقبے کے اوپر سے درست ہی لیکن مستحب ہی کہ بطن وادی سے کرے کیونکہ روایت کی ابو داؤد نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرتے تھے جمرے کی بطن وادی سے اور آپ اٹھے تکبیر کہتے تھے ساتھ ہر کنکری کے آخر حدیث تک اور کنکری انداز ہو تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مارا کرین بعض تم میں سے بعض کو اور جب پھینکو تم تو پھینکو مثل کنکری خذف کے یعنی چھوٹی کنکریان انگلیون سے اور مروی ہی یہ بہت احادیث مین اور اگر بدلے تکبیر کے سُبْحَانَ اللّٰهِ کہا جائز ہی اور لبیک کہنا موقوف کرے جب پہلی کنکری پھینکے ایسا ہی کرتے تھے سردار ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر کنکری کو ڈال دے کافی ہو جاویگا لیکن مخالف سنت کے

قبل فجر ہونے چوتھے دن کے نہ بعد طلوع فجر کے اور اگر ٹھہرا طلوع فجر تک تو واجب ہو گیا اوسپر رمی کرنا **ف** اسواسطے کہ روایت
ہی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب حلق کیا انھون نے رجوع کیا طرف مکے کے اور طواف کیا خانۂ کعبہ کا سات پھیرے پھر لوٹ آئے منی مین
اور نماز پڑھی ظہر کی منی مین اخراج کیا اوسکو مسلم نے ابن عمر سے کہا نافع نے اور تھے ابن عمر لوٹتے دن نحر کے پھر رجوع کرتے تھے طرف
منی کے اور پڑھتے تھے ظہر اوس جگہہ اور ذکر کرتے تھے کہ ایسا ہی کیا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حدیث جابر مین جو صحیح مسلم
مین موجود ہی خلاف اسکے کہ سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آئے خانۂ کعبہ مین اور نماز پڑھی ظہر کی مکے مین
اور نہین شک ہی اس بات مین کہ کوئی ایک سے وہم ہوا اور ثابت ہی حضرت عائشہ سے مثل حدیث جابر کے اور اسناد مین
اوسکی ابن اسحٰق حجت ہی صحیح مذہب پر اور اسیواسطے کہا منذری نے مختصر مین یہ حدیث حسن ہی کہا شیخ ابن الہمام نے جب جمع
ہو مین حدیثین اور ضرور ہو پڑھنا نماز ظہر کا کسی جا مین تو مسجد حرام مین بہتر ہی بوجہ کثرت ثواب کے اور سب جامین اور باقی سب امور حدیث
جابر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین **ص** اور جائز ہی رمی کرنا سوار ہو کے اور رمی جمرہ اولی کی جو مسجد خیف کے پاس ہی
اور جمرۃ الوسطی کی جو اوسکے بعد ہی بغیر سواری کے کرنا افضل ہی اور جمرۂ عقبہ کی سوار ہو کے افضل ہی **ف** اور مروی ہی
حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہی کہ ابراہیم جراح نے کہا کہ داخل ہوا مین ابو یوسف کے پاس اوس بیماری مین کہ
انتقال کیا انھون نے اوس مین تو کھولا مین نے آنکھین اپنی اور کہا مجھسے کہ رمی کرنا سوار ہو کے افضل ہی یا پیدل کرنا افضل ہی سو کہا
مینے پیدل کہا خطا کی تونے سو کہا مینے سوار ہو کے کہا خطا کی تونے اور کہا کہ جو رمی کہ اوسکے بعد ٹھہرنا اور تسبیح اور تہلیل اور دعا
لازم ہی وہ پیدل افضل ہی اور جو ایسی نہین او مین سوار ہو کے افضل ہی اور بیان کی وجہ اسکی تو مین چلا اونکے پاس سے یہان تک
کہ نہ پہونچا تھا گھر کے دروازے تک کہ خبر اونکے انتقال کی سُنی سو تعجب کیا مینے اونکے حفظ و یاد سے ایسے وقت بھی اسطرح مسائل کا
حفظ تھا **ص** اور اگر اسباب اپنا مکے مین بھیجدیا اور اقامت کی منی مین واسطے رمی کے مکروہ ہی **ف** اسواسطے کہ روایت کی
ابن ابی شیبہ نے عمر سے مَنْ قَدَّمَ ثِقْلَهُ قَبْلَ النَّفْرِ فَلَا حَجَّ لَهُ یعنی جو شخص بھیجدے اسباب اپنے کو قبل کوچ کے سو نہین ہی
حج اوسکا اور عمارہ سے کہا انھون نے کہ فرمایا حضرت عمر نے مَنْ قَدَّمَ ثِقْلَهُ مِنْ مِنًى لَيْلَةَ النَّفْرِ فَلَا حَجَّ لَهُ اور معنی ہین جب
تو چاہیے کہ ذات کو بھی اوسی جا ہے اور مکروہ ہی کہ رات کو رمی کی جگہہ پر رہے اسواسطے کہ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی عن عمر
اَنَّهُ كَانَ يَنْهٰى اَنْ يَّبِيْتَ اَحَدٌ مِّنْ وَّرَاءِ الْعَقَبَةِ وَكَانَ يَأْمُرُهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْا مِنًى وَاَخْرَجَ اَيْضًا
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ وَاَخْرَجَ اَيْضًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَرِهَ اَنْ يَّنَامَ اَحَدٌ اَيَّامَ مِنًى بِمَكَّةَ اور معنی اسکے
یہ ہین کہ مکروہ ہی ایام منی مین سوا منی کے اور جگہہ رات کو رہنا اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہی **ص** اور جب کوچ کرے مکے کو
اوترے محصّب مین **ف** اسواسطے کہ اوترے تھے اوسمین سردار ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہی صحاح ستہ مین
**ص** پھر طواف کیے طواف صدر کا سات پھیرے بغیر رمل اور سعی کے اور یہ طواف واجب ہی مگر اہل مکہ پر **ف** اسواسطے کہ روایت
کی ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے خانۂ کعبہ کا تو آخر کام اوسکا ساتھ خانۂ کعبہ کے یہ طواف ہووے
مگر حائضہ عورتین انکو رخصت دی اونکو اوسکے ترک مین کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور صحیحین مین ابن عباس سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اسکا اور اس سے وجوب اسکا ثابت ہوتا ہی اور جو لوگ کہ مکے کے رہنے والے ہین انپر طواف وداع نہین

اسو واسطے کہ یہ طواف وداع یعنی رخصت کا ہی اور مکے کے لوگ تو کعبے سے رخصت نہین ہوتے ہین **ص** پھر پیوے پانی زمزم کا

**ف** روایت ہی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر پانی دنیا مین پانی زمزم کا ہی کہ اوسمین کھانا ہی سیر کرنے والا اور شفا ہی بیمار کی یعنی پانی زمزم کا جو کوئی شخص سیر ہونے کی نیت سے پی لیوے خدا اوسکو اپنی قدرت سے سیر کرتا ہی روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر مین اور راوی اوسکے ثقہ ہین اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے بھی آخر حدیث تک اور روایت کی بزار نے ساتھ اسناد صحیح کے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی زمزم کا کھانا ہی سیر کرنے والا اور شفا ہی بیماری کی اور حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہی کہ ہم نام رکھتے تھے زمزم کا شباعہ یعنی سیر کرنے والا اور ہم پاتے تھے اوسکو اچھی مدد عیال و اطفال پر یعنی وہ اگر بھوکے ہوتے تھے تو اوسکے پانی سے سیر ہو جاتے تھے روایت کیا اوسکو طبرانی نے کبیر مین اور سنا اوسکی صحیح ہی اور حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہی کہ کہا مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ اِنْ شَرِبْتَهُ لِتَشْتَفِيَ شَفَاكَ اللّٰهُ وَاِنْ شَرِبْتَهُ لِشِبَعِكَ اَشْبَعَكَ اللّٰهُ وَاِنْ شَرِبْتَهُ لِقَطْعِ ظَمَئِكَ قَطَعَهُ اللّٰهُ وَهِيَ هَزْمَةُ جِبْرَئِيْلَ وَسُقْيَا اللّٰهِ اِسْمٰعِيْلَ یعنی پانی زمزم کا جس واسطے پیا جاتا ہی اوسی کے واسطے ہوتا ہی اگر پیے تو اوسکو شفا کے لیے شفا دیگا تجھکو اللہ تعالی اور اگر سیر ہونے کے واسطے پیے سیر کریگا تجھکو اللہ اور اگر پیاس موقوف ہونے کے لیے پیے تو موقوف کر دیگا پیاس کو تیری اللہ تعالی اور وہ پانوں مارنا حضرت جبرئیل کا ہی اور پانی پلانا اللہ کا حضرت اسمعیل کو روایت کیا اوسکو دار قطنی نے اور سکوت کیا اوس سے باوجود کہ شیخ اونکا اوسمین عمر بن حسین شنانی ہی طعن کیا او نیز ذہبی نے بسبب سکوت کرنے اونکے سے اوس حدیث پر اس بات سے کہ ضعیف کیا اوسکو دار قطنی نے اور مروی ہی اونسے کہ کاذب کہا انھون نے اوسکو اور اوسکے واسطے اور طعن ہین اور کہا کہ یہ حدیث اس اسناد سے باطل ہی نہین روایت کیا اوسکو ابن عیینہ نے بلکہ معروف حدیث جابر کی ہی روایت سے ابن ... اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور زیادہ کیا وَاِنْ شَرِبْتَهُ مُسْتَعِيْذًا اَعَاذَكَ اللّٰهُ یعنی اگر پیےگا تو اوسکو درانحالیکہ پناہ مانگنے والا ہی پناہ دیگا اللہ تجھکو اور تھے حضرت عبد اللہ بن عباس جب پیتے پانی زمزم کا فرماتے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ اور اس حدیث کی صحت مین کلام ہی بیان کیا اوسکو ابن الہمام نے اور طول کیا اس حدیث کی جرح اور تعدیل مین اور حق یہ ہی کہ یہ حدیث ثابت ہی بہت طریقون سے اور پیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اوسکا اور آپ تھے اوسمین ایک ڈول نکال کے کچھ پانی پی لیا اور باقی کو اوسمین ڈال دیا روایت کیا اوسکو واقدی نے تاریخ مین اور ابن سعد نے طبقات مین اور بعض روایتون مین ہی کہ آپ نے اوسمین تھوک دیا تھا اس سبب سے اوسکو یہ عزت اور شرف حاصل ہوا روایت کیا اوسکو امام احمد اور طبرانی نے ابن عباس سے **ص** پھر بوسہ دیوے چوکھٹ کو اور رکھے سینہ اپنا اور پیٹ اپنا ملتزم پر اور تھام رکھے پردہ کعبے کا ہاتھ مین پکڑ کر جیسا ... اور ملتے نہایت عجز و زاری سے اور ... حسرت کرتا ہوا اور روتا ہوا ... **ف** روایت کی ابو داود ... نے کعبے کی ... کیا [illegible] پناہ مانگتا ہو کہا کہ پناہ مانگتا ہون ... [illegible] ... کیا اوسکو ابن ماجہ نے [illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے

اور کہا منذری نے کہ شیخین اور محمد نے طواف کیا ساتھ عبد اللہ کے اور وہ شخص ہی ساتھ مثنی بن الصباح کے اور لاکن ہی مراد
اس جگہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہین تصریح کی اونکے نام کی عبد الرزاق نے اپنی روایت مین ساتھ سند صحیح کے اور ملتزم کو اسوا سطے مقرر کیا
کہ وہ میان رکن اور دروازہ کے ملتزم ہی روایت کی بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مَا بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْبَابِ مُلْتَزَمٌ یعنی جو میان رکن اور باب کے ملتزم ہی اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے کامل مین ابن عباس سے
مرفوعا اور وقف کیا اوسکا عبد الرزاق نے کہا انھون نے حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْکَرِیْمِ الْجَزَرِیِّ عَنْ
مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا بَیْنَ الخ اور ایسا ہی ہی مؤطا مین اور ملتزم اون مکانون مین سے ہی جہان دعا قبول ہوتی
ہی مروی ہی ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اللہ کی نہین دعا کی کسی نے اوس جگہ کبھی مگر قبول کیا اوسکو اللہ نے اور
حسن بصری کے رسالے مین ہی کہ دعا وہان پندرہ جگہ پر قبول ہوتی ہی وقت طواف کے اور نزدیک ملتزم کے اور نیچے میزاب کے اور خانہ کعبہ
اندر اور نزدیک زمزم کے اور پیچھے مقام ابراہیم کے اور صفا اور مروہ پر اور سعی کے وقت اور عرفات مین اور مزدلفہ مین اور منی مین
اور وقت جمرات کے اور ذکر کیا بعضون نے کہ وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے اور حطیم مین اور مستحب ہی کہ جاوے اندر خانہ کعبہ کے اور بیان ہو چکا
اور ان سب چیزون کا ص اور ساقط ہوگا طواف قدوم اوس شخص سے جسنے وقوف کیا عرفہ مین قبل جانے مکہ کے اور اوسکے
ترک کرنے سے کچھ اوسپر واجب نہین اسواسطے کہ یہ طواف سنت ہی اور سنت کے ترک سے کچھ واجب نہین ہوتا اور جسنے وقوف کیا عرفات
مین ایک ساعت بھی بعد زوال آفتاب نوین تاریخ کو دسوین تاریخ کے طلوع آفتاب تک تو پایا اوسنے حج کو ف تو اول وقت وقوف کا
عرفات مین بعد زوال کے ہی اور یہ گذرا حدیث جابر مین اور روایت کی دارقطنی نے کہ جو شخص وقوف کرے عرفات مین رات کو
تو اوسنے پایا حج کو اور جسکو فوت ہوا وقوف عرفات کا تو فوت ہوا اوسکا حج تو حلال ہو جاوے وہ عمرے سے اور لازم ہی اوسپر
حج اگلے سال اور اسناد مین اوسکی رحمۃ بن مصعب ہی کہا دارقطنی نے اور نہین لایا اوسکو کوئی سوا اوسکے اور روایت کی کچھ اوسمین
سے اصحاب سنن اربعہ نے ص اور جو شخص عرفات سے گذر گیا اور وہ سوتا تھا یا بیہوش تھا اور اہلال کیا اوس سے اوسکے رفیق نے
یا معلوم نہوا اوسکو کہ یہ عرفہ ہی صحیح ہوا حج اوسکا اور جسنے نہین وقوف کیا عرفات کا فوت ہوا حج اوسکا سو طواف کرے اور سعی کرے
اور حلال ہو جاوے اور قضا کرے حج کی اگلے سال یہ اوس شخص مین ہی کہ احرام باندھ چکا ہو حج کا اور عورت بھی سب کامون مین شامل مرد
کے ہی لیکن وہ کھولے سر نہ ف اور دلیل اسکی بیان کر چکے ص بلکہ کھولے مونہہ اپنا اور اگر مونہہ پر کوئی کپڑا ڈال لیوے
اور مونہہ سے جدا رہے تو درست ہی اور لبیک بھی جہر سے نکرے اور نہ سعی کرے درمیان دو میلون کے اور نہ حلق کرے بلکہ قصر کرے
اور پہنے سلے ہوئے کپڑے کو اور نہ قریب ہو حجر اسود کے اژدحام مین ف اور مونہہ پر کپڑا ڈال لینا اور مونہہ سے جدا رکھنا ثابت
ہی حضرت عائشہ سے مروی ہی روایت کیا اسکو ابو داود اور ابن ماجہ نے ص اور اگر عورت حائضہ ہو تو سب کام
حج کے کرے سوا طواف کے ف اسواسطے کہ طواف مسجد مین جا کر ہوتا ہی اور حائضہ کو مسجد مین جانا درست نہین جیسا
کہ کتاب الطہارۃ مین گذرا ص اور اگر کسی عورت کو بعد وقوف عرفات کے اور طواف الزیارۃ کے حیض ہو تو ساقط ہو جاویگا
اوس سے طواف رخصت کا یعنی طواف صدر اور احرام جیسا لبیک کہنے سے ہوتا ہی اسی طرح بدنہ ہانکنے سے بھی احرام
ہو جاتا ہی تو جو شخص کہ تقلید کی بدنہ کا ف یعنی اوسکے گلے مین علامت کے لیے نعل یا ٹکڑا نعل کا یا حضرت عائشہ نے

یا اوس میں کسی درخت کی چھال باندھ دیتے تاکہ معلوم ہوکہ یہ ہدی ہے یعنی کعبے میں جاتی ہے اور اسکو تقلید بدنہ کہتے ہیں ص نذر کے علاوہ یا نذر کی تھی یا بدلہ تھا شکار کا احرام میں یا مانند اسکے مثل قربانی کے بسبب جنایت کے جو اگلے سال میں واقع ہوئی تھی ف یعنی یہ قربانی یا بدلہ ہی شکار کا اوسنے احرام میں کیا تھا کیونکہ احرام میں شکار کرنا حرام ہی اور اگر کرے تو برابر اوسکے دوسرا جانور قربانی کرے اور جنایات کا بیان آگے آویگا ص اور وہ ارادہ کرتا ہی حج کا یا قربانی بھیجے اسواسطے کہ وہ تمتع کا ارادہ رکھتا ہی اور متوجہ ہوا ساتھ اوس قربانی کے مکے شریف کا سو وہ محرم یعنی احرام سے ہوگیا جیسا لبیک کہنے سے محرم ہوجاتا ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَلَّدَ بَدَنَةً فَقَدْ اَحْرَمَ یعنی جسنے تقلید کی بدنہ کی سو وہ محرم ہوگیا اور یہ حدیث مشہور میں ہی اور مرفوع نہیں پائی گئی ہان روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابن عباس اور ابن عمر سے اونکا قول اور نکالا سعید بن جبیر سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ تقلید کی تھی اوسنے بدنہ کی سو کہا انھوں نے کہ اس شخص نے احرام باندھا اور وارد ہوا مثل اوسکے حدیث مرفوع میں نکالا اوسکو عبد الرزاق نے اور روایت کی بزار نے مسند میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مضمون کو اور طبرانی نے قیس بن سعد سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ص اور اگر اشعار کیا یعنی ایک طرف سے اونٹ کی کوہان میں بائیں طرف چیر دیا تا معلوم ہو کہ یہ ہدی ہے یا اوسکی پیٹھ پر جھول کو ڈالا یا تقلید کی بکری کی تو محرم نہوگا ف اور اشعار کرنا ہمارے نزدیک مکروہ ہی اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک اچھا ہی اور اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہی اور کچھ مضایقہ نہیں اوسمیں اور جھول ڈالنے سے اسواسطے محرم نہیں ہوتا کہ وہ واسطے حفاظت کرنے مکھیوں وغیرہ سے ہوتی ہی تو حج کے افعال میں سے اوسکا شمار نہیں ص اور اگر بدنہ بھیجا تو محرم نہوگا جب تک کہ خود اوس سے مل نجاوے اور اگر ساتھ نہوا بدنہ کے بلکہ فقط اوسکو بھیجا تو محرم نہوگا اور جب ملجاویگا محرم ہوجاویگا ف کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کرتی تھی میں واسطے بدنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلادہ اور بھیج دیتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو اور حلال رہتے تھے اور یہ مروی ہی بہت حدیثوں صحیح میں روایت کیا اوسکو بخاری نے ص اور بدنہ اونٹ اور بیل اور گائے کو کہتے ہیں ف اور امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ کو کہتے ہیں تو ہمارے نزدیک گائے اور بیل ہدی بھیجنا دونوں درست ہیں اور شافعی کے نزدیک سوا اونٹ کے درست نہیں اور دلیلیں اونکی فتح القدیر میں مذکور ہیں

## باب قران اور تمتع کے بیان میں

قران افضل ہی حج مفرد اور تمتع سے ف جاننا چاہیے کہ حج مفرد کا بیان تو گذر چکا اور حج مفرد اوسکو کہتے ہیں کہ تنہا کرے حج کا اسطرح پر کہ اوس سال میں عمرہ نکرے یا عمرہ جدا کرے حج یا آیا شوال سے پہلے کرے اور تمتع اوسکو کہتے ہیں کہ احرام باندھکر عمرے کے افعال کرے حج کے مہینوں میں اور قبل حج کے لوٹ جانے کے بعد فارغ ہونے کے عمرے سے احرام کھول کے یا بغیر احرام کھولے حج بھی اوسی سال میں ادا کرے اگر قربانی ساتھ لیجاوے تو اوسکو حج سے پہلے حلال ہونا جایز نہیں اور تمتع نام اسکا اسواسطے ہی کہ تمتع فائدہ اوٹھاسکتا ہی اون چیزوں میں جو احرام میں منع ہیں درمیان احرام عمرہ اور حج کے بخلاف قران کرنے والے کے کیونکہ وہ اگر بعد عمرے کے کوئی جنایت کریگا قربانی لازم آویگی ص اور قران اوسکو کہتے ہیں کہ لبیک کہنا ساتھ حج اور عمرے کے ایک بار میں میقات سے ف اور قران افضل ہی تمتع سے [illegible] اور امام شافعی کے نزدیک تمتع افضل ہی اور دلیل ہماری وہ روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا [illegible] [illegible] لبیک کے واسطے حج اور عمرے کے ایک ساتھ [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

پس تمسک ساتھ اسکے اولی ہی اور ثابت ہوئی یہ حدیث عمران بن حصین رضی سے نکالا اوسکو دارقطنی نے محمد بن علی ازدی سے انھون نے ابو بن داود سے انھون نے شعبہ سے انھون نے حمید بن معارف سے انھون نے عمران بن حصین رضی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیے دو طواف اور سعی کی دوبار اور محمد بن یحیی کہا دارقطنی نے ثقہ ہی اوسکو ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے کتاب الثقات مین سوا اسکے کہ دارقطنی نے اس روایت مین اوسکی طرف وہم کی نسبت کی ہی اور کہا کہ صواب یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا ساتھ حج اور عمرے کے اور نہین ذکر ہی اوسمین سعی اور طواف کا اور حاصل یہ ہی کہ ذکر سعی اور طواف کا زیادت ہی اور زیادت ثقہ سے مقبول ہی علاوہ اسکے مروی ہی یہ ابن مسعود سے اور حضرت علی سے کما ابن ابی شیبۃ نے ثنا ھشیم عن منصور بن زاذان عن الحکم عن زیاد بن مالک ان علیا و ابن مسعود قالا فی القران یطوف طوافین ویسعی سعیین فھؤلاء اکابر الصحابۃ عمر و علی و ابن مسعود و عمران بن حصین رضی اللہ عنھم فان عارض ما ذھبوا الیہ روایۃ و مذھبا روایۃ غیرھم و مذھبہ کان قولھم و روایتھم مقدمۃ مع ما یساعد قولھم و روایتھم من ضم عبادۃ الی اخری انہ یفعل ارکان کل منھما ھذا ما قال الشیخ ابن الھمام فی حاشیۃ للھدایۃ ص اور قربانی کرے قران مین بعد رمی کے دن نحر کے اور اگر عاجز ہو قربانی سے تین روزے رکھے کہ آخیر روزہ اوسکا عرفے کے دن ہو یعنی ساتوین تاریخ سے روزہ رکھنا شروع کرے اور سات روزے بعد حج کے رکھے جہان چاہے یعنی بعد ایام تشریق کے کہ ان دنون مین روزہ رکھنا حرام ہی ف اور قربانی یا بکری ہو یا گائے ہو یا اونٹ ہو یا ساتوان حصہ گائے یا اونٹ کا ہو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی یعنی جو شخص تمتع کرے تو اوسپر لازم ہی ہدی اور تمتع بھی مثل قران کے ہی اور روزے رکھنا بھی قرآن سے ثابت ہین فرمایا اللہ تعالی نے فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام فی الحج وسبعۃ اذا رجعتم تلک عشرۃ کاملۃ یعنی جو شخص نپاوے قربانی کو تو اوسپر لازم ہین تین روزے حج مین اور سات جب تم لوٹے یہ دس روزے ہوئے پورے ص تو اگر فوت ہوئے تین روزے مقرر ہوئی قربانی ف یعنی پھر قربانی کرنا ضرور ہی اور امام شافعی کے نزدیک بعد حج کے یہ روزے رکھے اور قربانی واجب نہین اور امام مالک کے نزدیک ایام تشریق مین روزے رکھلے اور دلیل ہماری یہ ہی کہ جب عرفے کے دن تک روزے نرکھے تو چار دن کا روزہ رکھنا تو حرام ہوا اور جب چار دن گذر گئے تو اب جو روزہ رکھیگا تو حج مین نہوگا اور اللہ تعالی نے فرمایا فصیام ثلثۃ ایام فی الحج یعنی روزے تین دن کے حج مین چاہئین ص اور قارن اگر مکے مین نہ گیا بلکہ پہلے ہی سے وقوف کیا عرفات مین باطل ہوا عمرہ اوسکا اور واجب ہوئی اوسپر قربانی عمرے کے ترک سے اور ساقط ہوئی قربانی قران کی اور واجب ہوئی قضا عمرے کی ف یعنی عمرے کو ترک کیا اوسنے کیونکہ طواف نکیا اور کھول ڈالا احرام بغیر اوسکے تو واجب ہوئی اوسپر قربانی اور قربانی قران کی واجب نہوئی کیونکہ قران اوس جگہہ پایا نہین گیا ص اور تمتع بہتر ہی حج مفرد سے فاسواسطے کہ تمتع مین جمع ہی درمیان دو عبادتون کے مثل قران کے ص اور تمتع یہ ہی کہ احرام باندھے عمرے کے لیے میقات سے حج کے مہینون مین اور طواف کرے اور سعی کرے اور حلق کرے یا قصر کرے اور موقوف کرے لبیک کو اول طواف مین عمرے کے پھر احرام باندھے حج کا دن ترویہ کے اور قبل اوسکے افضل ہی اور حج کرے مفرد کے مانند جیسا کہ گذرا ف اور ایسا ہی کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حلق اور قصر کرنا امام مالک کے نزدیک نہین ہی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی معاویہ رضی نے

کہ قصر کیا تھا سینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہ عمرے میں تھا واللہ اعلم اور لبیک کو اول طواف میں موقوف کرے اسواسطے
کہ روایت کی ترمذی نے ابن عباس سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باز رہتے لبیک سے عمرے میں جب بوسہ دیتے تھے حجر اسود کو
اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہے عمرہ کرنے والا بوسہ لینے
حجر اسود تک اور یہ حدیث حجت ہے امام مالک پر کہ نزدیک اونکے لبیک کو وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے موقوف کرے ص مگر فرق یہ ہے
کہ رمل کرے طواف زیارت میں اور سعی کرے بعد اوسکے اور اگر متمتع نے قبل جانے منی کے بعد احرام کے طواف کیا اور سعی کی تو طواف
زیارت میں رمل نکرے اور نہ سعی کرے بعد اوسکے اسواسطے کہ وہ ایک بار دونوں کو کر چکا اور اوسپر لازم ہے ذبح کرنا اور نہ کافی ہوگی
اوسے قربانی دن نحر کے اور اگر عاجز ہو اوس سے روزہ رکھے مانند قارن کے اور یہ تین روزے رکھنا جائز ہیں بعد احرام کے نہ قبل احرام اور تاخیر
انکی مستحب ہے یعنی تین روزے جو رکھے جاتے ہیں حج میں جسکو قربانی میسر نہووے تو اوسکو بعد احرام کے حج کے مہینوں میں رکھنا اونکا
درست ہے اور افضل ہے کہ تاخیر کرے اس طرح پر کہ تین روزے پے درپے رکھے اور اخیر روزہ عرفے کے دن پڑے اور اگر متمتع قربانی کو ہانکنا چاہے
اور یہی افضل ہے احرام باندھے اور اپنی ہدی کو چلاوے اور سوق یعنی پیچھے سے ہدی کو ہانکنا افضل ہے اوسکو آگے چل کے کھینچنے سے اور اوسکو
قود کہتے ہیں ف اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ذوالحلیفہ میں اور ہدایا آپ کی ہانکی جاتی تھیں آگے اونکے
مگر جب سوق سے ہدی نہ چلے تو قود کرے ص اور تقلید کرے بدنہ کی اور یہ اولی ہے تجلیل سے ف تقلید کے معنی بیان کر چکے یعنی
اونٹ گائے کے گلے میں جوتا توشہ دان وغیرہ ڈال دیوے اور تجلیل جھول ڈالنے کو کہتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے لیکن تقلید افضل ہے تجلیل سے
اسواسطے کہ حدیث میں تقلید وارد ہے جیسا گذرا اور قرآن شریف میں ہے وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ ص اور تجلیل سے محرم نہیں ہوتا
جب تک لبیک نہ کہے اور تقلید سے ہو جاتا ہے اور مکروہ ہے اشعار یعنی چیر دینا کوہان اونٹ کا بائیں طرف سے اور اگر کرے تو بائیں طرف
سے ہو اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزہ مارا اوسکی بائیں طرف میں قصداً اور داہنی طرف میں اتفاقاً اور امام ابوحنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ رکھا اوسکو کیونکہ مشابہ ہے مثلہ کے ف اور مثلہ کے معنی تکلیف دینا اور منع کیا اس سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث عمران میں ہے کہ نہیں کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے میں مگر منع کیا ہمکو مثلہ سے اور مثلہ
حرام ہے مرتد میں جسکا قتل واجب ہے تو کیونکر ہوگا قربانی میں ص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسواسطے کیا تھا کہ
مشرکین تعرض کرتے تھے ہدایا سے مگر جب اشعار کرتے تھے تو باز رہتے تھے اوس سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مکروہ رکھا امام ابوحنیفہ نے
اشعار کو اپنے زمانے کے لوگوں کے واسطے کیونکہ وہ اوسمیں مبالغہ کرتے تھے یہاں تک کہ خوف ہوتا اوس سے سرایت زخم کا اور بعضوں نے
کہا ہے کہ اعتبار کرنا اوسکا تقلید پر مکروہ ہے ف اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہے اور صاحبین کے نزدیک مستحب ہے روایت ہے
جامع ترمذی میں کہ بیٹھے تھے ایک جگہ وکیع اور حدیث بیان کی انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اشعار کیا آپ نے اور کہا کہ ابوحنیفہ
کہتے ہیں کہ اشعار مثلہ ہے تو کہا ایک شخص نے ابراہیم نخعی سے بھی یہی مروی ہے کہ اشعار مثلہ ہے تو نہایت غصے ہوئے وکیع رحمۃ اللہ علیہ کہا کہ میں
تجھسے حدیث بیان کرتا ہوں قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تو بیان کرتا ہے اوسکے مقابلے میں قول ابراہیم کا اس لائق ہے کہ قید کیا جاوے تو پھر خلاصی
تیری جب تک کہ نہ ہٹتا تو اس قول سے انتہی اور سبب غصے ہونے وکیع کا یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شخص قول بیان کرے اور اوسکے مقابلے
کوئی کسی دوسرے کا قول مخالف اوسکے بیان کرے تو لائق تنبیہ کے ہے اسواسطے کہ معارضہ کرتا ہے وہ قول غیر کو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت ابن عمر نے

جب یہ حدیث بیان کی کہ لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ نہ منع کرو اللہ کی لونڈیوں کو یعنی عورتوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے
تو اونکے بیٹے نے کہا کہ ہم منع کرینگے اور عبد اللہ اس بات سے غصے ہوئے اور بہت برا کہا اونکو اور ترک کیا کلام اونسے مرتے دم تک اور اشعار
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے روایت کی ترمذی نے ابن عباسؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹکائیں دو جوتیاں اور اشعار کیا ہدی کا
داہنی طرف کو ذو الحلیفہ میں اور زائل کیا اوس سے خون کو کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو مسلم نے اور بخاری نے
بھی اور نہیں ذکر کیا داہنی اور بائیں طرف کو اور ہمارے نزدیک بائیں طرف کرے اگر کرے۔ روایت ہے ابی حسان سے انھوں نے ابن
عباسؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا جانب ایسر یعنی بائیں طرف میں پھر بہایا خون اوس سے اور تقلید کی اوسکی دو نعلوں سے روایت کیا اسکو
ابن عبد البر نے اور کہا کہ یہ حدیث منکر ہے حدیث ابن عباسؓ سے بلکہ مشہور وہ ہے جو روایت کی اونسے مسلم نے اور بہت لوگوں نے
داہنی طرف میں اور صحیح کیا ابن القطان نے کلام اوسکا لیکن روایت کی ابو یعلی نے ابن عباسؓ تک اور طریقے سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اشعار کیا بدنہ کا بائیں جانب میں پھر بہایا خون اوس سے اونگلی سے اور موطا میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جب ہدی بھیجتے تھے مدینے سے
تقلید کرتے تھے اوسکی دو نعلوں سے اور اشعار کرتے تھے اوسکا بائیں طرف سے اور یہ معارض ہے اوسکے جو روایت کی مسلم نے حاصل یہ ہے کہ ان
حدیثوں سے اشعار کرنا ثابت ہے تو عمل کرنا ان پر کچھ منافی مذہب امام ابو حنیفہ نہیں کیونکہ فرمایا آپنے مَا صَحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ مَذْهَبُنَا جو صحیح ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی مذہب ہمارا ہے اور وجہ اسکی یہ تھی کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور
اور ایمہ کو نقسانیت نہ تھی فقط ظاہر کرنا حق کا منظور تھا تو اشعار میں صحیح یہ ہے کہ سنت ہے لیکن چونکہ اب لوگ اوسمیں نہایت مبالغہ
کرنے لگے اور بخوبی کیفیت اشعار سے جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا واقف نہیں اور تقلید بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے
تو حتی المقدور احتیاط تقلید میں ہے اشعار سے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص اور عمرہ کرے اور نہ کھولے احرام عمرے کا یہاں تک کہ احرام باندھے حج کا دن
ترویہ کے اور قبل اوسکے افضل ہے اور احرام نہ کھولے عمرے کا جب سوق کیا ہو ہدی کا اور اگر نہیں سوق کیا ہدی کا تو حلال ہو جاوے احرام
عمرے سے جسطرح گذرا ف اور اس باب میں حدیث وارد ہے ذکر کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے ص اور حلق کرے دن نحر کے اور حلال ہو جاوے دونوں
احراموں سے ف یعنی ایک احرام حج کا اور ایک احرام عمرے کا ص اور نہیں ہے مکے کا رہنے والا ہے وہ افراد کرے اور قران اور تمتع نکرے ف
اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یہ اوسکے واسطے ہے کہ نہوں اہل اوسکے حاضر مسجد حرام
میں اور امام شافعی کے نزدیک مکی بھی قران اور تمتع کرسکتا ہے اور جو شخص میقات کے اندر داخل ہے وہ مثل مکی کے ہے اور وہ بھی تمتع اور قران نکرے ص
اور جسنے عمرہ کیا اور نہ سوق کیا ہدی کا اور لوٹ آیا اپنے گھر میں تو اوسکو احرام کھولنا صحیح ہے اور الم کیا اوسکا کامل ہو گیا اور تمتع باطل ہو جاویگا
اور جسنے سوق کیا ہدی کا تو لوٹنا اوسکو واسطے حج کے واجب ہوگا تو اب الم اوسکا فاسد رہیگا اور جب لوٹ آیا اور احرام باندھا حج کا تمتع اوسکا صحیح
رہیگا اور جسنے احرام باندھا قبل حج کے مہینوں کے اور طواف کیا اوس میں کم چار پھیروں سے اور پھر جب حج کے مہینے آگئے اور تمام کر لیا اوس طواف کو اور
حج کیا تو تمتع اوسکا درست ہوا اور اگر چار پھیرے کیے قبل حج کے مہینوں کے تو تمتع نہوگا اور ایک شخص کوفے کا رہنے والا ہے اور حلال ہوا عمرے سے حج کے
مہینوں میں اور سکونت کی اوسنے مکے میں یا بصرہ میں اور حج کیا تو وہ متمتع ہے اور اگر آیا واسطے عمرے کے اور توڑ ڈالا اوسکو اور قصر کیا پھر بصرے سے لوٹ آیا اور پھر
عمرے کی قضا کی حج کے مہینوں میں اور حج کیا اوسی سال میں تو متمتع نہوگا مگر جب لوٹ آیا اپنے گھر میں اور پھر عمرہ کیا حج کے مہینوں میں اور اوسی سال حج کیا تو متمتع
ہوگا اور جسنے عمرہ کیا حج کے مہینوں میں اور اوسی سال حج کیا تو جو ان میں سے فاسد ہو گیا اوسکو کرتا چلا جاوے اور ساقط ہوگا دم تمتع کا

## باب جنایات کے بیان مین

اگر خوشبو لگائی محرم نے کسی عضو کو یا خضاب کیا اسکا ساتھ مہندی کے یا تیل لگایا یعنی تیل کو کسی عضو مین اور تیل خالص ہو
زیتون کا یا تل کا تو واجب ہوگا دم نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور صاحبین کے نزدیک صدقہ واجب ہی اور امام شافعی کے نزدیک اگر تیل کو بالون مین
استعمال کیا تو واجب ہوگا دم اور اگر استعمال کیا اوسکو اور جگہ مین تو اوسپر کچھ نہین اور اگر تیل خوشبودار ہی جیسے تیل بنفشہ کا تو واجب ہوگا دم
بالاتفاق بسبب خوشبو کے یا سیے ہوئے کپڑے کو پہنا یا چھپایا سر کو ایک دن تک یا سنڈا یا چوتھائی سر کو یا پچھنے لگانے کی جگہ کے بال مونڈے
یا ایک بغل کے بال یا دونون کے بال زیر ناف کے یا گردن کے دور کیے یا ناخون ہاتھون کے کاٹے یا پیرون کے ایک مجلس مین یا ایک ہاتھ یا ایک پیر
یا طواف قدوم کیا یا طواف صدر کیا اور وہ جنب تھا یا فرض طواف بے وضو کیا یا لوٹا عرفات سے قبل امام کے یا ترک کیا طواف زیارت مین ایک
پھیرا یا دو پھیرے یا تین پھیرے کیونکہ اگر تین پھیرے سے زیادہ ترک کیا تو محرم رہیگا یہان تک کہ طواف کرے یا ترک کیا طواف صدر کا یا چار پھیرے اوسکے ترک
کیے یا سعی کو ترک کیا یا وقوف مزدلفہ کو یا سب رمی کو یا ایک دن کی رمی کو یا پہلی رمی کو اور وہ رمی ہی جمرۂ عقبہ کی دن نحر کے یا اکثر کو
اوسکے ترک کیا مثلاً چار کنکریان پھینکنا ترک کین اور باقی پھینکین یا حلق کیا زمین حل مین واسطے حج کے یا عمرہ کے اسواسطے کہ حلق چاہیے منی مین
اور وہ حرم مین داخل ہی اور جو عمرہ کرنے والا نکل گیا حرم سے قبل حلال ہونے کے اور پھر آیا حرم مین تو اوسپر کچھ نہین اور حج کرنے والے اگر ایسا کیا
تو اوسپر دم لازم آویگا یا بوسہ لیا یا چھوا شہوت سے انزال ہو یا نہو یا تاخیر کی حلق کی یا فرض طواف کی ایام نحر سے یا ایک فعل کو دوسرے پر مقدم
کیا مثلاً حلق کیا قبل رمی کے یا قربانی کی قران کرنے والے نے قبل رمی کے یا حلق قبل ذبح کے تو ان سب صورتون مین اوسپر دم لازم ہی اور قارن پر
دو دم لازم آوینگے اگر حلق کیا اوسنے قبل ذبح کے ایک دم تو حلق کا قبل اوسکے وقت کے اور ایک دم ذبح کی تاخیر کا حلق سے اور نزدیک صاحبین کے
ایک دم لازم آویگا ف اور اگر سر دی یا مرض کی ضرورت سے محرم سر یا تمام بدن کو ڈھانپے یا سیے ہوئے کپڑے پہنے جب تک وہ ضرورت باقی
ہو ایک ہی قربانی لازم آتی ہی اگرچہ ایک قمیص کی ضرورت کے وقت دو قمیص بھی پہنے یا ٹوپی پہننے کی ضرورت کے ساتھ عمامہ بھی باندھے
اور اگر ایک عضو کے ڈھکنے کی ضرورت کے وقت دو عضو کو چھپایا جیسا کہ ڈھانکنے کی ضرورت تھی کرتا بھی پہنا یا فقط ایک وقت ضرورت
تھی بلے ضرورت دوسرے وقت بھی ڈھانکا تو دو کفارہ لازم آویگا ص اور اگر خوشبو لگائی کم ایک عضو سے یا چھپایا سر اپنا یا سیا ہوا
کپڑا پہنا ایک دن سے کم مین یا مونڈا سر کم چوتھائی سر سے یا کترے ناخون کم پانچ سے یا پانچ متفرق یا طواف قدوم اور صدر کا بے وضو کیا
یا سات پھیرون مین سے طواف صدر کے تین پھیرے ترک کیے یا تین جمرون مین سے ایک کی رمی ترک کی یا مونڈا دوسرے شخص کا سر صدقہ دیو نصف
صاع گیہون ہی اور اگر خوشبو لگائی یا سر مونڈا عذر سے ذبح کرے یا صدقہ دیوے تین صاع طعام کے چھ مسکینون پر یا تین روزے رکھے اور اگر اوسنے
وطی کی اگرچہ بھولے سے ہو قبل وقوف عرفات کے جو فرض ہی باطل ہو جاویگا حج اوسکا اور حج کرتا چلا جاوے اور ذبح کرے اور پھر قضا کرے حج کی
اور یہ لازم نہین کہ عورت کو چھوڑ دے حج کی قضا مین اور نزدیک امام مالک کے چھوڑ دے اوسکو جب نکلین دونون اور امام زفر کے نزدیک
احرام باندھین اور امام شافعی کے نزدیک جب اوس مقام کو پہونچے جہان جماع کیا تھا اوس سے چھوڑ دے اوسکو اور اگر وطی کی بعد وقوف کے
تو نہ فاسد ہوگا حج اوسکا اور واجب ہوگا بدنہ اور وطی مین بعد حلق کے ایک بکری لازم آتی ہی اور عمرہ مین اگر اوسنے چار پھیرے طواف کے کر لیے
اور بعد اوسکے جماع کیا تو فاسد نہوگا اور واجب ہوگا ذبح اور اگر قبل اسکے کیا عمرہ فاسد ہوگا تو کرتا چلا جاوے اور ذبح کرے اور پھر قضا کرے
تو اگر قتل کیا محرم نے صید کو یا بتایا اوسکے قاتل کو اول بار یا دوسری بار بھولے سے یا قصد سے تو اوسپر اوسکی جزا لازم ہی اگرچہ جانور درندہ ہو

یا اکنس رکھتا ہو آدمی کے ساتھ یا کیتر ہے ایسا کہ اوڑ نہین سکتا یا محرم ناچار ہے اوسکے کھانے کے لیے تو ان سب صورتون مین جزا لازم آویگی **ف** جاننا چاہیے کہ شکار خشکی کا محرم پر حرام ہے اور دریا کا شکار حلال ہے فرمایا اللہ تعالی نے وَاُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ حلال کیا تمہارے واسطے شکار دریا کا اور خشکی کا جانور وہ ہے کہ خشکی مین پیدا ہوتا ہے اور اوسمین رہتا ہے اور دریا کا جانور وہ ہے کہ اوسمین پیدا ہوا ہے اور اوسی مین رہتا ہے اور نکال لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مین سے کتے کاٹنے والے اور بھیڑیے اور چیل اور کوے اور سانپ اور بچھو اور کوے سے مراد وہ ہے جو مردار کھاتا ہے اور جزا اوسکی اسواسطے لازم ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْکُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ آخر آیت تک اور نہ قتل کرو شکار کو اور تم احرام مین ہو اور جو قتل کرے اوسکو تم مین سے قصدًا تو اوسپر جزا ہے اور بتانا اور اشارہ کرنا بھی شکار کرنے مین داخل ہے بسبب حدیث قتادہ کے جو اوپر گذری اور کہا عطا رحمہ نے کہ اجماع کیا لوگون نے اس بات پر کہ بتانے والے پر بھی جو کرنے والے پر ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِهٖ دلالت کرنے والا بہتری پر مانند کرنے والے کے ہے تو دلالت کرنے والا بدی پر مانند کرنے والے کے ہے **ص** اور جزا اوسکی یہ ہے جو قیمت مقرر کر دین اوسکی دو شخص عادل جس جگہہ پر وہ جانور قتل ہوا ہے یا اوسکے قریب یعنی قیمت اوس جانور کی اوسی حساب سے لگائی جاویگی جہان وہ جانور قتل ہوا ہے اور اگر اوسکی اوس جا پر قیمت نہین تو اوسکے قریب مکان مین قیمت اوسکی لگائی جاویگی لیکن اگر درندہ جانور ہے تو جزا اوسکی ایک بکری سے زیادہ نہوگی پھر جائز ہے واسطے قاتل کے کہ اوس قیمت سے ہدی کو خرید کرے اور ذبح کرے اوسکو مکے مین یا قیمت میں طعام لے اور مسکینون پر تصدق کرے ہر مسکین پر نصف صاع گیہون سے یا ایک صاع کھجور سے یا جو سے اور اس سے کم نہ دیوے یا ہر مسکین کے بدلے طعام سے ایک ایک روزہ رکھے اور اگر فاضل ہو مسکین کے طعام سے صدقہ کرے اوسکا یا ایک روزہ رکھے اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا ہے اور امام محمد و شافعی کے نزدیک اگر اوس جانور کے مثال دوسرا جانور پیدا ہو تو واجب ہے وہی جانور مثلاً ہرن مین اور ضبع مین بکری ہے اور خرگوش مین بکری کا چھوٹا بچہ اور یربوع مین جفرہ یعنی چار مہینے کی بکری اور شتر مرغ مین بدنہ اور حمار وحشی مین گائے اور کبوتر مین بکری **ف** اور دلائل انکے اور تمسکات ہر ایک کے شرح وقایہ اور ہدایہ مین مذکور ہین جسکا جی چاہے دیکھ لیوے اور کبوتر مین بکری لازم آتی ہے امام محمد و شافعی کے نزدیک حالانکہ مشابہت صورت مین متحقق نہیں موطا مین امام مالک سے ہے کہ حضرت عمر نے فیصلہ کیا اس طرح پر کہ ضبع مین بکری ہے اور ہرن مین بکری ہے اور خرگوش مین عناق اور یربوع مین جفرہ اور روایت کی امام شافعی نے کہ حضرت عمر اور عثمان اور علی اور زید بن ثابت اور ابن عباس اور معاویہ رضی اللہ عنہم ان سب نے کہا کہ شتر مرغ اگر قتل کرے اوسکو محرم تو ایک بدنہ ہے اونٹ سے اور اوسمین ضعف ہے اور انقطاع ہے اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس سے فِی حَمَامِ الْحَرَمِ شَاۃٌ یعنی کہا ابن عباس نے کہ کبوتر مین حرم کے ایک بکری ہے وَفِی بَیْضَتَیْنِ دِرْهَمٌ وَفِی النَّعَامَةِ جَزُوْرٌ وَفِی الْبَقَرَةِ بَقَرَةٌ وَفِی الْحِمَارِ بَقَرَةٌ یعنی دو انڈون مین ایک درہم ہے اور شتر مرغ مین قربانی ہے اور گائے مین اور حمار وحشی مین گائے ہے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ضبع صید ہے اور اوسمین ایک بکری ہے ایسا ہی ہے اوسکے بدلے مین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے جابر بن عبد اللہ سے کہ پوچھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ضبع کو کہ وہ صید ہے فرمایا کہ ہان اور مقرر کیا اوسمین ایک بکرا جب قتل کرے اوسکو محرم اور روایت کیا اوسکو حاکم نے جابر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضبع صید ہے تو جب ہووے محرم اوسکو قتل کرے تو اوسمین ایک بکرا ہے اور کہا کہ صحیح ہے اور نہین نکالا اوسکو بخاری و مسلم نے **ص** اور اگر کسی جانور کو زخمی کیا یا بال اوسکے اکھاڑ لیے یا کوئی عضو کاٹ ڈالا تو جو اوسمین نقصان ہوا ہے وہ صدقہ دینا پڑیگا اور اگر پر کسی طائر کے اوکھاڑ لیے یا اوسکے [illegible]

اور اوس مین سے بچہ مردہ نکلا تو اس صورت مین قیمت دینا پڑیگی اور پیڑ کاٹنے مین سارے جانور کی قیمت لازم آویگی اسواسطے کہ اوسکو بیکار دیا
اور انڈے توڑنے مین اوسکی قیمت دیوے اور اگر بچہ بھی مردہ اوس مین سے نکلے تو زندہ بچے کی قیمت دیوے اور جو شخص احرام سے نہین ہے وہ بھی حرم کے
جانور کو شکار کرے یا اوسکا دودھ لیوے یا وہان کی گھانس کاٹے اور درخت کو وہان کے جو کسیکی ملک نہین ہے اور نہ آدمی اوسکو بوتے ہین تو قیمت اوسکی
لازم آویگی مگر جو گھانس خشک ہو گئی ہو یا درخت خشک ہو گیا ہو اور ان چار چیزون مین روزہ نہین ہے **ف** کہا عبدالرزاق نے
**حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِي بَيْضِ النَّعَامِ**
**يُصِيبُهُ الْمُحْرِمُ ثَمَنُهُ وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْهُ قَالَ فِي كُلِّ بَيْضَتَيْنِ دِرْهَمٌ وَفِي كُلِّ بَيْضَةٍ نِصْفُ**
**دِرْهَمٍ وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ**
**عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فِي بَيْضِ النَّعَامِ قِيمَتُهُ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ خُصَيْفٍ وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ**
**مِثْلَهُ عَنْ عُمَرَ مُنْقَطِعًا وَأَخْرَجَ نَحْوَهُ عَنْ مُجَاهِدٍ وَالشَّعْبِيِّ وَالنَّخَعِيِّ وَطَاؤُسٍ وَفِيهِ حَدِيثٌ مَرْفُوعٌ**
**رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ هٰكَذَا قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ فِي كِتَابِهِ** حاصل یہ ہے کہ ہر انڈے
مین آدھا درم ہے اور یہ کہا ابن مسعود اور عمر اور بہت تابعین نے **ص** اور نہ چراوے وہان کی گھانس اور نہ کاٹے مگر اذخر کو اور جسنے جون یا
ٹیڈی کو قتل کیا صدقہ دیوے جو چاہے اگرچہ کم ہو مثلاً ایک کف طعام اور اگر کوے اور چیل اور سانپ اور چوہا اور کتا کاٹنے والا ان چیزونکو
قتل کیا تو کچھ نہین لازم ہے **ف** فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ چیزین ہین کہ قتل کی جاوین حل اور حرم مین کوا
اور چیل اور بچھو اور سانپ اور کتا کاٹنے والا روایت کیا اسکو بخاری مسلم نے اور یہ وارد ہے بہت حدیثون مین اور ایک روایت مین
ابوداؤد کی ہے کہ جو درندہ حملہ کرنے والا ہو **ص** اور اسی طرح مچھر اور پسو اور چیچڑی اور کچھوا اور درندہ حملہ کرنے والا اگر قتل کرے انکو کچھ
نہین لازم آتا اور جائز ہے واسطے محرم کے ذبح کرنا بکری اور گاے اور اونٹ اور مرغی اور بطخ جو پلی ہوئی ہے اور محرم کو کھانا اوس جانور کا
جسکو حلال نے یعنی جو شخص محرم نہین اوسنے شکار کیا ہے اور ذبح کیا ہے درست ہے جب کہ محرم نے نہ بتایا ہو اوس جانور کو اور نہ حکم کیا ہو
اوسکے شکار کا **ف** اور اس باب مین حدیث وارد ہے **ص** اور جو شخص داخل ہووے حرم مین اور اوسکے پاس صید ہو تو اوسکو چھوڑ دیوے
جب اوسکے ہاتھ مین ہووے اور جو کسیکے ہاتھ بیچ چکا ہو تو اوسکو پھیر لے جب وہ جانور خریدنے والے کے ہاتھ مین ہووے
اور اگر نہو تو اوسپر جزا لازم ہے اور اگر کسی محرم نے صید کو بیچا تو اوسکو پھیر لیوے اگر وہ جانور اوسکے ہاتھ مین یعنی خریدنے
والے کے موجود ہو اور اگر نہو تو جزا دے اوسکی برابر ہے کہ جسکے ہاتھ بیچا ہو وہ احرام سے ہو یا نہو اور جس شخص نے احرام باندھا اور اوسکے
گھر مین یا پنجرے مین جو اوسکے ساتھ ہے ایک صید ہے تو اوسپر چھوڑنا اوسکا لازم نہین بخلاف اوسکے جو حرم مین صید کے داخل ہو تو اوسکا
چھوڑنا اوسکا واجب ہے اور جو کوئی شخص محرم نہ تھا اور اوسنے صید پکڑا پھر احرام باندھا اور اوسکے ہاتھ سے دوسرے نے لیکے اوسکو
چھوڑ دیا تو چھوڑنے والے پر اوسکی قیمت لازم آویگی اور اگر محرم نے کوئی صید پکڑا اور کسی نے اوسکے ہاتھ سے لے کے چھوڑ دیا تو اوسکو قیمت
لازم نہین اور جو کسی محرم نے دوسرے محرم کا شکار کہ اوسنے احرام مین اوسکو پکڑا تھا مار ڈالا تو دونون پر اوسکی جزا لازم ہے اور پکڑنے والا قاتل
اوسکی قیمت لے لیوے اور جس چیز سے مفرد حج کرنے والے پر ایک دم ہے تو قارن پر اوس چیز مین دو دم ہین ایک دم حج کا اور ایک دم عمرہ کا مگر جس صورت
مین قارن نے میقات سے تجاوز کیا بغیر احرام کے تو اوسپر ایک ہی دم لازم ہے کیونکہ جب میقات پر پہونچا تو ایک احرام اوسپر واجب ہے اور ایک واجب کی تاخیر سے

ایک ہی دم لازم ہی اور جو دو شخص ہین کہ دونون محرم ہین ایک صید کو قتل کیا تو ہر ایک پر کامل جزا لازم ہی اور اگر ایک صید کو حرم مین دو شخص نے کہ دونون حلال ہین اور احرام سے نہین ہین مارا تو اون دونون پر ایک جزا نصف نصف لازم ہی اور اگر بیچا محرم نے کسی صید کو یا خریدا اوسکو تو بیع باطل ہی اور اگر ذبح کیا اوسکو تو کھانا اوسکا حرام ہی اور اگر اوسمین سے کچھ کھا لیا اوسکو موافق اوسکے جتنا کھایا قیمت دینی پڑیگی اور جو اوسکو ذبح کیا ہی کسی محرم نے اور کھایا اوسکو دوسرے محرم نے تو نہین لازم آویگی کھانے والے کو قیمت اوسکی لیکن اوسپر کھانا اوسکا حرام تھا اور اگر کسی نے ایک ہرنی کو حرم سے نکال دیا اور جنی اوس ایک بچہ جنا اور بچہ بھی مر گیا اور ہرنی بھی مر گئی تو نکالنے والے پر دونون کی جزا لازم ہی اور اگر اوسکی جزا دے دی اور پھر بچہ ہوا اوسکا تو نہین لازم ہی اوسپر جزا بچے کی

## باب میقات سے آگے جانے مین بغیر احرام کے

ایک آفاقی ہی کہ ارادہ رکھتا ہی حج کا یا عمرے کا اور تجاوز کیا اوسنے میقات سے بغیر احرام کے لازم آویگا اوسپر دم اور جو لوٹ آیا طرف میقات کے اور احرام باندھا تو ساقط ہو جاویگا اوس سے دم بالاتفاق یا وہ احرام باندھ چکا تھا اور کوئی عمل حج کا بجا نہین لایا تھا اور آیا طرف میقات کے اور لبیک کہی تو ساقط ہوگا اوس سے دم نزدیک ہمارے اور امام زفر کے نزدیک نہین ساقط ہوگا اور جو کوئی عمل حج کا کر لیا مثلاً طواف شروع کر چکا تھا یا بوسہ لیا تھا حجر اسود کا پھر آیا طرف میقات کے لبیک کہتا ہوا تو نہین ساقط ہوگا اوس سے دم اجماعاً اور لبیک کی قید اسواسطے ہی کہ اگر لوٹ آیا طرف میقات کے اور لبیک نہ پکارا تو امام صاحب کے نزدیک دم نہین ساقط ہوگا اور صاحبین کے نزدیک ساقط ہو جاویگا اور اسی طرح ملے کا رہنے والا جو ارادہ رکھتا ہی حج کا اور متمتع جو فارغ ہوا عمرے سے اور نکل گئے دونون حرم سے اور احرام باندھا انھون نے تو لازم آویگا دم اون دونون پر اسواسطے کہ میقات اِن دونون کا حرم ہی اور اگر کوئی کوفے کا رہنے والا بستان مین داخل ہوا کسی حاجت کیواسطے تو اوسکے لیے داخل ہونا ملے مین بغیر احرام کے جائز ہی اور میقات اوسکا بستان ہی مانند اوسکے جو بستان مین رہتا ہی اور بستان بنی عامر کا ایک مقام ہی داخل میقات کے اور خارج ہی حرم سے تو اگر کسی شخص نے جو بستان کا رہنے والا ہی یا اوسمین داخل ہو تھا احرام باندھا انھون نے حل سے اور وقوف کیا عرفے مین تو کچھ حرج نہین اسواسطے کہ احرام باندھا انھون نے اپنی میقات سے اور جو شخص داخل ہوا ملے مین بغیر احرام کے لازم ہی اوسپر حج یا عمرہ تو جب داخل ہوا ملے مین بغیر احرام کے پھر لوٹ آیا طرف میقات کے اوسی سال اور احرام باندھا حج کا اور سبب جیسے نذر کی تھی اوسنے حج کی تو ساقط ہوا اوسپر جو واجب ہوا تھا اوسپر داخل ہونے ملے مین بلا احرام کے اور وہ حج تھا یا عمرہ تو یہ حج کافی ہو جاویگا اوس سے اور اگر بعد اوس سال کے آیا طرف میقات کے تو یہ حج کافی نہوگا اور جسنے تجاوز کیا اپنی میقات سے اور احرام باندھا عمرے کا اور فاسد کر دیا اوسکو عمرہ کرتا چلا جاوے اور پھر قضا کرے اور نہین ہی دم اوسپر بسبب ترک کرنے احرام کے میقات مین اور جو ملے کا رہنے والا ہی اور طواف کیا اوسنے واسطے عمرے کے اور ابھی ایک پھیر کیا تھا کہ احرام باندھا حج کا ترک کرے حج کو اور لازم ہی اوسپر دم اور حج اور عمرہ اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور صاحبین کے نزدیک ترک کرے عمرے کو اور اگر چار پھیر کر لیے تو ترک کرے حج کے احرام کو سب کے نزدیک اور اگر تمام کر لیا اون دونون کو یعنی عمرہ اور حج کو تو صحیح ہوا اور ذبح کرے قربانی اور جسنے احرام باندھا حج کا اور حج کیا پھر احرام باندھا دن نحر کے دوسرے حج کا اگلے سال مین تو اگر حلق کیا واسطے اول حج کے قبل اس احرام کے لازم ہوگا اوسکو دوسرا حج بغیر دم کے اور اگر نہ حلق کیا لازم ہوگا اوسکو دوسرا ساتھ دم کے تو اب برابر ہی کہ حلق کرے یا نکرے دم لازم آویگا اور جس شخص نے عمرہ ادا کیا مگر حلق نہین کیا اور احرام باندھا دوسرے عمرے کا ذبح کرے ایک آفاقی نے احرام باندھا حج کا پھر عمرہ کا لازم ہوئے اوسپر دونون اور عمرہ باطل ہو جاتا ہی ساتھ وقوف کے عرفات مین قبل افعال عمرے کے اور اگر فقط توجہ کرے طرف عرفات کے تو باطل

نہین ہوتا تو اگر طواف کیا حج کا پھر احرام باندھا عمرے کا اور عمرہ اور حج دونون کرتا چلا گیا ذبح کرے اور مستحب ہی ترک کرنا عمرے کا تو اگر ترک کرے قضا کرے عمرے کی اور اوسپر دم لازم ہی اور جسنے حج کیا اور اہلال کیا عمرے کا دن نحر کے یا اون تین دنون مین جو دن نحر کے متصل ہین یعنی ایام تشریق مین تو لازم آویگا اوسپر عمرہ اور ترک کرے اوسکو اور قضا کرے اور دم بھی اوسپر لازم ہی تو اگر عمرہ کو نہ چھوڑا صحیح ہوا اور لازم ہوا اوسپر دم اور جسکو فوت ہوا حج پھر احرام باندھا حج یا عمرہ کا تو وہ ترک کرے اونکو اسواسطے کہ جسکا حج فوت ہوا ہو لازم ہی اوسکو کہ حلال ہو جاوے عمرے کے افعال کرکے اور قضا کرے اور ذبح کرے ف اور دلیل اسکی مع شرح وقایہ ور ہدایہ مین مذکور ہی

## باب احصار کے بیان مین

اگر محرم کو کسی دشمن نے روکا یا مرض کے سبب سے رک گیا تو جو شخص حج مفرد کرتا تھا وہ ایک دم بھیجے اور قارن دو دم اور مقرر کر دے ایک دن ذبح کا اگرچہ قبل دن نحر کے ہووے یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور صاحبین کے نزدیک اگر عمرے سے رکا ہی تو اسی طرح کرے اور اگر حج سے رک گیا ہی تو نہین جائز ہی ذبح مگر دن نحر کے ف اور ہمارے نزدیک روکا جانا یعنی احصار مرض کے سبب سے بھی ہوتا ہی اور امام شافعی کے نزدیک نہین ہوتا احصار مگر دشمن کے سبب سے اور دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی طحاوی نے شرح آثار مین ثنا فهد ثنا علي بن معبد بن شداد العبدي صاحب محمد بن الحسن ثنا جرير بن عبد الحميد عن منصور عن ابراهيم عن علقمة قال لدغ صاحب لنا وهو محرم بعمرة فذكرناه لابن مسعود فقال يبعث الهدي ويواعد اصحابه موعدا فاذا نحر عنه حل وبه الى جرير عن الاعمش عن عمارة بن عمير عن عبد الرحمن بن يزيد قال قال عبد الله ثم عليه عمرة بعد ذلك یعنی کہا علقمہ نے کہ کاٹا سانپ نے ایک شخص کو اور وہ محرم تھا عمرے کا تو ذکر کیا ہمنے یہ ابن مسعود رض سے کہا انھون نے بھیج دیوے ہدی کو اور وعدہ کر دے اپنے لوگون سے تو جب قربانی کرین وہ اوس سے حلال ہو جاوے اور پھر اوسپر لازم ہی عمرہ اور آیت بھی احصار کی مرض کے باب مین نازل ہوئی ہی ص اور حل مین اوسکا ذبح کرنا جائز نہین اور جب ذبح ہو گئی قربانی اوسکی تو وہ حلال ہو جاویگا قبل حلق اور قصر کے اور لازم ہی اوسپر کہ اگر حلال ہوا حج سے تو اوسپر حج اور عمرہ لازم ہی اور عمرے سے تو عمرہ لازم ہی اور قران سے ایک حج اور دو عمرے چاہیین ف اور مروی ہی اول عبد اللہ بن عباس رض اور ابن مسعود رض سے ذکر کیا اسکو رازی نے اور دوسرا بیان کیا ہمنے اوسکو ابن مسعود رض سے اور قران مین دو عمرے اسواسطے ہین کہ ایک عمرہ تو حج کے فوت کا ہوا اور ایک عمرہ اوس عمرے کی قضا ہی جو قران مین تھا ص اور جب احصار اوسکا مٹ جاوے اور ممکن ہو اوسکو ہدی اور حج کا پانا تو جاوے اور اگر دونون ملنا ممکن نہین مثلاً حج ملنا ممکن ہو اور قربانی ملنا ممکن نہو یا قربانی ملنا ممکن ہو اور حج کا ملنا ممکن نہو تو جائز ہی اوسکے واسطے کہ حلال ہو جاوے اور اوسی جگہہ یا چلا جاوے اور جو شخص وقوف اور طواف سے مکے مین دونون سے منع کیا گیا ہی تو احصار اوسکا ثابت ہی اور اگر ایک سے ان دونون مین سے روکا گیا تو احصار اوسکا ثابت نہین اور جو شخص عاجز ہو حج سے اور حج کیا جاوے اوسکی طرف سے تو صحیح ہوگا اور ادا اوسکا حج ادا ہو جاویگا اگر عجز اوسکا موت تک باقی رہا اور نیت کی حج مین اوسکی طرف سے ف اسواسطے کہ کہا ایک عورت نے یا رسول اللہ تحقیق فرض کیا اللہ نے حج اپنے بندون پر پایا مینے اپنے باپ کو ضعیف بوڑھا کہ نہین ٹھہر سکتا سواری پر کیا حج کرون مین اوس سے فرمایا ہان روایت کی بخاری مسلم نے اور فرمایا آپ نے ایک شخص کے واسطے حج عن ابیك واعتمر یعنی حج کر تو اپنے باپ سے اور عمرہ کر روایت کیا اوسکو ابو داود نسائی ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو اور وارد ہی یہ سب حدیثون مین ص اور اگر کسیکو دو شخصون نے حکم حج کا

دیا اپنی طرف سے اور خرچ دیا اون دونون نے اور حج کیا اوسنے دونون کی طرف سے تو وہ حج اوس کرنے والے کا ہوگا اور اون دونونکا مال دینا
پڑیگا اور نہین جائز ہی اوسکو کہ کرے اوس حج کو اون دونون مین سے ایک کی طرف اور اگر حج کیا ہی اپنے مان باپ سے تو درست ہی اوسکو کہ
اوس حج کو باپ سے یا مان کیطرف سے اور جسنے ایک شخص کو حکم دیا حج کا اور اوسکو احصار ہوا تو دم احصار کا حکم کرنے والے پر ہی اور دم
قران اور جنایت کا حج کرنے والے پر ہی یعنی اگر کسینے حکم دیا کہ میری طرف سے قران کر تو دم قران کا حکم کرنے والے پر نہین حج کرنے والے پر
اور اگر حج کرنے والے نے جماع کیا قبل وقوف عرفات کے تو باطل ہوا حج اوسکا سو دینا پڑیگا نفقہ اوس شخص کا جسنے حکم کیا تھا اوسکو حج کا
اور اگر بعد وقوف کے جماع کیا تو نہ لازم آویگا اوسکو پھیر دینا نفقے کا کیونکہ صحیح ہوگیا حج اوسکا اور اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے
حج کرا دینا اور لوگون نے بعد اوسکے ایک شخص کو واسطے حج کے مقرر کیا اور خرچ حج کا اوسکو دیدیا اور وہ راستے مین مر گیا تو جو خرچ دے کے
مال باقی رہا ہی اوسکے ثلث مین سے پھر حج کرایا جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال کے ثلث سے حج کرایا جاویگا اور نزدیک امام محمد کے
اگر اوس مال مین سے جو پہلے شخص کو واسطے حج کے دیا تھا کچھ باقی ہی حج کرایا جاویگا اور جو کچھ باقی نہین رہا باطل ہوگی وصیت اوسکی اور ہدی اعلی درجہ کی
اونٹ کی ہی اور بیچ کا بکری ہی یا گاے اور ادنی درجہ ہدی کا بکری ہی **ف** اور ہدایہ مین ہی کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی لیکن پایا نہین گیا
روایت کی شافعی نے عطا سے کہ کہا انھون نے ادنی درجہ ہدی کا حج مین بکری ہی اور ایسا ہی کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مروی ہی صحیح بخاری مین
**ص** اور نہین واجب ہی لیجانا اوسکا عرفات مین ہدی مین وہی قسم کا جانور جائز ہی جیسا دن نحر کے قربانی مین جائز ہوتا ہی اور جو اونمین
جائز نہین اسمین بھی جائز نہین **ف** مثلا اونٹ اور گاے مین جو قربانی کے لیے ہو سات آدمیون کا شریک ہونا درست ہی تو اوسمین
بھی درست ہی اور اسیطرح نہایت دبلی جو قربانی کی جگہہ تک نہ جا سکے یا اندھی یا لنگڑی یا کان کٹی ہوئی ہو ایسی ہدی درست نہین اور ذکر
اسکا خاتمے مین کچھ تھوڑا سا آویگا **ص** اور جائز ہی بکری ہر چیز مین مگر جب طواف زیارت جنابت کی حالت مین کر لیا یا وطی کی بعد
وقوف کے تو ان دونون صورتون مین بدنہ یعنی اونٹ یا گاے کی قربانی لازم ہوگی اور جو ہدی نفل ہو اوسمین سے کھالیوے اور تمتع اور قران کی
ہدی مین سے بھی کھاوے اور سوا اونکے کسی مین نکھاوے **ف** حدیث جابر مین ہی کہ کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل ہدی اور تمتع اور قران کی
ہدی مین سے اور سوا انکے مین مثلا احصار کی ہدی یا جنایت کی ہدی مین سے نکھاوے اور منع کیا اوسکے کھانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مروی ہی صحیح مسلم اور ابن ماجہ مین **ص** اور تمتع اور قران کی ہدی دن نحر کے ذبح کرے اور باقی جس دن چاہے ذبح کرے اور ذبح کی جگہہ حرم ہی **ف**
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا عرفہ موقف ہی اور سارا منی قربانی کی جگہہ ہی اور جتنے کوچے مکے کے ہین سب قربانی کی جگہہ ہین روایت
کیا اوسکو ابو داود اور ابن ماجہ نے حدیث جابر سے **ص** اور صدقہ دے قربانی مین سے حرم کے فقیرون کو اور جسکو چاہے فقیرون مین سے درست ہی اور صدقے مین
دیوے اوسکی جھول اور نکیل اور نہ دیوے قصاب کی اجرت مین اوسکو اور نہ سوار ہو ہدی پر مگر واسطے ضرورت کے اور نہ نکالے اوسکا دودھ
اور موقوف کرے دودھ کو اس طرح پر کہ پستان کو باندھ رکھے سو پانی سے دھووے **ف** اور یہ جب ہی کہ قربانی اوسکی قریب ہووے
اور لیکن جب ذبح اوسکا قریب نہووے تو اوسکا دودھ نکال کے صدقہ دیدے تا کہ ہدی کو ضرر نہووے اور روایت کی جماعت نے
سواے ترمذی کے حضرت علی رضہ سے کہ حکم کیا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تقسیم کرو قربانیون کی کھالون کو اور اونکی جھولون کو اور حکم کیا
مجھکو کہ نہ دون اوسمین سے اجرت قصاب کا اور فرمایا کہ ہم اوسکو اپنے پاس سے دیوینگے اور ایک روایت مین ہی کہ صدقہ دو اوسکی کھالون اور
جھولون کا اور سوار ہونا وقت ضرورت کے اوسپر درست ہی صحیحین مین مروی ہی حضرت ابو ہریرہ رضہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

دیکھا ایک شخص کو کہ ہانکتا ہی بدنہ کو سو فرمایا آپنے سوار ہوجا اوسپر سو کہا اوسنے کہ یہ بدنہ ہی فرمایا کہ سوار ہوا اوسپر سو دیکھا مینے اوسکو کہ سوار تھا اوسپر ص اور جسنے ہانکا ہدی کو اور وہ ہلاک ہوجاوے تو اگر نفل ہی تو اوسپر دوسری ہدی لینا ضرور نہین اور اگر واجب تھا تو اوسکی جگہہ پر دوسری مقرر کرے اور اگر اوسمین نہایت عیب ہی مثلا تہائی سے زیادہ اوسکی دُم یا کان یا آنکھ جاتی رہی تو اوسکو بھی بدلے اور عیب والی ہدی مالک کی ہی جو چاہے اوسکو کرے اور اگر مرنے لگے ہدی راستے مین اور وہ نفل تھی تو نحر کرے اوسکو اور نعل کو جو اوسکے گلے مین ہی اوسکے خون مین رنگ لیوے اور اوسکے لیکے اوسکے کوہان پر مار دے تو کہ اوسمین سے فقیر کھاوے اور غنی نکھاوے ف اور ایسا ہی حکم کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجیہ اسلمی کو ص اور اگر وقوف کیا لوگون نے اور گواہی دی ایک قوم نے کہ یہ دن نحر کا تھا اور عرفے کا دن گذر گیا تو نہین قبول کی جاویگی شہادت اونکی اور اگر قبل وقت وقوف کے گواہی دی کہ آج کا دن ترویہ کا تھا اور کل عرفہ ہی تو قبول کی جاویگی شہادت اونکی اور اگر رمی کی جمرہ وسطی اور تیسرے جمرے کی اور نہ رمی کی جمرہ اولی کی تو اگر رمی کر لے پھر سب کی تو اچھا ہی اور اگر فقط جمرہ اولی کی رمی کی قضا کی تو جائز ہی اور اگر نذر کی کسی شخص نے کہ حج پیدل کریگا تو پیدل کرے طواف زیارت تک اور بعد طواف زیارت کے جائز ہی اوسکو سوار ہونا اور اگر ایک لونڈی کو خریدا اور وہ محرم تھی اپنے مالک کے اذن سے تو جائز ہی خریدنے والے کو احلال کرے اوسکو اس طرح پر کہ بال اوسکے کاٹے یا ناخون کترے پھر جماع کرے اوس سے اور یہ اولی ہی اس سے کہ احلال کرے اوسکو ساتھ جماع کے اور اگر جماع سے حلال کیا اوسکو تو درست ہی پس خدا کا شکر ہی کہ کتاب الحج بھی تمام ہوئی خدائے تعالی ہمارے اپنے فضل سے قبول فرماوے آمین یا رب العالمین

## خاتمہ فوائد متفرقہ کے بیان مین

فائدہ پہلا اور پرکذا۔ اگر عمرہ سنت ہی ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہی اور بعضون کے نزدیک فرض ہی کفایہ کہا کہا اسکو کرمانی نے فتح الباری مین اور کی یہ ہی کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین اور دارقطنی نے زید بن ثابت سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فَرِيْضَتَانِ لَا يَضُرُّكَ بِاَيِّهِمَا بَدَأْتَ قَالَ الْحَاكِمُ الصَّحِيْحُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ لَا مِنْ قَوْلِهٖ يعنی حج اور عمرہ دونون فرض ہین تو نہین ضرر کرتا ہی تجھکو جس سے چاہے شروع کر کہا حاکم نے صحیح یہ ہی کہ یہ قول زید بن ثابت کا ہی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علاوہ اسکے مین کہتا ہون کہ اسناد مین اوسکی اسمعیل بن مسلم مکی ہی ضعیف کیا اوسکو محدثین نے کہا بخاری نے منکر الحدیث وَقَالَ حَدَّثَنَا فَنَا حَدِيْثَهٗ یعنی پھینک دیتے ہین ہم حدیث اوسکی اور روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے ہشام بن حسان سے اونہون نے محمد بن سیرین سے موقوفا اور یہی صحیح ہی اور نکالا دارقطنی نے عمر بن الخطاب سے اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنْ تُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَاَنْ تَحُجَّ وَتَعْتَمِرَ یعنی پوچھا ایک شخص نے کہ اے رسول اللہ کیا ہی اسلام فرمایا یہ کہ گواہی دے تو کہ نہین ہی کوئی معبود سوا اللہ کے اور محمد رسول اللہ کے ہین اور قائم کرے تو نماز کو اور دیوے زکوۃ کو اور حج کرے اور عمرہ کرے تو کہا دارقطنی نے اسناد اوسکی صحیح ہی اور روایت کیا اوسکو حاکم نے کتاب المخرج علی صحیح مسلم مین کہا صاحب تنقیح نے حدیث صحیحین مین ہی اور اوسمین ذکر عمرے کا نہین اور یہ زیادت شاذ ہی اور اس باب میں اور حدیثین ہین لیکن سب ضعیف ہین اور نکالا حاکم نے ابن عمر سے کہ نہین ہی کوئی شخص اللہ کی مخلوق سے مگر لازم ہی اوسپر حج اور عمرہ اور وہ دونون واجب ہین جو شخص طاقت رکھے وہان جانے کی اور تعلیق کی اوسکی بخاری نے اور نکالا ابن عباس سے اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فَرِيْضَتَانِ عَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ اِلَّا اَهْلَ مَكَّةَ فَاِنَّ عُمْرَتَهُمْ طَوَافُهُمْ فَلْيَخْرُجُوْا اِلَى التَّنْعِيْمِ ثُمَّ لْيَدْخُلُوْا الْحَدِيْثَ یعنی حج اور عمرہ دونون فرض ہین

آخر حدیث تک اور کہا حاکم نے کہ یہ اوپر شرط مسلم کے ہی اور دلیل ہماری یہ ہی جو روایت کی ترمذی نے حجاج بن ارطاۃ سے انھون نے محمد بن منکدر سے انھون نے جابر سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے سے کیا واجب ہی وہ فرمایا نہین مگر یہ عمرہ کرنا افضل ہی کہا ترمذی نے حدیث حسن صحیح ایسا ہی ایک نسخے مین جامع ترمذی کے اور ایک نسخے مین ہی حدیث حسن اور وہ جو ذکر کیا بعضو نے کہ اسناد مین اسکی حجاج بن ارطاۃ ہی اور وہ ضعیف ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ نہین ہی کم حدیث اوسکی درجہ حسن سے اور متفق ہوئین روایتین ترمذی کی اس بات پر کہ حسن کہا انھون نے اس حدیث کو اور روایت کیا اوسکو ابن جریج سے انھون نے محمد بن منکدر سے انھون نے جابر بن عبد اللہ سے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم صغیر مین اور دارقطنی نے اور طرق سے اور اسناد مین اسکی یحیی بن ایوب ہی اور ضعیف کیا اوسکو اور روایت کی عبد الباقی بن قانع نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج جہاد ہی اور عمرہ نفل ہی اور یہ بھی حجت ہی اور کہا ابن حزم نے کہ یہ مرسل ہی روایت کیا اسکو معاویہ بن اسحق نے ابان حنفی سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جواب اسکا یہ ہی کہ ابن قانع نے رفع کیا اوسکو مرفوعاً سے حافظ نے حدیث مین سے ہی اور باقی اسناد مین سب راوی ثقہ ہین باوجود اس بات کے کہ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور ضعیف کرنا ابان کا صحیح نہین ہی کیونکہ توثیق کی اوسکی ابن حبان نے اور روایت کیا اوس سے جماعت نے شعبہ نے اور وہی ہی حدیث عبد اللہ بن عباس سے اور اسناد مین اسکی مجاہیل ہین اور روایت کی ابن ماجہ نے طلحہ بن عبید اللہ سے کہ انھون نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے حج جہاد ہی اور عمرہ نفل ہی اور اسناد مین اوسکی عمرو بن قیس ہی کہا صاحب امام نے کلام کیا گیا ہی اوسمین اور بہرحال حدیث اوسکی درجہ حسن سے کم نہین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حدیث ابو اسامہ سے انھون نے سعید بن ابی عروبہ سے انھون نے ابو معشر سے انھون نے ابراہیم نخعی سے کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہ حج فرض ہی اور عمرہ نفل ہی اور کافی ہین عبد اللہ تقلید کے واسطے اور کلام اونکا حجت ہی

## فائدہ دوسرا اضحیہ کے بیان مین

درست ہی چھ مہینے کا دنبہ قربانی کرنا اور اس سے کم کا درست نہین اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہین اور گائے دو برس یا زیادہ کی اور اوس سے کم کی درست نہین اور بکری جب ایک برس کی ہو یا زیادہ ہو تو درست ہی اور اس سے کم کی درست نہین اور اگر قربانی کا جانور مُنڈا ہووے یعنی بے سینگہ کا یا بدھیا ہووے یا دیوانہ ہووے یا کانا تو قربانی کرنا درست ہی اور اگر اندھا ہووے یا بہت دُبلا ہووے کہ اوسکی ہڈیون مین مغز نرہا ہووے یا لنگڑا ہووے اسقدر کہ قربانی کرنے کی جگہ تک نجا سکے تو ان سب جانورون کو قربانی کرنا درست نہین اور جس جانور کا ایک ہاتھ یا ایک پانون کٹا ہووے یا اوسکا کان تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہووے یا اوسکی آنکھ تیسرے حصے سے زیادہ گئی ہووے یا اوسکا سُرین تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہووے تو ان سب جانورون کو قربانی کرنا درست نہین اور باقی ذکر اسکا کتاب الاضحیہ مین ہی

## فائدہ تیسرا مکے کی اور مسجد الحرام کی فضیلت کے بیان مین

روایت ہی ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مکے کے کیا اچھا شہر ہی تو اور میرے نزدیک زیادہ محبوب ہی اور اگر تیری قوم نے نہ نکالا ہوتا مجکو تجھسے البتہ مین نہ رہتا مگر تجھمین اخراج کیا اوسکا ترمذی نے اور ایک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا وَاللّٰهِ اِنَّكِ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ وَلَوْلَا اَنِّيْ اُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ یعنی قسم ہی اللہ کی تو بہتر ہی اللہ کی زمین سے اور اگر مین نہ نکالا جاتا تجھسے البتہ نہ نکلتا مین مروی ہی یہ حدیث سنن ترمذی اور ابن ماجہ مین

اور فرمایا آپنے دن فتح مکے شریف کے اِنَّ ھٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَہُ اللّٰہُ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَاِنَّہٗ لَمْ یَحِلَّ الْقِتَالُ فِیْہِ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَلَمْ یَحِلَّ لِیْ اِلَّا سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ فَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا یُعْضَدُ شَوْکُہٗ وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُہٗ وَلَا یَلْتَقِطُ لُقْطَتَہٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَھَا وَلَا یُخْتَلٰی خَلَاھَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا الْاِذْخَرَ فَاِنَّہٗ لِقَیْنِھِمْ وَلِبُیُوْتِھِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخَرَ یعنی یہ شہر حرمت کیا اوسکی اللہ تعالی نے جسدن سے پیدا کیا آسمان اور زمین کو تو یہ حرمت دیا گیا ہی اللہ کی حرمت سے دن قیامت تک اور نہین حلال ہوا اوس مین قتل کرنا کسیکو میرے پہلے سوا میرے اور میرے واسطے ہی ایک گھڑی بھر دن مین درست ہوا تو وہ حرمت دیا گیا ہی اللہ کی حرمت سے دن قیامت تک تو نجاوی کاٹا اوسکا اور نہ بھگایا جاوے صید وہان کا اور نہ لے وہان کی پڑی چیز کو مگر وہ شخص جو اوسکو پہچنوائے اور نہ لے وہان کی گھانس سو کہا حضرت عباس نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر اذخر کو یعنی اذخر جو گھانس ہی وہان کی اوسکو لیا کرین کیونکہ وہ بیلگاتے ہین اوسکو اور اپنے گھرون مین صرف کرتے ہین سو فرمایا آپنے مگر اذخر کو یعنی اوسکا لینا درست کیا روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے اور روایت ہی عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیگی یہ امت ساتھ بہتری کے جب تک عظمت اور حرمت خانہ کعبہ کی کرینگے جو حق اوسکی تعظیم کا ہی تو جب ضائع کرینگے اس تعظیم کو ہلاک ہو جاوینگے اخراج کیا اوسکا ابن ماجہ نے اور نماز پڑھنا کعبہ مین نہایت ثواب ہی حدیث شریف مین ہی کہ کعبے مین ایک نماز برابر ہی لاکھ نمازکے اور مدینہ منورہ کی مسجد نبوی مین ایک نماز برابر ہی پچاس ہزار نماز کے واللہ اعلم

## فائدہ چوتھا مدینہ شریف کی زیارت کے بیان مین

نزدیک ہمارے مشائخ کے زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل مستحبات مین سے ہی اور مناسک فارسی اور شرح مختار مین ہی کہ قریب ہی واجب کے بہرحال زیارت کرنا قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمان پر واجبات اور لوازمات مین سے ہی روایت کی دارقطنی اور بزار نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوئی اوسکے لیے شفاعت میری اور روایت کی دارقطنی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ یعنی جسنے حج کیا اور زیارت کی میری قبر کی بعد میری موت کے سو گویا اوسنے زیارت کی میری زندگی مین سبحان اللہ جب کہ زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ درجہ ہوا کہ گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات مین زیارت کی تو کون مسلمان ایسا ہوگا کہ اس درجے سے محروم اور خائب رہیگا اور آپ کی زیارت سے مشرف نہوگا اور حج اگر فرض ہو تو اولی یہ ہی کہ پہلے حج کرے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جاوے اور اگر حج نفل ہی تو اختیار ہی سو جب نیت کرے زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو آپ کی مسجد کی بھی زیارت کی نیت کرے اسواسطے کہ یہ مسجد اون مسجدون مین سے ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حق مین لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِیْ ھٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی یعنی نہ باندھے جاوین کجاوے مگر تین مسجدون کی طرف مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصی یعنی مسجد بیت المقدس کی اور اس حدیث سے مطلب آپ کا یہ ہی کہ مسجدون کی زیارت کیواسطے جانا اور سفر کرنا اونکے لیے درست نہین مگر ان تین مسجدون کیطرف اور یہ جو معنی اس حدیث کے ہمنے بیان کیے یہی صحیح ہین اور دلالت کرتا ہی اسپر کلام شیخ ابن الہمام کا بعد بیان کرنے اس حدیث کے وَالْاَوْلٰی عِنْدَ الْعَبْدِ الضَّعِیْفِ تَجْرِیْدُ النِّیَّۃِ لِزِیَارَۃِ قَبْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی اولی نزدیک میرے یہ ہی کہ مجرد کرے نیت کو واسطے زیارت قبر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا آگے چلکے بَلْ قَدْ فِي ذَلِكَ زِيَادَةُ تَعْظِيمِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اس مین زیادتی تعظیم کی ہی واسطے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جن لوگون نے یہ معنی اس حدیث کے لیے ہین کہ نہ سفر کیا جاوے کسی مقام کی زیارت کے واسطے مگر ان مسجدون
کی طرف تو وہ معنی اس حدیث کے مستقیم نہین کیونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا صریح منافی ہے اوسکے علاوہ اسکے امام احمد نے روایت کیا اس
حدیث کو اور اوسمین ہے کہ نہ سفر کیا جاوے طرف کسی مسجد کے مگر ان تین مسجدون کی طرف اور وہ جو ضعف بیان کرتے ہین اس حدیث کا کہ
اسناد مین اوسکی شہر بن حوشب ہے اور وہ راوی ضعیف ہے اور وہم کیا اوسنے اس روایت مین تو جواب اوسکا یہ ہے کہ جس وقت توثیق ثابت کردین
ہم شہر کی تو نسبت وہم کی اوسکی طرف غیر مقبول ہے اور کلام بلا دلیل ہے اور اصول حدیث مین ثابت ہے کہ زیادتی ثقہ ضابط کی مقبول ہے لیکن توثیق
شہر بن حوشب کی سو معلوم کیا چاہیے کہ نہین ضعیف کیا اوسکو مگر ابن عون اور مسلم نے اور توثیق کی اوسکی احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے اور
لوگون نے قَالَ أَحْمَدُ مَا أَحْسَنَ حَدِيثَهُ وَوَثَّقَهُ هُوَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعِجْلِيُّ هُوَ تَابِعِيٌّ ثِقَةٌ وَقَالَ ابْنُ
أَبِي خَيْثَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ هُوَ ثِقَةٌ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ أَبِي خَيْثَمَةَ غَيْرَ هَذَا وَقَالَ أَبُو زُرْعَةَ لَا بَأْسَ بِهِ وَقَالَ
التِّرْمِذِيُّ قَالَ مُحَمَّدٌ يَعْنِي الْبُخَارِيَّ شَهْرٌ حَسَنُ الْحَدِيثِ وَقَوَّى أَمْرَهُ وَقَالَ إِنَّمَا تَكَلَّمَ فِيهِ ابْنُ عَوْنٍ ثُمَّ رَوَى عَنْ
هِلَالِ بْنِ أَبِي زَيْنَبَ عَنْ شَهْرٍ وَقَالَ يَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ شَهْرٌ ثِقَةٌ اور کہا صالح بن محمد نے شَهْرٌ رَوَى عَنْهُ النَّاسُ
مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَالْبَصْرَةِ وَأَهْلِ الشَّامِ وَلَمْ يُوقَفْ مِنْهُ عَلَى كَذِبٍ یعنی شہر روایت کی اوس سے اہل کوفہ اور اہل بصرہ
اور اہل شام نے اور نہین معلوم ہوا کذب اوسکا کسی طرح تو جاننا چاہیے کہ یہ کلام متقدمین کا ہے شہر بن حوشب مین اور متاخرین کا کلام سننا
لازم ہے کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین بَلْ وَثَّقَهُ كَثِيرُونَ مِنْ كِبَارِ أَئِمَّةِ السَّلَفِ وَقَالَ أَيْضًا فَهَذَا الْكَلَامُ هُوَ الَّذِي
لَا يُلْتَفَتُ عَلَى الثَّنَاءِ عَلَيْهِ اور کہا حافظ ابن حجر نے شَهْرٌ صَدُوقٌ اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین وَالصَّحِيحُ
فِي شَهْرٍ التَّوْثِيقُ وَثَّقَهُ أَبُو زُرْعَةَ وَأَحْمَدُ وَيَحْيَى وَالْعِجْلِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ وَسِنَانُ بْنُ رَبِيعَةَ تو جب شہر کو
امام احمد اور یحیی بن معین اور احمد بن عبد اللہ اور ابن ابی خیثمہ اور ابو زرعہ اور بخاری اور ترمذی اور یعقوب اور صالح بن محمد اور سنان بن ربیعہ
اسقدر لوگ اجلہ علماے محدثین سے توثیق کرین تو وجہ ضعف بیان کرنا اوسکا بسبب تضعیف مسلم اور ابن عون کے باوجودیکہ رجوع کیا ہو اون
دونون نے اوسکی تضعیف سے اور نہ قبول کرنا اوسکی زیادت کو نہایت بے انصافی ہے اور وہ جو طعن کیا ہے لوگون نے کہ شہر نے ایک تھیلی بیت المال
سے چرالی تو کہا نووی نے قَالَ حَمَلَهُ الْعُلَمَاءُ عَلَى مَحْمَلٍ صَحِيحٍ یعنی محمل کیا اوسکو علمانے محمل صحیح پر اور وہ جو طعن
کرتے ہین کہ شہر نے سفر حج مین اپنے رفیق کی رستی چرالی غلط ہے اور کذب ہے کہا نووی نے غَيْرُ مَقْبُولٍ عِنْدَ الْمُحَقِّقِينَ یعنی یہ طعن
غیر مقبول ہے نزدیک محققین کے اور بعد اوسکے جب علماے سلف سے توثیق اوسکی ثابت اور شیخ ابن الہمام اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام
نووی قائل اوسکی صحت کے ہین تو زیادتی اوسکی اس حدیث مین بلاشبہ مقبول ہے اور اگر تسلیم بھی کرین تو بھی جب تصحیح حدیث ضعیف
مین مروی ہو تو معنی اوسکے اوسکے موافق لیے جاتے ہین بہرحال ترجیح اسی مذہب کو ہے جسکو ہمنے ذکر کیا اور دوسرے یہ کلام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری حدیث مین ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے لَا تُعْمِلُهُ حَاجَةٌ إِلَّا زِيَارَتِي صریح دال ہے
اس بات پر کہ مراد حدیث مذکور مین سفر مساجد کا ہے اور جب جاوے واسطے زیارت کے تو کثرت سے بھیجے درود و سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
راہ مین اور جب مدینہ شریف کے قریب پہنچے غسل کرے قبل داخل ہونے کے مدینہ طیبہ مین اور چاہیے وضو کرے اور غسل افضل ہے اور اچھے کپڑے

اپنے پہنے اونٹ کپڑے پہننا افضل ہے اور جو لوگ جب مدینے کے قریب پہونچتے ہین تو سواری سے اوتر کے پیدل مدینہ شریف
مین جاتے ہین کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ فعل اچھا ہے کہا انھون نے وَكُلُّ مَا كَانَ اَدْخَلَ فِی الْاَدَبِ وَالْاِجْلَالِ كَانَ حَسَنًا
یعنی جو عمل ادب کا ہووے تو وہ اچھا ہے اور جب مدینے مین داخل ہووے تو یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ
مُخْرَجَ صِدْقٍ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
مَا رَزَقْتَ اَوْلِیَآءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ یَا خَیْرَ مَسْئُوْلٍ اور چاہیے کہ نہایت تواضع اور
عاجزی اور خشوع اور خضوع سے چلے اور دم باندھے دم بدم درود شریف پڑھے اور دل مین خیال کرتا جاوے کہ یہ وہ شہر ہے جسمین ہمارے
سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی ہے اور اسی جگہہ قرآن اور وحی اونپر اوتری ہے اور یہ جگہہ ہے ایمان اور احکام کی کہا
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جتنے شہر ہین سو فتح ہوئے ہین تلوار سے مگر مدینہ کہ یہ فتح ہوا ہے رحمت سے اللہ کے اور قرآن سے اور مستحب ہے کہ مدینہ
شریف مین سوار ہو کے نہ چلے اسواسطے کہ فرمایا حضرت امام مالک نے جب پوچھا ایک شخص نے کہ کیون نہین سوار ہوتے آپ مدینے مین کہا کہ مین شرم کرتا ہون
اللہ تعالی سے کہ روندون ایک چارپائے کے کھر سے اوس مٹی کو جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور جب مسجد نبوی مین داخل ہووے تو دہنا
پیر پہلے مسجد مین رکھے اور اندر جاوے اور کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور مسجد مین باب جبرئیل
یا باب السلام سے داخل ہووے مگر باب جبرئیل سے جانا بہتر ہے اور یہ دعا بھی چاہیے پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِی الْیَوْمَ مِنْ اَوْجَهِ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَیْكَ
وَاَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیْكَ وَاَنْجَحِ مَنْ دَعَاكَ وَابْتَغٰی مَرْضَاتَكَ پھر درمیان منبر اور قبر شریف کے اس طرح کہ
ستون منبر کا داہنے کندھے کے برابر رہے سامنے محراب کے دوگانہ تحیۃ المسجد کا ادا کرے اور یہ مقام موقف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا اور داخل ہے روضۃ الجنۃ مین اور سجدہ شکر کا کرے کہ اس نعمت عظمی کو پہونچا پھر آئے قبر شریف پاس اور مونہہ کرے قبر کی
دیوار کی طرف اور پیٹھ کرے طرف قبلے کے اور وہ جو فقیہ ابو اللیث سے مروی ہے کہ کھڑا ہووے مونہہ کرکے طرف قبلے کے صحیح
نہین ہے کیونکہ روایت کی ابو حنیفہ نے مسند مین ابن عمر سے کہا انھون نے سنت سے ہے یہ بات کہ آوے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس
قبلے کی طرف سے اور پیٹھ کرے اپنی قبلے کی طرف پھر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر کہے
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خِیَرَةَ اللّٰهِ مِنْ جَمِیْعِ
خَلْقِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَنَّكَ عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ
فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَیْرًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازٰی نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدَكَ
وَرَسُوْلَكَ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالشَّرَفَ وَالدَّرَجَةَ الْعَالِیَةَ الرَّفِیْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ
وَعَدْتَّهٗ وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ سُبْحَانَكَ اِنَّكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اور مانگے اللہ تعالی سے اپنی حاجت
کو بوسیلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اوس جگہہ حسن خاتمہ اور مغفرت کو مانگے پھر مانگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کو اور کہے

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِيْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ
اور جو دعائیں طلب رحمت اور محبت کی ہوں اونکو پڑھے اور دل میں خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ موجود ہیں اور میرے
حاضر ہونے اور زیارت کو جانتے ہیں اور میرے کلام کو سنتے ہیں اور نہایت لحاظ اور آداب اور تمیز اور حضور قلب سے دعا پڑھے اور ابو فدیک
رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے بعض اہل عصر سے کہتے تھے کہ پہونچا ہم کو کہ جو شخص وقوف کرے نزدیک قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور پڑھے اس آیت کو اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ اور پھر کہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَا مُحَمَّدُ
ستر بار تو ندا کریگا اوسکو ایک فرشتہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ یعنی رحمت بھیجی اللہ نے اوپر تیرے اے فلانے ذکر کیا اس حکایت کو
شیخ ابن الہمام نے اور جس شخص نے اوسکو کہا ہو کہ میرا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پونہچا دینا تو اوسکا سلام پہونچا دے
اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اور فلان بن فلان کی جگہ اوسکا نام اور اوسکے باپ کا نام لیوے یا
اس طرح پر کہے فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ يُسَلِّمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ وصیت کرتے تھے لوگوں کو
کہ میرا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پونہچا دینا اور قاصد بھیجتے تھے اسی واسطے شام سے مدینہ شریف کو اور جسکو فرصت
نہو سکے ان سب باتوں کی تو بقدر طاقت کے بجا لاوے پھر ایک ہاتھ داہنی طرف ہٹ کر سامنے روے شریف حضرت ابو بکر صدیقؓ کے
ہوکر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثَانِيَهٗ فِي الْغَارِ يَا اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا پھر اسی طرح ایک ہاتھ اور ہٹ کر حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے ہوکر کہے اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقِ الَّذِيْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا
پھر منبر اور قبر شریف کے درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے آکر دعا مانگے اور شفاعت طلب کرے اور اپنے والدین کے واسطے
اور جسنے درخواست کی ہو اور اپنے دوستوں کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعاے خیر کرے اور بعد ختم دعا کے آمین کہے اور درود بھیجے
اور بعضوں نے کہا ہے کہ پھر سرہانے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے آوے اصحابہ سے منقول نہیں روایت کی ابو داؤد نے کہ گئے قاسم حضرت عایشہؓ
پاس اور کہا اے اماں کھولو میرے لیے قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت ابو بکر اور عمرؓ کی سو کھولیں انھوں نے میرے لیے تینوں
قبریں دیکھا میں نے کہ وہ قبریں بلند ہیں اور نہ زمین سے ملی ہوئی ہیں آخر حدیث تک اور حاکم نے روایت کیا اوسکو اور زیادہ کیا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آگے اور حضرت ابو بکر کو کہ سر اونکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان تھا اور حضرت عمرؓ کا برابر حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں کے تھا اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور جب فارغ ہو زیارت سے تو آئے روضے میں اور بہت بھیجے
درود اور سلام اور نماز پڑھے نفل اگر وقت مکروہ نہو اور حدیث صحیح میں آیا ہے مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ
الْجَنَّةِ درمیان گھر اور منبر میرے کے ایک باغیچہ ہے باغوں جنت سے اور ایک روایت میں ہے مَا بَيْنَ قَبْرِيْ وَمِنْبَرِيْ یعنی درمیان قبر میری
اور منبر میرے کے اور کھڑا ہو نزدیک منبر کے اور دعا کرے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَمِنْبَرِيْ عَلٰى تُرْعَةٍ مِّنْ
تُرَعِ الْجَنَّةِ منبر میرا ایک سیڑھی پر ہے سیڑھیوں جنت سے پھر مقام ستون حنانہ کے پاس جا کر بھی ایسا ہی کرے اور مستحب ہے کہ روز
بعد زیارت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیع میں جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف لیجاتے تھے اور وہی جگہ مزار اہل بیت
اور تابعین اور اولیا کبار مدفون ہیں کہ نام اونکے بتفصیل ہر ایک کے معلوم نہیں اور جب بقیع کے پاس جاوے کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَابِقُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَھُمْ اور زیارت کرے مشہور قبرون کی مانند قبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور قبر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اور ایک قبہ اہل بیت کا ہو اوسمین امام حسن اور امام زین العابدین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا صحیح روایت مین اوسی مین مدفون ہین اور ایک قبہ ہو حضرت ابراہیم کا جو بیٹے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وہ پہلو مین عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے مدفون ہین اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہما کی بھی وہین قبرین ہین اسی طرح جتنے مقبرے ہین اور جو مقامات متبرکہ اور مساجد کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اونمین مثل مسجد قبا وغیرہ کے جہان تک ہو سکے انکی زیارت کرے اور جب وہان سے رجوع کا قصد کرے تو مستحب ہے اوسکے واسطے کہ مسجد سے رخصت ہووے اور درود اور سلام پڑھے اور آوے قبر شریف پاس اور سلام بھیجے اور دعا مانگے اپنے والدین اور اقربا اور دوستون کیواسطے اور سوال کرے اللہ سے کہ پھر گھر اپنے پہونچاوے سلامتی اور صحت اور تندرستی سے بلیات دنیوی اور اخروی سے اور یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھٰذَا اٰخِرَ الْعَھْدِ بِنَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَسْجِدِہٖ وَحَرَمِہٖ وَیَسِّرْ لِیَ الْعَوْدَ اِلَیْہِ وَالْوُقُوْفَ بَیْنَ یَدَیْہِ وَارْزُقْنِیَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرُدَّنَا اِلٰی اَھْلِنَا سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ اٰمِنِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اور وقت رخصت کے نہایت مبالغہ کرے گریہ وزاری اور آنسو بہانے مین کہ یہ علامت مقبولیت دعا کی ہی اور پھرے حسرت کرتا ہوا روتا ہوا اور پھر آنے کی دعا کرتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر نہایت غم کرتا ہوا سیدھا پھرے یا اولٹے پاؤن اور تعظیم اسمین ہی کہ اولٹے پاؤن پھرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو لوگ پاس اور قریب رہتے ہون انکو کچھ نذر دے اور دعا صحت اور عافیت اور مغفرت گناہون کی ہر حال پر کرتا رہے اور مستحب ہی کہ مدینے سے چھوارے اور خاک شفا اور پانی اون کنوئان کا جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا ہی اور تبرکات مثل اسکے لیتا آوے اور اسی طرح مکے سے پانی زمزم کا وغیرہ بطور تبرک ساتھ لیوے اور جب اپنے گھر مین آئے کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ فَلَا شَیْءَ بَعْدَہٗ اور پھر باقی عمر درود شریف اور زیادہ تر سابق سے امور خیر مین مصروف رہے اور یہ علامت ہی حج مبرور کی فقط اَللّٰھُمَّ وَفِّقْ لَنَا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ وَیَسِّرْ ھُمَا لِیْ وَزِیَارَۃَ قَبْرِ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلٰنَا خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ قُدْوَۃِ الْعَابِدِیْنَ مَوْلَی الْعَالَمِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَحْفَادِہٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِہٖ وَفُقَھَاءِ اُمَّتِہٖ وَشُھَدَاءِ اُمَّتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا

کَثِیْرًا کَثِیْرًا

تمت

خاتمۃ الطبع شکر خدا کا کہ نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ بتصحیح تمام و نظر ثانی جناب مترجم علامہ صاحب ماہ رجب المرجب سنہ ۱۲۹۲ ہجری مطبع نظامی واقع کانپور مین باہتمام راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان فیض علیہ سحائب الرحمۃ والرضوان سے چھپ کر طیار ہوا

قطعۂ تاریخ انطباع نتیجۂ فکر

منشی محمد انوار حسین تسلیم

چھپی یہ کتاب ایسی تسلیم ہر
نہ ایسی ہو چھپے گی نہ ایسی چھپی

لکھو طبع کی اسکے تاریخ تم
یہ شرح وقایہ بخوبی چھپی
۱۲۸۵ھ

هو الغنی

# اشتہار

یہ کتاب بموجب قانون بستم ۱۸۴۷ع
بہی رجسٹری گورنمنٹ مین داخل ہوتی
کوئی شخص بدون اجازت عاجز کے
قصد چھاپنے کا نکرے

وہ اردو کی شرح وقایہ چھپی
جو نام خدا چشمۂ فیض ہی

ایضاً تاریخ از تسلیم

لکھی اسکی تاریخ تسلیم نے
یہ اچھا بہا چشمۂ فیض ہی

از منشی صاحب موصوف

ماشاء الله لا قوة الا بالله

بفضلہ تعالیٰ بار سوم بعد تصحیح اغلاط و نظر ثانی ترجمہ

# جلد دوم ترجمہ اردو شرح وقایہ

مطبع نظامی واقع کانپور میں حسب ترمیمی کے چھپی

فی سنہ ۱۲۹۲ الہجریۃ المقدسۃ

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

از تالیف حاوی معقول و منقول ماہر فروع و اصول مولانا المولوی وحید الزمان دامہ اللہ المنان

# اردو شرح وقایہ
## ترجمہ جلد دوم نور الہدایہ

باہتمام میرزا غفران مآب محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد روشن خان نور تربیت یافتہ خدمت برادر معظم محمد مصطفیٰ خان مرحوم

در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید ۱۲۹۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کتاب النکاح

نکاح ایک عقد ہی کہ بنایا گیا ہی واسطے حلال ہونے اوس نفع کے جو مرد کو عورت سے حاصل ہوتا ہی اور نکاح منعقد ہوتا ہی ایجاب و قبول سے کہ دونون ماضی کے صیغے سے ہون جیسے نکاح کر دیا مینے اور نکاح کیا مینے یا ایک ماضی کے صیغے سے اور دوسرا مستقبل یعنی امر کے صیغے سے جیسے نکاح کر دے میرا تو دوسرے نے کہا نکاح کر دیا مینے اور اگرچہ وہ دونون اوسکے معنی کو نجانین اور اگر بیع مین کہا کہ بیچ میرے ہاتھ اس شی کو تو کہا دوسرے نے بیچا مینے تو جائز نہوگی یہان تک کہ پھر مشتری کہے خرید امینے **ف** اور وجہ اسکی شرح عربی مین مذکور ہی **ص** اگر عورت سے کہا کہ تمنے فلانے کو جورو بیچ مین اپنے تئین دیا سو کہا عورت نے کہ دیا اور دوسرے نے کہا کہ قبول کیا نکاح جائز ہوجاویگا اور اسیطرح بیع مین اگر بائع سے کہا بیچا تو نے سو کہا اوسنے بیچا پھر مشتری نے کہا خریدا صحیح ہوجاویگا اور اگر مرد عورت نے کہا کہ ہم جورو خاوند ہین گواہون کے سامنے تو نکاح جائز نہوگا اور نکاح درست ہوجاتا ہی ساتھ لفظ نکاح اور تزویج اور ہبہ اور تملیک اور صدقہ اور بیع اور شرا کے **ف** نکاح و تزویج کی صورت اوپر بیان ہوچکی اور ہبہ مین اسطرح پر کہین کہ ہبہ کیا مینے تجکو اور تملیک مین مالک کیا مینے تجکو اور صدقے مین صدقہ کیا مینے اپنے تئین تجپر اور بیع اور شرا مین بیچا مینے یا خریدا مینے تجکو خواہ یہ الفاظ جورو کی طرف سے ہون یا خاوند کی طرف سے یا دونون کی طرف سے **ص** نہ ساتھ لفظ اجارہ اور اعارہ و وصیت کے **ف** یعنی اگر کسی نے کہا کہ اجارہ دیا مینے تجکو یا عاریت دیا تو نکاح جائز نہوگا اور اسی طرح وصیت مین تو حاصل یہ ہی کہ جو الفاظ اوسیوقت چیز کے مالک کر دینے کے لیے بنائے گئے ہین مثل بیع اور ہبہ وغیرہ کے اونسے درست ہوگا اور اجارہ اور وصیت سے درست نہوگا کیونکہ اجارہ واسطے مالک کر دینے کے نہین بنا بلکہ نفع کے مالک کر دینے کے لیے اور وصیت اوسیوقت چیز کی ملکیت کے لیے نہین ہی بلکہ بعد موت کے مالک کر دینے کو بنی ہی اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک

نکاح صحیح نہیں جائز ہوتا مگر لفظ نکاح اور تزویج سے **ص** اور شرط نکاح کے جائز ہونے کی یہ ہی کہ ہر ایک دوسرے کے کلام کو سنے اور دو مرد آزاد یا ایک مرد آزاد اور دو عورتیں آزاد حاضر ہوویں **ف** کشف الغمہ مین ہی کہ حضرت عمرؓ جائز رکھتے تھے شہادت عورتون کی ساتھ ایک مرد کے نکاح مین اور نکاح بغیر شہود یعنی گواہون کے جائز نہیں کیونکہ روایت کی ہی بیہقی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا نِكَاحَ اِلَّا بِالشُّهُوْدِ یعنی نہیں ہی نکاح مگر گواہون سے اور غریب کہا اوسکو زیلعی نے اور فتح القدیر مین ہی کہ اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے اور روایت کی ترمذی نے ابن عباس رضہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زانیہ وہ عورتین ہین جو نکاح کر لیتی ہین اپنا بغیر گواہون کے اور کہا کہ صحیح وقف اوسکا ہی ابن عباس پر اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے موقوفا اور اسی پر اتفاق کیا ہمارے علمانے اور یہی صحیح ہی نزدیک امام شافعیؒ کے اور امام مالک کے نزدیک اعلان نکاح مین شرط ہی اور شہادت شرط نہیں اور یہ حدیث اونپر حجت ہی **ص** اور امام شافعی کے نزدیک بغیر دو مردون کے جائز نہوگا اور وہ گواہ بالغ ہون عاقل ہون **ف** اسواسطے کہ شہادت نابالغ اور مجنون کی معتبر نہیں **ص** مسلمان ہون **ف** اسواسطے کہ گواہی کافر کی مسلمان پر قبول نکی جاویگی **ص** اور دونون نے معًا عاقدین کی لفظ کو سنا ہو تو اگر ہر ایک نے متفرق سنا اس طرح پر کہ پہلے ایک کے سامنے دونون نے الفاظ نکاح ادا کیے اور وہ چلا گیا اور پھر دوسرے کے سامنے تو نکاح جائز نہوگا **ف** اسواسطے کہ جس عقد کو جائز فرض کرین تو فساد لازم آتا ہی کیونکہ ایک کی گواہی مقبول نہیں **ص** اگرچہ وہ دونون فاسق ہون **ف** اور امام شافعی کے نزدیک جسکے وہ گواہ فاسق ہون تو نکاح جائز نہوگا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نکاح ہی بغیر ولی اور دو گواہ عادل کے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عایشہ رضہ سے اور اسناد مین اوسکی یزید بن سنان اور رباب اوسکا کہا دارقطنی نے دونون ضعیف ہین اور کہا نسائی نے متروک الحدیث ہی اور ضعیف کیا اوسکو احمد وغیرہ نے اور روایت کی دارقطنی نے عایشہ رضہ سے کہ ضرور ہین نکاح مین چار چیزین ولی اور خاوند اور دو گواہ اور اوسکی اسناد مین نافع بن میسر ابو خطیب مجہول ہی اور اس باب مین مروی ہی عبد اللہ بن مسعود اور ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے اور اسنان سب روایتون کا واہی ہی **ص** یا اونپر حد قذف پڑی ہو **ف** یعنی کسی مسلمان کو تہمت زنا کی لگائی ہو اور وہ شروط معتبرہ سے ثابت ہوا ہو اوسکا بیان کتاب الحدود مین انشاء اللہ آویگا **ص** یا وہ اندھے ہون **ف** کیونکہ شرط نکاح مین عاقدین کے لفظ کو سنا ہی اور یہ امر اندھون سے حاصل ہی **ص** یا وہ دونون بیٹے ہون عاقدین کے یا فقط خاوند کے یا فقط جورو کے **ف** اول صورت کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے نکاح کیا اور بعد اوسکے اوسکے دو یا تین بیٹے زینب سے پیدا ہوئے اور پھر زید نے زینب کو طلاق دیا پھر بعد گذرنے عدت کے ارادہ نکاح کا کیا تو اون بیٹون کی گواہی سے نکاح درست ہی اور دوسری صورت کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے نکاح کا ارادہ کیا اور پہلے سے دوسری بیوی سے زید کے بیٹے تھے تو اب اونکی گواہی سے نکاح زینب کے ساتھ درست ہی اور تیسری صورت کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے ارادہ نکاح کا کیا اور زینب کے پہلے کسی خاوند سے بیٹے تھے تو اب زینب کا نکاح ساتھ گواہی اوسکے بیٹون کے زید سے درست ہی **ص** لیکن جسکے بیٹے ہین اگر وہ دعوی کریگا تو اوسکے واسطے شہادت اوسکے بیٹون کی مقبول نہوگی

یعنی اگر خاوند کے بیٹون کے سامنے نکاح ہوا اور خاوند نے دعوی کیا تو شہادت اوسکے بیٹون کی مقبول نہوگی اور عورت اگر دعوی کریگی تو شہادت خاوند کے بیٹون کی اوسکے واسطے مقبول ہوجاویگی اور اگر بیوی کے بیٹون کے سامنے نکاح ہوا تو در صورت دعوی کرنے بیوی کے شہادت اونکی مقبول نہوگی اور در صورت دعوی کرنے خاوند کے شہادت اونکی مقبول ہوگی **ف** تو اس جگہہ چار صورتین ہوگئین **ص** اگر مسلمان نکاح کرے ایک ذمیہ عورت سے اور دو ذمیون کو گواہ کرے نکاح صحیح ہوجاویگا لیکن اگر مسلمان انکار کرے نکاح کا تو اون دو ذمیون کی گواہی سے نکاح ثابت نہوگا اسواسطے کہ گواہی کافر کی مسلمان پر مقبول نہین اور اگر مسلمان دعوی کرے نکاح کا تو گواہی اونکی مقبول ہے جلو اسواسطے کہ گواہی ذمی کی واسطے نفع مسلمان کے مقبول ہے **ف** اور اسواسطے کہ اسصورت مین گواہی ذمی کی اوپر ذمیہ کے ہوجاویگی اور وہ مقبول ہے **ص** اگر کسی شخص نے دوسرے کو حکم کیا کہ میری دختر نابالغ کو کسی سے منکوح کردے سو اوسنے نکاح کیا اوس لڑکی کا ایک شخص کے سامنے تو اگر اوسکا باپ بھی حاضر ہو تو نکاح جائز ہوگا **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین باپ عاقد رہیگا اور وکیل اور وہ ایک شخص دونون ملکے گواہ ہوجاوینگے **ص** اور اگر باپ حاضر نہین جائز نہوگا **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین فقط وہ ایک ہی شخص گواہ رہیگا اور ایک شخص کی گواہی سے نکاح جائز نہین **ص** اسی طرح اگر باپ اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح کرے ایک شخص کے سامنے اگر وہ لڑکی حاضر ہے تو نکاح جائز ہوجاویگا **ف** کیونکہ اسصورت مین وہ بالغہ عاقدہ ہوجاویگی اور باپ اور وہ شخص ملکے گواہ ہوجاوینگے اور امام شافعی کے نزدیک اسصورت مین نکاح درست نہوگا کیونکہ بالغہ کا بھی نکاح بغیر ولی کے اونکے نزدیک جائز نہین **ص** اور اگر وہ لڑکی حاضر نہین تو نکاح جائز نہوگا **ف** اسواسطے کہ اسصورت مین عاقد باپ ہوجاویگا اور فقط وہ ایک شخص گواہ رہیگا اور ایک شخص کی شہادت سے نکاح جائز نہین

## فصل بیان مین اون عورتونکے جن سے نکاح حرام ہے

اور اونکو محرمات کہتے ہین حرام ہے مرد پر اصل اوسکی **ف** یعنی ماں اور دادی اور نانی اور پردادی اور پرنانی اسی طرح جہان تک سلسلہ جاوے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّهَاتُکُمْ وَبَنَاتُکُمْ یعنی حرام کی گئین تمھارے اوپر مائین تمھاری اور بیٹیان تمھاری اور پوتی بھی بیٹی ہے اور اسی طرح نواسی یعنی بیٹی کی بیٹی اور نانی یعنی ماں کی ماں اور دادی بھی ماں ہے اسواسطے کہ اُم کہتے ہین لغت مین اصل کو اور نانی اور دادی بھی اصل ہین پوتے اور نواسے کی بایہ کہ انکی حرمت پر اجماع ہوا ہے اور اجماع حجت قاطع ہے **ص** اور فرع اوسکی **ف** یعنی بیٹی اور پوتی اگرچہ چلی جاوین نیچے نہایت اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور حرام ہے مرد پر بہین اوسکی اور بھانجی اور بھتیجی اور پھوپھی اور خالہ **ف** اسواسطے کہ قرآن شریف مین انکی حرمت منصوص ہے فرمایا اللہ تعالی نے وَاَخَوَاتُکُمْ وَعَمَّاتُکُمْ وَخَالَاتُکُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ یعنی حرام ہین تمپر بہنین تمھاری اور پھوپھیان تمھاری اور خالائین تمھاری اور بھتیجیان اور بھانجیان **ص** اور اپنی بیوی کی بیٹی اگر اوس بیوی سے صحبت کی ہو **ف** اور اگر صحبت نہ کی ہو تو نکاح کرنا اوسکی بیٹی سے درست ہے کیونکہ

فرمایا اللہ تعالی نے وَرَبَائِبُکُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِکُم مِّن نِّسَائِکُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَکُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْکُمْ یعنی حرام ہین تمھارے اوپر ربائب تمھاری جو گودون مین ہین تمھاری اون عورتون سے جن سے صحبت کی تمنے اور اگر نہین کی صحبت تمنے اونسے تو نہین گناہ ہی تمپر اور ربائب جمع ربیبہ کی ہی ربیبہ کہتے ہین اپنی عورت کی بیٹی کو جو غیر سے ہو روایت ہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مرد نکاح کرے کسی عورت سے اور اوس سے صحبت کرے تو نہین حلال اوسکو نکاح کرنا اوسکی بیٹی سے اور اگر نہین کی صحبت اوس سے تو چاہے نکاح کرلے اوسکی بیٹی سے اور جو شخص کہ نکاح کرے کسی عورت سے تو حرام ہی اوسپر ماں اوس عورت کی برابر ہی کہ اوس عورت سے صحبت کی ہو یا نکی ہو روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین اسناد اوسکا اور ابن لہیعہ اور مثنی بن الصباح دونون ضعیف گنے جاتے ہین حدیث مین اور اسباب مین مروی ہوا ابن عباس رضی سے بھی اور اوسپر اتفاق ہی ائمہ اربعہ کا ص اور اپنی بیوی کی ماں برابر ہی کہ اوس سے صحبت کی ہو یا نکی ہو ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَأُمَّهَاتُ نِسَائِکُمْ یعنی حرام ہین تمھارے اوپر مائین تمھاری بیویونکی اور اسمین قید صحبت کی نہین اور اوسپر دلیل اسکی حدیث سے بھی گذری ص اور اپنی اصل کی بیوی ف یعنی باپ اور دادا کی بیوی یا نانا کی بیوی جہان تک بلند ہو وین کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَنکِحُوا مَا نَکَحَ آبَاؤُکُم یعنی نہ نکاح کرو اون عورتون سے کہ نکاح کیا اونسے باپون تمھارے نے ص اور اپنی فرع کی بیوی ف یعنی بیٹے کی بیوی یا پوتے کی بیوی جہان تک نیچے اوترین کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَحَلَائِلُ أَبْنَائِکُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِکُمْ اور حرام ہین تمپر بیویان تمھارے بیٹون کی جو تمھارے نطفے سے ہین اور اس سے نکل گئین بیویان متبنی کی یعنی اوس شخص کی جسکو بیٹا بنا لیا ہو اور اوسکو ہندی مین لے پالک کہتے ہین ص اور بھی حرام ہین یہ سب اگر رضاعی ہون ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَأُمَّهَاتُکُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَکُمْ وَأَخَوَاتُکُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ یعنی حرام ہین تمھارے اوپر مائین تمھاری جنھون نے دودھ پلایا تمکو اور بہنین تمھاری رضاعت سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ یعنی حرام ہوتا ہی رضاع سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے عایشہ رضی سے اور ایک روایت مین مسلم کی ہی تحقیق کہ اللہ نے حرام کیا رضاعت سے جو حرام کیا نسب سے اور تفصیل رضاع کی کتاب الرضاع مین آویگی ان شاء اللہ تعالی ص اور اسمین بہت سی صورتین ہر ایک مین نکلین گی مثلاً بہن کی بیٹی شامل ہی بہن نسبی کی رضاعی بیٹی کو اور رضاعی بہن کی نسبی بیٹی کو اور رضاعی بہن کی رضاعی بیٹی کو ف اور اسی طرح اور اقسام مین مثلاً بھائی کی بیٹی شامل ہی بھائی نسبی کی رضاعی بیٹی کو اور بھائی رضاعی کی نسبی بیٹی کو اور رضاعی بھائی کی رضاعی بیٹی کو وقس علی ہذا ص اور حرام ہی مرد پر فرع اوس عورت کی جس سے زنا کی ہو یا چھوا ہو یعنی مس کیا ہو اوسکو شہوت سے یا اوسنے مرد کو مس کیا ہو شہوت سے یا مرد نے اوسکی فرج داخل پر نظر کی ہو بہ شہوت اور اسی طرح حرام ہی اصل ان عورتون کی ف اور یہی مذہب ہی امام احمد کا اور امام شافعی اور مالک کے نزدیک زنا سے حرمت ثابت نہوگی دلیل ہماری یہ ہی

کرکہا ایک مرد نے یا رسول اللہ تحقیق کہ مینے زنا کی تھی ایک عورت سے جاہلیت مین کیا نکاح کرون مین اوسکی بیٹی سے سو
فرمایا آپ نے مین نہین تجویز کرتا اسکو آخر حدیث تک کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ حدیث منقطع ہی اور بھی روایت کی
ابن جریج سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص مین جو نکاح کرے کسی عورت سے سوا وسکو زنا کرے اور اوس سے
زیادہ کچھہ نکرے تو نہ نکاح کرے اوسکی بیٹی سے اور یہ بھی مرسل منقطع ہی مگر مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی جب اوسکے
راوی ثقہ ہون اور امام شافعی کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْحَرَامُ لَا یُفْسِدُ الْحَلَالَ یعنی
حرام نہین فاسد کرتا حلال کو روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عایشہ رض سے اور اوسکی اسناد مین عثمان بن عبد الرحمن وقاصی ہی
کہا یحیی بن معین نے لیس فیہ شی کان یکذب یعنی کچھہ نہین جھوٹھہ بولتا تھا اور ضعیف کیا اوسکو ابن المدینی نے اور ایسا ہی
کہا بخاری اور نسائی اور رازی اور ابو داؤد نے اور کہا دارقطنی نے متروک ہی اور کہا ابن حبان نے روایت کرتا تھا
ثقات سے موضوعات کو اور نہین جائز ہی احتجاج ساتھہ اوسکے اور بھی روایت کیا اوسکو دارقطنی اور ابن ماجہ نے ابن
عمر رض سے اور اوسکی اسناد مین عبد اللہ بن عمر بھائی عبید اللہ کا ہی کہا ابن حبان نے فاحش ہوئی خطا اوسکی سو مستحق ہوا ترک
کا اور بھی اوسکی اسناد مین اسحٰق بن محمد فروی ہی کہا یحیی نے کچھہ نہین کذاب ہی اور کہا بخاری نے ترک کیا محدثین نے اوسکو
ص اس شہوت کے معنی یہ ہین کہ دل سے اوسکی اشتہا کرے اور اوس سے لذت پاوے تو عورتون مین یہی ہوگا اور
مردون مین بعضون کے نزدیک یہ ہی کہ آلت منتشر ہو جاوے یا زیادتی انتشار ہووے ف اور یہی صحیح ہی کذا فی الہدایہ ص
نو برس سے کم کی عورت مشتہاة یعنی شہوت والی نہین ہوتی اور اسی پر فتوی ہی اور جاننا چاہیے کہ کبھی عورت نو برس
یا زیادہ کی مشتہاة ہوتی ہی اور کبھی نہین بھی ہوتی اور یہ اختلاف بسبب صغر و عظم جثہ کے ہی ف اور تفصیل اسکی
انشاء اللہ تعالی فصل حد البلوغ مین آویگا ص اور حرام ہی جمع کرنا درمیان دو بہنون کے اور درمیان ایسی عورتون
کے کہ اگر اونمین سے ایک کو مرد فرض کرین تو دوسری عورت اوسکو درست نہو ف اسواسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا
وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ یعنی حرام ہی تمپر جمع کرنا درمیان دو بہنون کے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فیروز دیلمی سے اور اونکے نکاح مین دو بہنیں تھین جب وہ اسلام لائے کہ اختیار کرے جسکو چاہے روایت کیا اوسکو
ترمذی اور ابو داؤد نے اور ہدایہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایمان لاتا ہی ساتھہ اللہ کے اور
پچھلے دن کے سو نہ جمع کرے نطفے اپنے کو رحم مین دو بہنون کے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین غریب ہی اس لفظ
سے ص خواہ دونون نکاح مین ہون یا ایک کو طلاق دیوے اگرچہ بائن ہو اور اوسکی عدت مین دوسری
نکاح کرے ف اور عدت اور طلاق کا بیان آگے آویگا ص اور بھی حرام ہی وطی کرنا دو بہنون کا جو اپنی
لونڈیان ہون اور اسی طرح اگر ایک عورت سے نکاح کیا اور پھر دوسری لونڈی ایسی خریدی کہ اگر وہ مرد فرض کی جاوے
تو اونکے درمیان مین نکاح جائز نہو تو اوس لونڈی سے وطی حرام ہی اور اگر ایک لونڈی سے وطی کی تو پھر دوسری عورت
سے کہ اگر وہ مرد فرض کی جاوے تو نکاح اون دونون مین حرام ہو وطی خواہ نکاح سے ہو یا ملک یمین سے جائز نہین
اور صرف نکاح جائز ہی تو اگر اوس عورت سے نکاح کر لیا تو اب کسی سے وطی نکرے جب تک کہ ایک کو اونمین سے

عثمان بن عبد الرحمن وقاصی
عبد اللہ بن عمر
اسحٰق بن محمد فروی

اپنے اوپر حرام نکرلے اس طرح پر کہ اوسکو اپنی ملک سے نکال دیوے یا کسی دوسرے مرد سے اوسکا نکاح کردیوے
**ف** یہ جو بیان کیا کہ وہ دو عورتین ایسی ہون کہ اونمین سے اگر ایک کو مرد فرض کرین تو دوسری اوسکا نکاح
حرام ہو مثال اوسکی یہ ہی کہ جیسے ایک شخص نے اول ایک عورت سے نکاح کیا اب اوس عورت کی پھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا بھانجی
سے نکاح کرنا چاہے تو یہ نکاح جائز نہین کیونکہ اگر بھتیجی کو مرد فرض کرین تو پہلی عورت اسکی بھتیجی ہوئی اور بھتیجی سے
نکاح حرام ہی اور اگر خالہ کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اسکی بھانجی ہوئی اور بھانجی سے نکاح حرام ہی اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کرین
تو وہ عورت اسکی پھوپھی ہوئی اور پھوپھی سے نکاح حرام ہی اور اگر بھانجی کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اسکی خالہ ہوئی اور
خالہ سے نکاح حرام ہی اور اگر پہلی عورت کو مرد فرض کرین تو نکاح پھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا بھانجی سے لازم آتا ہی اور نکاح
ان سب سے حرام ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جمع کیا جاویگا درمیان عورت کے اور
اوسکی پھوپھی کے اور نہ درمیان عورت کے اور اوسکی خالہ کے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور روایت کیا اوسکو
ابوداؤد و ترمذی و دارمی نے اور اوسمین ہی کہ نہ نکاح کیجاوے عورت اپنی پھوپھی پر اور نہ پھوپھی اپنی بھتیجی پر اور نہ عورت
اپنی خالہ پر اور نہ خالہ بھانجی پر نہ نکاح کی جاوے بڑی یعنی خالہ اور پھوپھی چھوٹی پر یعنی بھانجی اور بھتیجی پر اور نہ چھوٹی بڑی پر
اور خالہ اور پھوپھی کو بڑا اسواسطے ارشاد فرمایا کہ اکثر وہ سن مین بڑی ہوتی ہین اور بھتیجی اور بھانجی چھوٹی ہوتی ہین یا وہ مرتبے
مین بڑی ہین اور صحیح کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور روایت کی بخاری نے جابر سے مانند اسکے اور اس باب مین روایت
ہی ابن عباس سے اخراج کیا اوسکا احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن حبان نے کہ مکروہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جمع درمیان پھوپھی اور خالہ کے اور درمیان دو خالہ اور دو پھوپھی کے اور ابوسعید سے روایت کیا اوسکو ابن
ماجہ نے اور علی سے روایت کیا اوسکو بزار نے اور ابن عمر سے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اور بہت سے صحابیون
سے مروی ہی اس باب مین اور باعث اسکا یہی ہی کہ ان سب عورتون مین آپسمین علاقہ رحم ہی اور یہ بسبب نکاح کے
شاید منقطع ہو جاوے کیونکہ اکثر صورتون مین عداوت و حسد و عناد رہا کرتا ہی اور اسی پر دلالت کرتا ہی قول آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ قَطَعْتُمْ اَرْحَامَهُنَّ یعنی جس وقت یہ تمنے کیا سو قطع کیا تمنے اونکے رشتون کو
روایت کیا اوسکو ابن حبان اور ابن عدی نے حدیث ابن عباس سے اور روایت کی ابوداؤد نے مراسیل
مین عیسی بن طلحہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نکاح کیجاوے عورت اپنے قرابت دار پر بسبب خوف
قطع رحم کے **ص** اگر نکاح کیا دو بہنون سے ساتھ دو عقدون کے اور بھول گیا کہ اول کس سے عقد کیا تھا تو درمیان
خاوند اور اون دو بہنون کے جدائی کرائی جاویگی **ف** یعنی قاضی تفریق کرادیگا **ص** اور اون دونون کو آدھا
مہر ملیگا **ف** اسواسطے کہ دوسرا نکاح تو باطل ہی اور پہلا نکاح صحیح ہی اور معلوم نہین کہ کون اول ہی تو اوس مہر کو
دونون مین تقسیم کردینگے ایک ربع ایک کو اور ایک ربع دوسرے کو **ص** اور اگر ایک ہی عقد مین دونون کا نکاح کیا
تو دونون کا نکاح باطل ہوا اور کچھ مہر واجب نہوگا اور درست ہی جمع کرنا درمیان عورت کے اور اوسکے خاوند کی
دختر کے ساتھ دوسری بیوی سے دختر اوس عورت کی نہو **ف** کیونکہ اگر اوس عورت سے ہوگی تو مرد کی ربیبہ ہو جاویگی

اور ربیبہ سے نکاح حرام ہی اور دوسرے یہ کہ پھر جسکو ان دونون مین سے مرد فرض کرینگے اوسکو دوسری عورت حرام ہوگی اسواسطے کہ اگر دختر کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اوسکی مان ہی اور اگر عورت کو مرد فرض کرین تو وہ اوسکی بیٹی ہی **ص** اسواسطے کہ اگر اوس دختر کو مرد فرض کرو تو تو نکاح اوسکا عورت سے حرام ہی کیونکہ وہ باپ کی بیوی ہی لیکن اگر اوس عورت کو مرد فرض کرین تو یہ دختر اوسپر حرام نہین اور جائز ہی نکاح کتابیہ سے **ف** یعنی یہودی اور نصرانی عورتون سے اسواسطے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ اور کچھہ فرق نہین درمیان اس بات کے کہ لونڈی ہو یا آزاد اور جن لوگون نے حنفیہ سے انکو مشرکین سمجھکے نکاح انسے حرام قرار دیا ہی وہ غافل ہین مسائل کتب فقہیہ سے کیونکہ حنفیون کی کتابون مین تصریح ہی کہ گو کہ وہ نصاری اور یہود قائل ہین حضرت عیسی اور حضرت عزیر اللہ کے بیٹے ہین لیکن پھر بھی وہ مشرکین سے جدا ہین کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن شریف مین جدا کیا اونکو مشرکین سے اور کفایہ مین ہی کہ حذیفہ رض نے نکاح کیا ایک یہودیہ سے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی **ص** اور صابئیہ سے جب کسی نبی پر ایمان رکھتی ہو اور کسی کتاب کا اقرار کرتی ہو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین اور بعضون نے کہا کہ یہ خلاف بتتنی ہی تفسیر صابئیہ پر تو ابوحنیفہ کہتے ہین کہ صابی اہل کتاب سے ہی اسواسطے نکاح جائز ہی اور صاحبین نے کہا کہ وہ ستارون کو پرستش کرتے ہین اور اونکی کوئی کتاب نہین اسواسطے اونکے نزدیک نکاح نہین جائز ہی **ف** اور ایسے ہی اختلاف کیا صابئین کی تفسیر مین اصحاب نے کہا عمر اور ابن عباس نے کہ وہ اہل کتاب مین سے ہین تو عمر رض نے کہا کہ حلال ہی ذبیحہ اونکا اور کہا ابن عباس نے کہ نہین درست ہی نکاح اونسے اور کھانا اونکے ذبیحے کا اور کہا مجاہد رح نے کہ وہ ایک قوم ہی طرف شام کے درمیان یہود اور مجوس کے اہل کتاب سے اور کہا کلبی نے کہ وہ درمیان یہود و نصاری کے ہین اور کہا قتادہ رح نے کہ وہ پڑھتے ہین زبور کو اور عبادت کرتے ہین ملائکہ کی اور نماز پڑھتے ہین کعبے کی طرف اور ہر دین مین سے کچھہ کچھہ لے لیا ہی **ص** اور اگر ستارون کی پرستش کرتی ہو اور اوسکی کوئی کتاب نہو تو اوس سے نکاح جائز نہین **ف** اسواسطے کہ وہ اوس صورت مین مانند اور مشرکین کے ہین جیسے مجوس آتش پرست وغیرہ اور اونکی عورتون سے نکاح حرام ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ اور نہ نکاح کرو مشرک عورتون سے یہان تک کہ ایمان لاوین اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سَنُّوْا بِهِمْ سُنَّةَ اَهْلِ الْكِتَابِ غَيْرَ نَاكِحِيْ نِسَائِهِمْ وَلَا اٰكِلِيْ ذَبَائِحِهِمْ یعنی چلو تم اونسے یعنی مجوس سے طریقہ اہل کتاب کا مگر یہ کہ نہ نکاح کرنے والے ہو اونکی عورتون سے اور نہ کھانے والے ہو اونکے ذبائح کو اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی کہا زیلعی نے تخریج مین اوسکی قلت غریب بهذا اللفظ یعنی اس لفظ سے غریب ہی لیکن روایت کی عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حسن بن محمد بن علی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا طرف مجوس ہجر کے پیش کرتے تھے اونپر اسلام کو کہ جو اسلام لاوے قبول کیا جاوے اوس سے اور جو نہ اسلام لاوے اوسپر جزیہ باندھا جاوے نہ نکاح کرنے والے ہو اونکی عورتون سے اور نہ کھانے والے ہو ذبیحے اونکے کہا ابن القطان نے کہ یہ حدیث مرسل ہی اور اوسکی اسناد مین قیس بن مسلم ہی بگڑ گیا حفظ اوسکا اور روایت کی ابن سعد نے طبقات مین عبداللہ بن عمرو سے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا طرف مجوس ہجر کے عرض کرتے تھے اونپر اسلام کو تو اگر انکار کرین

مفتش کیا جاوے اونپر جزیہ اس طرح پر کہ نہ نکاح کی جاوین عورتین اونکی اور نہ کھائے جاوین ذبیحے اونکے اور یہ مرسل ہی اسناد
مین جید ہی مع هجر کا نام کہا گیا ہی اوسمین اور موطا مین اتنا ہی مروی ہی سنوا بھم سنة اهل الکتاب انتھی
حاصل ما قال الزیلعی **ص** اور درست ہی نکاح اوس شخص کا جو احرام باندھے ہو مرد ہو یا عورت **ف** اسواسطے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا میمونہ سے اور آپ محرم تھے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہین کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا ینکح المحرم ولا
ینکح اخرجہ الستۃ الا البخاری یعنی نہ نکاح کرے محرم اور نہ نکاح کیا جاوے اخراج کیا اسکا صحاح ستہ والون نے
سوا بخاری کے اور جواب یہ ہی کہ نکاح سے مراد اس جگہہ وطی ہی اور وہ بالاجماع احرام مین ناجائز ہی جیسا کہ بیان اسکا کتاب حج
مین گذرا **ص** اور جائز ہی نکاح لونڈی سے مسلمان ہو یا کتابی **ف** اور امام شافعی کے نزدیک نکاح لونڈی کتابیہ
سے واسطے آزاد مرد کے جائز نہین کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا سورہ نساء مین وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن
يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ تو اللہ نے
مقید کیا لونڈیون کو ساتھ مومنات کے اور ہم کہتے ہین کہ قید لگا دینا مومنات کی صفت پر دلالت نہین کرتا کہ کافرہ کتابیہ
سے نکاح جائز نہو **ص** اگرچہ قدرت رکھتا ہو آزاد سے نکاح کرنے پر یعنی اوسکے مہر اور نفقے پر قادر ہو اور امام شافعی
کے نزدیک جب قدرت ہو حرہ کی تب نکاح لونڈی مسلمان کا بھی جائز ہووے نہین **ف** اور دلیل اونکی استدلال ہی اوسی
آیت سے اور ہمارا وہی جواب ہی جو گذرا **ص** اور جائز ہی نکاح حرہ کا **ف** یعنی آزاد عورت سے **ص** باوصف
اسکے کہ اوسکے نکاح مین لونڈی ہو **ف** کیونکہ روایت کی سعید بن منصور نے سنن مین ابن علیہ سے انھون نے
سنا اوس شخص سے جسنے سنا حسن سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا یہ کہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر
حرہ کے اور کہا کہ نکاح کیجاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور روایت کیا اوسکو بیہقی اور طبری نے اپنی تفسیر مین ساتھ سند متصل کے
حسن ہے اور غریب کہا اوسکو روایت عامر احول سے انھون نے حسن سے اور معروف روایت ہی عمرو بن عبید کی حسن
سے کہا حافظ نے یہی یعنی عمرو بن عبید مبہم ہی روایت سعید بن منصور مین اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے
حسن سے مرسل اور اسی طرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اونسے اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور شافعی
کے نزدیک بھی جب مؤید ہوں ساتھ اسکے قول صحابہ اور اس جگہہ مؤید ہوئے روایت کی ابن ابی شیبہ و بیہقی نے حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے موقوفا تحقیق کہ لونڈی کو نہین لائق ہی کہ نکاح کی جاوے اوپر حرہ کے اور ایک روایت مین ہی لا تنکح الامۃ
علی الحرۃ اور سند اوسکی حسن ہی اور ابن مسعود کی مانند اسکے اور روایت کی عبد الرزاق نے ابی الزبیر سے کہ انھون نے
سنا جابر سے کہتے تھے لا تنکح الامۃ علی الحرۃ وتنکح الحرۃ علی الامۃ یعنی نہ نکاح کیجاوے لونڈی
اوپر حرہ کے اور نکاح کی جاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور روایت کی بیہقی نے مانند اسکے اور زیادہ کیا من وجد
صداق حرۃ فلا ینکح امۃ ابدا یعنی جو شخص پاوے مہر حرہ کے تو نہ نکاح کرے لونڈی سے کبھی اور اسناد اوسکی
صحیح ہی اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے بھی بغیر اس زیادتی کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے سعید بن مسیب سے

کہا انھون نے نکاح کی جاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور نہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر حرہ کے اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی سے حدیث طویل مین مرفوعا کہ لیکن وَیَجُوزُ الحُرَّةُ عَلَی الْاَمَةِ وَلَا یَجُوزُ الْاَمَةُ عَلَی الْحُرَّةِ یعنی نکاح کیجاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور نہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر حرہ کے اور اسنادمین اوسکی مظاہر بن اسلم ضعیف ہے

ص اور چار عورتون سے زیادہ آزاد ہون یا لونڈیان نکاح کرنا درست نہین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یعنی نکاح کرو جو خوش لگے تمکو عورتون سے دو دو تین تین اور چار چار یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ اور جمہور مسلمین کا اور یہی ثابت ہے حدیث صحیح سے روایت ہے حضرت ابن عمر رضی سے کہ تحقیق غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لائے اور اونکی دس عورتین تھین جاہلیت مین سو وہ سب اسلام لائین اونکے ساتھہ سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روک لے چار عورتون کو اور چھوڑ دے باقی کو روایت کیا اوسکو شافعی اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور روایت ہے نوفل بن معاویہ سے کہا اسلام لایا مین اور میرے پاس پانچ عورتین تھین سو پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو فرمایا آپنے چھوڑ دے ایک کو اور روک لے چار کو سو چھوڑ دیا مینے اونمین سے ایک عورت کو کہ بہت قدیم الصحبت تھی ساتھہ میرے بانجھ تھی ساٹھہ برس کی روایت کیا اوسکو شافعی نے اور بغوی نے شرح السنۃ مین

ص اور غلام کو دو سے زیادہ درست نہین ف اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور احمد کا اور کہا مالک نے کہ وہ بھی نکاح کرے چار عورتون تک اور دلیل ہماری وہ ہے جو روایت کی ابن الجوزی نے تحقیق مین عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا انھون نے نکاح کرے غلام دو عورتون سے اور طلاق دے دو طلاق اور عدت کرے لونڈی دو حیض سے اور ایسی ہی روایت کی بغوی نے معالم مین کہا ابن الجوزی نے کہا حاکم نے کہ اجماع کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ نکاح کرے غلام زیادہ دو عورتون سے اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے

ص اور جائز ہے نکاح اوس عورت سے جو حاملہ ہووے زنا سے ف اور اسی پر فتوی ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک نکاح فاسد ہے اور یہ اختلاف اوسمین ہے کہ نکاح کرے اوس سے غیر زانی اور جو زانی خود نکاح کرے تو بالاتفاق صحیح ہے جیسا کہ ہدایہ مین ہے

ص اور وطی نکرے اوس سے جب تک وہ وضع حمل نکرے ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین مین نہین حلال ہے واسطے اوس مرد کے جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر یہ کہ پلاوے پانی اپنا دوسرے کی کھیتی مین روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی نے رویفع بن ثابت انصاری سے

ص اور جس عورت سے وطی کی ہو ایک شخص نے زنا سے اور اوس لونڈی سے کہ وطی کی ہو اوس سے مالک نے اونکے اور دونون صورتون مین خاوند پر استبرا واجب نہین ف استبرا کہتے ہین طلب برائت رحم کو ولد سے اور اسکا بیان آگے آویگا

ص اگر دو عورتون سے نکاح کیا ساتھہ ایک ہی عقد کے ف مثلا کہا نکاح کیا مینے تم دونون سے اور انھون نے کہا قبول کیا مینے

ص اور ایک اون دونون مین سے نکاح کرنے والے پر حرام ہے تو دوسری کا نکاح صحیح ہو جاویگا اور نہین جائز ہے نکاح اپنی لونڈی سے اور نہ غلام کو اپنی مالکہ سے ف یعنی وہ عورت جو مالکہ ہے غلام کی اسواسطے کہ نکاح مشروع ہے واسطے حاصل ہونے فوائد کے جو مشترک ہون درمیان زوج اور زوجہ کے اور اس صورت مین

بعید المعاقدین جیسے کہ ہو وکسر کا اور ملکیت منافی ہی مالکیت کی تو جب دونون مین تغیر کرنے لگے **ص** اور نہین جائز ہی نکاح مجوسیہ اور جو عورت بتون کی پرستش کرتی ہو **ف** اور وجہ اسکی اوپر گذری **ص** اور نہ پانچوین عورت سے چوتھی عورت کی عدت مین **ف** یعنی ایک شخص کی چار عورتین ہین اور اوسنے ایک کو اون مین سے طلاق دیا تو جب تک وہ عدت مین ہی نکاح پانچوین عورت سے جائز نہین **ص** اور یہ حکم واسطے آزاد مرد کے ہی اور غلام کے واسطے تیسری عورت جائز نہین دوسری عورت کی عدت مین اور نہین جائز ہی نکاح لونڈی سے بوجہ وصف ہونے حرہ کے نکاح مین **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** یا حرہ کی عدت مین **ف** صورت مسئلے کی یہ ہی کہ ایک شخص کے نکاح مین ایک آزاد عورت تھی اور اوسنے اوسکو طلاق دیا تو جب تک وہ عدت مین ہی نکاح لونڈی سے جائز نہین اور حرہ سے جائز ہی **ص** اور نہین جائز ہی نکاح اوس عورت حاملہ سے جو مقید ہو کے آئی ہو اور اوس حاملہ سے کہ اوسکا نسب ثابت ہی **ف** یعنی یہ معلوم ہی کہ فلانے شخص کا حمل ہی **ص** اگرچہ وہ حاملہ ام ولد ہو اپنے مالک کی اور اوسی سے حاملہ ہوئی ہو وے اور باطل ہی نکاح متعہ کا یعنی اسطرح پر کہے کہ متعہ کرتا ہون مین تجھسے اسطرح پر اتنی مدت پر اتنے مال پر **ف** اتفاق کیا ایمہ اربعہ اور علماے امصار نے حرام ہونے متعہ پر اور حجت اوسکی حرمت پر قول اللہ تعالی کا ہی وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ یعنی نجات پائی اون مسلمانون نے جو اپنی فرجون کے حافظ ہین مگر اپنی بیویون پر یا لونڈیون پر پس تحقیق کہ وہ نہین ملامت کیے گئے ہین سو جو شخص تلاش کرے سوا اسکے پس وہی لوگ ہین زیادتی کرنے والے اسواسطے کہ جس عورت سے متعہ کیا ہو اوسکو زوجہ نہین کہتے ہین اور اسی سبب سے جو لوگ قائلین متعہ ہین اونکے نزدیک بھی عورت مرد مین وراثت نہین بر خلاف زوجہ کے روایت کی مسلم نے ربیع بن سبرہ بن معبد جہنی سے تحقیق کہ اونکے باپ نے حدیث بیان کی اونسے کہ تھے وہ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو فرمایا آپ نے ای لوگو اذن دیا تھا مینے تمکو متعہ کا عورتون سے اور اب اللہ نے حرام کیا اوسکو دن قیامت تک سو جس شخص کی ایسی عورت ہو تو چھوڑ دے اوسکو اور نہ لیوے اونسے جو دیا ہی اونکو اور روایت کیا اوسکو مسلم نے دوسرے طریق سے اور بھی روایت کی ابن ماجہ نے باسناد صحیح حضرت عمرؓ سے کہ انھون نے خطبہ پڑھا سو کہا کہ تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذن دیا متعہ کا تین بار پھر حرام کیا اوسکو اگر کوئی متعہ کریگا اور وہ محصن ہوگا البتہ رجم کرونگا مین اوسکو پتھرون سے اور ایک روایت مین ہی کہ خطبہ پڑھا حضرت عمرؓ نے سو کہا کہ کیا حال ہی اون لوگون کا جو نکاح کرتے ہین متعہ کا اور تحقیق کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے نہین آویگا میرے پاس کوئی کہ نکاح کیا ہو ویگا اوسنے متعہ کا مگر رجم کرونگا مین اوسکو اور پوچھے گئے حضرت ابن عمرؓ متعہ سے سو کہا حرام ہی سو کہا اونکو کہ ابن عباس فتوی دیتے ہین اوسکی حلت کا کہا انھون نے کہ کیون نہ ڈرے زمانہ حضرت عمرؓ مین اور سوائے اسکے [illegible] سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سال اوطاس کے تین بار پھر منع کیا متعہ سے [illegible] کہ حکم کیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال فتح مین

متعہ کا جب داخل ہوئے ہم مکے میں پھر نہ نکلے مکے سے یہان تک کہ منع کیا ہمکو متعہ سے اور روایت کی حازمی نے
اپنی سند سے جابر رضی سے ایک حدیث میں کہ خطبہ پڑھا ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں اور ثنا کی
اللہ پر اور منع کیا متعہ سے اور روایت کی بخاری و مسلم نے حضرت علی رضی سے تحقیق انھون نے سنا ابن عباس رضی
سے کہ نرمی کرتے ہیں متعہ میں سو کہا چھوڑ دے اے ابن عباس تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اوس
سے دن خیبر کے اور گدھون کے گوشت کھانے سے اور ایک روایت میں ہے حضرت علی رضی سے کہ کہا انھون
نے واسطے ابن عباس کے تو مرد گمراہ ہے اور بہت سے آثار اور احادیث حرمت متعہ میں وارد ہوئی ہیں اور
روایت کی عبد الرزاق نے ابن عباس سے حلت متعہ کو اور فتوی دیا ساتھ اوسکے بعض تابعین نے مثل
ابن جریج اور طاوس اور عطا کے اور سعید بن جبیر اور فقہاے مکہ نے اور کہا اوزاعی نے کہ ترک کیا جاویگا
قول اہل حجاز سے متعہ النساء کا اور قول اہل مدینہ سے حلت وطی فی الدبر کی روایت کیا اسکو حاکم نے علوم الحدیث
مین اوزاعی سے اور سیاق لیے میں ہے کہ ابن عباس نے رجوع کی اوس سے روایت کی بیہقی نے زہری سے کہ انھون نے
کہا نہیں مرے ابن عباس رضی یہان تک کہ رجوع کی انھون نے فتوے اپنے سے درباب حلت متعہ کے اور ایسا ہی ذکر کیا ابو عوانہ
نے صحیح میں اور روایت کی ترمذی نے ابن عباس رضی سے کہ تھا متعہ اول اسلام میں کہ آتا تھا ایک شخص شہر میں اور نہ اوسکو اوس
شہر سے معرفت نہوتی تھی تو نکاح کر لیتا تھا عورت سے جب تک جانتا تھا میں کہ مقیم رہونگا تو وہ عورت اوسکے
مال کی محافظت کرتی تھی اور اوسکی چیزون کو درست کرتی تھی یہان تک کہ نازل ہوئی یہ آیت اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سو اب ہر فرج سوا انکے حرام ہے اور روایت کی ابو عوانہ نے رجوع ابن جریج کی بھی متعہ سے
اور تفصیل اسکی تفسیر مظہری میں ہے **ص** اور نکاح موقت یعنی اسطرح کہے کہ نکاح کرتا ہون میں تجھسے ساتھ اتنے مہر کے
مہینہ بھر تک یا دس دن تک **ف** اسواسطے کہ یہ بھی معنون میں متعہ کے ہے اور زفر کے نزدیک درست ہے

## باب ولی اور کفو کے بیان میں

جائز ہے نکاح عورت مکلفہ یعنی عاقلہ بالغہ کا **ف** بکر ہو یا ثیب **ص** اگرچہ غیر کفو سے ہو بغیر حاضر ہونے ولی کے
اور ولی کو درست ہے کہ قاضی سے کہکر فسخ کرادے جب غیر کفو سے ہو اور روایت کی حسن نے ابو حنیفہ رح سے
کہ نکاح ساتھ غیر کفو کے جائز نہیں اور اسی پر فتوی ہے قاضی خان کا اور ایک روایت میں امام ابو یوسف رح سے نکاح
نہیں منعقد ہوتا ہے مگر ساتھ ولی کے اور نزدیک محمد رح کے منعقد ہوگا اور موقوف رہیگا اجازت ولی پر **ف** یعنی اگر ولی
چاہے روا رکھے اور چاہے فسخ کرے **ص** اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک نکاح نہیں منعقد ہوتا ہے ساتھ عبارت
عورتون کے **ف** برابر ہے کہ اپنا نکاح کرین یا اپنی بیٹی کا یا اپنی لونڈی کا دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت نکاح کرے بغیر اذن ولی کے پس نکاح اوسکا باطل ہے پس نکاح اوسکا باطل ہے
پس نکاح اوسکا باطل ہے تو اگر داخل ہوا اوسکے ساتھ تو اوسکو مہر ہے واسطے اوسکے کہ حلال جانا اوسکی
فرج کو تو اگر اختلاف کیا انھون نے تو بادشاہ ولی ہے اوسکا جسکا کوئی ولی نہیں روایت کیا اسکو اصحاب سنن نے

ابن جریج سے انھون نے سلیمان بن موسی سے انھون نے زہری سے انھون نے عروہ سے انھون نے حضرت عایشہ رضی
سے اور حسن کہا اوسکو ترمذی نے کہا طحاوی نے **حدثنا** ابن ابی عمران قال اخبرنا یحیی بن معین عن
ابن عیینة عن ابن جریج انہ قال لقیت الزهری فاخبرته عن هذا الحدیث فانکرہ یعنی کہا
ابن جریج نے کہ ملاقات کی مینے زہری سے سو خبر کی مینے اونکو اس حدیث کی پس انکار کیا زہری نے اسکا اور روایت کی
ترمذی اور ابن داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
لا نکاح الا بولی والسلطان ولی من لا ولی لہ یعنی نہین ہی نکاح بغیر ولی کے اور بادشاہ ولی ہی اوسکا
جسکا کوئی ولی نہین اور اسناد مین اوسکی حجاج بن ارطاة ضعیف ہی اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی کے اور دو گواہ عادل کے اور اسناد میں اوسکی یزید بن
سنان اور باپ اوسکے دونون ضعیف ہین ضعیف کیا اونکو نسائی اور احمد وغیرہما نے اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عایشہ رضی
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور ہین نکاح مین چار چیزین ولی اور زوج اور دو گواہ اور اسناد مین اوسکی
نافع بن میسرہ ابو الخطیب مجہول ہی اور روایت کی احمد نے ابی موسی سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرمایا آپ نے لا نکاح الا بولی نہین نکاح ہی بغیر ولی کے اور روایت ہی ابن عباس رضی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی کے اور بادشاہ ولی ہی اوسکا جسکا کوئی ولی نہین روایت کیا اوسکو احمد نے طرق
حجاج بن ارطاة سے اور وہ ضعیف ہی اور ایک دوسرے طریقے سے اور اوسمین عدی بن الفضل اور عبد اللہ بن عثمان دونون
ضعیف ہین اور روایت ہی ابن عباس رضی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانیہ وہ عورتین ہین کہ نکاح کر لیتی ہین اپنا آپ نہین جائز
ہی نکاح مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہون کے اور مہر کے تھوڑا ہو یا بہت روایت کیا اوسکو ابن الجوزی نے اور اسناد مین اوسکی
نہاس ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو یحیی نے اور کہا ابن عدی نے لا نساوی شیئا اور روایت ہی ابن مسعود اور
ابن عمر رضی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نکاح ہی مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہ عادل کے اور حدیث
ابن مسعود مین بکیر بن بکار ہی کہا یحیی نے کچھ نہین اور عبد اللہ بن محرر ہی کہا دارقطنی نے متروک ہی اور حدیث ابن عمر
مین ثابت بن زہیر منکر الحدیث ہی ایسا ہی کہا ابو حاتم نے اور کہا ابن حبان نے لا یحتج بہ نہین حجت پکڑی جاویگی
ساتھ اوسکے اور روایت ہی ابی ہریرہ رضی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تزوج المرأة المرأة ولا تزوج
المرأة نفسها فان الزانیة هی التی تزوج نفسها یعنی نہ نکاح کرے عورت عورت کا اور نہ نکاح کرے عورت
اپنا پس تحقیق کہ زانیہ وہ عورت ہی جو نکاح کرے اپنا روایت کیا اوسکو دارقطنی نے دو طریقون سے ایک کی اسناد مین جمیل بن
الحسن ہی اور دوسری کی اسناد مین مسلم بن ابی مسلم ہی اور دونون نہین پہچانے جاتے اور روایت ہی جابر سے مرفوعا نہین
نکاح ہی مگر ساتھ ولی مرشد کے اور دو گواہ عادل کے روایت کیا اوسکو ابن الجوزی نے اور اوسکی اسناد مین محمد بن عبید اللہ
عرزمی ہی کہا نسائی اور یحیی نے متروک ہی نہین لکھی جاویگی حدیث اوسکی اور تھے اوسکی اسناد مین قطر بن بشیر ضعیف ہی
اور روایت ہی معاذ بن جبل سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عورت نے نکاح کیا اپنا آپ بغیر ولی کے

سو وہ زانیہ ہی خراج کیا اوسکا دارقطنی نے اور اوسکی اسناد مین ابو عصمۃ نوح بن ابی مریم ہی کہا یحیی نے کچھ نہین اور
کہا دارقطنی نے متروک ہی یہ سب دلیلین شافعی کے مذہب کی تھین اور حنفیہ حجت پکڑتے ہین ساتھ قول اللہ تعالی
کے حتی تنکح زوجا غیرہ کے کیونکہ نسبت نکاح کی اسمین طرف عورت کے ہی اور حدیث ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت بے خاوند کے ہی وہ زیادہ حقدار ہی اپنی ذات پر ولی اپنے سے اور بکر سے اذن لیا جاویگا
اور اذن اوسکا سکوت ہی روایت کیا اوسکو مسلم اور مالک اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے اور یہ حدیث نہایت
صحیح ہی اور حدیث ابی سلمہ بن عبدالرحمن سے کہا کہ آئی ایک عورت طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا تحقیق کہ میرے
باپ نے نکاح کیا میرا ایک شخص سے اور مین ناراض ہون سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے باپ کو نہین نکاح
ہی واسطے تیرے جا نکاح کر جس سے چاہے تو روایت کیا اوسکو ابن الجوزی نے اور یہ حدیث اگرچہ مرسل ہی لیکن مرسل
نزدیک ہمارے حجت ہی اور حدیث حضرت عایشہ رض سے تحقیق کہ قتادہ داخل ہوئی اونپر سو کہا کہ میرے باپ نے نکاح کیا میرا
اپنے بھتیجے سے تاکہ بڑھے حسب اوسکا اور مین مکروہ رکھتی ہون سو کہا حضرت عایشہ رض نے بیٹھ اور آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سو خبر کی حضرت عایشہ رض نے آپ کو سو آپ نے کہلا بھیجا طرف اوسکے باپ کے اور دیا اختیار قتادہ کو سو کہا قتادہ نے ای
رسول اللہ تحقیق کہ اجازت دی مینے اوسکی جو میرے باپ نے کیا اور نہین ارادہ کیا مینے مگر یہ کہ آگاہ کرون مین عورتون کو کہ
نہین ہی اونپر اونکے باپون کا اختیار روایت کیا اوسکو نسائی نے اور وجہ استدلال کی اس حدیث سے یہ ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت کیا قتادہ کے اس قول پر کہ باپون کا کچھ اختیار نہین تو یہ حدیثین معارض ہین حدیث حضرت عایشہ
کو جو پہلے مذکور ہوئی اور حدیث لا نکاح الا بولی کو تو ترجیح حدیث ابن عباس کو ہوگی کیونکہ روایت کیا اوسکو مسلم نے
اور وہ اصح ہی اور اقوی ہی از روے سند کے برخلاف ان احادیث کے جنسے تمسک کیا شافعی نے کہ وہ سب خالی نہین ضعف سے
جیسا کہ بیان کیا ہمنے اوسکو اور تاویل حدیث لا نکاح الا بولی کی یہ ہی کہ نہین ہی نکاح بطور سنت کے بغیر ولی کے
اور حدیث حضرت عایشہ رض کو حمل کرتے ہین اوپر اوس نکاح کے جو بغیر کفو کے ہو واللہ اعلم زیادہ تفصیل کی اس کتاب مین گنجایش
نہین **ص** جو عورت بکر ہی اور نابالغہ ہی تو اوسپر ولی جبر کر سکتا ہی واسطے نکاح کے اتفاقا **ف** اور اوسپر اجماع کیا مجتہدون
نے **ص** اور بکر بالغہ پر ولی کو جبر نہین پہونچتا اور امام شافعی کے نزدیک باپ اور دادا کو جبر پہونچتا ہی **ف**
امام شافعی دلیل لاتے ہین اوس سے جو روایت کی گئی حسن سے مرسلا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہیے
کہ اذن لی جاوین بکر عورتین اپنے نفسون مین پس اگر انکار کرین تو جبر کی جاوین اخراج کیا اوسکا ابن الجوزی نے
اور یہ حدیث ساقط ہی از روے متن اور سند کے لیکن از روے متن کے سو اسواسطے کہ درمیان اذن لینا اور جبر کے
تناقض ہی کیونکہ اسوقت مین اذن لینے سے کچھ فائدہ نہین اور لیکن از روے سند کے سو اسواسطے کہ اوسکی سند مین
عبدالکریم ہی کہا ابن الجوزی نے اجماع کیا محدثین نے اوسکی طعن پر علاوہ اسکے یہ حدیث مرسل ہی امام شافعی کے نزدیک
مقبول نہین ہی اور دلیل ہماری حدیث ابن عباس کی ہی کہ ایک عورت بکر آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو بیان کیا کہ اوسکے
باپ نے نکاح کر دیا اوسکا اور وہ ناراض تھی سو اختیار دیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داود

اور نسائی اور ابن ماجہ نے ساتھ سند متصل کے اور رجال اوسکے رجال حدیث صحیح کے ہین اور وہ جو کہا بیہقی نے کہ یہ مرسل
ہے کچھ مضر نہیں ہے اسواسطے کہ وہ مرسل ہے بعض طریقون سے اور مرسل حجت ہے اور بعض طریقوں صحیحہ سے متصل ہے کہا ابن القطان
نے حدیث ابن عباس کی صحیح ہے اور نہین ہے یہ عورت خنساء بنت خذام کہ نکاح کر دیا تھا اوسکا اوسکے باپ نے اور وہ
ثیب تھی اور ناراض تھی تو رد کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح اوسکا روایت کیا اوسکو بخاری نے اور کہا
شیخ ابن الہمام نے ایک روایت مین ہے کہ خنساء بکر تھی اخراج کیا اوسکا نسائی نے لیکن روایت بخاری کی راجح ہے
اور روایت کی دارقطنی نے حدیث ابن عباس کو تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کیا نکاح ایک بکر اور ثیب کا نکاح
کر دیا تھا اون دونون کا اونکے باپ نے اور وہ دونون ناراض تھین اور روایت کی دارقطنی نے ابن عمرؓ سے تحقیق کہ ایک
شخص نے نکاح کیا اپنی بیٹی کا سو وہ ناراض ہوئی تب رد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح اوسکا اور ایک روایت مین ہے ابن
عمر رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھین لیتے تھے عورتین اونکے خاوندون سے ثیب اور بکر کو بعد اسکے کہ
نکاح کر دیتے تھے اونکا باپ اونکے جب وہ ناراض ہوتی تھین اس سے اور روایت کی دارقطنی نے جابر سے تحقیق ایک شخص
نے نکاح کر دیا اپنی بیٹی کا اور وہ بکر تھی بغیر حکم اوسکے کے تو وہ آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور جدائی کر دی آپ نے درمیان
اوسکے اور اوسکے خاوند کے **ص** اور اسیطرح ثیب نابالغہ پر ولی کو جبر پہونچتا ہے ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک
اوسپر جبر نہین پہونچتا اور ثیب بالغہ پر سب کے نزدیک ولی کو جبر نہین پہونچتا اور ہمارے نزدیک ہر ولی کو جبر پہونچتا ہے **ف**
اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح طرف عصبات کے ہے اور کچھ تعیین نہین کی اور زیلعی نے نہین پایا
اس حدیث کو اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ مروی ہے حضرت علیؓ سے موقوفاً اور مرفوعاً اور ذکر کیا اوسکو سبط ابن الجوزی
نے اور نکاح کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حمزہ کی بیٹی کو ساتھ عمر بن ابی سلمہ کے اور وہ صغیرہ تھین اور ولی کہتے
ہین عصبہ بنفسہ کو اور اوسکا بیان آگے آویگا **ص** اور امام شافعی کے نزدیک جبر کسی ولی کو نہین پہونچتا سوا باپ دادا کے اگر
ولی نے بکر سے اذن لیا اور وہ چپ رہی یا ہنسی تو اذن ہو گیا **ف** کیونکہ روایت ابی ہریرہ مین ہے کہ پوچھا صحابہ نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے کسطرح ہے اذن بکر کا سو فرمایا آپ نے اذن اوسکا یہ ہے کہ چپ رہے اخراج کیا اوسکا بخاری و مسلم نے اور ایک
روایت مین مسلم کی یہ ہے اَلْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ وَاِذْنُهَا سُكُوْتُهَا یعنی بکر اذن لی جاویگی اور اذن اوسکا سکوت ہے اور ایک روایت
مین ابن ماجہ کی ہے وَالْبِكْرُ رِضَاهَا صَمَاتُهَا یعنی بکر رضا اوسکی چپ رہنا اوسکا ہے **ص** اور اسی طرح اگر روئی بغیر آواز
سے اور اگر روئی آواز سے تو وہ رد ہوگا نکاح کا اور اگر اوسکو خبر پہونچی نکاح کی اور وہ چپ رہی تو راضی ہوئی لیکن شرط ہے کہ خاوند
کا نام لیا ہووے اور اگر خاوند کا نام نہ لیا تو سکوت اوسکا رضا نہوگا اور مہر کا ذکر کچھ شرط نہین **ف** اسواسطے کہ نکاح صحیح
ہو جاتا ہے بغیر ذکر مہر کے اور اسکا بیان آگے آتا ہے **ص** اور اگر اذن لیا اوس سے ولی کے سوا اور کسی شخص نے
یا ایسے ولی نے کہ دوسرا ولی اوس سے زیادہ قریب موجود ہے **ف** جیسے اذن لیا بھائی نے باوجود ہونے باپ کے کذا فی العناية
**ص** تو نہو گی رضا اوسکی یہانتک کہ زبان سے کلام کرے جیسا کہ ثیب کی رضا بدون کہے نہین ہوتی **ف**
اسواسطے کہ حدیث مین ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلثَّيِّبُ تُشَاوَرُ یعنی ثیب مشورہ لیجاوے کہا زیلعی نے

تخریج ہدایہ میں غریب بھذا اللفظ اور مشاورہ دونوں طرف سے ہوتا ہی اور اسواسطے کہ ثیب کا بولنا کچھ عیب شمار نہین
کیا جاتا اور نسبت بکر کے اوسکو حیا بھی کم ہی ص جو عورت کہ اوسکی بکارت کودنے سے یا حیض سے یا جراحت سے
یا کلان سالی سے یا زنا سے زائل ہو جاوے تو حکم اوسکا حکم بکر کا ہی اس باب میں کہ سکوت اوسکا رضا ہی ف اور ایطرح
رونا اوسکا بغیر آواز کے اور ہنس دینا رضا ہی ص اگر کسی مرد نے بکر عورت پر جو بالغ ہو دعوی کیا کہ جب تجکو میرے
نکاح کی خبر پہونچی تھی تو تو چپ رہی تھی اور اوس عورت نے اوسکا انکار کیا اور کہا مینے رد کیا تھا تو معتبر قول عورت
کا ہی مگر جب مرد اوسکے سکوت پر گواہ قایم کرے اور اگر مرد نے گواہ پیش نکیے تو اوس عورت کو حلف نہ دلاوینگے ف
اور بیان اسکا کتاب الدعوی میں آویگا ص اور اگر نکاح کر دیا باپ یا دادا نے اپنے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا اگرچہ
ثیب ہو تو یہ نکاح لازم ہو گیا ف یعنی وقت بالغ ہونے کے انکو اختیار نکاح کے فسخ کا نہین ص اور اگر سوا
باپ دادا کے اور کسی ولی نے نکاح کر دیا تو اوس لڑکے اور دختر کو جائز ہی کہ جب بالغ ہوں نکاح کو فسخ کرین اگر وہ
نکاح کو پہلے سے جانتے تھے اور اگر نکاح کی انکو خبر نتھی اور بعد بلوغ کے خبر ہوئی تو جسوقت خبر ہوئی اوسوقت بھی
جائز ہی کہ نکاح فسخ کرین اور امام شافعی کے نزدیک قبل بلوغ کے سوا باپ اور دادا کے کسیکو نکاح کر دینا درست نہین
اور جب لڑکی بالغ ہوئی اور وہ بکر تھی اور اوسکو نکاح کی خبر تھی اور چپ رہی تو سکوت اوسکا رضا ہو جاویگا اور اگر نکاح کی اوسکو
خبر نتھی تو اوسکو اختیار ہی بعد خبر ہونے کے اور جب خبر پہونچی اور وہ چپ رہی تو سکوت اوسکا رضا ہو گیا اور اس خیار کا
نام خیار البلوغ ہی ف اور اگر وہ عورت ثیب تھی اور بالغہ ہوئی تو سکوت اوسکا رضا نہو گا ص اور اختیار بکر کا
جب بالغ ہو گئی اوسکی آخر بیٹھک تک باقی نرہیگا خواہ پہلے سے نکاح کی اوسکو خبر ہو یا بعد بلوغ کے خبردار ہو ف
صورت مسلے کی یہ ہی کہ اگر ولی نے نکاح عورت نابالغہ کا کر دیا اور وہ بالغ ہوئی اور اوسکو خبر تھی نکاح کی یا بعد بلوغ کے
خبر پہونچی اور وہ ساکت رہی تو رضا ہو جاویگی اور جب تک یکسان بیٹھی رہی اختیار باقی نرہیگا بلکہ بمجرد خبر اور بلوغ کے
اختیار ہی اور بعد اوسکے سکوت رضا ہی اور پھر اختیار باقی نہین رہیگا ص اگرچہ وہ بکر اس بات کو نجانتی ہو کہ مجکو بعد بلوغ
کے یا خبر پہونچنے کے اختیار ہی فسخ نکاح کا برخلاف لونڈی شوہر دار کے کہ اوسکو اگر مالک نے آزاد کر دیا اور اوسکو معلوم نتھا کہ
بروقت آزادی کے عورت کو اپنے خاوند سے اختیار نکاح کے فسخ کا ہی تو یہ عذر شمار کیا جاویگا ف یعنی بعد بروقت
معلوم ہونے اس مسلے کے اوسکو نکاح کا فسخ پہونچتا ہی اگرچہ لونڈی وقت آزادی کے چپ رہی ہو بخلاف بکر حرہ کے
کہ بعد وقت معلوم ہونے مسلے کے بعد اس بات کے کہ وقت بلوغ یا خبردار ہونیکے چپ رہی ہو اوسکو اختیار فسخ کا باقی
نہین ہی ص اور لونڈی کا جہل اسواسطے مقبول ہی کہ اوسکو خدمت مولا وغیرہ سے فراغت نہین ہوتی کہ علم سیکھے برخلاف
اون عورتوں کے جو حرۃ الاصل ہین یا پہلے کسیکی لونڈی تھین پھر آزاد ہو گئین کیونکہ طلب علم فرض ہی ہر مسلمان مرد اور
عورت پر ف کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب کرو علم کو اگرچہ چین مین ہو اسواسطے کہ طلب علم کی فرض
ہی ہر مسلمان پر اور کہا ملا علی قاری نے کہ ایک روایت مین ہی کہ ہر مسلمان مرد پر اور مسلمان عورت پر انتہی اور اخراج کیا
اس حدیث کا عقیلی نے اور ابن عدی نے انس رض سے مرفوعا اور یہ حدیث مروی ہی سنن ابن ماجہ مین ساتھ اس لفظ کے

یعنی عرب کفو ہین بعض بعض کے ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور موالی کفو ہین بعض بعض کے ایک مرد دوسرے مرد کا مگر جولاہا
اور حجام اور اوسکی اسناد مین ایک راوی ہی کہ اوسکا نام نہین لیا گیا اور منکر جانا اوسکو ابو حاتم نے کہا شیخ ابن حجر نے
اوسکا ایک شاہد ہی بزار نے روایت کیا اوسکو معاذ بن جبل سے اور سند اوسکی منقطع ہی اور ایسا ہی کہا زیلعی نے
تخریج ہدایہ مین اور روایت کی دارقطنی نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کفو ہین ایک
قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور عربی عربی کا اور مولا مولا کا مگر جولاہہ اور حجام اور اخراج کیا اوسکا ابن الجوزی نے علل
متناہیہ مین اور اسناد مین اوسکی بقیہ مدلس ہی اور محمد بن الفضل طعن کیا گیا ہی اوسمین اور اخراج کیا اوسکا ابن
عدی نے اور وہ بھی ضعیف ہی اور نکاح کیا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو بیٹیون کا حضرت عثمانؓ سے اور وہ
اموی تھے اور حضرت علیؓ نے نکاح کر دیا اپنی بیٹی کا حضرت عمرؓ سے اور وہ عدوی تھے ص اور قریش وہ ہی جو نضر بن کنانہ
کی اولاد مین ہی اور لیکن جو لوگ کہ نضر سے اوپر لوگونکی اولاد مین ہین وہ قریش نہین اور کفاءت عرب مین اسواسطے خاص ہوئی
کہ عجم کے لوگون نے اپنے نسب ضائع کر دیے ف یعنی اپنے غیر قبیلے مین شادیان کر کے ص اور اہل عجم مین کفاءت باعتبار
اسلام کے ہی تو جسکے باپ اور دادا فقط مسلمان تھے وہ کفو ہی اوس عورت کا جسکے باپ اور دادا اور پردادا وغیرہ
بھی مسلمان تھے ف حاصل یہ ہی کہ اسلام مین نسب تمام ہوتا ہی ساتھ باپ اور دادا کے تو جسکے باپ اور دادا فقط مسلمان تھے
وہ کفو ہی اوس عورت کا کہ جسکی دو پشت سے زیادہ اصول مسلمان تھے ص اور جو شخص کہ خود اسلام لایا ہی وہ کفو نہین
اوسکا جسکا باپ مسلمان ہی اور جو شخص کہ اوسکا باپ فقط مسلمان تھا وہ کفو نہین اوسکا جسکے باپ اور دادا بھی
مسلمان تھے اور باعتبار آزادی کے تو غلام یا جو پہلے غلام تھا اور آزاد کر دیا گیا کفو نہین اوس عورت کا جو اصل سے
آزاد ہی اور اسی طرح جس شخص کا باپ غلام معتق ف یعنی آزاد ص تھا کفو نہین جسکے باپ اور دادا دونون آزاد
تھے اور باعتبار دیانت کے تو مرد فاسق کفو نہین اوس عورت کا جو نیکبخت شخص کی بیٹی ہی ف نیکبخت شخص کی قید
اسواسطے لگائی کہ اکثر نیکبختون کی بیٹیان بھی نیکبخت ہوتی ہین اور اگر نیکبخت نہون فاسق ہون تو فاسق اونکا کفو ہی ص
اگرچہ وہ فاسق اپنے فسق کو ظاہر نہین کرتا ہی اور یہی مختار ہی شیخ ابی بکر احمد بن فضل کا اور بعض مشایخ کے نزدیک اگرچہ
وہ فاسق فسق کے کامون کو ظاہر نکرتا ہو تو کفو ہو جاویگا نیکبخت مرد کی بیٹی کا اور باعتبار مال کے تو جو شخص عاجز ہی
مہر معجل سے ف مہر معجل اوس مہر کو کہتے ہین جو وقت نکاح کے لیا جاوے اور موجل جو بعد نکاح کے ہووے ص
اور نفقے سے تو وہ کفو نہین اوس عورت کا بھی جو فقیر ہووے اور نہ اوس عورت کا جو غنی ہووے اور جو شخص کہ قادر ہی مہر معجل
اور نفقے پر تو وہ کفو ہی اوس عورت کا بھی جو بہت مالدار ہی کیونکہ مال فنا ہونے والا ہی تو جو مال قدر واجب سے زائد ہی اوسکا
اعتبار نہین ف اور نفقے کا بیان آگے آویگا ص اور باعتبار پیشے کے تو جولاہہ اور حجام اور بھنگی اور چمار
کفو نہین ہی عطار اور بزار اور صراف کا ف اور یہی مذہب صاحبین کا ہی اور امام ابو حنیفہ سے دو روایتین
ہین اور وجہ اسکی یہ ہی کہ اسمین ہتک ہی عزت کا اور شرف کا ص اور اگر نکاح کیا عورت نے اپنا کم مہر مثل سے ف یعنی
اوسنے مہر سے جسپر مانند اوسکے عورتین بیاہی جاتی ہین ص تو ولی کو تعرض پہونچتا ہی یہان تک کہ مہر پورا ہو جاوے یا تفریق ہو جاوے

## فصل نکاح فضولی اور وکالت نکاح مین

نکاح فضولی موقوف ہی اوپر اجازت اوس شخص کے جسطرف سے وہ فضولی ہی یعنی اگر کسی شخص نے کسی مرد یا عورت کا بلا اذن اوسکے نکاح کردیا نکاح جائز ہی اور موقوف رہیگا اونکی اجازت پر **ف** اگر اجازت دینگے تو نکاح صحیح ہو جاویگا ورنہ نہ اور جاننا چاہیے کہ جو شخص اپنے ساتھ نکاح کرے وہ شرع مین اصیل کہلاتا ہی اور جو کسی دوسرے کا نکاح کرادے پس اگر اونسکے اذن سے نکاح کراتا ہی تو وہ وکیل کہلاتا ہی اور اگر بغیر اذن کے نکاح کرتا ہی پس اگر اون دونون مین وہ قرابت ہی جو کہ ولایت نکاح مین معتبر ہی تو وہ ولی کہلاتا ہی ورنہ وہ فضولی ہی **ص** اور اسی طرح اگر مرد اور عورت دونو کا دو فضولیون نے نکاح کردیا بغیر اونکے اذن کے تو نکاح جائز ہوگا اور موقوف رہیگا اونکے اذن پر **ف** تو اگر دونون نے اذن دیا تو نکاح صحیح ہی اور اگر دونون یا ایک نے انکار کیا تو نکاح باطل ہی **ص** اور مالک ہو جاتا ہی ایک شخص جو فضولی نہو کسیکی طرف سے دونون جانب نکاح کا یعنی ایجاب و قبول کا اور اون دونون کی بابت کہنے کی حاجت نہین رہتی تو جب ایک شخص وکیل ہوا مرد اور عورت کی طرف سے اور کہا اوسنے کہ نکاح کردیا مینے اوس عورت کا اوس مرد سے کافی ہی **ف** یعنی پھر یہ کہنا ضرور نہین کہ قبول کیا مینے **ص** اور اوسکی کئی صورتین ہین اول یہ کہ اصیل اور ولی دونون ہو جیسا کہ چچا کا بیٹا نکاح کرے اپنے چچا کی بیٹی کا جو نابالغہ ہو اپنے ساتھ **ف** تو چچا کا بیٹا اصیل بھی ہی یعنی اپنا نکاح کر رہا ہی اور ولی بھی ہی اپنے چچا کی بیٹی کا **ص** دوسرے یہ کہ اصیل اور وکیل دونون ہو جیسا کہ کسی عورت نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ وہ اوس عورت کو اپنے ساتھ نکاح کرے تیسری یہ کہ دونون طرف سے ولی ہو **ف** جیسا کہ اپنی دختر کا یا لڑکے کا نکاح اپنے بھتیجے یا بھتیجی سے کرے **ص** چوتھی یہ کہ دونون طرف سے وکیل ہو **ف** جیسے ایک عورت ایک شخص کو اپنے نکاح کے واسطے وکیل کرے اور کوئی مرد بھی اوسیکو اپنے نکاح کیواسطے وکیل کرے **ص** پانچوین یہ کہ ایک طرف سے ولی اور دوسری طرف سے وکیل ہو **ف** جیسے ایک شخص کو کسی مرد نے وکیل کیا اپنے نکاح کا اور اوسنے اپنے چچا کی بیٹی کا جو نابالغہ ہی اوس شخص سے نکاح کردیا **ص** اور جائز نہین کہ ایک شخص مالک ہو جاوے دونون طرف کو نکاح کے یعنی ایجاب و قبول کو اور وہ فضولی ہو جیسے کہ اصیل اور فضولی ہو **ف** جیسا کہ کہے نکاح کیا مینے فلانی عورت سے گواہ رہو تم اور اوس عورت کو خبر پونہچی اور اوسنے اجازت دی تو نکاح باطل ہی **ص** یا ولی ہو ایک طرف سے اور فضولی ہو دوسری طرف سے **ف** مثلاً یون کہے کہ نکاح کیا مینے اپنے چچا کی بیٹی کا فلانے سے اور اوس فلانے کو خبر پہونچی اور اوسنے اجازت دی تب بھی نکاح باطل ہی **ص** یا ایک طرف سے وکیل ہو اور دوسری طرف سے فضولی ہو **ف** مثلاً زید نے وکیل کیا عمرو کو کہ میرا نکاح کردے اور اوسنے گواہون کے سامنے کہا گواہ رہو نکاح کردیا مینے زید کا فلانی عورت سے اور جب اوس عورت کو خبر پہونچی تو اوسنے اجازت دی جب بھی نکاح باطل ہی **ص** یا دونون طرف سے فضولی ہو **ف** مثلاً یون کہے کہ نکاح کردیا مینے فلانے مرد کا فلانی عورت سے گواہون کے سامنے اور وہ دونون شخص غائب ہین اور بعد اون دونون نے اجازت دی تب بھی نکاح باطل ہی **ص** اگر کسی نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ تو میرا نکاح کردے

کسی عورت سے اور اوسنے اوسکا نکاح کردیا کسی شخص کی لونڈی سے صحیح ہوا **ف** کیونکہ اوسنے مطلق عورت کہا تھا حُرّہ کی قید نہین لگائی تھی **ص** اور باپ کو اور دادا کو وقت نہوتے باپ کے درست ہی نکاح کر دینا اپنے ولد نابالغ کا لڑکی ہو یا لڑکا ساتھ غبن فاحش کے مہر مین **ف** یعنی اوسکا مہر مثل مثلاً ہزار درہم ہی اور باپ اور دادا نے نکاح کردیا اوسکا پانسو روپیہ سے **ص** اور غیر کفو سے تو اب اون دونون کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ کا نہین اور اگر سوا ماں باپ کے اور کسینے نکاح کیا ہی تو اونکو پہونچتا ہی کہ بعد بلوغ کے فسخ کرین اور اگر کسی شخص نے حکم کیا کہ کسیکو کہ میرے واسطے ایک عورت نکاح مین لاوے اور اوسنے نکاح کیا اوسکا دو عورتون سے ایک ہی عقد مین دونون عقد جائز نہین اور اگر نکاح کیا دو عورتون سے ساتھ دو عقدون کے تو اول عقد درست ہی اور دوسرا نادرست ہی

## باب مہر کے بیان مین

اقل مہر کا دس درہم ہین ہمارے نزدیک اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو چیز قیمت دار ہی وہ صالح مہر کی ہی برابر ہی کہ قیمت اوسکی دس درم ہو یا زیادہ یا کم **ف** کہا صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہین ہی مہر کم دس درہم سے اور یہ حدیث اوپر گذری روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے جابر سے کہا ابن الجوزی نے روایت کیا ہمنے اس حدیث کو کتنے طریقون سے اور مدار اس حدیث کا مبشر بن عبید پر ہی کہا احمد بن حنبل نے مبشر کچھ نہین احادیث اوسکی موضوع ہین کذب ہین اور وہ بناتا ہی حدیث کو اور کہا دارقطنی نے کاذب ہی اور کہا ابن حسان نے روایت کرتا ہی موضوعات کو ثقات سے کہا شیخ ابن الہمام نے اس حدیث کا ایک شاہد ہی کہ قوی کرتا ہی اسکو وہ جو روایت کی گئی ہی حضرت علیؓ سے موقوفاً نہین قطع کیا جاویگا ہاتھ کم مین دس درہم سے اور نہوگا مہر کم دس درہم سے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اور بیہقی نے اور کہا محمدؒ نے موطا مین کہ پہونچا ہمکو یہ حضرت علی اور عبید اللہ بن عمر اور عامر اور ابراہیم رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اوسکو اپنے اسناد سے شرح مین اوسکی طحاوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حدیث علی مین داود ازدی ہی روایت کی اوسنے شعبی سے اوسنے حضرت علیؓ سے کہا یحیی بن معین نے داؤد حدیث اوسکی کچھ نہین اور شعبی نے نہین سنا ہی حضرت علیؓ سے اور بعض طریقون مین اوسکے غیاث بن ابراہیم ہی کہا احمد اور بخاری اور دارقطنی نے غیاث بن ابراہیم متروک ہی اور کہا یحیی نے کذاب ہی اور کہا ابن حبان نے وضع کرتا ہی احادیث کو اور روایت کی بیہقی نے حضرت علیؓ سے کہ کہا انھون نے اقل درجہ اوسکا کہ حلال ہو جاوے اوس سے عورت دس درہم ہین روایت کیا اوسکو ابن عبد البر نے اور روایت کیا حدیث جابر کو بیہقی نے سنن کبیر مین بہت طریقون سے اور ظاہر ہی کہ جب بہت طریقے ضعیف ہوتے ہین تو حدیث حسن ہو جاتی ہی باوجود اسکے کہ مؤید ہون اوسکے آثار صحابہؓ و تابعین اور امام مالک کے نزدیک اقل درجہ مہر کا پانچ درہم ہین اور یہ بھی مروی ہی حضرت علیؓ سے لیکن اسناد مین اوسکی حسن بن دینار متروک ہی اور کذاب کہا اوسکو ابو حاتم نے اور امام شافعی کی دلیلین بہت ہین صحاح مین تو کہین نہین ہی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے سہل بن سعد کے تلاش کرتو اگرچہ انگوٹھی ہو لوہے کی پھر نکاح کیا اونکا بدلے

تعلیم قرآن کے اخراج کیا اوسکا بخاری ومسلم نے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ یہ خصائص مین سے تھا رسول الله صلی الله علیہ وسلم
کے جیسا کہ روایت کی سعید بن منصور نے ابو النعمان ازدی سے کہ نکاح کیا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے ایک عورت کا
اوپر ایک سورت قرآن کے اور فرمایا کہ نہو گا یہ مہر کسیکے واسطے بعد تیرے اور تفصیل کتب مبسوطہ مین ہی **ص** اور
اگر دس درہم سے کم مہر باندھا تو دس درہم دینا پڑینگے **ف** اسواسطے کہ وہ عورت راضی ہوگئی دس سے کم مین
لیکن حکم شرع کا فاسد کرتا ہی اوسکو تو لازم آویگا اقل درجہ مہر کا اور وہ دس درہم ہین **ص** اور اگر دس درہم
معین کیے یا دس سے زیادہ تو جتنا معین کیا اوتنا دینا پڑیگا صحبت کرنے سے خواہ خاوند جورو ایک کے مرجانے سے **ف**
یعنی اگر کوئی خاوند یا جورو مین سے مرگیا تو جتنا مہر معین ہی وہ لازم ہوگا کیونکہ فرمایا ابن مسعود رضی نے اوس شخص مین کہ
نکاح کیا اوسنے ایک عورت سے اور وہ مرگیا بغیر وطی کے اور اوسکا مہر نہین معین کیا کہ اوسکو مہر ہی کامل اور عورت پر
عدت ہی اور اوسکو میراث بھی ہی کہا معقل بن سنان رضی نے کہ سنا مینے رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے ایسا ہی حکم فرمایا تھا
بروع بیٹی واشق مین روایت کیا اوسکو ابو داؤد وغیرہ نے اور روایت کی امام مالک نے مؤطا مین عبد الله بن عمر سے کہ نہین ہی
مہر واسطے اوسکے اور یہی حکم کیا زید بن ثابت نے اور ہمارے واسطے حدیث مرفوع ہی معقل بن سنان کی کیونکہ جب مہر نہین
ہوا اور دلایا گیا تو جب معین ہوگا تو بطریق اولی دلایا جاویگا **ص** اور اگر طلاق دے دیا قبل وطی کے یا خلوت صحیحہ کے
تو نصف مہر لازم آتا ہی **ف** کیونکہ الله تعالی فرماتا ہی وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ
لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ یعنی اگر طلاق دو تم عورتون کو قبل اس بات کے کہ مس کرو تم اونسے یعنی
جماع کرو اور تم مقرر کرچکے تھے اونکے واسطے کچھ حصہ تو واجب ہی تمپر نصف اوسکا جو مقرر کیا تھا تمنے **ص** اور صحیح ہی
نکاح بغیر ذکر کرنے مہر کے **ف** اور دلیل اسکی وہی حدیث معقل بن سنان ہی اور اثر ابن مسعود کا **ص** اور اگر
نکاح کیا اس شرط سے کہ مہر نہین ہی یا بدلے مین شراب کے یا بدلے مین سور کے یا ایک ہتھے سرکے کے مٹکے سے اور کر
طرف اشارہ کیا اور وہ شراب نکلا یا ایک غلام سے اور اوسکی طرف اشارہ کیا اور وہ آزاد نکلا یا ایک کپڑے اور ایک جانور کے
بدلے اور اونکی صفت بیان نہی کی یا تعلیم قرآن کے بدلے یا اس بات پر کہ خاوند آزاد اوسکی ایک سال خدمت کرے یا کسی کی بیٹی
یا بہن سے اس بات پر کہ وہ بھی اوس سے اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کر دیوے تو ان سب صورتون مین نکاح صحیح ہوا اور مہر مثل لازم
آویگا وقت وطی کے یا خلوت صحیحہ کے یا موت کے **ف** لیکن اول صورت سو اسواسطے کہ نکاح نام ہی اوس عقد کا
جس سے اتصال اور انضمام ہو تو وہ فقط جورو خاوند سے درست ہو جاویگا اور اسکی شرط ساقط ہو جاویگی اور دوسری
اور تیسری صورت مین اسواسطے کہ شراب اور سور ہمارے نزدیک مال نہین ہی تو گویا ایسا ہوا کہ نکاح کیا بغیر ذکر مہر کے
اور اسی طرح چوتھی اور پانچوین صورت مین غلام یا سرکہ مال تھا لیکن وہ آزاد نکلا اور سرکہ شراب نکلا اور شراب اور
جو شخص آزاد ہووے مال نہین ہی اور چھٹی صورت مین اسواسطے کہ وہ کپڑا اور جانور مجہول ہی تو نزاع پڑیگی جب
مہر مثل لازم آویگا اور ساتوین صورت مین بھی اسواسطے کہ تعلیم قرآن کچھ مال نہین ہی کیونکہ اسپر اجرت لینا جائز نہین جیسا
کہ آگے آتا ہی اور آٹھوین صورت مین اسلیے کہ خاوند مالک ہو زوجہ کا اور خدمت مقتضی ہی مملوکیت کی اور نوین مین

ناقص ہو تو مہر المثل لازم ہوگا اور لیکن اوس صورت مین تو دونون عقد جائز نہین لیکن اونسے مہر کو وہ بنایا جو صلاحیت
مالیت کی نہین رکھتا تو مہر مثل لازم ہوگا جیسے شراب یا سور کو مہر کر دیا اور نکاح شغار کہلاتا ہے اور منع کیا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روایت کی عبد اللہ بن عمر نے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح
شغار سے اور شغار یہ ہے کہ نکاح کرے کوئی اپنی بیٹی کا کسی سے اس بات پر کہ وہ بھی اوسکے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دے اور
کچھ مہر مقرر نہو اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک تعلیم قرآن کو مہر باندھنا جائز ہے
یہ اختلاف مبنی ہے اس بات پر کہ اجرت لینا قرآن کی تعلیم پر جائز ہے یا نہین تو جن لوگون کے نزدیک جائز ہے اونکے نزدیک اسکو
مہر بھی مقرر کرنا درست ہے اور جنکے نزدیک اجرت لینا تعلیم قرآن پر جائز نہین ہے اونکے نزدیک مہر بھی باندھنا اسکا درست نہین
اور امام شافعی اس باب مین دلیل لاتے ہین حدیث سہل بن سعد سے کہ نکاح کر دیا تھا آپ نے اونکا ایک عورت سے بعوض قرآن
اخراج کیا اوسکا بخاری و مسلم نے اور جواب اسکا یہ ہے جو روایت کی سعید بن منصور نے کہ یہ خصوصیات مین سے تھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور روایت کی ابن الجوزی نے مکحول سے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا
ایک مرد کا تعلیم قرآن پر اور کہتے تھے مکحول کہ یہ خصائص مین سے تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اب کسیکے واسطے بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ امر جائز نہین اور ذکر کیا طحاوی نے لیث سے کہ نہین جائز ہے یہ کسیکو بعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور دلیل ہماری وہ ہے جو روایت کی احمد اور ابو داود نے عبادہ بن صامت سے کہ فرمایا اونکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب لے لی تھی اونھون نے ایک کمان اصحاب صفہ سے اس بات پر کہ اونکو قرآن سکھایا تھا کہ اگر خوش آوے تجھکو
کہ طوق پہنایا جاوے آگ کا تو لے اوسکو اور اوسکی اسناد مین مغیرہ ضعیف ہے اور روایت کی ابن الجوزی نے ابی بن کعب سے
کہ سکھایا مینے ایک شخص کو قرآن اور اوسنے ہدیہ بھیجا میرے لیے ایک کمان سو ذکر کیا مینے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سو فرمایا آپنے اگر لیگا تو اوسکو لیویگا ایک کمان آگ کی اور روایت کی طبرانی نے عبد الرحمن بن سہل انصاری
سے کہا کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے پڑھو قرآن کو اور نہ غلو کرو اوس مین اور نہ باز رہو اوس سے
اور نہ کھاؤ اوسکے بدلے اور نہ غرور کرو اوس سے اور فرمایا عثمان بن ابی العاص سے کہ لے تو ایسے موذن کو جو نہ لیوے
اذان پر بدلا روایت کیا اوسکو احمد نے مطرف بن عبد اللہ سے اور فرمایا اللہ تعالی نے وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَنْ
تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ الآیہ یعنی حلال کی گئین سوا اونکے تمہارے لیے عورتین یہ کہ طلب کرو تم اونکو اپنے مالون سے
یعنی نکاح کرو اونسے مہر دیکر اور دلیل مہر مثل واجب ہونے کی یہ ہے کہ حکم کیا عبد اللہ بن مسعود نے مہر مثل کا اوس عورت مین کہ
خاوند اوسکا مر گیا ہے اور اوسکا مہر مقرر نہوا ہو اور شہادت دی معقل بن سنان نے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بروع بنت واشق مین ایسا ہی اخراج کیا اسکا احمد اور اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور ایک جماعت اہل حدیث
فصل [illegible] طلاق دے [illegible]
نصف مہر [illegible] فرمایا اللہ تعالی نے لا جناح علیکم ان طلقتم النساء ما لم
تمسوهن او تفرضوا لهن فريضة ومتعوهن على الموسع قدره وعلى المقتر قدره

یعنی جس کسی عورت سے نکاح کیا اور مہر مقرر نہ کیا پھر طلاق دی دو قسم عورتوں کو جب تک نہ جماع کرے اور نہ مقرر کرے کوئی حصہ اونکے واسطے اور
متعہ دو اونکو غنی پر ہے اوسکی مقدار اور مفلس پر اوسکے لائق ہے ص اس متعہ کا کم از کم نصف مہر مثل ہے اور
کم نہ ہو پانچ درہم سے ف اور یہی قول ہے کرخی کا اور یہ متعہ واجب ہی ہمارے نزدیک اور امام مالک کے نزدیک
مستحب ہے اور آیت کلام اللہ کی اوپر حجت ہے ص اور وہ تین کپڑے ہیں پیراہن اور خمار ف یعنی اوڑھنی جس سے
وہ اپنا سر چھپاوے ص اور چادر ف جس سے تمام بدن چھپاوے ص اور صحیح یہ ہے کہ اعتبار خاوند کے حال کا ہے
کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے عَلَی الْمُوسِعِ قَدَرُہٗ وَعَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُہٗ اور نزدیک کرخی کے عورت کا حال معتبر
ف یعنی عورت کی لیاقت کے موافق اوسکو متعہ دیا جاویگا اور صحیح قول ہمارا ہے کیونکہ دینے والا خاوند ہے تو اوسکی
استطاعت اور لیاقت معتبر ہوگی جیسا کہ نفقے کے باب میں ہے کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ مذہب مروی ہے حضرت علی
اور ابن عباس اور سعید بن المسیب اور عطا اور شعبی سے ص اور اگر نکاح کیا غلام نے اس امر پر کہ خدمت کرے
بیوی کی تو خدمت واجب ہوگی ف اسواسطے کہ غلام موضوع ہی واسطے خدمت کے اور خدمت غلام کی
عوض مال کے ہوتی ہے ص اور اگر نکاح کیا عورت مفوضہ سے یعنی اوس عورت سے جسنے نکاح کیا بغیر ذکر مہر کے
یا اس بات پر کہ اوسکو مہر نہیں ف خواہ وہ عورت مفوضہ ہو یعنی اوسنے اپنے تئیں آپ خاوند کو تفویض کیا ہے
یا مفوضہ ہو یعنی ولی نے اوسکو خاوند کے سپرد کیا ہے ص اور پھر دونوں کسی مقدار مہر پر راضی ہوگئے تو بعد وطی کے یا موت
کے یہی مقدار لازم آویگا اور اگر طلاق دے دیا اوسکو قبل وطی کے تو متعہ لازم آویگا اور امام ابو یوسف اور شافعی کے
نزدیک نصف اس مقدار کا ف یعنی جس مقدار پر وہ دونوں راضی ہوگئے ہیں ص لازم آویگا ف
اور دلیل ہماری وہ ہی آیت ہے ص اگر خاوند نے مہر معین پر کچھ بڑھایا خاوند کے ذمے پر واجب ہوگا تو اگر طلاق
دے دیا قبل وطی کے زیادتی ساقط ہو جاویگی ف اسواسطے کہ زیادتی اوسنے بسبب استحقاق وطی کے کی تھی تو جب
مقصود فوت ہوا زیادتی بھی جاویگی اور صورت مسئلے کی یہ ہے کہ کسی نے نکاح کیا ایک عورت سے اور مہر اوسکے دس درہم ٹھہرے
اور پانچ درہم اسنے اپنی طرف سے بڑھا دیے اور پھر اوسکو قبل وطی کے طلاق دے دیا تو پانچ درہم لازم آوینگے نہ ساڑھے
سات ص عورت کو جائز ہے کہ بعض مہر یا کل مہر مرد کے ذمے سے ساقط کر دے ف کیونکہ مہر حق عورت کا ہے اور
حقدار کو پہونچتا ہے کہ حق اپنا ساقط کر دے ص یا اوس زیادتی کو جو مرد نے بڑھا دیا تھا اپنی طرف سے ف مثلا اسی صورت
میں پانچ درہم چھوڑ دے ص اور خلوت مرد کی ساتھ عورت کے بغیر مانع حسی کے جیسے مرض کہ مانع ہو وطی سے
اور مانع شرعی کے جیسے روزہ رمضان کا یا احرام حج فرض یا نفل کا اور مانع طبعی کے جیسے حیض و نفاس کہ طبیعت
مکروہ جانتی ہے جماع کرنیکو حالت حیض و نفاس میں اور اگرچہ مانع شرعی بھی یہاں موجود ہے ف اللہ تعالی
کا ہے فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ یعنی جدا ہو عورتوں سے حیض میں [illegible]
[illegible] بیان [illegible] پاک ہو جاوین [illegible]
[illegible]

جب نازل ہوا اور اوسکو چاہی اخراج کیا اوسکا ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے ابی ہریرہؓ سے ص ثابت کر دیتی ہی مہر کو ف
اور یہی کلام خلوت صحیحہ ہو اور امام شافعی کے نزدیک مہر بدون جماع کے مستقر نہیں ہوتا اور دلیل ہماری اجماع صحابہ کا ہی
اور بیہقی نے کہ خلوت موجب ہو مہر کو حکایت کیا اس اجماع کو طحاوی نے اور کہا ابن المنذر نے یہی قول ہی عمر اور علی اور
زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمر اور جابر اور معاذ بن جبل اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم کا اور روایت کی دارقطنی نے محمد بن
عبد الرحمن بن ثوبان سے مرسلاً کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کھولا خمار عورت کا اور نظر کی
اوس سے تو واجب ہوا مہر خواہ دخول کرے یا نکرے اور اسناد مین اوسکی اگرچہ ابن لہیعہ ہی ضعیف کیا اوسکو محدثین نے
لیکن کہا ابن الجوزی نے کہ روایت کی اوس سے علما نے اور بھی روایت کی اوس سے اصحاب سنن نے اور بھی تخریج
کیا اوسکا ابوداود نے مراسیل مین ابن ثوبان سے اور رجال اوسکے ثقہ ہین اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور
روایت کی بیہقی نے عمر اور علی رضی اللہ عنہما سے تحقیق کہ ان دونوں نے فرمایا کہ جب بند ہو جاوے دروازہ اور چھوٹ
جاوے پردہ تو عورت کو مہر ہی پورا اور اوسپر عدت ہی اور اسناد اوسکی منقطع ہی اور مؤطا مین ہی مالك عن يحيى بن سعيد
عَنْ سعيد بن المسيب اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰى فِى الْمَرْاَةِ اِذَا تَزَوَّجَهَا الرَّجُلُ اَنَّهُ اِذَا اُرْخِيَتِ السُّتُوْرُ
فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الصَّدَاقُ یعنی جب چھوٹ جاوین پردے تو تحقیق کہ واجب ہوا مرد پر مہر اور روایت کی
عبد الرزاق نے مصنف مین ابوہریرہؓ سے یہی قول عمرؓ کا اور کہا امام محمد بن الحسن نے مؤطا مین انا مالك انا
ابن شهاب عن زيد بن ثابت قَالَ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِامْرَاَتِهٖ وَاُرْخِيَتِ السُّتُوْرُ فَقَدْ وَجَبَ
الصَّدَاقُ قال وبهذا ناخذ وهو قول ابى حنيفة والعامة من فقهائنا یعنی کہا زید بن ثابتؓ نے
کہ جب جاوے مرد عورت پاس اور چھوٹ جاوین پردے تو تحقیق کہ واجب ہوا مہر اور روایت کی دارقطنی نے حضرت علیؓ
سے کہ فرمایا آپنے جب بند ہو جاوے دروازہ اور چھوٹ جاوے پردہ اور دیکھے عورت کو تو واجب ہوا مرد پر مہر اور روایت کی ابو عبید نے
کتاب النکاح مین زرارہ بن اوفی کی روایت سے کہ کہا اونھون نے حکم کیا خلفاے راشدین مہدیین نے کہ جسوقت
بند ہو جاوے دروازہ اور چھوٹ جاوے پردہ تو تحقیق کہ واجب ہوا مہر اور عدت اور امام شافعی کے مذہب کے موافق
بھی روایت ہی ابن مسعود اور ابن عباسؓ سے لیکن صحیح نہین اور روایت کی بیہقی نے شعبی سے اونھون نے ابن مسعود سے
کہ جو شخص خلوت کرے عورت سے اور وطی نکرے تو اوس عورت کو آدھا مہر ہی اور یہ منقطع ہی شعبی نے نہین سنا ابن مسعود سے
اور روایت کی شافعی نے ابن عباس سے مثل اوسکے اور اسناد اوسکی ضعیف ہی اور اخراج کیا اوسکا ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے
بھی اور طرق سے لیکن صحیح وہ ہی جو صحابہ سے ہمارے مذہب مین ہی ص اور مراد خلوت سے یہ ہی کہ خاوند اور
عورت دونون ایسے مکان مین جمع ہو جاوین کہ ان کو کوئی مانع نہو اور بغیر اونکے اذن کے اونپر کوئی مطلع نہو سکے یا بے
اذن [illegible] کسی کو اونپر اطلاع نہ ملے اور خاوند جانتا ہو کہ یہ میری عورت ہی اگرچہ خاوند مجبوب یا عنین یا خصی
[illegible] ہو [illegible] سکتے ہین کہ اسکی آلت [illegible] ہین کٹے ہون اور عنین [illegible] عورت [illegible]
[illegible] ص [illegible]

نذر کا ہو اگر روزہ واجب ہو رمضان کا یا احرام ہو یا عورت حائضہ ہو یا نفاس سے ہو یا بیمار ہو کوئی اون دونون مین سے
تو خلوت ثابت نہو گی اور نماز بھی مثل روزے کے ہی تو نماز فرض مین خلوت صحیح نہو گی جیسے فرض روزے مین اور صحیح ہوگی
نماز نفل مین جیسے نفل روزے مین اور عدت واجب ہی **ف** دلیل اسکی وہ ہی جو مروی ہوا حضرت علی اور علی کرم اللہ وجہہ سے
سابقا اخرجہ البیہقی **ص** ان سب صورتون مین جبکہ کوئی مانع موجود ہووے جیسے روزہ وغیرہ وانہ دونون کا
اور واجب ہی متعہ اوس عورت کو کہ اوسکو طلاق دیا ہو قبل وطی کے اور مہر اوسکا معین نہو **ف** اور دلیل
اسکی اوپر گذری **ص** اور مستحب ہی سوا اوسکے اور عورتون کو مگر جسکا مہر مقرر کیا ہو اور اوسکو طلاق دے
قبل وطی کے جاننا چاہیے کہ مطلقات یعنی جو عورتین کہ طلاق دی جاوین چار قسم پر مین پہلی وہ مطلقہ کہ اوس
سے وطی نکی ہو اور نہ اوسکا مہر معین ہو تو اوسکے واسطے متعہ واجب ہی اور دوسری وہ مطلقہ کہ وطی کی جاوے اور اوسکا مہر معین
کردیا ہو اور اسی کو متعہ مستحب نہین **ف** اور صحیح یہ ہی کہ مستحب ہی **ص** تیسری وہ عورت کہ وطی کی جاوے اور اوسکا
معین نہوا ہو چوتھی وہ عورت مطلقہ کہ وطی کی جاوے اور اوسکا مہر بھی معین ہوا ہو تو اون دو عورتون کے واسطے متعہ
مستحب ہی خلاصہ یہ ہی کہ جسوقت عورت کے وطی کی تو متعہ اوسکو مستحب ہی برابر ہی کہ مہر اوسکا معین ہوا ہو یا نہوا اور اگر وطی نہین
کی تو جس صورت مین مہر معین ہی نصف مہر دے اور متعہ مستحب نہین اور اگر نہین معین ہی تو متعہ واجب ہی اگر کسی عورت نے
ہزار روپے اپنے مہر کے خاوند سے لیکے اوسکو اپنے قبضہ مین کیا اور پھر وہی ہزار روپے عورت نے خاوند کو ہبہ یعنی بخشدیے
اور خاوند نے بعد اسکے طلاق دیدیا اوسکو قبل وطی کے تو وہ مرد پانسو روپے اوس سے اور لیوے کیونکہ عورت نے
تمام مہر کو قبض کر لیا تھا اور مرد پر جب نصف ہوا تو نصف پھیر دیوے گی اور وہ جو عورت نے خاوند کو ہبہ کر دیا تھا
مہر سے محسوب نہوگا کیونکہ روپے عقود مین **ص** مثل بیع اور شرا اور نکاح کے **ص** متعین نہین ہوتے **ف**
یعنی کچھ روپے مقرر نہین ہوتے بلکہ سب روپے برابر ہین تو وہ جو عورت نے ہبہ کر دیا تھا اگرچہ وہ روپے خاوند کے دیے ہوئے تھے
لیکن یہ نہین کہینگے کہ یہ وہی روپے ہین **ص** اور اسی طرح فسوخ مین **ف** یعنی جو چیزین کہ عقود کو فسخ کرتی ہین اور
بیان اسکا آگے آویگا **ص** اور اگر عورت نے قبضہ نہین کیا تھا اون روپیون کا یا نصف مہر کو قبضہ کیا تھا **ف**
مثلا پانسو روپے پا ہزار کی صورت مین **ص** اور پھر عورت نے ہبہ کر دیا خاوند کو کل مہر **ف** دونون صورتون مین
مگر اول صورت مین یہ ہی کہ عورت کو کچھ پھیر نا نہ پڑیگا اسواسطے کہ کل مہر خاوند کے پاس ہی اور دوسری صورت مین یہ کل
مہر اوس طرح پر ہوگا کہ اوس نصف کو جو لیا ہی پھیر دے **ص** یا باقی کو **ف** دوسری صورت مین **ص** اور طلاق
دیا اوسکو خاوند نے قبل وطی کے تو اب عورت پر کچھ لازم نہین آویگا اسواسطے کہ اب عورت کے پاس کچھ خاوند کا حق باقی نہ
رہا اور اگر مہر کچھ اسباب ہی **ف** جیسے غلام مگر کپڑا وغیرہ **ص** اور عورت نے اوسکو قبض کیا یا نکیا اور خاوند کو ہبہ کیا تو
[illegible] دونون صورتون مین **ف** یعنی قبض کی صورت مین اور عدم قبض کی صورت مین **ص** کچھ [illegible]
اسواسطے کہ جب قبض نہین کیا ہی تو ظاہر ہی **ف** یعنی جیسا روپیون مین جب قبض نکرے تو کچھ لازم نہین آتا [illegible]
اسباب مین ہی **ص** اور جب قبض کیا تو سبب یہ ہی کہ لازم نہین آیا [illegible] اسباب [illegible]

عورت نے خاوند کو بخش دیا **ف** یعنی جو مہر دینے اسباب عورت کو دیا تھا وہی بعینہ عورت نے خاوند کو بخش دیا تو اب عورت پر کچھ نہین رہا اور روپیون مین یہ نہین کہہ سکتے کہ یہ بعینہ وہی روپے ہین جو خاوند نے عورت کو دئے تھے **ص** اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا ہزار درہم پر اس شرط سے کہ اوسکو شہر سے نلیجاویگا یا اوسپر دوسری عورت نکریگا یا شرط کی ایک بات کی کہ اگر شہر سے نلیجاوے تو مہر ہزار درم ہین اور اگر لیجاوے تو دو ہزار درم اور پھر عہد اپنا پورا کیا یعنی اوسکو شہر سے نہ نکالا اور اوسپر دوسری عورت سے نکاح نہ کیا اور اسی طرح تیسری صورت مین بھی اوسکو شہر سے نہ نکالا تو خاوند پر مہر کے ایک ہی ہزار درم اور آدینگے تو اگر اول صورت مین اوسکو شہر سے نکالا یا دوسری صورت مین کسی عورت سے نکاح کیا تو مہر مثل لازم آویگا اتفاقاً اور اگر تیسری صورت مین اوسکو شہر سے نکالا تو امام صاحب کے نزدیک مہر مثل لازم آویگا مگر ایک ہزار سے کم نہ دیا جاویگا اور دو ہزار سے زیادہ نہوگا یعنی گر مہر مثل اوسکا ایک ہزار سے کم ہی تو ہزار دیے جاوینگے اور اس سے کم نہوگا اور اگر مہر مثل اوسکا دو ہزار سے زائد ہی تو دو ہزار دینا پڑینگے اور اوس سے زیادہ نہوگا **ف** اور اگر مہر مثل اوسکا ہزار سے زائد ہی لیکن دو ہزار سے کم ہی یا دو ہزار ہی تو جتنا ہی اوتنا دینا پڑیگا **ص** اور نزدیک صاحبین کے دو ہزار لازم آوینگے اور امام زفر کے نزدیک دونون صورت مین مہر مثل لازم آویگا اور اگر نکاح کیا عورت سے اس غلام پر یا اس غلام پر **ف** مطلب یہ ہی کہ دو غلامون مین سے کسیکو معین نکیا اور کہا کہ غلام پر یا اس غلام پر **ص** اور اونمین سے ایک کم قیمت اور دوسرا بھاری قیمت نکلا تو اگر مہر مثل اوسکا کم قیمت سے بھی کم ہی تو اوسکو کم قیمت غلام ملیگا اور اگر اوسکا مہر مثل بھاری قیمت سے بھی زیادہ ہی تو اوسکو بھاری قیمت غلام ملیگا اور اگر اوسکا مہر مثل دونون کے درمیان مین ہی **ف** مثلاً کم قیمت غلام کی قیمت سو روپے تھے اور بھاری قیمت کے دو سو اور اوسکا مہر مثل ڈیڑھ سو ہی **ص** تو مہر مثل لازم آویگا **ف** اور اس صورت مین ڈیڑھ سو روپے دینا پڑینگے اور صاحبین کے نزدیک ہر صورت مین اوسکو کم قیمت غلام ملیگا **ص** اور اگر طلاق دے دیا اوسکو قبل وطی کے تو سب صورتون مین اوسکو کم قیمت غلام کی نصف قیمت ملیگی اجماعاً **ف** اور اس صورت مین پچاس روپے اوسکو ملینگے **ص** اگر نکاح کیا بدلے مین دو غلامون کے اور ایک اونمین سے آزاد نکلا تو عورت کے واسطے وہی ایک غلام ہی اگر قیمت اوسکی دس درہم ہون **ف** یا زیادہ ہون اور اگر دس درہم سے کم ہو تو خاوند کو چاہیے کہ دس پورے کر دیوے **ص** اگر نکاح مین شرط کیا کہ عورت بکر ہووے اور پھر اوسکو ثیب پایا کل مہر دینا پڑیگا اور اگر نکاح مین گھوڑا یا کپڑا ہرات کا **ف** ہرات نام شہر کا ہی اور یہ قید اسواسطے لگائی ہی کہ اگر فقط کپڑا مہر قرار دے اور کچھ نام بیان نکرے تو مہر مثل لازم آویگا جیسا کہ اوپر گذرا **ص** مہر مقرر کیا برابر ہی کہ اوسکے اوپر بھی صفت بیان کیے ہون یا نکیے ہون یا کسی مکیل کو **ف** مکیل اوسکو کہتے ہین جو چیزین پیمانون مین ناپ کے بکتی ہین جیسے گیہون ملک عرب مین **ص** یا موزون کو یعنی جو چیز وزن ہو کے فروخت ہوتی ہی مہر باندھا اور اوسکی جنس بیان کر دی **ف** یعنی یہ کہدیا کہ گیہون یا چنا یا جوار **ص** اور اوسکا وصف بیان نہین کیا **ف** کہ گیہون کس قسم کے اور کس قیمت کے **ص** تو ان سب رستون مین جو چیز مقرر کی ہی وہ لازم آویگی یا اندرخ کی یا قیمت اوسکی **ف** مثلاً گھوڑے کو مہر مقرر کیا

اور اوسکی صفت بیان نہین کی تو گھوڑا اوسط قیمت کا نہ بہت اعلی اور نہ بہت خسیس دیوے یا قیمت اوسکی دے دیوے
ص اور اگر مکیل و موزون مین صفت بھی بیان کر دی تو جو مقرر کیا ہی وہی لازم آویگا اور نکاح فاسد مین بغیر وطی
کے کچھ واجب نہین ہوتا اگرچہ خلوت کی ہو اوسکے ساتھ اور اگر وطی کی تو مہر مثل لازم آویگا بشرطیکہ زیادہ نہووے مہر معین پر
اور اگر زیادہ ہی تو مہر معین لازم آویگا اور اوس عورت کے ولد کا نسب اوس مرد سے ثابت ہو جاویگا اگر وقت دخول سے
وضع حمل تک چھ مہینے گذرے ہون امام محمد کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہی اور اگر اس سے کم گذرے ہون تو نسب
ثابت نہوگا ف اسواسطے کہ اقل مدت حمل کی چھ مہینے ہین اور اوسکا بیان آگے آویگا ص اور امام ابو حنیفہ
اور ابو یوسف کے نزدیک مدت نسب کا اعتبار وقت نکاح سے ہوگا جیسا کہ نکاح صحیح مین ف تو اگر نکاح کے وقت
سے وضع حمل تک چھ مہینے گذرے ہین تو نسب ثابت ہو جاویگا ورنہ نہین اور ہدایہ مین امام محمد کے قول کو اختیار
کیا ہی اور وہی صحیح ہی اور موافق قیاس کے ہی ص اور مہر مثل عورت کا اوسکے باپ کی قوم سے اعتبار کیا جاویگا
ف جیسے بہنین اور پھوپھیان اور پھوپھی کی بیٹیان اور چچا کی بیٹیان کیونکہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن مسعود نے
واسطے عورت کے مہر مثل اوسکی عورتون کا ہی یعنی جو عورتین مثل اوسکے ہین اونکا مہر لیا جاویگا روایت کیا اسکو ترمذی
نے اور بتبادر اس سے باپ کے اقارب ہین کذا فی فتح القدیر ص اور مہر مثل مین معتبر ہی کہ دونون عورتین سن مین
اور حسن مین اور مال مین اور عقل مین اور دین مین اور شہر مین اور زمانے مین اور بکارت مین اور ثیابت مین برابر ہون تو اگر
باپ کی قوم سے کوئی ان صفتون کے ساتھ نہ ملا تو اور عورتین جو غیر ہین اونسے اعتبار کرینگے اور نہ اعتبار کیا جاویگا مہر مثل
ماں کے اور خالہ کے مہر سے مگر جب ماں اور خالہ اوسکے باپ کی قوم سے ہون جیسے اوسکے باپ کے چچا کی بیٹیان ہون اور اگر
ولی ضامن ہو جاوے خاوند کی طرف سے مہر کا تو درست ہی اگرچہ وہ عورت نابالغہ ہو اور عورت کو اختیار ہی کہ چاہیے مہر اپنا
ولی سے طلب کرے یا خاوند سے اور اگر ولی نے ادا کر دیا تو صحیح ہی اور ولی خاوند سے مجرا لیوے اگر خاوند کے حکم سے ضامن
ہوا تھا اور اگر خاوند کے حکم سے ضامن نہین ہوا تھا تو خاوند مجرا نہ دیگا اور بیع مین یہ حکم نہین تو اگر باپ نے اپنے نابالغ لڑکے
کا مال بیچا اور قیمت کا ضامن ہوا تو ضمان صحیح نہوگا ف اور وجہ اسکی اصل کتاب مین مذکور ہی ص اور عورت کو
پہونچتا ہی کہ منع کرے خاوند کو جماع سے اگرچہ پیشتر مرد نے اوس سے وطی کی ہو یا خلوت کی ہو اوسکی رضا سے اور اس سے کہ خاوند
اوسکو اپنے ساتھ سفر مین لیجاوے جب تک مہر معجل اپنا کل ہو یا بعض یا جو مہر مؤجل مین سے بالفعل دیا جاتا ہی اوس عورت کے
مہر مثل سے موافق دستور کے نہ لیوے اور دونون صورتون مین خاوند پر نفقہ واجب رہیگا ف کیونکہ عورت اپنا
حق طلب کرتی ہی اور کچھ ظلم نہین کرتی کہ خاوند نفقہ نہ دیوے ص اور صاحبین کے نزدیک اگر خاوند اوس سے پیشتر وطی یا خلوت
کر چکا ہی تو بعد اوسکے عورت کو اختیار منع کا باقی نہین رہیگا اور یہ بھی درست ہی عورت کو کہ قبل لینے اس مہر کے بغیر اذن خاوند
کے سفر کرے یا کسی حاجت کو یا اپنے اقارب کی ملاقات کو جاوے اور بعد قبض کر لینے اس مہر کے درست نہین ف کہ
بغیر اذن خاوند کے سفر کرے یا کسی حاجت کو یا اپنے اقارب کی ملاقات کو جاوے ص اور اگر مہر معجل نہین ہی اور مؤجل مین سے
بھی کچھ بالفعل دینے کا دستور نہین بلکہ کل مؤجل ہی تو عورت کو منع نہین پہونچتا ہی اور جب مؤجل مین بعض دینے کا دستور ہو

تو عورت کو منع مین پہونچتا ہی واسطے قبض کر لینے کل مہر کے **ف** بلکہ جتنا دستور ہی بالفعل دینے کا اوتنے کیواسطے منع پہونچتا ہی جیسا کہ گذرا **ص** اور اگر خاوند نے اسقدر مہر **ف** یعنی مہر معجل یا موجل مین سے جتنے دینے کا دستور ہی **ف** ادا کر دیا تو پہر اوسکو یہہ پہونچتا ہی کہ عورت کو اپنے ساتھہ سفر مین لیجاوے ظاہر روایت مین **ف** کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی اَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ یعنی رکھو اونکو جہان تم ہو **ص** اور بعضون کے نزدیک خاوند کو بعد ادا کے بھی سفر مین لیجانا نہین پہونچتا اور اوسی پر فتوی دیا ہی فقیہ ابو اللیث نے **ف** اور اسی طرف مائل ہوئے ہین بہت سے مشائخ جیسا کہ خزانے مین ہی اور اسی پر فتوی دیا جاویگا بوجہ فساد زمانے کے کہ غریب عورتون کو ضرر پہونچتا ہی **ص** اور درست ہی کہ اوسکو لیجاوے ایسی جگہہ پر کہ اوسکے مسکن سے وہان تک مدت سفر کی نہووے **ف** یعنی تین دن تین رات سے کم ہووے **ص** اگر زوج اور زوجہ نے اختلاف کیا اصل مہر مین سوا ایکنے کہا کہ مہر معین نہین ہوا تھا اور دوسرے نے کہا معین ہوا تھا تو جو کہتا ہی کہ مہر معین ہوا ہی اگر وہ گواہ قائم کرے تو قول اوسکا معتبر ہوگا اور اگر گواہ قائم نکرے تو جو کہتا ہی کہ مہر معین نہین ہوا ہی اوسکو قسم دلاوینگے اگر وہ قسم نکھاوے تو دوسرے کا قول معتبر ہو جاویگا **ف** یعنی مہر معین کا اعتبار ہوگا **ص** اور اگر قسم کھالی تو مہر مثل واجب ہوگا اور یہہ مذہب صاحبین کا ہی اور امام صاحب کے نزدیک نکاح مین قسم نہ دیوینگے تو مہر مثل واجب ہوگا **ف** جس صورت مین وہ گواہ قایم نکرے **ص** اگر اختلاف کیا مہر کے اندازے مین **ف** مثلا خاوند نے کہا سو درہم تھے اور زوجہ نے کہا دو سو درہم **ص** تو جو گواہ قایم کرے اوسکا قول قبول کیا جاویگا اور اگر کسی نے گواہ نہین قایم کیا تو مہر مثل کو دیکھینگے اگر مہر مثل خاوند کے دعوے کے برابر یا کم ہی تو خاوند کا قول معتبر ہوگا ساتھہ حلف کے اور اگر مہر مثل عورت کے دعوے کے برابر ہی یا عورت کے دعوے سے زائد ہی تو قول عورت کا معتبر ہوگا ساتھہ حلف کے اور اگر دونون نے گواہ قایم کیے اور مہر مثل موافق خاوند کے ہی یا کم اوس سے تو گواہ عورت کے مقبول ہونگے اور اگر مہر مثل موافق عورت کے ہی تو گواہ خاوند کے مقبول ہونگے اسواسطے کہ گواہ مشروع ہین واسطے اثبات اون امور کے جو خلاف ظاہر ہین اور قسم مشروع ہی واسطے باقی رکھنے اصل کے یہی اصل ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہ مدعی پر ہین اور قسم اوس شخص پر ہی جو انکار کرے **ف** اخراج کیا اس حدیث کا بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے مسند مین اور معانی اس حدیث کے صحاح ستہ مین موجود ہین اخراج کیا اونکا مسلم اور اصحاب سنن نے **ص** اور اصل نکاح مین یہہ ہی کہ مہر مثل ہو تو جو شخص دعوی کریگا خلاف اسکے تو گواہ اوسکے قوی ہونگے اور اگر مہر مثل درمیان مین خاوند اور عورت کے دعوے کے ہو **ف** مثلاً عورت نے دو سو روپے کا دعوی کیا اور خاوند نے سو روپے کہے تھے اور مہر مثل ڈیڑہ سو ہی اور درمیان مین ہونے سے مراد یہہ ہی کہ مہر مثل خاوند کے دعوے کے موافق اور اوس سے کم بھی نہو اور عورت کے دعوے کے برابر اور اوس سے زیادہ بھی نہو بلکہ خاوند کے دعوے سے زیادہ اور عورت کے دعوے سے کم جیسا کہ اس صورت مین ہی **ص** تو جو گواہ لاوے قول اوسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لاوے مہر مثل لازم ہوگا اور اگر کوئی نہ لاوے تو دونون پر قسم آویگی اور جو قسم کہاوے تو اوسکا قول معتبر ہوگا اور جو دونون نے قسم کہالی

تو مہر مثل لازم آویگا یہ سب صورتین جب تھین کہ نکاح قایم ہو اور اختلاف واقع ہو مہر مین اور اگر خاوند نے طلاق دیدی یا عورت کو قبل وطی کے ف اور اگر طلاق دیا بعد وطی کے تو اوسکی صورت بعینہ وہی ہے جب نکاح قائم ہو جیسا کہ گذرا ص بعد اوسکے مہر کے اندازے مین اختلاف ہوا تو جو گواہ لاویگا قول اوسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لائے اور متعہ مثل ف یعنی جو اوسکی ہمسر عورتون کو متعہ دیا جاتا ہی ص موافق مرد کے ہی تو عورتونکے گواہون کا اعتبار ہوگا اور اگر متعہ مثل موافق عورت کے ہی تو مرد کے گواہون کا اعتبار ہوگا ف اور دلیل اسکی اوپر گذری ص اور اگر متعہ مثل درمیان مین دعوے زوج اور زوجہ کے ہی ف یعنی عورت کے دعوے سے کم اور مرد کے دعوے سے زیادہ ص تو جو شخص گواہ لاوے قول اوسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لائے تو متعہ مثل واجب ہوگا اور اگر دونون گواہ نہ لائے تو جو قسم کھاویگا قول اوسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون نے قسم کھائی تو متعہ مثل واجب ہوگا ف اور ان صورتون مین دعوی خاوند اور عورت کا بابت نصف مہر کے ہوگا کیونکہ طلاق مثل وطی کے ہی تو برابری اور کمی زیادتی نصف مہر کی ساتھ متعہ مثل کے دیکھی جاویگی ص اگر زوج مرگیا یا زوجہ مرگئی اور پھر اصل مہر یا اندازہ مہر مین اختلاف ہوا تو حکم اوسکا بعینہ ایسا ہی جیسے حالت حیات مین تھا اور جو زوج اور زوجہ دونون مرگئے اور مہر عورت کا معین ہوگیا تھا اور نزاع پڑی اندازہ مہر مین تو خاوند کے وارثون کے قول کا اعتبار ہوگا اور اگر نزاع پڑی اس بات مین کہ مہر معین ہوا تھا یا نہین ہوا تھا تو امام صاحب کے نزدیک کچھ لازم نہ آویگا اور صاحبین کے نزدیک مہر مثل لازم آویگا اور اسی پر فتوی ہی ف کیونکہ مہر مثل مرد کے ذمے پر ثابت ہوگیا تھا اور دین ہوگیا تھا تو مرنے سے ساقط نہوگا ص اگر خاوند نے عورت کو کوئی چیز بھیجی بعد اوسکے اختلاف ہوا عورت نے کہا کہ ہدیہ اور تحفہ تھا اور خاوند نے کہا مہر تھا تو خاوند کا قول ساتھ حلف کے معتبر ہوگا ف اسواسطے کہ خاوند تملیک کرنے والا ہی اوس چیز کی زوجہ کو اور مالک کرنے والا پہچانتا ہی جہت تملیک کو اور ظاہر ہی کہ تحفہ دینا واجب نہین اور مہر واجب ہی اور غالب سعی واجب کے ادا کرنے مین ہوتی ہی ص مگر جب وہ چیز ایسی ہو کہ اوسکو جمع کرکے رکھتے نہون جیسے سوئی اور جو کھانے والے کیواسطے طیار ہوئے ف مثل گوشت وغیرہ کے ص برخلاف گیہون کے ف اور ایسا ہی آٹا اور زندہ بکری اور شکر بادام مصری وغیرہ مین

## فصل نکاح ذمی کے بیان مین

اگر نکاح کیا ایک ذمی نے ذمیہ سے یا حربی نے حربیہ سے دار الحرب مین بدلے مین مردے کے یا بغیر مہر کے اور یہ اونکے دین مین جائز ہو اور پھر بعد وطی کی یا طلاق دے دیا اوسکو قبل وطی کے یا مرگیا تو امام صاحب کے نزدیک کچھ مہر لازم نہ آویگا ف اسواسطے کہ ذمی ہمارے احکام کے پابند نہین دیانات مین جیسے نماز یا روزہ وغیرہ اور معاملات مین بھی ہمارے خلاف اعتقاد رکھتے ہین مثلا سود اور شراب کا بیچنا جائز رکھتے ہین تو ہمکو چاہیے کہ اونکو ترک کردین اور اونکے مسائل سے متعرض نہون مگر زنا کے کہ وہ سب دینون مین حرام ہی اور سود اونکے عقود مین سے نکال لیا گیا ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر جو شخص سود لیوے تو اوسکے ہمارے درمیان مین عہد نہین یہ کہا زیلعی نے اس لفظ سے غریب ہی اصل روایت ہی شعبی سے کہا کہ لکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف اہل نجران کے اور وہ نصاری تھے کہ جنے تم مین سے بیع کی سود سے تو نہین ہی ذمہ اوسکے لیے اور روایت کی ابو عبید نے کتاب الاموال مین اور انکے ہی کہ جس شخص نے کھایا اونمین سے سود تو

وسے پہلی ہو جاوین اسی فرمایا اللہ تعالی نے وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ تو اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ
نزدیک بھی معلوم ہو ص اگر کافر نے نکاح کیا اور مہر میں شراب معین یا کسی سور معین پر مہر ٹھہرا اور زوجہ دونوں اسلام لائے
یا ایک اونمیں سے اسلام لایا تو عورت کو وہی معین شراب اور سور ملیگا اور اگر غیر معین شراب یا سور ٹھہرایا تھا
مین ص اگر انہوں نے شراب اور سور کو معین نہ کیا تو شراب کی قیمت لازم ہوگی جب شراب ٹھہرا ہو اور مہر مثل لازم ہوگا سور کی صورت میں

## ص باب غلام اور لونڈی کے نکاح میں

نہیں جائز ہے نکاح غلام اور لونڈی کا مگر اپنے مولیٰ کے اذن سے ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو غلام نکاح کرے بغیر اذن سید کے تو وہ زانی ہے روایت کیا اوسکو ابو داود اور ترمذی اور دارمی نے اور امام مالک کے نزدیک
جائز ہے اور یہ حدیث اونپر حجت ہو ص اور یہی حکم ہے مکاتب اور مدبر اور ام ولد کا ف یعنی ان سب کا بھی نکاح موقوف رہیگا
مالک کی اجازت پر اگر اجازت دیگا تو نکاح جاری ہو جاویگا اور اگر رد کریگا تو نکاح باطل ہو جاویگا ص تو اگر انہوں نے
نکاح کر لیا اپنے مالک کے اذن سے تو مہر عورت کا اونپر واجب ہوگا اور غلام مہر کے عوض میں بیچا جاویگا اور مکاتب اور
مدبر بیچے نہ جاوینگے بلکہ سعی کر کے ادا کرینگے اور اگر غلام نے اذن طلب کیا اور مولیٰ نے کہا کہ اوسکو طلاق رجعی دیدے
اجازت ثابت ہو جاویگی اسواسطے کہ طلاق رجعی بغیر جواز نکاح کے نہیں ہوتا ہے اور اگر مولیٰ نے اتنا ہی کہا کہ طلاق دیکر
یا چھوڑ دے تو اجازت نہوگی اور اگر مولیٰ نے غلام کو اذن دیا نکاح کا اور اوسنے نکاح کیا اور وطی کی تو وہ غلام مہر مین
بیچا جاویگا اگرچہ اوسنے نکاح فاسد کیا ہو اور اگر وطی نہین کی تو نکاح فاسد میں مہر لازم نہوگا ف اور نکاح صحیح میں لازم
آویگا ص اور اگر جس عورت سے نکاح فاسد کیا تھا پھر اوسی سے دوسری بار نکاح صحیح کرے یا کسی اور عورت سے
نکاح چاہے تو مالک کی اجازت پر موقوف رہیگا کیونکہ اجازت مولیٰ کی اول نکاح پر تمام ہو گئی تھی اور اگر مولیٰ نے
اپنے عبد ماذون کا نکاح کیا اور وہ قرضدار تھا نکاح صحیح ہے تو اگر اوس عورت کا مہر برابر تھا مہر مثل کے یا کم تو وہ غلام
بیچا جاویگا اور اوسکی قیمت اوس عورت اور قرضداروں پر موافق حصے کے تقسیم کر دی جاویگی ف مثلاً اگر
سو روپے قرض تھے اور مہر بھی سو روپے تھے اور غلام پچاس روپے کو فروخت ہوا تو پچیس روپے قرضداروں کو اور پچیس
عورت کو مل جاوینگے ص اور اگر اوسکا مہر زائد ہو مہر مثل سے تو وہ عورت اوس زائد کے موافق نہ لیگی بلکہ اوس
حق کے لینے میں تاخیر کریگی یہانتک کہ قرضداروں کا قرض پورا ہو جاوے ف مثلاً مہر مثل اوس
عورت کا سو روپے تھے اور مہر دو سو روپے ٹھہرے تھے اور قرضداروں کا قرض بھی مثلاً سو روپے تھے پھر
اور وہ غلام تین سو روپے کو فروخت ہوا تو سو عورت کے دلائے جاوینگے اور سو قرضداروں کو جو باقی رہے گا وہ
سو وہ بھی عورت کو ملینگے اور اگر کم قیمت پایا تو وہ رقم جو مہر مثل سے زائد ہے عورت کو نہ دلاوینگے ص اگر مولیٰ نے
اپنی لونڈی کا نکاح کسی شخص سے کر دیا تو وہ لونڈی اوس شخص کی ملک سے نہ نکلے گی اور جائز ہے کہ وہ لونڈی
سے اپنے مولیٰ کی خدمت کرے اور خاوند جب وقت پاوے تو اوس سے وطی کر لیوے اور اگر مولیٰ پر واجب نہین
[illegible]

اوسکے واسطے کوئی مکان معین کرے کہ خاوند کو اوس جگہ آنے سے کوئی ممانعت نکرے اور مولی اوس لونڈی سے خدمت نہ طلب کرے اور خاوند پر نفقہ اوس لونڈی کا واجب نہوگا جب تک کہ مولی بیتوتت نکرے تو اگر مولی نے بیتوتت کی اور پھر اوس سے رجوع کر گیا تو صحیح ہوگا اور خاوند پر سے نفقہ ساقط ہو جاویگا اور اگر وہ لونڈی بغیر طلب مالک کے اوسکی خدمت کرے اور بیتوتت ہو چکی تو نفقہ خاوند سے ساقط نہوگا اور مولی کو پہونچتا ہے کہ اپنے غلام اور لونڈی کا جبراً نکاح کر دیوے بغیر اونکی رضا کے اگر کسی عورت آزاد نے قبل وطی کے اپنے تئین آپ قتل کیا تمام مہر خاوند پر لازم آویگا اور اگر مولی نے اپنی لونڈی کو قبل اسکے کہ خاوند اوسکا اوس سے وطی کرے قتل کیا تو خاوند پر کچھ نہ لازم ہوگا اور لونڈی کا خاوند اپنے سید کے اذن سے اوس سے عزل کرے **ف** عزل اسکو کہتے ہین کہ وقت قرب انزال کے ذکر کو فرج عورت سے بیرون کر لیوے تا انزال باہر ہووے اور اپنی لونڈی مین عزل بغیر اوسکے اذن کے جائز ہے ایسا ہی کہا ابن عباس نے اور یہی ماثور ہے عمر سے کہ ذکر کیا اسکو کشف الغمہ مین اور آزاد عورت سے بغیر اوسکے اذن کے جائز نہین کیونکہ مروی ہے حضرت عمر بن الخطاب سے کہا کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عزل کیا جاوے آزاد عورت سے مگر اوسکے اذن سے اخراج کیا اسکا ابن ماجہ نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل مین مختلف احادیثین وارد ہوئی ہین بعض سے رخصت ثابت ہوتی ہے اور بعض سے کراہت اور اولی ترک ہے تصریح کی اوسکی امام نووی نے اور کشف الغمہ مین ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب اور عبد اللہ بیٹے اونکے رضی اللہ عنہما مکروہ رکھتے تھے عزل کو اور کہا عبد الوہاب شعرانی نے فحاصل الامر الكراهة الا الضرورة شديدة **ص** اور جو لونڈی یا مکاتب عورت کسی غلام کے یا آزاد کے نکاح مین ہووے اور آزاد ہو جاوے تو اوسکو اختیار ہے **ف** اسواسطے کہ بریرہ لونڈی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب آزاد ہوئی تو آپ نے اوس سے فرمایا کہ تو مالک ہوئی اپنے بضع کی تو اختیار کر لے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین اخراج کیا اس حدیث کا دار قطنی نے حضرت عایشہ سے اور روایت کیا اوسکو ابن سعد نے طبقات مین اور اوسمین ہے کہ فرمایا آپ نے ملكت بضعك معك فاختاري اور یہ مرسل ہے شعبی کا اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے علاوہ اسکے یہ حدیث صحیحین مین مروی ہے حضرت عایشہ سے اور اوسمین ہے کہ اختیار دیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اختیار کر لیا اوسنے اپنے نفس کو اور روایت نسائی مین ہے اختاري یعنی اختیار کر لے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک اگر خاوند اوسکا آزاد ہے تو اوسکو اختیار نہوگا **ف** اور یہی مذہب ہے احمد اور مالک کا اور ذکر کیا کشف الغمہ مین ایک اثر ابن عمر سے اس باب مین موافق امام شافعی کے لیکن ترک کیا ہمنے اوس اثر کو اس سبب سے کہ روایت کی ابو داود نے باسناد صحیح حضرت عایشہ سے کہ بریرہ کا خاوند آزاد تھا جسوقت وہ آزاد ہوئی اور وہ اختیار دی گئی آخر حدیث تک اور ابن عباس کی روایت مین ہے کہ وہ غلام تھا اور ایسا ہی ہے روایت صفیہ مین اخراج کیا انکا اصحاب صحاح نے اور ترجیح حدیث حضرت عایشہ کو ہے کیونکہ وہ زیادہ واقف تھین بریرہ کے حال سے بہ نسبت ابن عباس کے علاوہ اسکے صحیح روایتون مین اتنا ہی ہے کہ خاوند اوسکا غلام تھا اور یہ کچھ اسکے منافی نہین کہ وقت آزاد ہونے بریرہ کے وہ بھی آزاد ہو اور جو ایک روایت مین ہے کہ خیار دی گئی تھی بریرہ اور خاوند اوسکا غلام تھا محمول ہے اوپر سلطنت کے جو ابن عباس کے

اوسکی آزادی سے اور ہمارے مذہب پر صحیح میں الاحادیث بھی متفق ہو برخلاف مذہب امام شافعی کے ص اور اگر لونڈی نے نکاح کیا بدون اذن مالک کے اور پھر وہ آزاد ہو گئی تو نکاح نافذ ہو جاویگا اور اوسکو اختیار نہیں رہیگا اسواسطے کہ خود راضی ہو گئی تھی ف بخلاف اوس صورت کے کہ نکاح کر دیا تھا اوسکا مالک نے کیونکہ اس صورت میں رضا اور عدم رضا اوسکی دونوں برابر ہیں ص اور جو مہر مقرر ہوا وہ اوسکے مالک کا ہے اگرچہ لازم ہو مہر پر لونڈی کے بعد آزاد ہونے اور جو قبل وطی کے وہ آزاد ہو گئی تو مہر لونڈی کا ہے اور جس شخص نے وطی کی اپنے بیٹے کی لونڈی سے اور اوسکے اولاد ہوئی اور دعوی کیا اوسکا اوس شخص نے تو نسب اوس لڑکا اوس شخص سے ثابت ہو جاویگا اور وہ اوسکی ام ولد ہو جاویگی اور واجب ہوگی باپ پر قیمت اوسکی اسواسطے کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اور مال تیرا واسطے باپ کے ہے ف مروی ہے یہ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہ آیا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ میرا باپ میرے مال کا محتاج ہے تو فرمایا آپ نے تو اور مال تیرا واسطے والد تیرے کے ہے تحقیق کہ اولاد تمہاری اچھی کمائی ہے تمہاری کھاؤ اپنی اولاد کے کسب سے اخراج کیا اس حدیث کا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ص مفید ہے ملک والد کو بیٹے کے مال میں وقت حاجت کے تو قبل وطی کے وہ عورت ملک میں تھی باپ کے تاکہ وطی حرام ہو وے پس واجب ہوگی قیمت اوسکی باپ پر اور مہر لازم آویگا کیونکہ اوسنے اپنی لونڈی سے وطی کی ہے اور نہ لڑکے کی قیمت کیونکہ وہ لڑکا باپ کی ملک میں پیدا ہوا ہے اور یہی حکم ہے اوسکا بعد ثبوت نسب کے قبل باپ کے مرنے کے اور اگر باپ نے بیٹے کی لونڈی سے نکاح کر لیا صحیح ہے اور وہ اوسکی ام ولد نہو گی اور واجب ہوگا مہر نہ قیمت اور لڑکا اوسکا آزاد ہوگا اسواسطے کہ وہ قرابت رکھتا ہے بیٹے سے ف کیونکہ اوسکا بھائی ہے ص اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مالک ہو کسی ذی رحم محرم کا تو وہ آزاد ہو جاویگا اوسپر ف اخراج کیا اس حدیث کا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے سمرہؓ سے ساتھ اس لفظ کے من ملک ذا رحم محرم فہو حر ص اگر عورت غلام کی آزاد ہے اور غلام کے مالک سے کہے کہ تو میرے خاوند کو بدلے میں ہزار درہم کے میری طرف سے آزاد کر اور مالک ایسا ہی کرے تو غلام عورت کی طرف سے آزاد ہو جاویگا اور نکاح فاسد ہو گا اسواسطے کہ وہ غلام عورت کی ملک میں آکر آزاد ہوا ہے اور اس صورت میں ولاء غلام کی عورت کو ملیگی اسواسطے کہ اوسی نے آزاد کیا ہے ف اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء اوسکے واسطے ہے جو آزاد کرے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حضرت عائشہؓ سے ایک حدیث طویل میں ص اور اگر نیت کفارے سے کہا ہو تو یہ آزادی اوسکی کفارے سے ادا ہو جاویگی ف مثلاً عورت پر کفارہ قسم کا تھا اور اوسنے نیت یہ کی کہ یہ غلام اوسی کے کفارے سے ادا کرتی ہوں تو کفارہ ادا ہو جاویگا ص اور اگر عورت نے کہا کہ میری طرف سے آزاد کر اور بدلے کا ذکر نکرے ف جیسا کہ ذکر کیا تھا اول صورت میں ص اور مالک آزاد کر دیوے تو طرفین کے نزدیک نکاح فاسد نہو گا اور ولاء مالک کو ہوگی اور نزدیک امام ابو یوسف کے اس جگہ بھی نکاح فاسد ہوگا اور ولاء عورت کو ہوگی ف اور دلیل اسکی اصل میں مذکور ہے ص اگر کافر نے کافرہ سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا یا دوسرے کافر کی عدت میں اور یہ اونکے دین میں جائز ہے اور پھر اسلام لائے تو نکاح اپنے

حال پر باقی رہیگا اور اگر نکاح کیا کافر نے کافرہ عورت سے ف یعنی جن سے اسلام میں نکاح حرام ہے جیسے ماں بہن
یا بہن سے یا بیٹی سے ص اور پھر اسلام لائے تو دونوں کے درمیان میں تفریق کرا دی جاویگی ف کیونکہ اتفاق
کیا اسپر علماے امت نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا طلاق کا فیروز دیلمی کو جب وہ اسلام لائے
تھے اور اونکے نکاح میں دو بہنیں تھیں روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے ص اور لڑکا مسلمان ہوگا اگر کوئی
اوسکا ماں باپ مسلمان ہو اور اگر دونوں میں سے کوئی اسلام لایا تب بھی لڑکا اوسی کے تابع ہو جاویگا ف
اسواسطے کہ لڑکا تابع ہوتا ہے اوسکے جو ماں باپ میں سے از روے دین کے بہتر ہو کہا صاحب کشف الغمہ نے
تھے ابن عباس ساتھ اپنی ماں کے منجملہ مسلمین ہے اور نہ تھے ساتھ اپنے باپ کے کیونکہ وہ تھے اپنی قوم کے دین پر ص
اور اگر لڑکا مجوسی اور کتابی کے بیچ میں ہو تو تابع کتابی کا ہوگا ف اسواسطے کہ کتابی بہتر ہے مجوسی سے ص اگر اسلام لائی عورت
مجوسی کی یا عورت کافر کی اسلام لاوے تو قاضی دوسرے پر اسلام کو پیش کرے اگر وہ بھی اسلام لاوے تو نکاح پہلا
ثابت رہیگا اور اگر اسلام نہ لاوے تو اون دونوں کے بیچ میں تفریق کرا دی جاویگی تو اگر قاضی اسلام پیش کرے خاوند پر
پھر تو یہ تفریق طلاق بائن شمار میں ہوگی اور اگر پیش کریگا عورت پر تو یہ تفریق طلاق نہ ہوگی کیونکہ طلاق عورت کیطرف
سے نہیں ہوتا ف اور جاننا چاہیے کہ اگر خاوند مجوسی یا کتابی ہو بعد اسلام عورت کے اوسپر اسلام عرض کرنا ضرور ہوگا
ورنہ فرقت کرا دی جاویگی اور اگر عورت مجوسی ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کتابی ہے تو پیش کرنا اسلام کا اوسپر ضرور نہیں کیونکہ نکاح
اہل کتاب کی عورتوں سے جائز ہے ص اگر خاوند مسلمان ہو گیا اور عورت بعد پیش کرنے اسلام کے مسلمان نہوئی
تو اگر وطی نہیں کی تو خاوند پر کچھ نہ لازم آویگا ف اسواسطے کہ عورت کی طرف سے طلاق نہیں ہوتا تو نصف مہر بھی
لازم نہوگا ص اور اگر وطی کی ہے تو کل مہر لازم آویگا اور اگر عورت اسلام لائی اور خاوند نے انکار کیا تو اگر وطی
نہیں کی تو نصف مہر لازم ہوگا ف کیونکہ یہ طلاق ہے قبل وطی کے ص اور اگر وطی کی ہے تو کل مہر لازم آویگا اور اگر
دار الحرب میں زوج یا زوجہ اسلام لائے تو جب تک عورت کو تین حیض نہو جاوینگے فرقت نہوگی ف اور یہی [illegible]
تابعین سے ص اگر خاوند کتابیہ کا مسلمان ہوا تو کتابیہ اوسی کی رہیگی اگر کوئی زوج یا زوجہ میں سے کہ دونوں کافر تھے
دار الحرب سے دار الاسلام میں آیا درمیان اون دونوں کے فرقت ہو جاویگی اگرچہ قید ہو کے آیا ہو اور اس فرقت سے
عورت پر عدت نہ لازم آویگی مگر درصورتیکہ وہ عورت حاملہ ہو تو اوس سے وطی نکرینگے جب تک وضع حمل نہو ف اسلئے
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون عورتوں میں جو قید ہو کر آئی تھیں غزوہ اوطاس میں کہ نہ وطی کیجاوے حاملہ سے یہانتک کہ وضع
کرے حمل اپنا اخراج کیا اسکو ابو داؤد نے سنن میں اور دارقطنی نے ص اگر زوج یا زوجہ کوئی اسلام سے پھر کر مرتد ہو گیا معاذ اللہ
تو بلا حکم قاضی کے نکاح فسخ ہو جاویگا تو اگر عورت وطی کی گئی ہے تو اوسکے لیے کل مہر ہے اور جو نہیں وطی کی گئی تو جس صورت
میں خاوند مرتد ہو گیا تو عورت کے لیے نصف مہر ہے اور اگر عورت مرتد ہو گئی تو خاوند پر کچھ نہ لازم آویگا ف اور
جو وطی کی گئی ہے تو ہر صورت میں کل مہر لازم آویگا ص اور اگر زوج و زوجہ دونوں ساتھ ہی مرتد ہو گئے اور پھر دونوں ساتھ ہی
ایک ہی وقت میں اسلام لائے تو نکاح باقی رہیگا اور اگر کوئی دوسرے کے پہلے اسلام لایا تو نکاح فاسد ہوا

## باب القسم

جسکی دو بیویان آزاد ہوون تو واجب ہی عدل رکھے درمیان مین قسم مین **ف** قسم اسکو کہتے ہین کہ خاوند کھانے پینے پہننے مین اور رات کو رہنے مین اپنی عورتون کے بیچ مین قسمت کردیوے **ص** برابر ہی کہ دونون باکرہ ہون یا دونون ثیب ہون یا ایک بکر اور دوسری ثیب ہو **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکی ہون دو عورتین اور جھکا وہ ایک کی طرف آویگا قیامت کے دن اور ایک جانب اوسکا جھکا ہوگا روایت کیا اوسکو امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت ابی ہریرہ رض سے کہا شیخ ابن حجر نے اسناد اوسکی صحیح ہے اور یہ حدیث عام ہے شامل ہے بکر اور ثیب کو اور روایت ہے حضرت عائشہ رض سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن بانٹتے تھے واسطے اپنی عورتون کے پھر عدل کرتے اور فرماتے اے اللہ یہ بانٹ میری ہے جسمین مختار ہون مین سو ملامت نکر مجھے جسمین تو مختار ہے مین نہین یعنی اگر دل کا میلان کسیکی طرف زیادہ ہو تو ناچاری ہے مگر قسمت مین برابری کرتا ہون اخراج کیا اسکا چارون عالمون نے اور صحیح کیا اوسکو ابن حبان اور حاکم نے **ص** اور نئی اور پرانی برابر ہے اوراسی طرح مسلمہ اور کتابیہ بھی **ف** اور دلیل ہماری اطلاق اوس حدیث کا ہے جو مروی ہوئی اور ائمہ ثلثہ باقیہ کے نزدیک اگر نئی عورت بکر ہی تو سات راتین برابر اوسکے پاس رہے اور اگر ثیب ہی تو تین راتین پھر بعد اسکے قسمت کرے کیونکہ روایت ہے انس رض سے کہا سنت ہے کہ جب نکاح کرے ایک مرد باکرہ کو ثیب پر تو ٹھہرے اوس پاس سات راتین پھر برابر بانٹے اور جب نکاح کرے شوہر ثیب کو تو ٹھہرے اوس پاس تین راتین پھر بانٹے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور یہ لفظ بخاری کا ہے اور روایت ہے ام سلمہ رض سے کہ جب نکاح کیا اونسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے اون پاس تین راتین اور فرمایا نہین تجھے تیرے اہل پر ذلت اگر چاہے تو تو سات دن رہون تجھ پاس اور اگر سات دن رہون تجھ پاس تو سات سات دن رہونگا اور عورتون پاس اخراج کیا اسکا مسلم نے **ص** اور لونڈی اور مکاتبہ اور ام ولد اور مدبرہ کو نصف حرہ کا ہے **ف** یعنی قسمت مین برابری حرہ کی نکریگی کیونکہ کشف الغمہ مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد عورت کے واسطے دو دن ہین اور لونڈی کیواسطے ایک دن اور روایت ہے حضرت علی رض سے فرماتے تھے جب نکاح کیا جاوے حرہ لونڈی پر تو واسطے حرہ کے دو ثلث ہین اور واسطے لونڈی کے ایک ثلث روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق اور دارقطنی اور بیہقی نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ ایسا ہی حکم کیا حضرت ابو بکر و حضرت علی رضی اللہ عنہما نے اور حجت پکڑی امام احمد نے حضرت علی کے اثر سے اور ابن حزم نے جو اوسکو ضعیف کیا بسبب منہال بن عمرو کے اور ابن ابی لیلی کے تو یہ کچھ نہین اسواسطے کہ وہ دونون ثقہ ہین جانا قطعی ہے اور زیلعی نے تخریج ہدایہ مین لکھا ہے کہ روایت کی بیہقی نے ایسا ہی سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار سے کہ حرہ جب قائم کیجاوے اوسوکن ہووے لونڈی کی تو اوسکے واسطے دو دن ہین اور لونڈی کے واسطے ایک دن **ص** اور نہین حق ہے عورتونکا قسمت مین جب سفر کرے زوج تو جس عورت کو چاہے سفر مین لیجاوے اور قرعہ واجب نہین **ف** اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک نہین جائز ہے خاوند کو کہ نکلے سفر کو اور لیجاوے کسی عورت کو مگر قرعہ عورتون کی رضا سے یا قرعہ سے اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہین کہ عورتونکا حق نہین وقت سفر کرنے خاوند کے کیونکہ

ل یعنی تجھے بی بی رخصت ہو کر تیرے پاس آئی ہے تو میرے سوا کسی کو نہین ... اپنی خوشی سے سات دن رہون ... تو سات دن ہر ایک بیوی کے پاس رہنا ضرور ہوگا

ف منہال بن عمرو و ابن ابی لیلی

خاوند کو جائز ہی کہ سفر کرے اور کسی عورت کو ساتھ نہ لیجاوے تو اسی طرح اوسکو جائز ہی کہ ایک کو کسی میں سے لیجاوے

**ص** اور قرعہ بہتر ہی **ف** یعنی مستحب ہی کیونکہ کہا حضرت عایشہ رضہ نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے تھے سفر کا قرعہ ڈالتے اپنی عورتون مین پھر جس عورت کا نکلتا قرعہ نکلتے اوسکو لیکر روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے

**ص** اور اگر اپنا حصہ اپنی سوکن کو راضی ہوکے دیدیوے تو درست ہی **ف** کیونکہ ہلالے مین ہی کہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ رجعت کر لیجیے آپ مجھسے اور کر دیجیے دن میرا واسطے حضرت عایشہ رضہ کے اور کہا زیلعی نے تخریج مین کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دیا ہو سودہ کو اور یہ نہین پایا ہمنے کسی حدیث مین انتہی اور صحیح روایتون مین یہ مذکور ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے طلاق کا ارادہ کیا تھا اور انھون نے اپنا دن بخش دیا حضرت عایشہ رضہ کو اور کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روک رکھیے مجکو شاید کہ مین تمھاری عورتون سے ہون جنت مین آور مرقات مین ہی کہ امام محمد بن الحسن نے کہا کہ پہونچا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کہا آپ نے واسطے سودہ کے عدت کر تو سودہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ رجعت کر لیجیے آپ مجھسے اور ایسی ہی روایت کی بیہقی نے عروہ سے مرسلا اور اسی سے شاید اخذ کیا ہی صاحب ہدایہ نے اور صحیح روایت وہ ہی جو صحیحین مین ہی حضرت عایشہ رضہ سے بیشک سودہ بنت زمعہ نے بخش دیا دن اپنا یعنی باری اپنی عایشہ رضہ کو اور تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بانٹتے حضرت عایشہ رضہ کے لیے دن اونکا اور ایک دن سودہ کا اور روایت ہی حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کی اور نو عورتین آپکی تھین اور قسمت کرتے تھے اونکے بیچ مین آٹھ عورتون کے لیے اور عطا سے منقول ہی کہ وہ عورت جسکے واسطے قسمت نتھی صفیہ رضہ تھین اور تصریح کی محققین نے کہ وہ عورت سودہ تھین اور یہ کلام عطا کا محمول ہی اوپر غلطی ابن جریج راوی کے **ص** اور پھر اگر اوس سے لوٹ جاوے تو درست ہی **ف** اسواسطے کہ یہ حق اوسکا

## کتاب الرضاع

تھوڑا اور بہت دودھ پینا اگرچہ ایک بار چوسے جب مدت رضاع مین ہووے تو رضاع ثابت ہوتا ہی **ف** اور امام شافعی کے نزدیک نہین ثابت ہوتی حرمت رضاع سے مگر جب کہ پانچ بار چوسے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین حرام کرتا ہی ایک دو دفع چوسنا روایت کیا اوسکو مسلم نے حضرت عایشہ رضہ سے اور ایک روایت مین مسلم کی ہی کہ لا تحرم الاملاجۃ و لا الاملاجتان یعنی نہین حرام کرتا ہی ایک دوبار کا نچوڑنا کہا صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول اللہ تعالی کا ہی وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ الایہ اور یہ عام ہی قلیل اور کثیر کو اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب یعنی حرام ہوتا ہی رضاع سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے اخراج کیا اوسکا بخاری و مسلم نے ابن عباس سے اور یہی مروی ہی ابن عباس سے کہ وہ فرماتے تھے جو ہووے دو سال کے اندر اگرچہ ایک بار چوسے تو وہ حرام کر دیتا ہی اور حضرت ابن عمر کو پہونچا کہ ابن الزبیر بیان کرتے ہین حضرت عایشہ رضہ سے تحقیق کہ نہین حرام کرتی ہی رضاعت جب تک سات بار نہ چوسے تو کہا عبد اللہ بن عمر رضہ نے قول اللہ تعالی کا بہتر ہی قول حضرت عایشہ رضہ سے فرمایا اللہ تعالی نے وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ اور نہین ذکر کیا

والالفاظ عن عروۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... سودۃ ... فقالت ... وسلم ... [illegible]

ایک بار یا دو بار چوسنے کو اخراج کیا ان دونون امرون کا عبد الوہاب شعرانی نے کشف الغمہ مین ص مدت تمام
کی امام ابوحنیفہ کے نزدیک دو برس چھ مہینے ہین ف اور صاحبین کے نزدیک دو برس ہین یہی قول ہی حضرت امام شافعی کا اور
امام زفر کے نزدیک تین برس کہا صاحب ہدایہ نے دلیل صاحبین کی قول اللہ تعالی کا ہی وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ
شَهْرًا اسواسطے کہ کم مدت حمل کی چھ مہینے ہین تو فصال کے واسطے دو برس رہے اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا لَا رِضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ نہین ہی رضاعت بعد دو برس کے اور بلوغ المرام مین ہی کہ اخراج کیا اوسکا دارقطنی
اور ابن عدی نے ابن عباس سے اور تفسیر مظہری مین ہی کہ روایت کیا اوسکو ابن الجوزی نے بھی اور لفظ اوسکا یہ ہی کہ لا
رِضَاعَ اِلَّا مَا كَانَ فِي حَوْلَيْنِ نہین ہی رضاعت مگر جو ہو دو سال کے بیچ مین اور کہا دارقطنی نے کہ رجال اوسکے
صحیح ہین مگر ہیثم بن جمیل اور وہ ثقہ ہی حافظ ہی توثیق کی اوسکی احمد اور عجلی اور ابن حبان نے اور بعضون کے نزدیک
رضاع ساری عمر مین باقی رہتا ہی اور یہی ماثور ہی حضرت عائشہ رض سے لیکن رد کیا اونکے اس قول کو اور ازواج مطہرات نے
اور کہا کہ سنتے تھے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین حرام کرتا ہی رضاع مگر جو چیرے آنت کو اور ہووے قبل دودھ
چھڑانے کے اور بھی سنتے تھے کہ فرمایا آپ نے نہین رضاع ہی مگر جو ہو دو سال مین اور نہین یتیمی ہی بعد احتلام کے ذکر کیا
یہ کشف الغمہ مین ص اور بعد اس مدت کے رضاع نہین ثابت ہوتا ف کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے
کہ فرمایا حضرت عمر رض نے نہین رضاع ہی مگر جو دو برس کے اندر ہووے حالت صغر مین اور روایت کی طبرانی نے معجم صغیر
مین حضرت علی رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین رضاع ہی بعد دودھ چھڑانے کے اور نہین یتیمی ہی بعد
جوان ہونے کے اور روایت کی بغوی نے شرح السنہ مین مثل اسکے اور روایت کی عبد الرزاق نے حضرت علی رض
سے مرفوعا لَا رِضَاعَ بَعْدَ الْفِصَالِ نہین رضاع ہی بعد دودھ چھڑانے کے اور روایت کی ابن عدی نے کامل مین اور
ابو داود طیالسی نے جابر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا رَضَاعَ بَعْدَ فِصَالٍ وَلَا يُتْمَ بَعْدَ
احْتِلَامٍ یعنی نہین رضاع ہی بعد دودھ چھڑانے کے اور نہین یتیمی ہی بعد احتلام کے اور جامع ترمذی مین ہی حضرت ام سلمہ سے
کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین حرام کرتی ہی رضاعت مگر وہ رضاعت کہ چیرے آنت کو اور ہووے پہلے دودھ
چھڑانے کے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور حاکم نے اور سنن ابو داود مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی رضاعت
مگر وہ کہ پھیلاوے ہڈی کو اور پیدا کرے گوشت کو اور کشف الغمہ مین ہی کہ فرماتے تھے زہری ہمیشہ فتوی دیتی تھین حضرت عائشہ رض اس بات
پر کہ نہین حرام کرتا ہی رضاع بعد دودھ چھڑانے کے یہان تک کہ وفات ہوئی اونکی ص اور جس عورت نے دودھ پلایا وہ اوس
ولد کی مان ہو جاتی ہی اور اوسکا شوہر کہ جس سے اوس عورت کا دودھ ہی باپ ہو جاتا ہی تو حرام ہوگا اوس سے جو حرام
ہوتا ہی نسب سے ف کیونکہ صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام ہوتا ہی رضاعت سے
جو حرام ہوتا ہی نسب سے اور ایک روایت مین ہی بخاری کی يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ
اور ایک مین ہی اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرِّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ ص مگر بہن نسبی کی اور رضاعی بھائی
نسبی کی مان رضاعی یا بھائی اور بہن رضاعی کی مان نسبی یا بھائی اور بہن رضاعی کی اور رضاعی کے سبب حرام نہین

ف اور بہن نسبی کی ماں نسبی یا بھائی نسبی کی ماں نسبی حرام ہے جیسا کہ اوپر گذرا ص اور اسی طرح حرام نہین اپنے
بیٹے کی رضاعی بہن اور نسبی حرام ہے کیونکہ بیٹے کی بہن نسب سے یا اپنی بیٹی ہوگی یا ربیبہ ہوگی اور دونون حرام ہین اور رضاع
مین ایسا نہین اور نہین حرام ہے اپنے بیٹے کی جدہ رضاع سے اور نسب سے حرام ہے کیونکہ وہ یا اپنی ماں ہوگی یا
اپنی عورت موطوءہ کی ماں اور دونون حرام ہین اور رضاع مین ایسا نہین اور اسی طرح نہین حرام ہے مادر رضاعی اپنے چچا اور
پھوپھی کی اور مادر رضاعی اپنے ماموں اور خالہ کی مرد کیواسطے ف اور تفصیل اسکی اصل مین مذکور ہے ص اور عورت
کیواسطے نہین حرام ہے اپنے بیٹے رضاعی کا بھائی اور جاننا چاہیے کہ اسکا ذکر اوپر ہو چکا کیونکہ اوپر کہا کہ مرد پر بہن رضاعی
بھائی کی درست ہے تو وہ مرد اس عورت کی رضاعی بیٹے کا بھائی ہوگا ف مثلاً زینب کا رضاعی بیٹا زید اور اسکا عمرو بھائی
ہے تو عمرو کے بھائی کی ماں زینب ہوگی اور اسکا ذکر اوپر ہو چکا ص اور جاننا چاہیے کہ رضیع یعنی شیرخوار پر مرضعہ
یعنی جو عورت کہ دودھ پلاتی ہے اور اوسکا خاوند کہ جس سے اوسکا دودھ ہے اور ان دونون کی قوم سب حرام ہو جاوینگی
ف تو خاوند مرضعہ کا اوس شیرخوار پر حرام ہے اور اسی طرح اوسکا بھائی کیونکہ وہ شیرخوارہ کا چچا ہوگا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے البتہ داخل ہو تیرے اوپر افلح کیونکہ وہ چچا تیرا ہے رضاعت سے روایت کیا اوسکو بخاری و
مسلم نے ص اور مرضعہ پر فقط شیرخوار کا خاوند اگر وہ عورت ہے اور اسی طرح مرضعہ کے خاوند پر شیرخوار کی بیوی اگر وہ مرد ہے اور شیرخوار
کی فروع یعنی اوسکی اولاد حرام ہو جاوینگی اور قاعدہ اوسکا اس بیت مین ہے بیت از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند و ز جانب
شیرخوارہ زوجان و فروع ف یعنی دودھ پلانے والی اور اوسکا خاوند مع اولاد اور باپ دادا اور ماں بہنون کے
کے شیرخوار کے خویش ہو جاوینگے اور شیرخوار اور اوسکی بیوی یا خاوند مع اپنی اولاد کے فقط خویش ہو جاوینگے دودھ پلانے
والی اور اوسکے خاوند کے ص جائز ہے کہ نکاح کرے مرد اپنے بھائی رضاعی کی بہن سے جیسا کہ جائز ہے کہ نکاح کرے اپنے بھائی
نسبی کی بہن سے اور مثال اسکی یہ ہے کہ ایک شخص کا بھائی علاتی ہے اور اوسکی ایک بہن ہے اخیافی تو اس شخص کو درست ہے کہ
اوس سے نکاح کرے ف اور اگر اوسکی بہن حقیقی ہے یا علاتی ہے تو اسکو درست نہین ص اگر ایک لڑکے اور لڑکی نے
مدت رضاع مین ایک عورت کی پستان سے دودھ پیا تو حرمت رضاع کی ثابت ہو جاویگی اور وہ مانند بھائی بہن کے
ہونگے اور اگر دونون نے مل کے کسی بکری ف یا گائے یا اونٹنی ص کا دودھ پیا تو وہ بھائی بہن نہونگے اگر دودھ
عورت کا پانی سے یا دوا سے یا بکری کے دودھ سے مل گیا تو اگر غالب دودھ عورت کا ہے تو حرمت رضاع ثابت ہوگی ورنہ
نہین اور اگر دوسری عورت کے دودھ سے ملگیا تو بھی جس عورت کا دودھ غالب ہے اوس سے حرمت رضاع ثابت ہوگی ف
اور دوسری عورت سے جسکا دودھ مغلوب ہے حرمت ثابت نہوگی اور بعض روایات مین ہے کہ اوس سے بھی حرمت
رضاع ثابت ہو جاویگی واسطے احتیاط کے اور اگر دودھ برابر ہین تو دونون سے حرمت ثابت ہوگی اسواسطے
کہ کوئی دوسرے پر غالب نہین ص اگر عورت کے شیر کو طعام مین ملایا تو اوسکے کھلانے سے حرمت رضاع
کی ثابت نہوگی ف اگرچہ دودھ غالب ہو کھلانے مین ابوحنیفہ کے اور صاحبین کے نزدیک جب غالب ہوگا تو حرمت رضاع ثابت
ہوگی کذا فی الہدایہ ص اگر کسی مرد کی پستان سے دودھ نکلا تو اوسکے پینے سے حرمت رضاع ثابت نہوگی جیسے کہ

کسی شخص کی بہت رضاع مین عورت کے دودھ سے حقنہ یا ف تو حرمت رضاع ثابت ہوگی ص اگر کسی
عورت بکر کی پستان سے دودھ نکلا اور عورت مر گئی اور کسی شخص نے اوسکو بہت رضاع مین پیا تو حرمت ثابت ہوگی
ف لیکن خاوند اوس بکر کا شیر خوار پر حرام ہوگا تو حرمت یہی کر کے خاوند کو جب اوس سے وطی کی ہو گا و
شیر خوار سے نکاح کرے ص اگر کسی شخص نے ایک بڑی عورت سے اور ایک شیر خوار سے نکاح کیا اور اوس بڑی
بیوی نے اپنی سوکن شیر خوارہ کو دودھ اپنا پلا دیا تو دونون عورتین خاوند پر حرام ہو جاوینگی ف اسواسطے کہ
خاوند جامع ہو ویگا درمیان عورت اور اوسکی رضاعی بیٹی کے اور یہ درست نہین اور عنایہ مین لکھا ہی کہ
بڑی عورت تو ساری عمر حرام ہی اور شیر خوارہ بھی اسی طرح اگر بڑی عورت سے وطی کی ہی اور اگر وطی نہین کی
تو درست ہی خاوند کو کہ پھر اوس شیر خوارہ سے نکاح کرے ص تو اگر بڑی عورت سے وطی نہین کی ہی تو اوسکو
کچھ مہر نہین ف اور اگر وطی کی ہی تو کل مہر لازم ہوگا ص اور شیر خوارہ کو آدھا مہر ملے گا اور خاوند اوس
آدھے مہر کو اوس دودھ پلانے والی سے پھیر لیوے اگر اوسنے قصداً واسطے فساد کے دودھ پلایا تھا اور اگر
واسطے فساد کے نہین پلایا تھا ف بلکہ وہ شیر خوارہ بھوکی تھی یا اور کوئی سبب ہوا ص تو خاوند
اوس سے نہ پھیریگا اور رضاع نہین ثابت ہوتا ہی مگر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے

## کتاب الطلاق

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ناپسند حلال چیزون مین اللہ کے نزدیک طلاق ہی روایت کیا اوسکو
ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور کہا ابو حاتم نے کہ یہ حدیث مرسل صحیح ہی اور طلاق تین قسم
ہی ایک حسن اور دوسرے احسن اور تیسرے بدعی تو ص طلاق احسن یہ ہی کہ مرد اپنی عورت کو ایک طلاق دیوے
اوس طہر مین جسمین اوس سے جماع نکیا ہووے اور چھوڑ دے اوسکو یہانتک کہ گذر جاوے عدت اوسکی
ف اسواسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے مستحب جانتے اس بات کو کہ نہ زیادہ کرین ایک طلاق پر یہانتک کہ
گذر جاوے عدت اور یہ اس بات سے افضل تھا اونکے نزدیک کہ طلاق دیوے مرد عورت کو تین بار ہر طہر مین ایک طلاق ذکر کیا
اسکو کشف الغمہ مین اور مروی ہی ابراہیم نخعی سے کہ دوست رکھتے تھے صحابہ یہ کہ طلاق دیوے عورت کو ایکبار پھر
چھوڑ دے اوسکو یہانتک کہ حائضہ ہو تین بار روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے ص اور طلاق حسن یہ ہی
کہ غیر موطوءہ کو ایک طلاق دیوے برابر ہی کہ حیض مین دے یا طہر مین اور موطوءہ کو تین طلاق جدا جدا طہرون مین جسمین وطی
نکی ہو اگر اوس عورت کو حیض آتا ہو ف اور امام مالکؒ کے نزدیک یہ بھی بدعت ہی بلکہ نہین مباح ہی مگر ایک طلاق
اور دلیل اونکی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہی تحقیق کہ طلاق دیا اونہون نے اپنی عورت کو اور وہ حائض تھین پھر ارادہ کیا
کہ اور طلاق دیوین وقت دو حیضون کے پس پہونچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو کہا کہ نہین ایسا حکم کیا تجکو اللہ تعالی نے
تحقیق تو نے خلاف سنت کے [illegible] ہی کہ استقبال کرے تو طہر کا طلاق دے تو نزدیک ہر طہر کے سو حکم کیا مجکو رسول اللہ
[illegible] اور فرمایا آپ نے جس وقت کہ وہ پاک ہو جاوے تو چاہے طلاق دے

یعنی بھول جاتا ہی حدیث کو اور کہا حضرت عثمانؓ نے کہ نہیں طلاق ہی واسطے مجنون کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوٹھایا گیا قلم تین سے سونے والے سے جب تک جاگے اور لڑکے سے جب تک سیانا ہو اور مجنون سے جب تک ہوش میں
آوے یا اوٹھا قلم یعنی روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہؓ سے اور صحیح کیا اوسکو
حاکم نے ص اور ظاہر یہی ہی اوس شخص کا جو سو رہا ہو ف اس واسطے کہ سوتا شخص بھی بے اختیار ہی تو وہ بھی مانند مجنون کے
ہی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ یعنی ہر طلاق جائز ہو مگر
طلاق لڑکے اور مجنون کا روایت کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے اور کہا زیلعی نے تخریج میں قلت حدیث غریب اور حدیث حضرت
عائشہؓ کی جو جامع ترمذی میں ہی اوسکے معنوں میں ہی اور اسی طرح واقع ہی طلاق مکرہ کا یعنی جو شخص زبردستی کیا گیا ہو طلاق
پر اور امام شافعی کے نزدیک واقع نہیں ہوتا اور ذکر کیے صاحب کشف الغمہ نے آثار اوس باب میں حضرت ابن عباس اور ابن عمر
سے ثابت ہوتا ہی کہ طلاق مکرہ کا نہیں واقع ہوتا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے معاف کیا ہماری امت سے چوکنا
اور بھولنا اور زبردستی سے کسی کی کام کرنا روایت کیا اوسکو ابن ماجہ اور حاکم نے ابن عباسؓ سے اور کہا ابو حاتم نے
کہ یہ ثابت نہیں اور کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ میں کہ ہماری دلیل وہ ہی جو اخراج کیا عقیلی نے اپنی کتاب میں صفوان بن عمرو
طائی سے تحقیق کہ ایک مرد سوتا تھا سو کھڑی ہوئی عورت اوسکی اور لی ایک چھری اور بیٹھی اپنے مرد کے سینے پر اور رکھدیا چھری
کو اوسکے حلق پر اور کہا کہ یا تو دے مجکو تین طلاق ورنہ ذبح کرونگی تجکو تو قسم دی اوس مرد نے اللہ کی اوس عورت کو اور انکار
کیا اوسنے تب تین طلاق دیے اوسکو اوس مرد نے پھر آیا وہ شخص طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ذکر کیا یہ تو فرمایا آپ نے کہ نہیں
چھوٹ ہی طلاق میں یعنی طلاق واقع ہو گیا اب نہیں پھریگا اور یہ حدیث مرسل ہی اور روایت کیا اوسکو عقیلی نے مسنداً ایک
شخص سے صحابہ میں سے کہا ابن القطان نے مرسل حسن ہی مسند سے کیونکہ مرسل کی اسناد میں بقیہ اور نعیم بن حماد نہیں ہیں اور مسند
میں اسمٰعیل بن عیاش ہی اور وہ روایت کرتا ہی شامیین سے لیکن اسناد میں اوسکی غازی بن جبلہ غیر معروف ہی اور منکر کہا
اوسکی حدیث کو ابو حاتم نے اور بخاری نے طلاق مکرہ میں اور تنقیح میں ہی کہ کہا بخاری نے حدیث صفوان اصم کی بعض
صحابہ سے طلاق مکرہ کے باب میں منکر ہی نہیں متابعت کی گئی اوسکی لیکن قطع نظر اسکے بہت سے آثار صحابہ ہمارے
مؤید وارد ہوئے ہیں روایت کی عبد الرزاق نے ابن عمرؓ سے کہ جائز رکھا اونھون نے طلاق مکرہ کا اور یہی روایت کی شعبی
اور نخعی اور زہری اور قتادہ اور ابی قلابہ سے کہ اون سب نے جائز رکھا طلاق مکرہ کا اور یہی اخراج کیا عبد الرزاق نے
سعید بن جبیر سے کہ انھوں نے کہا کہ اہل اسلام میں طلاق مکرہ کا جائز ہی ص اور سید کا اپنے غلام کی جورو کو ف
کیونکہ ملک نکاح حق غلام کا ہی تو اسقاط اوس حق کا غلام کے لیے ہوگا نہ مولیٰ کے لیے اور کشف الغمہ میں ہی کہ فرمایا
حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے جس شخص نے اذن دیا اپنے غلام کو نکاح کا تو طلاق غلام کے ہاتھ میں ہی اور کسی شخص کے
غیر کے قبضے میں اور یہی ذکر کی اس باب میں موافق اسکے حدیث مرفوع ابن عباسؓ سے ص اور طلاق عورت آزاد
کا تین تک ہی اور لونڈی کا دو تک ف اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق لونڈی کی دو طلاق
عدت اوسکی دو حیض ہیں روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عائشہؓ سے

اور اسنادمین اوسکی مظاہر بن اسلم ضعیف ہی کہا زیلعی سنے کہ روایت کی حدیث عایشہؓ کو حاکم نے مستدرک مین
اور صحیح کیا اوسکو اور نقل کی ذہبی نے میزان مین تضعیف مظاہر بن اسلم کی ابی عاصم نبیل اور یحیی بن معین اور ابو حاتم
رازی اور بخاری سے اور نقل کی توثیق اوسکی ابن حبان سے اور بھی روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور بزار اور طبرانی اور
دارقطنی نے اور صحیح کیا دارقطنی نے وقف اوسکا اور ضعیف کیا اوسکے رفع کو بسبب عمرو بن شبیب سلمی کے اور وہ ضعیف
نہین حجت پکڑی جاویگی اوس سے اور بھی روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین حضرت ابن عباس سے اور کہا صحیح
ولم یخرجاہ اور روایت کی دارقطنی نے ابن عمر سے تحقیق کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت کہ ہو لونڈی نکاح مین
ایک مرد کے اور دو طلاق دے اوسکو پھر خرید لیوے اوسکو تو نہین حلال ہے واسطے اوسکے یہانتک کہ نکاح کرے دوسرے
خاوند سے اور اسناد مین اوسکی سلم بن سالم ہے تکذیب کی اوسکی ابن المبارک نے اور کہا یحیی بن معین نے لیس حدیثہ
بشیء اور ایسا ہی کہا سعدی نے اور روایت کی شافعی نے حضرت عمرؓ سے کہ نکاح کرے غلام دو عورتون سے اور دو طلاق
دے اور عدت کرے لونڈی دو حیض سے تو اگر حیض نہ آتا ہو اوسکو تو دو مہینے سے یا ڈیڑھ مہینے سے اور اخراج کیا اوسکا
بیہقی نے معرفت مین طریق شافعی سے اور دارقطنی نے سنن مین ص اگر عورت لونڈی ہے اور خاوند اوسکا آزاد یا غلام
ہے تو خاوند مالک دو طلاق کا ہوگا اور اگر عورت حرہ ہے اور خاوند اوسکا غلام یا آزاد ہے تو مالک تین طلاق کا ہوگا اور امام شافعی
کے نزدیک جب لونڈی کا خاوند حرہ ہو تو مالک تین طلاق کا ہے اور اگر حرہ کا خاوند غلام ہو تو مالک دو طلاق کا ہے ف
اور دلیل ہماری قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ لونڈی کے دو طلاق ہین اور عدت اوسکی دو حیض ہین تو معلوم
ہوا کہ طلاق عورتون کے اعتبار سے ہے اور بھی روایت کی امام محمد نے **اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ یَزِیْدَ الْمَکِّیُّ قَالَ**
**سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ اَبِیْ رَبَاحٍ یَقُوْلُ قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَلطَّلَاقُ بِالنِّسَاءِ وَالْعِدَّۃُ بِهِنَّ** یعنی طلاق
عورتون کے اعتبار سے ہے اور عدت بھی اونھی کے اعتبار سے ہے اور یہی قول ہے عبد اللہ بن مسعود کا اور امام شافعی کے
نزدیک طلاق مردون کے اعتبار سے اور عدت عورتون کے اعتبار سے ہے کیونکہ ہمارے مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ طلاق ساتھ مردون کے ہے اور عدت ساتھ عورتون کے ہے اور یہ حدیث مرفوعاً غریب ہے لیکن روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ
نے موقوفاً ابن عباس پر اور طبرانی نے معجم مین موقوفاً ابن مسعود پر اور کہا ابن الجوزی نے کہ یہ کلام ابن عباس کا ہے اور بھی
اخراج کیا اوسکا عبد الرزاق نے موقوفاً اوپر عثمان اور زید بن ثابت اور ابن عباس کے اور روایت کی عبد الرزاق نے نافع
سے انھون نے ام سلمہ سے کہ اونکے غلام نے دو طلاق دیے اپنی عورت حرہ کو تو پوچھا اس باب مین ام سلمہؓ نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے تب فرمایا آپ نے حرام ہوگئی اوسپر یہانتک کہ نکاح کرے دوسرے خاوند سے اور روایت کیا اوسکو
طبرانی نے طریق عبد الرزاق سے اور اس باب مین اور آثار ہین جو موئید مین مذہب امام شافعی کو مذکور ہین بعض
موطا مین امام مالک کے اور بعض کشف الغمہ مین شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے

## باب طلاق واقع کرنیکے بیان مین

طلاق دو قسم ہے ایک صریح اور وہ اوس لفظ سے ہوتا ہے کہ سواے طلاق کے اور کسی معنی مین استعمال نہین کیا جاتا

جیسے کہے تو طالق ہی یا تو مطلقہ ہی ف ساتھ تشدید لام کے ص یا طلاق دیا مینے تجکو ان صورتون مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اگرچہ کچھ نیت نہ کی ہو یا نیت طلاق بائن کی ہو یا ایک سے زیادہ طلاقون کی اور اگر کہا کہ تو طلاق ہی یا تو طالق الطلاق ہی یا تو طالق طلاقًا ہی اور کچھ نیت نہین کی یا نیت کی ایک طلاق کی یا دو طلاق کی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا ویسا ہی اگر تین طلاق کی نیت کی تو اگر عورت حرہ ہی تو تین طلاق واقع ہوجاوینگے اور لونڈی ہی دو طلاق بمنزلہ تین طلاق کے ہین حرہ مین ف تو اگر حرہ ہو لونڈی ہی اور یہ الفاظ کہے اور نیت کی دو طلاق کی دو واقع ہوجاوینگے کیونکہ لونڈی بعد دو طلاق کے ایسی ہوجاتی ہی کہ حرہ بعد تین طلاق کے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق لونڈی کے دو طلاق ہین روایت کیا اوسکو صحاب سنن نے اور اوپر گذرا ص اگر طلاق کی نسبت کی طرف تمام عورت کے مثلاً کہا کہ تو طالق ہی یا اوسکے ایسے جز کی طرف کہ وہ بمنزلہ کل کے شمار کیا جاتا ہی جیسے کہا سر تیرا یا گردن تیری یا روح تیری یا بدن تیرا یا جسد تیرا یا مونہہ تیرا یا فرج تیری طالق ہی تو ان سب صورتون مین ایک طلاق واقع ہوگا ف اس واسطے کہ ایسے لفظ بین کہ انسے تمام بدن سے تعبیر کی جاتی ہی لیکن سر سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر صاع من تمر او قمح عن کل رأس یعنی صدقہ فطر کا ایک صاع ہی کھجور سے یا گیہون سے ہر آدمی کیطرف سے تو آدمی کو رأس ارشاد فرمایا اور لیکن گردن سو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فتحریر رقبۃ اور غلام سے تعبیر کی ساتھ رقبہ کے اور لیکن روح تو اسواسطے کہ عرب کہا کرتے ہین ھلکت روحہ ہلاک ہوئی روح اوسکی یعنی نفس اوسکا اور بدن تو ظاہر ہی اور لیکن مونہہ تو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے کل شیء ھالک الا وجہہ اور اپنی ذات کی تعبیر مونہہ سے فرمائی اور لیکن فرج سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعن اللہ الفروج علی السروج یعنی لعنت کی اللہ تعالی نے اون فروج کو جو زین پر ہین اور عورتون سے تعبیر فرمائی ساتھ فروج کے کہ جمع فرج کی ہی اور اس حدیث کو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے اور کہا زیلعی نے تخریج مین غریب جدًا لیکن اخراج کیا ابن عدی نے کامل مین ابن عباس سے مرفوعًا تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا صاحبات فروج کو کہ سوار ہووین زینون پر اور اوسکی اسناد مین علی بن ابی علی قرشی ہی کہا ابن عدی نے مجہول ہی اور بہر حال اس لفظ حدیث سے مطلب ثابت نہین ہوتا انتہی ما قال الدہلوی ص اور اگر نسبت کی طلاق کی دس جزو کی طرف جو شائع ہی بدن مین جیسے کہا کہ نصف تیرا یا ثلث تیرا طالق ہی تب بھی طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا ہاتھ تیرا یا پیر تیرا یا پیٹھ یا پیٹ تیرا طالق ہی تو طلاق واقع ہوگا اور یہی ظاہر ہی ف کیونکہ ان اعضا سے تعبیر کل بدن کی نہین ہوا کرتی ص اور بعضون کے نزدیک پیٹھ یا پیٹ کی طرف نسبت کرنے سے طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو آدھا طلاق ہی یا تہائی طلاق ہی یا ایک طلاق سے دو تک یا ایک اور دو کے بیچ مین ہی ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق سے تین طلاق تک یا جو درمیان ہین ایک طلاق کے تین طلاق تک ہی تو دو طلاق واقع ہونگے اور اگر کہا کہ تجکو تین نصف ہین دو طلاق کے تو تین واقع ہونگے اور اگر کہا کہ تین نصف ہین ایک طلاق کے دو طلاق واقع ہونگے اور بعضون کے نزدیک ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی ص اور اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق ہی دو طلاق مین تو ایک طلاق واقع ہوگا اگرچہ نیت ضرب کی کرے ف کیونکہ عمل ضرب کا حساب مین اسے کہتے ہین کہ ایک عدد کو دوسرے کے اجزا پر [illegible]

جیسے کہ آیت مین طلاق کا ہو جانا ہی اور اگر مولی نے اپنی لونڈی سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو آزاد ہی اور اوسکے خاوند
مین ایک سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تجکو دو طلاق ہین اور کل کا روز آگیا تو دو طلاق پڑ جاوینگے اور خاوند کو رجوع جائز
نہوگا اور امام محمد کے نزدیک رجوع جائز ہی اور عدت اوسکی سب کے نزدیک تین حیض ہونگے اگر وہ حائضہ ہی اور تین مہینے
اگر وہ آئسہ ہی جیسے عدت حرہ کی ہی اگر خاوند نے اپنی عورت سے کہا کہ مین تجسے جدا ہون ساتھ نیت طلاق کے یا کہا کہ
مین تجپر حرام ہون ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کہا کہ مین تیری طرف سے طالق ہون کچھ واقع نہوگا اگرچہ نیت طلاق کی
بھی ہو وے اور اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق ہی یا نہین یا تجکو طلاق ہی ساتھ موت میری کے یا تیری موت کے تب بھی کچھ واقع نہوگا
اگر کوئی زوج زوجہ مین سے ایک کا مالک ہو گیا یا اوسکے ایک حصہ کا تو نکاح باطل ہو جاویگا بغیر طلاق کے ف لیکن جب خاوند
مالک ہو گیا عورت کا تو اسواسطے کہ اب ملک یمین خاوند کو حاصل ہوئی تو ملک نکاح منقطع ہو جاویگی اور اگر عورت مالک ہوئی خاوند کی
تو اسواسطے کہ خاوند کو ملک نکاح ہی اور عورت کو ملک یمین ہوئی تو ایک ہی شخص مالک اور مملوک ہو جاویگا اور وہ باطل ہی ص
اگر خاوند نے اپنی عورت کو اونگلیون کے باطن سے اشارہ کیا ف یعنی ہتیلی عورت کی طرف کی ص تو جتنی انگلیان
کھڑی ہین اوتنے ہی طلاق واقع ہونگے اور اگر پشت سے اونگلیون کے اشارہ کیا ف یعنی ہتیلی طلاق دینے والے کی طرف ہی
ص تو جتنی اونگلیان بند ہین اوتنے طلاق پڑینگے ف کیونکہ اشارہ کرنا اونگلیون سے واسطے عدد کے اسپر عادت
جاری ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینا یہ ہی یہ ہی یہ ہی اور دسون اونگلیون سے تین بار اشارہ کیا اور اخیر بار
مین ایک اونگلی بند کر لی روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط بخاری کے اور مروی ہی
یہ حدیث ابن عمر سے صحیحین مین کتاب الصوم مین اور سعد بن ابی وقاص سے بھی ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا
کہ تجکو طلاق بائن دیا مینے یا کہا کہ اشد الطلاق یا افحش الطلاق یا اخبث الطلاق یا طلاق الشیطان یا طلاق بدعت
دیا مینے یا دیا مینے تجکو طلاق مثل پہاڑ کے یا مثل ہزار طلاق کے یا گھر بھر کر یا طلاق شدید یا طویل یا عریض تو ان
سب صورتون مین ایک طلاق بائن واقع ہوگا مگر جب کہ حرہ مین نیت تین طلاق کی کرے اور لونڈی مین دو کی
تو حرہ مین تین واقع ہونگے اور لونڈی مین دو ہور جس شخص نے اپنی عورت کو قبل وطی کے تین طلاق ایک بار دیئے
تو تینون واقع ہو جاوینگے لیکن اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی طلاق ہی طلاق ہی تو ایک طلاق ہوگا اور عورت اول طلاق سے بائن ہوگی
اور دوسرا اور تیسرا طلاق واقع نہوگا اور ایسا ہی ہی اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی ایک اور ایک اور ایک اور اگر کسی شخص نے کہا
کہ تجکو طلاق ہی ایک یا طلاق ہین دو یا طلاق ہین تین تو اول صورت مین ایک اور دوسری مین دو اور تیسری مین تین
واقع ہونگے تو اگر وہ عورت مر گئی قبل ذکر کرنے عدد کے تو کلام لغو ہو جاویگا اور کچھ واقع نہو ویگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی
ایک قبل ایک کے یا بعد اوسکے ایک ہی تو ایک طلاق واقع ہوگا غیر موطوہ مین اور موطوہ مین دو طلاق اور اگر کہا کہ تو طالق ہی ایک
قبل اوسکے ایک اور ہی یا بعد اوسکے ایک ہی یا تو طالق ہی ایک ساتھ ایک کے یا ساتھ اوسکے ایک اور ہی تو
غیر موطوہ مین بھی ان صورتون مین دو طلاق واقع ہو جاوینگے اور اگر کہا کہ تو طالق ہی ایک اور ایک اگر داخل ہووے گھر مین
اور پھر وہ گھر مین داخل ہوئی تو دو طلاق پڑ جاوینگے برابر ہی کہ موطوہ ہو یا غیر موطوہ ف اور اگر شرط کو مقدم کیا

جیسے کہا ص اگر تو غمین ہووے تو گھر میں تو تجکو ایک طلاق ہی اور ایک طلاق ہی تو غیر موطوءہ میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایک
طلاق واقع ہوگا اور صاحبین کے نزدیک دو طلاق ف اور موطوءہ میں سب کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگے اور جب طلاق
صریح سے فارغ ہوا تو طلاق کنایہ بیان شروع مین کیا اور کہا ص اور دوسری طلاق بالکنایات اور وہ اوس لفظ سے
ہوتا ہی کہ موضوع واسطے طلاق کے نہین اور احتمال طلاق کا رکھتا ہی سو ان لفظون سے طلاق واقع نہوگا مگر ساتھ
نیت کے یا دلالت حال کے ف جیسے ذکر طلاق کا ہورہا ہو یا غصے کے وقت کہے ص الفاظ کنایہ کے یہ ہین
اعتدی یعنی عدت کر استبرئی رحمك یعنی اپنے رحم کو پاک کر انت واحدة تو اکیلی ہی اور ان تینون لفظ سے
ایک طلاق رجعی واقع ہوگا ف یعنی خاوند کو پہونچتا ہی کہ بدون نکاح جدید کے پھر اوس سے جماع کرے اور
رجعت کر لیوے اور فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے سودہ کے عدت کر تو پھر رجعت کی آپ نے اوسنے
ذکر کیا اس حدیث کو امام محمد بن الحسن نے اور باب القسم مین یہ حدیث گذر چکی ص اور انت بائن بتلة بتة یعنی تو جدا ہی
انت حرام تو حرام ہی انت خلیة تو خالی ہی انت بریئة تو بری ہی بیزار ہی حبلك علی غاربك رسی تیری
تیری پشت پہ ہی ف غارب کہتے ہین مابین کوہان اور گردن شتر کے اور صراح مین ہی کہ عرب لوگ کہتے ہین
حبلك علی غاربك یعنی جہان چاہے جا ص الحقی باهلك مل جا اپنے لوگون سے وهبتك لاهلك
بخشا مینے تجکو تیرے اہل کو سرحتك رخصت کیا مینے تجکو فارقتك چھوڑ دیا مینے تجکو امرك بیدك تیرا کام
تیرے ہاتھ مین ہی انت حرة تو آزاد ہی تقنعی چادر پہن لے تخمری چادر اپنے سر پر ڈھانپ لے استتری اپنے تئین
چھپا اغربی دور ہو مجھسے اخرجی نکل جا توقومی کھڑی ہو ابتغی الازواج تلاش کر خاوندونکو تو ان سب تون مین
ایک طلاق بائن پڑجاویگا اگر نیت کی ہو ایک طلاق کی یا دو طلاق کی حرہ مین اور اگر نیت کی تین طلاق کی حرہ مین یا دو کی
لونڈی مین تو اول صورت مین تین اور دوسری مین دو پڑجاوینگے ف کہا ترمذی نے کہ اختلاف کیا اہل علم نے طلاق
بتہ مین تو حضرت علی سے مروی ہی کہ وہ تین طلاق ہین اور حضرت عمر سے کہ وہ ایک طلاق ہی اور اہل علم کا مذہب یہ ہی کہ مدار
نیت پر ہی اگر نیت کی تین کی تین واقع ہونگے ورنہ ایک طلاق اور مروی ہی رکانہ بن عبد بن یزید سے کہ انھون نے طلاق دیا
اپنی عورت کو بتہ سو خبر پہونچی اسکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور کہا رکانہ نے کہ قسم اللہ کی مینے ارادہ ایک کا کیا تھا
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اللہ کی نہین ارادہ کیا تھا تو نے مگر ایک کا سو رد کیا اونکی بیوی کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اونپر یعنی نکاح سے رد کیا اخراج کیا اس حدیث کا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور وارد ہو
ہین اس باب مین بہت آثار مختلف صحابہ اور تابعین سے ص اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے تین بار کہا اعتدی
اعتدی اعتدی بعد اوسکے دعوی کیا کہ اول اعتدی سے نیت طلاق کی تھی اور دوسرے سے نیت حیض کی تو اگر
اس بات پر قسم کھاوے تو اوسکی تصدیق کرینگے اور اگر کہا کہ اخیر کے دو سے کچھ نیت نہین کی ہی تین طلاق واقع ہوجاوینگے
ف اور اگر تینون بار مین کچھ نیت نہین کی تو کچھ واقع نہوگا ھدایہ ص جاننا چاہیے کہ الفاظ طلاق بائن کے
تین قسم پر ہین بعضے ایسے ہین کہ احتمال رکھتے ہین عورت کے رد کلام کا جیسے اخرجی اذهبی قومی اور بعضے ایسے ہین کہ احتمال رکھتے ہین

دشنام دہی اور بدگوئی کا جیسے خلیۃ بریۃ بتۃ حرام بائن اور بعضے ایسے ہین کہ نہ احتمال رکھتے ہین رد کلام کا اور نہ دشنام دہی کا جیسے اعتدی استبرئی رحمک انت واحدۃ انت حرۃ اختاری امرک بیدک سرحتک فارقتک تو جب خاوند راضی ہو یعنی غصے مین نہو اور ذکر طلاق کا بھی نہو تو کوئی لفظ سے ان الفاظ مین سے طلاق واقع نہوگا اور جب غصے مین ہو تو پہلے دو قسم کے الفاظ نیت پر موقوف ہین گے تو اگر نیت کریگا تو طلاق واقع ہوگا ورنہ نہین واقع ہوگا اور تیسری قسم مین طلاق واقع ہوگا اگرچہ نیت نہو اور جب ذکر طلاق کا ہو تو موقوف رہین گے الفاظ قسم اول کے نیت پر اور دوسری اور تیسری قسم کے الفاظ سے طلاق واقع ہوجاوینگے اگرچہ نیت نہو

## باب تفویض طلاق کے بیان مین

اور جس شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اپنے تئین طلاق دے یا نیت طلاق سے کہا کہ امرک بیدک یا اختاری زوجہ کو اختیار ہی کہ جس مجلس مین اوسکو علم ہوا ہی طلاق دے لیوے اگرچہ مجلس طویل ہووے اور اگر بعد علم کے پھر زوجہ اٹھی یا جو کام کر رہی تھی اوسکو چھوڑ کے دوسرا کام شروع کیا مجلس مختلف ہوجاویگی اور خیار باطل ہوگا ف اور اسپر اجماع صحابہ کا ہی کہ عورت مخیرہ کو خیار ہی مجلس تک روایت کی عبد الرزاق اور طبرانی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا انھون نے جب مالک کرے مرد عورت کو طلاق کا اور پھر وہ دونون جدا ہوگئے قبل اس بات کے کہ کچھ کہے سو پھر نہین اختیار ہی اوسکو اور کہا بیہقی نے کہ اوسمین انقطاع ہی درمیان مجاہد اور ابن مسعود کے اور روایت کی عبد الرزاق نے جابر سے کہ کہا انھون نے جسوقت کہ اختیار دے مرد اپنی عورت کو اور وہ نہ اختیار کرے مجلس مین سو نہین خیار ہی واسطے اوسکے اور روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے تحقیق کہ عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان کہا انھون نے کہ جو مرد مالک کرے اپنی عورت کو اور خیار دے اوسکو پھر دونون جدا ہوجاوین اوس مجلس سے تو نہین ہی عورت کو خیار اور اب اختیار خاوند کو ہی اور اسناد مین اوسکی مثنی بن الصباح ضعیف ہی اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ جو شخص خیار دے اپنی عورت کو تو اوسکو خیار ہی جب تک اپنی مجلس مین رہیگا اور اسناد مین اوسکی حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہی اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے جابر بن زید اور مجاہد اور شعبی اور نخعی اور عطا اور طاوس سے ایسا ہی ص اور اگر عورت کھڑی تھی بعد علم کے پھر بیٹھ گئی یا بیٹھی تھی تکیہ لگا لیا یا اپنے باپ کو واسطے مشورت کے طلب کیا یا گواہون کو واسطے گواہی کے طلب کیا یا جس جانور پر سوار تھی اوسکو ٹھہرا لیا تو ان سب چیزون سے مجلس مختلف نہوگی اور خیار باطل نہوگا اور کشتی بمنزلے اوسکے گھر کے ہی اور جانور کا چلنا بمنزلے اوسکے چلنے کے ہی تو کشتی کے چلنے سے مجلس مختلف نہوگی اور جانور کے چلنے سے مجلس مختلف ہوجاویگی اگر کسی مرد نے نیت تفویض سے عورت کو کہا اختاری یعنی اختیار کر اپنے نفس کو یا جاوہین ہی کہ نیت تین طلاق کی کرے تو اگر زوجہ نے اوسکے جواب مین کہا کہ اخترت نفسی یعنی اختیار کیا مینے نفس اپنے کو یا اختار نفسی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا ف اور یہی قول ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور اوسی سے اخذ کیا ہمنے کذا فی المبسوط ص بشرطیکہ زوج یا زوجہ کسی نے لفظ نفس کا ذکر کیا ہو ف تو اگر زوج نے کہا اختاری اور زوجہ نے کہا اخترت تو وہ باطل ہی اور صاحب ہدایہ دلیل لائے ہین اس بات پر کہ اگر زوجہ کہے اختار تو بھی طلاق واقع ہوگا حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا اونھون نے

لا بل اختار الله و رسوله اور شمار کیا اوسکو نبی صلی الله علیه وسلم نے جواب اونکی طرف سے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا اختیار کر لے تو اختیار کرنے کرا و نہ زوجہ نے جواب مین کہا اختیار کیا مینے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر تین بار کہا اختاري اختاري اختاري اور زوجہ نے جواب مین کہا اختیار کیا مینے اختیار کرنے کو یا کہا کہ اختیار کیا مینے پہلے کو یا دوسرے کو یا اخیر کو نزدیک امام صاحب کے تین طلاق واقع ہوجاوینگے بغیر نیت کے اور اگر کہا طلاق دیا مینے اپنے نفس کو یا اختیار کیا مینے اپنے نفس کو ساتھ ایک طلاق کے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور ہدایہ مین ہی کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ غلطی ہی کاتب سے اور صحیح یہ ہی کہ رجعت کا مالک نہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ اس باب مین دو روایتین ہین ایک روایت یہ ہی کہ طلاق رجعی واقع ہوگا اور دوسری مین یہ ہی کہ بائن ہوگا اور یہی صحیح ہی اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ کام تیرا تیرے ہاتھ مین ہی ایک طلاق مین یا اختیار کر لے ایک طلاق کو اور اختیار کیا عورت نے اپنے نفس کو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا امرك بيدك اور نیت کی تین کی اور عورت نے کہا کہ اختیار کیا مینے اپنے نفس کو ساتھ ایک کے یا ایک بار تینون طلاق واقع ہوجاوینگے اور اگر کہا عورت نے ف یعنی امرك بيدك کے جواب مین جب نیت تین طلاق کی ہو ص طلاق دیا مینے اپنے نفس کو ساتھ ایک کے یا اختیار کیا مینے اپنے نفس کو ساتھ ایک طلاق کے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کہا مرد نے کام تیرا تیرے ہاتھ مین ہی آج کے روز اور بعد کل کے ف یعنی جو پرسون آویگا ص تو رات داخل نہوگی خیار مین تو اگر اختیار کیا عورت نے اپنے نفس کو رات مین طلاق واقع نہوگا اور آج کا اختیار باطل ہوگا اگر عورت اوسکو رد کرے ف یعنی خاوند کو اختیار کرے کیونکہ خاوند کے اختیار کرنے سے طلاق واقع نہین ہوتا اور دلیل اوسکی حدیث حضرت عائشہ کی ہی جو اوپر گذری اور کشف الغمہ مین ہی کہ حضرت ابن عمر اور ابو ہریرہ رض پوچھے گئے اوس شخص سے جسنے اپنی عورت کو اختیار دیا اور اوسنے اوسکو رد کیا اور کچھ نکہا تو فرمایا کہ یہ طلاق نہین ہین اور ایسا ہی نقل کیا مسروق سے اور حضرت عائشہ رض سے ص اور پرسونکا اختیار باقی رہیگا اور اگر مرد نے کہا کہ امر تیرا تیرے ہاتھ مین ہی آج اور کل تو رات داخل ہوجاویگی خیار مین ف تو اگر عورت رات کو اپنے نفس کو اختیار کرے طلاق واقع ہوجاویگا ص اور کل کا اختیار باقی نہین رہیگا اگر آج عورت اوسکو رد کرے ف اور دلیل اسکی اصل اور ہدایہ مین مذکور ہی ص اور اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ طلاق دے تو اپنے نفس کو اور نیت نہ کی یا نیت کی ایک طلاق کی اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا ف اور اگر عورت اوسصورت مین اپنے نفس کو تین طلاق دیوے تو ایک ہی واقع ہوگا اور باقی لغو ہووینگے ص اور اگر عورت نے اپنے نفس کو تین طلاق دیے اور خاوند نے اوسکی نیت کی ہی تو تینون طلاق پڑجاوینگے اور اگر مرد نے نیت کی دو طلاق کی اور عورت نے اپنے کو دو طلاق دیے ایک ہی طلاق واقع ہوگا مگر جب وہ منکوحہ لونڈی ہو کیونکہ دو اوسکے حق مین بمنزلے تین کے ہین تو ف اور دلیل اسکی ہدایہ مین مسطور ہی ص اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے اور عورت نے اوسکے جواب مین کہا کہ مینے اپنے نفس کو تجھسے بائن یعنی جدا کیا تو ایک ہی طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا کہ اختیار کیا مینے اپنے نفس کو اوسکے جواب مین تو کچھ نہین واقع ہوگا ف یعنی خاوند نے کہا

طلقی نفسك اور عورت نے کہا اخترت نفسی تو کچھ نہیں واقع ہوگا کیونکہ یہ الفاظ طلاق سے نہیں اور بعد تخییر کے
اگر یہ لفظ کہے تو طلاق پڑ جاویگا کیونکہ وہ اجماع صحابہ سے ثابت ہوا ہی جیسا کہ اوپر گذرا ص اگر مرد نے کہا عورت سے
کہ اپنے نفس کو طلاق دے تو اب خاوند کو رجوع نہیں پہونچتا ف یعنی قبل عورت کے طلاق لینے کے خاوند کو
اس بات کا اختیار نہیں کہ اپنے قول سے پھر جاوے یا عورت سے کہے کہ اب مین اجازت طلاق کی نہیں دیتا ص اور زوجہ
کو بھی جائز نہیں کہ بعد تبدیل مجلس کے طلاق دے لیوے اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اپنی سوکن کو طلاق
دے یا کسی دوسرے مرد سے کہا کہ میری عورت کو طلاق دے تو جائز ہی کہ قبل دینے کے ف یعنی قبل اس بات کے
کہ زوجہ اوسکی اپنی سوکن کو طلاق دے یا دوسرا مرد اسکی بیوی کو ص اپنے قول سے پھر جاوے اور قول اوسکا مقید
ساتھ مجلس کے نہوگا ف یعنی اوس مرد کو پہونچتا ہی کہ بعد تبدیل مجلس کے بھی جب چاہے اسکی بیوی کو طلاق دیوے
اور اسی طرح اسکی زوجہ کو اختیار ہی کہ بعد تبدیل مجلس کے بھی جب چاہے اپنی سوکن کو طلاق دیوے ص اور اگر کسی
شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ جب چاہے تو اپنے نفس کو طلاق دے تو اس صورت مین بعد تبدیل مجلس کے بھی زوجہ
کو اختیار ہی طلاق دینے کا اور اگر کہا کسی مرد سے کہ اگر چاہے تو میری زوجہ کو طلاق دے جائز نہیں ہی کہ اپنے قول سے
پھر جاوے اور اوس شخص کو اختیار مجلس تک رہیگا تو اگر بعد تبدیل مجلس کے وہ طلاق دے طلاق واقع نہوگا ف اور دلیل
اسکی اصل مین مذکور ہی ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اپنے تئین تین طلاق دے اور اوسنے اپنے تئین ایک طلاق دیا
ایک طلاق واقع ہو جاویگا اور اگر مرد نے کہا کہ ایک طلاق دے اور عورت نے تین دیے تو امام صاحب کے نزدیک کچھ واقع نہوگا
اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر مرد نے کہا کہ اپنے کو ایک طلاق بائن دے اور اوسنے ایک طلاق رجعی
دیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کہا کہ ایک طلاق رجعی دے اور اوسنے اپنے تئین ایک طلاق بائن دیا ایک طلاق رجعی
واقع ہوگا ف اسواسطے کہ مخالفت زوجہ کی لغو ہی تو مرد کے قول کے موافق طلاق واقع ہوگا ص اور اگر کسی شخص نے
اپنی زوجہ سے کہا کہ تین طلاق دے تو اپنے نفس کو اگر چاہے تو اوسنے ایک طلاق دیا تو کچھ واقع نہوگا اور اگر کہا کہ ایک
طلاق دے تو اپنے تئین اگر چاہے اور اوسنے تین دیے تو امام صاحب کے نزدیک کچھ واقع نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق
واقع ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہی اگر چاہے تو اور عورت نے جواب مین کہا کہ چاہا مینے اگر تو چاہتا ہی
اور پھر مرد نے کہا چاہا مینے تو کچھ واقع نہوگا اگرچہ نیت طلاق سے کہا ہو اور اگر کہا کہ چاہا مینے طلاق تیرا عورت کے جواب مین
تو طلاق واقع ہوگا اگر نیت طلاق سے کہا ہو ف اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہی اور ہمنے اوسکو ترک کیا ص
اور ایسا ہی ہی جو طلاق کو موقوف کیا جاوے ایک امر معدوم پر ف جیسے اس جگہہ عورت نے خاوند کی مشیت پر طلاق موقوف کیا تھا
اور وہ ایک امر غیر معلوم ہی[یعنی واقع نہوگا ۱۲] ص اور اگر موقوف کرے طلاق کو ایک امر موجود پر جیسے کہے چاہا مینے اگر آسمان اوپر ہو زمین کے
تو طلاق واقع ہوگا ف تو اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو طالق ہی اگر چاہے تو اور اوسنے کہا چاہا مینے اگر باپ میرا
گھر مین ہو اور باپ اوسکا گھر مین تھا تو طلاق پڑ جاویگا اور اگر نہیں تھا تو طلاق نہ پڑیگا ص اور اگر کسی شخص نے
اپنی زوجہ سے کہا کہ تجکو طلاق ہی جسوقت یا جب کبھی چاہے تو تو زوجہ کے رد کرنے سے رد نہوگا اسواسطے

کہ خاوند نے اوسکو ایک طلاق کا کہا ہو تو جس وقت عورت چاہیگی فقط ایک طلاق پڑجاویگا اور اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ
تو طلاق دے جتنے مرتبہ چاہے تو تو عورت کو درست ہی کہ اپنے تئین ایک طلاق دیوے پھر ایک طلاق مین تک اور یہ جائز نہین
کہ تینون طلاق ایک بار دیوے اور اگر بعد تین طلاق دینے کے پھر دوسرے خاوند سے نکاح کیا اور پھر پہلے خاوند
پاس لوٹ آئی تو اب اوسکو اختیار نہین کہ اپنے تئین طلاق دے لیوے اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا
تجکو طلاق ہی جس جگہہ یا جہان چاہے تو تو عورت کو جائز ہی کہ اوسی مجلس مین طلاق دے لیوے اور بعد تبدیل
مجلس کے نہین اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی جس طور کا چاہے تو اور زوجہ نے جواب مین کہا کہ ایک طلاق بائن چاہا مینے یا تین
طلاق موافق چاہنے خاوند کے تو جو چاہا ہی اوس موافق طلاق پڑجاویگا ف یعنی اگر ایک طلاق بائن چاہا ہی تو ایک
طلاق بائن پڑیگا اور تین چاہے تو تین پڑجاوینگے ص اور اگر خاوند نے نیت کی تین کی اور عورت نے ایک طلاق بائن کی یا خاوند نے
ایک طلاق بائن کی اور عورت نے تین طلاق کی تو دونون صورتون مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر خاوند نے کچھ نیت
نہین کی تو جو عورت چاہے گی اوس موافق طلاق واقع ہوگا اور اگر زوجہ نے کچھ نہ چاہا تو بھی امام صاحب کے نزدیک
ایک طلاق رجعی واقع ہوجاویگا اور صاحبین کے نزدیک کچھ نہ واقع ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا
کہ طلاق دے تو اپنے تئین جتنے چاہے تو جتنے کہ مجلس مین چاہیگی واقع ہوجاوینگے اور اگر زوجہ نے رد کیا یا مجلس
بدل گئی اختیار باطل ہوگا اور جو کہا کہ طلاق دے تو اپنے تئین تین مین سے جتنے چاہے تو عورت کو اختیار ہی کہ
ایک طلاق دے یا دو اور تین طلاق دینے کا اختیار نہین اور صاحبین کے نزدیک درست ہی کہ تین طلاق دے لیوے

## باب الحلف بالطلاق

اور جس وقت اضافت کی طلاق کی طرف نکاح کے تو طلاق بعد نکاح کرنے کے واقع ہوگا جیسے کہ کسی عورت اجنبیہ سے
اگر نکاح کرون مین تجسے تو تو طلاق ہی یا کہے کہ جو عورت کہ نکاح کرون مین اوس سے تو وہ طلاق ہی ف تو انہی دونون
صورتون مین جب نکاح کریگا طلاق واقع ہوویگا مگر دوسری صورت مین جس عورت سے نکاح کریگا فورا طلاق
پڑجاویگا ص اور امام شافعی کے نزدیک طلاق واقع نہوگا کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین طلاق ہی
قبل نکاح کے ف یہ حدیث مروی ہی عائشہ سے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی طلاق مگر بعد نکاح
کے اور نہین ہی آزاد کرنا مگر بعد مالک کے روایت کیا اوسکو ابو یعلی نے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور روایت کی ابن ماجہ نے
بھی مثل اسکے مسور بن مخرمہ سے اور اسناد اوسکی حسن ہی اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی نذر آدمی کی اوس مین کہ اختیار نہین اور نہ آزادی اوس مین کہ اختیار
مین نہین اور نہ طلاق اوس عورت مین کہ اختیار مین نہو الا اوسکو ابوداود اور ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو اور
نقل کیا بخاری سے کہ اصح ہی اس باب مین اور حدیثین آگے اور مثل ہماری اصل کتاب مین ہین علماء مذکور ہوا
صاحب ہدایہ نے کہا کہ یہ حدیث محمول ہی اوس صورت پر کہ طلاق کو بالفعل واقع کرے قبل نکاح کے جیسے کہ کہے تو طلاق ہی
اور صحت مین ہی عائشہ سے نزدیک کسی طلاق واقع ہوگا اور یہی لئے منقول ہی شعبی اور زہری سے روایت کی

ابوبکر رازی نے زہری سے کہ کہا انھون نے یہ جو حدیث ہے کہ نہین طلاق ہے قبل نکاح کے تو یہ اوس صورت مین ہے کہ کہا
کوئی شخص کہ نکاح کیا فلانی عورت سے اور وہ کہے کہ اوسکو طلاق ہے لیکن جس شخص نے کہا اگر نکاح کرون مین فلانی عورت
سے پس وہ طالق ہے تو جب نکاح کریگا اوس سے طلاق واقع ہوگا اور یہی روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے مصنف مین
زہری سے کہ کہا انھون نے جو شخص کہے کہ جو عورت نکاح کرون مین اوس سے تو وہ طالق ہے اور جو لونڈی کہ خریدون مین تو وہ آزاد
ہے تو جیسا اوس نے کہا ویسا ہی ہوگا تو کہا معمر نے کیا نہین وارد ہوا ہے کہ نہین طلاق ہے قبل نکاح کے اور نہین آزادی ہے
مگر بعد ملک کے کہا زہری نے یہ اوس صورت مین ہے کہ کہے کوئی شخص کہ فلانے کی عورت طالق ہے اور غلام فلانے کا آزاد ہے
اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین سالم اور قاسم اور عمر بن عبد العزیز اور شعبی اور نخعی اور زہری اور اسود اور ابی بکر
بن عمرو بن حزم اور عبد اللہ بن عبد الرحمن اور مکحول سے کہ کہا ان سب نے جب کہے کہ اگر نکاح کرون مین فلانی سے پس وہ
طالق ہے یا جس دن نکاح کرون مین فلانی سے پس وہ طالق ہے یا جو عورت کہ نکاح کرون مین اوس سے سو وہ طالق ہے تو جیسا
اوس نے کہا ویسا ہی ہوگا اور ایک لفظ مین ہے جائز ہے یہ آ دسیر مضمون لمعی تخریج ہدایہ مین ہے ص اور شرط صحت تعلیق ملا
کی یہ ہے کہ یا اضافت کرے طرف ملک کے ف جیسے کہ اوپر گذرا مثلاً کہے اجنبیہ سے کہ اگر نکاح کرون مین تجھسے تو تو طالق
ہے ص یا تعلیق کے وقت ملک موجود ہو تو اگر کسی اجنبیہ سے کہا کہ اگر کلام کرون مین تجھسے تو تو طالق ہے بعد پھر نکاح کر کے
اوس سے کلام کیا تو طلاق واقع نہوگا ف اسواسطے کہ دونون شرطین فوت ہوئین کیونکہ نہ اضافت کی طلاق کی طرف نکاح کے
اور نہ ملک موجود تھا وقت تعلیق کے ص اور اگر اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو تو طالق ہے اور وہ گھر مین
داخل ہوئی تو طلاق پڑ جاویگا اسواسطے کہ وقت تعلیق کے اس جگہ ملک موجود ہے اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر گھر مین آوے
تو یا جب گھر مین آوے تو یا جس وقت گھر مین آوے تو تو طالق ہے تو بعد گھر مین آنے کے ایک طلاق واقع ہوگا اور بعد اوسکے شرط
پوری ہو جاویگی یعنی پھر بعد اسکے اگر گھر مین جاویگی تو اب طلاق نہ پڑیگا اور اگر کہا کہ جس مرتبہ گھر مین آوے تو تو تجھکو طلاق ہے
تو جتنی بار گھر مین آویگی طلاق واقع ہوویگا اور بعد تین طلاق واقع ہونے کے شرط تمام ہو جاویگی تو اگر بعد تین طلاق واقع ہونے کے
حلالہ کر کے پھر اوس سے نکاح کیا تو اب جو گھر مین آویگی طلاق واقع نہوگا اور اگر کہا کہ جس مرتبہ نکاح کرون مین تجھسے تو تو طالق ہے
تو شرط باطل نہوگی پھر اگر بعد حلالہ کے بھی اوس سے نکاح کریگا طلاق واقع ہو جاویگا اور بعد یمین کے اگر زوال ملک ہو تو یمین
باطل نہوگی تو اگر شرط اپنی ملک مین متحقق ہوئی یمین تمام ہو جاویگی اور طلاق واقع ہوگا ف صورت اسکی یہ ہے کہ
اپنی عورت سے کہا کہ اگر اس گھر مین آویگی تو تو طالق ہے بعد اوسکے پھر ایک طلاق بائن بالفعل اوسکو دیکے جدا کیا اور
عدت تمام ہونے کے بعد پھر اوس سے نکاح کر لیا اور اب وہ عورت گھر مین داخل ہوئی تو وہ شرط پہلے کی متحقق ہوگی اور طلاق
پڑ جاویگا اگرچہ درمیان مین اسکی ملک زوجہ سے زائل ہو گئی تھی ص اور اگر شرط اپنی ملک مین متحقق نہوئی تو یمین تمام
ہو جاویگی اور کچھ واقع نہوگا ف صورت اسکی یہ ہے کہ اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر اس گھر مین آویگی تو تجھکو طلاق ہے بعد اسکے
اوسکو ایک طلاق بائن بالفعل دیدیا اور بعد گذرنے عدت کے وہ عورت گھر مین داخل ہوئی تو قسم تمام ہو گئی
یعنی یمین ساقط ہو گئی اور طلاق واقع نہوگا کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین طلاق ہے بعد عدت کے

مالک ہو اوسکا تو اگر پھر بعد اوس سے نکاح کریگا اور وہ پھر گھر میں داخل ہوگی طلاق واقع نہوگا ص اگر کسی شخص نے
اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو تو تجھکو تین طلاق ہیں اور پھر مرد کو یہ منظور ہوا کہ گھر میں جاوے اور تین
طلاق نہ پڑیں تو اوسکا حیلہ یہ ہے کہ بالفعل اوس عورت کو ایک طلاق بائن دیوے اور بعد عدت گذرنے کے
وہ گھر میں داخل ہو پھر اوس سے نکاح کرے تو اب گھر میں داخل ہونے سے طلاق واقع نہوگا کیونکہ یمین باطل ہوگئی ف
اس سبب سے کہ پہلے وہ ایک بار گھر میں جا چکی ص اگر شرط کے پائے جانے اور نہ پائے جانے میں اختلاف ہوا ف
مثلاً خاوند نے کہا کہ تو گھر میں نہیں آئی تھی اور عورت نے کہا آئی تھی ص تو قول خاوند کا معتبر ہوگا مگر یہ کہ عورت گواہ لاوے
اپنے مدعا پر اور جو شرط ایسی ہو کہ بدون زوجہ کے کہے معلوم نہیں ہوتی تو اوسمین قول زوجہ کا معتبر ہوگا اوسی کے حق میں
ف اور غیر کے حق میں معتبر نہوگا ص مثلاً خاوند نے کہا کہ اگر تجھکو حیض آوے تو تو اور فلانی میری بیوی طالق ہے یا کہا
کہ اگر تو اللہ کے عذاب کو دوست رکھتی ہے تو تجھکو طلاق ہے اور غلام میرا آزاد ہے اور عورت نے کہا میں حائضہ ہوئی یا میں دوست
رکھتی ہوں اللہ کے عذاب کو تو اول صورت میں فقط اوسکو طلاق ہو جاویگا اور دوسری بیوی پر طلاق نہ پڑیگا اور دوسری
صورت میں بھی اوسی کو طلاق پڑیگا اور غلام آزاد نہوگا اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تجھکو حیض آوے تو تو طالق ہے پھر اوسکو
حیض آیا تو جب تک تین دن برابر خون دیکھے گی اوسوقت حکم کرینگے طلاق کا اول روز سے اسواسطے کہ بعد دیکھنے خون کے
تیسرے دن معلوم ہوگا کہ خون اول روز کا حیض ہے تو اوسی روز سے طلاق کا حکم ہوگا اور جو پھر کہا کہ اگر تجھکو ایک حیض آوے تو طالق
ہے تو جب حیض سے پاک ہوویگی اوسوقت طلاق واقع ہوگا کیونکہ ایک حیض اوسی وقت پورا ہوگا اور اگر کہا کہ جو ایک روز روزہ رکھیگی
تو تجھکو طلاق ہے اور اوسنے روزہ رکھا تو آفتاب کے غروب کے وقت جسدن روزہ رکھا ہے طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ اگر
تو روزہ رکھے گی تو تجھکو طلاق ہے ف اور قید ایک روز کی نہ کی ص اور اوسنے روزہ رکھا طلاق واقع ہوگا اگرچہ
ایک ساعت بھی رکھے اور جو کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر لڑکا جنے گی تو تجھکو ایک طلاق ہے اور اگر لڑکی جنے گی تو تجھکو دو
طلاق ہیں اور زوجہ نے اوسکی دونوں کو جنا اور معلوم نہیں کہ اول کسکو جنا تو قاضی حکم کریگا ایک طلاق کا اور فیما بینہ اور
فی ما بین اللہ دو طلاق واقع ہونگے ف تو اگر قبل اسکے عورت کو ایک طلاق دے چکا تھا تو اوسکو یہ چاہیے کہ پھر وطی نکرے
اوس سے یہانتک کہ حلالہ ہووے اگرچہ قاضی اوسکی حلت کا حکم کرے ص اور عدت تمام ہو جاویگی دوسرے کے جننے سے
ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ص اور اگر طلاق کو
معلق کیا دو چیزوں کے ساتھ تو جب دوسری چیز پائی جاویگی اور ملک قائم ہو طلاق واقع ہوگا برابر ہے کہ دونوں چیزیں
ملک میں پائی جاویں ف جیسے کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو کلام کرے زید اور عمرو سے تو طالق ہے اور زوجہ
نے دونوں سے کلام کیا اور نکاح قائم ہے ص یا دوسری چیز فقط ملک میں ہووے اور اول نہو ف
جیسے کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو کلام کرے زید اور عمرو سے تو تجھکو طلاق ہے اور پھر بعد اسکے ایک طلاق
بائن اوسکو دیا اور جب عدت تمام ہوئی اوسنے زید سے کلام کیا بعد اسکے پھر اوسکو خاوند نکاح میں لایا اور بعد
نکاح کے عمرو سے کلام کیا تو طلاق واقع ہوگا ص اور اگر دونوں میں سے کوئی [illegible]

۵ ترجمہ اور جو عورتیں حمل والی ہیں تو میعاد ہوگی یہ کہ وضع کریں حمل اپنا

ف جیسے زوجہ نے بعد گذرنے عدت کے زید و عمرو دونوں سے کلام کیا ص باطل ہوگئی یمین پر دوسرے
اور دوسری ہوئی ف جیسے زوجہ نے حالت نکاح میں کلام کیا زید سے اور پھر خاوند نے اوسکو ایک طلاق بالفعل
دے دیا اور بعد گذرنے عدت کے اوسنے عمرو سے کلام کیا ص تو طلاق واقع ہوگا نزدیک ف یعنی بالفعل طلاق
دے دینا ص باطل کرتا ہے تعلیق کو تو اگر تعلیق کی تین طلاق کی کسی شرط پر بعد اوسکے قبل وجود شرط کے تین طلاق بالفعل
دے دیے اور بعد اوسکے وہ عورت حلالہ ہوکے پھر اوسی خاوند پاس لوٹ آئی اب شرط متحقق ہوئی تو کچھ نہ واقع ہوگا
ف مثال اسکی یہ ہے کہ زید نے اپنی زوجہ حمیدہ سے کہا کہ اگر تو گھر میں جاوے تو تجکو تین طلاق ہیں اور پھر حمیدہ کو تین
طلاق بالفعل دے دیے اور حمیدہ نے بعد گذرنے عدت کے بکر سے نکاح کیا اور بکر نے اوس سے جماع کرکے پھر اوسکو
طلاق دے دیا اور بعد گذرنے عدت کے حمیدہ سے زید نے پھر نکاح کر لیا اور اب حمیدہ گھر میں داخل ہوئی تو کچھ واقع نہوگا
ص اگر کسی شخص نے تین طلاق کو معلق کیا اوسکی وطی سے یعنی یہ کہا کہ اگر میں تجھسے وطی کروں تو تجکو تین طلاق ہیں پھر
پھر حشفے کو فرج میں داخل کیا اس طرح پر کہ دونوں ختنے مل گئے تو خاوند پر عُقر واجب نہوگا اگرچہ دیر کی ہو ف اور اگر
باہر نکال کے پھر داخل کرے تو عُقر واجب ہوگا ہدایہ ص اور عقر کہتے ہیں مہر مثل کو اور بعضوں کے نزدیک عُقر
اجرت ہے وطی کی اگر زنا حلال ہووے اور ایسا ہی حکم ہے اگر سید نے اپنی لونڈی کی آزادی وطی پر معلق کی اور اگر زوجہ کی طلاق
رجعی اوسکی وطی پر معلق کیا تو فقط داخل کرنے سے رجعت متحقق نہوگی جب تک نکالکے پھر نڈالے اور جو نکالکے ڈالے تو
رجعت ثابت ہوگی اور عقر واجب ہوگا ف اور امام ابی یوسف کے نزدیک طلاق رجعی میں فقط دیر تک ڈالے رہنے سے
بھی رجعت ثابت ہوگی ہدایہ ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تجکو طلاق ہے انشاء اللہ تعالی طلاق واقع نہوگا
ف اسواسطے کہ اسباب میں یہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے حلف کھائی ساتھ طلاق یا عتاق
کے اور کہا انشاء اللہ تو اوس پر کچھ نہوا تو یہ حدیث ہے روایت کہا زیلعی نے تخریج میں غریب ہے اس لفظ سے اور روایت کی
ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے قسم
کھائی پھر کہا انشاء اللہ تو اوسپر حنث نہیں اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن حبان نے اور روایت کی ابن عدی نے کامل میں [illegible]
سے انھوں نے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے کہا اپنی عورت سے تو طالق ہے انشاء اللہ
یا اپنے غلام سے تو آزاد ہے یا میں جاؤنگا خانہ کعبہ میں انشاء اللہ تو اوسپر کچھ حنث نہیں اور اسناد میں اوسکی
اسحق کعبی ہے ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے اور روایت کی عبدالرزاق اور دارقطنی نے مکحول سے انھوں نے
معاذ بن جبل سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پیدا کیا اللہ نے دوست زیادہ عتاق سے اور دشمن
زیادہ طلاق سے تو جس شخص نے آزاد کیا اور کہا انشاء اللہ تو نہیں ہے استثنا واسطے اوسکے اور غلام آزاد ہوگا اور
جس وقت کہ طلاق دیا اور استثنا کیا تو واسطے اوسکے ہے استثنا اور نہیں طلاق ہے عورت پر [illegible]
اوسکو عبدالحق نے احکام میں روایت دارقطنی سے اور کہا کہ اسناد میں اوسکی حمید بن مالک ہے اور وہ ضعیف ہے
اور کہا بیہقی نے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور مکحول نے معاذ سے نہیں سنا تو یہ منقطع ہے ص [illegible]

انشاء الله کے مرجاوے اور اگر زوج قبل کہنے انشاء الله کے مرگیا طلاق واقع ہوگا **ف** یعنی سارا لفظ انشاء الله کا نہ کہہ سکا بلکہ کچھ کہا تھا کہ موت آگئی **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تجھکو تین طلاق ہین مگر دو تو ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجھکو تین طلاق ہین مگر ایک تو دو طلاق واقع ہونگے **ف** اسواسطے کہ اول صورت مین تین سے دو نکال لیے تو ایک رہ گیا اور دوسری صورت مین تین سے ایک تو دو رہ گئے **ص** اور اگر کہا تجھکو تین طلاق ہین مگر تین تو تین واقع ہونگے **ف** اسواسطے کہ نکال لینا کل کا کل سے صحیح نہین

## باب طلاق مریض کے بیان مین

جو شخص کہ غالب اوسکی ہلاکت ہی بسبب مرض کے ہو یا نہو جیسا کہ وہ شخص جو واسطے حاجتون کے گھر سے باہر نہین نکل سکتا اگرچہ گھر کے اندر اوسپر قدرت رکھتا ہی یا جو صف قتال مین واسطے قتال کے آگے کیا جاوے یا اوسکو واسطے قتل کے باہر لاوین قصاص مین یا حد مین اگر وہ اسی حالت مین مرجاوے چاہے دوسرے سبب سے مرا ہووے تو تصرف اوسکا ثلث مال سے زیادہ مین درست نہین اور اگر طلاق بائن دے دیوے اپنی عورت کو اور مرجاوے اسی سبب سے یا دوسرے سبب سے تو وہ عورت اوسکی وارث ہوگی **ف** جب کہ وہ عورت عدت مین ہو اور اگر بعد عدت کے مرگیا تو وارث نہوگی ھدایہ **ص** اور امام شافعی کے نزدیک وارث نہوگی **ف** اور امام مالک کے نزدیک بعد عدت کے بھی وارث ہوگی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عمر اور عائشہ اور ابن مسعود اور ابراہیم اور شریح اور طاوس سے کہ وارث ہوگی عورت مریض کی جب تک وہ عدت مین ہو اور بھی روایت کی امام محمد نے ابراہیم سے انھون نے شریح سے کہ حضرت عمر نے لکھا طرف اوسکے کہ جو شخص طلاق دے اپنی عورت کو تین اور وہ مریض ہو تو وارث کرو اوسکو جب تک عدت مین ہو اور جب اوسکی عدت گذر جاوے تو نہین ہی میراث واسطے اوسکے اور موطا مین ہی مالک اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلٰثًا وَهُوَ مَرِيضٌ فَإِنَّهَا تَرِثُهُ یعنی کہا ابن شہاب نے کہ جب طلاق دے مرد اپنی عورت کو اور وہ مریض ہو تو وہ عورت وارث ہوگی اوسکی اور وارث کیا حضرت عثمان نے عبد الرحمن بن عوف کی عورت کو اور اونھون نے طلاق بائن دیا تھا اوسکو مرض مین اور نقل کیا امام مالک نے کہ عدت اوسکی گذر گئی تھی اور روایت کی شافعی نے اور لوگون سے سوائے مالک کے کہ عبد الرحمن بن عوف مرے اور بیوی اونکی عدت مین تھی ایسا ہی ہی تہذیب الاسماء مین کہا شیخ ابن الہمام نے کہ قول مالکیہ کا کہ حضرت عثمان نے وارث کیا تھا اوسکو بعد عدت کے معارض ہی ساتھ قول جمہور کے کہ وہ عدت مین تھی **ص** لیکن اگر ایک طلاق دیا یا دو طلاق دیوے تو امام شافعی کے بھی نزدیک محروم نہوگی اور اسی طرح اگر طلاق دیا اوسکو کنایات سے کیونکہ ہمارے نزدیک عورت مریض کی وارث ہوتی ہی اور لیکن نزدیک امام شافعی کے سواسطے کہ کنایات انکے نزدیک طلاق رجعی ہین لیکن اگر اپنی زوجہ سے خلع کیا تو بالاتفاق وارث نہوگی اگرچہ وہ اوسی حال مین مرا ہووے اسواسطے کہ وہ عورت خود راضی ہوگئی ساتھ جدائی کے اور مال دیکے طلاق لے لیا اور اگر ایسے مریض کی زوجہ نے ایک طلاق رجعی طلب کیا اور اوسنے اوسکو تین طلاق دے ڈالے تو ہمارے نزدیک زوجہ

اوسکی وارث ہوگی اور یہی وارث ہوگی اگر اوسکی عورت نے عدت مین اپنے خاوند کے بیٹے کو بوسہ یا شہوت سے
اسواسطے کہ زوجہ ساتھ طلاق بائن کے جدا ہوئی ہی نہ ساتھ بوسۂ ابن زوج کے اور جو ایسا مریض ہی اوسنے اگر اپنی زوجہ
لعان کیا **ف** اور لعان کا بیان آگے آتا ہی **ص** اور بسبب لعان کے دونون مین جدائی ہو گئی اور زوج
اوسی حالت مین مرا زوجہ وارث ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ چار ماہ تک زوجہ سے قربت نکریگا اور چار ماہ تک اوس سے
قریب نہوا اور دونون مین جدائی ہو گئی بعد اوسکے زوج اوسی حالت مین مرگیا تو زوجہ وارث ہوگی اور جو باہر گھر
کے واسطے حوائج کے باہر آوے اگرچہ بیمار ہو یا اوسکو تپ ہو اور جو کہ بند ہوجاے یا صف قتال مین ہووے یا قصاص
اور رجم کے واسطے قید ہوا اور اپنی جورو کو طلاق بائن دیوے تو بعد اوسکے مرنے کے زوجہ وارث نہوگی اگرچہ
اوسی حالت مین مرا ہووے یا قتل ہووے اور جو اوسکی زوجہ نے اوس سے خلع کر لیا یا اپنی زوجہ کو اختیار طلاق
کا دیا اور زوجہ نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا زوجہ کے حکم سے اوسکو تین طلاق دے زوجہ اوسکی وارث نہوگی
**ف** اسواسطے کہ زوجہ ان صورتون مین خود راضی طلاق کی سے ہو گئی **ص** اور اگر بنا حکم زوجہ کے اوسکو
تین طلاق دیے اور پھر اوس مرض سے صحت پاکے مرگیا تب بھی وارث نہوگی **ف** اسواسطے کہ جب وہ مریض بیچ مین
اچھا ہو گیا تو حکم مرض کا باقی نرہیگا **ص** اور اگر ایسے مریض نے عورت سے کہا کہ مینے تجکو تین طلاق صحت مین دیے
تھے اور عورت نے تصدیق کی اور عدت گذر گئی یا زوجہ کو اوسکے حکم سے تین طلاق دیے بعد اوسکے خاوند نے
اقرار کیا کہ زوجہ کا مجپر کچھ قرض ہی یا کچھ اوسکو وصیت کی تو اگر وصیت یا اقرار کم ہی میراث سے تو اوسکو اقرار اور وصیت کے
موافق ملیگا اور اگر میراث کم ہی اقرار سے یا وصیت سے تو میراث ملیگی ہر حال جو کم ہوگا وہی ملیگا **ف** اور صاحبین کے
نزدیک اقرار اور وصیت اوسکا صحیح ہی تو دونون صورتون مین موافق اقرار یا وصیت کے ملیگا **ص** اور جو ایسے مریض
نے اپنی زوجہ کے تین طلاق کو معلق کیا ایسی شرط پر کہ وہ زوجہ کے اختیار مین نہین ہی جیسے کسی وقت کے ساتھ
یا فعل سے کسی اجنبی کے **ف** اور شرط پائی گئی مثلا کہا کہ اگر رجب آوے تو تجکو تین طلاق ہین یا زید نماز پڑھے تو تجکو تین
طلاق ہین **ص** اور اوسی حالت مین مرگیا تو زوجہ وارث ہوگی اور اگر حالت صحت مین تعلیق کی تو وارث نہوگی
اور جو ایسے مریض نے اپنی زوجہ کے تین طلاق کو اپنے فعل پر معلق کیا تو زوجہ اوسکی وارث ہوگی اگرچہ حالت صحت مین
تعلیق کی ہو اور مرد کو اوس فعل سے چارہ ہی جیسے بات کرنے پر اجنبی سے یا چارہ نہین ہی جیسے کھانا طعام کا اور
نماز فرض اور بات کرنا ماں باپ سے اور اگر زوجہ کے فعل پر معلق کیا اور تعلیق اور فعل زوجہ کا دونون مرض مین واقع ہوئے
اور فعل ایسا ہی کہ عورت کو اوس سے چارہ ہی جیسے بات کرنا اجنبی سے تو عورت وارث نہوگی اور اگر اوس فعل سے
عورت کو چارہ نہین جیسے نماز فرض اور کھانا طعام کا تو وارث ہوگی اور اگر تعلیق صحت مین ہوا اور زوجہ کو اوس
فعل سے چارہ ہی تو وارث نہوگی اور اگر چارہ نہین ہی تو شیخین کے نزدیک وارث ہوگی اور نزدیک امام محمد اور زفر کے وارث
نہوگی **ف** اور فخر الاسلام نے ذکر کیا مبسوط مین کہ صحیح قول امام محمد کا ہی **ص** اور اگر طلاق رجعی معلق کیا کسی شرط پر
اور قبل گذرنے عدت کے عورت مرگئی تو ان سب صورتون مین وارث ہوگی **ف** برابر ہی کہ طلاق دیا ہو صحت مین

یا مرض مین اوسکی طلب سے یا بغیر اوسکی طلب کے اپنے فعل پر معلق کیا ہو یا زوجہ کے فعل پر چارہ ہو یا نہ چلی ص اور تمام صورتون مین اگر زوج بعد تمام ہونے عدت زوجہ کے مرا تو بالاتفاق اوس سے وارث نہوگی تو میراث خاص ہی اوسی صورت مین جب مرجاوے خاوند اور عدت نہ گذری ہو ف اسواسطے کہ لکھا تھا حضرت عمرؓ نے طرف شریح کے کہ جو شخص تین طلاق دے اپنی عورت کو اور وہ مریض ہو تو وارث کر و اوسکو جب تک وہ عدت مین ہو اور جب اوسکی عدت گذر جاوے تو نہین ہی میراث واسطے اوسکے روایت کیا اوسکو امام محمد نے اور امام مالک کے نزدیک بعد عدت کے بھی وارث ہوگی جب تک وہ غیر سے نکاح نہ کرلے جیسا کہ اوپر اسکا بیان تفصیل گذر چکا

## باب رجعت کے بیان مین

اور جب طلاق دے مرد اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی یا دو طلاق رجعی تو جائز ہی کہ خاوند کو کہ عدت کے اندر پھر اوس سے رجعت کرے برابر ہی کہ وہ راضی ہو یا نہو ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ترجمہ اور جب طلاق دو تم عورتون کو اور پہونچ جاوین وہ قریب اپنی میعاد کے تو روک رکھو اونکو موافق دستور کے ص اور یہ حرہ مین ہی اور اگر لونڈی ہو تو ایک طلاق کے بعد اوس سے رجعت درست ہی ف اسواسطے کہ دو طلاق کے بعد لونڈی ایسی ہوجاتی ہی جیسے حرہ بعد تین طلاق کے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق لونڈی کے دو ہین اور عدت اوسکی دو حیض ہین اور یہ حدیث اوپر گذری ص اگر کہے کہ رجوع کیا مینے تجھسے یا رجوع کیا مینے اپنی عورت سے رجوع ثابت ہوگا اور اگر وطی کی یا بشہوت اوسکو مس کیا یا اوسکی فرج کیطرف بشہوت نظر کی تب بھی رجعت صحیح ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک بغیر زبان کے کہنے کے رجعت ثابت نہوگی ف اور دلیل ہماری قول اللہ تعالی کا ہی فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ اور یہ مطلق ہی ص اگر زبان سے کہکے رجعت کرے تو مستحب ہی کہ اوسپر گواہ کرے اور عورت کو آگاہ کردے کہ مینے تجھسے رجعت کی ف اور گواہ کرنے کے یہ معنی ہین کہ جب رجعت کا ارادہ کرے تو دو مردون کے سامنے کہدے کہ تم گواہ رہنا کہ مینے اپنی عورت سے رجعت کی ص اور اگر شہادت نکرے تو بھی رجعت صحیح ہی ف اور یہی مذہب ہی امام احمد اور امام مالک کا اور امام شافعی کے نزدیک ایک روایت مین رجعت نہین صحیح ہی مگر گواہون کے سامنے اور دلیل لاتے ہین ساتھ قول اللہ تعالی کے سورۂ طلاق مین وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ اور ہم کہتے ہین کہ یہ امر واسطے استحباب کے ہی اور دلالت کرتا ہی اسپر کہ اللہ تعالی نے فرقت مین بھی فرمایا ہی فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ اور جیسا کہ فرقت مین شہادت شرط نہین ایسا ہی رجعت مین اور بھی دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کی ابو داؤد نے سنن مین کہ عمران بن حصین پوچھے گئے اوس شخص سے کہ طلاق دے اپنی عورت کو پھر جماع کرے اوس سے اور نہ گواہی کرے طلاق اور رجعت پر سو کہا کہ طلاق دیا اوسنے خلاف سنت کے اور رجعت کی خلاف سنت کے گواہ کرلے طلاق پر اور رجعت پر کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ رجعت مین گواہ کرنا مسنون ہی اور یہی ہمارا مذہب ہی اور بھی اس حدیث مین اشارہ ہی کہ رجعت جماع سے بھی ہوجاتی ہی نہ فقط قول سے اور یہی ہمارا قول ہی ص اور جو شخص کہ اپنی عورت کو طلاق رجعی دے تو مستحب ہی کہ اوسپر داخل ہووے

یعنی گواہ کر دو ... الفاظ ... دونوں کو

بدون اون کے اور خبردار کرنے کے **ف** اور یا قوی ہی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے **ص** اگر خاوند نے طلاق رجعی
کی عدت گذرنے کے بعد دعوی کیا کہ مینے عدت مین عورت سے رجعت کی تھی اور عورت نے اوسکی تصدیق کی تو رجعت
ثابت ہوگی اور اگر تکذیب کی تو دعوی باطل ہی اور رجعت ثابت نہوگی اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عورت پر اس صورت
مین قسم نہین کیونکہ رجعت اون چیزون مین سے ہی کہ امام صاحب کے نزدیک اونمین قسم نہین **ف** اور صاحبین کے
نزدیک قسم لازم آویگی **ص** اگر خاوند نے عورت سے طلاق رجعی کی عدت مین کہا کہ مینے تجھسے رجعت کی اور عورت نے
کہا عدت میری گذر گئی اگر اوس مدت مین احتمال اسکا ہو سکے تو امام صاحب کے نزدیک عورت کا قول معتبر ہوگا اور رجعت
ثابت نہوگی اور نزدیک صاحبین کے رجعت ثابت ہوجاویگی اور اسی طرح اگر لونڈی کے خاوند نے بعد عدت گذرنیکے (یعنی عدت گذرنے کا احتمال ہو)
اوسکے مالک سے کہا کہ مینے اوس سے رجعت کرلی تھی عدت مین او مالک نے اوسکی تصدیق کی اور لونڈی نے
اوسکی تکذیب کی تو امام صاحب کے نزدیک قول لونڈی کا معتبر ہوگا اور صاحبین کے نزدیک قول مولی کا اور یہی
طرح اگر لونڈی سے اوسکے خاوند نے کہا کہ مینے تجھسے رجعت کی اور لونڈی نے کہا کہ عدت میری گذر گئی اور مولی و خاوند
نے اسکا انکار کیا تو بھی امام صاحب کے نزدیک قول لونڈی کا معتبر ہوگا اور صاحبین کے نزدیک قول زوج اور مولی کا
**ف** اور دلیل اسکی ہدایہ مین مذکور ہی **ص** جو عورت کہ عدت مین ہو اگر اوسکا تیسرا حیض دسوین روز تمام ہو تو
مجرد پاک ہونے کے عدت تمام ہوگئی اور اگر دس روز سے کم مین پاک ہوئی تو جب تک کہ غسل نکرے یا وقت نماز فرض کا
اوسپر نہ گذر جاوے یا تیمم کرکے نماز نہ ادا کرے عدت تمام نہوگی اور اگر اوسنے غسل کیا اور ایک عضو کا دھونا بھول گئی
اور خاوند نے رجعت کرلی درست ہی اور اگر ایک عضو سے کم چھوٹ گیا تو رجعت ثابت نہوگی **ف** اور امام ابی یوسف سے
مروی ہی کہ مضمضہ اور استنشاق ترک کرنا مثل ترک کرنے ایک عضو کامل کے ہی اور اونہی سے ایک روایت مین اور
امام محمد کے نزدیک وہ ایک عضو کے حکم مین نہین اسواسطے کہ اونکی فرضیت مین اختلاف ہی بخلاف اور اعضا کے
کذا فی الہدایہ **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ حاملہ کو طلاق رجعی دیا اور اوسکے ساتھ وطی کرنے سے انکار کیا
بعد اوسکے پھر اوس سے رجعت کرلی اور زوجہ بعد طلاق کے چھ مہینے سے کم مین جنی تو رجعت صحیح ہوگی کیونکہ معلوم ہوا
کہ زوجہ وقت طلاق کے حاملہ تھی اور بغیر وطی کے حاملہ نہین ہوتی تو خاوند اپنے انکار مین کاذب ہوگا اسواسطے کہ لڑکا واسطے
صاحب فراش کے ہی **ف** اور اس باب مین حدیث وارد ہی ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے لڑکا صاحب فراش کا ہی اور زانی کو محرومی ہی روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے حدیث سے اونکی اور حضرت عائشہ
کی ایک قصے مین اور روایت کیا اوسکو نسائی نے ابن مسعود سے اور ابو داود نے عثمانؓ سے **ص** اور اگر بعد جننے کے
ایک طلاق رجعی دیا اور وطی سے انکار کیا بعد اوسکے ایام عدت مین اوس سے رجعت کرلی تو صحیح ہی **ف** اور دلیل اسکی
اوپر گذری **ص** اور اگر بعد خلوت کے عورت کے ساتھ اوسکو طلاق رجعی دیا اور وطی سے انکار کیا بعد اوسکے
اوس سے رجعت کی رجعت صحیح نہوگی مگر یہ کہ وہ عورت وقت طلاق سے قبل گذرنے دو سال کے لڑکا جنی تو رجعت
درست ہوگی اسلیے کہ جب دو برس سے کم مین بچہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وقت رجعت کے حمل موجود تھا **ص** اور اگر کسے

یا ایک طلاق سے بائن ہوجاوے

شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو جنیگی تو تجکو طلاق ہی تو جب وہ عورت جنیگی طلاق پڑ جاویگا اور اگر بعد چھہ مہینے
کے یا زیادہ کے دوسرا لڑکا جنی تو رجعت ثابت ہوگی اور اگر کم مین چھہ مہینے سے جنی تو رجعت نہوگی ف اور
دلیل اسکی اصل مین مسطور ہی ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ جب تو جنیگی تو تجکو طلاق ہی اور عورت
تین حمل مین تین بار جنی تین طلاق پڑ جاوینگے اور دوسرے لڑکے سے اور تیسرے لڑکے سے رجعت ہو جاویگی ف
اسواسطے کہ جب پہلا لڑکا پیدا ہوا تو طلاق پڑ گیا اور عورت معتدہ ہو گئی اور دوسرے لڑکے سے پھر خاوند کی رجعت
ہو گئی اور دوسرا طلاق پڑ گیا اور تیسرے لڑکے سے پھر خاوند کی رجعت ثابت ہو گئی اور تیسرا طلاق پڑ گیا ھدایہ ص
جس عورت کو طلاق رجعی دیا ہو تو وہ عدت مین زینت کرے اور اپنے تئین آراستہ کرے تاکہ خاوند رغبت کرے اور اوس سے
رجعت کرے ف ہدایہ مین ہی کہ رجعت مستحب ہی اور زینت برانگیختہ کرتی ہی رجعت پر تو زینت بھی مشروع ہوگی انتہی
اور کشف الغمہ مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھتے تھے طلاق کو بے ضرورت اور رخصت دیتے تھے وقت
ضرورت کے ص اور خاوند کو جائز نہین کہ زوجہ کو جو عدت مین طلاق رجعی کے ہو اپنے ساتھہ سفر مین لیجاوے یہانتک
کہ اوسکی رجعت پر گواہ کر دے ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ الآیہ یعنی نہ نکالو
اونکو اونکے گھرون سے آخر آیت تک کفایہ حاشیہ ہدایہ مین ہی کہ یہ آیت نازل ہوئی اون عورتون مین جو معتدہ ہین طلاق
رجعی سے اور مراد یہان یہ ہی کہ شہادت کر دینا مستحب ہی جیسا کہ اوپر گذرا ص اور خاوند کو جائز ہی کہ اپنی زوجہ سے جسکو طلاق
رجعی دیا ہو وطی کرے اور امام شافعی کے نزدیک وطی درست نہین یہان تک کہ زبان سے رجعت کرے اور ہمارے
نزدیک وطی خود رجعت ہی ف اور یہی قول ہی امام احمد کا اور ہماری دلیل قول ہی عمران بن حصین کا جیسا کہ گذرا
روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے اور دوسرے یہ کہ وہ بمنزلہ زوجہ کے ہی کیونکہ اگر اوسکو دوسرا طلاق دے تو پڑ جاتا
ہی اور وارث ہوتی ہی اور تیسرے یہ کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ اور خاوند اونکے زیادہ حقدار ہین
اونکے پھیر لینے پر اور خاوند عورت کا نہین ہو سکتا جب تک وہ عورت اوسکی زوجہ نہو اور تفصیل اسکی تفاسیر مین مذکور
ہی ص اور جب عورت کو طلاق بائن دے تین سے کم تو مرد کو جائز ہی کہ اوس عورت سے عدت مین یا بعد عدت
کے نکاح کرے ف اسواسطے کہ جب تین طلاق دیگا تو اوسکا حکم آگے آتا ہی ص اور اگر تین طلاق دے
آزاد کو یا دو لونڈی کو تو پھر اوسکو حلال نہین ہوتی جب تک کہ وہ عورت دوسرے خاوند سے نکاح نکرے اور نکاح
صحیح ہو اور وہ پھر اوسکو طلاق دے یا مر جاوے اور عدت گذر جاوے یہ مذہب اکثر لوگون کا ہی اور سعید بن المسیب کے
نزدیک دوسرے خاوند کی وطی شرط نہین بلکہ فقط نکاح کافی ہی اور دلیل لاتے ہین ساتھہ قول اللہ تعالی کے حَتَّى تَنْكِحَ
زَوْجًا غَيْرَهُ کا اور ہماری دلیل حدیث عسیلہ کی ہی اور وہ حدیث مشہور ہی اوس سے زیادتی کلام اللہ پر درست ہی
تو حلال کرنا بدون وطی کے مخالف ہی اس حدیث کے یہانتک کہ اگر قاضی اسکا حکم دے تو حکم اوسکا جاری نہوگا ف میزان
شعرانی مین ہی کہ اتفاق کیا ائمہ اربعہ نے کہ جو شخص تین طلاق دے اپنی عورت کو تو پھر اوسکو درست نہین یہانتک کہ
دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور نکاح سے مراد اس مقام پر وطی ہی اور نکاح صحیح کی قید اسواسطے لگائی

نکاح فاسد سے وطی ہو تو حلال نہوگی انتہی اور حدیث عسیلہ یہ ہی کہ داخل ہوئی عورت رفاعہ قرظی کی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر اور کہا کہ تحقیق رفاعہ نے طلاق بائن دیا مجکو اور عبدالرحمن بن زبیر نے نکاح کیا مجسے اور اوسکے پاس کنارہ
ہی کپڑے کا اور پکڑ لیا اپنی چادر کے کنارے کو سو تبسم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کہ شاید تو چاہتی ہی کہ
پھر رفاعہ کے پاس چلی جاوے نہین ہوگا یہ جب تک کہ تو نہ چکھے شیرینی عبدالرحمن بن زبیر کی اور وہ شیرینی تیری روایت
کیا اوسکو بخاری و مسلم اور اصحاب سنن نے اور ایک روایت مین صحیحین کے ہی کہ تین طلاق دئے تھے اوسکو رفاعہ نے
اور ایسا ہی اخراج کیا اوسکا مالک نے مؤطا مین اور نام رفاعہ کی عورت کا تیمہ بنت وہب تھا اور بھی روایت کی
جماعت نے حضرت عایشہ رضی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے اوس شخص سے کہ تین طلاق دے اپنی زوجہ
کو اور پھر نکاح کرے وہ عورت کسی اور سے اور طلاق دے وہ اوسکو قبل جماع کے کیا حلال ہی وہ عورت اپنے پہلے خاوند کیواسطے
فرمایا آپنے نہین یہان تک کہ چکھے وہ دوسرا خاوند مزہ اوسکا جیسا کہ چکھا تھا اول خاوند نے اور بھی اخراج کیا ابن المنذر نے
مقاتل بن حبان سے مانند اسکے ص اور جو لڑکا قریب بلوغ کے ہو وہ بھی حلالہ مین مثل بالغ کے ہی ف جب حشفہ
فرج مین داخل ہوجاوے اور لڑکا بعضوں نے لکھا ہی کہ بارہ برس کا ہووے اور بعضوں نے لکھا ہی کہ دس برس کا ہو اور ہدایہ
مین ہی کہ معنی اسکے یہ ہین کہ آلت اوسکی متحرک اور شہوت ہوتی ہو اور نہایہ مین ہی نقلا عن التمرتاشی کہ اگر بہت بوڑھا
شخص اپنی آلت کو ہاتھ کے زور سے داخل کردے تو حلالہ ثابت نہوگا بہرحال شہوت اور ادخال معتبر ہی ص اور ایسے
لڑکے کو مراہق کہتے ہین یعنی قریب بلوغ کے ہو کہ اور اوسکے امثال جماع کرتے ہون ضرور ہی کہ آلت اوسکی متحرک ہو اور
اشتہا ہووے جماع کی اور اگر نکاح کیا عورت سے شرط پر حلالہ کے تو مکروہ ہی ف مثلا کہے کہ نکاح کرتا ہون مین تجھسے
اس شرط سے کہ حلال کرونگا تجکو یا عورت یہ کہے اور چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین ہی کہ اگر دونون اپنے دل مین نیت کرین یہ
شرط نکرین زبان سے تو مکروہ نہین بلکہ اجر پاوینگے واسطے قصد اصلاح کے اور یہ نکاح اسواسطے مکروہ ہی کہ لعنت کی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے پر اور جسکے واسطے حلال کیجاوے روایت کیا اوسکو دارمی نے
حضرت عبداللہ بن مسعود سے اور ابن ماجہ نے حضرت علی اور ابن عباس اور عقبہ بن عامر سے اور ظاہر یہ ہی کہ یہ قول مقتضی
تحریم کو ص لیکن حلال ہوجاویگی واسطے اول خاوند کے اور جسوقت کہ طلاق دیا عورت آزاد کو ایک یا دو اور عدت
اوسکی گذر گئی اور اوسنے دوسرے خاوند سے نکاح کیا پھر اول خاوند پاس لوٹ آئی تو اب پھر اول خاوند مالک تین طلاق
کا ہوگیا اور امام محمد کے نزدیک مالک ایک طلاق کا رہیگا اگر دو طلاق دے چکا تھا اور دو طلاق کا اگر ایک دے چکا تھا
ف اجماع کیا ایمہ اربعہ نے کہ دوسرا خاوند ساقط کردیتا ہی تین طلاقون کو اول خاوند سے تو اگر پھر وہ عورت اول خاوند
پاس لوٹ آوے مالک تین طلاق کا ہوجاویگا اور تین سے کم مین اختلاف ہی اور ہماری دلیل قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا لعنت کی اللہ نے حلال کرنے والے پر اور جسکے واسطے حلال کی جاتی ہی تو معلوم ہوا کہ دوسرا خاوند حلت کا ثابت کرنیوالا
ہی اور دوسرے یہ کہ جب تین طلاق کو ساقط کردیا تو تین سے کم کو بدرجہ اولی ساقط کریگا اور بھی دلیل ہماری وہ ہی جو
روایت کی محمد بن الحسن نے کتاب الآثار مین ابن عباس سے اِنَّهُ قَالَ يَهْدِمُ الزَّوْجُ الثَّانِي الْوَاحِدَةَ وَالثِّنْتَيْنِ وَالثَّلٰثَ

یعنی ساقط کر دیتا ہی دوسرا خاوند ایک طلاق اور دو اور تین کو اور ایسا ہی کہا ابن عمرؓ نے اور امام محمد کی دلیل وہ ہی جو روایت کی بیہقی نے طریق شافعی سے حمید بن عبد الرحمن اور عبد اللہ بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار کہ ان سبنے سنا ابو ہریرہؓ سے کہ فرماتے تھے پوچھا مینے عمر بن الخطابؓ سے اوس شخص سے کہ طلاق دی اپنی عورت کو ایک یا دو پھر عدت اوسکی گذر گئی اور نکاح کیا اوسنے دوسرے خاوند سے اور پھر نکاح کیا اوسنے اول خاوند نے کہا حضرت عمرؓ نے کہ وہ عورت اوتنے ہی طلاق پر ہی جتنے باقی رہے اور بھی روایت کی بیہقی نے مکول بن [illegible] انھون نے یزید بن جابر سے انھون نے اپنے باپ سے کہ سُنا انھون نے حضرت علی بن ابی طالب سے کہ فرماتے تھے وہ عورت اوتنے پر ہی جتنے طلاق باقی رہے یہ خلاصہ ہی اوسکا جو ذکر کیا اس مقام پر زیلعی نے تخریج ہدایہ مین ص اور جس عورت کو تین طلاق دیے ہین اگر اوسنے بعد ایسی مدت کے کہ اوسمین حلالہ ہو سکتا ہی کہا کہ مین حلالہ سے فارغ ہوئی اور خاوند کو گمان غالب ہوا کہ یہ سچی ہی تو اوسکو درست ہی کہ اوسے نکاح مین لاوے اور بعضون نے کہا ہی کہ اقل اس مدت کے اونتالیس روز ہین اسواسطے کہ حالہ مین تین حیض اور دو طہر [illegible] تین روز ہین اور طہر کے پندرہ دن تو سب ملا کر اونتالیس روز ہوئے واللہ اعلم بالصواب

## باب ایلاء کے بیان مین

ایلاء شرع مین اسے کہتے ہین کہ خاوند قسم کھالے کہ مدت ایلاء مین اپنی عورت سے قریب نہوگا اور مدت ایلاء کی واسطے آزاد عورت کے چار مہینے ہین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ الآیۃ ترجمہ جو لوگ کہ ایلاء کرتے ہین اپنی عورتون سے انتظار ہی چار مہینے کا اصل اور واسطے لونڈی کے دو مہینے ہین ف اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک مدت ایلاء کی اسکے لونڈی اور آزاد دونون کے لیے چار مہینے ہین اور امام مالک کے نزدیک مدت ایلاء کی واسطے غلام کے دو مہینے ہین اور دوسرے ہر دو کے چار مہینے تو وہ مدت ایلاء مین اعتبار مردون کا کرتے ہین اور ہم عورتون کا ص اور حکم ایلاء کا یہ ہی کہ اگر وطی نکی چار مہینے تک تو بعد گذرنے مدت کے ایک طلاق بائن پڑجاویگا ف اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک بعد گذرنے چار مہینے کے طلاق واقع نہوگا بلکہ مولی ٹھیرا یا جاویگا کہ یا رجوع کرے یا طلاق دیوے اور دلیل اونکی وہ ہی کہ روایت کی بخاری نے حضرت ابن عمر سے کہ کہا انھون نے جسوقت کہ گذر جاوین چار مہینے ٹھہرایا جاوے گا یہان تک کہ طلاق دیوے اور روایت کی مالک نے موطا مین حضرت علیؓ بن ابی طالب سے کہ وہ فرماتے تھے جب تک کہ ایلاء کرے مرد اپنی عورت سے تو نہ واقع ہوگا اوسپر طلاق تو اگر گذر جاوین چار مہینے ٹھہرایا جاویگا یہان تک کہ طلاق دیوے یا رجوع کرے اور روایت کی امام احمد نے حدیث حبیب بن ثابت سے انھون نے طاؤس سے انھون نے عثمان سے مانند اسکے اور جواب اسکا یہ ہی کہ معارض ہی حدیث بخاری کے وہ جو اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ [illegible] ابْنِ عُمَرَ [illegible] اِذَا اٰلٰى فَلَمْ يَفِئْ حَتّٰى مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ فَهِيَ تَطْلِيْقَةٌ بَائِنَةٌ یعنی فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے اور حضرت عبد اللہ بن عمر

کہ جسوقت ایلاء کرے اور نہ رجوع کرے یہان تک کہ گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق بائن ہی اور معارض ہی روایت
مالک کے وہ جو روایت کی عبدالرزاق نے معمر سے انھون نے قتادہ سے کہ حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعود تھے فرماتے جسوقت کہ
گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہی اور عورت حقدار ہی اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی اور بھی اخراج کیا
عبدالرزاق نے معمر سے انھون نے قتادہ سے تحقیق کہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ ان سب نے
فرمایا کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہی اور عورت مستحق ہی اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی
اور معارض ہی روایت احمد کے وہ جو روایت کی عبدالرزاق نے معمر سے انھون نے عطا خراسانی سے انھون نے ابی سلمہ بن
عبدالرحمن سے کہ عثمانؓ بن عفان اور زید بن ثابت فرماتے تھے ایلاء مین کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے سو وہ ایک طلاق ہی
اور عورت حقدار ہی اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی کہا شیخ ابن الہمام نے وہ جو روایت کی ہمنے عثمان بن عفان
اور زید بن ثابت سے بہتر ہی اوس سے کہ روایت کیا اوسکو احمد نے عثمان سے اسواسطے کہ ہماری سند جید ہی موصول ہی بخلاف روایت
امام احمد کے کیونکہ اوسمین رجال کا معلوم نہین جبتک اونکو مفسر کیا انھون نے اوسکو اور نہین معلوم ہی کہ طاوس نے اخذ
کیا ہی عثمان سے اور وہ جو روایت کی مالک نے محمد بن علی سے انھون نے علیؓ بن ابی طالب سے مرسل ہی مثل روایت قتادہ
کے اور دونون ہم عصر ہین اور وہ جو روایت کی ہمنے عبداللہ بن عمر اور ابن عباس سے رجال اونکے سب ثقہ ہین اور اخراج کیا
اوسے شیخان نے صحیحین مین تو نہین تفوق ہی روایت بخاری کو ابن عمر سے ہماری روایت پر اور مین کہتا ہون کہ اور بھی صحیح
سے مثل ہمارے مروی ہی اخراج کیا دارقطنی نے سلیمان شہاب سے انھون نے سعید بن المسیب سے اور ابی بکر بن عبدالرحمن سے
تحقیق کہ عمر بن الخطابؓ فرماتے تھے جسوقت کہ گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہی اور خاوند مالک ہی اوسکے رجوع
کا جب تک وہ عدت مین ہی مگر اس سے ثابت ہوتا ہی کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوتا ہی اور مسند عبدالرزاق مین ہی حدثنا
مَعْمَرٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ قَالَ اٰلٰى النُّعْمَانُ مِنِ امْرَأَتِهٖ وَكَانَ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ
فَضَرَبَ فَخِذَهٗ وَقَالَ اِذَا مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ فَاعْتَرِفْ بِتَطْلِيْقَةٍ یعنی ایلاء کیا نعمان نے اپنی عورت
سے اور تھے بیٹھے نزدیک حضرت عبداللہ بن مسعود کے تو ماری انھون نے ران اپنی اور کہا کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے
تو سمجھ لے ایک طلاق اور زیلعی تخریج ہدایہ مین ہی کہ نکالا ابن ابی شیبہ نے مانند ہمارے مذہب کے ابن الحنفیہ اور شعبی اور نخعی
اور مسروق اور حسن اور ابن سیرین اور قبیصہ اور سالم اور ابی سلمہ سے اور بھی نکالا دارقطنی نے ان سب سے اور بھی اخراج کیا
عبدالرزاق نے عطا اور جابر بن زید اور عکرمہ اور ابن المسیب اور ابی بکر بن عبدالرحمن اور مکحول سے مثل ہمارے مذہب کے
اور ہدایہ مین ہی وَهُوَ الْمَاثُوْرُ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَالْعَبَادِلَةِ الثَّلٰثَةِ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى
عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اور کہا امام محمد نے موطا مین پہونچا ہمکو حضرت عمر اور عثمان اور تین عبداللہ سے اور زید بن ثابت سے
کہ کہتے تھے جسوقت کہ ایلاء کیا مرد نے اپنی عورت سے اور گذر گئے چار مہینے قبل رجوع کے تو وہ عورت بائن ہوگئی ساتھ
ایک طلاق بائن کے اور فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس نے تفسیر آیت شریف مین مانند اسکے اور ابن عباس زیادہ جاننے والا
ہی تفسیر قرآن کو غیر سے اور یہی قول ابی حنیفہ کا ہی اور اکثر فقہا کا انتہی ص تو مدت ایلاء سے کم کی اگر قسم کہا نے گا

ف یعنی عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود رضوان اللہ علیہم سے یہی مروی ہے

تو ایلاء ثابت نہوگا **ف** اسواسطے کہ ہدایہ مین ہی فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نہین ایلاء ہی
کم مین چار مہینے سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے کہ کہا انھون نے جب ایلاء کرے
مرد عورت اپنی سے ایک مہینے یا دو مہینے یا تین مہینے اور میعاد تک نہ پہونچے یعنی چار مہینے تک تو نہین ہی وہ
ایلاء اور اخراج کیا مانند اسکے عطاء اور طاؤس اور سعید بن جبیر اور شعبی سے اور روایت کی بیہقی نے کہ کہا ابن عباس
نے تھا ایلاء جاہلیت کا ایک برس اور دو برس اور زیادہ اس سے اور اللہ نے مقرر کیا اسکے واسطے چار مہینے کو تو اگر
کم ہو چار مہینے سے تو نہین ہی ایلاء وہ ایسا ہی ذکر کیا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین **ص** اور اگر وطی کر لی مدت
ایلاء مین تو قسم مین حانث ہوگا اور کفارہ یا جزا لازم آویگی **ف** اور اسکا بیان آگے آتا ہی **ص** اگر کسی مرد نے
اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی مین تجھسے قربت نکرونگا یا قسم خدا کی چار مہینے تک قربت نکرونگا یا کہا کہ اگر مین تجھسے نزدیکی
کرون تو مجھپر حج ہی یا روزہ ہی یا صدقہ ہی یا تو طالق ہی یا غلام میرا آزاد ہی تو ان سب صورتون مین ایلاء ثابت ہوگا **ف**
اور یہی قول ہی امام شافعی رح کا اور دلیل اسکی یہ ہی کہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس نے جو قسم کہ مانع ہو جماع سے تو وہ
ایلاء ہی ذکر کیا اوسکو شیخ عبدالوہاب شعرانی نے کشف الغمہ مین **ص** اب اگر مدت ایلاء مین اوسکے ساتھ نزدیکی
کرے تو اگر قسم اللہ کے ساتھ کھائی ہی تو کفارہ قسم کا لازم آویگا **ف** اور ذکر کیا اس مسئلے کو میزان مین
مسائل مجمع علیہا سے مگر قول قدیم شافعی مین کہ اونکے نزدیک کفارہ لازم نہین آتا اسواسطے کہ آگے اللہ تعالی
فرماتا ہی فَإِنْ فَاءُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ سو اگر رجوع کرین تو اللہ بخشنے والا ہی بڑا مہربان اور اللہ تعالی نے
جب وعدہ کیا مغفرت کا تو اب اوسکا گناہ عفو ہو گیا اور کفارہ لازم نہوگا اور ہمارا جواب یہ ہی کہ وہ وعدہ مغفرت کا
آخرت مین ہی اس سبب سے کہ حانث ہوا یمین مین اور فرمایا اللہ تعالی نے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ
الآیۃ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَاْتِ بِمَا
هُوَ خَيْرٌ ثُمَّ لْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ یعنی جو شخص کہ قسم کھاوے کسی امر پر اور پھر دوسرے کام کو بہتر دیکھے تو کرے وہ
کام اور کفارہ دے قسم کا اور بیان کفارہ قسم کا اور اس حدیث کا کتاب الیمین مین ان شاء اللہ آویگا اور روایت کی
ترمذی نے عایشہ رض سے کہ کہا انھون نے کہ ایلاء کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیون سے اور حرام کیا پھر کیا
حرام کو حلال اور دیا قسم کا کفارہ کہا شیخ ابن حجر نے کہ راوی اوسکے سب ثقہ ہین اور یہ حدیث ظاہر ہی کہ ہمارے
مطلوب پر دلالت کرتی ہی **ص** ورنہ جزا **ف** یعنی حج کی صورت مین حج کرنا پڑیگا اور روزے کے صورت
مین روزہ اور غلام آزاد ہونے کی صورت مین غلام آزاد ہو جاویگا **ص** اور ساقط ہو جاویگا ایلاء اور اگر اوس مدت
مین اوس سے وطی نکی ایک طلاق باین پڑ جاویگا **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذر چکی **ص** اور حلف موقت ساقط ہو جاویگی
**ف** حلف موقت اوسکو کہتے ہین کہ اوسمین کوئی مدت معین مذکور ہووے **ص** تو اگر پھر اوس سے نکاح کرے اور
چار مہینے تک اوس سے نزدیکی نکرے طلاق واقع نہوگا اور حلف موبد ساقط نہوگی **ف** یعنی جس حلف مین کوئی
مدت مقرر نکرے مثلا یون کہے قسم خدا کی مین تجھسے قربت نکرونگا **ص** تو اگر بعد نکاح کے پھر چار مہینے تک

اوس سے نزدیکی نکی پھر طلاق واقع ہوگا پھر اگر اوس سے نکاح کرے اور نہ قریب ہو چار مہینے تو پھر طلاق واقع ہوگا
اور یہ تیسرا طلاق ہی اور عورت بائن ہو جاویگی **ف** یعنی اب بدون حلالہ کے اوس سے نکاح درست نہین **ص**
اور اگر بعد تین طلاق کے اور حلالہ کے پھر اوس سے نکاح کیا تو ایلاء ساقط ہو جاویگا اور قسم باقی رہیگی تو اب اگر چار مہینے تک
اوس سے نزدیکی نکریگا طلاق واقع نہوگا اسواسطے کہ ایلاء باقی نہین رہا اور اگر نزدیکی کریگا حانث ہوگا اور کفارہ یا جزا لازم
ہوگی اسواسطے کہ قسم باقی ہی اور یہ صورت جب ہی کہ قسم کو سوا طلاق کے اور چیزون پر معلق کیا ہو اور اگر طلاق پر ہو
**ف** جیسے کہے اگر مین تجسے نزدیکی کرون تو تو طالق ہی **ص** تو قسم باقی نرہیگی اسواسطے کہ تنجیز یعنی بالفعل تین طلاق
دے دینا باطل کرتا ہی تعلیق کو **ف** جیسا کہ اوپر کتاب الطلاق مین بیان کر چکے تو صورت مسئلے کی یہ ہی کہ کسی شخص نے
اپنی عورت سے کہا کہ اگر مین تجسے قربت کرون تو تجکو طلاق ہی اور پھر بالفعل اوسکو کسی طرح سے تین طلاق دیدئے اور وہ
عورت بعد حلالہ کے پھر نکاح مین آئی تو اب اگر قربت کریگا طلاق واقع نہوگا اسواسطے کہ تنجیز باطل کرتی ہی تعلیق کو **ص** اور
اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی مین تجسے نزدیکی نکرونگا دو مہینے اور دو مہینے بعد ان دو مہینون کے تو
ایلاء ثابت ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دو مہینے مین تجسے قربت نکرونگا اور ایک دن توقف کرکے پھر کہا قسم خدا کی مین تجسے
دو مہینے قربت نکرونگا بعد اون دو مہینون کے جو اول ہین اسکے تو ایلاء نہوگا اسواسطے کہ پہلے دن تو قسم کھائی تھی
دو مہینے پر **ف** اور دو مہینے سے ایلاء ثابت نہوگا **ص** اور دوسرے دن قسم کھائی چار مہینے پر مگر ایک دن کم **ف**
اسواسطے کہ اول دو مہینون سے ایک دن گذر گیا ہی تو سب چار مہینے پورے نہونے تو مدت ایلاء کی تمام نہوگی **ص** اگر
کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی ایک سال تجسے نزدیکی نکرونگا مگر ایک دن تو ایلاء ثابت نہوگا **ف** اسواسطے
کہ ایلاء اوسوقت ہوتا ہی کہ چار مہینے تک خاوند کو بغیر لازم ہونے جزا یا کفارے کے امکان وطی کا نہووے اور اس جگہ ممکن ہی کہ
بغیر لازم آنے کسی چیز کے ایک روز اوس سے وطی کرے لیکن اگر ایک روز وطی کرلی اور بعد وطی کے چار مہینے یا زیادہ دن سال کے
باقی ہین تو ایلاء ثابت ہوگا اسواسطے کہ اب امکان وطی کا بغیر لازم آنے جزا یا کفارے کے جاتا رہا ھدایہ **ص**
اگر کوئی شخص بصرے مین ہی اور اوسنے قسم کھائی کہ مین کوفے مین نجاؤنگا اور عورت اوسکی کوفے مین ہی تو ایلاء نہوگا
**ف** کیونکہ ممکن ہی کہ عورت کو کوفے سے باہر نکال کے اوس سے وطی کرے **ص** جس عورت کو کہ طلاق رجعی
دیا ہی قبل گذرنے عدت کے اوس سے ایلاء درست ہی اور جو عورت کہ اوسکو طلاق بائن دیا ہی یا اجنبیہ ہی تو اوس سے
ایلاء جائز نہین **ف** تو اگر بعد قسم کے اوس عورت مبانیہ کو یا اجنبیہ کو نکاح مین لایا اور اوس سے وطی کی
حانث ہوگا اور کفارہ یا جزا لازم ہوگی لیکن اگر اوس سے چار مہینے تک وطی نہ کریگا تو ایلاء نہوگا اسواسطے کہ اللہ تعالی نے
فرمایا اَلَّذِیۡنَ یُؤۡلُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِهِمۡ اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ایلاء اپنی بیبیون کے ساتھہ خاص ہی نہ غیر عورتون سے
**ص** اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے ایلاء کیا اور بسبب بیماری زوج یا زوجہ کے یا بسبب صغر سنی عورت کے یا رتق کے
**ف** رتق کے معنی بند ہو جانا اور کہتے ہین کہ یہ عورت رتقا ہی یعنی اوس سے جماع نہین کر سکتے بسبب اس بات کے
کہ اوسمین سوا پیشاب کرنے کی جگہ کے اور کوئی سوراخ نہین ہوتا ھکذا فی المغرب **ص** یا بسبب ہونے زوجہ کے

چار مہینے کی راہ پر وطی سے عاجز ہووے تو اوسکا رجوع زبان سے ہو جاویگا یعنی زبان سے کہدے کہ رجوع کیا مہینے اوس سے تو اگر مدت ایلاء کی گذر جاوے طلاق واقع نہوگا جب وہ عاجز ہے تو اگر قبل مدت گذرنے کے وطی پر قادر ہوگیا اور عذر جاتا رہا تو اب رجوع اوسکا بغیر وطی کے نہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی تو اگر نیت کی طلاق کی تو ایک طلاق بائن پڑ جاویگا اور اگر نیت کی ظہار کی یا تین طلاق کی یا جھوٹ کہنے کی تو جو نیت کی ہی اوس موافق پڑیگا **ف** اور مروی ہی موطا مین کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے انتِ علی حرام مین کروہ مین طلاق ہین اور عجب ہی کہ نیت کرے تین طلاق کی اور دلیل اسپر اثر حضرت عمرؓ کا ہی کہ جو شخص کہے عورت سے انت حرام تو وہ حرام ہی اور جو شخص کہے انت بائنۃ تو وہ بائنہ ہی اور جو شخص کہے انت طالق ثلثا تو تین طلاق پڑ جاوینگے تو لازم آویگا ہر شخص کو جیسا اوسنے لازم کیا اپنے اوپر اور مروی ہی ابن عباسؓ سے کہ وہ کہتے تھے انت حرام قسم ہی کفارہ دیا اوسکا اور ایک روایت مین ہی کہ جس شخص نے حرام کیا اپنے اوپر اپنی عورت کو سو وہ کچھہ نہین ذکر کیا ان سب آثار کو کشف الغمہ مین اور ان سب سے معلوم ہوتا ہی کہ مدار نیت پر ہی **ص** اور اگر نیت کی اپنے اوپر حرام کرنے کی یا کچھہ نیت نکی تو وہ ایلاء ہو جاویگا اور بعضون کے نزدیک اگر زوجہ سے کہا تو مجھپر حرام ہی یا کہا کہ جو مجھپر حلال ہی وہ میرے اوپر حرام ہی یا کہا کہ جو میرے سیدھے ہاتھہ مین ہووے وہ مجھپر حرام ہی طلاق واقع ہو جاویگا بغیر نیت کے واسطے عرف کے اور استعمال کے اور اسی پر فتوی ہی

## باب خلع کے بیان مین

خلع کہتے ہین زوجیت زائل کرنے کو مقابلے مین اوس مال کے کہ خاوند زوجہ سے لیتا ہی **ص** نہین حرج ہی ساتھ خلع کے وقت حاجت کے **ف** مثلاً آپسمین ایسی لڑائی پڑ جاوے کہ اصلاح اوسکی نہوسکے اور بدون حرج کے خلع مکروہ ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورتین کہ شرارت کرتی ہین اپنے خاوندون سے اور جو عورتین کہ خلع کرتی ہین وہی عورتین منافق ہین اور مراد اس سے یہی ہی کہ بغیر حاجت کے ہووے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ یعنی اگر خوف کرو تم اس بات کا کہ نہ قائم کر سکینگے حدین اللہ کی تو نہین ہی گناہ اون دونون پر اوس چیز مین کہ بدلا دیوے عورت ساتھہ اوسکے اور روایت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ عورت ثابت بن قیس کی آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا یا رسول اللہ ثابت بن قیس مین عیب لگاتی ہون مین اوسپر خلق و دین مین ولیکن مین مکروہ جانتی ہون ناشکری کو شوہر کی اسلام مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا رد کریگی تو اوسپر باغ اوسکا کہا ہان پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کو قبول کر باغ اور دے اوسکو طلاق روایت کیا اوسکو بخاری نے اور ایک روایت مین اوسکی ہی کہ حکم کیا ثابت کو طلاق دینے کا اوس عورت کے اور ایک روایت مین ابن ماجہ کی ہی کہ ثابت بن قیس تھا بدصورت اور عورت نے اوسکی کہا کہ اگر نہوتا خوف اللہ کا تو جب آتا میرے پاس تو تھوکتی مین مونہہ پر اوسکے اور امام احمد کی روایت مین ہی کہ یہ اول خلع تھا اسلام مین اور نام ثابت بن قیس کی بیوی کا جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی ہی اور دار قطنی نے اخراج کیا کہ نام اوسکا زینب ہی اور ایک روایت مین ابو داؤد اور ابن حبان اور بیہقی کی ہی کہ نام اوسکا حبیبہ بنت سہل تھا

شیخ ابن حجر نے کہ شاید اوسکے دو نام ہین اور ایک حدیث مین حبیبہ واقع ہی اور رد جو مجکو ظاہر ہوا یہ کہ ثابت بن قیس کے
دو قصے ہین کہ دو عورتون مین اوسکی واقع ہوئے کیونکہ دونون طریقے صحیح ہین **ص** بدلے مین اوس مال کے کہ صلاحیت
رکھتا ہی مہر ہونے کی اور ایک طلاق بائن خلع سے پڑجاویگا **ف** اور یہی مشہور ہی قول امام شافعی کا اور ایک روایت
مین اونسے اور امام احمد کے نزدیک خلع فسخ ہی اور طلاق نہین ہی تو بعد دو طلاق کے اگر خلع کیا تو اونکے نزدیک پھر
نکاح کرنا اوس سے درست ہی اور ہمارے نزدیک درست نہین اور استدلال دونون مذہب کا اوسی آیت سے ہی جو
خلع مین وارد ہوئی ہی اور طریقہ استدلال کتب اصول مین مذکور ہی اور بھی امام شافعی دلیل لاتے ہین اثر ابن عباس سے
کہ وہ پوچھے گئے ایک شخص سے کہ دو طلاق دے اپنی عورت کو پھر خلع کرے اوس سے آیا درست ہی کہ اب اوس سے نکاح کرے تو
فرمایا انھون نے کہ ہان درست ہی چاہئے نکاح کرلے اوس سے روایت کیا اوسکو ابن الجوزی نے اور اخراج کیا اوسکا
عبد الرزاق نے اور روایت کی دارقطنی نے ابن عباس سے کہ خلع فرقت ہی اور ایسا ہی مروی ہی حضرت عثمان رضہ سے اور
دلیل ہماری وہ ہی جو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلع ایک طلاق بائن ہی اور روایت
کی دارقطنی اور بیہقی نے سنن مین عباد بن کثیر سے انھون نے ایوب سے انھون نے عکرمہ سے انھون نے ابن عباس
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خلع کو ایک طلاق بائن اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین اور ضعیف کیا
اوسکو ساتھ عباد بن کثیر ثقفی کے اور روایت کی بخاری سے کہ وہ متروک ہی اور کہا نسائی نے متروک الحدیث ہی اور شعبہ
سے کہ انھون نے کہا پرہیز کرو اوسکی حدیث سے اور سکوت کیا اوس سے دارقطنی نے اور ایک طریقہ اس حدیث کا
صحیح ہی وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے سعید بن المسیب سے مرسلا تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خلع کو ایک طلاق
بائن اور یہ مرسل صحیح ہی اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی خصوصا جب کہ مؤید ہو اوسکی حدیث مسند اور حکم کیا امام شافعی
نے بھی کہ مراسیل سعید بن المسیب کے اونکو حکم وصل کا ہی کیونکہ مینے اونکو مسانید پایا اور حدیث ثابت بن قیس کی جو
اوپر گذری ہمارے مذہب پر دلالت کرتی ہی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عثمان رضہ سے کہ انھون نے کیا
خلع کو ایک طلاق اور حضرت ابن مسعود سے کہ انھون نے کہا نہین ہوتا ہی طلاق بائن مگر فدیہ مین یا ایلا مین اور
ایسا ہی روایت کی حضرت علی رضہ سے اور تفصیل کی اسکی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے **ص** اور اگر شرارت خاوند کی
طرف سے ہی تو بدلا خلع کا لینا مکروہ ہی **ف** تحریما اسواسطے کہ روایت کی امام محمد نے آثار مین انا ابو حنیفة عن حماد
عن ابراهیم قال اذا كان الظلم من قبل المرأة فقد حلت لك الفدية وان كان من قبل
الرجل فلا تحل له الفدية قال محمد وبه ناخذ یعنی کہا ابراہیم نخعی رح نے کہ جب ہو ظلم طرف سے
عورت کے تو حلال ہی تجکو فدیہ اور اگر ہو طرف سے مرد کے تو نہین حلال ہی اوسکو فدیہ کہا محمد نے اسی سے ہم اخذ کرتے ہین
**ص** اور اگر شرارت طرف سے عورت کے ہووے تو جتنا مہر دیا ہی اوس سے زیادہ لینا مکروہ ہی **ف** اسواسطے
کہ روایت کی ابوداود نے مراسیل مین اور ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے قصہ ثابت بن قیس مین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہا اونکی عورت سے کیا پھیر دیتی ہی تو اوسپر اوسکے باغ کو کہ اوسنے تجکو مہر مین دیا ہی کہا اوسنے ہان

ایک غلام جو بھاگ گیا ہے خاوند سے خلع کیا تو طلاق واقع ہوگا اور عورت پر غلام کا دینا لازم ہے [illegible]
تاوقتیکہ قیمت ادا کرے اگر اوسکی تسلیم سے عاجز ہووے اگر عورت نے شرط لگائی ہو کہ میں اوسکی تسلیم سے بری ہوں اور اگر
کسی عورت نے خاوند سے کہا طلقنی ثلثا بالف یعنی تین طلاق دے مجھکو بدلے میں ہزار روپیہ کے اور خاوند نے
اوسکو ایک طلاق دی تو عورت پر تہائی حصہ ہزار روپیہ کا لازم ہوگا اور اگر کہا عورت نے طلقنی ثلثا علی الف یعنی تین
طلاق دے مجھکو اوپر ایک ہزار روپیہ کے اور خاوند نے اوسکو ایک طلاق دے دیا تو اس صورت میں ایک طلاق رجعی
واقع ہوگا نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور عورت پر کچھ نہ لازم آویگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور
تہائی ہزار روپیہ کی زوجہ پر لازم ہوگی اور اگر کسی مرد نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تین طلاق لیلے اپنے تئیں بدلے میں ہزار کے
یا اوپر ایک ہزار کے اور عورت نے اپنے کو ایک طلاق دیا تو کچھ واقع نہ ہوگا اور اگر مرد نے زوجہ کو کہا کہ تو طالق ہے اور تجھ پر ہزار
ہیں یا لونڈی سے کہا کہ تو آزاد ہے اور اوپر تیرے ہزار ہیں تو زوجہ پر طلاق واقع ہو جاویگا اور لونڈی آزاد ہو جاویگی برابر ہے کہ قبول
کیا ہو یا نہ کیا ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر زوجہ اور لونڈی نے ہزار قبول کیے ہیں تو ہزار اونپر لازم آوینگے اور اگر
قبول نہیں کیا تو زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگا اور لونڈی آزاد نہ ہوگی اور خلع عورت کے حق میں معاوضہ ہے یہانتک کہ صحیح ہے
کہ عورت قبل قبول کرنے خاوند کے رجوع کر جاوے جب کہ ایجاب عورت کی طرف سے ہووے ف تو اگر کسی عورت نے خاوند سے
کہا کہ خلع کرے مجھے اتنے مال پر اور قبل قبول کرنے خاوند کے پھر گئی تو جائز ہوگا ص اور شرط خیار کی صحیح ہے واسطے
عورت کے نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور نزدیک صاحبین کے صحیح نہیں ف تو اگر خاوند نے عورت سے کہا
کہ تو طالق ہے اوپر ہزار روپیہ کے اور تجھکو خیار ہے تین دن تک تو اگر عورت رد کرے خیار کو تین دن میں باطل ہوگا اور اگر رد نکیا
تین روز تک تو اوسکو طلاق پڑ جاویگا اور ہزار روپیہ لازم آوینگے ص اور جب کہ ایجاب عورت کی طرف سے ہو تو ضرور ہے
قبول کرنا خاوند کا مجلس میں ف تو اگر بعد اختلاف مجلس کے قبول کریگا معتبر نہوگا ص اور خاوند کے حق میں
یمین ہے تو جب ایجاب خاوند کی طرف سے ہو تو نہیں صحیح ہے رجوع اوسکا قبل قبول کرنے عورت کے اور نہیں صحیح ہے
شرط خیار کی واسطے خاوند کے اور قبول زوجہ کا مقید ساتھ مجلس کے نہوگا ف تو اگر عورت بعد اختلاف مجلس کے
قبول کرے جائز ہوگا ص اور جانب غلام کا عتاق میں مثل ہے بمنزلہ جانب عورت کے ہے طلاق میں تو غلام کی جانب
سے معاوضہ ہوگا اور مولی کی طرف سے یمین ہوگی ف تو صحیح ہوگا رجوع کرنا غلام کا قبل منظور کرنے مولی کے
اور خیار ہوگا غلام کو اور ضرور ہوگا قبول مولی کا مجلس میں اور نہیں صحیح ہوگا رجوع مولی کا قبل قبول کرنے غلام کے
اور نہیں صحیح ہوگی شرط خیار کی واسطے مولی کے اور نہ موقوف ہوگا منظور کرنا غلام کا مجلس میں ص اور اگر
مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ کل میں نے تجھکو ہزار روپیہ پر طلاق دیا تھا اور تو نے قبول نہیں کیا تھا اور عورت نے کہا کہ
میں نے قبول کیا تھا تو قول خاوند کا ساتھ قسم کے مقبول ہوگا اور اگر بائع نے مشتری سے کہا کہ کل میں نے یہ مال [illegible]
ہزار روپیہ کے تیرے ہاتھ بیچا تھا اور تو نے قبول نہیں کیا اور مشتری نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا [illegible]
ساتھ قسم کے ف [illegible] دونوں مسئلوں میں [illegible] ص اور [illegible]

ف اور [illegible] ص [illegible]
[illegible] مثلاً اگر عورت کا مہر [illegible] تھا اور اوسنے قبل لینے مہر کے [illegible]
پر خاوند سے خلع کیا [illegible] تو کچھ مہر [illegible] آویگا اور اگر مہر لینے کے بعد مہر پر خلع کیا تو خاوند کو [illegible]
کے اور کچھ دینا ہوگا ص اور جو حقوق کہ نکاح سے متعلق نہیں ہیں جیسے قیمت اون اسباب کی کہ زوجہ نے خاوند سے
بیچا [illegible] ساقط نہونگے اور مہر و نفقہ ساقط ہو جاوینگے اور لیکن نفقہ ایام عدت کا تو نہیں ساقط ہوگا مگر کہ
ایسا ہی ذخیرہ میں ہے اور مہر ساقط ہو جاویگا بغیر ذکر کیے اور اگر باپ نے اپنی لڑکی نابالغہ کی طرف سے اوسکے خاوند سے
خلع کیا تو لڑکی پر کچھ لازم نہ آویگا اور مہر اوسکا ساقط نہوگا اور طلاق پڑ جاویگا اوسپر صحیح روایت میں ف اور
بعضوں نے کہا ہے کہ طلاق واقع نہوگا اور اول صحیح ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور مراد طلاق سے طلاق بائن ہے
ص اور اگر باپ بدل خلع کا ضامن ہوگیا ہے تو صحیح ہے اور اوسپر مال لازم آویگا ف اور مہر ساقط نہوگا ہدایہ
ص اور اگر شرط کیا بدل خلع کو اوس لڑکی پر تو اوسپر طلاق پڑ جاویگا اور مال لازم نہ آویگا اگرچہ اوس لڑکی نے قبول بھی
کیا ہو ف یعنی جو اہل قبول سے ہو مثلاً جانتی ہو کہ خلع کیا چیز ہے اور نکاح کیا چیز ہے تو اگر اوس بدل کو زوجہ کی طرف سے
باپ نے قبول کیا تو اوسمیں دو روایتیں ہیں ایک روایت میں طلاق واقع نہوگا اور ایک روایت میں طلاق واقع ہوگا ہدایہ

## باب ظہار کے بیان میں

ظہار شرع میں کہتے ہیں اسکو کہ مرد تشبیہ دے اپنی زوجہ کو یا اوس چیز کو جس سے زوجہ سے تعبیر کرتے ہیں یا کسی
عضو شائع کو اوسکے ف مثلاً یوں کہے کہ ثلث تیرا یا ربع تیرا ص ساتھ اعضائے محارم کے کہ اوسپر نظر کرنا اوسکو
حرام ہو چاہیے وہ محارم رضاعی ہوں یا نسبی ف تو اگر تشبیہ نہ دی اور کہا کہ تو میری ماں ہے یا بہن ہے یا بیٹی ہے تو ظہار نہ ہوگا
اور اگر عورت کہے کہ تو میرے اوپر ایسا ہی جیسے پشت میری ماں کی تو کچھ نہیں ص تو اگر کہے کہ تو اوپر میرے مثل
پشت یا شکم میری ماں یا بہن یا پھوپھی کے ہے یا کہے سر تیرا یا فرج تیری مثل پشت یا شکم یا ران یا فرج میری ماں یا بہن
یا پھوپھی کے ہے یا کہے نصف تیرا یا ثلث تیرا مثل اوسکے ہے تو ظہار ثابت ہوگا اور حرام ہوگی وطی اوس سے اور دواعی وطی
یہاں تک کہ کفارہ دیوے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن نِّسَائِهِمْ الایہ
یہاں تک کہا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا ص تو اگر وطی کی قبل کفارہ دینے کے استغفار مانگے
اور کفارہ دیوے ظہار کا فقط اور اس وطی کے بدلے میں کچھ دینا لازم نہ آویگا ف اسواسطے کہ روایت ہے سلمہ
بن صخر سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] ظہار میں جماع کرے قبل کفارہ دینے کے کہا کہ ایک ہی کفارہ ہے روایت
کیا اسکو [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اوسکے استغفار
کر [illegible] ابن عباس سے کہ ایک مرد نے ظہار کیا عورت
[illegible]
[illegible]

پھر ظہار کیا اوس سے اور پھر عورت نے اجازت دی نکاح کی تو ظہار باطل ہی اور اگر اپنی عورتون سے کہا کہ تم اوپر میرے مانند میری مان کی پشت کے ہو تو اون سب سے مظاہر ہو جاویگا اور اوسکو ہر ایک کی طرف سے جدا جدا کفارہ لازم ہوگا **ف** روایت کی امام محمد نے آثار مین اَنَا اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اِذَا ظَاهَرَ الرَّجُلُ مِنْ اَرْبَعِ نِسْوَةٍ فَعَلَیْهِ اَرْبَعُ کَفَّارَاتٍ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ یعنی کہا ابراہیم نخعی نے کہ جسوقت ظہار کیا مرد نے چار عورتون سے تو اوسپر چار کفارے ہین

## فصل کفارۂ ظہار کے بیان مین

کفارہ ظہار کا یہ ہی کہ ایک رقبہ آزاد کرے **ف** تو اگر نہ پاوے تو دو مہینے پے در پے روزے رکھے اور اگر اسکی بھی استطاعت نہو تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے اسواسطے کہ کلام اللہ مین ایسا ہی وارد ہوا ہی **ص** مسلمان ہو یا کافر اور امام شافعی کے نزدیک کافر درست نہین **ف** اور دلیل ہماری اطلاق تحریر کا **ص** عورت ہو یا مرد چھوٹا ہو یا بڑا اگرچہ بہرا ہو یعنی اونچا سنتا ہو اور اگر بالکل نہ سنتا ہو تو جائز نہین اور ایک چشم بھی درست ہی اور جسکے ایک ہاتھ اور ایک پیر کٹا ہو خلاف سے **ف** یعنی داہنا ہاتھ کٹا ہو تو بایان پیر کٹا ہو اور بایان ہاتھ کٹا ہو تو داہنا پیر کٹا ہو **ص** اور وہ مکاتب جسنے کچھ ادا نہین کیا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکاتب غلام ہی جب تک کہ اوسپر ایک درم باقی ہی روایت کیا اوسکو ابوداود نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے **ص** اور جائز ہی کہ اپنا قریب رشتے دار جیسے باپ یا بیٹا خرید کرکے کفارے مین دیوے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہین **ص** جب کہ نیت کفارے کی ہو **ف** تو اگر بغیر نیت کفارے کے آزاد کیا کفارے کی طرف سے نہوگا اگرچہ پھر نیت کفارے کی کر لے سجامع الرموز **ص** اور بھی درست ہی کہ پہلے آدھا غلام آزاد کرے اور پھر باقی آزاد کرے اور جائز نہین کہ دیوانے لا یعقل کو کفارے مین آزاد کرے اور اندھے کو تو جو شخص کبھی دیوانہ ہو جاتا ہو اور کبھی ہوش میں آجاتا ہو تو اوسکو آزاد کر دینا جائز ہی اور بھی جائز نہین وہ رقبہ کہ دونون ہاتھ یا دونون پیر اوسکے یا دونون انگوٹھے **ف** یا اور تین اونگلیان ہر ہاتھ سے **ص** یا ایک ہاتھ اور ایک پیر ایک ہی طرف سے کٹے ہون اور بھی جائز نہین کہ مدبر کو کفارے مین آزاد کرے **ف** مدبر اوس غلام کو کہتے ہین کہ مولی اوس سے کہدے کہ تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہی اور اسکا بیان آگے آویگا **ص** اور نہ وہ غلام کہ مشترک ہو اور اپنا حصہ آزاد کر دے پھر باقی کو بعد ضمان کے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز ہی اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو کیونکہ وہ اپنے شریک کے حصے کا ضامن ہو جاویگا تو گویا اوسنے کل غلام آزاد کیا اور اگر مفلس ہی تو اونکے نزدیک بھی جائز نہین اور اگر آدھا غلام آزاد کیا نیت کفارے سے اور پھر باقی غلام بعد وطی اوس عورت کے جس سے ظہار کیا تھا تو بھی جائز نہین اسواسطے کہ آزاد کرنا قبل جماع کے چاہیے اور صاحبین کے نزدیک درست ہو جاویگا اسواسطے کہ اونکے نزدیک بعض آزاد کرنے سے کل آزاد ہو جاتا ہی اور جو شخص کہ عاجز ہو رقبہ آزاد کرنے سے **ف** یعنی بعد رکھ لینے خرچ حاجت اصلی کے جیسے کپڑے پہننے کے یا گھر رہنے کا اور امام محمد سے مروی ہی کہ پیشے والا ایک روز کی خوراک رکھ لے اور غیر پیشے والا ایک مہینے کی محیط

ص دو مہینے لگاتار روزے رکھے کہ اون مہینون مین رمضان اور دو روز عید کے اور تین دن ایام تشریق کے نہ آوین اور اگر اون دنون مین ایک روز بھی افطار کیا اگرچہ عذر سے ہو یا وطی کی رات مین یا دن مین قصداً یا سہواً تو پھر سرے سے روزے شروع کرے یعنی اون روزون کو جو پہلے رکھ چکا ہی کفارے مین شمار نکرے اور امام ابو یوسف کے نزدیک پھر شروع نکرے اور اون روزون کو ملا کے تمام کر دیوے ف جامع الرموز مین لکھا ہی کہ اگر اثنا کے کفارے مین اخیر روزے مین آفتاب کے غروب تک غلام کے آزاد کرنے پر قادر ہو جاوے تو عجز ثابت نہوگا ص اور اگر روزے سے عاجز ہو تو آپ کھلاوے یا اوسکا نائب ساٹھ مسکینون کو ہر ایک کو بقدر صدقۂ فطر کے ف یعنی گیہون سے نصف صاع اور جو اور خرمے سے ایک صاع اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا یعنی جو شخص کہ طاقت نرکھے روزے کی تو کھانا ہی ساٹھ مسکینون کا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث اوس بن صامت اور سہیل بن صخر مین کہ واسطے ہر مسکین کے نصف صاع ہی گیہون سے ایسا ہی ہدایے مین کہا زیلعی نے تخریج مین او رصواب سلمہ بن صخر ہی اور ہدایے مین سہیل بن صخر واقع ہی اور یہ حدیث غریب ہی لیکن روایت کیا طبرانی نے معجم مین اوس بن صامت سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلا تو ساٹھ مسکینون کو تیس صاع تو کہا اوسنے کہ نہین مالک ہون مین اوسکا مگر یہ کہ اعانت کیجیے آپ میری یا رسول اللہ تو اعانت کی اوسکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ پندرہ صاع کے اور اور لوگون نے یہان تک کہ پہونچ گیا تیس صاع تک اور سنن ابو داؤد مین ہی کہ حضرت نے اونکی بیوی سے کہا کہ لیجا یہ عرق کھجور کا اور کھلاوے اوسکو ساٹھ مسکینون کو اور وہ عرق ساٹھ صاع کا تھا اور عرق کہتے ہین زنبیل کو ص اور اگر ہر ایک کو قیمت صدقۂ فطر کی دیدیوے تو بھی درست ہی اور امام شافعی کے نزدیک دینا قیمت کا درست نہین اور اگر ہر ایک کو صبح و شام پیٹ بھر کے کھانا کھلایا تو بھی جائز ہو اگرچہ کم مین سیر ہو گئے ہون اور اگر ہر ایک کو ایک سیر گیہون اور دو سیر خرمے یا جو دیدیے تو بھی درست ہی ف مطلب یہ ہی کہ دونون ملکے برابر نصف صاع گیہون کے یا ایک صاع جو اور خرمے کے ہو جاوین ص اور اگر ایک شخص کو دو مہینے تک ہر روز بمقدار صدقۂ فطر کے دیا یا اوسقدر قیمت دی یا ہر روز دونون وقت پیٹ بھر کے کھانا کھلایا گیا تو بھی درست ہوگا اور اگر دو مہینے کا صدقہ ایک ہی روز مین ایک شخص کو دیدیا تو درست نہوگا مگر اوسی روز سے جسدن دیا ہی اور اگر دو ظہار کی نیت سے ساٹھ شخصون کو کھانا دیا ہر ایک کو ایک ایک صاع گیہون کا تو شیخین کے نزدیک ادا نہوگا مگر ایک ظہار سے اور امام محمد کے نزدیک دونون ظہار سے ادا ہو جاویگا اگر نیت سے کفارۂ افطار اور ظہار سے دیا ہی تو سب کے نزدیک دونون سے ادا ہو جاویگا ف اور وجہ اسکی شرح عربی مین مذکور ہی ص اور اگر دو ظہار سے چار ماہ تک روزے رکھے یا ایک سو بیس شخصون کو کھانا دیا یا دو غلام کو آزاد کیا تو دونون ظہار سے کفارہ ادا ہو جاویگا اگرچہ کسیکو معین نہ کیا ہو اور اگر دو ظہار کی نیت سے دو ماہ تک روزے رکھے یا ایک غلام کو آزاد کیا تو جسکے واسطے چاہے معین کرے اور اگر نیت کفارۂ قتل خطا اور ظہار سے دو مہینے روزے رکھے یا ایک غلام آزاد کیا تو کسیکی طرف سے جائز نہوگا اور امام زفر کے نزدیک دونون صورتون مین ف یعنی دونون ظہار کی نیت مین اور ظہار

ط یعنی غلام آزاد کرنا ہوگا ۱۲

۴۲ [illegible]

اور کفارۂ قتل کی نیت مین **ص** کسیکی کافی نہوگا اور امام شافعی کے نزدیک دونون صورتون مین جسکو چاہے معین کرے اور اگر غلام نے ظہار کیا **ف** ظہار غلام کا باتفاق ایمہ اربعہ صحیح ہی اور یہی ماثور ہی تابعین سے **ص** تو فقط دو مہینے روزے رکھے اور جائز نہین ہی کہ مولی اوسکا مال سے اوسکی طرف سے کفارہ دیوے اسواسطے کہ کفارہ عبادت ہی تو دوسرے کے کرنے سے ادا نہوگا

## باب لعان کے بیان مین

لعان شرع مین عبارت ہی اون شہادات سے جو جاری ہوتے ہین درمیان جورو اور خاوند کے ساتھہ الفاظ معروفہ کے فتح القدیر **ص** جس شخص نے اپنی زوجہ عفیفہ پاکدامن کو جو زنا کے ساتھہ متہم نہوئی ہو تہمت زنا کی لگائی **ف** مثلاً یون کہا کہ تو زانیہ ہی یا مینے دیکھا تھا کہ تو زنا کرتی تھی یا پکارا کہ ای زانیہ اور امام مالک کے نزدیک مشہور مذہب مین لعان یا زانیہ مین نہوگا بلکہ حد واجب ہوگی اور یہی قول ہی لیث اور عثمان و یحیی بن سعید کا فتح **ص** اور دونون خاوند اور جورو صلاحیت شہادت کی رکھتے ہون **ف** یعنی دونون حر بالغ عاقل ہون اور کبھی حد قذف وغیرہ نپڑی ہووے **ص** اور وہ عورت متہم ہی مثلاً اوسکے پاس ایک لڑکا ہی اور اوسکا باپ معروف نہین تو اوسکے قذف سے لعان نہین **ف** یا اوس عورت سے نکاح فاسد کیا اور دخول کیا اوس سے یا اوسنے اپنی عمر مین کبھی زنا کی ہو اگرچہ ایک بار ہووے یا وطی حرام کی ہو شبہے سے اگرچہ ایک بار تب بھی لعان جاری نہوگا **ص** یا اوسکے لڑکے کے نسب کو نفی کیا اور عورت نے مطالبہ کیا حد قذف کا تو خاوند پر لعان واجب ہوگا **ف** اور طلب کرنا عورت کا شرط ہی کیونکہ وہ اوسکا حق ہی ہدایہ **ص** تو اگر انکار کرے لعان سے قید کیا جاویگا یہان تک کہ لعان کرے **ف** اسواسطے کہ یہ حق ہی عورت کا خاوند پر اور خاوند اسکے پورے کرنے پر قادر ہی **ص** یا اپنے کو جھٹلاوے تو حد مارا جاوے تو اگر لعان کیا مرد نے لعان کریگی عورت اور اگر لعان نکریگی قید کی جاویگی یہان تک کہ لعان کرے **ف** اسواسطے کہ یہ حق ہی عورت پر اور عورت قادر ہی اسکے ایفا پر تو قید کیجاویگی اوسپر **ص** یا خاوند کی تصدیق کرے تو اوسکے لڑکے کا نسب خاوند سے دور ہوجاویگا لیکن اوسپر حد واجب نہوگی اس تصدیق سے تو اگر خاوند غلام ہی یا کافر ہی یا حد قذف مارا گیا ہی تو خاوند پر حد قذف پڑیگی کیونکہ ان صورتون مین وہ اہل لعان سے نہین بوجہ نہ صلاحیت رکھنے شہادت کے **ف** تو رجوع ہوجاویگا طرف موجب اصلی کے اور وہ قول تعالی کا ہی وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الایہ اور خاوند کے کافر ہونے کی صورت یہ ہی کہ پہلے سے دونون کافر تھے اور عورت اسلام لائی تو قبل اسلام لانے خاوند کے اور خاوند نے اوسکو تہمت زنا کی لگائی قبل عرض اسلام کے اوسپر ایسا ہی فتح القدیر مین **ص** اگر مرد صلاحیت شہادت کی رکھتا ہی اور عورت لونڈی ہی یا کافرہ ہی یا حد قذف پڑی ہی اوسپر یا صبیہ ہی یا مجنونہ ہی یا زانیہ ہی تو خاوند پر حد اور لعان کچھ لازم نہ آویگا کیونکہ جس صورت مین وہ عورت زانیہ ہی تو پاکدامن نہی اور غیر زانیہ مین مع صالح شہادت کی نہین تو خاوند پر حد نہین اسواسطے کہ وہ غیر محصنہ ہی اور لعان بھی نہین کیونکہ وہ عفیفہ اور صالح شہادت نہین ہی **ف** اور اصل اس باب مین قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی چار عورتین ہین کہ نہین ملاعنہ ہی درمیان اونکے نصرانیہ تحت مین مسلمان کے اور یہودیہ تحت مین مسلمان کے اور غلام نیچے حرہ کے اور حرہ نیچے غلام کے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ابن عطا سے انھون نے اپنے باپ عطاء خراسانی سے انھون نے

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے اور اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے عثمان بن عبد الرحمن وقاصی سے انھون نے عمرو بن شعیب سے
اور طریق ابن ماجہ سے بھی اور کہا کہ متابعت کی عثمان بن عطاء خراسانی کی یزید بن زریع نے عطاء سے اور وہ بھی ضعیف ہی
اور روایت کیا اوسکو اوزاعی اور ابن جریج سے اور یہ دونون بڑے امام ہین انھون نے عمرو بن شعیب سے لیکن انھون
نے اوسکو مرفوع نہین کیا پھر اخراج کیا اوسکا موقوفا پھر اخراج کیا اوسکا عمار بن مطر سے انھون نے عمرو بن شعیب سے
انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے اور ذکر کیا مانند اسکے اور ضعیف کیا اوسکے راویون کو کہا
شیخ ابن الہمام نے اور تو جان چکا ہی کہ حدیث ضعیف جب متعدد طریقون سے روایت کی جاوے تو حجت ہو جاتی ہی اور یہ
بھی ایسے ہی خصوصا جب کہ معتضد ہو اوسکے روایت اوزاعی اور ابن جریج کی موقوفا عمرو بن شعیب کے دادا پر اور تفصیل کی
اس مقام مین زیلعی نے تخریج ہدایہ مین ص اور صورت لعان کی یہ ہی کہ اول خاوند کہے چار مرتبہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّیْ صَادِقٌ
فِیْ مَا رَمَیْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی گواہی دیتا ہون مین ساتھ خدا کے کہ مین سچا ہون نسبت کرنے مین زنا کے طرف
اوسکے اور پانچوین مرتبہ کہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ کَانَ کَاذِبًا فِیْ مَا رَمَاهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی لعنت اللہ کی خاوند پر اگر اوسنے
زنا کی نسبت کرنے مین جھوٹا ہو اور ہر بار کہنے مین جورو کی طرف اشارہ کرتا جاوے پھر عورت کہے چار مرتبہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ
کَاذِبٌ فِیْ مَا رَمَانِیْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا گواہی دیتی ہون مین ساتھ اللہ کے کہ خاوند کاذب ہی نسبت کرنے مین زنا کی طرف میرے
اور پانچوین مرتبے کہے غَضَبُ اللّٰهِ عَلَیْهَا اِنْ کَانَ صَادِقًا فِیْ مَا رَمَانِیْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی غضب اللہ کا ہو زوجہ پر اگر
خاوند سچا ہو نسبت کرنے مین زنا کے طرف میرے ف کیونکہ ایسا ہی وارد ہوا ہی کلام اللہ مین اور اگر قاضی اول زوجہ سے
شہادتین لیوے تو اوسکا اعتبار نہین پھر بعد لعان کرنے خاوند کے پھر زوجہ سے شہادتین لی جاوین اور یہی مذہب ہی
امام شافعی اور احمد کا ص پھر قاضی اون دونون کے درمیان تفریق کرے ف اور جب تک قاضی تفریق نکریگا تو تفریق
نہو گی اور امام زفر کے نزدیک فقط لعان سے فرقت ہو جاتی ہی تو اگر قبل تفریق قاضی کے کوئی دونون مین سے مر جاوے
وارث ہوگا اور دلالت کرتا ہی ہمارے مذہب پر وہ جو مروی ہی صحیحین مین ابن عمر سے تحقیق کہ ایک شخص نے لعان کیا اپنی جورو
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تو تفریق کر دی آپنے درمیان اون دونون کے اور ملا دیا لڑکے کو ساتھ ماں اوسکی
کے اور وہ جو سنن ابو داود اور صحیحین مین ہی عویمر عجلانی سے جب وہ دونون فارغ ہوئے لعان سے تو کہا عویمر نے کہ جھوٹ بولا
مینے اگر روک رکھون مین زوجہ کو تو طلاق دیدے عویمر نے اوسکو تین طلاق اور جاری کیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اور یہ امر سنت ہو گیا کہا سہل نے حاضر تھا مین اوسوقت نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر جاری ہوئی
سنت بعد متلاعنین مین یہ کہ تفریق کر دی جاوے پھر نہ جمع ہووین کبھی اور بیہقی نے اس مقام مین اعتراض کیا ہی اور
جواب اوسکا مذکور ہی فتح القدیر مین ص اور اگر نفی ولد سے تہمت لگائی ہی یا اوس سے اور زنا سے تو اوسکو ذکر کرے
لعان مین ف تو فقط نفی ولد مین زوج کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِیْنَ فِیْ مَا رَمَیْتُهَا
بِهٖ مِنْ نَفْیِ الْوَلَدِ اور عورت کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ مِنَ الْكَاذِبِیْنَ فِیْ مَا رَمَانِیْ بِهٖ مِنْ نَفْیِ الْوَلَدِ
اور دونون کی صورت مین خاوند کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّیْ لَمِنَ الصَّادِقِیْنَ فِیْ مَا رَمَیْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا

وَنَفِيِ الوَلَدِ ص پھر قاضی تفریق کر دے اور نفی کر دے نسب اوس لڑکے کا خاوند سے اور ملا دے اوسکو مان سے ف اور دلیل اسکی حدیث ابن عمر ہے جو ابھی گذری ص او بائن ہو جاویگی وہ عورت خاوند سے ساتھ ایک طلاق بائن کے تو اگر بعد تفریق کے یا قبل تفریق کے بعد لعان کے خاوند نے اپنے تئین جھٹلایا تو اوسکو حد قذف ماری جاویگی اور حلال ہو جاویگا خاوند کو نکاح اوسکا اسواسطے کہ اب لعان باقی نہین رہا اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اَلْمُتَلَاعِنَانِ لَا یَجْتَمِعَانِ اَبَدًا یعنی دونون لعان کرنے والے نہین جمع ہونگے کبھی ف روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابن عمر سے مرفوعًا اور کہا صاحب تنقیح نے اسناد اوسکا جید ہے اور موقوفًا اوپر علی اور ابن مسعود کے اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے عمر اور ابن مسعود سے موقوفًا اور ابن ابی شیبہ نے موقوفًا حضرت عمر اور ابن عمر اور ابن مسعود سے کہ کہا سبنے المتلاعنان لا یجتمعان ابدًا ص جیسے ہے کہ دونون متلاعنین ہین اسواسطے کہ علت اون دونون کے جمع نہونے کی لعان ہے تو پھر جب لعان باطل ہوا تو اوسکا حکم یعنی نہ جمع ہونا وہ بھی باقی نرہیگا ف اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہے ص اور اسیطرح اگر بعد لعان اور تفریق کے زوج نے کسیکو تہمت زنا کی لگائی اور اوسپر حد پڑی یا زوجہ نے کسی سے زنا کیا اور حد کھائی تو اب بھی نکاح اون دونون مین حلال ہو جاویگا اسواسطے کہ اہلیت لعان کی باقی نرہی تو اوسکا حکم بھی نرہیگا اور اگر گونگے زانیے نے اپنی زوجہ کو قذف کیا تو لعان لازم نہوگا اور حد قذف اوسپر نپڑیگی ف اسواسطے کہ اوسمین شبہ ہے اور حدود دفع ہو جاتی ہین شبہون سے ص اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ حمل تیرا مجھسے نہین ہے نزدیک امام کے لعان لازم نہوگا اور نزدیک صاحبین کے اگر چھہ مہینے سے کم مین جنی تو لازم ہوگا ف اور دلیل دونون کی ہدایہ مین مذکور ہے ص اور اگر کہا کہ تو نے زنا کی اور یہ حمل زنا کا ہے تو لعان واجب ہوگا اور نسب ولد کا ثابت رہیگا ف اور امام شافعی کے نزدیک قاضی کو چاہیے کہ ولد کا نسب بھی نفی کر دے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفی کی ولد کی ہلال بن امیہ سے اور اوسنے قذف کیا تھا اپنی زوجہ کو اور وہ حاملہ تھی روایت کیا اوسکو بخاری اور ابوداؤد نے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ احکام نہین مترتب ہوتے ہین مگر بعد ولادت کے کیونکہ قبل ولادت کے احتمال کو گنجایش ہے اور یہ حدیث محمول ہے اس بات پر کہ آپ نے پہچانا تھا قیام حمل کو ساتھ وحی کے هکذا فی الهدایة ص جس شخص نے کہ اپنی عورت کے جننے کے بعد نفی کیا ولد کو یا مبارکبادی کے وقت مین یا اسباب ولادت خریدنے کے وقت مین تو نفی صحیح ہے اور نسب ثابت نہوگا اور لعان لازم آویگا اور اگر بعد اس مدت کے کہا تو نسب ثابت ہوگا اور لعان واجب ہوگا ف اور زمانہ تہنیت کا معین نہین ایک روایت مین تین روز مین اور ایک روایت مین سات روز باعتبار عقیقے کے جامع الرموز ص اگر زوجہ نے ایک ہی حمل سے دو لڑکے جنے یعنی بیچ مین دونون کے چھہ مہینے سے کم مدت گذری اور زوج نے اول کی نفی کی اور دوسرے کا اقرار کیا تو حد مارا جاویگا اور نسب ثابت ہو جاویگا دونون کا اور اگر زوج نے کہا کہ اول مجھسے ہے اور دوسرے کی نفی کی تو نسب دونون کا ثابت ہوگا اور لعان لازم آوے گا ف اور وجہ اسکی اصل مین مذکور ہے

## باب عنین کے بیان مین

عنین وہ شخص ہے جو قادر نہین ہے عورتون پر باوجود قیام آلت کے اور اگر قادر ہے ثیب پر اور بکر پر قادر نہین ہے تو اسواسطے

ضعف آلت کے یا بعض عورتون پر قادر ہی اور بعض پر نہین بسبب سحر کے یا کبرسن کے تو وہ عنین ہی بہ نسبت اوس عورت کے
جسپر قادر نہین اور بعض کتابون مین امتحان اسکا اس طرح پر مرقوم ہی کہ ایک طشت مین سرد پانی بھر کے اوسکو
اوسمین بٹھلاوین اگر ذکر اوسکا چھوٹا اور مائل ہو جاوے طرف پیٹ کے تو معلوم ہو کہ عنین نہین ہی ورنہ عنین ہی لیکن مدت
مقرر کرنا ضروری ہی اور محیط مین ہی کہ اگر آلت اوسکا صغیر ہی کہ فرج مین ادخال اوسکا ممکن نہین تو عورت کو مطالبہ
تفریق کا نہین پہونچتا ہی لیکن اگر نہایت صغیر ہی تو وہ مانند مجبوب کے ہی فی الفور تفریق کرا دی جاویگی جیسا کہ آتا ہی **ص**
اگر اوسنے اقرار کیا کہ مین عورت پر نہین پہونچا **ف** یعنی ادخال نہین کیا **ص** تو ایک سال قمری کی حاکم مدت مقرر کرے
اوسکو اور یہی صحیح ہی اور روایت حسن مین امام ابو حنیفہ سے ایک سال شمسی مہلت دے اور سال شمسی تین سو پینسٹھ (۳۶۵) دن
اور ربع دن کا ہوتا ہی اور سال قمری تین سو چون (۳۵۴) دن اور تیسرا حصہ ایک روز کا اور تیسوان حصہ دن کا ہوتا ہی اور ماہ رمضان
اور ایام حیض اوسی مدت سے شمار کیے جاوینگے نہ ایام مرض زوج اور زوجہ کے **ف** ہدایہ مین لکھا ایک برس کی
مدت دینا مروی ہی حضرت عمر اور علی اور ابن مسعود سے انتہی لیکن روایت عمرؓ کی سو اخراج کیا اوسکا عبدالرزاق نے
سعید بن المسیب سے کہ فیصلہ کیا عمر بن الخطابؓ نے عنین مین کہ مدت مقرر کی جاوے ایک سال کی کہا معمر نے
اور یہ مدت اوس روز سے ہوگی جب سے نزاع واقع ہوا اور اسی طرح نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ عمرؓ
بن الخطاب نے لکھا شریح کو کہ مدت مقرر کرے واسطے عنین کے ایک برس جسدن سے کہ قصہ اوٹھایا جاوے
نزدیک تیرے اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت عمرؓ نے مدت مقرر کر دی واسطے عنین کے ایک برس اور زیادہ کیا کہ اگر
اس مدت مین جماع کیا عورت سے تو فبہا ورنہ تفریق کر دو درمیان انکے اور واسطے عورت کے مہر ہی کامل اور روایت کیا
اوسکو امام محمد بن الحسن نے ابو حنیفہ سے انھون نے اسمعیل بن مسلم سے انھون نے حسین سے کہ آئی ایک عورت نزدیک
عمر بن الخطاب کے اور خبر کی اونکو کہ خاوند میرا نہین پہونچتا ہی مجکو تو مدت مقرر کر دی انھون نے اوسکے لیے ایک
سال تو ہر گاہ کہ گذر گیا ایک سال اور نہ پہونچا اوسکو تو اختیار دیا عورت کو اور اوسنے اختیار کیا اپنے نفس کو تو کیا
حضرت عمر نے اوسکو ایک طلاق بائن اور لیکن حدیث حضرت علیؓ کی سو روایت کیا اوسکو عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ
دونون نے اپنی سندون سے اور حدیث ابن مسعود کی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے کہ کہا انھون نے مدت مقرر کیا
جاوے عنین ایک سال تو اگر جماع کرے فبہا ورنہ تفریق کرا دی جاوے درمیان انکے اور بھی اخراج کیا اوسکا دارقطنی اور
عبدالرزاق نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مغیرہ بن شعبہ سے کہ انھون نے مدت دی عنین کو ایک سال اور نکالا
ابن ابی شیبہ نے حسن اور شعبی اور عطا اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم سے کہ کہا اون سب نے مدت دیا جاوے عنین
ایک سال کی **ص** اور بائن ہو جاویگی عورت ساتھ ایک طلاق کے اور عورت کو کل مہر ہی اگر خلوت کی ہی اوس سے اور
واجب ہوگی عدت اور اگر درمیان زوج اور زوجہ کے اختلاف پڑا جیسا کہ زوج نے کہا کہ مین تجھپر قادر ہوا ہون اور زوجہ نے
اوسکا انکار کیا اور وہ قبل نکاح کے بکر تھی یا ثیب اور عورتون نے دیکھکر کے گواہی دی کہ ثیب ہی خاوند کو قسم دینگے اگر قسم کھائی
تو حق زوجہ کا یعنی تفریق باطل ہو جاویگی اور اگر قسم سے نکول کیا یا عورتون نے گواہی دی کہ بکر ہی قاضی خاوند کو

ایکسال مہلت دے اور اگر بعد مہلت کے بھی اختلاف ہوا تو تقسیم ویسی ہی ہوگی جیسے قبل مہلت کے تھی لیکن اب مہلت نہدی جاویگی تو اگر عورتون نے کہا ثیب ہی تو اگر خاوند حلف کر لیگا عورت کا حق باطل ہوگا جیسا کہ پہلے بیان ہوا اگر نکول کیا یا عورتون نے کہا بکر ہی تو عورت کو اختیار ہی تو اگر اپنے تئین اختیار کرے ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر خاوند اختیار کریگی تو حق اوسکا باطل ہوگا اور خصی مہلت دیا جاویگا مثل عنین کے **ف** خصی اوسے کہتے ہین کہ جسکے خصیے نکال لیے گئے ہون اور آلت قائم ہو اور اوسکا حکم کل مسائل مذکورہ مین مثل عنین کے ہی **ص** اگر زوج مجبوب ظاہر ہوا **ف** یعنی اوسکی آلت کٹی ہو **ص** اور زوجہ نے قاضی سے تفریق طلب کی تو فی الفور تفریق کرا دی جاویگی اسواسطے کہ اوسکو مہلت دینے مین کچھ فائدہ نہین برخلاف خصی کے کہ وطی کی توقع اوس سے ہی **ف** بوجہ قیام آلت کے **ص** کسیکو زوج اور زوجہ مین سے بسبب عیب دوسرے کے خیار نہین برخلاف امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک پانچ عیبون مین خیار ہی ایک جنون دوسرے برص تیسرے جذام چوتھے قرن پانچوین رتق اور امام محمد کے نزدیک اگر خاوند کو جنون یا جذام یا برص ہی تو عورت کو اختیار ہی اور اگر عورت کو ہی تو مرد کو اختیار نہین کیونکہ مرد اپنے سے دفع ضرر کر سکتا ہی اس طرح پر کہ طلاق دیدیوے برخلاف عورت کے **ف** رتق کے معنی بند ہونا اور عرب مین کہا کرتے ہین امرأة رتقاء جس سے جماع کی استطاعت نہین ہوتی بوجہ بند ہونے اوس مقام کے اور قرن نام ہی ایک عصب غلیظ کا یا گوشت کا جو اوٹھا ہوا ہو یا ہڈی کا جو فرج مین ہووے اس طرح پر کہ مانع ہو دخول سے امام شافعی کہتے ہین کہ بعضی ان چیزون سے کراہت طبع ہوتی ہی اور طبع مؤید ہی ساتھ شرع کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھاگ تو اوس شخص سے جسکو جذام ہو جیسا کہ بھاگتا ہی تو شیر سے روایت کیا اوسکو بخاری نے ابوہریرہ سے اور بعضی ایسی ہین کہ وہ مانع ہین استیفاء منافع کو اور ہمارا جواب یہہ ہی کہ فوت استیفاء منافع کا موت سے بھی ہو جاتا ہی اور وہ موجب فسخ نکاح نہین یہان تک کہ موت سے کچھ مہر ساقط نہوگا تو یہ عیوب بطریق اولی موجب فسخ نہونگے اور اسواسطے کہ استیفاء منافع ثمرہ نکاح ہی اور استحقاق تمکن خاوند کا بسبب وطی پر عورت سے اور وہ حاصل ہی بجذومہ اور مجنونہ اور برصاء سے اور اسی طرح رتقاء اور قرناء سے ساتھ شق اور فتق کے کذا فی الهدایة والکفایة

## باب عدت کے بیان مین

جس شخص نے اپنی زوجہ کو بعد خلوت کے طلاق رجعی یا بائن دیا اور عورت آزاد ہی اگر اوسکو حیض آتا ہو تو تین حیض کامل تک اوسکو عدت لازم آویگی **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ یعنی مطلقات روک رکھین اپنے نفسون کو تین حیضون تک اور امام شافعی کے نزدیک عدت اوسکی تین طہر ہین اور یہ اختلاف واقع ہوا ہی اس سبب سے کہ لفظ قروء سے کیا مراد ہی ہمارے نزدیک قرء کے معنی حیض ہین اور اونکے نزدیک طہر اور ادلہ طرفین کے کتب اصول مین بتفصیل مذکور ہین اور مذہب ہمارا خلفاے راشدین اور عبادلہ اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور ابو الدرداء اور عبادہ بن الصامت اور زید بن ثابت اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہم سے اور زیادہ کیا ابو داؤد اور نسائی نے معبد جہنی کو منقول ہی اور امام شافعی کا مذہب ماثور ہی حضرت عبد اللہ بن عمر اور زید بن ثابت سے حالانکہ معارض ہوئی اوسکی روایت ابن عمر سے موافق ہمارے مذہب کے نقل کیا اوسکو طحاوی نے اور بعض حفاظ نے

حنابلہ سے اور اسناد کیا طحاوی نے طرف قبیصہ بن ذویب کے کہ انھون نے سنا زید بن ثابت سے کہ کہتے تھے عدت لونڈی کی دو حیض ہین تو یہ بھی معارض ہی اونکی روایت کے زید بن ثابت سے اور یہی قول ہی سعید بن المسیب اور ابن جبیر اور عطا اور طاوس اور عکرمہ اور مجاہد اور قتادہ اور ضحاک اور حسن بصری اور مقاتل اور شریک قاضی اور ثوری اور اوزاعی اور ابن شبرمہ اور ربیعہ اور سدی اور ابو عبید اور اسحق کا اور اسی طرف رجوع کیا امام احمد نے اور کہا امام محمد بن حسن نے موطا مین **حدثنا** عیسی بن ابی عیسی الخیاط المدنی عن الشعبی عن ثلثة عشر من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلھم قالوا الرجل احق بامرأته حتی تغتسل من الحیضة الثالثة یعنی کہا تیرہ شخصون نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مرد حقدار زیادہ ہی اپنی عورت کے ساتھہ یہان تک کہ غسل کرے تیسرے حیض سے **ص** اور اگر اوس عورت کو حیض نہین آتا جیسا کہ وہ صغیرہ ہی یا کبیرہ ہی اور سن ایاس کو پہنچ گئی ہی یا سن بلوغ کو پہونچی اور حیض نہین آیا تو اوسکو تین مہینے تک عدت واجب ہوگی **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ الایہ **ص** اور اگر نکاح فسخ ہوگیا بسبب خیار بلوغ کے یا احد الزوجین کی ملک کے سبب دوسرے پر یا بسبب بوسہ لینے زوجہ کے ابن زوج کو بشہوت یا بسبب مرتد ہوجانے احد الزوجین کے یا بسبب کفو نہونے کے یا اور کسی سبب سے بعد خلوت کے اور زوجہ آزاد صاحب حیض ہی تو اوسکی عدت تین حیض ورنہ تین ماہ ہونگے **ف** اور عدت شروع ہوگی وقت طلاق سے یا فسخ سے نہ وقت خبر سے ایسا ہی ہی جامع الرموز مین **ص** اور تین حیض کامل اسواسطے معتبر ہین کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو حیض مین طلاق دیا تو یہ حیض عدت مین محسوب نہوگا اور جس ام ولد کا کہ مولا مرگیا یا اوسکو آزاد کردیا اور جس عورت سے وطی کی کسی شخص نے شبہہ سے اپنی بیوی جانکر یا نکاح فاسد سے مثل نکاح موقت اور متعہ کے اور خاوند مرگیا یا اونمین فرقت ہوگئی تو اگر عورت صاحب حیض ہی تو تین حیض اوسکی عدت ہوگی اور اگر صاحب حیض نہین تو تین مہینے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک جب مولا ام ولد کا مرجاوے یا آزاد کردیوے تو عدت اوسکی ایک حیض ہی اور دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے یحیی بن کثیر سے تحقیق کہ عمرو بن العاص نے حکم کیا ام ولد کو کہ آزاد ہوگئی تھی عدت کرنے کا ساتھہ تین حیض کے اور لکھا یہ طرف حضرت عمر کے تو آپ نے پسند کیا اوسکو اور وفات مین قول اونکا معلوم نہین لیکن نکالا ابن ابی شیبہ نے حارث سے انھون نے علی اور عبد اللہ سے کہ کہا اون دونون نے عدت ام ولد کی تین حیض ہین جسوقت کہ مرجاوے مولا اوسکا اور نکالا مثل اسکے ابراہیم نخعی اور ابن سیرین اور حسن بصری اور عطا سے **ص** اور اگر حرہ کا خاوند مرگیا **ف** برابر ہے کہ وہ عورت مسلمان ہو یا کتابیہ حائضہ یا غیر حائضہ مدخولہا یا غیر مدخولہا صغیرہ یا کبیرہ **ص** تو عدت اوسکی چار مہینے دس دن ہین **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ترجمہ اور جو مرجاتے ہین تم مین سے اور چھوڑ جاتے ہین بیویان روک رکھین اپنے نفسون کو چار مہینے دس دن **ص** اور عدت اوس لونڈی کی جو صاحب حیض ہی اسواسطے طلاق اور فسخ کے دو حیض ہین **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کے دو طلاق ہین اور عدت اوسکی دو حیض ہین اور یہ حدیث اوپر گذر چکی اور اس واسطے

کہ تین متفق ہی اور حیض قسمت مین پاتا تو دوسرا حیض بھی پورا ہو گیا تو دو حیض ہو گئے جیسا کہ کہا حضرت عمرؓ نے کہ اگر استطاعت رکھتا مین یہ (یعنی آدھا کرنے والی آیت) کہ کر دون اوسکو ایک حیض اور آدھا البتہ کرتا مین اوسکو سو ایک شخص نے کہا کہ آپ کرتے اوسکو ڈیڑھ مہینہ تو چپ رہے حضرت عمرؓ روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور شافعی نے مسند مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور حضرت عمرؓ نے اسواسطے سکوت کیا کہ کلام اوسکا قابل التفات نتھا کیونکہ اونکا کلام صاحبات حیض مین تھا اور وہ عدت بیان کرتا تھا آیسہ کی تو مشورہ اوسکا محض غیر سے خارج تھا **ص** اور جو صاحب حیض نہین تو عدت اوسکی نصف عدت حرہ ہے یعنی واسطے طلاق اور فسخ کے ڈیڑھ مہینہ اور واسطے موت کے دو مہینے اور پانچ روز اور عدت حاملہ کی آزاد ہو یا لونڈی طلاق اور فسخ اور موت مین ساتھ وضع حمل کے ہے اگرچہ خاوند اوسکا جو مر گیا ہے لڑکا ہو **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ یعنی جو عورتین حاملہ ہین تو اونکی عدت یہ ہے کہ وضع حمل کرین اور حضرت علیؓ کے نزدیک ضرور ہے وضع حمل اور چار مہینے دس دن بھی اور یہی قول ہے ابن عباس کا کیونکہ اس آیت سے واجب ہوئی اوسپر عدت ساتھ وضع حمل کے اور آیت يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا موجب ہے چار مہینے دس دن کو تو دونون جمع کرنے مین احتیاط ہے اور امام مالک کی موطا مین ہے سلیمان بن یسار سے کہ عبد اللہ بن عباس اور ابا سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے اختلاف کیا اوس عورت مین کہ جنی بچہ آدھ مہینہ بعد اپنے خاوند کے تو کہا ابو سلمہ نے کہ جب وقت جنا اوسنے تو حلال ہو گیا کہ نکاح کرے اور ابن عباس نے کہا کہ عدت اوسکی آخر ہے دونون مدتون کے تو کہا ابو ہریرہؓ نے کہ مین اپنے بھائی کے بیٹے یعنی ابا سلمہ کے ساتھ ہون بلکہ بھیجا کریب مولا ابن عباس کو طرف ام سلمہؓ کے کہ اونسے پوچھے اسکو تو خبر دی انھون نے اوسکو کہ سبیعہ اسلمیہ جنی تھی بعد وفات اپنے خاوند کے کچھہ راتون بعد تو ذکر ہوا اسکا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تب فرمایا آپ نے کہ حلال ہوئی نکاح کرے جس سے چاہے اور جامع ترمذی مین ہے کہ وہ جنی تھی بعد تئیس یا پچیس دن کے اور صحیح بخاری مین ہے کہ فرمایا حضرت ابن مسعود نے کہ اوتری ہے سورت نساء قصری بعد طولی کے اور مراد قصری سے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ الآیہ ہے اور طولی سے سورہ بقرہ ہے تو غرض ابن مسعود کی یہ ہے کہ قول اللہ تعالی کا وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اوترا ہے بعد قول اللہ تعالی کے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ تو متاخر ناسخ ہوگا واسطے متقدم کے اور روایت ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہے کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے واللہ لمن شاء لاعناہ لانزلت سورة النساء القصری بعد اربعة اشهر وعشرا اور بزار کی روایت مین ہے من شاء حالفناہ اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جب وضع حمل کرے تو وہ حلال ہو جاویگی تو خبر دی اونکو ایک شخص نے انصار مین سے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر وضع حمل کرے اور خاوند اوسکا تخت پر رکھا ہو اور دفن نہوا ہو تب بھی حلال ہو جاویگی روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین اور اوسکی اسناد مین ایک شخص مجہول ہے اور تفصیل فتح القدیر مین ہے **ص** اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک عدت اوسکی عدت وفات ہے **ف** اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہے **ص** اور اگر حامل ہو بعد مرنے لڑکے کے تو اوسکی عدت عدت وفات ہوگی اور نسب دونون صورتون مین یعنی چاہے قبل مرنے لڑکے کے حاملہ ہو یا بعد

ثابت ہوگا اور عدت زوجہ فار کی **ف** یعنی اوس شخص کی جسنے اپنی زوجہ کو مرض مین طلاق دیا اور اوسی مین مرا
**ص** واسطے طلاق بائن کے **ف** ایک ہو یا تین **ص** ابعد الاجلین ہی یعنی اگر عدت طلاق کی گذر گئی اور تین
حیض ہین مثلا اور عدت موت کی نہین گذری تو ضرور ہی اونکو کہ موت کی عدت تک ٹھہر جاوین اور اگر عدت موت کی گذر چکی
اور عدت طلاق کی نہین گذری تو طلاق کی عدت تک ٹھہر جاوین اور واسطے طلاق رجعی کے عدت وفات ہی اور اگر مولا نے
اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور وہ اپنے خاوند سے عدت مین طلاق رجعی کے تھی تو عدت حرہ کو تمام کرے اور اگر عدت مین طلاق
بائن کے یا عدت مین موت کے تھی تو عدت لونڈی کی تمام کرے اور اگر عورت آیسہ یعنی جو سن ایاس مین ہو یعنی پچپن برس یا زیادہ
کی ہو گئی ہو اور خون اوسکا موقوف ہو گیا ہو اور طلاق دیا اوسکو خاوند نے تو عدت کریگی ساتھ تین مہینے کے تو اگر قبل گذرنے
ان تین مہینون کے خون دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ آیسہ تھی تو اب پھر عدت حیضون سے شروع کرے اور ہدایہ مین لکھا
کہ یہی صحیح ہی **ف** اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ اگر بعد سن ایاس کے خون دیکھا تو حیض نہوگا اور عدت مہینون سے
باطل نہوگی اور فساد نکاح بھی ظاہر نہوگا اور بعضون نے کہا کہ حیض ہوگا تو عدت مہینون سے باطل ہو جاویگی اور فساد
نکاح ظاہر ہوگا اور صدر الشہید فتوی دیتے تھے اس بات پر کہ اگر آیسہ نے خون دیکھا بعد سن ایاس کے چاہیے جسطرح کا
ہووے حیض ہو جاویگا اور فتوی دیتے تھے کہ عدت مہینون سے باطل ہو جاویگی اگر خون دیکھا قبل تمام ہونے عدت کے
مہینون سے اور اگر بعد تمام ہونے عدت کے خون دیکھا تو باطل نہوگی هكذا فى الكفاية وفتح القدير اور وقایہ مین
لکھا ہی کہ اگر بعد عدت گذرنے کے بھی خون دیکھے تب بھی سرے سے عدت حیضون سے شروع کرے اور ایسا ہی ہی کثر
معتبر کتابون مین كذا فى الچلپى **ص** اور ابو علی دقاق کی روایت مین ہی کہ اگر کسی عورت کو حکم ایاس کا ہو گیا ہو اور وہ خون
دیکھے بعد اوسکے تو حیض ہوگا اور ایاس باطل نہوگا اور اگر بعد تین مہینے کے اوسنے نکاح کر لیا ہو تو ایسے خون سے نکاح
فاسد نہوگا اسواسطے کہ وہ خون اپنے وقت مین نہین **ف** اور موافق روایت وقایہ کے فاسد ہوگا **ص**
اور اگر اوس عورت نے کہ سن ایاس مین پہونچی ہی حیضون سے عدت کی اور بعد گذرنے ایک یا دو حیض کے خون اوسکا
منقطع ہوا تو مہینون سے عدت شروع کرے **ف** اور جو کچھ کہ حیض و طہر گذرا ہی عدت مین محسوب نہوگا **ص**
اور اگر ایک عورت عدت مین تھی اور کسی شخص نے اوس سے شبہے سے وطی کی **ف** برابر ہی کہ وہ شخص اوسکا
خاوند ہو جو طلاق دے چکا ہی یا اجنبی ہو **ص** تو اس وطی کے لیے ایک اور عدت چاہیے اور دونون عدتین
متداخل ہو جاوینگی یعنی جو کچھ عدت اول سے باقی ہو اب وہ دونون مین محسوب ہوگا اور جب پہلی عدت تمام ہو جاوے
تو دوسری کو تمام کرے اور صورت اسکی یون ہی کہ زوج نے اوسکو ایک طلاق بائن یا تین طلاق دیے اور اوسکو ایک
حیض آیا اور پھر اوس سے کسی نے شبہے سے وطی کی تو اوسپر دو عدتین ہین تو اول حیض پہلی عدت کا ہوگا اور دو
حیض بعد اوسکے دونون عدتون مین ہو جاوینگے تو عدت پہلی تمام ہو گئی اور دوسری عدت کے واسطے ایک حیض
اور چاہیے اور امام شافعی کے نزدیک تداخل جب ہوگا کہ وطی بالشبہ زوج سے ہو اور عورت عدت مین ہو لیکن اگر
دوسرے کسی اجنبی سے ہو تو تداخل نہوگا اور عدت طلاق اور موت کی گذر جاویگی اگرچہ زوجہ کو خاوند کی موت

اور طلاق کا علم نہووے ف اور اگر بیچ مین عدت کے علم ہوگیا تو باقی کو تمام کرے ص اور شروع اس
عدت کا طلاق اور موت کے وقت سے ہوگا اور نکاح فاسد مین جب سے تفریق ہو یا وطی کرنے والا قصد
کرے ترک وطی کا عدت شروع ہوگی اور اگر زوجہ نے کہا کہ عدت میری تمام ہوگئی اور تکذیب کی اوسکی زوج نے تو قول
عورت کا معتبر ہوگا ساتھ قسم کے اور اگر طلاق باین دیا زوج نے اپنی زوجہ کو پھر نکاح کیا اوس سے عدت مین اور طلاق دیا
اوسکو قبل دخول کے تو خاوند پر کامل مہر لازم ہے اور اوسپر نئے سرے سے ایک عدت مستقل واجب ہے نزدیک شیخین کے
اور امام محمد کے نزدیک خاوند پر نصف مہر ہے اور عورت پر تمام کرنا پہلی عدت کا واجب ہے اور امام زفر کے نزدیک عورت
پر بالکل عدت نہین ف اور دلایل مذہب ثلثہ کے مذکور ہین ہدایہ اور شرح وقایہ مین ص اور اگر ذمی نے
طلاق دیا ذمیہ کو تو اوسپر عدت نہین اگر ذمیون کا یہی اعتقاد ہے اور اگر اعتقاد مین اونکے عدت ہے تو اوسپر عدت لازم امام
صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دونون صورتون مین عدت اوسپر واجب ہے ف اور اگر حربی نے حربیہ کو
طلاق دیا تو بالاتفاق عدت لازم نہ آویگی اور اگر مسلمان نے ذمیہ کو طلاق دیا تو عدت واجب ہوگی جامع الرموز
ص اور اسیطرح اگر حربیہ ہماری طرف چلی آئی مسلمان ہوکے تو اوسپر عدت نہین تو اگر نکاح کرے جائز ہے مگر یہ کہ حاملہ ہو ف
اور صاحبین کے نزدیک اس صورت مین بھی اوسپر عدت ہے اور ایک روایت مین امام ابو حنیفہ سے یہ ہے کہ اگر وہ حاملہ ہو
تو جائز ہے نکاح اوسکا اور وطی نکرے اوس سے جیسے وہ عورت جو حاملہ ہو زنا سے اور اول صحیح ہے کذا فی الہدایہ

**فصل** جس عورت کا خاوند مرگیا یا اوسکو طلاق باین دیا اور وہ بالغہ ہے مسلمان ہے حرہ ہو یا نہو تو اوسکو عدت
مین چاہیے کہ سوگ کرے اور امام شافعی کے نزدیک سوگ نہین ہے معتدہ باین پر ف دلیل ہماری یہ ہے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث ام عطیہ مین سوگ نکرے عورت مردے پر تین دن سے زیادہ مگر مرے پر خاوند کے
چار مہینے اور دس دن روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے یہ تو متوفی عنہا الزوج مین ہے اور لیکن مبتوتہ مین دلیل
اوسکی ہدایہ مین مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا معتدہ کو کہ خضاب کرے مہندی سے اور فرمایا کہ حنا
خوشبو ہے کہا ابن الہمام نے فتح القدیر مین کہ اس حدیث کو سروجی نے ذکر کیا اور نسبت کیا اوسکو طرف نسائی کے
اور لفظ اوسکا یہ ہے نهى المعتدة عن الكحل والدهن والخضاب بالحناء قال الحناء طيب اور جانچ کی گئی یہ حدیث
کسی کتاب مین ہو کتب نسائی سے اور روایت کی ابو داود نے مراسیل مین عمرو بن شعیب سے تحقیق کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عورت کو کہ سوگ کرے اپنے خاوند پر یہانتک کہ گذر جاوے عدت اوسکی اور
اپنے دوسرے عزیزون پر تین دن تک ص یعنی آرایش نکرے اور جامۂ زعفرانی اور کسم رنگ کا نہ پہنے ف اسواسطے
کہ اوس مین خوشبو آتی ہے اور خوشبو ممنوع ہے جیسا کہ روایت کیا اوسکو ہمنے اوپر اور حدیث ام عطیہ مین ہے کہ نہ پہنے کپڑا رنگین
مگر کپڑا رنگے سوت کا ص اور مہندی نہ لگاوے ف کیونکہ حدیث ام سلمہ مین ہے اور نہ مہندی سے
کہ وہ خضاب ہے روایت کیا اوسکو ابو داود اور نسائی نے اور اسناد اوسکا حسن ہے ص اور خوشبو اور تیل نہ لگاوے
ف ہدایہ مین ہے اسواسطے کہ تیل بھی خالی نہین خوشبو سے اور زیلعی نے تصریح کی کہ تیل مین کوئی حدیث صریح

نہین آنی ص اور سرمہ نہ لگاوے ف اسواسطے کہ حدیث ام عطیہ مین ہے کہ سرمہ نہ لگاوے اور نہ خوشبو لگاوے
مگر جب پاک ہو حیض سے ڈالے فرج مین ٹکڑا قسط کا یا اظفار کا یہ حدیث متفق علیہ ہے اور یہی لفظ مسلم کا ہے اور ابوداؤد
اور نسائی نے زیادہ کیا کہ خضاب نکرے اور نسائی کی روایت مین ہے کہ کنگھی نہ کرے اور حدیث ام سلمہ مین ہے کہ پوچھا
مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس چیز سے سر دھوؤن فرمایا پتون سے بیری کے ص مگر عذر سے ف
کیونکہ اجازت دی حضرت ام سلمہ نے سرمہ لگانے کی ماں کو ام حکیم کی جب مر گئے تھے خاوند اونکے اور شدت
تھی اونپر درد کی آنکھون مین روایت کیا اوسکو امام احمد نے اور اسواسطے کہ اوسمین ضرورت ہے اور مقصود دوا ہے
نہ زینت ہے جیسا کہ حضرت نے مباح کیا تھا حریر کو واسطے ایک شخص کے بسبب کثرت جوؤن کے ص اور نہ سوگ
کرے وہ لونڈی ام ولد جسکو آزاد کردیا مولا نے اور نکاح فاسد مین اسواسطے کہ یہان کچھ نعمت نکل جاتی نہ رہی بلکہ
نکاح فاسد کا رفع واجب ہے ف تو اوسپر خوشی چاہیے ص اور نہ پیغام صریح بھیجے اوس عورت کے پاس جو معتدہ ہو وفات سے
نکاح کا بلکہ اشارے اور کنایہ سے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ
مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ الآیہ یعنی نہین گناہ ہے تمپر اوسمین جو اشارہ کرو تم ساتھ اوسکے پیغام سے عورتون کے اور
حضرت ابن عباس سے مروی ہے صحیح بخاری مین کہ کہے ارادہ کرتا ہون مین نکاح کا یا چاہتا ہون کہ ملجاوے مجھے کوئی عورت
نیک بخت اور کہا قاسم نے کہ کہے تو اچھی ہے اور مین تجھ مین راغب ہون اور اللہ تجکو ایک خیر پہونچانیوالا ہے یا مانند اسکے
اور نکالا بیہقی نے سعید بن جبیر سے قول مین اللہ تعالی کے اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا کہا کہ کہے مین تجھ مین راغب
ہون اور مین امیدوار ہون کہ ہم تم جمع ہون اور یہ نہ کہے کہ مین تجھسے ارادہ نکاح کا رکھتا ہون اور ہدایہ مین ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر مین آیت شریف وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اور نہ وعدہ کرو تم اونسے
پوشیدہ کہ پوشیدہ نکاح ہے اور ابن الہمام نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور جو عورت کہ عدت مین ہو طلاق کی تو اوس سے
تعریض بھی بالاجماع جائز نہین ہے فتح القدیر ص اور جو عورت کہ عدت مین طلاق رجعی کے یا بائن کے ہو تو وہ اپنے
گھر سے کسی وقت نہ نکلے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ ف اِلَّآ اَنْ
يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ یعنی نہ نکالو اونکو اپنے گھرون سے اور نہ وہ نکلین مگر جب لاوین کسی فاحشہ صریح کو حضرت عبد اللہ
بن مسعود سے مروی ہے کہ فاحشہ یہ ہے کہ زنا کرین اور واسطے حد مارنے کے نکالی جاوین اور کہا حضرت عبد اللہ بن عباس نے
کہ فاحشہ یہ ہے کہ بدزبانی کرے اپنے خاوند کے عزیزون پر اور اسواسطے کہ مطلقہ عورتون کا نفقہ خاوند کے مال مین سے ہے
تو اونکو احتیاج نکلنے کی نہین ص اور جو عورت کہ عدت مین موت کے ہو اوسکو جائز ہے کہ دن کو نکلے اور کچھ حصہ رات کو
اور نہ گذارے اکثر رات کو مگر اپنی منزل مین ف اسواسطے کہ اوسکے واسطے نفقہ نہین ہے تو محتاج ہوگی طرف نکلنے
کے ص جو عورت کہ اوسپر عدت واجب ہوئی تو اوسکو چاہیے کہ جس گھر مین فرقت یا موت یا طلاق ہوا تھا اوسی گھر مین
عدت کو تمام کرے ف یعنی اوس گھر مین جو اوسکی طرف نسبت کیا جاتا تھا وقت وقوع فرقت اور موت کے اسواسطے
کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ اور اضافت بیوت کی اونکی طرف کی اور فریعہ بنت مالک سے

مروی ہی کہ خاوند اونکا نکلا تلاش مین اپنے بھاگے ہوئے غلامون کی پھر قتل کیا انھون نے اوسکو جب ملے وہ اون سے
کہا اوسنے کہ پھر پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ پھر جاؤن اپنے لوگون مین کہ خاوند نے میرے لیے نہین چھوڑا
یعنی فریعہ نے کہا
مکان اور خرچ تو فرمایا اچھا پھر جب گئی مین حجرے مین پکارا مجکو پھر فرمایا ٹھہر تو اپنے گھر مین جب تک کہ پہونچے لکھا اللہ کا
اپنی مدت کو پھر عدت تمام کی مین نے اوسمین چار مہینے اور دس دن کہا کہ فیصلہ کیا اسی حکم سے اسکے بعد عثمان رضی نے نکالا اوسکو
احمد اور چارون عالمون نے اور مالک نے موطا مین اور ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح الاسناد من
الوجهين جميعا وان لم یخرجاه یعنی صحیح ہی اسناد اوسکا دونون طریقون سے اگرچہ نہ نکالا اوسکو بخاری و مسلم نے
اور کہا محمد بن یحیی ذہلی نے کہ یہ حدیث صحیح محفوظ ہی اور ایسا ہی کہا ترمذی نے ص مگر یہ کہ گھر سے نکالی جاوے یا خوف
ہووے اوسکو تلف مال کا یا گھر کے گر جانے کا یا کرایہ گھر کا اوسکو نہ ملے تو ان سب صورتون مین زوجہ کو اختیار ہی کہ اوس
گھر سے نکل جاوے اور اگر زوجہ عدت مین طلاق بائن کی ہی تو گھر مین پردہ چاہیے اور اگر گھر تنگ ہو تو اولی یہ ہی
کہ خاوند وہان سے نکل آوے ف اور زوجہ کو بھی نکل آنا جائز ہی ہدایہ ص اور اسی طرح اگر خاوند
فاسق ہووے تب بھی نکل آوے اور اولی یہ ہی کہ خاوند نکل جاوے ف فتح القدیر مین ہی کہ جہان کوئی اس قسم
کا عذر متحقق ہو تو عورت کو خروج مباح ہو جاویگا اور اولی یہ ہی کہ خاوند نکل آوے ص اور اچھا یہ ہی کہ اون دونون
کے بیچ مین ایک عورت معتبر مقرر کی جاوے کہ قادر ہووے منع پر وطی سے اور اگر کسی شخص نے سفر مین اپنی
زوجہ کو گھر اوسکے ساتھ ہی طلاق بائن دیا یا مر گیا اور وہان موضع اقامت نہین ہی اور زوجہ کے شہر تک وہان سے
مدت سفر نہین ہی تو وہان سے پھر آوے اور گھر کے عدت بیٹھے اور اگر جہان کا ارادہ رکھتی ہی اور جہان سے آتی ہی
دونون تین دن تین رات کی مسافت سے کم نہون یا دونون تین دن تین رات کی مسافت سے کم ہون تو عورت کو اختیار
ہی جہان ان دونون جانب سے چلی جاوے ہو سکتا ہی برابر ہی کہ اوسکے ساتھ کوئی ولی ہو یا نہو اور احتیاط اسمین ہی کہ رجوع
کرے اور اپنے مسکن مین رہکے جہان سے چلی تھی عدت کرے اور امام سرخسی کے نزدیک دونون جانبون سے جو اقرب ہو
اوسکو اختیار کرے مدت سفر سے زیادہ ہو یا کم اور اگر جس جگہ سے نکلی ہی تین روز کی راہ ہووے اور جس طرف جاتی ہی کم ہووے تو
اوسی طرف چلی جاوے اور اگر وہ جگہ موضع اقامت ہی مثلا شہر ہی تو امام کے نزدیک وہین عدت تمام کرے اگرچہ اوسکے پاس کوئی ولی
موجود ہووے اسواسطے کہ نکلنا معتدہ کو حرام ہی اگرچہ مسافت مدت سفر سے کم ہووے اور صاحبین کے نزدیک اگر اوسکے
ساتھ ولی ہو تو نکلنا اوسکا حرام نہین ہی کیونکہ واسطے وحشت جدائی کے نکلنا مباح ہی اور حرمت سفر کی اوٹھ گئی ہو جبکہ ولی
تھا اب بنا بر قول صاحبین کے جب نکلنا جائز ہوا تو اب کس طرف جاوے اسمین ویسی ہی تفصیل ہی جیسے گذری

## باب ثبوت نسب کے بیان مین

اگر کسی شخص نے کسی عورت کو کہا کہ اگر اوس سے مین نکاح کرون تو وہ طالق ہی اور پھر نکاح کیا اوس سے اور وہ جنی بعد
چھ مہینے کے وقت نکاح سے تو نسب لڑکے کا اوس شخص سے ثابت ہو جاویگا اور لازم ہوویگا اوسکو مہر اوس
عورت کا ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی ص اور ثابت ہوویگا نسب مطلقہ بطلاق رجعی کا جب لاوے

وہ لڑکے کو دو برس مین یا زیادہ مین جبتک اقرار نکرے عدت کے گذرنے کا تو اگر اقرار کریگی عدت کے گذرنے کا اور پھر جنی اور طلاق اور ولادت کے بیچ مین دو برس سے زیادہ کی مدت ہی تو نسب ثابت نہوگا اسواسطے کہ نسب جب ثابت ہوتا ہی کہ مدت اقرار اور ولادت مین چھہ مہینے سے کم گذرے ہون جیسا کہ آگے آتا ہی اور اگر لائی اوس لڑکے کو کم مین دو برس سے تو بائنہ ہوجاویگی اپنے خاوند سے ساتھ گذرنے عدت کے اور نسب ثابت ہوجاویگا بخلاف اوس صورت کے جب جنے زیادہ مین دو برس سے کہ وہان رجعت ثابت ہوجاویگی کیونکہ اب حمل وطی کا نہین ہوسکتا ہی اگر عدت مین **ف** اور اول صورت مین ہوسکتا ہی کہ وطی نکاح مین ہو کیونکہ وہان وقت طلاق سے دو برس سے کم مدت گذری ہی **ص** اور جو عورت کہ مطلقہ بطلاق بائن ہی تو اوسکے لڑکے کا نسب ثابت ہوگا جب جنے وقت طلاق سے دو برس سے کم مین اور جو دو برس کے بعد جنی تو نسب ثابت نہوگا مگر یہ کہ خاوند اوسکا دعوی کرے کیونکہ ہوسکتا ہی کہ اوسنے وطی کی ہو شبہے سے ایام عدت مین اور جو عورت مراہقہ ہی یعنی ایسی لڑکی ہی کہ اوسکے مثل اور عورتون سے جماع ہوتا ہی اور وہ سن بلوغ مین مثلا نو برس یا زیادہ کی ہی لیکن علامات بلوغ ظاہر نہین ہوئے وہ اگر بعد طلاق کے کم مین نو مہینے سے جنی نزدیک طرفین کے نسب لڑکے کا ثابت ہوجاویگا اور اگر نو مہینے مین جنی تو نسب ثابت نہوگا اور نو مہینے اسواسطے معتبر ہوئے کہ اقل مدت حمل چھہ مہینے ہین اور عدت اوسکی تین مہینے **ف** اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہی **ص** اور نزدیک امام ابو یوسف کے اگر طلاق رجعی ہی تو ستائیس ماہ تک نسب ثابت ہوگا اسواسطے کہ تین مہینے اوسکی عدت کے مدت ہین اور دو برس اکثر مدت حمل ہین اور اگر طلاق بائن ہی تو دو برس تک اور اگر کسی عورت معتدہ نے اقرار کیا کہ عدت میری تمام ہوگئی اور پھر چھہ مہینے سے کم مین وقت اقرار سے جنی تو نسب لڑکے کا ثابت ہوجاویگا لیکن اگر چھہ مہینے مین یا زیادہ مین وقت اقرار سے جنی تو نسب ثابت نہوگا **ف** لکھا اور فتح القدیر وغیرہما مین لکھا ہی کہ چھہ مہینے کی مدت وقت اقرار سے معتبر ہی اور نسخ شرح وقایہ مین وقت طلاق سے لکھا ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ سہو ہی قلم ناسخ سے **ص** اگر عورت معتدہ نے دعوی کیا کہ مینے لڑکا جنا اور خاوند نے اوسکی ولادت کا انکار کیا تو اگر قبل ولادت کے حمل ظاہر تھا یا خاوند نے اوسکا اقرار کیا تھا تو ایک عورت کی گواہی سے نسب ثابت ہوگا اور اگر قبل ولادت کے حمل ظاہر نتھا اور خاوند نے بھی اوسکا اقرار نہین کیا تھا تو دو مردون کی یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی واسطے ثبوت نسب کے ضرور ہی اسطرح پر کہ زوجہ تنہا گھر مین گئی اور اوسکے ساتھ کوئی نتھا اور گھر مین بھی کوئی لڑکا نتھا اور ہم گھر کے دروازے پر بیٹھے کہ آواز لڑکے کی سنی یا لڑکے کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور صاحبین کے نزدیک سب صورتون مین گواہی ایک عورت کی کافی ہی مسئلہ اگر کوئی عورت عدت موت مین دو سال کے قبل جنے تو نسب ثابت ہوجاویگا اور اگر معلوم نہین کہ قبل موت کے جنی یا بعد اوسکے دو برس مین یا کم مین لیکن اقرار کیا ورثہ نے کہ یہ لڑکا اونکے مورث کا ہی تو اگر صاحب اقرار ایسے ہین کہ اونسے صحت شہادت نہین ہوسکتی بوجہ نہ کامل ہونے نصاب شہادت کے یا عدم عدالت کے تو فقط وہ لڑکا وارث ہوجاویگا اوس مقر کے حق مین اور اگر صحیح الشہادۃ ہین تو نسب اوسکا ثابت ہوجاویگا مقر اور غیر مقر سب کے حق مین اور جو ورثہ نے اقرار نہین کیا تو نسب ثابت نہوگا مسئلہ ایک مرد نے نکاح کیا کسی عورت سے

اور وہ جنی کم میں چھ مہینے سے وقت نکاح سے تو نسب اوسکا ثابت نہوگا اور اگر جنی چھ مہینے یا زیادہ مین تو نسب ثابت ہوگا برابر ہے کہ خاوند اقرار کرے یا چپ رہے اور اگر انکار کرے ولادت کا تو ایک عورت کی گواہی دینے سے ثابت ہوگی پھر اگر بعد گواہی کے خاوند لڑکے کو نفی کرے یعنی کہے کہ یہ لڑکا مجسے نہین تو لعان کریوے اور اگر بعد نکاح کے جنی اور دعوی کیا زوجہ نے کہ نکاح کو چھ مہینے ہوئے اور مرد نے دعوی کیا کہ چھ مہینے نہین ہوئے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک قول عورت کا بغیر قسم کے قبول ہوجاویگا **ف** اور لڑکا زوج کا ہوجاویگا ہدایہ **ص** اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو جنے گی تو طلاق ہی اور گواہی دی ایک عورت نے ولادت پر تو طلاق واقع نہوگا نزدیک امام ابوحنیفہ کے اور امام ابویوسف و محمد کے نزدیک طلاق واقع ہوجاویگا کیونکہ ولادت ایسا امر ہی کہ ایک عورت کی گواہی سے ثابت ہوجاتا ہی **ف** اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شہادت عورتون کی جائز ہی اون امور مین کہ نہین استطاعت رکھتے ہین مرد اونکی نظر کی اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین پائی لیکن روایت کیا ابن ابی شیبہ نے زہری سے کہ کہا انھون نے جاری ہوئی سنت یہ بات کہ جائز ہی شہادت عورتون کی اون امور مین کہ نہین اطلاع پاتے ہین اونپر کوئی سوا اونکے مثل عورتون کے ولادت اور عیوب پر اور جائز ہی شہادت دایہ کی تنہا اوپر رونے لڑکے کے اور دو عورتین چاہییں اسکے سوا مین اور یہ حدیث حجت ہی کیونکہ مرسل ہی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے محمد بن عبدالملک واسطی سے انھون نے اعمش سے انھون نے ابی وائل سے انھون نے حذیفہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھی شہادت دایہ کی اور روایت کی امام محمد نے آثار مین ابراہیم نخعی سے کہ وہ جائز رکھتے تھے شہادت عورتون کی لڑکے کے رونے پر اور اخراج کیا اوسکا امام ابوحنیفہ نے مسند مین اور دلیل امام صاحب کی مذکور ہی ہدایہ مین اور فتح القدیر مین **ص** اور اگر خاوند نے اقرار کیا حمل کا اور پھر تعلیق کی تو عورت پر طلاق پڑ جاویگا بغیر شہادت کے اور صاحبین کے نزدیک شرط ہی شہادت دایہ کی اور اکثر مدت حمل دو برس ہین **ف** اور دلیل اسکی قول حضرت عایشہ رضی کا ہی کہ نہین رہتا ہی لڑکا رحم مین اکثر دو برس سے اور ایک لفظ مین ہی کہ نہین زیادہ ہوتی ہی عورت حمل مین دو برس سے اگرچہ بمانند سائے تکلے کے یعنی اگرچہ بقدر سایہ تکلے کے ہووے کیونکہ سایہ تکلے کا وقت دوران چرخے کے سریع الزوال ہوتا ہی اور سایہ سے مقصود تقلیل مدت ہی اخراج کیا اس قول کا دارقطنی نے اور بیہقی نے سنن مین اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اکثر مدت حمل چار برس ہین اور دلائل اونکے ضعیف ہین قابل حجت کے نہین فتح القدیر مین مذکور ہین **ص** اور اقل چھ مہینے ہین **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا پھر فرمایا وَفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ تو نہ باقی رہے حمل کے واسطے مگر چھ مہینے **ص** اور جس شخص نے نکاح کیا کسی لونڈی سے پھر طلاق دیا اوسکو **ف** بعد دخول کے **ص** پھر خریدا اوسکو اور جنی وہ چھ مہینے سے کم مین خریدنے کے وقت سے تو لازم آویگا لڑکا اوس شخص کو بغیر دعوے کے اور اگر چھ مہینے مین یا زیادہ مین جنی تو بغیر دعوے کے اوسکو لازم نہوگا **ف** اور یہ جب ہی کہ طلاق ایک رجعی یا بائن یا خلع ہوا اور اگر دو طلاق دیے تھے تو نسب ثابت ہوگا دو برس تک وقت طلاق سے ہدایہ **ص** اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین ولد ہی تو وہ میرا ہی اور شہادت دی ولادت پر ایک عورت نے تو نسب لڑکے کا اوس سے ثابت ہوجاویگا اور وہ لونڈی اوسکی ام ولد ہوجاویگی اور اگر

کسی نے ایک لڑکے کو کہا کہ یہ میرا فرزند ہے اور وہ اوسکا لڑکا ہوسکتا ہے بعد اوسکے وہ شخص مر گیا اور لڑکے کی ماں نے کہا
کہ وہ اوسکا بیٹا ہے اور مین اوسکی بیوی ہون تو دونون وارث ہونگے اگر وہ عورت معروفۃ الحریۃ ہو اور یہ بھی مشہور ہو کہ
اوس لڑکے کی ماں ہے اور اگر معلوم نہو کہ وہ عورت حرہ ہے اور ورثہ نے کہا کہ تو ام ولد ہے تو عورت کو میراث نملیگی جدا لڑکا وارث ہوگا

## باب حضانت کے بیان مین

اور واسطے تربیت صغیر کے حقدار اول ماں ہے اور اوسپر جبر نکرینگے اگرچہ اوسکے اور خاوند کے درمیان مین تفریق ہوجاوے
ف کیونکہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ یہ بیٹا میرا تھا پیٹ میرا
اوسکا برتن اور چھاتی میری اوسکی مشک اور گود میری اوسکا مکان اور باپ نے اوسکے مجھے طلاق دیا اور چاہتا ہے کہ چھین لے
اوسکو مجھسے سو فرمایا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو زیادہ حقدار ہے اوسکے رکھنے کی جب تک نکاح نکرے روایت کیا
اوسکو احمد اور ابو داود اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور اسواسطے کہ ماں کی شفقت زیادہ ہے تو دینا اوسکی طرف اچھا ہوگا
اور حضرت ابو بکر رض نے نہ دیا عاصم پسر حضرت عمر کو بلکہ سپرد کیا اوسکو طرف اوسکی ماں کے وقت وقوع فرقت کے روایت
کیا اوسکو مالک نے اور عبد الرزاق نے اور زیادہ کیا بیہقی نے کہ کہا ابو بکر رض نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ
فرماتے تھے نہین جدا کی جاوے والدہ اپنے لڑکے سے اور مصنف ابن ابی شیبہ مین ہے کہ عمر بن خطاب رض نے طلاق دی جمیلہ
بنت عاصم بن ابی الافلح کو تو اوسنے نکاح کیا اور آئے حضرت عمر اور لے لیا اپنے بیٹے کو اور پکڑا اوسکو اوسکی ماں نے
یہان تک کہ مرافعہ کیا دونون نے حضرت ابو بکر پاس تو فرمایا حضرت ابو بکر نے کہ چھوڑ دو اوسکی ماں اور لڑکے کو تو لے لیا
اوسکی ماں نے لڑکے کو اور ایک روایت مین مصنف کی ہے کہ فرمایا حضرت ابو بکر نے چھونا ماں کا اور گود اوسکی اور بو اوسکی
بہتر ہے اوسکے لیے تمسے یہان تک کہ جوان ہو جاوے لڑکا تو اختیار کرے اپنے نفس کو ص اور جب ماں نہووے ف
یعنی مر گئی ہو یا کسی اجنبی سے اوسنے نکاح پڑھا لیا ہو کہا ص تو نانی اولی ہے اگرچہ کتنی ہی بلند ہو جاوے ف
یعنی نانی کی ماں اور نانی کی نانی وغیرہا اسواسطے کہ یہ حق ماؤن کی جانب کا ہے تو جب ماں نہوئی تو ماں کی ماں کی طرف
منتقل ہو جاویگا ص اور اگر نانی نہووے تو دادی بہتر ہے بہنون سے ف اسواسطے کہ دادی بھی حصہ ماں کا رکھتی ہے ترکے
مین اور شفقت بھی اوسکو زیادہ ہے بہ نسبت بہنون کے ص تو اگر دادی نہو تو بہنین اوسکی حقیقی پھر
اخیافی پھر علاتی ف اور یہ اولی ہین خالہ سے اسواسطے کہ یہ بیٹیاں ہین اپنے باپ کی اور اسی واسطے مقدم ہین
میراث مین اور ایک روایت مین خالہ اولی ہے بہن سے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ بجاے ماں کے ہے حق
مین بیٹے حضرت حمزہ کے نکالا اوسکو بخاری نے اور نکالا اوسکو امام احمد نے حدیث سے علی کی پھر فرمایا اور لڑکی ہے
خالہ کے پاس رہے کہ بیشک خالہ ماں ہے اور روایت اسحق بن راہویہ مین ہے اس لفظ سے فان الخالۃ والدۃ اور یہی
عبارت واقع ہے ہدایہ مین ص بعد اوسکی حقیقی بہنین ماں کی پھر اخیافی بہنین ماں کی پھر علاتی بہنین ماں کی پھر باپ کی
بہنین حقیقی پھر اخیافی پھر علاتی ف اور حاصل یہ ہے کہ اول جو ذوات محرم انکی ہین یعنی باپ اور ماں دونون کی طرف کی
مقدم کی جاویگی پھر ماں کی جانب کی پھر باپ کی جانب کی اور خالہ اسواسطے مقدم ہے پھوپھی پر کہ پھوپھی باپ کی بہن ہوتی ہے

اور خالائین کی بہن اور قرابت مادری اس مقام مین اولی ہی ص اور سبب یہ ہی کہ یہ عورتین آزاد ہون ہو اسواسطے کہ لونڈی اور
ام ولد کو حق تربیت اپنے لڑکے کا نہین ف اسواسطے کہ اونکو خدمت سے فراغت نہین ص اور اگر لڑکا مسلمان
ہی اور مان اوسکی ذمیہ ہی تو اوسکی مان کو حق ہی پرورش کا جب تک نہ پہچانے دین کو یا الفت نہ پکڑے کفر سے تو ان دونون
صورتون مین مان سے چھین لیا جاویگا اور جس عورت نے نکاح کر لیا غیر محرم سے ولد کے تو پرورش کا حق اوسکی جاتا رہا
ف اور دلیل اسکی حدیث عبد اللہ بن عمرو ہی جو اوپر گذری ص اور اگر محرم سے نکاح کیا جیسے اوسکی مان نے
نکاح کیا لڑکے کے چچا سے یا اوسکی دادی نے اوسکے دادا سے تو یہ حق باطل نہوگا ف اور دلیل اسکی ظاہر ہی ص
اور اگر نکاح جو غیر محرم سے ہوا تھا ساقط ہوگیا تو پھر حق اوسکا لوٹ آویگا اور اگر کوئی عورت مان اور باپ کی جانب سے موجود
نہووے تو حق پرورش عصبات کو ہی علی الترتیب ف یعنی پہلے باپ پھر دادا پھر بھائی حقیقی پھر بھائی علاتی پھر بیٹا حقیقی
بھائی کا پھر بیٹا علاتی بھائی کا اور اسی طرح نیچے تک اونکی اولادون سے پھر چچا پھر چچا کے بیٹے ص لیکن صغیرہ کو ساتھ عصبہ
غیر محرم کے مثل مولی عتاقہ یا چچا کے بیٹے کے نہ دینگے ف اور صغیر کو بھی نہ دینگے اور مولی عتاقہ کہتے ہین آزاد کرنے والے کو
اور کافی مین ہی کہ جب صغیر کا کوئی عصبہ نہو تو اخیافی بھائی کو دینگے پھر اوسکے بیٹے کو پھر باپ کے اخیافی بھائی کو پھر اوسکے بیٹے
کو پھر مان کے حقیقی بھائی کو پھر علاتی کو پھر اخیافی کو اسواسطے کہ ان لوگون کو بھی ولایت ہی نکاح مین نزدیک امام ابو حنیفہ رح کے
کفایہ اور اگر کئی مستحق پرورش ایک ہی درجے مین ہون تو جو زیادہ پرہیزگار ہوگا اوسکو پھر جو زیادہ عمر والا ہوگا اوسکو دینگے
جامع الرموز ص اور نہ اوسکو جو فاسق ہو لوگون کو حیلہ سکھاتا ہو اور ولد کو اختیار نہوگا بخلاف امام شافعی کے ف
کہ اونکے نزدیک لڑکے کو اختیار ہی اسواسطے کہ روایت ہی رافع بن سنان سے کہ وہ اسلام لائے اور انکار کیا اونکی عورت نے
اسلام سے سو بٹھلایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مان کو ایک گوشے مین اور باپ کو ایک گوشے مین اور لڑکے کو انکے درمیان مین
سو جھکا لڑکا اپنی مان کی طرف پھر فرمایا آپ نے یا اللہ تو ہدایت کر اسے پھر جھکا اپنے باپ کی طرف تو لے لیا اوسنے اوسکو نکالا
اوسکو ابو داود اور نسائی نے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور بھی نکالا چارون عالمون نے ابو ہریرہ رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اختیار دیا لڑکے کو مان اور باپ کے درمیان مین کہا ترمذی نے حدیث حسن صحیح ہی اور صاحب ہدایہ نے یہ جواب دیا ہی کہ لڑکے کی عقل
قاصر ہی سو اختیار کریگا اوسی شخص کو جو اوسکو تقید نہ کرے بوجہ میلان اوسکے کے طرف لعب کے اور صحیح ہوا ہی صحابہ سے
کہ انہون نے اختیار نہین دیا اور یہ حدیث سو ہو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الہی اللہ ہدایت کر اوسکو اور دعا آپکی
مستجاب ہی مقبول ہی تو وہی مین بہتری تھی واسطے لڑکے کے یا محمول ہی اوس صورت پر کہ لڑکا بالغ ہوگا ص اور مان اور نانی حقدار
ہین پسر کی یہان تک کہ کھاوے اور پیوے اور پہنے اور استنجا کرے اکیلے اور اندازہ کیا اسکا خصاف نے سات برس سے
ف اور اسی پر فتوی ہی ص اور دختر کی یہان تک کہ حیض آوے اور امام محمد سے مروی ہی کہ یہان تک کہ شہوت دار ہووے
اور یہی معتبر ہی واسطے فساد زمانہ کے اور سوا مان باپ کے حقدار ہین دختر کے یہان تک کہ شہوت والی ہو اور مطلقہ کو جائز نہین ہی
بعد عدت کے کہین اپنے فرزند کو سفر مین لیجاوے مگر اپنے وطن اصلی مین جہان اوسکا نکاح ہوا تھا ف اسواسطے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اہل والا ہو کسی شہر مین تو وہ اہل اوس شہر کا ہی نماز پڑھے مقیم کی روایت کیا اوسکو

ابن ابی شیبہ نے حضرت عثمان رض سے اور ابن ابی یعلی نے اور لفظ اوسکا یہ ہی کہ جب نکاح کرے کوئی شخص کسی شہر میں تو وہ اہل اوس شہر کا ہی اور سند میں اوسکی عکرمہ بن ابراہیم ازدی ضعیف ہی ص اور یہ اختیار صرف مان کو ہی اور غیر کو درست نہین اگرچہ نزدیک ہو

## باب نفقے کے بیان مین

واجب ہی نفقہ اور لباس اور مسکن خاوند پر ف اور اصل اس باب مین قول اللہ تعالی کا ہی لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ چاہیے کہ خرچ کرے صاحب کشایش اپنی کشایش سے اور فرمایا وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ف اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث حجۃ الوداع مین کہ عورتون کے لیے تمہارے اوپر رزق ہی اور لباس ہی موافق دستور کے اور یہ حدیث صحیح مسلم مین ہی اور اسواسطے کہ یہ نفقہ روک کے رہنے کا ہی جیسے نفقہ قاضی کا ہی اور عامل صدقے کا ص اگرچہ چھوٹا ہو وطی پر قادر نہو واسطے اپنی زوجہ کے مسلمان ہو یا کافرہ ف واسطے اطلاق آیت کے ص بڑی ہو یا چھوٹی ہو ایسی کہ وطی کی جاتی ہو اور اگر وطی نکی جاتی ہو بسبب زوجہ کی صغرسنی کے یا کوئی اور مانع کے جو جانب زوجہ سے ہو تو خاوند پر نفقہ واجب نہوگا اور معتبر نفقے مین دونون کا حال ہی تو اگر دونون غنی ہین تو نفقہ غنا کا اور جو دونون تنگدست ہین تو نفقہ تنگدستی کا اور جو ایک غنی ہی اور دوسرا تنگدست تو دونون کے بیچ مین ف مثلاً خاوند امیر ہی اپنے گھر مین حلوا اور کباب اور اقسام کے کھانے کھاتا ہی اور عورت اپنے گھر مین جو کی روٹی کھاتی ہی تو خاوند پر واجب نہین کہ جو آپ کھاتا ہی وہ دیوے بلکہ گیہون کے اور ایک دو قسم کے کھانے دیوے ص اور یہ ہمارا مذہب ہی اور امام شافعی کے نزدیک سب حالتون مین اعتبار خاوند کا ہی ف اور دلیل ہماری یہ ہی کہ حضرت نے فرمایا ہندہ عورت کو ابو سفیان کی کہ لے تو اوسکے مال سے اوسقدر کہ کافی ہو تجکو اور تیرے لڑکے کو روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے اور اضافت کی نفقے کی طرف زوجہ کے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی ص اگر زوجہ اپنے باپ کے گھر مین ہووے اور خاوند نے اوسکو طلب نکیا ہو یا خاوند کے گھر مین بیمار ہو تو نفقہ اوسکا خاوند پر ہی ف اور اگر باوجود طلب کے ازراہ شرارت نہ آتی ہو تو نفقہ اوسکا خاوند پر نہین ہی ص نہ وہ جو نکل گئی ہو شرارت سے ناحق اور اگر حق پر نکلی مثلاً اپنا مہر معجل طلب کرتی ہو تو نفقہ اوسکا رہیگا ف اور اگر خاوند کے گھر مین ہی اور وطی سے مانع ہوتی ہی تو بھی نفقہ رہیگا کیونکہ خاوند کو پہنچتا ہی کہ جبراً بغیر اوسکی رضا کے وطی کرے ص اور اگر زوجہ کسی قرضے مین قید ہو گئی یا اپنے باپ کے گھر مین مریض ہوئی یا کوئی اوسکو غصب کر لے گیا یا بغیر خاوند کے حج کو گئی تو نفقہ اوسکا خاوند کے ذمے سے ساقط ہوگا اور اگر خاوند کے ساتھ حج کو گئی تو اوسکو نفقہ حضر کا ملیگا نہ سفر کا اور نہ کرایہ سواری وغیرہ کا اور اگر خاوند مالدار ہی تو واجب ہی اوسپر نفقہ ایک خادم کا واسطے زوجہ کے یہ مذہب طرفین کا ہی اور امام ابی یوسف کے نزدیک اوسپر دو خادمون کا نفقہ واجب ہی ایک واسطے امور داخل خانہ کے اور دوسرا واسطے امور خارج خانہ کے اور طرفین یہ کہتے ہین کہ ایک دونون کا متولی ہو سکتا ہی ف اور فتوی قول طرفین پر ہی ص اور اگر تنگدست ہو تو واجب نہین نفقہ خادم کا اور امام محمد کے نزدیک تنگدستی مین بھی ایک خادم کا نفقہ واجب ہی ف اور صحیح مفتی بہ اول ہی ہدایہ ص اور اگر خاوند نفقے سے عاجز ہو تو تفریق نہ کرائی جاویگی اور حکم ہوگا کہ مرد کے اوپر قرض لیکر کھاوے یہان تک کہ خاوند مالدار ہو جاوے اور ادا کرے اور امام شافعی کے نزدیک تفریق کرا دیجاویگی ف اور احادیث اور آثار امام شافعی کے بہت ہین

مذکور ہین فتح القدیر مین اور دلائل ہمارے اور جوابات اونکے استدلالات کے بھی تفصیل مذکور ہین اور فرمایا اللہ تعالیٰ
وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ یعنی اگر خاوند تنگدست ہو تو انتظار کرنا چاہیے کشادگی دست تک
ص اور ہمارے علما نے جب دیکھا کہ انکے تفریق کے معاش ممکن نہین ہی اسواسطے کہ رفع حاجت دائمی کا ساتھ قرض کے
مشکل ہی اور بہت ایسا ہوگا کہ کوئی اوسکو قرض ندیگا اور غنی ہوجانا خاوند کا ایک امر متوہم ہی تو اچھا جانا اس بات کو کہ قاضی
ایک نائب شافعی المذہب کو معین کردے کہ وہ اون دونون کے بیچ مین تفریق کردیوے ف اور اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ حنفی کو مخالف اپنے مذہب کے فتویٰ دینا جائز نہین مگر جب کہ مجتہد ہو ص اور اگر قاضی نے واسطے عورت کے کہ
خاوند اوسکا تنگدست ہی نفقہ قرض کیا بعد اوسکے خاوند غنی ہوا اور زوجہ نے طلب کیا تو خاوند نفقہ غنا تمام کرے اور
اگر خاوند نے مدت تک اپنی زوجہ کو نفقہ نہین دیا تو اون ایام گذشتہ کا نفقہ ساقط ہوجاویگا مگر یہ کہ قاضی نے اوسکے واسطے
نفقہ معین کیا ہو یا دونون کسی چیز پر راضی ہوئے ہون تو ان صورتون مین اون ایام ماضیہ کا بھی نفقہ دلایا جاویگا جب تک
وہ دونون زندہ رہین تو اگر کوئی انمین سے مرگیا یا طلاق دیدی یا خاوند نے عورت کو تو بھی ساقط ہوگا مگر جب کہ قرض لیا ہو
عورت نے حکم قاضی سے تو وہ موت اور طلاق سے ساقط نہوگا اور امام شافعی کے نزدیک ہرگز نہ ساقط ہوگا بلکہ مرد پر
دین ہوجاویگا اور اگر پہلے سے پیشگی خاوند نے مثلاً چھ مہینے کا نفقہ دیدیا اور بعد ایک مہینے کے خاوند یا زوجہ کوئی مرگیا
تو اب باقی نفقہ زوجہ سے پھیر انجاویگا شیخین کے نزدیک اور امام محمد اور شافعی کے نزدیک حساب کرکے ایک مہینے کا نفقہ
عورت کے پاس رہیگا اور پانچ مہینے کا پھیر لیا جاویگا ف اور فتویٰ قول شیخین پر ہی ص اور اگر غلام نے نکاح کیا اذن سے
مولی کے تو نفقہ اوسکا اوسپر واجب ہی تو بیچا جاویگا اوسمین پھر اگر نفقہ جمع ہوا تو پھر بیچا جاویگا اسی طرح نے نہایت ف
مثلاً ہزار روپیہ اوسپر نفقے کے جمع ہوگئے اور دو بار بیچنے مین وہ ادا ہوگئے پھر اور ہزار جمع ہوئے تو پھر تیسری بار بیع کیا جاویگا
پھر چوتھی بار پھر پانچوین بار زیلعی ص اور صورت اسکی یون ہی کہ ایک غلام نے نکاح کیا اپنے مولی کے اذن سے کسی عورت
سے اور قاضی نے اوسپر نفقہ فرض کیا ان تک کہ ہزار درم جمع اور پانسو روپیہ کو بیچا گیا اور وہی اوسکی قیمت ہی اور مشتری جانتا
ہی کہ اوسکے اوپر دین نفقے کا ہی تو پھر بیچا جاویگا اور اگر غلام پر دین نفقے کا نہین ہی بلکہ اور طرح کا دین ہی تو ایک ہی بار بیع کیا جاویگا
ف اور باقی دین موقوف رہیگا اوسکی حریت پر ص اور خاوند پر واجب ہی کہ عورت کو رکھے ایک جدا گھر مین کہ اوسمین
کوئی خاوند کے اہل سے نہووے اور نہ اوسکا بیٹا ہو جو اور بیوی سے ہو مگر جب کہ زوجہ راضی ہو جاوے خاوند کے اہل کے
ساتھ رہنے پر اور اگر گھر بڑا ہی اور اوسمین کئی قطعے ہین تو بھی ایسا قطعہ چاہیے کہ زنجیر اور قفل اوسکا علیحدہ ہو اور خاوند کو
پہونچتا ہی کہ والدین زوجہ کو اور اوسکے ولد کو جو اس خاوند سے نہو گھر مین آنے نہ دیوے اسواسطے کہ گھر ملک خاوند کا ہی
تو اوسکو منع پہونچتا ہی اور نہین جائز ہی کہ منع کرے اونکو دیکھنے سے زوجہ کے یا کلام سے اوسکے ساتھ جس وقت
چاہین وہ اور بعضون کے نزدیک خاوند کو جائز نہین ہی کہ عورت کو والدین کے پاس جانے سے یا والدین کو اوسکے پاس
آنے سے ہفتے مین ایک بار منع کرے اور اور محرمون کی زیارت سے سال بھر مین ایک بار منع کرے اور یہی صحیح ہی ف
ایسا ہی ہی ہدایہ مین اور خانیہ مین ہی کہ اسی پر فتوی ہی ص اور معین کردے قاضی نفقہ اوس شخص کی زوجہ کا جو غائب ہو

اور واسطے والدین کا اور اوسکی اولاد صغار کا اوسکے مال سے جو اونکے حق کی جنس سے ہی مثلا دراہم یا دنانیر یا کپڑے مین
برخلاف اوس صورت کے کہ وہ اونکے حق کی جنس سے نہو مانند اون اسباب کے کہ اونکی بیع کی حاجت پڑتی ہی **ف**
جیسے مکان زمین آلات وغیرہ **ص** کہ وہ نہ بیچے جاوینگے نزدیک تمام ہمارے نزدیک مودع یا مضارب یا مدیون کے ہان وہ دونون اقرار کرتے مین
اوس مال کا اور اوسکی زوجہ ہونیکا یا قاضی زوجہ ہونیکو جانتا ہی اور قاضی کو چاہیے کہ عورت سے ضامن لے لیوے اور
حلف دلاوے اوسکو اس بات پر کہ اوس شخص غائب نے اوسکو نفقہ نہین دیا ہی اور اگر وہ شخص منکر نکاح کے نہون اور قاضی بھی
نجانتا ہو اور زوجہ اپنے نکاح پر گواہ لاوے تو قاضی نفقے اوسپر فرض کریگا اور حکم نکاح بھی نہ کریگا اسواسطے کہ حکم غائب
پر جائز نہین **ف** یعنی مدعا علیہ کے غائب ہونے فیصلا کر دینا اوسپر جائز نہین **ص** اور امام زفر کے نزدیک نفقہ اوسپر
فرض کرے اور نکاح کا حکم نکرے اور آج کل مین واسطے حاجت آدمیون کے قاضی تعمیل موافق مذہب امام زفر کے
کرتے ہین **ف** اور محیط مین بھی اسیکو اختیار کیا ہی

**فصل** جو عورت کہ عدت مین طلاق رجعی یا بائن کے ہووے یا عدت مین اوس فرقت کی ہووے جو بسبب معصیت
زوجہ کے نہین ہی جیسے خیار عتق اور بلوغ اور وہ تفریق جو بسبب کفو نہونے کے ہووے تو اوسکا نفقہ اور سکنی عدت کے
گذرنے تک خاوند پر واجب ہی اور نزدیک امام شافعی کے طلاق بائن مین نفقہ اور سکنے خاوند پر نہین اور دلیل لاتے ہین
حدیث فاطمہ بنت قیس سے **ف** کہ تین طلاق دیے تھے اونکو خاوند نے اونکے تو نہ مقرر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے واسطے اوسکے سکنی اور نفقہ روایت کیا اوسکو مسلم اور اصحاب سنن نے **ص** اور ہماری دلیل یہ ہی کہ حضرت عمر نے
اوس حدیث کو رد کیا **ف** جامع ترمذی اور ابو داود اور صحیح مسلم وغیرہ مین ہی کہ آئی فاطمہ بنت قیس نزدیک عمر بن الخطاب رض
سو فرمایا آپ نے کہ نہین ہین ہم کہ چھوڑ دیوین اپنے رب کی کتاب کو اور اپنے نبی کی سنت کو بسبب قول ایک عورت کے
کہ نہین جانتے ہین ہم کہ یاد رکھا اوسنے یا نہین زیادہ کیا طحاوی اور دارقطنی نے کہ فرمایا حضرت عمر رض نے سنا مینے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ مطلقہ ثلاث کو سکنی اور نفقہ ہی اور حضرت عایشہ رض نے بھی اس حدیث کو رد کیا
اور کہا فاطمہ سے کہ کیا نہین خوف کرتی ہی اللہ کا یہ صحیح بخاری مین ہی اور نہین مانا اوسکو کبار تابعین نے مثل اسود اور
سعید بن المسیب کے اور طول کیا شیخ ابن الہمام نے اس مطلب کی بحث مین جسکو دیکھنا ہو فتح القدیر مین دیکھے
**ص** اور جو عورت کہ عدت موت مین ہووے یا تفریق کرائی جاوے بسبب معصیت کے جیسے مرتد ہو جاوے یا ابن زوج
کا بوسہ لے لیوے تو نفقہ اوسکا واجب نہین اور جو عورت کہ عدت مین تین طلاق کے ہووے اور وہ مرتد ہو جاوے
تو نفقہ اوسکا ساقط ہوگا اور اگر ابن زوج کو اپنے اوپر قادر کر دیوے تو ساقط نہوگا **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی
**ص** اور نفقہ اولاد صغار کا باپ پر ہی جب وہ مفلس ہون اور کوئی اوسمین شریک نہوگا جیسا کہ ماں باپ اور زوجہ کے
نفقے مین کوئی اوسکا شریک نہوگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ اور مولود لہ
باپ ہی ہدایہ **ص** اور اگر اولاد اوسکی غنی ہی تو نفقہ اونکا اونکے مال مین سے ہوگا اور اگر وہ ولد شیر خوار ہی تو
ماں کو دودھ پلانے پر جبر نکرینگے **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا

ف
مودع وہ ہی جسکے پاس مال امانت ہو اور مضارب وہ شخص جسکو مال سودا کو دیا ہو اور نفقہ فرض کرنے سے مراد مقرر کرنا ہی
منہ

اور نہ ضرر پہونچائی جاویگی والدہ اپنے ولد سے ص مگر جب سوا اوسکے اور دودھ پلانے والی نہ ملے یا لڑکا اور کسی کا دودھ
نہ پیے ف یا خاوند اجرت مرضعہ پر قادر نہو ص تو اوسوقت ماں پر جبر کرینگے ف واسطے حفاظت ولد کے
ص اور مرد نوکر رکھے مرضعہ کو کہ دودھ پلاوے ولد کو نزدیک اوسکی ماں کے اور اگر اوسکی ماں کو نوکر رکھ لیا اور وہ
اپنی زوجہ ہی یا عدت میں ہی طلاق بائن یا رجعی کے جائز نہوگا اور ایک روایت میں جب عدت میں طلاق بائن کے ہووے
تو جائز ہوگا ف اور دلیل انکی اصل میں مذکور ہی ص اور بعد گذرنے عدت کے جائز ہی کہ خاوند اوسکو نوکر رکھ لے
جیسا کہ جائز ہی کہ اپنی زوجہ کو اگرچہ نکاح میں یا عدت میں ہووے نوکر رکھ لے واسطے دودھ پلانے اوس ولد کے
جو اس زوجہ کے بطن سے نہیں ہی اور جب ماں عدت سے باہر آوے تو واسطے شیر دہی ولد کے وہ دوسروں سے زیادہ حقدار ہی
مگر یہ کہ اجرت زیادہ طلب کرے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ یعنی نہ ضرر پہونچایا
جاوے باپ اپنے ولد سے اور قیمت زیادہ یہ بھی ایک ضرر ہی ص اور نفقہ دختر بالغہ کا جسکے نہ شوہر ہی اور نفقہ پسر بالغ کا جو
کسب پر قادر نہیں ف مثلا لولا لنگڑا مفلوج نلے دست و پا ہی ص سب باپ پر ہی اور اسی پر فتوی ہی اور روایت
خصاف اور حسن کی میں دو ثلث اوسکے باپ پر ہیں اور ایک ثلث ماں پر ہی اور یہ جب ہی کہ اون دونوں کے واسطے مال نہووے
اور اگر مال ہووے تو نفقہ اونکا اونکے مال میں سے ہوگا اور جس شخص پر کہ صدقہ فطر واجب ہی تو اوسپر نفقہ اپنے اصول کا جو فقرا
ہوں لازم ہی ف اگرچہ کسب پر قادر ہوں ہ اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا
اور بسر کر والدین کے ساتھ دنیا میں موافق دستور کے اور آیت ماں باپ کافر کے حق میں اتری ہی اور دستور یہ نہیں کہ آپ عیش
کرے اور والدین کو چھوڑ دے کہ وہ بھوکے ہو کے مرجاویں اور اجداد اور جدات بھی آبا اور امہات میں سے ہیں اسیواسطے
جد قائم مقام باپ کا ہوتا ہی وقت نہونے باپ کے ہدایہ ص اور بیٹا بیٹی اسمیں برابر ہیں ف تو اگر کسی کا ایک
بیٹا اور ایک بیٹی ہی تو نفقہ اوسکا آدھا آدھا دونوں پر ہی ص اور معتبر اس مقام میں قرب اور جزئیت ہی نہ وراثت تو جس
شخص کا ایک پوتا اور ایک بیٹی ہی تو کل نفقہ اوسکا بیٹی پر ہی ف اسواسطے کہ وہ قریب تر ہی نسبت پوتے کے ص
باوجود اس بات کے کہ ترکہ دونوں کو آدھا آدھا ملیگا اور جس شخص کے ایک نواسا ہی اور ایک بھائی ہی تو کل نفقہ اوسکا
نواسے پر ہی ف اسواسطے کہ نواسا اپنا جز ہی برخلاف بھائی کے ص باوجود اس بات کے کہ ترکہ کل بھائی لیویگا
اور نواسے کو کچھ نملیگا کیونکہ وہ ذوی الارحام سے ہی اور نفقہ ذو رحم محرم کا ف ذو رحم اوسکو کہتے ہیں کہ جسکا حصہ ترکہ
میں سے کچھ مقرر نہیں اور نہ وہ عصبہ ہی سراجیہ ص جب صغیر اور فقیر ہو یا عورت صغیرہ فقیرہ ہووے یا مرد بالغ بے دست و پا یا اندھا
ہووے مالک نصاب پر جو صلاحیت وراثت کی رکھتا ہو واجب ہی بقدر میراث کے اور جبر کیا جاویگا اوسپر ف اسواسطے
کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ اور قرات ابن مسعود میں ہی وَعَلَى الْوَارِثِ ذِي الرَّحِمِ الْمَحْرَمِ مِثْلُ
ذَٰلِكَ ص تو جس شخص کا ایک ماموں اور ایک چچازاد بھائی ہی تو باوجود اس بات کے کہ چچازاد بھائی حاجب ہی ماموں
کا کیونکہ وہ عصبہ ہی لیکن ماموں کو صلاحیت ہی وراثت کی کیونکہ ہوسکتا ہی کہ چچازاد بھائی مرجاوے اور ماموں وارث
ہو جاوے نفقہ اوسکا ماموں پر ہی تو معتبر قرابت اور اہلیت ارث ہی اور جس شخص کی تین بہنیں متفرق ہیں مثلا ایک حقیقی اور ایک

علاتی اور ایک اخیافی تو تین خمس اوسکے نفقے کا حقیقی بہن پر ہی اور ایک ایک خمس اور دونون بہنون پر ف اسواسطے
کہ وراثت بھی اونکی اسی طریقے پر ہی تو اگر وہ شخص مرجاوے تو اوسکے مال کے پانچ حصے کئے جاوینگے تین حصے حقیقی بہن کو اور ایک
ایک حصہ اور دو بہنون کو ملیگا ص اور نہین نفقہ ہی باوجود اختلاف دین کے مگر زوجہ کو اگرچہ غنی ہو اور اصول اور فروع کو اگر فقیر
ہون اور باپ کو جائز ہی کہ مال اپنے پسر کا جو غائب ہو واسطے نفقے اپنے کے بیچے اور نہ مین اوسکی بیچنا جائز نہین اور
سواے نفقے مین اور کسی قرض کی بابت جو باپ کا بیٹے پر ہووے بیچنا اوسکے مال کا بھی جائز نہین اور ماں کو ہرگز جائز نہین
کہ واسطے اپنے نفقے کے مال کو بیٹے کے بیچ ڈالے سواسطے کہ ولایت تملک مال پسر باپ کو مخصوص ہی فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے تو اور مال تیرا واسطے تیرے باپ کے ہی ف روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے جابر سے بسند صحیح ص اور
جس شخص غائب کا مال کسیکے پاس امانت ہی اور اوسنے بغیر حکم قاضی کے اوس غائب کے ماں باپ پر خرچ کیا ضامن ہوگا اور اگر اوسکا
مال ماں باپ کے پاس امانت تھا اور انھون نے خرچ کیا تو ضمان لازم نہ آویگا اور اگر قاضی نے نفقے کا واسطے غیر زوجہ کے
حکم کیا اور ایک مدت تک اونکو نہ پہونچا تو بقدر اوسکے نفقہ ساقط ہوجاویگا اور جامع کبیر بزدوی سے منقول ہی کہ یہ سبب ہی
کہ مدت دراز ہوجاوے یعنی ایک مہینہ یا زیادہ گذر گیا ہووے اور اگر مدت کم گذری ہو یعنی ایک مہینے سے کم تو ساقط نہوگا
لیکن اگر قاضی نے اوسکو قرض لینے کا غائب کے نام پر حکم کیا اور اوسنے قرض لیکے اپنے نفقے مین صرف کیا تو وہ مال ذمہ
غائب پر لازم ہوگا اور ساقط نہوگا اور مولا پر ہی نفقہ اپنے غلام اور لونڈی کا ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے غلامون کے حق مین کہ وہ تمھارے بھائی ہین کیا اللہ نے اونکو زیر دست تمھارا تو جسکا بھائی زیر دست ہو
اوسکے تو کھلاوے اوسکو جو آپ کھاتا ہی اور پہناوے اوسکو جو آپ پہنتا ہی اور نہ تکلیف دو اونکو اوس امر کی جو مغلوب کرے
اونکو اور اگر دو تو تم بھی اعانت کرو اونکی روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے ابو ذر سے اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد
نے سند صحیح سے اور روایت کیا کہ جو تمکو پسند آوے اونمین سے تو بیچ ڈالو اونکو اور نہ عذاب کرو خلق اللہ کو اور حضرت علی سے
مروی ہی کہ آخر کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ محافظت کرو نماز پر اور ڈرو اللہ سے اپنے غلامون مین اخراج کیا
اوسکو امام احمد نے ص تو اگر مولا نے نہ دیا اور وہ قابل کسب کے ہین تو کماوینگے اور نفقہ اپنا کرینگے اور اگر قابل
کسب کے نہین جبر کیا جاویگا مولا اونکی بیع پر ف اور حیوانات مین اگر اونکو نفقہ نہ دے تو حکم بیع کا نہ کیا جاویگا مگر
فی ما بینہ و بین اللہ حکم ہوگا اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عذاب کرنے سے خلق اللہ کے روایت کیا
اوسکو ابو داود نے اور منع کیا ضائع کرنے سے مال کے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور صحیحین مین مروی ہی حضرت
عبد اللہ بن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب کی گئی ایک عورت بسبب بلی کے قید کیا تھا اوسکو یہان تک کہ مرگئی
پھر داخل ہوئی آگ مین اوسی مین ہی کہ نہ کھانا دیا اوسنے بلی کو اور نہ پانی دیا جب اوسکو قید کیا اور نہ چھوڑا اوسکو کہ کھاوے
گھاس زمین کی اور امام ابو یوسف کے نزدیک جبر کیا جاویگا اوس جانور کی بھی بیع پر کذا فی الہدایہ

## کتاب العتاق

آزاد کرنا مملوک کا ایک امر مندوب اور مستحسن ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مرد مسلمان آزاد کرتا ہی مرد مسلمان کو

پاک کرتا ہی اللہ اوسکے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے عضو کو آگ سے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور
صحیح ترمذی مین مروی ہی ابی امامہ رضہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مرد مسلمان آزاد کرے دو عورتین مسلمان
ہونگی وہ دونون خلاصی اوسکی آگ سے اور روایت ہی ابی ذر رضہ سے کہا کہ پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کون عمل
افضل ہی فرمایا ایمان لانا اللہ پر اور جہاد کرنا اوسکی راہ مین کہا مینے پھر کون سی گردن آزاد کرنی افضل ہی فرمایا جسکی قیمت زیادہ
اور نفیس زیادہ ہی اپنے مالک کے پاس روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور صحیح مسلم مین ہی حضرت ابوہریرہ رضہ سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین بدلہ دے سکتا ہی بیٹا اپنے باپ کو مگر یہ کہ پاوے اوسکو غلام پھر آزاد کرے اوسکو
اور بہتر رکھا علما نے کہ آزاد کرے مرد غلام کو اور عورت لونڈی کو تاکہ مقابلہ اعضا کا ہو جاوے ہدایہ ص
عتق صحیح ہوتا ہی حر بالغ عاقل سے اپنی ملک مین ف تو غیر کا غلام آزاد نہین کر سکتا اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین عتق ہی اوسمین جسکا مالک نہین آدمی روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح
ہی ص تو اگر لفظ صریح ہو تو بغیر نیت کے آزاد ہو گا جیسے کہے تو حر ہی یا معتق ہی یا عتیق ہی یا آزاد کیا مینے تجکو یا
محرر ہی یا محرر کیا مینے تجکو یا یہ مولا میرا ہی یا پکارا کہ ای میرے مولا ف اور ایسا ہی اگر کہا کہ ای حر یا ای آزاد اور اگر نام اوسکا
حر ہی اور اوسنے پکارا یا حر تو آزاد نہوگا اور اگر نام اوسکا حر تھا اور فارسی مین کہا ای آزاد یا نام اوسکا آزاد تھا اور عربی
مین کہا یا حر تو آزاد ہو جاویگا ہدایہ ص یا کہا کہ سر تیرا حر ہی یا اور جو اعضا کہ اونسے تعبیر سارے بدن سے
ہوتی ہی ف اور گذرا بیان اونکا کتاب الطلاق مین ص اور اگر لفظ کنایہ ہو کہ احتمال آزاد ہونے اور نہونے کا
رکھتا ہی جیسے کہے میری ملک تیرے اوپر نہین ہی یا تو میری ملک سے نکل گیا یا چھوڑ دی مینے راہ تیری یا لونڈی سے
کہا چھوڑ دیا مینے تجکو ف کہ ان سب لفظون سے عتاق اور عدم عتاق مراد ہو سکتا ہی کیونکہ جب کہا کہ تو میری ملک سے
نکل گیا معلوم نہین کہ بسبب عتاق یا بسبب بیع کے یا بسبب ہبہ کے اور ایسا ہی باقی الفاظ مین ص تو بغیر نیت کے آزاد نہو
اور اگر مولی نے اپنے غلام کو کہا یہ بیٹا میرا ہی تو اگر فرزند اوسکا وہ ہو سکتا ہی تو بغیر نیت کے آزاد ہو گا اور اگر فرزند اوسکا
نہین ہو سکتا تو بھی امام صاحب کے نزدیک بے نیت کے آزاد ہو جاویگا اور صاحبین کے نزدیک نہوگا ف اور
دلائل اسکے مذکور ہین ہدایہ اور شرح وقایہ مین ص اور اگر خواجہ نے اپنے غلام کو پکارا کہ ای میرے بیٹے یا ای میرے
بھائی تو آزاد نہوگا اسواسطے کہ مقصود پکارنے سے حاضر ہونا اوسکا ہی اور لحاظ معنی کا نہین برخلاف اوسکے ندا کی
ساتھ حر کے کیونکہ وہ صریح ہی قصد معنی کی طرف محتاج نہین اور اسی طرح اگر کہا کہ نہین حکومت ہی میری تجپر ف اگرچہ
نیت کرے آزادی کی ص تو بھی آزاد نہوگا کیونکہ ہو سکتا ہی کہ اوسکا غلام ہو اور تصرف مولا کا نہو سکے جیسا کہ
مکاتب مین ف اور بیان اسکا آگے آویگا ص اور لفظ طلاق اور جو کنایات طلاق ہین اونسے ہمارے نزدیک
لونڈی آزاد نہو گی اگرچہ نیت بھی ہو آزادی کی برخلاف امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک آزاد ہو جاویگی ف اور دلائل
طرفین کے ہدایہ مین مسطور ہین ص اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو مثل حر کے ہی آزاد نہوگا اگرچہ نیت بھی ہو آزادی کی
اور اگر کہا کہ نہین ہی تو مگر حر تو آزاد ہو جاویگا اور جو شخص کہ مالک ہو جاوے اپنے ذی رحم محرم کا تو وہ آزاد ہو جاویگا ف

اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ مالک ہو جاوے ذی رحم محرم اپنے کا تو آزاد ہو جاویگا اوسنے روایت
کیا اس حدیث کو ایسے الفاظ سے بیہقی اور نسائی نے اور ضعیف کیا اوسکو بسبب اس بات کے کہ ضمرہ منفرد ہوا ساتھ اس
حدیث کے سفیان سے اور صحیح کیا اوسکو عبد الحق نے اور کہا کہ ضمرہ ثقہ ہی اور تصویب کی ابن القطان نے اوسکے کلام کی
اور توثیق کی ضمرہ کی ابن معین نے اگرچہ حجت نہین پکڑی اوس سے صحیحین مین اور ایک روایت مین ہی کہ جو شخص مالک ہو
ذی رحم محرم کا تو وہ حر ہی نکالا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے سمرہ سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے حضرت عمر رض
سے موقوفا اور عائشہ اور علی رض سے ساتھ اسانید ضعیفہ کے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی ص اور جسنے اپنے غلام کو واسطے
خدا کے یا واسطے شیطان کے یا واسطے بت کے یا زبردستی سے یا نشے مین آزاد کیا تو آزاد ہو جاویگا اور اگر مضاف
کیا عتق کو طرف ملک کے مثلا کہا کہ اگر مین مالک بنون اس غلام کا تو وہ حر ہی یا شرط کی مثلا کہا کہ اگر فلانا شخص آوے تو غلام میرا آزاد ہی
اور اوس غلام کا مالک ہو گیا یا وہ شخص آگیا تو آزاد ہو جاویگا اور اگر غلام حربی کا مسلمان ہو کے ہماری طرف چلا آوے تو آزاد ہو گا
ف اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلامون مین طائف کے جب وے نکلے تھے وہان سے مسلمان
ہو کے کہ وہ آزاد کیے ہوئے ہین اللہ کے روایت کی یہ ابو داؤد اور ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح غریب لا نعرفہ
الا من ہذا الوجہ اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط مسلم کے ص اور حمل آزاد ہو جاویگا بسبب
آزادی اوسکی مان کے اور آزاد کرنے سے حمل کے آزادی اوسکی مان کی نہوگی اور یہ جب ہی کہ بعد آزادی کے چھہ مہینے
سے کم مین جنے ف اسواسطے کہ اسمین یقین ہی وجود حمل کا وقت آزادی کے ص اور اسمین ولاء اوسکے باپ کی
مولا کی طرف نہ آویگی ف صورت ولا کھینچنے کی یہ ہی کہ ایک شخص کے غلام نے اوسکے اذن سے ایک
لونڈی سے نکاح کیا کہ اوسکو غیر نے آزاد کیا تھا اور اوس سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو وہ حر ہو گا بہ تبعیت اپنی مان کے اور ولاء
اوسکی مان کی مولا کو ملیگی مگر جب یہ شخص بھی اپنے غلام کو آزاد کر دے تو اسصورت مین باپ اوسکا ولاء لڑکے کو اپنی طرف کھینچ لیگا
تو اگر باپ مرجاوے اور پھر اوسکا بیٹا مرجاوے تو اب ولاء بیٹے کی باپ کے مولا کی طرف کھینچ جاویگی ص اور لڑکا تابع ہی اپنی مان کے
تو اگر مان اوسکی پیدا ہوتے وقت آزاد ہی آزاد ہو گا اور اگر مملوکہ ہو گی مملوک ہو گا اور اگر مکاتبہ ہی مکاتب ہو گا اور اگر مدبرہ
ہی مدبر ہو گا اور لونڈی کا لڑکا اوسکے خاوند سے ملک ہی اوسکے مولا کی اور اوس کے مولا سے آزاد ہی

## باب عتق البعض

اگر کسی شخص نے بعض اپنے غلام کا آزاد کیا ف مثلا کہا نصف تیرا آزاد ہی یا ثلث تیرا یا ربع تیرا ص تو امام صاحب
کے نزدیک اوتنا حصہ آزاد ہو جاویگا اور سعی کریگا واسطے بقیہ قیمت کے نزدیک امام ابو حنیفہ رح کے اور وہ مانند مکاتب کے
ہو جاویگا مگر جب کہ عاجز ہو جاوے تو غلام نہو جاویگا اور صاحبین کے نزدیک سارا غلام آزاد ہو گا ف اور دلیل اسکی
مذکور ہی اصل مین ص اگر ایک غلام مین دو شخص شریک ہین اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو دوسرا شریک بھی چاہے
اپنا حصہ آزاد کر دے یا اوس سے سعی کرالیوے یا ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے اگر وہ تنگدست نہین ہی
اور اگر تنگدست ہی تو ضمان نہ لیگا ف بلکہ سعی کرادیگا یا آزاد کر دیگا ص اور ولاء دونون کے واسطے ہی اگر وہ

دوسرا شریک بھی آزاد کرے یا سعی کراوے اور اگر ضمان لیوے تو کل ولا آزاد کرنے والے کو ہی اور آزاد کرنے والا
رجوع کریگا رقم ضمان کا غلام پر اور صاحبین کے نزدیک دوسرے شریک کو دو ہی باتون کا اختیار ہی چاہیے ضمان لیوے
آزاد کرنے والے سے اگر وہ غنی ہی یا سعی کراوے اگر وہ فقیر ہی **ف** اور آزاد نہین کر سکتا کیونکہ پہلے ہی کل آزاد ہو چکا
اونکی طرف سے پر او دلیل لاتے ہین حدیث ابی ہریرہ سے صحیحین مین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص آزاد کرے
اپنا حصہ غلام کا تو خلاصی اوسکی اوسپر ہی اگر اوسکے پاس مال ہو اور نہین تو قیمت لگایا جاویگا اور سعی کرائی جاویگی اور دلیل
امام ابو حنیفہ کی مذکور ہی مطولات اور فتح القدیر مین **ص** اور ولا فقط آزاد کرنے والے کو ہی اور اگر دونون شریکون نے
گواہی دی اس بات کی کہ دوسرے نے اپنا حصہ آزاد کیا ہی **ف** مثلا زید اور عمرو شریک تھے ایک غلام مین تو زید نے
شہادت دی کہ عمرو نے اپنا حصہ آزاد کیا اور عمرو نے شہادت دی کہ زید نے اپنا حصہ آزاد کیا **ص** تو غلام سعی کرے
اون دونون کے لیے اونکے حصے مین اور ولا اون دونون کے واسطے ہی برابر ہی کہ وہ دونون تنگدست ہون یا دونون فراخ دست
یا ایک تنگدست اور دوسرا فراخ دست اور صاحبین کے نزدیک سعی کرے اگر دونون تنگدست ہون اور اگر دونون فراخ دست
ہون تو سعی نکرے اور ایک تنگدست ہی اور دوسرا فراخ دست تو تنگدست کے واسطے سعی کرے اور موقوف رہیگی ولا سب
صورتون مین یہان تک کہ اتفاق کرین دونون ایک کی آزادی پر اسواسطے کہ ہر ایک اپنے عتق کا منکر ہی اور اگر ایک نے
اوسکے عتق کو معلق کیا کل کے روز ایک فعل کے وجود پر اور دوسرے نے اوسکے عدم پر **ف** مثلا ایک شریک نے کہا
کہ اگر کل زید اس گھر مین جاوے تو حصہ میرا آزاد ہی اور دوسرے نے کہا کہ اگر کل زید اس گھر مین نہ جاوے تو حصہ میرا آزاد ہی **ص**
اور کل کا روز گذر گیا اور شرط اوسکی معلوم نہوئی **ف** مثلا زید اوس گھر مین گیا یا نہ گیا معلوم نہوا **ص** تو آزاد
ہو جاویگا نصف اوس غلام کا **ف** اسواسطے کہ دونون باتون سے کوئی امر ہوا ہوگا تو نصف آزاد ہو جاویگا **ص**
اور سعی کرے نصف مین اسواسطے اون دونون کے اور امام محمد کے نزدیک سعی کرے واسطے کل کے دونون کے لیے اور اگر
غلام دونون کے جدا ہین مثلا ایک شخص نے کہا کہ اگر فلانا شخص کل گھر مین داخل ہو تو غلام میرا آزاد ہی اور دوسرے نے کہا
کہ اگر فلانا شخص گھر مین کل داخل نہو تو غلام میرا آزاد ہی اور کل کا روز گذر گیا اور حال معلوم نہوا تو کوئی آزاد نہوگا اور اگر ایک
غلام ساتھ خرید یا ہبہ یا وصیت سے یا وارثی کے دو شخصون کی ملک مین آیا اور ایک اونمین سے اوس غلام کا باپ ہی یا نصف اپنے بیٹے کا
غیر سے خرید لیا یا اوسکے عتق کو معلق کیا ساتھ اوسکی بیع کے اور پھر خریدا اوسکو کسی کے ساتھ ملکے تو ان سب صورتون مین
حصہ اوسکا آزاد ہو جاویگا اور باپ ضامن نہوگا برابر ہی کہ شریک جانتا ہو اس بات کو کہ یہ بیٹا ہی اوسکا یا نہ جانے جیسا کہ
نہین ضامن ہوتا ہی باپ اگر وارث ہوے دونون ایک غلام کے اور صورت اوسکی یون ہی کہ ایک عورت مرگئی اور اوسکا
ایک غلام تھا کہ وہ اوسکے خاوند کا بیٹا تھا اور وہ عورت چھوڑ گئی اپنے بھائی اور خاوند کو تو باپ نصف غلام کا مالک ہو جاویگا
اور آزاد ہوگا اور اوسکے بھائی کے حصے کا ضامن نہوگا اب دوسرے شریک کو اختیار ہی چاہیے اوسکو آزاد کرے یا سعی کراوے
اور صاحبین کے نزدیک غیر میراث مین دوسرا شریک ضامن ہوگا اوسکی نصف قیمت کا اگر غنی ہی اور سعی کریگا غلام اگر وہ فقیر ہی
اور میراث کی صورت مین کسیکے نزدیک ضامن نہوگا اسواسطے کہ ثبوت ملک کا میراث مین کچھ اختیاری نہین ہی تو باپ کا

کیا قصور ہی مسئلہ اگر کسی شخص نے بعض غلام اوسکے مولی سے خرید لیا بعد اوسکے بعض باقی کو باپ نے اوس غلام کے
جو غنی ہی خرید لیا تو اب اس شخص کو اختیار ہی چاہے باپ سے اوسکے بقدر اپنے حصے کے ضمان لیوے یا غلام سے
سعی کرا لیوے اور صاحبین کے نزدیک فقط ضمان لیوے مسئلہ ایک غلام تین شخص برابر کے شریک تھے ایک نے اوسکو مدبر کیا
اور دوسرے نے آزاد کیا اور وہ دونون مالدار ہین اور تیسرا چپ رہا تو چپ رہنے والا اپنے تہائی حصے کا ضمان لیوے
مدبر کرنے والے سے اور نہ ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے اور مدبر ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے تہائی حصے
کا بعد مدبر ہونے کے نہ اوتنے کا جتنا چپ رہنے والے کو دیا ہی یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہی ف مثلا اوس غلام کی ستائیس روپے
قیمت تھی تو چپ رہنے والا مدبر کرنے والے سے نو روپے لے اور مدبر کرنے والا ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے چھ روپے
کا اسواسطے کہ قیمت مدبر کی دو ثلث ہی قیمت غلام کے اسواسطے کہ مملوک مین منافع تین ہین وطی اور خدمت لینا اور بیچ اور مدبر
کرنے سے ایک فائدہ جاتا رہا یعنی اب اوسکو بیچ نہین سکتا تو ایک ثلث قیمت بھی اوسکے مقابلے مین کم ہوجاویگی ص اور صاحبین کے
نزدیک غلام اوس شخص کا ہوگا جسنے اول اوسکو مدبر کیا اور ضامن ہوگا دو ثلث قیمت کا ف یعنی اٹھارہ روپے کا صورت
مذکور مین ص واسطے دونون شریکون اپنے کے برابر ہی کہ تنگدست ہو یا فراخ دست اور ولا موافق مذہب امام ابوحنیفہ
کے تین حصے کیجاویگی دو حصے مدبر کرنے والے کا اور ایک حصہ آزاد کرنے والے کو ف اور صاحبین کے مذہب کے موافق
ولا کل مدبر کرنے والے کو ملیگی ص اور اگر ایک نے دو شریکون مین سے لونڈی مین کہا کہ یہ میرے دوسرے شریک کی ام ولد ہی
اور اوسنے انکار کیا تو وہ لونڈی ایک دن خالی بیٹھی رہیگی اور ایک دن خدمت کریگی منکر کی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے
نزدیک اگر چاہے منکر سعی کرا لیوے لونڈی سے نصف قیمت مین پھر وہ آزاد ہوجاویگی سواسطے کہ جب اوسکے شریک نے
تصدیق ام ولد ہونے کی نکی تو اقرار اوسکا اوسی پر پلٹ گیا تو گویا اوسکی ام ولد ہوگئی تو شریک منکر اپنے حصے کے موافق سعی
کرا لیگا اور پھر آزاد ہوجاویگی مسئلہ اور اگر ایک ام ولد دو شخصون مین مشترک تھی اور ایک نے اونمین سے اوسکو آزاد کردیا تو دوسرے کے
حصے سے ضامن نہوگا امام کے نزدیک کیونکہ امام صاحب کے مذہب مین ام ولد کی کچھ قیمت نہین اور صاحبین کے نزدیک
ضامن ہوگا اسواسطے کہ ام ولد اونکے نزدیک قیمت دار ہی مسئلہ اور جس شخص کے تین غلام تھے اور دو اوسکے پاس موجود تھے
اور اوسنے کہا ایک تم مین کا آزاد ہی پھر ایک اون دو مین سے چلا گیا اور تیسرا غلام آیا اور پھر کہا ایک تم مین کا آزاد ہی اور بعد اسکے
وہ شخص مر گیا اور کچھ بیان نہین کیا تو جو غلام دونون مرتبہ حاضر تھا اوسکے تین ربع آزاد ہوگئے اور نصف اور دونکا نزدیک امام
ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے اور ایسا ہی ہی امام محمد کے نزدیک مگر تیسرے کا ایک ربع آزاد ہوگا اونکے نزدیک ف اور دلیل اسکی
اصل مین مسطور ہی ص اور اگر مولی نے یہ قول مرض موت مین کیا اور وارثون نے اسکو جائز نرکھا اور سوا ان تین غلامون کے
اور کوئی مال اوسکا نہین اور قیمت ان سب کی برابر ہی تو ہر غلام کے سات حصے کرینگے موافق حصون عتق کے اونکے نزدیک ف
اسواسطے کہ تین ربع اور دو نصف کے چار ربع ہوئے تو سات حصے عتق کے تھے ص تو سات حصے ثلث مال ہوگئے
اسواسطے کہ قیمت ہر غلام کی مساوی ثلث مال کے ہی تو جو غلام نکل گیا تھا اوسکے دو سبع آزاد ہوئے اور پانچ سبع مین اپنی قیمت کے
سعی کریگا اور اسی طرح داخل کے اور ثابت کے تین یعنی تین سبع اور سعی کریگا چار سبع مین اپنی قیمت کے اور امام محمد کے نزدیک کہ

یعنی جس نے
دونون شریک برابر ہے

سہام عتق چھپن تھے اوسکو ثلث مال بنا دینگے اور ہر غلام کے چھپن حصے کرینگے تو خارج کے دو سدس آزاد ہونگے اور سعی ایکا چار سدس قیمت مین اور ثابت کے تین سدس اور سعی کریگا تین سدس مین اور داخل کا ایک تو سعی کریگا پانچ سدس مین مثلاً ہر غلام کی بیالیس روپے تھے اور یہی ثلث مال ہے تو مال ایک سو چھبیس روپے ہوئے تو شیخین کے نزدیک خارج کے دو سبع یعنی بارہ روپے آزاد ہوجاوینگے اور پانچ سبع یعنی تیس مین سعی کریگا اور اسیطرح داخل کے اور ثابت کے تین سبع یعنی اٹھارہ روپے آزاد ہوئے اور چار سبع یعنی چوبیس مین سعی کریگا اور امام محمد کے نزدیک خارج کے دو سدس یعنی چودہ روپے اور ثابت تین سدس یعنی اکیس روپے اور داخل کا ایک سدس یعنی سات روپے آزاد ہونگے تو سب سہام عتق دونون قولون پر بیالیس روپے ہوئے ف اس صورت سے ٢/٤ شیخین کے نزدیک اور اس صورت سے ٢/٤ امام محمد کے نزدیک ص اور وہ ثلث مال ہے اور سہام سعایت چوراسی روپے ہوئے اور وہ ثلث مال کے ہین ف اس صورت سے ٣/٤ شیخین کے نزدیک اور اس صورت سے ٣/٤ امام محمد کے نزدیک واللہ اعلم ص اور اسی طرح جو شخص تین عورتین رکھتا ہے اور مہر تینونکا برابر ہے اور اوسنے کسی کے ساتھ وطی نہین کی اور دو عورتین اوسکے پاس حاضر تھین اوسنے کہا کہ ایک تم مین سے طالق ہے بعد اوسکے ایک اونمین سے چلی گئی اور تیسری آئی پھر کہا کہ ایک تم مین سے طالق ہے تو جو عورت کہ حاضر رہی اوسکے مہر سے تین ثمن ساقط ہوئے اور جو نکل گئی اوسکا ربع مہر یعنی دو ثمن ساقط ہوئے اور جو داخل ہوئی اوسکا ایک ثمن ف اور تفصیل اور دلائل اسکے اصل مین مذکور ہین ص اور اگر کسی شخص نے دونون عورتون اپنی سے کہا کہ ایک تم مین طالق ہے بعد اوسکے ایک کے ساتھ وطی کی یا ایک مرگئی تو دوسری پر طلاق واقع ہوگا اسواسطے کہ ایک کی وطی سے معلوم ہوا کہ مراد اوسکی دوسری تھی اور اسیطرح ایک کے مرنے سے دوسری محل طلاق نہین رہی اور اسیطرح اگر کسی شخص نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ ایک تم مین آزاد ہے بعد اوسکے ایک کو بیچا یا ہبہ کردیا یا تصدق کیا اور اوسکو سپرد کردیا یا مرگیا یا ایک کو دو لونڈیون سے ام ولد کیا تو دوسرا آزاد ہوجاویگا اسواسطے کہ ان تفرقون سے معلوم ہوا کہ یہ مراد تھا لیکن فقط وطی سے دوسرا آزاد نہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جاویگا ف اور دلائل طرفین کے مذکور ہین اصل مین ص اور اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر اول بار تو لڑکا جنے تو تو آزاد ہے اور اوسنے ایک لڑکا اور ایک لڑکی جنی اور معلوم نہوا کہ کون اول پیدا ہوا تو آدھی لونڈی اور آدھی لڑکی آزاد ہوجاویگی اور لڑکا غلام رہیگا اور اگر دو شخصون نے گواہی دی کہ فلانے نے دو غلامون مین سے اپنے ایک غلام کو آزاد کیا ہے تو امام صاحب کے نزدیک گواہی اونکی باطل ہوگی لیکن اگر دونون گواہون نے اس بات پر شہادت دی کہ اوسنے اپنے مرض موت مین ایک کو آزاد کیا یا صحت مین یا مرض موت مین ایک کو مدبر کیا تو گواہی جائز ہوگی اور اسیطرح اگر دونون گواہون نے کہا کہ فلانے نے ایک کو دو بیبیون اپنی سے طلاق دیا ہے تو بالاتفاق درست ہوگا بخلاف اسکے جب گواہی دین کہ اوسنے ایک کو دو لونڈیون اپنی سے آزاد کیا ہے کہ نزدیک امام کے درست نہوگا مگر جب گواہی دین ایک لونڈی معین کی آزادگی

## باب الحلف بالعتق

جس شخص نے کہا کہ اگر مین گھر مین داخل ہون تو جو غلام میرا اوس دن ہوگا وہ آزاد ہے تو جو غلام اوسکی ملک مین وقت داخل ہونیکے ہوگا وہ آزاد ہوجاویگا اگرچہ بعد قسم کے اوسکا مالک ہوا ہووے اور جو کہا کہ مین اگر گھر مین داخل ہون تو جو غلام میرا ہے آزاد ہوگا

ف یعنی اوسدن کا لفظ نکھا ص تو وقت داخل ہونے کے جو غلام کہ پہلے قسم کے اوسکی ملک مین ہوگا آزاد ہو جاویگا
ف اور جس غلام کا کہ بعد قسم کے مالک ہوا ہووے وہ آزاد نہوگا ص اور اسی طرح اگر کہا کہ جو غلام میرا ہی یا جو غلام کہ
مالک ہون مین اوسکا کل آزاد ہو جاویگا تو جو غلام کہ وقت قسم کے اوسکی ملک مین ہوگا کل آزاد ہوگا ف اور جو بعد قسم کے
ملک مین آوے تو وہ آزاد نہوگا اگرچہ قسم ہی کے دن مین خریدا ہووے ص اور اگر کہا کہ جو بندہ میرا مذکر ہی آزاد ہی اور اوسکی
ایک لونڈی حاملہ ہی اور وہ لڑکا جنی تو آزاد نہوگا اگرچہ کم مہینے چھ مہینے سے قسم کے وقت سے جنے اور اگر مذکر کی قید نہ لگاتا تو
لونڈی بھی اور اوسکی تبعیت مین حمل بھی دونون آزاد ہوجاتے اور اگر کہا کہ جو غلام میرا ہی یا جس غلام کا مین مالک ہون آزاد ہی
بعد میری موت کے تو جو اس کہنے کے قبل اوسکی ملک مین ہوگا مدبر ہوجاویگا اور جو اسکے بعد ملک مین آوے مدبر نہوگا تو اوسکی
بیع جائز ہوگی لیکن بعد مرنے کے دونون ثلث مال سے آزاد ہو جاوینگے ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی ص اور
جس شخص نے اپنے غلام سے کہا تو آزاد ہی بدلے مین ہزار درم کے اور اوسنے قبول کیا تو وہ آزاد ہوگا اور ہزار درم اوسپر
قرض ہو جاوینگے تو ضمانت اون روپیون کی صحیح ہوگی اسواسطے کہ یہ دین صحیح ہی کیونکہ آزاد پر ہی برخلاف بدل کتابت کے کہ ضمانت
اوسکی جائز نہین کیونکہ وہ قرض غلام پر ہی اور وہ دین صحیح نہین ف تو مکاتب مین اور اوسمین فرق معلوم ہوگیا اسواسطے
کہ مکاتب آزاد نہین ہوتا جب تک کہ اوسپر ایک پیسہ بھی باقی رہے اور اگر عاجز ہو جاوے تو پھر مملوک ہو جاتا ہی برخلاف معتق
علی مال کے کہ یہ آزاد ہو جاتا ہی اور قرض اوسپر رہتا ہی جیسے آزاد شخص پر ص اور جسنے اپنے غلام سے کہا کہ اگر اسقدر مال
تو مجکو ادا کرے تو تو آزاد ہی تو مال کے ادا کرنے تک غلام ماذون بہ تجارت ہو جاویگا تو جب تمام مال کو اوسی مجلس مین ادا کرے
آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ جب ادا کرے تو آزاد ہی تو جسوقت کہ تمام مال ادا کریگا آزاد ہو جاویگا اگرچہ بعد مجلس کے ادا کرے اور ادا کرنے
سے یہ ہی کہ مولے کو دیدیوے اور اوسکا قبضہ کرادیوے یا ایسی جگہ پر رکھدیوے کہ مولی اوسکو بغیر کسی مانع کے لے سکتا ہی اگرچہ
قبل اس کہنے کے کہ غلام نے اوسکو کسب کیا ہو لیکن مولی اس صورت مین اوسپر رجوع کر لیگا اور اگر بعض مال کو ادا کیا تو آزاد نہوگا
یہانتک کہ کل مال ادا کرے اور اگر کہا کہ تو بدلے مین ہزار کے بعد میری موت کے آزاد ہی تو اگر اوسنے بعد موت کے
اوسکو قبول کیا اور وارث نے اوسکو آزاد کردیا تو آزاد ہوگا اور جو وارث نے بھی نہ آزاد کیا اور نہ اوسنے قبول کیا تو آزاد نہوگا اور
ایکسال کی خدمت پر اوسکو آزاد کیا اور اوسنے قبول کیا تو آزاد ہو جاویگا اور خدمت ایکسال کی اوسپر لازم ہوگی اور اگر قبل
گذرنے ایکسال کے مولی مرگیا تو نزدیک شیخین کے قیمت اپنے نفس کی غلام پر لازم ہوگی اور امام محمد کے نزدیک قیمت خدمت
کی واجب ہوگی اسی طرح اگر غلام کو اوسی کے ہاتھ مقابلے مین کسی چیز معین کے بیچا اور قبل قبضہ کرنے کے وہ چیز ہلاک ہوگئی
تو شیخین کے نزدیک قیمت اپنے نفس کی غلام پر لازم ہوگی اور امام محمد کے نزدیک قیمت اوس شی معین کی مسئلہ اگر
کسی شخص نے باندی کے مالک سے کہا کہ اس باندی کو بدلے مین ہزار کے آزاد کر اس شرط پر کہ میرے ساتھ اوسکا
نکاح کردے اور مالک نے اوسکو آزاد کیا اور باندی نے اوس شخص کو قبول نہ کیا تو وہ باندی خواجہ کی طرف سے
آزاد ہو جاویگی اور اوس شخص پر کچھ نہین اور اگر کہا کہ اس باندی کو میری طرف سے بدلے مین ہزار کے آزاد کر
ف یعنی میری طرف کا لفظ زیادہ کیا اور باقی مساوی ہی ص تو اوس ہزار کو اوسکی قیمت اور مہر مثل پر

قسمت کرینگے اور اوس شخص پر حصہ قیمت کا واجب ہوگا تو مثلاً قیمت اوسکی ہزار تھی اور مہر مثل پانچ سو تو ہزار کو ڈیڑھ
ہزار پر قسمت کرینگے تو دو تہائی ہزار کی حصہ قیمت کا اور ایک تہائی ہزار کی حصہ مہر مثل کا ہوا تو اوس شخص پر دو تہائی ہزار کی
واجب ہونگی مالک کے لیے اور اگر لونڈی نے اوسکو قبول کیا تو اول صورت مین **ف** یعنی جسمین میری طرف کا لفظ
نہین ہے **ص** قیمت ساقط ہوگی **ف** یعنی دو تہائی ہزار کی **ص** اور دوسری صورت مین **ف** یعنی جسمین
میری طرف سے کا لفظ موجود ہے **ص** دو تہائی ہزار کی اوس شخص پر لازم آوینگی اور جتنا قسمت سے حصہ مہر مثل کا
ہوا ہے **ف** یعنی ایک تہائی ہزار کی **ص** وہ دونون صورتون مین مہر ہو جاوے گا اوس لونڈی کا

## باب مدبر اور ام ولد کے بیان مین

اور جب مولا نے اپنے مملوک سے کہا جب مرجاؤن مین تو تو آزاد ہے یا تو آزاد ہے بعد میرے یا تو مدبر ہے یا مدبر کیا مینے
تجکو یا اگر سو برس تک مین مرجاؤن تو آزاد ہے اور غالب ہے موت اوسکی قبل سو برس کے تو ان سب صورتون مین
وہ مملوک مدبر ہو گیا تو نہین جائز ہے بیع اوسکی اور نہ ہبہ اوسکا **ف** اور کہا شافعی نے جائز ہے بیع مدبر کی اور صحیح
ہوا ابن عمر سے کہ نہ بیع کیا جاویگا مدبر اور نہ ہبہ کیا جاویگا اور آزاد ہو جاویگا ثلث مال سے اور رفع کیا اسکو طرف
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور ضعیف کیا اوسکے رفع کو اور صحیح کیا اوسکے وقف کو
اور یہی نکالا دارقطنی نے علی بن ظبیان سے انھون نے ابن عمر سے کہ کہا انھون نے مدبر آزاد ہے ثلث سے اور
ضعیف ہے ابن ظبیان اور وہ جو روایت کی صحیحین مین جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچا مدبر کو ایک واقعہ ہے
کہ اوس سے عموم ثابت نہین ہوتا تو نہ معارض ہوگی روایت ابن عمر کو اور ابن عمر کو ہان اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے یُبَاعُ المُدَبَّرُ تو معارض ہوتا علاوہ اسکے وہ حدیث محمول ہے مدبر مقید پر اور مدبر مقید کی بیع جائز ہے جیسا کہ آگے
آتا ہے اور روایت کی دارقطنی نے ابی جعفر سے کہ اونکے نزدیک ذکر ہوا کہ عطا اور طاؤس قائل ہین ساتھ حدیث جابر کے کہ بیچا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو سو کہا ابو جعفر نے کہ شہادت دیتا ہون مین کہ اذن دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوسکی خدمت کی بیع مین اور کہا کہ ابو جعفر ثقات معتبرین سے ہے اور لیکن یہ حدیث مرسل ہے اور کہا ابن القطان نے
کہ مرسل صحیح ہے اور تفصیل کی اسکی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے **ص** اور خواجہ کو جائز ہے کہ خدمت لیوے اور اجارہ پر دیوے
اور لونڈی مدبرہ کا نکاح کر دینا اور وطی کرنا اوس سے جائز ہے **ف** کیونکہ روایت کی امام ابو حنیفہ نے عطا بن یسار سے
انھون نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ وطی کرتے تھے دو لونڈیون سے کہ آزاد کیا تھا اونکو بعد موت کے **ص** اور جب
مولا مرجاویگا تو وہ اوسکے ثلث مال مین سے آزاد ہو جاویگا **ف** اور دلیل اسکی گذری **ص** اور اگر اوسنے کچھ مال
نہ چھوڑا سوا اوس مدبر کے تو ایک ثلث اوسکا آزاد ہوگا اور دو ثلث مین سعی کریگا اور اگر قرض خواجہ پر اتنا ہے کہ تمام قیمت کو
اوسکی محیط ہے تو کل کیواسطے سعی کریگا **ف** اسواسطے کہ تدبیر بمنزلے وصیت کے ہے اور دین مقدم ہے وصیت پر
**ص** اور اگر خواجہ نے اوسکا عتق معلق کیا ساتھ موت کے اوپر ایک صفت کے جیسا کہ کہا کہ اگر اس مرض
مین مرجاؤن یا ایک سال مین مرجاؤن تو تو آزاد ہے ان صورتون مین سے کہ غالباً ممکن ہین تو قبل مرنے کے

بیع اور ہبہ اوسکی جائز ہی اور جب خواجہ اوسی صفت پر مر جاوے تو وہ ثلث مال سے آزاد ہو جاویگا

## فصل ام ولد کے بیان مین

اگر لونڈی مولا سے جنے تو وہ ام ولد ہو گئی اگرچہ پہلے سے اوسکا مالک نتھا بلکہ نکاح مین تھی اور پھر مالک ہو گیا اور حکم اوسکا مانند مدبر کے ہی ف یعنی بیع اور ہبہ اوسکی جائز نہین اور وطی کرنا اور خدمت لینا اور اجارہ دینا اور نکاح کر دینا جائز ہی کذا فی الہدایہ اور داود ظاہری اور بعض فقہا کے نزدیک بیع اوسکی جائز ہی اور روایت کیا ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ ذکر کی گئی مان ابراہیم کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو فرمایا آپ نے آزاد کیا اوسکو اوسکے لڑکے نے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین اور ابن عبد البر نے تمہید مین اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا انحضرت نے بیع سے ام ولد کی اور کہا کہ نہ بیچی جاوین اور نہ میراث ہووین اور نہ ہبہ کیجاوین فائدہ اوٹھاوے اوس سے سید اوسکا جب تک جیتا رہے سو جب مر جاوے تو وہ آزاد ہی اور نکالا اوسکو مالک نے موطا مین نافع سے انھون نے ابن عمر سے بسند صحیح ص مگر یہ کہ وہ آزاد ہو جاویگی کل مال سے اوسکے ف اسواسطے کہ سعید بن المسیب سے مروی ہی کہ امر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آزاد ہو جاوین امہات اولاد اور نہ بیچی جاوین کسی قرض مین اگر نہ کی جاوین ثلث مال مین ذکر کیا اسکو ہدایہ مین اور فتح القدیر مین ہی ذکر کیا اسکو امام محمد نے اصل مین اور نکالا ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لونڈی کہ جنے اپنے سید سے تو وہ آزاد ہی بعد اوسکی موت کے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح الاسناد ہی اور روایت کیا اوسکو ابو یعلی موصلی نے اور زیادہ کیا کہ وہ آزاد ہی بعد اوسکی موت کے مگر یہ کہ آزاد کرے اوسکو مولا قبل اپنی موت کے ص اور نہ سعی کریگی واسطے دین مولا کے اور لونڈی کے لڑکے کا نسب ثابت نہوگا مگر یہ کہ مولا اوسکا اقرار کرے اسواسطے کہ لونڈی فراش ضعیف ہی اور جب اقرار کر لیا تو وہ ام ولد ہو گئی اب جو لڑکا جنے گی تو بغیر اقرار کے نسب اوسکا ثابت ہو جاویگا مگر یہ کہ خواجہ اوسکا انکار کرے اسواسطے کہ ام ولد فراش متوسط ہی اور فراش قوی منکوحہ کا ہی کہ اوسکے لڑکے کا نسب ثابت ہوویگا بغیر اقرار کے اور اوسکے انکار سے منفی نہوگا بلکہ لعان واجب ہوگا اور اگر ام ولد نصرانی کی اسلام لائی تو نصرانی پر اسلام کو پیش کرینگے اگر وہ بھی مسلمان ہوا تو وہ اوسکی ام ولد رہیگی اور اگر اسلام سے اوسنے انکار کیا تو ام ولد بقدر اپنی قیمت کے سعی کریگی بعد اوسکے آزاد ہو جاویگی ف اور امام زفر کے نزدیک بالفعل آزاد ہو جاویگی اور سعایت کی رقم اوسپر دین ہو جاویگی ص اور جب کہ لونڈی دو شریکون مین ہووے اور وہ جنے اور ایک نے دو شریکون مین سے اوسکا دعوی کیا تو نسب اوسکا اوس سے ثابت ہو جاویگا اور وہ اوسکی ام ولد ہو جاویگی اور ضامن ہوگا اوسکی نصف قیمت کا اور نصف عقر کا ف عقر سے مراد مہر مثل ہی اور بعضون کے نزدیک عقر وہ ہی کہ عورت جتنے پر اجارہ دی جاتی واسطے وطی کے اگر زنا حلال ہوتی ص قیمت ولد کا اور جو دونون نے دعوی کیا تو دونون سے نسب ثابت ہوگا ف اور امام شافعی کے نزدیک قیافہ دان کی طرف رجوع کرینگے اور وہ جسکا بتلاویگا اوس سے نسب ثابت ہوگا اور ہمارا مذہب مروی ہی عمر رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا اوسکا سعید بن منصور نے اور عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اوسکو اثرم نے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی ص اور وہ دونون کی

ام ولد ہوجاویگی اور ہر ایک پر نصف عقر لازم ہوگا دوسرے کے واسطے اور لڑکا ہر ایک سے میراث کامل لیگا اور وہ دونون اوس سے میراث ایک باپ کی لینگے اور آدھا آدھا قسمت کر لینگے اور اگر خواجہ نے اپنی لونڈی کو مکاتبہ کیا اور پھر اوس سے وطی کی اور وہ جنی اور دعویٰ کیا اوسکا مولا نے اور مکاتبہ نے اوسکی تصدیق کی تو نسب لڑکے کا ثابت ہوجاویگا اور مولا پر عقر اور قیمت لڑکے کی لازم ہوگی اور لونڈی اوسکی ام ولد نہوگی اور امام ابی یوسف کے نزدیک تصدیق مکاتبہ کی شرط نہین اور اگر اوسنے مولا کو جھٹلایا تو نسب لڑکے کا اوس سے ثابت نہوگا مگر جب کہ مولا اوس لڑکے کا ایک دن بھی مالک ہوجاوے ف اسطرح پر کہ وہ مکاتبہ ادا کرنے سے بدل کتابت کے عاجز ہوجاوے تو نسب ثابت ہوجاویگا

# کتاب الایمان

ایمان جمع یمین کی ہے اور یمین لغت مین کہتے ہین قوت کو اور شریعت مین ص یمین کہتے ہین قوت دینے کو خبر کے ساتھہ ذکر اسم کے یا تعلیق کے ساتھہ کسی شی کے اور یمین جن پر احکام شرعی مرتب ہین تین قسم ہین ایک غموس ف اور نام اوسکا غموس اسواسطے ہوا کہ وہ قسم کھانے والے کو ڈبا دیتی ہے گناہ مین یا دوزخ کی آگ مین ص اور وہ یہ ہے کہ کسی شی گذشتہ پر خلاف قصداً جھوٹ قسم کھانے ف مثلاً کہے قسم خدا کی مین حج کر چکا اور حج اوسنے نہین کیا تھا اور قصداً جھوٹ بولا ص اور اس سے گنہگار ہوگا ف اور کفارہ اسکا کچھہ نہین مگر توبہ اور استغفار اسواسطے کہ فرمایا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے کہ پانچ چیزین ہین کہ نہین ہے انمین کفارہ اور ذکر کیا اونمین سے اوس قسم کو کہ جھوٹی ہووے کاٹ لیوے بسبب اوسکے مال ناحق روایت کیا اوسکو امام احمد نے سند صحیح سے اور فرمایا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ حلف کرے اور وہ اوس یمین کا ذب ہو تاکہ کاٹ لیوے بسبب اوسکے مال ایک مرد مسلمان کا تو حرام کریگا الله اوسپر جنت کو اور داخل کریگا اوسکو آگ مین روایت کیا اوسکو ابن حبان نے ابی امامہ سے اور صحیحین مین ہے کہ جاویگا الله کے پاس اور وہ اوسپر غصے ہوگا نعوذ بالله منه اور سنن ابی داود مین ہے حدیث عمران بن حصین سے کہ فرمایا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے جو شخص کہ حلف کرے کاذب تو چاہیے کہ بنا لیوے اپنا ٹھکانا جہنم مین ص اور دوسری لغو اور وہ قسم ہے جھوٹ امر گذشتہ پر اس گمان سے کہ سچ ہے اور ہمین امید مغفرت کی ہے ف اور یہ بھی ایک قسم لغو کی ہے کہ کہے قسم الله کی وہ زید ہے اپنے گمان سے اور نکلے وہ عمرو اور امید ہے کہ مواخذہ یمین نہوگا کیونکہ فرمایا الله تعالی نے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ ص اور تیسری منعقد اور وہ قسم ہے امر آیندہ پر اور یمین اگر خلاف واقع ہو تو کفارہ لازم ہوگا ف اسواسطے کہ فرمایا الله تعالی نے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ اور امام شافعی کے نزدیک غموس مین بھی کفارہ ہے اور حدیث امام احمد کی اونپر حجت ہے ص جو قسم منعقد ساتھہ زبردستی کے ہو یا بھولے سے جیسا کہ کسیکے جبر سے یا بھولے سے کہے قسم خدا کی کل مین آؤنگا اور نہ آیا تو حانث ہوگا ف اسواسطے کہ فرمایا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے تین چیزین ہین کہ قصد اونکا قصد ہے اور کھیل اونکا قصد ہے نکاح اور طلاق اور رجعت یمین ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی لیکن روایت کیا اوسکو ابو داود اور ابن ماجہ اور احمد نے اور ذکر کین تین چیزین نکاح اور طلاق اور رجعت اور ابن عدی نے کامل مین روایت کی اور اوسمین ہے کہ تین چیزین ہین کہ اونمین کھیل نہین جو اونکو

بولا تو وہ واجب ہوئین طلاق اور عتاق اور نکاح اور روایت کی عبد الرزاق نے علی اور عمرؓ سے موقوفا کا انھون نے کہا تین چیزین ہین کہ نہین ہے کھیل اونمین نکاح اور طلاق اور عتاق اور ایک روایت مین اونسے چار مروی ہین اور زیادہ کیا نذر کو کہا شیخ ابن الہمام نے ولاشک ان الیمین فی معنی النذر فیقاس علیہ یعنی نہین ہے شک کہ یمین معنون مین نذر کے ہے تو قیاس کیا جاویگا اوسپر اور امام شافعی کہتے ہین کہ جبر سے اور بھولے سے قسم منعقد نہین ہوتی اور ابن جوزی نے تحقیق مین استدلال کیا ہے واسطے امکے اوسی سے جو روایت کی دارقطنی نے واثلہ بن اسقع سے اور ابی امامہ سے کہا اون دونون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے مقہور یعنی مجبور پر قسم پھر کہا کہ عنبسہ اسناد مین اوسکی ضعیف ہے کہا صاحب تنقیح نے کہ یہ حدیث منکر ہے بلکہ موضوع ہے اور اوسکی اسناد مین ایک جماعت ہے کہ اونکی صحبت پکڑنا جائز نہین ہے ص یا اسی طرح اگر قسم کھائی کہ نہ خدا مین نہین آؤنگا اور پھر جبر سے یا سہو سے آیا حانث ہوگا اور یہی حکم ہے دیوانگی اور بیہوشی کا ص اور قسم ساتھ اللہ کے ہے یا کسی اسم سے اوسکے اسما سے جیسے رحمن اور رحیم یا کسی صفت سے اوسکی کہ وہ معروف ہے قسم مین مثلا عزت اللہ کی اور جلال اللہ کا اور کبریائی اوسکی اور جو حلف کریگا ساتھ غیر اللہ کے مثلا نبی یا کعبے کی تو وہ حلف نہوگی ف اسواسطے کہ صحیحین مین مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تم مین سے ارادہ حلف کا کرے تو حلف کرے ساتھ اللہ کے یا چپ رہے اور جامع ترمذی مین روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے حلف کی سوا اللہ کے اور کسیکی تو اوسنے شرک کیا یعنی شریک کیا غیر خدا کو خدا کے ساتھ تعظیم مین اور یہ نہایت زجر ہے اور مان باپ کی قسم کھانا بھی ممنوع ہے اور یہ حدیث سے ثابت ہے ص اور جو حلف کریگا ساتھ اون صفات الٰہی کے جن سے عرف مین قسم نہین کی جاتی مثلا رحمت اللہ کی اور علم اوسکا اور رضا اوسکی اور غضب اوسکا اور غصہ اوسکا تو قسم منعقد نہوگی اور قسم منعقد ہوجاویگی اگر قسم کھائے ساتھ عمر اللہ یعنی بقا اوسکی کے یا اوسکی قدرت کے یا اوسکے عہد اور میثاق کے یا اتنا کہا کہ مین قسم کھاتا ہون یا حلف کرتا ہون یا شہادت کرتا ہون اگرچہ لفظ اللہ کا نہ کہا اور یہ بھی نذر ہے ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُسَمِّهِ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ یعنی جو شخص نذر کرے ایسی نذر کہ نام لیوے اوسکا تو کفارہ اوسکا کفارہ یمین ہے روایت کیا اوسکو ابوداود اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عباسؓ سے ص یا یمین ہے یا عہد ہے یا اگر ایسا کام کرون تو مین کافر ہوا یا کافر ہونگا اگرچہ کافر ہوگا وقت کرنے کے اور بعضون کے نزدیک اگر کافر ہوسکے گا تو کافر ہوجاویگا لیکن صحیح یہ ہے کہ کافر نہوگا اگر وہ اس بات کو جانتا کہ قسم ہے اور اگر اوسکی سمجھ مین یہ ہو کہ اسکے کہنے سے کافر ہوجاتا ہے تو دونون صورتون مین کافر ہووے گا یا قسم کھاتا ہون مین ساتھ خدا کے اور قسم نہین منعقد ہوگی حقا اور حق اللہ اور حرمت اللہ سے اور اسی طرح اگر کہے قسم کھاتا ہون ساتھ خدا کے یا عورت کے طلاق کے یا اگر اس کام کو کرون تو اوسپر غضب اللہ کا اور تیرے یا لعنت اوسکی یا مین زانی ہون یا مین سارق ہون یا شارب خمر ہون یا آکل ربا ہون تو قسم منعقد نہوگی اور قسم کے حرف واو اور بے اور تے ہین ف مثال کے واللہ اور باللہ اور تاللہ ص اور کبھی حرف کو ذکر نہین کرتے لیکن مراد لیتے ہین جیسے کہتے ہین اللہ لا افعل ف تو تقدیر اوسکی یہ ہے باللہ لا افعلہ یعنی قسم اللہ کی البتہ کرونگا مین اوسکو

## فصل کفارہ قسم کے بیان مین

جوشخص کہ اپنی قسم مین حانث ہو **ف** یعنی قسم کے خلاف مرتوع مین آوے جیسے قسم کھالی گیہون کے آٹے نہ کھانے پر پھر کھالیا **ص** تو اوسکو اختیار ہی کہ اوسکے کفارے مین ایک بردہ آزاد کرے اور کافی ہوجاویگا اسمین وہ بردہ جو کافی ہی ظہار مین یا دس مسکینون کو کھانا کھلاوے مثل ظہار کے یا اونکو لباس پہناوے اسطرح پر کہ اکثر بدن اونکا چھپ جاوے تو اگر فقط ازار دے تو جائز نہوگا **ف** اور یہی صحیح ہی اور ہدایہ مین ہی کہ ادنی اوسکا یہ ہی کہ نماز اوس سے جائز ہو اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ازار کافی ہوجاوے جیسا کہ کفایہ مین ہی اور ایک روایت مین امام محمد سے ہی کہ اگر مرد کو ازار دیگا کافی ہوجاویگا اور عورت کو کافی نہین اسواسطے کہ عورت کا ستر اوس سے زیادہ ہی **ص** تو ان تین چیزون مین سے جسکو چاہے کرے **ف** اور دلیل اس باب مین قول اللہ تعالی کا ہی فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ الآیہ **ص** اور جب ان تینون مین سے کوئی نہ کرسکے تو تین روزے پے در پے روزے رکھے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک پے در پے روزے رکھنا ضرور نہین واسطے اطلاق آیت کے اور دلیل ہماری قرأت ابن مسعود کی ہی فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ یعنی پس روزے ہین تین دن پے در پے **ص** اور جائز نہین ہی کفارہ قبل حنث کے تو اگر قبل حنث کے کفارہ دیگا بعد حنث کے پھر دوبارہ دینا لازم آویگا اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ دینا قبل حنث کے درست ہی اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ ثُمَّ لْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهٖ یعنی جو شخص حلف کرے کسی بات پر پھر دیکھے اوسکے خلاف کو بہتر تو کرے اوسکو پھر کفارہ دے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی ہان مروی ہی صحیح مسلم مین اس لفظ سے مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهٖ عدی بن حاتم سے اور اخراج کیا ایسا ہی امام احمد نے عبد اللہ بن عمر سے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی **ص** جو شخص کہ معصیت پر قسم کھاوے مثل ترک کلام کے ساتھ والدین کے **ف** یا ترک نماز کے یا قتل مسلمان کے ناحق **ص** تو واجب ہی اوسکو کہ قسم توڑے اور کفارہ دیوے **ف** اور دلیل اسکی ابھی گذری **ص** اور اگر کافر نے قسم کھائی بعد اوسکے حانث ہوا تو کفارہ اوسپر لازم نہ آویگا اگرچہ بعد اسلام کے حانث ہووے اور جسنے حلال کو اپنے اوپر حرام کرلیا تو حرام نہوگا اور اگر اوسکو کرے تو کفارہ لازم ہوگا اسواسطے کہ حرام کرلینا حلال کا یہ بھی یمین ہی اور جس شخص نے نذر مطلق کی مثلاً کہا کہ واسطے اللہ کے مجھپر ہی آج کے دن کا روزہ تو پورا کرنا اوسکا واجب ہی **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ اور چاہیے کہ پورا کرین اپنی نذرون کو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے نذر کی اور معین کیا تو اوسپر ہی ایفا اوس چیز کا جو معین کیا ذکر کیا اسکو زیلعی مین اور ابن الہمام نے کہا وَهُوَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ یعنی یہ حدیث غریب ہی انتہی روایت نسائی مین ہی کہ فرمایا حضرت نے نذرین دو طرح کی ہین ایک نذر وہ جو عبادت ہی تو یہ اللہ کے واسطے ہی اور اوسکا پورا کرنا لازم ہی اور ایک نذر وہ جو معصیت خدا مین ہی اور یہ واسطے شیطان کے ہی اوسمین نہین ہی ایفا اسمین کفارہ دے اوسمین کفارہ قسم کا **ص** اور اگر نذر معلق کی جیسا کہ کہا

اگر فلانا شخص آجاوے تو مجھپر ایک روزہ ہی اور وہ کام ہو گیا تو وہ جب ہی ایفا اوسکا اور اگر وہ فعل بُرا ہی مثلاً کہے اگر زنا کرون تو مجھپر ایک روزہ ہی تو صحیح یہ ہی کہ اوسمین اختیار ہی چاہے وفا کرے اور چاہے کفارہ دے اور بعضون کے نزدیک ہر حالت مین وفا کرے اور اگر قسم کھائی اور متصل اوسکے کہا انشاء اللہ تعالیٰ تو قسم باطل ہو گی **ف** اور اتصال شرط ہی اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ حلف کرے اوپر یمین کے اور کہے انشاء اللہ تو نہین ہی حنث اوسکے اوپر روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے کہا ترمذی نے کہ حدیث حسن ہی اور ایسا ہی نذر مین اگر انشاء اللہ کہے تب بھی باطل ہو جاویگی فتح القدیر

# باب الحلف بالفعل

جس شخص نے حلف کی کہ نہ داخل ہوگا بیت مین اور صفہ مین چلا گیا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ صفہ بھی شب باشی کے واسطے بنایا گیا ہی اور جیسے واسطے شب باشی کے بنایا گیا ہی بیت مین داخل ہی اور اگر کعبے مین یا مسجد مین یا معبد نصاریٰ یا یہود مین یا نہ مین شفانے کی یا جھجے اور برامدے کے نیچے جو دروازے پر ہو داخل ہوا تو حانث نہوگا جیسا کہ حلف کی کہ نہ داخل ہوگا دار مین اور گھس گیا ویرانے مین تو بھی حانث نہوگا اور اگر حلف کی کہ اس دار مین نجاؤنگا بعد اوسکے جب وہ گر گیا یا دوسرا دار اوسکی جگہ پہ بنایا گیا اور اوسمین داخل ہوا یا اوسکی چھت پر چڑھ گیا تو حانث ہوگا اور بعضون نے کہا کہ ہمارے عرف مین **ف** یعنی اہل عجم کے **ص** حانث نہوگا **ف** اسواسطے کہ ہم لوگون کے محاورے مین جو شخص چھت پر چڑھ جاوے تو اوسکو یہ نہین کہتے کہ دار مین داخل ہوا اور جاننا چاہیے کہ دار اور بیت مین فرق ہی تو دار نام ہی میدان کا موافق استعمال اہل عرب کے بعد اس بات کے کہ اوسکو دیوارون سے گھیر لیوین تو صرف میدان کو قبل بنا کے دار نہ کہین گے اور جب ایکبار بنائی گئی اور پھر بنا جاتی رہی تو اوسکو دار کہتے ہی ہی واسطے بعد گر جانے بنا کے دار مین جانے سے حانث ہوتا ہی اگر حلف کی ہو کہ اس دار مین داخل نہوگا اور بیت اوسکو کہتے ہین جو صالح شب باشی یعنی رات بسر کرنیکی ہووے تو وہان بنا ضرور ہی تو اگر بعد گر جانے بنا کے یعنی دیوارون کے صحرا ہو گیا اور اوسمین داخل ہوا حانث نہوگا اگر حلف کی ہو اس بیت مین نہ داخل ہونگا جیسا کہ آتا ہی **ص** اور اگر وہ دار مسجد یا حمام یا باغ یا بیت بنایا گیا یا بعد حمام بنانے کے پھر وہ گر گیا اور اوسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا **ف** اسواسطے کہ اسم دار کا جاتا رہا ان چیزون کے بن جانے سے ھدایہ **ص** اور اگر حلف کھائی کہ اس بیت مین نہ داخل ہوگا اور بعد اوسکے گر جانے کے اور صحرا ہو جانیکے یا بعد دوسرے بیت بن جانیکے داخل ہوا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسم بیت کا گر جانے سے بنا کے جاتا رہا **ف** اور اگر دیوارین باقی ہین اور اوسمین داخل ہوا تو حانث ہوگا کیونکہ شب باشی بدون چھت کے ہو سکتی ہی ھدایہ اور اصل مین اس مقام کی تفصیل کی ہی بوجہ عوام فہم نہونے کے نہ لکھی گئی جگہ متروک ہوئی **ص** یا حلف کی کہ اس دار مین داخل نہوگا اور محراب مین دروازے کی جو سیمی ہی کہ اگر دروازے کو بند کر لین تو محراب باہر رہ جاوے داخل ہوا حانث نہوگا اور جو شخص کہ ایک گھر مین ساکن ہی یا ایک کپڑا پہنے ہی یا ایک جانور پر سوار ہی اور حلف کی کہ اس گھر مین نہ رہونگا یا یہ کپڑا نہ پہنونگا یا اس جانور پہ سوار نہونگا اور فی الفور اوس گھر سے نکل گیا اور اوس کپڑے کو اوتار ڈالا اور اوس جانور پر سے اوتر پڑا تو حانث نہوگا اور اگر ذرا بھی ٹھہرا تو حانث ہوگا اور جو کسی نے حلف کی کہ اس حانث ہوجاوے گا اور امام زفر کے نزدیک دونون صورتون مین

**ف** صفہ اوسکو کہتے ہین کہ تین طرف چھت و دیوار ہو جیسے دالان وغیرہ منہ

گھر مین داخل نہوگا اور وہین بیٹھا ہی تو حانث نہوگا کیونکہ دخول کہتے ہین باہر سے آنے کو اور اسیواسطے اگر نکل کے پھر آیا تو
حانث ہوجاویگا اور جسنے حلف کی کہ نہ سکونت کریگا اس مین تو ضرور ہی کہ آپ اور اہل و اسباب کل نکال لیجاوے یہان تک
کہ اگر ایک میخ بھی وہان باقی رہیگی حانث ہوگا اور یہ قول امام صاحب کا ہی اور ابو یوسف کہتے ہین کہ اگر اکثر اسباب نکل گیا
تو حانث نہوگا **ف** اور اسی پر فتوی ہی کذا فی قاضیخان والکافی **ص** اور امام محمد کے نزدیک اگر اوتنا اسباب
لے گیا ہی جس سے کتخدائی اور ضرورت معاش نکل سکتی ہی تو حانث نہوگا اور فقہانے لکھا ہی کہ یہ قول احسن اور ملایم زیادہ لوگون کے
واسطے آدمیون کے **ف** اور جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف اسباب مین ہی اور اہل مین سے اگر کوئی بھی رہ جاویگا تو حانث ہوگا
تو ضرور ہی کہ تمامی اہل کو نکال لیجاوے کذا فی الفوائد الظہیریہ **ص** اور اگر حلف کی کہ نہ سکونت کریگا اس شہر مین یا
گانون مین تو وہان ضرور نہین کہ تمامی اہل و متاع لیجاوے بلکہ آپ ہی اگر اکیلا نکل جاویگا تو حانث نہوگا اور اگر کسی نے حلف
کی کہ اس گھر سے باہر نجاؤنگا یا اس گھر سے اندر نجاؤنگا اور اوسکو کوئی اوٹھاکے باہر لے گیا یا اندر لے گیا تو اگر اوسکے
حکم سے لے گیا ہی تو حانث ہوگا اور اگر بنا اوسکے حکم کے چاہے وہ راضی ہو یا ناخوش لے گیا ہی تو حانث نہوگا اور جسنے حلف
کی کہ نکلونگا مین مگر واسطے جنازے کے اور جنازے کے واسطے نکلا اور کام بھی کیا تو حانث نہوگا اور جو قسم کھائی کہ نکلونگا
بقصد مکے کے اور نکلا اور لوٹ آیا تو حانث ہوگا کیونکہ نکلنا پایا گیا برخلاف اوسکے جب کہے کہ نہ آؤنگا مین مکے مین
تو نکلنے سے مکے کی طرف جب تک اوسکے اندر نجاوے حانث نہوگا اور اگر حلف کی کہ مین مکے مین آؤنگا تو آخر دم
حیات مین حانث ہوگا اسواسطے کہ اسوقت مین نہ آنا معلوم ہوا اور اگر قسم کھائی کہ کل اگر استطاعت ہوگی تو مکے
مین جاؤنگا اور اوس روز کوئی مانع مثل مرض یا حکم بادشاہ وغیرہ کے نہوا اور نہ گیا تو حانث ہوگا قضاءً اگرچہ اوسنے
استطاعت سے مراد استطاعت حقیقی جو قدرت تامہ ہی اور مقارن فعل کے ہوتی ہی مراد لی ہو دیانۃً **ف** یعنی فیما بینہ
و بین اللہ حانث نہوگا اور قاضی کے نزدیک حانث ہوجاویگا **ص** اگر کسی شخص نے حلف کی کہ باہر نجاؤنگا مگر اوسکے
اذن سے تو ہر بار نکلنے کے واسطے اذن چاہیے اور اگر نکل گیا بغیر اذن کے اوسکے ایکبار بھی تو حانث ہوجاویگا اور اگر
یہ کہا کہ باہر نجاؤنگا یہان تک کہ اذن دے مجکو تو ایکبار اذن کافی ہی اور اگر کسی شخص کی عورت نے ارادہ کیا نکلنے کا اور
اوسنے کہا کہ اگر تو نکلیگی تو تو طالق ہی اور وہ بیٹھ گئی اور پھر نکلی تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر عورت نے لونڈی کے
مارنیکا ارادہ کیا اور خاوند نے اوس سے کہا کہ اگر تو ماریگی اوسکو تو تو طالق ہی اور اوسنے اوسکو چھوڑ دیا پھر مارا تو حانث نہوگا
**ف** یعنی عورت دونون صورتون مین مطلقہ نہوگی **ص** اور اگر کسی شخص نے ایک سے کہا کہ صبح کا کھانا میرے
ساتھ کھا اور اوسنے کہا کہ اگر صبح کا کھانا کھاؤن تو غلام میرا آزاد ہی تو شرط حنث کے واسطے یہ ہی کہ اوسی وقت اوسکے ساتھ
کھاوے **ف** اور اگر اپنے مکان کو جاکے پھر آکے کھانا کھایا تو حانث نہوگا ھدایہ **ص** اور جو کہا کہ اگر
کھانا صبح کا کھاؤن آج کے روز تو غلام میرا آزاد ہی **ف** یعنی لفظ آج کے روز کا زیادہ کیا **ص** تو جہان صبح
کا کھانا اوس دن کھاویگا حانث ہوجاویگا اور اگر حلف کی کہ زید کے جانور پر سوار نہونگا بعد اوسکے زید کے
غلام ماذون کے جانور پر سوار ہوا تو اگر غلام مدیون ہی اتنا کہ دین اوسکی قیمت اور کسب کو محیط ہی تو

ل کیونکہ عرف مین استطاعت سے یہ کہتے ہین کہ تندرست ہون اور کوئی مانع نہو وغیرہ ۱۲ منہ ظلہ

حانث نہوگا اور اگر ایسا مید یون نہیں تو اگر نیت اوسکی جانور سے وہ جانور تھا جو زید کے خاصے کا ہی تو حانث نہوگا اور اگر
نیت ہی مطلق جانور کی جو ملک زید مین ہو چاہے اوسکے خاصے کا ہو یا اوسکے غلام کا ہو تو حانث ہوگا اور امام ابو یوسف
کے نزدیک سب صورتون مین حانث ہوجاویگا جسوقت نیت ہووے اور امام محمد کے نزدیک حانث ہوگا اگرچہ نیت نکرے
مسئلہ اور جس شخص نے حلف کی کہ اس درخت سے نکھاؤنگا تو اگر اوسکا پھل کھاویگا حانث ہوجاویگا اور جو قسم کھائی کہ
یہ گیہون نہ کھاؤنگا تو امام کے نزدیک اگر اوسکو چبا کے کھاویگا حانث ہوگا اور صاحبین کے نزدیک اوسکو چبا کے کھاوے
یا اوسکا آٹا کھاوے دونون صورتون مین حانث ہوگا اور جو کہا کہ اس آٹے سے نہ کھاؤنگا تو جب اوسکی روٹی کھاویگا
حانث ہوگا اور اگر آٹا پھانک گیا تو حانث نہوگا اور جو حلف کی کہ بریان نہ کھاؤنگا تو جب گوشت بھونا ہوا کھاویگا حانث
ہوگا اور اگر کوئی اور چیز بھونی ہوئی جیسے بیگن یا گاجر کھاوے حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ طبیخ نکھاؤنگا تو جب گوشت
شوربادار کھاویگا حانث ہوویگا ف اور اگر سوکھا قلیہ کھاویگا حانث نہوگا ص اور جو حلف کی کہ سری نکھاؤنگا تو جو سری
اوس شہر کے تنورون مین پک کے بکتی ہی اگر کھاویگا حانث ہوگا ف اور جو سری معروف نہیں جیسے ٹیری کی سری
یا مرغ کی کھاوے تو حانث نہوگا ص اور جو قسم کھائی کہ چربی نکھاؤنگا تو امام صاحب کے نزدیک جب چربی شکم کی کھاویگا
حانث ہوگا اور صاحبین کے نزدیک پشت کی چربی اگر کھاویگا حانث ہوگا اور جو حلف کی کہ روٹی نکھاؤنگا تو جو روٹی معروف
ہی جیسے گیہون یا جو کی اوسکے کھانے سے حانث ہوگا نہ چانول کی روٹی سے مگر جب کہ چانول کی روٹی بھی اوس
شہر مین معروف ہو اور اگر قسم کھائی کہ فاکہہ نہ کھاؤنگا تو امام صاحب کے نزدیک جب سیب یا زردآلو یا خربزہ کھاویگا حانث
ہوگا نہ انگور اور انار اور خرما ے تر اور ککڑی اور کھیرے کے کھانے سے اور صاحبین کے نزدیک انگور اور انار اور خرما ے تر
کے کھانے سے بھی حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ نہر سے نہ پیونگا تو اگر منھ لگا کے اوسمین پیے گا حانث ہوگا اور جو چلو سے
اگر پیے تو حانث نہوگا نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک برتن سے پینے مین بھی حانث ہوگا اور اگر کہا کہ نہر کا
پانی نہ پیونگا تو جس طرح سے پیے حانث ہوگا اور اگر حاکم شہر نے ایک مرد کو حلف دلائی کہ جو مفسد شہر مین آوے اوسے خبر کرنا اگر
وقت اوسکی حکومت کے خبر کریگا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کو مارونگا یا کپڑا پہناؤنگا یا اوس پاس جاؤنگا تو شرط ہی کہ زندگی
مین اوس سے کیا کرے اور اگر کہا کہ غسل دونگا تو زندگی مین شرط نہیں بعد مرنیکے بھی اگر اوسکو غسل دے تو بھی حانث نہوگا اور
اگر حلف کی کہ عنقریب اوسکا قرض ادا کرونگا تو اگر ایک مہینے کے اندر ادا کیا حانث نہوگا اور اگر ایک مہینے مین یا زیادہ
مین ادا کیا تو حانث ہوجاویگا مسئلہ اگر حلف کی کہ ادام نہ کھاؤنگا تو اگر نانخورش شوربادار کھاوے کہ روٹی اوس مین
ڈوب کے نمک پکڑ لیتی ہی یا نمک کھاوے تو حانث ہوگا اور اگر بھونا ہوا گوشت کھایا تو حانث ہوگا اور مغرب مین ہی کہ
کہا ابن الانباری نے ادام وہ چیز ہی کہ خوش مزہ کرے روٹی کو اور لذت بڑھاوے اور وہ عام ہی کہ سائل ہو یا غیر
سائل اور اصطلاح خاص ہی ساتھ سائل کے یعنی جسمین روٹی ڈوب کے رنگین ہوجاوے ف تو موافق قول ابن الانباری
کے اگر بھونا ہوا گوشت کھاویگا تب بھی حانث ہوگا کما لا یخفے ص اگر حلف کی کہ نہ کھاؤنگا اسکا بسر اور کھایا اوسکا
رطب یا اسکا رطب اور کھایا اوسکا تمر یا اوسکا دودھ اور کھایا اوسکا بعد پنیر ہونے کے تو ان سب صورتون مین حانث نہوگا ف

بُسر کہتے ہین کچے خرمے کو جو ابھی پکا نہوا اور رطب کہتے ہین اوس خرمے کو جو پک گیا ہوا و تازہ ہو ابھی خشک نہوا ہو اور تمر کہتے ہین
اوس خرمے کو جو پک کے خشک ہو گیا ہوا اور مذنب اوس خرمے کو کہتے ہین جو پکنا شروع ہو گیا ہو تو وہ کچھ بسر ہوتا ہے اور کچھ رطب
ص اور اگر حلف کی کہ گوشت نہ کھاؤنگا اور مچھلی کھائی یا گوشت اور چربی نہ کھاؤنگا اور دنبہ کھالیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم
کھائی کہ نہ خریدونگا رطب کو اور خریدا ایک خوشہ بُسر کا کہ اوسمین ایک رطب بھی ہے تو بھی حانث نہوگا ف اسواسطے کہ اعتبار غالب
کو ہے اور غالب بُسر ہے ص اور اگر قسم کھائی کہ رطب نہ کھاؤنگا یا بُسر نکھاؤنگا یا رطب اور بسر دونون نہ کھاؤنگا اور مذنب کھایا
تو تینون صورتون مین امام صاحب کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر حلف کی کہ گوشت نکھاؤنگا اور جگر یا اوجھڑی یا سور کا
یا آدمی کا گوشت کھایا تو حانث ہوگا اور ہمارے دستور کے موافق حانث نہوگا اسواسطے کہ جگر اور اوجھڑی کو گوشت نہین
کہتے اور سور اور آدمی کے گوشت سے حانث ہوگا کیونکہ وہ دونون گوشت ہین اگرچہ حرام ہین اور غدا کہتے ہین اوس کھانے کو
جو طلوع فجر سے ظہر تک ہو اور عشا اوسکو جو ظہر سے آدھی رات تک ہو اور سحور اوسے جو آدھی رات سے طلوع فجر تک ہو
ف تو اگر کسی نے حلف کی کہ غدا نکھاؤنگا اور طلوع فجر اور ظہر کے مابین مین سیر ہو کے کھالیا حانث ہوگا ص اور جو
قسم کھائی کہ نہ پہنونگا یا نہ کھاؤنگا یا نہ پیونگا اور نیت کرے معین کی صحیح نہوگی نہ قضاءً نہ دیانۃً اور اگر کہا کہ نہ پہنونگا کپڑے
کو یا نکھاؤنگا طعام کو یا نہ پیونگا شراب کو اور نیت کی معین کی تو تصدیق کیا جاویگا دیانۃً نہ قضاءً مسئلہ اور اگر یون کہے
کہ آج کے دن جو اس کوزے مین پانی ہے نہ پیونگا یا اگر مین آج اس کوزے کا پانی نہ پیون تو عورت میری طلاق ہے حالانکہ
اوس کوزے مین پانی نہو یا ہو اور اوسکو گرا دیا جاوے اوسی روز تو طرفین کے نزدیک حانث نہوگا اور امام ابو یوسف کے
نزدیک حانث ہوگا اور اگر وہ شخص ان الفاظ کو مطلق کہے قید آج کی نہ لگائے اور کوزے مین پانی نہو تو نہ حانث ہوگا طرفین کے
نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر تھا اور بہا دیا گیا تو سبکے نزدیک حانث ہوگا اور اگر
قسم کھاوے کہ مین آسمان پر چڑھونگا یا اس پتھر کو سونا بناؤنگا یا فلانے کو قتل کرونگا اور جانتا ہے کہ وہ مر گیا ہے تو قسم منعقد ہو کے
ٹوٹ جاویگی اسلیے کہ یہ امور ممکن عادۃً نہین ہین اور امام زفر کے نزدیک قسم منعقد نہوگی اور جو یون کہا کہ اپنی بیوی کو نہ ماروںگا
بعد اوسکے اوسکا گلا دبایا یا بال کھینچے یا دانت سے کاٹ کھایا تو حانث ہوگا اور اگر زوجہ سے کہا و اسمین تیرا سوت کاتا
ہوا اگر پہنون تو وہ ہدی ہے اور عورت نے اوسکو کاتا پھر مرد نے بنا اور پہنا تو وہ ہدی ہو جاویگا ف یعنی مکے مین بھیجا جاویگا
تاکہ تصدق کیا جاوے فقرا پر ص اور صاحبین کے نزدیک اگر دن حلف کے روئی اوسکی ملک مین تھی اور عورت نے کاتا
اور اوسنے بنا تو حانث ہوگا ورنہ نہین اور جو کہے کہ زیور نہ پہنونگا پھر سونے کی انگشتری پہنی تو قسم ٹوٹ جاویگی نہ چاندی کی
انگوٹھی پہننے سے اور صاحبین کے نزدیک ہار موتیون کا اگرچہ جڑاؤ نہووے زیور مین داخل ہے اور اوسی پر فتوی ہے ف
اور امام صاحب کے نزدیک ہار موتیون کا اگر جڑاؤ نہووے تو زیور مین داخل نہین اور جڑاؤ ہووے تو سبکے نزدیک
زیور مین داخل ہے ص اگر یون کہے کہ اس فرش پر نہ سوؤنگا پھر اوسپر ایک دوسرا فرش بچھایا گیا اور اوسپر سو رہا یا کہے
کہ مین زمین پر نہ بیٹھونگا پھر فرش یا چٹائی پر بیٹھے یا کہے کہ اس چوکی پر نہ بیٹھونگا اور اوسپر دوسری چوکی رکھی گئی اور اوسپر
بیٹھا تو ان صورتون مین قسم نہ ٹوٹیگی لیکن اگر فرش پر پلنگ پوش بچھا کر سوویگا یا زمین پر اپنا لباس رکھکر یا چوکی پر

قرض ادا کرنیوالے گا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور جو حلف کرے کہ فلانے کام کو نکرونگا تو تمام عمر مین جب کریگا قسم ٹوٹیگی اور جو کہے کہ کرونگا
تو ایکبار بھی اگر کر لیگا تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ مجھپر پیادہ جانا خانہ خدا کو یا کعبے کی طرف واجب ہی تو حج یا عمرہ پیدل کرے اگر
اونمین سوار ہوگا تو دم دینا پڑیگا **ف** یعنی بکری ذبح کرنا پڑیگی **ص** بخلاف اوس صورت کے کہ کہے مجھپر نکلنا یا جانا خانہ
خدا کو یا پیادہ روانہ ہونا حرم یا مسجد حرام یا صفا یا مروہ کو واجب ہی کہ ان صورتون مین حج پیادہ کرنا لازم نہین ہوتا **ف**
بلکہ پیدل گھر سے نکلنا لازم ہی اور صاحبین کے نزدیک حج اور عمرہ پیدل لازم آویگا **ص** اگر کہے کہ میرا غلام آزاد ہی
اگر مین اس برس حج نکرون پھر وہ مدعی حج کا ہوا اور دو گواہ گواہی دین کہ نحر کے دن وہ کوفے مین تھا تو قسم نہ ٹوٹیگی اور غلام
آزاد نہوگا شیخین کے نزدیک **ف** اسلیے کہ حج نکرنے پر شہادت نفی پر شہادت ہی اور وہ مقبول نہین **ص** اور امام محمد
کے نزدیک آزاد ہوگا اور اگر کہے کہ مین روزہ نرکھونگا تو روزے کی نیت سے ایک ساعت کا روزہ رکھنے سے بھی قسم
ٹوٹ جاویگی اور اگر کہے کہ مین ایک روزہ یا ایکدن کا روزہ نہ رکھونگا تو بغیر تمام دن کے رکھنے کے قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ
مین نماز نہ پڑھونگا تو ایک رکعت کے پڑھنے سے قسم ٹوٹیگی نہ اس سے کم مین اور اگر پوری نماز کہیگا تو دو گانہ پڑھنے سے
قسم ٹوٹیگی ایک رکعت پڑھنے سے نہ ٹوٹیگی اور اگر کوئی شخص یون کہے کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طالق ہی یا لونڈی کو کہے کہ تو آزاد
ہی اور اوسکے بچہ مردہ پیدا ہوا تو اوس شخص کی قسم ٹوٹ جاویگی یعنی طلاق پڑیگا اور لونڈی آزاد ہوگی لیکن اگر اوسنے کہا تھا اگر
تو بچہ جنے تو وہ بچہ آزاد ہی اور اوسکے بچہ مردہ پیدا ہو پھر زندہ پیدا ہوا تو وہ بچہ زندہ آزاد ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے
نزدیک آزاد نہوگا کیونکہ قسم پہلے ہی بچہ جننے سے تمام ہوگئی **مسئلہ** اگر قسم کھاوے کہ فلانے کا قرض آج ادا کرونگا پھر اپنے
درم اوسکو دیے جو کھوٹے ہین یا چلتے نہون یا کسی اور کے ہون یا قرض کے عوض مین کوئی چیز بیچ ڈالی اور قرضدار نے اوسکا
قبضہ کر لیا تو قسم پوری ہو جاویگی اور اگر رانگے کے ہون یا تین پت کے **ف** یعنی اوپر اور نیچے کی پت چاندی کی
اور اندر کی تانبے کی اور ایسے درہم کو عربی مین ستوقہ کہتے ہین **ص** یا قرض خواہ اوس قرضدار کو قرض ہبہ کر دے
تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر حلف کی کہ مین اپنے قرض کے وصول کرنے مین ایک درم کو بدون دوسرے درم کے نلونگا
**ف** یعنی کل قرض کو متفرق نلونگا **ص** پھر کچھ قرض قبضہ کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی جب تک کہ تمام قرض کو علیحدہ علیحدہ وصول
نکرے اور فوری جدائی سے قسم نہ ٹوٹیگی کہ قرض کے ادا مین اسقدر علیحدگی ضرور ہوا کرتی ہی مثلاً تول تول کے دینا
**ف** یا پرکھنا یا گننا **ص** اور اگر کہے کہ میرے پاس اگر سو مگر سو تو ایسا ہوا اور پچاس کا مالک ہی تو قسم نہ ٹوٹیگی بلکہ سو سے
زیادہ کے مالک ہونے سے قسم ٹوٹیگی اور جو کہے کہ ریحان کو نہ سونگھونگا اور بعد اوسکے گلاب کا پھول یا چنبیلی کو
سونگھا حانث نہوگا اسلیے کہ ریحان اوس سبزہ خوشبو کا نام ہی جسمین تنہ نہو کہ کھڑا رہے بیل ہو سکا گلاب کے پھول اور چنبیلی
کے پھول پر نہ بولین گے اور بنفشہ اور گلاب اگر قسم مین کہے تو اوسکے پھول کے پتے مراد ہونگے نہ اوسکے پیڑ کی شاخین اور پتیان

## باب الحلف بالقول

اگر قسم کھاوے کہ فلانے سے نہ بولونگا پھر اوسکے سوتے مین پکارا کہ وہ جاگ اوٹھا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر اوسنے یہ کہا تھا
کہ اوس سے بغیر اوسکی اجازت کے کلام نکرونگا اور اوس شخص نے اجازت تو دی مگر اوسکو اجازت کا حال معلوم نہوا

اور کلام کیا تب بھی قسم ٹوٹیگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں ٹوٹیگی اور اگر یہ کہا کہ اس کپڑے کے مالک سے یا اس جوان سے
نہ بولونگا اور جب اوسنے وہ کپڑا بیچ ڈالا اور وہ جوان بوڑھا ہوگیا کلام کیا تو حانث ہوجاویگا اور اگر کہا کہ مین اگر اس بندے کو
خریدکرون یا بیچون تو آزاد ہے پھر اوسکو جاکر خریدلیا یا بیچا تو قسم ٹوٹ جاویگی یعنی وہ غلام آزاد ہوجاویگا اور اگر یہ کہا کہ مین اسکو
بیچون تو ایسا ہو مثلاً عورت میری طالق ہے پھر اوسکو آزاد دیا یا مدبر کردیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اسواسطے کہ بیچنا متحقق ہوگیا اور
جو کام ایسے ہین کہ اونکو خواہ آپ کرے یا دوسرے کو اونکے کرنے کی اجازت دے اور وہ کرے تو دونون صورتون مین قسم
ٹوٹ جاتی ہے وہ یہ ہین نکاح اور طلاق اور خلع اور آزاد کرنا اور مکاتب بنانا اور قتل عمد سے صلح کرنی اور ہبہ کرنا اور صدقہ دینا
اور قرض دینا اور قرض لینا اور امانت رکھنی یا امانت لینی اور مانگے چیز دینی یا لینی اور جانور کو ذبح کرنا اور غلام کو مارنا اور قرض
ادا کرنا یا اپنا وصول کرنا اور گھر بنانا اور سینا اور کسی چیز کو اوٹھا کر لادنا کہ ان امور کو اگر خود کریگا یا دوسرے سے کرنے کو
کہیگا اور وہ کریگا تو دونون صورتون مین قسم ٹوٹ جاویگی اور جو کام کہ اونکو آپ کرنے سے قسم ٹوٹتی ہے اور دوسرے کو
اونکے کرنے کی اجازت دینے سے قسم نہیں ٹوٹتی وہ یہ ہین بیچنا مول لینا ٹھیکہ دینا مزدوری پہ کام لینا کسی مال کے بدلے مین
صلح کرنا تقسیم کرنا مقدمات مین جوابدہی کرنا لڑکے کو مارنا کہ ان کامون مین اگر قسم کھاوے کہ مین نکرونگا تو اپنے آپ نکرے
اور اگر دوسرا شخص اوسکی اجازت سے یہ امور کرے تو اوسکی قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر یہ کہے کہ مین تکلم نکرونگا اور قرآن یا تسبیح پڑھے
یا تہلیل کرے یا تکبیر کہے نماز کے اندر یا باہر تو قسم نہ ٹوٹیگی اور امام شافعی کے نزدیک ٹوٹ جاویگی ف دلیل امام صاحب
کی یہ ہے کہ عرف مین اسکو تکلم نہیں کہتے بلکہ تلاوت اور تسبیح اور تہلیل و تکبیر کہتے ہین ص اور اگر یون کہے اپنی عورت سے
کہ تو طالق ہے جسدن مین فلان سے کلام کرون تو اسمین دن اور رات دونون سمجھے جاوینگے اور اگر اوسنے قسم کے وقت
اس کلام سے دن ہی کی نیت کی نہ رات کی تو مان لیا جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک دیانت کی رو سے قول
اوسکا معتبر ہوگا اور قاضی اسکی تصدیق نکریگا لیکن اگر یہ کہے کہ جس رات فلانے سے بولون تو ایسا ہو تو اس کلام سے خاص
رات ہی مراد ہوگی دن اسمین مقصود نہوگا اور اگر یہ کہے کہ اوس سے نہ بولونگا مگر اوس صورت مین کہ زید آجاوے یا جب تک کہ زید آوے
پھر اوسنے زید کے آنے کے اول اوس سے کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر بعد اسکے کلام کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی ف اور اگر
زید مرجاوے تو حکم قسم کا جاتا رہیگا ھدایہ ص اور اگر قسم کھاوے کہ فلانے کے غلام سے نہ بولونگا یا فلانے کے اس
غلام سے نہ بولونگا یعنی اشارہ کرکے پھر وہ غلام اوس شخص کا نہ رہا ف مثلاً اوسنے بیچ ڈالا ص اور بعد اوسکے اوس سے کلام کیا
تو قسم نہ ٹوٹیگی اور جو کہے کہ فلانے کے دوست سے یا زوجہ سے کلام نکرونگا یا فلانے کے گھر مین داخل نہونگا اور پیچھے
دوست دشمن ہوگیا اور زوجہ بائن ہوگئی اور اوس سے کلام کیا اور جب گھر اوسی کی ملک سے نکل گیا اوسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا
اور اگر اشارہ کیا ہے کہ فلانے کے اوس دوست سے یا اوس زوجہ سے کلام نکرونگا یا فلانے کے اوس گھر مین داخل نہونگا تو حانث
ہوجاویگا ف اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا ہے ص اور اگر قسم مین لفظ الحین اور الزمان یا اون دونون
کو نکرہ کہے یعنی حین اور زمان کہدیا تو یہ وقت چھ مہینے کا ہوگا اگرچہ نیت نہیں کی ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے
فسبحان اللہ حین تمسون اور یہان حین سے زمانہ قلیل مراد ہے اور کبھی اوس سے چالیس برس مراد لیتے ہین

جیسے فرمایا اللہ تعالی نے هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ اور کبھی چھ مہینے مراد ہوتے ہین جیسے کہ اس آیت مین تُؤْتِیْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا تو لیا معنے متوسط کو کذا فی الهدایه **ص** اور جو نیت کی ہو تو جیسی نیت ہو وہی مراد ہوگا اور جو دہر نکرہ کہا تو مجمل ہی یعنی اسکی مقدار یقینی معلوم نہین امام ابو حنیفہ کو اور صاحبین کے نزدیک چھ مہینے ہین مثل حین کے **ف** امام ابو حنیفہ نے دہر کو نہین پہچانا اور یہ نہ پہچاننا موجب طعن نہین بلکہ علامت کمال علم اور تقوی ہی جیسے کہ امام مالک نے بھی بہت سے مسائل مین لا ادری کہا ہی اور ایک شاعر نے انمین چند شعر بھی کہی ہین اور وہ یہ ہین **نظم** من قال ما ادری لما لم یدره ٭ فقد اقتدی فی الفقه بالنعمان ٭ فی الدهر والخنثی کذاک جوابه ٭ ومحل اطفال ووقت ختان ٭ یعنی جس شخص نے کہا کہ نہین جانتا ہون مین ہرگاہ کہ اوسنے نجانا تو اوسنے اقتدا کی فقہ مین نعمان یعنی امام اعظم کے دہر اور خنثی مین ایسا ہی ہی جواب امام کا اور محل اطفال مشرکین مین کہ آخرت مین کہان ہوگی اور وقت ختنہ مین انتہی اور اسمین بھی امام نے توقف کیا کہ ملائکہ افضل ہین یا انبیا اور کتا کب معلم ہو جاتا ہی **ص** اور جو معرفہ یعنی الدہر کہا تو تمام عمر ہوگی اور اگر الایام یا ایام کثیرہ یا الشہور یا السنین کہا تو دس مراد ہونگے اور اگر اونکو نکرہ بولیگا تو تین مراد ہونگے اور اگر یون کہا کہ جس غلام کو مین اول مالک ہون تو وہ آزاد ہی پس اگر ایک غلام کا مالک ہوگا تو وہ اس قسم کی رو سے آزاد ہو جاویگا اور اگر پہلے دو غلامون کا مالک ایک ساتھ ہو پھر تیسرے کا مالک ہو تو ان تینون مین سے کوئی بھی آزاد نہوگا اور جو کہا کہ جس تنہا غلام کو اول مالک ہون تو وہ آزاد ہی تو اس صورت مین تنہائی قید کے سبب سے تیسرا غلام آزاد ہو جاویگا اور اگر یون کہا کہ پچھلا غلام جسکا مین مالک ہون وہ آزاد ہی پھر وہ مالک ہوا ایک غلام کا اور مر گیا تو وہ غلام آزاد نہوگا کیونکہ پچھلے کیواسطے اگلا ضرور ہی ہان اگر اوسکے بعد ایک اور غلام خریدا پھر مر گیا تو دوسرا غلام اوس شخص کی ابتدائے ملکیت سے کل مال سے آزاد ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک روز فوت سے آزاد ہوگا ثلث مال سے اور اسی طرح جو کہے کہ پچھلی عورت میری جس سے مین نکاح کرون اوسکو تین طلاق ہین اور پھر نکاح کیا ایک عورت سے پھر اور ایک عورت سے بعد اوسکے مر گیا تو دوسری عورت پر طلاق پڑ جاویگا وقت نکاح سے امام صاحب کے نزدیک تو وارث نہوگی اور صاحبین کے نزدیک وقت موت سے تو وارث ہوگی مسئلہ اگر یہ کہے کہ جو غلام مجکو خوشخبری فلان معاملے کی سناویگا وہ آزاد ہی پھر تین غلامون نے جدا جدا وہی خوشخبری اوسکو سنائی تو جسنے اول سنائی ہوگی وہ آزاد ہوگا اور اگر تینون نے ایک ساتھ سنائی تو سب آزاد ہو جاوینگے اور ادا ے کفارہ کے لیے اپنے باپ کا خریدنا درست ہی اور امام زفر اور شافعی کے نزدیک درست نہین **ف** اور یہی حکم ہی ہر ذی رحم محرم کے خریدنے مین کہ وہ اگر نیت کفارے کی کرے اور وہ بمجرد خریدنے کے آزاد ہو جاوے تو کفارہ ادا ہو جاویگا **ص** لیکن اگر کسی غلام کی آزادی کو اپنی خرید پر مشروط کر دیا ہو اور اوسکے خریدنے مین نیت کفارے کی کر لی تو وہ شرط کے سبب سے آزاد ہوگا نہ کفارے کے عوض مین اور یہی حال ہی ام ولد کے خریدنے کا کہ وہ بھی کفارے کے عوض نہوگی اور صورت اوسکی یہ ہی کہ کوئی شخص اپنی منکوحہ سے جو لونڈی ہو اور اوس سے اولاد رکھتی ہو کہے کہ اگر مین تجھے خریدون تو تو آزاد ہی اور خریدنے کے وقت نیت کفارے کی کرے **ف** تو ام ولد آزاد ہو جاویگی اور کفارہ باقی رہیگا **ص** اور اگر کہے کہ جو لونڈی مین حرم بناؤن

تو وہ آزاد ہی تو یہ قول اوسوقت درست ہی کہ جس لونڈی کو کہا ہو وہ اوسوقت اوسکی ملک مین ہو اور اگر اوسوقت ملک مین نہو تو آزاد نہو گی اور جو کہے کہ جتنے میرے مملوک ہین سب آزاد ہین تو اس لفظ سے اوسکے غلام اور امولد اور مدبر سب آزاد ہو جاوینگے اور مکاتب آزاد نہووینگے مگر یہ کہ اونکی بھی نیت کرے تو آزاد ہونگے اور جو تین غلامون مین کہا کہ آزاد ہی یا یہ اور یہ تو تیسرا آزاد ہوگا اور پہلے دو مین مولا کو اختیار رہیگا کہ جسکو چاہے آزادی کے لیے معین کرے اور یہی حکم ہی طلاق مین عورتون کے **ف** یعنی تیسری مطلقہ ہو جاویگی اور پہلی دو مین شوہر کو اختیار دیا جاویگا جسکو چاہے طلاق کے لیے معین کرے **ص** اور داخل ہونا لام تخصیص کا جسکے معنی واسطے ہین بیع اور شرا اور اجارہ اور رنگریزی اور سینا اور مکان بنانے پر اس بات کو چاہتا ہی کہ وہ فعل اس شخص کی اجازت سے ہووے جسکے ساتھ اوسکو مشروط کیا ہی گو وہ شخص مالک اوس چیز کا ہو یا نہو مثلاً یہ کہے ان بعت لک ثوبا یعنی اگر تیرے واسطے بیچون کپڑا تو اوسکے یہ معنی ہین کہ تیری اجازت سے بیچون تو اگر بغیر اوسکی اجازت کے بیچیگا حانث نہوگا اور اگر لام کسی چیز کی ذات پر داخل ہو یا ایسے فعل پر جو غیر سے نہین ہوتا ہی جیسے کھانا پینا اندر جانا لڑکے کو مارنا تو وہ چاہتا ہی اس بات کو کہ وہ شی اوس شخص کی ملک مین ہو مثلاً یون کہے ان بعت ثوبا لک یعنی اگر بیچون کپڑا جو تیرا ہی یہان لام ثوب پر داخل ہی نہ بیع پر تو اس صورت مین اگر اوسکا کپڑا بغیر اوسکی اجازت کے بیچیگا حانث ہوگا **ف** اور باقی مثالین اصل مین مذکور ہین اور جاننا چاہیے کہ لام کے آنے سے غرض یہ ہی کہ جار مجرور متعلق فعل کے ہون یا اوس چیز کے کہ صفت پڑین اور اگر وہ شخص نیت اسکے سوا کرے یعنی لفظون مین تو لام کو فعل پر سمجھے اور معنی مراد لے جو لام کو چیز پر داخل کرنے سے ہوتے ہین یا اوسکا اولٹا کرے تو اوسکی بات مانی جاویگی ایسی صورت مین کہ اوسکی نیت کے مطابق معنی لینے سے اوسکا نقصان ہوتا ہو اور اگر اوسکی مراد کے موافق معنی لینے سے اوسکا فائدہ ہوتا ہوگا تو نہ لیے جاوینگے کذا **ص** اگر کسی عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تو نے میرے اوپر بیاہ کیا چاہی اور مرد نے جواب مین کہا کہ جو عورت میری ہی وہ طالق ہی تو وہ عورت بھی مطلقہ ہو جاویگی اور اگر کہے کہ نیت میری یہ تھی کہ سوا اس عورت کے تو عند اللہ اوسکا اعتبار ہوگا اور قاضی اعتبار نہ کریگا فقط

## کتاب الحدود

یعنی سزاؤن کے بیان مین

**ف** حد کے معنی لغت مین منع کے ہین اور اصطلاح شرع مین **ص** حد وہ سزا ہی معین جو خدا تعالی کے حق کے لیے واجب ہوتی ہی تو قصاص کو حد نہ کہینگے اسواسطے کہ اوسمین بندے کا حق ہی اور اسی طرح تعزیر کو کیونکہ وہ معین نہین اسکی طرف سے **ف** مقصود اصلی حد کے مشروع کرنے سے زجر اور تنبیہ ہی تا کہ لوگ ضرر عباد سے بچ جاوین تو حد زنا مشروع ہی اسواسطے کہ مسلمانون کا فراش فساد سے محفوظ رہے اور حد قذف اسواسطے کہ لوگون کی عزت اوسمین باقی رہے اور حد شرب اسواسطے کہ عقول مسلمانون کے محفوظ رہین اور حد سرقہ اسواسطے کہ مال کی محافظت ہو اور مواخذۂ اخروی اوس فعل کا بدون توبہ کے نہین جاتا جیسا کہ اللہ تعالی نے قطاع الطریق کی حد مین فرمایا ہی ذٰلِکَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا الایہ **ص** اور زنا اوس وطی کو کہتے ہین جو ایسی قبل یعنی شرمگاہ مین ہو کہ خالی ہو ملک سے اور شبہے سے تو اگر کوئی وطی کرے اوس عورت سے جو تین طلاق کی یا ایک طلاق بائن کی عدت مین ہو تو اوسکو زانی نکہینگے اسواسطے کہ اوسمین شبہہ ہی اور زنا ثابت ہوتا ہی چار آدمیون کی گواہی سے لفظ زنا کے ساتھ **ف** اسواسطے

۱ تعزیر ہو رسوائی ... اور ... منہ رف

کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ وفرمایا ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ اور روایت
کی ابو یعلی نے اپنے مسند مین کہ ہلال بن امیہ نے تہمت لگائی شریک بن سحما کو ساتھ زنا کے اپنی عورت سے سو اوٹھایا اونہنے
یہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تب فرمایا آپ نے لاؤ چار گواہ ورنہ حد لگا اپنی پشت مین اور روایت کیا اوسکو
بخاری نے اور اوسمین اتنا ہی ہی کہ البینۃ ورنہ حد لگوا اپنی پشت مین ص اور اگر لفظ وطی و جماع سے گواہی تنگے
تو ثابت نہوگا تو جسوقت وہ شہادت دین تو حاکم شرع اونسے یون پوچھے کہ زنا کیا چیز ہی اور کسطرح ہوا اور کہان ہوا
اور کب ہوا اور کس عورت سے زنا کی ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا ماعز سے ایسا ہی روایت
کیا ان حدیثون کو ابو داود اور نسائی اور عبد الرزاق نے مصنف مین ص اسواسطے کہ بعض آدمی ہر وطی حرام کو زنا سمجھتے ہین
اور شرع مین اطلاق اوسکا غیر اس فعل پر ہوا ہی جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ دونون آنکھین زنا کرتی ہین ف روایت کیا اوسکو
کتب صحاح مین ص اور کبھی کبھی وطی واقع ہوتی ہی بغیر ملنے دونون ختنون کے اور سوال مکان زنا سے اسواسطے ہی کہ اگر
دار الحرب مین زنا کرے تو حد نہین ہی اور زمان سے اسواسطے کہ بہت مدت ہوجانا ساقط کر دیتا ہی حد کو اور عورت سے اسواسطے
کہ کبھی وطی اوسکی شبہہ سے ہوتی ہی ف جیسے متنہ بائن مین ص پس اگر وہ گواہ سب باتین بیان کر دین اور یہ
کہین کہ ہمنے اس مرد کو اوس عورت سے زنا کرتے ایسا دیکھا جیسے سرمہ دانی مین سلائی اور اون گواہون کی عدالت بخوبی معلوم
نہو تو تحقیق کر لیجاوے تو قاضی اوسوقت حکم زنا کا بسبب اونکی شہادت کے کردیوے ف اور عدالت ظاہری پر شہود
کی اکتفا نکرے کہ دفع حد کا کوئی حیلہ نکل آوے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو حدود کو جہانتک کہ
استطاعت رکھو تم روایت کیا اوسکو یعلی نے مسند مین ابو ہریرہ سے ساتھ اسی لفظ کے اور روایت کیا اوسکو ترمذی
نے حضرت عایشہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو تم حدود کو مسلمانون سے جہانتک کہ قدرت رکھو اگر
کوئی صورت نکلے تو چھوڑ دو راہ اوسکی کیونکہ امام بہتر ہی خطا اوسکی عفو مین خطا سے اوسکی عقوبت مین کہا ترمذی نے کہ نہین
پہچانتے ہین ہم اسکو مرفوع مگر حدیث محمد بن ربیعہ سے اونسے یزید بن زیاد سے اور یزید ضعیف ہی اور کتاب العلل مین روایت
کیا بخاری سے کہ یزید منکر الحدیث ہی اور بھولتا ہی لیکن صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور ذہبی نے اوسکا تعقب کیا بسبب
ضعف یزید کے کہا بیہقی نے کہ موقوف اقرب ہی طرف صواب کے ص اور زنا اسطرح بھی ثابت ہوتا ہی کہ جسنے زنا
کیا ہو وہ چار مرتبے اپنی چار مجلسون مین اقرار زنا کا کرے اور جب وہ اقرار کرے تو قاضی اوسکے اقرار کو نمانے ف
یعنی تین بار تک اور چوتھے مرتبے مین قبول کرے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک ایک ہی بار اقرار کافی ہی اور دلیل
ہماری یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت حد نکی ماعز پر یہانتک کہ اقرار کیا انھون نے چار مرتبہ چار مجلسون مین
اور یہ حدیث مروی ہی صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین ابو ہریرہ سے روایت کی مسند مین اور اوسمین ہی کہ اقرار کیا اونھون نے
زنا کا چار مرتبے اور آپ رد کرتے تھے اوسکو الحدیث ص اور اوس سے زنا کی حقیقت اور وقت اور جگہہ اور کیفیت وغیرہ
ہو مذکورہ بالا پوچھے پس اگر وہ سب بیان کر دیوے تو قاضی کو مستحب ہی کہ اوسکو انکار کی وجہ ان لفظون سے تعلیم
کرے شاید تونے ہاتھ لگایا ہوگا یا بوسہ لیا ہوگا یا شبہہ سے صحبت کی ہوگی ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت ماعز کو ایسا ہی تعلیم کیا تھا کہ شاید تم نے ہاتھ لگایا ہوگا یا بوسہ لیا ہوگا روایت کیا اوسکو بخاری نے ص تو اگر زنا سے
پیشتر یا بیچ میں سنگ کے بیچ میں جنگل ہو تو اوسکو ہانک دے ف اسواسطے کہ بیچ حدیث میں حضرت ماعز نے ارادہ فرار کا کیا تھا اور
عبد اللہ بن انیس نے اونکو مارا اور لاسا تھ اونٹ کی ہڈی سے پھر ذکر ہوا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو فرمایا آپ نے کیوں
نہ چھوڑ دیا تم نے اوسکو شاید کہ وہ توبہ کرتا تو قبول کر لیتا توبہ اوسکی اللہ تعالی روایت کیا اوسکو ابو داود نے ص اور نہ حد
لگایا جاوے پھر اگر وہ زانی محصن یعنی آزاد عاقل بالغ مسلمان اور وطی کر چکا ہو نکاح صحیح سے تو اوسکو ایک میدان میں سنگسار کرے
ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کیا ماعز کو اور وہ محصن تھے اور حدیث مشہور میں مروی ہے کہ فرمایا آپ نے نہیں
حلال ہے خون مرد مسلمان کا مگر تین سبب سے کفر بعد ایمان کے زنا بعد احصان کے قتل نفس بغیر حق کے روایت کیا اوسکو
ترمذی نے حضرت عثمان سے اور بخاری و مسلم نے ابن مسعود سے اور رجم پر اجماع ہے صحابہ و من بعدہم کا اور ثابت ہے عمل سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ص یہان تک کہ مر جاوے اور سنگسار کرنا گواہ شروع کرین پھر حاکم پھر اور لوگ ف
اسواسطے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے کہ حضرت علی جب زنا ثابت ہوتا گواہون سے تو حکم کرتے
گواہون کو کہ رجم کرین پھر آپ رجم کرتے تھے پھر اور لوگ اور جو اقرار سے ہوتا تو اول آپ شروع کرتے پھر اور لوگ اور ایک روایت
میں اوسکی یہ ہے کہ فرمایا آپ نے کہ اول شہود رمی کرین پھر امام پھر لوگ جب زنا شہادت سے ثابت ہو ص اور اگر گواہ سنگسار
کرنے سے انکار کرین یا غائب ہو جاوین یا مر جاوین تو حد ساقط ہوگی اور اگر زانی خود مقر ہو تو اوسکو اول حاکم پتھر مارے پھر اور لوگ
ف اسواسطے کہ حضرت علی نے ایسا ہی کیا اور ایسا ہی فرمایا روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اول مارا اوس عورت کو ایک کنکر مثل چنے کے روایت کیا اوسکو ابو داود نے ص اور غسل دیا جاوے اور تکفین کیا جاوے
اور نماز پڑھی جاوے اوس پر ف اسواسطے کہ فرمایا حضرت ماعز کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کرو تم اونکے ساتھ
جیسا کرتے ہو تم اپنے مردون کے ساتھ غسل سے اور کفن سے اور خوشبو لگانے سے اور نماز پڑھنے سے روایت کیا اسکو
ابن ابی شیبہ نے ابن ابی بریدہ سے اور بھی نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس عورت پر بعد رجم کے اخراج کیا
اوسکا اصحاب ستہ الا بخاری نے ص اور اگر وہ زانی محصن نہو تو اوسکی حد یہ ہے کہ آزاد ہو تو سو کوڑے ہے اور یہ لوگ متعہ چاہتے
اور یہ کلام اللہ سے صاف ہویدا ہے ص اور کوڑا ایسا ہو کہ اوسکی چوٹی میں گرہ نہو ف اسواسطے کہ ایسا ہی کیا علی
نے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور طحاوی نے ص اور چوٹ متوسط مارین نہ بہت زور سے نہ بہت آہستہ
اور مرد کے کپڑے اوتارین ف ہر لتے مین ہی اسواسطے کہ حضرت علی نے حکم کیا ننگا کرنے کا اور یہ حدیث نہین ملی
بلکہ عبد الرزاق نے روایت کی اوسکے خلاف ص سوا ازار کے اور سر اور چہرہ اور شرمگاہ کو بچاکر تمام بدن پر
الگ الگ لگاوین ف اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حد مارنے والے کو کہ بچاوے مونہہ کو اور
ذکر کی جگہ کو اور یہ حدیث مرفوعا نہین ملی ہان روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق و سعید بن منصور نے حضرت علی سے
کہ لایا گیا اونکے پاس ایک شخص مست سو فرمایا آپ نے مارو اور دو ہر عضو کو حق اوسکا اور بچو مونہہ سے اور ذکر کی جگہ سے
ص اور حد مارنے کے وقت مرد کو کھڑا کرین ف اسواسطے کہ عبد الرزاق نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

فرمایا کہ حد مارا جاوے مرد کو کھڑا کر کے اور عورت بٹھا کے ص بغیر مد کے ف اسواسطے کہ روایت کی عبدالرزاق نے ابن مسعودؓ سے کہ کہا انھونؓ نے نہین حلال ہی اس امت مین ننگا کرنا اور نہ مد ص یعنی زمین پر لٹا کر گھسیٹکر مارنا مین یا یہ کہ کوڑا مارتے وقت ہاتھ کو سر سے پرے نہ کھینچین تا کہ چوٹ سخت نہ لگے یا یہ کہ کوڑے کو مار کر نہ گھسیٹین کہ زخم کر دے اور مالک اپنے غلام کو بدون اذن بادشاہ کے حد نہ مارے ف اور امام شافعیؒ کے نزدیک مارے اور ہماری دلیل قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ چار چیزین حاکمون کی طرف ہین حدود اور صدقات اور جمعات اور غنیمت روایت کیا اوسکو صحابیون نے ابن مسعود اور ابن عباسؓ اور ابن الزبیر سے مرفوعاً ص اور عورت کے کپڑے نہ اوتارے جاوین سوے پوستین اور روئی دار کے اور حد ماری جاوے بٹھا کے اور جائز ہی کہ اوسکے سنگسار کرنے کو ایک گڑھا کھود لین اسواسطے کہ گڑھا کھودا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اوس عورت کے چھاتی تک اور حضرت علیؓ نے ھدایہ ص نہ مرد کے لیے ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گڑھا نہین کھودا واسطے ماعزؓ کے ھدایہ ص اور محصن مین کوڑے مارنا اور سنگسار کرنا دونوں نہ کیے جاوین یعنی دونون سزا نہ دینی چاہیے ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع نہین کیا ھدایہ ص اسی طرح غیر محصن مین جلاوطن اور کوڑے مارنے نہ چاہیے ف اور امام شافعیؒ کے نزدیک غیر محصن مین کوڑے بھی مارے اور جلاوطن کرے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بکر جب بکر کے ساتھ زنا کرے تو سو کوڑے ہین اور جلاوطن ہی ایک سال کی روایت کیا مسلم اور ابوداود اور ترمذی نے اور دلیل ہماری آیت کلام اللہ کی اور یہ حدیث منسوخ ہی اور روایت کی عبدالرزاق نے سعید بن المسیب سے کہ جلاوطن کیا حضرت عمرؓ نے امیہ بن خلف کو طرف خیبر کے اور وہ مل گیا ہرقل سے اور نصرانی ہو گیا تو فرمایا حضرت عمرؓ نے نہین جلاوطن کرونگا مین اب کسی مسلمان کو ص ہان اگر حاکم سیاستہً کسی مصلحت کیواسطے چند روز کو جلاوطن کر دے تو درست ہی اور بیمار اگر سزا سنگساری کی ثابت ہو تو سنگسار کیا جاوے اور والا کوڑے نہ لگائے جاوین جب تک اچھا نہ ہو لے ف اسلیے کہ سنگسار کرنے مین مقصود مار ڈالنا ہی اور آدمی بیمار و تندرست برابر ہین اور کوڑے مارنے مین غرض جھڑک دینا ہی نہ مار ڈالنا پس شاید بیمار حالت مرض مین کوڑون سے مر جاوے اسلیے انتظار صحت ضرور ہی ھدایہ ص اور حاملہ عورت زنا سے رجم کیجاویگی بعد وضع حمل کے اور کوڑے لگائی جاویگی نفاس کے

## باب صحبت موجب حد اور غیر موجب کے بیان مین

حدود شبہ سے ساقط ہو جاتے ہین ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو تم حدود کو ساتھ شبہون کے روایت کیا اوسکو امام ابو حنیفہؒ نے مسند مین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن الخطاب سے کہ فرمایا آپ نے البتہ اگر مین معطل کرون حدود کو ساتھ شبہات کے تو بہتر ہی اس سے کہ قائم کرون مین اونکو شبہون سے اور ایسا ہی نقل کیا معاذ اور عبداللہ بن مسعود اور عقبہ بن عامرؓ سے اور اخراج کیا بیہقی نے قول سے حضرت علیؓ کے کہ دفع کرو حدود کو شبہون کے سبب سے ص اگر نفس صحبت مین شبہہ حلال ہونیکا ہو اور وہ مرد بھی اپنے گمان غالب مین اوسکو حلال سمجھے جیسے وطی کرے اپنے باپ کی یا مان کی یا جورو کی یا مولا کی لونڈی سے یا مرتہن وس لونڈی سے جو اوسکے پاس رہن ہی صحیح مذہب مین یا مرد اوس عورت سے جو تین طلاقون کی عدت مین ہی یا اوسکو طلاق دیکر مال کے بدلے دیا ہی یا ام ولد سے جو عدت مین عتق کے ہی کہ ان سب صورتون مین اگر کہا

صحبت کو اپنے گمان غالب مین حلال جانتا ہوگا تو حد لازم نہ آویگی **ف** اور اگر حرام جانتا ہوگا تو حد لازم آویگی ھدایہ
**ص** اور اگر ایسی عورت سے صحبت کی ہو اسمین شبہہ حلال ہونیکا ہو اور دلیل شرعی سے اوسکی حلت نکلتی ہو جیسے
وطی کرے اپنے بیٹے کی **ف** یا پوتے کی **ص** لونڈی سے یا اوس عورت سے کہ کنایے کے طلاق کی عدت مین ہو
یا بائع وطی کرے اپنی لونڈی سے بعد بیع کے قبل تسلیم کے یا اوس لونڈی سے جسکو مہر مین عورت کے دیا ہو لیکن ابھی
تسلیم نکیا ہو یا اوس لونڈی سے جو مشترک ہو تو بھی حد لازم آویگی **ف** اسلیے کہ اونمین شبہہ حلال ہونیکا ہی گو وہ
شخص گمان غالب انکی حرمت کا رکھتا ہو اور کہے کہ مین انکی وطی حرام سمجھتا تھا اور دلیلین ان سب مسائل کی ہدایہ مین مذکور
ہین **ص** اور نسب **ف** اسی صورت مین ثابت ہوگا نہ اول صورت مین اور اگر اپنے بھائی اور چچا کی لونڈی سے زنا کرے تو حد
ماری جاویگی **ف** گو اوس صحبت کو حلال خیال کرے **ص** اور یہی حال ہی اگر کوئی اجنبی عورت اپنے بستر پر دیکھے اور
اوس سے صحبت کرے اگرچہ وہ صحبت کرنے والا اندھا ہو یا ذمی عورت زنا کرے کسی حربی سے یا ذمی زنا کرے حربیہ سے
تو ذمی عورت اول صورت مین اور دوسری صورت مین ذمی مرد حد مارا جاویگا اور حربی اور حربیہ پر حد نہوگی اسواسطے کہ اونپر
دار الحرب مین بھی حد نہین تو دار الاسلام مین بھی نہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک سب پر حد پڑیگی اور امام محمد کے نزدیک
جس صورت مین کہ حربی زنا کرے ذمی عورت سے تو کسی پر حد نہین آویگی اور جب کوئی عورت بیگانہ دولھا پاس بھیجدی جاوے
اور عورتین کہدین کہ یہ تیری دولھن ہی اور وہ اوس سے ہم بستر ہو تو حد واجب نہین ہوگی بلکہ اوسکا مہر یعنی اجر صحبت کا دینا پڑیگا
**ف** ہدایہ مین ہی کہ اسکا حکم کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور عدت کا **ص** اور ان صورتون مین بھی حد واجب نہین ہوتی اول یہ کہ جو عورت
مرد پر حرام تھی اور اوس سے نکاح کر لیا اور وطی کی اوس سے تو نکاح کے شبہے سے حد جاتی رہی **ف** اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ
کا ہی اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک حد لازم آویگی اور دلائل امام صاحب کے مذکور ہین ہدایہ اور فتح القدیر مین **ص** یا یہ
چارپائے سے صحبت کرے **ف** اور یہ بھی گناہ کبیرہ ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ پڑ جاوے چارپائے پر تو قتل کرو اوس چارپائے کو کہا عکرمہ نے یعنی عکرمہ نے ابن عباس سے کہ کیا سبب
قتل چارپائے کا کہا انھون نے اسواسطے کہ مکروہ رکھا آپ نے کہ کھایا جاوے گوشت اوسکا یا نفع لیا جاوے اوس سے بعد اسکے
کہ اوس سے ایسا کام کیا جاوے روایت کیا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے اور روایت کی ترمذی اور نسائی نے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ پڑے کسی چارپائے پر تو نہین ہی کچھ اوس پر یعنی حد نہین ہی اور یہ مروی ہی موقوفا ابن عباس سے ذکر کیا
اسکو ابو داؤد نے **ص** یا جماع کرے دبر مین **ف** مرد یا عورت کی اور امام شافعی کے نزدیک اسکو حد زنا کی لگے گی اور امام صاحب
کی دلیل یہ ہی کہ اسکو زنا نہین کہتے ہان امام کو اختیار ہی کہ تعزیر اوطی کو جلا وے یا دیوار اوس پر گرا دے یا اوندھا کرکے اونچے مکان
بلند سے گرایا جاوے اور اوپر سے پتھر پھینکے جاوین اور یہ سب باتین صحابہ سے مروی ہین تو معلوم ہوا کہ اونکے نزدیک بھی یہ زنا نہین
ورنہ اختلاف کرتے اوسمین اور جلانا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی روایت کیا اوسکو بیہقی نے شعب الایمان مین اور مکان بلند سے
گرانا مروی ہی ابن عباس سے مصنف ابن ابی شیبہ مین اور بیہقی مین اور ابن الزبیر سے مروی ہی کہ اوسکو ایک مکان سخت بدبو والے مین
بند کرین کہ اوسکی بو سے مر جاوے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرو فاعل اور مفعول بہ کو اور فرمایا آپ نے کہ

حدیث مین کہ ملعون ہی جو عمل کرے قوم لوط کا نعوذ باللہ منہ روایت کیا اوسکو ترمذی نے **ص** یا دار الحرب مین جا کر خواہ
سرکشون باغیون کے پاس پہونچکر زنا کرے **ف** اور پھر وہ ہمارے پاس چلا آوے تو اوسپر حد نہوگی اور امام شافعی کے نزدیک
حد ہوگی اور صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا ہو کہ نہ قائم کی جاوین حدین دار الحرب مین
اور اس حدیث کا نشان معلوم نہین لیکن روایت کی امام محمد نے سیر کبیر مین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ زنا کرے
کسی عورت سے یا چوری کرے دار الحرب مین اور پھر وہ بھاگ کر مسلمان ہوکر ہماری طرف چلا آوے تو اوسپر حد نہین اور
شافعی نے روایت کی زید بن ثابت سے بواسطہ امام ابو یوسف کے کہ فرمایا زید بن ثابت نے نہ قائم کی جاوین حدین دار الحرب مین
اور ایسا ہی مروی ہی عمر بن الخطاب سے **ص** یا لڑکا یا دیوانہ عورت بالغہ مسلمان عاقلہ سے زنا کرے **ف** تو دونون پر حد نہین
**ص** اور امام زفر اور شافعی کے نزدیک عورت کو حد پڑیگی اور اگر اوسکا اولٹا ہو یعنی مرد کسی لڑکی یا دیوانی عورت سے زنا کرے
تو حد واجب ہوگی مرد پر یا زنا کا اقرار کرے اور طرف ثانی اقرار کرے نکاح کا تو بھی حد نہوگی اور جو شخص کسی لونڈی سے زنا کرے اور وہ
اوس فعل سے مرجاوے تو اوسپر حد بھی واجب ہوگی اور اوس لونڈی کی قیمت بھی مالک کے حوالے کرنی پڑیگی اور بادشاہ سے قصاص کا
اور مالون کا مواخذہ کیا جاوے اور حدون کا مواخذہ نکیا جاوے **ف** یعنی بندون کا مواخذہ اوس سے کرین اور اللہ تعالی کے حقوق کا نکرین

## باب زنا پر گواہی دینے اور گواہی سے پھر جانے کے بیان مین

گواہون نے ایک پرانی بات پر گواہی دی جو موجب حد تھی اور وہ امام سے بعید بھی نتھے اتنے کہ ادائے شہادت سے اونکو کوئی مانع
ہوتا تو شہادت اونکی مقبول نہوگی مگر بہتان زنا مین **ف** مقبول ہوگی اور بہتان کرنے والے پر حد اوسکی پڑیگی اور پرانے ہونے کی
حد چھ مہینے ہین اور اسی طرف اشارہ ہی جامع صغیر مین اور امام ابو حنیفہ نے اسکا کچھ اندازہ نہین کیا ہی اور رائے قاضی پر مفوض رکھا ہی
اور امام محمد نے اوسکا اندازہ ایک مہینے سے کیا ہی اور یہی مروی شیخین سے اور یہی صحیح ہی ہدایہ **ص** اور اگر گواہی چوری
کی ہوگی تو اوس شخص سے تاوان اسباب مسروقہ کا لیا جاویگا **ف** مگر ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور امام شافعی کے نزدیک یہ شہادت
مقبول ہوگی **ص** اور اگر مرد اقرار کرے اوس امر موجب حد کا جو پرانا ہو تو حد مارا جاویگا مگر حد شرب مین اور پرانا ہونا حد کا حد شرب
مین یہ ہی کہ بو اوسکی جاتی رہے اور سوا اوسکے ایک مہینا ہی اور اگر گواہ ثابت کردین کہ اس مرد نے ایک غائب عورت سے زنا کیا ہی
یعنی عورت وجود نتھی اوس مرد پر حد ماری جاویگی بخلاف چوری کے کہ اگر غیر موجود شخص کے مال چورانے کا ثبوت کرینگے تو ہاتھ
کاٹنا لازم نہوگا اور جو چار گواہ ہون گواہی دی زنا کی لیکن کوٹھری کے گوشون مین اختلاف کیا تو مرد اور عورت دونون پر
حد لگائی جاویگی اسواسطے کہ ہوسکتا ہی کہ پہلے شروع مین ایک گوشے مین ہون پھر دوسرے مین چلے گئے ہون اور اگر اقرار کیا زنا کا
اور عورت مزنیہ کو نہ پہچانا تو حد اوسپر واجب ہوگی اور اگر گواہ کہین کہ اسنے ایک عورت نامعلوم سے زنا کیا تو حد نہ لگایا جاوے
وہ اور نہ گواہ جیسے اس صورت میں کہ وہ گواہ عورت کی خواہش اور مجبوری مین اختلاف کرین **ف** مثلا دو کہین کہ وہ راضی تھی اور
دو کہین کہ اوس سے زبردستی کیا تو مرد اور عورت اور گواہ کسی پر حد واجب نہوگی اور صاحبین کے نزدیک اس صورت مین مرد پر حد پڑیگی
**ص** یا جس شہر مین زنا ہوا اوسکے نام مین اختلاف کرین اور امام زفر کے نزدیک دونون پر حد پڑیگی مسئلہ اگر چار آدمیون نے
گواہی دی اوسکے زنا پر ایک وقت معین اور ایک شہر معین میں اور دوسرے چار نے اوسی وقت مین لیکن اور شہر میں اوس مرد و عورت

اور گواہون پر حد نہوگی اور اگر گواہون نے ایک عورت کے زنا پر شہادت دی حال آنکہ ایک عورت نے دیکھکے کہا کہ یہ باکرہ ہی یعنی مرد کے ساتھ ہم بستر نہین ہوئی یا گواہ بدکار ہین یا گواہی دیوین کہ چار گواہ ہین معتبر نے اس شخص پر زنا کی گواہی دی ہی گو وہ اصل گواہ بھی بعد آن کر اس زنا پر گواہی دین تو اس صورت مین کسی پر حد نہ جاری ہوگی نہ جسپر گواہی دی اور نہ گواہون پر اور اگر گواہ اندھے ہون یا کسی زنا کے بہتان مین حد اونکو لگ چکی ہو یا چار کی جگہ تین ہون یا کوئی اونمین سے محدود یا غلام ہو تو ان صورتون مین گواہون پر حد لگیگی نہ اوس شخص پر جسپر کہ انھون نے گواہی دی ہی اور اگر کسی شخص کو گواہون کی گواہی سے حد ماری گئی پھر معلوم ہوا کہ ایک گواہ غلام تھا یا بہتان کی علت مین سزا پا چکا ہی تو چارون پر حد زنا کے بہتان کی جاری کی جاویگی اور اوس اول مرد کو جو انکے سبب سے حد لگی اور زخم یا چوٹ پہنچی اوسکا تاوان کسی پر لازم نہ آویگا اور صاحبین کے نزدیک بیت المال مین سے دلایا جاویگا اور اگر اونکی گواہی سے وہ سنگسار ہو گیا ہوگا تو اوسکا خون بہا وارثون کو بیت المال سے دلایا جاویگا اور اگر بعد اوسکے رجم کے ایک گواہ پھر گیا تو اوسکو سزا بہتان زنا کی لگائی جاویگی ف اور امام زفر کے نزدیک نہ لگائی جاویگی ص اور چوتھائی خون بہا کا تاوان لیا جاویگا اور امام شافعی کے نزدیک قصاصاً قتل ہوگا اور جو اوسکے سنگسار کرنے سے پیشتر اگر کوئی گواہ پھر یگا تو چارون کو حد لگیگی اور رجم ثابت نہوگا اور امام محمد کے نزدیک فقط پھرنے والے کو لگیگی اور اگر پانچ گواہون مین سے ایک پھر جاویگا تو اوسپر بہتان زنا کی سزا لازم نہوگی لیکن اگر دوسرا گواہ اور پھر یگا تو اوسوقت دونون کو حد ماری جاویگی اور دونون ملکر چوتھائی خون بہا دینا ہوگا مسئلہ اگر ایک شخص پر رجم کا حکم ہوا دوسرے نے رجم کی جگہ اوسکو تلوار سے مثلاً مار ڈالا یا گواہون کا تزکیہ مزکی نے کیا اور پھر وہ بعد رجم کے معلوم ہوئے کہ غلام تھے یا کافر تھے تو اول صورت مین وہ قاتل اور دوسری صورت مین مزکی خونبہا کا ضامن ہوگا ف مزکی اوس شخص کو کہتے ہین جو گواہون کا حال ٹھیک ٹھیک بتاتا ہی کہ عادل ہین شہادت کے قابل ہین یا نہین ص اور اگر وہ شخص جسپر رجم کا حکم ہوا سنگسار کیا جاوے اور پھر وہ گواہ غلام نکلین اور مزکی نے اونکا تزکیہ نہین کیا تھا تو خون بہا اوسکا بیت المال مین ہوگا اور صاحبین کے نزدیک سب صورتون مین خونبہا بیت المال ہی مین ہوگا اور اگر زنا کی گواہی مین گواہ یہ لفظ کہین کہ ہمنے قصداً زانی اور زانیہ کی طرف دیکھا تو اونکی شہادت قبول کی جاوے یعنی قصداً دیکھنے کے جرم مین شہادت رد نکرنی چاہیے اور جس شخص پر گواہی زنا کی گذری ہو اور وہ اپنے محصن ہونے سے انکار کرے اور اوسکی جورو کا لڑکا اوس سے ہووے یا ایک مرد اور دو عورتین اوسکے محصن ہونے پر گواہی دین تو اوسکو رجم کیا جاویگا اور امام زفر اور شافعی کے نزدیک رجم نہوگا ایک مرد اور دو عورتون کی شہادت سے

کیونکہ اونکے نزدیک شہادت عورتون کی مقبول نہین

## باب شراب پینے کی حد کے بیان مین

ف حد شرب کی مانند حد قذف کے ہی یعنی آزاد کو اسی کوڑے اور غلام کو چالیس اگرچہ اوسنے ایک قطرہ شراب کا پیا ہو اور اصل اس باب مین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی جو شخص کہ پیے شراب کو تو کوڑے مارو اوسکو پھر اگر پیے تو مارو اوسکو پھر اگر پیے تو مارو اوسکو پھر اگر پیے تو قتل کرو اوسکو نکالا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے سوا النسائی کے معویہ سے اور مروی ہی حدیث ابی ہریرہ رض سے اور ترمذی نے صحیح کیا حدیث معویہ کو حدیث ابی ہریرہ رض سے اور صحیح کی اوسکی ذہبی نے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور ابن حبان نے صحیح مین اور نسائی نے سنن کبری مین پھر قتل منسوخ ہو گیا اسواسطے کہ

روایت کی نسائی نے سنن کبری مین جابر سے اس حدیث کو اور اوسمین یہ ہر کہ لایا گیا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ پی تھی اوسنے شراب چوتھے مرتبے مین تو آپنے اوسکے کوڑے لگائے اور قتل نہین کیا اور ایک لفظ مین زیادہ کیا کہ پھر مسلمانون کو معلوم ہوا کہ کوڑے مارنا ٹھہر گیا اور قتل اوٹھ گیا یعنی منسوخ ہو گیا اور روایت کیا اوسکو بزار نے مسند مین اور ابوداؤد نے سنن مین اور امام شافعی کے نزدیک چالیس کوڑے مارے اور ہماری دلیل اجماع صحابہ کا ہی رضی اللہ عنہم کوڑے پر مروی ہی انس بن مالک سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا ایک شخص کہ اوسنے پی تھی شراب مارا اوسکو دو چھڑیون سے کھجور کی قریب چالیس بار کے اور اسی طرح کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر جب ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشورت کی لوگون سے سو کہا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہ ہلکا حدون کا اسی ہی سو حکم کیا اوسکا عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور نکالا اوسکو حاکم نے مستدرک مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے **ص** اور جسنے شراب پی اور اسی طرح گرفتار ہوا کہ شراب کی بو موجود ہو اگرچہ راہ کے دور ہونے سے جاتی رہی ہو یا مست ہوا اور عقل اوسکی زائل ہوا اگرچہ نبیذ تمر کے پینے سے ہوا ہو اور دہ اوسکا اقرار کرے ایک بار یا دو مرد اوسپر شراب پینے کی گواہی دین اور معلوم ہو کہ اوسنے اپنی خواہش سے پی ہی تو اسکو حد لگا دین **ف** حالت ہوش مین بیہوشی مین نہ مارین اور نبیذ سے اگر مست ہو تو حد اسواسطے ماری جاتی ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حد ماری ایک اعرابی کو کہ مست ہو گیا تھا نبیذ سے اور فرمایا اِنَّمَا جَلَدْنَاكَ لِسُكْرِكَ یعنی جو ہمنے کوڑے مارے تجکو بسبب نشے تیرے کے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور دارقطنی نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑے مارے ایک شخص کو کہ مست ہو گیا تھا نبیذ سے اور بہت سے آثار اسمین وارد ہوئے ہین ذکر کیا اونکو ابن الہمام نے فتح القدیر مین **ص** اور اگر وہ خود بعد بو جاتے رہنے کے اقرار کرے یا دو گواہ بعد بو جانے کے گواہی دین **ف** نہ دوری فاصلہ کی جہت سے یعنی اگر فاصلے کی دوری کی جہت سے بو جاتی رہی تو اوس سے حد بجاویگی **ص** تو حد واجب نہوگی **ف** اور امام محمد کے نزدیک جب اقرار کرے بعد بو جانے کے بھی تو حد ماری جاویگی اور دلیل شیخین کی یہ ہی کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حکم کیا اوس شخص کے لیے جو لایا گیا تھا مست کہ بو سونگھو اوسکے مونہہ کی تو معلوم ہوا کہ بغیر بو کے حد نہوگی روایت کیا اس اثر کو عبدالرزاق اور اسحق بن راہویہ نے **ص** اور اسی طرح اگر اوس سے صرف شراب کی بو پائی جاوے یا قے شراب کی کرے یا جو اقرار کیا تھا اوس سے پھر جاوے یا اقرار اپنی مستی کی حالت مین کرے کہ اوسکی عقل جاتی رہی ہو تو ان سب صورتون مین حد نہ لگائی جاویگی اور جاننا چاہیے کہ حد مستی کی امام صاحب کے نزدیک واجب ہونے مین حد کے یہ ہی کہ کچھ نہ پہچانے یہان تک کہ زمین کو آسمان سے اور عورت مین مرد سے اور صاحبین کے نزدیک یہ ہی کہ بیہودہ بکنے اسکا اور صاحبین کا بھی یہی مذہب ہی اور اسی طرف مائل ہوئے ہین اکثر مشایخ اور امام شافعی کے نزدیک یہ ہی کہ اثر اوسکا ظاہر ہو اوسکی چال اور حرکات مین **ف** اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ شراب انگوری کے تو ایک قطرہ پینے سے بھی حد ہوگی اور سوا مین اوسکے جب مست ہو جاوے **ص** اور اگر مست مرتد ہو جاوے تو اوسپر اوسکی جورو حرام نہوگی اور طلاق اور عتاق اور اقرار وغیرہ اوسکا واسطے زجر کے جاری ہوگا اور کوڑے حد زنا کی طرح مجرم کے بدن پر سر اور مونہہ اور شرمگاہ بچا کر کپڑے اوتار کر جدا جدا لگا دین فقط

## باب تہمت زناکی حد کے بیان مین

محصن مرد یا محصنہ عورت کو یعنی جو آزاد مسلمان مکلف پاک ہو زنا سے کوئی شخص زنا کی تہمت لگاوے صریح **ف** مثلا

مرد کو کہے زَنَیْتَ یا زَانِ اور عورت کو یا زَانِیَۃُ ص یا کہے عورت سے زَنَیْتِ فِی الْجَبَلِ تو نے پہاڑ مین زنا کیا اور وہ بولے زنا کی میں نے یعنی پہاڑ پر چڑھنے کی تو حد مارا جاوے ف یعنی زناء ہمزے کے ساتھ چڑھنے کے معنون مین آتا ہی مگر چاہیے تھا کہ اوسکے بعد علی بولتا جب او سنے فی کہا تو معلوم ہوا کہ چڑھنے کے معنی نہین لیے بلکہ زنا کے معنی لیے اسلیے حد واجب ہوئی ص اور امام محمد کے نزدیک حد نہوے گی ف اسواسطے کہ شبہہ ہوگیا ص یا غصے مین کسی کو کہے نہین ہی تو اپنے باپ سے یا اوسکے باپ کا نام لیکر کہا کہ تو فلانے کا بیٹا نہین ف اور اگر غصے مین نہ کہا ہو تو حد نہ لگائی جاویگی اسواسطے کہ وقت غصہ ہونیکے اسکے معنی یہ ہین کہ تو افعال مین اپنے باپ کے مانند نہین ہی ص یا کہے یا اِبْنَ الزَّانِیَۃِ او چھنال کے جنے اور اوسکی ماں مرگئی ہو عفیفہ ہو تو اوس تہمت لگانے والے کو حد لگائی جاویگی اگر وہ تہمت لگایا گیا یا جسکو اوس تہمت کے سبب سے عار ہی مطالبہ کرے ف اور اسکی بھی حد مثل حد شرب کے ہی تعداد مین یعنی اسی کوڑے آزاد کے لیے اور چالیس غلام کے لیے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الآیہ یہان تک فرمایا فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمَانِیْنَ جَلْدَۃً یعنی لگاؤ انکو اسی کوڑے اور مطالبہ تہمت کا شرط ہی اسواسطے کہ حق اوسی کا ہی کیونکہ اس حد سے اوسکی جانب سے دفع عار ہوتا ہی اور ثبوت مین بھی یہ حد مثل حد شرب کے ہی یعنی دو مردون کی گواہی اور ایکبار کی آواز سے ثابت ہوتی ہی ص اور اگر اوسکو کہے کہ تو اپنے دادا کا یا ماموں کا یا چچا کا یا سوتیلے باپ کا بیٹا نہین ہی یا کہے کہ تو ایک کا انمین سے بیٹا ہی تو دونون صورتون مین حد نہ ماری جاویگا ف اسواسطے کہ اول صورت مین وہ کہنے والا سچا ہی کیونکہ وہ بیٹا دادا کا نہین ہی بلکہ باپ کا اور اسی طرح ماموں و چچا وغیرہم کا اور دوسری صورت مین اسواسطے کہ ان سب کو بھی باپ کہتے ہین لیکن ماموں سو اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْخَالُ اَبٌ یعنی ماموں باپ ہی روایت کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور فتح القدیر اور تخریج زیلعی مین ہی کہ یہ حدیث غریب ہی لیکن روایت کی ابو شجاع دیلمی نے فردوس مین عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماموں والد ہی جسکا کوئی والد نہین ہی اور لیکن چچا سو اسواسطے کہ کلام اللہ مین ہی نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَائِکَ اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ حال آنکہ اسمعیل چچا تھے حضرت یعقوب علی نبینا و علیہ السلام کے اور ماں کا خاوند بھی عرف مین باپ کہا جاتا ہی اور کلام اللہ مین ہی کہ حضرت نوحؑ نے فرمایا اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ اور وہ اونکی بیوی کے بیٹے تھے ص اور اگر عرب کو کہا کہ اے آسمان کے پانی کے بیٹے یا او نبطی تو بھی حد نہ لگے گی ف کیونکہ ان دونو مین نفی نسب نہین ہی بلکہ اونکی سخاوت اور صفائی کے سبب سے اون لقب سے نام ذکر تے ہین اور اسی طرح نبطی وہ لوگ ہین جو بُری عادتین رکھتے ہین اور اونکی گفتگو مین فصاحت نہین ہدایہ ص اور جو کسی نے میت کو تہمت زنا کی لگائی تو اوسکے باپ اور بیٹے کو اور پوتے کو اور نواسے کو اگرچہ میراث سے محروم ہو اختیار ہی کہ مطالبہ حد کا کرین اور امام شافعی کے نزدیک ہر وارث کو جائز ہی کہ مطالبہ حد کا کرے اور امام محمد کے نزدیک نواسے کو اور امام زفر کے نزدیک جو میراث سے محروم ہو اوسکو طلب حد کا اختیار نہین اور اگر باپ یا آقا اپنے لڑکے یا غلام کی ماں کو تہمت زنا کی لگائی ہی تو لڑکا اور غلام خواستگار اونکی سزا کے نہونگے اور حد قذف کی اوس شخص کے مرنے سے باطل ہو جاتی ہی جسکو گالی دی ہو تو اگر کچھ کوڑے مارے تھے کہ وہ شخص مرگیا تو اب تہمت لگانے والے کو چھوڑ دینگے اسواسطے کہ حد کی میراث نہین ہوتی اور امام شافعی کے نزدیک حد کی بھی میراث ہوتی ہی اور اگر مقذوف قاذف کو معاف کرے

یا مکاتب نہین اوس سے کچھ مال لیوے تو یہ جائز نہین اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہی مسئلہ اگر کسیکو کہے کہ ای زانی اور دوسرے نے اوسکے جواب مین کہا کہ تو زانی ہی تو دونون کو حد ماری جاویگی اور اگر اپنی منکوحہ سے کہے کہ ای زانیہ اور وہ جواب مین کہے کہ زانی تو ہی تو عورت پر حد لگائی جاویگی اور لعان واجب نہین ہی اور اگر عورت یون جواب دیوے کہ مینے زنا تجھسے کیا ہی تو حد اور لعان دونون باطل ہو جاوینگے ف اور وجہ اسکی اصل متن کو ہی ص اور اگر پہلے اپنے بیٹے کا اقرار کیا پھر کہا کہ میرا نہین تو لعان کرے اور اگر اول کہا کہ میرا نہین پھر اقرار کرے تو اس صورت مین اوسپر حد لگائی جاوے اور دونون صورتون مین بیٹے اوسیکے ہونگے اور جو عورت سے کہا کہ یہ لڑکا نہ میرا ہی نہ تیرا تو حد اور لعان کچھ نہین واجب ہوگا اور اگر زنا کی گالی ایسی عورت کو دی جسکے بچے کا باپ معلوم نہو یا جو اپنے بچے کے باپ مین لعان کر چکی ہو ف بچے کی قید اسواسطے لگائی کہ بغیر بچے کے اگر لعان ہوا ہوگا تو اوسکی قذف سے حد واجب ہوگی ص یا ایسے مرد کو زنا کی گالی دی جسنے لونڈی غیر مملوکہ سے صحبت کی ہو ف مثلا اپنی مان یا بہن یا بھائی کی لونڈی سے صحبت کی ہو ص یا مشترک لونڈی سے یا اوس مملوکہ سے جو ہمیشہ کے لیے حرام ہی مثلا وہ لونڈی جو اوسکی بہن رضاعی ہی یا گالی دی اوس مسلمان کو جسنے حالت کفر مین زنا کیا ہو یا گالی دی مکاتب کو جو اتنا مال چھوڑ جاوے کہ اوسکی کتابت کا عوض ہو سکتا ہو تو ان سب صورتون مین گالی دینے والے پر حد ماری جاویگی اور اگر ایسے شخص کو گالی زنا کی دی جسنے صحبت کی تھی حائضہ سے یا آتش پرست لونڈی سے یا مکاتب لونڈی سے یا اوسنے نکاح کیا تھا حالت کفر مین اپنی مان سے تو اوسپر حد ماری جاویگی اور مستامن اگر مسلمان کو گالی زنا کی دے تو اوسپر حد لگائی جاویگی ف مستامن اوس کافر کو کہتے ہین کہ دار الحرب سے دار الاسلام مین امان لیکر آیا ہو ص اور کئی جنایتون کے واسطے اگر جنس اونکی ایک ہی تو ایک حد کافی ہی ف مثلا چند مرتبہ گالی دی یا چند مرتبہ زنا کیا یا شراب پی تو ہر ہر کے واسطے ایک ہی حد کافی ہی اگرچہ ہر بار دوسرے شخص کو گالی دی ہو یا دوسری عورت سے زنا کیا ہو ص اور اگر جنس اوسکی مختلف ہی تو ایک حد کفایت نکریگی ف مثلا زنا اور شراب اور قذف سب سے ایک حد کافی نہوگی اور امام شافعی کا اسمین خلاف ہی اور دلیل اونکی اصل مین مذکور ہی

## فصل تعزیر یعنی تادیب اور توبیخ کے بیان مین

تعزیر وہ سزا ہی جو حد سے کم ہو اور اکثر اوسکے اونتالیس کوڑے ہین ف اور دلیل اسکی یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ پہونچ جاوے کسی حد کو غیر حد مین تو وہ ظالمون مین سے ہی روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور کہا کہ محفوظ یہ ہی کہ یہ حدیث مرسل ہی اور نکالا اوسکو متصل بھی نعمان بن بشیر سے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے فوائد مین متصلا اور امام محمد نے مرسلا اور اقل حد کا چالیس کوڑے ہین غلام مین تو تعزیر مین اوس سے ایک کوڑا کم رکھا گیا ص اور کمتر اوسکے تین کوڑے ہین اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک روایت مین اکثر اوسکے اوناسی کوڑے اور ایک روایت مین پچھتر کوڑے ہین ف اور حاصل مین ہی کہ ہمارے مشایخ نے اقل کو اوسکے رائے امام پر سونپا ہی اور اسی واسطے بہت سے فقہانے اوسکی حد نہین ذکر کی ص اور امام کو جائز ہی کہ ضرب اور حبس دونون کرے اور مار تعزیر کی سخت تر ہی پھر زنا کی حد مین پھر شراب پینے کی حد مین پھر گالی کی حد مین ف یعنی تعزیر مین سخت ہاتھ لگاوین اور باقی مین بہ ترتیب اور بتدریج نرم نرم ہاتھ پڑے ص اگر کوئی شخص غلام یا کافر کو زنا کی گالی دے یا مسلمان کو ان الفاظ سے کوئی کہے ای فاسق اور کافر یا خبیث ای چور ای بدکار ای مسخرے

آئی خیانت کرنیوالے آئی لوٹنے والے آئی بیہودہ بکنے والے آئی دیوث یعنی بے غیرت کہ اپنے اہل کی زنا کا روادار ہو آئی قرطبان یعنی کٹنے یا دیوث آئی شرابخوار آئی سود خوار آئی قحبہ کے بیٹے آئی بدکار کے جنے آئی چورون اور زناکارون کے ٹھکانے آئی حرامزادے تو ان سب صورتون مین تعزیر کیا جاویگا اور اگر مسلمان کو کہے او گدھے آئی سور آئی کُتّے اوبچھو آو بندر آئی حجام آئی ولد الحجام اور باپ اوسکا حجام نتھا آئی زنا کے مزدوری لینے والے آئی نالائق آئی ٹھٹھے باز آئی مسخرے تو ان صورتون مین تعزیر لازم نہوگی اور جس شخص پہ حد یا تعزیر ہوا اور وہ مرجاوے تو اوسکا خون ضائع ہی ف یعنی خون بہا اوسکا کہین سے ندیا جاویگا ص بخلاف شوہر کے جو اپنی زوجہ کو تعزیر دے اور وہ مرجاوے تو شوہر پر خون بہا لازم ہوگا ف مثلاً شوہر کا کہنا نہ ماننے پر یا نماز کے ترک کرنے پر یا ناپاکی سے غسل نکرنے پر یا گھر سے نکل جانے پر یا اور کسی امر بیجا پر تعزیر دے اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہی اور ہمنے اوسکو ترک کیا

## كتاب السرقه

یعنی چوری کا بیان چوری اوسکو کہتے ہین کہ عاقل بالغ شخص کسیکا مال جو دس درم سکہ دار یا زیادہ قیمت کا ہووے اور محفوظ جگہہ مین رکھا ہو پوشیدہ لیوے ف تو ہمارے نزدیک دس درم سے کم مین ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا اور امام شافعی کے نزدیک ربع دینار مین اور امام مالک کے نزدیک تین درہم مین کاٹا جاویگا اور اس سے کم مین نہین دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین مجاہد سے انھون نے ایمن سے کہ کہا انھون نے نہین کاٹا گیا ہاتھہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین مگر ایک ڈھال مین کہ قیمت اوسکی ایک دینار تھی اور سکوت کیا اس پر اور یہ معارض ہی اوسکے جو روایت کی بخاری و مسلم نے کہ قیمت اوسکی ربع دینار تھی اور روایت کی نسائی نے اپنی سند سے ابن اسحق سے انھون نے عمرو بن شعیب سے انھون نے ابیہ عن جدہ سے کہ کہا انھون نے تھی قیمت سپر کی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین دس درہم اور روایت کیا اوسکو دارقطنی اور امام احمد نے اور اسحق بن راہویہ نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین سعید بن المسیب سے انھون نے ایک شخص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین قطع ہی مگر ایک دینار یا دس درم مین اور یہ حدیث اس لفظ سے موقوف ہی اوپر ابن مسعود کے روایت کیا اوسکو قاسم بن عبد الرحمن نے ابن مسعود سے کہا ترمذی نے کہ قاسم نے نہین سنا اونسے تو یہ حدیث منقطع ہی لیکن روایت کی امام نے اپنی مسند مین قاسم بن عبد الرحمن سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا انھون نے کہ کاٹا جاتا تھا ہاتھہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین دس درہم پر اور یہ موصول ہی اور اوپر گذرا اثر حضرت علیؓ کا کہ انھون نے کہا نہین قطع کیا جاویگا ہاتھہ کم مین دس درم سے رواہ الدار قطنی ص تو اگر مکلف یعنی عاقل بالغ نے اگرچہ غلام ہو چورایا دس درم یا زیادہ کے مال کو اور وہ مال محفوظ ہو بلا شبہہ ف اور اگر شبہہ ہو تو قطع نہ کیا جاویگا جیسے چوراوے مال اپنے ذی رحم محرم کے پاس سے ص مکان مین مانند گھر کے یا صندوق کے یا راہ مین کسی محافظ کے جو بیٹھا ہو یا مسجد مین اور مال اوسکا اوسکے پاس ہو اور اوسکے لینے کا وہ ایکبار اقرار کرے اور امام ابو یوسف کے نزدیک دوبار اقرار کرے یا دو مرد اوسکی چوری پر گواہی دین اور امام اونسے پوچھہ لیوے کہ سرقہ کیسا ہی اور کیا ہی اور کب ہوا اور کس جگہہ ہوا اور کتنے مال کا ہوا اور کسکے مال کا ہوا اور وہ گواہ بیان کرین ان سب باتون کو تو ہاتھہ اوسکا کاٹا جاوے اور اگر بہت لوگون نے مال چورایا اگرچہ اوس مال کو بعض اونمین سے اوٹھا لائے ہون لیکن اونمین سے ہر ایک کو دس درم سے کم نپہنچا

تو سب کا ہاتھ کاٹا جاویگا ف اسواسطے کہ ہر ایک نے مقدار نصاب سرقہ لے لیا تو سب سارق ٹھہرے ص اور کاٹا جاویگا
ہاتھ اگر ساگوان کی لکڑی یا تیر کی چھڑ یا آبنوس یا صندل یا سبز نگینہ ف یا اور کسی رنگ کا ہو ص یا یاقوت یا [illegible]
یا موتی یا برتن یا دروازے لکڑی کے ہون چراوے اور نہ کاٹا جاویگا ہاتھ شی حقیر کے چرانے مین مثلا لکڑی اور گھانس اور نرکل
اور مچھلی اور پرندہ اور شکار اور ہرتال اور گیرو اور چونا ف اسواسطے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حضرت عائشہ
سے کہ کہا انھون نے نہین کاٹا جاتا تھا ہاتھ چور کا زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین شی حقیر مین اور پرندے مین اسواسطے نہ کاٹا
جاویگا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین قطع ہے پرندہ مین ذکر کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث مرفوعا نہین
ملی بلکہ روایت کیا عبد الرزاق نے حضرت عثمانؓ کا قول کہ نہین قطع ہے پرندہ مین اور مچھلی مین سب قسم کی مچھلی داخل ہے اور
پرندہ مین مرغی اور بطا اور کبوتر وغیرہ ص اور نہ اوس شی مین جو جلدی بگڑ جاتی ہے مثلا دودھ اور گوشت اور تر میوون مین
ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہاتھ کاٹنا ہے میوے مین اور نہ پھل مین خرمے کے روایت کیا
اوسکو امام احمد اور اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور فرمایا کہ نہین ہاتھ کاٹنا ہے طعام مین روایت
کیا اوسکو ابو داؤد نے مراسیل مین حسن بصری سے مرسلا ص اور کھجور مین جو درخت پر ہو اور خربزے مین ف اور امام
ابو یوسف کے نزدیک ہر شی مین ہاتھ کاٹا جاویگا سوا مٹی اور خاک اور گوہ کے اور وہ جو حدیثین ہمنے روایت کین اونپر حجت ہے ص
اور اوس کھیتی مین جو کٹی نہو ف اسواسطے کہ وہ محفوظ نہین ہے ص اور نشا لانے والی چیزون مین اور آلات لہو مین
ف مثل ڈھول اور سارنگی اور ستار اور طنبور وغیرہ کے ص اور چلیپا مین سونے کی ہو یا چاندی کی ف چلیپا
وہ ہے کہ جسکو نصاری اپنی زنار مین باندھتے ہین اور شکل اوسکی یہ ہے ✕ ص اور شطرنج اور نرد مین اور مسجد کے دروازے مین
اور قرآن شریف مین اور آزاد لڑکے مین اگرچہ دونون ف یعنی قرآن شریف اور لڑکا ص زیوردار ہون ف اور امام
شافعی کے نزدیک مسجد کے دروازے مین اور قرآن شریف مین بھی ہاتھ کاٹا جاویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک لڑکے
آزاد مین بھی جب کہ زیور اوسکا مقدار نصاب کے ہو ص اور غلام اور دفترون مین مگر جب کہ نابالغ ہو یا دفتر حساب کے ہون
ف کہ اسصورت مین ہاتھ کاٹا جاویگا ص اور کتے اور چیتے مین اور امانت مین خیانت کرنے سے اور اوچک لیجانے
سے اور لوٹ لیجانے سے ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے خیانت کرنے والے پر اور نہ لوٹنے والے
اور نہ اوچکنے پر ہاتھ کاٹنا روایت کیا اوسکو احمد اور چارون عالمون نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان نے ص اور کفن چرانے
سے ف اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک کفن چور پر قطع ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ کفن
چراوے تو کاٹینگے ہم اوسکو روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور کہا ابن المنذر نے کہ مروی ہے ابن زبیرؓ سے کہ وہ قطع کرتے تھے
کفن چور کو اور جواب یہ ہے کہ بیہقی نے اوس حدیث کو ضعیف کیا اور اوسکی اسناد مین [illegible] مجہول ہے اور کہا ابن الہمام نے کہ یہ
حدیث منکر ہے اور اثر ابن زبیر کا روایت کیا اوسکو بخاری نے تاریخ مین اور ضعیف کیا اوسکو بسبب سہیل بن ذکوان مکی کے کہا
عطا نے کہ ہم اتہام کرتے تھے اوسکو ساتھ کذب کے اور دلیل ہماری قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لا قطع علی
المختفی یعنی نہین قطع ہے مختفی یعنی کفن چور پر روایت کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث مرفوعا نہین پائی گئی لیکن

روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے کہ کہا انھون نے نہین ہے کفن چور پر قطع اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت کی
زہری سے کہ مروان نے کفن چورون کو مارا اور نکال دیا اور قطع نہین کیا اور صحابہ بہت موجود تھے اور ایسا ہی اخراج کیا اوسکا
عبدالرزاق نے معمر سے اور ایک روایت مین مصنف ابن ابی شیبہ کی ہے کہ مروان نے پوچھا صحابہ اور فقہا سے اپنے وقت
کے ایک کفن چور کے باب مین سو جمع ہوئی راے اونکی اس بات پر کہ مارین ہم اوسکو اور پھراوین اوسکو اور کہا
شیخ ابن الہمام نے فتح مین لاشك في ترجيح مذهبنا من جهة الآثار یعنی اب نہین شک ہے ترجیح مین ہمارے مذہب کے
از روے احادیث کے ص اور عام کے مال چرانے سے مثلا بیت المال مین سے چوری کرے اور مال مشترک کے چرانے
سے اور بقدر اپنے قرض کے یا زیادہ قرضدار کے مال مین سے چھڑ لینے سے اور ایسی چیز کے چرانے سے جسمین پہلے اسکا ہاتھہ
کٹ چکا ہو بشرطیکہ وہ چیز بدستور رہے کچھہ بدلی نہو اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک کاٹا جاوے اسواسطے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اگر لوٹے یعنی چراوے تو کاٹو اوسکو ف روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابوہریرہ سے ص
اور یہ حدیث مطعون ہے طعن کیا اوسمین طحاوی نے ف بوجہ اس بات کے کہ اوسکی اسناد مین واقدی ہے اور وہ ضعیف ہے
ص اور اگر بدل گئی ہو تب چراوے تو کاٹا جاویگا جیسے پہلے سوت چرایا تھا اور اوسمین کاٹا گیا پھر وہ بنا گیا اور پھر
اوسکو چرایا تو پھر کاٹا جاویگا اور جو شخص کہ اپنے قریب محرم کے پاس سے مال چراوے برابر ہے کہ اوسی کا مال ہو یا غیر کا لیکن اوسکے
پاس رکھا ہو تو ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا اور اگر اپنے قریب محرم کا مال جو کسی اور کے پاس تھا اوسکے گھر سے یا اپنی مادر رضاعی کا
مال چرایا تو کاٹا جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اگر مادر رضاعی کا مال چراویگا تو کاٹا نہ جاویگا اور ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا اگر چراوے
شوہر اپنی منکوحہ کا مال یا منکوحہ اپنے شوہر کا اگرچہ الگ جگہہ محفوظ ہو یا غلام اپنے مالک کا مال خواہ مالک کی زوجہ کا مال یا اپنے
مکاتب کا مال یا مہمان میزبان کا مال یا مال غنیمت یعنی جو کافرون سے لوٹ مین ملا ہو ف اسواسطے کہ حضرت علی نے
نہ کاٹا ہاتھہ اوس شخص کا جسنے چرایا تھا مال غنیمت کا روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے مصنف مین ص یا حمام مین کا مال
یا اوس گھر مین کا جسمین گھسنے کی اجازت ہو ف تو اگر دن کو گھسنے کی اجازت ہو اور رات کو چراوے کاٹا جاویگا
اور اگر حمام مین کوئی محافظ ہو تب بھی وہان کے مال چرانے سے کاٹا نہ جاویگا اور مسجد کے مال مین اگر کوئی محافظ ہو اسباب
پاس تو کاٹا جاویگا ص اور جو کسی چیز کو چراوے مگر اوسکو گھر سے باہر نہ لیجاوے یا گھر مین سے اوس شخص کو دیدے جو باہر گھر کے کھڑا ہو
تو کاٹا نہ جاویگا اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک اگر اسنے ہاتھہ گھر کے باہر نکال کے دیا اور دوسرے نے لے لیا تو یہ
قطع ہے اور جو دوسرے نے گھر کے اندر ہاتھہ ڈال کے لیا اور اسنے دیا تو دوسرے پر قطع ہے اور ذخیرے مین ہے کہ اگر داخل اور
خارج کے بیچ مین اوس مال کو رکھ دیا اور دوسرے نے آن کر لے لیا تو ایک روایت مین نہ کاٹا جاویگا اور ایک روایت مین دونون
کے ہاتھہ کاٹے جاوینگے ص اور جو گھر کی دیوار مین سوراخ کر کے ہاتھہ اندر ڈال کے کچھہ لیوے یا تھیلی جو آستین کے
باہر ہو کاٹ لے یا اونٹون کی قطار مین سے ایک اونٹ یا اوسکا بوجھہ چرا لے تو ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک گھر
کے اندر ہاتھہ ڈال کے لینے سے بھی کاٹا جاویگا ف وہ جواب ہمارا اصل مین مذکور ہے ص اور اگر اونٹ کو یا اوسکا بوجھہ
قطار مین سے چرا لے اور وہان کوئی محافظ ہو اگرچہ سوتا ہو یا شلیتے کو چیر کر اوسمین سے اسباب لے یا ہاتھہ صندوق مین یا کیسے کی جیب

اور آستین میں ڈال کر مال لے لے یا گھر کے حجرے میں سے نکال کر اوس چیز کو صحن میں لاوے یا جو شخص حجرے والوں میں سے ہو وہ ایک حجرے سے میں جو دوسرے کا ہو چرا لے یا گھر کی دیوار میں سوراخ کر کے اندر گھسے اور کسی چیز کو سوراخ میں سے اوس میں ڈال دے پھر نکالا اوسکو اوٹھا لے یا کسی چیز کو گدھے پر لاد کر اوسکو ہانک دے اور مکان باہر نے جاوے تو ان سب صورتوں میں ہاتھ کاٹا جاوے اور امام شافعی کے نزدیک کاٹا جاویگا برابر ہے کہ اوسکو لیا ہو یا اوس میں چھپ دے اور امام زفر کے نزدیک ڈال دینے میں اور لاد کر لیجانے میں ہاتھ کاٹا جاویگا

## فصل ہاتھ کاٹنے کی کیفیت کے بیان میں

چور کا داہنا ہاتھ پہونچے سے کاٹ کر داغ دیا جاوے **ف** لیکن ہاتھ کاٹنا تو کلام اللہ سے ثابت ہی اور داہنا ہاتھ قراءت ابن مسعود سے اور پہونچے سے کاٹنا اسواسطے کہ روایت کی دارقطنی اور ابن عدی نے کامل میں عبداللہ بن عمر سے کہ کاٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ چور کا پہونچے سے اور اسناد میں اوسکی عبدالرحمن بن سلمہ ہی کہ نہیں معلوم ہے حال اوسکا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے رجاء بن حیات سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹا ہاتھ پہونچے سے اور یہ مرسل ہی اور نکالا اوسنے عمر اور علی سے کہ کاٹے انھوں نے ہاتھ پہونچوں سے اور منعقد ہو گیا اسپر اجماع اور لیکن داغ دینا سو اسواسطے کہ روایت کی حاکم نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ایک سارق کے کاٹو اوسکو اور داغ دو اوسکو آخر حدیث تک اور کہا کہ صحیح ہی شرط مسلم پر اور روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے مراسیل میں اور قاسم بن سلام نے غریب الحدیث میں اور نکالا دارقطنی نے حضرت علیؓ سے کہ انھوں نے بھی داغ دیا **ص** اور اگر پھر چوری کرے تو بایاں پیر کاٹا جاوے اور اگر پھر چراوے تو کاٹا نجاوے بلکہ قید کیا جاوے یہانتک کہ چوری سے توبہ کرے **ف** اور بایاں پیر کاٹا جاوے ٹخنے سے نزدیک اکثر علما کے اور کیا ایسا ہی حضرت عمرؓ نے فتح القدیر **ص** اور بعضوں کے نزدیک تعزیر بھی کرے اور امام شافعی کے نزدیک تیسری بار میں بایاں ہاتھ اور چوتھی بار میں داہنا پیر کاٹا جاوے **ف** اور پانچویں مرتبہ میں اونکے نزدیک بھی قید کیا جاوے اور تعزیر دیجاوے اور عطا اور عمرو بن العاص اور عثمان اور عمر بن عبدالعزیز سے منقول ہی کہ پانچویں بار میں قتل کیا جاوے **ص** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ چوری کرے تو کاٹو اوسکو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو اوسکو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو اوسکو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو اوسکو **ف** اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملتی ہاں روایت کی ابوداؤد اور نسائی نے جابرؓ سے کہ لایا گیا ایک چور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرمایا حضرت نے قتل کرو اوسکو تب کہا لوگوں نے یا رسول اللہ یہ چور ہی فرمایا ہاتھ کاٹو اوسکا پھر کاٹا گیا پھر لائے اوسکو دوسری بار پھر فرمایا قطع کرو اوسکو پھر ذکر کیا اسی طرح پھر لائے اوسکو تیسری مرتبہ پھر ذکر کیا اسی طرح پھر لائے اوسکو چوتھی مرتبہ اسی طرح پھر لائے اوسکو پانچویں بار اسی طرح سو فرمایا آپ نے قتل کرو اوسکو کہا جابر نے کہ قتل کیا ہمنے اوسکو اور ایک کوئیں میں ڈالکر اوپر سے پتھر ڈالدئے اور نسائی نے اس حدیث کو منکر کہا اور مصعب بن ثابت اوسکی اسناد میں قوی نہیں ہی اور طریقے بھی اس حدیث کے ضعیف ہیں **ص** اور مذہب ہمارا ماثور ہی حضرت علیؓ سے **ف** کہا امام محمد بن الحسن نے کتاب الآثار میں خبر دی ہمکو ابوحنیفہؒ نے انھوں نے عمرو بن مرہ سے انھوں نے عبداللہ بن سلمہ سے انھوں نے علی بن ابی طالب سے کہ فرمایا آپ نے جب چوری کرے چور تو کاٹا جاوے داہنا ہاتھ اوسکا پھر اگر چراوے تو بایاں پیر اوسکا پھر اگر چراوے تو قید کیا جاوے یہانتک کہ نیک ہو جاوے کیونکہ میں شرم کرتا ہوں اللہ تعالی سے کہ کر دوں اوسکو ایسا کہ

اوسکا کوئی ہاتھ نہو کہ کھاوے اوس سے اور استنجا کرے اوس سے اور کوئی پیر نہو کہ چلے اوسپر اور اسی طرح تقے سے نکالا
اوسکو دارقطنی نے اور عبدالرزاق نے مصنف مین شعبی سے انھون نے حضرت علیؓ سے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور
بیہقی نے اور نکالا ابن ابی شیبہ نے مثل اسکے ابن عباسؓ سے اور حضرت عمرؓ سے کہ انھون نے مشورہ کیا اس باب مین اجماع
ہوا لوگون کا اوپر حضرت علیؓ کے ص اور اگر وہ حدیث صحیح ہوتی البتہ حضرت علی مخالفت نکرتے اوسکی اور صحابہ اخذ نہ کرتے
اونکے قول سے اور طحاوی نے طعن کیا اوس حدیث مین ف اور کہا کہ ہمنے تلاش کیا ان آثار کو سو نہ پائی کچھ
اصل انکی اور اسی واسطے منکر کہا اوسکو نسائی نے اور مبسوط مین ہے کہ یہ حدیث صحیح نہین ص یا یہ کہ وہ حدیث محمول ہے سیاست
پر ف یا منسوخ ہے جیسا کہ قتل اوس حدیث مین امام شافعی کے نزدیک بھی منسوخ ہے ص اور اسیطرح اوس شخص کا
حال ہے جو چوری کرے اور اوسکا بایان ہاتھ یا انگوٹھا اوس ہاتھ کا یا دو انگلیان اوسکی سواے انگوٹھے کے کٹی ہون
یا لنجی بیکار ہون یا داہنا پیر کٹا ہو یا وہ چور قبل نالش کے اوس شی مسروقہ کو حوالے مالک کے کر دے یا اوسکا مالک ہو جاوے
ہبہ یا بیع سے یا قیمت اوسکی دس درم سے کم ہو جاوے قبل ہاتھ کاٹنے کے یا اوس شی مسروقہ کی ملک کا دعوی کرے
یا دو چورون مین ایک چور اوسکی ملک کا دعوی کرے اگرچہ کوئی دلیل نہو یا مالک اوسکا مطالبہ نکرے اگرچہ چور اوسکا اقرار کرے
کہ ان سب صورتون مین کسیکا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا ف اور ان مسائل مین خلاف امام ابو یوسف اور زفر اور شافعی کا ہے
اور اصل مین مذکور ہے ص اگر دو آدمی ایک چیز چراوین اور ایک اونمین سے غائب یعنی روپوش ہو جاوے اور گواہی
دونون کے ذمے چرانا ثابت ہو تو وہ چور جو موجود ہے اوسکا ہاتھ کٹے گا اور اگر امانت کے یا غصب کے یا سود کے مال کو
ف مثلا ایک دینار کے بدلے مین دو دینار لیے اور اوسکو چرا لے گیا ص امانت دار اور غاصب اور سود خوار کے
ہاتھ سے چرایا اور انھون نے مطالبہ کیا تو ہاتھ اوسکا کاٹا جاویگا اور یہی حکم ہے عاریت لینے اور کرایے سے لینے والے اور مضارب
اور مرتہن اور اوس شخص کے مال مین جو اوسکے واسطے خریدنے کے لایا ہے ف یعنی انکے ہاتھ سے اگر چور چرا لیجاوے اور وہ مطالبہ
کرین تو قطع لازم ہوگا ص اور اگر مال ان لوگون کے پاس سے چوری جاوے اور اصل مالک مطالبہ کرے
اوس چور سے تب بھی ہاتھ کاٹا جاویگا اور اگر ایک چور نے مال چرایا اور اوسکا ہاتھ اوسکے عوض مین کٹا بعد اوسکے وہ مال
کسی دوسرے نے چرا لیا تو اب اول چور خواہ اصل مالک اگر ہاتھ کاٹنے کی درخواست کرینگے تو دوسرے کا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا
اور اگر غلام نے کسی غیر کے مال کی چوری کا اقرار کیا تو اوسکا ہاتھ کٹے گا اور اگر مال موجود ہو تو اوس مال کے مالک کی طرف
واپس دیا جاویگا اور اگر مال ہلاک ہو گیا ہو تو فقط ہاتھ اوسکا کاٹا جاویگا ف برابر ہے کہ وہ غلام ماذون ہو یا نہو اور مولا
اوسکی تکذیب کرے یا تصدیق اور یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے اور اسمین خلاف ہے ابو یوسفؒ اور زفرؒ اور محمدؒ کا اور دلیلین
سب کی اصل مین مذکور ہین ص اور ضامن نہوگا اگرچہ اوسنے خود اوسکو تلف کر دیا ہو اور روایت حسن مین ہے امام ابوحنیفہ
سے اگر خود ہلاک کیا ہو تو ضمان لازم آویگا اور شافعی کے نزدیک چاہے خود ہلاک ہوا ہو یا ہلاک کیا ہو دونون صورتون مین
تاوان لازم آویگا اور ہاتھ بھی کٹے گا ف تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا اور مال کا تاوان دونون ساتھ نہین ہوتے
کہ ہاتھ بھی چور کا کٹے اور اوس سے مال کی قیمت بھی دلائی جاوے لیکن اگر وہ ہی مال موجود ہوگا تو واپس دلایا جاویگا

اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین تاوان دیتے ہین ہم چور کو بعد اسکے
کہ قائم کرین اوسپر حد کو روایت کیا اوسکو نسائی نے عبد الرحمن بن عوف سے ص اور اگر ایک چور نے کئی مرتبہ
کتنی جگہہ چوری کی بعد اوسکے سب آدمیون کی نالش کے سبب سے یا بعض کی اور اوسکا ہاتھہ کاٹا گیا تو باقی آدمیون کے
مال کا ضامن نہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جن لوگون کی نالش مین اوسکا ہاتھہ کٹا ہے
اونکے مالون کا ضامن نہوگا اور باقی مالکون کے مال کا ضمان دیگا اور اگر قاضی نے حکم کیا چور کے داہنا ہاتھہ کاٹنے کا اور
اوسنے قصدًا بایان ہاتھہ کاٹا تو کچھہ دیت یعنی خون بہا اوسپر لازم نہ آویگا اور اگر کپڑے کو پھاڑا گھر ہی مین پھر پھاڑ ڈالا پھر باہر
نکالا تو کاٹا جاویگا جب وہ کپڑے بعد کٹنے کے دس درم یا زیادہ کا ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ کاٹا جاویگا اور اگر بکری کو چرا کر
اوسی جگہہ ذبح کر کے باہر نکالا تو نہ کٹیگا اور اگر چاندی سونا چرا کر اوسکے روپیہ اشرفی بنا لیے تو ہاتھہ کٹیگا اور روپیہ اشرفی
مالک کو دیے جاوینگے اور صاحبین کے نزدیک نہ دیے جاوینگے اور اگر کپڑا چرا کر اوسکو سرخ رنگا اور ہاتھہ کاٹا گیا تو کپڑے کا پھیرنا اور
اگر ہلاک ہو جاوے تو تاوان اوسکا لازم نہین اور امام محمد کے نزدیک کپڑا دیدے اور سرخ رنگانے کی قیمت پھیر لیوے اوسکے مالک سے
اور اگر سیاہ رنگے تو کپڑا پھیر دیا امام ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک نہ پھیرے ف اور فتوی قول امام پر ہے

## باب رہزنی کے بیان مین

اگر مسلمان یا ذمی قصد رہزنی کا رکھتا ہو اور رہزنی سے پہلے گرفتار ہو تو اوسکو قید کرنا چاہیے یہان تک کہ اس ارادے سے
توبہ کرے ف یعنی علامات نیکبختون کی پیدا ہو جاوین اور بعضون نے کچھ مہینے کی مدت اسمین رکھی ہے اور صحیح اول ہے
ص اور اگر وہ مال معصوم یعنی مسلمان یا ذمی کا لے لیوے اور ہر ایک کو اونکی جماعت سے مقدار نصاب چوری کے
یعنی دس درم یا زیادہ کا مال پہونچے تو اوسکا ایک ہاتھہ اور ایک پانون دوسری جانب سے کاٹا جاوے ف یعنی داہنا ہاتھہ
بایان پانون ص اور اگر اوسنے کسی کو جان سے مار ڈالا اور مال نہین لیا تو قتل کیا جاویگا حد مین نہ قصاص مین یعنی اگرچہ وارث
مقتول کا خون اوسکو معاف کر دے مگر خون معاف نہوگا اور اگر وہ کسیکو جان سے مار کر مال لیوے تو اوسکا داہنا ہاتھہ اور بایان پانون
کاٹ کر مار ڈالا جاوے اور سولی پر چڑھا دیا جاوے یا کہ صرف جان سے مار دیا جاوے یا فقط سولی پر کھینچا جاوے ف یعنی حاکم کو
اختیار ہے جو چاہے انمین سے کرے اور اصل اس باب مین قول اللہ تعالی کا ہے إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ
وَرَسُولَهُ الآیہ اور روایت کی امام محمد نے ابو یوسف سے انھون نے کلبی سے انھون نے ابی صالح سے انھون نے ابن عباس
سے کہ کہا انھون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت کیا ابا بردہ ہلال بن عویمر اسلمی کو اس بات پر کہ نہ ہم تمھارے
پر زیادتی کرین اور نہ تم ہمارے پر تو چلے کچھہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف واسطے اسلام کے اور اصحاب ابی بردہ نے رہزنی کی اونپر
تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حد لیکے اوترے کہ جسنے قتل کیا اور مال لیا سولی دیا جاوے اور جسنے قتل کیا اور مال نہین لیا قتل کیا جاوے
اور جسنے مال لیا اور قتل نہین کیا تو اوسکے ہاتھہ اور پیر خلاف کے کاٹے جاوین اور جو مسلمان ہوکے آیا تو اسلام نے ڈھا دیا جو کچھہ کہ
کیا تھا اوسنے شرک مین اور عطیہ کی روایت مین ہے ابن عباس سے کہ جسنے فقط ڈرایا اور قتل نہین کیا اور مال نہین لیا تو جلا وطن
کیا جاوے ص اور جس صورت مین کہ امام سولی پر چڑھانا پسند کرے تو ڈاکو کو زندہ سولی پر چڑھاوے اور برچھے سے اوسکے پیٹ کو

تیر سے جیسے تا کہ مرجاوے اور تین دن تک اوسکی لاش سولی پر رہے ف اور زیادہ تین دن سے نرکھے اسواسطے کہ دمین بو
پیدا ہوگی اور لوگون کو ایذا ہوگی ہدایہ ص اور اسصورت مین جو مال انسنے لیا ہو اوسکا تاوان نہ دیگا اور جو شخص کہ مرتکب قتل و
مال لینے کا نہوا ہو وہ بھی مثل مرتکب کے ہے ف یعنی ڈاکون کو سب کو سزا یکسان چاہیے خواہ اوسنے خود ڈاکہ زنی کی ہو یا اوسکی
مدد دوسرے نے کی ہو ص اور لکڑی اور پتھر مار ڈالنے مین مثل تلوار کے ہین ف تو جیسا لکڑی اور پتھر سے کسیکو مار ڈالا ویسا ہی تلوار
سے ص اور اگر کسیکو ڈاکو نے زخمی کیے اور مال لیوے تو اوسکا داہنا ہاتھ اور بایان پانون کاٹا جاویگا اور زخم کا قصاص جاتا رہیگا اور اگر
ڈاکو صرف زخمی کرے اور مال نہ لے یا جان سے مار ڈالے پھر رہزنی سے توبہ کرے یا بعض رہزن عاقل و بالغ نہون یا جسپر رہزنی کی ہو اون
سے قرابت قریبہ رکھتا ہو یا مال قافلے کے کچھ لوگ دوسرے ساتھیون پر چھپا رہزنی کرین یا رات کو خواہ دن کو شہر مین یا دو شہرون کے بیچ مین رہزنی
کرین تو ان سب صورتون مین حد لازم نہوگی بلکہ اگر قتل عمد ہے تو ولی کو اختیار ہے کہ قصاص لیوے اور اگر عمد نہین تو دیت ہے اور ولی کو اختیار
ہے عفو کا ف اور اسمین خلاف ہے امام ابو یوسف کا اور شافعی کا اور وہ مذکور ہے اصل مین ص اور جو کسی کا گلا گھونٹ کے
مار ڈالے تو دیت لازم ہوگی اور جو شخص کہ اوسکی عادت کرے تو اوسکو اونکے عوض مین اسواسطے سیاست کے مار ڈالنا چاہیے

## کتاب الجهاد

جہاد یعنی کافرون سے دین کے واسطے لڑنا ابتدا مین فرض کفایہ ہے یعنی مسلمانون کو چاہیے کہ شروع لڑائی کا خود کرین تو اگر
بعض مسلمان کر لینگے باقی سب کی گردن سے ساقط ہوگا ف فرضیت جہاد کی ثابت ہوتی ہے قول سے اللہ تعالی کے
فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد رہنے والا ہے
اوس دن سے کہ اوٹھایا مجکو اللہ تعالی نے یہان تک کہ لڑیگی اخیر امت میری دجال سے روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے انس سے
ص اور اگر کوئی نکریگا تو سب گنہگار ہونگے اور جہاد لڑکے اور عورت اور غلام اور اندھا اور اپاہج اور ہاتھ پانون کٹے
پر فرض نہین ف اسواسطے کہ لڑکے پر تو رحم کا ہے اور عورت اور غلام کو خاوند و مولا کے حق سے فراغت نہین اور اندھے
اور اپاہج اور ہاتھ پانون کٹے اوس سے عاجز ہین ص اور فرض عین ہے اگر کافر چڑھ آوین تو اس صورت مین عورت بے
اجازت اپنے شوہر کے اور غلام بدون اجازت مالک کے جہاد کو نکلین یعنی پہلے جس شہر پر کافر چڑھے ہین وہان کے لوگون کو
جہاد فرض ہوگا پھر ان لوگون پر جو اوس سے قریب ہین جب وہ خبر پاوین اور اوس شہر والے لوگ مقابلے سے عاجز ہوجاوین
یا سستی کرین پھر اون لوگون پر جو اونسے قریب ہین جب خبر پاوین اور ان لوگون کا یہی حال ہو یہان تک کہ فرض ہوجاویگا جمیع
اہل اسلام پر مشرق اور مغرب مین اور نظیر اوسکی نماز جنازہ ہے کہ اول ہمسایہ اور ساکنان قرب و جوار میت پر فرض ہوتی ہے پھر اگر وہ
نکرین اور دور والون کو خبر پہونچے تو اونپر فرض ہوتی ہے یہان تک کہ اگر کوئی ادا نکرے تو سب گنہگار ہوتے ہین اور جہاد پر زر وظیفہ کا
مقرر کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ بیت المال مین مال پایا جاوے ورنہ مکروہ نہین کہ اور لوگون سے لیکر جہاد کرنے والون کو دین ف
اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لی تھی ایک زرہ صفوان سے روایت کیا اوسکو ابن اسحق نے اور حضرت عمر سے بھی ایسا ہی
منقول ہے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ اور ابن سعد نے طبقات مین ص پس اگر ہم فرقہ اہل اسلام کافرون کو محاصرہ کرین
تو اول اونسے مسلمان ہوجانے کی درخواست کرین ف اسواسطے کہ روایت کی عبد الرزاق نے ابن عباس سے کہ

نہین لڑائی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قوم سے یہان تک کہ بلایا انکو اونکو طرف اسلام کے روایت کیا اوسکو احمد نے اور اخراج کیا اوسکا حاکم نے او صحیح کیا اوسکو تو اگر لڑائی کرینگے قبل بلانے کے طرف اسلام کے تو گنہگار رہینگے ص تو اگر وہ مسلمان ہو جاوین تو بہتر ہے ف اسواسطے کہ مطلب حاصل ہوگیا تو اب اونکے قتال سے باز رہین اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گیا ہون کہ مقاتلہ کرون لوگون سے یہان تک کہ کہین وہ کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے روایت کیا اوسکو بخاری وسلم نے ابن عمرؓ سے ص اور اگر نہ مانین تو اونسے جزیہ طلب کرین ف اسواسطے کہ حدیث بریدہ مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر وہ انکار کرین اسلام سے تو طلب کرو اونسے جزیہ پھر اگر وہ قبول کرین تو تو بھی قبول کر اونسے روایت کیا اوسکو مسلم نے ص اگر جزیہ دینا قبول کرین تو اونکے واسطے ہے جو ہمارے لیے ہے یعنی اونکے جان و مال کو محفوظ رکھنا چاہیے اور اونپر ہے وہ جو ہم پر ہے یعنی معاملات مین اونکے احکام مثل مسلمانون کے ہین اور دلیل اسپر قول ہے حضرت علیؓ کا کہ مقرر کیا گیا اونپر جزیہ تاکہ ہوجاوین خون اونکے مثل ہمارے خونون کے اور مال اونکے مثل ہمارے مالون کے ف روایت کیا اوسکو شافعی نے مسند مین اور اسنادمین اوسکی ابوالجنوب ہے ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے ص اور جسکو کہ دعوت اسلام نہ پہونچی ہو اوسکے ساتھ ہم نہ لڑینگے ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ سے کہ تم پہونچوگے اہل کتاب پر سو بلانا اوسکو اول طرف شہادت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے روایت کیا اوسکو بخاری ومسلم نے ص اور اگر پہلے دعوت اسلام پہونچ چکی ہو تو مستحب ہے کہ لڑائی کے شروع مین پھر اونسے مسلمان ہوجانے کو کہا جاوے ف اور یہ واجب نہین ہے کیونکہ مروی ہے نافع سے کہا کہ چھاپا مارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق پر اور وہ غافل تھے پھر مار ڈالے والون کو اونکے اور قید کیا اولاد کو اونکی کہا یہ مجھسے عبداللہ بن عمرؓ نے روایت کیا اوسکو بخاری ومسلم نے اور ظاہر ہے کہ چھاپے مین بلانا نہین ہوتا ہے طرف اسلام کے ص پھر اگر جزیہ دینا بھی قبول نکرین تو اللہ تعالی سے مدد کی درخواست کرکے اونسے لڑینگے ف اسواسطے کہ حدیث بریدہ مین ہے کہ اگر وہ انکار کرین جزیہ دینے سے تو مدد مانگ اللہ سے اور لڑ اونسے ص ساتھ منجنیق کے ف اور تمامی آلات حرب مثل توپ و تفنگ کے ص اور کافرون کو جلا دینگے اور ڈبو دینگے اور تیر مارینگے ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا کیا ایک منجنیق کو طائف والون پر روایت کیا اوسکو ابوداود نے مراسیل مین مکحول سے اور راوی اوسکے معتبر ہین اور موصول کیا اوسکو عقیلی نے حضرت علیؓ سے لیکن سند اوسکی ضعیف ہے اور جلا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درختون کو بنی نضیر کے اور کاٹ ڈالا اونکو روایت کیا اوسکو علمائے ستہ نے ص اگرچہ وہ بعض مسلمانون کو اپنی سپر بنالین اور ہم تیر وغیرہ مارنے مین کافرون کی نیت کرینگے نہ مسلمانون کی ف یعنی اگر کافر مسلمان کو اپنی سپر بنالے اور اوسکی آڑ مین کھڑا ہووے اور اوسکے مارنے کی ضرورت ہو تو صرف کافر کی نیت سے تیر وغیرہ مارنا چاہیے گو مسلمان بھی زخمی ہو یا مارا جاوے ص اور اونکے درخت کاٹ ڈالین گے اور اونکی کھیتیان اوجاڑ دینگے اور دغا نہ کرینگے ف یعنی عہد نہ توڑینگے اور صحیحین مین ثابت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی مکر و فریب ہے تو اب غور ہوا کہ دغا اور مکر مین فرق ہے چنانچہ توضیح تک کہ لڑائی ہو رہی ہے تو مکر حرام نہین اسطرح پر کہ ہم اونکو اسطرح دکھلاوین کہ ہم نہین لڑتے ہین اور جب مطمئن ہو جاوین اونسے لڑین یا ہم اور کسی طرف چلے جاوین اور وقت اونکی غفلت کے رات کو اونپر چھاپا ماریں برخلاف

اوس صورت کے کہ ہمارے اور اونکے بیچ مین عہد ہو گیا کہ آج کے روز ہم نہ لڑینگے اور پھر دغا دیکے اوٹھ بیٹھے تو یہ مکر نہین ہی بلکہ
توڑنا ہی اور یہ حرام ہی ص اور مال غنیمت مین خیانت نکرینگے اور مثلہ یعنی کسیکے ناک کان نہ کاٹینگے اور وہ جو عرنیین کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ کیا تھا ف اور حدیث اونکی کتاب الطہارت کوئین کے باب مین گذری ص منسوخ
ہی ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہ چراؤ مال مین سے غنیمت کے اور عہد نہ توڑو اور ناک کان نہ کاٹو
ف روایت کیا اوسکو مسلم نے حدیث بریدہ مین ص اور مثلہ مین اللہ تعالی کی پیدایش کا بدل دینا ہی تو حرام ہوگا
ف اسواسطے کہ اللہ کی پیدایش کا بدلنا حرام ہی ص اور لڑکے اور بیعقل اور بوڑھے فرتوت اور اندھے اور اپاہج کو
اور عورت کو نہ مارینگے ف اور امام شافعی کے نزدیک شیخ فانی اور اپاہج اور اندھے کو بھی مارینگے اور ہم یہ کہتے ہین
کہ ان لوگون سے لڑائی متحقق نہین ہوتی تو انکا مارنا بھی جائز نہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قتل سے
عورتون اور لڑکونکے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور آپ نے دیکھا ایک عورت کو لڑائی مین کہ قتل ہوئی تھی سو
فرمایا کہ نہین تھی یہ قابل قتال کے روایت کیا اوسکو ابوداود اور نسائی نے ص مگر یہ کہ جب کوئی ان مین سے حاکم ہو یا انکا
یا صاحب مال ہو کہ کافرون کو مستعد کرتا ہو لڑائی پر یا لڑائی کے امر مین مشورہ دیتا ہو اور منع ہی کہ مسلمان لڑکا اپنے باپ مشرک کو
ابتداءً قتل کرے بلکہ لڑکے کو اوسکے مار ڈالنے سے دیر کرنا چاہیے کہ دوسرا شخص آنکر اوسکو مار ڈالے ف اسواسطے کہ فرمایا
اللہ تعالی نے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا یعنی بسر کر والدین سے دنیا مین موافق دستور کے اور یہ تو بیٹے کی
ہی کہ ابتداءً باپ کو مار ڈالے ص اور اگر باپ اوسکے قتل کا قصد کرے اور اوسکو اوس سے بچنے کی کوئی صورت نہ بن سکے
تو اوسکو مار ڈالے ف اسواسطے کہ مقصود بچنا ہی بلکہ جب باپ مسلمان اپنے بیٹے پر تلوار کھینچے اور بیٹے کو بچنے کی کوئی صورت
نہ بنے بغیر قتل کرنے باپکے تو قتل کرے اوسکو تو کافر باپ مین بدرجہ اولی قتل کرنا جائز ہوگا ہدایہ ص اور یہ بھی منع ہی کہ
قرآن اور عورت کو ایسے لشکر مین ہمراہ لیجین جس مین جمعیت تھوڑی ہو اور اگر بڑا لشکر ہو اور گمان غالب ہو فتح کا تو کچھ مضایقہ
نہین ف صحیح مسلم اور ابن ماجہ مین مروی ہی حضرت ابن عمر سے کہ منع کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے
کہ سفر کیا جاوے قرآن کو لیکر دشمن کے ملک مین اور ایک روایت مین مسلم کی ہی کہ مین خوف کرتا ہون اس بات کا کہ لے لے اوسکو
دشمن ص اور اگر امام کافرون سے صلح کرنے مین بہتری دیکھے جائز ہی کہ اونسے صلح کرے ف خواہ مال دیکر یا لیکر
اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے صلح کی اہل مکہ سے اس بات پر کہ لڑائی کو موقوف رکھین دس برس تک ایسا ہی مذکور ہی سیرت محمد بن اسحق اور سیرت
ابن ہشام مین اور بیہقی نے روایت کی کہ وہ صلح دو برس تک تھی ص اور صلح کو توڑ ڈالین اگر توڑنا اچھا ہو اور انکو اطلاع دیکے
اور اگر کافر خیانت کرین تو بدون اطلاع دیے اونسے لڑین ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑ ڈالی وہ صلح
جو انکی تھی مشرکین مکہ سے اور بصورت خیانت نکرنے کافرون کے بغیر اونکی اطلاع دہی کے لڑنا جائز نہوگا کیونکہ یہ دغا
ہو جاویگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عہدون مین وفا ہی نہ دغا اور یہ حدیث غریب ہی اور قول ہی عمرو بن عبسہ کا
لیکن اسکے معنون مین اور حدیثین صحیح آئی ہین ص اور مرتدون سے صلح کرلین لیکن مال نہ لین اور اگر لے لیا تو پھر انکو

واپس مین اور مسلمان کافرون کے ہاتھ ہتھیار اور گھوڑے اور لوہا نہ بیچین اگرچہ بعد صلح کے ہو **ف** اسواسطے کہ روایت کی بیہقی نے سیر مین اور بزار نے مسند مین اور طبرانی نے معجم مین عمران بن حصین رضی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہتھیار کے بیچنے سے فتنہ و فساد مین کہا بیہقی نے صواب یہ ہی کہ یہ موقوف ہی اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین لیکن سند اوسکی ضعیف ہی **ص** اور جب کافر کو کوئی مسلمان مرد یا عورت آزاد پناہ دے تو امان اوسکی صحیح ہی اور اوسکو قتل نکرینگے ہان اگر امان دینا برا ہو تو مین کو توڑ ڈالین اور حاکم امان دینے والے کو تادیب کرے **ف** اور اصل اس باب مین قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مسلمان برابر ہین خون اونکے اور ذمہ داری کر سکتا ہی ادنی اونکا یعنی بہت کم اور وہ ایک ہی روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور بخاری و مسلم نے **ص** اور اگر کوئی ذمی یا قیدی یا سوداگر مسلمان جو اونکے ساتھ ہی یا غلام یا وہ شخص جو مسلمان لایا ہی لیکن ہماری طرف نہین آیا ہی یا لڑکا یا مجنون امان دے تو امان اوسکی باطل ہی **ف** اور امام محمد کے نزدیک امان غلام کی صحیح ہی اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امان غلام کی امان ہی یعنی جائز ہی اور ہدایہ مین ہی کہ روایت کیا اوسکو ابو موسی اشعری نے اور کہا ابن الہمام نے کہ یہ حدیث پہچانی نہین جاتی لیکن روایت کی عبد الرزاق نے حضرت عمر رضی سے مانند اسکے موقوفا اور ابن ابی شیبہ نے اور دلیل امام صاحب کی مذکور ہی ہدایہ مین

## باب غنیمتون کا اور اوسکے بانٹنے کے بیان مین

مسلمانون کا بادشاہ جس شہر کو غلبے اور زبردستی سے فتح کرے اوسکو لشکر مین بانٹ دے یا اوس ملک کے باشندون کو اوسپر مقرر رکھے اور اون خود پر جزیہ اور اونکی زمین پر خراج ٹھہراوے **ف** دلیل اول مسئلے کی یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے ملک مین ایسا ہی کیا تھا اور دوسرے مسئلے کی یہ ہی کہ حضرت عمر رضی نے اہل عراق کو اونکے ملک پر برقرار رکھا تھا اور اونکی زمینون پر خراج باندھا تھا ہدایہ **ص** اور قیدیون کو اختیار ہی چاہے مار ڈالے **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مارا عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو قیدیان بدر سے **ص** اور چاہے اونکو غلام بنالے **ف** اسواسطے کہ اس مین اونکا بھی دفع شر ہی اور مسلمانون کا بھی فائدہ ہی **ص** اور چاہے آزاد چھوڑ دے کہ مسلمانون کو ذمی بنکے جزیہ دیا کرین اور نہین جائز ہی کہ اون قیدیون کو مفت احسان رکھکے چھوڑ دین اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہی **ف** اور دلیل ہماری قول ہی اللہ تعالی کا اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ **ص** اور جائز ہی کہ مال لیکر اونکو چھوڑ دین قبل موقوف ہونے لڑائی کے نہ بدلے مین مسلمانون کے جو کافرون کے نزدیک قید ہین اور بعد موقوف ہونے لڑائی کے مال لیکر چھوڑنا باجماع ہمارے علما کے جائز نہین ہی اور مسلمانون کے بدلے مین بھی چھوڑنا امام صاحب کے نزدیک جائز نہین ہی اور امام محمد کے نزدیک جائز ہی اور امام ابو یوسف سے اس باب مین دو روایتین ہین اور امام شافعی کے نزدیک مطلقا جائز ہی لیکن دار الحرب کو واپس بھیج دینا کسیکے نزدیک جائز نہین اور بیچنا حرام ہی مواشی کے کو جن کا ٹنی جس صورت مین کہ اونکا دار الاسلام مین لانا مشکل ہی بلکہ ذبح کرکے اونکو جلا دیا جاوے تا کہ کافر فائدہ نہ اوٹھاوین **ف** اور امام شافعی کے نزدیک وہ مواشی چھوڑ دیے جاوین اور دلیل لاتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ذبح کرنے سے بکری کے مگر واسطے کھانے کے اور جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حدیث مرفوعا نہین ملی بلکہ قول ابو بکر رضی کا ہی روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین اور دلیل ہماری یہ ہی کہ ذبح کرنا

ہے ان کاموں واسطے غرض صحیح کے درست ہے اور نہین شک ہے اس بات مین کہ کافرون کی شوکت توڑنے سے بڑھکر کوئی
غرض نہین ہے تو اگر اونکو زندہ چھوڑ دین تو کافرون کی منفعت ہوگی اور باعث اونکے غلبے کا ہوگا اور زندہ کو چھوڑ کاٹین کیونکہ
یہ مثلہ ہے اور مثلہ ممنوع ہے حدیث صحیح مین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور جو چیزین جلانے سے نہین جلتی ہین تو اونکو گاڑ دین ایسے
مقام پر کہ کافرون کو اطلاع نہووے ھدایہ **ص** اور کافرون کے ملک مین مال غنیمت کو نہ بانٹین **ف** اور امام شافعی کے
نزدیک بانٹ لین اور دلیل ہماری یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا غنیمت کی بیع سے دار الحرب مین اور قسمت بھی ایک بیع
بیع کے ہے ھدایہ اور یہ حدیث غریب ہے کہا یہ شیخ ابن الہمام نے **ص** اور اگر لشکر والون کو مال اسلیے بانٹ دین کہ اونکے پاس
حاجت ہے دار الاسلام مین داخل ہوکر پھر قسمت کی جاویگی تو جائز ہے اور جب تک کہ مسلمانون کو پہونچے وہ مال غنیمت مین اونکے
شریک ہونگے اگرچہ بعد کے لوگون کو کافرون سے لڑنے کا اتفاق نہوا ہو مگر بازاری شخص اور جو کہ دار الحرب مین مر جاوے تو شریک نہوگا
اور امام شافعی کے نزدیک جو شخص کہ بعد لڑائی کی شکست کے مر جاوے اگرچہ دار الحرب مین مرے تو شریک ہوگا اور حصہ اوسکا اوسکے وارثون
کو ملیگا اور جو دار الاسلام مین آکر مریگا تو حصہ اوس شخص کا اوسکے نزدیک اوسکے وارثون کو دلایا جاویگا اور جائز ہے مسلمانون
کو مال غنیمت سے ان اشیا کو تقسیم سے پیشتر دار الحرب مین کام مین لاوین کھانا اور گھانس اور لکڑیان جلانے کی اور تیل اور ہتھیار
جنکی حاجت پڑے **ف** اسواسطے کہ روایت کی بیہقی نے عبد اللہ بن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دن خیبر کے کھاؤ اور چراؤ اور نہ اوٹھاؤ اور نہ نکالاو اسکو بیہقی نے اور سند اوسکی صحیح ہے **ص** اور جب دار الحرب سے نکلین
تو اونکا کام مین نلاوین بلکہ جسقدر اونکے پاس بچی ہون اونکو مال غنیمت مین داخل کر دین مگر انکا بیچنا جائز نہین اور جو شخص کہ کافرون مین
سے مسلمان ہو جاویگا اوسکی جان قتل سے اور اولاد صغیر اوسکی قید سے اور جو مال کہ اوسکے پاس ہوگا یا کسی مسلمان یا ذمی
کے پاس امانت ہوگا غنیمت ہوجانے سے محفوظ رہیگا **ف** اسواسطے کہ روایت کی امام محمد نے عروہ بن الزبیر سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ اسلام لاوے کسی چیز کے ساتھ تو وہ چیز اوسکی ہے اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہے اور روایت
کیا اوسکو سعید بن منصور نے باسناد صحیح اور روایت ابی داؤد مین ہے کہ فرمایا آپ نے کہ قوم جب اسلام لائی تو محفوظ کر لیا انھون
نے اپنی جانون اور مالون کو **ص** لیکن اوسکے مسلمان ہونے سے اوسکی اولاد کبار یعنی بڑے لڑکے اور اوسکی عورت اور
حمل اوسکا جو اوسکے پیٹ مین ہے اور غلام جنگی اور جو مال اوسکا کہ حربی کے پاس امانت ہے یا غصب ہے محفوظ نہ رہیگا بلکہ غنیمت مین داخل ہوگا

## فصل غنیمت کی قسمت کے بیان مین

جو شخص کہ دار الاسلام کی حد سے آگے بڑھنے کے وقت سوار ہو مگر بعد اوسکے گھوڑا اوسکا مر گیا ہو اور وہ وقت لڑائی
کے پیادہ ہو اوسکے لیے دو حصے ہین اور جو وقت نکلنے کے دار الاسلام کی حد سے پیادہ ہو تو اوسکا ایک حصہ ہے اگرچہ وقت لڑائی
کے سوار ہو اور امام شافعی کے نزدیک اعتبار سوار اور پیادہ ہونے کا لڑائی کے وقت کا ہے اور سوار کے لیے اونکے نزدیک تین حصے
ہین **ف** اور یہی مذہب ہے صاحبین کا اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبد اللہ بن عمر سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیے واسطے سوار کے دو حصے اور واسطے پیادے کے ایک حصہ انتہی التفصیل فتح القدیر ہے
**ص** اور سوار اگر دو گھوڑے رکھتا ہو تب بھی ایک ہی کا حصہ ملیگا اور اونٹ اور خچر کے واسطے کچھ نہین اور غلام اور لڑکے

ہو عورت اور ذمی کے واسطے اگر لڑائی میں اعانت کریں تو اونکو پورا حصہ نہ ملیگا بلکہ کچھ تھوڑا سا حصہ جو حصہ غنیمت کے کم ہو
موافق صلاح امام کے دلایا جاویگا **ف** اور ایسا ہی مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکالا اوسکو اصحاب سنن نے
**ص** اور مال غنیمت سے پانچواں حصہ یتیموں کا ہے جنکے باپ مر گئے ہوں اور مسکینوں کا اور مسافروں کا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی قرابت کے فقیر یعنی ان تینوں قسموں یعنی یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر مقدم رکھے جاویں اور جو لوگ
اونمیں سے غنی ہوں اونکا حق اس پانچویں حصے میں نہیں اور ذکر اللہ تعالی کا جو اس آیت میں ہے وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ
مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ الآیہ صرف تبرک کے واسطے مذکور ہے اور حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپکی وفات
کے سبب سے جاتا رہا جیسے کہ صفی جاتا رہا **ف** کہ اب امرا اور بادشاہوں کو صفی لینا نہ چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صفی لینا
درست تھا اور صفی وہ مال ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت سے اپنے نفس نفیس کے لیے پسند فرماتے تھے جیسے کوئی تلوار یا زرہ یا اور
کوئی چیز لیکن اب امام کو اپنے لیے پسند کرنا درست نہیں **ص** اور امام شافعی کے نزدیک مال غنیمت کے پانچ حصے کریں ایک حصہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور وہ خلیفہ کو ملیگا اور ایک حصہ تمام ذوی القربی کا یعنی بنی ہاشم اور بنی مطلب کا **ف** برابر ہے کہ غنی
ہوں یا فقیر **ص** جاننا چاہیے کہ نبی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف ہیں اور عبد مناف کے
چار بیٹے تھے ہاشم اور مطلب اور عبد شمس اور نوفل تو **ف** سنن ابوداود وغیرہ میں مروی ہے کہ **ص** جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خیبر کی غنیمتوں کو بانٹا تو پانچواں حصہ ذوی القربی کا تقسیم کیا درمیان اولاد ہاشم اور مطلب کے اور عثمانؓ تھے اولاد
میں سے عبد شمس کے اور جبیر بن مطعم اولاد سے نوفل کے سو دونوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہم انکار نہیں کرتے ہیں بزرگی
اولاد ہاشم کا اس واسطے کہ آپ کو اللہ تعالی نے ونمیں رکھا یعنی انھیں کی اولاد سے ہوئے اور بنی مطلب کو ہمپر کیا بزرگی ہے کہ آپنے
انکو دیا اور ہمکو نہ دیا تو فرمایا آپنے کہ انھوں نے نہ چھوڑا مجکو زمانہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں تو امام شافعی اب بھی قسمت کرتے
ہیں موافق قسمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہم کہتے ہیں کہ آپنے صرف یہی وجہ بیان کی کہ بنی مطلب نے میری اعانت
اور نصرت کی تو یہ بات آپکی وفات سے باقی نہ رہی تو اب سب اقارب آپکے مستحق ہیں بسبب فقر کے جیسا کہ فرمایا آپنے
**ف** واسطے بنی ہاشم کے **ص** کہ اللہ نے بدلا دیا تمکو صدقوں سے پانچویں حصے کا پانچواں حصہ یعنی ایک حصہ **ف**
اور یہ حدیث کتاب الزکوۃ مصارف کے باب میں گذری اور روایت کیا اوسکو ابن ابی حاتم نے تفسیر میں ساتھ اسناد حسن کے
**ص** اور جب یہ کہ بدلہ زکوۃ کا ہوا تو جو مستحق زکوۃ کا ہوگا وہ اسکا بھی ہوگا اور منقول ہے کہ خلفائے راشدین قسمت کرتے تھے
ہمارے طریق پر **ف** روایت کی ابو یوسف نے کلبی سے انھوں نے ابو صالح سے انھوں نے ابن عباس سے کہ خمس تقسیم کیا جاتا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پانچ حصے کرکے ایک واسطے اللہ کے اور رسول کے اور ایک واسطے ذوی القربی کے
اور ایک واسطے یتامی کے اور ایک واسطے مساکین کے اور ایک واسطے مسافروں کے پھر تقسیم کیا ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم
نے اوسکو تین پر ایک واسطے یتیموں کے اور ایک واسطے مساکین کے اور ایک واسطے مسافروں کے اور روایت کی طحاوی نے
مانند اسکے **ص** اور حضرت عمرؓ دیتے تھے انکے فقیروں کو **ف** کہا شیخ ابن الہمام نے کہ اس تصریح سے ہمنے نہیں پایا اوسکو
**ص** اور اگر کوئی مسلمانوں کی جماعت دار الحرب سے مال غنیمت لاویں تو اوسکا پانچواں حصہ لیا جاویگا جب کہ اونکے پاس

لشکر وغیرہ ہو یا امام کے اذن سے گئے ہون اور جو امام کے بغیر اذن کے اور لشکر کے چلے گئے ہون تو اون مین سے پانچوان حصہ لیا جاوے اور امام کو اختیار ہی کہ حالت قتال مین لشکر کو برانگیختہ کرے اور حرص دلاوے قتل پر مثلاً کہے جو کوئی کسی کافر کو ماریگا تو اوسکا سامان قاتل کو ملیگا یا چھوٹے لشکر سے کہے کہ مینے تمھارے واسطے غنیمت کی چوتھائی بعد خمس نکالنے کے مقرر کر دی یعنی غنیمت مین سے خمس نکال کر چار حصے جو رہے اون مین ایک حصہ تمکو دونگا اور تین حصے سب لشکر مین تقسیم کر دونگا ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِینَ عَلَی الْقِتَالِ ای نبی مستعد کرو اور رغبت دلا مسلمانونکو قتال پر ص اور شہر جانے بعد آجانے غنیمت کے دار الاسلام مین ف اسواسطے کہ اب سب کا حق اوسمین ہو گیا ص مگر خمس سے ف کیونکہ خمس مین اون لوگون کا حق نہین ص اور سامان یہ ہی کہ سواری اور کپڑے اور ہتھیار اور جو کچھ کہ اوسکے پاس ہو جانور پر تو اگر امام نے زیادہ دینے کا حکم نہ کیا تو اسباب مقتول کا سب مین تقسیم ہو جاویگا ف اور امام شافعی کے نزدیک ہمیشہ سامان مقتول کا قاتل کو ہوگا کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَتَلَ قَتِیلًا فَلَهُ سَلَبُهُ روایت کیا اوسکو اسحق بن راہویہ نے مسند مین اسی لفظ سے اور ابو داود اور ابن حبان اور حاکم نے انس سے اس لفظ سے مَنْ قَتَلَ کافِرًا فَلَهُ سَلَبُهُ اور جماعت نے سوا نسائی کے اس لفظ سے ابو قتادہ سے مَنْ قَتَلَ قَتِیلًا لَهُ عَلَیْهِ بَیِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ یعنی جو شخص کہ قتل کرے کسی کافر کو اور اوسکے پاس گواہ ہون تو اوسکے واسطے اوسکے ہی سامان اوس مقتول کا اور دلیل امام اعظم کی یہ ہی کہ یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین مین زیادہ کرنے کے لیے فرمایا تھا نہ یہ کہ اسکا ہمیشہ حکم ہی شرع مین اور دلالت کرتا ہی اسپر وہ جو روایت کی طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط مین کہ ایک شخص نے ارادہ کیا کل مال لے لینے کا قاتل کے اور ابو عبیدہ اور کیا کہ اسمین پانچوان حصہ ہی تو کہا معاذ نے کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے إِنَّمَا لِلْمَرْءِ مَا طَابَتْ بِهِ نَفْسُ إِمَامِهِ یعنی آدمی کا وہ حصہ ہی جو قبضے مین اوسکا امام خوشدل ہو کر دے اور روایت کیا اسکو اسحق بن راہویہ نے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی

## باب کافرون کے غلبے کے بیان مین

اگر بعض کافر بعض کافرون پر غالب ہو کر اونکو قید کر لین اور اونکا مال لے لین یا اونٹ ہمارے بھاگ کر اونکے پاس چلے جاوین یا مسلمانون کے مالون پر غالب ہو جاوین اور اون مالون کو دار الحرب مین لیجاوین تو مالک ہو جاوینگے اور امام شافعی کے نزدیک کافر مسلمانون کے مال کے مالک نہونگے ف اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہی ص اور کافر ہمارے آزاد اور مدبر اور ام الولد اور مکاتب اور غلام کو جو اونکے پاس بھاگ گیا ہو مالک نہونگے اگرچہ اوسکو لے لیوین اور ہم اگر اون پر غلبہ پاویں تو اونکے آزاد شخصون کے اور اونکے مالون کے مالک ہو جاوینگے تو جو مسلمان اپنی چیز بجنسہ وہان پاوے وہ غنیمت کی تقسیم سے پیشتر اوسکو مفت لے لے اوسکا عوض کچھ نہ دے اور اگر غنیمت کی تقسیم کے بعد اوسکو اپنا مال ملے تو اوس مال کی قیمت دیکر لے سکتا ہی ف اسواسطے کہ روایت کی دار قطنی اور بیہقی نے سنن مین ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون مالون مین کہ لیجاوین اوسکو دشمن اور مسلمان پھر چھین لیوین اونسے کہ اگر صاحب مال اوسکو پاوے قبل تقسیم کے تو وہ حقدار ہی اوسکا اور اگر پاوے اوسکو اور قسمت ہو چکی ہو تو لے لیوے قیمت سے اور اسناد مین اوسکی حسن بن عمارہ ضعیف ہی اور نکالا دار قطنی نے مانند اسکے ابن عمر سے اور یاسین اوسکی اسناد مین ضعیف ہی اور ذکر کیے زیلعی نے تخریج ہدایہ مین اس باب مین بہت آثار ص اور جو کسی حصے گرنے

کافرون سے کو وہ چیز مول لی ہو اور دار الاسلام مین لے آیا ہو تو جتنے دام سوداگر کے لگے ہون دیکر لے لے ف اسواسطے
کہ روایت کی ابو داؤد نے مراسیل مین تمیم بن طرفہ سے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے پاس ایک ناقہ پایا اور قصہ اوٹھایا اسکا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو قائم کیے ایک نے گواہ کہ یہ میرا ناقہ ہے اور دوسرے نے قائم کیے اس بات پر کہ اس ناقے کو خرید کیا مینے
دشمن سے تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر چاہے تو تو لے لے اوس قیمت سے کہ خریدا ہے جتنے کو اس شخص نے ورنہ چھوڑ دے
تو اوسکو دے ذکر کیا اسکو عبد الحق نے احکام مین اور کہا کہ اسناد کی اس حدیث کی یاسین الزیات نے سماک بن حرب سے
اونہون نے تمیم بن طرفہ سے اونہون نے جابر بن سمرہ سے اور یاسین ضعیف ہے کہا ابن القطان نے کہ ایسا ہی کیا ابن حزم نے اور مین
نہین پہچانتا ہون اس سند کو لیکن فی تخریج الهدایة للزیلعي ص اگر دشمن مال کی آنکھ پھوٹ گئی ہو اور اوسکا عوض
اوس تاجر نے لے لیا ہو تو اب مسلمان مالک کو چاہیے کہ آنکھ پھوٹنے کے عوض کو مثلاً غلام کے مول مین سے کم کر کے دے تو اگر
غنیمت مین پڑا اور خریدا دوبارہ تو مشتری اول دوسرے سے اوسکا دام دیکر لے اور پہلا مالک دونون دام مشتری اول کو دے
اس مسئلے کی صورت یہ ہے کہ کافر زید کے غلام کو پکڑ لے گئے اور عمرو اونسے سو روپے کو خرید لایا پھر دوبارہ اوس غلام کو کافر پکڑ لے گئے
تو بکر اونسے سو روپے کو دار الاسلام مین لے آیا اب اگر عمرو اوس غلام کو لیگا تو بکر کے دام یعنی سو روپے دیکر لیگا اور زید اگر عمرو سے
لینا چاہیگا تو دو سو روپے بھرینگے اسلیے کہ عمرو کے دو سو روپے لگے ہین اور زید کو اختیار نہین کہ بکر سے سو روپے دیکر خرید لے کیونکہ اس صورت
مین عمرو کے سو روپے ضائع ہو جاوینگے مسئلہ اگر کوئی غلام اپنے مالک کا گھوڑا اور اسباب لیکر کافرون کی طرف چلا گیا اور اونھون نے اوسکو
پکڑ لیا اور کوئی سوداگر اونسے وہ غلام اور گھوڑا اور اسباب مول لیکر دار الاسلام مین لے آیا تو مالک قدیم اوس غلام کو سوداگر سے
مفت لے سکتا ہے اسلیے کہ کافر ہمارے غلام کے مالک نہین ہوے اور غلام کے سوا اور اسباب مول دیکر لیوے جتنے دام مشتری نے
کافرون کو دیے ہون اسلیے کہ اون چیزون کے وہ مالک ہو گئے تھے اگر کوئی کافر مسلمانون کی امن سے دار الاسلام مین آیا اور کسی
مسلمان غلام کو خرید کرے اور اپنے ملک مین لیجاوے تو وہ آزاد ہو جاویگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہوگا
ف اور دلیل امام صاحب کی اصل مین مذکور ہے ص اور جو کوئی غلام حربی کا دار الحرب ہی مین مسلمان ہو کر چلا آوے یا مسلمان
غالب ہو کر اوس مسلمان غلام کو دار الحرب سے پکڑ لاوین تو ان دونون صورتون مین وہ غلام آزاد ہو گا ف اسواسطے کہ روایت
کی امام احمد نے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طبرانی نے معجم مین مقسم سے اونھون نے ابن عباس سے کہ دو غلام نکلے طائف سے
طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو آزاد کیا اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اون مین سے ابو بکرہ تھے اور ایک لفظ مین ابن
ابی شیبہ کے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے آزاد کرتے اون غلامون کو جب آتے تھے آپ کے پاس مسلمان ہو کر اور آزاد کیے
دن طائف کے دو غلام ایک اون مین سے ابو بکرہ تھے اور روایت کی ایسی ہی ابو داؤد نے مراسیل مین مانند اسکے عبد ربہ بن الحکم
سے کہا ابن القطان نے کہ عبد ربہ بن الحکم نہین پہچانا جاتا ہے حال اوسکا اور روایت کی بیہقی نے عبد اللہ بن مکرم ثقفی سے
اور اوسمین یہ ہے کہ فرمایا آپ نے أُولَٰئِكَ عُتَقَاءُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ یعنی وہ اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہین و اللہ اعلم

## باب مستامن کے بیان مین

مستامن اوسکو کہتے ہین جسکو مارنے اور لوٹ لینے سے امن دیوین تاکہ دار الاسلام مین آوے یا مسلمان دار الحرب مین جاوے

اگر کوئی مسلمان سوداگر دار الحرب مین جاوے تو وہ کافرون کی جان اور مال سے تعرض کرے مگر جب کافرونکا بادشاہ اوسکا مال لے لیوے یا اوسکو قید کرے یا اور کوئی کافر اوسکے ساتھہ یہ کام کرے اور عالم کافرون کا جانتا ہو تو اگر باوجود اس حرمت کے کوئی چیز نکال لاوے تو اوسکا مالک ہو جاویگا بطور ممنوع پس ایسی چیز فقیرون کو خیرات کر دینی چاہیے اپنے خرچ مین نہ لاوے اسلیے کہ اوسکا لینا حرام تھا اور اگر سوداگر مذکور کے ہاتھہ کسی کافر نے کوئی چیز قرض بیچی یا سوداگر نے کافر کے ہاتھہ یا انمین سے ایک نے دوسرے سے زبردستی کوئی چیز لے لی اور پھر وہ دونون دار الاسلام مین آوین اور قاضی کے یہان رجوع کرین تو قاضی نہ حکم غصب کا دے نہ قرض مسلمان کا کافر پر نہ کافر کا مسلمان پر اور یہی حال ہے اگر دو کافر دار الحرب مین قرض یا غصب کا معاملہ کرین اور پھر امن لیکر دار الاسلام مین چلے آوین یعنی قاضی کچھہ حکم غصب یا قرض کا نہ دے ہان اگر وہ دونون کافر مسلمان ہو کر دار الاسلام مین آوین اور نالش کرین تو قرض کا حکم کیا جاویگا اور غصب کا نہین کیا جاویگا اور اگر دو مسلمان امن لیکر دار الحرب مین جاوین اور ایک اون مین سے دوسرے کو قصداً یا خطاءً مار ڈالے تو اوسکے مال مین خون بہا واجب ہوگا اور خطا کی صورت مین کفارہ بھی لازم ہوگا اور اگر دو مسلمان دار الحرب مین قید ہون اور انمین سے ایک دوسرے کو دار الحرب مین قتل کرے تو صرف خطا کی رو سے مار ڈالنے مین کفارہ ہی اور خون بہا اور قصاص کچھہ واجب نہین ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہے ص امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دیت واجب ہوگی قصد اور خطا مین اور مستامن کو دار الحرب سے دار الاسلام مین آوے ایک سال کامل نہ رہنے دین اور اوس سے کہدین کہ اگر تو یہان ایک سال یا ایک مہینا جتنا امام کی رائے مین مناسب ہو ٹھہریگا تو تجھپر جزیہ معین کر دیا جاویگا پھر اس کہنے کے بعد اگر وہ اوس میعاد تک ٹھہریگا تو ذمی ہو جاویگا یعنی اوس سے جزیہ لینا چاہیے اور پھر اوسکو دار الحرب مین جانے نہ دیا جاوے جیسے کوئی مستامن زمین خریدلے اور اوسپر خراج مقرر ہو جاوے تو اوسپر جزیہ ایک سال کا لازم ہوگا خراج مقرر ہونے کے وقت سے یا کوئی مستامن عورت ذمی مرد سے نکاح کرلے تو ان صورتون مین بھی اونکو نہ چھوڑینگے کہ اپنے ملک کو چلے جاوین برخلاف اسکے عکس کے یعنی اگر مستامن مرد ذمی عورت سے نکاح کرلے تو وہ مرد ذمی نہو جاویگا اور اگر وہ اپنے وطن کو جانا چاہیگا تو جانے دینگے پس اگر مستامن جو دار الاسلام مین آیا تھا دار الحرب کو لوٹے تو خون اوسکا حلال ہو جاویگا ف تو اگر کوئی مسلمان یا ذمی اوسکو قتل کر ڈالے تو کچھہ نہین ص تو اگر وہ قید کرکے لایا جاوے یا کافرون پر مسلمان غالب ہووین اور وہ شخص مارا جاوے تو جو قرض اوسکا کسی مسلمان یا ذمی پر تھا ساقط ہو جاویگا اور جو مال اوسکا انمین سے کسی پاس امانت تھا مال غنیمت ہو جاویگا اور اگر وہ مر گیا یا بدون غلبے کے مارا گیا تو اوسکا قرض اور امانت اوسکے وارثون کو ملیگا اور اگر کوئی حربی امن لیکر دار الاسلام مین آیا اور دار الحرب مین اوسکی بی بی اور بچہ اور کچھہ مال کسی مسلمان یا ذمی یا حربی کے پاس ہے اور وہیان اگر مسلمان ہو گیا اور اوسکے بعد کافر مغلوب ہوئے تو اوسکی تمام اشیاے مذکورہ داخل غنیمت ہونگی اور اگر دار الحرب مین مسلمان ہو کر دار الاسلام مین آیا اور پھر کافر مغلوب ہوئے تو اوسکا چھوٹا بچہ مسلمان آزاد ہے اور جو امانت اوسکی مسلمان یا ذمی کے پاس ہوگی وہ ہوسی حربی مسلمان کی ہوگی اور انکے سوا اور چیزین ف یعنی عورت اور بڑے لڑکے اور جو مال اوسکا کہ حربی کے پاس ہے ص غنیمت ہو جاوینگے اور جو حربی مسلمان ہوا دار الحرب مین اور اوسکو کسی مسلمان نے قتل کیا قصداً یا خطاءً اور اوسکے وارث بھی مسلمان ہین دار الحرب مین تو اوسپر سوا کفارے کے خطا مین اور کچھہ واجب نہوگا اور امام شافعی

ل صاحب بعض المسائل [illegible] مترجم [illegible] دھوکا ہوا عبارت اوسکی [illegible] جو امانت اوسکی مسلمان یا ذمی کے پاس ہوگی وہ ہوسی مسلمان یا ذمی کی ہو جاویگی کہ وہ اوسکے مال کا حصہ ہو جاتی [illegible] صحیح یہ ہے کہ دوسرے مین ذمی حربی کی رہیگی منہ [illegible]

کے نزدیک قتل عمد مین قصاص ہی اور خطا مین دیت واجب ہوگی اور جو شخص کہ جو کہ کسی مسلمان کو مار ڈالے جسکا کوئی وارث نہو یا کسی
حربی کو جو امن لیکر دار الاسلام مین آیا تھا اور مسلمان ہو گیا تھا مار ڈالے تو امام کو چاہیے کہ اونکا خون بہا قاتل کی قوم سے لیوے اور اگر قصدا
اوسکو مار ڈالے تو اوسکا حکم قصاص مین مار ڈالنا یا خون بہا لینا ہی نہ معاف کرنا یعنی بادشاہ کو اختیار ہی چاہے مار ڈالے چاہے خون بہا لے مگر معاف نہین کر سکتا

## باب زمین عشری اور خراجی اور جزیے کے بیان مین

زمین عرب کی اور وہ زمین جہان کے رہنے والے مسلمان ہوگئے ہون یا غلبے کے طور پر مفتوح ہو کر لشکر اسلام کو بانٹ دی گئی ہو
اور زمین بصرے کی سب عشری ہی ف یعنی انکی پیداواری دس حصے مین سے ایک حصہ لینا چاہیے لیکن زمین عرب کی اسواسطے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین نے خراج نہین لیا عرب کی زمین سے اور جو زمین کہ اسلام لائے اہل اوسکے
یا لشکر اسلام مین بانٹ دی گئی کہ وہ زمین قبضے مین مسلمانون کے ہی اور مسلمانون کی زمین سے عشر لیا جاتا ہی اور لیکن زمین
بصرے کی تو چاہیے تھا کہ خراجی ہوتی مگر صحابہ نے مقرر کیا اوسپر عشر کو اسواسطے قیاس متروک ہوگیا ص اور جو ملک کہ
غلبے سے جیتا ہو اور پھر وہان کے باشندون کو اوسپر قائم رکھا ہو یا امام نے انکے ساتھ صلح کر لی ہو تو وہ خراجی ہی ف
اور ایسی ہی ہی زمین سواد عراق کی اسواسطے کہ روایت کی ابو عبید قاسم بن سلام نے کتاب الاموال مین ابراہیم تیمی سے کہ جب فتح
کیا مسلمانون نے سواد کو کہا انھون نے واسطے عمر رض کے کہ تقسیم کر دو اسکو ہمارے بیچ مین کیونکہ فتح کیا ہمنے اوسکو غلبے سے تو فرمایا
حضرت عمر رض نے کہ کیا ہوگا اونکے واسطے جو تمہارے بعد مسلمان آوینگے تو مقرر رکھا انھون نے وہان کے باشندون کو اوسپر اور
اونکی گردنون پر جزیہ اور اونکی زمینون پر خراج باندھا اور ایسا ہی کیا عمرو بن عاص رض نے جب فتح کیا زمین مصر کو اخراج کیا اسکا
ابن سعد نے طبقات مین اور مقرر ہوا خراج ملک شام پر باجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اور مشہور ہی ص اور اگر کوئی شخص
زمین ویران کو جو کسیکی ملک نہو آباد کرے تو وہ زمین اگر عشری کے متصل ہوگی تو عشری ہوگی اور اگر خراجی کے متصل ہوگی تو خراجی ہوگی
اور وہ خراج جسکو حضرت عمر رض نے سواد عراق پر مقرر کیا تھا یہ ہی کہ جو زمین قابل زراعت ہو اور وہان پانی پہونچے اوسکے پیداوار زمین
سے ہر جریب پیچھے ایک صاع اور ایک درم لینا چاہیے اور ترکاری کی زمین سے ہر جریب مین پانچ درم اور انگور اور چھوہارے کہ ملے
ہوے ہون اونکی جریب مین دس درم اور اوسکے سوا مین مثل زعفران و باغ وغیرہ کے جو اوسکے حال کے مناسب ہو تجویز کیا جاوے
ف اور یہ سب ثابت ہی حضرت عمر رض سے مختلف روایات مین اخراج کیا اونکا ابو عبید نے کتاب الاموال مین اور عبد الرزاق اور ابن
ابی شیبہ نے ص اور جریب شصت در شصت ہوتا ہی ف یعنی ساٹھ گز کو ساٹھ گز مین ضرب دینے سے جتنا حاصل ہو وہ
ہوتے ہین اتنے کا ایک جریب ہوتا ہی ص اور کتب فقہ مین ہی کہ گز کسریٰ کا سات مٹھی کا ہوتا ہی اور گز مساحت کا سات مٹھی
اور ایک اونگلی کھڑی ہوئی اور اہل حساب کے نزدیک گز چوبیس انگل کا اور انگل چھ جو کا ہوتا ہی اسطرح کہ سب کے بطون ملے ہون
ایک دوسرے سے ف چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین ہی کہ معتبر جریب مین گز کسریٰ ہی ص اور خراج مین آگے سے بڑھا کر لیا جاوے
اور جو گنجایش اسقدر محصول کی نہو تو کم کر دیا جاوے مگر زیادہ کی گنجایش کی صورت مین زیادہ نکیا جاوے نزدیک امام ابو یوسف کے
اور زیادہ کیا جاوے نزدیک امام محمد کے ف اور صحیح قول امام ابو یوسف کا ہی اور اوسی پر فتویٰ ہی اور مؤید ہی اوسکے
وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے ابراہیم سے کہ آیا ایک شخص پاس عمر رض کے اور کہا کہ زمین خراج مین زیادہ گنجایش ہی اوس سے

جو مقرر ہی اوسپر تو فرمایا آپنے کہ نہیں رہا ہی جہاد مرف انکے یعنی ہمسے کچھ علاقہ نہیں جتنا مقرر ہو چکا اوتنا ہی لیں گے
ص اور جو خراج لگا اوسکی زمین پہ پانی پہونچنا بند ہو جاوے یا پانی زمین پر غالب ہو جاوے یا کھیتی کو کوئی آفت پہونچے تو اوس موسم
میں زمین پر کچھ خراج نہوگا اور اگر مالک زمین اپنی زمین کو پڑا رکھے یا مسلمان ہو جاوے یا کوئی مسلمان زمین خراجی کو خرید لیوے تو
ان سب صورتوں میں خراج لازم ہوگا ف اسواسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے خرید لیا تھا زمین خراج کو اور خراج دیا کرتے تھے
کہا بیہقی نے معرفہ میں کہ ابن مسعود اور خباب بن الارت اور حسین بن علی اور شریح ان سب کی تھیں زمینیں خراج کی اور روایت کیے
ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اور عبدالرزاق نے اس باب میں چند آثار ذکر کیا اونکو زیلعی نے تخریج میں اور ابن الہمام نے فتح القدیر
میں ص اور خراجی زمین کے پیداوار میں عشر نہیں یعنی اوسکے پیداوار میں خراج ہی کافی ہی عشر نہ لیا جاوے اور امام شافعی کے
نزدیک عشر بھی لیا جاویگا ف اور دلیل ہماری یہ ہی کہ کسی نے خلفاء راشدین اور صحابہ میں سے جمع نہیں کیا عشر اور خراج میں ایک ہی زمین
میں تو گویا اجماع قولی ہی اور قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لَا یَجْتَمِعُ عُشْرٌ وَخَرَاجٌ فِي أَرْضِ مُسْلِمٍ یعنی نہیں جمع ہوتے ہیں
عشر اور خراج زمین میں مسلمان کی اور اس حدیث کو روایت کیا ابن عدی نے یحییٰ بن عنبسہ سے ثنا ابو حَنِیفَةَ عَنْ حَمَّادٍ
عَنْ إِبْرَاهِیمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
لَا یَجْتَمِعُ عَلٰی مُسْلِمٍ خَرَاجٌ وَعُشْرٌ اور کہا کہ یہ روایت کی جاتی ہی قول سے ابراہیم کے اور روایت کیا اوسکو
ابو حنیفہ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے پھر آیا یحییٰ بن عنبسہ اور باطل کیا اوسکو اور ملا دیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اور
یحییٰ بن عنبسہ ظاہر ہی دجال اوسکا ضعف میں کہ روایت کرتا ہی ثقات سے موضوعات کو اور کہا ابن حبان نے کہ نہیں ہی یہ کلام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یحییٰ بن عنبسہ دجال ہی بناتا ہی حدیث کو نہیں حلال ہی روایت اوس سے اور کہا دارقطنی نے یحییٰ دجال ہی
بناتا ہی حدیث کو اور یہ تہمت ہی امام ابو حنیفہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور ذکر کیا اوسکو ابن الجوزی نے موضوعات
میں اور کہا بیہقی نے کہ یہ حدیث باطل ہی اور یحییٰ متہم ہی ساتھ وضع کے انتہیٰ لیکن روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے
کہ کہا انھوں نے نہیں جمع ہوتا ہی عشر اور خراج کسی زمین میں اور ایسی ہی روایت کی عکرمہ سے ص اور اگر سال میں دو بار
پیداوار ہو تو عشر بھی دو بار لیا جاویگا اور خراج دوبارہ نہ لیا جاویگا ف اور مروی ہی یہ حضرت عمر سے روایت کیا اوسکو
ابن ابی شیبہ نے ص لیکن جب خراج مقاسمہ ہو یعنی مثلاً ربع پیداوار یا خمس اوسکا مقرر ہو تو وہ مکرر لیا جاویگا مثل عشر کے

## فصل جزیے کے بیان میں

جزیہ دو قسم ہی ایک وہ ہی کہ طرفین کی رضامندی سے مقرر ہو تو اوس سے کم یا زیادہ نہ لیا جاوے ف جیسا کہ صلح کی تھی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے دو ہزار کپڑوں کے جوڑوں پر آدھے صفر میں اور آدھے رجب میں روایت
کیا اوسکو ابو داؤد نے کتاب الخراج میں ص دوسرا جزیہ وہ ہی کہ امام اپنی طرف سے اوسکو شروع کرے جب غالب ہو اونپر تو مقرر کیا جاوے
اہل کتاب اور مجوسی اور بت پرست پر جو عجم کا رہنے والا ہو ف اور امام شافعی کے نزدیک بت پرست سے عجم کے بھی جزیہ
نہ لیا جاویگا ص دولت والے پر ہر سال میں ۴۸ درم تو ہر مہینے میں چار درم ہوئے اور بیچ کے حال والے پر ۲۴ درم سالانہ
اور فقیر پر جو کما سکتا ہی بارہ درم سالانہ مقرر کیا جاوے اور امام شافعی کے نزدیک ہر مرد بالغ اور عورت بالغہ پر ایک دینار مقرر کیا جاوے

فقیر ہون یا غنی **ف** اسواسطے کہ روایت کی ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے معاذ رضی سے کہ بھیجا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف یمن کے کہ لون مین ہر بالغ سے ایک دینار کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہے شرط بخاری و مسلم پر اور نہین نکالا انھون نے اوسکو اور عبدالرزاق کی روایت مین ہے و من کل حالم او حالمۃ دینارا اور ہم یہ کہتے ہین کہ یہ حدیث محمول ہے اوپر صلح کے اور اسیواسطے حکم کیا جزیہ لینے کا عورت بالغہ سے حالانکہ اوس سے جزیہ نہین لیا جاتا اور کہا ابو عبید اللہ نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ مقرر کیا عمر بن خطاب رضی نے جزیے کو مالدار پر اڑتالیس درم اور متوسط پر چوبیس درم اور فقیر پر بارہ درم اور مثل اسکے مروی ہے عثمان رضی اور علی رضی سے **ص** اور عرب کے بت پرست پر جزیہ نہین تو اگر امام اونپر غالب ہو تو عورتین اور چھوٹے لڑکے اونکے مال غنیمت ہوجاوینگے اور نہ مرتد پر اور نہ قبول کیا جاویگا ان دونون سے مگر اسلام یا تلوار اور امام شافعی کے نزدیک مشرکین عرب بھی غلام بنالیے جاوینگے **ف** اور دلیل ہماری ہدایہ مین مذکور ہے **ص** اور اسیطرح جزیہ نہین ہے نصرانی گوشہ نشین پر جسکو عربی مین راہب کہتے ہین اور لڑکے اور عورت اور غلام اور اندھے اور اپاہج پر اور اوس فقیر پر جو کچھ نہین کماتا **ف** اور امام شافعی کے نزدیک ایسے فقیر سے لیا جاوے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ عثمان بن حنیف نے جزیہ نہین مقرر کیا فقیر نے کسب پر روبرو جماعت صحابہ کے اور ابن زنجویہ نے روایت کی کہ حضرت عمر رضی نے لکھا کہ جزیہ لیا جاوے شیخ فانی سے **ص** اور جزیہ ساقط ہو جاتا ہے موت سے اور اسلام سے **ف** یعنی وہ کافر اگر مسلمان ہو جاوے تو جزیہ اوسپر نہ رہیگا اور ایسا ہی اگر مر جاوے اور امام شافعی کے نزدیک دونون صورتون مین رہتا ہے اور دلیل ہماری قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہین ہے مسلمان پر جزیہ نکالا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عباس رضی سے اور طبرانی نے اوسط مین ابن عمر رضی سے کہ جو شخص اسلام لاوے تو نہین ہے جزیہ اوسپر **ص** اور اگر ایک سال کا جزیہ ادا نہین کیا اور دوسرا سال ہو گیا تو جزیہ ایک سال کا دینا پڑے گا اسلیے کہ جزیہ ایک سال کا دوسرے مین آجاتا ہے نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک دو سال کا دینا پڑیگا **ص** اور نیا گرجا اور یہودیون کا معبد **ف** اور اسیطرح ہندوون کا شوالہ **ص** دارالاسلام مین نہ بنایا جاوے **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین خصی کرنا ہے اسلام مین اور نہ بنانا کنیسہ یعنی معبد یہود کا روایت کیا اوسکو بیہقی نے ابن عباس رضی سے اور ضعیف کیا اسکو اور روایت کیا اوسکو ابو عبید قاسم بن سلام نے اور مروی ہے یہ حضرت عمر بن الخطاب رضی سے بھی **ص** اور اگر گرجا ڈھ گیا ہو تو اوسکو پھر سے بنالیوین اور ذمی شخص کو مسلمانون سے لباس اور سواری اور زین مین جدا کیا جاوے اس طرح کہ گھوڑون پر سوار نہو اور ہتھیارون کا استعمال نکرے اور تاگا موٹا جو باندھتے ہین کمر پر اوسکو ظاہر رکھے اور ایسے زین پر چڑھے جو پالان کی شکل کا ہو اور جدا کی جاوین عورتین اونکی راہ مین اور حمام مین **ف** راہ مین اس طرح کہ ایک گوشے مین ہو کر چلین اور حمام مین اسطرح کہ ایسی جگہ نہ بیٹھین جسکو مسلمان عورتین نہ بیٹھتی ہون **ص** اور اونکے گھرون پر نشان مقرر کیا جاوے تاکہ فقیر اونکے واسطے دعا نہ مانگین اور اگر ذمی دارالاسلام کے مقامون مین لڑائی کی تیاری سے چڑھ جاوے یا دارالحرب مین چلا جاوے تو عہد اوسکا ٹوٹ جاویگا اور وہ بمنزلے مرتد کے ہو جاویگا **ف** اسطرح پر کہ اوسکے مال کو وارثون مین تقسیم کرینگے **ص** لیکن اگر پھر ماخوذ ہوگا تو غلام بنایا جاویگا اور مرتد اگر ماخوذ ہو تو قتل کیا جاویگا

اور اگر ذمی جزیہ دینے سے انکار کرے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے
تو ان صورتون سے اوسکا عہد ذمی کا نہین ٹوٹتا ف لیکن ابن الہمام نے تصریح کی کہ اگر وہ ازراہ تمرد اور شرارت کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو عہد ٹوٹ جاویگا اور وہ قابل قتل کے ہی کیونکہ ذمی سے جزیہ حقیر سمجھکر لیا جاتا ہی اور جب ہمارے
پیغمبر کو برا کہنے لگے تو گویا ہم اونسے عاجز ہوئے اور یہی مذہب ہی امام شافعی کا ص اور تغلبی مرد اور عورت سے جو دونون
بالغ ہون اہل اسلام کی زکوۃ سے دو چند لیا جاوے ف اور تغلبی کا بیان کتاب الزکوۃ مالون کی زکوۃ کے بیان مین گذرا
ص اور تغلبی فرقے کا غلام آزاد کیا ہوا مثل قریشیون کے آزاد کیے ہوئے کے ہی ف یعنی اوس سے زمین کا خراج
اور جزیہ لینا چاہیے جیسے قریشیون کے غلامان آزاد سے لیتے ہین زکوۃ کا دونا نہ لینا چاہیے جیسے تغلبیون سے لیتے ہین
اور امام زفر کے نزدیک اوس سے دونا لینا چاہیے کیونکہ حدیث مین ہی کہ مولا قوم کا اوسی مین سے ہوتا ہی روایت کیا اوسکو ترمذی نے
اور جواب ہمارا ہدایہ مین مذکور ہی ص اور خراج زمین کا اور جزیہ کا مال اور تغلبیون کا مال اور جو وہ ہدیہ بھیجین امام کو اور جو مال
کہ اونسے بدون جنگ کے ہاتھ آوے یہ سب اموال مسلمانون کے بہتر کامون مین صرف کیے جاوین مثلاً کفارون کی راہ بند کرنے اور
پانی پر پل باندھنے اور بڑے پل تعمیر کرنے اور عالمون اور قاضیون اور عاملون اور سپاہیون اور اونکی اولاد کے روزینے مین خرچ کرین
اور جو شخص کہ سال کے بیچ مین مر جاوے وہ بخشش سالانہ سے محروم رہیگا اور بخشش سالانہ والے ہمارے زمانہ مین قاضی اور مفتی اور مدرس ہین

## باب مرتد یعنی اون لوگون کے بیان مین جو دین اسلام سے پھر جاوین

مرتد پر اسلام پیش کیا جاوے اور اوسکے دل مین جو مسلمانی کے دین مین شبہے ہون دور کیے جاوین تو اگر مہلت طلب کرے
تو تین دن تک مہلت دیا جاوے اگر اس عرصے مین توبہ کرے تو بہتر ورنہ قتل کیا جاوے ف تو مہلت دینا اپنی طرف سے
ہمارے نزدیک مستحب ہی اور امام شافعی کے نزدیک حاکم کو درست نہین کہ بغیر مہلت دیے مار ڈالے دلیل امام اعظم کی وہ ہی جو صحیح بخاری
مین مروی ہی کہ فرمایا آپ نے مَن بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ یعنی جو شخص بدل ڈالے دین اپنا تو قتل کرو اوسکو اور اگر مہلت مانگے
تو مہلت دینا واجب ہی ص اور مرتد کی توبہ یہ ہی کہ دین اسلام کے سوا سب دینون سے بیزار ہو یا اوس دین سے
نفرت کرے جسکو اوسنے اختیار کیا تھا اور اگر مسلمان ہونے کو اوسکو کہین اور اوس سے پہلے ہی مار ڈالین تو یہ امر مکروہ ہی اگر
کوئی پیشتر ہی اوسکو مار ڈالے تو قاتل پر تاوان نہ آویگا اور مرتد ہونے سے مرتد کی ملک اوسکے مال پر سے جاتی رہتی ہی مگر
ملک کا جانا موقوف رہتا ہی یعنی اگر وہ پھر مسلمان ہو جاوے تو ملک بھی بدستور قائم رہیگی اور اگر حالت مرتدی مین مر جاوے
یا قتل کیا جاوے یا دار الحرب مین مل جاوے اور قاضی اوسکے دار الحرب مین مل جانے کا حکم کرے تو اوسکے مدبر اور ام ولد آزاد
ہو جاوینگے اور قرض اوسکا جو میعادی تھا حال ہو جاویگا یعنی اوسکی مدت باقی نہ رہیگی ف اور امام شافعی کے نزدیک
جب دار الحرب مین مل جاوے اوسکا مال ویسا ہی رہیگا جیسے پہلے تھا ص اور جو کچھ کہ مال اوسکا مسلمانی کی کمائی کا ہو
بعد ادا ے قرضہ حالت اسلام کے وہ اوسکے مسلمان وارث کا ہوگا اور جو مال کہ اوسنے مرتدی کی حالت مین کمایا ہوگا اوسمین سے
اون دنون کا قرضہ دیکر باقی مال غنیمت ہوگا یہ مذہب امام صاحب کا ہی اور صاحبین کے نزدیک دونون حالت کے مال اوسکے وارث
مسلمان کے ہونگے اور نزدیک امام شافعی کے دونون حالت کے مال غنیمت ہو جاوینگے اور باطل ہوگا نکاح اور ذبیحہ مرتد کا اور صحیح ہی

طلاق اور ام ولد بنانا اوسکا اور شرکت مفاوضہ **ف** جسکا بیان آگے آتا ہی **ص** اور بیچنا اور خریدنا اور ھبہ کرنا اور اجارہ اور مدبر کرنا اور مکاتب کرنا اور وصیت یہ سب تصرفات موقوف رہینگے پس اگر وہ اسلام لاوے یہ تصرف جاری ہونگے اور اگر مرجاوے یا قتل کیا جاوے یا دار الحرب مین ملجاوے تو سب تصرف باطل ٹھہرینگے اور جو قبل قاضی کے حکم کرنے کے مرتد کے مسلمان ہو کر چلا آیا تو وہ گویا مرتد ہی نہوا اور اگر بعد اوسکے آیا تو جو مال اوسکا اوسکے وارثون کے پاس ہے لے لیوے اور اگر عورت مرتد ہو جاوے تو اوسکو جان سے نماریں بلکہ قید کرین یہان تک کہ توبہ کرے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک قتل کی جاوے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قتل سے عورتون کے مروی ہے صحیحین مین اور روایت کی دارقطنی نے ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ قتل کیجاوے عورت جب مرتد ہو جاوے اور اسناد مین اوسکی عبد اللہ بن عیسی الجزری ہے کہا دارقطنی نے کذاب ہے بناتا ہے احادیث کو اور نکالا ابن عدی نے کامل مین ابی ہریرہ رض سے کہ ایک عورت مرتد ہوگئی زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تو نہین قتل کیا آپنے اوسکو وضعیف کیا اوسکو بسبب حفص بن سلیمان کے کہا ابن عدی نے اکثر روایات اوسکی غیر محفوظ ہین اور نکالا طبرانی نے معجم مین معاذ بن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھیجا اونکو یمن کیطرف تو کہا انسے کہ جو مرد پھر جاوے اسلام سے تو بلا اوسکو اگر توبہ کرے تو قبول کر ورنہ مار گردن اوسکی اور جو عورت کہ پھر جاوے اسلام سے تو بلا اوسکو اگر توبہ کرے تو قبول کر اور اگر انکار کرے تو قید کر اوسکو اور نکالا دارقطنی نے حضرت علی رض سے کہ فرمایا انھون نے عورت قید کی جاوے اور قتل نہ کی جاوے اور اسناد اوسکی ضعیف ہے بسبب حلاس کے تو اسوقت مین استدلال حدیث صحیحین سے اولی ہے اور امام شافعی کی جانب کی حدیثین ضعیف ہین استدلال اونسے مستقیم نہین ہوتا مذکور ہے فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین **ص** اور صحیح ہے تصرف اوسکا اور جو حالت اسلام اور ارتداد دونون مین جو کسب اوسکا ہے اوسکے وارثون کو ملیگا تو اگر مسلمان لونڈی مرتد کی جنی اور مرتد نے اوس ولد کا دعوی کیا تو وہ اوسکا بیٹا ہوگا اور وارث ہوگا جس وقت مرتد مرجاوے یا دار الحرب مین مل جاوے اور جو وہ لونڈی نصرانی ہو تو اگر مرتد ہونے اور ولادت مین چھ مہینے سے کم ہے تو وارث ہوگا اور اگر چھ مہینے سے زیادہ ہے تو وارث نہوگا اور اگر مرتد مع اپنے مال کے دار الحرب مین مل جاوے اور مسلمان اوسپر غالب ہون تو وہ مال مسلمانون مین غنیمت ہو جاویگا اور اگر مرتد دار الحرب مین ملکر پھر دار الاسلام مین آکر مال لیکے دار الحرب مین ملجاوے پھر مسلمانون کو غلبے مین وہ مال ہاتھ لگے تو مال مذکور اوس مرتد کے وارث کو قبل قسمت غنیمت کے ملیگا پس اگر مرتد دار الحرب مین جاملے اور اوسکا غلام اوسکے بیٹے کا ہو جاوے یعنی قاضی حکم کردے کہ اب اسکا مالک بیٹا ہے اور اوسکا بیٹا اوس غلام کو مکاتب کر دیوے پھر وہ مرتد مسلمان ہو کر چلا آوے تو کتابت کے عوض کا مال اور ولا یعنی ترکہ اوسکا اوسی مرتد کو جو مسلمان ہو گیا ہے ملیگا اور اگر مرتد کسیکو براہ خطا مار ڈالے اور دار الحرب مین جاملے یا مارا جاوے تو خون بہا مقتول کا مرتد کے اوس مال مین سے ہوگا جو حالت اسلام مین کمایا ہے اور صاحبین کے نزدیک دونون حالتون کے مال مین سے ہوگا **ف** اسواسطے کہ انکے نزدیک دونون حالتون کا کسب اوسکے وارث کو ہے **ص** اور اگر عمرو نے زید کا ہاتھ جان بوجھکر کاٹ ڈالا اور زید پھر مرتد ہو گیا اور اوسی زخم مین مرگیا یا دار الحرب مین جاملا اور پھر وہان سے مسلمان ہو کر آیا اور اوسی زخم مین مرگیا تو عمرو کے مال سے نصف خون بہا مرتد کے وارثون کو دلایا جاویگا اور اگر دار الحرب مین نہ جاوے اور دار الاسلام ہی مین مسلمان ہو کر زخم کے سبب سے مرجاوے تو اسصورت مین عمرو تمام خون بہا کا ضامن ہوگا اور امام محمد کے

عبد اللہ بن عیسی الجزری

حفص بن سلیمان

حلاس

نزدیک نصف کا اور جو مکاتب مرتد ہوکر دارالحرب مین جاملے پھر مال سمیت پکڑا جاوے اور قتل کیا جاوے تو بدل کتابت مالک کو ملیگا اور جسقدر زائد بچے گا وہ مکاتب کے وارثون کو ملیگا اور جو خاوند اور جورو دونون مرتد ہوکر دارالحرب مین جاملین اور وہان انکے بیٹا ہوا اور اوس بیٹے کا بیٹا پیدا ہو پھر مسلمانون کی فتح ہوا اور یہ پکڑے جاوین تو بیٹا اور پوتا مرتد کا مال غنیمت ہونگے اور بیٹے پر مسلمان ہونیکے لیے زبردستی کی جاویگی مگر پوتے پر نہ کی جاویگی اور حسن بن زیاد کی روایت مین پوتے پر بھی جبر کیا جاویگا اور جو لڑکا کہ عاقل ہوا اوسکا مرتد ہونا صحیح ہی جیسے اسلام اوسکا صحیح ہی اور ایسے مرتد لڑکے پر مسلمان ہوجانے پر زبردستی کی جاوے گی جان سے نہ مارا جاویگا اگر انکار کرے اسلام سے اور امام شافعی اور زفر کے نزدیک اوسکا ارتداد صحیح ہی اور نہ اسلام اور ہماری دلیل یہ ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے لڑکپن مین اور صحیح رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اونکا اور فخر حضرت علی کا اس بات سے مشہور ہی کما انھون نے شعر سبقتکم علی الاسلام طرا ❊ غلاما ما بلغت اوان حلم

ف یعنی پیشدستی کی مینے تمھارے اوپر اسلام مین سب سے درآن حالیکہ مین لڑکا تھا نہین پہونچا تھا وقت احتلام کو روایت کیا اسکو بیہقی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور ابن عساکر نے تاریخ مین اور نکالا بخاری نے تاریخ مین عروہ سے کہ اسلام لائے حضرت علی اور وہ آٹھ برس کے تھے اور مستدرک مین حاکم کی ہی کہ دس برس کے تھے اور تفصیل کی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین

## باب باغیون کے بیان مین

جو قوم مسلمان بادشاہ اسلام کی فرمان برداری سے باہر ہوجاوین تو بادشاہ اونکو اپنی اطاعت کے لیے کہے اور جو شبہہ اونکو فرمان برداری مین ہوگیا ہو اوسکو دور کرے ف اسواسطے کہ حضرت علی نے ایسا ہی کیا خوارج سے اور ذکر کیا اسکو نسائی نے سنن کبری مین ص تو اگر وہ لشکر جمع کرکے ایک مکان مین جمع ہوین تو بادشاہ کو درست ہی کہ اونسے لڑائی شروع کرے اگرچہ شروع نکرین اور امام شافعی کے نزدیک جب تک وہ شروع نکرین تو بادشاہ شروع نکرے ف اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہی ص اور اگر اونکی جماعت کوئی اور ایسی ہو کہ یہ لوگ انکے ساتھ ملکر مضبوط ہوجاوینگے تب تو جو شخص ان باغیون مین کا زخمی ہو اوسکو جان سے مار ڈالے اور جو بھاگے اوسکا پیچھا کرے اور اگر ایسی جماعت او نہو تب نہ زخمی کو مارے نہ بھاگتے کا پیچھا کرے اور انکی اولاد کو قید نکرے اور انکے مالون کو بانٹ نہ لین بلکہ روک رکھین یہانتک کہ وہ توبہ کرین ف اسواسطے کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین اور بزار نے مسند مین کوثر بن حکیم سے اوسنے نافع سے انھون نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا جانتا ہی تو کیا حکم ہی خدا کا باغیون مین اس امت کے کہا انھون نے اللہ اور رسول اوسکا خوب جانتا ہی تب فرمایا آپ نے کہ اونکے زخمی کو نہ مارین اور اونکے قیدی کو قتل نکرین اور اونکے بھاگتے کو پیچھا نکرین اور اونکے مال کو تقسیم نکرین اور ضعیف کیا اوسکو بزار نے بسبب کوثر بن حکیم کے اور ایسا ہی حکم کیا حضرت علی نے جنگ جمل مین نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور عبدالرزاق نے ص اور اگر غازیون کو باغیون کے گھوڑون اور ہتھیارون کی حاجت پڑے تو اونکو کام مین لاوین اور اگر ایک باغی اپنے جیسے باغی کو مار ڈالے پھر اونکی شکست ہوجاوے تو قاتل پر کچھ لازم ہوگا اور جو باغی کسی شہر پر قبضہ کرین اور شہر والون مین سے کوئی شہری دوسرے شہری کو مار ڈالے پھر وہ شہر فتح ہو تو شہری قاتل اوس مقتول کے قصاص مین مارا جاویگا اور اگر باغی کسی عادل کو یعنی جو بادشاہ کی اطاعت مین ہو مار ڈالے اور باغی یہ کہتا ہو کہ مین اسکے مار ڈالنے مین حق پر ہون یا عادل مار ڈالے باغی کو تو قاتل اگر قرابت ورثہ پانے کی مقتول سے

کیا ہوگا تو اوسکا وارث ہوگا اور جو باغی سکے کہ مین باطل پر ہون تو وہ مقتول عادل کا وارث نہوگا اور امام شافعی اور ابو یوسف کے نزدیک اگر باغی عادل کو مار یگا تو کبھی وارث نہوگا برابر ہے کہ اپنی حقیّت کا دعوی کرے یا کہے کہ مین باطل پر تھا اور اہل فتنہ کے ہاتھ **ف** مثلاً باغیون یا رہزنون اور اہل حرب کے ہاتھ **ص** ہتھیارون کا بیچنا مکروہ ہی اور اگر یہ معلوم نہو کہ خریدار اہل فتنہ میں سے ہی تو مکروہ نہین

## کتاب اللقیط

اسمین لقیط کا بیان ہی یعنی اوس بچے کا جو پڑا ہوا ملے اور اوسکا والی معلوم نہو **ص** ایسے بچے کا اوٹھا لینا مسلمان کو مستحب ہی **ف** کیونکہ اسمین ایک جان کی محافظت ہی **ص** اور اگر اوسکے تلف ہو جانے کا خوف ہو تو اوس وقت اوٹھانا واجب ہی مانند لقطہ کے **ف** لقطہ کہتے ہین پڑی چیز کو اور اوسکا بھی اوٹھانا وقت خوف تلف کے واجب ہی **ص** اور وہ بچہ آزاد رہیگا مگر جب کوئی حجت قائم ہو اوسکے مملوک ہونے پر **ف** مثلاً گواہ لاوے **ص** اور اوسکا خرچ بیت المال مین ہوگا **ف** اسواسطے کہ حضرت عمرؓ نے کہا لقیط مین لیجا اوسکو اور وہ آزاد ہی ہمارے اوپر ہی نفقہ اوسکا روایت کیا اوسکو مالک نے مؤطا مین اور شافعی نے مسند مین اور عبدالرزاق کی روایت مین ہی کہ ہی نفقہ اوسکا بیت المال مین سے اور ایسا ہی منقول ہی حضرت علیؓ سے روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے **ص** اور اوسکے قصورون کا تاوان بھی بیت المال مین سے دینگے اور میراث بھی اوسکی وہین لینگے **ف** اسواسطے کہ رزین کی روایت مین ہی کہ فرمایا عمرؓ نے کہ ترکہ اوسکا واسطے مسلمانون کے ہی وارث ہونگے اوسکے اور دیت دینگے اوسکی طرف سے اور نکالا اوسکو بخاری نے ترجمۂ باب مین **ص** اور اوٹھانے والے سے اوسکو کوئی لے نہین سکتا اور اوسکا نسب ایک شخص اور دو شخصون سے ثابت ہوگا یعنی جو کوئی دعوی کرے کہ یہ میرا لڑکا ہی نسب اوس سے ثابت ہوگا گو مدعی دو ہون اور اگر دونون مدعیون مین سے کوئی ایسی نشانی بتاوے جو اوس لڑکے مین موجود ہو تو اوس شخص سے نسب ثابت ہوگا ورنہ دونون برابر ہونگے اور اگر غلام اوسکا دعوی کریگا تو نسب غلام سے ثابت ہوگا مگر وہ بچہ آزاد ہوگا اور اگر ذمی دعوی کرے کہ میرا ہی تو ذمی سے نسب ثابت ہوگا لیکن وہ بچہ مسلمان رہیگا بشرطیکہ وہ بچہ ذمی کے مکان اور محلے اور گانون مین نملا ہو اور اگر ذمیون کے مکانون مین پایا جاویگا تو ذمی ہوگا اور اگر اوس بچے کے ساتھ کچھ مال پایا جاوے تو وہ اوسی کا ہی اور اوسکی حاجتون مین صرف کیا جاویگا قاضی کے حکم سے اور بعضون کے نزدیک بغیر حکم قاضی کے صرف کیا جاویگا اور جو اوس بچے کو کوئی شخص کچھ ہبہ کرے تو اوٹھانے والے کو لے لینا اوسکا درست ہی اور یہ بھی جائز ہی کہ بچے کو کسی پیشے مین لگاوے اور نہین جائز ہی اوسکا نکاح کر دینا یا اوسکے مال مین تصرف کرے یا اوسکو کرایہ پر دینا صحیح مذہب مین **ف** اور قدوری کی روایت مین کرایہ پر دینا جائز ہی

## کتاب اللقطۃ

یعنی پڑی ہوئی چیز پانے کے بیان مین **ص** پڑی ہوئی چیز امانت ہی پانے والے کے ہاتھ مین اگر گواہ کرے پانے والا اس بات پر کہ مین اسکو واسطے محافظت کے اور پہونچا دینے کے طرف اوسکے مالک کے لیتا ہون تو اگر وہ چیز اوسکے پاس سے تلف ہو گئی تو اوسپر تاوان لازم نہ آویگا **ف** اسواسطے کہ امانت کے تلف ہو جانے سے تاوان نہین ہوتا **ص** اور اگر گواہ نکیا تو تاوان دینا ہوگا اگر تلف ہو جاوے نزدیک امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ دینا ہوگا اور جو پانے والے نے خود اقرار کیا کہ مینے اس چیز کو اپنے واسطے لیا تھا تو سب کے نزدیک تاوان دینا ہوگا اور گواہ کرنے کی یہ صورت ہی کہ کہے اے مسلمانو

جسکو تم دیکھو کہ گمی ہوئی چیز ڈھونڈھتا ہی تو بیہ نشان ہے دو اور اوٹھانے والا اوس چیز کو تبلاتا اور بیان کرتا ہے جس مکان مین کہ پایا ہی یا جہان بہت لوگون کا مجمع ہوتا ہو اور آواز دے کہ مینے ایک چیز پڑی ہوئی پائی ہی اور اوسکے مالک کو مین نہین جانتا تو جسکی ہو وہ میرے پاس آوے اور اوسکا وصف بیان کرے تاکہ اوسکو دے دون اور اختلاف ہی تبلانے کی مدت مین تو صحیح یہ ہی کہ اوسکی کوئی مدت مقرر نہین بلکہ جب تک پانے والے کی راے مین آوے کہ مالک اب بازپرس نکریگا تبلاوے اور امام محمد اور مالک اور شافعی نے اوسکو اندازہ کیا ہی ساتھ ایک سال کے **ف** اسواسطے کہ زید بن خالد کی حدیث مین ہی کہ بچھوا او سکو ایک سال تک روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور ہدایہ مین ہی کہ اگر دس درم سے کم قیمت ہو تو اوسکو کچھ دنون تبلاوے اور اگر دس یا زیادہ ہون تو ایک سال تک تبلاوے **ص** برابر ہی کہ وہ چیز حل کی ہو یا حرم کی **ف** اور امام شافعی کے نزدیک جب وہ چیز حرم کی ہووے تو اوسکو تبلاوے یہان تک کہ اوسکا مالک آوے اور دلیل لاتے ہین حدیث ابی ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم مکہ کے باب مین کہ نہین حلال ہی لقطہ اوسکا مگر واسطے اوسکے مالک کے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور ہماری دلیل مطلق قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زید بن خالدؓ کی حدیث مین کہ تبلا اوسکو ایک سال **ص** اور جو چیزین ایسی ہین کہ مدت تک باقی نہین رہتین جیسے کھانے پکے ہوئے تو اونکو یہان تک تبلاوے کہ خوف اونکے بگڑنے کا ہو پھر اوس چیز کو خیرات کرے پھر اگر مالک آجاوے تو اوسکو اختیار ہی چاہے اوسکے خیرات کر دینے کو درست رکھے چاہے پانے والے سے قیمت لے لے اور جس چارپاے کا کوئی والی نہو اوسکو پکڑ لینا درست ہی اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اگر وہ چارپایہ اونٹ یا گاے ہو تو چھوڑ دینا اوسکا افضل ہی اور جو اوسکو کھلایا بغیر اذن حاکم کے مفت ہوگا اور جو حاکم کے اذن سے کھلایا ہی وہ اوسکے مالک کے ذمے قرض ہوگا اور اوٹھائی ہوئی چیز سے اگر نفع مل سکتا ہو تو قاضی اوسکو کرایہ دے اور اوسی مین سے اوسکا خرچ کرے جیسا کہ بھاگے ہوئے غلام مین اوسکا اجارہ دینا درست ہی اور جو اوس سے منفعت نہو تو حکم ہوگا کہ اوسپر خرچ کیا جاوے اور جب مالک آوے تو خرچ لے لیا جاوے اور اگر یہ واسطے مالک کے بہتر نہو کہ اوسپر خرچ کیا جاوے **ف** مثلاً ایسا برا جانور کہ اوسکا خرچ اوسکی قیمت سے بڑھ جاتا ہی **ص** تو بیچکر اوسکی قیمت رکھ چھوڑے اور اوٹھانے والے کو اختیار ہی کہ مالک سے جب تک اپنا خرچہ وصول نکرے تب تک اوس چیز کو روک رکھے تو اگر بعد اوسکے روک رکھنے کے وہ چیز تلف ہوگئی تو نفقہ ثابت ہوگیا اور جو قبل روک رکھنے کے تلف ہوئی تو ساقط ہوگا اور پائی ہوئی چیز کو دعوی کرنے والے کے حوالے نکرے جب تک کہ مدعی گواہون سے اپنی ملک ثابت نکرے پس اگر مدعی کوئی علامت اوس چیز کی بیان کرے کہ اوس سے اوٹھانے والے کو گمان غالب ہو کہ یہی مالک ہی تو اوسکے حوالے کر دینا حلال ہی مگر واجب نہین اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہی اگر وہ نشانی بیان کرے اور وہ موجود ہو اور اگر اوٹھانے والا محتاج ہو تو پائی ہوئی چیز سے نفع لے ورنہ کسی اجنبی محتاج کو خیرات کر دے اور اگر اوسکے ماں باپ بیوی اور لڑکے محتاج ہون تو اونپر تصدق کرے

## کتاب الآبق

یعنی بھاگے ہوئے غلام کے بیان مین پکڑنا اوسکا مستحب ہی بشرطیکہ اوسپر قادر ہو اور جو غلام کہ گھر اپنے مالک کا بھول گیا ہو تو اوسکا چھوڑ دینا افضل ہی اور اگر پانے والا اوسکے مالک کا گھر جانتا ہو تو وہان تک اوسکو پہنچا دے اور جو شخص کہ بھاگے ہوئے غلام کو یا مدبر یا ام ولد کو مدت سفر یعنی تین دن تین رات کے فاصلے سے پکڑ کر لاوے تو اوسکو چالیس درم اجرت ملیگی اگرچہ غلام کی قیمت چالیس درم سے

کم ہو جب کہ اوسنے گواہ کر دیا ہو کہ مین اسکو اسلیے پکڑتا ہون کہ مالک کے پاس لیجاؤن اور جو مدت سفر سے کم فاصلے سے پکڑ لاوے
تو وہی حساب سے اجرت ملیگی ف یعنی ایکدن کے فاصلے سے لاویگا تو چالیس درم کی تہائی کا یعنی تیرہ درم اور تہائی درم
کا مستحق ہوگا اور دو روز کے فاصلے سے لانے مین چھبیس درم اور دو تہائی درم کا مستحق ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک کچھ اجرت
نہ ملیگی اور ہماری دلیل اثر ابن مسعود کا ہے کہ اونھون نے فی نفر غلام چالیس درم مقرر کیے روایت کیا اسکو عبدالرزاق نے اور اجماع
صحابہ کا ہے اس اجرت کے لانے پر اور روایتین انکی موجود ہین مصنف ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق مین ص اور جو پکڑ لانے والے کے
ہاتھ سے غلام بھاگ جاوے تو اوسپر تاوان نہوگا ف اور قیمت دینی نہ آویگی ص اور جو اوسنے گواہ نہین کیا تو اوسکو کچھ نملیگا
اور اگر بھاگ جاویگا اوسکے ہاتھ سے تو تاوان دینا ہوگا اور اگر غلام رہن ہو اور بھاگ جاوے اور اوسکو کوئی پکڑ لاوے تو اجرت مرتہن کے
ذمے ہوگی اور یہ جب ہے کہ قیمت اوس غلام کی بقدر قرض رہن کے یا اوس سے کم ہووے اور جو قرض رہن سے قیمت اوسکی زیادہ ہووے تو بقدر دین
اجرت مرتہن پر ہوگی اور باقی راہن پر اور بھاگے ہوئے غلام پر کچھ خرچ کرنے کا حکم ایسا ہی ہے جیسے لقطہ پر خرچ کرنے کا ف یعنی اگر
قاضی کے حکم سے اوسپر خرچ کریگا تو وہ مالک کے ذمے قرض ہوگا ورنہ مفت کا سلوک ہوگا اور مالک پر کچھ لازم نہ آویگا

# کتاب المفقود

اسمین مفقود یعنی گم ہوئے شخص کا جسکا نشان معلوم نہو اور مرنے جینے سے اوسکے خبر نہو بیان ہے ص مفقود اپنی ذات کے حق مین
زندہ ہے تو اوسکی بیوی کا دوسرے سے نکاح نہ کیا جاوے اور اوسکا مال وارثون مین بانٹ نہ دیا جاوے اور اوسکا اجارہ فسخ نہو اور
قاضی ایک آدمی مقرر کردے کہ وہ اوسکا حق جو لوگون کے ذمے ہے وصول کرے اور اوسکے مال کی حفاظت کرے اور جس مال کے بگڑ جانیکا
خوف ہو اوسکو بیچ ڈالے اور اوسکی اولاد پر اور ماں باپ پر اور بیوی پر خرچ کرے اور اپنے غیر کے حق مین مردہ ہے تو دوسرے سے وارث
نہوگا بلکہ حصہ اوسکا موقوف رکھینگے نوے برس تک اور نوے برس کے بعد قاضی اوسکی موت کا حکم کرے اور ظاہر روایت یہ ہے
کہ جب اوسکے ساتھی ہمعمر مر جاوین تو حکم کرے اوسکی موت کا کیونکہ اس زمانے مین آدمی نوے برس تک کم جیتا ہے ف اور
امام مالک کے نزدیک جب چار برس گذر جاوین تو قاضی اوسکی بیوی کو جدا کردے اور وہ عورت عدت کرکے جس سے چاہے
نکاح کرے اور دلیل لاتے ہین قول سے حضرت عمرؓ کے کہ جو عورت گم ہو جاوے خاوند اوسکا اور وہ نجانے کہ کہان ہے تو وہ انتظار کرے
چار برس پھر عدت کرے چار مہینے دس دن اور حلال ہو جاوے روایت کیا اوسکو موطا مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور
ہماری دلیل قول ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ عورت مفقود کی عورت اوسکی ہے جب تک کہ اوسکا حال کھلے روایت کیا اوسکو
دارقطنی نے سنن مین اور معارض ہے قول عمرؓ کے قول حضرت علیؓ کا کہ کہا اونھون نے عورت مفقود کی پڑ گئی بلا مین تو چاہیے کہ صبر
کرے یہان تک کہ خاوند کے موت یا طلاق کی خبر آوے روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے باسناد صحیح اور روایت کی ابن مسعود سے
کہ وہ بھی موافق تھے حضرت علیؓ کے اور نکالا ابن ابی شیبہ نے ابو قلابہ اور جابر بن زید اور شعبی اور نخعی سے کہ سب نے کہا نہین جائز
ہے اوس عورت کو کہ نکاح کرے یہان تک کہ ظاہر ہو موت اوسکی اور ہدایہ مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے رجوع کی طرف قول حضرت علیؓ کے حاصل
یہ ہے کہ اکثر صحابہ کا مذہب موافق ہمارے قول کے ہے ص تو اب اوسکی بیوی عدت کریگی موت کی اور مال اوسکا تقسیم ہوگا اون
وارثون کے درمیان جو جیتے اب موجود ہین اور وہ جو حصہ اوسکا موقوف رکھا تھا وہ اوس غیر کے وارثون کو دلایا جاویگا ق تو حاصل یہ ہے

کہ اپنے مال کے حق مین تو اوسکی موت کا حکم نوّے برس کے بعد سے کرینگے اور غیر کے حق مین اوسکی موت کا حکم نوّے برس کی عمر مین گذرنے کے وقت سے کرینگے تو بعد مدت گذرنے کے ایسا سمجھینگے کہ اوس غیر کے مرنے وقت مفقود کا وجود تھا اور تفصیل اسکی فرائض کی کتابون مین ہے

# كتابُ الشركة

اسمین شرکت کا بیان ہے شرکت جائز ہے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور لوگ معاملہ کرتے تھے شرکت کا اور آپنے اوسکو منع نہین کیا اور حدیث شریف مین ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے مین تیسرا ہون دو شریکون مین جب تک ایک دوسرے سے خیانت نکرے اور جب خیانت کی تو نکل جاتا ہون مین انکے درمیان سے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور حاکم نے مستدرک مین ابوہریرہ رضی سے ص شرکت دو طرح پر ہے ایک شرکت ملک کہ دو شخص ف وراثت کی وجہ یا خریداری سے هدایه ط ایک چیز کے مالک ہو جاوین اور اس شرکت مین ہر ایک دوسرے سے اجنبی ہوتا ہے ف یعنی ہر ایک کو دوسرے کے حصے مین تصرف جائز نہین بغیر اوسکی اجازت کے هدایه ص اور دوسری قسم شرکت عقد ہے اور اوسمین ایجاب قبول ضرور ہین ف مثلاً ایک کہے شرکت کی مینے تجھسے فلان فلان چیز مین اور دوسرا کہے قبول کیا مینے هدایه ص اور اس شرکت کی شرط یہ ہے کہ کوئی امر ایسا نہووے جو اس عقد کو قطع کرے مثلاً احد الشریکین کچھ روپیہ مقرر کرے دوسرے پر خاص اپنے نفس کے لیے تو شرکت ٹوٹ جاویگی کیونکہ جائز ہے کہ سوا اون روپیون کے اور کچھ نفع نہو اور اسمین دونون شریک ہون اور اسکی بھی چار قسمین ہین ایک کو شرکت مفاوضہ کہتے ہین جب دو شخص مال شرکت اور تصرف اور دین مین برابر ہون تو اس سے یہ نکلا کہ شرکت مفاوضہ صحیح نہین ہے مسلمان اور کافر مین ف کیونکہ دونون دین مین ایک نہین اور اسی طرح آزاد اور غلام مین اور لڑکے اور بالغ مین ص اور جائز ہے درمیان دو مسلمان بالغ کے اور دو کافر کے برابر جو کہ ایک یہودی ہو یا نصرانی اور دوسرا مجوسی اسواسطے کہ کفر کو ایک ہی مذہب شمار کرتے ہین اور امام ابو یوسف کے نزدیک شرکت مسلمان اور کافر مین بھی درست ہے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک شرکت مفاوضہ بالکل درست نہین ف اور دلیل ہماری صاحب هدایه نے حدیث شریف بیان کی کہ مفاوضہ کرو کیونکہ اوسمین بڑی برکت ہے اور دوسرے یہ کہ تمام لوگ اوسکو کرتے چلے آئے اور کسی سے انکار اسکا صحت کو نہین پہونچا ص اور اس شرکت مین ہر شخص دوسرے کا وکیل و کفیل ہو جاتا ہے تو ایک شریک نے اگر کوئی چیز خریدی تو بائع کو پہونچتا ہے کہ قیمت کو اوسکی دوسرے شریک سے مانگے اور جو مفاوضے مین کوئی چیز مول لیگا وہ مشترک دونون مین ہوگی مگر اپنے گھر والون کی خوراک اور پوشاک البتہ مشترک نہوگی اور جو قرضہ اون مین سے ایک پر بوجہ خرید و فروخت اور کرایہ لینے کے یا کفالت کے جب مکفول عنہ کے حکم سے ہو ایک پر لازم ہوگا تو دوسرا بھی اوسکا ضامن ہوگا اور جو بغیر حکم مکفول عنہ کے ایک نے کفالت کی تو اوسکی رقم کا دوسرا ضامن نہوگا ف اور جو قرضہ ایسے اسباب سے ہو جنمین شرکت صحیح نہین جیسے جنایت اور نکاح اور خلع و صلح قتل عمد سے اور نفقہ تو ان مین ایک دوسرے کا کفیل نہوگا ص اور اگر ایسا مال جس مین شرکت مفاوضہ درست ہے ف مثلاً روپیہ اشرفی ص ایک شریک کو کسی نے ہبہ کیا اور اوسنے قبضہ کیا یا ورثے مین ملا تو مفاوضہ نرہا مگر جو اسباب یا زمین ہبہ یا ورثے مین ایک کو ملے تو شرکت مفاوضہ باطل نہوگی دوسری قسم اسکی شرکت عنان ہے اسمین صرف وکالت ہوتی ہے اور کفالت نہین ہوتی اور اسمین اگر بعض مال مین شرکت ہو اور بعض مین نہو یا ایک کا مال زیادہ ہو دوسرے سے اور نفع برابر ہے یا مال دونون کے برابر ہون اور نفع برابر نہو یا خلاف جنس ہو کہ ایک نے روپیہ دیا ہو اور دوسرے نے اشرفی

ط کفیل کہتے ہین ضامن کو اور مکفول بہ اوس مال کو جسکی ضمانت کی ہے اور مکفول عنہ وہ شخص جسکی ضمانت کی ہے اور مکفول لہ وہ شخص جسکے نفع کے لیے ضمانت کی ہے مثلاً زید کے سو روپئے عمرو پر قرض آتے تھے اور بکر نے عمرو کی مال ضمانت کی تو بکر کفیل ہوا اور زید مکفول لہ اور عمرو مکفول عنہ اور سو روپئے مکفول بہ ہوئے اور تفصیل اسکی کتاب الکفالت مین آویگی ۱۲ منہ

یا یہ کہ ہر ایک دونون مین سے اپنے مال کو ملا دے یہ طرح درست ہی اور اس شرکت مین جو نسا شخص کوئی چیز مول لیگا تو مطالبہ قیمت کا فقط
اوسی مشتری سے کیا جاویگا دوسرے شریک سے نہوگا اسلیے کہ اس شرکت مین کفالت نہین ہان مشتری جو دام چیز کے بائع کو دے
اوسمین سے دوسرے شریک سے اوسکے حصے کے موافق پھیر لیوے یعنی جتنا اوسکی طرف سے اسنے اپنے مال مین سے دیا ہو
وہ اوس سے پھیر لے اور یہ شرکت اور شرکت مفاوضہ دونون بدون روپے اشرفی اور پیسون کے جنکا چلن ہو اور چاندی سونے کے
ٹکڑون کے جن پر سکہ نہو اگر لوگون مین اوسکا لین دین جاری ہو درست نہین ف یعنی شرکت مفاوضہ و عنان مین چاہیے کہ
دونون شخص روپے خواہ اشرفی خواہ بغیر سکے کی ڈلیان جو مروج ہون خواہ پیسے مروج ملا دین ورنہ درست نہوگی ص اور اگر دو شخص
اس طرح کرین کہ ہر ایک اپنا آدھا مال دوسرے کے آدھے مال کے بدلے مین بیچ ڈالے اور شرکت مفاوضہ یا عنان کرین تو درست ہی
ف اور یہ حیلہ ہی شرکت مین جس صورت مین کہ چاندی سونا برابر نہ ملا دین اور اسباب ملانا منظور ہو ص اگر کل مال شرکت
کا یا مال ایک شریک کا قبل خریدنے کسی چیز کے ہلاک ہوجاوے تو شرکت باطل ہو گی اور وہ مال جو ہلاک ہوا ہی صاحب مال کا ہوگا اگر باہم
مل جل نہ گیا ہو برابر ہی کہ اوسی کے ہاتھ سے ہلاک ہو یا دوسرے شریک کے ہاتھ سے اور جو وہ مال مل جل گیا ہو تو وہ سب
شریکون کا ہوگا اور جو دونون شریکون مین سے ایک اپنے مال کے عوض مین کچھ اسباب خریدے اور بعد خریدنے کے دوسرے کا
مال تلف ہو جاوے تو جو اسباب خریدا ہوا ہی وہ دونون مین مشترک ہوگا اور جسنے مول لیا ہی وہ اپنے شریک کے حصے کے موافق
قیمت اسباب کی اوس سے لے لے اور جو قبل خریدنے کے تلف ہو جاوے اور پھر دوسرا شریک اپنے مال سے کوئی چیز خریدے تو جسکا
مال تلف ہوا ہی اوسنے اگر دوسرے شریک کو وقت شرکت کے وکیل صریح بنایا ہو مثلا کہدیا ہو کہ جو چیز تو اپنے مال سے خریدیگا تو اوسکا
آدھا میرے واسطے خریدنا تو اب جو اسباب خریدا ہوا ہی دونون مین مشترک ہو جاویگا اور جسنے مول لیا ہی وہ اپنے شریک کے حصے کے
موافق اوس سے قیمت لے لیگا اور اگر اوسنے دوسرے شریک کو وکیل صریح نہین بنایا تھا تو وہ کل اسباب اوسی کا ہو جاویگا
جسنے خریدا ہی اور شرکت مفاوضہ اور عنان کے دونون شریکون مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ مال مشترک کو بطور بضاعت ف
یعنی کل نفع اپنا ٹھہرا کر ص کسیکے حوالے کرے یا امانت رکھے یا مضاربت پر دیوے یا کسیکو وکیل کرے اور ہر ایک کے ہاتھ مین
مال بطور امانت کے ہوگا یعنی اگر بغیر اسکی زیادتی کے ہلاک ہو جاوے تو اوسپر ضمان نہوگا تیسری قسم شرکت عقد کی شرکت صنائع
اور تقبل ہی اور اوسکی صورت یہ ہی کہ دو کاریگر مثلا دو درزی خواہ ایک درزی اور ایک رنگریز اس شرط پر شریک ہون کہ دونون مشترک
کام کیا کرین اور مزدوری جو کچھ ملے اوسکو دونون بانٹ لیا کرین یا کام دونون برابر کرین لیکن مال اجرت ایک کو دو تہائی ملے
اور ایک کو ایک تہائی اور اس شرکت مین اگر ایک شخص کوئی کام منظور کر لیگا وہ دونون کو کرنا لازم ہوگا تو کام دینے والے کو ہر ایک سے مطالبہ
پہونچتا ہی کام کا اور اسی طرح ہر ایک کو پہونچتا ہی کہ کام کرا دینے والے سے اجرت طلب کرے اور جو کام دینے والا ایک کو اجرت دیدے
تو بری ہو جاویگا اور جو کمائی ہووے وہ دونون مین مشترک ہو گی اگرچہ کام ایک ہی کرتا ہو چوتھی قسم شرکت عقد کی شرکت وجوہ ہی
اور اوسکی صورت یہ ہی کہ دو شخص بدون مال کے شریک ہون اس طرح کہ اپنے اعتبار سے مال خریدین اور بیچین یعنی لوگون سے جان پہچان
ہونے کی جہت سے مال بطور قرض خریدین اور بیچین اور نقد کچھ نہ لگاوین اور اصل قیمت حوالے مالک کے کرکے باقی جو کچھ
بچے اوسکو بانٹ لین اور اسمین ہر ایک دوسرے کا وکیل اور کفیل ہوتا ہی اگر یہ بطور مفاوضہ ہو اور فقط وکیل ہوتا ہی اور اگر بطور عنان ہی

پھر اگر نصفا نصفی کے شرط سے مال خریدین یا ایک تہائی ایک کو اور دو تہائی دوسرے کے لیے اس طرح پر لین تو نفع بھی اسی طرح ہوگا اور زیادتی کی شرط باطل ہوگی یعنی اگر آپسمین اقرار کرین کہ مال آدھون آدھ خریدینگے تو نفع بھی نصفا نصف ہوگا اگرچہ قرار مین نفع ایک کا زیادہ ٹھہرا لے

فصل شرکت نہین جائز ہے لکڑیان لانے اور گھانس جمع کرنے اور شکار کرنے مین تو جسنے جو کچھ کسب کیا ہو اوسی کا ہوگا اور جس چیز کو دونو نے ساتھ لیا ہو تو وہ آدھی آدھی اونکو ملیگی اور جو ایک نے حاصل کیا لیکن دوسرے نے مدد کی جیسے ایک نے گھانس کھودی اور دوسرے نے اکٹھا کی تو گھانس کھودنے والے کی ہوگی اور مدد کرنے والے کو اوس قدر مزدوری دینی ملیگی جتنا اوسنے کام کیا ہوگا امام محمد کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک اوس چیز کی آدھی قیمت سے زیادہ اوسکو مزدوری نہ ملیگی اور اسی طرح جائز نہین شرکت پانی کھینچنے مین مثلا ایک کا خچر تھا اور دوسرے کی پکھال مع پانی ایک نے کھینچا تو اجرت سب کھینچنے والے کو ملیگی اور دوسری چیز کی اجرت لازم ہوگی ف یعنی مثلا اگر خچر اوسکا تھا اور پکھال دوسرے کی تو پکھال کی اجرت دینی ہوگی اور اگر پکھال اوسکی اور خچر دوسرے کا تھا تو خچر کی اجرت اوسکو دینی ہوگی ص اور جس صورت مین کہ شرکت فاسد ہو جاوے تو نفع مال کی مقدار ہوگا مثلا شرکت مین کچھ روپیہ ایک شریک نے زیادہ ٹھہرا لیے تو شرکت فاسد ہوگی اور نفع بقدر مال کے ہوگا تو مال شرکت اگر آدھون آدھ تھا تو نفع آدھا آدھا ملیگا اور شرط زیادہ کی باطل ہوگی اور شرکت دونون شریکون مین سے کسیکے مرجانے سے یا مرتد ہوکر دار الحرب مین ملجانے سے جب قاضی حکم اوسکے ملنے کا کرے باطل ہو جاتی ہے اور چاہیے کہ کوئی دونون شریکون مین سے دوسرے کے مال کی زکوۃ بدون اوسکی اجازت کے نہ دے پس اگر ہر ایک نے دوسرے کو اپنے مال کی زکوۃ دیدینے کی اجازت دیدی اور دونون نے ایک ساتھ ادا کی تو ہر ایک دوسرے کے حصے کا ضامن ہوگا اور جو ایک نے آگے اور دوسرے نے پیچھے دی تو پچھلے ہی کو اول شخص کے حصے کی زکوۃ کا تاوان لازم ہوگا اگرچہ اول کے ادا سے واقف نہو اور صاحبین کے نزدیک جب اول کی ادا سے واقف نہوگا تو ضامن نہوگا اور جو مفاوضت کے دو شریکون مین سے ایک نے دوسرے کو صحبت کرنے کے لیے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دی اور اوسنے اوس اجازت کے بموجب لونڈی خریدی اور مال مشترک مین سے اوسکی قیمت دی تو یہ لونڈی اوس خریدنے والے کی ہوگی بدون عوض کے یعنی نصف قیمت لونڈی کی اپنے شریک اجازت دینے والے کو نہ دینی پڑیگی اور صاحبین کے نزدیک دینی پڑیگی اور بائع لونڈی کی قیمت ہر شریک سے لے سکتا ہے

# کتاب الوقف

وقف کہتے ہین اسکو کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی ملک مین روک رکھے اور اوسکا نفع خیرات کرے جیسے عاریت مین ہوتا ہے ف یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور دلیل اونکی یہ ہے کہ روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا انھون نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اوتری سورہ نسا اور اوترے اوسمین فرائض کہ منع کیا آپنے حبس سے روایت کیا اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور اسناد مین اوسکی عبد اللہ بن لہیعہ اور بھائی اوسکا دونون ضعیف ہین اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے موقوفا حضرت علی پر کہ کہا انھون نے نہین حبس ہے فرائض سے اللہ تعالی کے اور مطلب اسکا یہ ہے کہ نہین ہے کوئی مال کہ روکا جاوے بعد موت مالک کے تقسیم سے درمیان ورثہ کے اور فرائض سے مراد حصے ہین ورثہ کے اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے شریح سے کہ کہا انھون نے آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بیچتے تھے روکی ہوئی چیز کو اور نکالا اوسکو بیہقی نے اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہے ص اور صاحبین کے نزدیک وقف حکم کہتے ہین کہ روک رکھنا کسی چیز کا

انتقال ملک کی ملک مین ف اور دلیل انکی روایت ہے حضرت عمرؓ کی کہ کہا واسطے انکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ارادہ رکھتے تھے وہ وقف کرنے کا ایک زمین کے کہ تصدق کرے اوسکو نہ بیچی جاوے اور نہ ہبہ کی جاوے اور نہ میراث ہووے روایت کیا اوسکو امام یوسف نے باسناد صحیح اور صحاح ستہ والون نے ص اور فتوی صاحبین کے قول پر ہے تو امام صاحب کے مذہب کے موافق اگر کسی نے وقف کیا کسی چیز کو فقیرون پر یا سقایہ مثل حوض وغیرہ کے یا مسافر خانہ واسطے مسافرون کے یا قافلہ اترنے کا مکان بنایا یا اپنی زمین کو مقبرہ کر دیا تو ملک وقف کرنے والے کی اوس سے نجاویگی اگرچہ اوسکو موقوف کیا ہو موت پر مثلاً کہا کہ اگر مین مر جاؤن تو وقف کیا اوسکو صحیح قول مین ف اور ایک روایت مین امام سے ملک جاتی رہیگی ص مگر یہ کہ حاکم اوسکی ملک جاتی رہنے کا حکم کر دیوے یا مسجد بناوے اور راستہ اوسکا جدا کر دیوے اور لوگون کو اوسمین نماز پڑھنے کی اجازت دیدے اور ایک شخص بھی اوسمین نماز پڑھے تو ملک اوسکی جاتی رہیگی اگرچہ اوس مسجد کے تلے ایک تہخانہ ہو جو مسجد کے امور کے واسطے بنایا گیا ہو اور جو مسجد بنا کر اوسکے نیچے تہخانہ اور کامون کے لیے بنایا یا اپنے گھر کے اندر مسجد بنائی اور اوسمین اذن نماز کا دیا تو وہ ملک سے اوسکی نجاویگی ف تو اوسکا بیچنا درست ہوگا اور اوس سے ترکہ دوسرے وارثون کو پہنچیگا یعنی وقفی مسجد کے حکم مین نہوگی ص اور امام ابو یوسف کے نزدیک ملک وقف کرنے والے کی فقط زبان سے کہنے سے کہ مینے اسکو وقف کیا جاتی رہتی ہے اور امام محمد کے نزدیک جب جاتی ہے کہ اوسکو متولی کے سپرد کر دیوے اور وہ اوسپر قبضہ کر لے تو درست ہے وقف مشاع کا یعنی ایک تہائی یا نصف زمین کا بغیر تعیین کے جب کہ وہ قسمت کی مانع ہو امام ابو یوسف کے نزدیک اور فتوی اسی پر ہے اور امام محمد کے نزدیک جائز نہیں ہے اگر وقف کیا مشاع کو ایسی چیز مین کہ وہ قابل قسمت کے نہو تو جائز ہے سب کے نزدیک مگر مسجد اور مقبرے مین جائز نہین اور اگر واقف وقف کے پیداوار کو اپنی ذات کے واسطے کر لیوے یا وقف کی ولایت اپنی طرف کر لے کہ متولی خود ہے تو درست ہے ف امام ابو یوسف کے نزدیک اور امام محمد کے نزدیک درست نہین دلیل ابو یوسف کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے اپنے صدقے سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی لیکن روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھلاتے تھے صدقہ منقولہ سے اپنے اہل کو موافق دستور کے اور یہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو خرچ کرے مرد اپنی ذات اور اہل اور اولاد اور خادم پر تو وہ صدقہ ہے واسطے اوسکے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے مقدام بن معدیکرب سے اور روایت کیا اوسکو نسائی نے کہ جو کھلاوے تو اپنے نفس کو تو وہ تیرے واسطے صدقہ ہے اور نکالا اوسکو حاکم اور دارقطنی اور طبرانی نے بہت سے طرق سے اور الفاظ مختلفہ سے لیکن اگر وہ خیانت کرتا ہو تو موقوف کو اوسکے ہاتھ سے نکال لینا چاہیے اگرچہ اوسنے شرط کر لی ہو کہ موقوف کو میرے ہاتھ سے نہ نکالین کنز ص اور جو کسی نے شرط کی زمین کے وقف کرتے وقت کہ جب چاہون اس زمین کے بدلے اور کو وقف کر دون تو جائز ہے امام ابو یوسف کے نزدیک اور اسپر فتوی نہین دیا جاویگا کیونکہ اسمین بہت طرح کے فساد دیکھتے ہین اور ہمارے زمانے کے ظالم حاکم اکثر مسلمانون کے وقفون کو باطل کر دیتے ہین ف تو اب فتوی امام محمد کے قول پر چاہیے کہ شرط باطل ہے اور وقف جائز ہے ص اور یہی ضرور ہے کہ وقف کی صورت انجام کو ایسی کر دے کہ وہ منقطع نہو جاوے بلکہ جاری رہے ف مثلاً اگر خاص لوگون پر وقف کرے جنکا کسی زمانے مین نہونا ممکن ہو تو یہ کہدے کہ ان لوگون کے نہ رہنے کے بعد وقف کے فقیرون یا ملا کو اوسکا نفع پہنچے تاکہ ہمیشہ وقف جاری رہے ص اور امام ابو یوسف کے نزدیک بغیر یہ کہے کے وقف صحیح ہو جاویگا اور جب وہ لوگ جن پر

وقف کیا ہو شہرون تو فقیرون پر صرف کیا جاویگا اور صحیح ہو وقف عقار کا **ف** یعنی غیر منقول کا جیسے زمین **ص** منقول کا
**ف** امام صاحب کے نزدیک **ص** اور امام محمد کے نزدیک جائز ہو وقف کرنا اون اشیائے منقولہ کا جن کے وقف کرنے
کا معمول ہو جیسے تبر اور پھاؤڑا اور بسولا اور آرہ اور تابوت اور اوسکے کپڑے اور ہانڈی اور دیگچی اور مصحف اور اسی
پر عمل ہو اکثر شہرون کے فقہا کا **ف** وقف غیر منقول کا اسواسطے جائز ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے
وقف کیا اوسکا جیسے حضرت عمرؓ نے ایک زمین کو اور زبیر بن عوامؓ نے ایک گھر کو روایت کیا اوسکو ابراہیم حربی نے کتاب غریب الحدیث
مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زمین کو واسطے مسافرون کے روایت کیا اوسکو بخاری نے اور وقف منقول
کا امام محمد کے نزدیک اسواسطے جائز ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خالد نے روک دیا اپنی زرہون کو
اور گھوڑون کو خدا کی راہ مین روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے زیادہ کیا صاحب ہدایہ نے کہ روک رکھا طلحہ نے
زرہون کو اپنی اللہ کی راہ مین اور گھوڑون کو **ص** اور جب وقف صحیح ہوا تو بعد اوسکے کسیکی ملک نہین ہوگا اور جو بعض
متاخرین نے جائز رکھا ہی وقف کو جب خراب ہو جاوے اور گرنے لگے واسطے عمارت کرنے باقی کے تو صحیح یہ ہو کہ جائز نہین ہو اور
جائز ہو تقسیم کر دینا مشاع کا بعد وقف کے امام ابو یوسف کے نزدیک تو جس شخص نے ایک زمین مشترک کو وقف کیا تو نزدیک
امام ابو یوسف کے جائز ہو کہ اوسکو بانٹ لے اپنے شریک کے ساتھ اور دوسرے شریک کے حصے سے اوسکو جدا کر لے
اور اگر اپنی ساری زمین مین سے آدھی کو وقف کیا تو قاضی اوسکو قسمت کر دے اور جو وقف کہ فقیرون پر ہو تو اوسکے
محاصل کو اول اوسکی مرمت اور درستی مین صرف کرینگے گو واقف نے اس بات کی شرط نکی ہو اور اگر موقوف کوئی مکان ہو
اور ایک شخص معین پر وقف کیا ہو اور کہا ہو کہ بعد اوسکے فقیرون کے لیے ہی تو اوسکی تعمیر اوس شخص کے ذمہ ہو اور اگر وہ مرمت
نکرے یا مفلس ہو تو حاکم اوس مکان کو کرایہ دیکر زر کرایہ سے اوسکی تعمیر کرے اور بعد تعمیر کے پھر اوسی شخص کو دیدیوے
اور اگر موقوف ٹوٹ جاوے تو اوسکی لکڑیان چونا وغیرہ اوسی کی تعمیر مین لگایا جاوے اگر ضرورت ہو ورنہ اوسکو رکھ چھوڑین
وقت حاجت کے اوسکو صرف کرین اور اگر وہ قابل صرف کرنے کے نہو تو اوسکو بیچین اور قیمت اوسکی موقوف کی تعمیر مین
صرف کرین اور وقف کے مستحقون کو تقسیم کرین فقط

تمت

خاتمة الطبع الحمد للہ والمنة کہ دوسری جلد نور الہدایہ یعنی ترجمہ اردو شرح وقایہ تصنیف تحریر فرمایا ہوا مولوی محمد وحید الزمان
صاحب سلمہ اللہ الواہب باہتمام امیدوار غفران محمد عبد الرحمٰن بن حاجی محمد روشن خان وتربیت یافتہ خدمت بابرکت معظم
محمد مصطفیٰ خان رفیض علیہ سجال العفو والغفران بار ثانی مطبع نظامی واقع کانپور اوائل شہر ربیع الاول ۱۲۹۰ہجری مین بکمال ہوئی

وجہ مہر و دستخط کی خاتمے پر

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی واقع کانپور کی ہی مہر اور دستخط صاحب مطبع کے خاتمے مین ثبت ہوئے

اشتہار

## فہرست جلد دوم نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

بتوفیق خداوند انام حسب اجازت مترجم علام



# جلد سوم وچہارم ترجمۂ اردوی شرح وقایہ

مطبع نظامی واقع کانپور مین رجسٹری ہوکر چھپی

سنہ ۱۲۹۳ ہجری نبوی

ما شاء الله لا قوة الا بالله
از احسن تالیفات یگانہ دوران یکتای جہان مولانا حاجی وحید الزمان دام الله المنان جلد سوم
ترجمہ اردو شرح وقایہ
نور الہدایہ
در مطبع نظامی واقع کانپور ۱۲۹۳ھ مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کتاب البیع

بیع کہتے ہیں مال کے عوض مال بدلنے کو اور وہ منعقد ہوتی ہے ایجاب و قبول سے جب وے دونوں ماضی کے صیغے سے ہوں **ف** جاننا چاہیے کہ حلت اور جواز بیع کا کلام اللہ سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا یعنی اللہ نے بیع کو حلال کیا اور بیاج کو حرام کیا اور روایت کی امام احمد نے مسند میں اور بزار نے رفاعہ بن رافع سے کہ پوچھے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ کونسا کسب بہتر ہے تو فرمایا آپ نے کھانا مرد کا اپنے ہاتھ سے اور ہر ایک خرید و فروخت جو بھلی ہو صحیح کیا اس حدیث کو حاکم نے اور روایت کی ابوداود و ترمذی نسائی ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے گروہ سوداگروں کے تحقیق کہ خرید اور فروخت میں لغو اور قسم ہوتی ہے تو ملا دو اوسکو تم صدقے سے یعنی بیع میں اکثر بیکار باتیں اور جھوٹی قسمیں صادر ہو جاتی ہیں تو اس گناہ کے اٹھانے کے لیے صدقہ دیا کرو اور مبعوث ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حال آنکہ لوگ خرید و فروخت کیا کرتے تھے تو اجماع ہو گیا اور اوپر اوسکے عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ بیع جائز ہووے کیونکہ آدمی محتاج ہے کھانے کپڑے گھر کا تو اگر کھانے کے لیے کھیت کا جوتنا پھر اوس میں بیج بونا پھر اوسکا سینچنا اور حفاظت کرنا پھر کھیت کا کاٹنا اور اناج کا صاف کرنا پھر پیسنا اور خمیر کرنا اور روٹی کا پکانا سب اوسکی ذات سے متعلق ہووے تو اوس سے ہرگز نہو سکیگا اور اسیطرح کپڑے میں روئی کے درخت بونا اور اوسمیں سے روئی نکالنا اور کاتنا اور بننا یہ سب کام اوس سے بذات خاص ممکن نہیں ہیں تو اسواسطے ضرور ہوا کہ اپنی حاجت والی چیز کے لیے کچھ خرید کرے اور کچھ آپ کرے کیونکہ اگر خرید نہو تو یا دوسرے کی چیز کو زبردستی سے چھین لینا یا بھیک مانگنا یا صبر کرکے بیٹھ رہنا اور بطرح خالی ہو کذا فی الفتح اور دونوں طرف مال کی قید اسواسطے لگائی کہ جو چیز مال نہیں ہے مثلاً شخص آزاد یا مٹی تو اوسکی بیع جائز نہیں اور ایجاب کہتے ہیں اوس بات کو جو پہلے کہی جاوے اور قبول جو اوسکے جواب میں دوسرا کہے مثلاً اگر پہلے بائع نے کہا میں نے بیچا بعد اسکے مشتری نے کہا میں نے خریدا تو بائع کا قول ایجاب ہے اور مشتری کا قول قبول ہے اور جو پہلے مشتری نے کہا میں نے خریدا بعد اسکے بائع نے کہا میں نے بیچا تو مشتری کا قول ایجاب ہے اور بائع کا قول قبول ہے اور [illegible] دونوں

لفظ ماضی کے صیغے ہون یعنی بیع کے ثبوت پر دلالت کرین تو اگر مشتری نے صیغہ امر کہا یعنی بیچ میرے ہاتھہ اور بائع نے کہا بیچا
تو اب بیع صحیح نہو گی جبتک پھر مشتری نہ کہے خریدا **ف** **ص** اور رضامندی کی قید بیع مین اسواسطے لگائی کہ بیع مکرہ کی یعنی
جس پر زبردستی کیجاوے مال بیچنے پر منعقد ہی **ف** اور اسکا بیان کتاب الاکراہ مین آویگا **ص** اور بیع بھی جائز ہوجاتی ہی
اسطرح کہ بائع اپنی چیز مشتری کو اوٹھا کر دیدے اور مشتری دام اوسکے حوالہ کرے اور زبان سے کچھہ نکہین اور اسکو بیع تعاطی
کہتے ہین اور جائز ہی یہ عمدہ نفیس چیزون مین اور ذلیل چیزون مین بھی آور کرخی رح کے نزدیک یہ خسیس یعنی ذلیل چیزون مین جائز
ہی اور عمدہ نفیس چیزون مین جائز نہین **ف** ذلیل چیزین ہلکی قیمت کی جیسے ترکاری گھانس وغیرہ آور نفیس جو بھاری چیزین
جیسے کپڑا گھوڑا وغیرہ **ص** اور بیع تعاطی مین شرط ہی کہ دونون جانب سے ہووے آور بعضون کے نزدیک ایک جانب سے
بھی اگر عقد وسے تو بھی ہوجاتی ہی جیسے گیہون کا نرخ کیا اور ناپ کرلے لیے اور اوسکے پاس کوئی ظرف نتھا کہ اوسمین گیہون رکھکر
لیجاوے بعد اوسکے ظرف لایا اور قیمت حوالے کی اور گیہون لیگیا **ف** تو اسمین تعاطی صرف مشتری کی جانب سے ہوئی **ص** یا پوچھا
کہ گیہون کیونکر بیچتا ہی تو اوس نے کہا ایک پیمانہ ایک درہم کو اور وہ پانچ پیمانے نپوا کرلے گیا تو بیع ہو گی اور مشتری پر پانچ درہم
لازم ہونگے **ف** تو اسمین تعاطی صرف بائع کی طرف سے ہوئی لیکن بیع تعاطی مین بہر حال شرط ہی کہ کسی جانب سے نارضامندی
ظاہر نہووے مثلاً اگر مشتری نے روپے دیدیے اور خربوزے اوٹھالے لیتا ہی اور بائع کہتا ہی کہ مین اس قیمت پر نہ دونگا تو بیع منعقد
نہو گی دالمختار **ص** پھر جبکہ ایک نے ایجاب کیا تو دوسرا قبول کرے اوسکو اوسی مجلس مین **ف** یعنی مجلس ایجاب مین اسلیے
کہ بعد مجلس ایجاب کے قبول کرنے سے بیع ثابت نہو گی یہانتک کہ اگر بائع ایجاب کے بعد دوسرے آدمی سے اپنی کسی حاجت کا کلام
کریگا تو ایجاب باطل ہو گا کذا فی البحر طحطاوی نے لکھا ہی کہ مجلس سے وہ مراد ہی جسمین وہ قول اور فعل نہ پایا جاوے جو اعراض پر دلالت
کرے اور وہ مشغولی نہ درپیش ہووے جو ایجاب کو فوت کردیوے اگرچہ اعراض کے واسطے نہووے کذا فی النہر تو اگر اعراض یا مشغولی
مذکور پائی جاویگی تو ایجاب مذکور باطل ہو جاویگا اگرچہ بائع اور مشتری کا مکان نشست متحد رہے نہ **ص** یعنی کل مبیع کو
ساتھہ کل قیمت کے چھوڑ دیوے مگر جب کئی چیزین ہون اور ہر ایک کی بالکل الگ الگ قیمت بیان کرے تو بعض کا لے لینا مشتری کو جائز ہی
اور جبتک دوسرے نے قبول نہین کیا ہی تو ایجاب کرنیوالا اگر پھر گیا یا کوئی اوس مجلس سے کھڑا ہو گیا تو ایجاب باطل ہوجاویگا **ف** اسواسطے کہ کھڑے
ہوجانا دلیل ہی نہ لینے کی **ص** اور جب ایجاب قبول دونون ہوگئے تو بیع لازم ہوگئی اب کسیکو اختیار نہین مگر خیار عیب یا خیار رویت **ف** یعنی جب
ایجاب و قبول اپنے شرائط کے ساتھہ حاصل ہوا تو بیع لازم ہو گئی اب پھیر دینے کا اختیار مشتری کو نہین رہا اور نہ دینے کا بائع کو اختیار رہا سوای
اختیار عیب کے یا رویت کے کہ اون دونون کا بیان آگے آویگا اور امام شافعی کے نزدیک بعد ایجاب و قبول کے خیار مجلس ہر ایک کو رہتا ہی جب تک مجلس سے جدا
نہو امام شافعی کی دلیل وہ حدیث ہی جسکو روایت کیا بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیع و فروخت کرین تو
ہر ایک کو اختیار رہتا ہی جبتک کہ جدا نہون اور تاویل کی اسکی ابراہیم نخعی نے ساتھہ جدائی اقوال کے آور دلیل ہماری قول ہی اللہ تعالی کا
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ای اے ایمان والو پورا کرو عقدون کو اور بیع عقد ہی قبل اختیار کے اور قول اللہ تعالی کا
وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَایَعْتُمْ یعنی گواہ کرلو جب باہم بیع کرو تو اس آیت مین حکم ہوا مضبوطی بیع کا ساتھہ گواہی کے آور بیع صادق
آتی ہی بعد ایجاب اور قبول کے تو اگر اختیار ثابت ہوا اور بیع لازم نہو تو ان آیتون کا ابطال ہوتا ہی **فتح** دوسری دلیل امام صاحب

کی یہ ہو کہ جابرؓ نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار دیا ایک اعرابی کو بعد بیع کے اخراج کیا اوسکا ترمذی نے کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد بیع خیار مدام ثابت نہین ہوتا **ص** اور دام اگر سامنے ہون کہ مشتری اونکی طرف اشارہ کر دیوے تو ضرورت بیان شمار اور وصف کی نہین اور اگر اشارہ نکرے تو اونکی تعداد اور وصف بیان کرنا چاہیے **ف** یعنی اگر قیمت کی رقم سامنے موجود ہووے اور مشتری اشارہ کر دے کہ مین ان دامون کے عوض یہ چیز لیتا ہون تو ضرورت بیان اونکے تعداد اور اوصاف کی نہین اور اگر اشارہ نکرے تو اونکی تعداد کہ دس روپے اور اوصاف یعنی سکہ شاہی یا عالمگیری بیان کرنا ضرور ہو **ص** اور درست ہو نقد دامون بیچنا اور اودھار بیچنا بشرطیکہ اودھار کی مدت معلوم ہووے **ف** مثلاً کہدیوے کہ ایک ماہ مین اسکے روپے دیدونگا اسواسطے کہ مدت اگر معلوم نہوگی تو مشتری اور بائع مین جھگڑا ہوگا بائع دام جلدی طلب کریگا اور مشتری دیر مین دیگا اور دلیل اسکے جواز کی یہ ہو کہ قول اللہ تعالی کا وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا مطلق ہو اوسمین یہ قید نہین کہ دام نقد دیوے اور روایت کی بخاری مسلم نے حضرت عایشہؓ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلہ خریدا ایک یہودی سے میعاد پر اور گرو کر دی اوسکے پاس زرہ اپنی **ص** اور اگر بیع مین دام کے اوصاف ذکر نہ کیجیے **ف** مثلاً دس درہم کا نام لیا اور یہ نہ کہا کہ مصری ہی یا دمشقی **ص** تو اگر اوس دام کی سب قسمین قیمت مین برابر ہین تو جونسی قسم چاہے دیدے اور اگر قیمت ہر ایک کی مختلف ہو تو جسکا رواج زیادہ ہو وہ دینا پڑیگا اور اگر رواج مین بھی برابر ہون تو بیع فاسد ہو جاویگی **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین بائع اور مشتری مین نزاع ہوگی بائع اوس قسم کا درہم مانگیگا جو قیمت مین زیادہ ہو اور مشتری کم قیمت دیگا **ص** اور جائز ہی بیع کھانے کی چیزونکی جیسے گیہون وغیرہ پیمانے مین ناپ کر **ف** اسواسطے کہ روایت کی جماعت نے عبادہ بن صامتؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچو سونا بدلے سونے کے اور چاندی بدلے مین چاندی کے اور گیہون بدلے مین گیہون کے اور جو بدلے مین جو کے اور کھجور بدلے مین کھجور کے اور نمک بدلے مین نمک کے برابر برابر اس ہاتھ دے اوس ہاتھ لے **ص** اور ڈھیر لگا کر اگر غیر جنس سے ہو **ف** مثلاً غلہ عوض مین روپے یا اشرفی یا پیسون کے بیچے یا گیہون بدلے مین چانول کے یا جو کے اور اگر ایک جنس سے ہو مثلاً گیہون بدلے مین گیہون کے تو ڈھیر لگا کر بیچنا درست نہین اسواسطے کہ اسمین احتمال ہو زیادتی کا اور زیادتی اسمین بیاج ہو اور خلاف جنس مین اسکا احتمال نہین کیونکہ اوسی حدیث عبادہ مین ہی کہ جب قسمین مختلف ہو جاوین تو جس طرح چاہو بیچو مگر دست بدست **ص** اور ایک برتن خاص یا معین باٹ سے ناپ تول کر بیچنا درست ہی اگرچہ اوسکا اندازہ معلوم نہووے اور اگر اناج کا ڈھیر صاع پیچھے ایک درہم ٹھہرا کر بیچے تو صرف ایک صاع کی بیع ہوگی کل ڈھیر کی نہوگی مگر جب جتنے صاع ہین سب ذکر کر دیوے مثلاً یون کہے کہ یہ ڈھیر اناج کا دس صاع ہی ہر صاع بدلے مین ایکدرہم کے **ف** اور صاحبین کے نزدیک دونون صورتون مین کل ڈھیر مین بیع جائز ہو جاویگی اور صاع ایک پیمانہ کا نام ہی جسمین قریب پونے چار سیر اناج سماتا ہی اسی روپے کے سیر سے **ص** اور اگر بکریون کا گلہ یا کپڑے کا تھان ہر بکری یا گز پیچھے درہم ٹھہرا کر بیچے تو بیع کل کی فاسد ہوگی **ف** یعنی ایک بکری اور ایک گز کی بھی صحیح نہوگی اسواسطے کہ یہان افراد بکری کے مختلف ہین کیونکہ مشتری موٹی بکری لیگا اور بائع دبلی دیگا بخلاف اناج کے کہ وہان سب دانے برابر ہین اور صاحبین کے نزدیک اسمین بھی جائز ہی اور یہ مسئلہ اوس کپڑے مین ہی جسمین ایک گز جدا کرنا موجب نقصان کا ہووے اور جو نہووے تو امام صاحب کے نزدیک بھی جائز ہوگی منہ **ص** اور یہی حکم ہی ہر معدود متفاوت مین **ف** یعنی جو چیزین شمار کر کے بیچی جاتی ہین اور افراد اونکے بڑائی چھوٹائی مین مختلف ہین جیسے خربوزہ انار وغیرہ **ص** اور

اگر بائع نے ایک ڈھیر اناج کا بیچا یہ کہکر کہ سو صاع ہین سو درہم کے اور وہ نناوے نکلے تو مشتری چاہے نناوے درہم دیکے لے
یا راضی نہو تو واپس کر دے اور جو سو سے زیادہ نکلین تو وہ بائع کا ہی اسواسطے کہ اوسنے صرف سو صاع بیچے تھے اور اگر ایک کپڑے
کے تھان کو اسطرح بیچا ف یعنی مثلاً کہا کہ یہ دس گز ہی دس روپی کا ص اور وہ ایک گز کم نکلا تو مشتری چاہے سارا تھان
دس روپی کو لے لیوے خواہ سارا پھیر دیوے اور جو زیادہ نکلا تو وہ مشتری کا ہی اور بائع کو اختیار نہین کہ چاہے دے اور چاہے نہ دے
ف اور مشتری کو یہ نہین پہونچتا کہ نو کو لے لیوے اور دلیل اسکی اصل کتاب مین مذکور ہو ص اور اگر تھان کی قیمت مین بائع نے
یون کہدیا کہ یہ دس گز ہو دس روپی کو فی گز ایک روپی کو تو اب اگر ایک گز کم نکلا تو مشتری کو پہونچتا ہو کہ حصہ رسد ہونے لیلے یا واپس
کر دیوے اور ایسا ہی جو اگر زیادہ نکلا ف مثلاً ایک گز کم نکلا تو نو روپی کو لے سکتا ہی اور اگر ایک گز زیادہ نکلا تو گیارہ کو
لیسکتا ہو اور دونون صورتون مین مشتری کو اختیار ہو فسخ بیع کا اور اگر ساڑھے نو گز نکلا یا ساڑھے دس گز تو اوسکا حکم آگے
آتا ہو ص اور اگر ایک گھر سو گز کا ہو اوسمین سے دس گز زمین بیچی جسکی جگہہ معلوم نہووے تو بیع فاسد ہو اور اگر مکان کے سو حصے
ہون اوسمین سے دس حصے بیچے تو جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک دونون صورتون میں درست ہو ف اور دلیل سب کی ہدایہ مین مسطور ہو
ص اور اگر ایک گٹھری اس شرط پر بیچے کہ اوسمین دس تھان ہین اور اوسمین کم زیادہ نکلے تو دونو صورتون مین بیع فاسد ہو اور
اسی صورت مین اگر ہر ہر تھان کے دام کہدے تو جب دس سے کم نکلین بیع صحیح ہو گی اور مشتری کو اختیار ہو چاہے حصہ رسد دام
دیکے لے لیوے یا پھیر دیوے اور اگر دس سے زیادہ نکلین تو بیع فاسد ہو گی اسلیے کہ اس صورت مین معلوم نہین کہ دس تھان جو بکے ہین
کونسے ہین اور اگر ایک تھان کو بیچا اس شرط پر کہ دس گز ہو ہر گز ایک درہم کو اور وہ ساڑھے دس گز نکلا تو مشتری دس درہم کو
لیلیوے بغیر اختیار کے ف یعنی اوسکو پھیرنے کا اختیار نہین ہی اسواسطے کہ اس زیادتی مین مشتری کا نفع ہو کچھ نقصان نہین
ص اور اگر ساڑھے نو گز نکلا تو نو روپی کو لے لیوے اگر چاہے اور چاہے کل پھیر دیوے اور یہ مذہب امام صاحب کا ہی اور ابو یوسف کے
نزدیک اگر مشتری چاہے تو اول صورت مین گیارہ روپی کو لیوے اور دوسری صورت مین دس کو اور امام محمد کے نزدیک اگر مشتری
چاہے تو اول صورت مین ساڑھے دس پر اور دوسری صورت مین ساڑھے نو کو لے لیوے ف درمختار مین لکھا ہو کہ فتوی امام صاحب
کے قول پر ہو لیکن بہت سے علما نے بلحاظ عرف کے قول امام محمد کا اختیار کیا ہی سو اسواسطے قاضی کو اختیار ہی جس روایت پر فتوی دے
ہو سکتا ہو ص اور صحیح ہو بیچنا گیہون کا بالی مین ف اور امام شافعی کے نزدیک ایک قول مین ناجائز ہو اور دلیل ہماری یہ ہو کہ منع
کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچنے سے گیہون کے بالی مین یہان تک کہ سفید ہو جاوے اور محفوظ ہو جاوے آفت سے روایت کیا
اسکو جماعت نے سوای بخاری کے ص اور اسیطرح باقلے کا اور چانول کا اور تل کا چھلکون مین اور اسیطرح اخروٹ اور بادام
اور پستے کا پہلے چھلکون مین یعنی اوپر والے پوست مین اور امام شافعی کے نزدیک درست نہین اور دوسرے چھلکون مین یعنی اونکے
پوست مین بالاتفاق جائز ہو اور پھل کا بیچنا درخت پر خواہ وہ کار آمد ہو گیا ہو یعنی کھانے کے قابل ہو گیا ہو یا نہوا ہو درست ہو
اور مشتری پر اوسیوقت اوسکا توڑ لینا واجب ہو ف اور دلیل اسکی فتح القدیر مین مذکور ہو ص اور اگر مشتری نے یہ شرط لگائی
کہ مین ان پھلون کو درخت پر رہنے دونگا تو بیع فاسد ہو گی جیسے پھل درخت پر بیچے اور کچھ رطل اوسمین سے نکال لیے ف یعنی
یہ کہا کہ مین پھل اس درخت کے بیچتا ہون مگر چار سیر تمہین سے لونگا اونکو نہ بیچونگا تو یہ بیع ناجائز ہو اور ہدایہ اور درمختار میں ہی

کے باعتبار ظاہر روایت کے جائز ہے اور یہی صحیح ہے اسواسطے کہ حدیث جابرؓ میں ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع میں کچھ نکال لینے سے مگر یہ کہ معلوم ہووے یعنی معین کردے کہ اسمیں سے اسقدر نہیں بیچونگا روایت کیا اسکو ترمذی نے **ص** اور بیع میں مزدوری ناپنے والے اور تولنے والے اور گنے والے اسباب کی بائع پر ہے اور مزدوری قیمت تولنے والے اور پرکھنے والے کی مشتری پر ہے **ف** اور ایک روایت میں پیسا پرکھنے والے کی اجرت بائع پر ہے لیکن صحیح اول ہے خلاصہ **ص** اور اگر اسباب کو بدلے روپیہ اشرفی کے خریدا تو پہلے مشتری کو حکم ہوگا کہ قیمت حوالے کرے بعد اوسکے بائع کو اور اگر اسباب کو بدلے میں اسباب کے یا روپیہ اشرفی کو بدلے میں روپیہ اشرفی کے خریدا تو دونوں کو حکم ہوگا کہ دیگا ایک دوسرے کو دیوین ✤ ✤

## باب الخیار

**ف** یعنی جانکر بیچنے کے بیان میں خواہ بائع کو اختیار ہو یا مشتری کو یا دونوں کو **ص** بائع اور مشتری دونوں کو خواہ ایک کو تین دن کا یا اس سے کم کا اختیار درست ہے اور اس سے زیادہ کا درست نہیں **ف** اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے ہر ایک مدت معلومہ تک کا ہو گو کئی دن کا ہووے خواہ ایک مہینے کا یا ایک سال کا اور اس اختیار کو خیار الشرط کہتے ہیں دلیل امام صاحب کی وہ حدیث ہے جسکو روایت کیا دارقطنی اور بیہقی نے کہ حبان بن منقذ بن عمرو انصاری دھوکا دیے جاتے تھے خرید و فروخت میں تو فرمایا واسطے اونکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تو خریدے تو کہہ کہ نہیں فریب ہے اور مجھے اختیار ہے تین دن تک اور روایت کی عبدالرزاق نے ابان بن ابی عیاش سے اونھوں نے انس سے کہ ایک شخص نے خریدا ایک اونٹ اور شرط کی اختیار کی چار دن تک تو باطل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع کو اور فرمایا کہ اختیار تین دن تک ہے لیکن ابان بن ابی عیاش ضعیف ہے مگر مرد صالح ہے اور روایت کی دارقطنی نے نافع سے اونھوں نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار تین دن تک ہے اور اسکی اسناد میں احمد بن میسرہ متروک الحدیث ہے اور صاحبین کی دلیل صاحب ہدایہ نے یہ بیان کی ہے کہ ابن عمرؓ نے جائز رکھا اختیار کو دو مہینے تک اور اس اثر کا کتب حدیث میں نشان نہیں ملتا **ص** تو اگر بیع ہوئی اور تین دن سے زیادہ کا اختیار شرط ہوا تو امام صاحب اور زفرؒ کے نزدیک بیع فاسد ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے پھر اگر تین دن کے اندر انھوں نے اجازت دیدی **ف** یعنی بیع کو نافذ اور لازم کر دیا **ص** تو امام صاحب کے نزدیک جائز ہو جاویگی اور امام زفرؒ کے نزدیک جائز نہوگی **ف** اور فتوی امام صاحب کے قول پر ہے **ص** اور جو اس شرط پر خریدا کہ اگر تین دن تک دام ندونگا تو بیع نہوگی تو یہ شرط جائز ہے اور چار دن کی اگر قید لگا دیگا تو درست نہوگی نزدیک شیخین کے اور امام محمدؒ کے نزدیک درست ہوگی لیکن چار دن کی قید لگا کر اگر تین دن کے اندر قیمت ادا کر دیگا تو سب کے نزدیک بیع درست ہو جاویگی **مسئلہ** بائع کا اختیار شی مبیع کو ملک بائع سے نہیں نکالتا بلکہ وہ شی مدت خیار تک بائع کی ملک میں رہتی ہے تو اگر بائع کے اختیار کی صورت میں وہ شی مشتری کے پاس تلف ہو گئی تو مشتری پر قیمت اوس شی کی لازم آویگی نہ ثمن **ف** ثمن اسکو کہتے ہیں جو بائع اور مشتری کے درمیان ٹھہری ہو اور قیمت ہے اوسکا نرخ بازار ہووے مثلاً ایک کپڑا زید نے عمرو سے چار روپیہ کو خریدا تو چار روپیہ ثمن ہوے اب بازار میں اوسکی قیمت تین حال سے خالی نہیں یا چار روپیہ ہے یا کم یا زیادہ پس اول صورت میں ثمن اور قیمت مقدار میں مساوی ہیں اور دوسری صورت میں ثمن زیادہ اور قیمت کم ہے اور تیسری صورت میں ثمن کم اور قیمت زیادہ ہے تو اس مسئلے کی مثال یہ ہے کہ زید نے عمرو کے ہاتھ ایک کپڑا چار روپیہ کو بیچا اس شرط پر کہ زید نے اپنے واسطے تین دن کا اختیار

ابان بن ابی عیاش

احمد بن میسرہ

رکھا کہ اس عرصے میں چاہوں تو کپڑا پھیروں یا اوسکی ثمن سے لوں تو عمرو وہ کپڑا لیکر چلا گیا اب اوسکے اندر مدت خیار کے
وہ کپڑا عمرو کے پاس تلف ہوگیا تو عمرو پر چار روپے ثمن کے لازم نہ آدینگے بلکہ جو کچھ اوس کپڑے کی قیمت از روے نرخ بازار
ہووے وہ دینا پڑیگی اسلیے کہ جب بائع نے خیار کیا تو وہ کپڑا اوسی کی ملک میں رہا تو گویا ابھی بیع ہوئی نہیں اور مشتری نے اوسکو قبضہ
خریداری لیگیا ہی اور اوسمین قیمت لازم آتی ہی ص اور مشتری کو اگر خیار ہووے تو وہ شئی بائع کی ملک سے نکل جاتی ہی لیکن مدت کے
اندر مشتری کی بھی ملک مین نہین آتی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک بائع کی ملک سے نکل کر مشتری کی ملک مین
آجاتی ہی اس صورت مین اگر وہ شئی مشتری کے پاس تلف ہوگئی یا عیب دار ہوگئی تو مشتری پر ثمن لازم آویگی ف تو حاصل
کلام یہ ہی کہ اگر بائع کو اختیار ہووے اور وہ شئی مشتری کے پاس تلف ہوجاوے تو اوسکو قیمت دینی پڑیگی اور اگر مشتری کو اختیار
ہووے اور وہ شئی اوسکے پاس تلف یا عیب دار ہوجاوے تو ثمن دینی پڑے گی ص اگر ایک شخص نے اپنی منکوحہ لونڈی کو اوسکے
مالک سے خرید البشرط خیار تو امام صاحب کے نزدیک نکاح نہین فاسد ہوگا مدت خیار مین اسواسطے کہ اونکے نزدیک جب مشتری کو
خیار ہووے تو وہ شئی ملک مین مشتری کے نہین آتی اور صاحبین کے نزدیک فاسد ہوجاویگا اسواسطے کہ وہ اوس لونڈی کا مالک ہوگیا
تو اگر بعد خریدنے کے مدت خیار مین خاوند نے اوس سے وطی کی اور وہ عورت ثیبہ ہو تب بھی پھیر سکتا ہی اور اگر بکر ہی تو نہین پھیر سکتا
ہی نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک خواہ بکر ہو یا ثیب کسی صورت مین نہین پھیر سکتا ف اور وجہ اوسکی ظاہر ہی اور
آگے اور آٹھ مسئلے بیان ہوتے ہین وہ سب مبنی ہین اسی بات پر کہ خیار مشتری مین امام صاحب کے نزدیک وہ شئی ملک مشتری مین نہین آتی
اور صاحبین کے نزدیک ملک مین مشتری کے آجاتی ہو ص اگر مشتری نے ایک غلام بشرط خیار خرید اور وہ اوسکا قریب نکلا
ف یعنی ذو رحم محرم جسکا بیان کتاب الاعتاق مین ہوچکا ص تو امام صاحب کے نزدیک مدت خیار مین وہ آزاد نہوگا اور صاحبین
کے نزدیک آزاد ہوجاویگا اور اگر کسی نے یہ قسم کی کہ اگر مین کسی غلام کا مالک ہوں تو وہ آزاد ہی اور پھر ایک غلام بشرط
خیار خریدا تو امام صاحب کے نزدیک آزاد نہوگا مدت خیار مین اور صاحبین کے نزدیک آزاد ہوجاویگا ف اور اگر یہ قسم کھائی تھی کہ اگر
کسی غلام کو خریدون تو وہ آزاد ہی تو بمجرد خریدنے کے آزاد ہوجاویگا سب کے نزدیک ھ ۱ یعص اور جس لونڈی کو بشرط
خیار خریدا تو مدت خیار مین جو اوسکو حیض آویگا وہ استبرا مین شمار نہوگا اور صاحبین کے نزدیک شمار ہوگا اور اگر پھر اوسکو بائع پر رد
کردیا تو بائع پر بعد قبضے کے استبرا واجب نہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک واجب ہوگا اور اگر اپنی منکوحہ لونڈی
حاملہ کو اوسکے مالک سے بشرط خیار خریدا اور مدت خیار مین وہ جنی تو امام صاحب کے نزدیک ام ولد نہوگی تو اوسکو پھیر سکتا ہی اور صاحبین کے
نزدیک مشتری کی ام ولد ہوجاویگی تو اب نہین پھیر سکتا ہی اور اگر مشتری نے ایک شئی کو بشرط خیار خریدا اور اوسپر قبضہ کیا بعد قبضے
کے پھر وہی شئی بائع کے پاس امانت رکھدی اور بائع پاس تلف ہوگئی مدت خیار مین تو امام صاحب کے نزدیک بائع کا مال ہلاک
ہوگا اور مشتری پر اوسکی ثمن لازم نہ آویگی اور صاحبین کے نزدیک مشتری کا مال ہلاک ہوگا اور اوسپر ثمن لازم ہوگی اور اگر عبد
ماذون نے ف یعنی جسکو مولی نے اوسکو تجارت کا اذن دیا ہو ص ایک شئی بشرط خیار خریدی بعد اوسکے بائع نے ثمن اوسکو معاف
کردیا تو امام صاحب کے نزدیک خیار اوسکا باقی ہی یعنی چاہے رکھے یا بائع کو پھیر دیوے اور صاحبین کے نزدیک خیار باطل ہوگا اور
اگر ایک ذمی نے ایک ذمی سے شراب خریدی بشرط خیار پھر بعد اوسکے خریدار مسلمان ہوگیا تو صاحبین کے نزدیک خیار اوسکا باطل ہوگیا

یعنی اب اوسکو پھیر نہیں سکتا اور امام صاحب کے نزدیک اختیار باقی ہی یعنی اوسکو پھیر سکتا ہو ف اِن اٹھون مسئلون مین جو
اختلاف ذکر ہی جو اوپر بیان ہو چکی ص اور جس شخص کو اختیار ہو وہ اجازت دے سکتا ہو معاملہ کی اگرچہ طرف ثانی نہو وقت حاضر
نہووے اور فسخ نہین کر سکتا جبتک طرف ثانی حاضر نہووے اور امام ابی یوسف اور شافعی کے نزدیک فسخ بھی کر سکتا ہی بے اوسکے
حضور کے اور اگر جس شخص کو اختیار تھا اوسنے فسخ کیا پیٹھ پیچھے طرف ثانی کے اور مدت خیار مین طرف ثانی کو خبر فسخ کی پہونچی
تو معاملہ فسخ ہو جاویگا اور اگر مدت خیار مین اوسکو خبر فسخ کی نہین پہونچی تو معاملہ تمام ہو جاویگا اور جس شخص کو خیار عیب
یا خیار التعیین ہووے اور وہ مر جاوے تو اوسکے وارث کو بھی خیار رہیگا اور اگر اوسکو خیار الشرط یا خیار الرویۃ تھا اور وہ
مر گیا تو اوسکے وارث کو نہوگا ف خیار الشرط تو معلوم ہوا اور خیار الرویۃ اسے کہتے ہین کہ بن دیکھے ایک چیز خریدی
اور دیکھنے کے بعد وہ پسند نہ آئی تو اس صورت مین مشتری کو اختیار ہی پھیر دینے کا اور خیار العیب ہی کہ بعد خریدنے اور
قبضہ کرنے کے مبیع مین کوئی عیب نکلا تو اس مین بھی پھیرنے کا اختیار ہوتا ہی اور خیار التعیین کہ مثلاً دو غلامون مین سے ایک کو خریدا
اس شرط پر کہ جو پسند آویگا ہزار کو لے لیویگا اور پھر وہ شخص مر گیا تو اوسکے وارث کو بھی اختیار معین کر کے لے لینے کا باقی
رہیگا ص اور اگر مشتری دوسرے کے اختیار کو شرط کرے ف مثلاً کہے کہ زید اگر پسند کر لیگا تو بیع منعقد ہوگی ورنہ نہوگی
ص تو درست ہی اور اس صورت مین جو بیع کو جائز یا فسخ کریگا درست ہوگا اور اگر ایک جائز رکھے اور دوسرا فسخ کرے تو پہلے والے کی
بات معتبر ہوگی اور اگر دونون کی باتین ساتھ ہووین تو بیع فسخ ہو جاویگی اور اگر دو غلامون کو بیچا اس شرط پر کہ ایک غلام مین
مجھے اختیار ہی تو اگر ہر ایک کی قیمت جداگانہ بیان کر دی ہی اور جس غلام مین اختیار ہی اوسکو معین کر دیا تو بیع جائز ہی ورنہ
فاسد ہی ف مثلاً قیمت جداگانہ بیان کی اور نہ محل خیار معین کیا یا قیمت جداگانہ بیان کی لیکن محل خیار معین نکیا یا محل خیار
معین کیا لیکن قیمت جداگانہ بیان نہین کی ص اور اگر دو یا تین کپڑون مین سے ایک کو خریدا اس شرط پر کہ جسکو چاہیگا معین
کر لیگا تین دن کے عرصہ مین صحیح ہی اور چار کپڑون مین جائز نہین ف یعنی اگر چار کپڑون مین سے ایک کو خریدا اس شرط پر کہ
تین دن مین ایک پسند کر کے لے لونگا تو جائز نہین کیونکہ یہ بیع خلاف قیاس استحسانًا جائز ہوئی ہو بنظر حاجت کے طرف دفع
غبن کے اور تین کپڑون سے حاجت مندفع ہو جاتی ہی اسواسطے کہ غالبًا ایک عمدہ ہوگا ایک اوسط ایک ناقص تو چار کی ضرورت
نہین ھدایہ ص اور اگر ایک گھر خریدا بشرط خیار بعد اوسکے مدت کے اندر ایک اور گھر قریب اوس گھر کے بکا اور اوسنے
شفعہ کی راہ سے اوسکو لیا تو دوسرے گھر کا لینا بطریق شفعہ رضامندی شمار کیجاویگی پہلے گھر کی خرید مین ف اسواسطے
کہ اگر پہلے گھر کی خرید کو تمام نکرین تو دوسرے گھر مین شفعے کا دعوی کب ہو سکتا ہی ص اور اگر دو شخصون نے ملکر ایک چیز مول
لی بشرط خیار اور ایک اونمین سے راضی ہو گیا تو دوسرا بھی واپس نہین کر سکتا یعنی اوسکا بھی اختیار جاتا رہا اور اسیطرح خیار
العیب اور خیار الرویۃ مین ف یعنی دو شخصون نے ملکر خریدا بعد اوسکے عیب نکلا ایک راضی ہو گیا تو دوسرا اگرچہ ناراض ہی پھیر نہین سکتا
یا بن دیکھے دونون نے خریدا بعد دیکھنے کے ایک راضی ہوا تو بھی دوسرا جو ناراض ہی نہین پھیر سکتا اور صاحبین کے نزدیک سب
صورتون مین جو ناراض ہو رد بیع کر سکتا ہی ص اور اگر ایک غلام کو خریدا اس شرط پر کہ یہ نانبائی یا نویسندہ ہی اور اوسکے
خلاف نکلا تو مشتری چاہے کل ثمن کو لے لیوے یا پھیر دیوے اسلیے کہ یہ امور اوصاف ہین انکے عوض مین ثمن مین نقصان نہوگا

خیار التعیین

# فصل خیار رویت کے بیان مین

یعنی دیکھنے کے اختیار کے بیان مین **ص** جس چیز کو مشتری نے نہ دیکھا ہو اوسکا خرید لینا درست ہی اور جب اوسکو دیکھے تو اختیار ہی چاہے
اوسی دامون کو خرید یوے یا اوسکو پھیر دیوے اگرچہ قبل دیکھنے کے راضی ہو چکا ہو اور اسکی کوئی مدت مقرر نہین **ف** تو جائز ہی واسطے اوسکے
فسخ بیع تمام عمر تک ہی تا کہ بعد دیکھنے کے کوئی بات ایسی نہ کہے یا کوئی فعل ایسا نکرے جو دلالت کرتا ہو رضامندی پر اور بعضون کے نزدیک تو
ہی بوقت امکان فسخ یعنی جب دیکھے قادر ہو فسخ پر اور فسخ نکرے تو خیار ساقط ہو جاتا ہی لیکن صحیح اول ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک بیع صحیح
نہین ہی اور دلیل ہماری وہ حدیث ہی جسکو روایت کیا دارقطنی نے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص خریدے ایسی چیز
کہ نہ دیکھا ہو اوسکو تو واسطے اوسکے اختیار ہی جب دیکھے اور اسناد مین اسکے عمر بن ابراہیم کردی ہی نسبت کیا گیا ہو طرف وضع حدیث کے لیکن روایت
کیا اوسکو امام ابوحنیفہؒ نے ہیثم سے انھون نے محمد بن سیرین سے انھون نے ابوہریرہؓ سے مثل اوسکے اور بھی مؤید ہی اسکے وہ جو روایت کی ابن ابی شیبہ
اور بیہقی نے مکحول سے مرسلا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کوئی ایسی چیز مول لیوے جسکو نہین دیکھا تو اوسکو اختیار ہی جب دیکھے
اگر چاہے تو لے اور نہ چاہے تو ترک کرے اور حدیث مرسل حجت ہی اکثر علما کے نزدیک اور یہی مذہب ہی امام مالک اور احمد کا **ص** اور اگر مشتری
نے معاملہ بیع فسخ کیا قبل دیکھنے کے تو فسخ جاری ہو جاویگا اب دیکھنے کے وقت اگر پھر معاملے کی اجازت دیگا تو جائز نہوگی اور جس شخص نے
بیچا اپنی شی کو بغیر دیکھے ہوے تو اوسکو اختیار نہین ہی **ف** اور پہلے امام صاحب کے نزدیک بائع کو بھی خیار تھا لیکن پھر اوس سے رجوع کیا
کیونکہ روایت کی طحاوی نے پھر بیہقی نے علقمہ بن ابی وقاص سے کہ طلحہؓ نے کچھ مال خریدا حضرت عثمانؓ سے تو کہا گیا اونسے کہ نقصان پایا تم
نے سو انہون نے کہا حضرت عثمانؓ نے کہ مجکو اختیار ہی اسواسطے کہ مین نے بیچا ایسی چیز کو جسکو نہین دیکھا تو حکم بنایا اون دونون نے جبیر بن مطعمؓ کو
تو فیصلہ کیا انھون نے اس بات پر کہ اختیار طلحہ کو ہی اور نہین اختیار ہی حضرت عثمانؓ کو **ص** اور خیار الرویۃ اور خیار الشرط دونو باطل ہو جاتی
ہین جب شی مبیع مین مشتری کے پاس آنکر کچھ عیب ہو جاوے یا مشتری اوس شی مین ایسا تصرف کرے جو قابل فسخ کے نہووے جیسے
غلام کو آزاد کر دیوے یا مدبر کر دیوے یا ایسا تصرف کرے کہ غیر کا حق اوس سے متعلق ہو جاوے جیسے بدون خیار کے اوسکو بیچ ڈالے یا گرو
رکھدے یا کرایہ مین دیوے خواہ یہ تصرفات دیکھنے کے پہلے ہون یا بعد ہر طرح خیار رویت باطل ہو جاتا ہی اور اسیطرح خیار الشرط اور اگر
ایسا تصرف کرے جس سے غیر کا حق متعلق نہو جاوے جیسے بشرط خیار اوسکو بیچے **ف** کیونکہ بیع بشرط خیار مین وہ شی ملک سے بائع کے
نہین نکلتی **ص** یا بازار مین اوسکا نرخ کرادے یا کسی کو ہبہ کردے بدون تسلیم کے تو اگر یہ تصرفات قبل دیکھنے کے ہونگے تب
خیار باطل نہوگا اور اگر بعد دیکھنے کے ہونگے تو خیار باطل ہو جاویگا اور غلے کے ڈھیر کو اور لونڈی غلام کے منہ کو اور جانور کے
منہ اور پٹھے کو اور تہ کیے ہوے کپڑے کی اوپر کی تہ کو اگر اوسمین نقش ونگار نہو دیکھ لیا تو خیار الرویۃ ساقط ہو جاویگا اور اگر
کپڑے مین نقش ونگار ہی تو جس جگہہ نقش ہی اوسکا بھی دیکھنا ضرور ہی بغیر اوسکے دیکھے خیار ساقط نہوگا **ف** اور مختار یہ
ہی کہ ہر کپڑے کو اندر سے دیکھنا کھول کر ضرور ہی اور یہی مختار ہی چنانچہ اکثر کتب معتبرہ مین ہی **ص** مشتری نے اگر کسیکو مبیع پر قبضہ
کرنے کے لیے ہا وکیل کیا تو وکیل کے دیکھنے سے بھی خیار ساقط ہو جاویگا نہ مشتری کے قاصد کے دیکھنے سے **ف** یعنی اگر
مشتری نے ایک شخص سے کہا کہ تو میرا پیام پہونچا دے قبضہ کرنیکا بائع سے اور اوس نے پیام پہونچایا اور مبیع کو دیکھ لیا تو دیکھنا
اوسکا خیار کو ساقط نکریگا اور اگر مشتری نے کسی کو ایک شی کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا تھا تو اوسکے دیکھنے سے خیار ساقط

ہوجاویگا اور ہدایہ مین ہو کہ اسپر اجماع ہو امام صاحب اور صاحبین کا البتہ وکیل بالقبض مین اختلاف ہو اور غایۃ الاوطار مین جو اختلاف وکیل خرید مین اور اتفاق وکیل بالقبض مین لکھا ہو بالکل سہو ہو **ص** اور اس زمانے مین اندرون دار یعنی گھر کا صحن دیکھنا اندر سے ضروری کیونکہ زمانہ سابق مین جب دیوارین گھر کی یا درخت باغ کے باہر سے دیکھ لیتا تھا کافی ہوتا تھا اسواسطے کہ گھر اور باغ اونکا یکسان تھا اور اب بہت فرق ہونے لگا **ف** اور امام زفرؒ کے نزدیک فقط صحن دیکھنا کافی نہین بلکہ اوسکے دالان کوٹھریان کمرے بھی دیکھے اور یہی صحیح ہو اور اسی پر فتوی ہو اس زمانے مین اور اسیطرح حکم ہو باغ کا **درمختار ص** اندھا اگر بیچے یا خریدے تو درست ہو اور بیچنے خریدنے تو اوسکو اختیار رہیگا اور اگر اوسکو ٹٹول لیگا یا سونگھ لیگا یا چکھ لیگا تو خیار ساقط ہوگا اون چیزون مین جو ٹٹولے یا سونگھے یا چکھے سے اونکا حال معلوم ہوجاتا ہو **ف** جیسے بکری عطر حلوا **ص** اور زمین یا مکان اگر اندھا خریدکرے تو اوسکا خیار ساقط نہوگا جبتک کہ اوسکے اوصاف بیان نہ کیے جاوین اور امام ابی یوسفؒ سے مروی ہو کہ اگر ایسی جگہہ مین کھڑا ہوجاوے کہ درصورت بینائی اوسکو دیکھ لیتا تو خیار اوسکا ساقط ہوگا **ف** جبتک بھی کہدے کہ مین راضی ہوگیا اور کہا حسن بن زیاد نے کہ اپنا ایک وکیل بالقبض کردیوے اور وہ دیکھ لیوے اور یہ مشابہ زیادہ ہو قول امام صاحب کے کیونکہ اونکے نزدیک دیکھنا وکیل بالقبض کا بمنزلہ موکل کے ہو **ھدایہ ص** اگر دو کپڑون مین سے ایک کو دیکھ کے دونون کو لیلیا اور پھر دوسرے کو دیکھا تو اب دونون کو پھیر سکتا ہو نہ ایک کو جسکو نہین دیکھا تھا اور اگر مشتری نے اپنی دیکھی ہوئی چیز کو مول لیا پس اگر اوسکا حال بدل گیا ہو تو اوسکو اختیار ہوگا ورنہ نہوگا پھر اگر مشتری کہے کہ مبیع کا حال بدل گیا ہو اور بائع کہے کہ نہین بدلا ہو تو قول بائع کا معتبر ہو قسم سے اور اگر دیکھنے مین اختلاف ہو یعنی بائع کہے کہ تو نے دیکھ کے خریدا ہو اور مشتری کہے کہ بن دیکھے خریدا ہو تو قول مشتری کا ساتھ قسم کے معتبر ہو اور اگر ایک گٹھری تھانون کی مول لی اور اون مین سے ایک تھان بیچ ڈالا یا کسیکو ہبہ کرکے اوسکے حوالے کردیا تو خیار الرؤیۃ اور خیار الشرط ساقط ہوگیا البتہ اگر اوسمین عیب نکلے تو جو باقی رہا ہو اوسکو پھیر سکتا ہو **ف** ہدایہ مین در اصل کتاب مین اسکی وجہ یہی لکھی ہو کہ خیار الشرط اور خیار الرؤیۃ مانع ہین تمامی صفقہ کے بخلاف خیار العیب اور بعض مبیع پھیرنے مین تفریق صفقہ ہوتی ہو اور تفریق صفقہ جائز ہو بعد تمام عقد کے نہ قبل اوسکے اور یہی ہدایہ مین لکھا ہو کہ اگر وہ تھان پھر مشتری پاس لوٹ آیا مثلاً بیع فسخ ہوگئی یا ہبہ مردود ہوگیا تو خیار الرؤیۃ پھر عود کریگا اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہو کہ بعد سقوط کے پھر عود نکریگا مثل خیار الشرط کے اور اوسی پر اعتماد کیا قدوری نے اور درمختار مین ہو کہ صحیح کہا اوسکو قاضی خان نے اور اگر کوئی چیز خریدے بدون دیکھے تو بائع مشتری سے قبل دیکھنے کے قیمت نہین طلب کرسکتا ہو اور اگر عاقدین نے باہم خرید و فروخت کی عین کی بعوض عین کے مثلاً کتاب کا مبادلہ کتاب یا کپڑے یا گھوڑے سے کیا تو دونون کے واسطے خیار الرؤیۃ ثابت ہوگا اسواسطے کہ ہر واحد مشتری ہو اوس عوض کا جو اوسکو حاصل ہوگا درمختار طحطاوی

## فصل خیار عیب کے بیان مین

یعنی عیب نکلنے کے سبب سے جو اختیار ہوتا ہو اوسکے بیان مین **ص** مشتری اگر مبیع مین ایسا عیب پاوے جسسے اوسکی قیمت تاجرون کے نزدیک کم ہوجاتی ہو تو اوسکو اختیار ہو چاہے پھیر دیوے اور چاہے پورے دامون سے لیوے **ف** اور دلیل اس خیار کے ثبوت کی وہی ہو جو روایت کی بخاری نے تعلیقاً عداء بن خالد سے کہ بیع مسلمان کی ساتھ مسلمان کے نہین عیب ہو اوسمین اور نہ خباثت اور نہ فریب اور روایت ابن شاہین مین ہو بیع المسلم بالمسلم ما کان سلیماً بیع مسلمان کی ساتھ مسلمان کے وہ ہو جو سالم ہو عیب سے اور سنن ابی داؤد مین ہو حضرت عائشہؓ سے کہ ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور وہ اوسکے پاس رہا پھر اوسمین عیب پایا تو جھگڑا دیا آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو بائع پر ص اور مشتری کو یہ نہین پہونچتا کہ مبیع کو اپنے پاس رکھے اور عیب کے سبب سے جو اوسکا نقصان ہو وہ بائع سے پھیر لیوے آور بھاگنا اگرچہ مدت سفر سے کم ہووے اور بچھونے مین موت دینا اور چوری کرنا غلام لونڈی مین چھٹپنے مین جب عقل رکھتے ہون عیب ہو اور بڑے پن مین دوسرا عیب ہو ف حاصل اسکا یہ ہو کہ جو عیب بائع کے پاس ہوا ہو وہی مشتری کے پاس اگر ہوگا تو اوسکو خیار ثابت ہوگا اور اگر بدل جاویگا تو اوس صورت مین خیار نہین مثلاً ص بائع کے پاس چھوٹے پن مین چورایا اور پھر مشتری کے پاس چھوٹے پن مین تو ایک ہی عیب گنا جاویگا ف اسواسطے کہ سبب چوری کا دونون جگہہ ایک ہو وہ بے پروائی جو عہد طفولیت مین ہوتی ہو ص اور مشتری کو اختیار پھیر دینے کا ہوگا اور اگر بائع کے پاس چھوٹے پن مین چوری کی تھی اور مشتری کے پاس بڑے پن مین کی دوسرا عیب گنا جاویگا اس صورت مین مشتری کو اختیار پھیر دینے کا نہوگا ف اسواسطے کہ چھوٹے پن کی چوری کا سبب اور سہو اور بڑے پن کی چوری کا سبب بدنیتی اور بدطینتی ہو ص اور عاقل ہونے کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر نہایت صغیر سن ہووے کہ عقل نرکھتا ہووے تو اوسکی چوری عیب نہین ہو ف اور اسیطرح بھاگنا اوسکا شمار مین نہین بلکہ وہ گمراہ ہو ھدایہ ص اور جنون خواہ چھوٹے پن مین ہووے یا بڑے پن مین ہر طرح ایک عیب ہو تو اگر بائع کے پاس چھوٹے پن مین مجنون ہوا تھا اور پھر مشتری کے پاس آکر خواہ چھوٹے پن مین مجنون ہوا یا بڑے پن مین ہر صورت مین اوسکو اختیار واپسی کا ہو آور منہ اور بغل کی بدبوئی اور زنا کاری اور حرام کی اولاد ہونی لونڈی مین عیب ہو غلام مین نہین ف اسواسطے کہ لونڈی سے صحبت اور طلب ولد کبھی منظور ہوگا اور یہ باتین اوسمین مخل ہین برخلاف غلام کے کہ خدمت مین یہ باتین قادح نہین الا درصورتیکہ غلام کو عادت زناکی ہووے کیونکہ اس صورت مین خدمت مین حرج ہوگا ھدایہ ص اور کافر ہونا دونون مین عیب ہو ف اسواسطے کہ طبیعت مسلمان کی متنفر ہوتی ہو کافر کی صحبت سے دوسرے یہ کہ اوسکی آزادی کفارۂ قتل مین صحیح نہین ہو تو اگر خریدا اس شرط پر کہ وہ کافر ہو اور مسلمان نکلا تو رد نکریگا اسواسطے کہ یہ زوال عیب ہو اور امام شافعی رہ کے نزدیک رد کرسکتا ہو ھدایہ ص اور ہمیشہ خون جاری رہنا اور حیض نہ آنا سترہ برس کی لڑکی کو عیب ہو ف سترہ برس کی قید اسواسطے لگائی کہ یہ نہایت مدت ہو بلوغ کی نزدیک امام ابوحنیفہ کے عورت مین اور ان دونون کی پہچان عورت کے قول سے ہوگی تو پھیر دیجاویگی جب بائع انکار کرے قسم سے خواہ قبل قبضہ کے ہووے یا بعد قبض کے ھدایہ ص اور سترہ برس سے کم سن کو عیب نہین ف کیونکہ ابھی احتمال ہو بالغہ نہونیکا ص اگر مشتری کے پاس آنکر ایک اور عیب ہو گیا تو جو عیب بائع کے پاس سے تھا اوسکے موافق نقصان کے دام پھیر لیوے اور مبیع کو رد نہین کرسکتا مگر جب بائع راضی ہووے پھیر لینے پر آور جسنے ایک کپڑا خریدا اور اوسکو قطع کیا بعد اوسکے اوسمین عیب معلوم ہوا تو جسقدر عیب سے نقصان ہوا ہو اوسکے موافق دام پھیر لیوے اور کپڑے کو نہین پھیر سکتا مگر جب بائع راضی ہوجاوے اوس قطع کیے ہوے کپڑے کے لینے پر اور اگر مشتری نے اوس کپڑے کو بعد قطع کے بیچ ڈالا تو اب نقصان کا عوض بائع سے نہین لے سکتا آور اگر قطع کرکے اوسکو سیلیا یا سرخ رنگا ف اسواسطے کہ اگر سیاہ رنگے گا تو بائع اگر راضی ہوجاویگا تو پھیر سکتا ہو ص یا ستو خریدکے اوسکو گھی مین ملایا بعد اوسکے عیب معلوم ہوا تو نقصان کے دام پھیر لیوے اور مبیع کو رد نہین کرسکتا ف اگرچہ بائع راضی ہوجاوے پھیر لینے پر کیونکہ اوسمین زیادتی ہوگئی ہو اور وہ جدا نہین ہوسکتی ص اور اگر بعد عیب معلوم ہونے کے ان چیزون کو بیچ ڈالا تب بھی نقصان کے دام پھیر سکتا ہو ف ہدایہ مین ہو کہ اگر کسی نے کپڑا خریدا اور اوسکو قطع کرکے اپنے

نابالغ لڑکے کا کپڑا سیا بعد اسکے عیب معلوم ہوا تو اب نقصان کے دام نہیں پھیر سکتا اور اگر بالغ لڑکے کا سیا تو نقصان کا عوض پھیر سکتا ہی **ص** اگر ایک غلام خریدا اور اوسکو آزاد کر دیا مفت یا مدبر کر دیا یا لونڈی خریدی اوسکو ام ولد بنایا یا مر گیا بعد اوسکے عیب معلوم ہوا تو نقصان کا بدلہ بائع سے پھیر سکتا ہی اور اگر مال کے عوض مین اوسکو آزاد کیا یا اوسکو قتل کر ڈالا یا کھانا خریدا اور کل یا بعض اوسمین سے کھا لیا یا کپڑا خریدکے اسقدر پہنا کہ پھٹ گیا بعد اوسکے عیب معلوم ہوا تو نقصان کا عوض نہین پھیر سکتا **ص** اور اگر انڈا یا خربوزہ یا گری یا کھیرا یا اخروٹ خریدا اور توڑنے کے وقت ایسا خراب نکلا کہ کچھ کار آمد نہووے تو کل قیمت بائع سے پھیر لیوے اور اگر کچھ کار آمد ہو تو موافق نقصان کے دام پھیر لیوے **ف** اور اگر بہت ہی کم خراب نکلا تو بیع جائز ہو جاوے گی جیسے سو اخروٹون مین ایک یا دو برے نکلے **ھدایہ** **ص** اور اگر مشتری نے مبیع کو بیچ ڈالا اور مشتری ثانی کو اوسمین عیب معلوم ہوا اور اوسنے گواہ قائم کیے اس بات پر کہ مشتری اول نے اقرار کیا تھا اسمین عیب کا یا انھون نے دیکھا تھا اس عیب کو جب مبیع مشتری اول کے پاس تھی یا مشتری اول سے قسم طلب کی اس بات پر کہ میرے پاس عیب تھا اور اوسنے انکار کیا قسم سے اور قاضی نے مبیع کو مشتری ثانی سے مشتری اول کو پھروا دیا تو اب مشتری اول اپنے بائع پر اوس شی کو پھیر سکتا ہی اور اگر مشتری اول نے اپنی رضامندی سے مشتری ثانی سے وہ شی پھیر لی تو اپنے بائع پر نہین پھیر سکتا **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی **ص** اور جس شخص نے مبیع پر قبضہ کیا بعد اوسکے اوسمین عیب کا دعوی کیا تو قاضی مشتری پر واسطے ادای قیمت کے جبر نکریگا یہان تک کہ بائع حلف کر لیوے اس بات پر کہ میرے پاس مبیع عیبدار نہ تھی یا مشتری گواہ قائم کر دیوے کہ مبیع بائع پاس عیبدار تھی **ف** اسواسطے کہ اول صورت مین قاضی ثمن بائع کو مشتری سے دلا دیویگا اور دوسری صورت مین وہ شی بائع کو پھروا دیگا تو جبتک ان دونون امرون مین سے کوئی امر نہ پایا جاوے قاضی مشتری سے ثمن نہین دلا سکتا کیونکہ احتمال ہی کہ بائع قسم سے نکول کرے اور مشتری گواہ عیبدار ہونے پر قائم کروا دے تو اب قضای قاضی باطل ہو جاویگی **ص** اور اگر مشتری نے کہا کہ میرے گواہ غائب ہین تو ثمن بائع کے حوالے کرے بشرطیکہ بائع قسم کھالے عیب نہونے پر اور اگر بائع نے قسم سے نکول کیا تو عیب ثابت ہو جاویگا اور وہ مشتری کے پاس سے بائع کو پھروا دیجاویگی **ف** تو اگر بائع نے عیب نہونے پر قسم کھالی اور مشتری کے گواہ غائب تھے اس صورت مین ثمن مشتری سے دلا دیجاویگی اب اگر پھر اوسکے گواہ آگئے اور انھون نے گواہی دی اوس شی کے عیبدار ہونے پر بائع پاس تو ثمن پھر بائع سے لیکر مشتری کو دلا دی جاویگی اور مبیع بائع کو **کفایہ** **ص** تو اگر مشتری نے بعد غلام خریدنے کے اور قبضہ کر لینے کے دعوی کیا اس بات کا کہ یہ بھگوڑا ہی تو بائع سے قسم نہ لیجاویگی جب تک مشتری گواہ نہ لاوے اس بات پر کہ یہ غلام میرے پاس سے بھاگا ہی اور جب وہ گواہ پیش کر دیوے تو قاضی بائع کو اسطرح سے حلف دیوے قسم اللہ کی بیشک بیچا اوسنے اوس غلام کو اور سپرد کیا اوسکو مشتری کے اور جبتک کبھی نہ بھاگا تھا یا اسطرح سے کہ قسم اللہ کی مشتری کو دعوی اوسکے رد کا نہین پہونچتا اور نہ تیرے جس طور سے وہ دعوی کرتا ہی یا اسطرح سے کہ کبھی نہ بھاگا تھا تیرے پاس **ف** کیونکہ ان تینون صورتون مین بائع کو گنجایش تاویل اور بات بنانے کی نہین ہی کہ اوسکو جھوٹی قسم سے بچاوے **ص** اور اسطرح سے قسم نہ دیوے کہ جسوقت مینے بیچا تھا اوسوقت غلام مین عیب تھا یا جسوقت بیچا اور تسلیم کیا تھا اوسوقت یہ عیب نہ تھا **ف** اسواسطے کہ دونون صورتون مین بائع کو گنجایش بات بنانے کی ہی کیونکہ اول صورت مین ممکن ہی کہ بھاگنے کا عیب بعد بیع کے قبل تسلیم کے حادث ہو گیا ہو اس صورت مین اوسکا کلام سچا ہو سکتا ہی اور دوسری صورت مین

ہوسکتا ہو کہ مراد اوس بائع کی اس کلام سے یہ ہو کہ بھاگنے کا عیب بیع اور تسلیم دونون کے وقت مین نہ تھا بلکہ ایک کے ساتھ تھا
ص اور اگر مشتری کے پاس گواہ نہون بھاگنے پر اور بائع سے قسم طلب کرے تو صاحبین کے نزدیک اول قاضی بائع سے
قسم لیوے اس بات کی کہ واللہ مین نہین جانتا اس بات کو کہ یہ غلام مشتری کے پاس سے بھاگا ہو تو اگر اوسنے قسم کھالی تو دعوی مشتری
کا لغو ہوگیا اور اگر بائع نے اس قسم سے انکار کیا تو پھر دوسری قسم دیجاویگی جو بعد گواہون کے پیش ہونے کے دیجاتی تھی ف یعنی اوسی
طرح سے ص اور امام صاحب کے نزدیک ایک قول مین جب مشتری پاس گواہ نہون تو بائع کو قسم بالکل نہ دیجاویگی ف اسواسطے
کہ قسم مرتب ہوتی ہو دعوی صحیح پر اور دعوی صحیح نہین ہوتا بغیر خصم کے اور مشتری خصم نہین ہوتا بائع کا جب تک عیب ثابت نکرے ہم
مین گواہون سے اور اگر دعوی بالغ غلام کے بھاگنے مین ہووے تو قاضی بائع کو اسطور سے قسم دیویگا کہ واللہ نہین بھاگا جبسے
پاس جبسے یہ مردون مین شریک ہوا ہی یعنی بالغ ہوا ہو اسواسطے کہ چھوٹے پن مین بھاگنا سبب نہین ہو کا بعد بلوغ کے هدایہ ص اور ایک
قول مین قسم دیجاویگی موافق مذہب صاحبین کے ف اور یہی مختار ہو ص اگر ایک شخص نے ایک لونڈی خریدی اور مشتری نے لونڈی
پر قبضہ کیا اور بائع نے اوسکے ثمن پر اور بعد قبضہ کر لینے کے مشتری کو اوسمین عیب معلوم ہوا اور بائع پاس پھیرنے کو لیگیا اور بائع نے
کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اسی داموں مین دو لونڈیاں بیچین تھین ایک یہ عیبدار اور ایک دوسری اور مشتری نے کہا کہ نہین تونے یہی اکیلی اس
داموں مین بیچی تھی تو قول مشتری کا ساتھ قسم کے معتبر ہوگا اور اگر بائع اور مشتری کا اتفاق ہوا اس بات پر کہ دو لونڈیاں بیچین
تھین لیکن مشتری یہ کہتا ہو کہ میرے قبضے مین ایک ہی آئی تھی اور بائع کہتا ہو کہ تو دونون لے گیا تھا تب بھی قول مشتری کا
قسم سے معتبر ہوگا اور اگر دو غلامون کو ایک ہی مرتبے مین خریدا اور اون مین سے ایک پر قبضہ کیا اور کسی مین عیب معلوم ہوا تو چاہے
دونون کو رکھے اور چاہے دونون کو پھیر دے ف اور یہ نہین کر سکتا کہ ایک کو پھیر دیوے ایک کو رکھ لے اسواسطے کہ ابھی صفقہ بیع
تمام نہین ہوا ہی بسبب عدم قبض مشتری کے دونون غلامون پر تو ایک کے پھیرنے مین تفریق صفقہ لازم آتی ہو قبل تمام کے اور وہ
جائز نہین هدایہ ص اور اگر دونون پر قبضہ کر لیا تھا تو صرف عیبدار کو پھیر سکتا ہو ف اسواسطے کہ یہان صفقہ بسبب قبض
کے تمام ہو گیا ہو تو تفریق مین کچھ قباحت نہین ص جو چیز ناپ تول کے بکتی ہو ف جیسے غلہ وغیرہ ص اگر اوسمین سے کسی قدر مین عیب
پایا تو خواہ سارے کو پھیر دیوے خواہ سب کو رکھ لیوے ف مثلا من بھر گیہون خریدے اور سیر بھر مین اوسمین سے کچھ عیب معلوم
ہوا تو چاہے کل کو واپس کرے چاہے کل کو رکھے اور یہ نہین ہوسکتا کہ جتنا عیبدار ہو اوسکو واپس کرے اور باقی کو رکھ لیوے
ص اور یہ جب ہو کہ وہ سارے چیز ایک ہی ظرف مین ہو اور جو دو ظرفون مین علیحدہ علیحدہ ہووے ف جیسے دو بورے
گیہون کے ہو وین من من بھر کے ص تو جسمین عیب نکلے اوس ظرف کو پھیر سکتا ہو اور اگر بیع مین کسی قدر دوسرے کا حق نکل آوے
اور مشتری مبیع پر قبضہ کر چکا ہو تو اوسکو یہ اختیار نہین کہ جسقدر استحقاق مستحق سے باقی رہے بائع کو پھیر دیوے اور اگر قبل قبضے کے
استحقاق ثابت ہووے تو مشتری باقی کو واپس کر سکتا ہو ہان مبیع اگر کپڑا ہووے اور اوسمین تھوڑا کپڑا دوسرے کا نکلا تو مشتری
کو اختیار ہوگا کہ باقی کو بائع پر واپس کر دے ف اسواسطے کہ مبیع اگر کپڑا نہین ہو بلکہ اناج وغیرہ ہو تو اوسمین تھوڑا نکل جانا
مشتری کو ضرر نہین کرتا اسواسطے کہ اوسکے دام بائع سے پھیر لیگا اور کپڑے مین بعض اوقات اگر تھوڑا سا نکل جاوے تو ضرر کرتا ہو
اسواسطے کہ مشتری نے جس چیز کے بنانے کے لیے لیا تھا وہ نبن سکے گی ص اگر ایک گھوڑا خریدا اور اوسمین عیب پایا اور پھر

اوسکا علاج کیا یا اپنی حاجت کے واسطے اوسپر سوار ہوا تو خیار ساقط ہو جاویگا اور اگر سوار ہوا اوسکے پھیرنے کے لیے یا پانی پلانے کے لیے یا چارہ خریدنے کے لیے جب بغیر چڑھے چارہ خریدنا اور پانی پلانا ممکن نہو ف مثلاً وہ گھوڑا شریر ہو بغیر سوار ہوے نہ چلے یا مشتری چال سے عاجز ہو ص تو خیار ساقط نہو ویگا اگر غلام نے بائع کے پاس چوری کی تھی یا خون کیا تھا اور مشتری کے پاس آکر اوسکا ہاتھ کاٹا گیا یا خون کے عوض مین گردن مارا گیا تو اول صورت مین مشتری غلام کو پھیر دیوے اور دونون صورتون مین بائع سے ثمن پھیر لیوے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک اوسکی قیمت دونون حالت کی لگا کر جو بڑھے وہ پھیر لیوے ف یعنی اوسی غلام کی اگر سارق نہو تو کیا قیمت ہو اور اگر سارق ہو تو کیا قیمت ہو لگا کر اول جو ثانی پر بڑھے اوسقدر بائع سے پھیر لیوے اور اسیطرح غیر قاتل معصوم الدم کے ساتھ قاتل مباح الدم کے ص جیسے ایک لونڈی حاملہ خریدی اور مشتری کے پاس آکر بسبب جنگی کے مر گئی ف تو امام صاحب کے نزدیک مشتری کل ثمن پھیر لیوے اور صاحبین کے نزدیک حاملہ اور غیر حاملہ کی قیمت لگا کر اول کی قیمت جتنی بڑھے اوسقدر پھیر لیوے ہدایہ ص اور اگر بائع نے وقت بیع کے کہدیا کہ مین مبیع کے سب عیبون سے بری ہون اور مشتری نے اوسکو منظور کیا تو یہ کہنا درست ہوگا اب کسی عیب کی جہت سے پھیر نسکے گا اگرچہ بائع نے ہر ہر عیب کا نام نہ لیا ہووے اور امام شافعیؒ کے نزدیک درست نہین تو بائع سب عیبون سے بری ہیگا خواہ وہ عیب وقت بیع ہو یا قبل قبض کے بعد بیع کے حادث ہوا ہو نزدیک امام ابو یوسفؒ کے اور امام محمد رح کے نزدیک جو عیب بعد بیع کے قبل قبض کے حادث ہوا ہو اوس سے بائع بری نہوگا ف اور یہی قول ہے نزدیک زفرؒ کا اور مختار قول امام ابو یوسفؒ کا ہے

## باب بیع باطل اور فاسد کے بیان مین

ف شرح بدیع مین ہو کہ رکن بیع یعنی ایجاب اور قبول اور محل بیع یعنی مبیع اگر ہر ایک خلل سے سالم ہو تو بیع صحیح ہے اور اگر سالم نہو اس طرح پر کہ ایجاب اور قبول مین خلل پڑے عدم اہلیت متصرف سے بسبب ہونے عاقد کے صبی غیر ممیز یا مجنون یا مبیع مین خلل پڑے بسبب مردار یا خون یا شراب ہونے کے تو بیع باطل ہے بسبب فوت ارکان بیع کے اور اگر ایجاب قبول مبیع مین خلل نہو لیکن اوسکے ثمن مین خلل واقع ہووے اسطرح پر کہ ثمن شراب ہو یا سور یا یہ خلل ہو کہ مبیع مقدور التسلیم نہو یا اوسمین ایسی شرط ہو جو مقتضاے عقد کے مخالف ہووے تو وہ بیع فاسد ہے نہ باطل کیونکہ رکن اور محل بیع خلل سے محفوظ ہے اور اصل کتاب مین ہے کہ مال وہ چیز ہے جسمین آدمیون کی رغبت ہووے اور اوسکو لوگ خرچ کرین تو مٹی اور خون اور جو جانور آپ سے مر جاوے اور شخص آزاد وہ مال نہین ہے لیکن وہ جانور جو گلا گھونٹا جاوے یا اور کسی جگہہ زخمی کر کے قتل کیا جاوے جیسا کہ بعض کفار کی عادت ہے اور ذبیحہ مجوسی کے مال ہین لیکن شرع مین یہ چیزین متقوم نہین ہین جیسے شراب اور سور اور جو مال شرع مین غیر متقوم ہے یعنی بے قیمت اوسکی اہانت اور ذلیل کرنے کا حکم ہوا ہے لیکن وہ اگر دینون مین مال متقوم ہے تو جو چیزین بالکل مال نہین ہین جیسے مٹی خون شخص آزاد اور آپ سے جانور مرا ہوا تو اوسمین بیع بالکل باطل ہے برابر ہے کہ اوسکو مبیع بناوین یا ثمن اور جو مال غیر متقوم ہے ہماری شرع مین جیسے شراب یا سور یا ذبیحہ مجوسی تو اوسکو اگر بدلے مین روپیہ یا اشرفی کے بیچین تو بیع باطل ہے اور اگر اسباب کے بدلے مین بیچین یا اسباب کو ان چیزون کے بدلے مین بیچین تو اسباب مین بیع فاسد ہے اور ان چیزون مین باطل تو باطل وہ بیع ہے کہ جسکی اصل اور وصف دونون فاسد ہون اور فاسد وہ ہے جسکی اصل صحیح ہووے اور وصف فاسد ہووے اور امام شافعیؒ کے نزدیک باطل و فاسد مین کچھ

فرق نہیں ہے اور تحقیق اسکی اصول فقہ میں ہو انتہی اور یہ باب میں ہے کہ بیع باطل میں وہ شی مشتری کے ملک میں کسی طرح نہیں آتی تو
اگر وہ شی مشتری کے پاس تلف ہو جاوے اوسکا تاوان مشتری پر نہوگا اور بیع فاسد میں جب مشتری اوس شی پر قبضہ کرلیوے تو اوسکا
مالک ہو جاتا ہے اور اوس شی کی قیمت مشتری کو دینا لازم آتی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ زید نے مثلاً ایک گھوڑا بدلے میں مردے یا خون
کے خریدا اور وہ گھوڑا زید کے پاس آنکر ہلاک ہو گیا تو اوسکی قیمت زید پر لازم نہ آویگی کیونکہ یہ بیع باطل ہے اور اگر زید نے ایک گھوڑا
بدلے میں شراب یا سوئر کے خریدا تو زید پر اوسکی قیمت لازم آویگی اور جب زید اوسپر قبضہ کرلیگا تو وہ گھوڑا زید کی ملک میں آجاویگا
اسواسطے کہ یہ بیع فاسد ہے اس قاعدہ کلیہ کو یاد رکھنا ضرور ہے کہ اس باب میں سب مسائل مذکورہ میں کام آویگا ص باطل ہے بیع اوس
چیز کی جو مال نہیں ہے جیسے خون یا مردہ ف اسواسطے کہ یہ چیزیں مال نہیں ہیں دوسرے یہ کہ حرام کیا انکو اللہ تعالی نے فرمایا
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ یعنی حرام ہو تمپر مردہ جانور اور خون اور گوشت سوئر کا اور
جس جانور پر وقت ذبح کے نام کسی شخص کا سوای خدا کے پکارا جاوے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تعالی جسوقت حرام
کرتا ہے کسی قوم پر کھانا ایک چیز کا تو حرام کرتا ہے اوسپر قیمت اوسکی روایت کیا اسکو ابو داؤد نے ابن عباسؓ سے اور روایت کی بخاری
اور مسلمؒ نے جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے کہ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال فتح مکہ کے اور آپ مکے میں تھے کہ اللہ اور
رسول نے اوسکے حرام کی بیع شراب اور مردہ اور سوئر اور بتونکی سو کسی نے کہا یا رسول اللہ فرمائیے چربی کو مردے کی کہ روغن کرتے
ہیں اوس سے ناؤن کو اور چرب کیجاتی ہیں اوس سے کھالیں اور روشنی کرتے ہیں اوس سے لوگ سو فرمایا نہیں وہ حرام ہے لعنت کرے اللہ
یہود کو کہ اللہ تعالی نے جب حرام کی اونپر چربی جانورون کی پگھلایا اوسکو پھر بیچا اوسکو پھر کھائے دام اوسکے ص اور آزاد شخص کی ف
اسواسطے کہ آزاد شخص مال نہیں ہے اور صحیح بخاری میں مروی ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین آدمی ہیں کہ دشمن
ہونگا میں اونکا دن قیامت کے ایک وہ شخص کہ اوسنے عہد کیا اور پھر فریب سے توڑ ڈالا اور ایک وہ شخص جسنے بیچا آزاد کو اور کھائی
قیمت اوسکی اور ایک وہ شخص جسنے کام لیا مزدور سے اور نہ دی اوسکو مزدوری اوسکی ص اور اسیطرح ان چیزون کے عوض میں بیچنا
بھی باطل ہے اور بھی باطل ہے بیع ام ولد کی ف اسواسطے کہ روایت کی ابن ماجہ نے سنن میں کہ ذکر آیا ماریہ قبطیہؓ کا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سو فرمایا آزاد کر دیا اوسکو لڑکے نے اوسکے یعنی ابراہیم نے اور روایت کی بیہقی اور مالکؒ نے ابن عمرؓ سے
کہ منع کیا حضرت عمرؓ نے بیع سے ام ولد کے تو کہا کہ نہ بیع کیجاوے اور نہ ہبہ کیجاوے اور نہ میراث میں آوے خدمت لے اوس سے مالک اوسکا جب تک جیتا ہے پھر جب
مرگیا تو وہ آزاد ہے ص اور مدبر کی ف یعنی مدبر مطلق کی اور مدبر مقید کی بیع جائز ہے ھدایہ مدبر مطلق اوسکو کہتے ہیں جسے
مالک نے کہا ہو کہ تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہے اور مدبر مقید وہ ہے جسے مالک کہے کہ اگر میں اس سفر سے آؤں تو تو آزاد ہے یا اس
بیماری میں اگر مر جاؤں تو تو آزاد ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک بیع مدبر مطلق کی بھی جائز ہے اور دلیل ہماری وہ حدیث ہے جو گذری
کتاب العتاق میں کہ نہ بیع کیا جاویگا مدبر اور نہ ہبہ کیا جاویگا اور آزاد ہو جاویگا ثلث مال سے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے
ص اور مکاتب کی ف اور یہی صحیح مذہب ہے شافعی کا اور بعض مالکیہ کا اور امام احمدؒ کے نزدیک بیع مکاتب کی جائز ہے اور [illegible]
میں ہے کہ اگر مکاتب راضی ہو جاوے بیع پر تو اوسمیں دو روایتیں ہیں اصح اور اظہر یہ ہے کہ جائز ہے اسواسطے کہ روایت کی ابو داؤد نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے مکاتب غلام ہے جبتک کہ باقی رہے اوسپر ایک درہم اور نقل کیا اسکو بخاری نے حضرت

عایشہؓ اور زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمرؓ سے اور بھی روایت کی بخاری نے کہ آئی بریرہ مدد مانگتی تھی حضرت عایشہؓ سے اپنے بدل کتابت میں سو کہا حضرت عایشہؓ نے کہ اگر تیرے مالک راضی ہو جاویں اس بات پر کہ سب یکبارگی میں اونکو ایکدفعہ دیدون اور تجکو آزاد کر دون تو مین ایسا کرونگی تو ذکر کیا بریرہ نے اس بات کا اپنے مالکون سے کہا اونھون نے نہین راضی ہین ہم اسپر مگر یہ کہ ترکہ تیرا ہمارے واسطے ہووے تو ذکر کیا حضرت عایشہؓ نے اس بات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تب فرمایا آپ نے کہ خرید کر لو تم اوسکو اور آزاد کر دو اور ترکہ اوسیکو ملیگا جو آزاد کریگا اور اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ مکاتب کی بیع جب راضی ہو جاوے بیچنے پر درست ہو اور یہی موافق قیاس کے ہو ص اور باطل ہو بیع اوس مال کی جو شرع مین نہ قیمت ہو جیسے شراب یا سور روپیہ اشرفی کے بدلے مین ف یعنی اون چیزون کے بدلے مین جو ثمن ہین جیسے روپیہ اشرفی اور پیسے جنکا چلن ہووے اسواسطے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تعالی جب حرام کرتا ہو کوئی شئی حرام کرتا ہو ثمن اوسکی روایت کیا اوسکو ابو داود نے اور گذر چکی اوپر حدیث جابرؓ کی کہ حرام کی اللہ تعالی نے بیع شراب اور سور اور مردہ کی اور بیع مردہ اور مردار کی ص اور اگر بایع نے آزاد اور غلام کو ملا کر بیچا یا ذبح کی ہوئی بکری اور مردار کو ف جسپر قصدا اللہ کا نام ترک کیا گیا ہووے یا اور کسی کے نام پر ذبح کیا جاوے ص تو دونون کی بیع باطل ہو گی اگرچہ ہر ایک کی قیمت علیحدہ کہدی ہو ف مثلا یون کہے کہ بیچا مین نے ان دونونکو بدلے مین سو روپے کے ایک روپیہ قیمت ہو مذبوحہ کی اور ایک روپیہ مردار کی ص اور اگر غلام کو مدبر کے ساتھ خواہ بیگانے غلام کے ساتھ ملا کر بیچے یا اپنے ملک کو شئی وقفی کے ساتھ ملا کر فروخت کرے تو غلام اور اپنی ملک کی بیع درست ہو جاویگی آور مدبر اور دوسرے غلام کی اور وقف کی بیع جائز نہو گی ف اگرچہ ہر ایک کی قیمت علیحدہ علیحدہ بیان نہ کی ہووے ہدایہ ص اور اسباب کا بیچنا بدلے مین شراب کے یا شراب کا بدلے مین اسباب کے فاسد ہو ف یعنی یہ بیع فاسد ہو اسباب مین تو اگر مشتری اسباب پر قبضہ کر لیگا اس صورت مین اوسکی قیمت اوسپر لازم آویگی اور اوسکا مالک ہو جاویگا لیکن شرابمین باطل ہو یہان تک کہ مین شراب کا مالک نہین ہو سکتا جسکی طرف سے شراب ٹھہری ہو وہ اوسکی قیمت دیگا ص اور باطل ہو بیع مچھلی کی دریا مین قبل شکار کے اگر روپیہ یا اشرفی کے بدلے مین ہووے اور فاسد ہو اسباب کے بدلے مین ف اسواسطے کہ روایت ہو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ خرید و مچھلی کو پانی مین بیشک وہ مین خطر ہو یعنی دھوکا ہو روایت کیا اسکو امام احمد نے اور اشارہ کیا اسطرف کہ موقوف ہونا اوسکا صواب ہو اور روایت کی امام ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج مین عمر بن خطابؓ سے کہ فرمایا اونھون نے نہ بیچو تم مچھلی کو پانی مین بیشک وہ دھوکا ہو اور انکا اثر اوسکے ابن مسعودؓ سے ص اور اگر مچھلی کو شکار کر کے ایسے گڑھے مین ڈال دیا کہ بغیر جال وغیرہ کے اوسکو پکڑ سکتے ہین تو اوسکی بیع جائز ہو اور اگر بغیر جال یا شست کے نہین پکڑ سکتے ہین تو فاسد ہو اور اگر مچھلیان دریا سے ایکطرف گڑھے مین آنکر جمع ہو رہین اور اونکی راہ دریا کی بند کر دی تو بیع اونکی جائز ہو ورنہ باطل ہو اور بھی باطل ہو بیع ہوا مین اوڑتے جانور کی ف اسواسطے کہ قبل پکڑنے کے ملک مین نہین آیا اور بعد پکڑنے کے اگر چھوڑ دیا ہو تو بھی جائز نہین اسواسطے کہ اوسکی تسلیم پر قادر نہین ہو اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دھوکے کی بیع سے روایت کیا اوسکو مسلم نے ابو ہریرہؓ سے اور اگر وہ پرند جانور ایسا ہو کہ پالا ہوا ہو اور اوسکے گھر سے اوڑ جانے سے چلا آتا ہووے بغیر تکلف کے تو جائز ہو بیع اوسکی ورنہ نہین فتح ص اور باطل ہو بیع حمل کی ف اسواسطے کہ حدیث ابی سعید مین ہو کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدنے سے اوس چیز کے جو پیٹ مین ہو چارپایون کے یہانتک کہ جنین روایت کیا

اوسکو ابن ماجہ نے اور روایت کی بزار نے ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا بیع اوس چیز کے جو نر کی پشت مین ہووے اور
مادہ کے شکم مین **ص** اور بچہ کے بچے کی **ف** یعنی جیسے پیٹ کے بچے کی بیع باطل ہو ویسے ہی اوس بچے کے بچے کی جسکو عربی مین نتاج اور
حبل الحبلہ کہتے ہین روایت کی بخاری اور مسلم نے ابن عمر سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع سے حبل الحبلہ کے یعنی ولد الولد کے
اور ابن عمر سے حبل الحبلہ کے یہی معنی مصنف عبد الرزاق مین بسند صحیح منقول ہین اور یہی موافق ہین لغت کے اور قریب ہین از روی لفظ کے
اور اسیطرف گئے ہین امام احمد اور امام شافعی اور مالک نے اس حدیث کے معنی بیان کیے ہین کہ کسی چیز کو خریدے اس وعدہ پر کہ جب اس اونٹنی کا
بچہ ہووے گا اور پھر بچیکا بچہ اوسوقت مین دام دونگا تو یہ بیع بسبب جہالت میعاد کے فاسد ہو **قسطلانی** **ص** اور جائز نہین
بیع دودہ کی تھن مین جانور کے **ف** اسواسطے کہ حدیث ابی سعید مین ہو منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع سے اوس چیز کے
جو تھنون مین جانور کے ہو اور روایت ہو ابن عباس سے کہا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے کہ بیچا جاوے میوہ جبتک کہ
کھانے کے قابل ہووے اور بیچی جاوے اون بھیڑ کی پیٹھ پر اور دودہ تھن مین روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین اور دارقطنی نے اور
نکالا اسکو ابو داود نے مراسیل مین عکرمہ سے اور یہی راجح ہو اور بھی نکالا اوسکو موقوفا ابن عباس سے اسناد قوی سے اور ترجیح دی اوسکو بیہقی نے
اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین عکرمہ سے انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ منع کیا آپنے اس بات سے کہ بیچا جاوے دودہ
تھن مین اور گوشت بکری مین یا چربی اوسکی یا صوف اوسکے یا پائے اوسکے یا کھالین اوسکی جب زندہ ہووے یا آٹا گیہون مین یا گھی
دودہ مین **فتح** **ص** جاننا چاہیے کہ دودہ کی تھن مین بیع جائز نہونے کی دو وجہین ہین ایک تو یہ کہ معلوم نہین ہو دودہ یا خون ہو اگر ایسا ہو تو اس
صورت مین بیع باطل ہونی چاہیے اسواسطے کہ اوسکے وجود مین شک پڑگیا دوسری وجہ یہ ہو کہ دودہ تھوڑا تھوڑا بڑھتا جاتا ہو
تو بعد بیع ہو رہنے کے پہلے اگر بڑھ گیا تو ملک بائع کی مشتری کی ملک سے مخلوط ہوجاویگی اور یہ وجہ چاہتی ہو کہ بیع فاسد ہو **ف**
اسیواسطے ہم نے اوسکو جائز نہین کہا تا دونون صورتون کو شامل ہو جاوے **ص** اور فاسد ہو بیع اون کی بھیڑ کی پیٹھ پر **ف** بسبب
حدیث ابن عباس کے جو اوپر گذری **ص** اور ایک کڑی کی چھت مین اور ایک گز کی کپڑے مین اگرچہ اوسکے کاٹنے کی جگہہ بیان کی
ہووے یا نہ بیان کی ہو اور صحیح ہو جاویگی یہ بیع اگر بائع نے قبل فسخ کرنے مشتری کے کڑی کو اوکھاڑ دیا یا ایک گز کپڑا کاٹ
دیا اور باطل ہو بیع اوس چیز کی جو شکاری کے ایک بار جال لگانے مین پھنسے **ف** اسواسطے کہ اسمین دھوکا ہو اور منع کیا ہو
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے اور اسی طرح باطل ہو بیع غوطہ باز کی ایک بار کے غوطے کی کیونکہ منع کیا اوس سے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث ابی سعید مین روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے **ص** اور فاسد ہو بیع مزابنہ اور وہ یہ ہو
کہ درخت پر کی کھجور کو ساتھ ٹوٹی ہوئی کھجور کے بیچے اٹکل سے **ف** اور اسی طرح سے محاقلہ یعنی گیہون کو بالی مین بیچے اوس گیہون کے
بدلے مین جو کٹے ہوئے الگ رکھے ہین اٹکل سے اور یہ حکم ہر میوے کو شامل ہو اسواسطے کہ اسمین گمان بیاج کا ہو بسبب زیادتی
کے اور اسواسطے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع مزابنہ اور محاقلہ سے روایت کیا اوسکو مسلم نے ابو ہریرہ سے
اور روایت کیا اوسکو ابو داود اور ترمذی نسائی نے جابر سے اور صحیح کہا اوسکو ترمذی نے **ص** اور فاسد ہو بیع ملامسہ
اور بیع حصاۃ اور منابذہ **ف** یہ تینون بیع مروج تھین زمانہ جاہلیت مین بیع ملامسہ اسے کہتے ہین کہ بائع اور مشتری نرخ
کرین ایک چیز کا اس شرط پر کہ جب اوسکو مشتری چھو لیوے تو بیع لازم ہو جاوے اور بیع حصاۃ اسے کہتے ہین کہ مشتری جب

کنکر رکھہ دیوے تو بیع لازم ہو جاوے اور بیع منابذہ یہ کہ بائع جب مبیع کو مشتری کے پاس پھینک دیوے تو بیع لازم ہو جاوے اور منع
کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بیوع سے روایت کی بخاری نے حدیث انس مین کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ملامسہ اور منابذہ سے اور روایت کی مسلم اور چارون اصحاب سُنن نے ابو ہریرہؓ سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع حصاۃ سے
**ص** اور باطل ہی بیچنا گھاس کا زمین مین اور اوسکو ٹھیکہ دینا **ف** اسواسطے کہ روایت کی ابو داود نے سُنن بیع مین بعض صحابی سے انھون نے
ابی خراش بن حبان بن زید سے انھون نے ایک مرد صحابی سے کہا کہ جہاد کیا مین نے ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین مرتبہ
سُنتا تھا مین آپ سے کہ فرماتے تھے مسلمان شریک ہین تین چیزون مین پانی اور گھانس اور آگ مین اور روایت کیا اوسکو امام احمدؒ نے
مسند مین اور ابن ابی شیبہؒ نے مصنّف مین اور اسناد کی ابن عدی نے کامل مین احمدؒ اور ابن معینؒ سے کہ حریز راوی اس حدیث کا ثقہ اور
مجہول ہونا صحابی کا مُضر نہین **فتح** **ص** اور باطل ہی بیع شہد کی مکھیون کی مگر جب ایک تن مین شہد اور مکھیان دونون ہون
تو بیع مکھیون کی بھی بتبعیت شہد کے جائز ہو جاویگی اور امام محمدؒ اور شافعیؒ کے نزدیک بیع شہد کی مکھیون کی جب محفوظ مقدور
التسلیم ہون جائز ہی **ف** اور اسی پر فتوی ہی **دُرّمختار** **ص** اور ریشم کے کیڑون کی اور اوسکے تخم کی **ف** یعنی جسکے اندر ریشم کا کیڑا
پیدا ہوتا ہی **ص** امام صاحب کے نزدیک اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جب اُن کیڑون مین ریشم نکل آیا ہو تو بیع کیڑون کی ریشم کی
تبعیت مین درست ہی اور امام محمدؒ کے نزدیک ہر صورت مین درست ہی **ف** اور یہی قول ہی ایمۂ ثلثہ کا اور اسی پر فتوی ہی **درمختار**
**ص** اور بھاگے ہوئے غلام کی بیع فاسد ہی **ف** اسواسطے کہ حدیث ابی سعید مین ہی کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھاگے ہوئے
غلام کی بیع سے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے **ص** مگر اوس شخص سے جسکے پاس گمان ہو اوس غلام کے ہونے کا **ف** اسواسطے کہ وہ مشتری کے
حق مین بھاگا ہوا نہین ہی بلکہ اوسکے قبضے مین ہی **ص** اور باطل ہی بیع عورت کے دُودھہ کی اگرچہ برتن مین ہووے یا لونڈی کا دُودھہ
ہووے اور امام ابی یوسفؒ کے نزدیک لونڈی کے دُودھہ کی بیع جائز ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک مطلقاً جائز ہی **ف** اور ہمارے
مذہب کی طرف گئے ہین امام احمدؒ اور مالکؒ فتح القدیر مین ہی کہ نفع اوٹھانا بھی عورت کے دودھہ سے حرام ہی یہان تک کہ بعض مشایخ
نے آنکھہ مین ڈالنے کے لیے بھی منع کیا ہی اور بعضون نے جائز رکھا ہی دوا کے واسطے **ص** اور باطل ہی بیع سؤر کے بالون کی **ف**
اسواسطے کہ وہ نجس العین ہی اور موزہ سینے کے لیے اوس سے انتفاع جائز ہی اور اگر کہین بدون خرید سے نہ ملے تو بسبب ضرورت کے خرید
اوسکی جائز ہی اور بائع کو اوسکی بیع مکروہ ہی تو اوسکی قیمت حلال نہین بائع کے لیے اور بال اوسکا پانی کو بقول صحیح نجس کرتا ہی امام ابی یوسفؒ
کے نزدیک بخلاف امام محمدؒ کے **درمختار** **ص** اور حرام ہی نفع اوٹھانا اوس سے اور بھی باطل ہی بیع جانور مُردے کے کھال کی
قبل دباغت کے **ف** اسواسطے کہ روایت کی ترمذی اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عکیم سے کہ آئی ہمارے پاس
کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس مضمون کی کہ نفع نہ اوٹھاؤ مُردے کی کھال سے قبل دباغت کے اور نہ اوسکے پٹھون
سے **ص** اور بعد دباغت کے اوسکو بیچنا اور کام مین لانا درست ہی **ف** اور دلیلین اوسکی کتاب الطہارۃ مین گذرین اور قوی دلیل
یہ ہی کہ روایت کی بخاری مسلم نے عبد اللہ بن عباسؓ سے کہ حضرت میمونہ کی ایک لونڈی کو ایک بکری ملی صدقہ مین اور وہ مر گئی
تو گذرے اوسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمایا آپ نے کیون نہین لی تم نے کھال اوسکی اور دباغت کرکے نفع نہ اوٹھایا
کہا صحابہ نے کہ وہ مُردہ ہی فرمایا آپ نے کہ مُردے کا صرف کھانا حرام ہی **ص** اسیطرح مُردار جانور کی ہڈی اور ریان اور پٹھا اور

بال اور سینگ سے نفع لینا اور اونکا بیچنا جائز ہو **ف** اسواسطے کہ یہ چیزین پاک ہین اور دلیل انکی کتاب الطہارۃ مین گذری
**ص** اور باقی مثل درندونکے ہو اوسکی ہڈی کا بیچنا اور اوس سے نفع اوٹھانا درست ہو مگر امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہین **ف** اسواسطے کہ
امام محمدؒ کے نزدیک ہاتی مثل سوٗر کے نجس العین ہو اور صحیح ہمارا مذہب ہو اور اوسی کے مؤید ہین بہت سے احادیث جنکا بیان فصل نجاست
مین کتاب الطہارۃ سے گذرا **ص** اگر بالاخانہ ایک شخص کا تھا اور نیچے کا مکان ایک شخص کا اور دونون گر گئے یا بالاخانہ بالکل گر گیا
اب بالاخانہ کے مالک نے صرف بالاخانہ بیچا تو بیع اوسکی باطل ہو اسواسطے کہ سوای اوپر ہونے کے حق کے اور کوئی چیز باقی نہین رہا اور ہونے
کا حق مال نہین **ف** یعنی جب بالاخانہ گر گیا تو کوئی چیز اس قسم کی باقی نہین رہی جو مشاہد ہو موجود ہو صرف ایک حق فعلی یعنی اوپر ہونے کا
حق باقی ہی اور وہ مال نہین ہی اور جو مال نہین ہو اوسکی بیع باطل ہو ہدایہ **ص** ایک وہ اس شرط سے لیا کر وہ لونڈی
ہو بعد اوسکے غلام نکلا تو بیع باطل ہو اور اگر ایک مینڈھا خریدا بعد اوسکے بھیڑ نکلی تو بیع جائز ہو لیکن مشتری کو اختیار ہو جائیگا کہ
یا پھیر دیوے اور فاسد ہو خرید اس طرح پر کہ مشتری سے بائع اوسی چیز کو پہلی قیمت سے کم مین لیوے قبل وصول قیمت اول کے مثال اوسکی یہ ہے
ایک شخص نے ایک لونڈی پندرہ روپئے کو بیچی اور ابھی دہ روپئے وصول نہین ہوئے تھے کہ مشتری سے پھر دس کو خرید لی تو دس کی عوض مین دس
ہو گئے اور بائع کے پانچ روپئے اور مشتری پر باقی ہین **ف** اسواسطے کہ یہ نفع ایسی چیز کا ہو جو مالک کے ضمان مین نہین آئی اور منع کیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے نفع سے روایت کیا اوسکو ابو داود اور ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے عمرو بن العاص سے اور صحیح
کہا اوسکو ترمذی اور ابن خزیمہ اور حاکم نے علوم الحدیث مین اور بیہقیؒ روایت کی امام ابو حنیفہ نے مسند مین ابی اسحق سبیعی سے
انھون نے عورت سے ابی السفر کے کہ کہا ایک عورت نے حضرت عایشہؓ سے کہ زید بن ارقم نے بیچا میرے ہاتھ ایک لونڈی کو آٹھ سو درہم
بدلے مین پھر خریدا اوسکو چھ سو درہم کے عوض مین تو کہا حضرت عایشہؓ نے کہ خبر پہونچا دو تو میری طرف سے زید بن ارقم کو کہ اللہ تعالی باطل
کر دیگا حج اور جہاد تمھارا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگر توبہ نکرو گے اور روایت کی امام احمدؒ نے بسند صحیح کہ آئی حضرت
عایشہؓ کے پاس ایک عورت اور کہا اوس نے کہ مین نے زید بن ارقمؓ کے ہاتھ ایک غلام بیچا آٹھ سو روپئے کو میعاد پر پھر خرید لیا مین نے
اوس سے چھ سو روپئے کو تو فرمایا حضرت عایشہؓ نے کہ خبر پہونچا دے تو زید کو کہ تم نے باطل کر دیا جہاد اپنا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اگر توبہ نکرو گے برا کیا تو نے جو بیچا اور جو خریدا اور یہ حدیث صحیح ہو اور یہ قول حضرت عایشہؓ کا بیچا نا گیا ہو قول سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور شافعیؒ نے جو کہا کہ یہ حدیث غیر ثابت ہو اور عالیہ اسکی اسناد مین مجہول ہو باطل ہی اسواسطے کہ عالیہ
ایک عورت جلیل القدر ہو زوجہ ہو ابی اسحق سبیعی کی ذکر کیا اوسکو ابن سعد نے طبقات مین اور کہا کہ سنا ہو اوس نے حضرت عایشہؓ
سے فتح **ص** اور ایک لونڈی پندرہ روپئے کو بیچی اور ابھی قیمت نہین وصول پائی کہ پھر وہی لونڈی یا ایک اور لونڈی کے ساتھ
ملا کر پندرہ کو خرید کی تو پہلی لونڈی مین بیع فاسد ہے اور دوسری مین جائز ہو **ف** اسواسطے کہ پہلی لونڈی کو جس قیمت سے بیچا اوس سے
کم مین خریدا ہو تو اوسمین بیع جائز نہو گی اور دوسری لونڈی مین صحیح ہو جاویگی **ص** تیل کو اس طرح خرید اکہ برتن سمیت
تول لیوینگے اور ہر برتن کے عوض مثلاً پانچ سیر مجرا کرینگے خواہ وہ برتن پانچ سیر کا ہو یا نہو تو یہ فاسد ہو اور اگر اس
طور سے خریدا کہ جس قدر خالی برتن کا وزن ہو اوتنا حساب مین مجرا کر لیگے تو یہ درست ہو **ف** اسواسطے کہ پہلا قول خلاف دستور
اور خلاف مقتضای عقد ہو کیونکہ احتمال ہو کہ برتن پانچ سیر کا ہووے یا کم و بیش اور دوسرا قول موافق دستور اور موافق مقتضای

عقد ہو اور تیل کی قید واسطے مثال کے ہو اور ہر وزنی بیع مین یہی حکم ہو ص اگر گھی کپّے مین خریدا اور مشتری جب کپّا پھیر گیا
تو وہ پانچ سیر کا نکلا تب بائع نے کہا کہ میرا کپّا اور تھا اور وہ ڈھائی سیر کا تھا اور مشتری نے کہا کہ یہی کپّا تھا تو قول مشتری کا ساتھ
قسم کے معتبر ہوگا ف اسواسطے کہ کپّے پر قابض مشتری تھا اور قول قابض کا معتبر ہوگا ھ ایسا اور یہان بھی قید گھی کی
اتفاقی ہو بلکہ جو وزنی ہو او سمین یہی حکم ہو ص باطل ہو سیل یعنی پانی بہنے کی جگہہ کی بیع اور ہبہ اوسکا اور صحیح ہو بیع اور ہبہ
راہ کا ف یعنی ایک شخص کی زمین ہے دوسرے کی زمین پر پانی بہ کے جاتا ہو تو جس شخص کی زمین پر پانی بہ کے جاتا ہو اور نے
اوتنی زمین بیع کی تو باطل ہو اور اگر ایک شخص کے مکان کا راستہ دوسرے کی زمین ہے ہو کر ہو اور اوسنے راستہ بیچا تو صحیح ہو
ص بعض علمانے کہا ہو کہ مسیل سے یا رقبہ مسیل مراد ہو یعنی وہ مکان جسمین پانی بہتا ہو ف جیسے نہر یا نالے یا
چھت ص اور راہ سے بھی رقبہ راہ یعنی اوتنی جگہہ جسمین سے گذرتا ہو تو پانی بہنے کی مقدار مجہول ہو لہذا اوسکی
بیع اور ہبہ جائز نہین ف یہ جب ہو کہ اوسکا طول و عرض معین معلوم نہووے اور جب اوسکا طول و عرض بیان
کر دیوے اسطرح پر کہ وہ ایک زمین کا ٹکڑا ہو جاوے تو جائز ہو بیع اوسکی جیسا کہ ذکر کیا سرخسی نے یا پانی بہنے کی جگہہ کہے لیکن اوسکی
حدود اور جگہہ بیان کر دیوے تب بھی جائز ہو ذکر کیا اوسکو قاضی خان نے چلپی ص اور رقبہ راہ معلوم ہو اگر اوسکے
حدود بیان کرے اور اگر نہین بیان کیے جب بھی وہ مقدر ہو دروازے کے عرض سے جیسے تقسیم زمین مین تو جائز ہو
اوسمین بیع اور ہبہ اور یا مسیل سے حق تسییل یعنی پانی بہنے کا حق مراد ہو تو اگر زمین پر ہو تو مجہول ہو اور اگر چھت پر ہو تو وہ
حق تعلی ہو یعنی ایسا حق ہو کہ متعلق ہو ایسی چیز سے جو باقی نہین رہتا ف جب چھت گر جاوے ص اور راہ سے بھی حق
گذرنے کا مراد ہو تو اوسمین دو روایتین ہین ف ایک روایت مین بیع اوسکی صحیح ہو اور دوسری روایت مین باطل ہو
مضمرات مین ہو کہ اکثر فقہانے روایت اول سے اخذ کیا ہو اور روایت ثانی کو فقیہ ابو اللیث نے صحیح کیا ہو ص وجہ
بطلان یہ ہو کہ وہ صرف حق ہو اور مال نہین ہو اور وجہ صحت یہ ہو کہ اسکی طرف احتیاج ہو اور وہ ایک حق معلوم ہو
متعلق ہو اوس چیز سے جو باقی ہو ف یہ جب ہو کہ حق گذرنے کا زمین پر ہووے اور جو چھت پر ہووے تو باتفاق باطل ہو ص اور
صحیح ہو وکیل کر دینا مسلمان کا ذمی کو واسطے بیچنے یا خریدنے شراب و سور کے اور احرام باندھے ہوئے کا غیر محرم کو واسطے
بیچنے شکار لینے کے نزدیک امام صاحب کے ف لیکن مکروہ ہو بکراہت شدیدہ تو مسلم کو واجب ہو کہ درصورت خرید شراب
کو سرکہ بنا دیوے یا اوسکو بہا دیوے اور سور کو چھوڑ دیوے اور درصورت بیع اوسکے ثمن کو تصدق کرے طحطاوی ص اور صاحبین
کے نزدیک صحیح نہین ف مختار مین ہو کہ یہی ظاہر تر ہو ص یہان سے بیع بالشرط کے قواعد کلیہ مذکور ہوتے ہین ف
جاننا چاہیے کہ حدیث اور آثار شروط بیع مین مختلف وارد ہوئے ہین طبرانی نے اوسط مین روایت کی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے
کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بیع سے اور شرط سے اور اس حدیث سے باطل ہونا بیع اور شرط دونوں کا معلوم ہوتا ہو
اور حدیث اوپر گذر چکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا حضرت عایشہ سے کہ خرید لو بریرہ کو اور شرط کر لو اوسکے مالکون کیلیے ولاکی
اور ولا اوسکو ملیگی جو آزاد کرے اس سے معلوم ہوتا ہو کہ بیع جائز ہو اور شرط باطل اور بھی اوپر گذری حدیث خیار الشرط کی اور اوس سے معلوم ہوتا ہو کہ بیع
اور شرط دونون جائز ہین اسواسطے فقہانے شروط کی تقسیم کر دی ص اور بیع ایسی شرط کے ساتھ جسکو عقد مقتضی ہووے جیسے شرط ملک

واسطے مشتری کے یا اوسکو عقد مقتضی نہووے لیکن اوسمین نفع کسیکو نہووے ف یعنی نہ نفع بائع کو ہو نہ مشتری کو نہ معقود علیہ کو یعنی جس چیز کی بیع ہوتی ہو اوسکی مثال ہدایہ مین لکھی ہو کہ بائع ایک جانور کو اس شرط پر بیچے کہ مشتری پھر اوسکو بیچ کر ص جائز ہو ف اور وہ شرط لغو ہو مثلاً اس صورت مین مشتری کو اختیار رہیگا کہ جانور کو بیچ ڈالے ص اور بیع ایسی شرط کے ساتھ جسکو عقد مقتضی نہووے اور اوسمین بائع کو نفع ہووے یا مشتری کو یا معقود علیہ کو فاسد ہو اول کی مثال یہ ہو کہ بائع ایک غلام اس شرط پر بیچے کہ ایک مہینے تک میری خدمت کرے کیونکہ اس صورت مین بائع کو نفع ہو دوسرے کی مثال یہ ہو کہ مشتری ایک کپڑا اس شرط پر خریدے کہ بائع اوسکو قطع کر دیوے یا اوسکی قبا سی دیوے یا چمڑا خریدے اس شرط پر کہ اوسکی جوتی بنا دیوے یا اوسکا تسمہ لگا دیوے کیونکہ ان صورتون مین مشتری کا نفع ہی تیسرے کی مثال یہ ہو کہ بائع ایک غلام اس شرط پر بیچے کہ مشتری اوسکو آزاد کرے یا مدبر یا مکاتب کرے کیونکہ ان صورتون مین معقود علیہ کو نفع ہو اور فاسد ہی بیع لونڈی کی بدون حمل کے ف یعنی ایک لونڈی حاملہ کو بیچا بغیر حمل کے یعنی بائع نے کہا کہ حمل میرا ہی اور لونڈی تیری ہی تو یہ بیع فاسد ہی اسواسطے کہ صرف حمل کا بیچنا درست نہین تو اوسکا استثنا بھی درست نہوگا ص اور اگر مشتری نے قیمت ادا کرنے کے لیے یہ کہا کہ نوروز تک یا مہرگان تک یا نصاری کے روزون تک یا یہودیون کی عید تک دون گا اور بائع اور مشتری کو یہ دن معلوم نہون تو یہ بیع فاسد ہو ف اسواسطے کہ اس صورت مین بائع اور مشتری مین نزاع ہوگی بائع قیمت جلدی مانگے گا او مشتری دیر مین دیگا اور اگر دونون کو دونون پہچانتے ہون تو جائز ہی درمختار نوروز اوس دنکو کہتے ہین جب جاڑا ختم ہو کر دن رات برابر ہوتا ہو اور مہرگان وہ دن ہی جب گرمی تمام ہو کر دن رات برابر ہوتا ہو ص یا یہ کہا کہ حاجیون کے آنے تک اور کھیتی کٹنے تک اور دائین چلنے تک اور میوہ توڑنے تک اور جانورون کی پیٹھ پر سے اون کاٹنے تک دونگا تو بھی بیع فاسد ہو ف اسواسطے کہ یہ امور کبھی جلدی کبھی دیر مین ہوتے ہین تو بائع اور مشتری مین نزاع ہوگی ص اور اگر ان وقتون تک بیچے اور قبل ان وقتون کے آنیکی مدت کو ساقط کر دیا تو بیع صحیح ہو جاویگی اور اگر ان مدتون تک کسی کی ضمانت کی تو صحیح ہی

## فصل احکام بیع باطل اور بیع فاسد کے بیان مین

بیع باطل مین مبیع مشتری کے پاس امانت ہوتی ہو بعضون کے نزدیک تو اوسکے تلف ہو جانے سے مشتری پر ضمان نہ واجب ہوگا اور بعضون کے نزدیک مشتری پر ضمان اوسکی قیمت کا لازم ہوگا ف اور یہی مختار ہو اور اسی پر فتوی ہی قنیہ ص اور بیع فاسد مین اگر مشتری نے مبیع پر قبضہ کر لیا بائع کی رضا سے خواہ رضا اوسکی صراحتاً ہو ف مثلاً بائع کہے کہ تو اسپر قبضہ کرے ص یا دلالت حال سے ف مثلاً بائع کے سامنے مجلس عقد مین قبضہ کیا ص اور مبیع اور ثمن دونون مال ہون تو مشتری مبیع کا مالک ہو جاویگا اور مشتری پر مبیع کا مثل لازم ہوگا خواہ وہ مثل حقیقۃً ہو یا معنیً ف مثل حقیقۃً اون چیزون مین جو مثلی ہین جیسے گیہون چاول اور اناج وغیرہ اور مثل معنیً اون چیزون مین جو غیر مثلی ہین جیسے جانور کپڑا ہتھیار وغیرہ ان چیزون کا مثل حقیقۃً نہین ہوتا کیونکہ جانور جانور کا سب اوصاف مین ایک ہونا دشوار ہی سو اسواسطے قیمت کو انکا مثل معنوی قرار دیا گیا ہو ص اور واجب ہو ہر ایک بائع اور مشتری سے فسخ کرنا بیع فاسد کا قبل قبض مبیع کے جبتک وہ شی مشتری کی ملک مین ہو اور اسیطرح بعد قبض مبیع کے اگر فساد [illegible] یعنی ایسا الوضیع [illegible] بجائے درہم کی بیچ مین درہم کے ف اور اسکے فسخ مین حکم قاضی شرط نہین اور اگر کوئی

فسخ مین انکار کرے تو قاضی جبراً فسخ کرا دیوے در مختار ص اور اگر فساد کسی شرط کے سبب سے ہووے مثلاً بائع نے یہ شرط لگائی ہو کہ مشتری مجکو ایک تھان دیوے تو جسنے شرط لگائی ہووے اوسکو فسخ واجب ہی امام محمدؒ کے نزدیک اور شیخین کے نزدیک ہر ایک پر واجب ہی تو اگر مشتری نے بیع فاسد مین مبیع کو بیچ ڈالا یا ہبہ کر دیا اور تسلیم کر دیا موہوب لہ کو یا مبیع غلام تھا اوسکو آزاد کر دیا تو یہ تصرفات مشتری کے صحیح ہو جاوینگے اور اوسپر قیمت لازم آویگی اور حق فسخ کا ساقط ہو جاویگا ف اسواسطے کہ بیع سے حق غیر کا متعلق ہو گیا اور فسخ تھا بسبب حق اللہ کے اور حق العباد مقدم ہی حق اللہ پر کیونکہ اللہ تعالی غنی ہی اور بندہ محتاج ہی ص اور بیع کا اگر فسخ کی گئی تو بائع مبیع کو مشتری سے نہین لے سکتا جبتک اوسکی ثمن نہ پھیر دیوے تو اگر بائع بعد فسخ کے مر جاوے تو پہلا اوس شے کو بیچکر مشتری کی ثمن ادا کرینگے بعد اوسکے اور قرض خواہون کو جو بچے گا دیا جاویگا ف جیسے رہن مین اگر راہن مر جاوے تو شئی مرہون کو بیچکر اول روپیہ مرتہن کا ادا کرینگے بعد اوسکے جو بچے گا بعد تجہیز و تکفین کے اور قرضخواہون کو ملیگا ہدایہ ص اور بیع فاسد مین اگر مشتری نے مبیع کو بیچا اور اوسمین نفع کما یا تو مشتری کو یہ نفع حلال نہین تو اوسکو صدقہ دیدیوے اور بائع نے جو نفع کمایا تھا اوسکو حلال ہو گیا ف اور دلیل اسکی ہدایہ اور اصل کتاب مین مذکور ہی ص اسی طرح ہی اگر ایک شخص نے دعوی کیا کچھ روپیون یا اشرفیون کا دوسرے پر اور مدعا علیہ نے مدعی کو وہ روپے اشرفی ادا کر دیے بعد اوسکے مدعی نے اقرار کیا کہ میرا کچھ مدعا علیہ پر نہ تھا اور مدعی اون روپیون مین نفع کما چکا تو وہ نفع مدعی کو حلال ہو جاویگا ف اور مدعا علیہ سے جس قدر روپے لیے تھے وہ پھیر نا پڑینگے ص اور اگر بائع نے بیع فاسد سے ایک زمین بیچی اور مشتری نے اوس زمین پر مکان بنایا تو مشتری پر اوسکی قیمت لازم ہوگی اور حق فسخ کا ساقط ہو جاویگا اور صاحبین کے نزدیک مکان گرایا جاویگا اور زمین بائع کو واپس کیجاویگی اور مشتری اپنا عملہ لیجاویگا ف ایسا ہی اگر مشتری نے اوس زمین مین درخت بوئے تو امام صاحب کے نزدیک قیمت زمین کی لازم آویگی اور بائع فسخ نہین کر سکتا اور صاحبین کے نزدیک مشتری کو حکم ہوگا کہ درخت اوکھاڑ لیوے اور زمین خالی کر دے کمال الدین ابن الہمام نے مذہب صاحبین کو ترجیح دی ہی اور نہر الفائق مین مذہب امام صاحب کو اور وہی مختار ہی اس زمانے مین ص

## فصل مکروہات بیع مین

مکروہ ہی لاڑ ھیا پن یعنی مال کی قیمت زیادہ کہدینی اس غرض سے کہ دوسرا شخص اوسکی خرید مین رغبت کرے اور لینے کو غرض نا منظور ہو ف اسکو عربی مین نجش کہتے ہین روایت کی بخاری اور مسلم نے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ نجش کرو ص اور مول کرنا اوس چیز پر جسکا کوئی اور مول کر چکا ہو یعنی اوس قیمت پر بائع راضی ہو چکا ہو ف اور اگر اوسنے ابھی مول نہین چکایا تو جائز ہی صحاح ستہ مین ابوہریرہؓ سے مروی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مول نہ چکاوے کوئی اپنے بھائی کے مول چکائے پر اور نہ بیع کرے اپنے بھائی کی بیع پر اور نہ پیام نکاح کا دے اپنے بھائی کے پیام پر اور قید بھائی کی اتفاقی ہی واسطے زیادتی نفرت اور قباحت کے ورنہ یہی حکم ہی اگر غیر ذمی ہو یا مستامن در مختار ص اور مکروہ ہی اناج کی بھرتی کو آگے بڑھکر لینا جب شہر والون کو ضرر کرے ف یعنی اناج لیکر بنجارے چلے آتے ہین تو شہر کے باہر جاکر اون سے خرید لینا مکروہ ہی اسکی کراہت کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ شہر مین قحط ہی اور یہ شخص قافلے مین جاکر ملا اور اون سے سب غلہ خرید کر لیا اور شہر مین

لاکر خاطر خواہ بیچا اور اگر یہ شخص نہ جاتا اور قافلہ بنجارون کا شہر مین آتا تو اہل شہر کو فائدہ ہوتا دوسرے یہ کہ شہر مین قحط اور تنگی نہو مگر یہ کہ قافلے والون کو نرخ شہر کا معلوم نہو وے اور یہ شخص اون سے جا کر سستا خرید کر لیوے فریب دیکر اگر یہ دونون صورتین نہون تو مکروہ نہین هدایه صحیحین مین مروی ہی ابن عباسؓ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلقی جلب سے اور اوسکے یہی معنی ہین جو اوپر گذرے ص اور مکروہ ہی بیع حاضر کی واسطے بادی کے زمانہ قحط مین مہنگے دامون کی طمع سے ف حاضر وہ شخص ہی جو شہر مین رہتا ہی بادی وہ جو بیرون شہر دیہات کا رہنے والا ہی ممانعت اس بیع کی حدیث سے ثابت ہی روایت کی بخاری نے ابن عمرؓ سے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع حاضر سے واسطے بادی کے اور اس حدیث کے دو معنی ہین ایک کہ شہر کا بنیا بقال شہر کے لوگون کے ہاتھ نہ بیچے بلکہ جو باہر سے لوگ آتے ہین اونکے ہاتھ بیچے تاکہ دام زیادہ ملین اور اسکو خطا کیا ہی ہدایہ مین دوسرے یہ کہ باہر کا شخص غلہ لاوے اور اوسکے طرف سے شہری دلال ہووے اور کہے کہ تو جلدی نکر مین تجکو گران بیع دونگا تو بائع بادی ہوا اور حاضر دلال اور یہی معنی اختیار کیے ہین مجتبی اور رد مختار اور اصل کتاب مین اور منقول ہی یہ تفسیر ابن عباسؓ سے اور مناسب ہی اسکے آخر حدیث کہ چھوڑو لوگون کو تا اللہ تعالی روزی دے بعضے آدمیون کو بعضون سے روایت کیا اوسکو مسلم نے جابرؓ سے ص اور مکروہ ہی بیع وقت آذان جمعے کے تحریماً ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی جل شانہ نے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ اے ایمان والو جسوقت پکارا جاوے واسطے نماز کے دن جمعے کے پس دوڑو واسطے یاد خدا کے اور چھوڑو سودا کرنا اور اسواسطے کہ بیع کرنے مین خلل آتا ہی سعی مین اور وہ واجب ہی یہان تک کہ اگر سعی مین خلل نہ آوے بلکہ سعی بھی ہوتی جاوے اور بیع بھی جیسے بائع اور مشتری ایک کشتی مین سوار ہین اور وہ کشتی چلی جاتی ہو مسجد جامع کو تو مضایقہ نہین درمختار ص جن دو بردون مین قرابت قریب محرم ہو ف یعنی ہر ایک دوسرے کا قریب محرم ہو تو محرم غیر قریب جیسے باپ کی جورو یا قریب غیر محرم جیسے چچا کی اولاد دونون نکل گئے هدایه ص اور دونون صغیر سن ہون یا ایک صغیر سن تو اونمین جدائی ڈالنا مکروہ ہی جب کسی حق کے سبب سے نہووے نزدیک طرفین کے اور امام ابی یوسفؒ کے نزدیک جب اون دونون مین ناتا ولادت کا ہووے تو ایک کی بیع بدون دوسرے کے جائز نہین ف اور بعضون نے کہا کہ مطلق امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بیع جائز نہین خواہ ناتا ولادت کا ہووے یا اور طرح کا اور یہی قول ہو نزد فراو رایمۂ ثلثہ کا اور اصل اس باب مین قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو روایت کی ترمذی نے ابی ایوب انصاریؓ سے کہا کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے جس شخص نے جدائی ڈالی درمیان مین والدہ اور اوسکے ولد کے جدائی ڈالیگا اللہ تعالی درمیان اوسکے اور درمیان دوستون اوسکے کے دن قیامت کے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہی غریب ہی تو صحیح کیا اوسکو حاکم نے شرط مسلم پر اور نظر کی اوسمین محدث شیخ نے کہ اوسکے اسناد مین حیی بن عبداللہ ہی نہین اخراج کیا اوس سے صحاح مین اور اختلاف کیا گیا اوسمین اور بسبب اختلاف کے نہین صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور روایت کیا اوسکو امام احمدؒ نے ایک قصے کے ساتھ اور روایت کی حاکم نے مستدرک مین عمران بن حصینؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملعون ہی وہ شخص جسنے جدائی ڈالی درمیان والدہ اور اوسکے ولد کے اور کہا کہ اسناد اوسکی صحیح ہی اور روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ ہبہ کیے مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو غلام کہ آپس مین بھائی تھے اور بیچا

مین نے ایک کو فروخت کیا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا علی کیا ہوا ایک غلام تیرا کہا مین نے بیچ ڈالا اوسکو تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھیر لے اوسکو پھیر لے اوسکو کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہی اور روایت کی حاکم اور دارقطنی نے دوسرے طریق سے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے انھون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قیدی تو حکم کیا مجکو ساتھ بیچ دو بھائیون کے تو بیچا مین نے اون دو نون کو الگ الگ اور کہا مین نے آنکر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو فرمایا آپنے کہ پھیر لے اونکو اور بیچ اونکو ایک ساتھ اور نہ جدائی کر درمیان اونکے صحیح کیا اوسکو حاکم نے اوپر شرط بخاری اور مسلم کے اور نفی کی ابن قطان نے عیب کو اس حدیث سے اور کہا کہ یہ اولی ہی اون حدیثون مین جنپر اعتماد ہی اس باب مین اور روایت کیا اوسکو احمد اور بزار نے دوسرے طریق سے لیکن اوسمین انقطاع ہی اور وہ مضر نہین ہمارے نزدیک ص اور اگر جدائی اون دو نون کی کسی حق کے سبب سے ہووے جیسے ایک نے کوئی جنایت کی اوسمین دیا گیا یا عیب کے سبب سے روکا گیا تو مکروہ نہین اور جائز ہی بیع من یزید یعنی نیلام ف جسکو ہراج کہتے ہین اسواسطے کہ روایت کی اصحاب سنن اربعہ نے انس بن مالک سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک انصاری سوال کرنے کو آیا تو حضرت نے فرمایا کیا تیرے گھر مین کوئی چیز نہین اوسنے کہا کیون نہین ایک کمل ہی جسکو کچھ مین اوڑھتا ہون اور کچھ بچھاتا ہون اور ایک پیالہ ہی جسمین مین پانی پیتا ہون فرمایا کہ اونکو میرے پاس لے آ سو وہ دو نون چیزین لے آیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو لیا اور فرمایا کہ کون شخص ان دو نون کو خرید کرتا ہی سو ایک مرد نے کہا کہ مین انکو بعوض ایک درہم کے خرید کرتا ہون سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو بار یا تین بار من یزید علی درہم کون ہی جو ایک درہم سے زیادہ دے تو ایک مرد نے کہا کہ مین دو نون کو دو درم کو لیتا ہون سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو نون چیزین اوسکو دین اور دو نو درم مرد انصاری کو دیے اور فرمایا کہ ایک سے طعام خرید کرکے اپنے اہل وعیال کو دے اور دوسرے سے کلھاڑی میرے پاس خرید کر لا سو وہ لایا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اوسمین لکڑی لگائی اور فرمایا کہ جا لکڑیان لا یا کر اور بیچا کر اور مین تجکو پندرہ دن نہ دیکھون اوسنے ایسا ہی کیا پھر وہ آیا اور اوسکو دس درہم حاصل ہوے سو اوسنے کچھ درہمون سے کپڑا خرید کیا اور کچھ سے کھانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تیرے حق مین بہتر ہی تیرے آنے سے دن قیامت کے اور داغ سیاہی کا تیرے منہ پر ہووے بسبب سوال کے ص

## باب اقالہ کے بیان مین

ف اقالہ کا جواز ثابت ہی حدیث سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو پھیر دے مسلمان کی بیع رد کریگا اللہ تعالی لغزش اوسکی قیامت کے دن روایت کیا اوسکو ابو داود اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے اور صحیح کہا اوسکو ابن حبان اور حاکم نے ص جاننا چاہیے کہ اقالہ یعنی پہلی بیع کا توڑنا بائع اور مشتری کے حق مین تو فسخ بیع ہی اور سوا اونکے اور شخصون کے حق مین مانند بیع جدید کے ہی تو اگر فسخ بیع بائع اور مشتری کے حق مین نہو سکے تو اقالہ باطل ہوگا ف اور مثال اوسکی آگے آتی ہی ص اور یہ جو معلوم ہوا کہ اقالہ غیر بائع اور مشتری کے نزدیک مانند بیع جدید کے ہی تو اوسکا فائدہ یہ ہی کہ وقت اقالہ کے شفیع کو دعوی شفعہ پہونچتا ہی ف مثلاً زید نے ایک مکان اپنا عمرو کے ہاتھ بیع کیا اور شفیع نے اپنی رضامندی سے اوسوقت حق شفعہ ساقط کر دیا بعد اوسکے اقالہ بیع ہوا تو زید اور عمرو کے حق مین تو یہ اقالہ فسخ بیع شمار کیا جاویگا اور شفیع کے حق مین بیع جدید تو اب پھر اوسکو دعوی شفعہ پہونچ سکتا ہی در مختار ص اور اگر ایک لونڈی کی بیع ہوئی اور بعد اوسکے

اقالہ بیع ہوا تو اب پھر لونڈی پر استبرا واجب ہوگا **ف** یعنی اب بائع اول کو وطی اوسکی جائز نہوگی بغیر استبرا کے **ص** اور ابو یوسف کے نزدیک اقالہ بیع ہی تو اگر بیع نہو سکے گی تو فسخ شمار کیا جاویگا اور امام محمد کے نزدیک فسخ ہی اور اگر فسخ ممکن نہوگی تو بیع شمار کی جاویگی **ص** تو باطل ہوا اقالہ بیع اوس لونڈی مین جو بعد بیع کے مشتری کے پاس آنکر جنے **ف** مثلاً ایک لونڈی خریدی اور وہ مشتری پاس آنکر بعد قبض کے جنے تو اس اقالہ کو فسخ نہین بنا سکتے اسواسطے کہ بیع مین زیادتی ہوگئی اور یہ مانع فسخ ہی تو اقالہ باطل ہوگا **کفایہ** **ص** امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک باطل نہین ہی کیونکہ اس اقالہ کو بیع بنا سکتے ہین اور اقالہ اوتنی ہی قیمت کو درست ہی جو اول مقرر ہوئی تھی تو اگر روپیے کے بدلے مین بیع ہوئی تھی اور اقالہ مین اشرفی ٹھہری یعنی جنس یا قسم قیمت کی بدل گئی یا قیمت کم و بیش پہلی قیمت سے ٹھہری تو یہ شرط باطل ہوگی اور بائع پر پہلی قیمت کا صرف پھیرنا لازم آویگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک شرط صحیح ہی اسواسطے کہ امام صاحب کے نزدیک اقالہ فسخ بیع اول ہی اور فسخ نہین ہوتا مگر پہلی قیمت پر اور صاحبین کے نزدیک بیع جدید ہی تو کم و بیش قیمت پہلی قیمت سے درست ہوگی الا گھٹی قیمت کی اوس صورت مین درست ہی جب بیع مین مشتری کے پاس آنکر کوئی عیب ہوگیا ہو اور صحت اقالہ کا ہلاک ثمن مانع نہین ہی البتہ ہلاک ہوجانا بیع کا مانع صحت اقالہ ہی **ف** یعنی اگر ثمن اول بائع کے پاس تلف ہوجاوے تو یہ اقالہ کا مانع نہین اسواسطے کہ ثمن تابع ہی بیع مین اور اصل بیع ہی اور وہ موجود ہی اسی واسطے اگر بیع تلف ہوجاویگی مشتری پاس تو پھر اقالہ اوسکا نہوسکیگا مثلاً زید نے گھوڑا خریدا اور وہ زید کے پاس آکر مرگیا تو اب اقالہ اوسکا نہین ہوسکتا یا غلام خریدا اور وہ بھاگ گیا اور اگر بعد اقالہ کے بیع ہلاک ہوگئی تو اقالہ باطل ہوکر اصل بیع قائم ہوجاویگی پھر **ص** اور اگر بیع مین سے کسی قدر تلف ہوجاوے تو اوسیقدر کا اقالہ نہوسکیگا باقی کا درست ہوگا **ف** مثلاً زمین کو خرید کیا کھیت کے ساتھ اور کھیت کاٹ لیا پھر اقالہ کیا تو زمین مین بقدر اوسکے حصے کے اقالہ صحیح ہی **مسائل الحاقیہ** اقالہ مین رضامندی بائع اور مشتری کی شرط ہی اور اقالہ نکاح اور طلاق اور عتاق کا نہین ہوسکتا اور واجب ہی اقالہ عقد فاسد مکروہ کا اگر اقالہ ہوا اور پھر وہ چیز موہوب لہ کے پاس آگئی تو واہب کو حق رجوع ثابت نہوگا صابون کو خریدا اور پھر وہ سوکھ گیا تو اقالہ جائز ہی اسواسطے کہ کل مبیع باقی ہی اقالہ صحیح ہی اقالہ کا اقالہ کرنا تو پھر بیع اول لوٹ آویگی گر اقالہ سلم کا اقالہ صحیح نہین انگور کا باغ بیچا اور تسلیم کیا سو مشتری نے اوسکا پھل کھایا سال بھر تک پھر دونون نے اقالہ کیا تو اقالہ صحیح نہین **دُر مختار**

## باب مرابحہ اور تولیہ کے بیان مین

مرابحہ کہتے ہین چیز کے بیچنے کو اصل لاگت پر ایک نفع معین کرکے اور تولیہ کہتے ہین صرف لاگت پر بیچنے کو بلا نفع کے **ف** جاننا چاہیے کہ بیع چار طرح پر ہوتی ہی مرابحہ اور تولیہ اور مساومہ اور وضیعہ مرابحہ اور تولیہ تو معلوم ہوچکا ہی اور مساومہ کہتے ہین اوس بیع کو جسکے ثمن پر بائع اور مشتری راضی ہوجاوین بدون لحاظ پہلی قیمت کے اور وضیعہ کہتے ہین اصل لاگت سے نقصان پر بیچنے کو اور مرابحہ اور تولیہ کا جواز عقلاً ثابت ہی اور نقلاً بھی بدلیل اوس حدیث کے جسکو ذکر کیا ابن اسحاق نے سیرت مین کہ حضرت ابوبکر رضہ نے دو اونٹ خریدے اور اون مین سے جو افضل تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے واسطے سواری کے پیش کیا اور کہا آپ سوار ہوجیے صدقے ہون آپ پر مان باپ میرے تب فرمایا آپ نے مین نہین سوار ہون گا اوس اونٹ پر جو میری ملک مین نہین ہی تو کہا ابوبکر رضہ نے کہ وہ اونٹ آپ کا ہوگیا فرمایا آپ نے نہین مگر اوسا

قیمت پر جتنے کو تم نے خریدا تو قبول کیا اوسکو حضرت ابوبکر رض نے اور سوار ہوے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اوس اونٹ پر اور روایت کی عبدالرزاق نے سعید بن المسیب سے مرسلاً کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تولیہ اور اقالا اور شرکت سب برابر ہین نہین کچھ حرج ان مین اور مرسلات سعید کے مقبول ہین فتح ص اور شرطان دونون کی یہ ہی کہ پہلی قیمت جو بائع نے دی تھی مثلی ہو ف یا غیر مثلی لیکن وہ چیز وقت مرابحہ کے مشتری کی مملوک ہو جاوے ثمن مثلی جیسے روپیا اشرفی اور مکیل موزون یعنی جو چیزین تول کر بکتی ہین اور جو گن کر بکتی ہین لیکن مقدار مین یکسان اور قریب ہوتے ہین اور ثمن مثلی اسواسطے شرط ہوئی کہ اگر ثمن غیر مثلی ہووے چنانچہ کپڑا العوض غلام کے خرید کیا تو یہان مرابحہ اور تولیت قیمت غلام پر ہوگا اور حال آنکہ قیمت مجہول ہی ہان اگر مشتری ثانی اوسی چیز کا مالک ہو جاوے جسکو بائع ثانی نے قیمت مین دیا تھا تو غیر مثلی سے بھی مرابحہ جائز ہی صورت اوسکی یہ ہی کہ عمر خرید کیا عوض کپڑے کے اور اوسکو تسلیم کر دیا پھر عمر کے بائع نے وہی کپڑا مثلاً زید کو بطریق بیع یا ہبہ کے دیا پھر عمر کے مشتری نے مثلاً بیچا زید کے ہاتھ بعوض اوسی کپڑے کے اور کچھ منفعت کے تو جائز ہی کیونکہ زید ثمن اول کے دینے پر قادر ہی نہر ص اور مرابحہ اور تولیہ کی طرف احتیاج اسواسطے ہی کہ جو شخص ناواقف اور نادان ہی خرید و فروخت مین وہ شخص واقف کے ایمان پر خواہ نفع دیکر یا اصل لاگت پر خرید کر سکتا ہی اور اس سے اپنے جی کو خوش کرتا ہی اسواسطے ان دونون بیعون کا مدار امانت اور دیانت پر ہی اور ضرور ہوا اسمین احتراز خیانت اور شبہے خیانت سے مسألہ اور اصل لاگت مین شریک ہوگی مزدوری دھلوائی اور رنگائی اور چھپوائی کے کپڑے مین اور اسیطرح ڈورے مین بٹوائی کی مزدوری اور غلے مین باربرداری کی ف اور بھیڑ بکریون کے ہانکنے کی مزدوری اور شوربے اور درخت کی مزدوری اور پوشاک اور طعام مبیع کا بدون اسراف کے اور سینچائی پانی کی کھیت مین اور نہرون کی صفائی کی اور باغ مین درخت لگانے کی اور گھر کے چونہ کاری کی ان سب چیزون کی مزدوریان اصل لاگت مین گنی جاوینگی اسیطرح موتی مین سوراخ کرنیکی مزدوری اور لکڑی مین دروازہ بنانے کی درمختار ونہر ہدایہ مین اسکا قاعدہ کلیہ یہ لکھا ہو کہ جن مصارف کی لاگت مین ملانے کا دستور ہو تجار مین اور اوسکے سبب سے مبیع مین یا قیمت مین زیادتی ہووے تو وہ لاگت مین ملائے جاوینگے ص لیکن ان چیزون کی اجرت اور مزدوری جب لاگت مین ملائی جاوے تو بائع یون کہے کہ اتنے دامون کو مجھے یہ چیز پڑی ہی اور یون نہ کہے کہ اتنے کو مین نے خریدا ہی ف تاکہ جھوٹ نہو جاوے اور جس مکان مین اسباب رکھا ہووے اوسکا کرایہ یا چرواہے کی مزدوری یا تعلیم غلام اور لونڈی کی مزدوری اصل لاگت مین داخل نہوگی ہدایہ ص تو اگر مشتری دوم کو معلوم ہوا کہ مشتری اول نے مرابحہ مین خیانت کی تو اوسکو اختیار ہی چاہے اون دامون پر جو مشتری اول نے بیان کیے ہین خرید لیوے اور چاہے پھیر دیوے اور تولیہ مین اگر خیانت معلوم ہوئی تو جسقدر مشتری اول نے خیانت کی رو سے اصل لاگت پر دام بڑھائے ہون گا کاٹ کر باقی دام دیدیوے اور امام ابو یوسف کے نزدیک مرابحہ اور تولیہ مین دونون صورتون مین کاٹ لیوے اور امام محمد رح کے نزدیک دونون صورتون مین چاہے مشتری اول کے بتائے دامون پر لیوے یا پھیر دیوے ف اور فتوی امام صاحب کے قول پر ہی ص اور جس شخص نے ایک چیز خرید کر نفع پر بیچی اور پھر اوسکو جن دامون سے بیچا تھا اوس سے کم کو خرید لیا تو اب اگر اوسکو پھر مرابحہ یا تولیہ سے بیچے گا تو مقدار نفع کو اصل لاگت سے مجرا کرے اور اگر نفع پوری لاگت کو گھیر لیوے یعنی وہ شی مفت پڑ جاوے تو اب اوسکو بطریق مرابحہ نہ بیچے ف مثلاً ایک گھوڑا دس روپے

کو خریدا اور پھر پندرہ کو بیچا اور پھر دس کو خرید لیا تو اب اگر اوسکو مرابحہ سے بیچے گا تو یہ کہے کہ مجکو پانچ روپے کو پڑا ہے اور اگر دس
روپے کو خریدا اور بیس کو بیچا اور پھر دس کو خریدا تو اب اوسکو مرابحہ کے طور پر بالکل نہ بیچے بلکہ مساومۃً یا اور طرح پر بیچے اسکے
برخلاف صاحبین کے کہ اونکے نزدیک دونون صورتون مین ثمن اخیر پر مرابحۃً بیچنا جائز ہے اور صاحبین کا قول خلق پر آسان
ہے اور امام کا قول مضبوط تر ہے تو جس قول پر چاہے عمل کرے ص اگر اوس غلام نے جسکو مولی نے اذن تجارت کا
دیا ہے اگرچہ وہ قرضدار ہووے ایک کپڑا خریدا دس روپے کو اور مولی نے اوس سے پندرہ کو خریدا تو مولی اگر اوس کپڑے کو
مرابحہ سے بیچے تو چاہیے کہ اصل جمع دس روپے بتلاوے اور ایسا ہی اوسکا اولٹا یعنی اگر مولی دس روپے کو کپڑا لیکر اوسی غلام کے
ہاتھ پندرہ کو بیچے اور وہ غلام مرابحہ سے بیچنا چاہے تو دس روپے لاگت بتلاوے اور پندرہ نہ کہے ف اور دلیل اسکی اصل
کتاب ورہدایے مین مذکور ہے اور قرضدار غلام مین جب صورت ہوئی تو اگر قرضدار نہوگا تو بطریق اولی مولی کو یا غلام
کو وہی دام بتلانا پڑینگے جن دامون مولی یا غلام نے اوس شی کو لیا ہے یعنی دس روپے ان دونون صورتون مین ص
اور اگر مضارب کے پاس دس روپے تھے مثلاً آدھے نفع کے قرار داد پر اوس دس روپے کے بدلے مین مضارب نے ایک کپڑا خریدا اور پندرہ
روپے کو مالک مال کے ہاتھ بیچا تو اگر مالک مال اب اوسکو مرابحۃً بیچے تو ساڑھے بارہ قیمت کپڑے کی بتاوے ف
اسواسطے کہ نصف نفع یعنی اڑھائی روپیہ ملک ہے صاحب مال کی اور اسیطرح اوسکے اولٹے مین حکم ہے یعنی جبکہ صاحب مال بائع
ہووے اور مضارب مشتری چنانچہ ذکر اسکا کتاب المضاربۃ مین آویگا ص اگر لونڈی خریدے صحیح وسالم اور مشتری کے پاس
آنکر کانی ہوگئی ف کسی آفت سماوی سے ص یا وہ لونڈی ثیبہ تھی اور مشتری نے اوس سے جماع کیا اور پھر اب بیچا
ہے اوسکو مرابحہ سے تو اپنی اصل لاگت بیان کرے اور اسکا بیان ضرور نہین کہ یہ لونڈی اچھی تھی میرے پاس آنکر کانی ہوگئی
یا اس سے مین نے جماع کیا ہے ف اور ابویوسفؒ اور شافعیؒ کے نزدیک بیان اسکا ضرور ہے اور یہی مذہب ہے باقی ائمہ کا فقیہ
ابواللیث نے کہا ہم اسی سے اخذ کرتے ہین اور اسی کو ترجیح دیا کمال الدین ابن الہمام نے ص اور اگر مشتری نے خود آنکھ
اوسکی پھوڑ دی یا کسی اور نے اوسکی آنکھ پھوڑی اور مشتری نے اوس شخص سے دیت لے لی یا وہ لونڈی باکرہ تھی اور مشتری نے اوسکا
ازالہ بکارت کا کیا جماع سے تو ان صورتون مین جس وقت مرابحہ سے بیچے تو یہ کیفیت بیان کر دیوے اگر ایک کپڑا خریدا اور خود بخود
اوسکو چوہا کہین سے کاٹ گیا یا آگ سے جل گیا تو اب اگر اوسکو مرابحہ سے بیچے تو بیان کرنا اوسکا ضرور نہین ہے اور اگر اسکے لپیٹنے اور کھولنے
سے کپڑے کی تہ ٹوٹ گئی تو مشتری ثانی سے بیان اوسکا ضرور ہے اگر ایک غلام خریدا ہزار روپے کو اودھار ایک مدت پر پھر گیارہ سو کے نفع
پر اوسے فروخت کیا بغیر بیان کے ف یعنی مشتری ثانی سے یہ نہ کہا کہ مین نے ہزار روپے اودھار کو لیا ہے ص تو اب مشتری ثانی کو اختیار
ہے جب معلوم ہووے اوسکو یہ بات چاہے اوس غلام کو پھیر دیوے چاہے رکھ لیوے ف لیکن اگر رکھ لیگا تو اوسکو گیارہ سو روپے نقد دینے
پڑینگے نہ موجل ص تو اگر مشتری ثانی نے وہ غلام تلف کر دیا تو اوسکو گیارہ سو روپے پورے دینا لازم آوینگے نقد اور یہی حال تولیہ کا ہے
ف کہ اگر مبیع کے ہوتے ہوے مشتری دوم کو خیانت مشتری اول کی معلوم ہو گی تب تو اختیار ہوگا چاہے اوس چیز کو رکھ لیوے
اور چاہے واپس کر دیوے اور اگر بعد مبیع کے تلف کرنے کے خیانت مشتری اول پر اطلاع ہو گی تو جتنے دام ٹھہرے تھے پورے
دینا پڑینگے ص اگر زید نے عمرو سے کہا کہ جتنے کو یہ چیز مجکو پڑی ہے اوتنے کو تیرے ہاتھ بیچتا ہون اور عمرو کو معلوم نہین

کہ زید کو اتنے کو یہ چیز پڑی ہی تو بیع فاسد ہی اور اگر عمرو کو اوسی مجلس بیع مین معلوم ہو جاوے کہ اتنے کو یہ چیز زید کو پڑی ہی تو اوسکو اختیار ہوگا چاہے لے چاہے پھیر دیوے **ف** تو اگر مجلس مین بھی حال ثمن کا معلوم نہووے تو بیع باطل ہو جاوے گی دُرمختار **ص** جس چیز کو خریدے تو جب تک اوسپر قبضہ نکرلیوے بیع اوسکی جائز نہین مگر عقار مین **ف** جاننا چاہیے کہ مبیع دو قسم ہی ایک منقول جو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجا سکین جیسے چاندی سونا برتن گھوڑا اسباب وغیرہ اور ایک غیر منقول جسکی نقل وتحویل مکانی متعذر ہووے جیسے زمین مکان باغ وغیرہ اور اوسکو عقار کہتے ہین دلیل اس باب مین وہ روایت ہی جو اخراج کیا اوسکا شیخین اور مالک نے ابن عمرؓ سے کہ نہ بیچے کوئی غلہ کو یہان تک کہ قبضہ کرے اوسپر اور طعام وغیرہ منقولات مین ہی اور محمدؒ کے نزدیک خواہ منقول ہو یا عقار کسی کی بیع قبل قبض کے جائز نہین ہی دلیل اون کی حدیث ہی جسکو روایت کی نسائی نے سُنن کبریٰ مین حکیم بن حزامؓ سے کہ کہا مینے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین خرید وفروخت کیا کرتا ہون تو بتا دیجیے کہ کون سی خرید وفروخت حلال ہی اور کون سی حرام ہی تب فرمایا آپ نے کہ نہ بیچ تو کسی شی کو یہان تک کہ قبضہ کرے تو اوسپر اور بھی روایت کیا اوسکو احمدؒ نے مسند مین اور ابن حبان نے اور کہا کہ یہ حدیث مشہور ہی یوسف بن ماہک سے انھون نے حکیم بن حزام سے اور راوی اونکے بیچ مین ابن عصمہ نہین ہی اور حاصل یہ ہی کہ مخرجین اس حدیث کے بعضے ابن عصمہ کو داخل کرتے ہین درمیان ابن ماہک اور حکیم کے اور بعضے نہین اور ابن عصمہ ضعیف ہی نہایت درجے کا اما ابن حزم نے عبداللہ بن عصمہ مجہول ہی اور صحیح کہا اونھون نے حدیث کو بروایت یوسف بن ماہک خود حکیم سے اسواسطے کہ اوس نے تصریح کردی اپنے سماع کی حکیم سے روایت قاسم بن اصبغ مین اور صحیح یہ ہی کہ عبداللہ بن عصمہ ان دونون کے بیچ مین ہی ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور عبدالحق اور ابن قطان نے اوسکو ضعیف کہا اور دونون نے خطا کی اسواسطے کہ یہ عبداللہ بن عصمہ جشمی حجازی ہی اور وہ جو ضعیف ہی عبداللہ بن عصمہ نصیبی ہی یا اور کوئی ہی تو حق یہ ہی کہ یہ حدیث حجت ہی اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین نقل کی زید بن ثابتؓ سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچنے سے اسباب کے یہان تک کہ لیجاوین اوسکو تجار اپنی منزلون تک اور صحیح کہا اوسکو اور تنقیح مین ہی کہ اسناد جید ہی اور یہ حدیث دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ مراد اسباب سے یہان منقول ہی کیونکہ منقولات کا لیجانا اپنی منزلون تک ممکن ہی نہ غیر منقول کا البتہ حدیث نسائی کی عام ہی تو اوسکا جواب امام صاحبؒ دیتے ہین کہ مراد اوس سے بھی شی منقول ہی اسلیے کہ علت اس نہی سے یہی ہی کہ جبتک بیع پر قبضہ نہین کیا احتمال ہی اوسکے تلف اور ہلاک ہو جانیکا اور تلف وہلاک عقار مین نہایت نادر ہی اسی واسطے اگر عقار بالاخانہ ہو یا زمین ہو دریا کے کنارے پر محتمل لسقوط اور مانند اسکے چنانچہ خوف ہو زمین یا گھر کے چھپ جانے کا ریت سے تو اسوقت مین غیر منقول بھی مانند منقول کے ہوگا عدم صحت بیع مین قبل قبض کے فتح و درمختار **ص** اور جس شخص نے کوئی ایسی چیز خریدی جو ناپ کر یا تول کر یا گن کر بکتی ہو **ف** جیسے غلہ کہ ناپ کر عرب مین اور حوالی مدراس مین بکتا ہی اور سونا چاندی تول کر بکتا ہی اور اخروٹ وغیرہ گن کر **ص** تو نہ بیچے اوسکو اور نہ کھاوے یہان تک کہ ناپے اوسکو یا تولے یا گنے **ف** اور اگر بیچ ڈالی یا کھا ویگا یا بیع کریگا تو مکروہ تحریمی ہی درمختار **ص** اور مطلب اسکا یہ ہی کہ بائع مشتری کے سامنے اوسکو ناپ یا تول یا گن دیوے اور صحیح یہ ہی کہ بائع کا اس صورت مین ناپنا اور تولنا اور گننا کافی ہی اب پھر مشتری کو ضرور نہین **ف** یہان تک کہ اگر بائع نے قبل بیع کے اوسکو ناپ یا تول یا گن رکھا ہی تو یہ کافی نہین اگرچہ مشتری کے سامنے ہو یا بعد

ابن عصمہ کی تحقیق کا بیان

بیع کے لیکن مشتری کے غیبت میں اور اوس سے وہ چیزین نکل گئین جو بطور تخمین اور انکل کے ڈھیریان لگا کر بکتی ہین تو اونکا تولنا اور ناپنا لازم نہین اصل اس باب مین روایت ہو ابن ماجہ کی جابرؓ سے نهى النبى صلى الله عليه وآله وسلم عن بيع الطعام حتى يجرى فيه الصاعان صاع البائع وصاع المشترى یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طعام کی بیع سے منع فرمایا تا وقتیکہ اوسمین دو صاع جاری نہوں ایک صاع بائع کا اور دوسرا صاع مشتری کا اور اس مضمون کو اسحاق اور ابن ابی شیبہ اور بزار اور عبد الرزاق نے بالفاظ مختلفہ نقل کیا ہو اگرچہ اس حدیث کی اسناد دون مین ضعف ہو لیکن بسبب تعدد طرق اور قبول امہ کے حجت ہو اور محل حدیث وہ ہو کہ مشتری نے ایک چیز خریدی ناپ تول کے اور اب اوسکو بیع کرتا ہو تو پھر مشتری ثانی کے روبرو ناپے اور تولے تو مشتری اول وقت اپنی خرید کے مشتری تھا اور اب بائع ہو گیا یعنی یا وہ صورت ہو جسکو شارح بیان کرتا ہو **ص** کا ایک شخص نے عقد سلم کیا ایک کر بیز گیہون کے مثلاً ایک مدت معین پر تو جس گاہ مدت گذری تو مسلم الیہ نے ایک کر گیہون کا ایک شخص سے خرید کر کے رب السلم کو حکم کیا کہ قبضہ کر لیو اوس کر پر پہلے مسلم الیہ کے طرف سے پھر اپنے لیے تو پہلے رب السلم نے اوس گیہون کو مسلم الیہ کے لیے ناپا پھر اپنے لیے ناپا تو جائز ہو گا **ف** اس صورت مین صاع بائع اور مشتری کے جمع ہو **ص** اور جو چیزین گر کر کے بکتی ہین اونکا استعمال بعد قبضے کے قبل ناپنے کے درست ہو اور ثمن مین تصرف کرنا **ف** جیسے روپے مین اشرفیان مقرر کرنا یا کپڑا یا اونٹ یا گھوڑا یا ثمن کا ہبہ کر دینا یا بیچ ڈالنا یا وصیت کرنا ساتھ ثمن کے یا اجارہ دینا **فتح ص** قبل اس بات کے کہ بائع اوس پر قبضہ کرے درست ہو **ف** کیونکہ ثمن تابع ہو بیع مین اور اوسمین خوف فسخ عقد کا نہین بسبب ہلاک ثمن کے اسواسطے کہ وہ متعین نہین تعین سے بخلاف بیع کے **هد** ایہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہو کہ کہا مین نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بیچتا ہون اونٹ نقیع مین تو بیچتا ہون عوض مین دینارون کے اور لیتا ہون درہم اور بیچتا ہون عوض مین دراہم کے اور لیتا ہون دینار تو فرمایا آپ نے نہین ہو حرج اسمین اگر لے نرخ سے اوس دن کے جبتک کہ جدا نہو تم دونون اور تمھارے درمیان مین کوئی معاملہ باقی ہووے روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داود اور نسائی اور دارمی نے اور صحیح کہا اوسکو حاکم نے **ص** ثمن مین کمی اور زیادتی کرنی درست ہو جبتک بیع قائم ہو یعنی کمی مطلقاً درست ہو اور زیادتی اوس صورت مین جبتک بیع ہلاک نہوئی ہو تو درست ہو **ف** اور بعد ہلاک بیع کے زیادتی ثمن درست نہین اگرچہ ہلاکی حکمی ہو اسطرح پر کہ مشتری نے اوسکو بیچا پھر اوسکو خرید کیا پھر ثمن زیادہ کیا **در مختار ص** اور اسیطرح جائز ہو زیادتی بیع مین **ف** یعنی اگر بائع اپنی خوشی سے بیع مین کچھ اوپر اون بڑھا دے تو درست ہو **ص** اور ان صورتون مین کل کا استحقاق ہو جاتا ہو یعنی اگر ثمن مشتری نے بڑھائے تو بائع اصل ثمن اور زیادتی دونون کا مستحق ہو جاتا ہو اور بائع نے اگر بیع بڑھا دی تو مشتری اصل بیع اور زیادتی دونون کا مستحق ہوتا ہو اور ایک مطلب اس عبارت کا یہ ہو کہ اگر بیع در صورت زیادتی یا ثمن در صورت زیادتی کسی شخص غیر کے نکلے تو مشتری اصل ثمن مع زیادتی بائع سے پھیرے گا اور اسیطرح بائع کل ثمن مع زیادتی کے مشتری سے وصول کریگا **ف** اسواسطے کہ یہ زیادتی ثمن یا بیع مل جاتی ہو اصل عقد سے گویا عقد اسقدر بیع یا اسقدر ثمن پر واقع ہوا مثلاً زید نے عمرو سے ایک روپے کو چار آم خریدے اور عمرو نے اپنی خوشی سے ایک اور آم بڑھا دیا تو گویا ایسا سمجھا جاویگا کہ زید نے عمرو سے روپے کے پانچ آم خریدے اس صورت مین اسی طرح اگر زید نے ایک روپے پر چار آنے یا آٹھ آنے بڑھا دیے تو ڈیڑھ روپے یا سوا روپے

اصل ثمن سمجھا جاویگا **ص** اور امام شافعیؒ اور زفرؒ کے نزدیک زیادتی اصل عقد سے نہ ملیگی بلکہ ایک علحدہ احسان ہوگا تو اب بعد زیادتی ثمن یا مبیع کے اگر عقد مرابحہ کرے تو کل پر کرے اور بعد کمی مبیع یا ثمن کے مابقی پر عقد مرابحہ کرے اور شفیع صورت مین کم قیمت سے لیگا **ف** یعنی مثلاً زید نے عمرو سے ایک مکان خریدا سو روپے پر بعد اوسکے زید نے پچیس روپے بڑھا لیے یا عمرو نے پچیس روپے گھٹا دیے اور بکر کا شفعہ اوس مکان پر ثابت ہوا تو بکر صورت اول مین صرف سو ہی روپے کو اور صورت ثانی مین پچھتر کو لے سکتا ہی **ص** اگر ایک شخص نے کہا بیچ تو غلام اپنے کو زید کے ہاتھ بدلے مین ہزار روپے کے اس شرط پر کہ مین ضامن ہون ثمن مین سے سوا ہزار کے سو روپے کا مثلاً اور اوسنے بیچ ڈالا تو مالک غلام کا ہزار روپے زید سے وصول کرے اور سو روپے ضامن سے اور اگر اوسنے یہ نہین کہا کہ مین ثمن مین سے سوا ہزار کے سو کا ضامن ہون **ف** یعنی ثمن کی قید اوسنے نہین لگائی **ص** بلکہ اتنا ہی کہا کہ مین سوا ہزار کے سو کا ضامن ہون تو مالک غلام کا ہزار روپے زید سے وصول کرے اور ضامن پر کچھ نہین لازم آتا سوا ای قرض کے **ف** قرض وہ عقد مخصوص ہی جو وارد ہو مال مثلی کے دینے پر دوسرے شخص کو تا وہ شخص ویسا ہی مال پھیر دیوے جیسے روپے اشرفی غلہ وغیرہ **ص** او طرح کے دین کے **ف** مثلاً ثمن مبیع **ص** اسکی مدت اگر دائن مقرر کر دیگا تو وہ موجل ہو جاویگا یعنی پھر اندرون مدت کے اوسکو مطالبہ نہین ہو سکتا اور قرض کی مدت اگر مقرض یعنی قرض دینے والا مقرر کر دے تو صحیح نہین یعنی اوسکو لازم نہیں کہ پھر مدت کے اندر مطالبہ نکر سکے بلکہ باوجود تقرر مدت کے جب چاہے اپنا قرض طلب کر سکتا ہی وجہ اوسکی یہ ہی کہ قرض باعتبار ابتدا کے محض تبرع ہی تو جیسے معیر کو مدت استیفای عاریت کی لازم نہین اسی طرح مقرض کو اور باعتبار انتہا کے معاوضہ ہی کیونکہ اوسمین دو مثل واجب ہی تو اس اعتبار سے تاجیل صحیح نہین کیونکہ لازم آتا ہی کہ دراہم کی بیع دراہم سے اودھار ہو اور یہ مقتضی فساد قرض ہی حالانکہ یہ خلاف اجماع ہی لہذا علمای حنفیہ قائل ہوئے کہ تاجیل قرض صحیح غیر لازم ہی زیلعی وفتح

**مسائل الحاقیہ** ایک لڑکے صغیر محجور کو قرض دیا اور اوسنے ہلاک کر دیا تو ضامن نہوگا اور مثل اوسکے مرد بالغ بیہوش ہی شرائط زائدہ قرض مین باطل ہین اور اونسے قرض باطل نہین ہوتا روٹی کا قرض لینا اور گوندھے ہوئے آٹے کا تولکر جائز ہی کم تر چیز کا خرید کرنا ثمن گران سے بسبب حاجت قرض کے جائز ہی اور مکروہ ہی **درمختار**

## باب ربوا یعنی سود کے بیان مین

**ف** سود لینا باتفاق امت حرام ہی اور گناہ کبیرہ ہی فرمایا اللہ سبحانہ نے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا ای ایمان والو بیاج نکھاؤ اس آیت مین مراد ربو سے مال زائد ہی خواہ قرض مین ہو یا اموال ربویہ کی بیع مین اور کاہے ربو نفس زیادت کو بھی کہتے ہین یعنی بمعنی مصدری فرمایا اللہ تعالی نے وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا اور حلال کیا اللہ تعالی نے بیع کو اور حرام کیا ربوا کو یعنی اموال ربویہ کے قرض یا بیع مین زیادہ دینے لینے کو فتح صحیح مسلم مین جابرؓ سے روایت ہی کہ لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیاج کھانے والے پر اور کھلانے والے پر اور اوسکے لکھنے والے پر اور اوسکے گواہون پر اور فرمایا آپنے کہ سب برابر ہین اور روایت کی امام احمد اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ آویگا ایک زمانہ لوگون پر کہ نہ باقی رہیگا کوئی مگر کھانے والا بیاج کا تو اگر نہ کھاویگا اوسکو پہونچ جاویگی اوسکی بھاپ دوسری روایت مین گرد اوسکی عبداللہ بن حنظلہ سے مروی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک درہم سود کا کہ کھاتا ہو اوسکو آدمی جان کر چھتیس زنا سے سخت

چھتیس زنا سے اخراج کیا اوسکا احمد اور دار قطنی نے اور روایت کی بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عباس سے کہ جس شخص کا گوشت بڑھا ہو
مال حرام سے تو جہنم قریب ہی اوسکے اور روایت کی ابن ماجہ و بیہقی نے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے بیاج کے ستر ٹکڑے ہین سب سے کم ایسا ہی جیسے کوئی اپنی ماں سے جماع کرے اور ابن مسعودؓ سے کہ بیاج اگرچہ بہت ہوتا ہو مال
اوس سے لیکن انجام اوسکا نقصان ہی اور احمد و ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ شب معراج
کو آیا مین ایک قوم پر پیٹ انکے مثل گھرون کے ہین اور اوسمین سانپ دکھائی دیتے ہین تو پوچھا مین نے جبرئیل علیہ السلام کو کون ہین یہ لوگ کہا
اونھون نے یہ سود خوار ہین فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ اخیر آیت کلام اللہ کی آیت بیاج کی ہی اور تحقیق حضرت نے وفات کی اور خوب
کھول کر بیان نفرمایا بیاج کو تو چھوڑ دو تم بیاج کو اور جسمین شبہ بھی بیاج کا ہووے **ص** ربا ایک زیادتی ہی ایک جنس کی دو
چیزون مین تول یا ناپ سے جو خالی ہی عوض سے اور شرط کی گئی ہو واسطے احد المتعاقدین کے **ف** یعنی واسطے بائع کے یا
مشتری کے یا مقرض کے یا مستقرض کے **ص** معاوضہ مین **ف** تو ایک جنس کی دو چیزون کے کہنے سے نکل گیا مبادلہ
ایک دو سیر جو کا ساتھ ایک سیر گیہون کے بسبب متحد نہونے جنس کے اور تول ناپ کی قید سے نکل گیا دس گز کپڑا بدلے مین پانچ گز کے اور
خالی ہو عوض سے اس سے وہ صورت نکل گئی کہ سیر بھر گیہون اور سیر بھر جو کو دو سیر گیہون اور دو سیر جو کے بدلے مین بیچا اسواسطے کہ یہان
اگرچہ ثانی زائد ہی لیکن یہ زیادتی بے عوض کے نہین کیونکہ ہو سکتا ہی کہ سیر بھر جو کے مقابلے مین دو سیر گیہون ہووین اور سیر بھر گیہون کے
عوض مین دو سیر جو اور یہ جو کہا کہ شرط کی گئی ہو احد المتعاقدین کے واسطے اس سے وہ صورت خارج ہوگئی کہ زیادتی کی شرط غیر
متعاقدین کے لیے ہووے تو وہ ربوا نہین شمار کیجاویگی اور معاوضہ کی قید اسواسطے لگائی کہ زیادتی اوس عقد مین خالی ہوتا ہی عوض سے جیسے
ہبہ بیاج نہین ہی **ص** علت اور شرط ربوا کی دو چیزین ہین ایک یہ کہ دونون چیزین قدری ہون یعنی پیمانے مین نپ کر یا تل کر بکتی ہون
دوسرے یہ کہ اون دونون چیزون کی جنس ایک ہووے **ف** مثلاً دونون طرف گیہون ہون یا چانول یا جو اور اگر وہ چیز
تل کر نہ بکتی ہو بلکہ شمار کرکے جیسے خربوزے آم وغیرہ تو اسمین ایک کے بدلے دو لینا درست ہی یا قسم اور جنس ایک نہو جیسے جو کے بدلے گیہون
یا چانول کے بدلے جو تو اس صورت مین بھی زیادہ لینا بیاج نہ کہلاویگا **ص** اور شافعیؒ کے نزدیک شرط بیاج کی یہ ہی کہ وہ دونون
چیزین یا کھانے کی قسم سے ہووین یا قیمت جیسے سونا چاندی اور امام مالکؒ کے نزدیک شرط یہ ہی کہ کھانیکی قسم سے ہووے یا قابل رکھ چھوڑنے
کے اور جمع کر رکھنے کے ہووے **ف** اصل اس باب مین وہ حدیث ہی جسکو روایت کیا صحاح ستہ والون نے سوای بخاری کے عبادہ
بن صامتؓ سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بیچو سونے کو بدلے مین سونے کے اور چاندی کو بدلے مین چاندی کے اور گیہون
کو بدلے مین گیہون کے اور جو کو بدلے مین جو کے اور کھجور کو بدلے مین کھجور کے اور نمک کو بدلے مین نمک کے مثل کو بعوض مثل کے دست
بدست برابر برابر تو جب یہ قسمین مختلف ہووین یعنی گیہون بدلے مین جو کے یا جو بدلے مین نمک کے مثلاً تو بیچو جسطرح چاہو تم
لیکن دست بدست اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ علت سود کی اتحاد جنس اور قدر ہی اور اسی کو اختیار کیا امام اعظم رح نے اور دلیل
ہماری کتب اصول مین بتفصیل مذکور ہی **ص** تو جو چیز نپ یا تل کر بکتی ہی جب بدلے مین اپنی جنس کے بیچی جاویگی تو اوسمین زیادتی
لینا حرام ہی اگرچہ وہ چیز کھانے کی نہووے جیسے چونا اور لوہا **ف** کہ یہ دونون چیزین کھانے کی نہین ہین
لیکن چونکہ قدری اور جنس متحد ہی اسواسطے زیادتی حرام ہوگی اور شافعی رح کے نزدیک حرام نہین

ص اور برابر بیچنا درست ہو اور جو قدر شرعی مین داخل نہین جیسے نصف صاع سے کم او نمین بھی زیادتی حرام نہین جیسے بیع ایک مٹھی گیہون کی بدلے مین دو مٹھی گیہون کے یا ایک انڈے کی بدلے مین دو انڈون کے یا ایک کھجور کی بدلے مین دو کھجور کے ف اسواسطے کہ مقادیر مین شرعًا نصف صاع سے کم کا اعتبار نہین البتہ نصف صاع تک کا اعتبار ہو صدقۂ فطر وغیرہ مین تو جو اوس سے کم ہو اوسمین زیادتی حرام نہوگی بوجہ معدوم ہونے قدر کے

ص تو جہان پر قدر و جنس دونون موجود ہین وہان زیادہ لینا اور اودھار بیچنا دونون حرام ہین جیسے ایک صاع گیہون کو بدلے مین دو صاع گیہون کے بیچے یا ایک صاع گیہون کو بدلے مین ایک صاع گیہون کے بیچے ایک طرف اودھار یا دونون طرف اودھار سے اور جہان پر نہ قدر ہو نہ جنس وہان دونون باتین درست ہین ف مثلاً چار آمون کو بدلے مین دو خربوزون کے بیچے یا دو آمون کے بدلے مین دو خربوزونکی ایک طرف اودھار کرکے یا دونون طرف اودھار کرکے ص اور جہان پر فقط قدر ہو یا فقط جنس تو وہان زیادتی درست ہو لیکن اودھار بیچنا نادرست ہو جیسے ایک صاع گیہون کی بیع ساتھ دو صاع جو کے یا پانچ گز ہراتی کپڑے کی بیع چھہ گز ہراتی کپڑے کے بدلے مین تو یہ بیع نقد درست ہو اور اودھار درست نہین ف پہلی صورت مین صرف قدر ہو اور دوسری صورت مین صرف اتحاد جنس

ص اور جو اور گیہون اور کھجور اور نمک ہمیشہ کیلی رہینگے اور چاندی سونا وزنی اگرچہ لوگ انکا کیل یا وزن چھوڑ دیوین ف سواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو گیہون کھجور نمک کو کیلی قرار دیا اور چاندی سونیکو وزنی تو لوگون نے اگر گیہون کو تول کر بیچنا اختیار کیا یا چاندی سونیکو ناپ کر جب بھی وہ کیلی قرار دیے جاوینگے اور چاندی سونا وزنی جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا ص اور سوا ان چھہ چیزون کے باقی چیزین لوگونکی عادت کے موافق رکھی جاوینگی ف یعنی اگر لوگ اوسکو ناپ کر بیچتے ہین تو کیلی گنی جاوینگی ورنہ وزنی ص تو بیع گیہون کی گیہون کے ساتھ برابر تول کر جائز نہین ف اسواسطے کہ اصل مین وہ کیلی ہو تو احتمال ہو کہ باوجود برابر ہونے وزن کے کیل مین فرق ہو اس صورت مین بیاج ہو جاویگا ص اور سونے کی سونیکے ساتھ برابر ناپ کر جائز نہین ف اسواسطے کہ وہ اصل مین وزنی ہو تو احتمال ہو کہ باوجود برابر ہونیکے ناپ مین وزن مین تفاوت نکلے تو ربوا ہو جاویگا ص جیسے جائز نہین بیع ان چیزونکی ڈھیر لگا کر ف اسواسطے کہ اسمین احتمال زیادتی کا ہو ص اور ان چیزون مین وقت عقد کے معین کر دینا مبیع کا ضرور ہو یہ ضرور نہین کہ بائع اور مشتری مبیع اور ثمن پر قبضہ بھی کرلین ف یعنی اگر گیہون کے بدلے مین گیہون بیچے جاوین تو دونون کو معین کر دینا مجلس عقد مین ضرور ہو یہ لازم نہین کہ اوسی وقت ہر ایک شخص اپنی عوض پر قبضہ بھی کرلین ص البتہ عقد صرف مین قبض کرنا بدلین کا مجلس عقد مین ضرور ہو ف یعنی اگر مبیع اور ثمن دونون ثمن کی چیزین ہون مثلاً روپے اشرفی ہون یا چاندی سونا تو اس صورت مین مجلس عقد مین بائع اور مشتری کا قبضہ کرنا معتبر ہو ف اسکا بیان باب الصرف مین آویگا ص اور شافعی کے نزدیک جب طعام کی بیع ہو تو قبضہ کرنا دونون طرف سے عوضین پر مجلس عقد مین ضرور ہو ف شافعی کی دلیل یہی حدیث عبادہ بن صامت ہو جسمین دست بدست مذکور ہو یعنی ید بید امام اعظم کہتے ہین کہ معنی اوسکے معین کا ہین جیسا کہ روایت مسلم اور شافعی مین ہو باقی تفصیل ہدایہ اور فتح القدیر مین ہو ص بیع

لفظ جو جو بہتر ہین
بیچ کی جگہ یہین
سمجھتی ہین ۱۲

ایک پیسے معین کے بدلے مین دو پیسے معین کے جائز ہی اور امام محمد رح کے نزدیک جائز نہین **ف** اسواسطے کہ امام محمد رح کے نزدیک
پیسے چلن دار ثمن مین داخل ہین اور ہماری دلیل اصل مین مذکور ہی لیکن مختار قول امام محمد رح کا ہی **ص** اور درست ہی بیع گوشت کی ساتھ
حیوان زندہ کے اگرچہ وہ گوشت اوسی جانور کی جنس سے ہووے **ف** مثلاً گائی کا گوشت گائے یا بیل سے بیع کرے تو جائز ہی کیونکہ یہ بیع
وزنی چیز کی ہی غیر وزنی سے تو جائز ہی جسطرح سے کہ ہو کم و بیش بشرط تعیین کے البتہ اودھار درست نہین **در مختار ص** اور امام محمد رح کے
نزدیک اگر جس جانور کا گوشت ہی اوسی جانور کے بدلے مین بیع ہی تو ضرور ہی کہ گوشت زائد ہوا وسقدر گوشت سے جتنا اوس حیوان مین نکلے تا کہ گوشت
مقابل گوشت کے ہو جاوے اور باقی بمقابلے اوجھڑی پھوپی وغیرہ کے **ف** اور امام شافعی رح اور مالک رح کے نزدیک یہ بیع مطلقاً جائز نہین
بدلیل اوس حدیث کے جسکو روایت کیا مالک رح نے موطا مین اور ابو داود نے مراسیل مین سعید بن المسیب سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بیع سے گوشت کی بدلے مین حیوان کے اور ایک روایت مین یہ ہی کہ بیع سے زندہ کی بدلے مین بے جان کے اور مراسیل
سعید کے بالاتفاق مقبول ہین اور روایت کی ابن خزیمہ نے سمرہ سے مانند اسکے بروایت حسن عن سمرہ کہا بیہقی نے اسناد اوسکی صحیح ہی اور جس
شخص نے سماع حسن کا سمرہ سے ثابت کیا ہی اوسکے نزدیک یہ حدیث موصول ہی اور جس نے نہین ثابت کیا اوسکے نزدیک مرسل جید
ہی تو بلحاظ ان احادیث کے احتیاط اسی مین ہی کہ بیع گوشت کی ساتھ حیوان کے نکرے واللہ اعلم **ص** اور جائز ہی بیع آٹے کی اپنی
جنس کے ساتھ ناپ کر اور بیع رطب کی ساتھ رطب کے اور ساتھ تمر کے **ف** رطب کہتے ہین تازی کھجور کو اور تمر سوکھی کھجور کو تو رطب
کی بیع بدلے مین رطب کے اور اسیطرح رطب کی بدلے مین تمر کے برابر درست ہی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین اور شافعی رح کے
نزدیک رطب کی بیع ساتھ تمر کے درست نہین اسواسطے کہ رطب سوکھنے سے کم ہو جاویگا دوسری دلیل یہ ہی کہ مروی ہی سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے
کہا اونھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ سوال ہوا آپ سے خریدنے رطب کا بدلے مین تمر کے تو فرمایا آپ نے
کیا کم ہو جاتا ہی تر خرما سوکھ کر کہا انھون نے ہان تو منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روایت کیا اوسکو پانچون عالمون نے
اور صحیح کہا اوسکو ابن المدینی اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اور امام ابو حنیفہ رح کی دلیل یہ ہی کہ رطب بھی تمر مین داخل ہی بدلیل اوس
حدیث کے جو ہدیے مین ہی کہ ہدیہ بھیجے گئے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رطب خیبر کے تو فرمایا آپ نے کیا کل تمر خیبر کے
اسیطرح ہین اور بیع تمر کی اپنی جنس سے برابر جائز ہی اور یہ حدیث بخاری مسلم مین بروایت ابو سعید خدری موجود ہی لیکن اوسمین
رطب کا لفظ نہین البتہ روایت کی حاکم اور بیہقی اور طحاوی نے سعد سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
بیع سے تمر کی ساتھ رطب کے اودھار اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ مطلق بیع رطب کی ساتھ تمر کے ممانعت نہین صرف
اودھار ممنوع ہی اور یہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک بھی ثابت ہی **حکایت** ہی کہ امام ابو حنیفہ رح جب بغداد مین داخل ہوئے
اور وہانکے لوگ اس مسالے مین امام صاحب پر طعن کرتے تھے بسبب مخالفت ظاہری حدیث کے تو اہل حدیث نے
سوال کیا اون سے کہ رطب کی بیع تمر سے کس طرح جائز کہتے ہو امام نے فرمایا کہ دو حال سے خالی نہین یا رطب تمر ہی یا تمر
نہین ہی اگر تمر ہی تو عقد جائز ہی بدلیل حدیث التمر بالتمر کے اور اگر تمر نہین ہی تو بھی عقد جائز ہی بدلیل آخر حدیث کے
اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم پھر اہل حدیث نے وہ حدیث سعد کی وارد کی امام اعظم رح نے جواب دیا
کہ اس حدیث کا مدار زید بن عیاش پر ہی اور زید بن عیاش کی حدیث مقبول نہین تو حیران ہو گئے سب علما اور نہ رد کر سکے حجت کو

امام کی وتمامہ فی فتح القدیر ص اور درست ہی بیع انگور تر کی بدلے مین انگور خشک کے جیسے جائز ہی بیع تر یا بھگوے ہوے گیہون کی اپنی مثل سے اور خشک سے اور اسیطرح جائز ہی بیع بھگوی ہوئی خشک کھجور کی یا انگور کی بھگوئی ہوئی خشک کھجور یا انگور سے ف اور کھجور خشک اور انگور خشک سے بھی برخلاف امام محمد رہ کے در مختار ص اور جائز ہی بیع ایک حیوان کے گوشت کی ساتھ دوسرے حیوان کے گوشت کے کم زیادہ بھی ف یعنی گاے کا گوشت بکری کے گوشت کے عوض اور اونٹ کا گاے بکری کے عوض لیکن گاے بھینس ایک جنس ہین اور اسیطرح بھیڑ بکری تو انمین زیادتی کمی درست نہین ہدایہ ص اور اسی طرح ایک جانور کے دودھ کو دوسرے جانور کے دودھ کے عوض مین کم و بیش بیچنا درست ہی ف بخلاف بکری اور بھیڑ کے دودھ کے کہ اونمین تفاضل جائز نہین کیونکہ دونون ایک جنس ہین طحطاوی ص اور اسی طرح ناقص کھجور کے سرکہ کی بیع عوض سرکہ انگور کے اور پیٹ کی چربی کی عوض دنبہ کی چکتی کے یا گوشت کی کمی و بیشی کے ساتھہ درست ہی ف ناقص کھجور کی قید اتفاقی ہی چونکہ اکثر سرکہ ناقص ہی کھجور کا ہوتا ہی اسواسطے یہ لفظ کہا ص اور اسیطرح درست ہی روٹی کی بیع ف اگرچہ گیہون کی ہو در مختار ص عوض مین گیہون کے اور آٹے کے کمی بیشی سے اگرچہ ایک جانب ادھار ہووے اسی پر فتویٰ ہی ف اور امام ابو حنیفہ رہ نے فرمایا کہ بہتر نہین ہی اور یہی مختار ہی ص اور نہین جائز ہی بیع جید کی ساتھہ ردی کے اموال ربویہ مین سے مگر مساوی اور اسیطرح بیع گدر کھجور کی یعنی بسر کی عوض رطب یعنی پختہ کھجور کے مگر برابر برابر ف جید کہتے ہین عمدہ اور بہتر کو اور ردی کہتے ہین خراب کو جیسے گیہون بعض عمدہ ہوتے ہین اور بعض خراب یا کھجور کہ جید اور ردی سب قسم کی ہوتی ہی تو یہ نہین جائز ہی جب جنس ایک ہو کہ جید والا زیادہ لیوے یا ردی والا زیادہ دیوے اسواسطے کہ حدیث ہدایہ مین ہی جیدھا ورديها سواء یعنی جید اور ردی ان چیزونمین سے سب برابر ہین کہا زیلعی نے غریب ہی اس لفظ سے لیکن معنی اس حدیث کے اور احادیث صحاح سے ثابت ہوتے ہین ص اور اسیطرح جائز نہین بیع گیہون کی ساتھہ ستو کے یا گیہون کے آٹے کی یا آٹے اور ستو کی نہ برابر برابر نہ کم زیادہ ف اسواسطے کہ یہ چیزین نپ کر بکتی ہین اور ناپ مین انکی زیادتی کمی کا احتمال ہی کیونکہ گیہون کم سماوینگے بہ نسبت آٹے کے ص اور جائز نہین بیع زیتون کی ساتھہ روغن زیتون کے اور تل کی ساتھہ تل کے تیل کے یہان تک کہ روغن زیتون یا تیل زیادہ ہووے اوس روغن سے کہ زیتون اور تل سے نکلے تاکہ تھوڑا تیل جو زیادہ ہی عوض مین کھلی کے ہو جاوے اور روٹی کا قرض لینا تولکر جائز ہی گن کر جائز نہین امام ابو یوسف رہ کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہی اور امام صاحب کے نزدیک بالکل جائز نہین اور محمد رہ کے نزدیک دونون طرح درست ہی مالک اور غلام مین سود نہین متحقق ہوتا اسواسطے کہ غلام مع اوسکے مال کے ملک ہی مولا کی ف یہ صورت جب ہی کہ عبد ماذون ہو اور اوسپر قرض نہووے اور اگر اوسپر قرض ہی تو زیادتی کمی سود گنی جاویگی ہدایہ ص اور مسلمان اور حربی مین دار الحرب مین سود ثابت نہین ہوتا ف نہ دار الاسلام مین اسواسطے کہ مال حربی کا مباح ہی تو لینا اوسکا جسطرح ممکن ہو جائز ہی اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ صورت جب درست ہی کہ زیادتی مسلمان کیلیے ہووے لیکن جواب مسائلہ عام ہی اور ابو یوسف رح اور شافعی رہ کے اور ایمہ باقیہ کے نزدیک درست نہین کیونکہ نصوص حرمت ربو مطلق ہین اور امام صاحب کی دلیل وہ ہی جو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہین ہی بیاج درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب مین اور یہ حدیث غریب ہی لیکن روایت کیا اوسکو مکحول شامی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نہین ہی بیاج درمیان مین اہل حرب کے اور گمان کرتا ہون کہ کہا آپ نے اور درمیان مین اہل اسلام کے کہا شافعی رہ نے

کہ یہ حدیث ثابت نہین ہی اور نہین حجت ہی اسناد کی اس حدیث کی بیہقی نے معرفہ مین اور مبسوط مین ہی کہ یہ حدیث مرسل ہی اور مکحول ثقہ ہی اور مرسل ثقہ کی مقبول ہی اور دوسری دلیل یہ ہی کہ قبل ہجرت جب سورۂ روم نازل ہوئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بسوم کی فارس پر شرط کی تھی مشرکین مکہ سے اور بحکم صاحب شرع مال شرط کا زیادہ کر دیا تھا پھر جب اہل روم فارس پر غالب ہوئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مال مشروط مشرکین مکہ سے لے لیا اور یہ بعینہ قمار ہی اور مکہ اوسوقت دار الحرب تھا تیسری دلیل یہ ہی کہ مال اہل حرب مباح ہی بشرطیکہ نہووے عہد شکنی کے اور اطلاق نصوص کا مال محظور مین ہی نہ مال مباح مین اور علمائے مذہب نے درس مین لازم کیا ہی کہ حلت ربوا اور قمار سے فقہا کی مراد وہ ہی کہ زیادت مسلم کو حاصل ہو اگرچہ اطلاق جواب اسکے مخالف ہی انتہی ما قال الشیخ ابن الہمام ملخصاً +

## باب اون حقوق کے بیان مین جو بیع مین داخل ہو جاتے ہین اور جو داخل نہین ہوتے

حقوق جمع ہی حق کی اور اصطلاح فقہ مین وہ ہی جو مبیع کا تابع ہووے اور مبیع کے واسطے ضروری ہو اور مقصود نہو مگر مبیع کے سبب سے جیسے پانی لینے کا حق اور راہ زمین مین **ص** داخل ہو جاتی ہی دار کی بیع مین علو اور عمارت اوسکی اور مفاتیح **ف** مراد مفاتیح سے وہ ہین جو اغلاق سے متصل ہین کبھی جدا نہووین جیسے ضبہ اور کیلون اگرچہ چاندی کے ہون نہ قفل یعنی قفل اور اوسکی کنجی داخل بیع نہین اسواسطے کہ وہ گھر سے متصل نہین اور اغلاق جمع ہی غلق کی اور غلق کو فارسی مین کلیدانہ اور زنجیر کہتے ہین یعنی لوہے کا آلہ جو دونون کواڑون مین کیلون سے جڑا ہوتا ہی دروازہ کھولنے اور بند کرنے کے واسطے بعضے اہل ہند اوسکو کھٹکا کہتے ہین اور بعضے بیلن اور عرب اوسکو ضبہ اور کیلون بولتے ہین **غایۃ الاوطار ص** اور بالاخانہ اور پاخانہ اور نہین داخل ہوتا ہی دار کی بیع مین ظُلَّہ **ف** بضم ظائے معجمہ اور تشدید لام کے اوس چھتے کو کہتے ہین جو دروازے پر ہوتا ہی اور صاحب حصر کے نے منقول ہی کہ ظلہ وہ ہی کہ ایک طرف اوسکی کڑیون کا اس دار پر ہووے اور دوسرا کنارہ ہمسایہ گھر کی دیوار پر ہووے در مختار مین ہی کہ ظلہ اگر ایسا ہو کہ اوسکا دروازہ اندر سے مکان کے ہووے تو دار کی بیع مین داخل ہوگا بالاخانے کے مانند **فائدہ** فتح القدیر حاشیۂ ہدایہ مین ہی کہ یہان تین چیزین ہین اونکی شناخت ضرور ہی دار بیت منزل بیت وہ ہی جسکی ایک چھت ہووے اور شب باشی کے واسطے بنا ہووے اور بعضون کے نزدیک بیت مین ڈیوڑھی کا ہونا بھی شرط ہی اور منزل بیت سے زیادہ اور دار سے کم ہی یعنی وہ مکان جو دو تین بیوت پر مشتمل ہو جسمین آدمی رہین اور اوسمین باورچیخانہ اور پاخانہ بھی ہو مگر اوسمین صحن بے چھت نہو اور اوسمین اصطبل نہو اور دار نام ہی اوس احاطہ کا جسکے گرد حدود ہون اور وہ مکان بیوت متعددہ اور اصطبل اور بے چھت کے آنگن پر مشتمل ہو **ص** مگر اوس صورت مین جب بیع بکل حق ہو لہا یا بمرافقہا یا بکل قلیل وکثیر ہو منہا او فیہا ہووے **ف** یعنے اگر بائع نے عقد بیع مین یہ الفاظ بڑھا دیے تو ظلہ بھی داخل ہو جاوے گا معنی اسکے یہ ہین کہ بیع کیا مین نے دار کو ساتھ ہر حق کے کہ وہ واسطے دار کے ہی یا ساتھ منافع اور حقوق اوسکے کے یا ساتھ ہر قلیل اور کثیر کے کہ وہ اوس دار سے ہی یا دار مین ہی **ص** اور زمین کی بیع مین اشجار یعنی درخت اوسکے داخل ہووین گے اور کھیت داخل نہوگا **ف** وجہ اسکی یہ ہی کہ اشجار متصل ہین زمین سے باتصال قرار یعنے اسواسطے نہین بوئے گئے کہ پھر وہ اوکھاڑے

جاوین یا جدا کیے جاوین برخلاف کھیتی کے اور ضابطہ اس بات کا یہ ہی کہ جو چیز ایسی ہو کہ مبیع کا اسم اوسکو شامل ہو عرف مین یا
متصل ہو مبیع سے باتصال قرار یعنے جدا کرنے کے لیے نہو تو وہ بیع مین داخل ہو جاوے گا ورنہ نہین جیسے زینہ اینٹ چونہ کا
اور لکڑی کا جو گڑا ہوا ہووے یا زنجیرین اور قنادیل جو چھت مین کیلون سے جڑی ہووین دار کی بیع مین داخل ہون گی اور
جو لکڑی کا زینہ الگ گھر مین رکھا ہو تو وہ داخل نہوگا در مختار و تاتارخانیہ م اس قاعدہ کی راہ سے جو
اوکھلی گھر مین پتھر کی گڑی ہوئی ہی گھر کی بیع مین داخل ہوگی اور اسیطرح ونڈا اوسکا از روی استحسان کہ جیسے چکی گڑی
ہوئی کا نیچے کا پاٹ از روے قیاس کے اور اوپر کا بطریق استحسان کے داخل ہوتا ہی ص اور نہین داخل ہوتے پھل لگے
ہوئے درخت کے درخت کی بیع مین مگر اگر خریدار شرط کر لیوے ف اسواسطے کہ روایت کی ایمہ ستہ نے عبد اللہ بن عمر رض سے کہ
جو شخص بیچے ایک غلام مالدار کو تو مال اوسکا واسطے بائع کے ہی مگر یہ کہ شرط کرے خریدار اور جو بیچے ایک کھجور پیوند کی ہوئی کو تو پھل اوسکا
واسطے بائع کے ہی مگر یہ کہ شرط کرے خریدار اور امام محمد رح نے روایت کی اصل مین کہ جو ایسی زمین خرید کرے جسمین کھجور کے درخت
ہین تو پھل بائع کا ہی مگر یہ کہ شرط کرے خریدار ص ہر چند کہ زمین کی یا درخت کی بیع مین بائع یہ کہدے کہ بعتُ بحقوقه
او بمرافقه ف یا بكل قليل وكثير هو له فيها او منها من حقوقها او من مرافقها هدايه ص جب
بھی کھیت اور پھل داخل نہون گے ف اسواسطے کہ یہ چیزین حقوق اور منافع نہین ہین البتہ اگر یہ کہے گا کہ بعتهٗ بكل
قليل وكثير هو له منها او فيها تو یہ چیزین داخل ہو جاوین گی اسواسطے کہ اس صورت مین بائع نے تصریح مرافق اور منافع کی
نہین کی هدایه ص اور بیت کی بیع مین بالاخانہ داخل نہوگا اگرچہ بكل حق هو له کہے ورنہ منزل کی بیع مین مگر
جب کہ منزل کی بیع مین بكل حق هو له کہدے گا تو بالاخانہ داخل ہو جاوے گا ف اسواسطے کہ بالاخانہ ایک جدا بیت ہی
اور شی اپنے ہمسر کو نہین شامل ہوتی بخلاف منزل کے کہ وہ در صورت ذکر حقوق و مرافق شامل ہی بالاخانے کو جیسا اوسکی تعریف سے
معلوم ہو چکا ص جیسے داخل نہین راہ اور شرب اور سیل بیع مین البتہ اگر حقوق و مرافق کو ذکر کر دے گا تو یہ چیزین داخل
ہو جاوین گی اور اجارے مین ہر طرح خواہ ذکر کرے یا نکرے داخل ہون گی ف راہ سے وہ راہ مراد ہی جو طریق خاص انسان
کی ملک مین ہی لیکن وہ راہ جو کوچہ غیر نافذہ کی طرف ہی یا شارع عام کی طرف ہی وہ داخل بیع کے ہی چنانچہ بحر الرائق مین معراج سے
منقول ہی اور گھر کی راہ کا عرض اوس گھر کے دروازے کے عرض کے برابر ہی اور طول اوسکا شارع عام تک ہی چنانچہ
قہستانی مین ہی اور سیل وہ مکان ہی جسپر بارش وغیرہ کا پانی بہتا ہی اور شرب بکسر اول و سکون ثانی عبارت ہی پانی لینے کے
حصے سے کذا فی الطحطاوی ص وجہ اسکی یہ ہی کہ اجارہ منعقد ہوتا ہی منفعت پر اور بدون ان چیزون کے منفعت متصور
نہین اور بیع سے ملک مقصود ہوتی ہی تو ممکن ہی کہ غرض مشتری کی پھر بیع ہو ساتھ نفع کے اور یہ بدون ان حقوق کے متصور ہی ف
کیونکہ ملک رقبہ مین کچھ قدرت علی الانتفاع ضرور نہین مسائل الحاقیہ گھر کی بیع مین کنوان جو اوس گھر مین ہو اور اوسکی گھرنی اور
جو تخت زمین مین گڑا ہووے اور رخانہ باغ جو گھر کے اندر ہووے داخل ہی اور ڈول رسی کوئین کی داخل نہین اور حمام کی بیع مین
دیگین داخل ہین نہ کانسے یعنی بڑے پیالے اور دھوبیون اور رنگریزون کی دیگین اور غسالون کے تغار اور تیلیون کی مٹھوار اور شکلے اور دھوبیون کا
پتھر جسپر وہ کپڑے کوٹ کر صاف کرتے ہین زمین کی بیع مین داخل نہین اور گدھے کی بیع مین اوسکا پالان داخل ہی مگر گدھے کو دہقانون سے لیا جاوے تو

خریدا ہوا اور جو تاجرون سے خریدیگا تو داخل نہوگا البتہ رسی جو اوسکے گلے مین بندھی ہوتی ہی داخل ہوگی اور جانور کی لگام اور جو
رسی کہ بیل کے سینگون پر بندھی ہی اور جھول بغیر شرط کے داخل نہین اور گھوڑے کی بیع مین لگام اور اونٹ کی بیع مین فقط نکیل
داخل ہی اور گاے کا شیرخوار بچہ گاے کی بیع مین داخل ہی اور گدھی کی بیع مین اوسکا بچہ داخل نہین اگرچہ شیرخوار ہووے اور اگر انگور
کے درختونکو خرید کیا تو وہ رسیان جو زمین کی گڑی ہوئی میخون مین بندھی ہین داخل بیع ہین اور اسیطرح وہ تھونیان جو
ایک طرف سے زمین مین گڑی ہین اور جتنی چیزین تبعاً داخل ہین اونکے مقابل کچھہ ثمن نہوگا تو اگر وہ تلف ہو جاویگا قبل اداے
ثمن کے اس صورت مین ثمن کچھہ ساقط نہوگا جیسے بیع مین اشیا داخل ہوتی ہین بالتبع اسیطرح سے چند چیزین بے نکالے ہوے
نکل بھی جاتی ہین جیسے قریے کی بیع سے راہین اور مساجد اور شہر پناہ انتہی ملتقطاً من الدر المختار و الفتح و العالمگیریہ۔

## باب استحقاق کے بیان مین یعنے مبیع دوسرے کسی کی نکلنے کے بیان مین +

یعنی بعد بیع کے یہ بات ثابت ہوئی کہ مبیع بائع کی ملک نتھی بلکہ ایک شخص ثالث کی ملک نکلی **ص** اگر ایک شخص نے ایک
لونڈی خرید کی بعد خرید کے مشتری پاس آنکر وہ جنی جب وہ جن چکی تو مشتری نے اقرار کیا کہ یہ لونڈی زید کی ہی تو زید صرف
لونڈی کو لے لیگا ولد کو نہین لے سکتا اور اگر زید نے نسبت لونڈی مذکورہ کے ملک اپنی گواہون سے ثابت کر دی تو اس صورت
مین زید لونڈی اور ولد دونون لے سکتا ہی **ف** فرق کی وجہ اصل کتاب اور ہدایہ اور در مختار مین مذکور ہی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ بینہ
حجت مطلقہ ہی اور اقرار حجت قاصرہ تو بصورت اقرار ضرورت دفع ہو جاتی ہی ساتھہ ثبوت ملک مقر لہ کے بعد انفصال ولد کے
برخلاف صورت اول کے **ص** ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجکو خرید لے کیونکہ مین غلام ہون اور اوسنے خرید ابعد خرید
کے وہ غلام آزاد نکلا اور اوسکے بائع کا پتہ نہین اس صورت مین مشتری ضمان ثمن اوس شخص سے جسنے اپنے تئین غلام کہا تھا
لے لیگا **ف** اور امام ابو یوسف رہ کے نزدیک اوسپر ضمان نہین اور اگر بائع کا نشان و پتہ موجود ہی تو مشتری رجوع ثمن اوسی
بائع پر کریگا نہ غلام پر **در مختار ص** اور وہ شخص بائع سے لیگا جب اوسکو پاویگا بخلاف رہن کے اس طرح پر کہ ایک شخص نے
کہا مرتہن سے کہ مجکو رہن رکھہ لے کہ مین غلام ہون پھر ظاہر ہوا کہ وہ آزاد ہی تو ضامن نہوگا برابر ہی کہ راہن کا نشان معلوم ہو یا نہو
اگر ایک شخص نے دعوی کیا ایک حق مجہول کا ایک دار مین اور مدعی علیہ نے کچھہ روپیہ دیکر اوس سے صلح کر لی بعد اسکے اس دار مین سے
کچھہ حصہ کسی شخص غیر کا مملوک نکلا تو اس صورت مین مدعی علیہ مدعی پر کچھہ رجوع نکریگا اسواسطے کہ مدعی یہ کہہ سکتا ہی کہ میرا حق اس حصے کے
سوا نہین تھا اور اگر کل دار کسی اور کا نکلا تو اس صورت مین البتہ مدعی علیہ نے جو روپیہ صلحاً مدعی کو دیا ہی سب پھیر لیگا اس مسئلے سے
یہ مسئلہ سمجھا گیا کہ صلح دعوی مجہول سے جائز ہی اوپر مال معلوم کے اسواسطے کہ جہالت اوس چیز مین ہی جو ساقط ہو جاویگی اور یہ جہالت
مفضی منازعت نہین ہی اور بعض فتاوی سے منقول ہی کہ صلح نہین صحیح ہی مگر جب دعوی صحیح ہووے تو اس مسئلے سے اس روایت
کی عدم صحت معلوم ہو گئی اسواسطے کہ دعوی حق مجہول کا غیر صحیح ہی لو باوجود اسکے صلح ایسے دعوے سے درست ہی اور بہت سے
مسائل ذخیرے کے دلالت کرتے ہین اس روایت کی عدم صحت پر مسئلہ اگر مدعی نے دعوی کل دار کا کیا اور مدعی علیہ نے
کچھہ روپیہ دیکر اوس سے صلح کر لی بعد اوسکے آدھا گھر یا پاؤ گھر کسی شخص ثالث کا نکلا تو مدعی علیہ اسی قدر حصہ اپنے
زر صلح سے مدعی سے پھیر لیوے **ف** مثلاً اگر آدھے دار کی صورت مین آدھا روپیہ اور پاؤ دار کی صورت مین

رجوع پھیر لیوے ص اگر کوئی شخص غیر کی ملک کو بیع کر ڈالے تو مالک کو اختیار ہی چاہے بیع توڑ دے یا جائز رکھے مگر جائز رکھنا اوس صورت مین ہی کہ بائع اور مشتری اور مبیع باقی ہون اور اسیطرح اگر ثمن عرض ہو تو اوسکا بھی باقی ہونا ضرور ہی ف عرض وہ چیزین ہین جو متعین ہو جاتی ہین عقود مین جیسے گھوڑا ہاتھی کتاب وغیرہ اور مقابل اوسکے دین ہی جو متعین نہین ہوتی ہین جیسے دراہم دنانیر جیسے دراہم یا جو چیزین کیلی وزنی ہین ص تو اگر مالک نے اجازت دی تو ثمن ملک مالک کی ہو جاویگی اور بائع کے ہاتھ مین وہ امانت رہیگی اور بائع کو بھی حق فسخ پہونچتا ہی قبل مالک کی اجازت کے ف اسواسطے کہ بائع یہان فضولی ہی اور ہوسکتا ہی کہ وہ اپنے دفع ضرر کیلیے عقد کو فسخ کرے برخلاف فضولی نکاح کے کہ وہ فسخ عقد قبل اجازت ناکح کے نہین کرسکتا کیونکہ یہان حقوق بیع رجوع کرتے ہین طرف عاقد کے اور عاقد فضولی ہی اور نکاح مین حقوق نکاح رجوع کرتے ہین طرف اصل ناکح کے اور فضولی سفیر محض ہوتا ہی ص اور اگر ایک شخص ایک غلام غصب کرکے لے گیا اور اوسکو ایک شخص کے ہاتھ بیچ ڈالا بعد اوسکے مشتری نے اوسکو آزاد کر دیا اب اصل مالک کو خبر ہوئی اور اوسنے غاصب کی بیع کو جائز رکھا اس صورت مین مشتری کا عتق نافذ ہو جاویگا اور امام محمد رح کے نزدیک نافذ نہوگا اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین عتق ہی اوس غلام لونڈی مین جسکا مالک نہین آدمی ف روایت کیا اوسکو ترمذی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے زیلعی ص اور اگر مشتری نے غلام مذکور کو دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا بعد اوسکے مالک نے غاصب کے بیع کی اجازت دی اس صورت مین بیع ثانی جائز نہوگی اور اگر غلام مذکور کا ہاتھ مشتری کے پاس کسی نے کاٹ ڈالا اور مالک نے غاصب کی بیع کو درست رکھا تو نصف قیمت ہاتھ کاٹنے کی مشتری کو ملیگی اور مشتری کو چاہیے کہ نصف قیمت اگر نصف ثمن غلام سے زائد ہووے تو اوسکو فقیرون پر خیرات کر دیوے اسلیے کہ مشتری کا حق اوتنا ہی ہی جو غلام مذکور کی نصف ثمن ہی جو زائد ف مطلب یہ ہی کہ غلام کا اگر کوئی شخص ایک ہاتھ کاٹ ڈالے تو غلام کی نصف قیمت اوسکے مالک کو تاوان مین دینا پڑتی ہی اسلیے کہ آزاد کے ہاتھ کاٹنے مین نصف دیت لازم ہوتی ہی تو اس صورت مین اگر قیمت یعنی نرخ بازار اوس غلام کا زائد اوس ثمن سے نکلا جسکے عوض مین مشتری نے غاصب سے وہ غلام خریدا ہی تو نصف قیمت بھی اوسکی نصف ثمن سے زائد ہوگی تو جسقدر زیادہ ہووے اوتنے کو مشتری تصدق کر دیوے فقیرون پر ص اگر زید نے عمرو کا غلام بدون اوسکی اجازت کے بکر کے ہاتھ بیچ ڈالا پھر بکر نے گواہ گذرانے کہ زید نے اقرار کیا تھا کہ مالک نے مجکو اجازت بیع کی نہین دی یا گواہون سے یہ ثابت کیا مالک یعنے عمرو نے اقرار کیا تھا کہ مین نے زید کو اجازت بیع کی نہین دی اور اس گواہی سے بکر کو مقصود یہ ہی کہ بیع کو ناجائز قرار دیکر وہ غلام واپس کرے عمرو پر تو یہ گواہی قبول نہوگی اسواسطے کہ دعوی بکر کا متناقض ہی کیونکہ اوسنے جب اقدام کیا تھا غلام کی خرید پر تو اوس سے معلوم ہوتا تھا کہ عمرو کی طرف سے اجازت ہی اور اب یہ کہتا ہی کہ اجازت نہین ہوئی ہان البتہ اگر بائع خود قاضی کے نزدیک اقرار کرے کہ مجکو مالک کی اجازت نہتی تو بیع مردود ہو جاویگی اگر مشتری طلب کریگا رد بیع کو ف اسواسطے کہ اس صورت مین بھی اگرچہ دعوے مین تناقض ہی لیکن تناقض مانع صحت اقرار مدعی علیہ نہین ہی تو مشتری کو ہوسکتا ہی کہ بائع کی موافقت کرے اس باب مین اور بیع کو رد کر دیوے

## باب سلم کے بیان مین

بیع سلم جائز ہی قرآن اور حدیث سے لیکن قرآن تو آیت مداینہ یعنے قول اللہ تعالی کا یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ إِلَی أَجَلٍ مُسَمًّی فَاكْتُبُوهُ الآیة حمل کیا اسکو عبد اللہ بن عباس رض نے اوپر بیع سلم کے

روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور صحیح کہا اوسکو اوپر شرط بخاری مسلم کے کہ کہا ابن عباس رض نے شہادت دیتا ہون مین اس بات کی کہ اللہ تعالی نے حلال کیا سلم کو ایک میعاد معین تک اور اذن دیا اوسکا اسی آیت سے اور بھی اخراج کیا اوسکا شافعی رح نے مسند مین اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے اور روایت کی بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عباس رض سے کہا کہ آئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے مین اور وہ لوگ سلف کرتے تھے یعنے بیع سلم کرتے تھے میوون مین برس کا اور دو برس کا تو فرمایا آپ نے جو شخص سلف کرے تم مین سے کسی میوے مین تو چاہیے کہ سلف کرے ایک ناپ معین اور ایک تول معین مین ایک مدت معین تک اور بہت سے آثار و احادیث اسکی اباحت پر دلالت کرتے ہین ص سلم کہتے ہین بیع کو ایک شی کی اس طور پر کہ مبیع دین ہو جاوے بائع پر اور قیمت نقد دیجاوے ساتھ شرائط معتبرہ کے ف اور سلف بھی اسی کو کہتے ہین ص تو مبیع کو مسلم فیہ اور ثمن کو راس المال اور بائع کو مسلم الیہ اور مشتری کو رب السلم کہتے ہین اور صحیح ہی سلم اوس چیز مین جسکی قدر اور صفت معلوم ہوسکے بیان کر دینے سے ف اور جن چیزونکی صفت اور مقدار بیان سے معلوم نہوسکے تو اونمین سلم جائز نہین جیسے وہ چیزین کہ عددی ہین متفاوت جیسے خربزہ کدو سولی انار ص جیسے جو چیزین کہ نپکر بکتی ہین پیمانے مین ف مثلاً گیہون چانول آٹا غلہ وغیرہ ص یا تلکر سواے ثمن کے ف یعنے ثمن ہون ثمن نہون مثمن اوس چیز کو کہتے ہین جو عوض مین ثمن کے آوے اور ثمن کی قید سے روپیہ اشرفی دراہم ودنانیر نکل گئے کہ یہ بھی اگرچہ تل کر بکتے ہین لیکن چونکہ ثمن ہین اسواسطے سلم انمین جائز نہین ص یا گز گنتی سے ناپکر جیسے کپڑا جب کہ اوسکا طول اور عرض اور سنگینی اور صفت بیان کر دیوے یا شمار سے اون چیزون مین جو قریب قریب ایکسی ہوتی ہین ف یعنے چھٹائی اور بڑائی مین اونکے بہت فرق نہین ہوتا ص جیسے اخروٹ انڈے پیسے کچی پکی اینٹ ایک سانچے معین سے ف زردآلو انجیر بھی انھین مین داخل ہین در مختار ص اور صحیح ہی سلم سوکھی مچھلی نمک لگی ہوئی مین اور تازی مچھلی مین بھی جب اوسکا موسم ہو ف بے موسم تازی مچھلی مین سلم درست نہین مگر اوس شہر مین جہان ہمیشہ بکتی ہو ص تول سے اور قسم معلوم سے ف جیسے روہو وغیرہ ص اور جائز ہی سلم طشت اور کانسے اور موزون مین اگر اونکی پہچان بیان ہوسکے ورنہ نہین جائز ہی ف اور اسی طرح ٹوپی اور جوتے وغیرہ ص اور نہین جائز ہی سلم کسی جانور زندہ مین ف اور امام شافعی رح کے نزدیک جائز ہی کیونکہ وہ معلوم ہوسکتا ہی بیان سے قسم اور سن اور نوع اور صفت کے اور ہم کہتے ہین کہ بعد بیان ان سب باتون کے بھی اوسمین تفاوت فاحش رہتا ہی دوسرے یہ کہ مذہب شافعی رح کا صریح مخالف حدیث کے ہی روایت کی حاکم نے مستدرک مین اور دارقطنی نے سنن مین ابن عباس رض سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا سلم سے حیوان مین کہا حاکم نے حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ اور تفصیل فتح القدیر مین ہی ص اور نہ سری سکے پاؤون مین اور نہ کھالون مین شمار کی روسے اور نہ لکڑی کے گٹھون مین اور نہ ترکاریون کی گڈیون مین اور نہ جواہرات اور پرونے کی چیزون مین ف جیسے موتی پوت وغیرہ ص اور نہ ساتھ ایک صاع معین یا گز معین کے کہ اوسکا اندازہ معلوم نہووے ف اسواسطے کہ احتمال ہی کہ وہ صاع یا گز تلف ہوجاوے

وقت تسلیم مسلم فیہ تک تو پھر منازعت ہوگی ص اور نہ کسی خاص گانون کے گیہون پر یا کسی خاص درخت کی کھجور پر ف
اسواسطے کہ احتمال ہی کہ اس سال مین اوس قریے مین کچھ پیدا نہو یا اوس درخت مین کچھ نہ نکلے تو مسلم فیہ کی تسلیم پر قادر نہو گا
ص اور نہین جائز ہی سلم یہان تک کہ مسلم فیہ موجود ہووے بازار مین وقت عقد سے لیکر مدت معین تک تو اگر معدوم
ہوگا مسلم فیہ وقت عقد کے اور موجود ہوگا مدت گذرنے پر یا موجود ہو عقد کے وقت اور معدوم ہووے مدت کے
گذرنے پر یا بیچ مین دونون وقتون کے معدوم ہو جاوے تو سلم جائز نہین اور شافعی رہ کے نزدیک اگر مسلم فیہ مدت گذرنے
کے وقت موجود ہوگا تو سلم جائز ہوگی ف اگرچہ وقت العقد مفقود ہو اور دلیل ہماری اصل اور ہدایے مین مذکور ہی ص
اور نہین جائز ہوتی ہی سلم گوشت مین امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک درست ہی اگر صفت اور جنس اور
نوع اور سن اور مقام اور مقدار اوسکی بیان کر دیوے جیسے کہدیا کہ گوشت بکرے خصی دو برس کا موٹا پسلی کا سو سیر ف
اور ایمہ ثلاثہ بھی صاحبین کے متفق ہین اور اوسی پر فتوی ہی دُرّ مختار ص سلم کے جائز ہونے کی چند شرطین
ہین اونکو معلوم کرنا چاہیے ۱ بیان کرنا جنس مسلم فیہ کا مثلاً گیہون ہی یا جو ۲ بیان کرنا اوسکی نوع کا کہ آبی کی سینچی ہوئی
یا بارانی ۳ بیان کرنا اوسکی صفت کا کہ عمدہ ہون یا ناقص ۴ بیان کرنا مقدار معلوم کا ایک کیل معروف سے جسکا مقدار
معلوم ہووے ف اور وہ کیل سکڑتا اور پھیلتا نہووے جیسے زنبیل وغیرہ ص یا باٹ معلوم و معین سے جسکا
وزن معلوم ہووے ۵ مدت مسلم فیہ کے ادا کرنے کی ف ہمارے نزدیک سلم بغیر مدت کے جائز نہین اور شافعی رہ کے
نزدیک درست ہی اور ہماری دلیل صاف وہ حدیث ہی ابن عباس رض کی جسکو روایت کیا بخاری مسلم نے اور اوسمین
الی اجل معلوم موجود ہی ص اور اقل مدت ایک مہینا ہی صحیح قول مین اسواسطے کہ بعضون کے نزدیک اقل مدت تین دن
ہین اور بعضون کے نزدیک آدھے دن سے زیادہ ف در مختار مین ہی کہ فتوی اسی پر ہی کہ اقل مدت ایک مہینا ہی ص
۶ راس المال کی شناخت جب عقد متعلق ہو مقدار سے جیسے راس المال کیلی ہو یا وزنی یا عددی اسواسطے کہ عقد
ان چیزون مین متعلق ہوتا ہی مقدار سے تو ضروری بیان مقدار اوسکا ف کہ یہ روپے اتنے ہین یا یہ غلہ اتنا ہی ص اور
یہ امام صاحب کے نزدیک ہی اور صاحبین کے نزدیک جب راس المال معین ہو تو اوسکے بیان مقدار کی ضرورت نہین
اسواسطے کہ مقصود حاصل ہوگیا اوسکی طرف اشارہ کر دینے سے جیسے ثمن مبیع مین یا اجرت اجارے مین ف کہ ثمن مبیع
یا اجرت کی طرف اگر اشارہ کر دیا تو اوسمین بیان مقدار ضرور نہین ص امام ابوحنیفہ رح کی دلیل یہ ہی کہ کبھی ایسا ہوتا ہی کہ راس المال
کے روپے یا اشرفی کھوٹی ہوتی ہین اور مجلس عقد سلم مین مسلم الیہ اوسکو نہین بدلتا ہی تو اگر اندازہ اور مقدار روپے وغیرہ کا معلوم
نہوگا تو یہ تحقق نہوگا کہ کتنے روپے مین سلم باقی رہی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ مسلم الیہ مسلم فیہ کی تسلیم پر وقت مدت گذر جانے کے قادر نہین ہوتا تو
اوسکو رد کرنا راس المال کا لازم آتا ہی اور جب راس المال کا مقدار معلوم نہوا تو منازعت واقع ہوگی ہان اگر راس المال کوئی کپڑا
معین ہووے تو اوسکا مقدار بیان کرنا ضرور نہین کیونکہ کپڑے مین عقد متعلق اوسکی ذات سے ہوتا ہی نہ اوسکے مقدار سے ف
اب دو مسالون کی تفریع کرتا ہی چھٹی شرط پر ص تو جائز نہوگی سلم دو جنسون مین بغیر بیان راس المال ہر ایک جنس کے
ف مثلاً دس درہم دیے اور سلم کی ایک کُر مین گیہون کے اور ایک کُر مین جو کے اور یہ نہ بیان کیا کہ گیہون کے حصے کے

کتنے روپی ہین اور چونکے حصے کے کتنے تو یہ سلم جائز نہوگی بوجہ معلوم نہونے راس المال کے ص یا دو نقدون مین بغیر بیان حصے ہر ایک کے سلم فیہ سے ف جیسے سلم کیا درا ہم و دنانیر دیکر ایک کر مین گیہون کے اور ایک کا حصہ معلوم ہی اور دوسرے کا معلوم نہین کہ کتنا حصہ ہی سلم فیہ سے ج ص کے بیان مکان جہان پر سلم فیہ رب السلم کو ادا کیا جاویگا اگر سلم فیہ ایسی چیز ہو جسکی باربرداری اور مزدوری چاہیے امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جہان پر عقد سلم واقع ہوا اوسی جگہہ سلم فیہ کا دینا لازم آویگا اور اسی خلاف پر ہی ثمن اور اجرت اور قسمت ف ثمن کی صورت یہ ہی کہ ایک شخص نے غلام کو عوض مکیل یا موزون کے اودھار خریدکیا مدت معین کرکے تو امام کے نزدیک مکان ایفا شرط ہی اور اجرت کی یہ صورت ہی کہ ایک شخص نے گھر یا جانور کرایے کو لیا بعوض مکیل یا موزون کے مدت مقرر کرکے تو امام کے نزدیک مکان ایفاے اجرت شرط ہی اور قسمت کی صورت یہ ہی کہ دو شخصون نے ایک گھر تقسیم کیا اور ایک شخص نے اپنے حصے سے زیادہ لیا اور بمقابلہ زائد کے مکیل یا موزون کے دینے کا وعدہ کیا مدت معین کرکے تو امام کے نزدیک بیان مکان ایفا شرط ہی برخلاف صاحبین کے کذا فی الطحطاوی ص اور جو سلم فیہ ایسی چیز ہووے کہ اوسمین باربرداری وغیرہ کی حاجت نہووے تو جہان چاہے مسلم فیہ رب السلم کو حوالے کرے اور یہی قول اصح ہی اور جامع صغیر کی روایت مین جہان پر عقد سلم ہوا ہی وہان حوالے کرے اور سلم کے باقی رہنے کی شرط یہ ہی کہ راس المال مسلم الیہ قبل ایک دوسرے کے جدا ہونے کے لیوے تو اگر سلم کیا کسی نے بعوض دو سو کے سو نقد اور سو قرض تھے مسلم الیہ پر ایک کر مین گیہون کے تو باطل ہوگی سلم سو روپے قرضے مین اور سو نقد مین صحیح ہوجاویگی ف کر ساٹھ قفیز کا اور قفیز ہوتا ہی آٹھ مکول کا اور مکول ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہی تو قفیز بارہ صاع کا ہوا اور کر سات سو بیس صاع کا ص اور سلم نہین صحیح ہوتی اگر اوسمین خیار الشرط ہو یا خیار الرویۃ کیونکہ یہ دونون مانع ہین تمام سلم کے البتہ خیار العیب مانع نہین ہی تمام تسلیم کا تو اگر ساقط کیا خیار الشرط کو قبل جدا ہونے متعاقدین کے صحیح ہوجاویگی تو نزدیک زفر رح کے صحیح نہوگی ف اور دلیل اوسکی ہدایہ مین مذکور ہی ص راس المال اور سلم فیہ مین قبضہ کرنے سے پیشتر تصرف کرنا درست نہین جیسے شرکت اور تولیہ صورت شرکت کی یہ ہی کہ رب السلم کسی شخص سے کہے تو مجکو نصف راس المال دیدے تا نصف سلم فیہ تیری ہوجاوے اور صورت تولیہ کی یہ ہی کہ کہے تو کل راس المال مجھے دیدے تا سلم فیہ کل تیری ہوجاوے اور تصرف کی یہ صورت بھی ہی کہ رب السلم راس المال کے بدلے مین کوئی اور چیز دیوے یا مسلم الیہ سلم فیہ کے بدلے مین کوئی اور چیز ادا کرے اگر زید نے عمرو سے بیع سلم کی پھر اوسکو اقالہ کیا تو زید عمرو سے اپنے راس المال کے بدلے مین کوئی دوسری چیز نہ لیوے بلکہ جو مال عمرو کو دیا ہی پھیر لیوے فرمایا علیہ الصلوۃ والسلام نے نہ لے تو مگر سلم فیہ یا راس المال ف یہ حدیث بہ اس لفظ سے روایت کیا اوسکو دار قطنی نے سنن مین ابو سعید خدری رض سے عن ابراہیم بن سعید الجوھری من اسلم فی شیٔ فلا یاخذ الا ما اسلم فیہ او راس مالہ اور ضعیف کیا اوسکو دار قطنی نے بسبب عطیہ عوفی کے لیکن روایت کیا اوسکو ابو داود اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص سلم کرے کسی شی مین تو نہ پھیرے اوسکو غیر مین مسلم فیہ کے اور یہ مقتضی ہی اس بات کو کہ نہ لے مگر اوسی چیز کو اور حسن کہا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ نہین پہچانتے ہم مرفوع اوسکو مگر اسی طریقے سے اور عطیہ عوفی ضعیف کہا اوسکو احمد وغیرہ نے اور حسن کہا ترمذی نے اوسکی حدیث کو تو حدیث حسن ہو

اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے موقوفاً کہ فرمایا ابن عمر رض نے جسوقت سلم کرے تو کسی شیٔ مین تو نہ لے مگر راس مال اپنا
یا وہ چیز کہ سلم کی ہی تو نے اوسمین اور روایت کیا ابو الشعثاء سے مثل اسکے کذا فی فتح القدیر للشیخ ابن الہمام رح
اور زفر رح کا اسمین خلاف ہی اور حجت اون پر یہی حدیث ہی ص زید نے عمرو سے ایک کُر مین گیہون کے سلم کی جب وعدہ
گذرا تو عمرو نے ایک کُر گیہون کا بکر سے خریدکے قبل قبضے کے اور ناپ تول لینے کے زید کو حکم کیا کہ بکر سے جاکر وہ گیہون اپنے
بعوض اوسے سلم فیہ کے تو جائز نہوگا ف اسواسطے کہ یہان دو عقد ہین تو ضرور ہی کہ اوسمین صاع بائع اور مشتری دونون کا
جاری ہووین بدلیل اوس حدیث کے جو اوپر گذری ص اور قرض مین یہ صورت درست ہی مثلاً زید نے عمرو سے کچھ گیہون
قرض لیے بعد اوسکے اوتنے گیہون زید نے بکر سے خرید کرکے عمرو کو حکم کیا کہ وہ گیہون بکر سے اپنے قرضے کی ادا مین لیوے
تو صحیح ہی ف دلیل اسکی اصل کتاب اور حاشیے مین مذکور ہی ص البتہ سلم مین یہی درست ہی اس طرح سے کہ عمرو زید سے کہے
کہ تو گیہون اپنی سلم کے بکر سے لیکر اول میری طرف سے وکالةً اوسپر قبضہ کرکے ناپ تول لے اور پھر اپنے واسطے قبضہ کرکے
ناپ تول لے اسواسطے کہ اس صورت مین دونون کے صاع جاری ہوگئے ف اور یہ صورت اوپر گذر چکی ہی ص اگر
مسلم الیہ نے رب السلم کے حکم سے اوسکی غیبت مین اوسکے برتن سے مسلم فیہ کو ناپ دیا یا اوس نے اپنے ظرف مین مشتری کی
غیبت مین اوسکے حکم سے یا اپنے مکان مین ایک کونے مین مبیع کو ناپ دیا تو یہ قبضہ رب السلم اور مشتری کا نہ شمار کیا
جاویگا البتہ اگر بیع کی صورت مین بائع نے مشتری کے حکم سے مشتری کی طرف سے اوسکی غیبت مین مبیع کو ناپ دیا تو یہ قبضہ
مشتری کا شمار کیا جاویگا اگر ایک شخص نے حکم کیا بائع کو کہ ایک کُر غلے کا سلم کی بابت اور ایک کُر خرید کا دونون میرے
برتن مین ڈال دو تو اگر بائع نے پہلے خرید کا غلہ ڈالنا شروع کیا بعد اوسکے سلم کا بھی ڈال دیا تو یہ مشتری کا قبضہ شمار
کیا جاویگا اور اگر پہلے سلم کا غلہ ڈالنا شروع کیا تو امام صاحب کے نزدیک مشتری کسی کا قابض قرار نہ دیا جاوے گا
اور صاحبین کے نزدیک مشتری مختار ہی چاہے بیع کو توڑ ڈالے چاہے اوتنے مال مین بائع کا شریک ہو جاوے اگر
رب السلم نے ایک لونڈی راس المال مین دیکر سلم کیا اور مسلم الیہ نے اوس لونڈی پر قبضہ کر لیا بعد اوسکے دونون
نے اقالہ سلم کیا اب وہ لونڈی مر گئی تو اقالہ باقی رہیگا اور اوس لونڈی کی قیمت جو دن قبض کے تھی مسلم الیہ کو
واپس کرنا پڑیگی اور اگر بعد موت کے اقالہ ہوا تو بھی یہی حکم ہی ف یعنے اقالہ صحیح ہو جائے گا اور مسلم الیہ کو قیمت اوس
لونڈی کی جو یوم القبض تھی دینا پڑیگی ص یہی حکم ہی اگر لونڈی کو کسی اسباب کے بدلے مین بیچا اور لونڈی یا وہ اسباب
تلف ہونے کے اول اقالہ کیا بعد اوسکے تلف ہوگیا یا بعد تلف ہو جانے کے اقالہ کیا برخلاف خریدنے لونڈی کے عوض
مین ثمن کے کہ اگر وہ لونڈی بعد اقالہ کے مری تو اقالہ باطل ہوگیا اور اگر قبل اوسکے مری بعد اقالہ ہوا تو اقالہ صحیح نہوگا اور اگر مسلم الیہ نے
کہا کہ مین نے شرط کر لی تھی خراب گیہون کی اور رب السلم نے کہا تو نے کچھ شرط نہین لگائی تھی یا اسکا اولٹا ہوا یا ایک
نے کہا کہ مدت کی شرط ہوئی تھی اور دوسرا کہے کہ مدت کی شرط نہین ہوئی تھی تو قول اوسی کا معتبر ہوگا جو مدعی خراب گیہون
ٹھہرنے کا یا مدت قرار پانے کا ہوگا اور جو انکا منکر ہوگا اوسکا قول معتبر نہوگا اسلیے کہ مدعی کے قول سے صحت سلم ہوتی ہی کیونکہ
سلم مین بیان صفت اور مدت ضروری ہی اور استصناع یہ ہی کہ کوئی شخص کاریگر سے کہے کہ مجھکو یہ چیز بنا دے جیسے

جوتے والے سے کہ اسکو جوتا تیار کر دے اپنے پاس سے **ف** استصناع قیاساً ناجائز تھا کیونکہ بیع ہی معدوم کی
لیکن بسبب تعامل یعنے آدمیون کے رواج کے جائز ہی **ہدایہ ص** تو اگر استصناع ایک مدت معین کے ساتھ
ہی تو سلم ہو جاویگا خواہ اوسکا رواج ہویا نہو اور اگر مدت نہ ہووے تو جس چیز مین رواج ہی جائز ہی جیسے موزہ طشت کاسہ تو نہ بیع
ہی نہ وعدہ ہو **ف** حاکم شہر کے نزدیک استصناع ایک وعدہ ہی تو بائع جب بناکر وہ شی لاتا ہی تو بیع ہو جاتا ہی بسبب تعاطی کے
لیکن اکثر کے نزدیک ابتدا سے وہ بیع ہی **ص** اور جب بیع ہوا تو کاریگر اوسکے بنانے پر جبر کیا جاویگا اور جسنے بنانے کا حکم
کیا ہی وہ اپنے قول سے پھر نہین سکتا اور بیع خود وہ چیز ہی نہ کام و محنت اوسکی تو اگر کاریگر اپنے غیر کی بنائی چیز لایا یا اپنی بنائی
لیکن قبل عقد کے بنائی تھی اور بنوانے والے نے اوسکو لے لیا صحیح ہوگا اور بیع متعین نہوگی قبل اختیار کرنے بنوانے والے کے تو اگر
قبل دکھانے کے بنوانے والے کے تئین کاریگر نے اوسکو کسی اور کے ہاتھ بیچڈالا صحیح ہی اور جب بنوانے والے نے اوس چیز کو
دیکھا تو اوسکو اختیار ہی چاہے لے چاہے نلیوے **ف** اسواسطے کہ اوسنے خریدی ایسی چیز جسکو نہین دیکھا تھا اور اوسکو
اختیار ہوتا ہی جیسا گذرا خیار الرویۃ مین **ص** اور نہین صحیح ہی استصناع بغیر بیان مدت کے اوس چیز مین جسکا رواج نہین ہی جیسے کپڑا وغیرہ

## باب مسائل متفرقہ بیع کے بیان مین

بیل یا گھوڑا یا مٹی کا خریدا لڑکے کے جی لگنے کے واسطے تو یہ بیع صحیح نہین اور نہ اوسکی کچھ قیمت نہین اور اوسکے تلف کرنیوالے پر
تاوان نہین اور قول ضعیف یہ ہی کہ بیع صحیح ہی اور تلف کرنے والے پر اوسکے ضمان ہی اور مجتبی کی کتاب الحظر کے آخر مین ابو یوسف
سے روایت ہی کہ کھلونے کی بیع اور لڑکون کا اوس سے کھیلنا جائز ہی **دُرِّ مختار ص** صحیح ہی بیع کتے کی اور چیتے کی
اور درندون کی برابر ہی کہ سکھائے ہوئے ہون یا بے سکھائے ہوئے **ف** جس درندے کو شکار کی تدبیر اور آداب
سکھا لیتے ہین تو اوسکو معلم کہتے ہین ورنہ غیر معلم تو مطلب مصنف رح کا یہ ہی کہ کتا خواہ چیتا جو درندہ ہو خواہ معلم ہو یا نہو
بیع اوسکی درست ہی اور یہ ہمارا مذہب ہی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک بیع اوس کتے کی درست نہین ہی جو کٹنا ہی اور نزدیک
شافعی رح کے کسی کتے کی بیع درست نہین اسواسطے کہ روایت کی ابن حبان نے صحیح مین ابوہریرہ رض سے کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حرام ہی زانیہ کی خرچی اور قیمت کتے کی اور کمائی پچھنے لگانے والے کی اور روایت
کی شیخین نے ابو مسعود انصاری رض سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتے کی قیمت لینے سے اور خرچی
فاحشہ کی اور کمائی سے فال نکالنے والے کی اور روایت ہی ابی الزبیر رض سے کہ پوچھا مین نے جابر رضی اللہ عنہ سے قیمت
لینے سے بلی اور کتے کی آپس کہا کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روایت کیا اوسکو مسلم اور نسائی نے اور اسواسطے
کہ کتا نجس العین ہی اور نجاست سے ذلت اوسکی لازم ہوئی اور بیع سے اعزاز اوسکا لازم آتا ہی تو ناجائز ہوگی دلیل ہماری وہ حدیث ہی جسکو
روایت کیا ترمذی نے ابوہریرہ رض سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت سے کتے کی مگر کتے شکاری کی اور ضعیف
کہا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث جابر رض سے بھی مرفوعاً مروی ہی اور اسناد اوسکی صحیح نہین اور احادیث صحیحہ مین
اسکا استثنا مذکور نہین ہم کہتے ہین کہ روایت کی ابو حنیفہ رح نے مسند مین ہیثم سے انھون نے عکرمہ سے انھون نے
ابن عباس سے کہ رخصت دی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت مین کتے شکاری کی اور یہ سند جید ہی اسواسطے

کہ ہیثم ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور روایت کی بیہقی نے مثل اسکے جابر رضہ سے اوسکی اسناد مین بھی
ہیثم ہے لیکن ہیثم باتفاق محققین ثقہ ہے توثیق کی ہے اوسکی ابن سعد اور دار قطنی نے اور اخراج کیا اوس سے ابن حبان نے
صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین اور روایت کی دار قطنی نے ابو الزبیر رضہ سے انہون نے جابر رضہ سے کہ منع کیا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت سے بلی کی اور کتے کی مگر شکاری کتے کی اور روایت کی طحاوی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ سے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے حکم کیا ایک شکاری کتے کے قاتل پر چالیس روپے کا اور کھیت کے کتے پر
ایک مینڈھے کا اور روایت کی طحاوی نے عبد اللہ بن المغفل سے کہا کہ حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ساتھ قتل کتون کے پھر فرمایا کیا کرتے ہین میرا کتا اور رخصت دی شکاری کتے مین اور حدیث ابو ہریرہ رضہ کی ابتداے
اسلام مین تھی پھر منسوخ ہو گئی کیونکہ خود مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگائے اور دی حجام کو اجرت اور اگر یہ
حرام ہوتا تو آپ کبھی اجرت نہ دیتے روایت کیا اوسکو شیخین نے ابن مسعود رضہ سے اور نجاست عین ہونا کتے کا مسلم نہین
اسواسطے کہ اوس سے نفع لیا جاتا ہے بطور حراست کے اور شکار کے حاصل کلام یہ ہے کہ حدیث نہی عن ثمن کلب پہلے
عام تھی اور پھر کلب صید اور زراعت اوس سے مخصوص ہوا تو اب عام ظنی ہو گیا اور عام ظنی کی دوبارہ تخصیص جائز ہے
قیاس سے مگر اس صورت مین لازم آتا ہے کہ کتے کاٹنے والے یا ضرر پہنچانے والے کی بیع بالکل جائز نہو جیسا مذہب
ابو یوسف کا ہے تاکہ اس حدیث عام کے نیچے کوئی فرد باقی رہے نہ یہ کہ مطلقاً بیع کتے کی درست ہو جاوے جیسا کہ مروی
ہے امام سے واللہ اعلم ھکذا فی الفتح القدیر و شرح المسند للامام ساہ **ص** اور ذمی بیع مین مثل مسلمان کے ہے
الا شراب اور سور کی بیع کہ ذمی کو درست ہے اور مسلمان کو نادرست **ف** صحیح مسلم مین مروی ہے ابن عباس رضہ سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسنے حرام کیا شراب کے پینے کو اوسی نے حرام کیا اوسکی بیع کو اور ایسا ہی مروی ہے امام محمد سے
آثار مین **ص** تو شراب ایسی ہے ذمی کے حق مین جیسے سرکا ہمارے نزدیک اور سور ذمی کے حق مین جیسے بکری ہمارے
نزدیک تو خمر مثلی ہے اور سور ذوات القیم سے **ف** یعنی اگر ذمی نے ذمی کا خمر تلف کر ڈالی تو اوسکی عوض مین خمر دلائی جاوے گی
کیونکہ خمر مثلی ہے یعنی اون چیزون مین سے ہے ذمیون کے حکم مین کہ اونکے تلف کر دینے سے مثل اوسکا لازم آتا ہے اور سور
ذوات القیم سے ہے یعنی اون چیزون مین سے ہے جنکے تلف کر دینے سے قیمت لازم آتی ہے تو اگر ذمی نے سور دوسرے ذمی کا ہلاک
کیا اس صورت مین اونکے یہان جو اوس سور کی قیمت ہوگی دلائی جاوے گی نہ دوسرا سور جیسا ہمارے یہان بکری مثلی نہین ہے
بکری ذوات القیم سے ہے **ص** زید نے ایک لونڈی خریدی اور قبل قبضے کے اوسکا نکاح عمرو سے کر دیا تو نکاح صحیح ہے اب اگر عمرو نے
اوس سے وطی کی تو یہ قبضہ زید کا شمار کیا جاویگا نہ فقط نکاح کر دینا **ف** تو اگر بیع ٹوٹ گئی قبض سے پہلے تو نکاح باطل
ہو گیا ابو یوسف رح کے قول مین اور یہی مختار ہے در مختار **ص** اگر زید نے عمرو سے ایک غلام خریدا اور زید قبل ادا ے
ثمن کے اور قبل قبضہ کرنے کے غلام پر غائب ہو گیا اور بائع نے گواہ قائم کیے اس بات پر کہ یہ غلام مین نے زید کے
ہاتھ بیچا ہے تو اگر اوسکا ٹھکانا معلوم ہے تو وہ غلام واسطے ادا ے ثمن کے نہ بیچا جاویگا بلکہ ثمن مشتری جہان ہوگا اوس سے
طلب کیا جاوے گی اور اگر مشتری ایسا غائب ہے کہ اوسکا ٹھکانا معلوم نہین اس صورت مین وہ غلام بیچا جاویگا اور اوسکی قیمت سے

ثمن بائع ادا کیجاویگی **ف** تو اگر قیمت ثمن سے بڑھ جاوے تو زیادتی کو رکھ چھوڑین گے جب مشتری حاضر ہوگا
اوسکو حوالے کیجاویگی اور اگر قیمت ثمن سے کم نکلی تو بائع اوسکا پیچھا کرے جب اوسکو پاوے تو اوس سے لے لیوے اور اگر
مشتری غائب ہوا بعد قبضے کے تو قاضی بائع کی نالش کو نہ سنے کیونکہ بائع کا حق مبیع سے متعلق نرہا اور مبیع کے مانند
مرہون ہے یعنی اگر راہن ایسا غائب ہوا کہ اوسکا ٹھکانا معلوم نہین اور مرتہن نے اپنے دین کے واسطے بیع مرہون کی نالش
کی قاضی کے پاس تو سنا اوار یہ ہے کہ بیع اوسکی جائز ہو کذا فی الدر المختار و الطحطاوی **ص** اور اگر دو شخصون نے ایک
چیز خریدی اور اون مین سے ایک شخص غائب ہوا **ف** یعنی اس طرح پر کہ اوسکا مکان معلوم نہین **نھر ص** تو شخص
حاضر کو کل ثمن کا دیدینا اور کل مبیع پر قبضہ کرنا اور اوسکو روک رکھنا یہان تک کہ شخص غائب اپنے حصے کی ثمن ادا کرے درست ہے
طرفین کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک اوسکو روک رکھنا کل مبیع کا جب شخص غائب حاضر ہووے درست نہین **ف** طرفین کی دلیل یہ ہے کہ
شخص حاضر لاچار ہے اوسکو نفع اوٹھانا مبیع سے ممکن نہین جب تک کل ثمن ادا نکرے تو جسوقت اوسنے کل ثمن ادا کر دی
تو متبرع نہوگا تو جب غائب حاضر ہوا تو نہ لیگا حصہ اپنا جب تک ثمن اپنے حصے کی ادا نکرے اور ابو یوسف رحمہ کہتے ہین کہ شخص
حاضر متبرع ہے اپنے شریک کے حصے کی ثمن کے ادا کرنے مین تو جب وہ حاضر ہوگا تو اوس سے حصہ ثمن کو پھیر نہین سکتا
اور نہ مبیع کو روک سکتا ہے اور فتویٰ طرفین کے قول پر ہے **ھدایہ ص** کوئی چیز بیچے سونے اور چاندی کی ہزار مثقال سے
تو سونا اور چاندی نصفا نصف ہونگے تو پانسو مثقال ہر ایک کی واجب ہوگی **ف** اسواسطے کہ مثقال چاندی اور سونے
دونون کی ہوتی ہے تو جب مثقال کی اضافت دونون کی طرف برابر ہوئی تو پانسو مثقال سونا اور پانسو مثقال چاندی واجب ہوگی
مشتری پر بسبب عدم ترجیح کے **ص** کوئی چیز بیچے بعوض ہزار کے سونے اور چاندی سے تو سونا چاندی نصفا نصف ہوگی
تو سونے کے نصف سے مثقال مراد ہون گے اور چاندی کے نصف سے درہم وزن سبعہ والے **ف** یعنی وہ دراہم
جو دس سات مثقال کے ہوتے ہین اور ذکر اسکا کتاب الزکوٰۃ مین گذرا اسواسطے کہ یہی متعارف ہے تو پانسو مثقال سونا اور
پانسو درہم اس صورت مین لازم آوین گے **ص** اگر ایک شخص کے کچھ روپے کھرے دوسرے پر آتے تھے اور مدیون نے
دائن کو زیوف ادا کیے اور دائن کو معلوم نہوا اوسنے خرچ کر ڈالے یا اوسکے پاس سے تلف ہوگئے تو اوسکا حق ادا ہوگیا
طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اوس قسم کے زیوف مدیون کو پھیر کر کھرے لے لیوے **ف** زیوف جمع
زیف کی ہے زیف وہ روپیہ جسکو تاجر لے لیوین اور خزانۂ اسلام مین نہ لیا جاوے اور اگر وہ روپے ستوقہ یا نبہرجہ ہون تو
بالاتفاق ویسے پھیر کر کھرے لیوے اور اسی پر فتویٰ ہے ستوقہ وہ درہم ہے جسپر چاندی کا پتر ہو اور نبہرجہ وہ درہم جو دار الضرب
سلطانی مین نہ بنا ہووے یا جسکو تاجر بھی نہ لیوین **رد محتار ص** اگر پرندے نے انڈے یا بچے دیے ایک شخص
کی زمین پر یا ہرن کا پانون اوسکی زمین مین جاکر خود بخود ٹوٹ گیا تو جو اوسکو پاویگا اوسکی ملک ہو جاویگی البتہ اگر صاحب زمین
نے زمین کو اسی کے واسطے تیار کیا ہو تو وہ صاحب زمین کی ہونگی جیسے مکھی نے چھتہ لگایا کسی کی زمین مین تو
وہ اوسکا مالک ہوگا خواہ اپنی زمین شہد کے چھتہ لگانے والی کے واسطے تیار کی ہو یا نہو اور اگر شکار پھنس گیا
اوس جال مین جو پھیلا یا گیا تھا خشک کرنے کے واسطے یا دراہم اور مٹھائی او چھالی گئی لینے کے واسطے اور کسی کے

کپڑے پر جا پڑی تو وہ اوسکا مالک نہوگا بلکہ جو پاویگا اوسیکو ملیگا البتہ اگر کپڑے والے نے پہلے سے اپنا کپڑا اسی کے واسطے پھیلا رکھا تھا تو اوسکو ملیگا یا اوسنے اسلیے پھیلا نہین رکھا تھا لیکن اوسکا ہاتھ پڑ گیا اون درہم یا مٹھائی پر تب بھی اوسیکی ہو جاوے گی +

**مسائل الحاقیہ** بندے سے سخرا پن کرنا اگرچہ حرام ہے لیکن وہ مانع بیع نہین بلکہ اوسکی بیع مکروہ ہے چنانچہ انگور کا نچوڑا پانی اوس شخص کے ہاتھہ بیچنا جو شراب بناتا ہے اور کتے کا پالنا اور رکھنا درست نہین مگر چور وغیرہ کے خوف سے تو کچھہ مضایقہ نہین اور کتے کے مانند باقی درندے ہین اور کتے کا پالنا شکار اور بھیڑ بکری اور کھیت کی حفاظت کے واسطے بالاتفاق درست ہے اقل قیمت بیع ایک پیسہ ہے تو جو چیز مالیت مین ایک پیسے سے بھی کم ہوگی چنانچہ ایک ٹکڑا روٹی کا اوسکے عوض مین بیع جائز نہین بیچنا اون پرند جانورون کی بیٹ کا جنکا گوشت حلال ہے درست ہے مگر اسقدر بیٹ ہو کہ اوسکی قیمت ایک پیسہ ہو جاوے اور جائز نہین بیع زمین کے کیڑون کی جیسے چھپکلی بچھو گوہ اور گبریلا البتہ جونک کی بیع درست ہے اسواسطے کہ لوگ اوسکو مال جانتے ہین اور خون نکالنے کے علاج مین اوسکی حاجت ہے اور دریا کے جانورون مین سے بھی سوا مچھلی کے اور کسیکی بیع جیسے کیکڑا وغیرہ درست نہین البتہ فتاوای قنیہ مین لکھا ہے کہ جو جانور قیمت دار ہین جیسے سقنقور اور کھال خز کی اور پانی کا اونٹ بشرطیکہ زندہ ہو تو بیع انکی درست ہے اور سانپون کی بیع اگر اون سے فائدہ حاصل ہے دواؤن مین تو فقیہ ابو اللیث رحمہ نے اوسکو جائز رکھا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اگر نفع اور صحت مرض منحصر ہو جاوے اون مین تو جائز ہے اور نہایہ اور تہذیب مین ہے کہ بیمار کو پینا پیشاب اور خون اور کھانا مردے کا واسطے دوا کے درست ہے جبکہ طبیب مسلمان اوس سے کہدیوے کہ اس چیز مین تیری شفا ہے اور اودیہ مباح مین کوئی چیز قائم مقام اوسکے نملے اور اگر طبیب یہ کہے کہ اس چیز مین جلدی شفا ہوگی تو اوسمین دو قول ہین اسی طرح شراب کے پینے مین بھی بعذر مرض لاعلاج درصورت کہنے طبیب حاذق کے اختلاف ہے لیکن حدیث صحیح مین مروی ہے کہ اللہ تعالی نے تمہاری شفا نہین کی اوس چیز مین جو تمپر حرام کی اور نجس تیل کی بیع درست ہے اور اوسکو جلانا جائز ہے سوائے مسجد کے اور مکانون مین کافر کو خرید مسلمان غلام یا مصحف مجید کی درست ہے لیکن جبر کیا جاویگا پھر اوسکی بیع پر اسیطرح اگر کافر کا غلام مسلمان ہو جاوے تب بھی اوس غلام کی بیع پر کافر کو جبر کرینگے ایک درخت خرید کیا جڑ سمیت اور جڑ سے اوسکے اوکھاڑنے مین بائع کا ضرر ہے تو اوسکو کاٹ لے زمین کے اوپر سے جہان سے بائع کو ضرر نہووے اور اگر اوسکے ساقط ہونے سے کوئی دیوار گر جاوے تو درخت کا اوکھاڑنے والا اوسکا تاوان دے جو اوسکے اوکھاڑنے سے پیدا ہو **دُرّ مختار و ردّ محتار**

## باب بیع صرف کے بیان مین +

بیع صرف کہتے ہین ثمن کے بیچنے کو بدلے مین ثمن کے خواہ اپنی جنس کے ساتھہ ہووے مثلا سونے کو بدلے مین سونے کے یا چاندی کو بدلے مین چاندی کے یا غیر جنس کے ساتھہ جیسے سونے کو بدلے مین چاندی کے فروخت کرے شرط ہے بیع صرف مین کہ بائع اور مشتری کا قبضہ بدلین پر مجلس عقد مین ہو جاوے **ف** یعنی دونون بدلون پر ہر ایک قبضہ کر لیوے مجلس عقد مین ہاتھہ سے نہ فقط تخلیہ سے **دُرّ مختار** بدلیل اوس حدیث کے جو گذری باب الربوا مین کہ بیچو سونے کو بدلے مین

سونے کے برابر اس ہاتھ سے اوس ہاتھ سے اور زیادتی سود ہے اور روایت کی مالک رح نے موطا مین حضرت عمر رض سے کہ نہ بیچو سونے کو
بدلے مین سونے کے مگر برابر برابر اور نہ بیچو سونے کو بدلے مین چاندی کے اسطرح کہ ایک حاضر ہو اور دوسرا غائب اور اگر وہ مہلت
مانگے یہانتک کہ داخل ہو گھر اپنے مین تو نہ دے مہلت اوسکو مگر دست بدست ادھر لے اودھر دے اور مین خوف کرتا ہون تم پر رباء کا
اور بدلیل اس بات کے کہ دونون مین سے ایک کا قبضہ پہلے ضرور ہی تو نہو جاوے بیع اودھار کی بدلے مین اودھار کے اسواسطے کہ
منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روایت کیا اوسکو ابن عمر رض سے اسحاق نے اور بزار نے پھر جب ایک نے
قبضہ کیا تو دوسرے کا بھی قبضہ ضرور ہے تاکہ مساوات اور برابری حاصل ہووے اور مراد اس سے یہ ہے کہ قبل قبضے کے ہر ایک کا
بدن دوسرے کے بدن سے جدا نہووے تو اگر دونون ساتھ چلے جاتے ہین ایک ہی طرف یا دونون اوسی مجلس مین سو رہے
یا بیہوش ہوگئے تو بیع صرف باطل نہوگی بدلیل اثر ابن عمر رض کے کہ اگر کوئی کودے چھت سے تو کود ساتھ اوسکے کہا ابن الہمام رح
نے کہ یہ حدیث غریب ہے نہایت درجے کی کتب حدیث سے مین کہتا ہون روایت کیا اوسکو محمد رح نے آثار مین اور امام نے
اپنی مسند مین **ص** اور سونے کو چاندی کے عوض زیادتی کے اور اٹکل اور تخمین کے ساتھ بھی درست ہے **ف** اسواسطے کہ جنس
بدل گئی لیکن قبضہ کرنا مجلس عقد مین بدلین پر یہان بھی ضرور ہے **ص** اور سونے کی بیع سونے کے ساتھ یا چاندی کی
چاندی کے ساتھ کمی بیشی کے ساتھ درست نہین بلکہ برابر چاہیے اگرچہ عمدگی اور صنعت زرگری مین مختلف ہون **ف** اسواسطے
کہ باب الربوا مین یہ بات گذر چکی کہ جید اور ردی سب برابر ہین **ص** بیع صرف مین قبضہ کرنے سے پیشتر ثمن مین تصرف کرنا درست
نہین مثلاً ایک دینار دس درہم کے بدلے مین بیچا اور ابھی اوس دس درہم پر قبضہ نہین کیا تھا کہ اونکے عوض مین ایک کپڑا خرید لیا تو اس
تھان کی بیع فاسد ہوگی **مسئلہ** زید نے ایک لونڈی جسکی قیمت ہزار روپیہ تھی اور اوسکے گلے مین ہزار روپے کا طوق تھا دو ہزار
روپے کو عمرو کے ہاتھ بیچی اور ہزار روپے نقد وصول کیے یا دو ہزار کو بیچی ہزار نقد اور ہزار اودھار پر اور ہزار نقد وصول کیے
اوسکے بعد اوسکے بائع اور مشتری جدا ہوگئے تو یہ ہزار روپے قیمت اوس طوق کی ہون گے **ف** یعنی ہزار جو نقد وصول
ہوئے ہین وہ طوق کی قیمت مین شمار کیے جاوینگے اسواسطے کہ طوق مین یہ بیع صرف ہے اور اوسمین تقابض بدلین
شرط ہے **ص** برابر ہے کہ مشتری ہزار روپے دینے کے وقت چپ رہا ہو یا یہ کہدیا ہو کہ اس ہزار روپے کو تو دونون کی ثمن مین
سے لے **ف** اسواسطے کہ اس کلام کے معنی یہ ہوسکتے ہین کہ دونون مین سے ایک کی ثمن سے لے البتہ اگر مشتری صاف
کہدیگا کہ یہ ہزار روپے لونڈی کی ثمن ہین خاص تو بیع طوق مین فاسد ہوجاویگی **ص** اسیطرح اگر ایک تلوار بیچی جسمین پچاس
روپے کا زیور ہے سو روپے کو اور پچاس نقد وصول کیے تو یہ زیور کے دام سمجھے جاوینگے تو اگر بائع اور مشتری جدا ہوگئے بغیر قبض ثمن کے
تو بیع زیور مین فقط باطل ہوگی اگر وہ زیور تلوار سے بدون ضرر کے علحدہ ہوسکتا ہے ورنہ دونون مین باطل ہوجاویگی
جاننا چاہیے کہ بیچنا اوس تلوار کی جسمین زیور ہو اوس ثمن کے عوض مین درست ہے جو زیور سے زیادہ ہو تا بعض ثمن بمقابلہ زیور
اور بعض بمقابلہ تلوار ہووے اور اگر ثمن برابر ہووے زیور کے یا کم ہو زیور سے یا کچھ معلوم نہو تو بیع جائز نہوگی **ف**
اسواسطے کہ اگر کم یا برابر ہے تو سود ہوگیا کیونکہ مشتری کو تلوار مفت پڑی اور اگر معلوم نہین کہ زیادہ یا کم یا برابر ہے تو بھی
شبہہ سود کا ہے **ص** اگر ایک شخص نے ایک برتن چاندی **ف** خواہ سونے کا **ص** بیچا اور کچھ قیمت اوسکی

مشتری سے وصول کی اور بعد اوسکے جدا ہو گئے تو جائز ہو جاویگی بیع اوس مقدار مین برتن کے جتنے کی ثمن پر بائع نے
قبضہ کرلیا اور باطل ہو ویگی باقی مین اور شریک ہو جاوینگے بائع اور مشتری اوس برتن مین اب اگر برتن کا نصف یا
ثلث کسی اور کا نکلا **ف** یعنی گواہون سے اوسکا استحقاق ثابت ہوا **ص** تو مشتری باقی کو بقدر اوسکے حصے کے
خرید کرے یا کل کو پھیر دیوے **ف** اسواسطے کہ شرکت ظرف مین عیب ہے تو مشتری کو اختیار ہوگا چاہے باقی کو حصہ رسد دام
دیکر لے لیوے چاہے اپنا بھی حصہ جو خرید چکا ہے بائع کو واپس دے مثال اسکی یہ ہے کہ برتن نو روپے بھر تھا
مشتری نے اول کل برتن خریدا لیکن دام کے کل تین روپے دیے بعد اوسکے دونون جدا ہو گئے
تو ثلث ظرف مین بیع جائز ہوئی اور دو ثلث مین غیر صحیح اب ثلث اوس برتن کا کسی شخص ثالث کا
نکلا تو مشتری کو اب اختیار ہے چاہے وہ ثلث جو باقی ہے بائع کو تین روپے اور دیکر خرید لیوے
یا اپنا بھی ثلث واپس کر دیوے اور اگر مستحق نے بھی اپنے حصے کی اجازت دیدی بیع کی تو بائع دو ثلث کے دام مشتری سے
لیکر ثلث آپ لے لیوے اور ثلث مستحق کو دیدیوے اس صورت مین بائع وکیل ہو جاویگا مستحق کا اوسکے حصے مین تو شرط
ہے کہ بائع اور مشتری جدا نہوے ہون بعد اجازت مستحق کے **ص** اور قبل ظہور استحقاق کے مشتری اپنے حصے کو بائع پر
واپس نہین کرسکتا بسبب عیب شرکت کے کیونکہ یہ شرکت خود مشتری کے فعل سے ہوئی تو وہ گویا راضی ہوچکا ہے اس
عیب سے **مسألہ** اور اگر ایک ٹکڑا چاندی کا بیچا اور اوسمین سے کسی قدر دوسری کا نکلا **ف** یعنی وہی صورت برتن
کی یہان واقع ہوئی مثلاً وہ ٹکڑا نو روپے بھر کا تھا مشتری نے نو روپے کو خرید کر صرف تین روپے دیے اب ثلث اوسکا کسی اور کا
نکلا **ص** تو مشتری باقی کو حصہ رسد **ف** دام یعنی تین روپے دیکر خرید لیوے **ص** اور یہ اختیار نہین کہ اپنے ثلث
حصے کو بھی واپس کر دیوے **ف** کیونکہ یہ شرکت عیب نہین چاندی کے ڈلے مین اسواسطے کہ بقدر حصہ بائع کاٹ
لینا ممکن ہے بلا ضرر بخلاف ظرف کے کہ اوسمین قطع کرنا مضر ہے **ص** اور صحیح ہے بیع دو درہم اور ایک دینار کی عوض مین
ایک درہم اور دو دینار کے اور ایک کر بھر گیہون اور کر بھر جو کے بدلے مین دو کر گیہون اور دو کر جو کے **ف** ہمارے نزدیک
اور زفر اور شافعی رح کے نزدیک جائز نہین ہم کہتے ہین کہ یہان ہر جنس کو اوسکے خلاف کی طرف پھیر سکتے ہین کیونکہ صورت
اول مین دو درہم کے عوض مین دو دینار اور ایک دینار کے عوض مین ایک درہم ہو سکتا ہے اور صورت ثانی مین کر بھر گیہون
کے عوض مین دو کر جو اور کر بھر جو کے عوض مین دو کر گیہون ہو سکتے ہین **ص** اور گیارہ درہم کے بدلے مین دس
درہم اور ایک دینار کے **ف** اسواسطے کہ دس درہم کے بدلے مین دس درہم ہو گئے اور ایک درم کے
مقابلے مین دینار رہ گیا اسی طرح دس روپے اور آٹھ پیسے کی بیع بمقابلے گیارہ روپے کے جائز ہے کیونکہ ہو سکتا ہے
کہ دس روپے مقابلے مین دس روپے کے اور ایک روپیہ مقابلے مین آٹھ پیسے کے ہو جاوے اور یہی
حیلہ ہے جہان روپے کا بدلنا روپے سے منظور ہووے اور وزن کی برابری نہوسکے **ص** اور دو زیف اور ایک کھرے
درہم کے عوض مین ایک زیف اور دو کھرے درم کے **ف** زیف اور غلہ اوسی درم کو کہتے ہین جو بیت المال
مین نہ لیا جاوے مگر سوداگر لے لیوین جیسے کھوٹے روپے **ص** زید کے دس درہم عمرو پر آتے تھے

حساب مین برابر ہوجاوینگے ص تو بیع صحیح ہوجاویگی کہ عمرو نے دینار دیدیا تو اب شخص کے دوسرے پر دس دس درم ہوگئے ف لیکن عمرو پر تو اسواسطے کہ وہ زید کو دس درم کا مقروض تھا اور لیکن زید پر تو دینار کی قیمت کے دش درم واجب ہوئے ص اب اگر دونون نے مقاصہ کیا تو بیع اول فسخ ہوجاویگی اور مقاصہ صحیح ہوجاویگا ف اور یہ مقاصہ بیع ثانی ہوگا اوس دینار کی بمقابلہ دس درم کے جو عمرو پر قرض تھے ص اگر چاندی دراہم مین غالب ہو تو وہ چاندی ہی شمار کیے جاوینگے اسیطرح سونا اگر دینار مین غالب ہو تو وہ سونا گنا جاویگا ف یعنی جس چیز مین میل کم ہو چاندی اور سونے سے تو وہ چیز حکم شرع مین چاندی یا سونے ہی کی شمار کیجاویگی مثلاً نو ماشہ روپیہ مین چاندی ہو اور تین ماشے تانبا یا اشرفی مین نو ماشہ سونا ہو اور تین ماشے میل تو وہ روپیہ اور اشرفی چاندی سونے کا ہی شمار کیا جاویگا ص تو ایسے دراہم دنانیر کی بیع دراہم و دنانیر خالصہ سے یا انکی بیع آپس مین نہین درست ہے مگر برابر برابر تولکر ف اور قرض لینا انکا نہ درست ہوگا مگر وزن لیکے خالص کے مانند یعنی جیسے دراہم خالص چاندی کے بغیر وزن کیے قرض نہین لے سکتا اسی طرح یہ دراہم بھی اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے زمانہ مین جو روپیہ اشرفیان مروج ہین انکا قرض لینا بھی بدون وزن کیے صرف شمار سے جائز نہین اگرچہ عادت عوام کی یون ہی جاری ہے البتہ شامی نے لکھا ہے کہ اگر دراہم یا دنانیر ایسے مضبوط الوزن ہون کہ ہر درہم دوسرے درہم سے اور دینار دوسرے دینار سے کم و بیش نہو تو اوس صورت مین عدد کا ذکر کرنا بمنزلہ ذکر وزن کے ہے تو قرض لینا ایسے دراہم دنانیر کا عدد انبطور روایت ابو یوسف کے درست ہوگا لیکن آخر مین شامی نے یہ لکھا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ بصورت ابو یوسف کی روایت پر بھی جائز نہین کیونکہ اونکا مذہب یہ ہے کہ اگر کیل کی تقدیر متعارف ہوجاوے وزن سے یا موزون کی کیل سے تو عرف معتبر ہوگا نہ یہ کہ بالکل وزن لغو کردیا جاویگا جیسا ہمارے زمانے مین ہے کہ سب لوگ مقصر کرتے ہین شمار پر بلا لحاظ وزن کے تو یہ جائز نہوگا نہ روایات مشہورہ اور نہ غیر مشہورہ پر اس واسطے کہ اس تقدیر پر لازم آتا ہے ابطال اون نصوص کا جو دلالت کرتے ہین مساوات کیلی اور وزنی پر جن پر اتفاق کیا ائمہ مجتہدین نے انتہی باختصار ص اور اگر ملونی غالب ہے اور چاندی سونا کم ہے تو وہ دراہم دنانیر بمنزلہ اسباب کے اجناس کے ہین تو اگر ایسے دراہم کی بیع خالص چاندی سے ہوگی تو اوسکا حکم بعینہ تلوار کے زیور کی بیع کا حکم ہے جو گذرا ف یعنی اگر خالص چاندی برابر ہوگی اوسقدر چاندی کے جتنی دراہم مین ہے یا کم یا کچھ معلوم نہو تو جائز نہوگی اور اگر زیادہ ہوگی تو جائز ہوگی اسواسطے کہ چاندی چاندی مقابل ہو کر باقی ملونی کا عوض ہوجاویگی ص اور اگر ایسے دراہم کی بیع ایسے ہی دراہم کے عوض مین ہوگی تو برابر برابر اور کم زیادہ بھی تولکر درست ہے لیکن ضروری ہے کہ قبضہ متعاقدین کا بین مجلس مین ہوجاوے ف کمی بیشی سے اسواسطے درست ہے کہ ایسے دراہم دنانیر حکم مین ثمن کے نہین رہے تو اب جنس کو طرف خلاف جنس کے پھیر کر زیادتی کمی جائز کرلیگے اسیطرح ایسے دراہم دنانیر کا گن کر اور شمار کرکر بلا وزن کیے قرض لینا بھی درست ہے در المختار باقی رہی ایک صورت وہ صاحب کتاب نے ذکر نہین کی کہ ملونی برابر ہو چاندی یا سونے کے یا معلوم نہو کہ کتنی ہے تو اوسکا حکم ادھین دراہم دنانیر کا ہے جن مین ملونی زیادہ ہے در المختار ص ایک شخص نے ایسے دراہم کے عوض مین ف یعنی جن مین ملونی غالب ہو یا برابر ہے ص یا اون پیسون کے عوض مین جو چلتے تھے بازار مین ایک چیز خریدی اور ابھی مشتری نے ثمن نہین ادا کی تھی کہ چلن اون دراہم یا پیسون کا جاتا رہا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بیع باطل ہوجاویگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک مشتری پر قیمت اون دراہم یا پیسون کی جو دن بیع کے تھی لازم آویگی اور امام محمد کے نزدیک اون دراہم یا پیسون کی جو آخری دن مین رواج کے دنون مین سے قیمت تھی مشتری پر لازم آویگی ف فتوی امام محمد کے

قبل پھیر دی گئی ہو کذا فی المحیط اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک جب بیع باطل ہو گئی تو مشتری اگر مبیع بعینہ قائم ہے تو نفس مبیع بائع کو پھیر دے
والا اوسکا نرخ بازار ہو دیدے ص ایک شخص نے پیسے چلتے ہوئے بازار مین قرض لیے بعد اوسکے قبل قرض ادا کرنیکے اونکا چلن
جاتا رہا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک قرض لینے والے پر وہی پیسے لازم آوینگے اور جب وہ پیسے حوالے کر دیگا تو قرض ادا ہو جاویگا اور امام ابو یوسف کے
نزدیک قرض لینے کے دن جو قیمت ان پیسون کی تھی دینا پڑیگی اور امام محمد کے نزدیک آخر روز مین چلن کے دنون مین سے جو انکی قیمت ہوگی دینا
پڑیگی ف اسی پر فتوی ہے در مختار ص ایک شخص نے ایک چیز خریدی نصف درہم کے پیسون کے بدلے مین یا ایک دانق کے پیسون کے
بدلے مین یا ایک قیراط کے پیسونکے بدلے مین تو صحیح ہو اور مشتری پر جتنے پیسے نصف درہم کے یا ایک دانق کے یا ایک قیراط کے بازار مین آتے ہین
لازم آوینگے ف دانق چھٹا حصہ درہم کا ہوتا ہے اور قیراط نصف دانق کا ہوتا ہے اور زفر کے نزدیک یہ بیع جائز نہین اور اسیطرح ایک
درہم کے یا دو درہم کے پیسون کے بدلے مین کوئی چیز خریدی تو جائز ہے نزدیک ابو یوسف کے اسواسطے کہ ایک درہم کے یا دو درہم
کے پیسے جتنے بازار مین آتے ہین معلوم ہین وہ مشتری دیدیگا اور محمد اسکو ناجائز کہتے ہین کیونکہ عادت یہ ہے کہ پیسون سے خرید و فروخت
جب ہوتی ہے کہ ایک درہم سے کم ہون اور قول ابو یوسف کا صحیح ہے خاص کر ہمارے شہرون مین ہدایہ ص اگر ایک شخص نے
صراف کو ایک درم دیا اور کہا کہ آدھے درم کے پیسے دے اور آدھے درم کے بدلے مین چاندی کی اٹھنی جو نصف درم سے ایک رتی
بھر کم ہوتی ہے تو بیع فاسد ہوگی ف پیسون مین بھی اور اٹھنی مین بھی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک پیسون
مین جائز ہو جاویگی ص اور اگر یون کہا کہ دے تو آدھے درم کے پیسے اور ایک اٹھنی چاندی کی تو بیع صحیح ہو جاویگی کل مین ف
کیونکہ اس صورت مین اٹھنی جو ایک رتی کم ہے نصف درہم سے اوسی قدر چاندی کے درہم مین سے مقابل ہوگی اور نصف درم
ایک رتی زیادہ کے مقابل پیسے ہو جاوینگے ص اور اگر دے کا لفظ مکرر کہا یعنی یون کہا ایک درم دیکر کہ آدھے درم کے پیسے دے
اور آدھے درم کی اٹھنی ایک رتی کم دے تو اس صورت مین پیسون مین بیع جائز ہوگی اور اٹھنی مین فاسد ف امام
صاحب کے نزدیک بھی جیسا صاحبین کہتے ہین منجملہ اقسام بیع کے ایک بیع الوفا ہے یعنی بائع مشتری کے ہاتھ ایک چیز بیچے اس
شرط پر کہ جب بائع مشتری کو ثمن پھیر دیوے تو مشتری اوسکو مبیع پھیر دیوے اس صورت مین مشتری کو روز فسخ تک نفع اوٹھانا
مبیع سے درست ہے اور یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے اور جو لوگ اسکو رہن قرار دیتے ہین اونکے نزدیک مشتری کو نفع اوٹھانا اوس سے
درست نہین ہے اگر میعاد کوئی مقرر ہو جاویگی تو وقت میعاد جب بائع ثمن دیگا مشتری کو فسخ کرنا پڑیگا کو یہ وعدہ تھا مشتری
اور وعدون کی وفا قضاءً لازم نہین لیکن وعدون کی وفا کبھی لازم ہو جاتی ہے بسبب احتیاج ناس کے در مختار جیسے کوئی شخص
کفالت معلقہ کرے یعنی یہ کہے کہ اگر یہ شخص نہ دیگا تو مین دونگا تو کفالت صحیح ہو جاویگی اگرچہ وعدہ ہے کیونکہ وعدہ معلق لازم الوفا ہوتا ہے
رد المحتار اور اگر اوس میعاد معین تک بائع نے ثمن نہین ادا کی تو مشتری کو مطالبہ ثمن یا ثبات بیع بائع سے پہونچتا ہے اور
اگر مشتری مر جاویگا تو اوسکے وارثون کو اختیار ہے چاہین بیع کو فسخ کرین یا نکرین اور اگر بائع نے اپنا گھر بیع وفا کرکے پھر مشتری سے
اوسکو ایک مدت معین پر کرایہ کو لیا اور قبضہ کیا تو باوجود شرائط صحت اجارہ بائع پر کرایہ لازم نہ آویگا اون لوگون کے نزدیک
جو اسکو رہن قرار دیتے ہین اور جو بیع قرار دیتے ہین اونکے نزدیک زر کرایہ لازم ہوگا

## کتاب الکفالہ

یعنی ضمانت کے بیان مین کفالت کے معنی لغت مین ملانے کے ہین یعنی ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا دینا اور اصطلاح
شرع مین عبارت ہی ملانے ذمہ کفیل سے طرف ذمہ اصیل کے مطالبہ مین **ف** یعنی جو مواخذہ اور مطالبہ پہلے اصیل یعنی اصل
مدیون سے متعلق تھا وہ بسبب ضمانت کے کفیل سے بھی متعلق ہوگیا جاننا چاہیے کہ جو شخص ضامن ہوتا ہی اوسکو کفیل کہتے ہین
اور جسکا ضامن ہوتا ہی اوسکو مکفول عنہ اور جسکے واسطے ضامن ہوتا ہی یعنی جسکے نفع کے لیے ضامن ہوتا ہی یعنی دائن اوسکو
مکفول لہ کہتے ہین یعنی جو مال یا نفس کہ مکفول بہ **ص** کفالت دو قسم ہی ایک کفالت بالنفس یعنی حاضر ضمانت دوسرے کفالت بالمال یعنی
مال ضمانت اور قسم اول یعنی حاضر ضامنی منعقد ہوتی ہی ان الفاظ سے **ف** شافعی رح کے نزدیک حاضر ضامنی درست نہین ہی
اور ہماری دلیل وہ حدیث ہی جسکو روایت کیا ابوداود و ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفیل ضامن ہی اور یہ لفظ متعلق
ہی شامل ہی مال ضامن اور حاضر ضامن دونون کو **ص** کفیل یون کہے کفیل ہوا مین اوسکے نفس کا یا مانند اوسکے نفس کا اور مانند
اوسکے وہ لفظ ہین جن سے تعبیر کیا جاتا ہی بدن انسان سے **ف** مثلاً گردن روح سر بدن وجہ یعنی منہ تو اگر کہے کفیل ہوا مین اسکے ہاتھ پاؤن کا
تو کفالت درست نہوگی کیونکہ ہاتھ اور پاؤن سے تعبیر کل بدن کی نہین ہوتی یہان تک کہ اضافت طلاق کی بھی ہاتھ پاؤن کیطرف درست نہین
بخلاف الفاظ مذکورہ بالا کے ہدایہ **ص** یا جزو غیر معین سے جیسے نصف یا ثلث **ف** تو اگر یون کہے کفیل ہوا مین اسکے
نصف کا یا ثلث کا تو بھی کفالت منعقد ہوجاویگی **ص** یا یون کہے ضامن ہوا مین اوسکا یا وہ میرے ذمے پر ہی یا میری طرف ہی
یا مین اوسکا زعیم ہون یا قبیل ہون یعنی کفیل ہون تو بھی ان صورتون مین کفالت منعقد ہوجاتی ہی اور لازم ہی حاضر ضامن پر حاضر
کرنا مکفول بہ کا اگر مکفول لہ طلب کرے تو اگر حاضر نکرے حاکم اوسکو قید کرے اور یہی صورت ہی اگر کفیل نے کہدیا تھا کہ مکفول بہ
کو فلان وقت حاضر کرونگا **ف** تو جب وہ وقت آوے اور مکفول لہ درخواست کرے تو اوسکو حاضر کرنا پڑیگا اگر حاضر نکرے
تو حاکم اوسکو قید کرے لیکن نہ قید کرے اوسکو فی الفور لے کے اسواسطے کہ کبھی کفیل کو معلوم نہین ہوتا کہ کسواسطے قاضی نے بلوایا ہی
اسلیے پہلے اوسے اطلاع کرے اگر حاضر کردیا مکفول عنہ کو تو فبہا ورنہ قید کرے اور اگر مکفول عنہ غائب ہو اسطرح پر کہ نشان اوسکا
معلوم ہو تو حاکم ضامن کو اتنی مہلت دیوے کہ ضامن اوسکے پاس جاوے اور چلا آوے پس اگر اسقدر بھی مدت گذر جاوے اور حاضر نکرے تو حاکم
ضامن کو قید کرے اور اگر مکفول عنہ ایسا غائب ہوا کہ اوسکا پتا ٹھکانا بھی معلوم نہین رہا تو حاضر ضامن سے مواخذہ نہوگا اور نہ وہ
قید ہوگا کیونکہ وہ معذور ہی ہدایہ **ص** اور اگر مکفول عنہ مرگیا اگرچہ غلام ہو تو حاضر ضامن بری ہوجاویگا۔ واخذہ سے **ف**
اسواسطے کہ وہ مکفول عنہ کے حاضر کرنے سے عاجز ہی اور اسلیے کہ اصیل یعنی مکفول عنہ کو صلاحیت حضور کی جاتی رہی تو کفیل پر بھی
احضار جاتا رہا اور اسیطرح اگر کفیل مرجاوے جب بھی وہ مواخذہ سے بری ہوا کیونکہ وہ حاضر ضامن تھا اور اب قادر نہ رہا تسلیم مکفول بہ
پر بسبب موت کے اور مال سے اوسکے یہ حق ادا نہین کرسکتے ہان اگر وہ کفیل بالمال تھا اور مرگیا تو اوسکی جائداد سے دین وصول کیا
جاویگا اور اگر مکفول لہ مرگیا تو وصی مکفول لہ کو پہونچتا ہی کہ مطالبہ کرے کفیل سے اگر وصی نہووے تو وارث اوسکے قائم مقام ہی ہدایہ
**ص** اسیطرح اگر کفیل نے مکفول عنہ کو ایسی جگہ حاضر کردیا کہ مکفول لہ وہان اوس سے خصومت کرسکتا ہی تو بھی کفیل بری ہوا **ف** جیسے
شہر یا ایسی بستی ہووے جہان حاکم موجود ہووے واسطے سماعت مقدمات کے **ص** اگرچہ کفیل نے وقت کفالت کے یہ کہا ہووے کہ جب مکفول بہ
کو مین تیرے محلے کر دون تو مین بری ہون **ف** کیونکہ مقصود کفالت کا حاصل ہوگیا اور وہ تسلیم ہی مکفول بہ کی اسطرح

کہ مستحق اپنے حق کو پہونچ جاوے **ص** اور اگر کفیل نے شرط کی تھی اس بات کی کہ مین مکفول عنہ کو قاضی کے محکمے مین سپرد کرونگا پھر اوسنے تسلیم
کیا بازار مین یا کفیل نے مکفول عنہ کو تسلیم کیا جنگل مین یا دیہات مین یا مکفول عنہ قید تھا کسی اور مقدمہ مین **ف** اسواسطے کہ اگر
مکفول لہ نے قید کرایا تھا اور کفیل نے وہین تسلیم کر دیا تو بری ہوجاویگا **ص** اولی وہی قید خانہ مین کفیل نے سپرد کیا مکفول عنہ کو
مکفول لہ کے تو کفیل بری نہوگا کفالت سے اور بعضون نے کہا کہ جب کفیل نے شرط کر لی تسلیم مکفول عنہ کی مجلس قاضی مین تو اب بھی نہوگا
بازار مین تسلیم کرنے سے ہمارے زمانے مین **ف** درمختار مین ہے کہ اسی قول پر فتوی ہے بسبب سستی کرنے لوگون کے امر حق کی مدد کرنے مین
**ص** تع اس روایت کے موافق اگر کفیل نے تسلیم کیا مکفول عنہ کو دوسرے شہر مین تو جب بری ہوگا کہ اوس مقام مین مکفول لہ
قادر ہووے اوسکے حاضر کرنے پر مجلس قاضی مین یہان تک کہ اگر تسلیم کیا دوسرے شہر کے بازار مین تو نہ بری ہوگا اور نہ مین اور قید خانہ
مین بھی تسلیم کرنے سے اوس صورت مین بری نہوگا جب کہ قید خانہ دوسرے قاضی کا ہووے اور اگر اوسی قاضی کا قید خانہ ہے جسکے پاس مکفول لہ کا
مقدمہ دائر ہے تو بری ہوجاویگا اگرچہ وہ مکفول عنہ کسی اور کے مقدمہ مین قید ہووے اور بھی بری ہوجاویگا کفیل اگر خود مکفول عنہ نے اپنے نفس کو
مکفول لہ کے سپرد کیا یا کفیل کے وکیل یا فرستادہ نے سپرد کیا اوسکو مکفول لہ کے اگر مکفول لہ مر گیا تو اوسکے وصی اور وارث کو مطالبہ پہونچتا ہے کفیل سے اگر حاضر
نہ کرے **ص** اسطرح ضمانت کی کہ اگر کل مین اسکو حاضر نہ کرون تو جتنا مال وسپر ہے اوسکا ضامن مین ہون اور پھر کل اوسنے حاضر نکیا تو مال اوسپر لازم
آجاویگا اور شافعی کے نزدیک اسطرح کی کفالت صحیح نہین **ف** دلیل ہماری یہ ہے کہ کفالت ایک وجہ سے مشابہ بیع کے ہے اور ایک وجہ سے
نذر کے تو دونون کی مشابہت سے یہ حکم ہوا کہ اگر کفالت ایسے شروط پر معلق ہووے جو مناسب ہے عقد کے تو جائز ہو اور اگر ایسے شروط پر ہووے
جو ملایم نہین عقد کے جیسے ہوا کا چلنا دریا مین موج آنا تو صحیح نہوگی هدایه **ص** باوجود اسکے کفالت بالنفس سے بھی بری نہوگا البتہ جب
مال ادا کر دیگا تو بری ہوجاویگا اور اگر صورت مذکورہ مین مکفول عنہ کل مر گیا جب بھی کفیل مال کا ضامن ہوگا اسواسطے کہ شرط اور وہ حاضر
نہ کرنا پائی گئی ایک شخص نے دعوی کیا سو دینار کا مدعی علیہ پر برابر ہے کہ اوسکی صفت بیان کی ہو یا نہو **ف** یعنی کھرے کھوٹے وغیرہ کفایہ
**ص** اب مدعی علیہ کی کفالت کی ایک شخص نے صرف یہ کہکر کہ اگر کل مین اسکو حاضر نہ کرون تو میرے اوپر وہ سو ہین اور اوسنے حاضر نکیا تو اوس
پر سو دینار لازم ہونگے شیخین کے نزدیک خلاف امام محمد کے **ف** جو ہمارے مذہب کی ہے کہ جب کفیل نے یہ کہدیا کہ وہ سو میرے اوپر ہین تو
وہی لفظ سے مراد وہی سو دینار ہین جسکا دعوی مدعی نے کیا ہے اور محمد کہتے ہین کہ کفیل نے کفالت مین یہ نہین کہا کہ حق سو دینار کا مدعی
دعوی کیا ہے وہ میرے اوپر ہین تو کفالت صحیح نہوئی اور بعضون نے کہا کہ محمد کے خلاف کی وجہ یہ ہے کہ مدعی نے دعوی مجہول کیا تو خود اوسکا دعوی
صحیح نہوا اور مدعی علیہ پر حاضر ہونا واجب نہوا تو کفالت بھی صحیح نہوئی اس صورت مین سوا مخصوص ہے جاویگا اوسی صورت سے جب مدعی نے قبل کفالت کے
صفت اون نانیکی بیان نہین کی ہے اور ہماری دلیل یہ ہوگی کہ گو مدعی نے قبل کفالت کے بیان صفت نکیا لیکن بعد کفالت کے بیان اوسکا اصل دعوی سے ملحق ہو جاویگا
اسواسطے کہ عادت ہے جہال کی جاری ہین هذا حاصل ما في الهداية وشرح الوقاية **ص** اگر کسی شخص نے مدعی علیہ پر دعوی کیا قصاص کا یا حد
**ف** مثلاً حد قذف یا حد سرقہ **ص** اور مدعی علیہ اقرار نہین کرتا اور نہ مدعی نے ابھی گواہ پیش کیے تو مدعی علیہ جبراً کیا جاویگا واسطے داخل کرنے
حاضر ضامن کے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک حد قذف اور قصاص مین جبر کیا جاویگا **ف** مراد جبر سے بقول صاحبین
ملازمت ہے یعنی ساتھ چھوڑنا نہ قید کرنا در مختار **ص** اسواسطے کہ حد قذف مین حق بندہ کا غالب ہے اور قصاص خالص حق العبد ہے اور
ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ یہی قصاص اور حد کا دفع کرنے پر ہے تو اونمین مضبوطی واجب نہوگی **ف** یعنی قصاص اور حد دونون میں بہتر ہے

ہوجاتے ہین تو اونکی مضبوطی واجب نہوگی اور کفالت مضبوطی ہی دلیل امام صاحب کی ایک حدیث یہی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے نہین ہی کفالت حد مین روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور کہا کہ متفرد ہوا ساتھ اوسکے عمر بن ابی عمرو کلاعی عمرو بن شعیب عن
ابیہ عن جدہ سے اور وہ مشایخ مجہولین مین سے ہی بقیہ کے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین عمرو کلاعی سے اور معلول کیا حدیث کو
بسبب اسی عمر کے اور کہا مجہول ہی مین اسکا حال نہین جانتا ص البتہ اگر خود مدعی علیہ نے حد یا قصاص مین کفیل داخل کر دیا
تو صحیح ہی اور حد قصاص کے دعوی مین قید نکیا جاویگا بلکہ مدعی کو حکم کیا جاویگا مدعی علیہ کے ساتھ رہنے کا تو مدعی اگر وقت برخاست
قاضی تک گواہ لایا تو بہتر ہی اور اگر مدعی نے دو گواہ مستور ف مستور وہ گواہ ہین جنکا حال قاضی کو معلوم نہین کہ عادل
ہین یا فاسق ص یا ایک گواہ عادل قائم کر دیا تو قاضی مدعی علیہ سے حاضر ضمانت نلے بلکہ اوسکو قید کرے بسبب تہمت
کے بیان تک کہ حق ظاہر ہووے ف یعنی مدعی دوسرا گواہ عادل بھی لے آوے یا اون دو گواہوں مستور کی عدالت ثابت ہو جاوے
ص اور اگر مدعی نے نہ گواہ عادل قائم کیے نہ مستور نہ ایک گواہ عادل لایا اور وقت برخاست ہو گیا تو مدعی علیہ کو چھوڑ دیوے
ف حبس بسبب تہمت کے جائز ہی تو جب مدعی نے دو گواہ مجہول الحال قائم کیے یا ایک گواہ عادل تو اگرچہ نصاب شہادت پورا ہوا اسواسطے کہ شہادت
مین دو باتین ضرور ہین ایک عدد اور دوسری عدالت اور یہان یا عدد پایا گیا یا عدالت تو مدعی علیہ متہم ہو گیا اور حبس متہم کا جائز ہی
بنظر حدیث کے جسکو روایت کیا بہز بن حکیم نے عن ابیہ عن جدہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قید کیا ایک شخص کو بسبب تہمت
کے پھر چھوڑ دیا اور اوسکو روایت کیا اوسکو اصحاب سنن نے ص خراج کا روپیہ اگر کسی شخص پر واجب ہووے اور کوئی اوسکی طرف سے کفالت
بالمال کرے یا وہ کوئی چیز اوس روپیہ کے عوض مین رہن کر دے تو درست ہی اگر دو اون نے مدیون سے ایک کفیل لیا اور پھر دوسرا کفیل
تو دونون مدیون کے کفیل ہو جاوینگے یعنی کفالت ثانی لینے سے کفالت اولی باطل نہوگی کفالت بالمال صحیح ہی اگرچہ مکفول بہ مجہول
ہووے لیکن یہ شرط ہی کہ مکفول بہ دین صحیح ہووے ف دین صحیح اوسکو کہتے ہین کہ بغیر ادا دیون یا معاف کرنیوالے مدیون کے ذمہ سے
ساقط نہو اور اس سے نکل گیا بدل کتابت یعنی مکاتب پر جو مال مقرر کر دیتا ہو مولی عوض مین اوسکے آزادی کے تو یہ دین صحیح نہین کیونکہ وہ
ساقط ہو جاتا ہی مکاتب کے عاجز ہو جانے سے ص جیسے کفیل کہے اون سے جو کچھ تیرا آتا ہی مدیون پر اوسکا مین ضامن ہون تو
کفالت صحیح ہو جاویگی اگرچہ مکفول بہ مجہول ہی یعنی مقدار اوسکی معلوم نہین یا کفیل کہے مشتری سے جو تجکو دینا پڑے اس بیع مین
اوسکا مین ضامن ہون ف یہ ضمان استحقاق کہلاتا ہی اسصورت مین اگر مبیع کسی اور کی سوا بائع کے نکلیگی تو مشتری
کی ثمن کفیل کو دینی ہوگی ص اگر معلق کرے کفالت کو شرط مناسب پر جیسے یون کہے اگر تو فلان سے معاملہ بیع کرے تو اوسکا مین
ضامن ہون ف یعنی اوسکی ثمن کا اسواسطے کہ کفالت نفس مبیع کی درست نہین جیسا کہ آگے آتا ہی ص یا اگر
تیرا اوسپر کچھ نکلے یا وہ تیرا کچھ چھین لے تو اوسکا مین ضامن ہون تو کفالت صحیح ہو جاویگی اور اگر وہ شرط مناسب نہو تو کفالت
صحیح نہوگی جیسے یون کہے اگر ہوا چلے گی یا پانی برسے گا تو مین ضامن ہون تو اگر اسطرح کفالت کی کہ جو تیرا اوسپر ہی اوسکا
مین ضامن ہون تو جتنا مال گواہی سے دائن کا مدیون پر ثابت ہوگا کفیل کو دینا پڑیگا اور اگر گواہ نہین ہین مکفول لہ پاس
تو کفیل جسقدر حلف کی رو سے کہیگا اوتنا دینا پڑیگا اوس سے زیادہ کا اگر مکفول عنہ اقرار کرے تو اوسکا مواخذہ کفیل سے نہوگا بلکہ
ذات پر مکفول عنہ کی لازم آویگا ف بصورت نہونے شہادت کے کفیل سے جو حلف لی جاویگی تو علم پر کہ تو نہین جانتا ہی

کہ اس سے زیادہ مکفول لہ کا مکفول عنہ پر واجب ہے اسواسطے کہ حلف غیر کے افعال پر ہمیشہ علم پر ہوتی ہے نہ بطور قطعی **ص** اور جب کفالت کر لی کفیل نے تو مکفول لہ کو پہونچتا ہے کہ جس سے چاہے اپنا دین طلب کرے خواہ مکفول عنہ سے جو اصل مدیون ہے یا کفیل سے جو اوسکا ضامن ہے اور دونون سے بھی مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر ایک سے اوسنے تقاضا کر لیا جب بھی دوسرے سے تقاضا کرسکتا ہے **ف** اسواسطے کہ مطالبہ حق ہے مکفول لہ کا تو اوسکا اختیار ہے جس سے چاہے جس طرح سے طلب کرے **ص** اور مالک مال کی صورت اسکے برخلاف ہے **ف** مثال اوسکی یہ ہے کہ زید کا گھوڑا عمرو غصب کر لے گیا اور عمرو سے وہ گھوڑا بکر غصب کر لے گیا بعد اوسکے وہ گھوڑا بکر کے پاس تلف ہوگیا تو پہلے مالک کو اختیار ہے کہ خواہ غاصب سے تاوان طلب کرے یا غاصب غاصب یعنی بکر سے مگر جب وہ ایک شخص سے طلب کرنے پر راضی ہوگیا یا قضائے قاضی اوسپر واقع ہوئی تو اب وہ دوسرے سے طلب نہین کرسکتا تو اگر تاوان اوسنے غاصب سے لیا تو وہ رجوع کر لے غاصب غاصب پر اور اگر غاصب غاصب سے لیا تو وہ کسی پر رجوع نکرے **ص** اور جائز ہے کفالت مکفول عنہ کے حکم سے اور بدون اوسکے حکم کے تو اگر کفالت اوسکے حکم سے ہوئی اس صورت مین جو روپیہ کفیل ادا کریگا وہ مکفول عنہ سے پھیر لیگا لیکن قبل ادا کے مکفول عنہ سے نہین لے سکتا بخلاف اوس شخص کے جو وکیل ہے کسی چیز کی خرید کا کہ اوسنے جب کوئی چیز خرید کی تو قبل ادائے ثمن کے بائع کو اپنے موکل سے ثمن طلب کرسکتا ہے اور اگر کفالت بدون اوسکے حکم کے ہوئی ہے تو کفیل جو مال ادا کریگا مکفول عنہ کو اوسکا پھیرنا لازم نہین تو اگر پیچھا کیا جاوے کفیل کا مال کے لیے تو کفیل پیچھا کرے مکفول عنہ کا اور اگر کفیل قید کیا جاے تو وہ مکفول عنہ کو قید کرے اور اگر مکفول لہ نے مکفول عنہ کو قرض معاف کر دیا تو کفیل بھی بری ہوجاویگا اور اگر کفیل کو اوسنے بری کر دیا تو مکفول عنہ بری نہوگا اسواسطے کہ اصل قرض مکفول عنہ پر ہے تو جب وہ بری ہوجاویگا تو کفیل کا بری ہونا ضرور ہے نہ اسکا اولٹا **ف** یعنی ابرائے کفیل سے ابرائے اصیل ضرور نہین **ص** اور اگر مکفول لہ نے کفیل کو مہلت دیدی ادائے قرض کے لیے تو مکفول عنہ کو نہوگی البتہ اگر مکفول عنہ کو مہلت دیگا تو کفیل کو بھی مہلت ہوجاویگی اگر قرض کے ہزار روپیہ تھے اور کفیل نے مکفول لہ کو سو روپیہ پر راضی کر کے اوس سے صلح کر لی تو نوسو روپیہ مکفول عنہ کے اور کفیل کے دونون کے ذمے سے ساقط ہوجاوینگے اس صورت مین اگر کفیل رجوع کریگا مکفول عنہ پر تو صرف سو روپیہ لیگا اگر کفالت اوسکے حکم سے کی ہوگی **ف** ورنہ کچھہ نہ لیگا **ص** اور اگر کفیل نے کسی دوسری جنس پر **ف** یعنی جنس دین کے سوا دوسری جنس پر جیسے گھوڑا اونٹ بیل خچر کتاب وغیرہ **ص** مکفول لہ کو راضی کر کے اوس سے صلح کر لے تو اس صورت مین اگر کفیل نے کفالت مکفول عنہ کے حکم سے کی ہے تو کل دین اوس سے پھیر لیگا **ف** اسواسطے کہ یہ مبادلہ ہے مکفول لہ سے یعنی بدلنا ہے اس جنس کو عوض مین دین کے تو کل دین کی مقدار مکفول عنہ پر رجوع کریگا **ص** اور اگر کفیل نے مکفول لہ سے صلح کر لی موجب کفالت پر تو اس صورت مین مکفول عنہ دین سے بری نہوگا **ف** موجب بفتح جیم مفعول کا صیغہ ہے یعنی جسکو کوئی اور چیز موجب بالکسر یعنی واجب کیا گیا تو موجب کفالت یعنی جس امر کو کفالت نے واجب کیا تھا مطالبہ تھا اور مطالبہ کے ساقط ہونے سے اصل دین ساقط نہین ہوسکتا **ص** مکفول لہ نے کفیل سے یہ کہا بَرِئْتَ اِلَيَّ مِنَ الْمَالِ یعنی تو بری الذمہ ہوا مجھ تک تو اس صورت مین کفیل رجوع کرے مکفول عنہ پر **ف** اسواسطے کہ الیٰ موضوع ہے واسطے انتہائے غایت کے تو معنی یہ ہوے کہ برات شروع ہوکر طرف کفیل کے منتہی ہوئی طالب پر اور ایسی برأت جسکا شروع کفیل سے ہو اور انتہا طالب پر ہووے نہین ہوسکتی بدون ادائے دین کے

تو گویا مکفول لہ نے یون کہا کہ بری ہوا تو بسبب ادا نے دین کے مجکو تو رجوع کریگا ساتھ مال کے مکفول عنہ پر اگر اوسکے حکم سے کفالت کی تھی **ص** اور ایسے ہی رجوع کرے کفیل اگر مکفول لہ نے اوس سے کہا کہ بری ہوا تو نزدیک ابو یوسف کے اور امام محمد کے نزدیک رجوع نکرے **ف** در مختار مین ہی کہ قول امام متعدد ہے ساتھ قول ابو یوسف کے اور اسیکو اختیار کیا ہی ہدایہ مین اور یہی اولیٰ ہی **ص** ہان اگر مکفول لہ نے یہ کہا کہ بری کیا مینے تجکو تو اس صورت مین رجوع نکرے **ف** اسواسطے کہ یہ براءت طرف طالب کے باسقاط دین اور اسقاط دین جب ذمہ کفیل سے ہوگیا تو اوسکو حق رجوع ثابت نہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ ان سب صورتون مین طالب اگر موجود ہوگا تو اوس سے استفسار کرلین گے کہ مطلب تیرا کیا ہی پھر اوسکے بیان کے لحاظ سے عمل ہوگا **ص** اگر مکفول لہ براءت کفیل کو معلق کرے شرط پر جیسے یون کہے کہ اگر فلانا شخص سفر سے لوٹ آوے تو تو دین سے بری ہی تو براءت صحیح نہوگی **ف** کیونکہ ابراء تملیک ہی دین کی اصل میں یون کو اور جو چیزین تملیک ہین اونکی تعلیق شرط پر صحیح نہین **ص** اسیطرح کفالت صحیح نہین نفس حد یا قصاص سے کیونکہ اونکا کفیل سے استیفا متعذر ہی اور نہ مبیع کی قبل قبض مشتری کے اور نہ عین مرہون کی اور نہ عین امانت کی اور نہ عین عاریت کی اور نہ اوس چیز کی جو اجارہ لی گئی ہی اور نہ مال مضاربت کی اور نہ مال شرکت کی **ف** البتہ ان چیزون کی تسلیم کی ضمانت درست ہی اسواسطے کہ تسلیم موزن کورہ اصیل پر لازم ہی تو کفیل اوسکا التزام کرسکتا ہی تو اگر تسلیم کی ضمانت کی صورت مین اجارہ کا جانور یا غلام وغیرہ ہلاک ہوجاوے تو ضامن پر کچھ واجب نہین مثل حاضر ضامن کے در مختار **ص** البتہ صحیح ہی کفالت اوس مبیع کی جو بیع کی گئی بیع فاسد یا مغصوب کی یا مقبوض کی بہ نیت خریداری **ف** بشرطیکہ ثمن معین ہوگیا ہو ورنہ نہین تو امانت ہوجاویگی اور ایسے ہی صحیح ہی اوس مال کی جو صلح ہوئے قتل عمد سے یا عوض ہو خلع کا یا مہر ہو در مختار جاننا چاہیے کہ جو چیزین مضمون بنفسہا ہین اونکی کفالت صحیح ہی اور جو چیزین مضمون ہی نہین جیسے امانت عاریت مال شرکت و مال مضاربت مستاجر یا مضمون ہین لیکن بغیرہا تو اونکی کفالت درست نہین یہی قاعدہ کلیہ ہی اس باب کا مضمون بغیرہا وہ چیزین ہین کہ درصورت ہلاک اونکی کے قیمت اونکی واجب نہو جیسے مبیع بہ بیع صحیح قبل القبض کہ اگر وہ بائع کے پاس تلف ہوجاویگی تو رد ثمن مشتری واجب ہوگا نہ کہ بائع پر ضمان قیمت لازم آوے اسیطرح مرہون کہ مضمون بالدین ہی مضمون بنفسہا وہ چیزین ہین جنکی قیمت واجب ہوتی ہی درصورت ہلاک چنانچہ مغصوب و بیع فاسد کا مبیع اور مقبوض بہ نیت خرید تو اونکی کفالت صحیح ہی اور ضامن پر وہ واجب ہی جو اصیل پر واجب ہی یعنی دفع عین اور درصورت عجز دفع قیمت کذا فی فتح القدیر **ص** اور صحیح نہین ضمانت بوجہ لادنے کے کسی معین جانور پر جو کرایہ لیا گیا ہووے **ف** اسواسطے کہ کفیل کو قدرت نہین اس بات پر کہ مکفول عنہ کا جانور معین تسلیم کرے بخلاف جانور غیر معین کے کہ وہان فقط تسلیم کرنی جانور کی لازم ہوتی ہی اور اوس پر کفیل قادر ہی **ص** یا خدمت لینے کی ایک خاص غلام سے جو کرایہ پر لیا گیا ہووے **ف** اسی وجہ سے کہ گزری جانور مین **ص** ایک شخص مین یون مر گیا اور مفلس مرگیا بعد اوسکے مرجانیکے کوئی شخص اوسکی طرف سے قرضخواہون کے لیے کفالت کرے تو یہ کفالت درست نہین **ف** امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک درست ہی اور دلیل قول ہی ائمہ ثلاثہ کا ہان اگر کوئی شخص بیمار ہے اسپر اوسکا دین ادا کردیگا تو سب کے نزدیک درست ہی اور اسیطرح اگر میت کفیل یا مال چھوڑ جاوے جب بھی اوسکے دین کی کفالت درست ہی ہدایہ **ص** اور کفالت درست نہین جب تک مکفول لہ قبول نکرے اوسی مجلس مین جسمین ذکر کفالت ہوا ہی **ف** یہ مذہب شیخین کا ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک اگر مکفول لہ کو خبر پہنچے اور منظور کرے جب بھی جائز ہوجاویگی **ص** مگر ایک مسئلہ مین اور وہ مسئلہ یہ ہی کہ مریض اپنے مرض موت مین قرضخواہون کی غیبت مین اپنے وارث سے کہے کہ میرے اوپر جو قرض آتا ہی اوسکا تو کفیل ہوجا اور وہ کفیل ہوگیا تو جائز ہوگا باوجود اسکے کہ مکفول لہم یعنی قرضخواہ غائب ہین **ف** اسواسطے کہ یہ حقیقت میں وصیت ہی اور اگر مریض قول شخص اجنبی سے کہے تو وہ

کفالت منعقد کرے تو اوسمین دو روایتین ہین لیکن ظاہر یہ ہے کہ صحیح ہے ص اور کفالت درست نہین بدل کتابت کی خواہ شخص آزاد اوسکی کفالت کرے
یا غلام ف مثلاً ایک مولی نے اپنے غلام کو مکاتب کیا سو روپیہ پر یعنی جب تو سو روپیہ دیگا تو تو آزاد ہے اب یہ سو روپیہ بدل
کتابت کہلاتے ہین ان روپیون کا اگر کوئی شخص کفیل ہو غلام کی طرف سے تو کفالت صحیح نہوگی کیونکہ کفالت کے لیے دین صحیح چاہیے
اور بدل کتابت دین صحیح نہین جیسا اوپر گذرا ص اگر مکفول عنہ نے روپیہ کفیل کو اپنے دیدیا اور ابھی کفیل نے وہ روپیہ مکفول لہ کو
نہین دیا تو اب مکفول عنہ کو نہین پہونچتا کہ اوس روپیہ کو کفیل سے پھیر لیوے اور کفیل نے جو اوس روپیہ مین کچھ نفع کمایا تو وہ کفیل کا ہوجائیگا
حلال طیب اوسکا تصدق کرنا کچھ ضرور نہین اور اگر کفالت کر بھر گیہون کی کی اور کفیل نے وہ کر مکفول عنہ سے لیکر قبل اسکے کہ مکفول لہ کو
حوالہ کرے بیچکر اوسمین نفع کمایا تو یہ نفع کفیل کا ہوجاویگا لیکن بہتر یہ ہے کہ نفع کو پھیر دیوے مکفول عنہ کو اور صاحبین کے نزدیک پھیرنا ضرور
نہین ف امام کا قول اصح ہے کذا فی الہدایہ اور فرق کی وجہ دونون مالون مین مذکور ہے اصل کتاب اور ہدایہ مین ص ایک شخص
کفیل ہے اور دوسرے کا حکم سے اوسکے اب مکفول عنہ نے کفیل کو حکم کیا کہ ایک کپڑا بطریق بیع عینہ خرید کر کے میرا دین ادا کرے تو کفیل نے وہ کپڑا
خریدا تو وہ بیع کفیل کے واسطے ہے اسواسطے کہ یہ وکالت فاسدہ ہے بوجہ مجہول ہونے ثوب اور ثمن کے ف عینہ بکسر عین مہملہ عبارت
ہے اس بیع سے کہ ایک شخص نے تاجر سے قرض حسنہ مانگا اور اوسنے ندیا تو تاجر نے ایک کپڑا دس روپیہ کی مالیت کا اوس شخص کے ہاتھ
پندرہ کو بیچا تا وہ شخص اوس کپڑے کو دس کو بیچکر اپنی حاجت روائی کرے اور پندرہ تاجر کو ادا کرے تو تاجر کو پانچ روپیہ نفع ہوئے
اور اسکے سوا بھی اور صورتین بیع عینہ کی ہین جو درمختار وغیرہ مین مذکور ہین درمختار مین ہے کہ یہ بیع مکروہ ہے مذموم ہے اسواسطے کہ اسمین ثواب
قرض سے روگردانی ہے اور محمد نے کہا کہ یہ بیع میرے دل مین پہاڑون کے مانند ہے اسکو سود خوارون نے نکالا ہے فرمایا علیہ السلام نے جب تم
خرید و فروخت بطریق بیع عینہ کروگے اور بیلون کی دمون کے پیچھے پڑوگے یعنی کھیتی اور کسب مین مشغول ہوکر جہاد کرنے سے غافل
ہوجاؤگے تو ذلیل ہوجاؤگے اور تمہارے دشمن یعنی کفار تم پر غالب ہونگے اور امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ نہین کیونکہ بہت سے صحابہ نے
ایسی بیع کی ہے ص اور زیادتی نفع کی جو بائع کو حاصل ہوئی اوسکا نقصان کفیل پر ہے کیونکہ کفیل ہی خریدنے والا ہے اوس بیع کا ف لازم نہین مکفول
عنہ پر وہ نقصان جو کفیل کا ہوا ہے ص زید نے کفالت کی عمرو کی کہ جو کچھ عمرو پر بکر کا ثابت اور واجب ہے یا قاضی نے حکم کیا ہے ادا کا
مین کفیل ہون بعد اوسکے عمرو غائب ہوگیا اب بکر نے گواہ پیش کیے زید پر کہ میرا اتنا مال عمرو پر تھا تو گواہی مقبول نہوگی ف جب
تک مکفول عنہ یعنی عمرو پھر حاضر نہو پھر جب آویگا تو اوسپر مال مدعی یعنی بکر کا حکم کیا جاویگا پھر زید پر لازم آویگا حکم کفالت وجہ اسکی
یہ ہے کہ کفیل نے صرف اوسی مال کی کفالت کی تھی جسکا قاضی نے فیصلہ کر دیا ہووے کیونکہ ثابت اور واجب ہوتی ہے شی قضا سے اور گواہون
کی گواہی مین ذکر بھی قضا قاضی کا نہین تو دعوی مدعی کا متعلق ہوگیا اور مکفول خاص اس صورت مین مسموع نہوگا ہاں اگر ص
زید نے گواہ قائم کیے اس بات پر کہ میرے عمرو پر جو غائب ہے ہزار روپیہ تھے اور یہ شخص یعنی بکر کفیل ہوا تھا عمرو کا اوسکے حکم سے تو قاضی فیصلہ
کر دیگا اوس مال کا عمرو اور بکر پر تو جب بکر یہ روپیہ زید کو ادا کر دیگا عمرو سے پھیر لیگا ہمارے نزدیک بخلاف زفر کے نزدیک ف دلیل
زفر کی یہ ہے کہ بکر کا زعم یہ ہے کہ مدعی جھوٹا ہے اور مین عمرو کا کفیل نہین ہوا تو وہ اپنی دانست مین مظلوم ہے اور مظلوم نہین ظلم کریگا
غیر پر اور ہم کہتے ہین کہ اوسکے زعم کی تکذیب ہوگئی بحکم شرع گواہون سے ص اور اگر گواہون نے یہ نہین کہا کہ بکر کفیل ہوا تھا عمرو
کا اوسکے حکم سے بلکہ یہ کہا کہ کفیل ہوا تھا عمرو کا بغیر اوسکے حکم کے ف یا صرف اتنا ہی کہا کہ کفیل ہوا تھا نہ امر کی قید نہ بلا امر کی

ص تو قاضی فیصلہ کریگا مال کا صرف بکر کی ذات پر ف اور وہ رجوع نہ کریگا عمرو پر کیونکہ رجوع جب ہی ہوتی ہو کہ کفالت بالامر ہوئے
ص زید ایک شی عمرو کے ہاتھ بیع کر رہا تھا اتنے مین بکر آیا اور اوسنے اطمینان دیا عمرو کو کہ تو یہ چیز زید سے خرید کرلے اگر کسی اور کی نکلیگی تو
مین تیری ثمن کا ضامن ہونگا ف یعنی بکر نے ضمان الدرک کیا اور ضمان الدرک اسی کو کہتے ہین ص تو بکر کا یہ ضمان کرنا اقرار ہو گیا اس بات
کا کہ یہ چیز مملوک ہے زید کی اگر بعد اسکے بکر نے اوس چیز کا دعوی کیا تو یہ دعوی باطل شمار کیا جاویگا ف بوجہ تناقض کے ص اور اگر
بکر نے شہادت لکھدی اوس چیز کی بیعنامہ پر اور اپنی مہر کردی تو یہ اقرار نہو گا بلکہ ملک زید کا ف تو اب دعوی بکر کا بابت ملکیت جو
شہادت مقبول ہوگا اسواسطے کہ بیع گاہے غیر مالک سے صادر ہوتی ہے چنانچہ فضولی سے اور شاید اسواسطے گواہی لکھی ہو تا واقعہ یاد رہے
کہ بعد اسکے اثبات بینہ مین کوشش کرے یا تامل کرنے کے واسطے گواہی لکھی ہو کہ اگر اوسمین مصلحت معلوم ہو تو اوسکو جائز رکھے طحطاوی
ص لیکن اگر اوس بیعنامہ مین یہ لکھا ہو گا کہ بائع نے اپنی ملک بیچی یا یہ بیع نافذ لازم ہے اور بکر نے شہادت کر دی تو یہ شہادت
تسلیم و تصدیق ملک بائع کی ہو گی تو اب دعوی بکر کا بعد اسکے مسموع نہو گا اور اگر بکر نے گواہی لکھی صرف اقرار عاقدین پر تو بکر کا پھر
دعوی صحیح ہو سکتا ہے بسبب نہونے تناقض کے اگر کوئی شخص کفیل ہوا عہدہ کا تو یہ کفالت باطل ہے اسلیے کہ عہدہ کے کئی معنی ہین قبالہ قدیم
عقد حقوق عقد ضمان الدرک تو معلوم نہین کہ کون سے معنی مراد ہین اسیطرح اگر کوئی شخص کفیل ہوا خلاص کا تو بھی صحیح نہین ف
ضمان خلاص یہ ہے کہ کفیل شرط کرے مشتری سے کہ اگر یہ چیز غیر بائع کی نکلیگی تو مین اوس سے چھوڑا کر تیرے حوالے کردونگا تو امام صاحب کے نزدیک
درست نہین ہے اسواسطے کہ کفیل کو اسپر قدرت نہین اور صاحبین کے نزدیک درست ہے لیکن محمول ہوگا ضمان درک پر ص مضارب
یا وکیل ضامن ہوا ثمن کا رب المال اور موکل کے لیے ف تو یہ ضمانت باطل ہے اسواسطے کہ ثمن امانت ہے مضارب اور وکیل
پاس ص دو شریکوں نے ملکر ایک غلام کو بیچا ایک ہی عقد مین اور ہر ایک شخص دوسرے کے حصے کے ثمن کا ضامن ہوا تو یہ
ضمانت صحیح نہین البتہ اگر دو عقدون مین بیع ہوگی علیحدہ علیحدہ تو ضمانت جائز ہے ف یعنی اگر پہلے ایک شریک نے اپنا حصہ
بیع کیا اور دوسرا شریک ضامن ہو گیا مشتری کی طرف سے اوسکی ثمن کا پھر دوسرے شریک نے اپنا حصہ بیع کیا اور پہلا شریک اسکی ثمن کا
ضامن ہو گیا تو یہ صحیح ہے اور دلیل دونون مسئلون کی ہدایہ در اصل مین مذکور ہے ص صحیح ہے کفالت خراج کی اور نوائب کی قسمت
کی ف لیکن خراج کا بیان تو گذر چکا ہے پہلے اس سے اور لیکن نوائب تو دو قسم ہین ایک واجبی ایک غیر واجبی جیسے نہر مشترک
کھودوانی جسمین عام خلائق کو فائدہ ہووے یا اجرت چوکیداری یا وہ مال جسکو بادشاہ اسلام واسطے تیاری لشکر کے مسلمانون سے
لیوے غیر واجبی جیسے جبایات یعنی مظالم سلطانی جو ہمارے زمانہ مین لوگون سے ناحق لیے جاتے ہین تو پہلی قسم کی کفالت بالاتفاق
صحیح ہے اور قسم ثانی کی کفالت مین اختلاف ہے لیکن فتوی اسپر ہے کہ صحیح ہے یہانتک کہ اگر کسان سے بابت زمین کے ناحق مال حاکم لیوے
تو وہ کسان یعنی مزارع زمیندار سے وصول کرلیوے اور قسمت نوائب کو کہتے ہین یا ایک حصے کو نوائب سے اور بعضون نے کہا ہے کہ قسمت نائبہ
وظیفہ معینہ ہے یعنی جو ہر ایک شخص سے ماہ بماہ یا دو ماہہ یا سالانہ بطریق محصول کے مقرر ہوتا ہے اور نوائب غیر معین ہوتے ہین نہر الفایق کفالت اوسکی بھی صحیح ہے
ص ضامن نے کہا کہ مین ضامن ہوا ہون مکفول عنہ کی طرف سے ایک مہینے کے وعدہ پر یعنی مال مؤجل ہے بمیعاد ایک ماہ کے اور مکفول لہ
کہتا ہے کہ نہین وہ مال نقد ہے یعنی بالفعل دینا چاہیے میعادی نہین ہے تو قول کفیل کا قسم سے معتبر ہوگا ضامن درک سے مواخذہ
نہین ہوتا جب کہ بیع سے مستحق نہ نکلے قبل ثابت ہونے کے کہ بائع پر ثمن پھیر دینے کا حکم ہوا اسواسطے کہ بمجرد استحقاق بیع ٹوٹتی نہین

تو یہی ظاہر الروایہ مین جب تک بائع پر حکم نہوا یسی ثمن کا تو ہمین ہی جب تک رد ثمن واجب نہوگا تو کفیل پر بھی واجب نہوگا

## باب دو شخصون کے کفیل ہونے کے بیان مین

دو آدمیون نے ملکر ایک غلام خریدا اور ہر شخص حصہ ثمن کا ضامن ہوا دوسرے کی طرف سے اوسکے حکم سے تو جو ہر ایک مین سے ادا کرے اوسکو دوسرے سے نہین لے سکتا مگر جب نصف سے زائد دیوے تو جسقدر زائد دیا ہی اوتنا دوسرے شریک سے پھیر لیوے ف اسواسطے کہ اس مین مثلاً ہر ایک نے نصف نصف غلام خریدا ہی تو ہر شخص پر نصف ثمن لازم ہی اپنے حصے کی اور نصف دوسرے کی بوجہ ضمانت تو ہر جو کچھ روپیہ ادا کریگا وہ اوسی کے حصے کے دام سمجھے جاوینگے یہان تک کہ دام اپنے حصے سے بڑھکے دیوے تو جسقدر زائد دیگا اوتنا دوسرے شریک سے پھیر لیگا ص زید پر ہزار روپیہ آتے تھے عمرو کے آپ پہلے بکر کفیل ہوا زید کیطرف سے اون ہزار روپی کا بعد اوسکے خالد کفیل ہوا زید کیطرف سے اونہین پورے ہزار روپی کا پھر بکر اور خالد ہر ایک انمین سے اپنے ساتھی کا یعنی کفیل کا ضامن ہوا اوسکے حکم سے سب دین کا تو یہان بکر اور خالد مین سے جو کوئی کچھ روپیہ عمرو کو ادا کریگا اوسکا نصف اپنے ساتھی یعنی دوسرے کفیل سے پھیر لیگا ف یا اگر چاہے تو ساتھی سے نہ پھیرے بلکہ جتنا ادا کیا ہی سب زید سے پھیر لیوے کیونکہ وہ کل دین کا ضامن ہی گر اوسکی طرف سے ہدایہ ہم جاننا چاہیے کہ یہان تین قیدین ہین ایک تعاقب کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر بکر اور خالد ساتھ ہی ضامن ہوئے ہون زید کے پھر ہر شخص اپنے ساتھی کا ضامن ہو تو یہ پہلا مسئلہ ہو جاویگا کیونکہ دونون پر دین نصفا نصف منقسم ہوگا تو ہر ایک جمیع دین کا ضامن نہ ٹھہرا اسصورت مین جب نصف سے زیادہ ادا کریگا تب رجوع ہوگا ایک جمیع دین کے کفالت کی اسواسطے قید لگائی کہ اگر بکر اور خالد ابتداء سے نصف نصف کے ضامن ہونگے پھر ہر واحد اپنے ساتھی کا ضامن ہوگا تو بھی پہلا مسئلہ ہو جاویگا اور ایک اپنے ساتھی کے جمیع دین کی ضمانت کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر ہر شخص زید کے پورے دین کا ضامن علی التعاقب پھر ہر ایک اپنے ساتھی کے نصف دین کا ضامن ہو تو بھی پہلا مسئلہ ہو جاویگا دسرا تختہ اسمقام مین صدر الشریعہ نے صاحب ہدایہ پر اعتراض کیا ہی چلپی نے اوسکا جواب دیا ہی اصل کے مطالعہ سے واضح ہوگا یہان بوجہ دقت اوس اشکال کے ترک کیا گیا ص اور اگر دو آدمیون مین شرکت مفاوضہ تھی ف اوسکا بیان کتاب الشرکۃ مین گذر چکا ص اب دونون جدا ہوگئے تو صاحب دین کو اختیار ہی کہ اون دونون مین سے جس سے چاہے اپنا کل دین طلب کرے اور کوئی اون شریکون مین سے اگر دیوے تو رجوع نکرے دوسرے ساتھی پر مگر جب نصف سے بڑھ جاوے تو اوس قدر رجوع کر لیوے اگر ایک شخص نے اپنے دو غلامون کو ایک ہی بار مکاتب کیا اور ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے عقد کتابت قبول کیا یا ہر ایک دوسرے کا کفیل ہوگیا تو جو غلام اون دونون مین سے کچھ ادا کرے اوسکا آدھا دوسرے سے وصول کرے اسی صورت مین اگر مولی نے قبل ادا ے مال کے ایک کو آزاد کر دیا تو جسکو آزاد نہین کیا اوسکا زر کتابت خواہ اوسی سے وصول کرے یا آزاد سے لیوے تو اگر آزاد سے لیوے تو آزاد مکاتب سے پھیر لیوے اور اگر مکاتب سے لیوے تو وہ آزاد سے کچھ نہ لیوے فا اسواسطے کہ آزاد بحکم کفالت ادا کرتا ہی مولی کو تو رجوع کریگا مکفول عنہ یعنی دوسرے مکاتب پر بخلاف مکاتب کے کہ وہ اپنی ذات کا عوض دیتا ہی تو وہ کسی پر رجوع نکریگا

## ص باب غلام کے مکفول عنہ اور کفیل ہونے کے بیان مین

اگر ایک شخص ضامن ہوا دین مال کا جو کہ اوس غلام پر واجب ہو بعد آزادی کے ف چنانچہ وہ مال جو غلام کو لازم ہوا اقرار یا استقراض یا ہلاک ودیعت سے ص اوسکا ضامن قید نکرے بالفعل نقد دینے کی یا میعاد کے بعد دینے کی تو وہ مال اوسکو نقد دینا لازم

ہوگا سو اگر کفیل نے مال دیا تو کفیل اگر غلام کے حکم سے ہوا تھا تو بعد آزاد ہونے غلام کے اوسپر رجوع کریگا **ف** ورنہ نہین **ص** ایک غلام تھا زید کے پاس عمرو نے اوسکا دعوی کیا کہ میرا ہی بکر نے ضامنی کی اسبات کی عمرو سے کہ اگر غلام تمہارا ثابت ہوگا تو مین تمہین دونگا بعد اِس ضامنی کے غلام مرگیا اب عمرو نے مِلک اپنی نسبت اوس غلام کے گواہون سے ثابت کردی تو بکر کو اوس غلام کی قیمت دینی ہوگی اور اگر ایک شخص نے کچھ مال کا دعوی کیا غلام پر اوس غلام کی طرف سے ایک شخص جان ضامن ہوا بعد اوسکے غلام مرگیا تو کفیل بھی بری ہوجاویگا اگر مولی نے ضمانت کی غلام کیطرف سے **ف** اوسکے حکم سے خواہ بدون اوسکے حکم سے **ص** یا غلام غیر مدیون نے اپنے مولی کی **ف** خواہ مولی کے حکم سے یا بے حکم کے **ص** اور مالک نے غلام کو آزاد کر دیا بعد اسکے صورت اول مین مولی نے غلام کیطرف سے وہ روپیہ مکفول لہ کو ادا کیا اور صورت ثانی مین غلام نے وہ روپیہ مولی کیطرف سے مکفول لہ کو ادا کیا تو کسی کو حق رجوع دوسرے پر نہین پہونچتا اور شافعی اور زفر کے نزدیک اگر کفالت بالامر ہوگی تو حق رجوع پہونچتا ہے **ف** دلیل ہماری اور شافعی اور زفر کی ہدایہ مین مسطور ہے **ص** اور غیر مدیون کی قید اسواسطے ہمنے لگائی کہ اگر وہ غلام مدیون ہوگا تو اوسکی کفالت صحیح نہین مولی کی طرف گو کہ مولی اوسکو حکم کرے

# كتاب الحوالة

حوالہ لغت مین کہتے ہین نقل کو اور اصطلاح شرع مین کہتے ہین قرض کے اوتار دینے کو ایک ذمہ پر سے دوسرے ذمہ پر مثلاً زید مدیون تھا عمرو کا سو روپیہ کا تو زید نے عمرو کا مقابلہ بکر سے کرا دیا اوس دین کے وصول کے لیئے بکر پر تو زید محیل ہوا اور عمرو محتال و محتال لہ اور محال و محال لہ اور بکر محتال علیہ اور محال علیہ اور سو روپیہ محال بہ ٹھہرے حوالہ جائز ہے حدیث سے روایت کیا بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رض سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیر مین قرض ادا کرنا مالدار کا ظلم ہے اور جب حوالہ دیا جاوے تم مین کوئی کسی مالدار پر تو مان لے اور ابن ابی شیبہ اور احمد کی روایت مین ہے تو حوالہ قبول کرے اور ہدایہ مین یہ حدیث اس لفظ سے ہے مَنْ اُحِيلَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط مین ابو ہریرہ سے انتہی بلفظہٖ زیلعی **ص** حوالہ صحیح ہوتا ہے محیل اور محتال لہ اور محتال علیہ کی رضامندی سے یہی روایت قدوری کی ہے **ف** رکن حوالہ ایجاب و قبول ہے ایجاب محیل سے اور قبول محتال علیہ اور محتال سے ایجاب اسطرح کہ محیل کہے کہ مینے تیرے قرض کا حوالہ فلان شخص پر کیا اتنے درم کا اور محتال اور محتال علیہ سے قبول اسطرح کہ ہر ایک ان دونون مین سے کہین کہ ہمنے قبول کیا یا مین راضی ہوا یا مانند اسکے جو قبول اور رضا پر دلالت کرے صاحب بدائع نے کہا کہ اسیطرح ہمارے اصحاب سے مروی ہے اور محیل مین عقل اور بلوغ شرط ہے لیکن شرط نفاذ ہے تو صغیر عاقل کا حوالہ منعقد ہے اور اوسکے ولی کی اجازت پر موقوف ہے اور حریت محیل کی شرط نہین تو حوالہ عبد ماذون و محجور کا صحیح ہے اور رضا محیل بھی شرط ہے تو اگر وہ مکرہ ہوگا تو صحیح نہوگا اور صحت محیل شرط نہین تو مریض کا حوالہ صحیح ہے اور محتال مین بھی رضا اور عقل اور بلوغ شرط نفاذ ہے تو صغیر کا محتال ہونا ولی کی اجازت پر موقوف ہے اگر محتال علیہ محیل سے زیادہ مالدار ہووے جیسے وصی مال یتیم کا حوالہ قبول کرے تو یہ بھی جائز ہے بشرطیکہ محتال علیہ محیل سے زیادہ غنی ہووے اور محتال کا ہونا مجلس حوالہ مین ضرور ہے تو اگر محتال غائب ہو مجلس سے اور سنکر جائز رکھے تو حوالہ منعقد نہین مگر اوس صورت مین کہ محتال کی طرف سے کوئی اور شخص موجود ہووے اور وہ قبول کرے اور محال علیہ مین بھی عقل و بلوغ شرط ہے تو صبی کا محتال علیہ ہونا صحیح نہین اگرچہ ولی کے حکم سے ہووے

اسواسطے کہ محیل فقیر ہے اور رضا بھی شرط ہے تو جبر سے محتال علیہ پر منعقد نہوگا اور محتال علیہ کا بھی مجلس حوالہ مین ہونا ضرور نہین ہے اور خانیہ
مین ہے کہ محتال علیہ کی غیبت مانع صحت حوالہ نہین یہانتک کہ اگر اوسکو خبر پونہچی اور اوسنے جائز رکھا تو صحیح ہو جاویگا اور ایسا ہی
بزازیہ مین ہے اور محال مین یہ شرط ہے کہ دین صحیح لازم ہو تو بدل کتابت کا حوالہ بھی نہین جائز ہے جیسے کفالت کذا فی الطحطاوی
والشامی **ص** اور زیادات کی روایت مین حوالہ صحیح ہے بدون رضا محیل کے اور صورت اوسکی یون ہے کہ ایک شخص کہے دائن سے
کہ تیرا قرض جو اتنا فلانے پر آتا ہے اوسکا حوالہ قبول کر لیتا ہون اور بری کر مجھ سے اور دائن راضی ہوگیا تو حوالہ صحیح ہوگیا اور اصل
مدیون بری ہوگیا اور ایک صورت اور ہے کہ کفالت کی ایک شخص نے ایک شخص کی بدون اوسکے حکم کے اور قبول کیا مکفول لہ نے
تو صحیح ہو جاویگی یہ کفالت اور یہ کفالت حوالہ شمار کیجاویگی جیسے حوالہ اس شرط سے کہ اصل مدیون مطالبہ دین سے بری نہو کفالت ہے
**ف** یعنی کفالت مین تو مطالبہ کفیل اور مکفول عنہ دونون سے رہتا ہے اور حوالہ مین بعد صحت و نفاذ حوالہ محیل بری ہو جاتا ہے دین سے
تو اگر کفالت مین شرط کر لی برات مکفول عنہ کی تو وہ معنی مین حوالہ کے ہو جاویگا اور حوالہ مین اگر شرط کر لی عدم برات محیل کی تو وہ کفالت
ہو جاویگا در مختار مین ہے کہ صحیح روایت زیادات کی ہے کہ رضا مندی محیل شرط نہین صحت حوالہ کی اسواسطے کہ دین کا التزام یعنی قبول
کرنا یہ تصرف ہے محتال علیہ کا اپنے ذات کے حق مین اور محیل کا اس مین کچھ ضرر نہین بلکہ اوسمین اسکا فائدہ ہے کیونکہ محتال علیہ اس پر رجوع
نہین کر سکتا جب کہ حوالہ بدون امر محیل ہووے کذا فی النہر **ص** جب حوالہ تمام ہوگیا تو اب محیل بری ہوگیا دین سے بسبب
قبول کرنے محتال کے حوالہ کو **ف** لیکن برات موقتہ جیسا آویگا فائدہ برات کا یہ ہے کہ اگر محیل مر گیا تو محتال اپنے دین کو اوسکے
ترکہ سے نہین لے سکتا لیکن محیل ضامن سے لیوے ورثہ محیل سے یا اوسکے قرضدارون سے اس خوف سے کہ مبادا حق اوسکا ہلاک نہو جاوے شامی
**ص** اور نہ رجوع کرے محتال محیل پر مگر اوس صورت مین کہ اوسکا تو احق ہو **ف** توی بالف مقصورہ یا توا بالف ممدودہ
عبارت ہے ہلاک مال سے **ص** اوسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ محتال علیہ مفلس مر جاوے **ف** یعنی ترکہ بقدر ادائے دین محتال
چھوڑے **ص** دوسری یہ کہ محتال علیہ منکر ہو جاوے حوالے کا اور قسم کھالے اور حوالہ کے گواہ نہوین اور صاحبین کے نزدیک توی اسصورت
سے بھی ہوتا ہے کہ قاضی محتال علیہ کے مفلس ہونے کا حکم کرے **ف** اسواسطے کہ صاحبین کے نزدیک قاضی کا مفلس کرنا معتبر ہے اور
امام شافعی اور ابو حنیفہ رح کے نزدیک معتبر نہین کیونکہ کسی شخص کو اس بات پر اطلاع نہین ہو سکتی تو گواہی اوسکی اثبات پر کہ محتال
علیہ کے پاس مال نہین ہے شہادت ہے نفی پر اور وہ غیر مقبول ہے **ص** حوالہ دو قسم ہے ایک حوالہ مطلقہ اور دوسرے حوالہ مقیدہ
حوالہ مقیدہ یہ ہے کہ محیل کی کچھ امانت محتال علیہ کے پاس ہووے یا محتال علیہ محیل کی کوئی چیز غصب کر کے لیگیا ہووے یا محیل کا
محتال علیہ مدیون ہووے اور محیل حوالہ کرے محتال کے دین کا ان چیزون پر تو اگر حوالہ کیا محیل نے محتال کا اوس ودیعت پر جو محتال علیہ
کے پاس تھی اور بعد حوالہ کے وہ امانت تلف ہوگئی محتال علیہ پاس تو اب پھر محتال رجوع کر سکتا ہے محیل پر اور اگر مغصوب پر حوالہ کیا
اور وہ شئ مغصوب تلف ہوگئی محتال علیہ پاس تو اسصورت مین محتال رجوع نہین کر سکتا محیل پر اسواسطے کہ اوسکی قیمت باقی ہے
ذمہ پر محتال علیہ کے برخلاف امانت کے کہ وہ غیر مضمون ہے حوالہ مقیدہ مین محیل اوس شئ کو طلب نہین کر سکتا ہے محتال علیہ سے
اسواسطے کہ اوس سے حق محتال کا متعلق ہوگیا اور جو وہ سکے بھی اگر محیل مر گیا بعد حوالہ کے اور ابھی وہ شئ محتال بہ محتال نے وصول نہین کی
تھی محتال علیہ سے تو اب محتال برابر ہوگا سب قرضخواہون محیل کے **ف** یعنی وہ ودیعت یا مغصوب یا دین سب قرضخواہون کو محیل کے

حصون کے موافق تقسیم ہوگا اور محتال بھی اونمین کے برابر ہے نہ یہ نہین ہوگا کہ پہلے محتال اپنا دین اوس تہ سے وصول کرلے بعد اوسکے جو بچے اور قرضخواہون مین تقسیم ہو جیسا مرتہن کہ پہلے تمن اپنا زر رہن شے مرہون کو بیچکر لے لیتا ہی بعد اوسکے جو بچتا ہی وہ اور سارے قرضخواہون کو ملتا ہی کیونکہ حوالہ کم ہی درجہ مین رہن سے **ص** حوالہ مطلقہ یہ ہی کہ محیل حوالہ کو مضاف نکرے اپنے دین یا عین ودیعت یا مغصوب پر جو محتال علیہ کے پاس ہو تو اس صورت مین محیل بعد حوالہ کے وہ شے اپنی محتال علیہ سے لے سکتا ہی **ف** یعنی محیل حوالہ مطلقہ مین اپنا دین یا امانت یا مغصوب بعد حوالہ کے بھی محتال علیہ سے پھیر سکتا ہی کیونکہ حوالہ محتال مین ہوا ان چیزون سے حق محتال کا متعلق ہو جاوے **ص** اور حوالہ مطلقہ اور مقیدہ دونون مین اگر محیل وہ شے مین یا دین محتال علیہ سے لے لی تو حوالہ باطل نہوگا **ف** بلکہ محتال علیہ اپنے پاس سے قرض محتال کا ادا کرے گا رجوع کریگا محیل پر **ص** اگر زید نے حوالہ کیا عمرو کے دین کا بکر پر سو روپیہ کا بکر نے وہ سو روپیہ عمرو کو ادا کرکے زید سے طلب کیے زید نے یہ کہا کہ میرے سو جو تیرے اوپر آتے تھے اوسپر مینے حوالہ کیا تھا بکر نے انکار کیا اور کہا کہ میرے اوپر تیرا کچھہ نہ آتا تھا اور عمرو کے پاس گواہ نہین ہین تو اس صورت مین قول بکر کا قسم سے معتبر ہوگا اور بکر کا حوالہ قبول کر لینا اقرار دین نسمجھا جاویگا کیونکہ حوالہ مین خبر نہین کہ محتال علیہ پہلے سے مدیون ہو محیل کا **ف** بلکہ غیر مدیون پر بھی صحیح ہی اوسکی رضا سے **ص** اسیطرح اگر محیل محتال سے کہے کہ مینے حوالہ اسواسطے کیا تھا کہ تو میرے قرض کو وصول کرے محتال سے اور مین تیرا مقروض تھا اور محتال کہے کہ تو میرا مقروض تھا اوس بابت تو نے حوالہ کیا تھا اور محتال کے پاس گواہ نہین ہین تو قول محیل کا قسم سے معتبر ہوگا **ف** اگرچہ یہ خلاف ہی معنی حوالے کے اسواسطے کہ حوالہ نام نقل الدین من ذمۃ الی ذمۃ کا ہی تو ضرور ہی کہ محیل مدیون ہو محتال کا مگر چونکہ کبھی حوالہ بمعنی وکالت بھی مستعمل کی مجازا اور محتال کے پاس گواہ نہین ہین قرضہ کے تو قول اسکا ساتھ قسم کے معتبر ہوگا اس بات مین کہ مراد میری لفظ حوالے سے وکالت تھی اور صرف حوالہ کر دینا اقرار بالدین نسمجھا جاویگا **ص** مکروہ ہی سُفتجہ **ف** سُفتجہ بضم سین اور فتح تا معنی اوسکے یہ ہین کہ اپنا مال دیوے ایک تاجر کو بطریق قرض کے تا وہ اوسکے دوست کو دیدیوے دوسرے شہر مین غایت اسکی یہ ہی کہ خطر راہ ساقط ہو جاوے اصل مین سُفتجہ معرب ہی سفتہ کا اس قرض کا نام اسواسطے ہوا کہ مشابہ ہی ساتھ رکھنے درا ہم اور دنانیر کے سفاتج مین یعنی اشیاء مجوفہ مین جیسے لاٹھی وغیرہ کہ اوسمین مال رکھکر اپنے ہمراہ لے جاتے تھے تا کسیکو خبر نہووے **ص** یعنی قرض دینا واسطے دور ہوجانے خوف راہ کے **ف** ہندی مین اوسکو ہنڈوی کہتے ہین اور چونکہ اسمین فائدہ حاصل ہوتا ہی قرض دینے والے کو اسواسطے مکروہ ہی وجہ کراہیت وہ حدیث جو حارث بن اسامہ کی مسند مین مروی ہی سوار بن مصعب سے اونھون نے عمارہ ہمدانی سے کہا کہ سنا مینے علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہتے تھے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ رِبًا یعنی جو قرض فائدہ کھینچے وہ بیاج ہی اور یہ حدیث ضعیف ہی بسبب سوار بن مصعب کے عبد الحق نے کہا کہ وہ متروک ہی اور ایسے ہی غیر نے اونکے اور روایت کیا اوسکو ابن الجہم نے اپنے جزو معروف مین اور نکالا ابن عدی نے کامل مین جابر بن سمرہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے السفتجات حرام یعنی ہنڈویان حرام ہین اور معلول کیا حدیث کو بسبب عمرو بن موسی بن وجیہ کے ضعیف کیا اوسکو بخاری اور نسائی اور ابن معین نے اور ذکر کیا اوسکو ابن الجوزی نے موضوعات مین اور اس باب مین بہتر روایت جو صحابہ اور سلف سے منقول ہی وہ ہی جسکو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ثنا خالد الاحمر عن حجاج عن عطاء قال کانوا یکرہون کل قرض جر منفعۃ یعنی صحابہ کرام مکروہ جانتے تھے ہر اوس قرض کو جو منفعت کھینچے یعنی اوسمین نفع ہو جاوے مقرض یا مستقرض کو اور فتاوی

صغری مین ہی کہ اگر ہنڈوی لکھدینا مشروط ہو قرض مین تو مکروہ ہی اور جو اسکی شرط نہو قرض دیتے وقت تو مکروہ نہین اور شرط کی صورت یہ ہی کہ ایک شخص نے قرض دیا دوسرے کو وہان اس شرط پر کہ لکھدے اسکی ہنڈوی فلانے شہر پر تو یہ نہین جائز ہی اور اگر قرض دیا بغیر شرط کے اور اوسنے لکھدیا تو جائز ہی اور اسی طرح اگر یہ کہا کہ تو مجھے پرچہ لکھدے فلانے شہر پر اس شرط پر کہ مین تجھے نہین دونگا تو بھی بہتر نہین ہی اور مروی ہی ابن عباس سے کیا نہین دیکھتا ہی تو کہ اگر قرضدار نے قرضے مین وہ مال ادا کیا جو مقرض کے مال سے اچھا تھا تو مکروہ نہین جبکہ مشروط نہو اور نصانے کہا کہ عدم شرط کے ساتھہ اوس وقت حلال ہی جب کہ اسکا یعنی دوسرے شہر پر لکھدینے کا رواج اور عرف ظاہر نہو اور اگر معروف اور رائج ہو کہ اقراض سقوط خطر طریق کے لیے ہوتا ہی تو حلال نہین گو کہ شرط نہووے اور وہ جو مروی ہی امام ابو حنیفہ سے کہ وہ نہین بیٹھے اپنے قرضدار کی دیوار کے سایہ مین تو اسکی کچھ اصل نہین اسواسطے کہ یہ انتفاع نہین ہی اوسکی ملک سے نہ اسکی شرط ہوتی ہی اور نہ یہ رائج ہی فتح **فائدہ** جب مطلق ہنڈوی بلاکی یعنی جتنا روپیہ دے اوتنا ہی دوسرے شہر مین لے مکروہ ہوئی تو جو ہماری ملک مین مروج ہی ایک روپیہ یا دو روپیہ سیکڑا زیادہ دینا اور اسکا نام ہنڈاون ہی اوسکو وصول کرنا بطریق اولی ناجائز اور حرام مطلق ہوگی کیونکہ یہ سود ہی اور اوسکا دینا اور لینا سب برابر ہی بموجب اوس حدیث کے جو اوپر گذری کہ دینے والے اور لینے والے سب ملعون ہین خدا محفوظ رکھے فقط

## کتاب القضاء

جو شخص گواہی کے لائق ہی وہ قاضی ہونیکے لائق ہی **ف** یعنی جو حر مسلم عاقل بالغ ہی نہ اندھا ہی نہ محدود فی القذف نہ بہرا نہ گونگا تو وہ شہادت کے لائق ہی اسیطرح وہ قضا کے عہدہ کے بھی لائق ہی یعنی ہو سکتا ہی کہ قاضی ہووے اور یہ چیزین جیسے شرط ہین شہادت کی ویسی شرط ہین قضا کی **ص** اور فاسق اہل ہی واسطے شہادت کے تو اہل ہوگا واسطے قضا کے تو صحیح ہوگا فاسق کا ہونا قاضی مگر واجب یہ ہی کہ حاکم اوسکو قاضی نبناوے اور اگر حاکم نے فاسق کو قاضی بنایا تو گنہگار ہوگا جیسے فاسق کی شہادت قبول کرنا صحیح ہی لیکن چاہیے قبول نکیا جاوے اگر قبول کریگا تو گنہگار ہوگا **ف** درمختار مین ہی کہ اسی روایت پر فتوی ہی اور شامی اور طحطاوی اور فتح القدیر سے معلوم ہوتا ہی کہ باقی اقاویل اس مسئلہ مین سب مرجوح ہین اور یہی قول راجح ہی ابن الہمام نے کہا کہ اگر بادشاہ وقت کسی جاہل فاسق کو قاضی مقرر کرے تو قضا اوسکی نافذ ہوگی ظاہر الروایت کے موافق تو وہ حکم کرے غیر کے فتوے سے لیکن واجب ہی حاکم پر کہ ایسے شخص کو قاضی نبناوے **ص** اگر قاضی تقلید قضا کے وقت عادل تھا بعد اوسکے فاسق ہو گیا **ف** یعنی رشوت وغیرہ کے **ص** تو وہ قضا سے معزول نہوجاویگا لیکن لائق ہی معزول ہوجاویگا غرر کے **ف** یعنی واجب ہی حاکم پر کہ معزول کرے اوسکو فتح القدیر **ص** یعنی ظاہر مذہب یہی ہی اور یہی ہین مشایخ حنفیہ **ف** اور امام فقیہ ابو جعفر ہندوانی اور بعض مشایخ کے نزدیک خود بخود معزول ہوجاویگا اور فاسق مفتی بھی نہین ہو سکتا اور بعضون کے نزدیک ہو سکتا ہی یعنی یہ بعضون کے نزدیک قول اول ہی اور بعضون کے نزدیک قول ثانی **ص** اور مجتہد ہونا شرط ہی اولویت قضا کا نہ صحت قضا کا **ف** یعنی کسی شخص کا قاضی بنانا دوسرے شخص سے اولی نہین ہوتا مگر بشرط اجتہاد یعنی جو مجتہد ہو اوسکا قاضی ہونا اولی ہی اور اجتہاد صحت کی شرط نہین ہی یعنی یہ نہین ہی کہ غیر مجتہد کی قضا صحیح نہووے **ص** تو اگر جاہل کو عہدۂ قضا دیا گیا صحیح ہی ہمارے نزدیک **ف** لیکن امام شافعی کے نزدیک تقلید قضا جاہل اور فاسق کو مطلقا درست نہین اور احتیاط اوسی قول مین ہی جسکو شافعی نے کہا لیکن باعتبار اس زمانہ کے اگر علم و عدالت شرط ہو تو قضا کا کام بالکل اوٹھہ جاویگا **ص** مگر حاکم کو چاہیے کہ اختیار کرے اوسکو جو زیادہ قادر ہی

قضا پر والی ہے ف روایت کیا طبرانی نے ابن عباس رضی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو شخص حاکم ہووے مسلمانوں کے
امور کا پھر مقرر کرے ایک شخص کو ایک کام پر اور وہ جانتا ہے کہ اون لوگوں میں بہتر اوس سے اور زیادہ جاننے والا کتاب اللہ اور سنت کا عمل
کا موجود ہے تو اوسنے خیانت کی اللہ اور اوسکے رسول کی اور جماعت مسلمین کی اور روایت کیا حاکم نے مستدرک میں اور ابو یعلی موصلی نے
حذیفہ سے مثل اسکے ص اور آدمی کو چاہیئے کہ عہدہ قضا طلب نہ کرے ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
جو شخص کہ طلب کرتا ہے قضا کو اور سوال کرتا ہے اوسکا سونپ دیا جاتا ہے اپنے نفس کی طرف یعنی اللہ کی طرف سے اوسکو اعانت اور مدد
نہیں ہوتی اور جو شخص زبردستی قاضی بنایا جاتا ہے تو اوتارتا ہے اللہ تعالی اوسپر ایک فرشتہ کہ مضبوط کرتا ہے اوسکو یعنی اعانت کرتا ہے
اوسکی اوپر صواب کے روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے انس رضی سے ص اور درست ہے عہدہ قضا لینا اوس
شخص کو جسکو اعتماد ہے اپنے نفس پر کہ عدل و انصاف کریگا ف اسواسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا ہے عہدہ قضا کو اور
اسواسطے کہ قضا فرض کفایہ ہے واسطے انتظام امور مسلمین کے اور اسلیئے کہ امر بالمعروف ہے حضرت علی رضی سے مروی ہے کہ بھیجا مجکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قاضی بنا کر یمن کی طرف تو کہا میں نے یا رسول اللہ بھیجتے ہیں آپ مجکو عہدہ قضا پر اور میں کم سن ہوں اور قضا
کو نہیں جانتا تو فرمایا حضرت نے قریب ہے کہ اللہ ہدایت کریگا تمہارے دل کو اور مضبوط کر دیگا تمہاری زبان کو جس وقت جھگڑا لاویں تمہارے
پاس دو آدمی تو نہ فیصلہ کرو واسطے پہلے کے جب تک سن نہ لو گفتگو دوسرے کی تو اب معلوم کرو کیفیت اپنے حکم کی فرمایا علی رضی نے کہ پھر
شک نہیں کیا میں نے کسی فیصلہ میں بعد اسکے روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے اور حسن کہا اوسکو اور قوی کیا اسکو ابن المدینی
نے اور صحیح کیا اوسکو ابن حبان نے اور اوسکا ایک شاہد ہے مستدرک میں حاکم کے ابن عباس سے اور روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور دارمی نے
معاذ بن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہرگاہ بھیجا اونکو یمن کی طرف تو پوچھا اونسے کس طرح فیصلہ کروگے تم جب کوئی مقدمہ
پیش آویگا کہا انھوں نے کتاب اللہ سے فرمایا اگر نہ پاؤ کتاب اللہ میں کہا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے فرمایا اگر نہ پاؤ سنت میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کہا اجتہاد کرونگا میں اپنی رائے سے اور نہ کمی کرونگا کوشش میں کہا معاذ نے کہ پھر مارا حضرت نے ہاتھ اپنا میرے
سینے پر اور فرمایا شکر ہے اوس خدا کا کہ توفیق دی اوسنے رسول اللہ کے رسول کو اوس امر کی کہ جس سے راضی ہو رسول اللہ اس حدیث سے ثابت
حجت ہونا قیاس کا وقت نہونے آیت اور حدیث کے ثابت ہوا اور رد ہو گیا اون لوگوں کا جو قیاس کو شرع کی حجتوں میں شمار نہیں کرتے
ص اور مکروہ ہے ف تحریمی ص عہدہ قضا لینا اوس شخص کو جو خوف کرتا ہے عاجز ہو جانیکا تصفیہ مقدمات میں یا ظلم
صادر ہونیکا ف تا کہ وسیلہ امر قبیح کا نہو جاوے اور جو حدیثیں کہ ممانعت اختیار عہدہ قضا میں آئی ہیں محمول ہیں ایسے شخص پر فرمایا حضرت
صلعم نے جسکو دی گئی قضا سو ذبح ہوا بغیر چھری کے روایت کیا اوسکو امام احمد اور چاروں عالموں نے اور صحیح کیا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان
نے اور روایت ہے بریدہ رضی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں دو اون میں سے جہنم میں جاتے ہیں
اور ایک جنت میں ایک آدمی وہ جسنے پہچانا حق اور فیصلہ کیا موافق اوسکے تو وہ جنت میں جاویگا ایک آدمی وہ جسنے پہچانا حق کو اور
نہ فیصلہ کیا ساتھ حق کے اور ظلم کیا حکم میں تو وہ جہنم میں جاویگا ایک آدمی وہ کہ اوسنے نہ پہچانا حق اور فیصلہ کیا لوگوں کا نادانی سے
وہ بھی جہنم میں جاویگا روایت کیا اوسکو چاروں عالموں نے اور صحیح کہا اوسکو حاکم نے اور فرمایا اللہ تعالی نے وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ
اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ اور ظَالِمُونَ اور كَافِرُونَ جو شخص حکم نہ کرے ساتھ اوسکے موافق جو اتارا اللہ تعالی نے تو وہ

فاسق ہی اور ظالم ہی اور کافر ہی اس سے برائی ثابت ہو گئی اون لوگون کی کہ جان بوجھکر حکم الٰہی اور سنت رسول کے خلاف باتباع احکام امیر وقت اور قوانین نصاریٰ کے فیصلہ کرتے ہین اور جو اونکے معین ہین کچھ شک نہین کہ اونکے لیے بھی وعید ہی فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ یعنی مدد کرو ایک دوسرے کی نیکی اور پرہیزگاری پر اور نہ مدد کرو گناہ اور زیادتی پر **ص** جو شخص قاضی کیا جاوے اوسکو چاہیے کہ پہلے قاضی کا دفتر طلب کرے جنمین سناویزات او فیصلنامے ہین اور حوالات کے قیدیون کو دیکھے **ف** یعنی جو قاضی سابق کے قیدخانہ مین قید تھے اونکے حال مین نظر کرے ناون قیدیون مین جو حاکم کے قیدخانہ مین ہین در مختار **ص** تو جو شخص اون قیدیون مین سے اقرار کرے کسی حق کا یا اوس پر گواہ قائم ہون تو اوسکا حبس قائم رکھے یا اوس پر حق کو لازم کرے اور اگر وہ منکر ہو تو قاضی معزول کا قول اوسکے باب مین معتبر نسمجھے بلکہ منادی کرادے ایک مدت مناسب مقرر کرکے کہ جن جن لوگون کو فلان فلان قیدی پر دعوی کرنا ہو تو اس مدت مین حاضر ہون مجلس قاضی مین تو اگر کوئی حاضر ہو سنے مقدمہ اوسکا ورنہ بعد گذر جانے مدت مذکور کے اون قیدیون کو چھوڑ دیوے **ف** در مختار مین ہی کہ بعد منادی کرنیکے اگر کوئی مدعی اوسکا حاضر ہووے تو اوسکو حاضر ضامن لیکر چھوڑ دیوے اور اگر حاضر ضمانت نہ دے سکے تو ایک مہینے تک اور منادی کراوے بعد اوسکے اگر کوئی نہ آوے تو اوسکو چھوڑ دیوے **ص** اور عمل کرے اموال ودیعت اور محاصل وقف مین گواہی کیا قابض کے اقرار پر قاضی معزول کے کہنے پر عمل نکرے لیکن اگر کوئی قابض اقرار کرے اس بات کا کہ قاضی معزول نے اوسکو یہ ودائع اور محاصل اوقاف سپرد کیے ہین تو اب اون ودائع اور محاصل اوقاف مین قاضی معزول کا قول مقبول ہوگا **ف** اسصورت مین وہ قاضی اون چیزون کو جسکی بتلادیگا اوسکی سمجھی جاوینگی مگر جب کہ قابض نے پہلے زید کے واسطے اقرار کیا پھر اقرار کیا کہ قاضی معزول نے اوسکو سپرد کیا سو قاضی معزول نے دوسرے شخص کے واسطے مثلاً عمرو کے لیے اقرار کیا تو اسصورت مین ودائع اور محاصل پہلے زید کو تسلیم کیے جاوینگے اور تاوان دیگا قابض قیمت کا اگر ودیعت ذوات القیم سے ہو یا مثلی کا اگر وہ مثلی ہو قاضی کو اوسکے اقرار ثانی کے سبب سے پھر قاضی مضمون قیمت یا مثل عمرو کو تسلیم کرے جو قاضی معزول کا مقولہ تھا ہدایہ **ص** قاضی کو چاہیے کہ مسجد مین باعلان بیٹھکر حکم کرے اور مسجد جامع اولی ہی اور باعلان بیٹھنے سے یہ مراد ہی کہ جسکا جی چاہے واسطے قطع نزاع کے حاضر ہووے کسی کی تخصیص نہو اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ ہی بیٹھنا قاضی کا مسجد مین اسواسطے کہ کبھی شخص حاضر مشرک یا حائض ہوتا ہی اور مشرک نجس ہی نص کلام اللہ سے اور حائض کو منع ہی داخل ہونا مسجد مین اور ہماری دلیل یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مسجد مین بیٹھکر قضیے فیصل کیے اور بھی قضا عبادت ہی اور نجاست مشرک کی از روے اعتقاد ہی نہ نجاست ظاہری اور حائض نہ داخل ہووے مسجد مین بلکہ فیصلہ کیا جاوے مقدمہ اوسکا دروازہ مسجد پر **ف** ہدایہ مین ہی کہ دلیل ہماری قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ بنائی گئین مسجدین واسطے ذکر الٰہی کے اور حکم کے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین کہ یہ حدیث غریب ہی بہذا اللفظ اور کنوز الحقائق مین بھی یہ حدیث منقول ہی لیکن حوالہ اوسکے صاحب ہدایہ پر کیا ہی لیکن معنی مین اس حدیث کے چند حدیثین آئی ہین نقل کیا اونکو شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین ایک حدیث صحیحین کی کعب بن مالک سے اور دوسری حدیث طبرانی کی ابن عباس سے اور روایت کیا بخاری نے کہ لعان کرایا حضرت عمر نے نزدیک منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اسناد کیا امام ابوبکر رازی نے حسن تک کہ دیکھا انھون نے حضرت عثمان کو کہ فیصلہ کیا مسجد مین اور ذکر کیا قصہ اور روایت کیا ابن سعد نے طبقات مین ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے کہ دیکھا اونھون نے ابوبکر کو کہ فیصلہ کرتے تھے مسجد مین نزدیک قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کذا فی الفتح ملخصاً حموی نے کہا قضا فی المسجد بنظر زمان

امانت اور مال مضاربت کا اگر انکار ہو گا تو کیا حاجت ہی کتاب القاضی کی اور جسوقت انکار کیا ان دونون کا تو شریک یا مضارب کے
تو ہو گئی منصوب اور منصوب مین واجب ہی قیمت اور قیمت دین ہی تو جاری ہو گی دین مین کتاب حکمی اسواسطے کہ وہ محتاج نہین ہی
اشارہ کا بلکہ صفت سے اوسکی معرفت ہو سکتی ہی بخلاف اعیان منقولہ کے کہ اوسمین احتیاج ہی اشارہ کی اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور
ایسی ہی ہی نزدیک امام ابو یوسف کے مگر اونکے نزدیک غلام مفرور مین بھی کتاب القاضی درست ہی صورت اوسکی یون ہی کہ قاضی بخارا کا مثلاً
لکھے قاضی سمرقند کو کہ فلان اور فلان نے شہادت دی میرے پاس اس بات کی کہ فلان کا غلام جسکا نام مبارک ہی اور اوسکا حلیہ ایسا ہی بھاگ
گیا ہی اپنے مالک کے پاس سے اور اب سمرقند مین فلان کے قبضہ مین ہی آخر کتاب تک اور مہر کرے اوسپر تو جب پہنچے یہ کتاب قاضی سمرقند
پاس حاضر کرے مدعی علیہ اور غلام کو اور کھولے کتاب کو ساتھ حضور اوسکی کے جو آگے آتی ہین اور ملاوے حلیہ کو ساتھ غلام کے تو
اگر مطابق نہووے تو چھوڑ دے اوسکو اور اگر مطابق ہووے تو اگر مدعی علیہ بخار کو جاوے تو بہتر ورنہ اوس غلام کو مدعی کے سپرد کرے نہ بطور
حکم کے اور فیصلہ کے اور لے لیوے اوس مدعی سے ایک کفیل غلام کے حاضر ضمانت کا اور اوس غلام کی گردن مین کوئی چیز ڈالکے اوسپر مہر کر دیوے تا ایسا
نہو کہ مدعی وہان جا کر غلام بدل لیوے وقت شہادت شہود کے اور لکھے جواب کتاب قاضی بخارا کو اس مضمون سے کہ مین اس غلام کو روانہ
کرتا ہون تو جب قاضی بخارا پاس کتاب آوے تو قاضی بخارا اون گواہون کو بلاوے جنہون نے گواہی دی تھی اس غلام کے
مالک کی غیبت غلام مین تا کہ گواہی دین اوسکی حضور مین اور اشارہ کرین اس غلام کیطرف کہ یہی غلام ملک ہی مدعی کی لیکن قاضی
بخارا ابھی حکم نہ کرے کیونکہ مدعی علیہ غائب ہی بلکہ پھر لکھے قاضی سمرقند کو کہ گواہون نے شہادت دی غلام کے سامنے اس بات کی کہ یہ غلام
ملک ہی مدعی کی تو جب یہ کتاب قاضی سمرقند پاس پہنچے اوسوقت فیصلہ کر دے اور حکم سنا دے مدعی علیہ کو اور بری کر دے حاضر ضامن کو
ضمانت سے اور امام محمد سے مروی ہی کہ کتاب القاضی جمیع منقولات مین قبول کیجاویگی اور اسی پر متاخرین ہین **ف** در مختار
مین ہی کہ اسی روایت پر فتوی ہی کہ کتاب القاضی سب منقولات اور دعاوی مین عام ہی کہ دعوی دین ہو یا عین درست ہی **ص**
سوا حدود اور قصاص کے اور واجب ہی کہ قاضی کاتب جب کتاب لکھے تو گواہون کو اوسکا مضمون پڑھکر سنا دے اور مہر کر دے اپنی اونکے
سامنے اور وہ کتاب اون گواہون کو دیدیوے اور ابو یوسف نے کوئی بات ان مین سے شرط نہین رکھی اور امام سرخسی نے اونہین کا قول اختیار
کیا ہی تو ابو یوسف کے نزدیک صرف دو گواہون کو اسبات کا گواہ کر دیوے کہ یہ کتاب اور مہر میری ہی اور ایک روایت مین مہر بھی
شرط نہین ہی کہتا ہون جب کتاب مدعی کے حوالے کی جاویگی تو فتوی اس بات پر ہی کہ مہر کرنا ضروری ہی اور جب گواہون کو سپرد کیا گیا
تو فتوی اس بات پر ہیگا کہ مہر شرط نہین پھر یہ کتاب جب قاضی مکتوب الیہ پاس پہنچے تو قبول نکرے اوس کتاب کو مگر مدعی علیہ کے سامنے
اور دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے جو کتاب پر کرتے ہین تو جب گواہی دین گواہ اسبات کی کہ یہ کتاب فلان قاضی کی ہی
جو حاکم اوسکو دی قاضی تھے اپنے محکمے مین اور مہر کی تھی اوسپر اور دی تھی ہمکو تو اوسکی مہر دیکھکر کھولے اور مدعی علیہ کو سنا دے
اور لازم کر دے اوسپر حکم کو **ف** یعنی اوس گواہی کی رو سے جو کتاب مین مندرج ہی مدعی علیہ پر جو امر لازم آتا ہی اوسکا فیصلہ کر دیوے
**ص** اور قاضی مکتوب الیہ جب فیصلہ کرے اوس کتاب کے ساتھ کہ اوسوقت تک قاضی کاتب قاضی رہے تو اگر قاضی کاتب قبل کتاب پہنچنے کے
مرجاوے یا معزول ہو جاوے تو کتاب باطل ہو جاویگی اسیطرح اگر قاضی مکتوب الیہ کتاب پہنچنے کے قبل مرجاوے تو بھی کتاب باطل ہو جاویگی مگر جب کہ
قاضی کاتب نے بعد نام قاضی مکتوب الیہ کے لکھا ہووے کہ مسلمانون کے قاضیون مین سے جسکے پاس یہ خط پہنچے وہ اوسکی تعمیل کرے

تو مکتوب الیہ کے مرنے سے باطل ہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ شرط نہیں کہ قاضی کا تب قاضی معین کو لکھے بلکہ کافی ہے اگر جائز ہے
اسی طرح سے لکھے کہ کتاب جس قاضی کے پاس مسلمانوں کے قاضیوں سے پہنچے وہ اوسکی تعمیل کرے کیونکہ معین کرنا مکتوب الیہ کا بعض نادر
ہے اور اگر کتاب پہنچنے کے اول مدعی علیہ مرجاوے تو جاری کیجاویگی کتاب اوسکے وارث پر اور صحیح ہے قاضی ہونا عورت کا سب مقدمات
میں سوا حدود و قصاص کے ف اسواسطے کہ قضا نظیر شہادت ہے اور شہادت عورت کی حدود و قصاص میں مقبول نہیں تو
قضا بھی مقبول نہوگی در مختار میں ہے کہ اگرچہ قضا عورت صحیح ہے سوا حدود اور قصاص کے باقی مقدمات میں لیکن عورت کا قاضی بنانیوالا
گنہگار ہوگا بسبب حدیث بخاری کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فلاح پاوینگے وہ لوگ جنہوں نے سپرد کیا کام اپنا عورت کو اور نہیں
ص قاضی اپنا نائب کسیکو نہیں بنا سکتا مگر وہ قاضی جسکو اختیار دیا ہو بادشاہ نے نائب بنا لینے کا تو اگر ایسے قاضی نے اپنا نائب بنایا
پھر قاضی معزول ہوا یا مر گیا تو نائب معزول نہوگا اسی طرح وکیل کو اختیار نہیں کہ دوسرے کو وکیل اپنا بنا دے مگر اوس صورت میں جب موکل نے
اوسکو اجازت دی ہو تو یہاں بھی پہلے وکیل کے معزول ہوجانے یا مرجانے سے وکیل کا وکیل معزول نہوگا اسواسطے کہ وکیل کا وکیل در حقیقت نائب
ہے اصل موکل کا نہ وکیل اول کا ف ہدایہ میں ہے کہ جو شخص حاکم کی طرف سے امام جمعہ ہو تو وہ خلیفہ اپنا بنا سکتا ہے گو اوسکو اس بات کا حکم
کیطرف سے اختیار نہو کیونکہ جمعہ ایک شی موقت ہے خوف ہے اوسکے فوت ہوجانیکا تو امر بالامامت گویا اذن بالاستخلاف ہے بخلاف
قضا کے ص جس قاضی کو اختیار نائب کے مقرر کرنے کا نہیں دیا گیا اوسنے اگر نائب بنایا اور نائب نے منوب کے سامنے فیصلہ
کیا یا بعد فیصلہ کے منوب کی رائے شریک ہوگئی تو جائز ہوجاویگا ف اسواسطے کہ جب قاضی اول کی رائے شریک ہوگئی تو گویا
اول ہی نے قضا کی ص اسیطرح جس وکیل کو اختیار دوسرے کو وکیل بنانے کا نہیں دیا گیا اوسنے اگر وکیل بنایا اور بعد اوسکے وکیل وکیل نے
روبرو وکیل کے وہ کام کیا یا وکیل کی رائے اوسمیں شریک ہوگئی یا موکل نے جس وقت پہلے وکیل کو وکیل کیا تھا کسی چیز کی خریداری کیلیے
تو اوسکی قیمت بیان کردی تھی تو ان سب صورتوں میں وکیل وکیل کا تصرف صحیح ہوجاویگا اور مثل تصرف وکیل کے گنا جاویگا
اگر موکل نے وقت توکیل کے وکیل سے یہ کہا کہ تو اپنی رائے پر عمل کر تو اس کہنے سے وکیل کو اختیار ہوجاویگا کہ دوسرے شخص کو وکیل کرے

## باب مرافعہ کے بیان میں

اگر ایک قاضی کے حکم کا مرافعہ ہوا دوسرے قاضی کے پاس تو قاضی ثانی نافذ کریگا پہلے قاضی کے حکم کو مسائل اختلافیہ
میں ف یعنی اگر اون مسائل میں جنمیں صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین کا اختلاف تھا قاضی نے کسیکا قول اختیار کرکے
قضا کردی بعد اوسکے دوسرے قاضی کے پاس مرافعہ ہوا تو قاضی ثانی پہلے قاضی کا حکم منسوخ نہیں کرسکتا مگر جبکہ قاضی
اول سے قاضی مجتہد ہے کیونکہ سوا مجتہد کے اور کسیکو یہ بات نہیں پہنچتی کہ مسائل مختلف فیہا میں جسکا قول چاہے اختیار کرے
اور قاضی مقلد کا حکم اپنے مذہب کے مخالف ہرگز نافذ نہوگا قنیہ ص یا وہ حکم منسوخ کرے جو مخالف ہو کتاب اللہ کے ف اگرچہ
دوسرے مجتہد کا قول ہو ص جیسے ایک قاضی نے حکم کیا حلت گوشت اوس جانور کا جسپر وقت ذبح کے بسم اللہ قصدا ترک
کی گئی ہو کیونکہ مخالف ہے آیت کریمہ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ کے ف یعنی نہ کھاؤ تم وہ جانور جسپر نہیں
ذکر کیا گیا نام خدا کا جاننا چاہیے کہ مسلمان وقت ذبح کے اگر بھولکر تسمیہ ترک کردے تو وہ گوشت حلال ہے ہمارے نزدیک بھی اور
شافعی کے نزدیک بھی تو اوسکی بیع بھی جائز ہوگی اور اگر قصدا ترک کیا ہو تو وہ ذبیحہ ہمارے نزدیک حرام ہوجاویگا اور بیع بھی اوسکی

ناجائز اور شافعی کے نزدیک بیع اور اکل دونون جائز ہین تو یہ حکم شافعی کا مخالف ہے اوس آیت کتاب اللہ کے جو اوپر گذری تو قاضی
اول نے اگر حکم صحت بیع ایسے ذبیحہ کا جسپر بسم اللہ عمدًا متروک ہوئی ہو کیا تو قاضی ثانی اوسکو منسوخ کر دیوے ص یا مخالف ہو حدیث
مشہور کے جیسے قاضی اول نے حکم کیا حلت مطلقہ ثلث ف یعنی وہ عورت جسکو اوسکے خاوند نے تین طلاق دیے ہون ص
کی حلت کا واسطے شوہر اول کے صرف نکاح زوج ثانی سے بدون وطی کے موافق مذہب سعید بن المسیب کے اسواسطے کہ یہ مخالف ہے حدیث
مشہور کے یعنی قول حضرت کا واسطے عورت رفاعہ کے نہین ہوگا یہ جب تک تو نہ چکھے شیرینی عبدالرحمن بن زبیر کی اور وہ شیرینی تیری ف
روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے اور گذری یہ حدیث کتاب الطلاق مین قصے سمیت ص یا مخالف ہووے اجماع مسلمین کے
جیسے قاضی اول نے حکم کیا حلت متعہ کا اسواسطے کہ صحابہ نے اجماع کیا اوسکے فساد پر ف اور گذرے دلائل حرمت متعہ کے کتاب
النکاح مین ص تو حاصل یہ ہے کہ قاضی نے جب مسالہ مجتہد فیہ مین حکم دیا تو وہ مجتہد فیہ مجمع علیہ ہو جاویگا اور قاضی ثانی پر نافذ کرنا اوسکا
واجب ہے لیکن یہ صورت جب ہے کہ قاضی اول نے اپنی راے کے موافق حکم دیا ہو اور جو اپنی راے کے خلاف حکم دیگا تو اوسکا بیان آگے
آتا ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ قاضی جانتا ہو اختلاف مجتہدین کو تو اگر قاضی نہ جانتا ہو اختلاف مجتہدین کو تو اوسکی قضا جائز نہین
اور نہ قاضی ثانی اوسکو جاری کرے مجتہد فیہ سے مراد یہ ہے کہ محل قضا یعنی جس حکم مین قضا ہوتی ہے اوسمین اختلاف ہو اور جو خود قضا
مین اختلاف ہووے جیسے قضا علی الغائب ف اسکا بیان آگے آتا ہے ص تو وہ قاضی اول کی حکم کر دینے سے مجمع علیہ
نہوگا اور قاضی ثانی کو اوسکا نسخ پہونچتا ہے ہان اگر قاضی ثانی بھی اوسکو جاری کر دے تو اب وہ مجمع علیہ ہو جاویگا اب اگر قاضی
ثالث پاس مرافعہ ہوگا تو وہ منسوخ نہین کر سکتا اجماع مین اتفاق اکثر مجتہدین کا کافی ہے تو جب اکثر ایک امر پر متفق ہو جاوینگے وہ امر
متفق علیہ شمار کیا جاویگا اور مخالفت بعض کی معتبر نہوگی ف ہدایہ مین بھی یہی اختیار کیا ہے لیکن اصول فقہ کی کتابون مین
مذکور ہے کہ خلاف ایک شخص کا بھی مانع انعقاد اجماع ہے اور اجماع نہین ہوتا مگر سب کے اتفاق سے ص اور ہدایہ مین لکھا ہے کہ مسئلہ مختلف
فیہ سے مراد یہ ہے کہ صدر اول یعنی صحابہ و تابعین کا اختلافی ہو لیکن اصح یہ ہے کہ یہ کچھ ضرور نہین بلکہ اختلاف شافعی کا بھی معتبر ہے
ف اور اسیطرح مالک اور احمد کا اور یہ لوگ نہ صحابہ مین سے ہین نہ تابعین مین سے ص اور نافذ ہے قاضی کا حکم ظاہر اور باطن مین
ف یعنی فی الدنیا اور فیما بینہ و بین اللہ ص کسی شی کی حرمت یا حلت پر اگرچہ جھوٹی گواہی سے ہووے اور صاحبین کے نزدیک
نافذ ہے ظاہر مین نہ باطن مین ف جاننا چاہیے کہ امام اعظم کے نزدیک اگر مدعی دعوی کرے ایک شی کا بسبب معین یعنی
سبب ملک کو بیان کرے اور جھوٹے گواہ لاوے اور محل قابل ہو حکم کے اور قاضی نجانتا ہو کہ یہ گواہ جھوٹے ہین تو قضا نافذ ہے ظاہر اور
باطن مین نفاذ ظاہر سے مراد یہ ہے کہ اگر مثلا مدعی نے ایک عورت پر دعوی نکاح کا کیا یعنی یہ میری منکوحہ ہے اور عورت نے انکار کیا
تب مدعی نے گواہ جھوٹے پیش کر دیے نکاح کے قاضی پاس تو قاضی عورت کو مدعی کے سپرد کرے اور عورت سے کہے کہ تو اپنی ذات
پر قدرت دے زوج کو اور نفقہ وغیرہ لوازم زوجیت کا حکم کرے ف اور نفاذ باطن سے مراد یہ ہے کہ مرد کو وطی اور عورت
کو شوہر کا اپنے اوپر قادر کرا دینا عند اللہ حلال ہے اور صاحبین کے نزدیک صرف ظاہرا حکم قاضی نافذ ہوگا یعنی عند اللہ زوج اور زوجہ کو
وطی درست نہین ہوگی اور یہی مذہب ہے زفر اور ائمہ ثلثہ کا اور مختار مین ہے کہ اسی پر فتوی ہے لیکن بحر الرائق مین ہے کہ قول امام
ابوحنیفہ کا قوی ہے دلیل مذہب صاحبین کی ظاہر ہے اور امام ابوحنیفہ کے مذہب پر یہ اشکال ہے کہ حرام محض کسطرح سبب ملک کا

حلت کا فیما بینہ وبین اللہ جواب اوسکا یہ ہے کہ یہ حرام محض یعنی شہادت دروغ کو اس جہت سے کہ وہ دروغ ہے سبب حلت کا نہین
کیا بلکہ حکم قاضی کا مثل انشا سے عقد جدید کے ہے اور انشا عقد حرام نہین ہے بلکہ واجب ہے کیونکہ قاضی دروغگوئی شہود کو نہین جانتا
امام صاحب کی دلیل نقلی وہ ہے جسکو ذکر کیا محمد نے مبسوط مین کہ پہونچا ہمکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ ایک شخص نے اونکے پاس گواہ قائم
کر دیے ایک عورت کے نکاح پر اور عورت نے انکار کیا تو حضرت علی نے حکم دیدیا عورت کو کہ جاوے مرد پاس تو کہا عورت نے کہ اس مرد نے
نہین نکاح کیا ہے مجھ سے اب اگر آپنے ایسا ہی حکم کیا ہو تو آپ نکاح پڑھوا دیجیے فرمایا حضرت علی نے کہ نہین نہین تجدید کی نکاح کی
نکاح کر دیا تیرا دونون شاہدون نے تو اگر دونون مین نکاح منعقد نہو جاتا آپکی قضا سے تو آپ تجدید نکاح سے امتناع نکرتے باوجودیکہ عورت
طالب تھی نکاح کی اور مرد راغب تھا اور آپ محفوظ رہتے دونون زنا سے انتہی اور پر جو حنفیہ نے قید لگائی کہ دعوی مدعی ایک سبب معین کے
ساتھ ہووے تو اوسکا فائدہ یہ ہے کہ اگر دعوی ملک مطلق ہوگا مثلا ایک شخص نے دعوی کیا ایک لونڈی کی ملک کا اور دو گواہ جھوٹے قائم کر دیے
اور قاضی نے حکم دیا ملک کا واسطے مدعی کے تو یہان پر مدعی کو وطی اوسکی حلال نہوگی بالاجماع اور یہ جو کہا کہ محل قابل ہو حکم کے سو اسواسطے
کہ اگر محل غیر قابل ہوگا جیسے وہ عورت کسیکی منکوحہ ہو یا معتدہ یا مرتدہ یا مدعی کی محرم ہو بسبب مصاہرت یا رضاع کے تو قضا نافذ
نہوگی اسواسطے کہ محل صالح نہین جو ہر بات کا کہ قضا قاضی کی انشای عقد جدید سمجھی جاوے اور قاضی کا نہ جاننا اسواسطے شرط ہوا کہ اگر
قاضی دروغگوئی شہود کو جانتا ہووے تو قضا نافذ نہوگی کذا فی الطحطاوی **ص** اور اگر قاضی اولی مسئلہ مجتہد فیہ مین خلاف
(مراد اوس سے یہ ہے کہ قاضی مجتہد ہو)
اپنی راے کے حکم دیا اپنا مذہب بھولکر یا قصدا تو صاحبین کے نزدیک یہ قضا نافذ نہوگی اور اسی پر فتوی ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک
اگر بھولکر دیا تو نافذ ہوگی اور اگر جان بوجھ کر دیا تو اوسمین دو روایتین ہین **ف** یہ سب اختلاف قاضی مجتہد مین ہے اور قاضی مقلد کا
فتوی خلاف اپنے مذہب کے نافذ نہوگا خواہ قصدا ہو یا بھولکر اور خلاف مذہب سے مراد یہ ہے کہ حنفی بمذہب شافعی یا مالکی حکم کرے یا بالعکس تو نافذ
نہوگا اور اگر حنفی امام کا قول چھوڑکر صاحبین کے قول پر حکم کرے تو یہ حکم بخلاف مذہب نہین ہے بلکہ نافذ ہو جاویگا اور قاضی ثانی کو
مرافعہ اوسکا فسخ نہین پہونچتا چنانچہ درر مین ہے اور اوس صورت مین ہے کہ حاکم نے قاضی کی قضا کو مقید بمذہب امام نکر دیا ہو والا
وہ معزول ٹھہریگا نسبت قول غیر امام کے تو قول غیر امام پر حکم اوسکا بالکل نافذ نہوگا اسواسطے کہ تخصیص قضا کی زمان اور مکان سے
درست ہے طحطاوی مع زیادۃ **ص** قاضی حکم کرے شخص غائب پر **ف** اور نہ غائب کے لیے یعنی نہ غائب کا مقضی علیہ ہونا صحیح
نہ مقضی لہ بلکہ حکم ہی نافذ نہین ہے بر قول مفتی بہ مذہب مختار اور امام شافعی اور امام مالک اور احمد کے نزدیک غائب پر حکم کرنا جائز ہے
بدلیل حدیث البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر تو حضور خصم کو شرط کرنا اس حدیث پر زیادت ہے بلا دلیل اور ہماری
دلیل وہی حدیث حضرت علی کی ہے جو اوپر گذری کہ فرمایا حضرت نے نہ فیصلہ کر تو ایک کے لیے جب تک نہ سن لے کلام دوسرے کا روایت
کیا اوسکو ابو داود اور احمد اور اسحق اور طیالسی اور حاکم نے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسرے کا کلام معلوم نہونا مانع حکم ہے اور یہ بات
پائی جاتی ہے خصم کے غائب ہونے مین اور اوسکے نائب کے بھی غائب ہونے مین اور اسواسطے کہ شہادت کا حجت ہونا اسپر موقوف ہے کہ انکار یا جحد
ہووے اور طعن فی الشہادۃ سے اور اوسکا عجز بدون اوسکے حضور کے معلوم نہین ہو سکتا کذا فی الفتح القدیر **ص** مگر اوس صورت مین کہ
نائب اوسکا حاضر ہووے حقیقۃ جیسے غائب کا وکیل کہ وہ غائب کے قائم مقام ہے یا شرعا جیسے قاضی کا وصی یعنی جسکو قاضی نے مقرر کیا یا حکما
اسطرح کہ جو چیز کا دعوی ہے غائب پر وہ بالضرور سبب ہووے اوس چیز کا جسکا حاضر پر دعوی کرتا ہے **ف** تو اگر دعا علی الغائب کے سبب

پڑنے مین واسطے ادعا علی الحاضر کے شک پڑجائیگی تو اس صورت مین دعوی مقبول نہوگا مثلاً ایک لونڈی خریدی پھر اوسکے
مالک پر یہ دعوی کیا کہ اوسنے نکاح اسکا فلان شخص غائب سے کر دیا تھا اور غرض اس سے یہ ہے کہ بسبب عیب نکاح کے لونڈی واپس ہوجاوے تو یہ لونڈی کے
واپسی کا حکم نہوگا کیونکہ تزویج غائب ردعلی المولی کا سبب بالضرور نہین اسواسطے کہ احتمال ہے کہ غائب نے اوسکو طلاق دی ہو اور
زائل ہوگیا ہو ص مثال دوسکی یہ ہے کہ زید نے دعوی کیا عمرو پر جو قابض ہے ایک مکان پر کہ یہ مکان مینے بکر سے خرید کیا تھا
اور بکر غائب ہے عمرو نے جب انکار کیا تو زید نے اپنے دعوی پر گواہ پیش کیے اور قاضی نے فیصلہ کر دیا عمرو پر تو یہ حکم بکر پر بھی ہوجاویگا
کیا معنی کہ اگر بکر حاضر ہو کر بیع کا انکار کرے تو معتبر نہوگا ف اگرچہ بکر بوقت قضا کے غائب تھا اسواسطے کہ ادعا علی الغائب
یعنی خریدنا گھر کا سبب ہے ادعا علی الحاضر یعنی مالکیت کا اسواسطے کہ مالک سے خرید کرنا سبب ہے ملک کا لامحالہ غایۃ الاوطار اور جو دعوی
کیا جاوے غائب پر اگر وہ شرط ہو اوس دعوی کی جو حاضر پر ادعا ہو ف اور پہلی صورت مین سبب تھا ص چنانچہ
اگر غلام نے اپنے میان پر اسکا دعوی کیا کہ اوس نے معلق کیا تھا میری عتق کو زوجہ زید کے تعلیق پر اور گواہ لایا
زید کی زوجہ کے مطلقہ ہونے پر زید کی غیبت مین تو گواہ مقبول نہونگے صحیح قول پر اور سبب مین اسواسطے مقبول ہین کہ سبب
اصل ہے سبب کا تو حاضر نائب ہوگا صاحب سبب کا یعنی غائب کا مانند وکیل کے اور ایسا نہین جبکہ شرط ہووے یعنی شرط اصل نہین ہے نسبت
مشروط تو حاضر غائب کا نائب نہین ہوسکتا یہ حکم شرط مین جب ہے کہ اوسمین حق غائب کا ابطال ہووے چنانچہ مطلقہ ہونا زوجہ زید کا
صورت مذکورہ مین کہ اسصورت مین زید کے حق کا ابطال لازم آتا ہے تو اگر غائب کا حق باطل نہوتا ہو چنانچہ ایک شخص نے طلاق اپنی
عورت کی معلق کیا زید کے گھر مین جانے پر تو ثبوت دخول زید کے گواہ عورت کی جانب سے مقبول ہونگے بحالت غائب ہونے زید کے اسواسطے
کہ زید کا درصورت ثبوت دخول دار کچھ ضرر نہین ص قاضی کو اختیار ہے کہ یتیم کا مال قرض دیوے کسیکو اور لکھوا لیوے تمسک ف
چونکہ قاضی کو بسبب کثرت اشغال کے حفاظت اموال کی فرصت نہین ہوتی لہذا قاضی کو درست ہے کہ یتیم کا مال حتی المقدور
ایسی جگہ لگاوے کہ اوسمین زیادتی ہو جیسے کسی کو بطور مضاربت کے دیدے یا مکان یا زمین یا غلام کمائی دار جس سے آمدنی ہو خرید کرے اگر یہ
نہوسکے تو کسی ایسے کو جو غنی امانت دار ہو قرض بھی دے سکتا ہے وثیقہ لکھوا کر بشرطیکہ یتیم کا وصی موجود نہو اور جو یتیم کا وصی موجود ہووے
تو قاضی کو قرض دینا ممنوع ہے قنیہ ص اور وصی کو درست نہین کہ یتیم کا مال کسیکو قرض دیوے اور اسیطرح باپ کو بھی صحیح تر
قول مین درست نہین کہ بیٹے کا مال قرض دیوے اگر دیگا تو ضامن ہوگا ف اگر باپ یا وصی صغیر مسرف ہو یعنی فضول
خرچ ہو تو قاضی کو پہونچتا ہے کہ باپ و وصی سے مال لیکر کسی شخص عادل کے پاس رکھدے کذا فی الدر المختار مسائل الحاقیہ جب مدعی علیہ
چھپ رہے اور کسیطرح دار القضا مین حاضر ہووے تو قاضی مدعی سے وجہ ثبوت لیکر مدعی علیہ کیطرف سے ایک وکیل بنا کر حکم کر دیوے
در مختار شامی نے اسکی صورت یون لکھی ہے کہ ایک شخص نے قاضی کے پاس آنکر دعوی کیا کہ میرا فلانے پر حق ہے اور وہ چھپ کر
بیٹھ رہا ہے اپنے گھر مین تو قاضی لکھے والی شہر کو اوسکے احضار کے لیئے تو اگر والی شہر اوسکو نپاوے اور مدعی درخواست کرے مہر ہونیکی
اوسکے مکان پر تو اگر لاوے دو گواہ ہون کو اس بات پر کہ مدعی علیہ اپنے مکان مین ہے اور گواہ کہین کہ تین دن پا کر ہوئے کہ جنمے مدعی
کو دیکھا تھا تو مہر کردے اوسکے مکان پر اور اگر تین دن سے زیادہ بیان کرین تو نہین اور صحیح یہ ہے کہ یہ تعین مفوض ہے راے حاکم کیطرف تو جب
مہر ہوگئی اور مدعی نے درخواست کی کہ مدعا علیہ کیطرف سے وکیل مقرر کیا جاوے تو قاضی اپنا رسول مع دو گواہ بھیجے مدعی علیہ کے

مکان پر اور وہ رسول انکو پکارے تین مرتبہ اون گواہون کے سامنے کہ ای فلان ولد فلان قاضی نے یہ کہا ہی تجھکو کہ حاضر ہو تو مع اپنے مدعی کے دار القضا مین ورنہ مین تیری طرف سے وکیل مقرر کرکے حکم کردونگا اور مدعی کے گواہ بدون تیرے قبول کرونگا اسیطرح تین دن کرے جسوقت تین دن گذر جاوین اور مدعی علیہ حاضر نہووے تو قاضی اوسکی طرف سے وکیل مقرر کرکے مدعی کے گواہ سنے اور اوسکے وکیل کے سامنے مدعی علیہ پر فیصلہ کر دیوے انتہی مسالہ اگر مدعی نے وقت استحقاق دعوی سے لیکر پندرہ برس تک بلا عذر شرعی دعوی نہ کیا تو وہ دعوی نسنا جاویگا مگر وقف اور میراث کا دعوی کہ اس مین طول مدت مانع نہین البتہ اگر تینتیس سال گذر جاوینگے تو دعوی وقف وارث بھی مسموع نہین اور بعض فقہا کے نزدیک دعوی ارث مثل اور دعاوی کے پندرہ سال کے بعد مسموع نہوگا وقت استحقاق سے میعاد محسوب ہوگی فائدہ اس قید کا یہ ہی کہ مثلا ایک عورت نے بیس برس تک اپنے خاوند کی حیات مین دعوی مہر نہ کیا بعد اوسکے خاوند مر گیا یا اوسنے طلاق دیا تو عورت کا اب دعوی مہر مسموع ہوگا اسواسطے کہ استحقاق طلب مہر وقت طلاق یا وقت موت سے حاصل ہوا ہی اور وقت استحقاق سے اتنی مدت منقضی نہین ہوئی دعوی مسموع نہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ مدعی کا حق بوجہ امتداد میعاد کے ساقط ہوجاوے بلکہ اگر مدعی علیہ مقر ہووے تو دعوی مسموع ہوویگا اگرچہ مدت طویل گذر گئی ہو مسالہ قاضی کو بعد پائے جانے شرائط حکم کے حکم مین تاخیر کرنا درست نہین مگر تین سبب سے یا شک و اشتباہ ہو یا امید صلح کی ہو یا مدعی مدعی علیہ کوئی ان دونون مین سے مہلت مانگے اور ایک چوتھی وجہ طحطاوی مین ہی وہ یہ ہی کہ قاضی کو اہل شہر کے فتوی پر اعتماد نہو اور دوسرے شہر کے علما سے فتوی دریافت کرین تو تاخیر قضا سے گنہگار نہوگا قاضی کو اپنا حکم پلٹ دینا بھی درست نہین مگر تین صورتون مین اگر حکم کیا اپنے علم اور دانست پر پھر غلط نکلا یا حکم کی خطا ظاہر ہوئی یا اپنے مذہب کے مخالف حکم دیا در مختار مسالہ مسلمان بادشاہ کی اطاعت امر موافق شرع مین واجب ہی نہ مخالف شرع مین تو اگر بادشاہ نے حکم دیا کہ گواہون سے حلف لی جایا کرے تو قاضیون کو چاہیے کہ بادشاہ کو فہمایش کرکے اس حکم سے باز رکھین اگرچہ بعض فقہا نے لکھا ہی کہ تحلیف شاہد بنظر زمانہ درست ہی لیکن صحیح نہین ہی

## باب پنچایت کے بیان مین

یعنی پنچ مقرر کرنے کے بیان مین عربی مین اوسکو تحکیم کہتے ہین تحکیم بھی قضا کی فروع سے ہی اور محکم یعنی پنچ کا رتبہ کمتر ہی قاضی سے حکم رانی مین اسواسطے کہ قاضی کا حکم عام ہی اور محکم کا حکم فقط اوسی پر مخصوص ہی جسنے اوسکو پنچ ٹھہرایا اور پنچایت کا جواز حدیث سے ثابت ہی اسواسطے کہ ابو شریح سے مروی ہی کہ مینے کہا یا رسول اللہ میری قوم مین جب اختلاف پڑتا ہی کسی چیز پر تو آتے ہین وہ میرے پاس مین اون مین حکم کر دیتا ہون تو فرمایا حضرت علیہ السلام نے کیا خوب ہی یہ روایت کیا اوسکو نسائی نے کذا فی فتح القدیر ص صحیح ہی پنچ بنانا مدعی مدعی علیہ کا اوس شخص کو جو صلاحیت قضا کی رکھتا ہی ف یعنی ضرور ہی کہ محکم مسلمان آزاد عاقل بالغ عادل ہو نہ اندھا ہو نہ گونگا نہ محدود فی القذف کما مر اور فاسق اگر پنچ بنایا گیا تو جائز ہوجاویگا کما مر ھدایہ ص جب دونون مخاصمین نے اپنی رضامندی سے ایک شخص کو پنچ بنایا اور اوسنے حکم کیا ساتھ گواہون کے یا اقرار کے یا نکول کے تو لازم ہوگا وہ حکم مخاصمین پر ف اور اوسکا حکم باطل نہوگا دونون کے معزول کر دینے سے بسبب صادر ہونے حکم کے ولایت شرعی سے در مختار ص صحیح ہی خبر دینا پنچ کا احد المتخاصمین کے اقرار اور شاہدین کی عدالت کا اپنے پنچ ہونے کے زمانے مین ف یعنی اگر مدعی علیہ شرارت کرے اور محکم حاکم کو اوسکے اقرار کی خبر دے اثبات حق کے واسطے یا مدعی

شاہد کو فاسق سمجھا اور محکم اوسکی عدالت ظاہر کرے تو صحیح ہی درحال باقی رہنے اوسکی پنچایت کے کیونکہ جب تک پنچایت باقی ہی
تو اوس اکیلے کا خبر دینا بمنزلہ خبر دینے دو گواہوں کے ہو یہ خلاف اوسکے خبر جب دی لوٹنے بعد ختم ہوجانے پنچایت کے کیونکہ اب اوسکا
حال مثل ایک شخص کے رعایا میں سے ہوگیا تو ضرور ہی ایک گواہ دوسرا اور بخلاف اوس صورت کے جب خبر دی اوسنے کہ میں
حکم کرچکا کیونکہ جب وہ حکم کرچکا معزول ہوگیا تو اب خبر اوسکی مقبول نہوگی کذا فی الطحطاوی مع زیادۃ **ص** اور ہر ایک
متخاصمین سے اختیار ہی کہ قبل حکم کرنے پنچ کے پنچایت سے پھر جاوے اور حکم پنچ کا اور اسیطرح قاضی کا درست نہین اپنے والدین اور
اولاد اور بیوی کے لیے جیسے گواہی ان لوگون کے لیے درست نہین **ف** یعنی انکے نفع کے لیے اور انکے اوپر حکم
درست ہی جیسے شہادت بھی درست ہی یعنی انکی مضرت کے لیے اور سوا انکے بھائیون اور چچاؤن اور اونکی اولاد اور خسر اور داماد
کے واسطے حکم پنچ کا اور قاضی کا درست ہی جیسے شہادت انکے لیے درست ہی کذا فی المنح **ص** اور درست نہین پنچایت
حدود اور قصاص میں اور باقی سب مقدمات میں درست ہی لیکن اسکا فتوی ندیا جاویگا واسطے خوف دلیر ہوجانے عوام
اور باقی نہ رہنے رونق کے واسطے حکام اور محکمے کے **ف** یعنی اگر عوام یہ سن پاوینگے تو سب مقدمات بطور پنچایت فیصلہ کرلیا کرینگے
اس صورت میں قضاۃ اور محکمہ جات اونکے سب معطل اور بیکار رہ جاوینگے **ص** اسیطرح حکم پنچ کا ساتھ دیت کے قاتل کے کنبے پر قتل
خطا میں درست نہین کیونکہ قاتل کے کنبے والون نے اوسکو پنچ نہین بنایا اور اگر اوسنے فیصلہ کیا ساتھ دیت کے ذات قاتل پر تو قاضی یہ حکم اوسکا
توڑ دیگا اس واسطے کہ مخالف نص حدیث ہی فرمایا حضرت نے قاتل کے کنبے والون اوٹھو دیت دو مقتول کی **ف** بیان اس
حدیث کا کتاب الجنایات میں انشاء اللہ تعالی آویگا **ص** اگر پنچ کے حکم کا مرافعہ ہوا قاضی کے پاس تو قاضی اوسکا حکم اگر اپنے مذہب کے موافق پاوے
تو نافذ کردے اوسکو ورنہ باطل کرے اوسکو **ف** محکم کا حکم اکثر باتون مین مثل قاضی کے ہی تو وقت تحکیم
اوسکو ہدیہ لینا بھی احد المتخاصمین سے جائز نہوگا مگر ستّرہ مسائلون مین فرق ہی بحر الرائق مین وہ سب مذکور ہین فقط

## باب مسائل متفرقہ متعلقہ قضا کے بیان مین

ایک مکان دو منزلہ دو آدمیون کے پاس ہی ایک اوپر کے مکان کا مالک ہی اور دوسرا نیچے کے مکان کا تو نیچے کے مکان والے کو نہین پہونچتا
کہ اپنے مکان مین میخ ٹھونکے یا روزن کرے بغیر دوسرے کی رضامندی کے **ف** اسیطرح اوپر والے کو نہین پہونچتا کہ اوسپر
کچھ اور بناوے یا کڑیان رکھے یا پاخانہ بناوے عینے اور صاحبین کے نزدیک ہر ایک کو وہ فعل درست ہی جسمین دوسرے کا ضرر نہووے
اور امام کا قول قیاس کے موافق ہی بحر الرائق **ص** ایک لنبی گلی ہی اور اوسمین سے ایک اور لنبی گلی پیدا ہوئی ہی جو نافذ نہین ہی تو پہلی گلی کے رہنے
والے کو اختیار نہین ہی کہ اوس کوچہ غیر نافذہ مین چلنے کے لیے دروازہ نکالین اور اگر دوسری گلی گول ہی کہ اوسکے دو کنارے پہلی گلی
سے مل گئے ہین تو پہلی گلی والے اوسمین دروازہ چلنے کے لیے نکال سکتے ہین صورت ان دونون کوچون کی یہ ہی
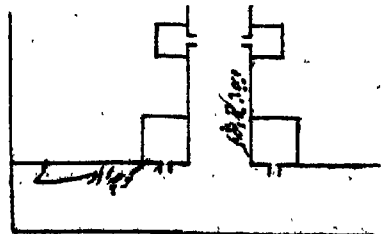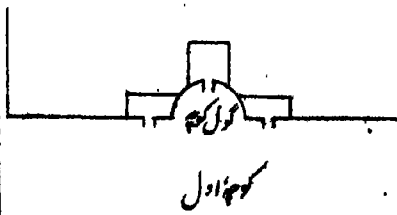
لیکن شرط یہ ہے کہ وہ جو دوسری گلی گول ہے نصف دائرہ کے مقدار ہو یا اوس سے کم ہو کیونکہ اگر نصف دائرہ سے زیادہ ہو گی تو بھی پہلی گلی والون کو وہان دروازہ واسطے چلنے کے نکالنا درست نہوگا صورت اوس کی یون ہے

ف اور ان سب صورتون مین ہوا آنے کے لیے کھڑکی یا دروازہ بنانا یا روشنی کے لیے درست ہے عینی لیکن ہدایہ مین ہے کہ اصح یہی ہے کہ مطلقاً دروازہ کھولنا اول کوچے والے کو جائز نہین خواہ چلنے کے لیے ہو یا اور کسی کام کے لیے کیونکہ بعد دروازہ کھول لینے کے دوسری گلی والے چلنے سے ہر ساعت منع نہین کر سکتے اور احتمال ہے کہ دروازہ لگا کر وہ مدعی ہو جاوے کسی حق کا دوسری گلی مین ص ایک شخص نے دعوی کیا ایک گھر کا جو دوسرے کے قبضے مین ہے کہ قابض نے مجھے یکم فلان وقت مین
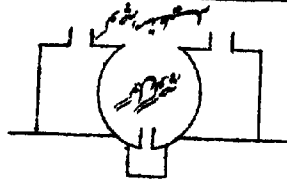
ف مثلاً غرہ رمضان کو ص ہبہ کیا تھا قابض نے اس سے انکار کیا مدعی سے گواہ طلب ہوئے اوسنے کہا کہ مدعی علیہ گھر کی ہبہ سے انکار کیا تھا تو مینے یہ گھر اوس سے خرید لیا تھا یا یہ نہین کہا اور گواہ خرید نے پر اوس گھر کے پیش کیے تو اگر گواہون نے شہادت خرید کی دی بعد وقت ہبہ کے ف مثلاً شوال یا ذیقعدہ مین ص تو گواہی مقبول ہو گی اور جو شہادت دی خرید کی قبل وقت ہبہ کے ف مثلاً ماہ شعبان یا رجب مین ص تو گواہی مقبول نہو گی ف بسبب تناقض اور تخالف کے درمیان شہادت اور دعوی کے کیونکہ مدعی کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ گھر قبل ماہ رمضان ملک مین مدعی علیہ کے تھا اور گواہون کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک مین مدعی کے تھا اور ایسی شہادت نامقبول ہے ص ایک شخص[1] نے دعوی کیا کہ زید نے مجھ سے یہ لونڈی خریدی ہے زید نے اوس سے انکار کیا اور مدعی جھگڑا چھوڑ کر چپ ہو رہا تو اب مدعی کو یہ پہنچتا ہے کہ اوس لونڈی سے وطی کرے ف اسواسطے کہ جب بائع کو حصول ثمن متعذر ہو گیا مشتری تو اوسکی رضا فوت ہو گئی اور یہ موجب ہے انفساخ بیع کو تو پھر وہ لونڈی ملک بائع مین آ گئی تو وطی اوسکو درست ہو گی ص ایک شخص نے اقرار کیا کہ مینے فلانے سے دس درہم لیے ہین پھر مدعی ہوا کہ وہ روپیہ زیف تھے یا نبہرجہ تھے تو اوسکی تصدیق کیجاویگی ف یعنی قسم سے اوسکا قول مقبول ہوگا ص اور اگر اوسنے دعوی کیا کہ وہ درہم ستوقہ تھے تو قول اوسکا مقبول نہوگا اسیطرح اگر ایک شخص نے اقرار کیا کہ مینے فلانے سے کھرے دس درہم لیے ہین یا مینے اپنا حق پایا یا بائع نے کہا مینے ثمن وصول پائی یا پورا لیا مینے بعد اسکے مدعی ہوا کہ وہ دراہم زیف یا ستوقہ یا نبہرجہ تھے تو اوسکی تصدیق نہو گی ف اسواسطے کہ یہ الفاظ دلالت کرتے ہین کمال قبوض پر تو بعد اسکے دعوی نقصان کیسے مسموع ہوگا ص جاننا چاہیے کہ زیف اور نبہرجہ قسم سے اون دراہم کے ہین جنمین چاندی غالب ہے ملونی پر مگر یہ کہ چاندی اونمین کھری کی نسبت کم ہے اور کھوٹا پن نبہرجہ کا زیادہ ہے زیف سے تو زیف کو تاجر رد نہین کرتے اور اونمین معاملہ جاری ہوتا ہے مگر یہ کہ بیت المال زیف کو بھی نہین لیتا کیونکہ بیت المال مین نہین داخل ہوتے مگر وہ دراہم جو نہایت کھرے ہین اور نبہرجہ کو تجار بھی پھیر دیتے ہین نبہرجہ کی تفسیر مین اختلاف ہے بعضے یہ کہتے ہین وہ درہم ہے جسکا سکہ مٹ گیا ہو بعضے یہ کہتے ہین کہ چاندی جسکی خراب ہوا ور ستوقہ وہ درہم ہے کہ اوسکا تانبا اندر ہو اور اوپر نیچے پت چاندی کی ہووے ص زید نے کہا عمرو سے کہ تیرے مجھ پر ہزار درہم ہین عمرو نے اوسکے جواب مین کہا میرے تیرے اوپر کچھ نہین ہے پھر کہنے لگا نہین بلکہ ہزار درہم ہین تو زید پر کچھ لازم نہ آویگا ف اسواسطے

[1] اس مسئلہ مین صورت مسئلہ کی یون لکھی ہے کہ زید نے عمرو سے کہا کہ تو نے مجھ سے یہ لونڈی خریدی تھی اور عمرو نے اوس سے انکار کیا تو عمرو کو زید پر اوس سے صحبت کرنی درست ہے جبکہ زید نے بالکل جھگڑا چھوڑ دیا اور یہ نیت کی ہو اور اسکو وطی کیسے درست ہوگی بلکہ یہ چاہیے کہ جبتک دعوی اوسکا درست ہو وطی نکرے ۱۲ منہ

کہ پہلے خود عمرو نے اپنے حق کی نفی کر کے زید کے اقرار کو رد کر دیا تو اب پھر دعوی بغیر حجت اور دلیل کے مسموع نہوگا ص زید نے
عمرو پر دعوی کیا ایک مال کا عمرو نے اوسکے جواب مین کہا تیرا مجھ پر کچھ نہ تھا تب زید نے گواہ قائم کیے اوس مال پر اوس وقت عمرو کہنے لگا
کہ مین یہ مال تجکو ادا کر چکا ہون یا تو مجکو اس مال سے بری کر چکا ہی اور اس امر پر عمرو نے گواہ قائم کیے تو عمرو کے گواہ مسموع و منظور
ہونگے ف امام زفر کے نزدیک منظور نہونگے بوجہ تناقض کے ہم یہ کہتے ہین کہ یہان تناقض نہین ہی کبھی ایسا ہوتا ہی کہ آدمی پر
کسیکا کچھ نہین ہوتا لیکن اسواسطے رفع نزاع کے مال دینا قبول کرتا ہی ص اور اگر عمرو نے جواب دعوی مین اتنا اور کہا کہ مین تجکو
پہچانتا بھی نہین تو اب گواہ اوسکے ادائے مال یا ابرا مدعی پر مسموع و منظور نہونگے بسبب ظہور تناقض کے اور نہ ممکن ہونے توفیق کے
کیونکہ داد و ستد اور لین دین اور معاملہ اور ایفاء اور ابراء دو شخصون مین بدون معرفت اور شناسائی کے نہین ہو سکتا اور قدوری
نے ذکر کیا ہی کہ گواہ اوسکے مسموع و منظور ہونگے اسواسطے کہ مرد گوشہ نشین جو پردہ مین رہتا ہی اور عورت پردہ نشین گاہے حکم
کرتی ہین اپنے وکیلون کو واسطے راضی کرنے مدعی کے اور وہ مدعی علیہ کیطرف سے مدعی کو مال دیکر راضی کر لیتے ہین باوجود اس بات
کے مدعی علیہ و مدعی مین شناسائی نہین ہوتی تو ممکن ہی توفیق اسطرح ف جاننا چاہیے کہ دفع تناقض مین بعضون کے
نزدیک امکان توفیق کا کافی ہی اور بعضون کے نزدیک ضرور ہی کہ مدعی توفیق کی وجہ کی تصریح کرے اول قول کی وجہ یہ ہی کہ جب
توفیق ممکن ہوئی تو تناقض متحقق نہوگا پس حمل کیا جاویگا کلام اوپر توفیق کے تاکہ دعوی مدعی کا بطلان سے محفوظ رہے قول
ثانی کی وجہ یہ ہی کہ ضرور ہی دعوی مین صحت یقینا تو صرف امکان صحت سے حق مدعی علیہ کو باطل نکرینگے باثبات حق مدعی مین کہتا ہون
جہان پر شک واقع ہونے صحت دعوی مین تو وہان امکان صحت کافی نہوگا مثلاً ایک شخص مدعی ہوا ہبہ کا جب گواہ
اوس سے طلب ہوے تو گواہ ہبہ کے نہ لا سکا تو مدعی ہوگیا شرا کا اور گواہ قائم کیے شرا پر اور یہ بیان نہین کیا کہ شرا مدعی کی قبل وقت ہبہ کے
یا بعد وقت ہبہ کے تو گواہی مقبول نہوگی اسواسطے کہ احتمال ہی کہ شرا قبل وقت ہبہ ہو اور اس صورت مین دعوی باطل ہو جاتا ہی جیسا کہ اوپر گذرا
اور احتمال ہی کہ شرا بعد وقت ہبہ کے ہوے اور اس صورت مین دعوی صحیح ہو جاتا ہی تو اب شک پڑ گیا صحت دعوی مین تو ہم صحیح نکرینگے
دعوی کو شک سے اسواسطے کہ غایۃ مافی الباب یہ ہی کہ شرا متحقق ہوگی قبل ہبہ کے تو دعوی ہبہ کے یہ معنی ہونگے کہ پہلے مینے اوس سے مکان خریدا
تھا لیکن وہ عقد مرتفع ہوگیا اور پھر اوسکی ملک مین مکان آگیا پھر اوسنے ہبہ کیا تو ضرور ہی قائم کرنا گواہون کا اوپر ہبہ کے اور جب
نہوے اوس پاس گواہ ہبہ کے تو دعوی اوسکا صحیح نہوگا اور مدعی علیہ کا حق شک سے باطل نہوگا اور جہان پر شک نہو صحت دعوی
مین تا کہ لازم آوے ابطال حق مدعی علیہ کا ساتھ شک کے تو وہان امکان توفیق کافی ہی جیسا کہ قائم کیے گواہ مدعی علیہ نے اوپر ادائے
مدعی کے یا ابراء مدعی کے بعد انکار کرنے اوس مدعی علیہ کے مدعی سے اور قائم کرنے مدعی کے گواہ اوپر مدعی کے یا قائم کیے گواہ اوپر قبضہ کے
بعد وقت ہبہ کے ان صورتون مین شہادت مقبول ہوگی تو یاد رکھ اس قاعدہ کو کہ یہ کثیر النفع ہی پھر جان تو کہ تناقض جب مانع ہی
صحت دعوی کا کہ کلام اول مفید ہو اثبات حق کا ایک شخص معین کے واسطے تو اگر ایسا نہوگا نہین مانع ہوگا صحت دعوی کا جیسا کہ کہا ایک شخص نے
نہین حق ہی میرا کسی سمرقندی پر پھر دعوی کیا ایک شخص ساکن سمرقند پر تو صحیح ہی دعوی اوسکا اور اگر کلام پہلا شخص معین کے لیے
صادر ہوتا جیسے کہے کہ زید پر میرا کچھ دعوی نہین یا کوئی حق نہین پھر دعوی کرے تو باطل گنا جاویگا بسبب تناقض کے کذا فی الاصل
مع زیادۃ ص زید نے دعوی کیا عمرو پر کہ مینے تجھسے یہ غلام خریدا تھا ہزار روپیہ کو اور روپیہ مین تجھے دیچکا اب مین عیب نکلا

[illegible]

[illegible]

تو مین رد کرتا ہون اوسکو بسبب عیب کے تو میرے روپے ثمن کے واپس کر عمرو نے انکار کیا اصل بیع کا ف یعنی یہ
غلام مینے تیرے ہاتھ نہین بیچا ص تب قائم کیے زید نے گواہ بیع پر بعد اوسکے عمرو نے جواب دیا کہ وقت بیع کے مینے شرط کرلی تھی
ہر عیب سے برات کی ف یعنی یہ شرط کرلی تھی کہ اگر اسمین کوئی عیب نکلے تو اوسکے مواخذہ سے مین بری ہون غرض عمرو کی اس سے یہ ہے کہ رد ہوسکے
ص اور گواہ قائم کیے اس بات پر تو یہ گواہی مسموع نہوگی بوجہ تناقض کے اور ابو یوسف کے نزدیک مقبول ہے ف وہ قیاس کرتے ہین
اس مسالہ کو اوپر جو گذرا کہ زید نے دعوی کیا عمرو پر ایک مال کا عمرو نے کہا کہ تیرا مجھ پر کچھ نہ تھا الی آخرہ طرفین اوسکا جواب یون دیتے ہین
کہ وہ مسالہ دین کا ہے اور دین کبھی یون ہی واسطے رفع نزاع کے ادا کر دیا جاتا ہے اور اس جگہ دعوی مدعی علیہ کا بابت برات کے عیب سے
مستدعی ہے بیع کو اور بیع کا وہ انکار کر چکا تھا تو اب بوجہ تناقض کے مقبول نہوگا ص اگر ایک شخص نے ایک تمسک لکھا اور اوسکی
اخیر مین انشاء اللہ لکھ دیا تو سارا مضمون تمسک کا باطل ہوجاویگا اور نزدیک صاحبین کے آخری فقرہ اوسکا ایک نصرانی مرگیا اور اوسکی
زوجہ نے کہا مین مسلمان ہوئی بعد موت اوسکے کے ف یعنی موت کے وقت مین بھی نصرانی تھی غرض اوسکی یہ ہے کہ محروم نہو میراث سے
بوجہ اختلاف دین کے ص اور باقی وارثون نے کہا کہ تو مسلمان ہوئی قبل اوسکے تو قول ورثہ کا قسم سے مقبول ہوگا
اسی طرح اگر ایک مسلمان مرا اور اوسکی زوجہ نے کہا کہ مین مسلمان ہوئی تھی سامنے اوسکے اور باقی ورثہ نے کہا کہ تو مسلمان ہوئی بعد اوسکے تو
قول ورثہ کا قسم سے مقبول ہوگا اور زفر کے نزدیک پہلے مسالے مین قول عورت کا مقبول ہوگا زید کے پاس عمرو کی کچھ امانت تھی اور
عمرو مر گیا زید نے بعد اوسکی موت کے کہا کہ خالد بیٹا عمرو کا ہے اور عمرو کا سوا اسکے اور کوئی وارث نہین ہے تو وہ امانت خالد کو دیدے اور اگر بعد اسکے
پھر زید بکر کو بھی کہے کہ یہ بھی عمرو کا بیٹا ہے اور خالد اسکا انکار کرے تو قاضی کل مال خالد ہی کو دلاویگا ف اسواسطے کہ اقرار اول کا کوئی مکذب
نہین ہے اقرار ثانی کا مکذب موجود ہے اقرار اول تو صحیح ہوگا ص اگر کسی کا قرض میت پر ثابت ہوا شہادت سے یا وراثت ثابت ہوئی گواہون سے
اور گواہون نے یہ نکہا کہ ہم سوا اسکے اور کوئی قرضخواہ یا وارث میت کا نہین جانتے اور مال میت کا تقسیم ہوا اون قرضخواہون یا وارثون مین
تو اب وے ضمانت نہ لیجاویگی احتیاط کی کہ اگر کوئی اور وارث یا قرضخواہ پیدا ہوگا تو اوسکا حصہ دینگے اور بعض قاضی جو احتیاطا ایسی صورت مین
ضمانت لیتے ہین ظلم ہے اور صاحبین کے نزدیک ضمانت لیجاویگی ف اور اگر وراثت یا دین اقرار سے ثابت ہوا تو بالاتفاق ضمانت لیجاویگی اور جو گواہون
نے یہ کہدیا کہ ہم سوا اسکے اور کسی وارث یا قرضخواہ کو میت کے نہین جانتے تو بالاتفاق ضمانت نہ لیجاویگی در مختار ص زید نے ایک گھر کہ جو بکر کے قبضے مین ہے
اسطرح دعوی کیا اور حجت قائم کی کہ یہ گھر مجھکو اور میرے بھائی عمرو کو جو غائب ہے میراث مین ہمارے باپ سے پہونچا ہے تو قاضی نصف اوس گھر کا زید کو
دلاویگا اور باقی مکان کو عمرو کے آنے تک بکر کے پاس رہنے دیگا اور اوس سے ضمانت نہ لیگا برابر ہے کہ بکر نے اقرار کیا ہو زید کے دعوے کا یا انکار اور صاحبین کے
نزدیک اگر بکر نے انکار کیا ہو زید کے دعوے کا تو باقی مکان کو اوسکے قبضے مین نہ چھوڑینگے اسواسطے کہ انکار کے سبب سے اوسکی خیانت ظاہر ہوئی تو لے لیا جاویگا اوس سے
اور ایک امین کے پاس چھوڑا جاویگا اور اگر نہ انکار کیا ہو تو البتہ باقی مکان کو اوسی کے قبضے مین رہنے دینگے اور ضمانت اوس سے
نہ لینگے اور اگر یہ صورت منقول مین واقع ہوئی تو اوسمین بھی یہی اختلاف ہے ف یعنی انکار اور عدم انکار دونون صورت
مین اوسکے پاس رہنے دینگے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک انکار کی صورت مین اوس سے لے لینگے ص اور بعضے کہتے ہین
کہ منقول صورت انکار بالاتفاق امام اور صاحبین لے لیا جاویگا مسالہ ایک شخص نے وصیت کی کہ ثلث مال میرا فلانے کو
دینا تو ہر قسم کے مال مین سے ثلث دیا جاویگا ف خواہ مال زکوۃ ہو یا غیر مال زکوۃ ص اور جو کسی نے یہ کہا کہ مال میرا اس چیز کا

مین مالک ہون مسکینون کی بابت صدقہ کرونگا تو وہ اوسی مال پر جو زکوٰۃ کا ہوتا ہے محمول کیا جاویگا **ف** جیسے سونا چاندی سوائم اموال تجارت اور غیرہ
زکوٰۃ کا صدقہ دینا لازم ہوگا جیسے صاحب ہدایہ کی گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے اور امام زفر کے نزدیک یہ قول بھی عام ہوگا
تمامی اموال کو خواہ مال زکوٰۃ ہووے یا غیر زکوٰۃ **ص** تو اگر وہ مین نکلے پاس سوا اموال زکوٰۃ کے کچھ ہووے تو روک رکھے قوت اپنی
اور باقی کو صدقہ کر دیوے **ف** اور قوت کی تعیین کچھ نہین واسطے اختلاف معنے احوال آدمیون کے کہا گیا ہے جو روزکا مزدور ہے وہ ایک دن
کی خوراک اپنی اور اپنے عیال کی رکھ لیوے اور صاحب غلہ یعنی جسکو مکان دکان وغیرہ کا کرایہ آتا ہو وہ غایت درجہ ایک مہینے کی اور
مالک اراضی غایت درجہ ایک سال کی اور صاحب تجارت اسقدر رکھ لے جو اسکو کافی ہونے مال آنے تک **ص** پھر جب مالک ہو
نئے مال کا تو جسقدر قوت کے لیے رکھ لیا تھا بقدر اوسکے پھر تصدق کر دیوے **ف** در مختار مین ایک حیلہ عجیب مرقوم ہے وہ یہ کہ جس شخص
کے لیے جو قسم کھائے کہ اگر مین یہ کام کرون تو سب اپنا مال صدقہ ہے تو وہ یہ کرے کہ بعوض اپنی املاک کے ایک کپڑا رومال مین لپٹا ہوا
خرید کرے اور اوسپر قبضہ کر لے اور دیکھے نہین پھر وہ فعل کرے جسپر قسم کھائی تھی پھر اوس کپڑے کو بخیار رویت کے پھیر دیوے
تو اوسپر کچھ صدقہ لازم نہ آویگا **ص** ایک شخص کو وصی کیا میت نے اور وصی کو خبر اسکی نہ تھی بعد اسکے وصی نے کوئی چیز ترکہ میت سے
بیچ ڈالی تو صحیح ہے بیع اوسکی بخلاف وکیل کے کہ اوسکو اگر علم اپنی وکالت کا نہ تھا اور اوسنے کوئی تصرف موکل کے مال مین کیا تو یہ تصرف
جائز نہوگا اور ابو یوسف کے نزدیک وصی کا بھی تصرف جائز نہوگا جب موکل نے وکیل کو معزول کیا تو اگر عزل کی خبر وکیل کو ایک شخص عادل نے
یا دو شخصون مجہول الحال **ف** یعنی اونکا حال معلوم نہین کہ فاسق ہین یا عادل **ص** نے دی تو اب اوسکا تصرف بعد
اسکے صحیح نہوگا **ف** کیونکہ عزل کی ایک خبر ملزم ہے تو اوسمین شرط ہوگا عدد یا عدالت اور اسیطرح باقی چیزون مین **ص** اور اگر
وکیل کو خبر عزل کی ایک فاسق یا ایک مستور الحال نے سنائی تو ایسی خبر کا اعتبار نہوگا اور وکیل کا عزل ثابت نہوگا اور اوسکے تصرفات
بعد اس خبر پہونچنے کے موکل کے اوپر نافذ ہونگے اسی طرح اگر مولی کو غلام کی جنایت کی خبر ایک عادل یا دو مجہول الحال شخص نے
سنائی اور مولی نے غلام کو بیچا تو تاوان جنایت مولی کے ذمہ آجاویگا **ف** یعنی درصورت جنایت عبد کے ولی کو اختیار ہے خواہ
تاوان دیوے جنایت کا یا عبد کو حوالہ کرے تو جب اونے یہ خبر سنکر عبد کی بیع کی تو معلوم ہوا کہ اوسکو تاوان دینا منظور ہے
**ص** اسیطرح شفیع کہ گھر کی بیع کی اگر ایک شخص عادل یا مجہول الحال نے خبر دی اور وہ چپ رہ گیا تو شفعہ اوسکا باطل ہو جاویگا
اسی طرح باکرہ عورت کو اگر ایک عادل یا دو مجہول الحال نے خبر دی نکاح ولی کی اور وہ چپ ہو گئی تو رضا ہو جاویگی اسی طرح
اوس مسلمان کو جو دار الحرب مین مسلمان ہوا ہے اور ابھی دار الاسلام مین اوسنے ہجرت نہین کی اگر ایک شخص عادل یا دو مجہول
الحال نے خبر دی احکام شرع کی تو وہ احکام شرع اوسپر لازم ہو جاوینگے **ف** ان سب صورتون مین خبر اگر ایک فاسق
یا ایک مستور الحال نے سنائی تو احکام مذکورہ بالا یعنی اختیار تاوان اور بطلان شفعہ اور رضا اور لزوم ادائے احکام ثابت
نہونگے **ص** لیکن وکیل کرنے کی خبر مین دو مجہول الحال یا ایک عادل شرط نہین بلکہ ایک فاسق کی خبر سے بھی وکالت ثابت
ہو جاویگی اور وکیل جو بعد پہونچنے اس خبر کے تصرف کریگا صحیح ہو جاویگا **ف** اسی طرح صغیر ممیز یعنی وہ لڑکا جو تمیز رکھتا ہے خبر
دیگا ایک شخص کو اس بات کی کہ تمکو فلانے نے وکیل مقرر کیا ہے تو وکالت ثابت ہو جاویگی در مختار اور صاحبین کے
نزدیک سب جگہ ایک شخص کی خبر کفایت کرتی ہے اسواسطے کہ یہ معاملات ہین اور معاملات مین خبر واحد مقبول ہے

یعنی اگر عورت کہ ایک شاہد کی دوسرے کو خبر ہو ویگی اور عورتون کی شہادت ایک ساتھ لینا ہو کیونکہ وقتا مقتدا ایک دوسرے سے نہیں نقط کذا فی الدّالمختار وفی الاشباہ والنظائر

# کتاب الشہادۃ

شہادت سے کہتے ہین خبر دینے کو ایک شخص کے حق کی دوسرے پر **ف** اخبار یعنی خبر دینا اسکی تین قسمین ہین ایک خبر دینا کسی کے حق کی دوسرے پر یہ شہادت ہے یا اپنے حق کی دوسرے پر یہ دعوی ہے یا دوسرے کے حق کی اپنے پر یہ اقرار ہے **ص** گواہی دینا فرض ہو جاتی ہے جب مدعی طلب کرے ادا ے شہادت کو **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا یَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا یعنی انکار نہ کرین شاہد جبکہ وہ بلائے جاوین اور فرمایا لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ یعنی نہ چھپاؤ گواہی کو اور جو اوسکو چھپاوے تو اوسکا دل گنہگار ہے گناہ کی نسبت کی دل کیطرف جو اشرف الاعضا ہے اور بدن کا رئیس ہے اور اسواسطے کہ دل ہی محل کتمان ہے تو وہی معصیت کا محل ٹھہرا بخلاف باقی معاصی کے جنکا تعلق اعضا ظاہری سے ہے بحر الرائق مین ہے کہ وجوب ادا ے شہادت کی سات شرطین ہین ایک یہ کہ قاضی جسکے پاس شہادت دیگا وہ عادل ہو دوسری قرب مکان اسقدر کہ شہادت دیکر اوسی دن اپنے گھر پہونچ سکے تیسری علم قبول یعنی شاہد کو یقین ہے اس بات کا کہ قاضی میری شہادت قبول کریگا چوتھی طلب مدعی پانچوین تعین شہادت شاہد تو اگر متعین نہو اسطرح پر کہ وہان اور بھی شاہد مقبول الشہادۃ موجود ہون اور انھون نے گواہی بھی دی ہو اور مقبول بھی ہو گئی ہو تو اب امتناع شہادت سے گنہگار نہو گا اور اگر مقبول نہوئی ہو تو اب گواہی نہ دینے مین گنہگار ہوگا چھٹی یہ کہ اوس شاہد کو دو عادل شخصون نے بطلان مشہود بہ کی خبر نہ دی ہو تو اگر اوسکو دو عادل نے اسطرح پر خبر دی ہو کہ مدعی بنا دین چکا ہے یا زوج نے زن کو طلاق دیا ہے یا ولی مقتول نے قاتل کو خون معاف کر دیا ہے تو اوسکو دین اور نکاح اور قتل کی گواہی دینا درست نہین اور اگر مخبر عدل نہون تو شاہد کو اختیار ہے چاہے گواہی دے چاہے ادا نہ کرے اور مخبرون کا بیان نقل کر دے جائے گواہی اور اگر مخبر ایک عادل ہو تو ترک شہادت مین اختیار نہین ہے ساتوین شرط یہ ہے کہ شاہد کو یہ معلوم نہو کہ مقر نے خوف سے اقرار کیا ہے تو اگر یہ جانتا ہو کہ اوسنے خوف سے اقرار کیا ہے تو اوسکے اقرار کی گواہی نہ دے کذا فی الطحاوی والاختصار **ص** اور شہادت کا چھپا رکھنا بہتر ہے حدود مین **ف** جیسے حد زنا حد شرب وغیرہ اسواسطے کہ روایت کیا بخاری مسلم نے ابی ہریرہ رضہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو پردہ پوشی کرے مسلمان کی تو حق تعالی اوسکی دنیا وآخرت مین پردہ پوشی کریگا **ص** مگر واجب ہے سرقہ مین کہ شہادت دے اس لفظ سے کہ فلانے نے مال لیا تا مالک کا حق بچا رہے اور یہ نہ کہے کہ فلانے نے چرایا تا حد واجب نہو **ص** نصاب شہادت زنا کے لیے چار مرد ہین **ف** عورت کی گواہی جائز نہین اور چار مردون کی قید زنا مین اسواسطے ہوئی کہ اللہ تعالی جل شانہ کو چھپانا منظور ہے اور نہین دوست رکھتا اللہ تعالی اس بات کو کہ شائع ہووے فحش مومنین مین باوجود اسکے کہ قتل وغیرہ مقدمات سنگین مین صرف دو مردون کی شہادت جائز رکھی فرمایا اللہ تعالی نے وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِن نِّسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ یعنی جو عورتین زنا کرین تم مین سے تو گواہ کر لو اون پر چار مردون کو تم مین سے اور فرمایا ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ یعنی پھر نہ لاوین چار گواہ **ص** اور قصاص اور باقی حدود کے لیے دو مرد ہین **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ یعنی بنالو گواہ دو مردون کو اپنے مین سے اور شہادت عورتون کی نہ حدود مین مقبول ہے نہ قصاص مین بدلیل اوس روایت کے جسکو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے کہ زہری نے کہا جاری ہوئی سنت نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے دونون خلیفون کے جو حضرت کے بعد تھے اس بات کی کہ نہین ہے شہادت عورتون کی حدود اور قصاص مین کہا زہری

نے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین لیکن اوس مین قصاص کا لفظ نہین ہے مین کہتا ہون او سمین وکالۃ کا لفظ
موجود ہے اور مراد اوس سے قصاص ہو سکتا ہے ص اور کنواری ہونے اور بچے اور عورتون کے اون عیبون کے لیے جن پر
مرد مطلع نہین ہوتے ایک عورت کی گواہی کافی ہے ف اسی طرح اوسکے رونے مین واسطے نماز کے اور ثبوت ارث اور دو عورتو نکا
ہونا احتیاط ہے در مختار ہدایہ مین دلیل اسکی یہ لکھی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی عورتون کی جائز ہے اون چیزو نمین
جنکی طرف نہین نظر کر سکتے مرد زیلعی نے تخریج مین لکھا غریب اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین کہ روایت کیا اوسکو امام
محمد نے مبسوط مین عن ابی یوسف عن غالب عن عبد اللہ عن مجاہد و سعید بن المسیب و عطاء بن رباح وطاؤس
قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم شهادة النساء جائزة فيما لا يستطيع الرجال النظر اليه
اور یہ حدیث مرسل واجب العمل ہے وجہ استدلال یہ ہے کہ نساء جمع ہے محلی بالف ولام اور مراد اوس سے جنس ہے تو قلیل وکثیر کو شامل
ہے تو ایک عورت کی بھی گواہی صحیح ہوگی اور زیادہ عورتین احسن ہین اور عبد الرزاق نے زہری سے روایت کیا کہ سنت جاری ہے اسپر کہ عورتون
کی گواہی اون امرون مین جائز ہے جسپر اونکے سوا کوئی مطلع نہین ہو سکتا از قبیل ولادت نساء و عیوب نساء انتہی اور اگر ان باتون
کی ایک عورت گواہی دے تو صحیح یہ ہے کہ مقبول ہوگی اسی طرح تنہا معلم کی گواہی وقائع اطفال مین مقبول ہے اور صرف عورتون کی
گواہی حمام کے قتل مین واسطے اثبات دیت کے مقبول ہے تا خون مفت ضائع نہووے اور قصاص واجب نہوگا در مختار و حموی
ص اور جو عورت مین عیب ایسا ہو کہ اوسپر مرد بھی مطلع ہو سکتے ہین جیسے ایک انگلی کا نہ ہونا تو وہان ایک عورت کی شہادت
کافی نہوگی ف اسواسطے کہ یہان کچھ ضرورت نہین ص انکے سوا اور مقدمات مین ضرور ہے کہ یا دو مرد ہون یا ایک مرد
اور دو عورتین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ
فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ یعنی گواہ کر لو دو مردون کو اپنے مین سے تو اگر نہون دو مرد تو ایک
مرد اور دو عورتین اون گواہون مین سے جن سے تم راضی ہو ص برابر ہے کہ وہ مقدمات مالی ہون یا غیر مالی ف
مالی جیسے بیع اور شیر اور اعارہ اور اجارہ اور کفالت اور اجل اور شرط خیار اور شفعہ اور قتل خطا اور غیر مالی ص جیسے نکاح
رضاع طلاق وکالت وصیت اور امام شافعی کے نزدیک مقدمات غیر مالی مین بھی شہادت عورت کی مقبول نہوگی اور تینی
قسمین شہادت کی ہین سب مین یہ شرط ہے کہ شاہد عادل ہووے ف یعنی پرہیز رکھتا ہو کبائر سے اور مصر نہو صغائر پر اور صلاح و
صواب اوسکا اکثر ہو اوسکے فساد اور خطا سے ط و نفایۃ در مختار مین ہے کہ عادل وہ شخص ہے جسپر طعنہ نہو پیٹ اور فرج سے
تو کاذب کی شہادت مقبول نہوگی اسواسطے کہ کذب پیٹ سے نکلتا ہے لیکن بہتر تفسیر عادل کی وہی ہے جو پہلے مذکور ہوئی عادل کے
مقابل فاسق ہے تو ص فاسق کی شہادت واجب ہے قاضی پر کہ قبول نکرے لیکن اگر اوسنے قبول کیا اور حکم دیدیا تو صحیح ہوگا
ف اور قاضی گنہگار ہوگا فتح در مختار مین ہے کہ قنیہ اور مجتبی مین جو منقول ہے کہ فاسق اگر لوگون مین صاحب مروت اور جاہ
ہووے تو شہادت اوسکی قبول کیجاویگی سو ابو یوسف کا قول ہے کذا فی البحر اور اس قول کو ضعیف کیا ہے کمال الدین ابن الہمام نے
فتح القدیر مین اسطرح کہ یہ تعلیل ہے بمقابلہ نص کے فرمایا اللہ تعالی نے وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ یعنی گواہ کر لو دو صاحب
عدل کو اپنے مین سے مقید کیا اللہ تعالی نے شہادت کو عدالت سے مترجم کہتا ہے کہ نظر اس زمانہ کے مناسب ہے کہ شہادت فاسق

کی قبول کیجاوے اسواسطے کہ لوگ خالی نہین فسق سے اور شائع ہوگیا ہے فسق لوگون مین بدرجۂ نہایت حتی کہ عادل لوگ اقل قلیل مین تو او سپر
بنائے مقدمات کیونکر ہوگی اور لازم ہوگا تضییع حقوق ناس اور یہ مختار ہے شرفا اور ظرفا اور فقہاے متقدمین سے بھی یہ منقول
ہو جاوے تاتارخانیہ مین ہے کہ مقبول ہوگی شہادت فاسق کی اسواسطے کہ فسق اوسپر طاری ہے اور اصل مین وہ سعید ہے فرمایا
حضرت نے کل مولود یولد علی الفطرۃ یعنی ہر مومن صاحب سعادت ہے ہو اسی پر اعتماد ہے انتہی مگر یہ ضرور ہے کہ وہ فاسق صاحب مروت
اور جاہ ہو تاکہ بالکل بیدین نہو اور دلیل تفسیر مظہری مین قاضی ثناء اللہ صاحب مرحوم لکھتے ہین بل فی زماننا ھذا الفاسق
اذا کان وجیھا ذا مروۃ یغلب علی الظن انہ لا یکذب فی الشھادۃ او دلت القرائن علی صدقہ یقبل
شہادتہ یعنی ہمارے زمانے مین فاسق اگر صاحب وجاہت ہووے اور صاحب مروت اور غالب ہو ظن قاضی پر کہ وہ
جھوٹ نہ بولیگا شہادت مین یا قرینہ دال ہو اوسکی راست گوئی پر تو قبول کیجاویگی شہادت اوسکی اور جامع الفتاوی
مین ہے واما شہادۃ الفاسق فان تحری القاضی الصدق فی شہادتہ تقبل والا فلا یعنی شہادت فاسق
کی اگر قاضی کے گمان مین ہووے صدق اوسکا تو قبول کیجاویگی ورنہ نہین قبول کیجاویگی شامی نے نقل کیا در رسے وفی الفتاوی
القاعدیۃ ھذا اذا غلب علی ظنہ صدقہ وھو مما یحفظ وظاھر قولہ وھو مما یحفظ اعتمادہ یعنی قبول شہادت
فاسق جب ہے کہ قاضی کے گمان غالب مین اوسکا صدق ہووے اور یہ دونون باتون مین سے ہے کہ یاد رکھی جاوینگی اور ظاہر قول اوسکا
یاد رکھا جاوے یہی ہے کہ اسپر اعتماد ہے اور شیخ ابن الہمام نے جو لکھا کہ یہ تعلیل بمقابلہ نص ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ نص صرف اس بات پر دلالت کرتی ہے
کہ شہادت دو عادلون کی قبول کیجاوے نہ اس بات پر کہ فاسق کی قبول نہ کیجاوے کیونکہ یہ مفہوم مخالف ہے اور وہ ہمارے اصحاب حنفیہ کے
نزدیک حجت نہین ہے فافہم واستقم ص اور یہ بھی شرط ہے کہ شاہد لفظ شہادت کہے ف یعنی اشہد بصیغہ
مضارع جسکے معنی یہ ہین گواہی دیتا ہون مین در مختار وجہ اس شرط کی یہ ہے کہ جتنے نصوص شہادت کے آئے ہین سب مین
لفظ شہادت مذکور ہے فرمایا اللہ تعالی نے واشہدوا ذوی عدل منکم اور فرمایا واشہدوا اذا تبایعتم واستشہدوا
شہیدین من رجالکم فاستشہدوا علیہن اربعۃ منکم اور فرمایا حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے اذا رأیت مثل
الشمس فاشہد والا فدع اور یہ حدیث اس لفظ سے غریب ہے ہان روایت کیا ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے کہ فرمایا آپ نے ایک شخص کو تو دیکھتا ہے آفتاب کو بولا ہان فرمایا اسکے مثل گواہی دے یا چھوڑ دے اخراج کیا اوسکا ابن عدی نے
ساتھ اسناد ضعیف کے اور تصحیح کی اوسکی حاکم نے لیکن خطا کی بلوغ المرام ص تو اگر شاہد نے لفظ اشہد کا نہ کہا بلکہ کہا
اعلم یا اتیقن یعنی جانتا ہون مین یا یقین رکھتا ہون تو اوسکی شہادت مقبول نہوگی امام اعظم کے نزدیک قاضی شاہد کی
ظاہری عدالت پر اکتفا کرے اوسکی کیفیت دریافت نکرے یہانتک کہ خصم جرح نکرے ف کیونکہ روایت کیا ابن
ابی شیبہ نے مصنف مین کتاب البیوع مین عمرو بن شعیب سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان عادل ہین بعض اونکے اوپر بعض کے مگر جسکو حد قذف لگی ہو اور لکھی حضرت عمر نے ایک کتاب طرف ابی موسی
کے اور اوسمین لکھا کہ مسلمان عادل ہین بعضے اونکے بعض پر مگر جو محدود ہو کسی حد مین یا تجربہ کار ہو شہادت زور مین یا قریب ہو تہمت
ولا مین یا قرابت مین روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ایک طریق سے کہ اوسمین عبد اللہ ابو حمید ہے اور وہ ضعیف ہو

اور نکالا اسکو دوسرے طریق سے اور حسن کہا اوسکو اور نکالا اوسکو بیہقی نے ایک طریق سے سوا ان دونون طریقون دار قطنی تک کے **ص** مگر حدود قصاص مین بغیر جرح خصم کے بھی اونکی عدالت کی تحقیق کرے اور صاحبین کے نزدیک ہر مقدمہ مین اونکی عدالت کو دریافت کرے خفیہ و ظاہر **ف** اور یہی مذہب شافعیؒ اور احمدؒ کا ہی **ص** اور اسی پر فتوی دیا جاویگا ہمارے زمانے مین **ف** فقہا نے لکھا ہی کہ یہ اختلاف اختلاف زمانہ کا ہی نہ خلاف حجت و برہان کا اسواسطے کہ امام صاحب کے زمانے مین صلاح اور سعادت غالب تھی فساد اور شقاوت پر اور صاحبین کے وقت مین زمانہ فاسد ہو گیا تھا اور صحیح یہ ہی کہ امام اعظم قرن تابعین مین تھے جنکے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی جو اس بات کی کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یجی قوم تسبق شھادۃ احدھم یمینہ ویمینہ شھادتہ متفق علیہ یعنی بہتر قرنون کا قرن میرا ہو پھر قرن اون لوگون کا جو اونکے نزدیک ہین پھر اون لوگون کا جو اونکے نزدیک ہین پھر آویگی ایسی قوم کہ قسم اونکے آگے ہوگی شہادت سے اور شہادت آگے قسم سے اور امام صاحب باتفاق اکثر محدثین و فقہا قرن تابعین مین سے ہین لیکن اتفاق فقہا کا اسواسطے ظاہر ہی اسلیے کہ فقہاے حنفیہ روایت امام کی ثابت کرتے ہین بہت سے صحابہ سے اگرچہ اہل حدیث کے طریقے مین وہ ثابت نہین ہی اور لیکن اتفاق اکثر اہل حدیث کا اسواسطے ظاہر ہی قول سے محققین کے کہ امام نے چار صحابیون کو پایا ہی اور وہ انس بن مالکؓ ہین بصرہ مین اور عبد اللہ بن ابی اوفیؓ ہین کوفہ مین اور سہل بن سعید ساعدی ہین مدینہ مین اور ابو الطفیل عامرؓ بن واثلہ مکہ مین کہا ابن حجر نے کہ روایت کی امام نے ابن ابی اوفی سے ایک حدیث اور ذکر کیا خطیب نے تاریخ بغداد مین کہ امام نے دیکھا انس بن مالکؓ کو اور کہا ابن حجر نے دیکھنا امام کا انسؓ کو صحیح ہی جیسا کہ کہا ذہبی نے کہ دیکھا امام نے انسؓ کو اور وہ صغیر سن تھے اور ایک روایت مین ہی کہ کہا امام نے دیکھا مینے اونکو کئی بار اور تھے انسؓ خضاب کرتے سرخ اور آیا ہی کئی طریقون سے کہ امام نے روایت کی اون سے تین حدیثین اور بعض نے جو نفی کی ہی تو وہ معارض اثبات اون لوگون کی نہوگی اس وجہ سے کہ اثبات ایسے محل مین مقدم ہی نفی پر باتفاق علما اور نہین انکار کریگا اسکا مگر مکابر معاند جسکو امام کی فضیلت کا خواہ مخواہ انکار منظور ہووے نعوذ باللہ من العناد وسوء الفہم **ص** اور کافی ہی دریافت کر لینا خفیہ اسواسطے کہ اگر مزکی روبرو شاہد کے اوسکے عیوب بیان کرے تو دونون کے درمیان عداوت ہوگی اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ مزکی کو خوف یا حیا مانع ہوتا ہی شاہد کے سامنے اوسکا حال کہنے سے **ف** امام محمدؒ سے مروی ہی کہ تزکیہ علانیہ بلا اور فساد ہی ہدایہ **ص** اور کافی ہی تزکیہ کے لیے کہنا مزکی کا گواہ کو شخص عادل اور بعضون نے کہا ضرور ہی کہ مزکی یون کہے کہ یہ گواہ شخص عادل جائز الشہادۃ ہی تا احتراز ہو جاوے غلام سے مگر صحیح یہ ہی کہ فقط عادل کہہ دینا کفایت ہی کیونکہ آزادی اصل ہی دار الاسلام مین **ص** صاحب خصومت یعنی مدعی علیہ اگر مدعی کے گواہون کو اسطرح عادل بتاوے کہ گواہ عادل ہین لیکن انھون نے شہادت مین خطا کی یا بھول گئے تو اوسکا اعتبار نہین **ف** اسوجہ سے کہ مدعی کے نزدیک مدعی علیہ جھوٹا ہی اپنے انکار مین باطل پر ہی اپنے اصرار مین تو تعدیل اوسکی کیونکر مقبول ہوگی اور صاحبین کے نزدیک تعدیل مدعی علیہ کی درست ہی مگر محمدؒ کے نزدیک ایک اور شخص بھی چاہیے ساتھ مدعی علیہ کے کہ تعدیل کرے شہود کی کیونکہ اونکے نزدیک عدد شرط ہی تزکیہ مین ہدایہ **ص** اور اگر مدعی علیہ نے یہ کہا کہ مدعی کے گواہ عادل ہین انھون نے سچ کہا تو یہ اقرار ہو جاویگا دعوی کا اور تزکیہ شہود مین قول ایک شخص کا کافی ہی اسی طرح شاہد کی زبان کے ترجمہ کرنے کے لیے اور قاضی کے پیغام پہونچانے کے لیے

عارف مزکی سے کے ایک شخص کافی ہی اور دو کا ہونا احتیاط ہی اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا ہی اور محمد کے نزدیک دو شخص ضرور
ہین اور یہ اختلاف اوس تزکیہ مین ہی جو خفیہ ہو اور تزکیہ علانیہ مین خصاف نے کہا کہ دو آدمی ضرور ہین سب کے نزدیک اسی واسطے
کہ تزکیہ علانیہ مثل شہادت کے ہی یہان تک کہ تزکیہ علانیہ غلام اگر کرے تو درست نہین ہی ف بخلاف تزکیہ خفیہ کے
کہ اوسمین عبد مزکی ہو سکتا ہی ہدایہ ص اور ضرور ہی کہ مزکی عدل ہووے تو تزکیہ فاسق اور مجہول الحال کا درست نہین ہی ف
مجہول الحال وہ شخص جسکی عدالت اور فساد کا علم ہووے ص جسنے اپنے کانون سے سنا بیع کو ف یعنی بائع کی زبان سے
بعت کہتے اور مشتری کی زبان سے اشتریت کہتے سنا ص یا اقرار کو ف یعنی مقر کی زبان سے سنا ص یا قاضی کی
زبان سے اوسکا حکم سنا یا آنکھون سے دیکھا مثلاً غاصب کو غصب کرتے ہوئے یا قاتل کو قتل کرتے ہوئے تو اوسکو شہادت
دینا درست ہی اگرچہ وہ اوسوقت گواہ نہ بنایا گیا ہووے ف حاصل مطلب یہ ہی کہ جو چیزین سننے سے متعلق ہین جیسے بیع وغیرہ
زبانی یا اقرار زبانی یا حکم قاضی تو جو اوسکو اگر اپنے کانون سے زبانی مشہود علیہ کے سُنے تو شہادت دینا اوسکی درست ہی اور جو چیزین
دیکھنے سے متعلق ہین مثلاً بیع تعاطی یا اقرار تحریری یا قتل یا غصب تو اوسکو جب اپنی آنکھون سے دیکھے تو گواہی دیوے لیکن معلوم
کرنا چاہیے کہ اگر ایک شخص نے اپنا اقرار شاہدون کے روبرو لکھا اور کچھ نہ کہا تو یہ اقرار نہین اور گواہی دینا اسطرح کہ اوس نے
اقرار کیا حلال نہین اگرچہ وہ کتابت مُصدَّر اور مرسوم ہو اسطرح کہ شخص غائب کو بطریق رسالت اور پیام کے یون لکھے کہ بعد حمد
وصلوٰۃ معلوم کرنا چاہیے کہ تمہارے میرے اوپر اتنے روپے آتے ہین کیونکہ لکھنا کبھی آزمایش سیاہی یا قلم کے لیے ہوتا ہی البتہ اگر لکھکر شہود کے
سامنے پڑھے تو اونکو گواہی دینا اوسکی درست ہی اگرچہ وہ اون کو گواہ نکرے اسیطرح اگر پڑھا اوسکو کسی اور نے اور کاتب نے یہ کہا کہ
گواہ رہو تم اس روپیہ کے میرے اوپر اور اگر کاتب نے گواہون کے سامنے لکھکر یہ کہا کہ تم اس مال کے گواہ رہنا میرے اوپر تو اگر اون گواہونکو
مضمون تحریر معلوم ہوگیا تھا تو اقرار شمار کیا جاویگا ورنہ نہین طحطاوی وشامی ص مگر گواہ کی گواہی سنکر اوسپر گواہی نہ دے جب تک
وہ گواہ اوسکو گواہ نہ بناوے اور اسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ شاہد کو روبرو قاضی کے گواہی دیتے دیکھا اور اوسکی گواہی سنی تو اب
اسکو اوس گواہ کی گواہی پر شہادت درست نہین جب تک وہ شاہد اسکو گواہ نہ بناوے دوسرے یہ کہ ایک شاہد دوسرے شخص کو
اپنی شہادت سنا کر گواہ کر رہا تھا تو اسکو یہ نہین پہونچتا کہ اصل شاہد سے گواہی سنکر یہ بھی شاہد علی الشاہد ہو جاوے کیونکہ اصل شاہد نے
اوس شخص کو شاہد بنایا جسکو سنا رہا تھا نہ اسکو ف شاہد کی شہادت پر جو شاہد ہو اوسکو عربی مین شاہد علی الشاہد کہتے ہین
نہایہ مین ہی کہ اگر شاہد نے شاہد کو مجلس قاضی مین اداے شہادت کرتے دیکھا تو شاہد اول کو شہادۃ علی الشہادۃ دینا درست ہی
البتہ اوس صورت مین جائز نہین جب غیر مجلس قاضی مین وہ شہادت اپنی بیان کر رہا ہووے اور اصل کتاب مین اسکے مخالف جو پایا
معلوم ہوا مجھکو تو صحیح اس صورت مین وہی ہی جو نہایہ مین ہی اور یہی مستنبط ہی تعلیل صاحب ہدایہ سے معلوم نہین کہ صدر الشریعہ نے
اسکے خلاف کہان سے کہا ص اور وہ شخص گواہی نہ دیوے جسنے اپنا لکھا دیکھا اور حادثہ اوسکو یاد نہین یہ مذہب امام صاحب
کا ہی ف خلاصہ مین ہی کہ امام اعظم نے جمیع امور مین تنگی اختیار کی اسلئے اون سے روایت احادیث مین قلت واقع ہوئی باوجود
کثرت سماع احادیث اسواسطے کہ امام نے بارہ سو مردون سے سماعت کی مگر امام کے نزدیک حفظ شرط ہی وقت سماع سے لیکر روایت
تک وقت بھی تو امام کے نزدیک شاہد کو واقعہ و تاریخ اور مقدار مال اور صفت مال یاد رکھنا ضرور ہی تو اگر اون مین سے کوئی چیز اوسکو یاد نہو

اور اوسکو یقین ہو کہ یہ میرا خط ہی اور یہ میری مہر ہی تو اوسکو گواہی دینا لائق نہین اور اگر باوجود اسکے گواہی دیگا تو وہ شاہد زور ہی
کذا فی المنیۃ ص اسواسطے کہ خط مشابہ ہوتا ہی خط کے اور نزدیک صاحبین کے درست ہی جب اوسنے پہچانا کہ یہ میرا خط ہی
اسواسطے کہ تبدیل اوسمین نادر ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اسمین اختلاف نہین اور یہ شہادت سب کے نزدیک ناجائز ہی بلکہ اختلاف
اوسمین ہی کہ قاضی نے شہادت پائی شاہد کی اپنے دفتر مین اور قاضی کو حادثہ یاد نہین تو صرف اپنی تحریر پر اعتماد کر کے مدعی علیہ
پر حکم دیسکتا ہی صاحبین کے نزدیک کیونکہ وہ دفتر جب اوسکے قبضے مین ہی تو اوسمین احتمال تغیر و تبدیل کا نہین ہوسکتا اور امام
صاحب کے نزدیک نہین دیسکتا صرف اپنی تحریر پر اعتماد کر کے جب تک کہ حادثہ یاد نہو بخلاف تمسک کے یا اور کوئی دستاویز کے
کہ وہ خصم کے پاس رہتا ہی ف تو اگر کسینے اپنی شہادت تمسک مین لکھی پائی اور اپنا خط اوسنے پہچانا لیکن حادثہ یاد
نہین ہی تو اگر وہ تمسک مدعی کے ہاتھ مین نہ گیا ہو بلکہ محفوظ ہو وے قاضی یا شاہد کے پاس تو اوسکو شہادت دینا درست ہی
صاحبین کے نزدیک ورنہ درست نہین اور امام محمد کے نزدیک اگرچہ وہ تمسک مدعی کے پاس رہا ہو وے تب بھی شہادت
دینا درست ہی جب کہ اوسکو یقین ہو کہ یہ میرا خط ہی اگرچہ حادثہ یاد نہو لوگون پر آسان کرنیکے لیئے کذا فی البحر الرائق ص
ایسی چیز کی گواہی نہ دے جسکو معائنہ نہ کیا ہو ف یعنی نہ اپنے کانون سے سنا ہو مشہود علیہ سے سماعی چیزون مین اور
نہ آنکھون سے دیکھا ہو دیکھنے کی چیزون مین ص محض سماع سے مگر نسب اور موت اور نکاح اور دخول ف یعنی وطی زوج
ساتھ زوجہ کے ص اور ولایت قاضی ف یعنی جب سنا کہ فلان شخص قاضی ہوا فلانے شہر کا تو اوسکو اوسکے قضا
کی شہادت درست ہی اگرچہ اوسنے بادشاہ کو قاضی بناتے نہ دیکھا ص اور اصل وقف نہ شرائط وقف مین ف اصل
وقف سے مراد یہ ہی کہ فلانا مکان وقف ہی فلانی جماعت پر اور شروط اس سے زیادہ جو اور باتین متعلق ہین اوس سے لیکن درمختار
مین ہی کہ بقول مختار شرائط وقف مین بھی شہادت سمعی جائز ہی اسی طرح مہر مین بھی ص مگر شرط اسکی یہ ہی کہ شاہد کو ان باتون
کی دو عادل شخصون نے یا ایک عادل مرد اور دو عورتون نے خبر دی ہو ف مگر ہدایہ مین ہی کہ موت مین شاہد کو تنہا کافی ہی کہ ایک عادل
مرد یا ایک عادل عورت سے خبر سنی ہو وے ص اور ضرور ہی کہ شاہد ان صورتون مین قاضی کے سامنے یہ نہ کہدے کہ مین شہادت دیتا ہون
بسبب سماع کے تو اگر یہ کہدیگا تو باطل ہو جاویگی شہادت اوسکی ف درمختار مین ہی کہ بطلان شہادت اوسی صورت مین
ہی کہ شاہد یون کہین کہ ہمنے گواہی دی اسواسطے کہ سنا ہمنے لوگون سے اور اگر یون کہین کہ ہمنے اسکو معائنہ نہین کیا لیکن
وہ ہمارے نزدیک مشہور ہی تو جائز ہی سب امور مین تو گواہون کو چاہیے کہ شہادت مطلق دیوین ان مقدمات مین تو اگر
استفسار کی نوبت نہ پہونچے تو بہتر ہی اور اگر قاضی یا خصم استفسار کرے کہ تم یہ گواہی کسطرح دیتے ہو یا تمکو کہان سے معلوم
ہوا تو اوسکا جواب اسطور سے دیوین کہ ہمارے نزدیک یہ بات مشہور ہی اور سماع کا لفظ زبان پر نہ لاوین تا مشہود لہ
کا حق ضائع ہو وے ص ایک شخص نے زید کو دیکھا بیٹھے مجلس قضا مین کہ اوسکے پاس متخاصمین آمد و رفت کیا کرتے ہین
تو اوسکو گواہی دینا درست ہی زید کے قاضی ہونیکی یا ایک شخص نے دیکھا ایک مرد اور ایک عورت کو کہ ایک گھر مین
رہتے ہین اور آپسمین اسطرح کھلم کھلا رہتے ہین جیسے جورو خاوند تو اوس شخص کو اس بات کی گواہی دینا درست ہی کہ یہ عورت
زوجہ اوس مرد کی ہی یا ایک شخص نے کوئی چیز سوا غلام لونڈی کے زید کے قبضے مین اسطرح پر دیکھی جیسے مالکون کے تصرف مین

ہوتی ہے تو اوسکو شہادت دینا اسبات کی درست ہے کہ یہ چیز زید کی مملوک ہے ف اگرچہ اوسنے سبب ملک کا مشاہدہ نکیا ہو
بشرطیکہ شاہد کے دل مین علم و یقین ہو جاوے اس بات کا کہ یہ چیز زید کی ہے تو اگر ایک چیز کسی شخص مثلاً مسکین مفلس کے پاس دیکھی تو شہادت
بالملک درست نہوگی طحطاوی اور غلام لونڈی سے مراد وہ غلام لونڈی ہے جو عاقل ہون یعنی اپنے دل کی بات کو بیان
کر سکتے ہون برابر ہے کہ بالغ ہون یا نابالغ تو اون مین صرف قبضے سے شہادت ملک جائز نہین البتہ اگر غلام لونڈی ایسا
صغیر ہون کہ اپنے دل کی بات کو بیان نہ کر سکتے ہون تو اونمین قبضہ سے شہادت بالملک دے سکتے ہین مانند سائر اشیا کے
ص جس شخص نے یہ گواہی دی کہ مین زید کے دفن کیوقت حاضر تھا یا مینے اوسپر نماز جنازہ پڑھی تھی تو ایسی شہادت موت کے
لیے مقبول ہوگی اسواسطے کہ مرتے وقت نہین دیکھتے ہین مگر ایک یا دو آدمی تو حاضر ہونا دفن مین یا نماز جنازہ پڑھنا مثل
معاینہ موت کے ہے اور عادۃً اسمین التباس نہین ہوتا **مسائل الحاقیہ** جو شخص پردہ مین بیٹھا ہوا اور اوسنے پردہ کی آڑ مین
شاہد نے ایک کلام سنا تو اوسپر شاہد کو شہادت دینا درست نہین مگر دو صورتون مین پہلی صورت یہ کہ شاہد کو معلوم ہو جاوے
یہ بات کہ اس کوٹھری مین سوا مقر کے اور کوئی نہین ہے صورت اوسکی یہ ہے کہ شاہد کوٹھری کے اندر گیا اور وہان مقر کو دیکھا بعد
باہر آنکر دروازہ پر کوٹھری کے بیٹھ گیا اور اوس کوٹھری کی راہ سوا دروازے کے اور کسی طرف نہین ہے اب مقر نے کوٹھری
کے اندر کسی بات کا اقرار کیا تو شاہد کو اوسکی شہادت دینا درست ہے مگر اگر قاضی کے سامنے یہ کیفیت بیان کریگا تو شہادت اوسکی
مقبول نہوگی دوسری صورت یہ ہے کہ مقرہ عورت ہے شاہد نے اوسکا جثہ دیکھا اور اوسکی آواز سنی بعد اوسکے دو مردون نے شاہد
سے یہ کہا کہ یہ فلانی عورت بیٹی فلان بن فلان کی ہے تو بھی اوسکو شہادت اونکے بیان پر درست ہے اور اگر شاہد نے اقرار کرتے وقت
اوس عورت کا جثہ نہ دیکھا تو اوسکو گواہی دینا اوسکے اقرار پر درست نہین اگرچہ دو گواہ اوس شاہد سے کہدین کہ مقرہ فلان بن فلان
کی بیٹی ہے اور جثہ کی قید سے یہ صورت نکل گئی کہ اگر ایک عورت نے اپنا منہ کھول دیا گواہون کے سامنے اور یہ کہا کہ مین فلانی فلان
بن فلان کی بیٹی ہون مینے اپنے خاوند کو مہر معاف کر دیا تو اب گواہون کو بغیر دو مردون کے بیان کیے کہ یہ فلانی فلان بن فلان
کی بیٹی ہے اوسکے اقرار پر شہادت دینا درست ہے جبتک وہ عورت زندہ ہے کیونکہ ممکن ہے شاہدون کو اوسکی طرف اشارہ کر دینا اور
جب مر گئی تو اب اون گواہون کو احتیاج ہے دو عادلون کے گواہی کی اس بات پر کہ مقرہ فلانی فلان بن فلان کی بیٹی ہے شامی مسئلہ
مدعی نے اپنے وجہ ثبوت دعوی مین خط اقراری مدعی علیہ کا پیش کیا مدعی علیہ نے اوس سے انکار کیا اور قاضی نے اوس سے لکھوایا اور دونون
خط ماہرین کی نگاہ مین یکسان ایک ہی شخص کے لکھے معلوم ہوے تو قاری الہدایہ کے فتوی کے موافق مدعی علیہ پر حکم مال مدعی بہ کا کر دیا
اگرچہ قاضی خان نے اسکے خلاف کو صحیح کہا ہے اور بہت سے فقہا نے اسکو رد کیا ہے اور در مختار مین قاضی خان کی تصحیح پر اعتماد کیا ہے
لیکن اس صورت مین اتفاق ہے کہ اگر وہ خط مستند ہو مرسوم عرف کے موافق ہو تو مدعی علیہ کے انکار کی تصدیق نہوگی اور مال اوسپر
لازم کیا جاویگا اور اگر مدعی علیہ نے اعتراف کیا اس بات کا کہ یہ میرا لکھا ہوا ہے اور مال سے انکار کیا یا شہادت اس امر کی گذری اسطرح
کہ شاہدون نے معاینہ کیا ہوا اوسکو لکھتے ہوئے مدعی علیہ کو یا مدعی علیہ نے لکھکر شہود کو سنایا ہووے اور وہ تحریر مصدر
و معنون ہو تو حکم اوس مال کا مدعی علیہ پر کر دیا جاویگا اور اوسکے انکار کی طرف التفات نہوگا یہ خلاصہ ہے
تحقیق فقہا سے متاخرین مثل قاری الہدایہ و حموی اور ابن عابدین شامی اور طحطاوی کا فافہم واستقم

## باب بیان مین اون لوگون کے جنکی گواہی مقبول ہے اور جن کی مقبول نہین

اس باب مین اسی کا ذکر ہو یعنے اس بات کا کہ کن لوگون کی گواہی صحیح ہے اور کسکی صحیح نہین اسواسطے کہ فاسق کی شہادت قبول کیجاویگی اور قاضی اگر حکم کرے اوسکی شہادت سے تو صحیح ہوجاویگا بخلاف غلام اور لڑکے اور زوجہ اور اولاد اور اصول کے کہ انکی شہادت صحیح نہین ہے لیکن خزانۃ المفتین مین ہے کہ جسوقت قاضی نے حکم کر دیا ساتھ شہادت اندھا اور محدود فی القذف کے جب توبہ کر چکا ہو یا ساتھ شہادت احد الزوجین کے واسطے دوسرے کی یا ساتھ شہادت الد کے واسطے لڑکے یا بالعکس نافذ ہوجاویگا اور قاضی ثانی کو اوسکا ابطال نہین پہونچتا اگرچہ قاضی ثانی اوسکے بطلان کا قائل ہو وے شامی ص شہادت قبول کیجاویگی اہل ہوا کی سوا خطابیہ کے جاننا چاہیے کہ اہل ہوا وہ اہل قبلہ ہین کہ جنکا اعتقاد اہل سنت وجماعت کے اعتقاد کے موافق نہین اور اصول اونکے چھہ فرقے ہین جبریہ قدریہ روافض خوارج مشبہہ معطلہ اور ہر ایک مین بارہ بارہ فرقے ہین تو سب ملا کر بہتر فرقے ہوئے ف جیسا روایت ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرقے فرقے ہو گی میری امت تہتر فرقے سب جاوینگے جہنم مین مگر ایک فرقہ پوچھا صحابہ نے کہ وہ کون سا فرقہ ہے یا رسول اللہ فرمایا آپ نے جس پر مین ہون اور میرے اصحاب ہین روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور احمد اور ابو داود کی روایت مین ہے کہ بہتر فرقے جہنم مین جاوینگے اور ایک فرقہ جنت مین اور وہ فرقہ سنت وجماعت کا ہے جبریہ کہتے ہین کہ بندہ مجبور محض ہے اوسکو کسی طرح کا اختیار نہین جیسے شجر حجر قدریہ کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال مین بالکل مختار اور اپنے کامون کا آپ خالق ہے اور نفی کرتے ہین قضا و قدر کی روافض اکثر صحابہ اور شیخین کی تکفیر کرتے ہین اور مبالغہ کرتے ہین مدح مین حضرت علی اور حسنین اور دیگر اہل بیت کے اونکی حد سے زیادہ خوارج تکفیر کرتے ہین حضرت عثمان اور علی کی اور دشمن ہین اہل بیت کے اور بھی تکفیر کرتے ہین طلحہ اور زبیر اور معاویہ کی مشبہہ تشبیہ دیتے ہین اللہ تعالی کو ساتھ مخلوقات کے اور خالق مین صفات مخلوق کی ثابت کرتے ہین قہستانی نے عوض مشبہہ کے مرجیہ ذکر کیا ہے مرجیہ وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہین کرتا معطلہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی بیکار محض ہے یعنی صفات سے اوسکو خالی سمجھتے ہین معاذ اللہ ص اور بعضے فقہا فرق کرتے ہین اون اہل ہوا مین جنکا اعتقاد کفر تک پہونچ گیا ہے اور جن کا اعتقاد کفر تک نہین پہونچا ف تو شہادت نہین قبول کرتے فرقہ اولی کی اور قبول کرتے ہین فرقہ ثانیہ کی ص اور امام شافعی کے نزدیک ان مین سے کسی کی شہادت مقبول نہین بسبب اونکے فسق کے ہم یہ جواب دیتے ہین کہ وہ اس اعتقاد کو باطل جانکر نہین اختیار کرتے بلکہ اوسی اعتقاد کو دینداری سمجھتے ہین دوسرے یہ کہ شہادت کے منافی کذب ہے اور کذب باتفاق ان سب فرقون کے حرام ہے اور خطابیہ ایک فرقہ ہے کٹے رافضیون میسے اونکا اعتقاد یہ ہے کہ جو شخص اپنے دعوی پر قسم کھا لیوے تو اوسکے واسطے شہادت درست ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اپنے گروہ کے لیے شہادت کو واجب سمجھتے ہین ف اگرچہ جھوٹی ہو چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین ہے کہ خطابیہ بفتح خای معجمہ اور طا مشدد ایک فرقہ ہے کٹے رافضیون مین سے منسوب طرف ابو الخطاب کے اور وہ ایک شخص تھا کوفہ مین قتل کیا اوسکو عیسی بن موسی نے اور سولی دی اوسکو کناسہ مین اسواسطے کہ اوسکا گمان یہ تھا کہ علی خدائے اکبر ہین اور جعفر صادق خدائے اصغر نعوذ باللہ منہ ص

اسی طرح قبول کیجاویگی شہادت ذمی کی ذمی پر اور مستامن پر اگرچہ اون دونونکی ملت مخالف ہو ایک دوسرے کے اور مستامن کی مستامن پر اگر ایک ہی ولایت کے ہون **ف** شہادت ذمی کی مقبول ہی ہمارے نزدیک اور نزدیک امام مالک اور شافعی کے نہین مقبول ہی اسواسطے کہ وہ فاسق ہی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالْكَافِرُونَ هُمُ الْفَاسِقُونَ اسی واسطے شہادت ذمی کی مسلمان پر مقبول نہین ہی بالاتفاق تو ہوگیا مثل مرتد کے کہ شہادت اوسکی نہ دوسرے مرتد پر مقبول ہی نہ مسلمان پر دلیل ہماری یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جائز رکھی شہادت نصاریٰ کی بعض کی اون مین سے بعض پر اخراج کیا اوسکا صاحب ہدایہ نے مگر یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی ہان روایت کیا ابن ماجہ نے سنن مین آنحضرت علیہ السلام سے کہ جائز رکھی آپ نے شہادت ذمیون کی اوپر ذمیون کے اور فسق اوسکا من حیث الاعتقاد غیر مانع ہی قبول شہادت سے اسواسطے کہ کذب اوسکے نزدیک بھی حرام ہی کیونکہ وہ ممنوع ہی سب ملتون مین انتہی ما فی الہدایہ ملخصاً اور مستامن اگر جدا جدا ولایت کے رہنے والے ہون جیسے ترکیا اور روم تو اونکی شہادت ایک دوسرے پر مقبول نہوگی اسی طرح مستامن کی شہادت مسلمان پر اور ذمی پر بھی قبول نکیجاویگی اور کفر مین اختلاف دین کا اسواسطے اعتبار نہوا کہ کفر سب ملت ایک ہی ملت مین داخل ہین **ص** اور قبول کی جاویگی شہادت اوس دشمن کی جو بسبب دین کے عداوت رکھتا ہو **ف** یعنی اگر دو مسلمانون مین عداوت دینی ہو تو شہادت ایک کی دوسرے پر مقبول ہوگی اسواسطے کہ عداوت دینی مین احتمال کذب کا نہین ہی برخلاف عداوت دنیاوی کے جسکا بیان آگے آویگا **ص** اور اوس مسلمان کی جو پرہیز رکھتا ہو کبیرہ گناہون سے اور نہ اصرار کرتا ہو صغیرہ گناہون پر اور غالب ہو صواب اوسکا اوسکی خطا پر **ف** یہی معنی عدالت کے ہین جیسا کہ اوپر گذرا **ص** جاننا چاہیے کہ علما نے کبائر کی تفسیر مین اختلاف کیا ہی بعض کہتے ہین کہ کبائر سات ہین ایک شرک کرنا ساتھ اللہ کے **ف** یعنی جو باتین مختص ہین اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ غیر کے لیے ثابت کرنا مثلاً سوا خدا کے کسیکو قابل عبادت اور پرستش سمجھنا یا خدا کا سا علم محیط اور قدرت عام غیر کے لیے ثابت کرنا **ص** دوسرے بھاگنا کفار کے مقابلہ سے جہاد مین تیسرے نافرمانی کرنا والدین کی چوتھے خون ناحق کرنا پانچوین طوفان جوڑنا مسلمان پر چھٹے زنا ساتوین شراب پینا اور بعضون نے یتیم کا مال ناحق کھانا اور سود کھانا بھی بڑھایا ہی اور بیشک وارد ہوا حدیث مین کہ بچو تم سات گناہون سے جو ہلاک کرنے والے ہین شرک کرنا ساتھ اللہ کے سحر کرنا قتل کرنا اوس نفس کا جسکو حرام کیا اللہ نے مگر حق سے کھانا بیاج کا کھانا یتیم کے مال کا ناحق پیٹھ موڑنا دن مقابلہ کے کفار سے تہمت زنا کرنا مسلمان عورتون پاک دامنون کو **ف** روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے ابو ہریرہ سے **ص** اور فرمایا علیہ السلام نے کبائر شرک کرنا ہی ساتھ اللہ کے اور نافرمانی کرنا والدین کی اور خون ناحق کرنا اور قسم جھوٹی عمداً کھانا **ف** روایت کیا اوسکو بخاری نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے اور انس کی روایت مین جھوٹی گواہی ہی بدلے یمین جھوٹی قسم کے متفق علیہ **ص** تو صحیح یہ ہی کہ یہ حصر شین نہین ہین اسواسطے بیان حصر کے کبیرہ وہ گناہ ہی جسکو فاحش کہین جیسے لواطت یا باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا یا اوس باب مین کوئی نص قاطع وارد ہو عذاب کا دنیا آخرت مین اور کہا امام حلوانی نے کہ کبیرہ وہ گناہ ہی جو شنیع ہو مسلمانون مین اور اوس مین ہتک حرمت الٰہی ہو یا ہتک حرمت دین ہو تو عدالت مین جیسے پرہیز کرنا کبائر سے ضرور ہی اسی طرح یہ بھی چاہیے کہ صغیرہ پر اصرار نکرتا ہو اسواسطے کہ اصرار یعنی بار بار کرنا صغیرہ کو کبیرہ کرتا ہی اور یہ جو کہا کہ غالب ہو صواب اوسکا خطا پر یعنی نیکیان اوسکی برائیون پر زیادہ ہوں اسواسطے

کہ صرف صغیرہ سے آلودہ ہو تا عدالت کو ساقط نہین کرتا مین کہتا ہون کہ اسکے سوا ایک قید ضرور ہے وہ یہ ہے کہ بچے اون افعال سے جو دلالت کرتے ہین خسّت اور دناءت یعنی بیہودگی اور بے لحاظی پر جیسے راستہ مین کھانا کھانا یا راہ مین پیشاب کرنا ص اور مقبول ہے شہادت اقلف کی یعنی جسکا ختنہ نہوا ہو مگر اوس صورت مین جب اوسنے دین کو ہلکا سمجھکر ختنہ نکیا ہو ف یعنی جب بلا عذر ختنہ ترک کیا ہووے تو اوسکی شہادت مقبول نہوگی در مختار ص اور خصی کی ف یعنی جسکے خصیہ نکالے گئے ہون اسواسطے کہ اوسمین اوسکا کچھ قصور نہین ہے بلکہ جبرا اوسکا ایک عضو کاٹا گیا تو ایسا ہوا کہ جیسے کسیکا جبرا ہاتھ کاٹا جاوے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین کہ حضرت عمرؓ نے قبول کی شہادت علقمہ خصی کی ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے ص اور ولد الزنا کی ف اسواسطے کہ یہ اوسکے ماں باپ کا فسق ہے اوسکا اسمین اختیار نہین اور امام مالک کے نزدیک ولد الزنا کی گواہی زنا مین مقبول نہین ص اور عمال سلطان کی ف عمال جمع عامل وہ لوگ ہین جو بادشاہ کیطرف سے واسطے تحصیل حقوق واجبہ کے معین ہین جیسے جزیہ اور خراج اور عشر اور زکوۃ وصول کرنیکے لیے ص بشرطیکہ معین نہون ظلم پر اسواسطے کہ نفس عمل فسق نہین اور بعضون کے نزدیک جب عامل سلطانی وجیہ صاحب مروت ہو کہ بیہودہ شبکے لیے کلام مین تو شہادت اوسکی مقبول ہے اگرچہ فاسق ہو اسواسطے کہ مروی ہے امام ابو یوسف سے کہ فاسق جب وجیہ ہووے جرات نہین کرتا ہو کذب پر تو شہادت اوسکی مقبول ہے ف اور اوپر اسکی تحقیق گذر چکی ص اور ایک بھائی کی دوسرے بھائی کے لیے اور اپنے چچا کے لیے اور اپنے محرم رضاعی ف جیسے رضاعی ماں بہن باپ بھائی ص اور سسرالی کے لیے ف مثلاً شہادت داماد کی واسطے خسر اور خوشدامن کے اور بالعکس درست ہے ص اور نہین مقبول ہے گواہی اندھے کی اور ایک روایت مین امام صاحب سے ہے کہ گواہی اندھے کی اون چیزون مین جن مین شہادت سمعی جائز ہے مقبول ہے اور یہی قول زفر کا ہے ف لیکن اس روایت پر فتوی نہین بلکہ صحیح یہی ہے کہ اندھے کی گواہی مطلقا درست نہین در مختار ص اور امام ابو یوسف اور شافعی رح کے نزدیک قبول کی جاویگی شہادت اندھے کی اوس صورت مین جب انکھیارا ہووے وقت اوٹھانے شہادت کے ف یعنی جسوقت یہ واقعہ ہوا تھا تو شہادت دو کنارے ہین ایک شروع کا کنارہ ہے یعنی جسوقت سے آدمی گواہ ہوتا ہے اوسکو وقت تحمل شہادت کہتے ہین اور ایک ختم کا کنارہ یعنی جب شہادت بیان کریگا قاضی کے سامنے اوسکو وقت ادائے شہادت کہتے ہین ص اور اگر ایک شخص وقت تحمل شہادت انکھوالا تھا اور اوسطرح وقت ادائے شہادت بھی لیکن قبل بیان کے قاضی قضا کرے اندھا ہو گیا تو قاضی کو بموجب اوسکے شہادت کے ساتھ قضا درست نہین طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک درست ہے اور یہی قول ظاہر تر ہے ف شامی نے لکھا کہ اور کتابون سے اس قول کی عدم اظہریت ثابت ہوتی ہے تو فتوی قول طرفین پر دیا ہوگا ص اور نہین مقبول ہے شہادت غلام کی اور اوس شخص کی جسکو حد قذف پڑی ہوا اگرچہ توبہ کر لیوے ف اور شافعی رح کے نزدیک بعد توبہ کے مقبول ہے دلیل ہماری قول ہے اللہ تعالی کا وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا یعنی نہ قبول کرو اون لوگون کی جنھون نے تہمت زنا کی لگائی اور حد کھائی گواہی کبھی ص مگر اوس شخص کی جسکو حد قذف حالت کفر مین پڑی ہو پھر وہ مسلمان ہو جاوے تو اب اوسکی گواہی مقبول ہے اور نہین ہے مقبول شہادت اوس شخص کی جو دشمن ہو بسبب دنیا کے ف نہ اپنے دشمن پر اور نہ غیر پر اسواسطے کہ عداوت دنیاوی رکھنا فسق ہے اور فا

کی گواہی کسی پر مقبول نہین یہی مضمون سمجھا جاتا ہے محیط اور واقعات اور بدایہ وغیرہ بہت سی کتابون سے لیکن محققین
فقہا نے تصریح کر دی ہے کہ مراد عداوت دنیاوی سے یہ نہین ہے کہ جو کوئی کسی سے جھگڑا وہ اوسکا دشمن ہو گیا بلکہ عداوت
دنیوی ایسی چاہیے جیسے ولی مقتول کی گواہی قاتل پر اور مجروح کی جارح پر اور مقذوف کی گواہی قاذف پر اور قافلے
والون کی جنکا اسباب لٹا رہزن غارت گر پر کذا فی البحر اور زاہدی نے لکھا ہے کہ روایت مقبوضہ یہ ہے کہ قبول کیجاویگی شہادت
عدو دنیا کی اگر وہ عدل ہو یہی صحیح ہے اور اوسی پر اعتماد ہے خلاصہ لیکن یہ عبارت زاہدی کی عجیب ہے کیونکہ ابھی ثابت ہو چکا
کہ عداوت رکھنا بسبب دنیا کے فسق ہے اور جب وہ موجب فسق ہوئی تو مرتکب اوسکا عدل کیسے رہیگا اس لحاظ سے
صحیح وہی ہے جو منقول ہوا بحر سے ص اور نہین مقبول ہے شہادت مرد کی اپنی اصل اور فرع اور زوجہ کے لیے البتہ اونکے
اوپر درست ہے اور شہادت عدو کی بالعکس ف یعنی اپنے عدو پر درست نہین اور عدو کے لیے درست ہے اصل
جیسے باپ دادا مان نانی نانا فرع جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی اور جیسے زوج کی شہادت زوجہ کے لیے
ناجائز ہے ویسے ہی شہادت زوجہ کی زوج کے لیے اور اصل اس باب مین وہ حدیث ہے جسکو بیان کیا صاحب ہدایہ نے کہ نہ قبول کیجاوے گی
شہادت والد کی واسطے ولد کے اور نہ ولد کی واسطے والد کے اور نہ عورت کی واسطے خاوند اپنے کے اور نہ خاوند کی واسطے عورت
اپنی کے اور نہ غلام کی واسطے مولی اپنے کے اور نہ مولی کی واسطے غلام اپنے کے اور نہ شریک کی واسطے شریک اپنے کے اور نہ
نوکر کی واسطے آقا اپنے کے زیلعی نے تخریج مین کہا کہ یہ حدیث غریب ہے لیکن ذکر کیا ابن الہمام نے فتح القدیر مین کہ روایت
کیا اوسکو خصاف نے یعنی ابوبکر رازی نے اپنی مسند طویل سے حضرت عایشہ رض سے اور روایت کیا عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ نے
قول شریح قاضی کا مثل اسکے اشباہ والنظائر مین ہے کہ دو جگہ شہادت زوج کی زوجہ کی مضرت پر درست نہین ایک یہ کہ زوج
نے عیب زنا کا لگایا زوجہ سے پھر تین شاہدون کے ساتھ گواہی دی دوسری یہ کہ زوج نے مع ایک شخص کے گواہی دی زوجہ کے
اقرار پر کہ مین فلانے شخص کی لونڈی ہون اور وہ شخص اسکا مدعی ہے ص اور نہین مقبول ہے گواہی مولی کی واسطے غلام اپنے
کے اور مکاتب اپنے کے شریک کی واسطے شریک اپنے کے مال شرکت مین ف یعنی جس چیز مین شریک ہے دلیل اس اصول کی وہی حدیث
حضرت عایشہ اور اثر شریح کا ہے جسمین یہ مضمون ہے کہ نہین جائز ہے شہادت شریک کی واسطے دوسرے شریک کے اوس چیز مین جسمین
شرکت ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ غیر مال شرکت مین شہادت شریک کی واسطے دوسرے شریک کے درست ہے ص اور اجیر کی واسطے
استاد اپنے کے ف اسکی دلیل بھی اوپر گذری مراد اجیر سے یہان وہ چیلہ خاص ہے جو اپنے اوستاد کا ضرر اپنا ضرر سمجھتا ہے اور اوسکا
نفع اپنا نفع سمجھتا ہے اس باب مین دوسری بھی حدیث آئی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رد کی شہادت خیانت
والے مرد اور خیانت والی عورت کی اور عداوت والے کی اپنے بھائی پر اور شہادت قانع کی واسطے اہل بیت کے اور غیر اہل بیت کیواسطے
جائز رکھی روایت کیا اوسکو ابوداود نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے اور قانع سے اسی قسم کا چیلہ
اور شاگرد خاص مراد ہے اور بعضون کے نزدیک اجیر سے مراد اجیر خاص ہے یعنی نوکر جسکی تنخواہ ماہانہ یا سالانہ مقرر ہو اور اس سے
احتراز ہو گیا اجیر مشترک سے جیسے دھوبی خیاط لوہار بڑھئی نائی کہ انکی گواہی مستاجر کے لیے درست ہے اور شہادت اوستاد
کی اور مستاجر کی واسطے اجیر خاص شاگرد کی بھی درست ہے دیکھو مختار ص اور نہین مقبول ہے شہادت اوس مخنث کی

جو نالائق فعال کرتا ہی ف یعنی عورتون کیسا سنگار اور بناؤ کرتا ہی اور لوچ کرتا ہی جیسے زنانے اس ملک کے ہوتے
ہین ہی ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لعنت کرے اللہ مردون مین سے مخنث پر اور عورتون مین سے
اون عورتون پر جو مردون کے ساتھ مشابہت کرتی ہین ص لیکن وہ مخنث کہ جو خلقی تھا نہین جماع پر اور نرمی اور
لچلچا پن ہو اوسکے اعضا مین تو اوسکی گواہی مقبول ہی ف اسواسطے کہ یہ امر غیر اختیاری ہی در مختار مین ہی کہ مخنث بمعنی اول
بفتح نون ہی اور بمعنی ثانی بکسر نون ص اور نہین مقبول ہی شہادت گانے بجانے والی عورت کی اور نہ ماتم اور نوحہ کرنیوالی
کی ف اسواسطے کہ عورت کو آواز بلند کرنا حرام ہی تو اگر اوسکا گانا دفع وحشت کے لیے ہو تب بھی حرام ہی در مختار منع
کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو احمق آوازون سے یعنی گانے والی اور نوحہ کرنے والی کی آواز سے روایت کیا اوسکو ترمذی نے
نوحہ کرنے والی سے مراد وہ عورت ہی جو اجرت لیکر جہان موت ہوتی ہی جاکر نوحہ کرتی ہی اور جو اپنے کسی عزیز کے مرجانے پر نوحہ کرے
تو گواہی مقبول ہی در مختار ص اور جسنے خمر ف مصنف نے خمر مین بھی قید مداومت کی لگائی لیکن در مختار مین
خلاف اسکے مرقوم ہی کہ خمر کے ایک قطرہ کے پینے سے بھی بطریق لہو کے مردود الشہادۃ ہو جاویگا اوسمین مداومت شرط نہین کیونکہ حرمت
خمر کی قطعی ہی در مختار بیان خمر کا کتاب الاشربہ مین انشاء اللہ تعالی آویگا ص یا اور شیا مسکرہ پر بطریق لہو کے مداومت کی ف
اسواسطے کہ جو اشربہ مسکر نہین ہی اوسکی مداومت عدالت کو ساقط نہین کرتی بلکہ ادمان سکر موجب ہی سقوط عدالت کا اور ذکر کیا ہی نقایہ نے
کہ ادمان سے مراد وہ ادمان ہی جو نیت سے ہوتا ہی یعنی ایک دفعہ پیکر پھر نیت یہ رکھے کہ جب اوسکو پاویگا پی لیویگا کہا امام سرخسی
نے کہ شرط یہی ہی اسکے ساتھ یہ بات کہ ظاہر ہوجاوے لوگون پر یا حالت نشہ مین نکلے اور لڑکے اوس سے مسخرہ پن کرین یہان تک کہ اگر
خمر پیاوے پوشیدہ تو عدالت اوسکی ساقط نہوگی اور مذکور ہی حواشی مین کہ قید لہو واسطے غیر خمر کے ہی اور خمر مین کچھ اس قید کی حاجت
نہین مین کہتا ہون خمر مین بھی قید لہو کی ضروری ہی اسواسطے کہ پینا اوسکا واسطے دوا کے جب اطباء حاذقین یہ کہدین کہ اس مرض کا علاج
سوا خمر کے اور نہین ہی مختلف فیہ ہی بعضون کے نزدیک حرام ہی اور بعضون کے نزدیک نہین تو وہ مسقط عدالت نہوگا اسی طرح
ساقط ہو جاویگی عدالت اوس شخص کی جو بیٹھے شرابخوارون مین پینے والون کے ساتھ ورنہ مقبول ہوگی شہادت اوسکی اگرچہ خود
نہ پیے کذا فی الاکمل فائدہ اگرچہ صاحب در مختار نے خمر مین باتباع صاحب بحر الرائق ادمان کو شرط نہین رکھا لیکن صحیح یہی ہی کہ خمر مین
بھی ادمان شرط ہی تا فعل اوسکا ظاہر ہووے ایسا ہی ظاہر ہی کافی اور قاضی خان اور ذخیرہ اور زیلعی اور عینی اور نہایہ سے
ص اور جو شخص کھیلتا ہی پرندون سے ف جیسے کبوتر بازی مرغ بازی وغیرہ اور اگر کبوترون کو یون ہی پالے واسطے دفع
وحشت کے تو درست ہی مگر جب کہ غیر کے کبوتر کھینچ لیتا یا پکڑ رکھتا ہو تو مباح نہین بسبب حرامخوری کے در مختار ص یا
طنبورہ سے ف داخل ہین اسمین اور آلات لہو جیسے ڈھول سارنگی بربط وغیرہ ص یا گاتا ہی لوگون کو جمع کرکے سنانے کے
لیے اور جو اپنے لیے آپ گاوے واسطے رفع وحشت کے تو وہ ساقط نہین کرتا عدالت کو ف خصوصاً اوس صورت مین
جب وہ کلام وعظ اور نصیحت ہووے تو وہ اتفاقاً جائز ہی در مختار ص یا ارتکاب کرتا ہی کسی گناہ کبیرہ کا جو موجب حد ہی ف جیسے زنا قتل قطع طریق
ص یا داخل ہوتا ہی حمام مین بغیر تہ بند کے ف اسواسطے کہ کشف عورت حرام ہی ہدایہ ص یا سود کھاتا ہی
ف لیکن شرط کی ہی مبسوط مین کہ مشہور ہو سود خوری مین اسواسطے کہ آدمی بہت کم خلاص پاتا ہی بیوع فاسدہ سے

حلال کرے وہ سب سود مین داخل ہین کذا فی الاصل ص یا چوسر اور شطرنج شرط بدکر کھیلتا ہو ف مختار یہ ہے کہ چوسر بلا شرط بھی کھیلنا
ساقط کرتا ہے عدالت کو لیکن شطرنج مین چونکہ اختلاف ہے اسلیے چھ چیزون مین سے ایک چیز بھی اگر اوسکے ساتھ پائی جاویگی تو مسقط
عدالت ہوگی فوت صلوۃ کثرت حلف لعب در راہ شب و شتم مداومت شرط ص یا اوسکے سبب نماز فوت ہو جاوے ف ہدایہ
مین ذکر کیا شرط بدکر کھیلنے چوسر اور شطرنج کو پھر کہا صاحب ہدایہ نے لیکن بغیر شرط خالی کھیلنا شطرنج عدالت کو ساقط نہین کرتا
اسواسطے کہ اعتقاد کو دخل ہے اور اس سے سمجھا گیا کہ چوسر مین شرط کا ہونا یا نماز کا قضا ہوجانا سقوط عدالت مین ضرور نہین
تو قید شرط کی اور نماز کی فوت کی چوسر مین جو مصنف سے واقع ہوئی اتفاقی ہے اور ذخیرہ مین ہے کہ کھیلنا چوسر کا رد کرتا ہے شہادت
کو ہر حال مین خواہ شرط ہو یا نہ ہو یا نماز فوت ہو یا نہ ہو کذا فی الاصل ص یا پیشاب کرتا ہے رستہ مین یا کھاتا ہے راہ مین
ف داخل ہین اسمین وہ افعال سب جو خلاف مروت و حیا اور تہذیب ہین جیسے راہ مین فقط پاجامہ پہنے ہوئے چلنا یا
لوگون کے روبرو پانون پھیلانا اور وہان سر کھولنا جہان پر ننگے سر اہل عرف داخل ہے اور ایک لقمہ کی چوری کرنا اور حد سے زیادہ
دل لگی اور مذاق کرنا کہ موجب استخفاف ہو اور کمینون رذیلون کی صحبت مین بیٹھنا اور بازار مین دل لگی اور شور و غل کرنا
فتح و طحطاوی ص یا علانیہ برا کہتا ہے اگلے دینداروں کو یعنی صحابہ کرام یا علماے مجتہدین رحمہم اللہ کو ف درمختار
مین ہے کہ سلف سے مراد تابعین ہین جیسے امام ابو حنیفہ رح اور قید سلف کی اتفاقی ہے اسواسطے کہ صرف مسلمان کو برا کہنا
موجب فسق ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ برا کہنا مسلمان کو گناہ ہے اور قتل کرنا اوسکا کفر ہے روایت کیا اوسکو بخاری
اور مسلم نے عبد اللہ بن مسعود سے **مسائل الحاقیہ** شہادت ایسے دوست کی دوسرے دوست کے لیے
جنمین انتہا درجہ کی دوستی ہو اور اس طرح کی کہ ہر ایک دوسرے کے مال مین بلا تامل تصرف کرے جائز نہین گواہ مدعی کے اگر مدعی علیہ
سے نہایت جھگڑتے پھرین اور خصومت کرین تو اونکی شہادت مقبول نہوگی اسلیے کہ وہ مدعی علیہ کے مخاصم ہو گئے اسیطرح
مقبول نہین شہادت جعلساز وکیلون کی اور قبالہ نویسون کی اور کاتبین دستاویزات کی اور دلالون کی اور کسان کی
واسطے زمیندار کے اور رعایا اور توابع کی واسطے اسکے اور گونگے کی اور لڑکون کی اپسکے کھیل کود مین اور بہت بادہ گو
اور بیہودہ بکنے والے کی یا بہت کثرت سے قسم کھانیوالے کی اور تارک زکوۃ اور تارک حج یا تارک جمعہ یا جماعت یا بھوک سے
زیادہ کھا جانے والے کی اور تماشائیون کی اور ناچنے والون کی اور کفن بیچنے والے کی ہمہ خشار بمقتضی اور تحقیق کے جو جو
شہادت فاسق مین ذکر کی جو لوگ ان مین سے ایسے ہین کہ اونکی شہادت بسبب فسق کے رد کی جاتی ہے در صورت وجود
شرائط مذکورہ سابق کے شہادت قبول کیجاویگی ایسے مواقع اور محال مین قاضی کو اختیار ہے کہ بلحاظ عرف اور موقع اور وضع
و روش شاہد کے عمل کرے ص دو بیٹون نے گواہی دی اس بات کی کہ ہمارے باپ نے زید کو وصی بنایا تھا تو اگر زید
مدعی ہے وصایت کا تو یہ شہادت مقبول ہوگی اور اگر منکر ہے تو مقبول نہوگی جیسے میت کے دو مدیون یعنی قرضخواہون نے یا میت کے دو مدیون
یعنی قرضدارون نے یا اون شخصون نے جنکے لیے میت نے کچھ مال کی وصیت کی ہے یا میت کے دو بھائیون نے زید کی وصایت کی گواہی دی تو اگر زید اپنے وصی ہونیکا
مدعی ہے تو شہادت جائز ہے ورنہ جائز نہین اور اگر دو بیٹون نے گواہی دی اس بات کی کہ ہمارے باپ نے جو غائب ہے زید کو وکیل بنایا تھا اپنے قرضہ وصول
کرنے کا اور زید نے دعوی کیا وکالت کا یا انکار کیا کسی صورت مین یہ گواہی مقبول نہوگی ف

اس گواہی سے کہ وقت تہمت اچھا ہو کر بر مقتول کے ورثہ نے گواہ قائم کیے زید پر کہ اوسنے مقتول کو زخمی کیا اور مار ڈالا اور زید نے مقتول کے اقرار پر کہ مجکو زید نے نہین مارا تو گواہ زید کے مقبول ہونگے گواہ اکراہ کے معتبر ہین گواہون سے رضامندی کے اگر دونون کی تاریخین متحد ہون اور اگر تاریخین مختلف ہون یا تاریخ بیان نکرین تو گواہ رضامندی کے معتبر سمجھے جاوینگے گواہی فساد عقد کی اولی ہی گواہی سے صحت عقد کی اور قول مدعی صحت عقد کا اولی ہی قول سے مدعی فساد کے قول بیع مقدم ہی قول رہن پر قول بیع فاسد مقدم ہی قول بیع بات پر شہادت ناقصہ کو دوسرے شہود کامل کر سکتے ہین جیسے دو شاہدون نے شہادت دی اس بات کی کہ یہ مکان زید مدعی کا ہی اور دو اور شاہدون نے یہ پورا کر دیا کہ وہ قبضے مین مدعی علیہ کے ہی یا دو شاہدون نے ملک کی گواہی دی شی محدود مین اور دو اورون نے حدود اوسکے بیان کر دیے یا دو نے شہادت دی اسم اور نسب پر اور دو نے اوسکی تعیین کر دی اگر ایک شاہد نے اظہار دیا اور اور شاہدون نے کہا کہ ہمارا اظہار اوسکے موافق ہی تو نہین قبول کیا جاویگا یہانتک کہ ہر ہر شاہد اپنا جدا جدا اظہار دیوے شہادت جب باطل ہو جاتی ہی بعض مین باطل ہو جاتی ہی کل مین مثال اوسکی یہ ہی کہ بھائی بہن نے ایک زمین کا دعوی کیا تو بہن کے زوج اور دوسرے شخص نے گواہی دی تو بہن اور بھائی دونون کے حق مین مقبول نہوگی اور یہ قول معتمد محمد کا ہی اور ابو یوسف کے نزدیک جائز ہی کہ شہادت بعض مین باقی رہے اور بعض مین باطل ہووے از انجملہ یہ ہی کہ دو کافرون نے مسلم اور کافر پر کپڑے کی چوری کی گواہی دی تو درحق قطع مقبول نہین اور کافر پر نصف کپڑے کا حکم ہوگا باقی صورتین اس کی مذکور ہین اشباہ مین در مختار و طحطاوی سے

## باب گواہی مین اختلاف ہونیکے بیان مین

**ص** شرط ہی موافقت شہادت اور دعوی مین اسیطرح درمیان مین دونون شاہدون کے لفظاً اور معنی نزدیک امام صاحب کے **ف** تطابق لفظی سے مراد یہ ہی کہ دونون شاہدون کے لفظ افادہ معنی مین برابر ہون خواہ وہی لفظ ہو بعینہ یا اوس لفظ کا مرادف ہو تو اگر ایک شاہد ہبہ کی گواہی دیوے اور دوسرا عطیہ کی گواہی تو مقبول ہی **ص** اور صاحبین کے نزدیک صرف تطابق معنوی کافی ہی تو اگر ایک شاہد نے ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کی یا ایک نے سو کی اور دوسرے نے دو سو کی یا ایک نے ایک طلاق کی گواہی دی اور دوسرے نے دو طلاق کی یا تین طلاق کی تو امام صاحب کے نزدیک یہ شہادت بالکل مردود ہوگی **ف** اور اقل و اکثر کسی کا حکم نہوگا **ص** اور صاحبین کے نزدیک اقل پر قبول کیجاویگی **ف** یعنی صورت اولی مین ہزار کی اور صورت ثانی مین سو کی اور صورت ثالث مین ایک طلاق کے ثبوت کا حکم دیا جاویگا **ص** جب مدعی اکثر کا دعوی کرتا ہو اور جو مدعی اقل کا مدعی ہو تو شہادت باتفاق مردود ہوگی اسواسطے کہ مدعی خود تکذیب کرتا ہی دوسرے شاہد کی جو زیادہ بیان کرتا ہی دعوی سے **ص** اگر ایک گواہ نے ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے ہزار اور ایک سو کی تو شہادت ہزار پر مقبول ہوگی اگر مدعی ہزار اور ایک سو کا دعوی کرتا ہو اور جب مدعی ہزار کا دعوی کرتا ہو اسطرحپر کہ کہے کہ میرے مدعی علیہ پر نہین ہین مگر ہزار روپیہ یا سکوت کرے اون سو روپیہ زائد سے تو نہ قبول کیجاویگی شہادت اوس گواہ کی جو زائد بیان کرتا ہی البتہ اسصورت مین اگر مدعی یون توجیہ کر دیوے کہ اصل حق میرا ہزار اور ایک سو روپیہ تھا لیکن مین سو روپیہ وصول پا چکا ہون یا مینے ابرا کیا ہی سو روپیہ **ف** یعنی معاف کر دیے **ص** تو شہادت اوسکی مقبول ہو جاویگی

بسبب موافقت کے **ف** درمختار مین ہی کہ یہ حکم دین مین ہی اور دعوی عین مین جسقدر پر دونون شاہدون کا اتفاق ہوگا
دلایا جاویگا اور عقود یعنی بیع اور شرا مین مطلقاً اختلاف شہادت مانع ہی قبول سے خواہ دعوی قلیل کا ہووے یا اکثر کا ہووے **ص**
اسی طرح اگر ایک شاہد نے گواہی دی ایک طلاق پر اور دوسرے نے ایک طلاق اور نصف طلاق پر یا ایک نے سو پر اور دوسرے نے
سو اور دس پر تو شہادت ایک طلاق پر اور سو پر مقبول ہوگی **ف** اسواسطے کہ ان مسائل مین دونون شاہد متفق ہین ہزار
اور ایک طلاق اور سو پر لفظاً و معنیً **ص** اگر دونون شاہدون نے ہزار روپیہ کی گواہی دی اور ان دونون مین سے ایک نے کہا
کہ پانسو روپیہ مدعی علیہ مدعی کو ادا کر چکا ہی تو قبول کیجاویگی شہادت ان دونون کی ہزار روپیہ پر اور لازم کیے جاوینگے ہزار روپیہ مدعی علیہ
پر اور نہ التفات ہوگا اوس شاہد کے قول کیطرف پانسو روپیہ کا ادا کرنا بیان کرتا ہی اسواسطے کہ وہ متفرد ہی اس شہادت مین مگر جب
اوسکے ساتھ دوسرا شخص بھی شہادت اسکی دیوے اور جس گواہ کو یہ معلوم ہووے کہ مدعی اپنے دین مین سے کچھہ وصول پا چکا ہی تو
نہ شہادت دیوے یہانتک کہ مدعی اوسکا اقرار نکرے تاکہ مدعی علیہ کا ضرر نہووے جبکہ دو شاہدون نے گواہی دی مدعا علیہ پر کہ اوسنے زید کو دسوین تاریخ
ذیحجہ یعنی عید کے دن مکہ مین قتل کیا ہی اور گواہی دی اور دو شاہدون نے کہ اوسنے زید کو اوسی تاریخ کوفہ مین قتل کیا ہی اور وہ دونون شہادتین قاضی کے پاس گئین تو حکم سکتا دونون
مردود ہوجاوینگی اسلیے کہ ایک ان مین جھوٹی ہی یقیناً اور کوئی دوسرے سے اولی نہین کہ اوسکا اعتبار کیا جاوے اگر قاضی ایک شہادت سے حکم دیچکا بعد اوسکے
دوسری شہادت خلاف اوسکے گذری تو دوسری مقبول نہوگی کیونکہ شہادت اولی کو ترجیح ہوگئی ساتھہ قضا قاضی کے تو
نہ توڑی جاویگی شہادت ثانیہ سے اگر دو گواہون نے زید پر شہادت دی کہ اوسنے ایک بیل چرایا لیکن اوسکے رنگ مین
اختلاف کیا تو شہادت مقبول ہوگی اور زید کا ہاتھہ کاٹا جاویگا اور اگر ایک گواہ نے شی مسروقہ کو نر بتایا اور دوسرے نے مادہ تو شہادت
مقبول نہوگی یہ مذہب امام صاحب کا ہی اور صاحبین کے نزدیک دونون صورتون مین قطع ید کا حکم نہوگا اور بعضون نے
کہا ہی کہ اختلاف امام اور صاحبین کا اون دو رنگون مین ہی جو قریب قریب مشابہ ایک دوسرے کے ہین جیسے سیاہی اور
سرخی نہ بیچ سیاہی اور سپیدی کی اور کہا گیا ہی کہ اختلاف سب رنگون مین ہی **ف** اور یہی صحیح ہی عنایہ **ص**
امام صاحب کی دلیل یہ ہی کہ سرقہ اکثر واقع ہوتا ہی شب مین اور گواہ اوسکو دور سے دیکھتے ہین تو اختلاف رنگ کا مانع نہو
**ف** اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ بیل کا یا جو جانور ہووے ایک طرف کا دھڑ سیاہ ہوتا ہی اور دوسری طرف کا سپید تو جائز
ہی کہ ایک شاہد نے ایک طرف کا دھڑ دیکھا ہو اور دوسرے نے دوسری طرف کا ہدایہ **ص** اور ظاہر تر قول صاحبین
کا ہی **ف** جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف اوسصورت مین ہی کہ مدعی دعوی سرقہ ایک بیل کا کرے اور اوسکا رنگ بیان
نکرے اور جو اوسنے رنگ بیان کر دیا تو شہادت بالاجماع مقبول نہوگی اسواسطے کہ مدعی تکذیب کرتا ہی ایک شاہد کی
چلپی **ص** اگر ایک شاہد نے گواہی دی اس بات کی کہ یہ غلام خریدا ہی ہزار کو یا مکاتب ہی ہزار روپیہ پر اور دوسرے نے ہزار اور
سو بیان کیے تو شہادت دونون کی مردود ہوگی **ف** برابر ہی کہ مدعی اکثر کا ہو یا اقل کا درمختار **ص** اگر
ایک شاہد نے گواہی دی اس بات کی کہ مولی نے آزاد کیا اس غلام کو یا صلح کی قصاص سے یا گرو رکھا اس چیز کو یا خلع کیا عوض
مین ہزار روپیہ کے اور دوسرے نے ہزار اور سو روپیہ بیان کیے اور مدعی غلام ہی **ف** عتق کے دعوی مین **ص**
او قاتل ہی **ف** صلح کے دعوی مین **ص** اور راہن ہی **ف** رہن کے دعوی مین **ص** اور عورت ہی

ف خلع کے دعوے مین ص تو شہادت مطلقاً باطل ہو گی ف خواہ مدعی اکثر کا دعوی کرتا ہو یا اقل کا ص
اور اگر مدعی مولی ہے یا ولی مقتول ہے یا مرتہن ہے یا شوہر ہے تو حکم اوسکا مثل دعوی دین کے ہو گا ف یعنی اگر شاہدین مختلف ہونگے
لفظاً تو نہ قبول کیجاویگی شہادت نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور اگر متفق ہونگے تو اگر مدعی دعوی کرتا ہے اقل کا تو نہ مقبول ہو گی شہادت
اور شاہد کی جو زیادہ بیان کرتا ہو اگر دعوی کرتا ہے تو شہادت اقل پر مقبول ہو جاویگی کذا فی الاصلاح ص اور اجارہ مین اگر قبل گذرنے
مدت کے اس قسم کا شاہدین مین اختلاف نہ ہوا ف یعنی ایک شاہد نے مثلاً اجرت مکان کی سو روپیہ بیان کیے اور دوسرے نے
سو اور پچاس روپیہ ص تو حکم اوسکا مثل بیع کے ہو گا ف یعنی شہادت ہر طرح سے باطل ہو گی خواہ مدعی اکثر کا
دعوی کرتا ہو یا اقل کا ص اور اگر بعد مدت گذرنے کے اختلاف ہوا تو حکم اوسکا مثل دعوی دین کے ہو گا ف جسطرح
ابھی گذرا ص اور اگر نکاح مین اس قسم کا اختلاف ہو یعنی ایک گواہ نے نکاح ہزار روپیہ پر بیان کیا اور دوسرے نے ہزار
اور پانسو پر تو اقل پر نکاح صحیح ہو جاویگا نزدیک امام صاحب کے ف مطلقاً خواہ مدعی زوج ہو یا زوجہ اقل کا دعوی ہو یا اکثر
کا درمختار ص اور صاحبین کے نزدیک شہادت رد کیجاویگی اور قول ضعیف یہ ہے کہ اختلاف اوس صورت مین ہے
جب مدعی زوجہ ہو اور اگر زوج مدعی ہو تو شہادت اتفاقاً مقبول ہو گی ف لیکن صحیح وہی قول ہے کہ ہر صورت مین
اختلاف ہے درمختار ص اور لازم ہے میراث کی گواہی مین شاہد کو جر میراث کرنا طرف مدعی کے یعنی یہ کہنا کہ مورث مر گیا
اور متروکہ کو اوسنے مدعی کے واسطے میراث چھوڑا یا یون کہنا کہ مورث مدعی کا مر گیا اور تا دم موت یہ چیز اوسکے قبضے مین تھی یا ملک
مین تھی اور امام ابی یوسف کے نزدیک جر میراث ضرور نہین ف اور فتوی قول طرفین پر ہے اور جر میراث کے ساتھ دیا
اور ضرور ہین ایک یہ کہ سبب وراثت مدعی بیان کرنا کہ مدعی میت کا بھائی سگا ہے یا سوتیلا یا چچا ہے دوسری یہ کہ سوا اسکے
اور کسی کو مین وارث میت کا نہین جانتا اور میت کا نام بیان کرنا شرط نہین درمختار ص تو اگر شاہد نے یہ کہدیا کہ یہ چیز
مدعی کے باپ کی تھی اوسکی عاریت یا امانت یا اجارہ مین دی تھی اوس شخص کو جو قابض ہے تو جائز ہو جاویگا بلا ذکر جر میراث کے اگر
دو شاہدون نے گواہی دی اس بات کی کہ یہ چیز مدعی کے قبضے مین تھی اتنی مدت سے اور وقت دعوی کے وہ چیز اوسکے قبضے مین
نہین ہے تو اس شہادت سے ملک مدعی کی ثابت نہو گی ف اسواسطے کہ شہادت مجہول ہے کیونکہ گواہون نے یہ نہین بیان کیا کہ مدعی
کے قبضے مین بطور ملک تھی اور قبضہ جیسا کہ ہوتا ہے بطریق ملک ویسا ہی ودیعت اور ضمان تو متعذر ہوئی قضا اور نزدیک ابو یوسف کے
شہادت مقبول ہو گی ص ہان اگر مدعی علیہ نے اقرار کیا کہ یہ چیز مدعی کے قبضے مین تھی یا گواہون نے مدعی علیہ کے اس اقرار پر گواہی دی
تو شہادت صحیح ہو جاویگی اور ملک مدعی کی ثابت ہو جاویگی ف اسیطرح اگر گواہون نے یہ کہا کہ یہ چیز مدعی کے قبضے مین بطور ملک تھی تب بھی صحیح ہو جاویگی درمختار

## باب شہادۃ علی الشہادۃ کے بیان مین

شہادت علی الشہادۃ سب مقدمات مین سوا حدود اور قصاص کے مقبول ہے لیکن شرط اوسکے قبول ہونے کی یہ ہے کہ اصل
شہود کا حاضر ہونا متعذر ہو بسبب اونکے مر جانے کے یا بیماری کے یا مدت سفر پر ہونے کے ف یعنی اصلی گواہ اتنے فاصلے پر
ہوون قاضی سے کہ وہ تین دن تین رات کی راہ ہو جسطرح کہ کتاب الصلوۃ مین گذرا ص اور امام ابو یوسف کے نزدیک
صرف اتنا دور ہونا کافی ہے کہ اگر صبح کو شاہد اپنے گھر سے واسطے شہادت کے نکلے تو پھر رات کو گھر مین نہ رہ سکے ف درمختار

مین ہے کہ اسی مذہب پر فتوی ہے اور پسند کیا ہے اس قول کو بہت سے علما نے اور منجملہ اعذار یہ بھی ہے کہ اصل شاہد عورت پردہ نشین ہووے یا سوا حاکم کے کسی اور کی قید مین ہووے ص اور یہ بھی شرط ہے کہ ہر گواہ اصل کے گواہی پر دو آدمی گواہ ہووین لیکن یہ ضرور نہین کہ ہر گواہ اصل کے دو دو فرع الگ الگ ہووین ف مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ اصلی دو گواہون مین ہر ایک کی شہادت پر دو گواہ ہون تو اس کی ہمارے نزدیک دو صورتین ہو سکتی ہین مثلاً زید اور عمرو گواہ اصلی ہین اور خالد اور بکر گواہ فرعی تو پہلی صورت یہ ہے کہ خالد اور بکر دونون زید کی شہادت پر بھی گواہ ہون اور عمرو کی شہادت پر بھی گواہ ہون اور دوسری صورت یہ ہے کہ زید کی گواہی کے خالد اور بکر گواہ ہون اور عمرو کی گواہی کے قاسم اور سالم گواہ ہون ص اور امام شافعی کے نزدیک صورت ثانی صحیح ہے ف یعنی ہر گواہ کی شہادت پر جدا جدا دو گواہ ہون ص اور یہ صورت درست نہین ہے کہ اصلی شاہدون مین سے ایک ایک کی شہادت پر ایک ایک گواہ ہووے گواہ فرعی بنانیکا طریقہ یہ ہے کہ اصلی گواہ فرعی گواہون کے سامنے یہ کہے کہ تم گواہ رہو میری گواہی پر اس بات کی کہ فلانے نے اس امر کا اقرار کیا تھا اور فرعی گواہ وقت ادائے شہادت کے یون کہے کہ مین گواہی دیتا ہون فلانے کی گواہی پر ساتھ اس بات کے ف یہ قول ابو جعفر کا ہے اور اسی پر فتوی دیا ہے امام سرخسی نے اور اصل مین دو عبارتین اور مذکور ہین مگر دونون طویل ہین ص اگر فرعی گواہ اصلی گواہون کی عدالت بیان کر دیوین تو صحیح ہو جاویگا جیسے ایک مقدمہ کے دو گواہون مین سے ہر ایک نے دوسرے کی تعدیل کی تو صحیح ہے اور اگر فرعی گواہ اصلی گواہون کی عدالت بیان نہ کرین تو قاضی اونکی عدالت تحقیق کر لیوے ف یعنی قاضی اصلی گواہون کا حال دریافت کرے تو اگر اونکی عدالت ثابت ہووے تب فرعی گواہون کی شہادت قبول کرے ورنہ نہین یہ مذہب امام ابو یوسف کا ہے اور امام محمد کا اس مین خلاف ہے مذکور ہے اصل مین اور ابو یوسف کا مذہب صحیح ہے ص باطل ہو جاتی ہے شہادت فرعی گواہون کی اگر اصلی گواہون نے شہادت سے انکار کیا ف چنانچہ اصول نے یون کہا کہ ہم گواہ نہین اس مقدمہ کے یا ہمنے اونکو گواہ نہین کیا یا ہمنے گواہ کیا لیکن غلط کہا ہمنے یا اصلی گواہ مجنون یا گونگے یا اندھے ہو گئے یا انھون نے منع کر دیا فرعی گواہون کو گواہی سے اور اگر اصلی گواہ وقت استفسار کے چپ ہو رہے یعنی نہ انکار کیا نہ اقرار تو شہادت فروع کی قبول ہو جاویگی در مختار ص زید اور عمرو نے گواہی دی کہ ہمکو بکر اور خالد نے گواہ کیا تھا اس بات پر کہ مسماۃ عزہ بنت عمرو قبیلہ مضر کی نے اقرار کیا تھا ہزار روپیہ کا واسطے فلان کے اور بکر اور خالد نے کہا تھا کہ ہم اوس عورت کو پہچانتے ہین بعد اسکے مدعی ایک عورت کو لایا اور اوسنے کہا کہ یہ وہی عورت ہے جسپر گواہی دی زید اور عمرو نے اوسپر زید اور عمرو نے یہ کہا کہ ہم نہین جانتے اس بات کو کہ یہ وہی عورت ہے یا اور کوئی تو مدعی کو حکم ہوگا کہ تو اس بات کے دو گواہ لا کہ یہ عورت وہی فلانی عورت ہے جس کا نام و نسب زید اور عمرو نے بیان کیا ہے ف اور اصل کتاب مین اس مسائل مین تفصیل کی ہے ص اسیطرح ایک قاضی کا خط جو دوسرے قاضی کے پاس جاوے اور خط لیجانے والے گواہ مدعی علیہ کو پہچانتے نہون تو قاضی مکتوب الیہ مدعی سے کہے کہ لا دو گواہ اس امر کے کہ شخص جسکو تو لایا ہے وہی مدعی علیہ ہے جسکو قاضی کاتب نے لکھا ہے اگر ان دونون صورتون مین گواہون نے مدعی علیہ کی نسبت طرف مضر کے کر دی تو یہ جائز نہوگا جبتک کہ

کہ اوسکی نسبت خاص جھوٹے کیطرف بیان نکرتے یعنی عرب مین ہے اور لیکن عجم مین تو وہ لوگ سے اپنے النساب شائع کرتے تو فقط ذکر پیشہ کا قائم مقام تھا اونکے دادا کے ذکر کرنے کے ف عجم کہتے ہین ماسوا عرب اور لوگون کو ص جس شاہد نے اقرار کیا کہ مینے شہادت دروغ دی تو اوسکی شہرت کردیجائیگی اور نہین تعزیر دیا جائیگا ساتھ ضرب یا حبس کے اسواسطے کہ شریح ف قاضی کوفہ تھے مقرر کیا تھا اونکو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ص جھوٹے گواہ کو مشہور کرتے تھے اور تعزیر نہین دیتے تھے ف روایت کیا اوسکو محمد بن الحسن نے کتاب الآثار مین ص تو اگر وہ گواہ بازاری ہوتا تھا تو اوسکو اوسکے بازار مین روانہ کرتے تھے ورنہ اوسکی قوم کیطرف جسوقت وہ لوگ جمع ہوتے تھے اور کہلا بھیجتے کہ شریح نے تمکو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ اس گواہ کو ہمنے شاہد زور پایا تو پرہیز کرو اوس سے اور آگاہ کرو لوگون کو اوسکے حال سے اور صاحبین کے نزدیک اوسکو سزا ضرب اور حبس بھی کی ف اور تعزیر اوسکی رائے قاضی کیطرف مفوض ہے ہدایہ ص اور یہی قول شافعی کا ہے دلیل اس بات سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مارے شاہد زور کو چالیس کوڑے اور سیاہ کیا منہ اوسکا ف روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابن الہمام نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ یہی صحیح ہے ص بعضون نے کہا ہے کہ مصنف نے مسئلہ شہادت زور کو خاص کیا ساتھ اقرار شاہد کے اسواسطے کہ شہادت زور گواہون سے نہین ثابت ہوسکتی ہے بدون اقرار کے ف کیونکہ گواہون سے اگر ثابت ہو تو لازم آوے قبول شہادت نفی یا وہ معتبر نہین ص مین کہتا ہون کبھی جھوٹا ہونا گواہ کا معلوم ہوجاتا ہے بغیر اقرار کے جیسا کہ ایک شخص نے گواہی دی زید کی موت کی یا اس امر کی کہ فلانے نے قتل کیا اوسکو پھر زید زندہ نکلا یا کسی شخص نے گواہی دی چاند دیکھنے کی پھر تیس دن پورے گذرے اور آسمان مین کوئی آفت ابر وغیرہ کی تھی اور چاند نظر نہ آیا اور مثل اس کے بہت سی صورتین ہین

## فصل گواہی سے رجوع کرنیکے بیان مین

گواہ اگر پھر جاوے اپنی گواہی سے قاضی کے روبرو تو البتہ اوسکا اعتبار ہوگا ف اگرچہ وہ قاضی دوسرا ہو یعنی وہ قاضی نہو جسکے پاس پہلے گواہی دی تھی سو اگر رجوع کریگا غیر قاضی کے سامنے تو اوسکا اعتبار نہین اسواسطے اگر مشہود علیہ نے دعوی کیا رجوع شاہد کا غیر مجلس قضا مین تو یہ دعوی مسموع نہوگا بوجہ فاسد ہونے دعوے کے البتہ اگر مشہود علیہ گواہ قائم کرے اس بات پر کہ شاہدون نے اقرار رجوع کا کیا تھا نزدیک غیر قاضی کے تو مقبول ہوگا درمختار ص تو اگر قبل حکم کے پھر ف یعنی ابھی تک قاضی نے اوسکی شہادت سے حکم نہین کیا تھا کہ وہ اپنی گواہی سے پھر گیا ص تو ساقط ہوجاویگی شہادت اور کچھ تاوان نہوگا اوسپر ف اسواسطے کہ وہ قبل حکم کے پھر گیا تو اوسکی شہادت سے کچھ چیز تلف نہین ہوئی نہ مدعی کی نہ مدعی علیہ کی ہدایہ ص اور اگر بعد حکم قاضی کے پھرا تو حکم فسخ نہ کیا جاویگا بلکہ اون شاہدون کو تاوان دینا پڑیگا اوس چیز کا جو اوسکی گواہی سے تلف ہوئی اگر بعد حکم ہو وہ مال مدعی علیہ سے لیکیا ہو جبتک وہ شئی مدعی نے مدعی علیہ سے نہین لیلی تو تاوان واجب نہوگا بلکہ مدعی ہی رہیگا تاوان ضامن مدعی پہلے جبکہ وہ شئی مملوک دین ہو یا عین اور امام شافعی کے نزدیک تاوان ہوگا شاہدون پر ف اور دلیل ہماری اور دلیل اونکی اصل مین مذکور ہے درمختار مین ہے کہ یہ مفتی بہ ہے کہ بعد حکم کے اگر شاہد رجوع کریگا تو مطلقا تاوان ہوگا تحقیق لیا جاویگا خواہ مدعی نے وہ شئی مدعی علیہ سے لیا ہو یا نلیا ہو اسواسطے کہ جب حکم

فسخ نہین ہوسکتا تو خواہ مخواہ مدعی اوس حکم کی تعمیل کرا دیگا اور مدعی علیہ کو وہ شے دلا دیگا اگر رجوع کرینگے تو مدعی علیہ کا نقصان انہین
سے ہوگا ص اگر ایک گواہ پھر گیا اور ایک باقی رہا تو نصف مال کا ضامن ہوگا اور قاعدہ اسکا یہ ہے کہ باقی گواہون کا شمار
ہوتا ہے نہ پھرنے والون کا مثلاً تین گواہون نے گواہی دی اب ایک پھر گیا تو وہ ضامن نہوگا اسواسطے کہ بقدر نصاب شہادت
ابھی باقی ہین اب البتہ اگر ایک اور پھر جاویگا تو دونون پر نصف مال کا تاوان لازم ہوگا اسواسطے کہ نصف نصاب باقی ہے اور اگر
ایک مرد اور دو عورتون نے گواہی دی بعد اوسکے ایک عورت پھر گئی تو چوتھائی مال کی ضمان اوسپر لازم ہوگا اور اگر دونون
عورتین پھر گئین تو نصف مال کا ضمان دیگی اور اگر ایک مرد اور دس عورتون نے گواہی دی بعد اوسکے آٹھ عورتین پھر گئین تو ان پر
ابھی ضمان کچھ نہ آویگا اسواسطے کہ بقدر نصاب باقی ہین پس البتہ اگر ایک اور پھر جاویگی تو اون نو عورتون پر چوتھائی مال کا ضمان
آویگا اسواسطے کہ تین ربع نصاب کے باقی ہین کیونکہ ایک عورت کا آدھا مرد کا آدھا باقی ہے تو سب ملا کر تین ربع ہوئے اور اگر صورت
مذکورہ مین سب پھر جاوین یعنی ایک مرد بھی اور دسون عورتین تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک چھٹا حصہ مال کا مرد پر ہے اور باقی دس
عورتون پر اور صاحبین کے نزدیک نصف مرد پر اور نصف دسون عورتون پر ف صاحبین کے قول کی وجہ یہ ہے
کہ ایک مرد نصف نصاب شہادت ہے اور عورتین اگرچہ بہت ہین لیکن سب ملا کر قائم مقام ایک مرد کے ہونگی اور امام صاحب کے نزدیک
دو دو عورتین قائم مقام ایک مرد کے ہین تو ایک مرد ملا کر گویا چھ مردون کی گواہی ہوئی اور اوسمین یہی حکم ہوگا کہ ایک مرد
پر چھٹا حصہ مال کا لازم آویگا ایسا ہی اس صورت مین ہے ہدایہ ص اور اگر صورت مذکورہ مین دسون عورتین پھر جاوین اور تنہا
مرد باقی رہ جاوے تو نصف مال کی ضامن ہونگی اسواسطے کہ نصف نصاب باقی ہے بالاجماع یعنی باتفاق امام اور صاحبین کے
اور اگر دو مردون اور ایک عورت نے گواہی دی ایک مقدمہ مین بعد اوسکے دونون مرد پھر گئے اور عورت نہ پھری تو کل مال کا تاوان
اون دونون مردون پر لازم آویگا اسواسطے کہ ایک عورت باقی رہی اوس سے کچھ ثابت نہین ہوتا ف اسواسطے
کہ ایک عورت پورا گواہ نہین ہوسکتی بلکہ ایک ٹکڑا ہے شاہد کا تو حکم مضاف ہوگا اوسکی طرف ہدایہ ص اگر دو شاہدون نے
گواہی دی نکاح پر عوض مہر کے اس سے کہ وہ مہر مثل سے اس عورت کے مقدار مین کم ہے یا برابر بعد اوسکے رجوع کیا تو ضامن نہونگے
برابر ہے کہ مدعی عورت ہو یا شوہر البتہ اگر گواہی دی نکاح کی اوس مقدار مہر پر جو مہر مثل سے اوس عورت کے زیادہ ہے بعد اوسکے رجوع
کیا تو اگر مدعی علیہ شوہر ہوگا اور گواہ ہوئے زوجہ کیطرف سے گواہی دی تھی تو جس قدر مہر زیادہ ہے مہر مثل سے اوتنا شہود سے زوج پھیر لیگا
اور اگر مدعی زوج ہے اور اوسکی طرف سے گواہی دی تھی تو شہود پر کچھ ضمان نہین ف حاصل یہ ہے کہ یہان چھ صورتین ہین اسطرح
کہ مہر مسمی یا مہر مثل سے کم ہوگا یا برابر یا زیادہ اور ہر صورت مین یا شہادت زوج کیطرف سے ہوگی یا زوجہ کیطرف سے تو ضمان زیادتی
صرف ایک صورت مین ہے وہ یہ کہ زوجہ مدعیہ ہو اور مہر مسمی یعنی جسکو شہود نے بیان کیا ہے مہر مثل سے زیادہ ہووے تو بقدر زیادتی
شہود سے ضمان لیکر زوج کو دلایا جاویگا اور باقی پانچ صورتون مین گواہون پر کچھ تاوان نہین ص
اور اگر دو گواہون نے شہادت دی بیع کی اور مدعی مشتری ہے بعد اوسکے رجوع کیا تو ثمن مبیع کی قیمت سے زیادہ ہے یا برابر
یا کم ہے تو اول دو صورتون مین تاوان نہین اور تیسری صورت مین جس قدر بائع کا نقصان ہوا ہے قیمت سے اوتنا
گواہون سے تاوان دلایا جاویگا اور اگر بائع مدعی ہے تو اولی صورت مین مشتری کو جسقدر قیمت سے زیادہ دینا پڑا ہوگا

عوض مین قربانی خریدیں اور لائے قربانی کا ایک جانور اور ایک دینار بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تو دعا کی آپ نے انکو برکت ہونیکی تجارت
مین انکی اور روایت کیا اوسکو بخاری نے عروۃ بن ابی الجعد بارقی سے اور انجملہ وہ ہے کہ روایت کیا ابو داود نے جابر سے
کہا کہ ارادہ کیا مینے روانگی کا طرف خیبر کے تو آیا مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اور سلام کر کے کہا مینے کہ مین ارادہ رکھتا ہون
خیبر کو جانیکا تو فرمایا آپ نے جب جاوے تو ہمارے وکیل سے تو لیجیو اوس سے پندرہ وسق کھجور کے تو اگر نشانی مانگے تجھسے تو رکھ لینا
تو ہاتھ اپنا اوپر گلے کے اور انجملہ وہ ہے کہ روایت کیا مسلم نے جابر رضہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترسٹھ جانورون
کی قربانی کی اور حکم فرمایا علی مرتضی رضہ کو کہ باقی تم ذبح کرو اور انجملہ یہ ہے کہ وکیل کیا حضرت نے عمرو بن ام سلمہ کو واسطے نکاح اپنے
کے ام سلمہ اونکی ماں سے روایت کیا اوسکو نسائی نے سنن مین **ص** اور معنی توکیل کے یہ ہین کہ سپرد کر دینا تصرف کا غیر کو
لیکن شرط اوسکی یہ ہے کہ موکل خود تصرف کا مالک ہووے **ف** یعنی حر عاقل بالغ ہو یا عبد ماذون یا صبی ماذون ہو
لیکن امام صاحب کے نزدیک یہ شرط نہین کہ موکل نے جس تصرف کا مختار وکیل کو کیا ہو وہی خاص تصرف کا موکل مالک ہو
یہانتک کہ مسلم کو وکیل کرنا ذمی کا واسطے بیع خمر کے درست ہے اونکے نزدیک نہ صاحبین کے نزدیک کذا فی الاصل
**ص** اور وکیل وہ ہے جو معاملہ کو سمجھتا ہووے اور اوسکا قصد و ارادہ رکھتا ہووے **ف** یعنی وکیل سمجھتا ہووے اس بات کو کہ بیع دور
کرنیوالی ہے ملک کو اور شرا کھینچنے والی ہے ملک کو اور غبن قلیل کو غبن فاحش سے ممتاز کرے اور قصد کرے عقد کا یعنی
اگر ہنسی سے وہ عقد کریگا تو موکل کیطرف سے نہوگا کذا فی الاصل **ص** تو صحیح ہے وکیل کرنا حر عاقل بالغ کا یا عبد ماذون یا صبی
ماذون کا حر عاقل بالغ کو یا عبد ماذون کو یا صبی ماذون کو اور اگر وکیل کیا حر عاقل بالغ یا عبد ماذون یا صبی ماذون نے ایک
صبی عاقل کو جو غیر ماذون ہے یا ایک عبد غیر ماذون کو تو جائز ہوگا لیکن ان دونون سے حقوق عقد متعلق نہونگے بلکہ انکا موکل
سے متعلق ہوجاوینگے **ف** تحصیل یہ ہے کہ ضرور یہ بات کہ موکل یا حر عاقل بالغ ہو یا عبد ماذون یا صبی ماذون ہووے تو اگر مجنون یا صبی
غیر عاقل ہے تو اوسکی توکیل مطلقا صحیح نہین اور اگر صبی عاقل ہے لیکن غیر ماذون ہے تو اوسکی توکیل تصرفات نافعہ محضہ مین
جیسے قبول ہبہ قبول صدقہ وغیرہ مین درست ہے اور تصرفات ضارہ محضہ یعنی جن مین نرا ضرر ہے جیسے طلاق عتاق ہبہ
صدقہ بالکل جائز نہین اور جو تصرفات دائر ہین نفع و ضرر مین جیسے بیع و شرا اجارہ اونمین اجازت ولی پر موقوف ہے اسیطرح
صحیح نہین ہے توکیل عبد غیر ماذون کی اور مرتد کی توکیل موقوف ہے اگر اسلام لایا تو نافذ ہوگی اور اگر قتل کیا گیا یا دار الحرب مین جا کر
مل گیا تو باطل ہوگی توکیل **م** ضرور ہے کہ یا حر عاقل بالغ ہووے یا عبد ماذون یا صبی ماذون یا عبد محجور یا صبی محجور بشرطیکہ
عاقل ہون لیکن عبد محجور اور صبی غیر محجور نے اگر تصرف کیا موکل کیطرف سے تو حقوق عقد جیسے مطالبہ ثمن رد بالعیب وغیرہ
رجوع کرینگے اصل موکل کیطرف یعنی وکیل سے ان حقوق کے بابت مواخذہ نہوگا بخلاف اور قسم کے وکیلون کے کہ اون مین حقوق
عقد متعلق ہوتے ہین اصل قدرت جو خود وکیل ہے مندرج عقد مصنف معزیا ... من شرح ... وحاشیہ **ص** جتنے معاملات
موکل خود کرسکتا ہے اونمین دوسرے کو وکیل بھی کرسکتا ہے اور اسی واسطے جائز ہے وکیل کرنا سوال جواب کے لیے مقدمات مین یعنی مدعی
کو درست ہے کہ خصومت اور استغاثہ کے لیے نزدیک حاکم کے جسکو چاہے وکیل کردیوے اسی طرح مدعی علیہ کو بھی درست ہے
کہ جوابدہی کے لیے جسکو چاہے وکیل کرے لیکن بعض مشائخ کہتے ہین کہ وکیل کرنا خصومت کے لیے بغیر رضامندی فریق ثانی

باطل ہی امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک صحیح ہی صاحبین کے نزدیک اور بعض کہتے ہین کہ یہ اختلاف صحت مین نہین یعنی صحیح
سب کے نزدیک ہی بلکہ اختلاف لزوم وکالت مین ہی ف یعنی صاحبین کے نزدیک بغیر رضا خصم کے وکالت ایک فریق کی لازم
ہی کیا معنی کہ خصم کی نامنظوری سے وکالت رد نہین ہو سکتی اور امام صاحب کے نزدیک خصم کی نامنظوری کے سبب سے رد ہو جاویگی ص
اور ہدایہ مین اسی کو اختیار کیا ہی ف مین کہتا ہون کہ اب قول مفتی بہ یہ ہی کہ وکالت ہر فریق کی بغیر رضا دوسرے فریق کے
درست ہی اور لازم ہی یعنی ہر ایک کو مدعی علیہ اور مدعی مین سے پہونچتا ہی کہ جسکو چاہے وکیل کرے اگرچہ دوسرا فریق اوس شخص کے
وکیل کرنے پر راضی نہووے اور یہی مذہب ہی صاحبین اور ائمہ ثلثہ کا اور اختیار کیا ہی اوسکو عتابی نے اور ترجیح کیا اوسکو نہایہ مین اور اوسی پر
فتوی دیا فقیہ ابو اللیث وغیرہ نے اور بعض فقہا نے اوسکو مفوض کیا ہی طرف رائے حاکم کے در مختار وکالت بالخصومت
کا جواز اثر سے حضرت علی مرتضی رض کے ثابت ہی روایت کیا بیہقی نے کہ حضرت علی رض وکیل کرتے تھے مقدمات مین عقیل رض کو
اور جب وہ بوڑھے ہوگئے تو وکیل کرتے تھے عبداللہ بن جعفر طیار رض کو ص ہان اگر موکل مریض ہو ایسا کہ مجلس قاضی
تک آنا اوسکو ممکن نہو یا مدت سفر کی راہ پر ہووے یا تیار ہو واسطے سفر کے یا موکلہ عورت پردہ نشین ہووے تو بغیر رضا خصم کے
توکیل لازم ہی اجماعا ف اور مفتی بہ یہ ہی کہ سب صورتون مین درست اور لازم ہی جیسا کہ معلوم ہوا ص وکیل
کرنا درست ہی سب حقوق کے دینے اور لینے کے لیے مگر حدود اور قصاص کے لینے کے لیے وکیل کرنا درست نہین جب
موکل غائب ہو ف اسی طرح دینے کے لیے کیونکہ حد و قصاص وکیل پر قائم نہین ہو سکتی تو ضرور ہی اصل مجرم کا حاضر ہونا
ص اسواسطے کہ احتمال ہی عفو کا قصاص مین ف یعنی احتمال ہی کہ اگر موکل حاضر ہوتا وقت استیفاے قصاص کے تو شاید
قاتل کا قتل ہونا دیکھ کر رحم کرتا اور عفو کرتا ص اور شبہ ہی قاذف کی تصدیق کرنا مقذوف حد قذف مین ف یعنی
اگر موکل جو مقذوف ہی حاضر ہوتا وقت قائم ہونے حد کے قاذف پر تو اوسکی تصدیق کرکے حد کو اوس سے ساقط کرتا ص یا
مدعی مال کا دعوی کرتا اور سرقہ کا دعوی نکرتا ف سرقہ مین اور جائز ہی توکیل واسطے استیفاے تعزیر کے مدعی علیہ سے طحطاوی
ص جن عقدون کو وکیل اپنی طرف نسبت کرتا ہی ف یعنی اونمین موکل کے ذکر کی حاجت نہین جیسے بیع
شرا مین وکیل اتنا ہی کہتا ہی کہ مینے بیچا یا مینے خریدا کذا فی الاصل ص جیسے بیع اجارہ صلح اقرار سے تو اونکے
حقوق وکیل ہی سے متعلق ہونگے تو وکیل ہی تسلیم کریگا مبیع کو طرف مشتری کے اگر بائع کا وکیل ہی یا قبضہ کریگا مبیع پر
اگر مشتری کا وکیل ہی یا قبضہ کریگا ثمن پر اول صورت مین اور ثمن اوس سے مانگی جاویگی دوسری صورت مین اور اوس سے خصومت
(یعنی جب بائع کا وکیل ہو) (جب مشتری کا وکیل ہو)
ہوگی بصورت عیب نکلنے کے مبیع مین اول صورت مین اور وہ خود خصومت کریگا بائع سے بصورت عیب نکلنے کے
(جب بائع کا شفیع ہو) (مشتری کی جبیع...)
دوسری صورت مین اور خصومت کیا جاویگا شفعہ کے بابت اوس چیز کے جو اوسنے بیچی ہی جب تک وہ چیز اوسکے قبضے
مین ہی اور جب موکل کو تسلیم کر دے تو اب رد کرے عیب کے سبب سے بے اوسکے اذن کے اور اگر وکیل کی خریدی ہوئی
چیز سوا بائع کے اور کسی کی نکلے تو وکیل ثمن موکل کو بائع سے پھیر سکتا ہی ف یہ ہمارا مذہب ہی اور نزدیک امام شافعی
کے سب حقوق راجع ہوتے ہین طرف موکل کے لیکن جاننا چاہیے کہ حقوق دو قسم کے ہین ایک وہ حقوق جو وکیل
کے ثابت ہوتے ہین دوسرون پر اور ایک وہ حقوق جو وکیل پر ثابت ہوتے ہین دوسرون کے تو پہلی قسم کے حقوق

ف اور اگر حاضر ہو تو وکیل کرنا درست ہی واسطے ایفاے حد اور قصاص کے نہ واسطے استیفا کے کیونکہ ایفا سوا مجرم یا اوسکی [illegible] سے نہین ہو سکتا ۱۲ مرزا مظہر

ص جن عقود کو اگر وکیل نے موکل کی طرف نسبت کیا تو حقوق موکل ہی کی طرف راجع ہونگے در مختار

جیسے قبضہ کرنا مبیع کا اور طلب کرنا ثمن کا مشتری سے اور خصومت کرنا عیب مین اور پھیر لینا ثمن کا صورت استحقاق مبیع مین یعنی مبیع کسی اور کی نکلنے کی صورت مین تو اس قسم کے حقوق مین وکیل کو اختیار ہوتا ہی لیکن اوسپر تعمیل انکی واجب نہین یہان تک کہ اگر وہ باز رہے تو موکل ان افعال پر اوسکو جبر نہین کرسکتا اسواسطے کہ وہ متبرع ہی ان کامون مین تو وکیل کرسکتا ہی موکل کو ان کامون کے لیے اور قریب ہی کہ آویگا یہ بیان اوسکا کتاب المضاربۃ مین اور اگر وکیل مرجاوے تو اختیار ان حقوق کا اوسکے ورثہ کو ہوگا تو اگر ورثہ نے یہ افعال نہ کیے تو وکیل کر دینگے اپنے مورث کے موکل کو اور امام شافعی کے نزدیک موکل یہ کام کرسکتا ہی بغیر وکیل کے وکیل کیے ہوئے یا اوسکے وارثون کے وکیل کیے ہوئے یعنی گو کہ وکیل یا اوسکے وارث پھر موکل کو وکیل بناوین اپنی طرف سے واسطے تعمیل ان حقوق کے جب بھی موکل کرسکتا ہی اور دوسری قسم کے حقوق جیسے تسلیم کرنا مبیع کا طرف مشتری کے یا تسلیم کرنا ثمن کا طرف بائع کے ان مین وکیل مدعی علیہ ہو جاتا ہی طرف ثانی کا تو مدعی کو پہونچتا ہی کہ اوسی کو ان کے لیے اوسپر جبر کرے کذا فی الاصل **ص** وہ جب وکیل خریدتا ہی اوسی وقت سے اوس شی مین ملک موکل کی ثابت ہوتی ہی تو وکیل نے اگر اپنے قریب محرم کو خریدا تو آزاد نہوگا **ف** اسواسطے کہ وکیل اوسکا مالک ہی نہین ہوا **ص** اور جو عقود ایسے ہین کہ وکیل اونکو اپنے موکل کیطرف نسبت کرتا ہی جیسے نکاح اور خلع اور صلح انکار سے **ف** یعنی جب مدعی علیہ منکر ہووے اور پہلے صلح وہ تھی کہ مدعی علیہ اوسمین مقر تھا تو وہ بمنزلہ بیع اور شرا کے تھی اسی سبب سے وکیل اوسکو اپنی طرف نسبت کرسکتا تھا بخلاف اسکے **ص** اور قتل عمد سے اور عتق بمقابلہ مال اور کتابت اور ہبہ اور تصدق اور عاریت دینا اور امانت رکھنا اور گرو کرنا اور قرض دینا تو انکے حقوق بھی متعلق ہونگے موکل سے نہ وکیل سے تو وکیل شوہر سے مہر طلب کیا جاویگا اور نہ وکیل زوجہ پر تسلیم کرنا زوجہ کا لازم ہوگا اور نہ وکیل زوجہ کو بدل خلع دینا ہوگا اگر زید نے عمرو کے وکیل سے ایک چیز خریدی تو زید کو اختیار ہوگا کہ بار ثمن طلب کرنے عمرو کے قیمت عمرو کو نہ دیوے اور جو دیدے تو درست ہی پھر وکیل اوس سے طلب کرے **ف** اسواسطے کہ حق حقدار کو پہونچ گیا جاننا چاہیے کہ بعض مثالون مین دیکھنا چاہیے کہ وہ منسوب ہوتی ہین طرف وکیل کے یا موکل کے لیکن بیع اور اجارہ تو شک نہین اسمین کہ وہ مستغنی ہین موکل کے ذکر سے تو وہ بیشک قسم اول مین سے ہین اسیطرح نکاح اور خلع موکل کے ذکر سے مستغنی نہین تو وہ قسم ثانی مین سے ہین لیکن صلح تو خواہ مدعی علیہ کے اقرار کی حالت مین ہووے یا انکار کی حالت مین کچھ فرق نہین ہی دونون صورتون مین اضافت مین یعنی دونو قسمین انکی یکسان ہین مثلاً زید نے جب دعوی کیا ایک گھر کا عمرو پر تو عمرو نے وکیل کیا ایک شخص کو اس بات کا کہ صلح کرنے زید سے بمقابلہ ایک سو روپیہ کے اور زید نے اون روپیون پر صلح کی اور وکیل نے قبول کرلیا تو یہ صلح تمام ہو جاویگی برابر ہی کہ عمرو استحقاق زید کا مقر ہو یا منکر اسواسطے کہ اگر عمرو مقر ہی تو یہ صلح مثل بیع کے ہی تو حقوق اوسکے راجع ہونگے طرف وکیل کے جیسے بیع مین تو بدل صلح کا تسلیم کرنا وکیل پر لازم آویگا اور اگر عمرو منکر ہی تو وہ عوض ہی قسم کا حق ہی مدعی علیہ کے یعنی مدعی علیہ نے سو روپیہ دیکر حلف سے اپنے تئین چھوڑایا تو وکیل سفیر محض ہی تو نہ راجع ہونگے حقوق اوسکی طرف واللہ اعلم کذا فی الاصل مسالہ ملحقہ وکیل کرنا قرض لینے کے لیے درست نہین البتہ اگر کسی سے قرض مانگا پھر ایک شخص کو وکیل کیا اوسکے قبضے کے لیے تو یہ درست

## باب خرید و فروخت کے لیے وکیل کرنے کے بیان مین

ص اگر ایک شخص نے وکیل کیا دوسرے کو کچھ دراہم دیکر کہ طعام خرید لا تو اگر وہ دراہم کثیر ہیں ف مثلاً دس ہزار ہیں ص تو مراد طعام سے گیہوں ہونگے ف یعنی جو شہر کے
عرف پر ہو عرب میں طعام کا وقوع وشہر میں گیہوں پر ہوتا ہے تو وہی مراد ہونگے ص اور اگر وہ دراہم قلیل ہیں ف جیسے تین درہم یا کم ص تو مراد اوس سے روٹی ہوگی اور اگر وہ دراہم
بہت متوسط دیے ہیں یعنی نہ قلیل نہ کثیر ف جیسے تین اور دس کے بیچ میں چنانچہ چار یا پانچ وغیرہ ص تو آٹا مراد ہوگا
ف وجہ ان مسائل کی یہ ہے کہ جب موکل نے دراہم کثیر دیے تو معلوم ہوا کہ غرض اوسکی ایسے طعام سے ہے جسکا رکھ
چھوڑنا ایک مدت طویلہ تک ہو سکے اور آٹا مدت طویلہ تک نہیں رہ سکتا اور روٹی بالکل رہ نہیں سکتی تو معلوم ہوا کہ مراد
اوسکی گیہوں ہیں اور جب قلیل دراہم دیے تو معلوم ہوا کہ ایسی چیز مراد ہے جو بالفعل کھائی جاوے وہ روٹی ہے اور جب متوسط
دراہم دیے تو مراد آٹا ہوگا کیونکہ وہ متوسط ہے درمیان میں روٹی اور گیہوں کے باقی رہنے میں ص اور جو موکل نے دعوت
ولیمہ کی ہو چند لوگوں کی تو مراد روٹی ہوگی ہر حال میں ف کیونکہ لوگ اوسکے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں منتظر کھانیکے
اور یہ قرینہ ہے اس بات کا کہ مراد اوسکی طعام سے ایسی چیز ہے جس سے سرعت کارروائی ہو سکے ص اور توکیل نہیں
صحیح ہے ایسی چیز کی خرید کے لیے جسکی جنس میں جہالت فاحشہ ہووے جیسے غلام اور گھر اور کپڑا اور جانور اگرچہ قیمت اوسکی
بیان کر دیوے ف جاننا چاہیے کہ جو چیزیں ایسی ہیں کہ اونکی حقیقت اور منفعت ایک ہے تو وہ ایک جنس میں داخل ہیں جیسے بکرا بکری قربانی کے حق میں اور اگر اونکی
حقیقت اور غرض مختلف ہے تو وہ چیزیں علیحدہ علیحدہ جنس ہیں جیسے مرد اور عورت کہ ہر ایک کی حقیقت جدا اور ہر ایک سے غرض مختلف ہے اور جہالت فاحشہ
جنس کی یہ ہے کہ وہ جنس ایسی ہو کہ اوسکے نیچے اور اجناس ہوویں جیسے بردہ اسمیں غلام اور لونڈی دونوں داخل ہیں اور
وہ دونوں الگ الگ جنس ہیں بنی آدم میں کیونکہ ہر ایک کے مقاصد اور اغراض مختلف ہیں مثلاً غلام سے خدمت اور
بیرونی کام کاج مقصود ہیں اور لونڈی سے وطی اور اندرونی کام مقصود ہیں بلکہ ہر ایک میں بھی اغراض کچھ مختلف ہیں
جیسے غلام ترکی میں حسن مقصود ہوتا ہے اور غلام ہندی میں خدمت اسی طرح ثوب یعنی کپڑا اور جانور دونوں مجہول
ہیں بجہالت فاحشہ تو ان چیزوں کی خرید کرنے کے لیے وکیل کرنا درست نہیں ہے اگرچہ قیمت بیان کر دی جاوے
جب تک اوسکی نوع بیان نہ کرے کذا فی الاصل مع زیادۃ ص البتہ اگر جانور کی نوع بیان کر دیوے جیسے گدھا
یا گھر کی قیمت اور محلہ بیان کر دیوے تو درست ہے ف اسی طرح اگر گھوڑا کہہ دیا یا خچر تو توکیل درست ہو جاویگی تو اگر
موکل نے ثمن بھی بیان کر دی تو بہتر ہے ورنہ وکیل جس طرح کا گھوڑا یا گدھا خرید لاویگا موکل کو لینا پڑیگا ص اسی طرح
اگر جانور کی جنس خاص معلوم ہووے اور اوسکی صفت معلوم نہووے تب بھی توکیل درست ہے جیسے وکیل کیا ایک شخص کو واسطے
خریدنے گائے یا بکری کے اگرچہ اوسکی صفت بیان نہ کی کہ دبلی ہووے یا موٹی یا جنس ایک وجہ سے معلوم ہووے اور
دوسری وجہ سے مجہول جیسے غلام جب اوسکی نوع یعنی ترکی یا ہندی یا حبشی اوسکی اس طرح پر اوسکی نوع معلوم ہو جاوے بیان
کر دے تو درست ہے مسئلہ زید کے عمرو پر ایک ہزار روپیہ آتے تھے تو زید نے وکیل کیا عمرو کو اس بات کا کہ فلان غلام
معین تو مجھے خرید دے اوس ہزار روپیہ کے بدلے میں جو میرے تیرے اوپر ہیں تو صحیح ہو جاویگی یہ توکیل تو اگر وہ غلام
وکیل کے پاس قبل موکل کے حوالہ کرنیکے تلف ہو گیا تو موکل کا مال تلف ہوگا اور اگر زید نے یہ کہا عمرو سے کہ تو ایک غلام
مجھے خرید دے ف یعنی غلام کو معین نہ کیا ص اوس ہزار کے بدلے میں جو میرے تیرے اوپر آتے ہیں اور عمرو وہ غلام خرید

اور قبل اسکے کہ زید کو وہ غلام حوالہ کرے عمرو کے پاس ہلاک ہوگیا تو وہ عمرو ہی کے مال سے ہلاک ہوگا البتہ اگر وہ غلام
زید نے حوالہ کر دیا عمرو کو تو زید کا ہو جاویگا ف یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کا اسمین اختلاف ہے مذکور ہے اصل مین
اور ہدایہ مین ف اگر ایک شخص نے ایک غلام سے کہا کہ تو اپنے تئین خرید کرلے میرے لیے اپنے مولی سے اور غلام نے
مالک سے کہا بیچ تو مجکو میرے ہاتھ فلانے کے لیے اور مولی نے بیچا تو وہ غلام اوس شخص کا ہو جاویگا جسنے حکم کیا تھا ف
اسواسطے کہ غلام غیر کا وکیل اپنی ذات کے خریدنے کے لیے ہو سکتا ہے ص اور جو غلام نے مالک سے اتنا ہی کہا کہ بیچ تو
مجکو میرے ہاتھ اور فلانے کے لیے نہ کہا تو آزاد ہو جاویگا ف اور ثمن اوس غلام پر لازم آویگی ص اور جو ایک
غلام نے ایک شخص سے کہا کہ تو مجکو خرید لے میرے مولی سے بدلے مین ہزار کے اور ہزار روپیہ غلام نے اوس شخص
کو دیدے تو اگر وہ شخص مولی سے یہ کہے گا کہ مین اوس غلام کو اوسی کے لیے خریدتا ہون اور مولی نے بیچ کی آزاد ہو جاویگا
وہ غلام اور اگر یہ نہ کہے گا کہ مین اوسکو اوسی کے لیے خریدتا ہون تو وہ مشتری کا غلام ہو جاویگا اور ثمن کے روپے اوس شخص
پر لازم آوینگے اور وہ جو ہزار غلام نے اوسکو دیے تھے وہ مولی کے ہونگے ف اسواسطے کہ وہ کمائی اوسکے غلام
کی ہے تو اوسی کی ملک ہوگی اور مشتری سوا اوسکے اور ہزار روپے اپنے پاس سے بابت ثمن کے دیگا ص اگر زید نے عمرو کو
حکم کیا کہ میرے لیے ایک غلام خرید دے بعد اسکے عمرو نے کہا کہ مینے غلام تیرے لیے خریدا تھا وہ میرے پاس آکر مرگیا
اور زید یہ کہتا ہے کہ وہ غلام تو نے اپنے لیے خریدا تھا تو اس صورت مین اگر زید عمرو کو دام دیچکا تھا تو قول عمرو کا قسم سے
مقبول ہوگا ورنہ قول زید کا وکیل نے جب موکل کے لیے ایک شی خرید دی تو وہ اپنے موکل سے دام اوسکے
لے سکتا ہے گو ابھی تک وکیل نے بائع کو ثمن نہ دی ہو اور وکیل کو پہونچتا ہے کہ وہ شی موکل کو نہ دیوے جب تک اوس سے
دام وصول نکرلے اگرچہ اوسنے دام بائع کو ابھی نہ دیے ہون تو اگر وہ شی ہلاک ہوگئی وکیل پاس قبل اوسکے روک
رکھنے کے واسطے وصول ثمن کے تو موکل کے مال مین سے ہلاک ہوگی ف یعنی موکل پر اوسکی ثمن لازم آویگی
ص اور ثمن اوسکی ساقط نہوگی اور اگر وکیل نے اوسکو روک رکھا تھا موکل سے واسطے وصول کرنے ثمن کے اور وہ
شی ہلاک ہوئی تو ثمن ساقط ہو جاویگی موکل کے ذمہ سے ف یعنی موکل کو وہ ثمن جو وکیل نے اپنے بائع سے
ٹھہرائی تھی نہ دینا پڑیگی اور اسمین زفر اور ابو یوسفؒ کا خلاف ہے مذکور ہے اصل کتاب مین اور ہدایہ مین ص وکیل کو یہ نہین پہونچتا
کہ موکل نے جس چیز معین کے خریدنے کے لیے کہا ہو اوسکو اپنے لیے خریدے ف تو وہ شی موکل ہی کی سمجھی جاوے گی
گو وہ عقد کو اپنے طرف منسوب کرے اسطرح کہ تخصیص کردے اپنے نفس کی مثلاً کہدے گواہ رہو کہ اس چیز کو مین
اپنے لیے خریدتا ہون یا نیت کرے اپنے لیے کفایہ ص تو جب کسینے وکیل کیا دوسرے کو واسطے خریدنے ایک شی معین
کے تو اگر وکیل نے موکل کے حکم کے خلاف نہین کیا تو وہ چیز موکل ہی کی ہو جاویگی اور اگر خلاف کیا تو وکیل کی ہو جاویگی خلاف
کرنیکی یہ صورتین ہین کہ موکل نے ثمن کو خاص کر دیا تھا ایک قسم سے مثلاً کہا تھا کہ روپیون کے یا اشرفیون کے عوض مین
خرید کرنا اور وکیل نے دوسری قسم کے عوض مین خریدا یا موکل نے ثمن مطلق کہا تھا اور وکیل نے سوا دراہم دنانیر کے
کسی شی کے بدلے مین خریدا تو یہ بھی مخالفت ہوگی اسوجہ سے کہ مطلق ثمن سے عرف مین مراد نقود یعنی دراہم دنانیر روپیہ

اشرفی ہو تو نہین یا سو وکیل کے اور کسی شخص کے خریدنا وکیل کے حکم سے وکیل کی غیبت مین تو اگر اوسکی موجودگی مین خریدیگا تو مخالفت
ہوگی کیونکہ رائے اوسکی خرید مین شامل ہوگئی اور مقصود موکل کا یہی تھا اور اگر وکیل کیا واسطے خریدنے ایک شے غیر معین کے
اور وکیل نے اوسکو خریدا تو وہ شے وکیل ہی کی ہوجاویگی الا جب وکیل عقد کو مضاف کرے اپنے موکل کے مال کی طرف مثلاً یون
کہدے کہ خریدا مینے اس چیز کو موکل کے روپیہ سے یعنی ان ہزار روپیہ کے اور وہ روپیہ مملوک ہین موکل کے یا عقد کو مضاف نکرے اوسکے مال کی طرف
لیکن نیت کرے موکل کے لیے خریدنیکی اگر ایک شخص نے وکیل کیا دوسرے کو کہ ایک کر گیہون کا خریدے بطور عقد سلم کے
ف خریدنے کی قید اسواسطے لگائی کہ بیچنے مین بطور سلم کے توکیل درست نہین ورنہ بیع دو سلم کی اصل کتاب مین مذکور ہے ص
یا بیع صرف کیے تو اگر وکیل جدا ہوجاویگا قبل قبضہ کے تو وہ عقد باطل ہوجاویگا اور موکل کی جدائی کا اعتبار نہین اگر مشتری نے
خریدتے وقت بائع سے یہ کہا کہ بیچ تو یہ چیز میرے ہاتھ واسطے زید کے اور اوسنے بیچی بعد اوسکے مشتری نے انکار کیا اس بات کا
کہ زید نے مجھے اس چیز کے خریدنے کا حکم کیا تھا تو یہ انکار اوسکا مسموع نہوگا کیونکہ خریدتے وقت اقرار کرچکا ہے زید کے لیے خریدنیکا تو اگر
زید نے تصدیق کی مشتری کی کہ مینے اوسکو حکم نہین کیا تھا خریدنیکا تو زید پھیر دے اور اس چیز کو نہین لے سکتا ہان اگر مشتری خود دیدے
زید کو تو بیع بالتعاطی ہوجاویگی زید نے عمرو کو حکم کیا کہ سیر بھر گوشت ایک روپیہ کا لادے عمرو نے روپیہ سیر والا گوشت ایک
روپیہ کا دو سیر خریدا تو امام صاحب کے نزدیک زید کو آٹھ آنے کا سیر بھر لینا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک زید کو کل گوشت لینا
پڑیگا ف اور فتوی امام کے قول پر ہے ص اگر وکیل سے کہا کہ خرید دے دو غلام میرے واسطے خرید اور قیمت نہ بیان
کی پس وکیل ایک غلام اون دونون مین سے اوسکے لیے خریدے تو صحیح ہے اگر اون دونون کو ہزار روپیہ مین خریدنے کو کہے
اور دونون کی قیمت برابر ہو پھر ایک کو وکیل پانسو یا کم کو خرید کرے تو بھی صحیح ہے اور اگر پانسو سے زیادہ خریدے تو نہین
صحیح ہے ہان اگر موکل کے جھگڑنے کے پہلے دوسرا غلام کو پانسو سے باقی کو خریدے جتنے چاہین زیادہ دستے ہین
تو صحیح ہے کیونکہ مقصود دونون غلامون کا ہزار روپیہ مین آنا تھا اور وہ حاصل ہوگیا اور صاحبین کے نزدیک اگر پانسو سے
اتنے دام زیادہ ہوئے ہین جتنے کی لوگ معاملون مین ہارا کرتے ہین اور باقی اتنے روپے ہین کہ جنسے دوسرا غلام خرید سکتا ہے تو موکل
کی طرف سے صحیح ہوگا اگر موکل نے وکیل کو ہزار روپے دیے اور کہا کہ اسکی ایک لونڈی خرید دے اوسنے جب خریدی تو کہا کہ مینے
ہزار روپیہ کو خریدی اور موکل کہتا ہے کہ تو نے پانسو کو خریدی تو قول وکیل کا معتبر ہوگا اگر وہ لونڈی بازار مین ہزار کی ہوگی اور اگر
پانسو کی ہوگی تو قول موکل کا معتبر ہوگا اور وہ لونڈی وکیل کو لینا پڑیگی اور جو موکل نے ہزار روپے وکیل کو نہین دیے تھے تو اگر
اوس لونڈی کی قیمت بازاری پانسو یا زیادہ ہے لیکن ہزار سے کم ہے تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور اگر ہزار کی ہے تو وہ دونون قسم کھاوینگے
جب دونون نے حلف کرلیا تو بیع فسخ کرکے لونڈی وکیل ہی کے اوپر ڈالینگے اور اوس صورت مین قول کسکا معتبر ہوگا تو بلا قسم کے معتبر ہوگا
یعنی اور جہان جہان لکھا ہے کہ قول اوسکا معتبر ہوگا مراد اوس سے یہ ہے کہ با حلف معتبر ہوگا در مختار مین ہے کہ ایسا ہی کہا ابن الکمال
اور ملا خسرو نے لیکن تبعا لصدر الشریعة یعنی مصنف شرح وقایہ کے اتباع سے لیکن جزم کیا والی نے کہ شرح شریف
کے مخالف ہے [illegible] معتبر ہوگا ص اگر زید نے حکم کیا عمرو کو کہ ایک غلام معین خرید دینا
یعنی یہ کہا کہ فلانا غلام [illegible] تب عمرو نے اوسکو خریدا اور کہا کہ مینے اوسکو ہزار روپیہ مین خریدا اور زید نے کہا

صغیر فرزند کے مال مین یا اوسکا کافر کو اپنے مسلمان لڑکے کے مال مین جو صغیر سن ہو ولایت نہین واللہ اعلم ف وکیل کسی کو وکیل نہین کرسکتا اوس امر مین جسمین وکیل ہی الا اوس صورت مین کہ موکل نے اوسکو اذن دیا ہو یا یہ کہدیا ہو کہ اپنی راے کے موافق عمل کرنا ہدایہ

## باب وکیل بالخصومۃ اور وکیل بالقبض کے بیان مین

وکیل بالخصومت کو یہ پہونچتا ہی کہ مدعی علیہ سے مال وصول کرکے اوسپر قبضہ کرلیوے نزدیک تینون اصحاب ہمارے کے یعنی امام اعظم اور محمد اور ابو یوسف کے برخلاف زفر کے جیسے جو وکیل تقاضا کرنے کے لیے ہی اوسکو پہونچتا ہی کہ مال لے لیوے ظاہر الروایت مین اور اب فتوی اس زمانے مین اسپر ہی کہ یہ دونون وکیل قبض مال کے مالک نہین ہین بسبب فاش ہوجانے خیانت وکیلون کے اور جو وکیل قرض کے وصول کرنیکا ہی اوسکو خصومت کا اختیار ہی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک نہین ف اور فتوی امام کے قول پر ہی البتہ وکیل ملازمت یا وکیل ملازمت خصومت کا مختار نہین ص اور وکیل جو ایک شی معین کے لینے کے لیے وکیل ہی ف یعنی اوسکو بالاتفاق اختیار خصومت نہین ہی ص تو اگر کسی نے وکیل کیا ایک شخص کو واسطے لینے ایک غلام معین کے زید سے تو جب وکیل نے طلب کیا اوسکو زید سے تو زید نے یہ جواب دیا کہ موکل تیرا اس غلام کو بیچ چکا ہی میرے ہاتھ تو یہ مقدمہ ملتوی رہیگا جب تک کہ موکل حاضر ہووے ف اور جب وہ غلام زید کے پاس رہیگا ص اور ان گواہون کی گواہی سے بیع ثابت نہوگی تو جب موکل حاضر ہووےگا اوسکے سامنے پھر گواہون سے دوبارہ گواہی لیجاویگی بیع کی اسی طرح یہ مسائل ہین کہ ایک شخص آیا اور اوسنے کہا کہ مین زید کا وکیل ہون واسطے لیجانے اوسکی زوجہ کے یا اوسکے غلام کے تو زوجہ نے گواہ قائم کیے زید کے طلاق پر اور غلام نے اوسکے آزاد کردینے پر تو ان گواہون کی گواہی سے ابھی حکم طلاق یا آزادی کا نہ دیا جاویگا بلکہ مقدمہ ملتوی رکھا جاویگا یہان تک کہ زید حاضر ہووے تو جب زید آویگا پھر گواہی دوبارہ لیجاویگی مسئلہ اگر وکیل بالخصومت اپنے موکل کیطرف سے کسی بات کا اقرار کرے قاضی کے سامنے تو یہ اقرار موکل پر نافذ ہوگا اور اگر قاضی کے سوا اور کسی کے سامنے اقرار کرے تو یہ اقرار صحیح نہوگا اگر مطالب وکیل کرے کفیل کو واسطے لینے مکفول بہ مکفول عنہ سے تو یہ کفالت جائز نہوگی اگر ایک شخص نے آن کر کہا کہ مین وکیل ہون زید کا جو غائب ہی اوسکا قرض وصول کرنیکے لیے اور زید کے قرضدار نے اوسکی تصدیق کی تو قرضدار کو حکم ہوگا کہ وہ قرض حوالہ کرے اوس شخص کے پھر اگر زید آیا اور اوسنے اوس شخص کی جسنے اپنے تئین وکیل کہا تھا تکذیب کی تو قرضدار کو پھر قرض زید کو ادا کرنا ہوگا اور قرضدار اپنا مال کو اگر وکیل کے پاس باقی ہی پھیر لیگا اور اگر باقی نہو تو کچھ نہ پاویگا الا اوس صورت مین کہ جب وکیل مال لیتے وقت ضامن ہوگیا ہو یہ بات کہ اگر زید آنکر میری وکالت کا انکار کرےگا تو مین ضامن ہون اس مال کا یا قرضدار نے مال اوسکو صرف اوسکے کہنے سے دیدیا ہووے اور اوسکی وکالت کی تصدیق نکی ہووے اور اگر ایک شخص نے آنکر کہا کہ مین زید کیطرف سے اوسکی امانت پر قبضہ کرنیکا وکیل ہون اور مودع یعنی جسکے پاس ودیعت ہی اوسنے اوس شخص کی وکالت کی تصدیق کی تو مودع کو امانت حوالے کرنیکا حکم نہوگا اور اگر کوئی یون کہے کہ مالک امانت مرگیا اور اوسکا وارث مین ہون اور وہ امانت میرے لیے میراث چھوڑ کر مرگیا اور تصدیق کرے اوسکی وہ شخص جسکے پاس امانت ہی تو اوسکو حکم ہوگا کہ امانت اوس شخص کے سپرد کرے اور اگر کسی نے کہا مودع سے کہ مینے امانت کو خرید لیا ہی مالک امانت سے اور مودع نے اوسکی تصدیق کی تو اوسکو حکم دینے کا نہوگا زید نے عمرو کو وکیل کیا اپنے دین وصول کرنیکے لیے بکر سے جب عمرو نے دین زید کا طلب کیا بکر

تو بکر نے اوسکے جواب میں یہ کہا کہ زید دین وصول پا چکا ہی اور گواہ نہیں ہین مدیون پاس تو بکر کو حکم ہوگا کہ وہ دین عمرو کو ادا کرے
تو جب زید حاضر ہووے اور انکار کرے دین وصول پا چکنے کا تو اوس سے بکر قسم لیوے اور وکیل کو قسم نہ دلائی جاویگی اس بات پر کہ
میں نہین جانتا کہ موکل میرا اس دین کو وصول پا چکا ہی اگر مشتری نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ وہ بائع سے خصومت کرے
اوس عیب کے بابت جو مبیع میں نکلا ہی اور مبیع واپس کر دے بعد اسکے مشتری غائب ہو گیا اب وکیل نے چاہا کہ مبیع
کو بائع پر رد کرے تو بائع نے یہ کہا کہ مشتری خرید نے کے وقت اس عیب پر رضامند ہو گیا تھا تو وکیل مبیع کو نہین پھیر سکتا
یہان تک کہ مشتری قسم کہا لے کہ مین راضی نہین ہوا تھا اس عیب پر اور صاحبین کے نزدیک وکیل مبیع کو پھیر سکتا ہی اور
بعضون نے کہا ہی کہ صحیح تر نزدیک ابو یوسف کے یہ ہی کہ دونون مسئلون مین یعنی مسئلہ دین جو پہلے گذرا اور اس
مسئلہ مین تاخیر چاہیے یہانتک کہ حلف کر لیوے دائن یا مشتری اگر زید نے عمرو کو دس روپیہ دیے کہ اسکو میرے اہل و عیال پر خرچ
کرنا اور عمرو نے دس روپے اپنے پاس سے لیکر اونپر خرچ کیے تو وہ دس روپے جو زید نے دیے تھے عمرو کے ہو جاوینگے اور بعضون نے کہا ہی
کہ یہ استحسان ہی اور قیاس اسکو چاہتا ہی کہ عمرو نے جو روپیہ اپنے پاس سے صرف کیے ہین وہ تبرع ہو جاوین وجہ استحسان کی یہ ہی
کہ وکیل خرچ کرنیکے لیے مثل وکیل بالشرا کے ہی اور وکیل بالشرا جو ادا کرے ثمن اپنے پاس سے دیوے موکل سے لے سکتا ہی اسیطرح یہان بھی حکم ہوگا واللہ اعلم

## باب وکیل کے معزول کرنیکے بیان مین

موکل کو پہونچتا ہی کہ جب چاہے وکیل کو معزول کر دیوے وکالت سے لیکن شرط معزولی کی یہ ہی کہ وکیل کو اوسکا علم ہو جاوے
ف تو جب تک وکیل کو علم اپنے عزل کا حاصل نہووے یعنی اوسکو ایک شخص عادل یا دو مستور الحال خبر عزل کی نہ سناوین تو جتنے
تصرفات قبل اوسکے کریگا موکل پر لازم ہونگے ہدایہ ص اور باطل ہو جاتی ہی وکالت وکیل یا موکل کے مرجانے سے یا
سال بھر مجنون رہنے سے ف اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک مہینے بھر اگر جنون رہا وکیل یا موکل کو تو وکالت اوسکی
باطل ہو جاویگی اور ایک روایت مین ایک دن رات منقول ہی اور وہ جو متن مین ذکر کیا قول محمد کا ہی اور اسی مین احتیاط
ہی لیکن درمختار مین ہی کہ فتوی ایک مہینے کی مقدار پر ہی اور اسی کو صحیح کہا قہستانی اور باقلانی نے ص یا مرتد ہو کر دار الحرب مین
چلے جانے سے اور اگر موکل مکاتب تھا اور وہ ادا کرنے کتابت سے عاجز ہو گیا یا دو شریکون نے ملکر ایک شخص کو وکیل کیا تھا
اور وہ دونون شریک جدا ہو گئے یا عبد ماذون نے وکیل کیا تھا پھر مالک نے اوسکو منع کر دیا تصرفات سے تو ان سب صورتون
مین بھی وکالت وکیل کی باطل ہو جاویگی اگرچہ وکیل کو ان حالون کی خبر نہو اگر موکل نے جس کام کے لیے وکیل کو وکیل کیا تھا
وہ کام آپ کر لیا تب بھی وکالت باطل ہو گی جیسے وکیل کیا اپنے غلام آزاد کرنیکے لیے پھر موکل نے اوسکو خود آزاد کر دیا یا وکیل
کیا اسکو ایک عورت سے نکاح کر دینے کا پھر موکل نے خود اوس سے نکاح کر لیا اور جدا بھی کر دیا اوسکو تو بھی وکیل کو یہ نہین پہونچتا
کہ پھر اوسکا نکاح موکل سے کر دیوے ف اسواسطے کہ حاجت موکل کی پوری ہو چکی البتہ اگر وکیل نے اوس سے
نکاح کر لیا اور نکاح کرکے اوسے جدا بھی کر دیا تو اب اوسکو پہونچتا ہی کہ موکل سے نکاح اوسکا کر دیوے ہدایہ

## کتاب الدعوی

دعوی کہتے ہین خبر دینے کو ساتھ ایک حق کے اپنے لیے غیر پر ف اس تعریف پر بہت سے اعتراضات ہوتے ہین بلکہ تعریف

جامع ومانع وہ ہی جو صاحب درمختار نے بیان کی ہی کہ دعوی ایک قول مقبول ہی نزدیک قاضی کے کہ قصد کیا جاتا ہی اوس سے
طلب ایک حق کا غیر سے یا دفع کرنا خصم کا اپنی ذات سے تو اس مین دفع دعوی تعرض داخل ہوگیا
صورت اسکی یون ہی کہ مدعی قاضی سے یہ کہے کہ فلانا تعرض بیجا کرتا ہی مجھ سے ناحق اور مین چاہتا ہون کہ وہ دفع کرے
تعرض کو تو قاضی اس دعوی کو سن سکتا ہی اور منع کریگا قاضی مدعی علیہ کو اس تعرض بیجا سے ناحق تو جب تک مدعی علیہ کے
پاس کوئی حجت نہوگی باز رہیگا تعرض سے پھر جب پاویگا کوئی حجت تعرض کریگا بخلاف دعوی قطع نزاع کے کہ وہ مسموع
نہین صورت اوسکی یون ہی کہ ایک شخص آوے قاضی پاس اور کہے کہ حکم کر تو فلانے کو اس بات کا کہ اگر کوئی دعوی رکھتا ہی میرے
اوپر تو کرے اوسکو ورنہ روبرو گواہون کے بری کردے مجھے سب دعاوی سے تو قاضی مدعی کو جبر نکریگا واسطے دعوی
کرنیکے کیونکہ دعوی حق اوسکا ہی ط طا ص مدعی وہ ہی کہ اگر خصومت کو ترک کرے تو اوسپر جبر نکرین اور مدعی علیہ وہ ہی کہ
جبر کیا جاوے خصومت پر اور موافق تفسیر دعوی کے مدعی کی تفسیر یون چاہیے کہ مدعی وہ ہی جو خبر دیتا ہی اپنے حق کی غیر پر تو یہ
تفسیر دوسری تفسیر ہی ذکر کیا ہی اسکو بعض مشائخ نے اور بعضون نے کہا ہی کہ مدعی وہ ہی جو تمسک کرتا ہی ساتھ اوس امر کے
جو غیر ظاہر ہی ف یعنی وہ دعوی کرتا ہی ملک کی ایک شی کا حال انکہ وہ شی اوسکے قبضے مین نہین ہی بلکہ قبضہ مین مدعی علیہ کے
اور یہ امر خلاف ظاہر ہی کہ شی مالک کے قبضے مین نہووے ص اور مدعی علیہ وہ ہی جو تمسک کرتا ہی ساتھ اوس امر کے کہ وہ ظاہر ہی
ف یعنی ظاہر یہی ہی کہ شی اوسی کی ہی جسکے قبضے مین ہی اور مدعی علیہ یہی کہتا ہی ص لیکن اعتبار شناخت مدعی اور مدعی علیہ
مین معنی کا ہی نہ ظاہر کا یہان تک کہ اگر مودع نے دعوی کیا رد ودیعت کا طرف مودع کے تو وہ ظاہر مین مدعی ہی لیکن
حقیقت مین مدعی علیہ ہی کیونکہ انکار کرتا ہی ضمان کا ف یعنی غرض مودع کی جسکے پاس امانت تھی رد ودیعت کے دعوی
سے یہ ہی کہ اوسپر تاوان مال امانت کا لازم نہ آوے تو ظاہر مین اگرچہ یہی معلوم ہوتا ہی کہ رد ودیعت کا مدعی مودع ہی اور مودع
مدعی علیہ ہی لیکن یہان چونکہ حقیقت اور معنی کا اعتبار ہی اور حقیقت مین منکر ضمان کا مودع ہی تو اوسی کو مدعی علیہ قرار دیا گیا
اسواسطے کہ منکر مدعی علیہ کو کہتے ہین تو قول اوسی کا قسم سے معتبر ہوگا ھدایہ ص اور دعوی کی صحت کے کئی شرط ہین
ف رکن دعوی یہ ہی کہ نسبت کرنا حق کی طرف اپنے اگر اصالتاً دعوی ہووے یا اپنے موکل کیطرف اگر وکالتاً ہو اور اہل دعوی
وہ شخص ہی جو عاقل ممیز ہو اگرچہ صبی ماذون ہووے ورنہ جائز نہوگا اور شروط دعوی یہ ہین کہ مجلس قضا ہو اور مدعی علیہ حاضر ہووے
اسواسطے کہ قضا علی الغائب نہین ہوسکتی اور آیا مدعی علیہ کو حاضر کرنا اوسی وقت چاہیے جب مدعی دعوی کرے تو جواب
اوسکا یہ ہی کہ اگر مدعی علیہ شہر مین ہووے یا اتنی دور کہ اپنے مکان سے مجلس قضا مین آکر پھر رات کو اپنے مکان مین رہ سکتا ہی
تو بمجرد دعوی طلب کیے مدعی علیہ کو اور اگر اس سے زیادہ دور ہووے تو جب تک مدعی سے وجہ ثبوت نلیجاوے مدعی علیہ کو طلب
نکرے اور بعضون نے کہا ہی کہ حلف لے لی جاوے مدعی سے اپنے دعوی کے حق ہونے پر اگر وہ حلف کرے تو طلب کرے
مدعی علیہ کو ورنہ نہین ط طا کہا شلبی نے اور ہمارے زمانے مین قاضیون کا حال ہی کہ جب اونکے پاس کوئی
شخص آنکر دعوی کرتا ہی تو وہ طلب کرلیتے ہین مدعی علیہ کو بغیر اس بات کے کہ استفسار کرین مدعی سے کیفیت اوسکے
دعوی کی اور تمیز کرلیوین صحت دعوی کو اوسکے فساد سے اور یہ غفلت ہی اون قاضیون کی [illegible] ان مسائل سے

ائتہ ص ایک یہ کہ جب شی کا دعوی ہو اوسکی جنس اور قدر بیان کرے ف جنس یعنی اوسکی قسم کہ شی مدعی درا ہم ہین یا دنانیر
یا گیہون ہین یا چاول اور قدر یعنی مقدار اوسکا کہ سو درہم ہین یا سو دینار یا سو من گیہون یا چاول ہین اور اوسکا بیان
صفت بھی ضرور ہے کہ وہ دراہم کیسے ہین جید یا ردی کہا طحطاوی نے جسوقت اوس شہر مین کئی طرح کے دراہم یا دنانیر
چلتے ہون تو بیان وصف یعنی فلان قسم کے دراہم کا مین دعوی کرتا ہون ضرور ہے اور اگر شہر مین ایک ہی طرح کے دراہم
چلتے ہون تو بیان جنس و قدر کافی ہے بیان وصف کی کچھ حاجت نہین ص اور یہ شرط دعوی دین مین ہے اور جو دعوی
کسی شی معین کا ہووے تو اگر وہ شی حاضر ہو اوسکی طرف اشارہ کرے اور کہے کہ یہ میری ملک ہے اور اگر غائب ہووے تو اوسکا
وصف بیان کرنا اور اوسکی قیمت ذکر کرنا ضرور ہے دوسری یہ کہ اگر دعوی شی معین کا ہووے تو مدعی کو یہ بھی کہنا ضرور ہے کہ وہ شی
مدعی علیہ کے قبضے مین ہے ناحق ف ناحق کی قید سواسطے لگائی کہ کبھی شی ہوتی ہے غیر مالک کے پاس بسبب حق کے
جیسے شی مرہون مرتہن پاس یا مبیع بائع پاس بوجہ نہ دینے ثمن کے کذا فی الاصل ص اور دعوی عقار مین ف
عقار بالفتح شی غیر منقول کو کہتے ہین اصطلاح فقہا مین جیسے باغ زمین مکان وغیرہ ص قابض ہونا مدعی علیہ کا ثابت
نہوگا مگر گواہی سے یا قاضی کے علم سے ف یعنی اگر مدعی اور مدعی علیہ باہم متفق ہوجاوین اس بات پر کہ اس مکان
یا زمین کا قابض مدعی علیہ ہے تو قبضہ اوسکا ثابت نہوگا کیونکہ احتمال ہے کہ مدعی اور مدعی علیہ دونون نے حیلہ کیا ہو پرایا مال لینے کا
اسطرح پر کہ دو تصدیق کرین قبضہ مدعی علیہ کی حال آنکہ وہ شی شخص ثالث کے قبضہ مین ہے تو قاضی حکم کرے ملک مدعی کا
برخلاف شی منقول کے کہ اوسمین قبضہ کا مشاہدہ اور معائنہ ہوجاتا ہے تو صرف تصادق متخاصمین کافی ہے ثبوت قبضہ
مدعی علیہ کے لیے کذا فی الاصل باختصار در مختار مین ہے کہ دعوی غصب عقار اور دعوی شراء عقار مین کچھ حاجت قائم
کرنے شہود کی نہین اس بات پر کہ وہ عقار قبضے مین مدعی علیہ کے ہے کیونکہ دعوی غصب اور شراء جیسا صحیح ہے قابض پر ویسے
ہی غیر قابض پر برخلاف دعوی ملک مطلق کے ص تیسری شرط یہ ہے کہ مدعی یہ کہے کہ مین اوسکو طلب کرتا ہون مدعی علیہ
سے تو اگر وہ شی منقول مدعی علیہ کے پاس موجود ہوگی تو اوسکو حکم ہوگا حاضر کرنیکا اوس شی کو مجلس قضا مین تا مدعی اپنے
دعوی مین اوسکی طرف اشارہ کرے یہی حال ہے گواہون کی گواہی دینے اور مدعی علیہ کے قسم دلانے مین یعنی چیز کا حاضر
کرنا چاہیے تاکہ گواہ اپنی گواہی مین اور مدعی علیہ اپنی قسم مین اوسکی طرف اشارہ کرین اور اگر چیز کا حاضر کرنا مجلس قضا مین
متعذر ہووے ف بسبب اوسکے ہلاک ہوجانے یا غائب ہوجانے کے ص تو مدعی اوسکی قیمت ذکر کردیگا
ف اور اگر باوجود باقی ہونے اوسکے حاضر کرنا اوسکا مجلس قضا مین متعذر ہووے جیسے چکی یا تودہ غلہ کا یا گلہ بکریونکا
تو قاضی اپنا امین مدعی کے ساتھ کردیوے کہ اوسکے ساتھ جا کر مدعی اوس شی کیطرف اشارہ کردیوے اور جس صورت
مین وہ شی ہلاک ہوگئی ہو تو صرف ذکر قیمت کافی ہے تو بیان کرنا رنگ جانور کا اور اوسکے سن اور فربہی اور لاغری
کا ضرور نہین اگر وہ جانور ہلاک ہوگیا ہو مدعی علیہ پاس اور دعوی غصب اموال مین اور اسی طرح دعوی شی مرہون
مین بیان کرنا قیمت کا کچھ ضرور نہین کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنے مال کی قیمت کو نہین جانتا بلکہ قول غاصب
اور مرتہن کا اوسکی قیمت مین حلف سے معتبر ہوگا البتہ دعوی سرقہ مین اگرچہ وہ شی حاضر ہو بیان قیمت ضرور ہے

تا انصاب کی کیفیت معلوم ہووے **فائدہ** دعوی شی مجہول القیمت پر حلف نہین لیجاتی مگر چھہ جگہ دعوی شی مغصوب کا دعوی شی مرہون دعوی شی امانت قاضی جب وصی یتیم کو متہم بخیانت کرے قاضی جب متولی وقف کو متہم بخیانت کرے دعوی شی مسروقہ شامیہ

**مسئلہ** اگر مدعی نے بہت سی چیزون کا جنکی جنس اور نوع مختلف ہی دعوی کیا تو کل کی قیمت ذکر کر دینا کافی ہی اگرچہ ہر ہر چیز کی قیمت علیحدہ علیحدہ بیان نہ کرے اور گواہ بھی اوسکے مقبول ہونگے قیمت پر اور حلف دیا جاویگا اوسکے مدعی علیہ کو کل مال پر ایک ہی بار اگر انکار کریگا اور اگر اقرار کریگا یا نکول کریگا تو اوسکے بیان پر جبر کیا جاویگا **شامی** وطحطاوی **ص** عقار کے دعوی مین یہ بھی شرط ہی کہ مدعی اوسکے حدود بیان کرے یعنی چارون حدین یا تین حدین اور اون حدون کے مالکون کا نام اور انکے باپ اور دادا کا نام بھی بیان کرے **ف** حدود کا بیان کرنا شرط ہی دعوی عقار مین نزدیک ابو حنیفہ کے اگرچہ وہ عقار مشہور ہووے اور صاحبین کے نزدیک اگر مشہور ہووے تو حدود کا ذکر شرط نہین پھر بیان کر دینا تین حدود کا کافی ہی نزدیک ہمارے کیونکہ جب تین حدین ظاہر ہوگئین تو چوتھی حد ایک خط مستقیم ہوگی چنانچہ شکل مندرجہ حاشیہ سے ظاہر ہی اور زفر کے نزدیک چارون حدون کا بیان ضروری ہی اور یہی قول ہی ائمہ ثلثہ کا اور اسی پر فتوی ہی اور اصحاب و مالکین حدود کی نسبت دادا تک شرط ہی امام اعظم کے قول مین لیکن اگر مالک حدود شخص مشہور ہی تو فقط اوسی کا نام ذکر کرنا کافی ہی اور گھر کے دعوی مین یہ بھی شرط ہی کہ مدعی اوس شہر کا نام اور اوس محلہ کا نام اور اوس گلی کا نام جہان پر وہ گھر ہی بیان کرے یہ سب شرائط دعوی عین کے ہین لیکن دعوی دین مین تو ذکر جنس و قدر کا ضروری ہی اور ذخیرہ مین مذکور ہی کہ اگر وہ چیز وزنی ہووے جیسے سونا چاندی تو اوسکی صفت بھی کہ کھری ہی یا کھوٹی بیان کرنا ضروری ہی اور اوسکی نوع کا بھی ذکر ضروری ہی کہ مثلاً سکہ بخارا کا ہی یا نیشاپور کا **ص** جب دعوی مدعی کا صحیح ہو جاوے **ف** یعنی ہر قسم کے دعوی مین جو اوسکی شرائط ہین سب پائی جاوین تو اگر مدعی درخواست کرے **ص** تو قاضی مدعی علیہ سے سوال کرے **ف** یعنی یون کہے کہ فلان شخص نے تیرے اوپر یہ دعوی کیا ہی تو تو کیا جواب دیتا ہی اور اگر دعوی کی صحت نہووے تو طلب مدعی علیہ کی اور سوال کرنا اوس سے کچھ ضرور نہین بلکہ دعوی کو خارج کر دیوے در مختار **ص** تو اگر مدعی علیہ اقرار کرے دعوی مدعی کا یا انکار کرے اور مدعی وجہ ثبوت پیش کر دیوے تو قاضی حکم کرے مدعی علیہ پر **ف** بغیر طلب مدعی کے اور اگر مدعی علیہ یہ کہے کہ مین مدعی کے دعوے کو دفع کر سکتا ہون تو قاضی اوسکو تین دن کی مہلت دیوے اگر تیسرے دن کچہری ہوتی ہی اور جو روز ہوتی ہی تو ایک دن کی دینا چاہیے اور اگر تین دن کی دیگا تب بھی جائز ہی پھر اگر اوس مدت مین مدعی علیہ دفع کرے تو بہتر ورنہ قاضی اوسپر حکم کر دیوے در مختار و شرح للطحطاوی **ص** اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہون وجہ ثبوت کے تو درصورت درخواست مدعی قاضی مدعی علیہ سے قسم لیوے **ف** اسواسطے کہ روایت کیا بخاری مسلم نے ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر لوگ دیے جاتے صرف اپنے دعوی سے البتہ کچھ لوگ دوسرون کے خونون کا اور مالون کا دعوی کرتے لیکن قسم ہی مدعی علیہ پر اور روایت کیا بیہقی نے سند صحیح سے اس حدیث کو اور اوس مین یہ لفظ ہی اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ یعنی گواہ مدعی پر ہین اور قسم منکر پر اور روایت کی بخاری اور مسلم نے وائل بن حجر سے کہ آیا ایک شخص کندی اور ایک حضرمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس تو حضرمی نے یہ دعوی کیا کہ یا رسول اللہ اسنے میری زمین لے لی ہی تو کہا کندی نے کہ وہ زمین میری ہی حضرمی کا اوسمین کچھ حق نہین تو فرمایا حضرت نے حضرمی سے کیا تیرے پاس گواہ ہین کہا اوسنے کہ نہین فرمایا آپنے پس تیرے لیے قسم اوسکی ہی

کہا اوسنے یا رسول اللہ کہ یہ مرد فاسق ہے وہ پروا نہیں رکھتا قسم کی فرمایا آپ نے نہیں ہے تیرے لیے کچھ سوا قسم کے تو چلا کہ قسم کھانے تب کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر حلف کریگا مدعی کے مال پر تاکہ کھاوے اوسکو ظلم سے البتہ ملیگا اللہ تعالی سے اور اللہ اوس سے منہ پھیر لیگا اور اس حدیث کے معنی بہت سی حدیثوں میں مروی ہیں بلکہ بعضوں نے اسکو متواتر کہا ہے روایت کیا مسلم نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسنے کاٹا حق مرد مسلمان کا اپنی قسم سے تو بیشک واجب کیا اللہ تعالی نے اوسکے لیے جہنم کو اور حرام کیا اوپر اوسکے جنت کو تو کہا آپ سے ایک شخص نے یا رسول اللہ اگرچہ وہ تھوڑی چیز ہو فرمایا آپ نے اگرچہ ایک لکڑی ہو پیلو کی **فائدہ** اگر مدعی علیہ نے کہا کہ میں نہ اقرار کرتا ہوں نہ انکار تو اوس سے حلف لیجاویگی بلکہ قید کیا جاویگا تاکہ اقرار کرے یا انکار کرے اسی طرح اگر چپ ہو رہے بغیر کسی آفت کے اوسکی زبان میں درمختار **مسئلہ** اجماع کیا ہے فقہا نے باطلب قسم دلانے پر اوس شخص کو جو میت پر دعوی دین کرے صورت اوسکے قسم دلانے کی یہ ہے کہ قاضی اوسکو یوں قسم دلاوے کہ قسم اللہ کی میں نے اپنا حق مدیون میت سے نہیں پایا اور نہ کسی نے اوسکی طرف سے مجھکو ادا کیا اور نہ میری طرف سے کسی اور نے اوسپر قبضہ کیا میرے حکم سے اور نہ میں نے اوسکو معاف کیا نہ کل نہ بعض اور نہ میں نے اوسکا کسیکو حوالہ قبول کیا اور نہ میرے پاس اوسکی کوئی چیز رہن ہے کذا فی الحلبی عن البحر **ص** تو اگر مدعی علیہ نے ایک دفعہ بھی قسم کھانے سے انکار کیا مثلا کہا میں قسم نہیں کھاؤنگا یا چپ ہو رہا بغیر کسی آفت کے **ف** یعنی اگر گونگا یا بہرا ہوگا تو سکوت اوسکا نکول نہوگا **ص** اور قاضی نے فیصلہ کر دیا اوسکے نکول پر تو صحیح ہے اور احتیاط اسمین ہے کہ قاضی قسم کے واسطے تین بار مدعی علیہ سے کہے پھر اگر تیسری بار میں بھی مدعی علیہ قسم سے انکار کرے تو قاضی اوسکے نکول پر حکم کر دیوے **ف** نکول کہتے ہیں قسم سے انکار کرنے کو قاضی اوسکے نکول پر حکم کر دیوے گا یعنی مدعی کا مقدمہ جتا دیوے اور مال مدعی مدعی علیہ پر لازم کر دے **ص** اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک صرف نکول سے مدعی علیہ کے اوپر مال لازم نہ کیا جاویگا بلکہ پھر مدعی سے قسم لیجاویگی کہ وہ اپنے دعوی میں سچا ہے جب مدعی حلف کریگا تو حکم کر دیا جاویگا مال کا مدعی علیہ پر اور ہمارے نزدیک یہ بدعت ہے اور سب سے پہلے اسطرح کیا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اور یہ مخالف ہے حدیث مشہور کے **ف** اور یہی قول ہے احمد اور مالک کا اور یہی کہتے ہیں ائمہ ثلثہ کہ اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہووے تو مدعی سے قسم لیکر حکم کر دینگے مال کا مدعی علیہ پر اور قسم اوسکی قائم مقام دوسرے گواہ کے ہوگی اور امام اعظم رحمہ اللہ نے دونوں مسئلوں میں خلاف کیا ائمہ ثلثہ کا یعنی اونکے نزدیک مدعی سے کسی حال میں حلف نہ لیجاویگی بلکہ حلف خاص ہے مدعی علیہ کے ساتھ باتباع حدیث مشہور بلکہ متواتر جو اوپر گذری کہ فرمایا حضرت نے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر یعنی جنس قسم منکر پر ہے اور الف لام الیمین میں استغراق جنس کے ہے یعنی تمام قسمیں مدعی علیہ پر ہیں اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ قسم مختص ہے مدعی علیہ سے ائمہ ثلثہ دلیل لاتے ہیں ایک حدیث سے جسکو روایت کیا احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی اور طحاوی نے عبدالوہاب ابن عبدالمجید ثقفی سے انھون نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے انھون نے اپنے باپ محمد باقر رضی اللہ عنہ سے انھون نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ فیصلہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قسم کے اور ایک شاہد کے کہا ترمذی نے اور روایت کیا اوسکو ثوری اور مالک وغیرہ نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے مرسلا اور یہی اصح ہے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے محمد باقر رضی اللہ عنہ سے انھون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ ایک شاہد کے اور قسم کی مدعی سے اور یہ منقطع ہے کہا دارقطنی نے علل میں کہ جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کبھی موصول کیا اس حدیث کو اور کبھی مرسل کیا

اور کہا شافعیؒ نے اور بیہقی نے کہ عبد الوہاب نے وصل کیا اوسکو اور وہ ثقہ ہے میں کہتا ہون کہ ذہبی نے اوسکو ضعیف کیا
اور کہا کہ مختلط ہو گیا تھا آخر عمر میں اور مالک اور ثوری کی روایت مرسل اگرچہ صحیح ہے لیکن حدیث مرسل شافعیؒ کے نزدیک
قابل احتجاج کے نہین ہے اور روایت کیا ابو داود اور طحاوی نے ابن عباسؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ شاہد
اور قسم کے اور حسن کہا اوسکو ترمذی نے اور منکر کہا اوسکو طحاوی نے اسواسطے کہ روایت کیا اوسکو قیس بن سعد نے عمرو بن دینار سے
اور اوسکی حدیث کو عمرو بن دینار سے ہم کچھ نہین جانتے اور روایت کیا شافعیؒ اور اصحاب سنن اور ابن حبان نے ابو ہریرہؓ سے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا شاہد اور یمین سے نقل کیا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن روایت کیا
اس حدیث کو سہیل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے اور سنا اونسے ربیعہ بن ابی عبد الرحمن نے پھر بگڑ گیا حفظ ابی سہیل کا اور کہتے
تھے ابو سہیل کہ ربیعہ یہ کہتے ہین کہ مینے اونسے حدیث بیان کی ابو ہریرہ کی کہا طحاوی نے نقلاً عن العینی کہ سہیل راوی اس
حدیث کا منکر ہوا اوسکی روایت کا تو حدیث مذکور حجت باقی نرہی بعد منکر ہونے اوسکے راوی کے اور باقی اسانید بھی اس حدیث
کی ضعیف ہین **جواب** امام صاحب کا اس حدیث سے چند وجوہ ہے **اولاً** اسطرح کہ یہ حدیث طرق اسکے سب ضعیف ہین رد کیا
اوسکو نقاد فن حدیث یحیی بن معین نے **ثانیاً** یہ حدیث باوجود ضعیف ہونے کے مخالف ہے نص صریح کلام اللہ کے واستشہدوا
شَهِيدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ الآیہ یعنی گواہ کرو تم دو مردون کو اپنے مین سے تو
اگر دو مرد نہون تو ایک مرد اور دو عورتین **ثالثاً** مخالف ہے یہ حدیث اوس حدیث مشہور بلکہ متواتر کے کہ گواہ مدعی پر ہین اور
قسم منکر پر حصر کر دیا ہے اوسمین جنس شہود کو مدعی پر اور جنس یمین کو مدعی علیہ پر **رابعاً** اس حدیث مین ذکر ایک واقعہ کا ہے
اور نص قولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین احتمال ہے کہ شاید یہ حکم مخصوص ہو اوس واقعہ سے یا اوس مدعی سے جیسا کہ
حضرتؐ نے کر دیا شہادت خزیمہ کو قائم مقام دو شہادتون کے اور خاص ہے یہ خزیمہ سے باتفاق علما اور احادیث اور آثار
ہمارے قول مین عام تو واجب ہو گی ترجیح اونکی اس حدیث پر **خامساً** بصورت تسلیم معنی اوس حدیث کے یہ ہو سکتے ہین
کہ حضرتؐ نے حکم کیا شاہد اور یمین سے یعنی باوجودیکہ مدعی نے ایک شاہد پیش کیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس پر
بوجہ عدم تکمیل نصاب شہادت لحاظ نہ فرمایا اور مدعی علیہ سے یمین لی تو مراد یمین مدعا علیہ ہے نہ یمین مدعی **سادساً**
یہ کہ احتمال ہے کہ مراد شاہد سے خزیمہ ہو کیونکہ دوسری حدیث مین مروی ہے کہ حضرتؐ نے اوسکی شہادت کو تنہا بمنزلہ دو شہادت کے رکھا
اور یہ حکم اوسکی خصوصیات مین سے ہے **سابعاً** یہ کہ الف و لام قضی بالیمین مع الشاہد مین عہد کا ہووے اور مراد حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی شاہد سے شہادت معہودہ یعنی دو مردون کی یا ایک مرد اور دو عورتون کی مراد ہے اسیطرح سے الیمین سے یمین معہود
یعنی یمین مدعی علیہ **ثامناً** یہ کہ یمین سے یمین شاہد کی مراد ہووے یعنی شاہد کو حکم کیا کہ لفظ اشہد کلے کیونکہ اشہد الفاظ
یمین مین سے ہے **تاسعاً** یہ کہ عمل اس حدیث پر متعارف نہوا عہد سلف صالحین یعنی صحابہ و تابعین مین اور یہ دلیل قاطع
ہے اس حدیث کے متروک یا مؤول ہونے پر **عاشراً** یہ کہ استدلال امام شافعی اور ائمہ ثلثہ کا بابت اثبات مسلکین کے حق
تمام نہین ہوتا کیونکہ سبب انکار و شہادت ہی مدعی پر بعد نکول مدعی علیہ اگرچہ مدعی نے ایک گواہ بھی پیش نہ کیا ہو اور یہ مخالف
ہے اس حدیث کے بھی اگر کوئی کہے کہ اوس مسئلہ کے اثبات کی یہ دلیل نہین بلکہ روایت کیا دارقطنی نے ابن عمرؓ سے کہ نبی صلی

علیہ وآلہ وسلم رد کیا قسم کو اوسپر طالب حق یعنی مدعی کے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ قطع نظر اسکے کہ یہ حدیث بھی ایک نقل واقعہ ہے دوسرے
یہ کہ احتمال ہے کہ بیان اوسی واقعہ یمین مع الشاہد کا ہو و اسناد اوسکا نہایت ضعیف ہے تصریح کی اوسکی سب محدثین نے تلک
عشرۃ کاملۃ ھکذا ینبغی لتحقیق المقام وفیما ذکرنا کفایۃ لاولی الافہام **استدلال عجیب امام مالک**
نے موطا مین لکھا کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ یمین مع الشاہد الواحد حجت نہین بسبب قول اللہ تعالی کے فان لم یکونا رجلین
الایۃ تو حجت اون لوگون پر یہ ہے کہ آیا تم نہین دیکھتے کہ اگر ایک شخص نے دعوی کیا ایک شخص پر مال کا کیا نہین حلف لیا جاتا
مدعی علیہ سے تو اگر حلف کرتا ہے باطل ہو جاتا ہے اوس سے یہ حق اور اگر نکول کرتا ہے تو پھر حلف دلاتے ہین صاحب حق کو تو یہ
ایسا امر ہے کہ نہین ہے اختلاف اوسمین کسی کا لوگون مین سے اور نہ کسی شہر مین شہرون مین سے تو کس دلیل سے نکالا ہے
اوسکو اور کس کتاب اللہ مین پایا اس مسئلے کو تو جب اس امر کو اقرار کرے تو ضرور ہے کہ اقرار کرے یمین مع الشاہد کا اگرچہ
نہین ہے یہ کتاب اللہ مین انتہی باختصار مین کہتا ہون کہ یہ استدلال عجیب ہے امام مالک رحمہ اللہ سے کیونکہ ثبوت حلف
مدعی علیہ کا تو احادیث متواترہ یا مشہورہ سے موجود ہے بلکہ اوسپر اجماع ہے مجتہدین کا تو پوچھنا کہ کس دلیل سے نکالا ہے اسکو بعید ہے
صواب سے اور اگر مراد اونکی اوس امر اتفاقی سے حلف مدعی علیہ مع حلف مدعی در صورت نکول مدعی علیہ ہے تو اوسکو اتفاقی کہنا اور
مجمع علیہ بلا دعوی حصار کا قرار دینا خلاف واقع اور غیر مسلم ہے باینہمہ جو لوگ یمین مع الشاہد کو حجت نہین جانتے ہین وہ کب کہتے ہین
کہ حلف رد کی جاویگی مدعی پر تو ملازمت ان دونون امرون مین غیر ثابت اور بے دلیل ہے اور شاید کہ امام مالک رحمہ اللہ کی اس
عبارت کا مطلب اور ہو کہ وہ ہمارے فہم ناقص مین نہ آیا ہو واللہ اعلم بمرادہ عبادہ **ص** اور نہین حلف لیجاتی ہے امام صاحب رحمہ اللہ کے
نزدیک منکر سے نکاح اور رجعت اور مدت ایلا کے اندر رجوع کرنے مین اور ام ولد ہونے مین اور غلام ہونے مین اور نسب
مین اور ولا مین برخلاف صاحبین کے **ف** اصل کتاب مین صورتین ان مسائل کی یون مذکور ہین کہ ایک شخص نے
دعوی کیا نکاح کا اور انکار کیا عورت نے یا اسکا اولٹا ہو یعنی عورت مدعی نکاح کی ہو اور مرد انکار کرے یا دعوی کیا ایک شخص نے
بعد طلاق کے اور گذر جانے عدت کے کہ مینے رجعت کی تھی عدت کے اندر اور انکار کیا عورت نے یا اسکا اولٹا ہوا یا دعوی کیا ایک
شخص نے بعد گذر جانے مدت ایلا کے کہ مینے رجوع کیا تھا ایلا سے اندر مدت کے اور انکار کیا عورت نے یا اسکا اولٹا ہوا یا
دعوی کیا ایک شخص مجہول النسب پر کہ یہ میرا غلام یا بیٹا ہے یا اسکا اولٹا ہوا یا جھگڑا کیا دونون نے آزادی کی ولا یا ولا موالاۃ مین
اسی طور پر یا دعوی کیا لونڈی نے اپنے مولی پر کہ میرے اولاد ہوئی تھی مولی سے اور دعوی کیا تھا اوسکا مولی نے اور مکر گیا ہے
ولد اور اسکا اولٹا یہان نہین ہو سکتا کیونکہ مولی نے اگر دعوی کیا کہ یہ میری ام ولد ہے تو وہ ام ولد ہو جاویگی صرف اوسکے اقرار سے
اسمین اوس لونڈی کے انکار کیطرف التفات نہوگا دلیلین امام صاحب اور صاحبین کی مذکور ہین اصل مین لیکن صحیح ومختار
یہ ہے کہ ان ساتون چیزون مین حلف لیجاویگی در مختار **ص** اور نہین قسم لیجاویگی حد اور لعان مین **ف** جیسے حد زنا اور حد قذف
مین صورت حد کی یہ ہے کہ ایک شخص نے دعوی کیا دوسرے پر کہ تو نے مجکو تہمت زنا کی لگائی تھی اور تجھپر حد لازم ہے اور مدعی علیہ نے
انکار کیا تو اوسپر حلف نہ آویگی بالاجماع اور صورت لعان کی یہ ہے کہ عورت نے دعوی کیا خاوند پر کہ تو نے مجکو تہمت لگائی تھی زنا کی
تو تجھپر لعان واجب ہے اور مرد نے انکار کیا تو اوسکو حلف نہ دلائی جاویگی کذا فی الاصل **ص** اور چور نے اگر چوری سے انکار کیا

بیان استدلال امام مالک در یمین مع الشاہد

تو اوس سے حلف کی جاوے مال کے لیے تو اگر اوسنے نکول کیا ضمان دیگا مال کا اور ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اسواسطے کہ نکول ایسی دلیل ہے جسمین شبہہ ہے تو مال اوس سے لازم ہوگا نہ حد اسیطرح خاوند کو حلف دلائی جاویگی اگر عورت نے دعوی کیا اوسکے طلاق دینے کا قبل دخول کے اسواسطے کہ طلاق مین بالاجماع حلف لیجاتی ہے تو اگر مرد نکول کریگا ضمان دیگا صورت مذکورہ مین عورت کے نصف مہر کا اسیطرح نکاح مین جب عورت دعوی کرے مہر کا یا نفقہ کا اور انکار کرے شوہر تو حلف لیجاویگی اوس سے اور اگر نکول کریگا تو مال اوسپر لازم ہوگا اور عورت اوسپر حلال نہوگی نکول سے نزدیک امام ابوحنیفہؒ کے اسیطرح نسب مین جب مدعی بسبب نسب کے کسی حق کا دعوی کرے جیسے میرث یا نفقہ کا **ف** یا حضانت کا یا عتق کا بسبب ملک کے یا ہبہ مین رجوع نہو سکنے کا شامی **ص** تو مدعی علیہ سے حلف لیا جاویگا اگر نکول کریگا تو وہ حق ثابت ہو جاویگا نہ نسب نزدیک امام صاحب کے اسیطرح جو منکر ہو قصاص کا تو اوس سے حلف لیا جاویگا اجماعا تو اگر نکول کریگا قصاص بالنفس مین **ف** قصاص بالنفس یہ کہ مقتول کے بدلے مین اسکا قتل واجب ہووے اور قصاص بالاطراف یہ کہ مدعی علیہ نے کسی کے ہاتھ یا پانون کاٹ ڈالے اور مدعی اسکا عوض چاہتا ہے کہ مدعی علیہ کے بھی ہاتھ یا پانون کاٹے جاوین **ص** تو قید کیا جاویگا مدعی علیہ یہانتک کہ اقرار کرے یا حلف کرے اور اگر نکول کریگا قصاص بالاطراف مین تو صرف اوسکے نکول سے اوس سے قصاص لیا جاویگا نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک قصاص بالنفس مین بمجرد نکول دیت لازم ہوگی قاتل پر **ف** اور فتوی امام کے قول پر ہے **ص** مدعی نے کہا میرے گواہ حاضر ہین **ف** یعنی شہر مین یہانتک کہ اگر مدعی کہیگا کہ میرے پاس گواہ نہین ہین یا میرے شہود غائب ہین تو مدعی علیہ سے حلف لیجاویگی اور ضمانت نہ لیجاویگی **ص** اور پھر قسم طلب کی مدعی علیہ سے تو مدعی علیہ سے قسم نہ لیجاویگی بلکہ اوس سے حاضر ضمانت لیجاویگی تین روز کی **ف** لیکن شرط یہ ہے کہ حاضر ضامن معتمد اور معتبر ہووے اور اوسپر خوف بھاگ جانے کا نہووے اگرچہ مدعی علیہ صاحب اعتبار ہو اور مال بے حقیقت **ص** تو اگر مدعی علیہ ضمانت داخل نہ کرے تو خود مدعی لازم رہے اوسکا مدعی علیہ کے ساتھ ہے مدت ضمانت تک یعنی تین روز تک تاکہ مدعی علیہ غائب نہو جاوے یہ صورت جب ہے کہ مدعی علیہ مقیم ہو اوس شہر کا اور اگر مسافر ہو تو اوس سے حاضر ضمانت وقت برخاست کچہری تک لیجاویگی اور اگر ضمانت نہ دیگا تو اسی مدت تک مدعی کو حکم اوسکے ساتھ رہنے کا ہوگا پس اگر مدعی مدت مقررہ مین گواہ لایا تو بہتر ورنہ قاضی اوس سے حلف لے لیویگا اوسکو چھوڑ دیوے **ف** **مسائل لاحقہ** اگر مدعی اور مدعی علیہ نے اتفاق کیا اس امر پر کہ مدعی علیہ قاضی کے سوا اور کہین قسم کھاوے اور بری الذمہ ہو جاوے تو یہ باطل ہے اسواسطے کہ قسم قاضی کا حق ہے بطلب مدعی تو اعتبار نہین قسم اور انکار قسم کا غیر قاضی کے پاس مدعی علیہ نے اگر کہا کہ مدعی سے حلف لی جاوے اسپر کہ وہ اپنے دعوی مین سچا ہے یا گواہ اوسکے سچے ہین تو قاضی اوسکی درخواست پر لحاظ نہ کرے **ف** **فائدہ** طریق قضا کے تین ہین ایک اقرار مدعی علیہ دوسری برہان مدعی تیسری نکول مدعی علیہ تو قاضی کو چاہیے کہ اگر مدعی کے پاس گواہ نہوین اور وہ طلب کرے قسم کو مدعی علیہ سے تو مدعی علیہ سے کہے کہ واسطے قسم اپنے کے اگر وہ قسم کھا لیوے تو بہتر ہے اور اگر نکول کرے تو اوسپر مال کا حکم کرے سے قبل مدعی علیہ کے حلف یا نکول کرنے کے اسیطرح فیصلہ ہے کہ مدعی علیہ سے حلف لیجاوے اگر کرے تو بہتر ورنہ اوس سے مال دلایا جاویگا جیسا کہ اس زمانے کے قاضی کرتے ہین اور یہ مرا جہل ہے اون سے یا غفلت تو اس امر کو یاد رکھنا چاہیے قاضی کے سامنے مدعی علیہ نے انکار کیا قسم سے اور قاضی نے اوسپر نکول سے حکم کر دیا مال کا بعد اوسکے مدعی علیہ مستعد ہوا حلف پر تو اسی طرح

سماعت اوسکی نہوگی اور قضا اپنے حال پر باقی رہیگی اگر مدعی نے بعد قسم کے گواہ قائم کیے گو کہ پہلے کہہ چکا ہو کہ میرے پاس گواہ نہین
ہین یا بعد قضا بالنکول کے تو قبول کیے جاوینگے وکیل اور وصی اور متولی اور صغیر کا باپ مدعی علیہ سے حلف لے سکتے ہین نیابۃً
اور حلف نہین کر سکتے نیابۃً اپنے فعل پر آدمی سے حلف لیا جاتی ہے بطور قطع اور یقین کے یعنی جسطرح مدعی کہتا ہے اوسطرح قسم کہاوے
اور غیر کے فعل پر بطور علم کے کہ مین نہین جانتا ہوں اسبات کو جیسے کسی شخص نے دعویٰ کیا دین یا عین کا وارث پر بشرطیکہ قاضی اوسکی
میراث ہونیکو جانتا ہے یا مدعی نے اوسکے میراث ہونیکا اقرار کیا یا خصم یعنی مدعی علیہ اوسکے میراث ہونے پر گواہ لایا تو مدعی علیہ یعنی وارث
سے علم پر قسم لیجاوے کہ مین نہین جانتا کہ یہ چیز تیری ہے یا تیرا دین آتا تھا مورث پر اگر مدعی نے دعویٰ کیا دین کا مدعی علیہ پر اور
ثابت کیا اوسکو برہان سے بعد اوسکے مدعی علیہ نے جواب دیا کہ مین دین مدعی کو پہنچا چکا ہون تو مدعی علیہ سے گواہ ادا دین کے
لیے جاوینگے اسیطرح اگر دعویٰ کرے مدعی کے عفو کر دینے کا اگر مدعی علیہ کے پاس گواہ نہون ایصال دین یا ابرا دین کے لیے اوسکے
قسم کا مدعی سے تو مدعی سے قسم لیجاویگی اگر مدعی قسم کرلے تو مال دلایا جاویگا مدعی علیہ سے اور اگر نکول کرے تو مدعی علیہ پر مال لازم نہوگا
اگر ایک شاہد نے شہادت دی ہزار روپے کی مدعی علیہ پر اور دوسرے نے اوسکے اقرار پر تو گواہی مقبول ہوگی اگر مدعی نے ایصال دین
کا دعویٰ کیا ایکبار کل دین کا اور گواہون نے ادائے متفرق کی گواہی دی تو یہ گواہی مقبول نہوگی اگر ورثہ نے زوجیت
زوجہ کا بالکل انکار کیا یعنی یہ کہا کہ ہمارے مورث کی یہ کبھی زوجہ نہ تھی بعد اوسکے زوجہ نے گواہ قائم کیے نکاح اور مہر کے
اب ورثہ کہنے لگے کہ ہمارے مورث نے اوسکو طلاق دی تھی یا اوسنے ابرا کیا تھا مہر تو یہ قول انکا مسموع نہوگا اسواسطے کہ صریح مخالف ہے قول اول کے

## باب کیفیت حلف کے بیان میں

قسم ہوتی ہے اللہ جلشانہ کے نام پاک سے نہ کسی اور کے نام سے **ف** تو اگر قسم کہاویگا قرآن یا مان باپ یا پیغمبر یا ولی یا شہید کے
نام سے یا کعبہ کی تو اوسپر احکام قسم کے مرتب نہونگے بلکہ اگر اللہ جلشانہ کا سا کسی اور کو بزرگ سمجھکر قسم کہاویگا تو مشرک ہوجاویگا
اگر قسم کہاوے اللہ کے نام سے یا اور کسی اوسکے اسم سے اسمائے مستبرکہ سے جیسے رحمٰن رحیم قادر ذو الجلال یا اوسکی ایسی صفت
سے جس سے قسم کہائی جاتی ہے جیسے عزت اور جلال اور کبریا اور عظمت اور قدرت تو یہ قسم معتبر ہوگی شامی روایت کیا بخاری
اور مسلم نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تمکو منع کرتا ہے اس بات سے کہ قسم کہاؤ تم اپنے باپون
کی سو جو شخص تم مین سے قسم کہانیوالا ہو سو چاہیے کہ قسم کہاوے خدا کی یا چپ رہے اور روایت کیا بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہؓ
سے کہ جسنے اپنے حلف مین کہا قسم ہے لات اور عزیٰ کی تو چاہیے کہ کلمہ توحید پڑھے یعنی لا الہ الا اللہ کہا شیخ عبد الحق نے
شرح مشکوٰۃ مین کہ اگر قسم غیر خدا کی علی وجہ التعظیم نہین ہے تو اوس سے کافر نہین ہوتا لیکن استغفار چاہیے کیونکہ صورت
کفر کی ہے اور اگر قسم غیر خدا کی علی وجہ التعظیم ہے یعنی اوس چیز کی تعظیم مثل خدا کے جانتا ہے تو یہ کفر ہے اور ارتداد ہے واجب ہے کہ توبہ
کرے اوس سے اور تجدید اسلام کرے روایت کیا ابو داود اور نسائی نے ابو ہریرہؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
نہ قسم کہاؤ تم اپنے باپ دادا اور اپنی ماؤن کی اور نہ بتون کی اور نہ قسم کہاؤ تم خدا کی مگر جب سچے ہو اور روایت کیا ترمذی
نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے قسم کہائی سوا خدا کے اور کسی کی تو بیشک
شرک کیا **ص** اور قسم نہوگی طلاق اور عتاق سے **ف** یعنی اگر مدعی کہے کہ مدعی علیہ سے یون قسم کہاوے کہ اگر

مدعی کا دعوی سچا ہووے تو بیبی جبرو پر طلاق ہو یا بیہ غلام آزاد ہو تو اس درخواست مدعی پر کچھ لحاظ نہو گا کیونکہ قسم طلاق یا عتاق سے دینا حرام ہو کذا فی الخانیۃ ص اور قول ضعیف یہ ہو کہ اگر ہمارے زمانے مین مدعی الحاح اور زاری کرے تو مدعی علیہ سے طلاق اور عتاق پر قسم لیجاوے ف یعنی قاضی کو لے لینا درست ہو اور یہ قول مردود ہو بچند وجوہ اول یہ کہ حلف دلانا طلاق اور عتاق کی حرام ہو تو اگرچہ مدعی الحاح اور زاری کرے قاضی کو اوسکی تعمیل کیسے درست ہوگی کہ اعتنا کیا ہو صاحب درمختار اور فقہاے معتبرین نے دوسرے یہ کہ نتیجہ تحلیف اسمین ظاہر نہین ہوتا اسواسطے کہ اگر مدعی علیہ نے انکار کیا ایسی قسم سے یعنی طلاق اور عتاق کی قسم سے تو اوسکے نکول سے اوسپر مال لازم نہ کیا جاویگا تو یہ تحلیف سے فائدہ ٹھہری لیکن بعض فقہا نے یہ کہا ہو کہ جس شخص نے جائز رکھا ہو اس تحلیف کو تو وہ قائل ہو اس بات کا بھی کہ بصورت نکول مدعی علیہ مال اوسپر لازم کیا جاویگا درمختار اور شامی نے نقل کیا در البحار سے کہ کبھی فائدہ اس قسم کا ظاہر ہوتا ہو کہ مدعی علیہ جاہل ہوتا ہو اس بات کا کہ نکول ایسی قسم سے معتبر نہین تو وہ وقت طلب حلف قسم سے انکار کر کے مال کا اقرار کر لیتا ہو تیسرے یہ کہ یہ قول منقول نہین مجتہدین اربعہ سے اور نہ قدماے فقہا سے بلکہ متون مین اسکی ممانعت لکھی ہو تو جواز اسکا محض ایجاد کیا ہوا بعض فقہاے متاخرین کا ہو جنکی تقلید ضرور نہین علی الخصوص جب کہ مخالف احادیث اور حرام ہووے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ص اور سخت کر سکتا ہو قاضی قسم کو خدا کی اوصاف ذکر کرنے سے مثلاً کہ قسم کھا تو اوس اللہ کی جو طالب غالب ہو سمجھنے والا ہو بادشاہ ہو زندہ ہو کبھی اوسکو موت اور فنا نہین او مثل اسکے ف ہدایہ مین اسکی مثال یون لکھی ہو کہ قاضی کہے مدعی علیہ سے کہ تو قسم خدا کی ایسا خدا کہ جاننے والا ہو غائب و حاضر کا وہ رحمٰن رحیم ہو جانتا ہو وہ چھپی چیز کو جیسے جانتا ہو کھلی چیز کو کہ مدعی کا تیرے پر مال نہین ہو اور نہ اوسمین سے کچھ انتہی او قاضی کو پہونچتا ہو کہ تاکید کرے قسم کی اس سے زیادہ یا کم لیکن احتیاط کرے اس بات کی کہ مدعی علیہ پر قسم مکرر نہو جاوے اسواسطے کہ استحقاق اوسپر صرف ایک قسم کا ہو اور بعضون نے کہا ہو کہ جو شخص نیکبخت دیندار مشہور ہو اوسپر تاکید قسم کی حاجت نہین البتہ جو ایسا نہو اوسپر قسم سخت کرے اور بعضون نے کہا ہو کہ اگر مال قلیل ہو تو تغلیظ قسم کی حاجت نہین البتہ اگر مال خطیر کا دعوی ہووے تو قسم کو سخت کرے ہدایہ تو اگر قاضی نے مدعی علیہ کو اللہ کی قسم دی اور اوسنے تغلیظ قسم سے انکار کیا تو قاضی اوسپر نکول سے حکم نہ کرے اسواسطے کہ مطلب تو اللہ کی قسم ہو اور وہ حاصل ہو گیا درمختار عن التبیین ص اور نہو گی تاکید قسم کی مسلمان پر زمان اور مکان سے ف تغلیظ زمان یہ کہ رمضان شریف یا جمعہ کے دن قسم لے اور تغلیظ مکان یہ کہ مسجد یا بیت اللہ مین قسم لیوے درمختار مین ہو کہ یہ تغلیظ مستحب نہین ہو قاضی کو تو ظاہر یہ ہو کہ اگر کرے تو مباح ہو لیکن نقل کیا شامی نے محیط سے کہ نہین جائز ہو تغلیظ قسم کی ساتھ مکان کے ص اور امام شافعی کے نزدیک تغلیظ قسم کی چاہیے زمان سے جیسے بعد نماز عصر کے دن جمعہ کے اور مکان سے جیسے جامع مسجد مین نزدیک منبر کے اور یہودی کو یون حلف دلاوینگے کہ قسم ہو اوس خدا کی کہ جسنے اوتاری توراۃ موسی علیہ السلام پر اور نصرانی کو اسطرح کہ قسم ہو اوس خدا کی جسنے اوتارا انجیل کو عیسی علیہ السلام پر اور مجوسی کو اسطرح کہ قسم خدا کی جسنے پیدا کیا آگ کو اور بت پرست کو قسم خدا کی دلاوینگے ف کیونکہ سب بت پرست اقرار کرتے ہین وجود خدا تعالی کا فرمایا اللہ تعالی نے وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ یعنی اگر تو پوچھے مشرکین سے کہ کسنے پیدا کیا آسمان اور زمین کو البتہ کہینگے کہ خدا نے پیدا کیا اور پارسی سے اور ہندو سے آگ کی اور گنگا کی قسم نلیوے کیونکہ تحلیف بغیر خدا جائز نہین ہو بلکہ یون کہے کہ قسم اوس خدا کی جسنے پیدا کیا آگ کو اور گنگا کو در مختار

میں ہے کہ فرقہ دہریہ جو مقر نہیں ہے خدائے عزوجل کا بلکہ انکار کرتے ہیں خدا سے تو اونسے کس چیز کی قسم لیجاویگی یہ معلوم نہیں ہوتا مترجم کہتا ہے
کہ اونسے دہر کی قسم لیجاویگی اسواسطے کہ دہر بھی منجملہ اسماء الٰہی ہے حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے میں دہر ہوں اور آدمی برا کہتا ہے
دہر کو اور اگر یہودی نصرانی پارسی ہندو ہو سے صرف خدا کی قسم لے تو کافی ہو جاویگا در مختار میں ہے کہ اگر مدعی علیہ گونگا ہو تو اوسکو حلف
دینے کا یہ طریقہ ہے کہ قاضی اوس سے کہے کہ تجھپر عہد ہے خدا کا اور اوسکا میثاق اگر ایسا اور ایسا ہو پھر جب اپنے سر سے اشارہ کرے کہ ہاں تو وہ حالف
ہو جاویگا اور اگر بہرا بھی ہووے تو قسم کو لکھے تاکہ وہ اوسکا جواب لکھے اپنے خط سے اور اگر وہ لکھنا نہ جانتا ہووے تو اوسکا اشارہ سے قسم دیوے اور اگر گونگا اور
بہرا اور اندھا بھی ہووے تو اوسکا باپ قسم کھاوے یا اوسکا وصی یا اگر باپ اور وصی نہووے تو قاضی نے جس شخص کو اوسکے قائم مقام کیا ہے
وہ حلف کرے طحطاوی نے یہ لکھا کہ یہ قسم کیا علم پر ہوگی اسواسطے کہ متعلق بالغیر ہے یا یقین و قطع پر اسکو تحریر کرنا چاہیے پھر معلوم کر یہ
قول مخالف ہے کما تقدم کے کہ نیابت استحلاف میں جاری ہوتی ہے نہ حلف میں انتہی ص اور نہ حلف دیے جاوینگے یہ لوگ ف یعنی
یہود اور نصاری اور بت پرست ص اپنے عبادت خانوں میں ف اسواسطے کہ قاضی کو اونکے عبادت خانوں میں جانا مکروہ
ہے کیونکہ وہ مجمع شیاطین ہیں اور ظاہر اکراہت تحریمی ہے اسواسطے کہ عند الاطلاق کراہت تحریمی مراد ہوتی ہے اور سینے فتوی دیا ہے
اوس مسلمان کی تعزیر کا جو ملازم کنیسہ کا ہووے یہود کے ساتھ کذا فی البحر الرائق ص اور قسم دلائی جاوے مدعی علیہ کو حاصل دعوی پر ف
قاعدہ کلیہ اسکا یہ ہے کہ اگر سبب ایسا ہے جو مرتفع نہیں ہوسکتا جیسے عتق مرد مسلمان کا تو قسم میں حلف سبب پر ہوگی اور اگر وہ سبب مرتفع ہوسکتا ہے
جیسے بیع فسخ سے اور نکاح طلاق سے تو وہاں قسم حاصل پر ہوگی مگر جس صورت میں مدعی کا ضرر ہووے اور اسکی مثالیں آگے آتی ہیں ص
جیسے بیع اور نکاح میں قاضی یوں قسم دیوے کہ قسم خدا کی تم دونوں میں بیع قائم نہیں اور نکاح قائم نہیں اور طلاق میں اسطرح کہ وہ عورت
تجھسے اسوقت باین نہیں ہے اور غصب میں اسطرح کہ تجھپر اوس چیز کا پھیر دینا واجب نہیں اور نہ دیوے قسم سبب پر جیسے قسم خدا کی مینے
نہیں بیچا یا مینے طلاق نہیں دیا یا مینے غصب نہیں کیا یا مینے نکاح نہیں کیا ف اسواسطے کہ یہ اسباب مرتفع ہوجاتے ہیں اسطرح
کہ ایک چیز کو بیچا پھر اقالہ کیا تو اگر مدعی علیہ کو قسم دلاوینگے سبب پر تو اوسکو ضرر ہوگا بوجہ جھوٹھ بولنے کے یہ مذہب طرفین کا ہے اور ابو یوسف
کے نزدیک سب صورتوں میں حلف سبب پر دلائی جاویگی مگر جب مدعی علیہ قاضی سے کنایۃ کہے کہ اے قاضی نہ حلف دلا تو مجکو سبب
پر اسواسطے کہ آدمی کبھی بیع کرتا ہے پھر اقالہ کر لیتا ہے یا طلاق دیتا ہے پھر نکاح کر لیتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مدعی علیہ کے انکار کو دیکھینگے
اگر وہ منکر ہوگا سبب کا تو اوسپر حلف دیا جاویگا اور اگر منکر ہوگا حکم کا تو حاصل پر حلف دیا جاویگا اور یہاں پہ کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے
کہ لایق یہ ہے کہ ہمیشہ حلف ہو سبب پر اگرچہ مدعی علیہ کنایۃ قاضی سے کہے اسواسطے کہ انتہا درجہ کی یہ بات ہے کہ پہلے بیع ہوئی ہوگی
پھر اقالہ ہوا ہوگا تو دعوی اقالہ میں مدعی علیہ کو مدعی ہونا چاہیے تو مدعی علیہ گواہ لازم ہیں اقالہ کے اور گر عاجز ہو تو مدعی
پر قسم ہے کذا فی الاکمل ص مگر اوس صورت میں جہاں پر مدعی کا ضرر ہووے تو وہاں حلف سبب پر ہوگی جیسے شفعہ کا دعوی
بسبب ہمسائگی کے اور نفقہ مطلقہ بطلاق باین کا جب مدعی علیہ ان چیزوں کا قائل نہو ف مثلاً مدعی علیہ شافعی ہو اور اوسکے
نزدیک ہمسایہ کو شفعہ ہے نہ مطلقہ بطلاق باین کو نفقہ تو یہاں اگر مدعی علیہ سے حلف لیجاویگی حکم پر یعنی میرے اوپر شفعہ واجب نہیں
یا نفقہ واجب نہیں تو مدعی علیہ سچا ہوگا اور مدعی کا ضرر لازم آویگا اسواسطے مدعی علیہ کو یوں قسم دینگے کہ قسم خدا کی مینے یہ گھر نہیں
خریدا یا مینے اوسکو طلاق باین نہیں دیا کذا فی الاصل ص اسیطرح قسم لی جاویگی اوس سبب پر جو مرتفع نہیں ہوسکتا جیسے

غلام مسلمان عتق کا دعوی کرے مولی پر **ف** تو مولی کو یون قسم دیوینگے کہ قسم خدا کی مینے اوسکو نہین آزاد کیا اسواسطے کہ حاصل حلف لینے کی کوئی ضرورت نہین کیونکہ سبب کا ارتفاع بیان نہین ہوسکتا اسواسطے کہ غلام مسلمان جب آزاد ہو گیا تو پھر غلام نہین ہوسکتا کذا فی الاصل **ص** اور لونڈی اور غلام کافر مین اگر مدعی ہون یہ دونون عتق کے مولی پر تو حلف لیجاویگی حاصل پر **ف** اسواسطے کہ سبب کا انتفاع بیان ہوسکتا ہی لیکن لونڈی مین تو اسطرح کہ مرتد ہو جاوے اور دار الحرب مین چلی جاوے پھر قید ہو کر آوے اور لیکن غلام کافر تو اسطرح کہ عہد کو توڑ دیوے اور دار الحرب میں جا رہے پھر قید ہو کر آوے کذا فی الاصل **ص** اور جو شخص کسی چیز کا وارث ہووے اپنے مورث سے اور دوسرا شخص مدعی ہو اوس چیز کا تو وارث سے حلف علم پر لیجاویگی یعنی اسطرح کہ مجھے معلوم نہین کہ یہ شئی تیری ملک ہے اور اگر کسی شخص کو کوئی چیز ہبہ یا خرید سے آئی تو وہ بطور قطع حلف کرے **ف** اسی طرح اگر وارث مدعی ہو کسی چیز کا دوسرے پر درمختار **ص** اور قسم کے بدلے مین مدعی کو کچھ دینا اور صلح کر لینا کچھ مال پر بعوض قسم کے صحیح ہی تو مدعی جب اقرار کرے کہ مجکو بدلا قسم کا یا بدل صلح قسم سے پہونچ گیا تو اب مدعی علیہ کو حلف نہ دی جاویگی بلکہ حق حلف ساقط ہو جاویگا **فائدہ** مدعی نے قسم چاہی مدعی علیہ سے سو اوس نے کہا کہ تو مجکو قسم دیچکا ہی ایک بار تو اگر تحلیف قاضی یا پنچ کے سامنے ہوئی ہو اور وہ اوسپر گواہ لایا تو مدعی علیہ کا قول مقبول ہوگا ورنہ مدعی اوس سے حلف لے سکتا ہی ✤ ✤

## باب التحالف یعنی دو شخصون کے باہم قسم کھانے کے بیان مین

جب بائع اور مشتری نے اختلاف کیا مقدار ثمن مین **ف** مثلاً بائع نے ثمن دو سو روپیہ تبلائے اور مشتری نے سو روپے **ص** یا مبیع مین **ف** یعنی مشتری نے مبیع زیادہ تبلائی اور بائع نے کم جیسے مشتری نے مبیع کو بیس من غلہ تبلایا اور بائع نے اونیس من **ص** تو جو شخص گواہون سے اپنا بیان ثابت کریگا اوسکے موافق حکم ہوگا اور اگر دونون نے گواہ اپنے اپنے بیان پر پیش کیے تو فیصلا اوسکے موافق ہوگا جو دعوی کرتا ہی زیادت کا **ف** اور وہ بائع ہی صورت اول مین اور مشتری صورت ثانی مین **ص** اور اگر اختلاف ہوا مقدار ثمن اور مبیع دونون مین مثلاً بائع نے کہا کہ مینے اس غلام کو دو ہزار روپے کے عوض مین بیچا ہی اور مشتری نے کہا نہین بلکہ تو نے دو غلامون کو بدلے مین ہزار روپے کے بیچا ہی تو گواہ بائع کے ثمن مین اور مشتری کے مبیع مین معتبر ہونگے اور اگر بائع اور مشتری دونو گواہون کے پیش کرنے سے عاجز ہوئے تینون صورتون مین **ف** یعنی جب اختلاف ہو فقط مقدار ثمن مین یا فقط مقدار مبیع مین یا مبیع اور ثمن دونون مین **ص** تو یا ہر شخص دوسرے کی زیادتی پر راضی ہو جاوے **ف** یعنی مشتری بائع کی زیادتی ثمن پر یا بائع مشتری کی زیادتی مبیع پر یا ہر ایک دوسرے کی زیادتی پر **ص** یا دونون حلف کرین تو اگر اختلاف ثمن مین ہوگا تو مشتری سے کہا جاویگا یا تو تو راضی ہو جا اوس ثمن سے جسکا بائع دعوی کرتا ہی ورنہ بیع فسخ کی جاویگی اور اگر اختلاف مبیع مین ہوگا تو بائع سے کہا جاویگا یا تو تو تسلیم کر دے اوس چیز کو جسکا دعوی کیا مشتری نے ورنہ فسخ کرینگے ہم بیع کو اور اگر اختلاف دونون مین ہووے تو ہر ایک سے یہی کہا جاویگا تو اگر راضی ہو گیا ہر شخص دوسرے کی زیادتی پر تو بہتر ہی ورنہ دونون سے حلف لینگے اور پہلے حلف مشتری سے لیا جاویگا **ف** تینون صورتون مین اسواسطے کہ پہلے اوسی سے ثمن کا مطالبہ ہوتا ہی تو انکار بھی اوسکا اسبق ہی اور بھی جلدی ظاہر ہوتا ہی فائدہ نکول کا اور وجہ جب ثمن ہی بر خلاف اوس صورت کے جب بائع سے پہلے حلف لیجاوے کیونکہ مطالبہ تسلیم مبیع کا موخر رہیگا استیفا ثمن تک اور اگرچہ اسباب کی بیع مین اسباب کے

ہووے یا مبیع صرف ہلاک ہووے تو قاضی کو اختیار ہے کہ جسکی قسم سے چاہے شروع کرے اور قسم صرف اسی صورت سے لیجاویگی کہ بائع یون قسم کھائے
کہ واللہ میننے ہزار کو نہین بیچا اور مشتری قسم کھاوے کہ واللہ میننے بعوض دو ہزار کے نہین خریدا اور ملانا اثبات کا اسکے ساتھ ضرور نہین
یعنی بائع یہ بھی کہے کہ بلکہ میننے دو ہزار کو بیچا ہے اور مشتری یہ بھی کہے کہ بلکہ میننے دو ہزار کو خریدا ہے یہی صحیح ہے کذا فی الاصل مختصرًا
من الهدایہ ص اور فسخ کریگا قاضی بیع کو بعد دونون کی قسم کے اور جو نکول کریگا دونون مین سے اوسپر لازم کیا جاویگا
دعوی دوسرے کا ف یعنی جب قاضی نے پیش کیا قسم کو پہلے مشتری پر تو اگر اوسنے نکول کیا تو بائع کا دعوی اوسپر لازم ہوگیا اور اگر
حلف کیا تو اب قسم پیش کیجاویگی بائع پر تو اگر اوسنے حلف کیا تو فسخ کیجاویگی بیع اور اگر نکول کیا تو مشتری کا دعوی اوسپر لازم ہوگا
جاننا چاہیے کہ اختلاف جب مقدار ثمن مین ہووے تو دونون سے حلف لینا قبل قبض مبیع کے موافق ہے قیاس کے
اسواسطے کہ بائع دعوی کرتا ہے زیادتی ثمن کا اور مشتری اوسکا انکار کرتا ہے اور مشتری دعوی کرتا ہے تسلیم مبیع کا بائع پر ساتھ ثمن
قلیل کے اور بائع اوسکا انکار کرتا ہے تو ہر ایک ان دونون مین سے مدعی بھی ہوا اور منکر بھی تو دونون پر حلف لازم آویگی لیکن
بعد قبض مبیع کے دونون سے حلف لینا خلاف قیاس کے ہے اسواسطے کہ مشتری کسی بات کا دعوی نہین کرتا بائع پر کیونکہ مبیع
اوسکے پاس آگئی ہے البتہ بائع دعوی کرتا ہے زیادتی ثمن کا اور مشتری اوسکا منکر ہے تو قسم صرف مشتری سے چاہیے تھی لیکن ترک کیا قیاس
کو ہمنے اور ثابت کیا ہمنے دونون کے حلف کو قول سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ جب اختلاف کرین بائع اور مشتری اور مبیع موجود
ہووے تو دونون حلف کرین اور دونون پھیر دیوین یعنی بائع ثمن کو اور مشتری مبیع کو کذا فی الاصل یہ حدیث اس لفظ سے نہین
ملی ہان روایت کیا ابن ماجہ اور دارمی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اختلاف کرین بائع
اور مشتری اور مبیع موجود ہووے اور ان دونون کے پاس گواہ نہووین تو قول بائع کا معتبر ہے یا پھیر لیوین دونو بیع کو اور نقل کیا سیوطی
نے جامع صغیر مین روایت طبرانی سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البیعان اذا اختلفا ولا بینۃ ترادا
البیع یعنی بائع اور مشتری جب اختلاف کرین اور اون دونون کے پاس گواہ نہووین تو پھیر لیوین بیع کو ص اگر اختلاف ہو
میعاد مین یا شرط خیار مین یا قبض مین بعض ثمن کے تو حلف دلایا جاویگا منکر ف برابر ہے کہ اختلاف اصل اجل مین ہووے
جیسے مشتری کہے کہ میننے اودھار اتنی مدت پر خریدی ہے اور بائع اوس سے انکار کرے یا مشتری کہے کہ ثمن موجل ہے میعاد ایک
سال کے اور بائع کہے کہ نہین بلکہ چھ مہینے کی میعاد ہے تو جو منکر ہوگا زیادت کا اوسکو حلف دیجاویگی یا کہے بائع یا مشتری کہ بیع
بشرط خیار تھی اور دوسرا اوسکا انکار کرے یا کہے ایک اونمین کا کہ مجکو اختیار تھا تین دن کا اور دوسرا کہے کہ نہین بلکہ دو دن کا یا
مشتری کہے کہ مین بعض ثمن دیچکا ہون اور بائع اوسکا انکار کرے ص اسیطرح تحالف نہوگا اگر مبیع تلف ہوگئی ہووے
اور پھر اختلاف ہو قدر ثمن مین بلکہ حلف دیا جاویگا مشتری نزدیک امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے اور قول مشتری کا
قسم سے مقبول ہوگا برخلاف محمد کے اور جو بعض مبیع تلف ہوئی و بعض باقی ہے تو بھی تحالف نہوگا مگر اوس صورت مین تحالف
ہوگا کہ بائع جتنی تلف ہوئی ہے اوسکے چھوڑدینے پر راضی ہوجاوے ف اور بعض مشائخ یہ کہتے ہین کہ یہ استثنا ہے یمین مشتری سے
تو مشتری پر اس صورت مین یمین نہ آویگی اور تفصیل اسکی اصل کتاب مین ہے ص اگر مولی اور مکاتب نے بدل کتابت مین اختلاف
کیا تو تحالف نہوگا ف بلکہ قول مکاتب کا قسم سے مقبول ہوگا ص اسیطرح اگر بیع سلم کے فسخ کے بعد اس المال

مین اختلاف ہوا تو قول مسلم الیہ کا حلف سے مقبول ہوگا اور عقد سلم عود نکریگا اور اگر بیع کا اقالہ ہوا اور بعد بیع کے اختلاف ہوا بائع اور مشتری
مین مقدار ثمن مین تو دونون حلف کرین جب دونون حلف کر لینگے تو بیع لوٹ آویگی ف اسواسطے کہ تحالف سے اقالہ فسخ
ہوگیا اور جب اقالہ فسخ ہوا تو بیع لوٹ آویگی ص اور اگر اختلاف کیا بدل اجارہ یا منفعت مین موجر اور مستاجر نے قبل پورے لینے منفعت
کے تو دونون حلف کرین اور ہر ایک دوسرے کی شی کو پھیر دیوے اور پہلے مستاجر کو حلف دیجاویگی اگر اختلاف اجرت مین ہووے
اور موجر کو پہلے حلف دیجاویگی اگر اختلاف منفعت مین ہووے اور جو کوئی نکول کریگا تو دوسرے کا قول ثابت ہو جاویگا اور جو کوئی بینہ
لاویگا اوسکا بیان مقبول ہوگا اور اگر دونون بیان لاوین تو قول موجر کا اجرت مین اور مستاجر کا منفعت مین مقبول ہوگا
اور جب اختلاف دونون مین واقع ہووے تو گواہ ہر ایک کے اولی ہونگے دعوی زیادت مین جیسے موجر نے کہا کہ مینے تجکو مکان کرایہ
مین دیا ایک برس تک دو سو روپیہ مین اور مستاجر نے کہا کہ نہین بلکہ دو برس تک سو روپیہ مین اور قائم کیا دونون نے گواہون کو تو
حکم دیا جاویگا دو برس تک دو سو روپیہ مین ف تو موجر کے گواہون کا ازدیاد اجرت مین اور مستاجر کے گواہون کا زیادتی میعاد مین
اعتبار ہوا ص اور اگر موجر اور مستاجر نے بعد پوری لینے منفعت کے اختلاف کیا مقدار اجرت مین تو قول مستاجر کا حلف سے
مقبول ہوگا اور اگر بعض منفعت لی ہو اور بعض باقی ہو تو دونون سے حلف کرا اجارہ کو باقی مین فسخ کر دینگے اور جتنی مدت گذری ہے
اوس مین قول مستاجر کا مقبول ہوگا اور اگر اختلاف کیا جورو اور خاوند نے اسباب خانگی مین تو جو اسباب خاص عورت کے لائق ہے
ف جیسے اوڑھنی کرتی چولی زیور وغیرہ ص تو وہ عورت کو دیا جاوے گا قسم لیکر اور جو اسباب کہ خاص مرد کے
لائق ہے ف جیسے پگڑی تاج قبا وغیرہ ص یا مرد اور عورت دونون کا ہو سکتا ہے ف جیسے ظروف وغیرہ ص
تو وہ مرد کو دیا جاویگا قسم لیکر ف یہ صورت جب ہے کہ مرد اور عورت کسی پاس گواہ نہووین اور دونون زندہ ہووین لیکن اگر
دونون گواہ پیش کرین تو زوجہ کے گواہ مقبول ہونگے ص اور جو کوئی مر گیا ہووے تو قول زندہ کا اوس اسباب کے حق مین جو دونون کے
لائق ہے قسم سے مقبول ہوگا ف اور اس مسئلہ مین نو قول ہین مجتہدین کے مذکور ہین حواشی در مختار مین ص اور امام ابو یوسف
کے نزدیک عورت کو اسباب جہیز حسب لیاقت اوسکے دیا جاویگا اور باقی خاوند کو اوسکے قسم لیکر دیا جاویگا اور زندگی اور موت
سب برابر ہے اونکے نزدیک اور امام محمد کے نزدیک اگر جورو اور خاوند زندہ ہون تو مثل قول ابو حنیفہ کے ہے اور بعد موت کے جو اسباب
مشکل ہے وہ خاوند کے وارثون کو ملیگا اور اگر جورو خاوند مین سے کوئی مملوک ہو تو کل اوسکا ہوگا جو اون مین سے آزاد ہے حالت حیات مین
اور بعد ایک کے مرجانے کے زندہ کا ہوگا ف اور صاحبین کے نزدیک عبد ماذون اور مکاتب مثل حر کے ہے مسائل اختلاف
زوجین کا اختلاف اگر مقدار مہر مین واقع ہووے تو اوسکی صورتین کتاب النکاح باب المہر جلد ثانی مین گذر چکین اگر موجر اور
مستاجر نے متاع خانگی مین اختلاف کیا تو قول خیر مین مستاجر کا ہوگا قسم لیکر کیونکہ جو بدن پر موجود ہے وہ موجر کے
متعلق ہے اگر دو قسم کے پیشہ ور ایک جا رہتے ہون اور آلات مین اختلاف کرین تو ہر ایک کو اوسکے پیشہ کے آلات حوالے کیے
جاوینگے بلکہ جتنے آلات ہین دونون مین مشترک ہو جاوینگے دو شخص ایک مکان مین رہتے ہین اور ایک کے پاس ایک شی گران
تکلی جو اوسکے لائق نہین ہے جیسے جاروب کش پاس چادر کمخاب کی یا مفلس پاس تو وہ [illegible] کا اور دوسرا شخص اوسکے
لائق ہے اور وہ شئ اوسکے قبضہ مین ہے اور کسی کے پاس گواہ نہین ہین تو وہ شئ اوسکی ہوگی جو اوسکے لائق ہے کشتی مین دو شخص

له موجر کرایہ دینے والا اور مستاجر کرایہ لینے والا

سلامین اور دوسین تاجر ا ہوا ہی ایک شخص آرد فروش اور دوسرا ملاح ہی اور ہر ایک دعوی کرتا ہی آٹے اور کشتی کا تو آٹا آرد فروش کا ہوگا اور کشتی ملاح کی مختار

# ص فصل دفع دعوی مین

اگر مدعی علیہ نے مدعی کے جواب مین کہا کہ شے جو میرے قبضہ مین ہی اور تو اوسکا دعوی کرتا ہی امانت ہی زید کی یا عاریت لیا ہی اوسکو مینے زید سے یا کرایہ مین لیا ہی یا گرو لیا ہی یا غصب کیا ہی مینے زید سے اور اوسپر گواہ قائم کیے تو مدعی کی خصومت مدعی علیہ سے دفع ہوجاویگی ف اسواسطے کہ مدعی علیہ نے گواہون سے ثابت کر دیا اس امر کو کہ قبضہ اوسکا بطور خصومت نہین ہی تو مدعی کا دعوی بالذات متوجہ ہوا زید سے نہ مدعی علیہ سے اور ابو یوسفؒ کہتے ہین کہ اگر مدعی علیہ حیلہ گری اور دروغ گوئی مین مشہور ہووے یعنی لوگون کا مال لیکر بعد اوسکے یہی حیلہ کرکے ہضم کرتا ہی تو خصومت مدعی کی دفع نہوگی اور یہی قول ماخوذ ہی اور اسی کو پسند کیا ہی مختار مین ص اور اگر مدعی علیہ نے اوسکے جواب مین کہا کہ یہ چیز مینے خریدی ہی زید سے یا مدعی نے اسطرح دعوی کیا کہ یہ چیز میری تو نے غصب کی ہی یا چورائی ہی یا میرے پاس سے چوری گئی ہی تو اب دفع کرنا مدعی علیہ کا ان صورتون سے مقبول نہوگا اگرچہ مدعی علیہ اوس شے کے امانت ہونے پر گواہ پیش کرے ف اسواسطے کہ مدعی علیہ نے جب یہ کہا کہ مینے یہ چیز خریدی ہی زید سے تو اوسنے خود اقرار کیا کہ ید اوسکا ید خصومت کا ہی تو اوس سے خصومت ساقط نہوگی اسی طرح جب مدعی نے دعوی کیا ایک فعل کا مدعی علیہ پر یعنی غصب اور سرقہ کا تو بھی خصومت ساقط نہوگی اسی طرح جب مدعی نے دعوی کیا ایک فعل کا مدعی علیہ پر یعنی غصب یا سرقہ کا تو بھی خصومت ساقط نہوگی اسی طرح جب مدعی نے یہ کہا کہ چیز چوری گئی تھی میرے پاس سے اور مدعی علیہ نے اوسکے جواب مین یہ کہا کہ میرے پاس امانت ہی فلانے کی تو بھی خصومت ساقط نہوگی نزدیک طرفین کے اور نزدیک محمدؒ کے ساقط ہوجاویگی ص جیسے گواہ اگر اس بات کی گواہی دین مدعی علیہ کی طرف سے کہ مدعی علیہ پر اس شے کو ایک شخص نے امانت رکھا ہی کہ ہم اوسکو نہین پہچانتے ف تو خصومت مدعی کی دفع نہوگی اسواسطے کہ احتمال ہی کہ وہ شخص مدعی ہی ہووے ص البتہ اگر گواہ صرف اتنا کہین کہ ہم امانت رکھنے والے کی صورت کو پہچانتے ہین اور اوسکے نام و نسب کو نہین جانتے تو خصومت ساقط ہوجاویگی نزدیک امام صاحب کے ف کیونکہ جب گواہون نے نام و نسب امانت رکھنے والے کا بیان کردیا اور اوسکی صورت کو بھی پہچانتے ہین یا فقط اوسکی صورت کو پہچانتے ہون تو گواہ جانتے ہونگے یہ بات کہ امانت رکھنے والا شخص مدعی نہین ہی اور نزدیک امام محمدؒ کے خصومت ساقط نہوگی فقط صورت پہچاننے سے جب تک گواہ نام و نسب بھی اوسکا بیان نکرین کیونکہ انھون نے ایک شخص معین کو نہین ذکر کیا ص اور اگر مدعی نے اسطرح دعوی کیا کہ یہ شے جو قبضہ مین مدعی علیہ کے ہی وہ مینے زید سے خریدی ہی اور مدعی علیہ نے یہ کہا کہ یہ چیز زید نے میرے پاس امانت رکھوائی ہی تو خصومت مدعی کی ساقط ہوجاویگی اگرچہ مدعی علیہ اپنے بیان پر گواہ نہ پیش کرے لیکن اس صورت مین خصومت دفع نہوگی جب مدعی گواہون سے یہ بات ثابت کردے کہ زید نے مجکو وکیل کیا ہی اوس چیز کے لے لینے کے لیے ف اسواسطے کہ مدعی نے جب یہ کہا کہ اوسنے یہ چیز خریدی ہی زید سے تو اوسنے اقرار کیا کہ ذوالید زید تھا اور اوسکی طرف سے مجھے پہونچنا چاہیے تو یہ مدعی علیہ کا ید خصومت نہین ہوا مگر جب مدعی وکالت اپنی ثابت کردیوے اوس شے کے لینے کے لیے جاننا چاہیے کہ ان مسائل کو مخمسہ کہتے ہین کتاب الدعوی کا اسواسطے کہ مدعی علیہ کے جواب کی پانچ صورتین ہین ایک امانت دوسری عاریت تیسری اجارہ چوتھی رہن پانچوین غصب اور بھی اس واسطے کہ اسمین پانچ قول ہین تو نزدیک ابن شبرمہ کے خصومت دفع نہوگی اور نزدیک ابن ابی لیلی کے خصومت دفع ہوجاوے گی اگرچہ مدعی علیہ گواہ قائم نکرے اپنے بیان پر اور نزدیک ابی یوسفؒ کے

اگر مدعی علیہ مرد صالح ہوگا تو اوس سے خصومت دفع ہو جاویگی اور اگر مشہور ہوگا حیلہ جوئی اور مکر سازی مین تو دفع نہوگی اسواسطے کہ وہ یہ کر سکتا ہے کہ جتنا مال اوسکے قبضے مین ہے ایک شخص غائب ہونیوالے کو دیوے اور ادس سے کہے کہ تو دو مرد گواہون کے اس مال کو میرے پاس امانت رکھ واسطے تاکہ کوئی اوس مال کا دعوی نکر سکے اور نزدیک محمد کے خصومت دفع نہوگی جب گواہون نے کہا کہ ہم اوس شخص کو نہین پہچانتے مگر صورت سے اور نام و نسب اوسکا نہین جانتے اور نزدیک امام اعظم کے خصومت دفع ہو جاویگی جب مدعی علیہ گواہ قائم کرے اپنے بیان پر کذا فی الاصل

## باب ایک چیز پر دو شخصون کے دعوی کے بیان مین

قاعدہ کلیہ اس کا یہ ہے کہ گواہ غیر قابض کے اولی ہین قابض کے گواہون سے اگرچہ ایک کے گواہ وقت بیان کرین اور ایک کے گواہ وقت نہ بیان کرین **ف** جاننا چاہیے کہ جب دعوی ایسے دو شخصون کا ہو وے ایک چیز پر کہ ایک شخص قابض ہوا اور دوسرا خارج یعنی غیر قابض تو گواہ خارج کے احق ہونگے ہمارے نزدیک اور شافعی کے نزدیک گواہ قابض کے اولی ہین پھر اگر ایک کے گواہون نے وقت بیان کیا تو نزدیک امام اعظم اور محمد کے خارج ہی کے گواہ معتبر ہونگے اور ابو یوسف کے نزدیک اوسکے گواہ معتبر ہونگے جنھون نے وقت بیان کیا ہے کذا فی الاصل **ص** اور اگر دونون شخص خارج ہین اور دونون نے ایک شی کا دعوی کیا اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے تو وہ شی آدھون آدھ دونون کو دیجاویگی **ف** یہ ہمارا مذہب ہے اور شافعی کے نزدیک دونون طرف کے گواہ مردود ہو جاوینگے یا قرعہ کیا جاویگا سو جسکے نام پر قرعہ نکلے گا وہ شی اوسکے حوالے کیجاویگی دلیل شافعی کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مین ایسا ہی واقعہ ہوا سو آپنے قرعہ ڈالا اور کہا کہ ای اللہ تو ہی ہے فیصلہ کرنیوالا ان دونون مین روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط مین اور ہماری دلیل حدیث صحیح الاسناد ہے جسکو روایت کیا ابو داؤد نے سنن مین ابو موسی اشعری سے کہ دو شخصون نے دعوی کیا ایک اونٹ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقسیم کر دیا اوس اونٹ کو ان دونون مین آدھا آدھا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین تمیم بن طرفہ سے کہ دو مردون نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس ایک اونٹ مین اور قائم کیے ہر شخص نے گواہ تو فیصلہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس اونٹ کا دونون مین نصفا نصف کہا طحاوی نے کہ قرعہ کا حکم ابتدائے اسلام مین تھا پھر منسوخ ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ مذہب ہمارا صحیح اور موافق احادیث ہے **ص** تو اگر دو شخصون نے گواہ قائم کیے ایک عورت سے نکاح پر تو دونون گواہیان ساقط ہو جاوینگی **ف** اسواسطے کہ جورو مین شرکت نہین ہو سکتی برخلاف ملک کے کہ اوسمین شرکت ہو سکتی ہے کذا فی الاصل **ص** اور وہ عورت اوسکو دیجاویگی جسکی عورت تصدیق کرے یہ صورت جب ہے کہ دونون شخصون کے گواہون نے وقت نکاح بیان نہ کیا ہو وے اور جو دونون نے تاریخ نکاح بیان کی تو جسکی تاریخ پہلے ہے عورت اوسی کی ہوگی اور اگر عورت نے قبل قائم کرنے گواہون کے ایک شخص کی منکوحہ ہونیکا اقرار کیا تو وہ عورت اوسکی ہو جاویگی پھر اگر دوسرے شخص نے گواہ قائم کر دیے اپنی منکوحہ ہونے پر تو پہلے شخص سے چھین کر دوسرے کو دلاوینگے اور اگر ایک شخص نے گواہ قائم کیے اوس عورت کے اپنی منکوحہ ہونے پر اور قاضی نے فیصلہ کر دیا اوسکے گواہون پر اس بات کا کہ یہ جورو اوس شخص کی ہے بعد اوسکے دوسرے شخص نے گواہ قائم کیے اپنی منکوحہ ہونے پر تو قضائے اول فسخ نکیجاویگی مگر جب کہ اس شخص ثانی کے گواہ نکاح کی تاریخ پہلے گواہون کی تاریخ سے مقدم بیان کرین تو پھر زوجہ کو شخص اول سے چھین کر شخص ثانی کو دلاوینگے اور اگر عورت ایک شخص کے قبضے مین ہے بطور نکاح کے اب ایک شخص خارج نے گواہ قائم کیے کہ یہ عورت میری منکوحہ ہے تو وہ عورت خارج کو دلائی جاویگی

الا اوس صورت مین جب یہ بات ثابت ہو جاوے کہ نکاح اوس شخص قابض کے نکاح سے مقدم ہی ف حاصل اسکا زیلعی مین یون مرقوم ہی کہ جب دو آدمیون نے تنازع کیا ایک عورت مین اور دونون نے گواہ پیش کیے تو اگر دونون کے گواہون نے تاریخین بیان کی ہین تو جسکی تاریخ مقدم ہوگی وہ اولی ہی اور اگر دونون کے گواہون نے تاریخین بیان نہین کی یا تاریخین متحد بیان کین تو جو قابض ہی عورت پر وطی سے یا اپنے مکان مین رکھنے سے وہ اولی ہی اور اگر یہ کوئی امر ہو وے تو عورت سے پوچھا جاویگا جسکی وہ تصدیق کرے وہ اولی ہی ص تو اگر دو شخصون نے گواہ پیش کیے ایک چیز کے خریدنے پر ایک شخص قابض سے تو ہر شخص کے لیے اختیار ہوگا کہ نصف مبیع لیوے بعوض نصف ثمن کے یا ترک کر دیوے اور جب قاضی نے دونون کے لیے نصف نصف لینے کا یا ترک کرنے کا فیصلہ کر دیا اب ایک شخص نے اپنا حصہ چھوڑ دیا تو دوسرے کو نہین پہونچتا کہ کل مبیع لیوے ف کیونکہ نصف مین اوسکی بیع فسخ ہو چکی ہی ہدایہ ص اور اگر اس صورت مین دونو شخصون کے گواہون نے تاریخ خرید بیان کی تو جسکی مقدم تاریخ ہوگی اوسکو وہ شی ملیگی اور اگر ایک کے گواہون نے تاریخ خرید بیان کی اور دوسرے کے گواہون نے نہ بیان کی یا دونون نے تاریخ بیان نکی تو جو قابض ہی اوسکو ملیگی اور جو کوئی قابض نہین ہی تو صاحب وقت اولی ہوگا اور جو کسی نے وقت نہین بیان کیا تو ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ نصف ثمن کے بدلے مین نصف مبیع کے لیوے یا چھوڑ دیوے اور اگر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ چیز مینے زید سے خریدی ہی اور دوسرے نے کہا کہ یہ چیز مجکو زید نے ہبہ کی ہی اور مینے اوسپر قبضہ کر لیا تھا یا صدقہ دی ہی اور مینے اوسپر قبضہ کیا تھا اور ہر ایک نے اپنے بیان پر گواہ پیش کیے لیکن کسی کے گواہون نے تاریخ بیان نہ کی تو جو شخص دعوی خرید کا کرتا ہی اوسکے گواہ مقبول ہونگے ف تو دعوی شرا مقدم ہی دعوی صدقہ اور ہبہ پر اور دعوی صدقہ با لقبض اور ہبہ با لقبض برابر ہین ہدایہ ص اور دعوی شرا اور دعوی مہر برابر ہین ف صورت اسکی یون ہی کہ زید نے دعوی کیا عمرو پر جو قابض ہی ایک غلام پر کہ یہ غلام میرا ہی اور ہندہ نے دعوی کیا کہ عمرو نے اس غلام کو میرا مہر مقرر کر کے مجھسے نکاح کیا ہی اور دونون نے گواہ پیش کیے تو دونو گواہیان اور دعوی برابر سمجھے جاوینگے تو وہی حکم مسائل سابق کا جاری ہوگا ص اور دعوی رہن مع القبض اولی ہی ہبہ مع القبض سے تو اگر دونون مدعی خارج ہین اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے اپنی ملک پر مع تاریخ یا اپنی خرید پر مع تاریخ ہر ایک شخص سے یا ایک خارج تھا اوسنے گواہ قائم کیے ملک پر مع تاریخ اور ایک ذو الید تھا اوسنے بھی گواہ قائم کیے مع تاریخ تو قول مقدم تاریخ والے کا اولی ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے خرید پر اور تاریخین دونون کی ایک ہین لیکن بائع ہر ایک شخص کا جدا جدا ہی ف مثلاً ایک کہتا ہی کہ مینے زید سے خریدا اور دوسرا کہتا ہی کہ مینے عمرو سے خریدا اور دونون کی تاریخین ایک ہین نکلا فواصل ص یا صرف ایک نے وقت بیان کیا تو دونون برابر ہونگے ف یہ بھی صورت اوسی مین ہی جب ہر ایک دعوی خرید کا الگ الگ شخص سے کرے اور جو ایک شخص سے دعوی خرید کا کرتے ہون اور ایک وقت بیان کرے اور دوسرا وقت بیان نہ کرے تو صاحب وقت اولی ہوگا جیسا کہ اوپر گذرا ص اور اگر ایک خارج ہی اور دوسرا قابض اور دونون نے گواہ قائم کیے مطلق ملک پر ف یعنی سبب ملک جیسے خرید یا ہبہ وغیرہ بیان نکیا ص اور ایک نے وقت بیان کیا تو گواہ خارج ہی کے مقبول ہونگے اور اگر خارج نے گواہ قائم کیے ملک پر اور قابض نے خریدنے پر کسی شخص خارج سے یا خارج اور قابض نے دونون نے گواہ قائم کیے ای سبب ملک پر جو ایک ہی بار ہوتا ہی جیسے نتاج

یعنی پیدا ہونیکی یا بچہ جوان کی یا دودھ دوہنا دودھ کا یا بنانا پنیر کا اور نمدہ بنانے پر اور صابون سکے تراشنے پر تو قابض ہی کے گواہ قبول ہونگے اور وہ شی قابض کو دلائی جائیگی **ف** اسواسطے کہ روایت کی دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ دو مردون نے جھگڑا کیا ایک اونٹنی مین سو کہا ہر ایک نے اونمین سے کہ جنی ہی یہ اونٹنی میرے پاس اور قائم کیے ہر ایک نے گواہ اپنے دعوے پر تو فیصلہ کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس اونٹنی کا اوس شخص کے لیے جسکے قبضے مین تھی روایت کیا اسکو دارقطنی نے **ص** اور اگر گواہ لایا ہر ایک **ف** خواہ دونون خارج ہون یا ذی الید یا ایک خارج ہو اور دوسرا ذی الید **ص** دوسرے پر کہ مینے اوس سے خریدی ہی **ف** یعنی دونون مدعیون مین سے ہر ایک دوسرے سے یہ کہے کہ مینے تجھسے خریدی ہی اور وہ دوسرا یہ کہے کہ مینے تجھسے خریدی ہی **ص** اور بغیر ذکر وقت کے دونون گواہ قائم کرین اپنے اپنے بیان پر تو دونون گواہ رد کیے جاوینگے اور مال اوس شخص پاس رہیگا جسکے پاس قبل دعوے کے تھا اور امام محمد کے نزدیک خارج کو دلایا جاویگا اور اگر دونون کے گواہون نے وقت بیان کیا تو اوسکی تفصیل مذکور ہی ہدایہ مین تو تیرا جی چاہے تو اوسکا مطالعہ کرے **ف** ہدایہ مین یہ لکھا ہی کہ اگر دونون کے گواہون نے وقت بیان کیا دعوی عقار مین اور کسینے قبضہ اپنا ثابت نکیا اور وقت خارج کا مقدم ہی تو قابض کو دلایا جاویگا نزدیک شیخین کے تو گویا ایسا ہوا کہ خارج نے پہلے خرید کے بیچا اوسکو قبل قبض کے قابض کے ہاتھ اور یہ امر جائز ہی عقار مین نزدیک شیخین کے اور امام محمد کے نزدیک خارج کو دلایا جاویگا اسلیے کہ نہین صحیح ہی بیع خارج کی قبل قبض کے تو باقی رہا وہ عقار مالک پر خارج کے اور جو کسینے اپنا قبضہ ثابت کیا تو بالاتفاق قابض کو دلایا جاویگا کیونکہ یہان دونون بیعین درست ہوسکتی ہین شیخین کے اور محمد کے مذہب پر اور جب وقت ذوالید کا مقدم ہوگا تو خارج کو دلایا جاویگا خواہ گواہون نے قبضہ کی بیان کیا ہو یا نہ بیان کیا ہو تو گویا ایسا ہوگا کہ خریدا ہوگا اوسکو ذوالید نے اور قبضہ کیا اوسپر پھر بیچا ہوگا اوسکو خارج کے ہاتھ اور تسلیم نہ کیا ہوگا خارج کو یا کسی اور سبب سے مثل کرایہ وغیرہ کے قابض کے پاس آگیا ہوگا انتہی **ص** اور جان تو اس بات کو کہ صاحب ہدایہ نے ان مسائل کو بغیر ضبط اور ترتیب کے جمع کیا ہی اور مین اوسکو ذخیرے سے بطور ضبط اور اختصار ذکر کرتا ہون تو مین کہتا ہون کہ اگر دونون مدعی گواہ لائے تو جسکی تاریخ مقدم ہوگی وہ زیادہ حقدار ہوگا اور جو کسیکی تاریخ مقدم نہووے تو اگر دونون ذوالید یعنی قابض ہین تو دونون برابر ہونگے اسیطرح اگر دونون خارج ہونگے اور دعوی ملک مطلق کا یعنی بغیر ذکر سبب کے کرتے ہونگے اور شامل ہی اس بات کو کہ دونون تاریخ بیان نکرین یا صرف ایک شخص اون مین سے تاریخ بیان کرے یا دونون تاریخ بیان کرین اور کسیکی تاریخ مقدم نہووے کیونکہ اگر کسیکی تاریخ مقدم ہوگی تو وہی زیادہ حقدار ہوگا اسیطرح دعوی ملک بسبب مین مگر جب ایک ہی شخص سے حصول ملک کا دعوی کرین تو جو تاریخ بیان کریگا وہ زیادہ حقدار ہوگا اور اگر ایک ذوالید یعنی قابض اور دوسرا خارج ہوگا تو خارج زیادہ حقدار ہی دعوی ملک مطلق مین سب صورتون مین مگر جب دعوی کرین ملک مطلق کے ساتھ ایک فعل کا جیسے کہے ہر ایک اون مین سے کہ وہ میرا غلام ہی مینے اوسکو آزاد کیا ہی یا مدبر کیا ہی تو شخص قابض احق ہوگا بر خلاف اوس صورت کے جب ہر ایک دونون مین سے کہین کہ وہ غلام میرا ہی مینے اوسکو مکاتب کیا ہی تو وہ دونون برابر ہونگے اسواسطے کہ مکاتب ہونیکا قبضہ نہین ہوتا تو وہ دونون خارج ہین اور اگر ایک نے کہا کہ وہ غلام میرا ہی مینے اوسکو مکاتب کیا اور دوسرے نے کہا کہ مینے اوسکو مدبر کیا ہی یا آزاد کیا ہی تو یہ دوسرا اولی ہوگا تو قاعدہ یہ ہی کہ جسکے گواہ مثبت زیادتی ہونگے وہ احق ہوگا یہ صورتین خارج اور ذوالید کی بیچ ملک مطلق مین لیکن ملک بالسبب مین تو اگر دونون نے ایک ہی سبب ذکر کیا اور حصول ملک کی

یعنی جانور کا دعوی تھا اور ذوالید سے گواہ بہم پہنچائے کہ یہ جانور پیدا ہوا ہی میری ملک مین اور یہ سنہ بیت کی ملک مین غیر کی ملک مین ۱۲ منہ مد ظلہ

ایک ہی شخص سے بیان کرتے ہین تو ذوالید احق ہوگا اور اگر جدا جدا شخص سے بیان کرتے ہین تو خارج احق ہوگا سب صورتون مین
اور اگر دونون نے سبب ملک علیحدہ علیحدہ بیان کی جیسے شرا اور ہبہ تو جسکا سبب قوی ہوگا وہ اولی ہوگا جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا
ف یہ خلاصہ ہے تمام مسائل متقدمہ کا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ص اور ترجیح نہین دی جاتی گواہون کی کثرت سے ف
مثلاً ایک کے دو گواہ ہین اور دوسرے کے چار ص اسواسطے کہ ترجیح ہمارے نزدیک دلیل کی قوت سے ہے نہ کثرت دلائل سے ف
یعنی فی نفسہ دلیل قوی ہو جیسے ایک طرف دلیل متواتر ہے اور دوسری طرف آحاد تو متواتر کو ترجیح ہوگی اور یہ نہوگا کہ ایکطرف
دو حدیثین ہین اور ایکطرف ایک ہی حدیث ہے تو دو حدیثون کو ترجیح ہو جاوے ایک حدیث پر اسیطرح ایک آیت پر دو آیتون کو
ترجیح نہوگی یہ مسئلہ اصول کی کتابون مین تفصیل سے مذکور ہے ص اگر دو خارجون نے دعوی کیا ایک گھر کا اسطرح پر کہ ایک نے اوس
گھر کے آدھے کا دعوی کیا اور دوسرے نے کل گھر کا اور دونون دلیل لائے تو کل کے مدعی کو تین حصے اوس مکان کے اور نصف کے
مدعی کو چوتھائی حصہ دلایا جاویگا اور صاحبین کے نزدیک کل کے مدعی کو دو ثلث اور نصف کے مدعی کو ثلث ملیگا ف
دلیلین امام اور صاحبین کی اصل کتاب و ہدایہ مین مسطور ہین ص اور اگر ایک گھر دو شخصون کے قبضے مین تھا اور ایک
نے دعوی کیا اوسکے نصف کا اور دوسرے نے کل گھر کا اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے تو کل کے مدعی کو سارا مکان دلایا جاویگا
اور نصف کے مدعی کو کچھ نہ ملیگا ف اسوجہ سے کہ گھر جب دونون کے قبضے مین تھا تو ہر ایک کے قبضے مین نصف نصف
مکان تھا تو جو نصف مدعی کل کے قبضے مین تھا اوسکا تو کوئی مدعی نہین تو وہ اوسکا ہوگا بغیر قضا قاضی کے اور جو نصف
مدعی نصف کے قبضے مین تھا اوسکا مدعی کل مدعی ہے اور وہ خارج ہے تو گواہ خارج کے اولی ہین گواہون سے قابض کے اسواسطے
وہ نصف بھی قاضی اوسکو دلاویگا ص اگر دو خارجون نے دعوی کیا ایک جانور کی پیدایش کا اور دونون کے گواہون نے
تاریخ اوسکے پیدایش کی بیان کی تو اوس جانور کا سن دیکھا جاویگا جسکی تاریخ کے موافق ہوگا اوسکو دلایا جاویگا اور اگر سن موافقت
اور مخالفت کچھ معلوم نہو سکے تو وہ جانور دونون کا ہوگا اور جو سن اوسکا دونون کے گواہون کے مخالف نکلے تو
دونون کے گواہ مردود ہو جاوینگے اور وہ جانور جسکے پاس تھا اوسیکے قبضے مین رکھا جاویگا تو اگر دونون خارجون مین سے
ایک نے دعوی کیا ذوالید پر کہ یہ چیز تو نے میری غصب کر لی تھی اور دوسرے نے کہا کہ مینے یہ شی تیرے پاس امانت رکھی
تھی اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے تو دونون کے لیے حکم کیا جاویگا اوس چیز کے نصف نصف کا اسواسطے کہ دونون برابر
ہو گئے کیونکہ جبکہ امانت پر دعوی ہو جب انکار کرے امانت سے تو غاصب ہو جاتا ہے سو گویا دونون شخص مدعی غصب کے ہوئے
ف اور دونون برابر ہونگے اسی طرح اسمین ص جو کپڑے کو پہنے ہوئے ہے وہ زیادہ حقدار ہے اوس سے جو آستین کو پکڑے ہوئے
ہے ف یہان سے وہ مسائل شروع ہوئے ہین جنمین دو شخص مدعی ہین بسبب قبضے کے اور کسی پاس گواہ نہین ہین بدائع مین ہے
کہ جس موضع مین ایک مدعی کی ملک کا حکم ہوگا اسوجہ سے کہ وہ شی اوسکے قبضے مین ہے تو ہو سکے قسم واجب ہوگی اگر طرف ثانی طلب کرے
پھر اگر وہ قسم کھانے تو بری الذمہ ہو گیا اور اگر قسم سے انکار کیا تو وہ ہاریگا اور دوسرا شخص جیتیگا ط ص اسیطرح جو گھوڑے
پر سوار ہے وہ مقدم ہے اوس شخص پر جو اوسکی لگام کو پکڑے ہوئے ہے اور جو زین پر بیٹھا ہے وہ اولی ہے اوس سے جو اوسکی پچھاڑی پر بیٹھا ہے
اور جسکا بوجھ اونٹ پر لدا ہوا ہے وہ اولی ہے اوس سے جسکا کوزہ اونٹ پر لٹک رہا ہے اور جو فرش پر بیٹھا ہے اور جو اوسکو پکڑے ہوئے ہے تو اگر

دونون برابر ہین ف جیسے دونون بیٹھے ہین ایک فرش پر یا سوار ہین ایک زین پر در مختار ص اور جو ایک کے ہاتھ
مین کپڑا ہی اور دوسرے کے ہاتھ مین اوسکا کنارہ ہی تو دونون برابر ہونگے ف کنارے سے مراد وہی کپڑے کا کنارہ جو بنا ہوا ہی
نہ سرا فقط جو بنا ہوا نہین ہوتا در مختار ص اگر ایک لڑکا جو بولتا ہی اور بات کو سمجھتا ہی ایک شخص کے قبضے مین ہی وہ یہ کہے
کہ مین اصلی آزاد ہون تو قول اوسی کا معتبر ہوگا اور جو وہ قبضے مین زید کے ہی اور کہے کہ مین غلام عمرو کا ہون تو وہ زید ہی کا غلام
رہیگا اور جو وہ لڑکا بول نسکتا ہو اور بات کو نہ سمجھتا ہو تو جس شخص کے قبضے مین ہی اوسکا غلام ہوگا دیوار اوس شخص کی ہی جسکی
کڑیان اوسپر رکھی ہوئی ہون یا اوسکی دیوار سے یہ دیوار متنازع فیہ متصل ہو بطریق اتصال تربیع ف اتصال تربیع یہ ہی
کہ ایک دیوار دوسری دیوار سے اسطرح ملی ہو کہ ایک دیوار کی اینٹین دوسری دیوار کی اینٹون مین داخل ہون اور اتصال تربیع
اسواسطے اسکا نام ہوا کہ اسطرح دو دیوارین اسواسطے بنائی جاتی ہین کہ اور دو دیوارون کے ساتھ ملکر ایک مکان مربع کا احاطہ کر لیوین
کذا فی الاصل مقابل اس اتصال کے اتصال ملازقت ہی وہ یہ کہ ایک دیوار کا کنارہ دوسری دیوار کے کنارے سے ملا ہووے
یعنی دونون دیوارون کا جوڑ معلوم ہوتا ہو یہ دونون صورتین مٹیون کی دیوارین معلوم ہوئین اب اگر لکڑی کی دیوارین ہون
تو اتصال تربیع اسطرح ہوگا کہ ایک دیوار کی لکڑی دوسری دیوار مین لگی ہو در مختار ص اور اگر دو شخصون نے دعوی کیا
دیوار کا اور ایک کے اوس دیوار پر تختے ف یا بانس جو کڑیون پر رکھے جاتے ہین ص دھرے ہوئے ہین ف یا ایک
کی دیوار کے ساتھ وہ دیوار متنازع فیہ اتصال ملازقت رکھتی ہی در مختار ص تو وہ شخص اولی نہوگا بلکہ دیوار دونون مین مشترک
رہیگی ف اور اگر ایک شخص کی کڑیان دیوار پر رکھی ہون اور دوسرے کی دیوار کے ساتھ اتصال تربیع رکھتی ہووے
تو صاحب اتصال زیادہ حقدار ہوگا اور بعضون نے کہا کہ جسکی کڑیان رکھی ہین وہ اولی ہوگا لیکن صحیح اول ہی اور جو کڑیان
ظلم سے رکھی گئی ہین دوسرے شخص کی دیوار پر تو صاحب دیوار اگر اوسکے اوکھاڑنے کے مطالبے سے ابرا کر دیوے یا صلح یا عفو کرے تو وہ حق
مطالبہ ساقط نہوگا پس اگر صاحب دیوار نے اس مطالبے سے ابرا کیا بعد اوسکے وہ مکان کسی کے ہاتھ بیچ ڈالا تو مشتری کو مطالبہ
اوس حق کا پہونچتا ہی اسی طرح اگر صاحب دیوار نے وہ مکان کرایہ کو دیا یہ کڑیان رکھنے والے کو تب بھی اوسکا حق مطالبہ ساقط نہوگا
در مختار ص اگر ایک دار مین ایک شخص کے دس بیت ہین اور دوسرے کا ایک بیت ہی تو وہ دونون اوسکے صحن کے منافع مین
برابر ہونگے ف یعنی صاحب بیت واحد اور صاحب بیوت کثیرہ صحن کے استعمال مین برابر ہین یعنی پھرنے مین اور اسباب رکھنے
مین اور لکڑیان چیرنے مین وغیرہ خلاف غایۃ الاوطار لیکن پانی کا حصہ لینے مین اگر نزاع ہوگا تو بقدر زمین ہر ایک کے لیے
حکم ہوگا اسواسطے کہ پانی کی حاجت سینچنے کے لیے ہی تو جسکی زمین زیادہ ہی اوسکو زیادہ حاجت ہی در مختار ص دو آدمیون نے
اگر ایک زمین کا دعوی کیا اور ہر ایک یہ کہتا ہی کہ وہ زمین میرے قبضے مین ہی تو قاضی حکم نہ دیوے کسیکے قبضے کا یہانتک کہ دونون
گواہ قائم کرین اپنے اپنے قبضے پر پھر جب دونون گواہ قائم کرین تو وہ زمین دونون کو نصف نصف دلائی جاویگی اور جو ایک
ہی شخص نے گواہ قائم کیے اپنے قبضے پر یا تصرف اسطرح کہ اوس شخص نے زمین متنازع فیہ مین اینٹین بنائی تھین یا عمارت
بنائی تھی یا گڑھا کھودا تھا تو اوسی کے قبضے کا حکم ہوگا ف اسواسطے کہ استعمال اور تصرف دونون دلیلین قبضے کی ہین عدالت

ص باب دعوی نسب کے بیان مین

زید نے ایک لونڈی بیچی عمرو کے ہاتھ بعد اوسکے چھ مہینے کے اندر وہ جنی اور زید نے دعوی کیا کہ یہ ولد میرا ہی تو اوس ولد کا نسب
ثابت ہو جاویگا زید سے اور وہ لونڈی زید کی ام ولد ہو جاویگی اور بیع فسخ کیجاویگی اور ثمن عمرو کو واپس دلائی جاویگی اگرچہ عمرو بھی
اوس لڑکے کا دعوی کرے زید کے دعوے کے ساتھ یا بعد اوسکے ف یہ ہمارا مذہب ہے اور زفر اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک
دعوی زید کا باطل ہوگا اسواسطے کہ زید کا بیچنا اوس لونڈی کو اقرار ہے اسبات کا کہ یہ میری ام ولد نہین ہے بلکہ لونڈی ہے تو اب
دعوی ولد مین تناقض ہے اقرار سابق سے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نطفہ ٹھہرنا ایک امر خفی ہے تو اوسمین تناقض عفو کیا جاویگا اور نطفہ
ٹھہرنا زید کی ملک مین دلیل ہے اسبات کی کہ ولد زید کا ہے اسواسطے کہ وقت بیع سے چھ مہینے پورے نہین گذرے ہین تا
احتمال ہو اسبات کا کہ بعد بیع کے نطفہ ٹھہرا ہے کیونکہ اقل مدت حمل چھ مہینے ہین اور یہ جو کہا کہ عمرو اگرچہ دعوی کرے اوس ولد کا
ساتھ زید کے یا بعد دعوی زید کے سو اسواسطے کہ اگر پہلے عمرو نے دعوی کیا ولد کا تو نسب اوسکا ثابت ہو جاویگا اور اس
دعوی کی صحت اسطرح کیجاویگی کہ عمرو نے اوس سے نکاح کیا ہوگا جب وہ زید کے ملک مین تھی پھر استیلاد کیا اوسکا پھر خرید لیا
اوسکو کذا فی الاصل بزیادۃ ص اور اگر اسی صورت مذکورہ مین لونڈی مرگئی اور لڑکا زندہ ہے اور زید نے اوسکا دعوی کیا
تو بھی نسب زید سے ثابت ہو جاویگا نہ اوس صورت مین جب لڑکا مر گیا ہو ف اسواسطے کہ ولد اصل ہے ثبوت نسب
مین فرمایا علیہ السلام نے ابراہیم کی مان کے لیے کہ آزاد کیا اوسکو اوسکے ولد نے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ابن عباس
سے اور جب صحیح ہوا دعوی زید کا بعد مرجانے لونڈی کے تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک زید پوری ثمن عمرو کو پھیر دیگا اور صاحبین کے
نزدیک بقدر حصہ ولد کے نہ اوسکی مان کے حصے کو کذا فی الاصل بزیادۃ ص اور اگر اسی صورت مذکورہ مین عمرو نے اوس لونڈی
کو آزاد کر دیا تھا تو بھی نسب زید کا ثابت ہو جاویگا اور زید صرف ثمن بقدر حصہ ولد عمرو کو پھیر دیگا ف صورت اوسکی
یون ہوگی کہ ثمن کو تقسیم کرینگے قیمت پر لونڈی اور اوسکے لڑکے کے تو جو لڑکے کو پہونچیگا اوسکو زید پھیر دیگا عمرو کو اور جو
اوسکی مان کو پہونچیگا اوسکو نہ پھیریگا کذا فی الاصل ص اور اگر عمرو نے ولد کو آزاد کر دیا تھا ف یا دونون کو آزاد کر دیا تھا
ص تو اب دعوی زید کا مسموع نہوگا جیسے اوس صورت مین کہ وہ لونڈی چھ مہینے سے زیادہ لیکن دو برس سے کم مین جنی
یا دو برس سے زیادہ مین جنی ف یعنی ان دونون صورتون مین بھی دعوی زید کا غیر مسموع ہوگا ص مگر اوس وقت
کہ عمرو زید کے دعوے کی تصدیق کرے تو اول دو قسمون مین ف یعنی جب چھ مہینے سے کم مین جنی اور عمرو نے ولد کو آزاد
کر دیا ہے یا چھ مہینے سے زیادہ اور دو برس سے کم مین جنی ص وہی قسم اول کا حکم ہوگا ف یعنی زید کا نسب ثابت
ہو جاویگا اور وہ لونڈی زید کی ام ولد ہو جاویگی اور بیع فسخ کر دیجاویگی اور ثمن پھروا دیجاویگی ص اور تیسری قسم مین ف
یعنی جب وہ لونڈی دو برس سے زیادہ مین جنی اور مشتری نے بائع کے دعوے کی تصدیق کی ص بیع باطل نہوگی اور لونڈی
زید کی ام ولد ہوگی نکاح کی راہ سے ف ام ولد اوس لونڈی کو کہتے ہین جسکی اولاد اپنے خاوند سے ہوئے پھر خاوند اوسکا مالک
ہو جاوے یا جس لونڈی کا خاوند مالک ہو پھر وہ جنے اور وہ دعوی کرے ولد کا اور اس جگہ مراد یہی قسم ہے کیونکہ یہ صورت
اسپر محمول ہے کہ بائع نے پھر وہ لونڈی مشتری سے خرید کر استیلاد کیا ہوگا کذا فی الاصل مع زیادۃ ص جس شخص نے
اپنی لونڈی کے لڑکے کو جو اوسکے پاس پیدا ہوا تھا بیچا اور مشتری نے اوسکو پھر کسی اور کے ہاتھ بیچا اب اگر بائع نے

دعوی کیا اوس لڑکے کے نسب کا تو یہ دعوی صحیح ہوگا اور بیع پھر جاویگی یہی حکم ہے اگر مشتری نے مکاتب کر دیا اوس لڑکے
کو یا بعض نے اوسکی ماں کو مکاتب کیا یا گرو رکھا یا کرایہ دیا یا نکاح کر دیا اوسکا پھر لڑکے کے نسب کا دعوی کیا تو بھی نسب ثابت
ہوگا اور یہ تصرفات توڑ ڈالے جاوینگے ف برخلاف اوس صورت کے کہ مشتری نے اوس لڑکے کو آزاد کر دیا یا مدبر کر دیا ہووے
کہ اس صورت مین دعوی بائع کا مسموع نہوگا جیسا کہ اوپر گذرا اصل مین اس مقام پر ایک تقریر ہے جو متعلق ہے عبارت وقایہ کی
اسواسطے متروک ہوئی ص جس شخص کی لونڈی سے دو بچے توام ف اوسکا بیان گذر گیا ہے ص اوسی کے پاس
پیدا ہوئے اور اون دونون مین سے ایک کو بیچ ڈالا اور مشتری نے اوسکو آزاد کر دیا بعد اوسکے بائع نے اوس لڑکے کا جو اوسکے
پاس موجود ہے دعوی کیا نسب کا تو دونون لڑکون کا نسب اوس شخص سے ثابت ہو جاویگا اور مشتری کا آزاد کرنا باطل ہوگا
اسواسطے کہ جب ایک کا نسب ثابت ہوا اوس شخص سے تو دوسرے کا بھی ثابت ہونا ضرور ہے توامین اون دو بچون کو کہتے ہین
جنکی پیدائش کے بیچ مین چھ مہینے سے کم مدت گذری ہووے اور اگر ایک شخص کے پاس ایک لڑکا تھا اوسنے یہ کہا کہ یہ بیٹا
زید کا ہے پھر کہنے لگا کہ میرا بیٹا ہے تو اوسکا بیٹا کبھی نہوگا اگرچہ زید انکار کرے اس بات کا کہ یہ میرا بیٹا ہے یہ مذہب امام صاحب
کا ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر زید انکار کریگا اوسکی فرزندی سے تو وہ اوس شخص کا بیٹا ہو جاویگا اسواسطے کہ اقرار باطل
رد ہو گیا زید کے انکار سے دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ نسب اون چیزون مین سے ہے جو منقوض نہین ہو سکتین تو ایسے ہی
اقرار نسب کا بھی رد نہوگا رد کرنے سے ف اسی طرح اگر ایک صغیر کو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے پھر کہا کہ میرا نہین ہے تو یہ نفی صحیح
نہوگی جب بیٹا تصدیق کرتا ہو ثبوت نسب کی یا پہلے تصدیق نکرے پھر تصدیق کرنے لگے اور اگر باپ منکر ہوا اوسکی فرزندی
کا اور بیٹا باپ کے اقرار پہ گواہ قائم کرے تو نسب ثابت ہو جاویگا اور یہ اقرار کہ وہ شخص میرا بھائی ہے مقبول نہین اسواسطے
کہ وہ اقرار غیر پر ہے تو ضرور ہے تصدیق اوسکی درمختار ص اور اگر ایک بچہ ہو مسلمان اور کافر کے ساتھ سو مسلمان کہے کہ وہ
میرا غلام ہے اور کافر کہے کہ وہ میرا بیٹا ہے تو وہ آزاد ہے کافر کا بیٹا ف اسواسطے کہ کافر کے بیٹے ہونے مین بالفعل بچے کو آزادی حاصل
ہوتی ہے اور اسلام انجام کار کو اسلیے کہ دلائل توحید ظاہر ہین اور اگر بالعکس ہوتا یعنی مسلمان کا غلام ٹھہرتا تو اسلام اوسکو بالتبع
حاصل ہو جاتا لیکن آزادی سے محروم ہوتا اور آزاد ہو جانا اوسکی طاقت سے باہر ہے کذا فی الاصل ص اگر ایک لڑکا خاوند اور جورو
کے پاس ہے ف اس قسم کا کہ وہ اپنا حال بیان نہین کر سکتا ہے درمختار ص اور زوج اور زوجہ دونون نے اوسکا دعوی کیا
ف ایک ساتھ درمختار ص اسطرح پر کہ شوہر یہ کہتا ہے کہ یہ لڑکا بیٹا میرا ہے تیرے سوا اور دوسری زوجہ سے اور جورو یہ کہتی ہے کہ میرا
بیٹا ہے تیرے سوا دوسرے خاوند سے تو وہ دونون کا بیٹا قرار دیا جاویگا ف اور جو وہ لڑکا خود اپنا حال بیان کر سکتا ہو تو جسکی
تصدیق کریگا اوسی کا بیٹا قرار دیا جاویگا درمختار ص اگر زید نے ایک لونڈی خریدی اور اوسکا ولد زید سے ہوا اور زید نے
اوسکا دعوی بھی کیا ف یعنی یہ کہا کہ یہ میرا لڑکا ہے اسلیے کہ لونڈی کا فراش ضعیف ہے اور نسب اوسمین بدون دعوے کے ثابت نہین
ہوتا ص بعد اوسکے وہ لونڈی کسی کی نکلی تو لڑکا آزاد ہوگا اور باپ کو یعنی زید کو قیمت ولد کے مستحق کو دینا پڑیگی ف
اسواسطے کہ یہ مغرور ہے یعنی فریب مین آیا ہوا ہے اور ولد مغرور کا آزاد ہوتا ہے بقیمت اور مغرور وہ شخص ہے جو ایک عورت سے
صحبت کرے اوسکی ملک یا نکاح پر اعتماد کر کے پھر وہ عورت اوسکی یعنی بعد اوسکے وہ عورت کسی اور کی مملوکہ نکلی اور اسکو

مغرور بسبب کہتے ہین کہ بائع نے زید کو دھوکا اور فریب دیا اور اوسکے ہاتھ ایسی لونڈی بیچی جو ملک اوسکی تھی کذا فی الاصل
ص اور قیمت لڑکے کی وہ معتبر ہوگی جو روز خصومت اوسکی قیمت ہوگی تو اگر وہ لڑکا مرگیا تو اوسکے باپ پر کچھ لازم نہوگا
ف بلکہ صرف لونڈی مستحق کو حوالہ کریگا ص اور ترکہ اوس لڑکے کا باپ کو ملیگا تو اگر اوس لڑکے کو خود باپ نے قتل کر ڈالا
یا کسی اور نے قتل کیا ف اور باپ نے دیت اوسکی بقدر اوسکی قیمت کے یا زیادہ کے لی او جو قیمت سے کم دیت لیگا تو اوسیپر
تاوان اوسی کے موافق آویگا دس ہزار ص تو تاوان دے اوسکا باپ قیمت کا مستحق کو اور وہ قیمت اپنی بائع سے پھیر لیوے
جیسے ثمن لونڈی کا پھیر لیگا اور عقر اوس لونڈی کا بائع سے نہ پھیرے اگرچہ مستحق کو اوسنے عقر دیا ہووے

**مسائل ملحقہ**

بیان موضع تناقض

تناقض موضع خفا مین اور نسب مین عفو ہے مثلا ایک شخص نے کہا کہ مین اوسکا وارث نہین ہون پھر اوسنے دعوی کیا کہ مین اوسکا وارث ہون اور وجہ وراثت کی بیان کی تو دعوی صحیح ہو جاویگا اسی طرح اگر ایک شخص نے ایک عورت کو کہا کہ یہ میری شیر خوارہ ہے پھر اپنی خطا کا معترف ہوا تو اوسکا دعوی خطا صحیح ہے بشرطیکہ ثابت رہنا مقر کا اپنے اقرار پر اوسکے قول سے یا گواہون سے ثابت نہووے اسی طرح اگر ورثہ نے زوجہ کی تصدیق کی زوجیت مین اور میراث دیدی پھر میراث کے پھیر لینے کا دعوی کیا اس بنا پر کہ مورث نے اوسکو طلاق دیدیا تھا تو یہ دعوی مسموع ہوگا اسی طرح ایک شخص نے اگھر کو کرایہ لیا بعد اوسکے مدعی ہوا اسبات کا کہ یہ گھر میرا ہے اور مجکو میرے باپ کے ترکے سے پہونچتا ہے تو دعوی مسموع ہوگا اسی طرح اگر ایک عورت نے خلع کیا اپنے خاوند سے اور بدل خلع دیا بعد اوسکے مدعی ہوئی اسبات کی کہ خاوند مجکو پہلے خلع سے طلاق بائن دیچکا تھا تو یہ دعوی سنا جاویگا اور بدل خلع پھروا دیا جاویگا اسی طرح اگر ایک کپڑا رومال مین لپٹا ہوا کرایہ کو لیا بعد اوسکے جب کھولا تو مدعی ہوا اسبات کا کہ یہ کپڑا میرا ہے تو یہ دعوی سنا جاویگا کذا فی الحموی باختصار اگر مدعی یا مدعی علیہ نام کے بیان کرنے مین غلطی واقع ہوئی پھر اوسکا تدارک کردیا تو صحیح ہے اسواسطے کہ ایک شخص کے دو نام ہوسکتے ہین کذا فی الحامدیہ

بیان دعوی میراث

جو شخص دعوی کرے اپنے باپ کے حق کا ایک شخص پر تو مدعی علیہ خواہ حق کا انکار کرتا ہو یا اقرار تو اولا مدعی کو چاہیئے کہ اپنا نسب ثابت کرے مدعی علیہ کے سامنے اور اگر دعوی کرے میراث کا تو اگر مدعی علیہ معترف ہو اوسکے نسب کا اور مال کا تو قاضی حکم کرے مدعی علیہ کو مال دینے کا اور یہ حکم اوسکے باپ پر نافذ نہوگا یہانتک کہ اگر مدعی کا باپ زندہ آوے تو وہ مال مدعی علیہ سے لیوے اور مدعی علیہ مدعی سے پھیر لیوے اور اگر مدعی علیہ منکر ہوا اوسکے نسب کا تو مدعی سے گواہ طلب ہونگے اثبات نسب کے اور اوسکے مورث کی موت پر اور اگر گواہون سے عاجز ہووے تو مدعی علیہ سے قسم لیجاوے اسطرح کہ مین نہین جانتا یہ بات کہ یہ فلانے کا بیٹا ہے اور وہ مرگیا ہے اگر اوسنے قسم کھالی تو دعوی مدعی ساقط ہوگیا اور اگر نکول کیا یا مدعی نے اپنا نسب اور موت مورث گواہون سے ثابت کیا تو اب مدعی سے گواہ طلب ہونگے اثبات مال کے اگر اوسنے گواہ قائم کیے تو دعوی اوسکا ثابت ہوگیا اب مدعی علیہ پر حکم کردیا جاویگا اوس مال کا اور اگر گواہون سے عاجز ہوا تو مدعی علیہ سے بطور قطع اور یقین کے حلف لیجاویگی اگر اوسنے حلف کرلی تو بہتر ہے ورنہ اگر نکول کیا تو مال کا اوسپر حکم کردیا جاویگا کذا فی جامع الفصولین ملخصا اگر ایک شخص نے دعوی کیا سگے بھائی ہونیکا تو دادا کا نام ذکر کرنا ضرور نہین اور اگر چچازاد بھائی ہونیکا دعوی کیا تو دادا کا نام بیان کرنا ضرور ہے اگر ایک شخص نے اپنا دین میت پر گواہون سے ثابت کیا تو وہ دین سب وارثون کے حصے سے لیا جاویگا اور اگر کسی وارث کے اقرار سے ثابت کیا تو جس وارث نے اقرار کیا ہے اوسی کے حصے سے دین وصول

کیا جاویگا بقدر اوسکے حصے کے کذا فی الدر المختار و حواشیہ مسائلہ شہادت نفی پر مقبول نہین ہے مثال اسکی یہہ کہ مدعی
گواہ لایا اس امر پر کہ مدعی علیہ نے فلان تاریخ فلان روز اتنے روپے مجھسے قرض لیے تھے تو مدعی علیہ گواہ لایا اس امر پر کہ
مین اوس تاریخ کو اس جگہہ تھا ہی نہین بلکہ دوسری جگہہ تھا تو یہہ شہادت مقبول نہوگی اسواسطے کہ اوس جگہہ نہونا نفی ہے بلحاظ
صورت اور معنی دونو کے اور قول اوسکا کہ مین دوسری جگہہ تھا نفی ہے بلحاظ معنی کے اور اصل اسکی مذکور ہے روایت نوادر مین امام ابو یوسف
سے کہ گواہی دی دو مردون نے ایک شخص کے قول یا فعل پر تو لازم آجاویگا وہ قول و فعل مدعی علیہ پر برابر ہے کہ اجارہ ہو یا کتابت
یا طلاق یا عتاق یا قتل یا قصاص کسی مکان یا وقت یا صفت مین تو اگر گواہ لایا مشہود علیہ اس امر پر کہ وہ اوس جگہہ نتھا اوسدن
تو یہہ شہادت مقبول نہوگی لیکن محیط مین مذکور ہے کہ اگر نہونا اوسکا متواتر ہوجاوے لوگون کے نزدیک اور جانتے ہون سب لوگ
کہ وہ اوسوقت اوس جگہہ مین نتھا تو دعوی اوسپر مسموع نہوگا اور حکم کر دیا جاویگا مدعی علیہ کے برأت ذمہ کا اسواسطے کہ لازم آتی ہے
تکذیب اوس امر کی جو ثابت ہے بالبداہتہ اور اوس مین شک نہین ہوسکتا اسیطرح حال ہے ہر شہادت کا جو قائم ہو اس امر پر کہ فلانے
نے یہہ قول نہین کیا یا یہہ کام نہین کیا تو یہہ شہادت مقبول نہوگی ایسا ہی ہے بزازیہ مین کذا فی البحر لیکن صاحب اشباہ نے
شہادت علی النفی سے دس مسائل کو مستثنی کیا ہے کہ اوسمین شہادت نفی پر مقبول ہے منجملہ اوسکے یہہ صورت ہے کہ خاوند نے اپنی
عورت کے طلاق کو ایک امر عدمی پر معلق کیا اور شہادت اوسپر گذری تو یہہ شہادت مقبول ہوجاویگی اور یہہ صورت ہے کہ شاہدون نے
شہادت دی میراث کی اور یہہ کہا کہ سوا اسکے اور کوئی وارث نہین ہے تو یہہ شہادت مقبول ہوگی اسیطرح شہادت نفی متواتر پر
مقبول ہے باقی صورتین اگر دیکھنا منظور ہین تو اشباہ کو مطالعہ کرے مسائلہ مدعی علیہ نے اقرار کیا دین کا پھر مدعی ہوا اوسکے
ادا کا ایک ہی مجلس مین تو مقبول نہوگا اور اگر مدعی اور مدعی علیہ دونون کی مجلس بدل گئی پھر دعوی کیا ادائے دین کا اور قائم کیے گواہ
اوس پر تو یہہ دعوی مسموع ہوگا بشرطیکہ دعوی ایفا کا قبل اقرار کے نہووے ورنہ باطل ہوگا اور جو
دعوی کرے ادائے دین کا بعد انکار دین کے تو مقبول ہے باتفاق جیسا کہ اوپر گذر چکا حموی

# کتاب الاقرار

اقرار کا حجت ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالی نے وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ چاہیے کہ اقرار کرے وہ شخص جسپر
حق ہے تو اگر اقرار حجت نہوتا تو اس حکم کے کچھ معنی نہوتے اور حدیث سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قُلِ الْحَقَّ
وَلَوْ كَانَ مُرًّا یعنی تو کہہ ٹھیک اگرچہ تلخ ہو روایت کیا اوسکو ابن حبان نے بسند صحیح ابو ذر سے اور حکم کیا حضرت نے ماعز پر رجم کا
بسبب اقرار زنا کے اور اجماع سے کیونکہ اجماع کیا امت محمدیہ نے کہ اقرار حجت ہے مقر کے حق مین یہان تک کہ ثابت کیا انھون
نے حد اور قصاص کو اقرار مقر سے تو مال بطریق اولی ثابت ہوگا اور عقل سے اسواسطے کہ شخص عاقل اپنی ذات پر جھوٹا اقرار نکریگا
جس چیز مین اوسکی مضرت جان یا نقصان مال ہووے تو ترجیح ہوئی جانب صدق کو اوسکی ذات کے حق مین بسبب نہونے
تہمت کے اور کمال ولایت کے طحطاوی مع زیادة **ص** اقرار کہتے ہین خبر دینے کو اس بات کی کہ غیر کا حق مجھپر لازم
ہے **ف** جو شخص اقرار کرے اوسکو مقر کہتے ہین اور جسکے حق کو اپنے اوپر ثابت کرے اوسکو مقر لہ کہتے ہین اور جس چیز کا
اقرار کرے اوسکو مقر بہ کہتے ہین **ص** حکم اقرار یہہ ہے کہ مقر بہ اوسکے بیان سے ظاہر ہوتا ہے نہ یہہ کہ اقرار انشا ہے مقر کے ہونیکا

ف یعنی اقرار سے غرض اور غایت یہ ہے کہ ایک حق لازم کو ظاہر کرے نہ یہ کہ بالفعل اوسکو پیدا کرے جیسے انشاء عقود ہوتی ہے آگے اسی حکم پر تفریع کرتا ہے ص تو اگر کسی نے اقرار کیا کہ مسلمان کا خمر میرے پاس ہے تو صحیح ہے اور اگر اقرار انشا ہوتا تو یہ اقرار صحیح نہوتا کیونکہ لازم آتا انشاء تملیک خمر واسطے مسلم کے اور یہ صحیح نہیں اور جس کسی نے اقرار کیا طلاق اور عتاق کا زبردستی سے تو یہ اقرار صحیح نہوگا اور اگر اقرار انشا ہوتا تو صحیح ہو جاتا اسواسطے کہ زبردستی سے طلاق اور عتاق واقع ہو جاتے ہیں ف یعنی جبر سے اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق یا غلام کو آزاد کردے تو طلاق اور عتاق نافذ ہو جاینگے جیسا کہ بیان اسکا کتاب الاکراہ میں آویگا در مختار وغیرہ میں اور مسائل بھی اسپر متفرع کیے ہیں اونمیں سے یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے غیر کے مال کا دوسرے کے لیے اقرار کیا تو وہ مال جب مقر کے پاس آویگا مقر لہ کو دلا یا جاویگا اور زوجیت کا اقرار زوجہ کیطرف سے بلا شہود صحیح ہے اور اگر مقر لہ نے مقر کا اقرار رد کیا پھر قبول کیا تو صحیح نہیں ہوگا مگر جو عقود لازم ہیں جیسے نکاح وغیرہ اونمیں اقرار رد نہوگا اور جب مقر لہ نے اقرار مقر کا قبول کر لیا بعد اوسکے رد کیا تو رد نہوگا اگر مقر نے ایکدفعہ اقرار کیا اور مقر لہ نے اوسکو رد کر دیا بعد اوسکے دوسری بار پھر مقر نے اقرار کیا اور مقر لہ نے تصدیق کی تو یہ دوسرا اقرار لازم ہوگا ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا محض بر بنا اقرار مدعی علیہ کے ایک شی معین کا تو یہ دعوی مسموع نہوگا مگر جب مدعی یون کہے کہ یہ شی میری ملک ہے اور مدعی علیہ نے اوسکا اقرار کیا ہے میرے واسطے یا یون کہے کہ میرا اوسپر آتا ہے اور اسیلیے اوسنے اقرار بھی کیا ہے تو دعوی مسموع ہوگا بالاتفاق اسواسطے کہ مدعی نے اقرار مدعی علیہ کو سبب وجوب ملک کا نہیں ٹھہرایا پھر اگر مدعی علیہ انکار کرے تو لقول مفتی بہ حلف اصل مال پر لیا جاویگا نہ اقرار پر البتہ اگر مدعی نے دعوی کیا مدعی علیہ پر ایک شی کا اور مدعی علیہ نے گواہ قائم کیے اس امر پر کہ مدعی نے اقرار کیا تھا اس بات کا کہ میرا کچھ حق مدعی علیہ کیطرف نہیں ہے تو یہ دعوی مدعی علیہ کا مسموع ہوگا ص جس شخص آزاد عاقل بالغ نے ف حالت بیداری میں خوشی سے یا غلام ماذون یا صبی ماذون یا معتوہ ماذون نے در مختار ص اقرار کیا کسی حق معلوم یا مجہول کا تو صحیح ہے لیکن مقر پر لازم ہوگا کہ اوس شی مجہول کو بیان کرے قیمت دار چیز سے پھر اگر مقر لہ اوس سے زیادہ کا دعوی کرے اور گواہ نرکھتا ہو تو قول مقر کا قسم سے مقبول ہوگا ف حاصل کلام یہ ہے کہ جہالت مقر بہ کی مانع صحت اقرار نہیں ہے البتہ جہالت مقر یا مقر لہ کی مانع ہے تو جس صورت میں مقر بہ مجہول ہوگا تو مقر جبر کیا جاویگا اوسکے اظہار اور بیان پر اور جب مقر یا مقر لہ مجہول ہیگا تو اقرار ہی صحیح نہوگا ص اگر مقر نے یہ کہا کہ فلان کا میرے اوپر مال ہے تو ایک درم سے کم میں اوسکی تصدیق نہوگی اور جو یہ کہا کہ فلان کا میرے اوپر بڑا مال ہے تو سونے اور چاندی میں مقدار نصاب زکوۃ سے ف یعنی بیس دینار اور دو سو درم سے ص کم کو اور اونٹوں میں پچیس اونٹوں سے کم میں اور سوا انکے اور مالوں میں قیمت نصاب کی قدر سے کم میں تصدیق نکیجاویگی ف در مختار میں ہے کہ اگر مقر مفلس ہوگا تو نصاب سرقہ سے کم میں تصدیق نہوگی اور مقدار نصاب سرقہ میں تصدیق ہو جاسکی ہے اور اس قول کی تصحیح بھی ہوئی ہے ص اور تین نصاب زکوۃ سے کم میں تصدیق نہوگی اگر مقر نے یون کہا کہ علی اموال عظام یعنی مجھ پر بڑے اموال ہیں ف اور اگر اموال عظام کی تفسیر غیر مال زکوۃ یعنی کپڑون وغیرہ سے کریگا تو تین نصابون کی قیمت معتبر ہوگی در مختار ص اور دراہم کے اقرار میں تین درم سے کم میں اور دراہم کثیرہ کے اقرار میں دس درم سے کم میں تصدیق نہوگی یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک نصاب سے کم میں تصدیق نہوگی اگر مقر نے کہا

کہ علی کذا درہما تو ایک درہم لازم آویگا اور جو کہا کذا کذا درہما **ف** گیارہ درہم لازم آوینگے اور جو کہا کذا وکذا درہما واو عطف کے ساتھ تو اکیس درہم لازم آوینگے اور جو کہا کذا کذا کذا درہما تب بھی گیارہ لازم آوینگے اور جو کہا کذا وکذا وکذا تو ایک سو اکیس درہم لازم آوینگے اور جو کہا کذا وکذا وکذا وکذا تو ایک ہزار ایک سو اکیس لازم آوینگے **ف** وجہین ان مسائل کی ہدایہ مین مذکور ہین اور وہ متعلق ہین خاص زبان عرب سے ہماری زبان مین اسکا کچھ لحاظ نہوگا **ص** اگر کہے کہ مجھپر یا میری طرف فلانے کا اتنا ہے تو یہ قرض پر محمول ہوگا البتہ اگر امانت کا لفظ اوسکے ساتھ کہیگا تو امانت شمار کیجاویگی اور اگر اوسکے بعد کہیگا تو دین ہی شمار کیا جاویگا ہان اگر یون کہا کہ تیرے پاس یا میرے ساتھ یا میرے گھر مین یا میری تھیلی مین یا میرے صندوق مین فلانے کا اتنا ہے تو امانت پر محمول ہوگا **ف** اور جو کسی نے کہا کہ میرا سب مال اوسکا ہے یا جسکا مین مالک ہون وہ اوسکا ہے یا اوسکو میرے مال مین سے یا میرے دراہم مین سے اتنا ہے تو یہ ہبہ سمجھا جاویگا نہ اقرار تو ضرور ہے اتمام ہبہ کے لیے کہ قائل بعد اس قول کے وہ مال اوسے تسلیم کرے درمختار **ص** زید نے عمرو سے کہا کہ تجھ پر میرے ہزار روپیہ ہین عمرو نے اوسکے جواب مین یہ کہا کہ اونکو وزن کرلے یا پرکھ لے یا مجھے اونکی مہلت دے یا مین تجکو وہ دیچکا ہون یا تونے مجکو وہ روپے معاف کردیے ہین یا خیرات کردیے ہین یا ہبہ کردیے ہین یا مین نے اون روپیون کا حوالہ کردیا ہے تجھے زید پر ان سب کلمات سے عمرو کا اقرار ثابت سمجھا جاویگا اور جو عمرو نے بغیر ضمیر کے کہا تو اقرار نہوگا **ف** یعنی اون روپیون کیطرف ضمیر نہین پھیری بلکہ اتنا کہا کہ تو پرکھ لے یا وزن کرلے الی آخرہ تو اقرار نہوگا وجہ اوسکی اصل مین مذکور ہے اور جو زید نے عمرو سے کہا کہ میرے تجھ پر ہزار روپے ہین اور عمرو نے اوسکے جواب مین سر سے اشارہ کیا تو یہ اشارہ اقرار نہوگا اگر زبان سے بولنے پر قادر ہے درمختار **ص** اگر کوئی اقرار کرے اپنے اوپر ایک میعادی قرض کا اور مقر لہ کہے کہ تجھے بالفعل دینا ہے تو مقر لہ کا قول قسم سے مقبول ہوگا **ف** اگر مقر کے پاس گواہ نہون میعاد کے **ص** یعنی مقر لہ کو قسم دلاوینگے اس امر پر کہ یہ قرض میعادی نہین ہے تو جب وہ قسم کھالیگا تو قرض بالفعل دلایا جاویگا **ف** برخلاف اوس صورت کے کہ مقر نے کالے روپیون کا اقرار کیا تو ویسے ہی روپے اوسپر لازم آوینگے جیسے ضامن کا اقرار ساتھ دین میعادی کے کہ اوسمین قول ضامن ہی کا معتبر ہوگا اگر زید نے عمرو سے ایک چیز خریدی یا مول چکالیا یا امانت لی یا عاریت لی یا اوسکی ہبہ اور کرایہ لینے کی درخواست کی یا عمرو کے وکیل سے یہ امور کیے تو گویا زید نے اقرار کرلیا اس بات کا کہ وہ چیز مملوک ہے عمرو کی اب اگر زید اپنے لیے خواہ دوسرے کیطرف سے وکالتاً یا وصایتاً اوس شی کا مدعی ہو تو اوسکا یہ دعوی نسنا جاویگا بسبب تناقض کے البتہ اگر زید نے سب دعوون سے عمرو کو ابراء عام کیا پھر عمرو پر دعوی کیا کسی اور کا وکیل بنکر یا وصی بنکر اپنے موکل یا صغیر کے لیے تو درست ہے درمختار **ص** ایک شخص نے کہا کہ مجھپر ایک سو اور ایک روپیہ ہے تو سو سے بھی مراد روپے ہونگے یعنی ایک سو ایک روپیہ کا اقرار ہوا اور اگر کہے کہ سو اور ایک کپڑا ہے تو یہ پوچھا جاویگا کہ سو سے کیا مراد ہے اسی طرح سو اور دو کپڑون کے اقرار مین اور اگر یون کہے کہ میرے اوپر مایۃ وثلثۃ اثواب یعنی سو اور تین کپڑے ہین تو سو سے بھی مراد کپڑے ہونگے اور جو ایک شخص نے اقرار کیا ایک گھوڑے کے غصب کا طویلے کے اندر تو صرف گھوڑا اوسپر لازم ہوگا **ف** نہ طویلہ اسواسطے کہ غیر منقول مین شیخین کے نزدیک غصب نہین ثابت ہوتا قاعدہ کلیہ ان مسائل کا یہ ہے کہ جو چیز ظرف ہونیکے لائق ہے اگر منقول ہے تو ظرف اور مظروف دونون مقر پر لازم آوینگے اور اگر غیر منقول ہے تو صرف مظروف

لازم آویگا اور جو ظرف ہونیکے لائق نہین ہی جیسے یون کہے کہ فلانے کا مجھپر ایک درم ہی درم کے اندر تو صرف اول لازم ہوگا
نہ ثانی حسب مختار ص اور جو اقرار کیا ایک انگوٹھی کا تو اوسکا حلقہ اور نگین دونون لازم آوینگے اور تلوار کے اقرار مین اوسکا میان
اور پرتلہ اور پھل لازم آویگا اور مسہری کے اقرار مین اوسکی لکڑیان اور پردے بھی لازم آوینگے اور جو اقرار کیا کھجور کا ٹوکرے مین یا
کپڑے کا رومال مین یا کپڑے مین ف یا غلے کا کشتی مین یا گون مین ہدایہ ص تو ظرف اور مظروف دونون اوسپر
لازم آوینگے اور جو اقرار کیا ایک کپڑے کا دس کپڑون مین تو صرف ایک ہی کپڑا لازم ہوگا نزدیک شیخین کے اسواسطے کہ دس
کپڑے ایک کپڑے کے تابع نہین ہوسکتے اور امام محمد کے نزدیک گیارہ کپڑے لازم آوینگے اسواسطے کہ نفیس کپڑا کبھی کپڑون کے
بیچ مین ہوتا ہی اور جو اقرار کیا کہ مجھپر پانچ کپڑے ہین پانچ کپڑون مین اور نیت ضرب کی کی تو صرف پانچ کپڑے لازم آوینگے
اور اگر نیت کی پانچ کی ساتھ پانچ کے تو دس دینے ہونگے اور حسن بن زیاد کے نزدیک پچیس کپڑے لازم آوینگے اور جو یہ کہا
کہ فلانے کے میرے اوپر ایک درہم سے دس درہم تک ہین یا ایک اور دس کے بیچ مین تو نو درہم لازم آوینگے امام ابو حنیفہ رح کے
نزدیک اور صاحبین کے نزدیک پس تمام اور زفر رح کے نزدیک آٹھ درہم اور اگر یون کہے کہ فلانے کا اس گھر مین ہے اس دیوار سے اس دیوار
تک ہی تو دونون دیوارین داخل نہونگی صحیح ہی اقرار حمل کا دوسرے کے لیے ف مثلاً یہ کہے کہ میری اس لونڈی یا بکری کا حمل فلانے کے
لیے ہی ص اور یہ اقرار محمول کیا جاویگا وصیت پر یعنی ایک شخص وصیت کر گیا اپنی لونڈی یا بکری کے حمل کی کسی اور شخص
کے لیے بعد اوسکے موصی مر گیا تو اب اوسکا وارث یعنی مقر اقرار کرتا ہی اوس حمل کا غیر یعنی موصی لہ کے واسطے اسی طرح صحیح ہی اقرار حمل
کے لیے مثلاً کہے کہ فلانی عورت کے حمل کے میرے اوپر ہزار درم ہین بشرطیکہ کوئی ایسا سبب بیان کرے جس سے وہ
مال حمل کا ہوسکے جیسے وصیت یا میراث اسلیے کہ وصیت حمل کے لیے صحیح ہی اور اسیطرح حمل وارث بھی ہوتا ہی پھر اگر وہ عورت
وقت اقرار سے چھ مہینے سے کم مین ایک بچہ زندہ جنے یا دو بچے زندہ جنے تو وہ مال اون کا ہوجاویگا اور اگر مردہ جنے تو وہ مال
موصی اور مورث کا ہوگا تو اونکے وارثون مین تقسیم ہوگا اور اگر ایسا سبب بیان کرے جو حمل سے نہین ہوسکتا جیسے
کہے یعنی اوس حمل کو ہبہ کیا تھا یا مینے اوس حمل کا ولی ہوکر اس چیز کو خرید کیا ہی یا مینے اوسکے ہاتھ یہ چیز بیع کی ہی یا مینے اوس سے قرض لیا ہی یا بالکل سبب بیان نکرے تو
یہ اقرار لغو ہوجاویگا ف باتفاق ائمہ ثلثہ ص اگر اقرار کرے کسی چیز کا بشرط خیار مثلاً یون کہے کہ فلانے کے مجھپر ہزار درہم ہین
لیکن اس شرط پر کہ مجکو تین دن تک اختیار ہی تو اقرار صحیح ہوگا اور شرط خیار محض باطل ہوگی ف اسواسطے کہ اختیار فسخ کے لیے ہوتا ہی
اور اقرار قابل فسخ کے نہین ہی ص اگر ایک شخص نے اقرار کیا بعد اوسکے دعوی کیا کہ مینے جھوٹھ کہا تھا تو طرفین کے نزدیک اوسکے
اس قول کیطرف التفات نہوگا لیکن فتوی ابو یوسف رح کے قول پر ہی کہ مقر لہ سے حلف لیجاویگی اس امر پر کہ مقر نے جھوٹھ نہین
بولا تھا اسی طرح ہی اگر مقر کے وارث نے دعوی کیا کہ میرے مورث نے جھوٹھ کہدیا تھا تو بعضون کے نزدیک وارث کے
اس قول پر لحاظ نہوگا اور اصح یہ ہی کہ مقر لہ سے یہان بھی اوسی طور پر حلف لیجاویگی اور اگر مقر لہ مر گیا ہی تو اوسکے وارثون سے
علم پر قسم لیجاویگی یعنی یون کہ ہم نہین جانتے کہ مقر نے یہ اقرار جھوٹھ کیا تھا **مسائل ملحقہ** کتابت اقرار کا حکم رکھنا مثل اقرار کے ہی
اسواسطے کہ جیسے اقرار زبان سے ہوتا ہی ویسے ہی انگلیون کے لکھنے سے بھی ہوتا ہی تو اگر ایک شخص نے منشی سے کہا کہ خط لکھ میرے
اس اقرار کا کہ مجھپر ہزار درم ہین یا لکھ میرے گھر کا بیعنامہ یا میری عورت کا طلاق نامہ تو اقرار صحیح ہوگیا خواہ منشی اوسکو لکھے یا نلکھے

اگر مدعی علیہ نے اقرار کیا مال کا ایک گواہ کے سامنے پھر دوسری بار دوسرے گواہ کے سامنے تو یہ گواہی صحیح ہو سکتی ہے اگر مدعی علیہ نہ اقرار کرے نہ انکار تو قاضی اوسکو قید کرے یہان تک کہ یا اقرار کرے یا انکار باب ۔ جب اقرار کیا اسبات کا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور ما اوسکی آزاد ہے تو یہ اقرار فرزندی کا اقرار ہوگا اوس عورت کے منکوحہ ہونے کا بر خلاف مہر کے اقرار کے کہ وہ اقرار بالنکاح ہوگا کذا فی الدر المختار والطحطاوی والقنیۃ ملتقطا من حاشیہ

## باب استثنا کے بیان مین

یعنی اقرار مین سے کچھ نکال لینے کے بیان مین ص جس چیز کا اقرار کیا ہو اوس مین سے کسی قدر کو استثنا کرنا یعنی نکالدینا صحیح ہے بشرطیکہ یہ استثنا متصل ہووے اقرار سے ف مثلاً کہے کہ زید کے مجھ پر دس روپے ہین دو کم تو دو کم کو ساتھ ہی اگر کہیگا تو یہ استثنا صحیح ہوگا ص اور بعد استثنا کے جو باقی رہیگا وہ مقر پر لازم آئینگے ف مثلاً مثال مذکور مین آٹھ روپے لازم آوینگے ص اور جو سب کا استثنا کرے سب تو باطل ہے ف مثلاً کہے کہ میرے اوپر ہزار روپیہ ہزار کم آتے ہین ص اور اوسپر سب لازم آوینگے ف تو مثال مذکور مین ہزار روپے دینے ہونگے ص جو چیزین ماپی جاتی ہین یا تلتی ہین یا گنی جاتی ہین انکو روپیون مین سے استثنا کرنا درست ہے تو اوسقدر کی قیمت کم کرکے باقی روپے دینا ہونگے اور انکے سوا اور چیزون کو نکالنا درست نہین ہے مثلاً اگر کہا کہ میرے اوپر سو درہم ہین ایک دینار کم یا ایک قفیز گیہون کم تو استثنا صحیح ہوگا اور سو درہم مین سے قیمت ایک دینار اور قفیز کی مجرا کرکے باقی درہم دینا ہونگے اور جو کہا میرے اوپر سو درہم ہین ایک کپڑا کم تو یہ استثنا صحیح نہوگا نزدیک شیخین کے اور امام محمد کے نزدیک کسی صورت مین صحیح نہوگا اور شافعی کے نزدیک سب صورتون مین صحیح ہوگا ص اگر اقرار کیا ایک امر کا اور اوسکے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ ملا دیا تو اقرار باطل ہو جاویگا اگر کسی نے دار کے اقرار مین سے عمارت کا استثنا کیا تو صحیح نہوگا یعنی زمین اور عمارت اوس دار کی دونون مقر لہ کی ہو جاوینگی البتہ اگر یون کہے کہ عمارت میری ہے اور صحن تیرا ہے تو جیسا کہیگا ویسا ہی ہوگا اور انگشتری کا نگینہ اور باغ کے درخت مثل عمارت کے ہین ف یعنی اگر کسی نے کہا کہ یہ انگشتری فلان کی ہے مگر نگین میرا ہے یا یہ باغ اوسکا ہے مگر درخت کھجور کے جو اوسمین ہین میرے ہین تو یہ استثنا صحیح نہین البتہ اگر یون کہیگا کہ اس انگوٹھی کا چھلا اوسکا ہے اور نگین میرا ہے یا زمین اس باغ کی اوسکی ہے اور درخت کھجور کے میرے ہین تو جیسا کہے ویسا ہی ہوگا کذا فی الاصل ص اور اگر کہا کہ اوس شخص کے میرے اوپر ہزار روپے ہین ایک غلام کی قیمت کے کہ ابھی تک مینے اوس غلام پر قبضہ نہین کیا اگر تو اگر ایک غلام معین کو ذکر کیا ہے اس صورت مین مقر لہ نے اگر وہ غلام مقر کے حوالہ کیا تب مقر کو ہزار روپے دینا پڑینگے اور اگر غلام نہین دیا تو کچھ نہ دینا ہوگا اور اگر غلام معین کو نہ کہا ہو تو مقر پر ہزار روپے واجب ہو گئے اور یہ قول اوسکا کہ مینے ابھی اوس غلام پر قبضہ نہین کیا لغو ہو جاویگا ف امام صاحب کے نزدیک برابر ہے کہ اس قول کو اوس کلام کے ساتھ کہے یا جدا کہے کیونکہ اوس نے جب انکار کیا قبض کا ایک شی غیر معین سے تو گویا منکر ہوا وجوب ثمن کا سو واسطے کہ جہالت مبیع مثل ہلاک مبیع کے ہے تو ثمن واجب نہ ہوگی تو یہ رجوع ہو گیا اقرار سے اور وہ مسموع نہین اور صاحبین کے نزدیک اگر یہ قول اوس اقرار سے ملا ہوا ہے تو اس صورت مین تصدیق اوسکی کیجاویگی کیونکہ یہ بیان تغییر ہے انکے نزدیک کذا فی الاصل ص جسطرح مقر نے یون کہا کہ میرے اوپر ہزار روپے فلانے کے ہین بابت شراب یا سور کے ف یا جیسے کہا کہ یہ آزاد کی قیمت کے یا مردار کے یا خون کے ہین کذا فی المختار ص تو مقر پر

ہزار روپے لازم ہونگے اور یہ اقوال لغو ہو جاوینگے **ف** امام صاحب کے نزدیک اگرچہ اوسکو اقرار کے ساتھ ملا کر کہا یا جدا کہے اور نزدیک صاحبین کے اگر ملا کر کہیگا تو اوسکی تصدیق کیجاویگی لیکن یہ صورت جب ہے کہ مقر لہ ان اقوال کا منکر ہو اور جو وہ مقر کی تصدیق کرے یا مقر گواہ قائم کرے ان امور پر تو اب ہزار روپے اوسکو لازم نہونگے درمختار **ص** اور اگر کہے کہ میرے اوپر ہزار روپے ہین بابت قیمت اسباب یا قرض کے اور وہ روپے زیوف یا نبہرجہ یا ستوقہ یا رصاص ہین تو کھرے ہزار روپے اوسکو دینا ہونگے **ف** امام صاحب کے نزدیک برابر ہے کہ یہ قول اقرار کے ساتھ ملا ہوا ہو یا جدا ہووے اور صاحبین کے نزدیک وصل کی صورت مین تصدیق کیجاویگی اسواسطے کہ یہ قول رجوع ہے اقرار سے امام صاحب کے نزدیک اور بیان تغییر ہے صاحبین کے نزدیک کذا فی الاصل **ص** اور اگر کہے کہ میرے اوپر فلانے کے ہزار روپے ہین جو مینے اوس سے غصب کیے تھے یا اوسنے امانت رکھائے تھے مگر وہ زیوف یا نبہرجہ ہین تو اوسکی تصدیق کیجاویگی برابر ہے کہ وصل کرے یا فصل کرے اور اگر کہے کہ وہ روپے ستوقہ یا رصاص تھے تو در صورت وصل اوسکی تصدیق ہوگی اور در صورت فصل اوسکی تصدیق نہوگی **ف** وجہ فرق اصل مین مذکور ہے **ص** جو شخص اقرار کرے ایک کپڑے کے غصب کا پھر عیبدار کپڑا لاوے اور کہے کہ یہی چھینا تھا تو اوسکا قول معتبر ہوگا یا اقرار کرے اس امر کا کہ فلانا کے مجھپر ہزار درم ہین اتنے کم تو اگر یہ استثنا ملا کر کیا ہے تو قول اوسکا معتبر ہوگا اور جو ٹھہر کے کیا تو استثنا باطل ہوگا اور پورے ہزار دینا ہونگے اور جب کہے کہ مینے تجھ سے ہزار امانةً لیے تھے وہ تلف ہوگئے اور مقر لہ کہے کہ تونے غصباً لیے تھے تو مقر پر ضمان ہزار روپیہ کا لازم آویگا اور جو مقر کہے کہ تونے مجھکو ہزار امانةً دیئے تھے اور مقر لہ کہے کہ تونے چھین لیے تھے تو مقر پر ضمان لازم نہ آویگا **ف** وجہ فرق یہ ہے کہ صورت اول مین مقر نے اقرار کیا سبب وجوب ضمان کا یعنی لے لینے کا اور ثانی مین اقرار نہین کیا اسکا بلکہ مقر لہ اوس پر دعوی کرتا ہے غصب کا اور مقر منکر ہے تو قول منکر کا معتبر ہوگا کذا فی الاصل **ص** اگر زید کہے عمرو سے کہ یہ چیز میری تیرے پاس امانت تھی سو مینے لے لی اور عمرو کہے کہ امانت نہین تھی بلکہ میری تھی تو عمرو اوس کو زید سے لیوے کیونکہ زید کے اقرار سے قبضہ عمرو کا اوس شی پر ثابت ہے تو ضرور ہے کہ زید اوس شی کو تسلیم کر دیوے عمرو کو پھر اگر زید کو دعوی ہو تو گواہوں سے اپنا دعوی ثابت کرے اور اگر زید یہ کہے کہ مینے اپنے اس ٹٹو کو یا اس کپڑے کو عمرو کو کرایہ مین دیا تھا سو عمرو اوس گھوڑے پر سوار ہوا اور اوس کپڑے کو پہنا بعد اوسکے مجھے پھیر دیا یا عمرو نے میرے اس کپڑے کو اتنے داموں کے عوض سیا تھا بعد اوسکے مینے لیا اور عمرو کہے کہ یہ کپڑا یا گھوڑا میرا ہے تو ان صورتوں مین زید کے قول کی تصدیق کیجاویگی **ف** یعنی زید کو یہ حکم ہوگا کہ وہ شی عمرو کے حوالے کر دیوے پھر اوس پر دعوی کرے جیسے کہ مسئلہ امانت مین گذرا بلکہ بیان عمرو کا معتبر ہے کہ گواہوں سے اپنا دعوی زید پر ثابت کرے بعد اوسکے اوس چیز کو لیگا **ص** اور صاحبین کے نزدیک یہان بھی زید کو حکم ہوگا کہ وہ چیز عمرو کے حوالے کرے بعد اوسکے گواہوں سے اپنا دعوی ثابت کرے **ف** اور فتوی امام کے قول پر ہے **مسائل ملحقہ** اگر کہے کہ یہ ہزار امانت زید کی ہے نہین بلکہ امانت عمرو کی تو ہزار زید کے اسپر ثابت ہوگئے اور اسی قدر یعنی ہزار عمرو کے اوسپر لازم ہوئے اور یہی حکم غصب مین ہے اور اگر مقر لہ ایک شخص ہو اور اوسکے لیے دو اقرار کرے تو جو اقرار از روے مقدار کے زیادہ ہے یا ازروے وصف کے افضل ہے لازم ہوگا جیسے کہے کہ اوسکے میرے اوپر ایک ہزار روپے ہین نہین بلکہ دو ہزار روپے یا بالعکس تو دو ہزار لازم ہونگے یا اوسکے میرے اوپر

ہزار روپے ہین کھیتے نہین بلکہ کہے ریا یا بالعکس تو ہزار کھرے لازم ہونگے کذا فی الدر المختار

## باب مریض کے اقرار کے بیان مین

مریض پر جو دین ہو حالت صحت کا خواہ اوس دین کا سبب معلوم ہووے یا صرف اوسکے اقرار سے ثابت ہوا ہو اور جو دین اوسپر واجب ہوا ہو حالت مرض مین اسباب معروفہ سے نہ صرف اوسکے اقرار سے جیسے بدل اوس چیز کا جسکا مریض مالک ہوا یا اوس چیز کو مریض نے تلف کیا یا مہر مثل اپنی عورت کا دونون برابر ہین اور ان دونون قسمون کے دین **ف** یعنی دین صحت مطلقاً اور دین مرض باسباب معروفہ **ص** مقدم ہونگے ادا کرنے مین اوس دین پر جو حالت مرض مین صرف مریض کے اقرار سے ثابت ہوا ہووے **ف** یعنی پہلے ترکہ میت مین سے دین صحت مطلقاً اور دین مرض جو اسباب معروفہ سے ہوا ادا کرینگے بعد اوسکے اگر کچھ مال بچیگا تو وہ دین ادا کیا جاویگا جو حالت مرض مین صرف مریض کے اقرار سے ثابت ہوا ہووے اور شافعی کے نزدیک تینون قسم کے دین برابر ہین اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہے **ص** لیکن تینون قسم کے دین میراث پر مقدم ہونگے یعنی ترکہ وارثون مین اوسوقت تقسیم ہوگا جب کہ سب طرح کے دین ادا ہو چلین اگرچہ دین پورے مال کو گھیر لیوین **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے مِنۡ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوۡ دَيۡنٍ **ص** اور مریض کو جائز نہین کہ بعض قرضخواہون کا قرض ادا کرے نہ بعض کا **ف** اگرچہ یہ دین مہر کا دینا یا اجرت کا ادا کرنا ہو اسواسطے کہ مریض کے مال مین سب دینوالون کا حق متعلق ہے تو بعض کے دینے اور بعض کے نہ دینے مین اورون کی حق تلفی ہے مریض کی قید سے معلوم ہوا کہ صحیح سالم شخص جو مجبور نہ ہوا اوسکو یہ روا ہے کہ اپنے قرضخواہون مین سے کسی کا قرض اول ادا کرے اور دوسرونکا بعد اوسکے تنقیح الحامدیہ

**ص** اور باطل ہے مریض کا اقرار اپنے وارث کے واسطے **ف** دین کا یا عین کا اور امام شافعی کے نزدیک صحیح ہے اور دلیل ہماری قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ نہین جائز ہے وصیت واسطے وارث کے اور نہ اقرار دین کا اوسکے لیے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین **ص** مگر اوسصورت مین جب باقی ورثہ اوسکی تصدیق کرین **ف** کیونکہ معتبر نہونا اقرار کا صرف اور ورثہ کے حق کے لیے تھا تو جب انھون نے اقرار کر لیا تو اقرار صحیح ہو جاویگا اسیطرح مریض نے اگر اپنے وارث پر جو دین تھا اوسکے وصول ہو جانیکا اقرار کیا تب بھی صحیح نہوگا مگر تصدیق سے اور ورثہ کے اور اشباہ مین ہے کہ مریض کا اقرار واسطے وارث کے موقوف ہے اجازت پر اور وارثون کے مگر تین جگہہ ایک اقرار وصول پانے امانات کا وارث سے دوسرے نفی جیسے مریض کا یون کہنا کہ میرا کچھ حق نہین ہے میرے باپ کی طرف یا میری مان کیطرف اور یہی نفی حیلہ ہے مریض کے ابراء کرنے کا اپنے وارث کو **ص** اور اگر اقرار کیا مریض نے ایک شخص کے لیے کسی چیز کا پھر مدعی ہوا اس بات کا کہ وہ شخص میرا بیٹا ہے **ف** اور اوس شخص نے اوسکی تصدیق کی اسطرحکہ وہ شخص مجہول النسب ہوا اور مریض کا لڑکا باعتبار سن کے ہو سکتا ہے **ص** تو نسب ثابت ہو جاویگا اور اقرار باطل ہوگا اور اگر مریض نے ایک عورت اجنبی کے لیے اقرار کیا پھر اوس سے نکاح کر لیا تو اقرار صحیح رہیگا **ف** اگر اوسکے لیے وصیت کی پھر اوس سے نکاح کر لیا تو وصیت باطل ہو جاویگی در مختار **ص** اگر کسی نے اقرار کیا ایک لڑکے کی فرزندی کا اور وہ لڑکا مجہول النسب ہے اور اوس سن کا اوسکا مقر سے ہو سکتا ہے اور تصدیق کی اوسکی لڑکے نے تو نسب اوس لڑکے کا ثابت ہو جاویگا مقر سے اگرچہ مقر وقت اقرار کے مریض ہووے اور وہ لڑکا شریک ہو جاویگا اور وارثون کا میراث مین اور تصدیق لڑکے کی اوسوقت ضرور ہے

کہ وہ اوسکا تفتیش کرسکتا ہو ورنہ تصدیق کی کچھ حاجت نہین ہے ف اشباہ مین ہے کہ علی بن احمد سؤال کیے گئے ایک شخص سے کہ مرگیا اور ترکہ چھوڑ گیا تو اوسکو وارثون نے تقسیم کرلیا بعد تقسیم کے ایک شخص آیا اور اوسنے دعوی کیا کہ میت میرا باپ تھا اور ثابت کیا اوسنے نسب کو نزدیک قاضی کے گواہون سے اسطرحپر کہ میت نے اقرار کیا تھا اوسکی فرزندی کا اور قاضی نے حکم کردیا اوسکے ثبوت نسب کا اب وارث اوس سے یہ کہتے ہین کہ تو اس امر کو ثابت کر کہ میت نے تیری مان سے نکاح کیا تھا تو یہ قول ورثہ کا دافع ہوسکتا ہے یا نہین تو کہا کہ علی بن احمد نے کہ اگر قاضی اوسکے ثبوت نسب کا حکم کرچکا ہے تو نسب اور فرزندی اوسکی ثابت ہوگئی اب کچھ حاجت باقی کی نہین ہے انتہی اور اوپر گذر چکا فتاواے قنیہ سے کہ اقرار بالولد عورت حرہ سے اقرار بالنکاح ہے فافحفظ ص مرد اگر کسیکو اپنا باپ یا مان یا بیٹا یا بیوی یا مولی یعنی آزاد کرنے والا بتاوے یا عورت کسی کو اپنا باپ یا مان یا بیٹا یا خاوند یا مولی کہے اور وہ لوگ مقر کی تصدیق کرین تو اقرار صحیح ہوجاویگا مگر عورت جب کسیکو بیٹا کہے تو ایک شرط اور ہے وہ یہ کہ ایک عورت گواہی دے اس امر کی کہ یہ لڑکا اس عورت سے پیدا ہوا ہے اور مقر نے اگر اقرار کیا نسب کا حالت حیات مین اور مقر لہ نے اوسکی تصدیق کی بعد موت مقر کے تو صحیح ہے مگر جب زوج تصدیق کرے زوجہ کی زوجیت کی بعد مرجانے زوجہ کے یعنی اقرار پر تو یہ تصدیق صحیح نہوگی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہوجاویگی اگر اقرار کرے سواے رشتہ ولادت کے دوسرے رشتہ کا جیسے کہے کہ یہ میرا بھائی ہے یا چچا ہے ف درمختار مین ہے کہ اسی مین داخل ہے یہ اقرار بھی کہ میرا پوتا ہے یا دادا ہے ص تو یہ اقرار صحیح نہوگا اسواسطے کہ یہ اقرار اوٹھانا نسب کا ہے شخص غیر پر ف کیونکہ جب اسنے یہ کہا کہ یہ میرا بھائی ہے تو ثابت کیا اوسکا نسب باپ سے اور جب یہ کہا کہ یہ میرا چچا ہے تو اوٹھایا نسب کو دادا پر اور اقرار حجت قاصرہ ہے یعنی صرف دلیل ہے مقر پر نہ غیر پر تو اسکے کہنے سے دوسرے پر نسب کیسے ثابت ہوگا ص اور وارث ہوگا ایسا مقر لہ جب کوئی اور وارث مقر کا نہووے نہ قریب اور نہ بعید ف یعنی نہ کوئی مقر کا ذوی الفروض مین سے ہو نہ عصبات سے نہ ذوی الارحام سے اور اگر کوئی دوسرا وارث قریب یا بعید مقر کا موجود ہوگا تو ایسا مقر لہ محروم ہوگا میراث سے ص جسکا باپ مرگیا ہے وہ اگر اقرار کرے کسیکے واسطے اپنا بھائی ہونیکا تو مقر لہ اوسکے حصہ میراث مین شریک ہوجاویگا لیکن نسب اوسکا ثابت نہوگا زید کے عمرو پر سو روپے آتے تھے اب زید دو بیٹے خالد اور ولید چھوڑکر مرگیا جن مین سے خالد نے یہ اقرار کیا کہ ہمارا باپ یعنی زید عمرو سے منجملہ زر قرضہ پچاس روپیہ وصول پاچکا ہے ف اور دوسرا بیٹا یعنی ولید اس سے منکر ہے اور خالد نے یہ بیان گواہون سے ثابت نکیا ص تو خالد کو کچھ نملیگا اور پچاس روپے عمرو سے صرف ولید کو دلادیے جاوینگے ف بعد قسم لینے کے اسطرحپر کہ واللہ اوسکو معلوم نہین کہ اوسکے باپ نے سو روپے سے نصف وصول پائے اور قسم بھائی کے حق کے لیے ہے اور جو خالد یہ کہتا ہو کہ باپ ہمارا سارا دین وصول پاچکا ہے تب بھی ولید کو پچاس روپے دلائے جاوینگے قسم لیکر لیکن یہان قسم عمرو کے حق کے لیے ہوگی تو اول صورت مین اگر ولید قسم نکھاوے تو خالد اوسکے حصے مین شریک ہوجاویگا اور ثانی صورت مین اگر ولید قسم نہ کھاوے تو عمرو بری الذمہ ہوجاویگا فقط

## کتاب الصلح

یہ کتاب ہے صلح کے بیان مین ف صلح کا جواز کلام اللہ سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالی نے والصلح خیر یعنی صلح بہتر ہے اور روایت کی ترمذی نے عمرو بن عوف مزنی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ صلح جائز ہے درمیان مین مسلمانون کے مگر وہ صلح جو حرام کرے حلال کو یا حلال کرے حرام کو اور مسلمان ثابت رہین شرطون پر اپنی مگر وہ شرط کہ حرام کرے

حلال کو یا حلال کرے حرام کو صحیح کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور منکر کیا اوسکو بعضون نے اسواسطے کہ روایت کثیر بن عبد اللہ
ابن عمرو بن عوف کی ضعیف ہے اور شاید کہ ترمذی نے اعتبار کیا اوسکے کثرت طرق کا لیکن صحیح کیا اوسکو ابن حبان نے ابو ہریرہ
کی روایت سے اور اخراج کیا اوسکا ابو داود نے ابو ہریرہ سے کتاب القضا مین ص صلح ایک عقد ہے جو مٹا دیتا ہے نزاع کو اور صحیح
ہے صلح ہر حال مین خواہ مدعی علیہ مقر ہووے یا منکر ہو یا چپ ہو کہ نہ اقرار کرے نہ انکار ف اور شافعی کے نزدیک صلح نہین صحیح
ہے مگر اقرار مدعی علیہ کی صورت مین کذا فی الاصل ص اگر مدعی علیہ اقرار کرتا ہے اور صلح واقع ہوئی مال سے بعوض مال کے
تو صلح بیع کے حکم مین ہے تو جاری ہونگے احکام بیع کے اوسمین جیسے شفعہ اور خیار العیب اور خیار الرویت اور خیار الشرط برابر
کہ صلح واقع ہوئی ہو ایک گھر کے دعوے یا گھر پر تو شفیع کو شفعہ ہوگا اور پھیر دینے کا اختیار ثابت ہوگا مدعی اور مدعی علیہ
دونون کو بدل صلح اور مصالح عنہ مین ف جاننا چاہیے کہ مصالح علیہ اور بدل صلح اوسکو کہتے ہین جسپر صلح واقع ہوئی ہو
اور مصالح عنہ وہ ہے جس چیز کا دعوی چھوڑ دیا مثلاً زید نے خالد سے ایک مکان کا دعوی کیا خالد نے کہا کہ مجھسے سو درم لے
اور مکان کا دعوی ترک تو سو درم مصالح علیہ اور بدل صلح ہوے اور وہ مکان مصالح عنہ ٹھہرا شفعہ کی صورت یہ ہے کہ زید نے عمرو سے
صلح کر لی ایک مکان پر یا ایک مکان کے دعوے سے تو دونون مکان کے شفیعون کو دعوی شفعہ پہونچتا ہے ص صلح
مین اگر بدل صلح معلوم نہو بلکہ مجہول ہو تو صلح فاسد ہو جاویگی ف اور اگر مصالح عنہ مجہول ہووے تو کچھ حرج نہین ہے
اسواسطے کہ وہ ساقط ہو جاتا ہے مدعی علیہ کے ذمے سے اور ساقط کی جہالت باعث منازعت نہین ہے درمختار ص
مصالح عنہ مین سے بعد صلح کے جسقدر غیر کا نکلے تو اوسکے موافق حصہ رسد مدعی بدل صلح مین سے مدعی علیہ کو پھیر دیوے اور جتنا بدل صلح مین سے
غیر کا نکلے تو اوسکے حصے کے موافق مدعی علیہ مدعی کو مصالح عنہ مین سے پھیر دیوے ف اسواسطے کہ یہ صلح معاوضہ ہے اور معاوضہ
کا یہی حکم ہے درمختار ص اور جو صلح واقع ہوئی مال سے بعوض منفعت کے ف تو اگر وہ منفعت ایسی ہے جسمین
مدت کا بیان کرنا ضرور ہے تو مدت کا بیان شرط ہوگا جیسے خدمت گھر کا رہنا ورنہ ضرور نہین جیسے ایک چیز کا دوسری جگہ پر
پہونچا دینا کذا فی الاصل ص تو وہ صلح اجارہ کا حکم رکھے گی اس صورت مین اگر اندر مدت کے دونون مین سے کوئی مر جاوے گا تو صلح
باطل ہو جاویگی جو صلح کہ مدعی علیہ کے انکار یا چپ رہنے کی صورت مین واقع ہو تو وہ مدعی کے حق مین معاوضہ ہے اور مدعی علیہ کے
حق مین فدیہ ہے قسم کا ف یعنی جب مدعی علیہ منکر ہے تو اوسپر شرعاً قسم لازم آتی ہے تو گویا مدعی علیہ یہ بدل صلح عوض مین قسم کے
دیتا ہے ص اور قطع نزاع کا تو اگر مدعی علیہ منکر ہے اور ایک گھر مصالح عنہ ہوا تو اس صورت مین شفعہ واجب نہوگا اور جو گھر
مصالح علیہ ہوا تو شفعہ واجب ہوگا ف اسواسطے کہ جب گھر مصالح عنہ ہوا تو وہ گھر بدستور سابق مدعی علیہ کے قبضے مین رہا اور مدعی علیہ کے گمان
مین یہ نہین ہے کہ یہ گھر مدعی کی ملک تھا اور اب نئی ملک میری اس گھر پر ہوئی ہے تا شفعہ واجب ہووے برخلاف اوس صورت کے کہ وہ گھر
مصالح علیہ ہوا کیونکہ وہ مدعی کی ملک مین آیا اوسکے حق کے عوض مین تو شفعہ واجب ہوگا ص صلح سکوت اور انکار مین اگر
مصالح عنہ کسی قدر اور کا نکلے تو مدعی اوسقدر بدل صلح مین سے مدعی علیہ کو پھیر کر مستحق سے خصومت کر لیوے اور جو مصالح علیہ
کل یا بعض کسی اور کا نکلا تو کل کی صورت مین کل مصالح عنہ کا دعوی اور بعض کی صورت مین بعض مصالح عنہ کا دعوی مدعی علیہ پر
پھر کرنے لگے ف اور بدل صلح کا تلف ہو جانا قبل تسلیم کے طرف مدعی کے سب قسم کی صلحون مین مثل استحقاق کے ہے

در مختار ص زید نے ایک گھر کا دعوی کیا عمرو پر بعد اوسکے اوسی گھر کے ایک حصے پر صلح کر لی تو یہ صلح صحیح نہوگی اور حیلہ
اسکی صحت کا یہ ہے کہ بدل صلح مین کوئی چیز اور بڑھا دیوے جیسے ایک درم یا ایک کپڑا تاکہ یہ شی باقی گھر کا عوض ہو جاوے یا باقی گھر کے
دعوے سے زید عمرو کو بری کر دیوے ف یہ صلح اسواسطے صحیح نہین ہے کہ ایک ٹکڑا گھر کا کل گھر کا عوض نہین ہو سکتا تو جب
مدعی علیہ نے بدل صلح مین ایک درم یا ایک کپڑا وغیرہ زیادہ کر دیا تو یہ شی زائد عوض اوسقدر حصے کی ہو جاویگی جو مدعی علیہ پاس باقی
رہا ہے اور اگر مدعی نے بری کر دیا مدعی علیہ کو باقی مکان کے دعوے سے تب بھی صحیح ہو جاویگی اسواسطے کہ یہ ابرا ہے دعوی اعیان سے
اور ایسا ابرا صحیح ہے البتہ ابرا اعیان سے درست نہین ہے اسی واسطے کہ اگر کسی نے ابرا کیا عین سے اور پھر اوسی عین کو پایا تو اوسکو لینا
درست ہے لیکن قاضی کے نزدیک اوسکا دعوی مسموع نہوگا اور فرق ان دونون مین ظاہر ہوگا اوس صورت مین کہ جب گھر مدعی علیہ کے قبضے مین ہو اور مدعی بری
کر دے اوسکو دعوی سے اوس گھر کے تو صحیح ہوگا یہ ابرا اور جو مدعی علیہ کے قبضے مین نہو مثلاً ایک شخص مر گیا اور ترکہ چھوڑا اب ایک شخص وارثون مین سے اپنے حصے سے ابرا کیا
تو یہ ابرا صحیح نہوگا کیونکہ یہ ابرا عن الاعیان ہے کذا فی الاصل من الزیادۃ اور صلح بعض دین پر تو صحیح ہے اور مدعی علیہ بری الذمہ ہو جاویگا باقی
دین سے قضاءً نہ دیانۃً تو اسی واسطے اگر مدعی اپنا باقی دین پا جاوے تو اوسکو لے لیگا در مختار ص صحیح ہے صلح مال کے دعوے سے اور
منفعت کے دعوے سے ف دعوی منفعت کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دعوی کیا ورثہ پر اس امر کا کہ انکے مورث نے
وصیت کی تھی اسبات کی کہ یہ غلام میری خدمت کیا کرے اور ورثہ نے اسکا انکار کیا اور یہ صورت نکلنے کی اسواسطے
حاجت ہوئی کہ اگر مستاجر دعوی کرے ایک عین کے کرایہ مین لینے کا اور مالک اوسکا انکار کرے پھر دونون صلح کر لین تو یہ
صلح جائز نہوگی کذا فی الاصل لیکن بحر الرائق مین اسکے خلاف مذکور ہے کہ صلح مستاجر کی موجر کے ساتھ جب وہ منکر ہو
اجارے کا یا مدت کا یا اجرت کا درست ہے طحطاوی و شامی ص اور جنایت نفس اور مادون النفس سے خواہ عمداً ہو یا خطاءً ف
اسواسطے کہ فرمایا اللہ سبحانہ نے فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ترجمہ جسکو معاف
کیا گیا اوسکے بھائی کیطرف سے کچھ سو پیروی ہے دستور کی اور ادا کرنا ہے طرف اوسکے ساتھ نیکی کے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ نازل ہوئی
یہ آیت صلح مین ہدایہ ص اور غلامی کے دعوے سے اور یہ صلح آزادی ہوگی ساتھ مال کے ف مثلاً زید نے دعوی کیا
عمرو پر کہ یہ میرا غلام ہے اور عمرو نے صلح کر لی کچھ روپے دیکر زید سے تو گویا زید نے یہ روپے لیکر عمرو کو آزاد کیا ص تو اگر مدعی علیہ اقرار
کرتا ہو اپنے غلام ہونیکا تو یہ آزادی ہوگی مال پر دونون کے حق مین تو ولا ثابت ہوگی مدعی کے لیے اور جو اقرار نہ کرتا ہو تو مدعی کے حق مین آزادی ہوگی مال پر مدعی علیہ
کے زعم مین بلکہ اوسکے گمان مین قطع نزاع ہوگا تو ولا ثابت نہوگی مگر گواہون سے ف ولا کہتے ہیں غلام کے ترکے کو اور بیان اسکا کتاب الولاء مین انشاء اللہ تعالی آویگا
ص اور صحیح ہے صلح نکاح کے دعوے سے جب مدعی نکاح کا خاوند ہو تو یہ صلح مثل خلع کے ہو جاویگی تو اقرار کی صورت مین دونون کے حق
مین خلع ہوگا اور عدم اقرار کی صورتون مین خاوند کے زعم مین خلع ہوگا نہ عورت کے زعم مین یہان تک کہ اوسپر عدت واجب
نہوگی اور جو دوسرے خاوند سے نکاح کر لیگی تو صحیح ہو جاویگا قضاءً لیکن فیما بینہا و بین اللہ تعالی تو اگر زوجہ یہ بات جانتی ہوگی
کہ مین پہلے خاوند کی زوجہ ہون تو اوسکو نکاح کرنا دوسرے شخص سے اندرون عدت جائز نہوگا اور جو یہ جانتی ہوگی کہ مین اوسکی
زوجہ نہین ہون تو اوسکو نکاح حلال ہوگا اور جو عورت مدعیہ ہو نکاح کی مرد پر اور مرد صلح کر لے کچھ مال پر تو یہ صلح جائز نہوگی
ف اسی قول کو صحیح کہا ہے نقایہ و درر اور ملتقی مین اور مجتبی مین اور اختیار مین اور بعضون نے صلح کو صحیح رکھا ہے اور صحیح کہا

اوس قول کو درر البحار مین دسر مختار ص اور نہین صحیح ہی صلح دعوی حد سے اسواسطے کہ حد حق اللہ ہی اور غلام ماذون
جب وہ کسی دوسرے کو قصداً مار ڈالے اپنے نفس کیطرف سے صلح نہین کرسکتا ف اسواسطے کہ غلام ماذون کو مولی نے
اذن تجارت کا دیا ہی اور ذات اوس غلام کی مال تجارت مین داخل نہین تو اوسکو اپنی ذات مین کیونکر تصرف جائز ہوگا کذا
فی الاصل ص ہان اوس غلام ماذون کا اگر ایک غلام ہووے اور وہ کسیکو عمداً مار ڈالے تو غلام ماذون اوسکے نفس کیطرف سے
صلح کرسکتا ہی ف اسواسطے کہ غلام ماذون کا غلام اوسکی کمائی مین سے ہی تو تصرف اوسکا اپنی کمائی مین اور جو مال
اوسکا جائز ہوگا کذا فی الاصل ص اسی طرح شی مغصوب اگر غاصب کے پاس تلف ہوگئی بعد اوسکے غاصب نے مالک سے
صلح کرلی اوسکی قیمت سے زیادہ پر یا کسی اسباب پر تو صحیح ہی امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک قیمت سے زیادہ پر
درست نہین ف اور مختار قول امام صاحب کا ہی اور دلیلین دونون کی اصل مین مذکور ہین ص اگر ایک غلام مین دو شخص
شریک تھے اونمین سے شریک تونگر نے اپنے حصے کو آزاد کردیا اور دوسرے شریک سے نصف قیمت سے زیادہ پر صلح کرلی تو
زیادتی باطل ہوجاویگی بالاتفاق ہان اگر نصف قیمت سے زیادہ مالیت کے اسباب پہ صلح کرے تو جائز ہوگا اگر ایک شخص
وکیل کیا دوسرے کو قتل عمد سے صلح کرنے کے لیے یا جسقدر دین کا اوسپر دعوی ہی اوسمین سے ایک حصے پر صلح کرنیکے لیے
تو بدل صلح موکل پر لازم ہوگا نہ وکیل پر ف اسواسطے کہ ان دونون صورتون مین صلح مثل بیع کے نہین ہی لیکن
قتل کی صورت مین تو ظاہر ہی اور لیکن دوسری صورت مین تو اسواسطے کہ مدعی نے بعض کو لیا اور بعض کو چھوڑ دیا تو حقوق
راجع ہونگے طرف موکل کے کذا فی الاصل ص البتہ اگر وکیل صلح کرتے وقت ضامن ہوگیا ہو بدل صلح کا تو اوسپر لازم
آویگا اور جو صلح مثل بیع کے ہی اوسمین بدل صلح وکیل پر لازم ہوتا ہی ف مراد اس سے وہ صلح ہی جو مال سے ہو عوض مال کے
اور بدل مصالح عنہ کی جنس سے نہووے اور مدعی علیہ اقرار کرتا ہووے کذا فی الاصل ص اگر ایک شخص فضولی نے صلح کی مدعی علیہ کی
طرف سے ساتھ مدعی کے اور ضامن ہوا بدل صلح کا یا یون کہا کہ صلح کرتا ہون مین تجھ سے ہزار درم پر اپنے مال مین سے یا
اپنے اس ہزار روپیہ پر یا اپنے اس غلام پر یا اس ہزار روپیہ پر یا اس غلام پر اور اپنی طرف نسبت نہ کی یا یون کہا کہ صلح کی مینے
تجھ سے ہزار روپیہ پر ف یعنی مطلق کہا نہ اشارہ کیا نہ اپنی طرف نسبت کیا ص اور وہ ہزار روپیہ دیدے تو ان سب
صورتون مین صلح صحیح ہوجاویگی ف اور فضولی پر ان روپیون کا تسلیم کرنا باقی صورتون مین لازم آویگا اور
فضولی کا احسان ہوگا مدعی علیہ پر تو رجوع نکریگا مدعی علیہ پر کیونکہ نے اوسکے حکم سے صلح واقع ہوئی ص اور اگر فضولی نے
یون کہا کہ صلح کرتا ہون مین تجھ سے ہزار روپیہ پر اور ہزار روپیہ نہ دیے تو موقوف رہیگی صلح مدعی علیہ کی اجازت پر تو اگر
جائز رکھیگا مدعی علیہ تو صلح جائز ہوگی اور مدعی علیہ کو ہزار روپیہ دینا پڑینگے اور جو اجازت نہ دیگا تو صلح باطل ہوجاویگی جب مدعی
اپنے قرض مین سے جو مدعی علیہ پر ہی اوسکے نصف یا ثلث یا ربع پر صلح کرلیوے تو یہ صلح بعض کا لینا اور بعض کا چھوڑ دینا شمار
کیا جاویگا نہ عقد معاوضہ ف اسواسطے کہ بعض کل کا عوض نہین ہوسکتے ص تو صحیح ہی صلح ہزار روپے سے جو بلا میعاد
تھے سو نقد پر یا ہزار میعادی پر ف تو پہلی صورت مین نو سو روپے کا اسقاط ہوا اور دوسری صورت مین بے میعادی
ہونا ساقط ہوا کذا فی الاصل ص یا ہزار روپے زیوف سے سو کھرے روپیون پر ف اسواسطے کہ یہ اسقاط ہی نو سو روپیہ

اور کھرے پن کا تو اس صورت مین صلح صحیح ہو جاویگی اور بدل صلح پر قبضہ کرنا شرط نہیں **ص** اور نہین صلح درا ہم سے میعادی دیناروں پر درست نہین **ف** اسواسطے کہ یہ صلح معاوضہ ہے تو بیع صرف ہو جاویگی اور اوسمین قبض کرنا دیناروں پر قبل جدائی متعاقدین کے ضرور ہے کذا فی الاصل **ص** اسی طرح ہزار روپے میعادی پانسو روپے نقد پر درست نہین ہے **ف** اسواسطے کہ نقد ہونا بعوض بانسو کے ہوگیا اور یہ وصف مال نہین ہے کذا فی الاصل **ص** اسی طرح سیاہ رنگ ہزار روپے کی پانسو روپے سفید رنگ پر جائز نہین ہے **ف** اسواسطے کہ یہ معاوضہ ہوا ہزار سیاہ روپے کا پانسو روپے سے ساتھ زیادتی کے قاعدہ کلیہ اس کا در مختار مین یہ توم ہے کہ احسان اگر دائن کی طرف سے پایا جاوے تو اسقاط حق ہے اور اگر دائن اور مدیون دونون کی طرف سے پایا جاوے تو وہ معاوضہ ہے پھر جب معاوضہ ٹھہرا تو معاوضے کا حکم اوسمین جاری ہوگا تو اگر ربا ج یا ربا ج کا شبہ ثابت ہوگا تو معاوضہ فاسد ہوگا اور نہین تو صحیح ہوگا کذا فی الطحطاوی **ص** اگر زید کے عمرو پر ہزار روپے تھے تو زید نے یہ کہا کہ کل تو مجکو پانسو ادا کردے تو تو باقی سے بری الذمہ ہے اور عمرو نے اسکو قبول کیا اور کل کے روز پانسو ادا کر دیے تو عمرو باقی سے بری الذمہ ہو جاویگا اور اگر پانسو کو کل کے دن ادا نکیا تو سارا دین پھر عود کر آویگا **ف** یعنی ہزار روپے پورے اوسپر واجب ہو جاوینگے اور اسمین خلاف ابو یوسف کا ہے دلائل سب کے مذکور ہین اصل کتاب ور مدکمین **ص** اور جو ادا کرنے کا وقت بیان نہین کیا **ف** یعنی زید نے صرف اتنا ہی کہا کہ پانسو تو مجکو ادا کردے تو تو باقی سے بری الذمہ ہے **ص** تو زید کا دین پورا نہ لوٹیگا **ف** یعنی اگر عمرو نے اس صورت مین کل کے روز پانسو روپے ادا نکیے تو ہزار عمرو پر نہ لوٹینگے بلکہ پانسو ہی رہین گے **ص** اور اگر زید نے صلح کرلی عمرو سے اپنے نصف قرضے پر اس شرط پر کہ اگر عمرو اوسکو کل نصف قرضہ ادا کردے تو وہ باقی سے بری الذمہ ہے اور جو کل نصف قرضہ ادا نکرے تو کل دین عمرو پر ہے تو اس صورت مین اگر عمرو قبول کرے اور کل کے روز نصف قرضہ ادا کردیوے تو باقی سے بری الذمہ ہو جاویگا ورنہ پورا دین عمرو پر رہیگا بالاجماع اور اگر زید نے عمرو کو نصف قرضے سے بری الذمہ کردیا اس شرط پر کہ کل تو مجھے نصف ادا کردے تو عمرو نصف دین سے بری الذمہ ہوگیا خواہ باقی ادا کردے یا نہ ادا کرے **ف** باجماع امام اور صاحبین اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہے **ص** اور اگر زید نے ابرا کو صریح شرط پر معلق کیا جیسے یون کہا کہ اگر تو نے مجھے اسقدر ادا کردیے یا جب یا جسوقت ادا کرے تو تو باقی سے بری ہے تو ابرا صحیح نہوگا اسواسطے کہ ابرا کی تعلیق صریح شرط پر باطل ہے اور اگر مدیون نے دائن سے خفی کہا کہ مین تیرے مال کا اقرار نکرونگا جب تو مجھے مہلت نہ دیگا یا کچھ نہ چھوڑیگا سو دائن نے مہلت دی یا کچھ دین معاف کردیا تو یہ صلح صحیح ہوگی تو دائن اوسکو مہلت دیدے یا کچھ قرض چھوڑے صلح کے موافق اور اگر مدیون نے یہ قول پکار کر دائن سے کہا تو دائن کا پورا دین مدیون پر ثابت ہوگیا تو وہ کل دین فی الحال لیوے

بیان تعلیق ابرا کی شرط پر

## ف فصل دین مشترک مین صلح کے بیان مین

**ص** دو شخصونکا دین مشترک تھا ایک شخص پر تو اون دونون مین سے ایک شریک نے اپنے حصے کے بدلے مین مدیون سے ایک کپڑے پر صلح کرلی تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ اپنا حصہ قرضے کا مدیون سے وصول کرے خواہ نصف کپڑا شریک مصالح سے لے لیوے مگر یہ کہ شریک مصالح شریک غیر مصالح کے چوتھائی قرض کی ضمانت کردیوے تو اب شریک مصالح کا حق اوس کپڑے مین نہ رہیگا **ف** مثلاً بکر اور خالد کے بالاشتراک چار درم زید پر قرض تھے بکر نے اپنے دو درمون کے بدلے مین ایک کپڑا

لیکن زید سے صلح کر لی تو خالد کو اختیار ہے کہ یا تو اپنے دو درم زید سے وصول کرے یا بکر سے نصف کپڑا لیوے البتہ اگر بکر
خالد کے لیے ایک درم کا ضامن ہو جاوے تو اب خالد کپڑے کو بکر سے نہین لے سکتا بلکہ درم اپنا لیگا ص دین مشترک
اوسے کہتے ہین جسکا سبب وجوب متحد ہو جیسے ثمن اوس چیز کی جو ایک ہی عقد مین بیچی گئی اور وہ چیز دو آدمیون مین مشترک
تھی یا قیمت مال مشترک کی یا موروث کی یا قیمت شئی مستہلک مشترک کی تو اس قسم کے دین مین جتنا مال جو کوئی وصول کرے دوسرا
اوسکا نصف یا بقدر حصے اپنے کے اوس سے لے سکتا ہے مثلاً ان دونون مین سے اگر ایک نے اپنا حصہ قرض کا قرضدار سے وصول کیا
تو اوسمین دوسرا بھی شریک ہو جاویگا اب دونون قرضدار سے باقی کا مطالبہ کر سکتے ہین ف یعنی قرضدار اوس شریک سے
جسکا حصہ قرض ادا کر چکا ہے یہ نہین کہہ سکتا کہ مین تیرا حق دے چکا اب تیرا مجھپر کچھ نہین ہے کیونکہ جتنا اوسنے دیا تھا وہ دونون
شریکون مین بٹ گیا کذا فی الاصل ص اور جو دو شریکون مین سے ایک نے اپنے نصف دین کے بدلے مین کوئی چیز مدیون
سے خرید لی تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ خواہ اپنا نصف دین مدیون سے وصول کرے یا شریک مشتری سے ربع دین
کا ضمان لیوے پھر دونون شریک باقی کا مدیون سے مطالبہ کریں اور اگر احد الشریکین نے اپنے حصے قرض سے مدیون کو بری الذمہ کر دیا
تو دوسرا شریک اس شریک سے کچھ نہین لے سکتا اسی طرح اگر ایک شریک پر مدیون کا دین تھا پہلے کا اور دین اوس دین کے
عوض مین ہو گیا تب بھی دوسرا شریک اس شریک سے کچھ نہین لے سکتا مثال اسکی یہ ہے کہ زید کے عمرو پر پچاس روپے تھے تو عمرو اور
بکر نے ایک غلام مشترک کو زید کے ہاتھ سو درم کو بیچا تو ہر ایک کے زید پر پچاس پچاس درم ہوگئے تو عمرو کے پچاس روپے کے بدلے مین
وہ پچاس روپے مجرا ہو گئے جو زید کے اوسپر اس معاملے سے پیشتر آتے تھے تو اب بکر کو یہ نہین پہنچتا کہ عمرو سے یون کہے کہ تو نے
اپنے پچاس روپے گویا وصول پائے تو نصف اوسکا مجھے ادا کرے اسواسطے کہ عمرو نے اپنا دین ادا کیا نہ یہ کہ کچھ زید سے وصول
پایا تاکہ اوسمین شریک ہووے اور اگر احد الشریکین نے اپنے بعض دین سے مدیون کو بری کیا تو باقی دین اونکے سہام پر مقسوم
ہوگا مثلاً جب ہر ایک کا دین نصف نصف مدیون پر تھا اب ایک شریک نے اپنے حصے کا نصف مدیون کو معاف کر دیا
یعنی ربع کل دین کا تو اب دین کے تین حصے کیے جاوینگے دو حصے اوس شریک کے ہونگے جسنے معاف نہین کیا اور ایک حصہ اوسکا
جسنے معاف کر دیا اگر دو مردون نے عقد سلم کیا ملکر ایک کر مین گیہون کے اور دونون کا راس المال سو روپے تھا اور ہر ایک نے
پچاس پچاس اپنے اپنے حصے کے دیے پھر ایک رب السلم نے اپنے نصف کر کے بدلے مین پچاس روپے پر مسلم الیہ سے صلح کر لی اور
وہ روپے اپنے لے لیے تو یہ صلح جائز نہوگی امام ابوحنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہوگی جیسے دو آدمیون
نے ملکر ایک غلام خریدا پھر ایک نے اون مین سے اقالہ کر لیا ف اور طرفین کی دلیل اصل مین مذکور ہے

## فصل تخارج کے بیان مین

تخارج کہتے ہین اسکو کہ سب وارث اتفاق کر کے ایک وارث کو میراث سے خارج کرین کچھ مال معین دیکر کذا فی المنح
ص خارج کر دیا وارثون نے ایک وارث کو ترکے سے اور وہ ترکہ اسباب ہے یا عقار کچھ مال دیکر یا ترکہ سونا ہے اور انھون نے چاندی
دی یا ترکہ چاندی ہے اور انھون نے سونا دیا یا ترکہ چاندی سونا دونون ہین اور انھون نے دونون دیے یا ترکہ نقدین یعنی درا ہم
اور دنانیر تھے اور انھون نے دونون دیے تو یہ تخارج صحیح ہے سب صورتون مین برابر ہے کہ بدل قلیل ہو یا کثیر جنس کو مخالف جنس کے

کی طرف پھیر کر **ف** یعنی سونے کو چاندی کا عوض ٹھہراوینگے اور چاندی کو سونے کا تا بیاج کے شبہ سے احتراز ہووے لیکن اس تخارج مین جہان مبادلہ بطور عقد صرف کے ہی تو وہان قبضہ کرنا طرفین کا شرط ہی صحت کی جاوے سود لازم نہ آوے در مختار

**ص** اور جب ترکہ متوفی کا روپیہ اشرفی نقد اور اسباب دونون ہون اور وارث مذکور کو صرف روپے یا صرف اشرفیان دیکر خارج کرین تو یہ تخارج درست نہوگا جب تک کہ بدل اوس مقدار سے زیادہ نہو جو وارث مذکور کو اوسی جنس کے حصے سے پہنچے **ف** مثلاً وارث مذکور کو میراث مین دس دراہم اور کچھ اسباب پہونچتا تھا تو صحت تخارج مین ضرور ہے کہ اور وارث دس درہم سے زیادہ پر صلح کرین تاکہ دس بعوض دس کے ہوجاوین اور زائد عوض حصہ اسباب کے ہووے ورنہ سود ہوجاویگا **ص** اور صلح باطل ہی اگر ایک وارث ترکے سے خارج کیا جاوے اور حال آنکہ منجملہ ترکہ دیون ہین متوفی کے اوپر لوگون کے اس شرط پر کہ دیون باقی وارثون کے ہون کیونکہ یہ مالک کرنا ہی دین کا مدیون کے سوا اور کسی شخص کو اور یہ باطل ہی **ف** جب وارث خارج نے دیون کو باقی وارثون کے لیے چھوڑا تو اوسنے اپنے حصے کا دیون سے باقی وارثون کو مالک کیا اور حال آنکہ تملیک دین کی سوا مدیون کے اور کسی شخص کو باطل ہی **ص** مگر اس صلح کے صحیح ہونیکے کئی حیلے ہین ایک حیلہ یہ ہی کہ وارث شرط کرین اسبات کی کہ مصالح اپنے حصۂ دین سے قرضدارون کو بری الذمہ کرے اور صلح کرے اعیان ترکہ سے اوپر مال کے اور اس حیلے میں باقی وارثون کا فائدہ یہ ہی کہ وارث مصالح کا حق باقی نرہا مدیونون پر اور یہ نہین کہ اوسکا حصۂ دین بقیہ ورثہ کا ہوگیا **دوسرا حیلہ** یہ ہی کہ باقی وارث مصالح کا حصۂ دین سے اپنے مال مین سے نقد ادا کرین بطریق احسان کے اونکی جانب سے اور مصالح اپنے حصۂ دین کا حوالہ کرے مدیونون پر یعنی وارثون کو اپنا حصہ دلاوے مدیونون سے اور اس حیلے مین ضرر ہی باقی ورثہ کا کیونکہ وارثون کو نقد دینا پڑا اور لوگونکا حق دین ہوا **تیسرا حیلہ** اور وہ سب حیلون مین بہتر ہی وہ یہ ہی کہ باقی وارث مصالح کو قرض دیوین بقدر اوسکے حصے کے دین سے اور مصالح کرلین دین کے سوا ور ترکے سے اور مصالح حوالے کردے وارثون کو اپنے قرض کا قرضدارون پر مثلاً فرض کرین ہم کہ حصہ مصالح کا دین مین سے سو درم ہی اور باقی ترکے مین سے بھی سو درم اور وارث صلح کرتے ہین بعوض دراہم کے تو ضرور ہی یہ امر کہ بدل صلح زیادہ ہو سو سے مثلاً ایک سو دس درہم ہون تو سو درہم تو وارث اوسکو بطور قرض کے دیوین اور وہ اون سکو اوتار دے قرضدارون پر اور وارث اوتروائی قبول کرین پھر صلح کرلین دین کے سوا اور چیز دن سے دس درہم پر اگر اسقدر درہم باقی ترکے کا بدل ہوسکتے ہون اور جو نہو سکتے ہون تو کچھ اور بڑھاوین گے مثلاً ایک چھری زیادہ کرینگے تاکہ دس بیسے مین دیکے اور چھری باقی کے بدل مین ہوجاوے **ف** یہ حیلہ احسن الحیل اسواسطے ہوا کہ حیلۂ اولی مین مصالح کا ضرر ہی ابراء کر دینے سے اور حیلۂ ثانیہ مین بقیہ ورثہ کا جیساکہ گذرا طحطاوی **ص** جس ترکے کے اعیان معلوم نہین اوسمین صلح صحیح ہونے مین مکیل و موزون پر اختلاف ہی مشایخ کا **ف** اور صحیح صحت صلح ہی در مختار دلیلین دونون کی اصل کتاب مین مذکور ہین **ص** اور اگر ترکہ غیر کیلی اور غیر وزنی مجہول الاعیان بقیہ ورثہ کے پاس ہووے تو صلح صحیح ہی قول اصح مین اور باطل ہی صلح اور تقسیم ترکہ دین ادا کرنے سے پہلے اگر وہ دین محیط ہو ترکے کو اور جو محیط نہو تب بھی صلح نہ کیجاوے قبل ادا کرنے دین کے اور اگر صلح ہوئی تو فقہا نے کہا کہ صحیح ہو جاویگی **ف** یعنی دین غیر محیط مین نہ محیط مین **ص** لیکن بقدر دین ترکہ روک لیا جاویگا باقی کی قسمت کردیجاویگی

[illegible]

از روے استحسان کے اور یہی بہتر ہے کہ کل تہ کردکا جاوے مگر چونکہ اوس مین ضرر تھا ورنہ کالت کیلیے استحسانًا روک رکھنا تہائی کا بقدر زمین
کافی ہے مسائل الاصد یا صحت صلح کے لیے صحت دعوی شرط ہے یا شرط نہین تو بعض لوگ کہتے ہین کہ صحت دعوی شرط ہے لیکن
یہ قول صحیح نہین اسواسطے کہ مدعی نے اگر دعوی کیا ایک حق مجہول کا مکان مین اور مدعی علیہ نے صلح کرلی تو یہ صلح جائز ہے جیسا کہ
کذا باب الحقوق والاستحقاق مین اور شک نہین دعوی مجہول کا غیر صحیح ہونے مین اور ذخیرہ مین بہت سے مسائل ہین جو تائید کرتے ہین ہمارے قول کی واللہ اعلم

# کتاب المضاربہ

عقد مضاربت شرع مین عبارت ہے اوس عقد شرکت سے نفع مین کہ مال ایک کا ہو اور محنت دوسرے کی **ف** تو جو محنت
کرتا ہے اوسکو مضارب کہتے ہین اور جسکا مال ہے اوسے رب المال کہتے ہین جواز اسکا ثابت ہے شرع سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مبعوث ہوئے اور لوگ یہ معاملہ کرتے رہے اور حضرت نے منع نہ کیا اور پیچھے اور صحابہ بھی اوسپر عمل کرتے رہے اور کسینے اوسکا انکار
نہین کیا ھدایہ **ص** اور مضارب کے احکام چند طرح پر ہین تو مضارب قبل عمل کے اصل مال مین امین کے حکم مین ہے **ف** تو
ہلاک مال سے مضارب پر تاوان نہین **ص** اور بعد عمل کے وکیل ہے رب المال کا **ف** پھر جب توکیل ہوئی تو جو عہدہ اوسکو
لاحق ہوگا وہ رب المال پر ہے کذا فی الدر **ص** اور جب نفع ہووے تو شریک ہے اور جو مخالفت کرے رب المال کی **ف**
مثلاً مضارب نے وہ تصرف کیا جس سے رب المال نے اوسکو منع کیا تھا **ص** تو غاصب ہے اور درصورت شرط کرلینے سب
نفع کے واسطے مالک کے بضاعت ہے اور درصورت شرط کرلینے سب نفع کے واسطے مضارب کے قرض ہے اور اجارہ فاسدہ
ہے اگر عقد مضاربت فاسد ہو جاوے تو اب اسوقت مین مضارب کے واسطے نفع نہین بلکہ اوسکے لیے اوسکی محنت کی مزدوری ہے ہر طرح خواہ
تجارت مین نفع ہوا ہو یا نہوا ہو لیکن زیادہ نہ دیجاوے مزدوری مقدار مشروط سے بخلاف محمد کے **ف** اور ائمہ ثلاثہ کے اجارہ
فاسدہ کا یہی حکم ہے کہ اوسکی اجرت مثل مشروط سے زیادہ نہین ہوتی **ص** اور مضاربت فاسدہ مین بھی ہلاکت مال سے تاوان
نہین جیسے مضاربت صحیحہ مین صحیح نہین ہے مضاربت مگر اوس مال مین جس مین شرکت صحیح ہوتی ہے **ف** یعنی راس المال
دراہم یا دنانیر یا سونا یا چاندی ہو جیسا کہ کتاب الشرکۃ مین گذرا **ص** اسی طرح ضرور ہے کہ رب المال اوس مال کو مضارب کے سپرد کردے
**ف** اسواسطے کہ عمل مضارب کی جانب سے ہے اور وہ بدون تسلیم کے متعذر ہے تو اگر رب المال بھی اوس مال مین اپنا قبضہ
رکھے تو مضاربت فاسد ہوگی طحطاوی **ص** اور نفع شائع ہو دونون مین **ف** یعنی مثلاً نصفا نصف یا تین تہائی
یا چار چوتھائی وغیرہ **ص** تو مضاربت فاسد ہوگی اگر ایک کیلیے نفع کے حصے سے زیادہ مثلاً دس روپے مقرر ہووے **ف** جاننا چاہیے
کہ جو شرط نفع کی شرکت کو قطع کردیوے یا نفع کو مجہول کردیوے تو مضاربت فاسد ہوگی اور سوا اسکے اور شروط فاسدہ سے مضاربت
فاسد نہوگی بلکہ وہ شرط خود باطل ہو جاویگی جیسے ٹوٹے کا شرط کرنا مضارب پر کذا فی الاصل **ص** جب عقد مضاربت مطلق
واقع ہووے **ف** یعنی کسی مکان یا زمان اور تصرف خاص سے مقید نہو **ص** تو مضارب کو اختیار ہے کہ نقد بیچے یا قرض
بیچے مگر نہ اتنی مدت جسکا تاجرون مین دستور نہو اور خریدے اور وکیل کرے ساتھ بیع و شرا کے اور سفر کرے **ف** اور امام
ابو یوسف کے نزدیک اوسکو سفر کرنا درست نہین اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر مال رب المال نے اپنے شہر مین دیا ہے تو اوسکو سفر درست نہین اور اگر شہر مین دیا تو سفر جائز ہے
کذا فی الاکمل لیکن صحیح یہ ہے کہ دونون صورت مین مضارب کو سفر جائز ہے کذا فی الدر المختار **ص** اور مال کو بضاعۃ دیوے

اگرچہ رب المال ہی کو دیوے اور زفر کے نزدیک رب المال کو دینے سے مضاربت فاسد ہوگی اور امانت رکھا دیوے اور گرو کرے
یا گرو لیوے اور کرایہ دیوے یا کرایہ لیوے اور حوالہ قبول کرے غنی او ر مفلس پر البتہ مضارب کو نہیں پہونچتا کہ اوس مال
کو بطور مضاربت کسی اور کو حوالے کرے مگر مالک کے اذن سے یا جس صورت میں مالک نے کہدیا ہو کہ تو اپنی رائے کے موافق عمل کر
یا قرض دیوے یا قرض لیوے ف یعنی مضارب کو قرض دینے اور لینے کا بھی اختیار نہیں ہے ص اگرچہ رب المال نے
وقت مضاربت کے کہدیا ہو کہ تو اپنی رائے کے موافق عمل کرنا البتہ اگر مالک نے تصریح سے ان دونوں کی اجازت دیدی ہووے
تو درست ہے اگر مضارب سے مالک نے کہدیا تھا کہ تو اپنی رائے کے موافق کرنا اور اوسنے کپڑے خریدے اور اپنے پاس سے اوسکو پانی سے
دھلوایا یا لادوایا تو مضارب متطوع اور متبرع ہوگا یعنی مالک سے دھلوائی اور لدوائی کی مزدوری جو اپنے پاس سے خرچ کی ہے
مجرا نہیں لے سکتا کیونکہ یہ اودھار کرنے کا مالک نہیں ہے اور اگر اون کپڑون کو مضارب نے اپنے پاس کے دام دیکر سرخ رنگوایا تو جسقدر
رنگ اوسمین بڑھا ہے اوتنے میں رب المال کا شریک ہو جاویگا جیسے اپنا مال اوسمین ملا دیوے ف اور یہ رنگ اور خلط مال مالک کے اس
قول مین کہ تو اپنی رائے کے موافق کام کر داخل ہو جاوینگے برخلاف دھلوائی کے کہ اوسمین کوئی چیز بڑھی نہیں تو اگر ناستہ یعنی
کلپ دیکر دھلوایا ہوگا تو وہ رنگ کے مانند ہے اور سرخ رنگ کی قید اسواسطے لگائی کہ سیاہ رنگ اس قول مین مالک کے نزدیک امام صاحب
کے داخل نہوگا اسواسطے کہ سیاہی نقصان ہے نزدیک امام صاحب کے لیکن سیاہی کے سوا اور رنگ مثل سرخی کے ہین کذا فی
الاصل مع زیادۃ من اللہ العفار ص تو مضارب سرخ رنگنے سے یا اپنے مال کے ملا دینے سے دو صورت مالک کے کہدینے
کے کہ تو اپنی رائے کے موافق عمل کر ضامن نہوگا تو جب یہ کپڑا بکے گا تو مضارب رنگ کے دام کل لے لیگا اور کپڑے کے داموں مین نفع
مین شریک ہوگا ف مثلاً وہ کپڑا پانچ روپیہ کا سفید تھا جب سرخ رنگا گیا تو چھ روپیہ کا ہوا اور آٹھ روپیہ کو بکا تو مضارب ایک
روپیہ تو رنگ کا لے لیگا اور ایک روپیہ نفع کا اور ایک روپیہ صاحب مال لیگا جب نفع نصفا نصف ٹھہرا ہووے ص اور مضارب
کو نہیں پہونچتا کہ رب المال نے اگر کوئی شہر خاص واسطے تجارت کے معین کر دیا ہووے یا کسی مال خاص مین تجارت کو کہا ہووے
یا کوئی وقت یا موسم یا کوئی شخص مقرر کر دیا ہووے کہ اوس سے تجاوز کرے تو اگر اوسکی مخالفت کریگا ضامن ہوگا اور وہ چیز جو خریدی ہے مع نفع مضارب
کی ہوگی اسیطرح مضارب کو نہیں پہونچتا کہ مال مضاربت مین سے جو غلام یا لونڈی خریدا ہووے اوسکا نکاح کر دیوے یا ایسے غلام یا لونڈی
کو خریدے کہ وہ رب المال پر آزاد ہو جاوے ف مثلاً وہ غلام لونڈی رب المال کا ذی رحم محرم ہووے یا رب المال نے اوسپر حلف کی ہو
کہ اگر مین فلانے غلام یا لونڈی کو خریدون تو وہ آزاد ہے ص اور اگر خریدیگا تو مضارب پر پڑیگا نہ رب المال پر مال مضاربت میں سے
اور نہ اوس غلام لونڈی کو خریدے جو مضارب پر آزاد ہو جاوے جب مال مین نفع ہوا ہووے اور جو خریدیگا تو وہ مضارب پر پڑیگا اور اگر
نفع نہوا ہووے تو صحیح ہوگا ف اسواسطے کہ اس صورت مین مضارب کا کچھ حصہ نہیں ہے تا کہ اوسکی ملک اوس غلام لونڈی
مین آوے ص تو اگر بعد اسکے اوس غلام لونڈی کی قیمت بڑھ گئی تو مضارب کے حصہ نفع کے مقدار وہ غلام آزاد ہو جاویگا اور
مالک کو مضارب کچھ ضمان نہ دیگا بلکہ باقی قیمت کے لیے وہ غلام سعی کریگا اگر مضارب پاس ہزار روپے تھے نصفا نصف نفع
پر اوسنے اون ہزار روپے سے ایک لونڈی خریدی کہ قیمت اوسکی ہزار روپے تھی بعد اسکے اوس سے وطی کی اور وہ ایک لڑکا جنی ہزار
روپے کا اور مضارب نے اوس لڑکے کے نسب کا دعوی کیا اب لڑکے کی قیمت ڈیڑھ ہزار روپے ہو گئی اور مضارب غنی ہے تو رب المال

اختیار ہے چاہے اوس لڑکے سے سو ابھر ابر روپیہ مین سعی کرا لیوے چاہے آزاد کرے پھر جب رب المال نے ابر روپیہ لڑکے سے وصول کر لیا تو پانسو لونڈی کی قیمت کا اور مضارب سے بھر لیوے **ف** یہ ترجمہ عبارت ہدایہ کا ہی اور اصل کتاب مین اس مقام مین تفصیل کی ہو فقط

## ص باب مضارب کے مضاربت کرنیکے بیان مین

اگر مضارب اپنی طرف سے کسیکو مضاربت بغیر اذن مالک کے تو فقط مال کے دینے سے ضامن نہوگا یہان تک کہ مضارب ثانی اوسمین عمل نکرے ظاہر الروایت مین اور یہی قول ہے صاحبین کا اور حسن کی روایت مین امام صاحب سے یہان تک کہ مضارب ثانی اوسمین نفع نہ کماوے اور زفر کے نزدیک فقط مال کے دینے سے ضامن ہو جاویگا **ف** اور مفتی بہ اول روایت ہے

**ص** اگر رب المال نے مضارب کو اذن دیا مال دینے کا بطور مضاربت کے اور مضارب نے مضارب ثانی کو مال دیا تہائی نفع پر اور مالک نے مضارب اول سے وقت مضاربت کے یہ کہا تھا کہ جو کچھہ اللہ دیگا وہ دونون ہمارے تمہارے بیچ مین تو مضارب ثانی کو جو نفع حاصل ہوگا اوسکا نصف مالک کو ملیگا اور چھٹا حصہ مضارب اول کو اور تہائی اوسکی مضارب ثانی کو اور اگر مالک نے یون کہا تھا مضارب اول سے کہ جو کچھہ تجکو اللہ دیگا وہ ہم تم آدھا آدھا لینگے تو ایک تہائی نفع کی مالک کو اور ایک تہائی مضارب اول کو اور ایک تہائی مضارب ثانی کو ملے گی اور جو مالک نے یون کہا تھا کہ جو تو نفع کماوے وہ ہم تم دونون کے بیچ مین نصفا نصف ہے اور مضارب اول نے مضارب ثانی کو نصف نفع پر مال دیا ہے تو جو مضارب ثانی کو نفع حاصل ہوگا اوسکا نصف مضارب ثانی کو ملیگا اور نصف مین مضارب اول اور مالک شریک ہونگے اور اگر مالک نے یون کہا تھا کہ جو کچھہ اللہ دیگا تو اوسکا نصف مین لونگا یا جو کچھہ نفع ہے وہ ہم تم دونون مین نصفا نصف ہے اور مضارب اول نے نصف نفع پر مال دیا تو اس صورت مین مضارب ثانی کو نصف نفع اور مالک کو نصف نفع ملیگا اور مضارب اول کو کچھہ نہ ملیگا اور جو مضارب اول نے اسی صورت مین دو ثلث نفع کے مضارب ثانی کے لیے ٹھہرائے اور ایک حصہ اپنے لیے تو مالک کو نصف نفع ملیگا اور مضارب ثانی کو دو ثلث اور ایک سدس نفع کا جو زیادہ مشروط ہے وہ مضارب اول سے بھر لیا جاویگا اور اگر مضارب نفع مین تہائی رب المال کی اور تہائی اوسکے غلام کی اس شرط پر کہ وہ مضارب کے ساتھہ کام کاج کرے مقرر کرے اور تہائی اپنے لیے تو درست ہے رب المال یا مضارب کے مرجانے سے اور رب المال کے مرتد ہوکر دار الحرب مین ملجانے سے مضاربت باطل ہو جاتی ہے **ف** اور اگر مضارب مرتد ہوکر دار الحرب مین ملجاوے تو مضاربت باطل ہو گی مگذا فی الاصل **ص** مالک کے برطرف کرنے سے مضارب معزول نہین ہوتا جب تک اوسکو خبر اپنی برطرفی کی نہووے پھر اگر اوسکو برطرفی کی خبر ہوئی اور مال مضاربت اسباب تھا تو مضارب اوسکو بیچکر نقد کر لے اور پھر ثمن مین تصرف نکرے اور نہ اوس نقد مین جو راس المال کی جنس سے ہووے اور اگر راس المال کی جنس سے نہووے تو اوسکو مضارب بدل سکتا ہے از راہ استحسان کے نہ قیاس کے **ف** مثلاً راس المال اگر دراہم تھے اور مال مضاربت بھی دراہم ہین تو مضارب اوسمین تصرف نہین کر سکتا البتہ اگر راس المال دراہم تھے اور مال مضاربت دنانیر یا بالعکس تو مضارب اوسکو جنس راس المال سے بدل سکتا ہے تا نفع ظاہر ہووے **ص** اگر رب المال اور مضارب دونون بعد فسخ عقد کے جدا ہو گئے اور مال مضاربت قرض تھا لوگون پر تو اگر مضارب کو اس تجارت مین نفع حاصل ہوا ہے تو مضارب پر وصول کرنا قرضے کا قرضدارون سے لازم آویگا ورنہ نہین **ف** کیونکہ جس صورت مین مال مین نفع ہوا ہے تو مضارب کا کام بعوض اجرت کے ہوا اور نفع نہونے کی صورت مین بطور تبرع کے

ص بلکہ مالک کو اسکے وصول کرنے کے لیے وکیل کر دیوے اسی طرح سب وکیلون کا مال ہی کہ اگر تقاضا نکرین تو موکل کو وکیل کر دین
اور دلال اور سمسار جبر کیے جاوینگے قیمت کے وصول کرنے پر ف اسواسطے کہ دلال اجرت لیکر بکواتا ہی اور سمسار وہ شخص ہی
جسکے پاس غلہ وغیرہ لوگون کا جمع کیا جاتا ہی تا وہ اجرت لیکر بیچدے تو اوسپر بھی ثمن وصول کرنیکے لیے جبر کیا جاویگا ص
مال مضاربت مین جسقدر نقصان ہووے اوسکا وہ نفع سے مجرا لیا جاویگا اگر نفع سے بھی نقصان زیادہ ہو جاوے تو مضارب اوسکا
ضامن نہوگا کیونکہ وہ امین ہی اور اگر نفع بانٹ لیا اور عقد مضاربت کو فسخ کر دیا بعد اوسکے از سر نو عقد مضاربت کیا اور اب
کل یا بعض مال تلف ہوگیا تو پہلا نفع اسمین نہین لگایا جاویگا کیونکہ یہ تو نیا عقد ہی البتہ اگر نفع تقسیم ہوگیا اور عقد مضاربت
باقی رہا پھر سب مال یا بعض مال جاتا رہا تو جو نفع دونون نے بانٹ لیا ہی پھر سے جمع کرین اور اب رب المال اپنا راس المال
اوس نفع سے پورا کرے جو بچے اوسے دونون بانٹ لین اور اگر اوس نفع سے اصل مال پورا نہووے یعنی اصل مال کم رہے تو مضارب
پر تاوان اوسکا لازم نہ آویگا ف اسواسطے کہ مضارب امین ہی جیسا گذرا ص جو مضارب اپنے ہی شہر مین رہکر کام کاج
کرے تو اپنے کھانے پینے دوا کا خرچ اپنے ہی پاس سے اوٹھاوے یعنی مال مضاربت مین سے نہ لیوے اور جو سفر مین جاوے
تو کھلائی پلائی نوکر کی تنخواہ کپڑون کی دھلوائی تیل جہان تیل کی حاجت ہی جیسے ملک حجاز مین ف حجاز مکہ اور مدینہ
اور طائف اور اون شہرون کو کہتے ہین جو درمیان نجد اور غور کے واقع ہین ملک حجاز مین تیل کی اسلیے حاجت ہی کہ بلاد حجاز
واقع ہین اقلیم دوم مین اور زمین اقلیم دوم کی حار ہی اور یابس تو وہان بدون تیل ملے اور گھی کھائے گذر نہین ہوتا ص
سواری خواہ کرایہ کی ہو یا خریدی ہو دانہ چارہ اوسکا ان سب کے مصارف مال مضاربت مین سے لیوے موافق دستور کے اور جو دستور
سے زیادہ صرف کر ڈالیگا اوسقدر کا ضامن ہوگا اور جب شہر کو لوٹ کر آوے اور سفر کی چیزون مین سے جو مال مضاربت سے لی گئین تھین
کچھ باقی ہو تو وہ مال مضاربت مین شریک کر دے اور اگر مضارب ایسے مقام پر کام کاج کرتا ہی کہ صبح کو وہان جاتا ہی تو رات
کو اپنے گھر مین نہین رہ سکتا تو اوسکا حکم سفر کا سا ہی اور اگر شب کو اپنے گھر مین رہ سکتا ہی تو وہ مثل ایک بازار کے ہی شہر کے
بازارون مین سے پھر اگر مضارب کو نفع حاصل ہووے تو مالک مال اوسقدر خرچ کو مجرا لے لیوے جو مضارب نے مال مضاربت
مین سے سفر مین صرف کیا تھا اب جو زیادہ بچے وہ بانٹ دیا جاوے اور اگر مضارب کسی چیز کو مال مضاربت مین سے بطور مرابحہ
بیچے تو جو کچھ اوس چیز پر صرف ہوا ہی جیسے کرایہ باربرداری وغیرہ اصل لاگت مین لگا لیوے اور جو کچھ اپنی ذات پر صرف ہوا ہی
اوسکو نہ لگاوے مسالہ اگر مضارب پاس ہزار روپے تھے نصف نفع پر دیے اوس نے ہزار روپے کا کپڑا خریدا اور اوسکو دو ہزار کو
بیچکر ایک غلام خریدا اور ابھی دو ہزار اوسکی قیمت کے بائع کو نہین دیے تھے کہ وہ دو ہزار مضارب پاس تلف ہوگئے تو مضارب
پانسو کا ضمان دیگا اور باقی دام مالک دیگا تو چوتھائی غلام مضارب کا ہوگا اور تین حصے اوسکے مال مضاربت مین رہینگے اور راس المال
اڑھائی ہزار ہوا اور اگر مضارب اس غلام کو بطور مرابحہ کے بیچے تو اصل جمع دو ہزار بتلاوے نہ ڈھائی ہزار کیونکہ قیمت غلام کی
تو دو ہی ہزار تھی پس اگر وہ غلام چار ہزار کو بکا تو تین ہزار حصہ مضاربت ہوگا اور ہزار روپے خاص مضارب کے ہونگے پھر ان
تین ہزار مین سے راس المال یعنی ڈھائی ہزار کو نکالکر باقی جو پانسو بچین گے وہ نفع کے سمجھے جاوینگے اونکو رب المال
اور مضارب بانٹ لیگا اگر مضارب نے رب المال سے ایک غلام ہزار کو خریدا جو مالک نے پانسو کو مول لیا تھا تو مرابحت بیچنے کے

کے وقت مضارب پانسو اصل جمع تبلا ئے اور جو مضارب نے ہزار روپے کو ایسا غلام خریدا جسکی قیمت دو ہزار ہی اور اوس غلام نے بطور خطا ایک شخص کو قتل کیا تو اوس قتل کے خون بہا کے تین حصے مالک پر اور ایک حصہ مضارب پر ہوگا اور جب دونون نے خون بہا دی تو اب وہ غلام مال مضاربت سے نکل جاویگا سو تین دن رب المال کی خدمت کرے اور ایک دن مضارب کی مضارب کے پاس ہزار روپے ہین اون ہزار روپے کے بدلے مین ایک غلام خریدا اور قبل حوالے کرنیکے طرف بائع کے وہ روپے تلف ہوگئے تو مالک کو پھر دینے ہونگے پھر اگر تلف ہوگئے قبل بائع کے دینے کے تو پھر دینے ہونگے اسی طرح یہانتک تلف ہوتے جاوینگے مالک دیتا جاویگا اور یہ سب روپے راس المال مین شریک ہوجاوینگے اگر مضارب کے پاس دو ہزار ہون اور رب المال سے کہے کہ تو نے مجھکو ایک ہزار روپے دیے تھے اور ایک ہزار نفع کے ہین اور رب المال کہے کہ مینے تجھے دو ہزار دیے تھے تو قول مضارب کا قسم سے معتبر ہوگا، ایک شخص کے پاس ہزار روپے ہین وہ کہتا ہے کہ یہ روپے مضاربت کے طور پر ہین زید کے اور کچھ نفع ہوچکا ہے اور زید کہتا ہے کہ بطریق بضاعت کے ہین تو قول زید کا معتبر ہوگا قسم سے جیسے وہ شخص اون روپون کو قرض کے بتلاوے اور زید اوسکو بضاعت یا امانت قرار دیوے تو بھی قول زید کا قسم سے مقبول ہے اگر رب المال کہے کہ مینے تجھے حکم کیا تھا مضاربت کا فلانی چیز کی تجارت مین اور مضارب اسکا انکار کرے اور کہے کہ تو نے کسی تجارت خاص کی قید نہین لگائی تھی تو قول مضارب کا قسم سے مقبول ہوگا اور اگر ہر ایک نے ایک قسم خاص تجارت کا دعوی کیا تو قول مالک کا قسم سے مقبول ہوگا کیونکہ اذن تجارت کا اوسی کیطرف سے ہے

## کتاب الودیعة

یہ کتاب ہے امانت کے بیان مین **ف** امانت مین خیانت کرنا بڑا گناہ ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین ایمان ہے اوسکا جو امانت دار نہین ہے روایت کیا اوسکو بیہقی نے شعب الایمان مین انس رضی اللہ عنہ سے اور یہ بڑی وعید ہے خائن کے لیے اور فرمایا اللہ نے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا یعنی اللہ حکم کرتا ہے تمکو اس بات کا کہ ادا کرو تم امانت کو اوسکے مالکون کیطرف **ص** ودیعت امانت ہے کہ چھوڑی گئی ہے واسطے حفاظت کے تو ضامن نہوگا مودع اگر خود بخود بغیر اوسکی زیادتی کے ودیعت ہلاک اور تلف ہوجاوے **ف** جو چیز امانت رکھائی جاوے اوسکو ودیعت کہتے ہین اور جو رکھاوے یعنی صاحب مال اوسکو مودِع بکسر الدال اور جسکے پاس رکھی جاوے اوسکو مودَع بفتح دال اور امین کہتے ہین تو ودیعت جب بغیر زیادتی مودَع کے تلف ہوگئی تو دینا اوسکا لازم نہ آویگا اسواسطے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہین ہے عاریت لینے والے پر جو خائن نہو تاوان اور نہ مودَع پر جو خائن نہو تاوان روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سنن مین اور روایت کیا ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسنے امانت رکھی کسی کے پاس تو نہین ہے اوسپر تاوان اور اسناد اوسکی ضعیف ہے مگر یہ قول متفق علیہ ہے ائمہ اربعہ کا کذا فی المیزان **ص** مودَع کو یہ پہنچتا ہے کہ مال امانت کی محافظت خود کرے یا اپنے گھر والون کے پاس رکھے یا امانت کو ساتھ لیکر سفر کرے اگر مودِع نے اوسکو سفر مین لیجانے سے منع نہ کیا ہو اور رستے مین خوف غارتگری کا نہو اور جو مودِع نے اوسکو سفر مین ساتھ لیجانے سے منع کردیا ہو یا رستہ خوفناک ہو اور راہ مین امانت تلف ہوجاوے تو اوسکو تاوان دینا پڑیگا اسیطرح اگر مودَع نے اوسکی حفاظت سوا اپنے گھر والون کے اور لوگون سے کرائی تو بھی اوس صورت مین ہلاک کا تاوان دیگا البتہ اگر آگ لگنے یا ڈوب جانے کے خوف سے اپنے پڑوسی یا دوسرے کشتی والے کو دیدیوے اور وہ تلف ہوجاوے تو تاوان نہوگا

ف قتل خطا کا بیان کتاب الجنایات مین نشان معرفی اودیکھا ۱۲ منہ

ف مگر ثبوت ان عذرات کا بغیر گواہوں کے نہوگا ہدایہ ص تو اگر صاحب مال نے امانت اپنی طلب کی اور مُودَع نے باوجود
قدرت نہ دی یا انکار کیا اگرچہ پھر بعد اوسکے اقرار بھی کیا ف یعنی جب انکار کیا امانت کا بوقت طلب صاحب مال کے تو ضامن
ہوجاویگا برابر ہے کہ پھر اوسکا اقرار کرے یا نکرے اور جو سوا مالک کے اور کسی سے انکار کیا تو ضامن نہوگا کیونکہ یہی حفاظت مال کا طریقہ ہے
اور اگر مُودَع نے مرتے وقت بیان نکیا امانت کو جب بھی ضامن ہوگا ص یا مُودَع نے اوس امانت کو اپنے مال میں اسطرح ملا دیا
کہ تمیز نہیں ہوسکتی ف مثلاً امانت گیہوں تھے اور اوسنے اپنے گیہوں میں اونکو ملا دیا اور اگر خلاف جنس میں ملا دیگا
جیسے جَو کو گیہوں میں تو مالک کا حق جاتا رہیگا اور بالاتفاق ضمان لازم آویگا اسی طرح اگر اپنی جنس میں ملادے نزدیک امام
صاحب کے اسی طرح نزدیک ابو یوسف کے مگر جب امانت کو اوسی جنس میں جو اکثر ہووے اور امانت سے ملادے تو قلیل تابع ہوگا اکثر کا نہ جب اقل
میں ملادے کیونکہ اس صورت میں حق مالک کا نجاویگا بلکہ شرکت ثابت ہوگی اور محمد کے نزدیک ہر حال میں شرکت ہوگی خواہ اقل میں
ملا دیا اکثر میں کذا فی الاصل ص یا مُودَع نے امانت میں زیادتی کی اسطرح پر کہ اوسکے کپڑے کو پہنا یا امانت کے جانور پر سوار
ہوا یا امانت کے روپیوں میں سے کچھ خرچ کیے یا اوسنے اوسمیں شریک کردیے یا جس گھر میں مالک نے حفاظت مال کا حکم کیا تھا مُودَع
نے اوسکے سوا دوسرے گھر میں حفاظت کی تو ان سب صورتوں میں مُودَع ضامن ہوگا اور اگر وہ امانت مُودَع کے مال میں خود
بخود مل گئی تو دونوں اوسمیں شریک ہوجاوینگے اور اگر مُودَع نے امانت میں زیادتی کی پھر اوس زیادتی کو دور کردیا تو ضمان بھی
زائل ہوجاویگا ف جیسے امانت کو جس گھر میں مُودِع نے کہا تھا نرکھا بلکہ دوسرے گھر میں رکھا بعد اوسکے پھر اوسی گھر
میں رکھدیا تو ضمان زائل ہوجاویگا اور امام شافعی کے نزدیک زائل نہوگا ص اگر دو شریکوں نے اپنا مال ایک شخص کے
پاس امانت رکھا اب ایک شریک آیا تو مُودَع کو نہیں پہنچتا کہ اوسکا حصہ حوالے کرے بغیر دوسرے کے آئے ہوئے ف جب
یہ ودیعت سوا مکیل اور موزون کے اور کوئی چیز ہو تو یہ حکم اتفاقی ہے اور اگر مکیل و موزون ہووے تو یہی حکم ہے نزدیک امام اعظم
کے برخلاف صاحبین کے اسواسطے کہ مُودَع کو ولایت تقسیم مال کی نہیں ہے کذا فی الاصل ص جب ایک چیز امانت
رکھی دو مردوں کے پاس تو اگر وہ شی قابل قسمت نہیں ہے تو اون دونوں مردوں میں سے ہر ایک اوسکی حفاظت کرسکتا ہے بغیر
دوسرے کے اذن کے اور جو قابل تقسیم ہے تو ہر ایک کو چاہیے کہ اوسکے دو حصے کرکے ایک ایک حصے کی حفاظت کرے ف
اور صاحبین کے نزدیک یہاں بھی ہر ایک اپنا حصہ دوسرے کو دیسکتا ہے ص باوجود اسکے اگر ایک مُودَع نے نصف حصہ اپنا
دوسرے کو دیدیا تو یہ دینے والا نصف کا ضامن ہوگا نہ جو قابض ہے کل مال پر کیونکہ مُودَع المُودَع ضامن نہیں ہوتا امام صاحب
کے نزدیک تو اگر مُودِع نے منع کردیا مُودَع کو کہ اس امانت کو اپنے گھر والوں کے سپرد نکرنا اور اوسنے دیا اوس شخص کو کہ اگر اوسکو
نہ دیتا تو کچھ اسکا حرج نتھا تو ضامن ہوگا اور اگر اوسکو دیا کہ جسکے بغیر دیے چارہ نتھا جیسے امانت جانور تھا
اور اپنے غلام کے سپرد کیا یا وہ چیزیں تھیں جنکی عورتیں حفاظت کرتی ہیں اپنی بیوی کو دیں تو ضامن نہوگا جیسے
ایک گھر میں کئی کوٹھریاں ہیں اور مُودِع نے ایک کوٹھری میں رکھنے کو کہا تھا اوسنے دوسری کوٹھری میں رکھا ف تو
ضامن نہوگا کیونکہ ایک گھر کی سب کوٹھریاں حفاظت میں برابر ہیں البتہ اگر گھر بدل جاویگا تو ضامن ہووے گا
ص مگر جب دوسری کوٹھری میں جسمیں اوسنے مال رکھا کوئی خلل ظاہر ہوگا ف جیسے اوسکا دروازہ ٹوٹا ہووے

یا دیوار ٹوٹی ہووے ص تو البتہ ضامن ہوگا اور اگر مُودَع نے امانت کسی اور پاس رکھا دی تو ضمان صرف اول پر لازم
آویگا ف امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک مالک کو اختیار ہے چاہے تاوان اوسکا مُودَع سے لیوے
خواہ مُودَع المودَع سے لیکن اگر مُودَع المودَع سے لیگا تو وہ مُودَع سے پھیر لیگا ص اور اگر غاصب نے شے مغصوب کو کسی کے
پاس امانت رکھا بعد اوسکے وہ شے اوس شخص کے پاس سے تلف ہو گئی تو مالک کو اختیار ہے چاہے تاوان اوسکا غاصب سے لیوے
اور چاہے مُودَع الغاصب سے ف یعنی اوس شخص سے جسکے پاس غاصب نے امانت رکھا تھا سو اگر تاوان لیوے مُودَع
سے تو وہ غاصب سے رجوع کر لیوے دو ہزار ص عمرو کے پاس ہزار روپے ہین زید نے دعوی کیا کہ یہ میری امانت ہین اور بکر نے
دعوی کیا کہ یہ میری امانت ہین اور کسیکے پاس گواہ نہین ہین اور عمرو دونون کے دعوے سے منکر ہے تو قاضی عمرو کو حلف دلاویگا
ہر ایک کے لیے جدا جدا اور جسکے حلف سے چاہے شروع کرے اور جو جھگڑا کرین تو قرعہ ڈال لیوے تو اگر ایک کے حلف سے عمرو نے نکول کیا
دوسرے کے لیے حلف دلاوے اگر اوسکے لیے بھی نکول کرے تو یہ ہزار دونون کے ٹھہرینگے اور عمرو پر
ہزار روپے اور لازم آوینگے ف دلیل اسکی مع اور تفصیل کے اصل کتاب مین مذکور ہے فقط

## کتاب العاریۃ

یہ کتاب ہے عاریت کے احکام کے بیان مین یعنی مانگی ہوئی چیز کے لینے کے بیان مین عاریت کی خوبی قرآن اور حدیث اور اجماع
سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالی نے وَیَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ یعنی منع کرتے ہین ماعون کو ماعون اوس چیز سے عبارت ہے جسکی عاریت
دینے کی لوگون مین عادت جاری ہو پھر جب عاریت نہ دینا مذموم ٹھہرا تو عاریت دینا خوب ہوا اور اجماع ہے کہ عاریت جائز ہے اسواسطے
کہ یہ ایک قسم کا احسان ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی زرہین عاریت لی تھین صفوان سے غزوہ حنین مین روایت کیا اوسکو
ابوداود نے اور بخاری مین ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ کا گھوڑا جسکا مندوب نام تھا بطور عاریت لیا تھا ص
عاریت کہتے ہین نفع کے مالک کر دینے کو بغیر عوض کے جاننا چاہیے کہ تملیکات چار قسم ہین ایک تملیک عین بعوض تو یہ بیع ہے
دوسری تملیک عین بلا عوض یہ ہبہ ہے تیسری تملیک منفعت بعوض یہ اجارہ ہے چوتھی تملیک منفعت بلا عوض یہ عاریت ہے
ف اعارہ عاریت دینا استعارہ عاریت مانگنا مُعیر عاریت دینے والا مستعیر عاریت لینے والا مستعار وہ شے جو عاریت
دیجاوے ص صحیح ہے عاریت ان الفاظ سے کہ یہ چیز مینے تجکو عاریت دی یا عطا کی یا اپنی زمین مینے تجھے کھانیکو دی ف یعنی
زمین کا غلہ تیرے کھانے کو دیا ص یا مینے تجھے یہ جانور چڑھنے کو دیا یا مینے اپنا غلام تجھے خدمت کے لیے دیا یا میرا گھر تیرا ہے
سکونت کی راہ سے یا میرا گھر عمر بھر تیرے رہنے کو ہے اور معیر کو اختیار ہے کہ جب چاہے اپنی چیز پھیر لیوے ف اگرچہ معیر نے اوسکا
کوئی وقت بھی مقرر کر دیا ہو اور مستعیر کو پھیر دینا اوسکا واجب ہے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاریت ادا کی گئی
طرف مالک کے روایت کیا اوسکو ابوداود نے ابی امامہ سے اور فرمایا [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا کر امانت کو اوسکی طرف جس نے
امین کیا تجھے اور نہ خیانت کر اوسکی جسنے خیانت کی تیری روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابوداود نے ابوہریرہ سے اور حسن کہا اوسکو اور
صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور منکر جانا اوسکو ابو حاتم رازی نے ص اور بغیر زیادتی کے اگر مستعار مستعیر پاس ہلاک ہو جاوے تو مستعیر پر تاوان
اوسکا لازم نہ آویگا ف اسواسطے کہ عاریت امانت ہے اور امانت کا تاوان نہین ہوتا اور امام شافعی کے نزدیک تاوان لازم

آویگا ص مستعیر کو اختیار نہیں کہ مستعار کو کرایہ پر چلاوے تو اگر اوسنے کرایہ دیا اور ہلاک ہوگئی تو معیر کو اختیار ہے کہ تاوان اوسکا
یا مستعیر سے لیوے یا کرایہ دار سے سو اگر مستعیر سے لیا تو وہ کسی پر رجوع نکریگا اور جو کرایہ دار سے لیا تو وہ مستعیر پر رجوع کر لیوے
اگر اوسکو کرایہ لیتے وقت عاریت ہونا معلوم نہووے کہ یہ شے عاریت ہے مواجر پاس اگر ایک شے عاریت دی اور نفع اوٹھانے والے کو معین
نہیں کیا تو مستعیر کو درست ہے کہ وہ شے دوسرے کو بطور عاریت دیوے برابر ہے کہ استعمال اوسکا مختلف ہو جیسے سواری جانور کی یا
نہ مختلف ہو جیسے بوجھ لادنا جانور پر ف یا مکان میں رہنا یا غلام سے خدمت لینا ص اور اگر معین کر دیا اوس شخص کو جو اوس
شے سے نفع لیوے ف جیسے معیر نے کہدیا کہ تو ہی اس سے نفع اوٹھانا ص تو اگر استعمال اوسکا مختلف نہو تب مستعیر کو اوسکا
عاریت دینا درست ہے اور اگر مختلف ہو تو دوسرے کو عاریت دینا درست نہیں اسیطرح موجر کا حکم ہے ف یعنی جسوقت کوئی
شے کرایہ پر دی تو اگر موجر نے نفع اوٹھانے والے کو معین نہیں کیا تو مستاجر دوسرے کو عاریت دیسکتا ہے برابر ہے کہ وہ شے مختلف الاستعمال ہو
یا نہو اور اگر معین کر دیا تو نہیں دیسکتا مگر اوس شے کو جو مختلف الاستعمال نہووے اور امام شافعیؒ کے نزدیک مستعیر کو عاریت دینا
کسی صورت میں جائز نہیں کذا فی الاکمل ص تو جس شخص نے ایک جانور کرایہ میں یا بطور عاریت لیا اور موجر اور معیر نے
کوئی قید نہیں لگائی تو اوس شخص کو پہونچتا ہے کہ اوس جانور پر آپ بوجھ لادے یا دوسرے کو بطور عاریت بوجھ لادنیکے لیے دیوے
اور خود سوار ہووے اور دوسرے کو سوار کرا دیوے اور جس کام کو کریگا تو وہی فعل معین ہو جاویگا اب اگر دوسرا فعل کریگا تو ضامن
ہوگا ف اسواسطے کہ مطلق ہر قسم کے نفع کو شامل ہے اور تعیین انتفاع میں مستعیر اور مستاجر کو اختیار ہے تو اگر اول آپ سواری
کی تو اب دوسرے کو سوار نہیں کر سکتا اور اگر بوجھ لادا تو سوار ہو نہیں سکتا ص اور اگر معیر اور موجر نے انتفاع کو مطلق رکھا وقت
سے اور قسم سے تو مستعیر اور مستاجر کو اختیار ہے کہ جسوقت چاہے جسطرح کا چاہے نفع لیوے اور اگر مقید کر دیا تو اگر مستعیر اور
مستاجر نے اوسکے مثل یا بہتر دوسرا نفع لیا تو خیر اور اگر اوس سے برا نفع لیگا تو ضامن ہوگا اگر ایک شخص نے ایک جانور کرایہ پر
یا بطور عاریت کے لیا بعد فراغت کے اوس جانور کو مالک کے اصطبل میں چھوڑ دیا یا اپنے غلام یا اوس نوکر کے ساتھ جسکی تنخواہ
ماہواری یا سالانہ ملتی ہو بھیجدیا یا مالک کے غلام یا اوسکے نوکر کے ہمراہ روانہ کر دیا پھر وہ جانور مالک کو ملنے کے اول ہلاک ہوگیا
تو ضامن نہوگا ف اور جو نوکر روز پر ملازم ہو تو اوسکے ہمراہ بھیجنے سے ضامن ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ مستعیر امانت رکھنے کا
مالک نہیں ص جیسے مستعیر شے مستعار کو جو نہایت عمدہ اور بیش قیمت نہو معیر کے گھر میں دے آوے پھر وہ ہلاک ہوجاوے تو مالک کو پہونچنے
سے پہلے تو ضامن نہوگا اور اگر وہ شے نہایت نفیس ہو جیسے جواہرات وغیرہ تو گھر میں دے آنے سے بری الذمہ نہوگا بلکہ خاص مالک
کو دینا چاہیے اسیطرح امانت اور مغصوب کو اگر مالک کے گھر میں دے آویگا تو ضامن ہوگا ف یعنی درصورت ہلاک بلکہ امانت
اور مغصوب کو خاص مالک کو دینا ضرور ہے ص اور عاریت لینا روپیہ اشرفی اور مکیل اور موزون اور معدود کا قرض میں داخل
ہے ف اسلیے کہ ان اشیا سے نفع حاصل نہیں ہوسکتا بدون استہلاک عین کے الا اوس صورت میں جب انتفاع کو معین کر لیوے
جیسے ایک روپیہ مانگے ترازو درست کرنیکے لیے یا دوکان کی آرایش کے لیے تو عاریت ہوگا اور فایدہ قرض ہونے کا یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں
ہلاک ہو جاوینگی مستعیر پاس قبل نفع لینے کے تو ضمان اوسپر لازم ہوگا کذا فی الاکمل ص صحیح ہے عاریت لینا زمین کا
واسطے مکان بنانے اور درخت بونے کے اور معیر کو پہونچتا ہے کہ جسوقت چاہے عاریت سے رجوع کرے اور مستعیر کو حکم کرے

واسطے کھودنے مکان اور درخت کے اور درخت اور مکان کا جو نقصان ہوگا تو معیر اوسکا ضامن نہوگا اگر عاریت کیوقت معیر نے
کوئی وقت بیان نہ کیا ہووے اور اگر وقت مقرر کردیا ہو اور قبل وقت کے اوسکے کھودنے کا حکم کیا تو جسقدر قیمت اوس درخت یا مکان کے
کھودنے سے گھٹ جاویگی وہ سکا معیر کو تاوان دینا ہوگا اور مکروہ ہی کہ معیر قبل وقت کے عاریت مین رجوع کرے **ف** کیونکہ یہ وعدہ
خلافی ہی اور وہ حرام ہی **ص** اور اگر زمین کھیتی بونے کے لیے عاریت دی تو معیر کو نہین پہونچتا کہ قبل کھیت کٹنے کے زمین
اپنی لیوے خواہ عاریت کی مدت مقرر کی ہو یا نکی ہو **ف** اسواسطے کہ کھیتی کی انتہا ایک مدت معلوم تک ہی تو اس
حکم مین رعایت طرفین کی ہی بخلاف درخت یا مکان کے کہ اوسکی کچھ نہایت نہین ہی **ص** شی مستعار اور مستاجر اور مغصوب
کی رد کی اجرت مستعیر اور موجر اور غاصب پر واجب ہی **ف** مستاجر پر اجرت رد کی واجب نہین بلکہ اوسپر صرف خالی
ہو فارغ کردینا ضرور ہی **ص** جب ایک شخص مین اسواسطے کھیتی کرنے کے عاریت لیوے تو مالک کو دستاویز مین یون
لکھے کہ تو نے مجکو زمین کھانے کے لیے دی نہ یہ کہ تو نے عاریت دی اسلیے کہ عاریت زمین کی کبھی واسطے
مکان بنانے کے ہوتی ہی اور صاحبین کے نزدیک یون ہی لکھے کہ تو نے زمین مجھے عاریت دی واللہ اعلم

# کتاب الھبۃ

ہبہ کا جواز اور مستحب ہونا حدیث سے ثابت ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہدیہ دو آپسمین تا محبت زیادہ ہو
آپسمین روایت کیا اوسکو بخاری نے ادب مفرد مین ابوہریرہ رضی سے اور ابو یعلی نے اسناد حسن سے اور روایت کیا
اوسکو مالک نے موطا مین عطا سے مرسلاً اور نسائی نے کتاب الکنی مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور روایت کیا
بزار نے انس رضی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپسمین ہدیہ بھیجو اسلیے کہ ہدیہ دور کرتا ہی کینے کو اور اسکے جواز پر اجماع منعقد
ہوا **ص** ہبہ کہتے ہین ایک شی کا مالک کردینا غیر کو بغیر عوض کے **ف** اور واہب کہتے ہین ہبہ کرنے والے کو اور موہوب لہ
جسکو ہبہ کیا جاوے اور موہوب وہ شی جسکو ہبہ کرے **ص** صحیح ہی ہبہ ان الفاظ سے وَھَبْتُ ہبہ کیا مینے نَحَلْتُ نحلا
کیا مینے **ف** اسلیے کہ وہبت صریح ہی معنی ہبہ مین اور نحل بھی مستعمل ہی ہبہ مین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس
شخص کے لیے جسنے اپنے بیٹے کو ایک غلام ہبہ کیا تھا اَکُلَّ وَلَدِکَ نَحَلْتَہٗ مِثْلَ کَذَا کیا سب لڑکون کو دیا تو نے اسی طرح **ص**
اَعْطَیْتُ عطا کیا مینے اَطْعَمْتُکَ ھٰذَا الطَّعَامَ کھانے کو دیا مینے تجھے یہ کھانا **ف** اسواسطے کہ اطعام جب
منسوب ہوتا ہی طرف طعام کے تو ہبہ ہوتا ہی اور جب منسوب ہو طرف زمین کے جیسے کہے اَطْعَمْتُکَ ھٰذِہِ الْاَرْضَ
تو عاریت ہی جیسا گذرا کَذَا فِی الْاَصْلِ **ص** جَعَلْتُ ھٰذَا لَکَ اسکو مینے تیرے لیے کردیا اور اَعْمَرْتُکَہٗ اور
جَعَلْتُ لَکَ عُمْرِیْ یعنی چیز تجھے بطور عمری دی یعنی عمر بھر کو دی **ف** عمری یہ ہی کہ ایک شی کسیکو مدت العمر اوسکی دیدیوے
اور کہے کہ جب تو مر جاویگا تو مین پھیر لونگا سو تملیک صحیح ہی اور پھیر لینے کی شرط باطل ہی اسواسطے کہ ہبہ باطل نہین ہوتا شروط
فاسدہ سے بلکہ وہ شرطین باطل ہو جاتی ہین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کسیکو عمری دیوے تو وہ چیز عمری کی ہی حیات
اوسکی مین اور بعد اوسکے وارثون کی روایت کیا اوسکو جماعت نے سوا بخاری کے جابر رضی سے بخلاف اوس صورت کے
کہ داری لک عمری سکنی کہے کیونکہ قول اوسکا سکنی عاریت ہی کَذَا فِی الْاَصْلِ **ص** حَمَلْتُکَ عَلٰی ھٰذِہِ الدَّابَّۃِ مینے تجھکو چڑھایا

اس جا نصر پر شرط یکہ نیت ہبہ کی ہو کسوتک ھذا الثوب پہنایا مینے تجکو یہ کپڑا داری لک ھبۃ تسکنھا میرا گھر تیرا ہے موہوب ہوکر اوسمین رہیگا تو اور اگر یون کہے کہ داری لک ھبۃ سکنی تو عاریت ہو جاویگا کیونکہ اسصورت مین لفظ سکنی کا تمیز ہوگا یا یون کہے سکنی ھبۃ اسواسطے کہ ہبہ حال ہوگا سکنی سے جب بھی عاریت ہوگا اسی طرح نحلی سکنی اور سکنی صدقۃ اور صدقۃ عاریۃ اور عاریۃ ھبۃ مین بھی عاریت ہوگا ف نحلی سکنی کے معنی دیا مینے تجکو یہ گھر دینے کرا زروے سکونت کے اور سکنی صدقۃ یعنی گھر میرا تیرے لیے ہے بطریق سکنی کے حال آنکہ وہ سکنی صدقہ ہے اور صدقۃ عاریۃ یعنی گھر میرا تیرے لیے صدقہ ہے بطریق عاریت کے عاریۃ ھبۃ یعنی گھر میرا تیرے لیے ہے بطور عاریت کے حال آنکہ وہی عاریت ہبہ ہے یعنی ہبہ منافع مراد ہے نہ ہبہ عین کذا فی الاصل ص اور تمام ہوتا ہے ہبہ قبض کامل سے ف اسواسطے کہ ہدایہ مین ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین جائز ہوتا ہے ہبہ مگر قبض کے ساتھ کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین کہ یہ حدیث غریب ہے البتہ روایت کیا ہے اوسکو عبد الرزاق نے قول سے ابراہیم نخعی کے اور مراد اس سے یہ ہے کہ بدون قبض کے ملک موہوب لہ کی ثابت نہین ہوتی اسواسطے کہ جواز بدون قبض کے بھی ہو جاتا ہے ہدایہ ص مراد قبض کامل سے یہ ہے کہ جسقدر ممکن ہو موہوب لہ موہوب پر قبضہ کرے تو منقول مین قبض کامل وہ ہے جو اوسکے مناسب ہو اور غیر منقول مین جو اوسکے مناسب ہووے تو گھر کی کنجیون پر قبضہ کرنا گھر پر قبضہ ہوگا اور جو چیز لائق قسمت ہے اوسمین قبض کامل بعد قسمت کے ہوگا اور جو لائق قسمت نہین تو کل پر قبضہ کرنے سے موہوب پر بھی قبضہ ہو جاویگا تو صحیح ہے اگر قبضہ کیا موہوب لہ نے مجلس ہبہ مین بلا اذن واہب کے اور اگر بعد مجلس ہبہ کے قبضہ کیا تو باذن واہب ضرور ہے صحیح ہے ہبہ کرنا اوس مشاع کا جو قابل قسمت نہین ہے ف مشاع اوس شی کو کہتے ہین کہ شریکون مین مشترک ہووے اور اوسکی قسمت نہوئی ہووے ص جیسے چکی یا حمام یا چھوٹا مکان ف کہ بعد تقسیم کے قابل انتفاع کے نہین رہتی تو اگر ایسے مشاع کو واہب نے ہبہ کیا موہوب کو اور موہوب لہ نے اوسپر قبضہ کر لیا تو قبل تقسیم بھی ہبہ تمام ہو جاتا ہے ص اور نہین صحیح ہوتا ہے ہبہ اوس مشاع کا جو قابل تقسیم ہے ف قبل تقسیم کے اگرچہ موہوب لہ اوسپر قبضہ کر لیوے ص اگرچہ اپنے شریک ہی کو ہبہ کرے یا اجنبی کو جاننا چاہیے کہ مفسد ہبہ وہ شیوع ہے جو متقارن ہو ہبہ کے نہ جو بعد ہبہ کے طاری ہو جاوے جیسے ایک شخص نے ایک مکان ہبہ کیا پھر اوسکے بعض غیر معین مین رجوع کیا یا بعض غیر معین کسی اور کا نکلا برخلاف رہن کے کہ وہان شیوع طاری بھی مفسد ہے ص تو اگر واہب نے اوسکی تقسیم کی پھر سپرد کیا موہوب کو تو ہبہ صحیح ہو جاویگا ف یعنی پہلے اوسنے نصف شائع ہبہ کیا پھر تقسیم کر کے تسلیم کر دیا تو ہبہ صحیح ہو جاویگا اسواسطے کہ تمامی ہبہ قبض سے ہے اور وقت قبض کے شیوع نتھا ص اگر ہبہ کیا گیہون کے اندر آٹا یا تلون کے اندر تیل نہین جائز ہے اگرچہ گیہون پیسکر آٹا دیدیوے یا تلون مین سے تیل نکال کر دیدیوے ف یا دودھ مین سے گھی نکال کر دیوے اسواسطے کہ یہ چیزین معدوم ہین وقت ہبہ کے تو انکا ہبہ باطل ہے جائز نہوگا برخلاف مشاع کے کذا فی الاصل ص اور ہبہ دودھ کا تھن مین اور اون کا بکری کی پیٹھ پر اور کھیت اور درختون کا زمین مین اور کھجور کا درخت مین ناجائز ہے مثل مشاع کے ف یعنی اگر ان چیزون کو بعد ہبہ کے جدا کر کے دیدیگا تو ہبہ صحیح ہو جاویگا مثل مشاع کے ص ہبہ اوس چیز کا جو موہوب لہ کے پاس ہے ف اگرچہ بطور غصب یا امانت ہو درست ہے مختار ص بغیر قبضہ

جدید کے تمام ہوجاویگا ف یعنی موہوب لہ کو ضرورت نہین کہ دوسری مرتبہ قبضہ جدید کرے ص اگر باپ ف یا جو شخص جسکو ولایت ہو بچے پر یعنی جو صغیر کی پرورش کرتا ہو تو بھائی اور چچا بھی اسمین داخل ہین جب باپ نہو بشرطیکہ صغیر اونکے عیال مین ہووے ذر مختار ص اپنے فرزند نابالغ کو کوئی شی ہبہ کرے تو یہ ہبہ صرف ایجاب سے تمام ہوجاویگا اسمین قبول کی حاجت ہی نہ قبض کی ف اسواسطے کہ ولی کا قبضہ مثل قبضہ موہوب لہ کے شمار کیا جاویگا در مختار ص اگر اجنبی نے کوئی چیز ہبہ کی ایک نابالغ کو تو ہبہ تمام ہوجاویگا خود اوس صغیر کے قبضے سے اگر وہ عاقل ہو ف یعنی تحصیل مال کو سمجھتا ہووے در مختار ص یا اوسکے باپ کے قبضے سے یا اوسکے دادا کے قبضے سے یا باپ اور دادا کے وصی کے قبضے سے یا ماں کے قبضہ کرنے سے اگر وہ صغیر ماں کے پاس ہووے ف یعنی اوسی کے پاس پرورش پاتا ہو اور اگر اوسکی پرورش مین نہووے تو اوسکا قبضہ کافی نہوگا ص یا اجنبی کے قبضہ کرنے سے اگر وہ اجنبی اوس صغیر کی پرورش کرتا ہی اور وہ لڑکا اوسی کے پاس ہی اور اگر ایک شی ہبہ کی صغیرہ کے لیے اور اوسکی طرف سے اوسکے خاوند نے موہوب پر قبضہ کیا تو درست ہی بشرطیکہ بعد زفاف کے ہووے ف اور قبل زفاف کے صحیح نہین در مختار زفاف سے مراد زوجہ کا جانا زوج کے گھر مین بعد نکاح کے ص دو آدمیون نے اگر اپنا گھر ایک شخص کو ہبہ کیا تو صحیح ہی اسواسطے کہ کل گھر ایک شخص کے پاس آیا تو شیوع نہین ہی اور اسکا اولٹا یعنی ایک شخص اپنا گھر دو آدمیون کو ہبہ کرے تو صحیح نہین نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہی ف اسواسطے کہ تملیک متحد ہی تو شیوع باقی نہین رہا جیسے ایک چیز گرو کی دو شخصون پاس اور امام صاحب کی دلیل یہ ہی کہ ہر ایک کو نصف گھر ہبہ کیا تو شیوع ثابت ہوا برخلاف رہن کے کہ وہان ہر ایک کے دین کے بدلے مین کل شی محبوس رہیگی کذا فی الاصل ص جیسے دس درم تصدق کیے یا ہبہ کیے دو تونگرون کو تو درست نہین اور دو فقیرون کو اگر تصدق یا ہبہ کیے تو درست ہی ف اور صاحبین کے نزدیک اول صورت مین بھی درست ہی جیسے مکان کی ہبہ مین دو شخصون کو دلیل امام صاحب کی یہ ہی کہ تونگرون کو جب ہبہ یا تصدق کیا تو موہوب لہ دو شخص ہوگئے اور وہ موجب ہی شیوع کو برخلاف تصدق اور ہبہ کے دو فقیرون پر کیونکہ وہ در اصل خدا کو دینا ہی اور خدا واحد ہی فرمایا حضرت علیہ السلام نے صدقہ پڑتا ہی اول کف مین خدا تعالی کے قبل اسکے کہ پڑے کف مین فقیر کے کذا فی الاصل اور یہ حدیث اس لفظ سے مجھے نہین ملی واللہ اعلم ۱۲

## باب ہبہ کرکے پھیر لینے کے بیان مین ص

ہبہ کرکے پھیر لینا درست ہی ہمارے نزدیک اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہبہ کرنے والا زیادہ حقدار ہی شی موہوب کا جب تک نہ بدلا پاوے اوسکا ف روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ص اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک رجوع کرنا ہبہ مین درست نہین مگر جو باپ اپنے بیٹے کو ہبہ کرے اسلیے کہ فرمایا آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے نہ رجوع کرے ہبہ کرنے والا اپنی ہبہ مین مگر باپ اوس چیز مین جو ہبہ کرے اپنی اولاد کو ف روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور ابن حبان اور حاکم نے ص ہم کہتے ہین کہ مطلب اس حدیث کا یہ ہی کہ دوسرون کو سزاوار نہین کہ رجوع کرین البتہ باپ کو کہ وہ وقت احتیاج کے اپنی اولاد کے مال کا مالک ہوجاتا ہی ف

یعنی یہ ممانعت جو حدیث شافعی مین مروی ہی محمول ہی اوپر کراہت رجوع کے اور شک نہین اوسمین کہ پھیرنا ہبہ سے ہمارے
نزدیک یا مکروہ تحریمی ہی بر قول اصح یا مکروہ تنزیہی ہی بر قول ضعیف اسلیے کہ فرمایا رسول اللہ علیہ السلام نے پھیرنے والا اپنی
ہبہ مین جیسے کتا کہ قی کرتا ہی پھر آتا ہی اپنی قی کی طرف روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے درمختار و طحطاوی
ص لیکن رجوع کے ساتھ موانع ہین جو دمع خزقہ مین مجتمع ہین ف سات امر مانع ہین رجوع فی الہبہ کے امام نسفی
نے تسہیل ضبط کے واسطے اون موانع کی طرف اشارہ ان سات حرفون مین کردیا ہی یعنی اس عبارت کے یہ ہین کہ آنسو نے
زخمی کر ڈالا اوسکو خزق بمعنی طعن ہی تو گویا آنسو کو برچھی کے ساتھ مشابہت دی کذا فی الطحطاوی ص تو دال سے مراد وہ
زیادت ہی ف جو نفس شی موہوب مین ہووے اور اوسکے سبب سے قیمت شی موہوب کی بڑھ جاوے اور ص متصل ہووے
شی موہوب سے ف یعنی جدا ہونا اوس زیادت کا شی موہوب سے ممکن نہووے زیادت کی قید اسواسطے لگائی کہ نقصان موہوب
چنانچہ جلد ہونا لونڈی کا اور کاٹ ڈالنا کپڑے کا مانع رجوع نہین اور نفس شی موہوب کی قید سے وہ زیادت نکل گئی جو فرق
نرخ مین ہووے مثلاً بعد ہبہ کے شی موہوب کا نرخ بڑھ جاوے تو یہ زیادتی مانع رجوع نہین زیادت قیمت کی قید سے وہ زیادتی
نکل گئی جو نقصان قیمت کا موجب ہی جیسے طول فاحش غلام لونڈی کے قامت کا کہ یہ بھی مانع رجوع نہین ص جیسے
عمارت بنانا اور درخت کا جمانا ف کہ ایک شخص نے خالی زمین ہبہ کی بعد اوسکے موہوب لہ نے اوسمین عمارت بنائی یا درخت
جمائے جس سے زمین کی قیمت بڑھ گئی تو اب واہب کو رجوع جائز نہوگا فتاوای عالمگیری مین کافی سے منقول ہی کہ اگر خالی
زمین ہبہ کی سو موہوب لہ نے ایک کنارے پر کھجور جمائے یا عمارت بنائی اور یہ عمارت بنانا اور کھجور جمانا زمین کی زیادت ٹھہری
تو واہب کو ہبہ پھیر لینا جائز نہین نہ کل زمین مین نہ بعض مین اور اگر یہ زیادت مین معدود نہو یا نقصان مین شمار ہو تو مانع رجوع نہین
تو اگر دکان نہایت چھوٹی بنالے تو یہ ہرگز زیادت نہوگی تو اوسکا کچھ اعتبار نہین اور اگر زمین عظیم یعنی طویل و عریض
ہو تو عمارت مذکورہ تمام زمین کی زیادت نہوگی بلکہ اوسکی ایک قطعہ کی زیادت ٹھہریگی تو واہب کو وہ قطعہ چھوڑ کے دوسرے
قطعہ مین رجوع جائز ہوگا انتہی غایۃ الاوطار ص اور فربہی یعنی موٹا ہوجانا شی موہوب کا ف اور خوبصورتی
اور درخت اور رنگ اور شوب پہنانا کپڑے پر یعنی وہ دھلوالے جس سے قیمت بڑھ جاوے اور جوان ہونا صغیر کا اور سننا بہرے کا
اور دیکھنا اندھے کا اور مسلمان ہونا غلام کا اور معالجہ ہونا اوسکا اور معاف ہوجانا جنایت کا اور تعلیم قرآن کی یا کتابت
کی یا قرات کی اور لکھنے اعراب مصحف کی اور نقل متاع ایک شہر سے دوسرے شہر کو جہان اوسکی قیمت زیادہ ہوجاوے درمختار
ص نہ وہ زیادتی جو جدا ہووے شی موہوب سے ف کہ وہ مانع رجوع نہین ص جیسے بچہ ہونا شی موہوب کا ف اور پھل درخت
کا تو اس صورت مین واہب اصل شی کو پھیر لیوے نہ زیادت کو درمختار ص اور میم سے مراد ہی مرجانا واہب کا یا موہوب لہ
کا ف بعد قبض کے پھر تو رجوع کا باقی نہین رہتا اور جو قبل تسلیم کے کوئی مرگیا تو عقد ہبہ باطل ہوجاویگا درمختار ص اور عین سے مراد
عوض ہی جو ہبہ کے بدلے مین موہوب لہ نے واہب کو دیا ہووے بشرطیکہ اوس عوض کی اضافت طرف ہبہ کی ہو ف مثلاً
موہوب لہ نے واہب سے کہا کہ لے اپنے ہبہ کا عوض یا اوسکا بدلہ یا اپنے ہبہ کا مقابل لے یا مانند اس کلام کے اور کوئی لفظ
بولا جس سے واہب کو معلوم ہوجاوے کہ یہ اوسکے ہبہ کا عوض ہی اور واہب نے اوسپر قبضہ کیا تو اب حق رجوع ساقط ہوجاویگا اسواسطے

کہ ہبہ بالعوض ابتداءً بیع ہے ص اور اگر کوئی شخص اجنبی موہوب لہ کیطرف سے واہب کو عوض اوسکے ہبہ کا دیوے تبرعاً کر
کرے تو اپنی ہبہ کا عوض ورد واہب اوسکو لیوے تو بھی حق رجوع ساقط ہو جاویگا اور اگر عوض دینیمیں اضافت طرف ہبہ کے
نکی ف یعنی کوئی ایسا لفظ نہ کہا جس سے واہب کو معلوم ہو جاتا کہ یہ چیز ہبہ کا عوض ہے ص تو ہر ایک واہب اور موہوب لہ
اپنی اپنی چیز کو پھیر سکتا ہے اور خے سے مراد یہ ہے کہ وہ شی موہوب ملک سے موہوب لہ کے خارج ہو جاوے ف مثلاً موہوب لہ نے شی
کو فروخت کر ڈالے یا کسی اور کو ہبہ کر دیوے تو اگر موہوب لہ اپنے موہوب لہ سے بعد ہبہ کے اوس شی کو پھیر لیوے تو واہب اول بھی پھیر سکتا ہے
اوس سے اسی طرح اگر موہوب لہ نے نصف شی موہوب فروخت کر ڈالی تو نصف باقی میں واہب رجوع کر سکتا ہے
ص اور زاے معجمہ سے مراد زوجیت ہے وقت ہبہ کے ف یعنی جس وقت ہبہ ہوا ہے اوس وقت واہب اور موہوب لہ
میں علاقہ زوجیت ہونا مثلاً خاوند جورو کو کوئی شی ہبہ کرے یا جورو خاوند کو اور وقت ہبہ کی قید اسواسطے لگائی کہ ص اگر
ہبہ کیا ایک عورت کو اور بعد ہبہ کے اوس سے نکاح کیا تو رجوع کر سکتا ہے ف اسلیے کہ وقت ہبہ کے زوجیت نتھی ص اور
اگر ہبہ کیا اپنی زوجہ کو اور بعد ہبہ کے اوس عورت کو جدا کر دیا تو پھیر لینا شی موہوب کا جائز نہیں ف اسلیے کہ وقت
ہبہ کے علاقہ زوجیت موجود تھا یہی دو صورتیں ہیں اگر جورو خاوند کو ہبہ کرے اون میں بھی یہی حکم ہے ص اور قاف سے
مراد قرابت محرمیت ہے ف یعنی ایسی قرابت جس سے نکاح حرام ہو جاوے تو اگر فقط قرابت ہو محرمیت نہو جیسے چچا یا خالہ
یا ماموں کی اولاد یا محرمیت ہو قرابت نہو جیسے محرم رضاعی تو رجوع ہبہ جائز ہے ص اور ہا سے مراد ہلاک ہونا شی موہوب کا ہے
ف ہلاک سے تلف ہو جانا اوس شی کی ذات کا یا اوسکے عمدہ منافع کا مراد ہے باوجود باقی رہنے ملک موہوب لہ کے تو خروج
عن الملک کے کہنے کے بعد یہ مانع زائد نہو گا ص اگر عوض دینے کے بعد آدھا موہوب کسی اور کا نکلا تو موہوب لہ نصف عوض اپنا پھیر لیوے
اور اگر عوض میں آدھا کسی اور کا نکلا تو واہب یہ نہیں کر سکتا کہ آدھا موہوب واپس لیلیوے بلکہ خواہ وہ آدھا عوض جو اوسکے پاس
باقی ہے موہوب لہ کو پھیر کر اپنا کل موہوب واپس لے لیوے یا اوسی آدھے عوض پر قناعت کرے ف اور امام زفر کے نزدیک
اس صورت میں آدھا موہوب پھیر سکتا ہے اور دلیل ہر ایک کی اصل میں مذکور ہے ص اگر موہوب لہ نے آدھے موہوب کا عوض دیا تو واہب
نصف موہوب جسکا عوض نہیں پہونچا پھیر سکتا ہے اور جو موہوب لہ نے نصف موہوب کو فروخت کر ڈالا تو واہب نصف
باقی میں رجوع کر سکتا ہے اسی طرح واہب کو اختیار ہے کہ نصف موہوب پھیر لیوے اگرچہ موہوب لہ نے اوس میں سے کچھ بھی فروخت نکیا ہو
ف اسواسطے کہ اسصورت میں جب واہب کو کل پھیر لینے کا اختیار ہے تو نصف کو بطریق اولی پھیر سکیگا ص اور صحیح
نہیں رجوع یعنی ہبہ کا پھیر لینا مگر دونوں کی رضامندی یا قاضی کے حکم سے ف اسلیے کہ رجوع فی الہبہ میں اختلاف ہے
مجتہدین کا تو بغیر رضامندی واہب اور موہوب لہ یا حکم قاضی کے رجوع صحیح نہو گا ص پس اگر موہوب کو آزاد کر دیا موہوب لہ
نے بعد رجوع واہب کے قبل حکم قاضی کے تو یہ آزادی صحیح ہو جاویگی اور اگر موہوب لہ نے موہوب کو روک رکھا واہب کے بعد رجوع
کے لیکن ابھی قاضی نے حکم نہیں کیا تھا رجوع کا اور موہوب تلف ہو گیا موہوب لہ کے پاس تو موہوب لہ ضامن نہو گا اسی طرح
اگر تلف ہو گیا موہوب لیا اس بعد حکم قاضی کے بھی اسواسطے کہ قبضہ موہوب لہ کا قبضہ ضمان نہیں ہے البتہ جب بعد حکم قاضی کے
موہوب لہ موہوب کو روک رکھے یعنی باوجود طلب نہ دیوے تو تاوان اوس پر لازم ہو گا بشرطیکہ قادر ہو تسلیم پر ص اور ہبہ میں جب رجوع

قضاے قاضی سے ہو جاوے یا بتراضی طرفین تو یہ فسخ ہوگا اصل ہبہ کا نہ ہبہ جدید موہوب لہ کیطرف سے واسطے واہب کے اسواسطے
قبضہ واہب کا رجوع مین شرط نہیں ف اور اگر موہوب لہ واہب کو ہبہ کرے قبل قضا یا رضا کے اور وہ قبول کرے تو مالک
ہوگا بدون قبضہ کے اور جب قبض کریگا تو بمنزلہ رجوع کے ہوگا قضا یا رضا سے اور موہوب لہ کو اوس مین رجوع کرنا جائز نہوگا کذا
فی الطحطاوی عن البدائع ص اور صحیح ہے رجوع مشاع مین ف یعنی ہبہ مشاع اگرچہ صحیح نہین لیکن رجوع فی المشاع
مین درست ہے اسلیے کہ رجوع فسخ ہے اصل ہبہ کا نہ ہبہ ثانی صورت اوسکی یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک گھر دو شخصون کو ہبہ کیا اب ایک
حصے مین رجوع کرے ص اگر موہوب موہوب لہ پاس تلف ہوگیا بعد اوسکے معلوم ہوا کہ وہ موہوب ایک شخص ثالث کا تھا
اور موہوب لہ نے اوسکا ضمان مالک کو دیا تو موہوب لہ واہب سے وہ تاوان پھر نہین سکتا اسواسطے کہ ہبہ احسان کا عقد ہے معاوضے
کا نہ تو اوسمین سلامت موہوب کا استحقاق نہین ہے ہبہ کرنا عوض لینے کے شرط پر ف اسکو عربی مین ہبہ بشرط العوض کہتے ہین
مثلاً یون کہا کہ مین ہبہ کرتا ہون تجکو یہ غلام اس شرط پر کہ تو اسکے بدلے مجکو وہ غلام ہبہ کرے اور شرط ہے اسمین کہ عوض معین ہووے
اور اگر عوض مجہول ہوگا تو بیع ہوگا ابتدا اور انتہا مین ص ابتدا مین ہبہ ہے تو شرط ہوگا کہ واہب اور موہوب لہ دونون قابض ہوجاوین
بدلین پر مجلس عقد مین اور باطل ہوگا شیوع سے ف جب موہوب قابل قسمت کے ہو ص اور انتہا مین یہ ہبہ بیع ہے پس
پھر سکتا ہے بسبب عیب اور خیار الرویت کے اور ثابت ہوگا اوسمین حق شفعہ شفیع کو ہمارے نزدیک اور امام زفر رح
اور شافعی رح کے نزدیک یہ ہبہ بیع ہے ابتدا اور انتہا دونون مین ف اور دلیل ہماری اور انکی مذکور ہے ہدایہ اور اصل کتاب مین

## فصل مسائل متفرقہ مین ہبہ کے

جسنے حاملہ لونڈی کو ہبہ کیا بغیر اوسکے حمل کے یا اس شرط پر کہ وہ لونڈی واہب کو پھیر دیوے یا موہوب لہ اوسکو آزاد کر دیوے
یا اپنی ام ولد بنا لیوے یا ایک گھر ہبہ کیا یا صدقہ دیا اس شرط پر کہ تھوڑا اسمین سے مجکو پھیر دینا یا تھوڑے کا عوض دینا تو ان سب
صورتون مین ہبہ صحیح ہے اور اول صورت مین حمل کا استثنا اور باقی صورتون مین شرط باطل ہے اور اگر اوسنے آزاد کر دیا اوس لونڈی
کے حمل کو اور پھر ہبہ کیا لونڈی کو تو جائز ہے ف اسواسطے کہ حمل واہب کی ملک نرہا تو جب اوسکی مان کو ہبہ کیا تو گویا لونڈی کو
ہبہ کیا باستثناے حمل اور ایسا ہبہ صحیح ہے تو یہ بھی جائز ہوگا ص اور اگر حمل کو مدبر کیا پھر اوسکی مان کو ہبہ کیا تو ہبہ ناجائز ہوگا جس
شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ جب کل ہو تو وہ قرض تیرا ہے یا تو اوس سے بری الذمہ ہے ف یا کہے کہ مجکو آدھا قرض
ادا کر دے تو باقی آدھا تیرا ہے یا تو اوس سے بری الذمہ ہے ہدایہ ص تو یہ قول باطل ہے ف اسواسطے کہ ابراء دین
کی تعلیق صریح شرط پر باطل ہے ص درست ہے عمریٰ اور وہ معمر لہ کا ہوگا اوسکی زندگی تک اور بعد اوسکے اوسکے وارثون کا
ہوگا اور عمریٰ کہتے ہین ایک شخص کو اپنا گھر دینا اوسکی مدت العمر تک اس شرط پر کہ جب معمر لہ مرجاوے تو وہ گھر پھیر دے [illegible]
ف تو یہ ہبہ صحیح ہوگا اور واہب کی شرط مدت العمر کی باطل ہو جاویگی بلکہ وہ گھر معمر لہ کا تا بحالت حیات مملوک رہیگا اور
بعد اوسکی موت کے اوسکے وارثون کا ہوگا صحیح مسلم مین ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روکے رہو اپنے پاس
اپنے مال اور نہ تباہ کرو اوسکو سو بیشک جسنے کیا عمریٰ سو وہ اوسکا ہے جسکو دیا گیا جیتے اور مرے اوسکے اور اوسکے وارثون کا
اور ابو داؤد اور نسائی کی روایت مین ہے کہ جسے عمریٰ دی گئی تو وہ معمر لہ کے وارثون کا ہے کذا فی بلوغ المرام ص اور باطل ہے

ہبۂ رقبی وہ ہے کہ اگر مین مرجاؤن پہلے تیرے تو یہ چیز تیری ہے اور جو تو مرجاوے تو پھر وہ چیز میری ہوجاویگی **ف** رقبی مشتق ہے رقوب سے جسکے معنی انتظار کے ہین گویا ہر ایک اون دونون مین سے دوسرے کی موت کا انتظار کرتا ہے اور یہ باطل ہے نزدیک طرفین کے اور نزدیک ابو یوسف کے صحیح ہے اور شرط باطل ہے کذا فی الاصل **ص** صدقے کا حکم ہبہ کا سا ہے کہ صحیح نہین ہوتا بغیر قبضے کے اور نہ اوس مشاع مین جو قابل قسمت ہے مثلاً تصدق کیا ایک شی محتمل القسمتہ کے نصف کو تو صحیح نہین البتہ اگر ایک شی دو فقیرون کو تصدق کرے تو درست ہے اور صدقے مین رجوع درست نہین ہے **ف** کیونکہ صدقہ کا عوض ثواب ہے اور وہ متصدق کو حاصل ہوگیا برخلاف ہبہ کے

**مسائل ملحقہ** اگر قرضخواہ نے خود کہا کہ نام میرا تمسک مین بطور عاریت ہے اور یہ قرضہ اصل مین دوسرے شخص کا ہے تو اوسکا اقرار صحیح ہوگا اور مقر لہ اوس دین کو لے سکتا ہے ایسا ہی حکم ہے اگر یون کہا کہ میرا قرضہ جو فلان شخص پر ہے وہ فلانے کا ہے دو شخصون نے باہم صلح کر لی اس امر پر کہ عطاے سلطانی مین دفتر سرکار مین ایک شخص کا نام لکھوا دیا جاوے تو عطاے سلطانی اوسی کی ہوگی جسکا نام دفتر سرکار مین مرقوم ہے ایک شخص نے دعوت کی چند آدمیون کی اور ہر ایک کو ایک ایک علٰحدہ خوانون پر بٹھایا تو ہر ایک خوان والے کو درست نہین کہ دوسرے خوان والے کو اپنے پاس سے کچھ کھانا دیوے یا کسی فقیر کو اوس مین سے کچھ دیوے یا خادم کو یا صاحب خانہ کے مکان کے سوا اور مکان کے بلی یا کتے کو اگرچہ صاحب خانہ کا ہووے دیوے مگر جلی ہوئی روٹی دینا درست ہے جوہرہ مین ہے کہ ایک نے دوسرے کو خط لکھا اور اوسمین یہ لکھا کہ اسکی پشت پر جواب لکھدینا تو مکتوب الیہ کو اوس خط کا پھیر دینا ضرور ہے اور اگر جواب پشت پر طلب نہین کیا تو مکتوب الیہ اوس خط کا مالک ہوجاویگا حاکم کو جبر نہین پہونچتا ادائے زکوٰۃ وغیرہ پر اور نذر اور کفارے پر دین کا اگر ہبہ کیا مدیون کو تو درست ہے پھر وارثون کو رجوع اوس سے خواہ مدیون نے قبول کیا ہو یا نہو درست نہین ہے عورت نے اپنا مہر معاف کیا اس شرط پر کہ خاوند اوس پر ظلم چھوڑ دیوے یا اوسکو حج کرا لاوے اور خاوند نے ایفاے شرط نہ کی تو مہر اپنے حال پر باقی رہیگا اور عفو نہوگا کذا فی الدر المختار وتمتہ وحصہ من الطحطاوی والشامی

الحمد للہ کہ جلد ثالث کتاب نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ خدا کے فضل و کرم سے تیسری تاریخ رمضان شریف سنہ ۱۲۹۱ ہجری روز پنجشنبہ کو تمام ہوئی اب عنقریب ترجمہ چوتھی جلد کا شروع ہوتا ہے خدائے تعالیٰ سے امید ہے کہ اوسکے اتمام کی بھی جلد توفیق دیکر مقبول فرماوے اور اس کتاب کو آخرت مین ذریعۂ مغفرت اور حصول ثواب گردانے فقط

**تمت**

شکر و احسان خداوند وہاب کہ یہ کتاب برکت نصاب واسطے افادۂ طلباے شائقین کے نہایت سعی و کوشش سے باہتمام راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور اوائل شعبان المعظم سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین چھپکر تمام ہوئی

توجہ مہر و دستخط بر خاتمہ

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپی ہوئی ہے مہر و دستخط مہتمم کے ثبت کیے گئے فقط

محمد روشن خان حنفی
محمد عبد الرحمن بن حاجی

هو الغفور
مبر طاعت نفس شهوت پرست
که هر ساعتش قبلهٔ دیگرست
توقع براند ز هر مجلست
بران از خودش تا براند کست

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ
از احسن تالیفات یگانۂ دوران یکتای جہان مولانا حاجی وحید الزمان
ترجمہ اردو شرح وقایہ
نور الہدایہ
در مطبع نظامی واقع کانپور ۱۲۹۳ھ مطبوع گردید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# کتاب الاجارة

ہندی میں اجارہ کو ٹھیکا اور نوکری اور مزدوری اور کرایہ کہتے ہیں جو شخص اپنی چیز کو کرایہ میں دیوے اوسکو موجر اور جو کرایہ کو لیوے اوسکو مستاجر کہتے ہیں ص لغت میں اجارہ کے معنی اجرت یعنی مزدوری کے ہیں اور اصطلاح شرع میں اجارہ بیع ہے ایک نفع معلوم کے بدلے میں ایک عوض معلوم کے برابر ہے کہ وہ عوض عین ہو ف جیسے گھوڑا خچر بیل بکری کتاب وغیرہ ص یا دین ہووے ف جیسے روپیہ اشرفی وغیرہ مترجم کہتا ہے یہ جو تعریف مصنف نے اجارہ کی بیان کی ناقص ہے اسواسطے کہ اجارۂ فاسدہ جسمیں نفع کی تعیین یا عوض کی تشخیص نہوئی ہووے اس تعریف سے نکل جاتا ہے حالانکہ مطلق اجارہ صحیح اور فاسد دونوں کو شامل ہے اسلیے صاحب درمختار نے معلوم کی قید نہیں لگائی اور نفع کے بعد ایک قید بڑھا دی کہ وہ نفع مقصود ہو اوس میں سے اس سے نکل گیا کرایہ لینا کپڑوں یا برتنوں کا محض آرائش و زیبائش کے لیے یا گھوڑا کوتل چلانے کے لیے یا غلام و خادم جلو میں چلنے کے لیے تا لوگ سمجھیں کہ مستاجر کی ملک ہیں کہ یہ اجارہ فاسد ہے موجر کو نہیں اجرت مستحق اجارہ جائز ہے تعامل سے جہاں پر ایک دستور معین ہو وہ مثل بیع کے جیسے ناؤ کی سواری کی اجرت یا حجام کی مزدوری یا فصد یا حمام یا سقے کی اجرت عقد کی اسمیں کچھ حاجت نہیں درمختار و طحطاوی ص اور منفعت معلوم ہوتی ہے مدت اجارہ بیان کرنے سے جیسے گھروں میں رہنے اور زمین میں کھیتی کرنے کی فلاں مدت تک برابر ہے کہ وہ مدت طویل ہو یا کم ہو ف اور بعضوں نے ایک سال سے زیادہ مدت جائز نہیں رکھی لیکن مفتی بہ یہی ہے جو متن میں ہے ص البتہ وقف کی اراضی کا اجارہ دینا تین برس سے زیادہ مدت تک کا صحیح نہیں یہی مختار ہے اسلیے کہ مستاجر اپنی ملک کا دعوی نہ کرنے لگے اور جب وجہ عدم جواز کی یہ ہوئی تو اب اجارہ طویلہ مختلف عقود سے جیسا بعض فقہا نے جائز کہا ہے جائز نہو گا معاف کرے اللہ خطا اونکی ف صدر الشریعۃ کی غرض اس مقام سے رد ہے اوپر اون فقہا کے جنھوں نے واسطے اجارۂ طویلہ کے اراضی وقف میں ایک حیلہ نکالا ہے وہ یہ ہے کہ اجارہ مشتمل ہو

کئی عقدوں پر اور ہر ہر عقد تین تین برس یا کم کا ہووے تو اسطرح مدت اجارہ کی بہت طویل ہو سکتی ہے اور جب ایک عقد تمام ہو جاویگا تو دوسرا عقد شروع ہو جاویگا اور یہی حیلہ ہے اون لوگون کے نزدیک بھی جو غیر اراضی وقف مین ایکسال سے زیادہ مدت جائز نہین رکھتے شارح نے اس قول کو اسطرح پر رد کیا کہ اجارۂ طویلہ کی وجہ عدم جواز کی یہی ہے کہ ایسا نہو کہ مستاجر بعد زمانہ ایک مدت طویل کے باستدلال قبضے اپنے کے موقعہ مین دعوی ملک کرے یا وہ وقف ضائع ہو جاوے اور یہ وجہ اس صورت مین بھی پائی جاتی ہے تو یہ حیلہ بھی ناجائز ہیگا تو جب اجارۂ طویلہ ناجائز ہوا تو فسخ ہو جاویگا کل مدت مین یعنی تین سال مین بھی رہیگا نہ زیادہ مین اور بعض کے نزدیک اجارۂ طویلہ اگر اراضی مین ہے تو تین برس مین صحیح ہوگا اور باقی مین غیر صحیح اور اگر گھر یا دکان مین ہے تو ایک برس مین صحیح ہوگا اور باقی مین باطل لیکن اول قول کو ترجیح دی ہے مصنف تنویر الابصار نے واللہ اعلم

ص اور کبھی منفعت معلوم ہوتی ہے کام کے بیان کر دینے سے جیسے رنگوائی یا سلوائی یا اسبابکی ڈھوائی جسکا مقدار معلوم ہو یا ایک مسافت معین تک ف سواری ایک جانور کی ایک مسافت معین یا ایک وقت معین تک اگر مسافت یا وقت کا بیان نہو تو اجارہ فاسد ہے اور ڈھلوائی اور رنگوائی کو اور اسی طرح رنگریزی وغیرہ کو اسطرح بیان کر دینا لازم ہے کہ پھر خبر کو منازعت نہووے مثلاً رنگوائی مین کپڑے کا بیان اور رنگ کی قسم کا کہ سرخ یا سبز ہو معلوم ہونا ضروری ہے اسی طرح سلوائی مین دوخت کی قسم اور کپڑے کا بیان لازم ہے اور ایسا ہی ڈھلوائی مین کپڑے کا معین ہونا ضروری ہے اور مقدار [illegible]

ص اور کبھی منفعت معلوم ہو جاتی ہے اشارے سے جیسے ایک چیز کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ اسکو فلان جگہ تک پہونچا دے اور اجرت صرف عقد اجارے سے واجب نہین ہوتی ف اور شافعی کے نزدیک صرف عقد اجارے سے واجب ہو جاتی ہے ص بلکہ جب مستاجر اجرت کو پیشگی دیدیوے بلا شرط ف یعنی شرط اجارہ مین نہو کہ اجرت پیشگی لیجاویگی بلکہ از خود مستاجر جلدی کرکے اجرت دیدیوے تو اب وہ واجب ہو جاتی ہے اس معنی کرکے کہ پھر مستاجر اوسکو پھیر نہین سکتا ص یا اجرت کی شرط پیشگی لینے کی ہوگی ہو یا مستاجر نفع اوٹھاوے یا قدرت نفع اوٹھانے کی پوری ہو جاوے ف جب موجر مستاجر کو اجارے کی چیز اپنے اسباب سے خالی کرکے دیوے اور اسکیطرف سے یا حاکم یا غاصب کیطرف سے کوئی مانع نہو تو مستاجر قادر ٹھہریگا اسوقت مین اگرچہ مستاجر اوس سے نفع نہ اوٹھاوے لیکن بعد گذرنے مدت کے اجرت اوسپر لازم ہوگی الا تین صورتون مین ایک اجارۂ فاسدہ مین قدرت انتفاع سے اجرت لازم نہین آتی بلکہ جب اوس سے [illegible] اوٹھاوے دوسری جب جانور خارج شہر کے سواری کیواسطے کرایہ لیا پھر اوسکو اپنے پاس باندھ رکھا اور اوسپر سوار [illegible] ہوا تیسری یہ کہ ایک کپڑا ایک روپیہ کرایہ پر پہننے کو لیا پھر اوسکو چند سال تک رکھ چھوڑا بدون پہننے کے [illegible] تو اتنے دنون تک کی لازم ہوگی جہان تک وہ کپڑا پہننے سے پھٹ جاتا اوسکے بعد کی لازم نہ آویگی اشباہ [illegible] لیا اور اپنے قبضے مین کر لیا اور وہین سکونت نہ کی تو اجرت واجب ہوگی بعد گذرنے مدت کے [illegible] کرایہ دار سے کسی نے جبراً چھین لیا تو جس مدت تک وہ گھر اوسکے پاس سے [illegible] غاصب پاس رہا ہے اوسقدر کا کرایہ دینا نہ پڑیگا ف اگر اوس صورت مین کہ اوس غاصب کا نکالنا ممکن ہو کرایہ دار کو سفارش سے یا مددگارون کی حمایت اور زور سے اور اوسنے خود نہ نکالا تو اون دنون کی بھی اجرت دینا پڑیگی کذا فی الاشباہ ص اور موجر کو درست ہے کہ کرایہ زمین اور مکان کا کرایہ دار سے روزانہ وصول کرے اور جانور کا ہر منزل پر لیوے ف یہ صورت جب ہے کہ کرایہ مطلق مقرر کیا ہو بلا قید تعجیل یا تاخیر کے اور اگر تعجیل

یا تاخیر کا بیان ہوگیا ہووے تو وہی متعین ہوگا شرط کے موافق مختار ص اور دھوبی اور درزی مزدوری جب لیگا کہ اپنے کام سے فراغت حاصل کرے فا اگر وہ شی قبل اسکے تلف ہو گئی تو مزدوری اوسکی ساقط ہو جاوے گی مختار ص اگر چہ سلائی کا کام درزی نے مستاجر کے گھر میں کیا ہووے ف یہ ہو کہا کہ خیال کر اگر کام مستاجر کے گھر میں کیا اور کچھ سی رکھا تھا کہ چوری ہوگیا تو اوسکو بقدر سلائی کے مزدوری ملیگی کذا فی الکافی ف صحیح اگر مزدور نے دیوار بنائی اور بعد بنانے کے گر گئی تو اجرت اوسکی حصہ کی موافق مذہب صحیح کے اگر درزی ایک شخص کا کپڑا سی رہا تھا اور قبل اس بات کے کہ درزی وہ کپڑا مالک کو دیوے ایک شخص نے اوسکی سیون ادھیڑ ڈالی تو درزی کو مزدوری نہ ملیگی بلکہ درزی کو سیون ادھیڑنے والے سے تاوان لینے کا اختیار ہے کذا فی الذخیرہ ص اور نان پز مزدوری لے سکتا ہے جب روٹی تنور سے نکال لیوے تو اگر روٹی جلجاوے بعد نکال لینے کے تو اوسکو اجرت ملیگی اور جو قبل نکالنے کے جل جاوے تو مزدوری اوسکو نہ ملیگی اور دونوں صورتوں میں نان پز پر نقصان کا تاوان نہ آویگا ف نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک نان پز مالک کا جسقدر آٹا تھا حوالے کرے اور اگر مالک چاہے تو نان پز سے پختہ روٹی کا تاوان لیکر پکانے کی مزدوری اوسکو دیدیوے یہ خلاف صرف صورت اول میں ہے اور لیکن صورت ثانی میں یعنی جب روٹی قبل نکالنے کے جل جاوے تو بالاتفاق اوسکو مزدوری نہ ملیگی اور تاوان لازم آویگا یہ حکم جب تھا کہ روٹی مستاجر کے گھر میں پکائی جاتی ہووے اور جو اوسکے گھر میں نہ پکتی ہووے تو جل جانے یا چوری جانے کی صورت میں بالکل مزدوری نہ ملیگی خواہ وہ روٹی قبل نکالنے کے تنور سے جلی ہووے یا بعد نکالنے کے در مختار ص اور دیگ اور ہانڈی پکانے کی مزدوری واجب ہوتی ہے نکالنے کے بعد یعنی جب دیگ سے پیالوں اور رکابیوں میں باورچی نکال چکے تب مزدوری کا مستحق ہوگا ف پس اگر باورچی نے کھانا بگاڑ دیا یا جلا دیا یا کچا رکھا خوب نہ پکایا تو وہ کھانے کا ضامن ہے یعنی طعام کی قیمت کا تاوان اوسپر لازم ہوگا در مختار ص اور کچی اینٹ پاتھنے والے کی مزدوری واجب ہوگی جب اینٹیں کھڑی کر دیوے ف یعنی الگ الگ بنا کر ڈال دیوے یہ قول امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک تشریج کے بعد یعنی بعض کو بعض پر رکھنے اور ڈھیر لگا دینے کے بعد واجب ہوگی اور فتوی صاحبین کے قول پر ہے در مختار ص جو اجیر کہ اوسکے کام کا اثر موجود ہو اوس شی میں جیسے رنگریز اور وہ دھوبی جو نشاستہ اور انڈے کی سفیدی سے دھوتا ہے ف کہ ان دونوں کے کام کا اثر کپڑے میں موجود رہتا ہے یعنی رنگ اور نشاستہ وغیرہ اور بعضوں کے نزدیک اثر سے مراد یہ ہے کہ جو نظر پڑے اور دکھائی دے اس صورت میں وہ دھوبی جو فقط کپڑا سفید کر دیتا ہے اور نشاستہ وغیرہ نہیں لگاتا اسی حکم میں داخل ہے در مختار میں ہے کہ قول ثانی صحیح ہے تو کپڑا دھونے والا اور پستہ توڑنے والا اور لکڑی چیرنے والا اور آٹا پیسنے والا اور درزی اور موزہ دوز اور غلام کا سر مونڈنے والا ص ان سب کو روک رکھنا چیز کا مزدوری وصول کرنیکے لیے جائز ہے تو اگر ان لوگوں نے چیز کو روک رکھا اور وہ چیز تلف ہوگئی تو نہ مزدور پر تاوان ہے اور نہ مالک پر مزدوری ہے ف یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک چونکہ وہ شی قبل روک رکھنے کے مضمون تھی تو بعد روکنے کے بھی مضمون ہوگی پھر مالک کو اونکے نزدیک اختیار ہے چاہے تاوان لیوے ان لوگوں سے اوس چیز کی قیمت کا جو قبل اوس عمل کے تھی تو مزدوری نہ دیوے یا اوس قیمت کا جو بعد عمل کے ہو تو مزدوری بھی دیوے کذا فی الاصل ص اور جس اجیر کے کام کا اثر نہ

ضمین ہووے جیسے بوجھ لادنے والا یا ملاح یا کپڑا کھینچنے والا جو صرف پانی مین ڈبا کر لا دیوے تو ان لوگون کو چیز کا
روک رکھنا واسطے مزدوری لینے کے نہیں پہونچتا **ف** تو اگر ان لوگون نے چیز کو روک رکھا اور تلف ہو گئی تو ضمان
دینگے مثل غاصب کے در مختار **ص** البتہ جو غلام بھاگے ہوئے کو لیکر آوے وہ اپنی مزدوری کے لیے اوس غلام کو
روک سکتا ہے **ف** اگرچہ اوسکے کام کا اثر غلام مین کچھ پایا نہین جاتا اسلیے کہ غلام آبق مثل ہالک کے تھا تو لانے والے نے
گویا اوسکو جلا کر مالک کے ہاتھ بعوض اجرت کے فروخت کیا اور نفر کے نزدیک اجیر کو حق حبس نہین برابر ہے کہ اوسکے کام کا
اثر اوس چیز مین ہووے یا نہو کذا فی الاصل **ص** اگر مالک مال نے اجیر سے قید اس بات کی نہ لگائی کہ یہ کام تو اپنے ہاتھ سے کرنا تو اوسکو
اختیار ہے کہ خواہ آپ کرے یا کسی اور سے کام لیوے اور اگر یہ قید لگا دی تھی تو اجیر کو دوسرے سے کام لینا درست نہین **ف** مگر دایہ
کو اوسکو غیر عورت سے دودھ پلوا دینا جائز ہے شرطاً اور بلا شرط ہر طرح سے در مختار **ص** ایک شخص نے ٹھیکہ لیا اس بات کا کہ زید کے
اہل عیال کو لے آوے گا **ف** مثلاً بصرہ سے جا کر اور جب بصرہ مین گیا **ص** تو بعض اہل و عیال اوسکے مر گئے تھے وہ شخص
جو باقی تھے اونکو لیکر آیا اسصورت مین اجیر کو اجرت حساب سے ملیگی زید نے عمرو کو ایک خط دیا کہ بکر کو لیجا کر پہونچاوے اجرت سے
عمرو جب لیکر گیا تو بسبب مر جانے بکر کے وہ خط پھر زید کے پاس واپس کر لایا اسصورت مین عمرو کو اجرت نہ ملیگی **ف** یہی
حکم ہے اگر کچھ کھانا لیجاوے کسی کے پہنچانے کے لیے اور اوسکے مر جانے کے سبب سے وہ کھانا پھر مالک کے پاس پھیر لاوے
کہ اجرت نہ ملیگی نزدیک شیخین کے اور نزدیک محمد رح کے خط مین اوسکو اجرت جانے کی ملیگی یعنی نصف پوری اجرت کی اور کھانے
مین کچھ نہ ملیگا کذا فی الاصل طحطاوی مین ہے کہ یہ حکم جب ہے کہ مالک نے خط لیجانے اور جواب لانے دونون کو کہا ہو واسطے
کہ اگر جواب لانا مذکور نہوگا تو خط پھیر لانے سے تمام اجرت لازم ہوگی چنانچہ شرح مجمع مین مصرح ہے اور امام محمد رح کے جامع صغیر
مین خط لیجانا اور جواب لانا دونون مذکور ہین انتہیٰ مختصراً **ص** صحیح ہے کرایہ لینا گھر کا یا دکان کا اگرچہ ذکر نکرے
اوس کام کا جو اوس مین کریگا **ف** اسواسطے کہ عمل متعارف ان دونون مین سکونت ہے تو مطلق منصرف ہوگا طرف متعارف
کے کذا فی الاصل **ص** اور کرایہ دار کو جائز ہے کہ اوس دکان یا مکان مین جو کام چاہے کرے مگر وہ کام جس سے عمارت
سست ہو جاتی ہے جیسے لوہاری **ف** اور لوہاری اور آٹا پسوائی کا ان کامون سے عمارت مین نقصان آتا ہے
تو بدون رضامندی مالک کے یا ان چیزون کی شرط ہو جانے سے عقد اجارہ مین یہ کام درست نہین اسیطرح مستاجر کو اختیار
کہ جب مکان یا دکان کرایہ کو لیوے تو آپ رہے یا اور کسیکو رکھے لیکن لوہار دھوبی وغیرہ جن سے عمارت مین نقصان
ہوتا ہے نہ رکھے در مختار **ص** اگر زمین کرایہ کو لی واسطے عمارت بنانے کے یا درخت بونے کے تو درست ہے پھر جب
مدت اجارہ تمام ہو جاوے تو مستاجر کو لازم ہے کہ عمارت اور درخت اپنا اوکھیڑ کے زمین خالی مالک کو تسلیم کرے مگر جبکہ
مالک زمین کا اوس عمارت اور درخت کی قیمت دینے پر جو بعد اکھڑ جانے کے ہوتی ہے راضی ہو جاوے تو جبراً اوسقدر
قیمت مستاجر کو دیکر عمارت اور درخت بھی لے سکتا ہے اگر کھودنے سے عمارت کے اور درخت کے مالک کی زمین کا
نقصان ہوتا ہو اور اگر نقصان نہوتا ہو تو مستاجر کی رضامندی سے لے سکتا ہے یا مالک زمین کا راضی ہو جاوے
اس بات پر کہ عمارت اور درخت اپنا ہماری زمین پر رہنے دو تو زمین مالک کی ہوگی اور عمارت اور درخت مستاجر

ف لیکن عمارت اور درخت کا رہنے دینا اگر بعوض اجرت کے ہو تو اجارہ ہوگا ورنہ عاریت ہوگا تو اب مالک
زمین اور مالک مکان دونوں کو پہونچتا ہے کہ زمین اور عمارت ایک شخص ثالث کو کرایہ پر دیویں اور وہ کرایہ قیمت زمین پر جو بغیر
عمارت ہووے اور قیمت عمارت پر جو بغیر زمین ہووے تقسیم کرکے بقدر اپنے اپنے حصے کے بانٹ لیویں درمختار ص اور
رطبہ کا حکم ف رطبہ طاء مین درخت اور گھانس کے ہے مراد یہاں رطبہ سے وہ چیز ہے جسکو ایک مرتبہ بودین تو جڑ اوسکی
ہمیشہ زمین مین باقی رہے اور اوسکے پتے یا پھول توڑتے اور بیچتے جاوین ص مثل درخت کے ہے ف یعنی مستاجر پر رطبہ
اوکھیڑ کے خالی زمین تسلیم کرنا واجب ہے اسلیے کہ رطبہ کی جب کوئی انتہا نہین ہوئی تو مثل درخت کے ہوگئی کہ اوسکا
اوکھیڑنا ضرور ہوا برخلاف کھیتی کے کہ اگر مدت اجارہ ختم ہوگئی اور ابھی تک کھیتی کٹنے کا وقت نہین آیا تو مستاجر پر جبر
نہ کیا جاویگا کھیت اوکھیڑنے پر بلکہ کٹنے کے وقت تک مہلت دیجاویگی اور مالک زمین کو اجرت مثل دلائی جاویگی
اور اسی کھیتی کے حکم مین ہین وہ ترکاریان جنکی ایک انتہا ہے جیسے مولی گاجر بینگن وغیرہ درمختار ص اگر ایک جانور سواری
کو کرایہ لیا اور کرایہ لیتے وقت فقط اپنے سوار ہونے کا ذکر کیا بعد اوسکے اپنے پیچھے ایک اور شخص کو بھی بٹھایا اور جانور ہلاک
ہوگیا تو جانور کی نصف قیمت مستاجر کو دینا پڑیگی ف اور گرانی وزن کا اعتبار نہوگا اسواسطے کہ کبھی ہلکا آدمی
جو ناواقف ہو سواری سے زیادہ ضرر پہونچاتا ہے اور بھاری آدمی جو فن سواری کو جانتا ہووے کذا فی الاصل ص
اور اگر مقرر بوجھ سے زیادہ لادنے سے جانور مر گیا تو تاوان دے بقدر زیادہ ہونے بوجھ کے ف مثلاً تین
من لادنا ٹھہرا تھا اور اوسنے چار من لادا اوس سے جانور مر گیا تو چوتھائی قیمت کا تاوان دیوے ص
یہ حکم جب ہے کہ وہ جانور اوسقدر بوجھ کے لادنے کی جتنا مستاجر نے لادا ہے طاقت رکھتا تھا اور جو اوسقدر بوجھ کی
وہ جانور طاقت ہی نرکھتا تھا تو کل قیمت کا تاوان لازم آویگا ف اسی طرح اگر ردیف کی سواری کی بالکل طاقت
ہی نرکھتا تھا اور مستاجر نے سوار کیا تو کل قیمت کا تاوان دیگا جیسے ردیف کو اپنے کندھے پر بٹھا لیا یا بوجھ کی جگہ پر
سوار ہوگیا یا بہت سے کپڑے اپنے اوپر لاد لیے ان سب صورتون مین کل قیمت کا تاوان دیگا درمختار ص
اسی طرح اگر مستاجر نے جانور کو مارا یا اوسکے لگام کھینچی اور جانور ہلاک ہوگیا تو کل قیمت کا تاوان لازم آویگا امام
صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تاوان نہوگا مگر جب کہ ایسی مار مارے یا اسطرح لگام کھینچے جو موافق
دستور کے نہووے ف اسی پر فتوی ہے اور امام نے بھی اسی قول کیطرف رجوع کیا درمختار اور ہدایہ کا ظاہر
قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مستاجر کو جانور کا مارنا جائز ہے اذن عرفی کے سبب سے اور مارنا اپنے جانور کو پس قنیہ
مین ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ اوسکو ہرگز نہ مارے اور اوس سے مواخذہ ہوگا اوس ضرب مین جو عادت سے زیادہ ہے یعنی
ہر شخص کو منع کرنا درست ہے علی الخصوص جب مالک جانور کے موجود ہے درمختار ص اگر ایک جانور کو کرایہ
لیا ایک مقام معین تک آنے جانے کے لیے اور اوس مقام سے آگے لے گیا بعد اوسکے پھر اوسی مقام تک پھیر لایا اور
جانور ہلاک ہوگیا تو اوسکو ضمان دینا ہوگا ف یہی حکم ہے عاریت مین اور بعضون کے نزدیک ضمان جب ہے کہ
جانے کے لیے کرایہ لیا ہو اور جو آنے جانے کے لیے لیا ہو تو تاوان نہین ہے لیکن صحیح قول اول ہے کہ دونون صورتون مین

ضمان ہے او صدر الشریعۃ نے کہا کہ اگر جانور اوس مقام مین تھکر ہلاک ہو گیا اور یقین ہو اس بات کا کہ اوسکی ہلاکت مین اوس مقام سے آگے جانے کو دخل نہین ہے تو فتوی ہوگا ضمان نہ آنے پر اور اگر ہلاک ہوا ایسے سبب سے کہ اسکا یقین نہین ہے بلکہ احتمال ہے آگے جانے کو اوسکی ہلاکت مین دخل ہو تو فتوی ضمان آنے پر ہے انتہی مختصراً **ص** اگر ایک گدھا کرایہ لیا جسپر زین کسا ہوا تھا اور مستاجر نے اوسکا زین اوتار کے پالان اوسپر باندھا اور بوجھ لادا پھر وہ تلف ہو گیا تو ضمان لازم آویگا برابر ہے کہ اوس طرح کا پالان ایسے گدھے پر باندھا جاتا ہو یا نہ باندھا جاتا ہو اور اگر مستاجر نے اوس زین کو اوتار کر دوسرا زین اوسپر کسا تو دیکھنا چاہیے اگر وہ زین جسکو مستاجر نے کسا ہے ایسا ہے کہ اوس قسم کا زین ایسے گدھے پر نہین کسا جاتا ہے تو ضمان ہوگا اور اگر کسا جاتا ہے تو ضمان نہوگا مگر جب بوجھ مین زیادہ ہو پہلے زین سے تو بقدر زیادتی وزن ضمان ہوگا یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک پالان مین بھی یہی حکم ہے **ف** یعنی جب پالان اس قسم کا ہووے کہ ویسا پالان ایسے گدھے پر لادا جاتا ہے تو ضمان نہین ہے مگر جب وزن مین زائد ہو زین سے کذا فی الاصل **ص** اگر ایک شخص کو بوجھ پہنچانے کے لیے اجرت پر مقرر کیا اور حمال نے اسباب لیکر وہ رستہ اختیار کیا جسکو مالک نے مقرر کر دیا تھا بلکہ دوسرے رستہ سے گیا اور دونون رستون مین فرق تھا **ف** مثلاً مالک کا رستہ مقرر کیا ہوا امن اور محفوظ تھا اور مزدور کا راستہ پر خوف و خطر یا دشوار گذار تھا **ص** یا مزدور جس رستہ گیا اوس مین لوگ آمد و رفت نہین کرتے تھے یا مالک نے خشکی کے رستہ جانے کو کہا تھا اور حمال دریا کے رستہ گیا اور مال و اسباب تلف ہو گیا تو حمال ضامن ہوگا **ف** اور جو دونون رستون مین کچھ فرق نہووے تو ضامن نہوگا ہدایہ **ص** اور اگر باینہمہ حمال نے اسباب مالک کا منزل مقصود تک پونہچا دیا تو مالک کو اجرت دینا پڑیگی جس شخص نے زمین کرایہ لی گیہون بونے کے لیے اور پھر اوسمین رطبہ لگایا تو جو کچھ نقصان زمین کا رطبہ لگانے سے ہوگا وہ مستاجر کو دینا پڑیگا اور اجرت نہین دیگا اسلیے کہ وہ خلاف کرنے سے غاصب ہو گیا اور غاصب پر صرف تاوان ہے **ص** جس شخص نے درزی کو ایک کپڑا دیا کرتہ سینے کے لیے اور اوسنے قبا سی ڈالی تو مالک کو اختیار ہے خواہ اپنے کپڑے کی قیمت درزی سے لے لیوے یا قبا لے لیوے اور درزی کو اجر مثل دیدیوے لیکن اجر مثل اجر مسمی سے زیادہ نہ دیوے **ف** یعنی جسقدر کرتہ کی سلائی مقرر ہوئی تھی اوس سے کم یا برابر اگر اجر مثل قبا کا ہووے تو اجر مثل دیوے اور جو اجر مثل قبا کا اجر مسمی سے زیادہ ہووے تو زیادہ نہ دیگا کیونکہ یہ اجارہ فاسد ہو گیا اور اجارہ فاسدہ مین ہمارے نزدیک اجر مسمی سے زیادتی نہین ہوتی

## مسائل ملحقہ

رنگریز کو ایک کپڑا دیکر سرخ رنگنے کو کہا اور اوسنے زرد رنگا تو مالک کو اختیار ہے چاہے زرد رنگین لے لیوے اور رنگریز کو اوتنا دیوے جتنی قیمت سفید کپڑے کی زردی سے زیادہ ہو گئی اور رنگریز کے واسطے اجرت نہین اور چاہے اپنے سفید کپڑے کے دام لیوے اسیطرح اگر رنگریز نے جہت ناقص رنگا تو سفید کپڑے کی قیمت کا ضمان دیگا درزی سے کہا کہ قبا یا قمیص قطع کر جسکا طول اور عرض اسقدر ہو سو وہ کم ہو مقدار معین سے سو اگر بقدر انگلی یا اوسکے مانند کم ہو تو معاف ہو اگر زیادہ ہو تو وہ ضامن ہوگا اور اگر مالک نے درزی سے کہا کہ اگر یہ کپڑا میرے قمیص کو واسطے کفایت کرتا ہو تو اوسکو

قطع کرا لیکے درم کی مزدوری پر اور اوسکو سی دے تو درزی نے قطع کیا پھر بولا کہ یہ کپڑا تیری قمیص کیواسطے کافی نہین تو درزی پر
تاوان لازم ہوگا اسواسطے کہ اوسنے دھوکھا دیا سائبان ہو تو راسیدان مین یہانتک کہ مال تلف ہو گیا چوری یا بارش سے
اگر وہان چوری اور بارش بکثرت ہوا کرتی ہے تو ضامن ہوگا اگر ایک شخص نے اہل بازار مین سے دوسرے تاجر کا مال بیچدیا
بغیر تقرر اجرت کے بعد اوسکے اجرت طلب کی تو عرف کا اعتبار ہوگا یعنی اگر اجرت لینے کا دستور ہوگا تو اجرت مثل واجب
ہوگی ورنہ نہین ظاہر الروایۃ مین گھر اگر تھوڑا گر جاوے تو کرایہ ساقط نہین ہوتا اور بعض کے نزدیک بقدر انہدام
کرایہ ساقط کر دیا جاویگا اگر مالک خانہ نے کرایہ دار کو حکم کیا عمارت بنانے کا اور کرایہ مین مجرا کر لینے کا تو عمارت مین دونون نے اتفاق
کیا اور مقدار صرف مین اختلاف کیا تو صاحب خانہ کا قول مقبول ہوگا اور گواہ کرایہ دار کے مسموع ہونگے [illegible]

## باب اجارہ فاسدہ کے بیان مین

اجارہ فاسد ہو جاتا ہے شرط سے جس سے بیع فاسد ہوتی ہے ف یعنی اوس شرط سے کہ مخالف ہو عقد کے مثلاً یہ شرط کہ اگر
مکان بالکل خراب اور منہدم بھی ہو جاوے جب بھی کرایہ ساقط نہوگا یا پن چکی کا پانی بند ہو جاوے جب بھی اجرت لازم ہوگی اجارہ کو
وہی شروط فاسد کرتے ہین جو بیع کو جیسے ماجور اور اجرت اور مدت اور عمل کی جہالت اور فاسد کرتا ہے اجارہ کو شیوع اصلی یعنی جو
وقت اجارہ موجود ہووے یا بین طور کہ اپنے گھر مین سے ثلث یا ربع کرایہ دیوے غیر شریک کو نہ شیوع طاری یعنی جو بعد اجارہ کے عارض
ہو گیا ہووے جیسے اجارہ دیا کل گھر کا پھر بعض مین فسخ کر ڈالا یا دو شریکون نے اپنی کل چیز کو اجارہ دیا پھر ایک شریک مر گیا
اگر اجارہ دیا شی مشاع کو اور قبل باطل کرنے حاکم کے اوسکو تقسیم کیا اور تسلیم کیا مستاجر کو تو جائز ہوگا نہ بعد ابطال حاکم کے
اجارۂ فاسدہ کا حکم یہ ہے کہ جب مستاجر اوس سے منفعت حاصل کر لیوے تو اجرت مثل واجب ہوگی اور نہ زیادہ ہوگی اجرت
مسمی سے اگر اجرت کا تسمیہ اور تعین ہوا ہو اور جو اجرت شی مجہول ہووے جیسے ایک کپڑا یا ایک چارپایہ یا اجرت کا ذکر ہی
نہ آیا ہووے یا اجرت خمر یا خنزیر ٹھہرا ہووے تو اجرت مثل واجب ہوگی جہان تک پہنچے اجارۂ فاسدہ جدا ہے اجارۂ باطلہ سے
اجارۂ فاسدہ وہ ہے جو اوپر گذرا یعنی اصل اوسکی مشروع ہووے اور فساد کسی شرط زائد وغیرہ کے سبب سے ہو گیا ہووے اجارۂ باطلہ
جو اصل سے مشروع نہووے جیسے اجارہ لینا بعوض مردار اور خون کے یا بابت نوحہ تراشی یا تصویر سازی کے لیے تو اجارۂ باطلہ
مین مطلق اجرت واجب نہین اگرچہ مستاجر منفعت حاصل کر لیوے طحطاوی و درمختار ملخصاً ص اور اس اجارہ فاسدہ
مین اجرت مثل واجب ہوتی ہے اور نہ زیادہ ہوگی اجرت مسمی سے ف ہمارے نزدیک اور زفر اور شافعی رحمہ کے نزدیک
جہانتک پہنچے اجرت مثل واجب ہوگی جیسے بیع فاسد مین قیمت مبیع کی جہان تک پہنچے واجب ہوتی ہے دلیل ہماری
یہ ہے کہ منافع غیر متقوم ہین فی نفسہا بلکہ متقوم ہو جاتے ہین بسبب عقد کے اور عقد مین خود متعاقدین نے زیادتی کو اجر مسمی سے
ساقط کیا ہے لہذا ف لا اصل ص ایک مکان کرایہ دیا ہر مہینے کا کرایہ اتنا تو فقط ایک مہینے مین اجارہ صحیح ہوگا ف
اور باقی مدت مین فاسد ہوگا بسبب مجہول ہونے مدت کے یعنی معلوم نہین کہ پانچ مہینے یا دس درمختار ص
الا جبکہ مہینے کے اول مین ایک ساعت بھی مستاجر رہیگا تو اوس مین بھی اجارہ صحیح ہوگا ف یہ مذہب بعض مشائخ کا
کہ جب چاند دیکھا جاویگا تو ہر ایک کو حق فسخ ہے پس جب تھوڑا زمانہ بھی دوسرے مہینے کا گذر گیا تو اوس مہینے مین بھی

عقد اجارہ لازم ہو جاویگا اور ظاہر الروایۃ میں ہر ایک کو حق فسخ ہوتا ہے کہ جہالت اور ہیں اللہ کی ضمانت سے پہلے
کہ فقط رویت چاند کی ان کے اعتبار کرنے میں حرج ہے کیونکہ فی الاصل ص اگر یہ کہ سب مہینوں کا اکٹھا ذکر کر دیوے تو سب
میں صحیح ہو جاویگا مثلاً یوں کہدیوے کہ یہ گھر مینے تجکو چھ مہینے تک اجارہ دیا ہر مہینے ہزار کرایہ اسیطرح اگر سال بھر تک
اجارہ دیدیا اسی طرح ف یعنی یوں کہے کہ یہ گھر مینے تجکو سال بھر اجارہ دیا ہر مہینے میں اتنا کرایہ ص اگرچہ ہر مہینے کے
کرایہ کا ذکر نکرے ف یعنی سال بھر کا کرایہ ذکر کر دیوے اور ہر مہینے کا کرایہ بیان نکرے تو صحیح ہوگا اور دس سال
کے کرایہ کو ہر مہینے پر تقسیم کر لیوینگے دس حصہ ص اور ابتدائے مدت اجارہ وہ ہے جو مذکور ہو ف مثلاً یہ کہدیا
ہو کہ اجارہ شروع ہوگا غرہ ماہ رجب یا غرہ ماہ رمضان سے ص اور اگر ابتدائے مدت مذکور نہووے تو وقت عقد اجارہ
وہی اول مدت ہے سو اگر اجارہ منعقد ہوا ہو اوسوقت جب چاند دیکھا گیا تو مہینوں کا شمار چاند چاند ہوا کریگا اور اگر
اجارہ ہوا ہو اثنائے مہینے میں ف مثلاً دسویں یا آٹھویں یا چھبیسویں یا بیسویں وغیرہ ص تو امام ابو حنیفہ کے
نزدیک مہینوں کا شمار دنوں سے ہوگا یعنی جب تیس دن پورے ہوا کرینگے تو ایک مہینا ہو جاویگا اور صاحبین کے
نزدیک پہلا مہینہ دنوں سے پورا کیا جاویگا اور باقی چاند چاند رہیگا پس اگر ذیحجہ کی دسویں تاریخ سال بھر کا اجارہ
ہوا تو امام کے نزدیک سال پورا ہوگا دنوں کے شمار سے ہر مہینہ تیس دن کا تو ایک سال تین سو ساٹھ
دن کا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک ذیحجہ اگر تیس دن کا ہو تو سال تمام ہوگا دوسرے سال کے ذیحجہ کی دسویں تاریخ
اور اگر ذیحجہ انتیس دن کا ہوگا تو سال تمام ہوگا ذیحجہ کی گیارھویں تاریخ کو اور حق یہ ہے کہ تمام ہوگا سال دسویں ذیحجہ
کو دونوں صورتوں میں کیا تو نے سنا ہے کہ ایک سال میں دو عید اضحی ہوویں ف ہمارے عرف کے موافق
مذہب صاحبین کا اولیٰ بالعمل ہے ص اور جائز ہے اجرت دینا حمام کی اور حجام کی ف در مختار میں وجہ اجرت
حمام کے جواز کی یہ مرقوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جحفہ کے حمام میں تشریف لیگئے تھے لیکن مواہب لدنیہ
میں لکھا ہے کہ دخول حمام جحفہ کی حدیث موضوع ہے اسصورت میں اولی یہ ہے کہ استدلال کیا جاوے تعارف ناس سے اور عدم
اجرت سے ناجائز اسواسطے ہوا کہ اس پر اجماع ہے مسلمین کا اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسکو مسلمان
نیک جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی نیک ہے اور جسکو مسلمان بد جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بد ہے کہا زیلعی نے
تخریج ہدایہ میں کہ یہ حدیث غریب ہے مرفوعاً البتہ روایت کیا اوسکو احمد نے موقوفاً ابن مسعود رضی سے اور اسیطرح روایت
کیا اوسکو بزار اور طبرانی اور طیالسی نے ترجمہ ابن مسعود میں اور حجام کی اجرت کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ روایت کی
بخاری نے ابن عباس رضی سے کہا کہ پچھنے لگائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور دی پچھنے لگانے والے کو اجرت
اوسکی اور اگر ہوتی مزدوری اوسکی حرام تو نہ دیتے آپ اوسکو اور وہ جو مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا
آپنے حرام ہے کمائی حجام کی یا خبیث ہے کسب حجام کا روایت کیا اوسکو مسلم نے رافع بن خدیج سے سو وہ حدیث
منسوخ ہے یا محمول ہے اوپر کراہت تنزیہی کے واللہ اعلم ص اور درست ہے اجارہ لینا اناکا ایک اجرت معین پر ف بسبب
رواج لوگوں کے بخلاف باقی حیوانات کے یعنی شیر نوشی کے واسطے گائے یا بکری کو اجارہ لینا یا اجارہ دینا جائز نہیں.

عدم ہونے جہت کے سبب سے ص اسی طرح انّا کو نوکر رکھنا اوسکے کھانے اور کپڑے پر جائز ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین
کے نزدیک جائز نہیں ہے بوجہ مجہول ہونے اجرت کے اور یہی موافق قیاس کے ہے اور امام صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہ
جہالت موجب منازعت نہیں ہوتی کیونکہ انّا پر خوراک اور پوشاک کی کشایش کی عادت ہے بچے کی محبت اور شفقت
سے ف فتاوی کبری میں ہے کہ انّا کے نوکر رکھنے میں دودھ پلانے کی مدت معین کرنا بلا اجماع شرط ہے دلیل اسکے جواز
کی صاحب ہدایہ نے قول اللہ تعالی کا فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ یعنی اگر وہ دودھ پلاویں تمہارے
لیے تو دو تم اجرت اونکی بیان کیا ہے دوسرے یہ کہ عمل اسی طور پر جاری تھا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم میں اور حضرت نے اوسکو قبول کیا اور ثابت رکھا ص اور انّا کے خاوند کو جائز ہے کہ اپنی زوجہ سے وطی کرے
لیکن مستاجر کے گھر میں ف اسواسطے کہ گھر ملک ہے مستاجر کی تو وہ منع کرسکتا ہے ص انّا کے خاوند کو فسخ اجارہ
پہونچتا ہے اگر اوسکا نکاح ظاہر ہو لوگون میں یا اوسپر گواہ ہوویں اپنے حق کی صیانت کے لیے اور اگر نکاح کا ثبوت
صرف انّا کے اقرار سے ہووے تو فسخ اجارہ نہیں کرسکتا ف کیونکہ صرف اون دونون کا قول مستاجر کے زوال
حق میں قبول نہوگا درمختار ص اور بچے والے فسخ کرسکتے ہیں عقد اجارہ کو اگر انّا بیمار ہو جاوے یا حاملہ ہو جاوے
ف اسواسطے کہ دودھ عورت مریضہ اور حاملہ کا لڑکے کو ضرر کرتا ہے کذا فی الاصل اسیطرح جائز ہے فسخ اگر اوسکی
زناکاری او فسق و فجور ظاہر ہو جاوے یا لڑکا اوسکے دودھ کو قی کر ڈالتا ہووے یا وجود ہونے دیا لڑکا اوسکی چھاتی مونہہ میں نہ لیتا
ہووے یا دودھ اوسکا نہ پیتا ہووے الحاصل جو امر بچے کو مضر ہو تو اوسکا منع مستاجر کو پہونچتا ہے چنانچہ زمانہ دراز تک انّا کا
غائب رہنا اور جو مضر نہو اوسکا منع جائز نہیں اور وہ عقد اجارہ سے مستثنی ہوگا نماز کے اوقات کے مانند
کذا فی الطحاوی اور کفر کے سبب سے فسخ اجارہ جائز نہیں اسواسطے کہ کفر اوسکا صغیر کو ضرر نہیں کرتا اور اگر بچے کا باپ
مرجاویگا تو اجارہ نہ ٹوٹیگا البتہ اگر لڑکا یا انّا کوئی ان میں سے مرجاوے تو اجارہ فسخ ہو جاویگا درمختار ص اور
انّا پر لازم ہے بچے اور اوسکے کپڑون کا دھونا اور اوسکا کھانا تیار کرنا اور اوسکے بدن میں تیل لگانا نہ ان چیزون
کی قیمت اور ان چیزون کی قیمت اور اوسکے دودھ پلانے کی اجرت بچے کے باپ پر ہے ف اگر بچے کا مال
نہووے ورنہ اوسی کے مال سے دیجاویگی درمختار ص سو اگر انّا نے بچے کو بکری کا دودھ پلایا اور اوسکو کھانا کھلایا
اور مدت اجارہ کی گذر گئی تو اجرت نپاویگی ف یہ خلاف اوس صورت کے کہ انّا نے اپنی لونڈی سے یا نوکر
عورت کو نوکر رکھ کے دودھ پلوا دیا کہ اس صورت میں انّا کو اجرت ملیگی مگر جب خود انّا کے دودھ پلانے کی شرط
ہوگئی ہووے تو غیر سے دودھ پلوا دینے میں مستحق اجرت نہوگی بر قول اصح اور اوجہ یہ ہے کہ اجرت واجب ہوگی
درمختار و طحطاوی ص اور نہیں صحیح ہے اجارہ لینا اذان کے واسطے ف اسواسطے کہ روایت کیا
ہے ابوداود نے عثمان بن ابی العاص سے کہا کہ کہا میں نے یا رسول اللہ کر دیجیے مجھکو امام اپنی قوم کا فرمایا آپ نے تو امام انکا ہے
اور رکھو تو ایسا مؤذن جو نہ لیوے اذان پر اجرت ص اور حج اور امامت کے واسطے اور قرآن اور فقہ کی
تعلیم کے واسطے ف اور مثل فقہ کے اور علوم دینیہ ہیں اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ہے جو تم قرآن کو اوسپر دہ روٹی کھاؤ اوسکی بروایت کیا اوسکو امام احمد نے مسند میں کلیہ اسکا یہ ہے کہ جمیع عبادات اور طاعات
کے لیے اجارہ درست نہیں ہے ص مختار ہے فقہا کے زمانے میں فتوی اسپر ہے کہ تعلیم قرآن اور فقہ ف اور
امامت اور اذان ص کے لیے اجرت لینا درست ہے ق کیونکہ قاعدہ ہمارے نزدیک یہ ہے
کہ اجارہ طاعات اور معاصی پر درست نہیں ہے لیکن بسبب سستی کے جو پڑگئی دین میں تو اب فتوی دیا جاتا ہے ساتھ صحت اجارہ کے
تعلیم قرآن اور فقہ کے لیے اس خوف سے کہ مبادا یہ چیزیں مٹ جاویں اور ضائع ہو جاویں کذا فی الاصل میں کہتا ہوں موافق
قول مفتی بہ کے ایک حدیث بھی موجود ہے جسکو روایت کیا بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے زیادہ لائق اون چیزوں میں کہ جن پر لیا تم نے اجرت کتاب اللہ کی ہے واللہ اعلم ص توجب بنظر زمانہ حال
ان چیزوں کی اجرت لینا درست ٹھہری تو مستاجر پر جبر ہوگا اوس اجرت کے دینے پر جو اوس نے قبول کی ہے اور در صورت
نہ دینے کے اوسکے عوض میں محبوس ہوگا اور بھی جبر ہوگا اوس مٹھائی کے دینے پر جو اوستادوں کو دیا کرتے ہیں ف
عربی میں اوسکو حلوہ کہتے ہیں اور وہ ایک ہدیہ ہے جو لڑکوں کے بھیجا جاتا ہے بعض سورتوں کے شروع ہونے پر چنانچہ سورہ کے
اور فتح اس ہدیہ کا نام حلوہ اسواسطے ہوا کہ اکثر حلوا دیا کرتے ہیں اور یہ لغت ہے اہل ماوراء النہر کی کذا فی الاصل اور نہیں جائز
ہے اجارہ مشاع کا مگر اپنے شریک سے ف یعنی جب ایک ہی شریک ہو اور جو دو یا زیادہ شریک ہوں تو ایک شریک سے
اجارہ دینا درست ہوگا در مختار اور یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک اجارہ مشاع کا درست ہے شریک
اور غیر شریک سے کذا فی الاصل لیکن مفتی بہ قول امام صاحب کا ہے اور اوسی پر اعتماد کیا ہے ارباب متون اور شروح نے کذا فی
ص اور نہیں جائز ہے اجرت لینا نر کے چھوڑنے کی مادہ پر جفتی کرنے کے واسطے ف اسواسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے
کہ فرمایا حضرت نے حرام ہے اجرت لینا نر کی کدوائی کی اور یہ حدیث روایت ہے ہدایہ میں لیکن زیلعی نے کہا کہ اس لفظ سے غریب
ہے البتہ روایت کیا بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نر کی کدوائی کے مادہ پر ص اسیطرح
حرام ہے اجرت لینا راگ اور نوحہ اور ڈھول باجے اور تمام آلات لہو ولعب کے بجانے کے لیے ف اسواسطے کہ یہ سب معاصی میں
داخل ہیں اور معاصی پر اجرت لینا ناجائز ہے اور بیان انکی حرمت کا انشاء اللہ تعالی آئیگا ص اگر ایک شخص نے دوسرے کو
سوت دیا اسطرح پر کہ آدھے سوت کا کپڑا بن دیوے اور آدھا سوت مزدوری کا ہے یا کسی نے ایک بیل دیوے یا ایک
گدھا غلہ اوٹھانے کے لیے کرایہ کو دیا بعوض کچھ غلے کے اوس میں سے یا ایک بیل اجارہ لیا واسطے آٹا پیسنے کے بعوض کچھ
تھوڑے آٹے کے اوسی میں سے تو یہ اجارہ فاسد ہے ف قاعدہ کلیہ اسکا یہ ہے کہ جب اجرت وہ شے ہوگی جو مستاجر کے عمل سے
پیدا ہوتی ہے تو وہ اجارہ فاسد ہوگا اور تیسری صورت کا نام قفیز طحان ہے یعنی آٹا پیسنے والے کا اجرا اوسی آٹے میں سے
دیوے اور منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے ابو سعید خدری سے
اور ملحق ہیں اوسکے دوسری صورت محمول ہیں اور یہ صورت ثالثہ کے کذا فی الاصل مع زیادۃ ص یا ایک
نان پز کو مقرر کیا تاکہ ایک قفیز آٹے کی روٹی پکا دیوے آج کے روز بعوض ایک درم کے ف تو یہ اجارہ فاسد ہے نزدیک
امام اعظم رحمہ اللہ کے اور نزدیک صاحبین رحمہم اللہ کے درست ہے صاحبین یہ کہتے ہیں کہ مستاجر نے معقود علیہ عمل کو کیا ہے اور وقت کا

ذکر بعض تفصیل کے لیے ہے امام اعظم یہ کہتے ہین کہ مستاجر نے جمع کر دیا عمل اور وقت مین اور عمل کے معقود علیہ ہونے مین
مستاجر کو نفع ہے اور وقت کے بیان کرنے مین صرف تسلیم نفس معقود علیہ ہوتا ہے اور اوسمین نفع ہے اجیر کو تو آئندہ موجب
منازعت ہوگا اور یہ بھی نہین ہو سکتا کہ معقود علیہ دونون ہون مثلاً روٹی پکایا کرے سارے دن کہ ایک آن خالی
نہ ہے اسلیے کہ یہ ممکن نہین ہے عادۃً یہان تک کہ اگر یون کہا کہ روٹی پکا دیوے آدھے دن مین تو امام سے مروی ہے
کہ صحیح ہو جاویگا اسواسطے کہ مین کے کہنے سے استغراق جاتا رہا کذا فی الاصل ص یا زمین اجارہ لی اس شرط پر کہ
مستاجر اوسکو دوبار جوتے ف تو اگر مراد یہ ہے کہ مستاجر زمین پھیرتے وقت جوت کر دیوے تو کچھ شک نہین اس
اجارے کے فساد مین اسلیے کہ یہ ایسی شرط ہے جسکو عقد اجارہ مقتضی نہین ہے اور اوسمین نفع ہے احد المتعاقدین یعنی موجر کا
اور اگر یہ مراد نہین ہے بلکہ وہ زمین ایسی ہے کہ بدون دوبار کے جوتنے کے کھیت نہین ہوتا تو عقد فاسد نہوگا اسواسطے
کہ اسصورت مین یہ شرط ایسی ہوئی جسکو عقد مقتضی ہے اور جو بدون دوبار کے جوتنے کے کھیتی ہو جاتی ہے تو اگر
اثر اس دوبارہ جوتنے کا بعد ختم ہو جانے عقد اجارہ کے باقی رہیگا تو اجارہ فاسد ہوگا اسواسطے کہ اوسمین منفعت
ہے مالک زمین کی اور جو باقی نہ رہیگا تو اجارہ جائز ہوگا کذا فی الاصل ص یا اوس زمین کی نہرین کھود دیوے
ف مراد نہرون سے یہان بڑی نہرین ہین نہ چھوٹی چھوٹی نالیان اسواسطے کہ منفعت بڑی نہرون کی بعد
مدت اجارے کے بھی باقی رہیگی کذا فی الاصل ص یا اوسمین بانس ڈال دیوے ف اسواسطے کہ اوسکی منفعت بھی بعد عقد باقی رہیگی کذا
فی الاصل ص یا ایک زمین اجارے زراعت کے لیے اس عوض پر کہ دوسری مستاجر کی زمین مین زراعت کرے ف اور شافعی کے نزدیک درست ہے اور ہمارے نزدیک
ایک نفع کا اجارہ ہم جنس نفع سے [illegible] چنانچہ اجارہ سکنی کا سکنی سے اور رکوب کا رکوب سے فاسد ہے کذا فی الزیلعی ص تو یہ
سب قسمین اجارہ کی فاسد ہین ہان اگر زمین اجارہ لی اس شرط پر کہ مستاجر اوسکو جوتے اور بووے یا اوسکو سینچے اور
بووے تو درست ہے ف کیونکہ یہ شرط موافق عقد کے ہے ص اگر زمین اجارہ لی اور یہ بیان نہین کیا کہ اوس
مین زراعت کریگا یا کس چیز کی زراعت کریگا تو اجارہ فاسد ہوگا اگر موجر نے تعمیم نکی ہو اور جو عام کر دیا ہووے
مثلاً یہ کہدیا ہووے کہ جس چیز کی چاہے زراعت کر تو جائز ہوگا برخلاف مکان کے کہ اوسکا اجارہ سکونت پر محمول
ہوگا اگرچہ شک ہے اگر زمین اجارہ لی اور بیان نہ کیا زراعت وغیرہ کو اور اجارہ فاسد ہوا بعد اوسکے مستاجر نے
اوسمین زراعت کی اور مدت گذر گئی تو اجارہ صحیح ہو جاویگا اور محمد کے نزدیک صحیح نہوگا اگر ایک اونٹ مصر
تک کرایہ کو لیا اور بوجھ بیان نکیا کہ کتنا ہے پھر اوسپر بوجھ موافق عادت کے لادا اور اونٹ مر گیا تو مستاجر پر تاوان نہین
ہے ف اسواسطے کہ اجارہ فاسد ہے تو وہ اونٹ مستاجر کے پاس امانت رہیگا جیسا کہ اجارہ صحیحہ مین امانت ہے
ف اور امانت کا ضمان تعدی سے ہوتا ہے اور مستاجر نے جب بوجھ بقدر معتاد لادا تو اوس نے
تعدی نہین کی پھر ضمان کی کیا وجہ ہے ص اور اگر اوس اونٹ نے بوجھ مصر تک پہونچا دیا تو اونٹ والا
اجرت مقررہ لیگا تو اگر موجر اور مستاجر مین قبل کھیتی کرنے کے ف اجارہ زمین کی صورت مین بغیر ذکر
زراعت کے ص یا بوجھ لادنے کے ف اجارہ اونٹ کی صورت مین ص تو قاضی عقد اجارہ کو فسخ کر دیوے دفع فساد کے واسطے

## باب اجیر یعنی مزدور کے ضامن ہونیکے بیان مین

اجیر مشترک وہ ہی جو مستحق ہو اجرت کا بعد عمل کے **ف** برابر ہی کہ چند شخصون کا کام کرتا ہو جیسے درزی رنگریز
دھوبی وغیرہ یا ایک شخص کا کام کرے بلا تعیین وقت یا بتعیین وقت لیکن بلا تخصیص مستاجر کے کام کے کہ اگر
**ص** تو وہ عامہ خلایق کا کام کر سکتا ہی اسی لیے نام اوسکا اجیر مشترک ہوا **ف** اور مقابل اسکے اجیر خاص اور اجیر
وحد جسکا بیان آگے آتا ہی **ص** اور اجیر مشترک پر تاوان لازم نہوگا اوس چیز کا جو اوسکے پاس تلف ہوجاوے اگرچہ اوس پر
تاوان دینے کی شرط ہو گئی ہو اسی پر فتوی ہی **ف** یہی قول مروی ہی حضرت عمرؓ اور علیؓ سے **ص** اسلیے کہ مال اجیر مشترک
پاس امانت ہی اور امانت کا ضمان نہین ہوتا مگر تعدی سے اور صاحبین کے نزدیک اجیر مشترک ضامن ہوگا مگر
اوس صورت مین کہ وہ مال ایسے سبب سے ہلاک ہو جاوے جسکا بچاؤ ممکن نہین جیسے خود مر جاوے یا آتش زنی عظیم
ہو جاوے ہان اگر وہ مال چوری جاوے اور اجیر مشترک نے اوسکی حفاظت مین کمی نہ کی ہو جب بھی ضمان ہوگا نزدیک صاحبین
کے مثل اوس ودیعت کے جو بعوض اجرت کے ہو کہ اوسمین حفاظت مال کی مودع پر لازم ہوتی ہی اور ابو حنیفہؒ
یہ کہتے ہین کہ اجرت مقابلہ عمل مین ہی نہ حفاظت کے بدلے مین تو مثل اوس ودیعت کے ہوئی جو بلا اجرت ہو لیکن اگر
مستاجر نے شرط کی ضمان کی تو بعض مشایخ کے نزدیک یہ ہی کہ ضامن ہوگا نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک بعضون کے
ضامن نہوگا اور وقایہ مین اسی قول کو اختیار کیا ہی اسلیے کہ شرط ضمان کی ودیعت مین باطل ہی لیکن ممکن ہی کہ کہا جاوے
کہ جب مستاجر نے ضمان کی شرط کر لی تو اجرت بمقابلہ عمل اور حفاظت دونون کے ہو گئی تو اس صورت مین اوس ودیعت
کے حکم مین جو بلا اجرت ہی نہوگی **ف** یہ مضمون ہی اصل کتاب کا اور زیلعی مین ہی کہ فتوی صاحبین کے قول پر ہی اسلیے کہ
اہل حرفہ دغاباز اور خائن ہو گئے ہین اور تاوان کے لازم آنے سے لوگون کے مال محفوظ رہین گے اور متاخرین نے
نصف قیمت پر صلح کر لینے کا فتوی دیا ہی غایۃ الاوطار **ص** البتہ اوس مال کا تاوان لازم ہوگا جو تلف ہو گیا اوسکے
عمل سے جیسے دھوبی کے کوٹنے سے کپڑا پھٹ جاوے یا مزدور کے پھسلنے خواہ جس رسی سے بوجھ کو باندھا ہو وے
اوسکے ٹوٹنے سے مال ضائع ہو جاوے یا ملاح کے ناؤ کھینچنے سے ڈوب جاوے اور مال غرق ہو جاوے **ف** یہ مذہب
ہمارا ہی اور زفرؒ اور شافعیؒ کے نزدیک ضامن نہوگا اسلیے کہ عمل اوسکا مالک کے اذن سے ہی جواب یہ ہی کہ مالک کا
اذن عمل صالح کو شامل ہے عمل کو جس سے نقصان ہووے تو مین کہتا ہون کہ مراد عمل سے تلف ہو جانے سے یہ ہی
کہ عمل اوسکا متجاوز ہو گیا اوس قدر سے جو موافق عادت کے ہی جیسے حجام مین آتا ہی یا وہ عمل جسمین مقدار معلوم متعارف نہین
كذا فی الاصل اور مختار مین عمادیہ سے منقول ہی کہ ضمان دونون صورتون مین ہی خواہ تجاوز ہو قدر معتاد سے یا نہو بخلاف
حجام کے اور قنیہ مین ہی کہ کشتی کے غرق ہونے سے تاوان لازم ہوتا اوس وقت ہی جب کہ اسباب کا مالک یا اوسکا
وکیل کشتی مین موجود نہووے ورنہ تاوان لازم نہوگا **ص** اور جو اس ناؤ کے ڈوبنے سے یا رسی کے
ٹوٹنے سے کوئی آدمی تلف ہو جاوے تو اوسکا تاوان لازم نہوگا اور تاوان نہین ہی حجام اور کھینچنے والے پر اور سلوتری
پر اور فصد کھولنے والے پر جو مکان معتاد سے تجاوز نہین کر گیا **ف** پھر اگر مکان معتاد

تجاوز کرگیا تو پوری زیادتی کا ضامن ہوگا اگر وہ شخص ہلاک نہوا ہو اور اگر زخمی مر گیا تو جان کی نصف دیت کا تاوان ہوسپر لازم ہوگا اگر ختنہ کرنے والے نے سپاری کاٹ ڈالی لیکن مختون اچھا ہوگیا تو ختنہ کرنے والے پر پوری دیت واجب ہوگی اور جو مر گیا تو نصف دیت واجب ہوگی دمختار ص اگر مزدور نے مٹکا توڑ ڈالا راہ مین تو مالک کو اختیار چاہے مزدور سے تاوان لے اوس قیمت کا بوجھ اوٹھانے کی جگہ پر اوسکی قیمت تھی تو مزدوری نہ دیو یا وہان کی قیمت لیوے جس جگہ ٹوٹا ہے تو جسقدر مزدور نے راہ طے کی ہے اوسکے حساب سے اوسکو اجرت دیوے ف یہ تاوان اوس صورت مین ہے کہ مٹکا اوسکے فعل سے ٹوٹا ہو اور اگر ایسا نہو مثلاً لوگون کے ہجوم وغیرہ سے ٹوٹ گیا تو اوسپر تاوان نہین ہے دمختار ص اور اجیر خاص ف وہ ہے جو ایک مستاجر کا کام کرے ایک وقت معین تک تخصیص کار مستاجر دمختار ص مستحق ہوتا ہے اجرت کا اپنی ذات کی تسلیم سے مدت اجارہ تک اگرچہ کام نکرے مانند اوس شخص کے جو ایک سال کے لیے نوکر ہو واسطے خدمت کے یا بکریان چرانیکے لیے اور اسکو اجیر وحد بھی کہتے ہین اسلیے کہ وہ صرف مستاجر کا کام کرتا ہے غیر کا کام نہین کرتا ف خدمت سے مراد مستاجر کی خدمت اور اوسکی زوجہ اور اولاد کی خدمت ہے اور خدمت متعادہ کا وظیفہ صبح سے ہے تا وقتیکہ لوگ سووین عشا کے بعد کذا فی الطحطاوی اجیر خاص کو غیر کیواسطے عمل کرنا جائز نہین اور اگر غیر کا کام کریگا تو اوسکی اجرت سے بقدر اوسکے عمل کے کم کر لیا جاوے دمختار ص اجیر خاص پر تاوان نہین اوس چیز کا جو اوسکے پاس ہو یا اوسکے فعل سے تلف ہوجاوے ف جیسے کپڑا پھٹ جاوے اوسکے کوٹنے سے مگر تعدی سے بگاڑے یا عمل غیر متعاد کرے جیسے بکریون کو ایسا مارے کہ اونکی کھوپری پھوٹ جاوے یا پاؤن ٹوٹ جاوے تو تاوان دیگا دمختار ص اور اجرت کی تردید صحیح ہے عمل مین تردید کرنے سے چنانچہ مستاجر خیاط سے یون کہے اگر قبا کو تو بطور فارسیون کے سیےگا تو ایک درم اجرت ہے اور اگر تو رومیون کے طرز پر سیےگا تو دو درم اجرت ہے ف اور زمان اور مکان اور عامل اور مسافت اور بوجھ مین تردید کرنے سے دمختار ص یا اگر کپڑے کو تو کسم سے رنگےگا تو یہ اجرت ہے اور جو زعفران سے تو یہ یا اس گھر مین تو عطار کو رکھے گا تو یہ کرایہ ہے اور اگر لوہار کو رکھے گا تو یہ یا اس جانور کو اگر کوفہ تک لے چلے گا تو یہ اجرت ہے اور اگر واسط تک تو یہ اور اگر اس گھر مین رہیگا تو یہ کرایہ ہے اور جو اس گھر مین تو یہ کرایہ اور اگر اس جانور پر گیہون لادے گا تو یہ اجرت ہے اور جو جَو لادیگا تو یہ اور تردیدات مذکورہ مین سے جو چیز پائی جاویگی اوسکی اجرت واجب ہوگی ف ایسا ہی تین چیزون مین بھی تردید درست ہے لیکن چار چیزون مین درست نہین مثل بیع کے لیکن خیار التعیین شرط ہے بیع مین نہ اجارہ مین اسواسطے کہ اجارہ مین اجرت واجب ہوتی ہے عمل سے اور وقت عمل کے اجرت متعین ہوجاویگی بخلاف بیع کے کیونکہ ثمن واجب ہوتی ہے نفس عقد سے اور مبیع مجہول ہے کذا فی الاصل ص اگر مستاجر نے خیاط سے یون کہا کہ اس کپڑے کو اگر آج سی دے تو ایک درم ہے اور جو کل سیے تو نصف درم تو اگر خیاط نے آج ہی سی دیا تو ایک درم پاویگا اور جو کل سیےگا تو اجرت مثل ملیگی امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دونون شرطین جائز ہین امام زفر کے نزدیک دونون فاسد ہین ف دلیل سب کی اصل مین مذکور ہے ص لیکن اجرت مثل نصف درم سے زیادہ نہ دیجاویگی ف اور جامع صغیر مین ہے کہ ایک درم سے زیادہ نہ دیجاویگی اور نصف درم سے کم نہ دیجاویگی لیکن صحیح قول اول ہی ہے اسواسطے کہ کل کا مسمی نصف درم تھا اور اجارہ فاسدہ مین اجرت مثل مسمی سے زیادہ نہین دیجاتی ہے اور جو خیاط اوسکو پرسون سیےگا تو بھی اجرت

مثل علی کی لیکن نصف درم سے زیادہ نہ دیجاویگی کذا فی الاصل ص جس غلام کو نوکر رکھا خدمت کے لیے تو مستاجر اوسکو اپنے ساتھ سفر مین لیجا نہین سکتا مگر جب پہلے سے شرط کر لی ہو ف اسواسطے کہ سفر کی مشقت زیادہ ہوتی ہے حضر سے ص ایک غلام مجور ف یعنی ممنوع التصرف وہ غلام جسکو مولی نے اجازت عمل کی نہ دی ہو ص نے اپنے تئین مزدوری مین لگایا اور مستاجر نے اوسکو مزدوری دی بعد معلوم ہوا کہ وہ غلام مجور تھا تو مستاجر مزدوری پھیر نہین سکتا ف اسواسطے کہ فساد اجارہ بسبب رعایت حق مولی کے ہے اور بعد فراغ کے مولی کے حق کی رعایت اسی مین ہے کہ اجارہ صحیح سمجھا جاوے اور اجرت واجب ہووے کذا فی الاصل ص غاصب نے ایک عبد مجور غصب کیا اور اوس عبد مجور نے اپنے تئین مزدوری پر لگایا اور غاصب مزدوری اوسکی لیکر کھا گیا تو وقت غلام پھیرنے کے تاوان مزدوری کا غاصب کو نہ دینا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک دینا ہوگا اسلیے کہ وہ مال مولی کا ہے اور صحیح ہے غلام کو اپنی مزدوری سے لینا اور اگر وہ مزدوری کے پیسے غاصب کے پاس موجود ہون تو مالک اوسکو لے لیگا غاصب سے اگر ایک غلام کو نوکر رکھا دو مہینے تک ایک مہینے چار روپیہ پر اور ایک مہینے پانچ روپیہ پر تو صحیح ہے پہلے مہینے مین چار اور دوسرے مین پانچ واجب ہونگے اگر ایک غلام مین موجر اور مستاجر نے اختلاف کیا اسطرح پر کہ مستاجر یہ کہتا ہے کہ یہ غلام اول مدت اجارہ مین بھاگ گیا تھا یا مریض ہو گیا تھا اور موجر یہ کہتا ہے کہ نہین بلکہ آخر مدت مین البتہ بھاگ گیا تھا یا مریض ہو گیا تھا تو حال کو حکم بناوینگے ف یعنی وقت منازعت کے دیکھا جاویگا کہ اگر فی الواقع غلام بھاگا ہوا یا بیمار ہے تو مستاجر کا قول قسم سے معتبر ہوگا اور جو وقت منازعت کے بھاگا ہوا یا بیمار نہین ہے تو قول موجر کا قسم سے معتبر ہوگا یہ مسئلہ نظیر ہے پنچکی کے پانی کے مسئلہ کی جب مالک یہ کہے کہ پانی جاری تھا مدت اجارہ مین اور مستاجر اوسکا انکار کرے تو حال کو حکم بناوینگے لیکن جسکا قول مقبول ہوگا قسم سے مقبول ہوگا ص اگر مالک مین اور اجیر مین اختلاف ہوا مثلاً مالک یہ کہتا ہے کہ مینے تجھے قبا سینے کو کہا تھا یا سرخ رنگنے کو کہا تھا اور تو نے کرتہ سیا یا زرد رنگا اور اجیر یہ کہے کہ جو تو نے کہا تھا ویسا ہی مینے کیا تو قول مالک کا قسم سے مقبول ہوگا اسی طرح اگر مالک یہ کہتا ہے کہ تو نے یہ کام مجھے مفت کر دیا ہے اور اجیر کہے کہ مینے اجرت سے کیا ہے تب بھی قول مالک کا قسم سے مقبول ہوگا ف اسواسطے کہ مالک منکر ہے اجیر کے تقوم عمل کا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اگر کاریگر اور مالک سے اجرت کے ساتھ معاملے ہوا کرتے ہین تو اجرت واجب ہوگی ورنہ نہین اور محمد کے نزدیک اگر وہ کاریگر اس پیشہ کے ساتھ مشہور ہووے یعنی کام کرتا ہو بعوض اجرت کے اور اوسکا گذر اسی اجرت پر ہووے تو کاریگر کا قول مقبول ہوگا ظاہر حال کی شہادت کے سبب سے اور اگر ایسا نہو تو اوسکا قول مقبول نہوگا بلکہ مالک کا قول مسموع ہوگا اور اسی پر فتوی ہے در مختار اگر زمین اجارہ لی واسطے کھیتی کے اور کھیتی کسی آفت سے ضائع ہو گئی تو مستاجر پر اجر لازم آویگا برخلاف خراج سلطانی کے کہ وہ صورت تلف ہو جانے زراعت کے خراج ساقط ہو جاویگا کذا فی الدر المختار

## باب فسخ اجارہ کے بیان مین

اجارہ کا فسخ حاکم کے حکم یا رضامندی عاقدین سے ہو سکتا ہے در مختار ص مستاجر فسخ کر سکتا ہے اجارہ کو عیب سے ف خواہ وہ عیب حاصل ہوا ہو عقد اجارت سے پہلے یا عقد کے بعد قبضے کے پیچھے یا قبضہ کے پہلے ص جس عیب سے

منفعت فوت ہوجاوے جیسے گھر کا ویران ہوجانا یا پن چکی کا یا زمین زراعت کا پانی بند ہوجانا ف اگر بالکل پانی بند نہ ہوا
بلکہ کم ہوگیا تو مستاجر کو اختیار ہے چاہے اجارہ کو فسخ کردیوے کل زمین میں یا جسقدر زمین سیراب ہووے اوسکے حساب سے
اجرت دیوے اگر حمام اجارہ لیا ایک بستی میں پھر اوس بستی کے لوگ سب وہان سے کوچ کرگئے تو اجرت مستاجر سے
ساقط ہوگی اور اگر بعض نکل گئے تو اجرت ساقط نہوگی در مختار ص یا اوس منفعت میں خلل ہوجاوے جیسے غلام
کا بیمار ہوجانا اور جانور کی پیٹھ لگ جانی ف یا گھر کی ایک دیوار گر جانا در مختار ص تو اگر مستاجر نے باوجود
خلل کے اوس سے نفع اوٹھایا یا موجر نے اوس عیب کو زائل کردیا تو اب مستاجر کو حق فسخ نہ رہیگا اسی طرح فسخ
اجارہ کا ہوسکتا ہے خیار الشرط اور خیار الرویت سے ف اور شافعی رح کے نزدیک خیار الشرط سے فسخ اجارہ کا نہوگا
ص اور عذر سے عذر اوسکو کہتے ہیں کہ اگر مستاجر اجارہ کو باقی رکھے تو ایسا نقصان اوسکا ہوتا ہے جو عقد اجارہ سے اوسپر
لازم نہیں ہوا تھا مثال اوسکی یہ ہے کہ ایک شخص نے درد کے سبب سے اپنے دانت اوکھاڑنے کو ایک شخص کو اجیر مقرر کیا
اور قبل اوکھیڑنے کے درد جاتا رہا ف کیونکہ اس صورت میں اگر عقد اجارہ باقی رہے تو صحیح سالم دانت کو اوکھاڑنا پڑتا ہے
اور یہ مستاجر پر لازم نہوا تھا کذا فی الاصل ص یا زوجہ کی موت ولیمہ کے لیے باورچی کو مقرر کیا پھر زوجہ مرگئی ف یا
اوسنے خلع کرلیا کیونکہ اس صورت میں اگر عقد باقی رہے تو مستاجر کو ضرر ہوتا ہے بدون ولیمہ کے کھانا پکانا کذا فی الاصل
ص یا موجر پر دین اسطرح کا لاحق ہوا کہ بدون اوس شی کے بیچے جو اجارہ میں دی ہے وہ قرض ادا نہیں ہوسکتا ف برابر
ہے کہ وہ قرض سب لوگون کو معلوم ہووے یا گواہوں کے بیان سے یا موجر کے اقرار سے ثابت ہوا ہو در مختار ص
یا ایک غلام خدمت کے لیے نوکر رکھا یا شہر کے اندر کے کامون کے لیے نوکر رکھا پھر مستاجر کو سفر کرنا پڑا ف اسواسطے
کہ اگر مطلق خدمت کے لیے نوکر رکھا جب بھی مراد وہی خدمت ہوگی جو شہر میں ہوتی ہے تو اس صورت میں اگر غلام کے
مالک نے مستاجر کو سفر سے روکا اور کہا کہ عقد اجارہ پر قائم رہ تو مستاجر کو حق فسخ پہونچتا ہے اور اگر خود مستاجر نے چاہا
کہ غلام کو اپنے ساتھ سفر میں لیجاوے تو مالک کو فسخ پہونچتا ہے اور جو مالک غلام کے لیجانے پر راضی ہوگیا تو اب
مستاجر کو فسخ نہیں پہونچتا کذا فی الاصل ص یا دکان تجارت کے لیے کرایہ کو لی پھر مستاجر مفلس ہوگیا
یا ایک درزی نے ایک غلام نوکر رکھا سینے کے لیے پھر اوسنے یہ کام چھوڑ دیا ف فقہا نے کہا ہے کہ مراد درزی
سے وہ درزی ہے جو اپنا مال صرف کرکے سلائی کرتا ہے اور اوسکا مال جاتا رہا کیونکہ یہ البتہ عذر ہے لیکن وہ درزی
جسکا مال سوا سوئی اور قینچی کے کچھ نہیں اور اجرت پر وہ سلائی کرتا ہے تو وہ مراد نہیں ہے اسواسطے کہ عذر متحقق نہیں
ہے کذا فی الاصل ص یا ایک جانور سفر کو جانیکے لیے کرایہ لیا پھر عزم سفر کا جاتا رہا اور جو کرایہ دینے والے کا عزم
سفر کا جاتا رہا تو یہ عذر نہوگا ف اسواسطے کہ اوسکو ممکن ہے کہ جانور کے ساتھ اپنے شاگرد یا کسی اور مزدور کو کردیوے
ہدایہ ص اسیطرح خیاط نے اگر غلام کو اجارہ لیا واسطے سلائی کے پھر سلائی ترک کی اور صرافی کا ارادہ کیا
تو یہ عذر نہوگا اسلیے کہ ممکن ہے کہ ایک ہی دکان میں ایک طرف غلام سیا کرے اور دوسری طرف یہ صرافی کرے
ف اور اگر مستاجر نے ایک گھر کرایہ کو لیا پھر ارادہ سفر کا کیا یا ایک پیشہ کے لیے دکان لی پھر وہ پیشہ چھوڑ دیا تو عذر ہوگا

در مختار ص اسیطرح اگر موجر نے ایک چیز کو اجارہ مین دیا پھر وہ چیز بیچ ڈالی تو یہ عذر نہوگا ف بدون لاحق ہوئے دین کے اور بیع اوسکی موقوف رہیگی مدت اجارہ کے گذرنے تک اور یہی قول مختار ہے لیکن مستاجر کو فسخ بیع نہیں پہونچتا در مختار ص اجارہ خود بخود فسخ ہوجاتا ہے احد العاقدین کی موت سے جنہون نے اپنی ذات کے لیے عقد اجارہ کیا ہو وے اور اگر غیر کے لیے عقد اجارہ کیا جیسے وصی یتیم کے لیے کرے ف یا باپ یا دادا لڑکے کے لیے ص اور وکیل موکل کی طرف سے یا متولی وقف تو ان کے مرنے سے عقد اجارہ فسخ نہوگا

## باب مسائل متفرقہ کے بیان مین

اگر زمین اجارہ یا عاریت کی بھوسیان جلائین اور اوسکے سبب سے دوسرے کی زمین مین کوئی چیز جل گئی تو جلانے والے پر تاوان نہین ہوگا اگر جلانے کے وقت زور کی ہوا نہو وے اور جو ہوا زور کی ہووے تو تاوان دینا ہوگا ف اسی طرح اگر کوئی شخص اوس جا مین جہان رکھنے کا استحقاق رکھتا ہو کوئی چیز رکھے اور اوس سے کوئی اور چیز مال یا جان تلف ہوجاوے تو ضامن نہوگا اور اگر وہان رکھے جہان رکھنے کا استحقاق نہو جیسے دوسرے کی ملک مین یا راہ مین تو ضامن ہوگا تو اگر راہ مین آگ ڈالدی اور اوس سے کچھ نقصان ہوا تو تاوان دیگا الا اوس صورت مین کہ ہوا اوس آگ کو اوڑا کر کہین لیجا وے اور اوس سے نقصان ہو تو ضامن نہوگا ہذا خلاصۃ الدر المختار ص اگر درزی یا رنگریز ایک شخص کو اپنی دکان پر بٹھاوے جو دکاندار کو سینے یا رنگنے کا کام لوگون سے لیکر دیوے نصفا نصف اجرت پر تو صحیح ہے ف برابر ہے کہ دونو کا پیشہ ایک ہو یا مختلف در مختار ص جیسے ایک اونٹ کرایہ کیوا ایک مقام معین تک یہ بیان کرکے کہ اوس پر ایک محمل لادا جاویگا اور دو شخص سوار ہونگے ف تو یہان اگرچہ اونٹ غیر معین ہے اور کجاوہ اور سوار دیکھے نہین گئے لیکن یہ اجارہ جائز ہے بوجہ رواج کے چنانچہ اب تک حجاج کا مکہ معظمہ مین یہی دستور ہے لیکن کجاوہ اور بوجھ دکھا دینا جمال کو بہتر ہے تاکہ بعد کو جھگڑا نہووے اور شافعی رح کے نزدیک یہ اجارہ درست نہین بوجہ جہالت کے ص تو اگر اونٹ کرایہ لیا اسلیے کہ لادے ایک مقدار معین کے توشے سے بعد اوسکے اوس توشے مین سے کچھ کھالیا تو اوسکے بدلے اوسقدر توشہ اور بڑھا سکتا ہے اگر ایک شخص نے دوسرے کا گھر غصب کیا اور مالک نے یہ کہا کہ تو میرے گھر کو خالی کر دے ورنہ مین تجھسے ہر مہینے پیچھے اتنا کرایہ لیونگا اور غاصب نے سنکر گھر خالی نہ کیا تو اوسپر اوسقدر کرایہ لازم ہوگا جتنا مالک نے کہدیا تھا الا اوس صورت مین کہ غاصب مالک کی ملک کا منکر ہووے اگرچہ مالک بعد اوسکے اپنی ملک پر گواہ قائم کرے یا مالک کی ملک کا اقرار کرتا ہووے لیکن اجرت دینے کا انکار کردیوے ف کہ ان دونون صورتون مین غاصب پر کرایہ بھی لازم نہ آویگا اسلیے کہ معنی اسکے یہ ہین کہ وہ کرایہ پر راضی نہین ہوا

ص صحیح ہے اجارہ اور فسخ اجارہ اور مزارعت اور مساقات اور وکالت اور کفالت اور مضاربت اور قاضی کرنا اور امیر کرنا اور وصیت کرنا اور آزاد کرنا اور طلاق دینا اور وقف کرنا ایک زمان آیندہ کی طرف نسبت کرکے جیسے محرم مین کہے کہ مینے یہ مکان تجھکو کرایہ دیا ماہ رمضان سے فلانے سال تک اور بیع اور بیع کی اجازت اور صورت کسی بیع کے بیع کرنیکے اور فسخ کرنا بیع کا اور قسمت اور شرکت اور ہبہ اور نکاح اور رجعت بعد طلاق اور صلح مال سے اور بری الذمہ کرنا دین سے کہ ان امور کو زمانہ آیندہ کی طرف مضاف کرنا صحیح نہین ہے **مسائل ملحقہ** تحریر شہادت اور تحریر فتوے پر اجرت لینا درست ہے کاتب نے کتابت کی اجرت پر سطر جیر کہ ہر ورق مین غلطی کی تو مالک کو اختیار ہے چاہے

وہ کتابت لے لیوے اور کاتب کو اجرت مثل دیوے لیکن اجر معین سے زیادہ نہ دیوے اور چاہے اپنے کاغذ و روشنائی کے دام پھیر لیوے صراف نے اجرت لیکر روپیہ پرکھ دیئے پھر کچھ روپیہ کھوٹے نکلے تو اوسکے حساب سے اجرت پھیر لیجاویگی دلال نے وہ کپڑا جسکو بیع کے لیے لیکر پھرتا تھا تاجر کو دیا اگر تاجر سفر کر جاوے تو دلال پر تاوان نہیں ہے اگر مستاجر بسبب عذر سفر کے فسخ اجارہ کیا چاہے اور موجر کو اوسکے قول کا یقین نہیں تو اوسکو قسم دیویا اوسکے رفیقوں سے پوچھ لیوے اگر ایک شخص پردیس میں مرا اور اوسکے بعض اشیا لوگون کے پاس بکرایہ ہین جنکا زر کرایہ بوجہ پیشگی دے چکا تھا تو مستاجرین بعد مدت جا وین چیزونکو وصی کو دے

## کتاب المکاتب

مکاتب وہ غلام ہے جس سے مالک نے اوسکے آزاد کرنیکے لیے کچھ عوض ٹھہرا لیا ہو کہ اتنا تو دیدیوے تو آزاد ہے **ص** کتابت آزاد کرنا ہے غلام کا از روے تصرف کے بالفعل اور از روے رقبہ کے بعد ادا کرنے بدل کتابت کے **ف** یعنی جسوقت عقد کتابت ہوا تو غلام آزاد ہو گیا باعتبار ید یعنی تصرف کے یعنے اوسکو اختیار تصرف کا اپنی کمائی مین حاصل ہو گیا لیکن رقبہ یعنی ذات اوسکی بعد ادائے بدل کتابت آزاد ہوگی تو اوسکو ملک ید بالفعل حاصل ہوتا ہے اور ملک رقبہ مآل کار مین جواز کتابت کا کلام اللہ شریف سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالی نے فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا یعنی مکاتب کرو تم اونکو اگر جانو تم اونمین بہتری اور یہ استحباب ہے **ص** تو اگر مکاتب کرے اپنے غلام کو اگرچہ صغیر عاقل ہو بعوض اوس مال کے جو بالفعل یا بعد ایک مدت معین کے یا باقساط ٹھہرے **ف** اور شافعیؒ کے نزدیک کتابت حالہ یعنی جو بعوض اوس مال کے ہووے جو نقد ٹھہرے درست نہین ہے ہم کہتے ہین ممکن ہے کہ غلام کسی سے قرض لیکر بالفعل دیدیوے یا مولی یون کہے کہ مہینے تیرے اوپر ہزار روپیہ کر دیئے تو اونکو قسطون سے ادا کر دے پہلی قسط آتی اور اخیر قسط آتی تو اگر تو ادا کر دیگا تو آزاد ہو جاویگا اور اگر عاجز ہو جاویگا تو غلام ہو جاویگا اور غلام قبول کر لیوے صحیح ہوگا **ف** اگرچہ اسصورت مین مولی نے لفظ کتابت کا نہ کہا اسواسطے کہ معنی اوسکے ادا کر دیے **ص** اور وہ غلام مولی کے تصرف سے نکل جاویگا نہ اوسکی ملک سے **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکاتب غلام ہے جبتک اوسپر ایک درم باقی ہے روایت کیا اوسکو ابو داود نے اور بھی روایت کیا ابو داود نے کہ فرمایا آنحضرت نے جو غلام مکاتب کیا جاوے سو دینار پر تو سب ادا کر دیوے مگر دس دینار جب بھی وہ غلام ہے ہدایہ **ص** تو اگر بعد کتابت کے مولی اوسکو آزاد کرے مفت آزاد ہو جاویگا اور تاوان دیگا مولی اگر اپنی لونڈی مکاتبہ سے وطی کرے یا کوئی جنایت کرے اوسپر یا اوسکے لڑکے پر یا اوسکے مال پر **ف** یعنی جماع کیصورت مین عقر دیگا اور جنایت نفس کی صورت مین دیت اور جنایت مال مین مثل اوس مال کے یا قیمت اوسکی کذا فی الاصل **ص** اگر مولی نے غلام کو مکاتب کیا اوسکی قیمت پر یا ایک شخص اجنبی کی معین چیز پر یا سو دینار پر اس شرط سے کہ مولی اوسکو ایک غلام غیر معین پھیر دیوے یا مسلمان نے مکاتب کیا اپنے غلام کو شراب یا سور کے عوض مین تو ان سب صور تون مین کتابت فاسد ہے اور مکاتب اگر شراب یا سور ادا کر دیگا تو آزاد ہو جاویگا لیکن اپنی ذات کی قیمت مولی کو دینا پڑیگی گو مسمی سے بڑھ جاویگی اور نہیں گھٹے گی اگر ایک جانور کے بدلے مین مکاتب کرے اور اوسکی جنس کہ اونٹ ہے یا گھوڑا وغیرہ بیان کر دیوے تو درست ہے ورنہ نہیں اور غلام کو اوس جنس کا جانور متوسط القیمت دینا ہوگا یا اوسکی قیمت دینی ہوگی **ف** اصل کتاب میں

ان مقامات مین کچھ طول کیا ہے لیکن ہمنے بنظر اسکے کہ زمانہ حال مین مسائل مکاتب کی کم احتیاج پڑتی ہے ترک کیا ص اگر مولی بھی کافر ہے اور غلام بھی کافر ہے اور اوسنے مکاتب کیا غلام کو بعوض ایک مقدار معین کے شراب کے تو درست ہے اور جاوین دونون مین سے مسلمان ہو جاویگا تو مالک کو قیمت دیجاویگی اور اگر مولی شراب لیگا تب بھی غلام آزاد ہو گا لیکن اپنی ذات کی قیمت دینا ہوگی

## باب تصرفات مکاتب کے بیان مین

مکاتب کو درست ہے خرید اور فروخت اور مسافرت گو شرط ہو گئی ہو کہ سفر نہ کرے اور اپنی لونڈی کا نکاح کر دینا اور اپنے غلام کا مکاتب کرنا پھر اگر مکاتب کے مکاتب نے بدل کتابت بعد مکاتب اول کے آزاد ہونے کے ادا کیا تو اوسکی ولا مکاتب کو ملیگی ورنہ اوسکے مولی کو ملیگی مکاتب کو اپنا نکاح کرنا بدون اذن مولی کے درست نہین ہے اسی طرح جائز نہین مکاتب کو ہبہ کرنا اگرچہ بعوض ہو اور نہ صدقہ مگر قدر قلیل کا اور نہ ضمانت اور نہ قرض دینا اور نہ اپنے غلام کا آزاد کر دینا اگرچہ بعوض مال کے ہووے اور نہ اپنے غلام کا بیچنا اوسکے ہاتھ ف اسلیے کہ یہ درحقیقت اعتاق ہے ص اور نہ اوسکا نکاح کر دینا اور باپ اور وصی کے اختیارات صغیر کی مملوک مین مثل مکاتب کے ہین اور ان امور مین سے کسیکا مضارب اور شریک اور عبد ماذون کو بھی اختیار نہین ہے اور اگر مکاتب اپنے اصول یا فروع کو خریدے تو وہ بھی اوسکی کتابت مین داخل ہونگے تبعًا ف یعنی جب مکاتب آزاد ہوگا تو وہ بھی آزاد ہونگے ورنہ مکاتب کے ساتھ وہ بھی مولی کے غلام ہو جاوینگے ص اور جو سوا اصول اور فروع کے اور رشتہ دارون کو خریدے تو وہ کتابت مین داخل نہونگے اگر مکاتب نے اپنی ام ولد کو مع اوسکے لڑکے کے خریدے تو اوسکی بیع بھی درست ہے اور جو ولد کے ساتھ خریدے تو اوسکی بیع جائز نہین ہے اور ولد مکاتب کی لونڈی کا اگر مکاتب اوسکو اپنا ولد کہے کتابت مین داخل ہو جاویگا اور اوسکی کمائی بھی مکاتب کی ہوگی اور اگر مولی نے ایک لونڈی اور ایک غلام کو اپنے جو آپس مین جورو اور خاوند تھے مکاتب کیا بعد اوسکے اون دونون سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو وہ لڑکا ماں کی کتابت مین داخل ہوگا اور اوسکی کمائی بھی ماں کو ملیگی ف اسواسطے کہ ولد تابع ہوتا ہے ماں کا رق اور عتق اور فروعات مین ہے ص اگر مکاتب نے یا عبد ماذون نے باذن مولی ایک عورت سے نکاح کیا جو اپنے تئین آزاد کہتی تھی اور اوسکی اولاد ہوئی بعد اوسکے وہ کسیکی مملوک نکلی تو اولاد بھی اوسکی لونڈی کے مالک کی مملوک ہو جاویگی ف اور مکاتب اوسکو قیمت دیکر نہین لے سکتا البتہ یہی صورت اگر شخص آزاد مین ہووے تو وہ اپنی اولاد لونڈی کے مولی سے قیمت سے لے سکتا ہے ص اگر عبد ماذون یا مکاتب نے بغیر اذن مولی کے اپنی لونڈی سے وطی کی پھر وہ لونڈی کسی اور کی نکلی یا ایک لونڈی بطور فاسد خرید کر اوس سے وطی کی پھر وہ رد کی گئی مالک پر تو اونکو عقر فی الحال دینا پڑیگا اور جو ایک لونڈی سے بلا اذن مولی کے نکاح کرکے وطی کی تو عقر بعد آزادی کے دینا ہوگا اگر مولی نے اپنے مکاتب کو مدبر کیا تو صحیح ہے اب اوسکو اختیار ہے چاہے اپنے تئین عاجز کر دیوے اداے بدل کتابت سے اور مدبر ہو جاوے یا عقد کتابت پر چلا جاوے تو اگر مولی مر گیا اور سوا اس مکاتب کے کچھ مال نہین رکھتا تھا تو دو ثلث اپنی قیمت کے یا دو ثلث بدل کتابت کے کما کر دیوے ف یعنی مکاتب کو اختیار ہے اسلیے کہ اگر اوسکو فی الحال عتق منظور ہوگا تو دو ثلث قیمت کے کما دیگا اور جو موجلاً منظور ہوگا تو دو ثلث بدل کتابت کے کما دیگا اور صاحبین کے نزدیک جو دونون مین سے کم ہوگا اوسی مین سعی کریگا ص اگر لونڈی مکاتبہ کا ولد ہوا اور مولی نے اوسکا دعوی کیا تو اب وہ لونڈی ام ولد مولی کی ہو گئی اب اوسکو اختیار ہے کہ خواہ اپنے عقد کتابت پر باقی رہے اور بدل کتابت ادا کرکے بالفعل آزاد ہو جاوے

یا اپنے تئین عاجز کرے بعد موت مولی کے آزاد ہوجاوے تو اگر اوسکی کتابت پر باقی رہے تو اوسکو پہونچتا ہے کہ عقر اپنا وصول کرے مولی سے اگر چاہے اگر کسینے ام ولد کو مکاتب بنایا تو وہ ابمرجانے مولی کے بصفت آزاد ہوجاویگی اور جو مدبر کو مکاتب کیا اور مولی مفلس مرا تو وہ دو ثلث مین اپنی قیمت کے یا کل بدل کتابت مین سعی کریگا اور اگر مولی نے مکاتب ہزار روپے بدل کتابت پر ٹھہرائے بعد اوسکے اوس ہزار کے عوض مین پانسو روپے نقد پر صلح کر لی تو درست ہے اگر کوئی بیمار جنے اپنے غلام کو دو ہزار کے عوض پر ایک میعاد تک مکاتب کیا اور بدل کتابت یعنی دو ہزار اوسکی قیمت سے دو چند مین یعنی قیمت اوسکی ہزار روپیہ ہے بعد اوسکے وہ بیمار مرگیا اور وارثون نے میعاد منظور نہ کی تو غلام مذکور دو تہائی بدل کتابت فی الحال ادا کردیوے اور باقی ایک تہائی اپنی میعاد تک دیتا رہے اور اگر یہ نکرسکے تو غلام بن جاوے ف یعنی عقد کتابت کو لغو کردیوے اور رقیق بن جاوے یہ مذہب شیخین کا ہے اور محمد کے نزدیک اختیار ہے کہ خواہ دو ثلث اپنی قیمت کے فی الحال دیدیوے اور باقی میعاد تک غلام بنجاوے ص اور جو بدل کتابت کم ٹھہرایا اور قیمت اوسکی دو چند ہے بدل کتابت سے تو غلام کو اختیار ہے چاہے دو ثلث قیمت کے فی الحال دیدیوے یا غلام بن جاوے اگر ایک آزاد نے مولی سے کہا کہ تو اپنے غلام کو مکاتب کرتے روپیون پر خواہ یہ بھی کہا کہ اگر مین ادا کرون تو وہ آزاد ہے یا نہ کہا اور مولی نے اوسکے کہنے سے مکاتب کردیا تب شخص آزاد نے اوسقدر روپے مولی کو ادا کردیے تو وہ غلام آزاد ہوجاویگا اور شخص اجنبی وہ روپیہ اپنے غلام سے نہین لے سکتا اور جو غلام کو اسکی خبر پہونچی اور اوسنے اس عقد کو قبول کیا تو وہ مکاتب ہوجاویگا اگر ایک شخص دو غلامون کو مکاتب کرے جنمین ایک حاضر اور ایک غائب ہے مثلاً غلام حاضر مولی سے یہ کہے کہ مکاتب کر مجکو اور غائب غلام کو جو غائب ہے ہزار روپیہ پر اور مولی نے مکاتب کردیا اور غلام حاضر نے قبول کیا تو اب اون دونون مین سے جو کوئی بدل کتابت ادا کریگا مولی کو لینا پڑیگا اور دونون آزاد ہوجاوینگے اور جو ادا کیوے وہ دوسرے سے اوسکا حصہ نہین لے سکتا بلکہ ہر ایک دوسرے کے حصے مین متبرع ہوگا اور بدل کتابت کا مواخذہ غلام غائب سے نہوگا اور قبول اوسکا بھی لغو ہے نظیر اسکی مسئلہ معیر رہن ہے صورت اوسکی یہ ہے کہ زید نے عمرو سے ایک چیز عاریت لیکر بکر پاس اوسکو گرو کرکے اپنا قرضہ ادا کیا اب عمرو کو اوسکے چھوڑانے کی حاجت پڑی اور وہ زر رہن لیکر بکر پاس گیا تو بکر جبر کیا جاویگا زر رہن کے قبول کرنے پر اور وہ شئ عمرو کو دلا دیجاویگی مگر یہان اتنا فرق ہے کہ عمرو وہ زر رہن زید سے مجرا لیگا اگر ایک لونڈی اپنے اور اپنے دو بچونکی طرف سے جو صغیر ہون عقد کتابت کیوے تو صحیح ہے اب تینو مین سے جو ادا کردیگا مولی کو لینا پڑیگا اور سب آزاد ہوجاوینگے اور کوئی دوسرے سے اوسکا حصہ مجرا نہین لے سکتا

## باب غلام مشترک کے مکاتب کرنیکے بیان مین

زید اور عمرو ایک غلام مین شریک ہین اونمین سے ایک نے مثلاً زید نے عمرو کو اجازت دیدی کہ میرے حصے کو ہزار روپے کے عوض مین مکاتب کرکے بدل کتابت وصول کر لینا اور عمرو نے مکاتب کیا اور کچھ بدل کتابت وصول کیا پھر وہ غلام ادا سے عاجز ہوگیا تو جو لیا ہے وہ عمرو کا ہے نہ زید کا ایک لونڈی مکاتبہ زید اور عمرو مین مشترک تھی اوسکا ایک ولد ہوا تب زید نے دعوی کیا کہ یہ ولد میرا ہے بعد اوسکے دوسرا ولد ہوا تب عمرو نے دعوی کیا اور کہا کہ یہ میرا ہے اب وہ لونڈی عاجز ہوگئی ادا بدل کتابت سے تو یہ لونڈی زید کی ام ولد ٹھہر گئی اور زید عمرو کو آدھی قیمت لونڈی کی اور آدھا عقر ادا کرے اور یہ دوسرا لڑکا عمرو کا ٹھہریگا اور عمرو زید کو پورا عقر اور قیمت لڑکے کی دیگا اور قبل عجز کے جو کوئی عقر اوس لونڈی کو دیدیگا صحیح ہوگا تو اگر عمرو نے اوس لونڈی سے

صحت نہیں کی بلکہ اوسکو مدبر کردیا اب وہ لونڈی عاجز ہو گئی تو مدبر کرنا عمرو کا باطل ہوگا اور وہ لونڈی ام ولد زید کی ہوگی
اور ولد بھی زید کا ہوگا لیکن زید نصف عقر اور نصف قیمت لونڈی کی عمرو کو ادا کریگا اور اگر زید عمرو مین سے کسی نے اوسکو
آزاد کردیا اور آزاد کرنے والا مالدار ہے اب وہ لونڈی عاجز ہو گئی بدل کتابت سے تو آزاد کرنے والا اپنے شریک کو نصف
قیمت کا تاوان دیگا لونڈی سے وصول کرلیوے ایک غلام دو شخصون مین مشترک تھا ایک نے اوسکو مدبر کیا اور دوسرے نے
اوسکو آزاد کیا اور آزاد کرنے والا غنی تھا اسکا اولٹا ہوا یعنی پہلے ایک نے آزاد کیا پھر دوسرے نے اوسکو مدبر کیا تو مدبر کرنیوالا خواہ
اپنا حصہ بھی آزاد کردیوے یا غلام سے سعی کرالیوے دونون صورتون مین اور پہلی صورت مین صرف یہ بھی
اختیار ہے کہ اپنے شریک سے ضمان لے لیوے ف اس مقام کی اصل مین طول کیا ہے ہمنے اوسکو ترک کیا

## ص باب مکاتب کے مرنے اور بدل کتابت سے عاجز ہونے اور اوسکے مالک کے مرنیکے بیان مین

اگر مکاتب ایک قسط کے دینے سے عاجز ہو جاوے اور کہین سے اوسکو مال ملنے کو ہووے تو حاکم اوسکے عجز کا تین دن تک
حکم نہ کرے ف اور جب تین دن بھی گذر جاوین اور وہ قسط ادا نکرے تو اوسکے عجز کا حکم کردیوے کذا فی الاکمل
ص اور جو اوسکو کہین سے مال ملنے والا نہووے تو حاکم اوسکو اوسی وقت عاجز کردیوے ف یہ امام ابو حنیفہ اور
محمد کا قول ہے اور ابو یوسف کے نزدیک حاکم مکاتب کو عاجز نکرے جب تک اوسپر دو قسطین نہ چڑھ جاوین دلیل امام ابو یوسف رح
کی قول ہے حضرت علی کا کہ جب مکاتب پر دو قسطین چڑھ جاوین تو غلامی مین رد کیا جاوے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے
مصنف مین ہم یہ کہتے ہین کہ معارض ہے اوسکی وہ جو مروی ہے ابن عمر رض سے کہ ایک مکاتبہ اونکی عاجز ہو گئی ایک قسط ادا کر
نے سے تو رد کیا اوسکو طرف غلامی کے ذکر کیا اس اثر کو صاحب ہدایہ نے لیکن زیلعی نے کہا غریب ہے ص اور عقد کتابت کو
حاکم فسخ کرے اگر مکاتب فسخ پر راضی نہووے اور جو مکاتب خود فسخ پر راضی ہووے تو مولی بھی اوسکو فسخ کر سکتا ہے
پھر جب عقد کتابت فسخ ہو گیا تو وہ مکاتب بدستور سابق غلام بن جاویگا اور جو کچھ مال اوس پاس ہوگا وہ سب مولی کا ہو جاویگا
تو اگر مکاتب قبل لینے بدل کتابت کے اوسقدر ترکہ چھوڑکر جس سے بدل کتابت ادا ہو سکے مرجاوے تو عقد کتابت فسخ نہوگا اور اوسکے
ترکے مین سے بدل کتابت ادا کرکے اوسکی آزادی کا حکم آخر حیات مین کرینگے اور جو کچھ مال بعد ادا کرنے بدل کتابت کے بچ رہیگا وہ اوسکے
وارثون کو ملیگا اور وہ اولاد اوسکی آزاد ہو جاویگی جو حالت کتابت مین پیدا ہوئی ہو یا اونکو خرید لیا ہووے یا اوسکے ساتھ مکاتب
کیا گیا ہو خواہ صغیر ہو یا کبیر ف اور شافعی رح کے نزدیک موت مکاتب اگرچہ مال چھوڑکر مرے عقد کتابت فسخ ہو جاویگی
دلیل ہمارے مذہب کی قول حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود کا ہے جسکو بیہقی نے روایت کیا اور دلیل شافعی کی قول زید بن
ثابت کا ہے روایت کیا اوسکو بیہقی نے کذا فی التخریج للزیلعی ص اور جو اسقدر مال چھوڑکر نہ مرے تو جو اولاد اوسکی حالت
کتابت مین پیدا ہوئی ہے تو وہ اپنے باپ کی قسطون کے ادا کرنے مین کوشش کریگی اور قسطین ادا کریگی تو اوسکا اور انکے باپ
کی آزادی کا قبل موت کے حکم کیا جاویگا اور جس اولاد کو مکاتب نے حالت کتابت مین خرید لیا تھا اونکو یہ حکم ہوگا کہ اگر بدل کتابت
نقد دیوے تو آزاد ہو ورنہ غلام ہو جاویگی ف امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک انکا بھی حکم مثل اوسی اولاد
کے ہے جو حالت کتابت مین پیدا ہوئی ہے ص تو اگر مکاتب مرجاوے اور لڑکا اوسکا ہووے عورت حرہ سے اور اسقدر

قرض کسی پر چھوڑے کہ اوسکے بدل کتابت کو کافی ہووے اور وہ لڑکا کوئی جنایت کرے اور تاوان جنایت کا حکم ماں
کے جانے قرار کیا جاوے تو یہ مکاتب کے عاجز ہونیکا حکم ہوگا البتہ اگر موالی ماں کے اور موالی باپ کے مکاتب کے ولد کے ولا مین نزاع
کرین اور ولا کا حکم موالی ام کے لیے کیا جاوے تو یہ حکم عجز مکاتب کا ہوگا اگر مکاتب نے مال زکوۃ کا لیکر مولی کو بدل کتابت مین ادا
کیا بعد اوسکے عاجز ہوگیا تو وہ مال مولی کو حلال رہیگا ف اگرچہ مولی مصرف زکوۃ کا نہین ہے لیکن مکاتب مصرف
تو اگر اوسنے لیکر مولی کو دیا پھر عاجز ہوگیا تو ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مال مولی کو درست نہووے اسلیے کہ مولی غنی ہے اور غنی کو زکوۃ
درست نہین ہے با اینہمہ مولی کو وہ مال خوش اور حلال ہے اسواسطے کہ اوسنے جسوقت لیا تھا بعوض عتق لیا تھا اور غلام نے
بطور صدقہ لیا تھا جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ لونڈی سے فرمایا تھا کہ تیرے واسطے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ
ہے کذا فی الاصل ص اگر غلام نے کوئی جنایت کی اور مولی کو اسکی خبر تھی لیکن اسنے مکاتب کر دیا پھر وہ عاجز ہوگیا تو اب
مولی کو اختیار ہے چاہے اوس غلام کو بعوض جنایت کے دیدیوے یا جنایت کا تاوان ادا کرے اور اگر حالت کتابت مین تاوان
جنایت کا حکم ہوا پھر وہ عاجز ہوگیا تو بیچ کیا جاویگا اور کتابت مالک کے مرجانے سے فسخ نہین ہوتی بلکہ مکاتب مولی کے وارثوں کو
حسب دستور اقساط ادا کرے تو اگر بعض وارث اوسکو آزاد کر دین تو صحیح نہوگا البتہ اگر کل وارث آزاد کر دیوین تو مفت آزاد ہو جاویگا

## کتاب الولاء

آئین ولا کا بیان ہے ولا نام اوس ترکہ کا ہے جسکا آدمی مستحق ہوتا ہے بوجہ آزاد کرنیکے یا بسبب عقد موالاۃ کے تو ولا دو قسم ہے
ایک ولا عتاقہ دوسرا ولا موالاۃ تو پہلے بیان ولا عتاقہ کا ہوتا ہے ص جو شخص کسی غلام کو آزاد کرے اعتاق
سے اوسکے مثل کتابت اور تدبیر اور استیلاد کے یا اپنے ذی رحم کے محرم کے مالک ہو جانے کی وجہ سے تو ترکہ اوسکا یعنی ولا اوسکی
مولی کو ملیگی اگرچہ ولا نملنے کی شرط ہو گئی ہو ف اسواسطے کہ یہ شرط مخالف ہے مقتضی عقد کے تو عتق نافذ ہوگا اور شرط باطل
ہو جاویگی اگر کوئی کہے کہ مدبر اور ام ولد تو بعد مولی کے مرنے کے آزاد ہوتے ہین تو اونکی ولا مولی کو کیسے ملیگی ہم کہینگے کہ صورت اسکی
یون ہے کہ مولی مرتد ہو کر دار الحرب چلا جاوے اور قاضی اوسکی موت کا حکم کرے تو اوسکے مدبر اور ام ولد کی آزادی کا حکم کر دیوے بعد اوسکے
مولی پھر مسلمان ہو کر چلا آوے تو اب وہ مدبر یا ام ولد مرجاوے تو ولا اونکی مولی کو ملیگی کذا فی الاصل دلیل اس باب مین قول ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ ولا اوسکو ہے جو آزاد کرے روایت کیا اوسکو ائمہ ستہ نے حضرت عائشہ رض سے اور فرمایا آپ نے
کہ مولی قوم کا قوم مین سے ہے اور حلیف اونکا بھی اونھی قوم مین سے ہے اور حلیف سے مراد مولی الموالاۃ ہے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ
اور امام احمد نے اور حضرت حمزہ رض کی بیٹی کی ایک معتقہ مرگئی اور ایک بیٹی چھوڑ گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدھا
مال اوسکی بیٹی کو دلایا اور آدھا حضرت امیر حمزہ رض کی بیٹی کو روایت کیا اوسکو نسائی نے اور حاکم نے مستدرک مین
ص جسنے ایک لونڈی کو آزاد کیا اور خاوند اوسکا غلام تھا کسی اور شخص کا اب وہ لونڈی وقت آزادی سے چھ مہینے سے
کم مین ایک بچہ جنی تو ولا بچے کی لونڈی کے مولی کو ملیگی اور غلام کے مولی کو نہ ملیگی اگرچہ غلام کا مولی بھی اوسکو آزاد کرے
یہی حکم ہے اگر دو بچے جنی تو ایکن اور پہلے کی ولادت وقت آزادی سے چھ مہینے سے کم مین ہوئے البتہ اگر وہ لونڈی چھ مہینے
سے زیادہ مین جنی تو ولا بچہ کی لونڈی کے مولی کو ملیگی لیکن اگر باپ کا مولی باپ کو آزاد کر دیوے تو وہ ولا اپنے بیٹے کی

ہے تو قوم کیطرف کھینچ لیگا ف یعنی باپ اگرچہ وہ بچہ مرگیا ہو جبکہ باپ کے مرجانے کے تو ولاء وسکی مولی باپ کو ملیگی اسواسطے کہ ولا
بمنزلہ نسب کے ہے اور نسب آباء کی طرف ہوتا ہے تو یہی طرح ولاء بھی ہوگی فرمایا حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے ولاء ایک ایسا رشتہ ہے
مثل رشتہ نسب کے نہیں بیع کی جاتی ہے اور نہ ہبہ کی جاتی ہے روایت کیا اوسکو شافعی نے اور صحیح کیا اوسکو
ابن حبان نے اور حاکم نے ص ایک عجمی نے کہ مولی الموالاۃ ہے اوس عورت سے نکاح کیا جسکو عربی نے آزاد کیا تھا اور
اوسکا بچہ پیدا ہوا تو ولاء اوسکے بچے کی ماں کے مولی کو ملیگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک باپ کے مولی کو ملیگی اور مولی
عتاقہ عصبہ ہے سببی اور عصبات نسبی ف جیسے باپ بیٹا وغیرہ ص مقدم ہیں اوسپر اور وہ مقدم ہیں ذوی الارحام پر
ف یعنی معتق جو صاحب فرض سے بچے گا لے لیگا اور اگر کوئی صاحب فرض نہوگا تو کل مال لے لیگا اسواسطے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص کو جسنے ایک غلام خرید کرکے آزاد کیا تھا کہ اگر وہ مرجاوے گا اور کوئی عصبہ نہ چھوڑیگا
تو مال اوسکا تجھے ملیگا روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے اور بھی روایت کیا عبدالرزاق نے زید بن ثابت سے کہ وہ میراث دلاتے تھے مولی عتاقہ کو نہ ذوی الارحام
کو اور عصبات نسبی تین قسم ہیں ایک عصبہ بنفسہ یعنی وہ مذکر جسکا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے اور میت کیطرف اگر اوسکو نسبت کریں
تو بیچ میں عورت کا واسطہ نہ آوے اور ایک عصبہ بغیرہ یعنی وہ عورت جو مذکر کے سبب سے عصبہ ہو جاوے جیسے بیٹی ساتھ بیٹے کے
ایک عصبہ مع الغیر جو دوسرے صاحب فرض کے ساتھ ملکر عصبہ ہو جیسے بہن ساتھ بیٹی کے تو یہ سب قسم عصبات سے مقدم ہیں
مولی عتاقہ پر اور مولی عتاقہ مقدم ہے ذوی الارحام پر یعنی اون وارثوں پر جنکا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے اور اونکی نسبت میت تک
عورت کا واسطہ آتا ہے جیسے نانا اور بیٹی کی اولاد وغیرہ کذا فی الاصل مع زیادۃ ص تو اگر مولی مرجاوے بعد اوسکے
وہ غلام آزاد مرے تو اوسکا ترکہ مولی کے قریب تر عصبہ کو موافق فرائض کے ملیگا اور عورتون کو ولاء نہ ملیگی مگر اوس غلام
کی جو وہ خود آزاد کریں جیسا حدیث میں آیا ہے ف پوری حدیث یون ہے کہ عورتون کو ولاء نہیں ہے مگر اوس غلام کی جو وہ خود
آزاد کریں یا اونکا آزاد کیا ہوا آزاد کرے یا وہ خود مکاتب کریں یا اونکا مکاتب مکاتب کرے یا وہ خود مدبر کریں یا اونکا مدبر
کرے یا اونکا آزاد کیا ہوا غلام ولاء کھینچ لاوے یا آزاد کیے ہوئے کا آزاد کیا ہوا ولاء کو کھینچے انتہی لیکن یہ حدیث ان لفظوں سے غریب ہے

## فصل ولاء موالات کے بیان میں

ایک شخص دوسرے کے ہاتھ پر اسلام لایا اور اس اقرار پر کہ وہ مسلم کا [illegible] ہے تو مسلم کے مرنے کے بعد وہ اوسکے مال کا
وارث ہوگا اور اگر وہ مسلم کچھ قصور کرے تو اوسکی طرف سے دیت دیگا یا اسلام کسی اور کے ہاتھ پر لایا اور ایک شخص سے
یہی عقد موالاۃ کیا تو یہ عقد صحیح ہے اس صورت میں اگر وہ مسلم مریگا تو یہ شخص اوسکا وارث ہوگا اور اوسکی طرف سے در صورت
جنایت کے تاوان دیگا ف امام شافعی کے نزدیک یہ عقد غیر صحیح ہے اور ہماری دلیل قول اللہ تعالی کا ہے والذین عقدت
ایمانکم فآتوهم نصیبهم اور یہ آیت عقد موالاۃ میں اوتری ہے اور روایت کیا ابوداؤد نے تمیم داری سے کہ پوچھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا طریقہ ہے اوس شخص میں کہ مسلمان ہو دوسرے کے ہاتھ پر فرمایا آپ نے وہ شخص جسکے ہاتھ
پر مسلمان ہوا نہایت نزدیک ہے اوس نو مسلم کا حیات اور ممات میں ہدایہ ص لیکن مولی الموالاۃ اوس صورت میں وارث
ہوگا کہ اوس شخص کا دوسرا کوئی وارث نہو ذوی الارحام میں سے بھی اور جب تک مولی الموالاۃ نے اوس شخص کیطرف سے

یا اوسکے ولد کی طرف سے تاوان جنایت کا نہین دیا ہی تو اوسکو درست ہی کہ اوسکو چھوڑ کر اور کسیکو اپنا مولی الموالاۃ بنا دے
اور اگر تاوان دیچکا تو درست نہین اور غلام آزاد کو درست نہین کہ کسیکو مولی الموالاۃ بنا دے ف اسواسطے
کہ اوسکا مولی عتاقہ موجود ہی اور ولاء موالاۃ کی شرط یہ ہی کہ وہ شخص مجہول النسب ہووے دوسرے یہ کہ
عربی نہ ہووے کیونکہ عربون کے قبائل موجود ہین تو اون سے کے معتق ہم سے ملے وارث ہو سکتا ہی واللہ اعلم

## کتاب الاکراہ

یعنی زبردستی ایک کام کرانے کا بیان ص اکراہ وہ فعل ہی جسکو آدمی غیر پر کیے اسطرح سے کہ اوس غیر کی رضامندی جاتی
رہے یا اوسکا اختیار فاسد ہو جاوے باوجود باقی رہنے اہلیت کے ف یعنی اکراہ دو قسم ہی ایک وہ جو رضامندی مکرہ کو فوت
کر دیوے جیسے تہدید کرنا حبس اور ضرب سے دوسرے یہ کہ فاسد کر دیوے اوسکے اختیار کو مثلاً تہدید کرنے قتل سے یا کسی عضو کے
قطع سے تو رضامندی کا فوت ہو جانا عام ہی فساد اختیار سے مثلاً حبس اور ضرب مین رضامندی فوت ہو جاتی ہی لیکن اختیار
(یا ضرب شدید سے)
صحیح رہتا ہی اور قتل کی صورت مین بھی رضامندی فوت ہوتی ہی اور اختیار بھی صحیح نہین رہتا بلکہ فاسد ہو جاتا ہی تحقیق اسکی یہ ہی
کہ رضا کے مقابلہ مین کراہت ہی اور اختیار کے مقابلہ مین جبر ہی تو حبس یا ضرب کے اکراہ مین بلاشک کراہت موجود ہی تو رضا
معدوم ہی لیکن اختیار موجود ہی ساتھ وصف صحت کے اسواسطے کہ اختیار جب فاسد ہوتا ہی کہ تلف جان یا عضو کا خوف
ہووے دیکھو جس امر مین جان یا عضو کے تلف ہونیکا خوف ہی اوس سے باز رہنا حیوانات کی طبیعت مین جبلی اور خلقی ہی کیا تم
نہین دیکھتا کہ تو قضا اسکا انسان بلکہ جمیع حیوانات کو کسطرح روکتی ہی بلند مکان سے گرنے سے یا آگ مین پڑنے
گمان تلف کے تو اوس سے باز رہنا اگرچہ اختیاری ہی لیکن اختیار ضروری ہی جو جبر سے قریب ہی اسی طرح اوس اکراہ مین جو تلف
جان یا عضو سے ہووے اختیار ہی مانند سے کا منقطع ہلاکت سے لیکن اختیار فاسد ہی اسلیے کہ انسان اوسپر من حیث الطبع مجبول
اور مخلوق ہی اور وصف اسکے اہلیت دونون قسم کی اکراہ مین باقی ہی یعنی اور غیرہ [illegible] اسلیے پائی جاتی عقل اور بلوغ کے
کذا فی الاصطلاح ص اکراہ کی شرطین یہ ہین کہ اکراہ کرنیوالا قادر ہو اوس امر پر جسکا خوف [illegible] دلاتا ہی برابر ہی کہ وہ بادشاہ ہو
یا چور ہو ف یا اور کوئی شخص جابر ہووے مثلاً زوج اپنی زوجہ کے حق مین اسیطرح مجنون مسلط سے اکراہ ممکن ہی تو اگر مجنون
نے کو ایک شخص سے دوسرے کو قتل کروا [illegible] کی [illegible] تو قاتل پر قصاص نہین ہی اور نہ دیت تو قاتل مقتول
کی میراث سے محروم ہو گا اگر اوسکا وارث ہوا اور دیت مجنون کی قوم پر ہو گی کذا فی [illegible] ص اور امام اعظم سے
ایک روایت ہی کہ اکراہ سوا سلطان کے اور کوئی نہین کر سکتا چنانچہ یہ قول اونکا بنظر اپنے زمانے کے ہووے ف
ولا [illegible] زمانہ حال سوا سلطان کے اور لوگ بھی اکراہ کر سکتے ہین ہدایہ ص دوسرے یہ کہ مکرہ کو ظن غالب ہووے اس بات کا
کہ مکرہ اوسکے ساتھ وہ امر کریگا جسکا خوف دلاتا ہی تیسرے یہ کہ وہ امر جسکا مکرہ خوف دلاتا ہی ایسا ہو جو رضامندی کو معدوم کرے
جیسے تلف نفس یا عضو یا اور کوئی چیز جو غم و اندوہ کو موجب ہووے جیسے ضرب اور حبس وغیرہ ف جاننا چاہیے
امر مختلف ہی باعتبار اختلاف مردم کے شرفا کیلئے اور رذیل لوگ کبھی اونکو ضرب یا حبس سے کچھ باک و غم نہین ہوتا تو اونکو
ضرب خفیف اور حبس قلیل سے اکراہ نہ ہوگا لیکن ضرب شدید سے اور حبس مدید سے اور شرفا کو ایک سخت کلمہ کہنے سے نہایت

درجے اندوہ اور ملال ہوتا ہے تو اونکے حق میں اسی قدر اکراہ کے لیے کافی ہے کذا فی الاصل ص جو شخص کہ کسی کام کے
کرنے سے جبر کیا جاتا ہے تو حکم اوسکا یہ ہے کہ اگر فعل اکراہ کے اپنے حق کے لیے جیسے اپنا مال بیچ ڈالنے یا تلف کرنے میں یا اپنے غلام آزاد
کرنے میں یا دوسرے کے حق کے لیے جیسے کسی شخص غیر کے مال تلف کرنے میں یا شرع کے حق کی وجہ سے مثلاً شراب پینے
کرنے میں تو اگر کوئی شخص جبر کیا گیا بتخویف قتل یا ضرب شدید یا حبس ف شدید بخلاف ضرب خفیف
اور حبس قلیل کے مگر صاحب منصب و عزت کے لیے اسی قدر کافی ہے درمختار ص اور اگر اوسنے اس جبر کے سبب سے
اپنا مال بیچ ڈالا یا کسی چیز کو خریدا یا کسی طرح کا اقرار کیا یا ادھار یا اجارہ کیا تو بعد زوال اکراہ کے اوس شخص کو اختیار ہے کہ ان
عقود کو فسخ کر دیوے ف اور حق فسخ جابر یا مجبور کی موت سے ساقط نہوگا بلکہ مجبور کے ورثہ کو بھی ہوگا اسی طرح
ساقط نہوگا مشتری کی موت اور چند مرتبہ دست بدست اوسکی بیع ہو جانے سے یا مبیع میں زیادت ہو جانے سے
درمختار ص یا اونکو نافذ کر دیوے ف یعنی وہ عقود موقوف رہیں گے اسکی فسخ اور امضا پر ص تو قبل نافذ کرنے
مالک کے یہ عقود فاسد ہونگے نہ باطل اسی لیے اگر مشتری اوس غلام کو جو بحالت اکراہ بیع کیا ہے اپنے قبضہ میں کر کے آزاد کر دیوے
تو اعتاق اوسکا صحیح ہو جاویگا اور مشتری پر اوسکی قیمت واجبی لازم آویگی ف مثل اعتاق کے اور تصرفات میں جنکا نقض
نہیں ہو سکتا یہ سب صحیح ہو جاوینگے جیسے تدبیر استیلاد وغیرہ درمختار ص تو اگر بائع نے اپنی خوشی سے ثمن اوس چیز
کے لی یا مبیع کو خوشی سے مشتری کو دیدیا تو بیع نافذ ہو گئی اور اگر زبردستی سے ثمن لے لی تو بیع نافذ نہوگی بلکہ بائع اگر
اوسکے پاس وہ ثمن باقی ہے تو پھیر سکتا ہے ف اور جو بائع پاس وہ ثمن تلف ہو جاوے تو اوسپر تاوان کچھ نہوگا اسلیے
کہ اوسکے پاس ثمن امانت تھی ص بائع نے بجبر ایک شی کو بیچا اور مشتری نے بلا جبر اوسکو خریدا بعد اوسکے وہ مبیع مشتری
پاس تلف ہو گئی تو اوسکی قیمت کا تاوان بائع کو دیگا اور بائع کو اختیار ہے کہ اوسکی قیمت کا تاوان خواہ مشتری سے وصول
کرے خواہ اوس شخص سے جسنے جبر کیا تھا تو اگر اوسنے مکرِہ سے وصول کیا تو مکرِہ مشتری سے وصول کر لیوے اور اگر
مشتری سے وصول کیا تو اب جو خرید بعد ضمان لینے کے ہوئی ہوگی نافذ ہوگی نہ وہ خرید جو قبل ضمان لینے کے ہوئی ہوگی ہد
ف یہاں پر دو مسئلے ہیں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اگر بائع پر اکراہ ہو نہ مشتری پر اور مبیع تلف ہو جاوے تو مالک چاہے
اکراہ کرنے والے سے تاوان قیمت کا لیوے چاہے مشتری سے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مبیع مذکور کو مشتری اول مشتری ثانی کے ہاتھ
بیع کرے اور ثانی ثالث کے ساتھ اور ثالث رابع کے ساتھ مثلاً اور مالک مشتری ثانی یا ثالث سے تاوان قیمت
کا لیوے تو تاوان کے بعد کی خریداری جائز ہوگی نہ پہلے کی اور اگر مشتری اول سے تاوان لیگا تو تمام خریداریاں جائز
ہو جاوینگی اور مصنف نے ان دونوں مسئلوں کو خلط کر دیا کذا فی الطحطاوی ص اگر کوئی شخص اکراہ کیا گیا مردار کے کھانے پر
یا شراب یا خون پینے پر یا سور کے گوشت کھانے پر حبس یا ضرب یا قید کی تہدید سے تو ان چیزوں کا تناول
درست نہیں ف اسواسطے کہ یہ اکراہ غیر ملجی ہے تو اسمیں ضرورت نہیں ص البتہ اگر تخویف کیا گیا ساتھ
قتل یا قطع کسی عضو کے تو درست ہے ف اسواسطے کہ یہ اکراہ ملجی ہے اور یہاں ضرورت واقع ہے اور ان چیزوں کی حرمت
سے بعض حالت اضطرار مستثنیٰ ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ترجمہ سولے اسکے نہین کہ حرام کیا اوپر تمھارے
مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے اوپر اوسکے واسطے غیر خدا کے پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانے والا اور نہ تجاوز
کرنے والا اسکو نہین ہے گناہ اوپر اوسکے انتہی ص سو اگر اوسنے صبر کیا اور قتل ہو گیا اور ان چیزون کو نہ کھایا تو گنہگار ہو گا جیسے
حالت شدت بھوک مین ف اگر ان چیزون کو نہ کھاویگا تو گنہگار ہوگا البتہ اگر کفار کے غصہ دلانے کے
مسئلہ معلوم نہونے کی وجہ سے نکھایا تو گنہگار نہوگا دیکھو مختار ص اگر قتل یا قطع عضو کی تخویف سے اکراہ ہو
یا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برا کہنے پر تو اوسکو رخصت ہے کہ اپنی زبان سے کہدیوے مگر دلمین اپنا اعتقاد و یقین
مضبوط رکھے ف اور اگر حبس یا ضرب یا قید سے تخویف ہوئی تو کلمہ کفر کہنا ہرگز جائز نہین ہے دلیل اسمین قول ہے اللہ تعالی کا
اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ یعنی مگر جو شخص اکراہ کیا جاوے اور دل اوسکا مطمئن ہو ساتھ
ایمان کے انتہی اور روایت کی حاکم نے مستدرک مین محمد بن عمار بن یاسر سے کہ مشرکین نے اونکے باپ عمار بن یاسر کو
پکڑا تو نہ چھوڑا اونکو یہان تک کہ برا کہوایا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور تعریف کرائی اپنے بتون کی تو جب آئے عمار حضرت
پاس سو ذکر کیا انھون نے یہ واقعہ تب پوچھا حضرت نے کس طرح پایا تو نے اپنے دل کو کہا عمار نے کہ میرے دلمین ایمان
مضبوط تھا تب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر پھر مشرکین ایسا کرین تو تو بھی ایسا ہی کہہ زیلعی در مختار مین ہے
اگر توریہ کا خیال اسکو آیا اور اسنے توریہ نہ کیا تو عورت اوسکی دیانۃ اور قضاءً بائن ہوجاویگی اور جو اوسکے دلمین توریہ کا بالکل
خیال نہ آیا اور دلمین اوسکے ایمان مضبوط تھا تو عورت اوسکی بائن نہوگی نہ قضاءً نہ دیانۃ طحطاوی ص اور
کبھی نہ کہے اور صبر کرے اور قتل یا قطع ہوجاوے تو ثواب پاویگا اور سوا قتل و قطع کی تخویف کے اور قسم کی تہدید مین رخصت
نہین ہے ف اسواسطے کہ عمار بن یاسر اور خبیب رض دونون اس آفت مین مبتلا ہوئے تھے تو عمار بن یاسر نے رخصت پر
عمل کیا اور خبیب نے نہ کہا یہان تک کہ سولی دی گئی تو نام ہوا انکا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ [illegible] نے سید الشہدا کما کذا فی الہدایۃ
ص اور اگر قتل یا قطع کی تہدید سے اکراہ ہوا کسی مسلمان کے مال تلف کرنے پر یعنی کہ مال تلف کرنے پر ص تو اوسکو جائز ہے کہ تلف کر ڈالے
ف اور اگر تلف نکریگا اور صبر کریگا تو ثواب پاویگا دیکھو مختار ص اور صاحب مال تاوان اوسکا مکرِہ بالکسر یعنی اکراہ کرنیوالے
سے لیگا نہ مکرَہ بالفتح سے یعنی جسپر اکراہ ہوا اور [illegible] یا قطع کی تخویف سے اکراہ ہوا کسی مسلمان کے قتل کر ڈالنے پر ف یا اوسکے
کسی عضو کاٹنے پر یا گلا دابکے مار ڈالنے پر یا جان کے جلانے پر یا پانی مین ڈبونے پر یا زنا کرنے پر ص تو اوسکو رخصت
نہین ہے کہ ان کامون کو کرے باینہمہ اگر اوسنے قتل کر ڈالا تو قصاص مکرِہ بالکسر پر ہوگا نہ مکرَہ بالفتح پر ف اور زفر کے نزدیک
مکرَہ بالفتح پر اور شافعی کے نزدیک دونون پر اور ابو یوسف کے نزدیک کسی پر نہوگا اور اگر اوسنے زنا کی تو حد ہوگی استحسانًا اور
زانی مامور مہر کا تاوان دیگا اگرچہ عورت راضی ہو اسواسطے کہ حد اور مہر دونون سے دونون ساقط نہین ہوجاتے [illegible]
ص صحیح ہے نکاح اور طلاق اور عتاق مکرَہ کا ف اسواسطے کہ یہ عقود ہمارے نزدیک صحیح ہوجاتے ہین اکراہ سے
جیسے ہزل اور خوش طبعی سے اور شافعی کے نزدیک صحیح نہین ہوتے اور دلائل ہمارے کتاب الطلاق مین گذرے
ص تو اگر طلاق پر اکراہ کیا اور اوسنے طلاق دیدیا تو مکرَہ بالفتح مکرِہ بالکسر سے نصف مہر مسمی ف ورنہ نصف متعہ

اگر مہر مقرر نہوا ہو ﴿ص﴾ جو عورت کو دینا پڑا پھیر لیوے یہ صورت جب ہے کہ مکرہ بالفتح نے اپنی عورت سے وطی نہ کی ہووے اور جو وطی کر چکا ہووے تو کچھ پھیر نہیں سکتا ﴿ف﴾ اسلیے کہ مہر دسپر وطی سے واجب ہو چکا تھا ﴿ص﴾ اسطرح عتاق میں قیمت غلام کی مکرہ مالک سے پھیر لیوے اور یہی صحیح ہے نذر اور یمین اور ظہار اور رجعت اور ایلا اور رجوع ایلا بیچ حالت اکراہ میں اور جائز ہے اسلام اکراہ سے لیکن اگر وہ شخص پھر جاویگا اسلام سے تو قتل نکیا جاویگا ﴿ف﴾ یعنی زبردستی سے اسلام لاکر پھر کافر ہو گیا تو اوسکو قتل نکرینگے جیسے اور مرتدین کو قتل کرینگے اسواسطے کہ اوسکے اسلام میں شبہہ ہے کہ شاید اوسنے دل سے قبول نکیا ہووے لیکن جبر کیا جاویگا اسلام پر اسلام مع الاکراہ اسلیے صحیح ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا گیا میں اس بات کا کہ قتال کروں لوگوں سے یہانتک کہ کہیں وہ لوگ لا الہ الا اللہ یعنی نہیں ہے کوئی معبود سوا خدا کے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے ابن عمرؓ سے اور اس حدیث کو اسی قدر شارح وقایہ نے بیان کیا لیکن پوری حدیث صحیحین میں یون ہے کہ مجکو اس بات کا حکم ہوا کہ قتال کروں لوگوں سے یہانتک کہ وہ شہادت دیں اس بات کی کہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ اور قائم کریں نماز کو اور ادا کریں زکوۃ کو تو جب انھوں نے ان کاموں کو کیا بچا لیا انھوں نے مجھسے اپنے خونوں کو اور مالوں کو مگر بسبب حق اسلام کے اور حساب انکا اللہ پر ہے انتہی ﴿ص﴾ صحیح نہیں حالت اکراہ میں معاف کر دینا اپنے مدیون کے دین کا ﴿ف﴾ تو اگر عورت نے اپنے شوہر کی تخویف ضرب سے معاف کر دیا تو یہ ہبہ صحیح نہوگا اگر شوہر قادر ہو ضرب پر اور اگر شوہر نے تہدید ساتھ طلاق دینے یا دوسری عورت سے نکاح کرنیکی کی تو یہ اکراہ نہیں ہے اس صورت میں ہبہ مہر نافذ ہوگا اسی طرح اگر شوہر نے اپنی زوجہ مرضعہ کو والدین کے گھر جانے سے منع کیا الا جبکہ وہ مہر اپنا بخشدیوے سو اوسنے کچھ مہر بخشدیا تو یہ ہبہ باطل ہے اسلیے کہ یہ اوس عورت کے مانند ہے جسپر اکراہ ہوا ﴿ص﴾ اور نہ عاجز کی حالت کا یا مرتد ہو جانا تو اوسکی زوجہ بائن نہوگی اور اگر زنا کریگا حالت اکراہ میں تو اوسپر حد پڑیگی مگر جب سلطان اکراہ کرے ﴿ف﴾ یہ فرق امام صاحب کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک مطلقاً حد نہ پڑیگی جبکہ اوسپر جبر کیا

# کتاب الحجر

حجر کہتے ہیں تصرف قولی کے نفاذ کو روک دینا ﴿ف﴾ تصرفات قولی جو زبان سے متعلق ہیں جیسے بیع اور شرا اور ہبہ وغیرہ اور تصرف فعلی جو برخلاف اسکے جیسے قتل اتلاف مال تو حجر میں صرف تصرف قولی نافذ نہیں ہوتی نہ تصرفات فعلی جو افعال جوارح ہیں چنانچہ اگر صبی نے کسیکا مال تلف کیا تو ضمان واجب ہوگا ایسا ہی مجنون میں ﴿ص﴾ حجر کے سبب تین ہیں ایک صغر سن دوسرے جنون تیسرے رق یعنی مملوکیت بطور غلامی اور لونڈی پنے کی تو صحیح نہیں ہے طلاق صبی اور مجنون مغلوب العقل کا ﴿ف﴾ مجنون مغلوب وہ ہے جسکی عقل جاتی رہی ہو بسطرح پر کہ اوس سے افعال اور اقوال بطریقہ عقلا نہو سکیں مگر کبھی کبھی اور غیر مغلوب وہ ہے جسکے کلمات مختلط ہوں یعنی کبھی کلام اوسکا بطور عقلا کے ہووے اور کبھی بطور مجانین کے اور اوسکو معتوہ بھی کہتے ہیں اوسکا حکم آگے آویگا کذا فی الایضاح ﴿ص﴾ اور عتاق اون دونوں کا اور اقرار اون کا اور صحیح ہے طلاق غلام کا اور اقرار اوسکا اپنی ذات پہنسبت اسکے مالک کے حق میں تو اگر غلام محجور نے کسیکے قرض کا اقرار کیا تو اوسکا مطالبہ بعد آزادی کے اوس سے کیا جاویگا اور اگر حد یا قصاص کا اقرار کیا تو حد اور قصاص اوسپر فی الحال قائم کیا جاویگا

جو شخص لین دین میں نہیں ہے ف یعنی عتیہ اور مثل اوسکے مجنون ص کوئی عقد ایسا کرے جسمین امید نفع اور ضرر دونون کی ہو تو وہ موقوف رہیگا اوسکے ولی کی اجازت پر اور ولی کو اختیار ہے اگر اجازت دیگا تو نافذ ہو جاویگا ورنہ باطل ہوگا ف یہان وہ مجنون مراد ہے جو بیع وغیرہ کو جانتا ہے اور اوس کا قصد کرتا ہے اگرچہ مصلحت کو اوسکے مفسدہ سے ممتاز نہین کر سکتا وہی معتوہ ہے جو غیر کیطرف سے وکیل ہو سکتا ہے اور عقدمین یہ قید کہ امید نفع اور ضرر دونون کی ہو اسواسطے لگائی کہ جس عقد مین محض نفع ہی نفع ہے جیسے قبول کرنا ہبہ کا تو وہ بغیر اجازت ولی درست ہے اور جس مین محض ضرر ہے جیسے طلاق یا عتاق تو وہ ولی کی اجازت سے بھی درست نہین کذا فی الاصل ص اور جو کوئی چیز تلف کر دین تو ضامن دینگے ف اسلیے کہ افعال مین حجر نہین ہین برابر ہین کہ عاقل ہون یا غیر عاقل ص اور حجر نہین کیا جاویگا جو شخص جو مکلف ہو بسبب سفاہت کے ف سفاہت سے مراد اسراف مال اور اوسکا ضائع کرنا ہے خلاف مقتضاے شرع یا عقل کے کذا فی الدر ص یا فسق کے یا قرض کے ف یہ مذہب امام کا ہے اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک سفیہ پر حجر ہو سکتا ہے اور یہی مفتی بہ ہے البتہ اگر مفلس کے قرضخواہ قاضی سے طلبگار حجر کے ہووین تو قاضی اوسکو مجبور کرے اوسکی بیع اور اقرار کو روک دیوے اور جب مدیون محبوس ہوا قاضی کے پاس اور بعد حبس کے کسی شخص کے مال کا اقرار کرے تو اوسکو اوسکا اقرار لازم ہوگا بعد ادا ہو جانے اون دیون کے جنکے واسطے وہ محبوس ہوا البتہ اگر اوس شخص کا مال گواہون سے ثابت ہو جاوے تو مقر اصحاب دیون کے ساتھ اپنا دین وصول کریگا اور امام شافعی کے نزدیک فاسق پر بھی حجر ہو سکتا ہے واسطے زجر کے کذا فی الاصل مع زیادۃ من الدر المختار ص البتہ حجر کیا جاویگا مفتی ماجن پر ف مفتی ماجن وہ مفتی ہے جو لوگون کو باطل حیلے سکھاوے جیسے عورت کو ارتداد کی تعلیم کرنا تاکہ بائن ہو جاوے اپنے شوہر سے یا اوس سے زکوۃ ساقط ہو جاوے پھر مسلمان ہو جاوے ص اور طبیب جاہل پر ف طبیب جاہل وہ ہے جو بیمار کو دوا مہلک پلا دیتا ہو خواہ اوسکو مہلک جانتا ہو یا نجانتا ہو اور جب کہ وہ دوا مریض پر شدت کرے تو وہ اوسکا ضرر دور نکر سکتا ہو کذا فی الطحطاوی ص اور مکاری مفلس پر ف یعنی جو کرایہ جانور کا لے لیا کرے اور جب وقت سفر کا آوے تو جانور نہ دیسکے تب کرایہ اپنے قرضخواہون سے چھوٹ جاوے کذا فی الاصل حاصل یہ ہے کہ جس سے ضرر عام ہو تو اوسکے دفع کے لیے ضرر خاص یعنی حجر ایک شخص واحد پر درست ہے کذا فی الطحطاوی ص اور جو صغیر بالغ ہو جاوے اور بیوقوف رہے تو اوسکا مال اوسکو ندیا جاوے یہان تک کہ پچیس برس کو پہونچے ف در مین ہے کہ ۲۵ برس کی قید اسواسطے لگائی کہ عمر فاروق سے مروی ہے کہ عقل مرد کی انتہا کو پہونچ جاتی ہے جب کہ وہ ۲۵ برس کا ہو جاتا ہے اور ہدایہ مین لکھا ہے کہ روکنا مال کا اوسسے بطریق تادیب کے تھا اور ظاہر ہے کہ بعد پچیس برس کے تادیب معین ہوئی کیا تو نہین دیکھتا کہ اس عمر کا آدمی بھی دادا ہو جاتا ہے انتہی دادا ہو جانے کی صورت یہ ہے کہ ادنی مدت بلوغ لڑکے کی ۱۲ برس ہین اور ادنی مدت حمل چھ مہینے تو فرض کیجیے کہ بارہ برس کی عمر مین اوسنے نکاح کیا اور چھ مہینے مین اوسکا لڑکا پیدا ہوا اب اوس لڑکے کا بارہ برس میں نکاح ہوا اور چھ مہینے مین اوسکا لڑکا ہوا تو شخص اول پچیس برس مین دادا ہوا باوصف اسکے کہ عمر اوسکی پچیس برس کی ص تو اگر تصرف کریگا قبل اس مدت کے تو صحیح ہوگا اور بعد پچیس برس کے مال اوسکا اوسکو دیدیا جاویگا اگرچہ بیوقوف

سے ہے اور ہوشیار ہووے شخص آزاد اگر مدیون ہووے تو قاضی اوسکو محبوس کرے تا مال اپنا بیچے ادائے دین کے لیے بیچے اور جے
جو اوسکے مال مین روپے یا اشرفیان ہووین اور قرض بھی روپے یا اشرفیان ہووین تو قاضی بغیر امر مدیون قرض ادا کردے
اوسکے مال سے اور جو قرض اشرفیان ہووین اور مال مین روپے ہووین یا قرض روپیہ اور مال اشرفیان تو بھی قاضی کو بیچ ڈالنا بغیر
امر اوسکے اور کے واسطے ادائے دین کے درست ہے اور اسباب اور مکان اور زمین اوسکی تو قاضی نہ بیچے مگر اوسکو قید کرے تا وہ
خود مجبور ہو کر بیچے لیکن صاحبین کے نزدیک جب وہ نہ بیچے تو قاضی اوسکا اسباب اور زمین وغیرہ بھی بیچکر قرض مو...
خصمون کے ادا کر دیوے **ف** اور صاحبین کے قول پر فتوی ہے در مختار **ص** ایک شخص مفلس ہو گیا اور اوسکے
پاس وہ چیز ہے جو اوسنے خرید کی لیکن ہنوز ثمن نہین ادا کی تو اوسکا بائع اور قرضخواہون کے ساتھ مساوی ہے **ف** یعنی
وہ چیز بیچکر سب کو حصہ رسد اوسکی قیمت مین سے دیا جاویگا یہ نہوگا کہ پہلے بائع اپنی ثمن وصول کر لیوے بعد اوسکے جو بچے
تو وہ اور قرضخواہون کو ملے اور شافعی رح کے نزدیک قاضی مشتری پر حجر کرکے بائع کو اختیار فسخ دیدیگا اور بائع اپنی چیز لے لیگا

## فصل حد بلوغ کے بیان مین

بلوغ لڑکے کا ثابت ہوتا ہے احتلام سے یعنی خواب مین منی نکلنے سے اور عورت کو حاملہ کر دینے سے اور انزال سے
**ف** اور اصل انزال ہے اسلیے کہ جب تک انزال نہوگا نہ احتلام ہوگا اور نہ عورت اوس سے حاملہ ہوگی **ص** اور لڑکی
کا بلوغ احتلام سے اور حیض سے اور حمل سے ثابت ہوتا ہے **ف** اور موے زہار کا جمنا اور پستان کا اونچا ہونا
ظاہر الروایہ مین معتبر نہین اور اسیطرح پنڈلی اور مونچھ اور بغل کے بال اور آواز کا بھاری ہو جانا معتبر نہین ہے بلوغ
صغیر مین کذا فی الطحطاوی **ص** پھر اگر صغیر اور صغیرہ مین ان علامات مین سے کوئی علامت نہ پائی جاوے
تو بلوغ کا حکم نہوگا جب تک لڑکا اٹھارہ برس کا اور لڑکی سترہ برس کی نہووے اور صاحبین کے نزدیک جب تک
پندرہ برس کے نہو جاوین **ف** یعنی جب لڑکا لڑکی پندرہ برس کے ہو جاوین تو اونکو حکم بلوغ کا دیا جاویگا اگرچہ علامات
ظاہر نہ ہووین اسی پر فتوی ہے اسلیے کہ ہمارے زمانہ مین عمرین بہت چھوٹی ہو گئی ہین در مختار **ص** اور ادنی مدت بلوغ
کی فرزند کے لیے بارہ برس اور دختر کے لیے نو برس ہے تو اگر دونون قریب بلوغ کے ہوے اور اونھون نے کہا کہ ہم
بالغ ہو گئے تو قول اونکا معتبر ہوگا اور بالغ شمار کیے جاوینگے **ف** جب ظاہر حال اونکے قول کی تکذیب کرتا ہو
مثلاً بارہ برس سے لڑکا کم ہووے یا لڑکی نو برس سے کم ہووے تو اب دعوی بلوغ معتبر نہوگا اور شرنبلالیہ مین ہے کہ صغار قریب البلوغ
کا یہ قول مقبول ہے کہ ہم بالغ ہو چکے جب وہ علامت بلوغ کی بیان کر دیوین بدون قسم کے

# کتاب الماذون

اذن کہتے ہین حجر کے دور کرنے کو اور حق کے ساقط کر دینے کو **ف** جان تو کہ اصل انسان مین یہ ہے کہ ما لک ہو
تصرفات کا تو جب واسطے غلامی عارض ہوئی اور مولی کا حق اوس سے متعلق ہو گیا تو اوسنے ملک تصرفات کو رد کر دیا
اب جب مولی نے اپنا حق ساقط کر دیا تو مانع زائل ہو گیا اور حجر اوس کا جاتا رہا تو یہی اذن ہے ہمارے نزدیک اور شافعی

کے نزدیک توکیل ہی اور نائب کرنا ہی کذا فی الاصل ص توجب مولی نے غلام کو اذن دیا اب وہ غلام جو تصرف کریگا اپنی اہلیت سے کریگا اپنی ذات کے لیے تو اوسکی جوابدہی مولی پر نہوگی یعنی جب غلام ماذون نے کوئی چیز خریدی تو ثمن اوسکی مولی سے طلب نکیا جاویگی برخلاف وکیل کے کہ وہ موکل سے ثمن طلب کرسکتا ہی اسواسطے کہ اوسنے موکل کے لیے خریدا ہی اور اذن اور تصرف کسی وقت کے ساتھ مقید نہوگا تو جس غلام کو اذن دیا ایک روز کے لیے تو وہ ماذون رہیگا جبتک مولی اوسپر حجر نکرے اسی طرح کسی قسم خاص کے ساتھ مقید نہوگا پھر جب مولی نے ایک قسم خاص تجارت کا اذن دیا تو وہ جمیع اقسام تجارت مین ماذون ہوجاویگا ف مراد یہ ہی کہ جب ایک نوع تجارت کا اذن دیا تو اذن اوسکا تمام انواع مین عام ہوجاویگا اسی طرح جب اذن دیا کہ ایک رنگریز بٹھلائے تو یہ اذن ہوگا اوسکے تمام لوازم اور ضروریات کی خریدکا اسی طرح اگر کہا کہ ہر مہینہ تنا مال تو مجھے ادا کردیا کر برخلاف اوس صورت کے کہ مولی نے ایک شی معین کے خرید کی اجازت دی کہ یہ اذن نہوگا بلکہ یہ استخدام یعنی خدمت لینا ہی کذا فی الاصل ص اور ثابت ہوتا ہی اذن دلالت حال سے تو جو غلام کہ مولی اوسکو خرید و فروخت کرتے دیکھے اور چُپ رہے تو وہ ماذون ہی اور صراحت سے تو اگر مطلق اذن دیا تمام اقسام تجارت کو عام ہوگا تو خرید و فروخت کرے اگرچہ غبن فاحش سے ہووے مگر صاحبین کے نزدیک غبن فاحش سے درست نہین اور خرید و فروخت مین وکیل کرے اور رہن رکھے اور رہن لیوے اور زمین کو بطور اجارہ اور مساقاۃ اور مزارعت لیوے اور بیج بونیکے لیے خریدے اور شرکت عنان کرے نہ شرکت مفاوضہ اور مال بطریق مضاربت دیوے اور دوسرے سے لیوے اور اپنی چیز کرایہ مین دیوے اور دوسرے کی لیوے اور اپنی ذات کے تئین بھی کرایہ مین دیوے نہ شافعی کے نزدیک اور اقرار کرے امانت اور غصب اور دین کا اور ہدیہ دے قلیل طعام کا اور ضیافت کرے اوسکی جو اوسکو کھلاوے اور ثمن گھٹا دیوے اگر عیب نکلے مبیع مین موافق دستور کے اور اپنے مملوک کا لونڈی ہو یا غلام نکاح نہ کرے اور امام ابو یوسف کے نزدیک اپنی لونڈی کا نکاح کرے اسلیے کہ اوسمین بھی تحصیل مال ہی اور نہ مکاتب کرے اور نہ آزاد کرے اور نہ قرض دیوے اور نہ ہبہ کرے اگرچہ بعوض ہووے اور عورت کو درست ہی کہ اپنے خاوند کے گھر مین سے ایک شی قلیل خدا کی راہ مین دیوے ف یہ مسالہ اگرچہ اس باب سے نہین ہی لیکن اوسکو بمناسبت ذکر کیا اسلیے کہ عورت بھی اسقدر صدقہ کے لیے ماذون ہی عادۃً کذا فی الاصل ص جو دین عبد ماذون پر واجب ہووے تجارت کے سبب سے جیسے خرید اور فروخت اور اجارہ اور استیجار کے سبب سے یا جو اوسکے حکم مین ہی جیسے تاوان غصب اور ودیعت کا جسکا ماذون نے انکار کیا اور وہ عقر جو واجب ہوا وطی لونڈی خریدی ہوئی کے استحقاق سے متعلق ہوگا اوس غلام کی ذات سے بیچا جاویگا اوس دین مین اور اوسکی ثمن تقسیم ہوگی قرضخواہون کو بطور حصہ رسد اور اوسکی کمائی سے جو قبل دین کے یا بعد دین کے ہو اور اوس سے جو چیز اوسکو ہبہ کی گئی تھی اور اوسنے ہبہ قبول کرلیا تھا ف یہ ہمارا مذہب ہی امام زفر اور شافعی کے نزدیک وہ خود دین مین نہ بیچا جاویگا بلکہ اوسکی کمائی بیچی جاویگی اسواسطے کہ مولی کی غرض اذن سے تحصیل اوس چیز کی جو حاصل نتھی نہ فوت کرنا اوس چیز کا جو اوسکو حاصل تھا اور ہم کہتے ہین کہ دین ظاہر ہوا مولی کے حق مین تو متعلق ہوگا اوسکے رقبہ سے تا لوگون کو ضرر نہووے ص لیکن وہ دین متعلق نہوگا اوس مال سے جو ماذون کے مولی نے اوس سے

لے لیا تھا قبل لحوق دین کے اور جو دین کہ اوسکے کسب اور ثمن سے بھی باقی رہے تو اوسکا مطالبہ اوسکے آزاد ہونے کے بعد کیا جاویگا **ف** اور دوسری بار نہ بیچا جاویگا درمختار **ص** مولی کو ماذون سے وہ رقم مقررہ لینا جو قبل لحوق دین کے اوس سے لیا کرتا تھا بعد لحوق دین کے بھی جائز ہے **ف** اگرچہ قیاس یہ چاہتا تھا کہ جائز نہو بعد لحوق دین کے لیکن اسواسطے لینا جائز ہوا کہ اگر مولی اوس سے منع کیا جاوے تو احتمال ہے کہ وہ اپنے غلام کو مجبور کر دے تو کمائی کا دروازہ بند ہو جاوے اور دین والون کو نقصان ہووے **ص** اور جو اوس سے بڑھے وہ قرضخواہون کو ملے گا اور عبد ماذون اگر بھاگ جاوے یا مولی مر جاوے یا مولی کو جنون مطبق ہو جاوے **ف** محمد بن حسن سے روایت ہے کہ جنون مطبق وہ ہے جو سال بھر رہے یا زیادہ اور جو اس سے کم ہووے وہ مطبق نہین کذا فی الطحاوی **ص** یا مولی دار الحرب مین مرتد ہو کر چلا جاوے یا مولی اوس غلام کو مجبور کر دیوے اور غلام اور اکثر بازار والون کو اوسکی خبر ہو جاوے تو ان سب صورتون مین وہ غلام مجبور ہو جاویگا اور لونڈی ماذونہ کو اگر ام ولد بنایا تو وہ مجبور ہو جاویگی ہمارے نزدیک اور امام زفر کے نزدیک نہوگی اور جو مدبر کیا تو مجبور نہوگی لیکن مولی کو لونڈی کی ذات کی قیمت اوسکے قرضخواہون کو دینا ہوگی **ف** یعنی استیلاد اور تدبیر کی صورت مین اگر مستولدہ اور مدبرہ پر دین محیط ہو تو مولی تاوان اوسکا بقدر اوسکی قیمت کے دیگا نہ زیادہ کا اسلیے کہ مولی نے اس تصرفات سے صرف لونڈی کی ذات کو روک لیا تو اوسکی قیمت دینا ہوگی کذا فی الاصل **ص** اگر غلام مجبور ہو گیا بعد اوسکے اوسنے اقرار کیا کہ جو مال میرے پاس ہے وہ امانتاً یا غصبا ہے یا اپنے اوپر قرضے کا اقرار کیا تو یہ اقرار صحیح ہوگا **ف** امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک صحیح نہوگا **ص** اگر اوس غلام پر اس قدر قرضہ ہو کہ اوسکے ذات اور مال کو محیط ہو تو مولی اوس مال کا جو اوسکے پاس ہے مالک نہوگا **ف** امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک مالک ہوگا اسواسطے کہ ذات غلام کی مملوک ہے مولی کی تو اوسکی کمائی بھی مملوک ہوگی اور امام صاحبؒ کہتے ہین کہ ملک مولی کی بطور خلافت غلام کیطرف سے ثابت ہوتی جب وہ غلام اپنی حاجت سے فارغ ہو جیسے ملک وارث کی جب ثابت ہوتی ہے کہ مورث کے جو حوائج ضروریہ مقررہ سے مال بچ رہے اور مانحن فیہ مین مال غلام کے حوائج سے فارغ نہین ہے کذا فی الاصل **ص** تو ایسی صورت مین اگر مولی اپنے غلام کے غلام کو آزاد کر دیگا تو آزاد نہوگا **ف** امام صاحبؒ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک آزاد ہو جاویگا اور مولی اوسکی قیمت کا تاوان قرضخواہون کو دیگا کذا فی الاصل **ص** اور جو دین اوسکے مال اور ذات کو محیط نہوگا تو غلام کا غلام مولی کے آزاد کرنے سے آزاد ہو جاویگا اور عبد ماذون اپنے مولی کے ہاتھ نرخ بازار سے چیز فروخت کر سکتا ہے نہ کم کو اور مولی اوسکے ہاتھ کم کو بھی فروخت کر سکتا ہے **ف** یہ جب ہی ہے کہ غلام کی ذات اور مال کو دین محیط ہووے ورنہ بیع ہی ناجائز ہے **ص** تو اگر مولی نے قیمت بازار سے زیادہ کو کوئی چیز غلام کے ہاتھ بیچی اس صورت مین مولی کو حکم ہوگا کہ یا زیادتی کو کم کر دیوے یا بیع کو فسخ کرے تو اگر مولی نے مبیع کو غلام کے حوالے کیا قبل قیمت لینے کے تو اب مولی کو قیمت نملیگی **ف** اسلیے کہ مولی نے جب چیز غلام کو دیدی اور قیمت اوسکی نہین لی تو مولی کا دین غلام پر رہا اور مولی کا دین غلام پر شرعاً باطل ہے اسصورت مین ثمن باطل ہوگی کذا فی الاصل **ص** اگر

عبد ماذون مدیون ہو لیکن مولی اوسکو آزاد کرسکتا ہی اور دین اور قیمت مین سے اوس غلام کے جو کم ہوگا اوسقدر مولی کو تاوان
دینا ہوگا **ف** یعنی اگر دین کم ہوگا تو مولی دین ادا کریگا اور جو دین اوسکی قیمت سے زیادہ ہوگا تو مولی صرف قیمت دیگا
قرضخواہون کو اسلیے کہ قرضخواہون کا حق صرف غلام کی ذات سے متعلق تھا اور مولی نے اوسکو تلف کردیا تو قیمت
کا تاوان دینا ہوگا کذا فی الاصل **ص** اور جو دین اوسکی قیمت سے زیادہ ہوگا وہ عبد ماذون کو ادا کرنا پڑیگا اگر ایک غلام
جس پر دین محیط تھا فروخت کیا گیا اور مشتری نے اوسکو غائب کردیا تو قرضخواہون کو اوسکے اختیار ہی کہ خواہ بیع جائز
رکھکر ثمن اوسکی لے لیوین یا مشتری یا بائع سے اوسکی قیمت یعنی نرخ بازار کا تاوان لیوین تو اگر وہ تاوان لیوین بائع
سے اور پھر بسبب عیب کے وہ غلام بائع کے پاس پھر آوے تو بائع دام قیمت کے جو قرضخواہون کو اوسنے دیے تھے پھیر لیوے
اور قرضخواہون کا حق پھر غلام سے متعلق ہوجاویگا تو اگر غلام کے مالک نے بیچتے وقت مشتری کو بتادیا کہ یہ غلام مدیون ہی
تو اب قرضخواہونکو پہونچتا ہی کہ بیع کو رد کردیوین اگر اوسکی ثمن اونکو نہ پہونچی ہو اور جو پہونچ گئی ہو اور بیع مین قیمت سے کمی ہو تو بیع رد نہین
کرسکتے اور جو کمی ہووے تو کمی پوری کیجاوے یا بیع فسخ کیجاوے اور جو مشتری سنکر ہو دین کا اور بائع غائب ہووے تو قرضخواہ مشتری سے خصومت نہین کرسکتے طرفین
کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک خصومت کرسکتے ہین اگر ایک غلام شہر مین آیا اور اوسنے کہا کہ مین فلان کا غلام ہون اور
اوسنے مجھے اذن دیا ہی تجارت مین اور وہ خرید و فروخت کرتا ہی تو وہ ماذون سمجھا جاویگا اسی طرح اگر مولی نے اپنے غلام
کو خرید و فروخت کرتے دیکھا اور کچھ نہ کہا تو وہ ماذون ہوجاویگا لیکن اگر ایسا غلام قرضدار ہوجاویگا تو وہ قرضے کے
لیے فروخت نہ کیا جاویگا مگر جب مولی اقرار کرے اوسکے ماذون ہونیکا **ف** اسلیے کہ جب تک مولی نے اقرار نہین کیا
اذن کا تو دین اوسکے حق مین ظاہر نہوا اور معاملہ کرنے والون نے نقصان اوٹھایا اسلیے کہ انھون نے ظاہر حال پر بھروسا
کیا اور مولی نے اونکو کچھ دھوکا نہین دیا کذا فی الاصل **ص** نابالغ کا تصرف اگر محض نافع ہو **ف** یعنی کسیطرح
کا ضرر اوس مین نہو **ص** جیسے مسلمان ہونا اور ہبہ قبول کرنا تو صحیح ہی بلا اذن ولی کے **ف** اگر وہ بھی عقل رکھتا ہی تو ہمارے نزدیک اسلام صبی
عاقل کا صحیح ہی اور شافعی کے نزدیک صحیح نہین دلیل ہماری یہ ہی کہ بہت سے صحابہ کرام حالت نابالغی مین مسلمان ہوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اونکا اسلام صحیح رکھا کہا ابن الہمام نے کہ اخراج کیا بخاری نے تاریخ مین عروہ سے کہ اسلام لاے حضرت علی رضی اللہ عنہ
اور آپ آٹھ برس کے تھے اور نکالا حاکم نے مستدرک مین طریق ابن اسحاق سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان
لائے اور آپ دس برس کے تھے اور بھی روایت کیا ابن عباس رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نشان حضرت علی کے سپرد کیا بدر
کے روز اور اونکی عمر بیس برس کی تھی اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہی اوپر شرط شیخین کے کہا ذہبی نے کہ یہ حدیث نص ہی اس بات پر
کہ حضرت علی سات یا آٹھ برس کی عمر مین ایمان لائے اور مروی ہی حضرت علی رض سے یہ **شعر** سبقتکم الی الاسلام
طرا * غلاما ما بلغت اوان حلمی * یعنی سابق ہوا مین تم پر طرف اسلام کے سب پر حالانکہ مین لڑکا تھا کہ سن
احتلام کو نہین پہونچا تھا روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور ابن عساکر نے تاریخ مین **ص** اور جو
محض ضار یعنی نقصان دینا پہونچانے والا ہو جیسے طلاق اور عتاق **ف** اور صدقہ اور ہبہ اور قرض وغیرہ
**ص** تو جائز نہوگا اگرچہ ولی اجازت دیوے اور جسمین نفع اور ضرر دونون کا احتمال ہی جیسے بیع اور شرا تو موقوف ہوگا

در بیان تصرفات صبی

ولی کے اذن پر **ف** اگر ولی نے اذن دیا تو صحیح ہوگا ورنہ باطل ہوجاویگا اور جب ولی نے اذن دیا خواہ زبان سے
یا دلالت حال سے تو حال اور حکم اوسکا مثل عبد ماذون کے ہوگا **ص** نابالغ کے تصرف صحیح ہونیکی اذن سے
شرط یہ ہے کہ وہ عاقل ہو یعنی بیع کو ملک دور کرنے والا اور شرا کو ملک لانے والا سمجھے اور ولی نابالغ کا پہلے اوسکا باپ
ہوگا پھر اگر وہ نہو تو باپ جسکو وصی کیا ہو وے **ف** پھر اوسکے وصی کا وصی در مختار **ص** پھر اگر وہ بھی نہو
تو دادا اگرچہ دور کا ہو وے پھر دادا کا وصی **ف** پھر اوسکے وصی کا وصی در مختار **ص** پھر قاضی یا اوسکا
وصی **ف** اول دونوں صورتوں میں پھر وصی کہا اور یہاں یوں کہا کہ یا وصی اوسکا اسواسطے کہ وصی باپ
کا وہ شخص ہے جسکو باپ نے خلیفہ کیا ہو بعد اپنی موت کے اپنے لڑکے کے مال کے تصرفات میں لیکن وہ شخص جسکو ولی نے
حالت حیات میں اذن تصرف کا دیا تو وہ وکیل ہے نہ وصی اور ایسا ہی دادا میں لیکن وصی قاضی کا سو وہ شخص ہے جسکو
قاضی نے مقرر کیا یتیم کے مال میں تصرف کرنے کے لیے تو وہ قاضی کی زندگی میں بھی تصرف کریگا کذا فی الاصل
اور ماں یا اوسکے وصی مال میں تصرف نہیں کر سکتے اسی طرح چچا اور بھائی اور کوتوال شہر اور بہن اور پھوپھی
اور خالہ صغیر کی ولی نہونگے کذا فی الطحطاوی **ص** اگر صبی ماذون نے اپنی کمائی
کے مال میں اقرار کیا کہ اسقدر مال فلاں شخص کا ہے تو صحیح ہوگا اسی طرح اگر اپنے مورث کے ترکہ کے مال میں اقرار کیا

# کتاب الغصب

یہ کتاب ہے غصب یعنی پرائی چیز چھین لینے کے بیان میں غصب شرع میں عبارت ہے ایک مال قیمت دار کے لے لینے
سے جو محترم ہے بغیر اذن مالک کے اسطرح پر کہ مالک کے قبضے کو زائل کر دیوے **ف** تو غصب مردار میں نہوگا اسلیے کہ
وہ مال نہیں ہے اسی طرح شخص آزاد میں اور نہ مسلمان کی شراب میں کیونکہ وہ قیمت دار نہیں ہے اور نہ حربی کے مال میں
اسلیے کہ وہ محترم نہیں ہے اور قول اوسکا بغیر اجازت مالک کے احتراز ہے امانت سے اور یہ اسواسطے کہا کہ مالک کا قبضہ
زائل کر دیوے کہ غصب ہمارے اصحاب کے نزدیک زائل کرنا ہے قبضہ حق کا ساتھ ثابت کرنے قبضہ ناحق کے اور
امام شافعی کے نزدیک غصب نام ہے قبضہ ناحق ثابت کرنے کا اور قبضہ حق زائل کرنا شرط نہیں ہے ہم کہتے ہیں کہ
کلام ہمارا اوس فعل میں ہے جو سبب تاوان کا ہے اور اسی سبب سے مسائل متفرع ہوتے ہیں مثلاً زوائد مغصوب ہمارے نزدیک
مضمون نہیں ہیں اور امام شافعی کے نزدیک مضمون ہیں اسلیے کہ اثبات قبضہ ناحق کا موجود ہے گو کہ ازالہ قبض حق نہو
اور اسی سبب سے غصب عقار میں اختلاف ہے اور آگے اوس کا ذکر آویگا اور انھیں مسائل میں سے ہے وہ جو مصنف
بیان کرتا ہے کذا فی الاصل **ص** تو خدمت لینا غیر کے غلام سے اور غیر کے جانور پر بوجھ لادنا غصب ہے نہ غیر کے
فرش پر بیٹھنا **ف** اسلیے کہ اول کی دونوں صورتوں میں نقل ہے غلام اور جانور کا ایک مکان سے دوسرے
مکان تک اور تیسری صورت میں فرش اپنے حال پر ہے بیٹھنے والے نے کوئی فعل اوسمیں ایسا نہیں کیا جس سے مالک کا
قبضہ زائل ہو جاوے اسیطرح مویشی کا دور کر دینا مالک سے یہانتک کہ وہ ہلاک ہو جاویں اور کسی کو پکڑے رہنا یہانتک کہ
دوسرا اوسکا اسباب لوٹ لیوے ہمارے نزدیک غصب نہیں ہے اور شافعی کے نزدیک غصب ہے اور ان دونو

ساتوں کی تفریع مستقیم نہین ہی اسلیے کہ اثبات قبضہ ناحق یہان مفقود ہی پھر ایک ورقید لگانا ضرور ہی کہ یہ مال کا لے لینا بطور اخفا نہو وے تاکہ چوری نکلجاوے گذا فی الاصل ص اور حکم غصب کا یہ ہی کہ غاصب گنہگار ہوتا ہی اگر اوسکو معلوم ہووے کہ شی مغصوب غیر کا مال ہی ف ورنہ گنہگار نہوگا لیکن تاوان درصورت ہلاک عین اور رد عین درصورت بقا ہر طرح واجب آئیگا طحطاوی متفق علیہ حدیث مین سعید ابن زید سے مروی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ایک بالشت بھر زمین ظلم سے لے لیگا تو اللہ تعالی سات طبقون زمین کا اوسکے گلے مین طوق ڈالیگا اور بخاری کی روایت مین ہی کہ ساتون زمین تک دھسلیا جاویگا اور امام احمدؒ نے یعلی ابن مرہ سے روایت کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو زمین کسی کی ناحق چھین لیگا تو روز محشر حکم ہوگا کہ اوسکی مٹی اوٹھاوے اور ایک روایت مین ہی کہ جس شخص نے ایک بالشت بھر زمین ظلم سے لے لی تو اللہ تعالی اوسکو تکلیف دیگا اوسکے کھودنے کی ساتوین زمین کے آخر تک پھر طوق ڈالیگا اوسکے گلے مین دن قیامت تک یہان تک کہ لوگون کا فیصلہ ہووے ان حدیثون سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ زمین بھی سات ہین جیسے آسمان سات ہین ص اور جب تک شی مغصوب غاصب کے پاس قائم ہی تو اوسکا پھیر دینا لازم ہی اور درصورت تلف ہوجانے کے تاوان اوسکا دینا واجب ہی ف اسلیے کہ روایت کیا ابوداؤد و ترمذی نسائی ابن ماجہ نے سمرہ بن جندب سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ پر لازم ہی وہ چیز جو اوسنے لی ہی یہان تک کہ پھیر دیوے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین حلال ہی کسیکو کہ لیوے چیز اپنے بھائی کی بے خوشی اوسکے نفسی سے اور جب تم مین سے کوئی دوسرے کی لاٹھی لیوے تو پھیر دیوے اوسکو روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی نے اور روایت کی احمد اور ابوداؤد و نسائی نے سمرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص پاوے اپنی چیز بعینہ کسی دوسرے کے پاس تو وہ حقدار ہی اوسکا ص تو تاوان مثل سے ہوگا اگر وہ چیز مثلی ہی جیسے وہ چیزین جو وزن کرکے یا پیمانے مین بھر کے بکتی ہین یا شمار کرکے لیکن مقدار مین قریب قریب ہین ف جیسے اخروٹ وغیرہ ص تو اگر مثل نملے تو جو خصومت کے دن ف یعنی حاکم کے حکم کے وقت در مختار ص اوسکی قیمت ہوگی دینا پڑیگی ف اور امام محمدؒ کے نزدیک جو قیمت اوس شی کی بازار مین نہ ملنے کے روز ہوگی دینا پڑیگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جو قیمت غصب کے دن ہوگی دینا پڑیگی خزانہ مین ہی کہ قول امام ابو حنیفہؒ کا صحیح ہی اور تحفہ مین ہی کہ وہ قول صحیح ہی اور نہایہ مین ابو یوسفؒ کے قول کو مختار کہا ہی اور ذخیرۃ الفتاوی مین محمدؒ کے قول کو مفتی بہ رکھا ہی طحطاوی ص اور جو وہ چیز غیر مثلی ہی جیسے وہ چیزین جو شمار سے بکتی ہین اور ایک دوسرے مین فرق رکھتی ہین مثل جانور وغیرہ کے تو اوسکی قیمت جو دن غصب کے ہوگی دینا پڑیگی ف اسی طرح جو مثلی مخلوط ہو غیر جنس سے جیسے گیہون اور جو ملے ہوں یا تلون کا تیل زیتون کے تیل کے ساتھ ملا ہووے اور مانند اسکے چنانچہ بجنس تیل کے ساتھ مخلوط ہووے تو اوسکی قیمت دینا ہوگی ص تو اگر غاصب کہے کہ شی مغصوب میرے پاس تلف ہوگئی تو حاکم اوسکو قید کرے یہان تک کہ معلوم ہوجاوے یہ بات کہ اگر شی مغصوب اسکے پاس موجود ہوتی تو ظاہر کرتا ف اور اس حبس کی کوئی مدت مقرر نہین بلکہ مفوض رائی حاکم پر ہی تبیین ص پھر اوسپر عوض دینے کا حکم کرے ف خواہ وہ عوض مثل ہو اگر شی مغصوب مثلی ہووے یا قیمت

اگر وہ شی مثلی ہووے اور جو مالک نے کہا کہ وہ شی مغصوب غاصب پاس تلف ہو گئی اور غاصب نے دعوی کیا کہ مینے مالک کو
پھیر دی اوسکے پاس تلف ہوئی اور دونون نے گواہ قائم کیے تو گواہ غاصب کے اولی ہونگے ص اور غصب کی شرط یہ ہی کہ
شی مغصوب اموال منقولہ مین سے ہووے تو اگر کسی شخص نے دوسرے کا عقار ف یعنی مال غیر منقول چنانچہ گھر زمین وغیرہ
ص غصب کیا پھر وہ غاصب کے پاس ہلاک ہو گیا ف آفت سماوی سے جیسے سیلاب کی کثرت سے زمین ڈوب گئی یا گھر
گر پڑا ص تو غاصب ضامن نہوگا شیخین کے نزدیک اور محمد رح کے نزدیک ضامن ہوگا ف اور یہی قول ہی ائمہ ثلثہ باقیہ کا اور
اسی پر فتوی ہی درمختار ص اور اگر اوس مین کوئی نقصان ہو گیا اوسکے فعل سے جیسے اوسکی سکونت سے مکان گر گیا
یا اوسکی کاشتکاری سے زمین مین نقصان ہو گیا تو نقصان کا ضامن ہوگا ف باجماع سب علما کے ص جیسے منقول
مین نقصان کا تاوان دینا ہوگا مثلاً ایک غلام غصب کرکے اوسکو مزدوری مین لگایا اور اسوجہ سے وہ غلام بیمار یا دبلا
ہو گیا تو تاوان نقصان کا دینا ہوگا ف اگر مثلاً باغ غصب کرکے اوسکے درخت کاٹ ڈالے تو تاوان دینا ہوگا درمختار
ص غاصب نے اگر شی مغصوب کو اجارہ دیکر اوسکا کرایہ لیا تو اوس کرایہ کی رقم کو خیرات کر دیوے اسی طرح شی مستعار
کی اجرت کو بھی تصدق کر دیوے ف یعنی فقرا کو تقسیم کر دیوے اپنے صرف مین نہ لاوے ص اسیطرح جو نفع اوسنے کمایا
شی مغصوب یا مستعار مین تصرف کرکے بشرطیکہ وہ شی اشارہ کرنے سے متعین ہووے ف یعنی اسباب کی قسم سے ہووے درہم
اور دینار نہووے ص یا امانت کے یا غصب کے روپیون کے بدلے مین کوئی چیز خرید کر وہی روپے دیے اور اوسمین نفع کمایا
اور اگر خریدتے وقت امانت یا غصب کے روپیہ کے بدلے مین خریدا اور ادا اور روپے کیے یا خریدا اور روپیون کے بدلے مین یا مطلق
روپیون کے بدلے مین خریدا اور ادا وہ روپیے کیے جو مغصوب یا امانت تھے اور نفع کمایا تو اوسکو تصدق کرنا ضرور نہین
اور اپنے صرف مین لا سکتا ہی اسی پر فتوی ہی ف اور قول مختار یہ ہی کہ مطلقاً یہ نفع حلال نہین ہی اگرچہ بعد اوسے
ضمان کے ہووے یہی قول صحیح ہی چنانچہ فتاوای نوازل مین ہی اور ابو یوسف کے نزدیک ہر حال مین حلال ہی جب ضمن ملک
ہووے درمختار ص اگر غاصب نے ایک شی کو غصب کرکے اوسمین ایسا تغیر کیا جس سے اوسکا نام بدل گیا اور اعظم
منافع ف یعنی اکثر مقاصد اوسکے ص فوت ہو گئے ف جیسے گیہون کو غصب کرکے اوسکو پیس ڈالا کہ نام
اوسکا بدل گیا یعنی آٹا ہو گیا اور اکثر منافع بھی اوسکے جیسے ہریسا اور گھنگنیان وغیرہ فوت ہو گئے ص تو غاصب پر
تاوان اوسکا واجب ہو گیا اور غاصب اوسکا مالک ہو جاویگا لیکن قبل ادا کرنے تاوان کے اوسکو نفع لینا اوس شی
سے درست نہین ہی ف اور جب تاوان اوسکا دیدیوے یا مالک معاف کر دیوے یا قاضی اوس سے تاوان دے لیوے
تو درست ہی ص مثال اوسکی یہ ہی کہ ایک شخص نے بکری غصب کرکے اوسکو ذبح کیا پھر اوسکو پکا ڈالا یا بھون لیا یا
گیہون غصب کرکے اوسکو پیس ڈالا یا کھیت مین بو دیا یا لوہا غصب کرکے اوسکی تلوار بنالی یا پیتل غصب کرکے اوسکے برتن بنالیے
یا ساگوان یا اینٹ غصب کرکے اوسکی عمارت بنوالی ف بشرطیکہ قیمت عمارت کی اوس ساگوان کی لکڑی سے زیادہ
ہووے اور جو مساوی ہو تو دونو کو بیچکر دونون کو ثمن اوسکی دلا دیجاوے فائدہ کلیہ اس مقام کا یہ ہی کہ ضرر شدید کو دور کرنیکے واسطے
ضرر خفیف کے بموجب ضرر خفیف اپنا نقصان دوسرے سے لیگا درمختار ص اگر غاصب نے سونا یا چاندی غصب کرکے

اوسکی اشرفی روپیہ بنوا ڈالے یا برتن بنوا لیے تو اوسکا مالک نہوگا بلکہ یہ چیزیں مالک کو دلا دی جاوینگی اور غاصب کو کچھ نملیگا اگر ایک شخص کی بکری لیکر اوسکو ذبح کر ڈلا تو مالک کو اختیار ہی کہ اوس بکری کو غاصب کے سر پٹکے اور اپنے دام ہے لیوے یا بکری لے لیوے اور اوسکے نقصان کا تاوان بھی غاصب سے بھر لے یہی حکم ہی اگر غاصب کپڑے کو بقدر پھاڑ ڈالے کہ کچھ منفعت فوت ہو جاوے اور کچھ باقی رہے اور جو ایسا پھاڑ دے کہ بالکل نفع اوٹھانے کے قابل نرہے تو کل قیمت کا تاوان غاصب سے لیا جاویگا اور جو بہت کم پھاڑے کہ منفعت سب باقی رہے تو صرف نقصان کا تاوان اوس سے لیا جاویگا اور جس شخص نے دوسرے کی زمین میں عمارت بنالی یا درخت گاڑے **ف** بغیر اذن مالک کے **انتہا ص** تو اوسکو حکم ہوگا کہ اپنی عمارت یا درخت اوکھیڑ لیوے اور زمین مالک کو سپرد کر دیوے **ف** اگرچہ قیمت زمین کی عمارت اور درخت سے زیادہ ہووے اور یہی محمد کا قول ہی اور ظاہر الروایۃ میں ہر طرح اوکھیڑنے کا حکم ہی اسلیے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہی درخت ظالم کو کچھ حق روایت کیا اوسکو ابو داود نے سعید بن زید سے **ص** اور اگر اوس درخت یا عمارت کا اوکھیڑنا مالک کی زمین کو ضرر پہونچاوے یعنی اوس سے زمین ناقص ہو جاتی ہووے تو مالک کو پہونچتا ہی کہ غاصب کو قیمت اوس عمارت اور درخت کی دیکر وہ بھی لے لیوے تو اول زمین کی قیمت بغیر درخت اور عمارت کے پہلے لگا کر پھر درخت اور عمارت کے ساتھ بھی لگا دینگے اور جس قدر دوسری قیمت پہلی قیمت سے زائد ہو گی مالک غاصب کو دیگا **ف** دوسری قیمت جو لگائی جاویگی تو اوس میں درخت یا عمارت کی وہ قیمت لگائی جاویگی جو اوکھیڑنے والی درخت یا عمارت کی ہو گی یعنی اوکھیڑی ہوئی عمارت اور درخت میں سے اوسکی اجرت اوکھیڑنے کی مجرا کر کے باقی کو قیمت اوس درخت یا عمارت کی قرار دینگے مثلاً قیمت زمین کی سو روپیہ تھی اور قیمت اوس درخت کی اگر وہ اوکھڑا ہوا ہوتا تو دس روپیہ تھی اور اوکھڑوائی کی مزدوری ایک روپیہ ہی تو نو روپیہ قیمت درخت کی لگائی جاویگی تو اب زمین مع شجر ایک سو نو روپیہ کی ہوگی تو مالک نو روپیہ کا تاوان غاصب کو دیگا اور درخت بھی لے لیگا کذا فی الاصل **ص** اگر غاصب نے کپڑے کو سرخ رنگا یا زرد رنگا یا ستو کو غصب کر کے اوسکو گھی میں ملایا تو مالک کو اختیار ہی خواہ غاصب سے سفید کپڑے کی قیمت اور ستو کے مثل ستو لے لیوے یا اوسی کپڑے اور ستو کو لیکر غاصب کو رنگوائی اور گھی کے دام دیدیوے اور اگر غاصب نے اوس کپڑے کو سیاہ رنگوایا تو مالک کو اختیار ہی خواہ سفید کپڑے کی قیمت سے لیوے یا وہی سیاہ کپڑا لے لیوے اور غاصب کو کچھ نہ دیوے اسواسطے کہ سیاہ رنگنے سے کچھ کپڑے کی قیمت نہیں بڑھتی بلکہ نقص ہو جاتا ہی امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک سیاہی کا حکم بھی سرخ کا ہی **مسائل ملحقہ** اگر روپیہ غصب کر کے غاصب نے گلا ڈالے تو مالک کا حق اوسکے عین میں زائل نہوگا اگر چاندی سونا غصب کر کے اوسکے روپیہ یا اشرفی بنائے تو مالک اوسکو لے لیگا اور غاصب کو کچھ نہ دیگا مالک کو اختیار ہی کہ تاوان شی کا غاصب سے لیوے یا غاصب غاصب سے یا کچھ اول سے اور کچھ ثانی سے اگر ایک شخص نے اپنے واسطے قبر کھودی اور اوسمیں دوسرے شخص نے مردہ گاڑا تو وہ تین صورتیں ہیں اگر وہ زمین قبر کھودنے والے کی ملک ہووے تو اوسکو مردہ اوکھاڑنا اور زمین کا برابر کر دینا جائز ہی اور اگر زمین مباح ہو تو اوسکو قبر کھودنے کی اجرت ملیگی اور اگر وقف کی ہووے تو اسی طرح اوسکی اجرت ثابت ہی دوسرے کے مال میں تصرف جائز نہیں مگر چند مسائل میں ایک یہ اگر کو

اپنے والد کے مال میں سے دوسرے سے ادا کرے اپنے والد کے مال میں بقدر حاجت ضروری جیسے طعام یا دوا وغیرہ تصرف کرے

تو یہ کو درست ہے کہ تشویع بالکسر کے مال میں سے اوسکے طور پر خلاف بقدر حاجت بلا اذن تشویع بالکسر کے دے تو عجب

قاضی کا حکم حاصل کرنا وہاں ممکن نہو کیونکہ وہ تھے حالت مسافرت میں مگر ایک شخص مرجاوے تو باقی رفقا کو اوسکا اسباب

بیچنا اور اوسکی تجہیز و تکفین کرنا اور باقی حصہ کو دینا درست ہے اور اون پر تاوان نہیں ہے کذا فی الدر المختار والاشباہ

## فصل مسائل متفرقہ متعلقہ غصب کے بیان میں

غاصب نے شی مغصوبہ کو چھپا دیا اور مالک کو اوسکی قیمت کا تاوان دیدیا تو اب غاصب اوس شی کا مالک ہو جاویگا

ف اور امام شافعی رحمہ کے نزدیک نہوگا تو غاصب اوسکی کمائیون کا بھی مالک ہو جاویگا نہ اوسکی اولاد کا درمختار ص قیمت

مغصوب میں اختلاف ہوا تو قول غاصب کا حلف سے مقبول ہوگا اگر مالک زیادتی قیمت گواہون سے ثابت نکرے ف

تو اگر مالک نے گواہ قائم کیے یا دونون نے گواہ قائم کیے تو گواہ مالک کے مقبول ہونگے اور غاصب کے گواہ مقبول نہونگے اور جو غاصب نے قیمت مغصوب کی بیان

نہکی لیکن یہ کہا کہ مالک کے قول سے کم ہے تو غاصب پر جبر ہوگا بیان قیمت پر اور جو بیان نکرے تو اوس سے نفی زیادت پر

قسم لیجاوے تو اگر قسم سے انکار کرے تو زیادتی قیمت کی اوسکو لازم ہوگی اور جو قسم کھالیوے تو نہین درمختار ص اگر

غاصب نے مالک کو شی مغصوب کی قیمت ادا کردی بعد اوسکے وہ شی بھی پیدا ہوئی اور قیمت اوسکی زیادہ نکلی اوس قیمت سے جو غاصب

نے مالک کو دی تھی اور مالک نے غاصب کی کہی ہوئی قیمت لی تھی تو مالک کو اختیار ہے کہ اپنی شی لے لیوے اور قیمت غاصب

واپس کردیوے یا اوسی قیمت پر اکتفا کرے اور جو غاصب نے مالک کی کہی ہوئی قیمت دی تھی یا مالک نے جو قیمت گواہون سے

ثابت کی تھی یا نکول سے غاصب نے وہ دی تھی تو شی مغصوب غاصب کی ہوگی اور مالک کو کچھ اختیار نہوگا اگر غاصب نے شی

مغصوبہ کو بیع کرڈالا بعد اوسکے اوسکے مالک کو تاوان دیا تو بیع نافذ ہو جاویگی اور اعتاق نافذ نہوگا اور زوائد شی مغصوب کے

خواہ متصل ہون جیسے غلام مغصوب موٹا ہو جاوے یا حسین ہو جاوے یا منفصل جیسے مغصوب کی اولاد اور اشجار کے پھل

غاصب کے پاس امانت ہونگے تو اوس کا تاوان نہ دینا ہوگا مگر جب غاصب تعدی کرے یا بعد طلب کرنے مالک کے نہ دیوے

تو البتہ ضمان لازم ہوگا ف اور شافعی رحمہ کے نزدیک زوائد کا ضمان مطلقا لازم ہوگا کذا فی الاصل ص اگر

لونڈی مغصوبہ کی قیمت بچہ جننے سے کم ہو گئی تو کمی کا تاوان غاصب کو دینا ہوگا اور بچہ سے اوسکے نقصان قیمت

کا جبر کیا جاویگا اگر بچہ کی قیمت بقدر نقصان ہو اگر غاصب نے مغصوب لونڈی سے زنا کیا پھر مالک کو پھیر دی اور وہ حاملہ

تھی بعد اوسکے مالک کے پاس ولادت سے وہ مر گئی تو غاصب اوسکی قیمت کا تاوان مالک کو دیگا بخلاف عورت حرہ کے

ف کہ اگر اوس سے زنا کیے حالت حمل میں پھیر دیا اور وہ ولادت سے مر گئی تو تاوان نہ دیگا کیونکہ عورت حرہ مال نہیں ہے

کہ اوسمین غصب متحقق ہو ص مغصوب کے منافع کا تاوان غاصب کو دینا نہوگا ف برابر ہے کہ غاصب شی مغصوب

سے منفعت اوٹھاوے مثلا مکان میں سکونت کرے یا بیکار رہنے دیوے کذا فی الاصل ص اگر کسی شخص نے

مسلمان کا شراب یا سور تلف کردیا تو اوسپر کچھ تاوان نہین ہے اور جو ذمی کا شراب یا سور تھا تو تاوان لازم ہوگا اور اگر

مسلمان کا شراب غصب کرکے سرکہ بنا ڈالا اوس طور سے جسمین کچھ دام خرچ نہیں ہوتے جیسے دھوپ میں رکھ کے یا مری و نمک

۱؎ لڑکی کے مقام [illegible] ... درمختار

جا نہیں کھال لیکر اوسکی دباغت کی اوس چیز سے جسمین دام خرچ نہین ہوتے مثلاً مٹی اور دہوپ ہے تو مالک اوسکو لیگا اور غاصب کو کچھہ نہ دیگا اور جو غاصب اوسکو تلف کر ڈالے گا تو ضامن ہوگا اور اگر اوسکا سرکہ بنا یا نمک ڈالکر یا سرکہ ڈالکر تو وہ غاصب کا ہوجاویگا اور مالک کو کچھہ نہ ملیگا **ف** یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک مالک اوسکو لیگا اور نمک کی زیادتی غاصب کو ادا کریگا کذا فی الاصل **ص** اسیطرح اگر کھال کی دباغت مصالح لگا کر کی جیسے قرظ یا مازو سے تو مالک اوسکو لیکر دباغت کا خرچ غاصب کو دیدیوے اور جو غاصب اوسکو تلف کر ڈالے تو ضامن نہوگا **ف** اور صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا جو اوس کھال کی قیمت حالت دباغت مین ہووے اور امام صاحب کی دلیل کا فرق اصل کتاب ہدایہ مین مذکور ہے **ص** جو شخص کسیکے گانے بجانے کے آلات توڑ دیوے **ف** جیسے بربط ستار دف طبل طنبور وغیرہ **ص** تو اوسپر تاوان لازم ہوگا **ف** امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک لازم نہوگا اور امام صاحب کے نزدیک جو لازم ہے تو وہ لازم ہے جو اوسکی قیمت نفس الامر مین قطع نظر لہو سے ہے جیسے ستار مین اوسکی لکڑی یا تار کا ضمان آویگا **ص** اور جو طبل غازیون کا ہے یا دف وہ ہے جسکا بجانا حلال ہے شادی مین تو اوسکا ضمان بالاتفاق آویگا اسی طرح اگر کسی شخص کا سکر یا منصف **ف** سکر نام ہے کچے پانی کا کہجور کے جب وہ تیز ہوجاوے اور منصف وہ پانی ہے انگور کا جسکا نصف جل چکا ہو آگ پر پکانے سے اور بیان اسکا کتاب الاشربہ مین آویگا **ص** بہادیوے تو تاوان اوسکا دینا ہوگا **ف** امام صاحب کے نزدیک اسیطرح گانے والی لونڈی اور مینڈہا لڑائی کا اور کبوتر اوڑنے والا اور مرغ لڑنے والا اور خصی غلام کہ ان سب چیزون کی قیمت تلف کرنے سے واجب ہوگی جو اونکی قیمت نفس الامر مین ہو قطع نظر معصیت سے درمختار **ص** اگر کسی شخص نے دوسرے کی ام ولد کو غصب کیا پھر وہ ہلاک ہوگئی تو اوسپر تاوان لازم نہ آویگا بخلاف مدبرہ کی جس شخص نے دوسرے کے غلام کی بیڑی پانون سے کہولدی یا جانور کی رسی نکالدی یا اصطبل کا دروازہ کہولدیا یا پنجرہ پرندہ کا کہول دیا اور یہ چیزین جاتی رہین یا بادشاہ سے ایسے آدمی کی چغلی کہائی جو اوسکو ستاتا ہے اور حال یہ ہے کہ بدون حاکم سے نالش کرنیکے وہ تمکرانا نہین ہے یا ایسے کی چغلی کہائی جو فسق کا مرتکب ہوتا ہے اور لڑکے کہنے سے باز نہین آتا یا کسی ایسے بادشاہ سے جو کبھی ڈانڈ لیتا ہے اور کبھی نہین لیتا یہ کہدیا کہ فلان شخص نے مال پایا ہے پھر بادشاہ نے اوس موذی یا فاسق یا مال پانے والے سے کچھہ ڈانڈ لیا تو شخص مذکور پر اوسکا تاوان نہ آویگا البتہ اگر وہ بادشاہ ایسا ہو جو ہمیشہ ڈانڈ لیا کرتا ہو تو چغلخور پر تاوان لازم آویگا اسی طرح ضمان لازم آتا ہے چغلخور پر اگر اوسنے ناحق چغلی کہائی زجر اور توبیخ کے واسطے امام محمد کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہے اور شیخین کے نزدیک لازم نہین آتا

**مسائل ملحقہ مترجم** اگر مسلمان نے ذمی سے شراب لیکر پی تو مسلمان پر حد اوس شراب کی واجب نہوگی تاوان حکم کرنے والے پر نہین ہے بلکہ فعل کرنے والے پر ہے مگر کئی جگہہ ایک سلطان دوسرے باپ تیسرے مولی جب مامور صبی یا عبد ہووے اگر جوڑے مین سے ایک فرد تلف کرڈالے تو فرد باقی بہی اوسیکو دیجاوے اور دونا تاوان کل کا ادا کرے ابو یوسف نے کہا کہ ایک شخص نے زمین غصب کی اور اوسمین مسجد بنائی اور دوکانین اور حمام تو اوس مسجد مین نماز کا مضائقہ نہین لیکن حمام مین نہ جانا چاہیے اور دوکانون کو کرایہ لینا بہی درست نہین اور یہی ہشام کے قول مین مکروہ ہے اور جو لوگ زمین کانون مغصوبہ جانکر لیتے ہین اونکی شہادت مقبول نہین درمختار وطحطاوی

# کتاب الشفعة

شفعہ مشتق ہے شفع سے جسکے معنی ملانے کے ہیں اور اصطلاح شرع میں ص شفعہ عبارت ہے مالک ہونے سے عقار کے جبرًا
اوپر مشتری کے بعوض مثل قیمت مشتری کے ف یعنی جن داموں کو مشتری نے لیا ہے اوسی داموں کو جبرًا اوس سے
عقار کے لینا ص اور واجب ہوتا ہے شفعہ بعد بیع کے اور مضبوط ہو جاتا ہے گواہ کرنے سے ف اسواسطے کہ حق شفعہ کا
قبل گواہ کرنے کے متزلزل ہے اسلیے کہ اگر وہ طلب میں تاخیر کرے گا تو شفعہ باطل ہوگا تو جب اوسنے گواہ کر دیے شفعہ
مضبوط ہو گیا کذا فی الاکمل ص اور شفیع اوس عقار کا مالک ہو جاتا ہے مشتری کی رضامندی سے یا قاضی کے
حکم سے اور شفعہ واجب ہوتا ہے بقدر شفیعوں کی تعداد کے نہ بقدر ملک کے ف یعنی اگر دو تین آدمی ایک عقار کے
شفیع ہوں تو وہ عقار علی السویہ سب میں تقسیم ہوگا نہ بقدر ملک مثلاً ایک زمین میں تین آدمی شریک ہیں ایک کا نصف
کا دوسرے کا ثلث کا تیسرے کا سدس کا اب صاحب نصف نے اپنا حصہ بیچا اور دونوں شریکوں نے شفعہ طلب کیا تو نصف
عقار مبیعہ کا دونوں کو دلایا جاویگا اور شافعی رح کے نزدیک اوس نصف عقار مبیعہ کے دو حصے صاحب ثلث کو اور ایک
حصہ صاحب سدس کو ملیگا کذا فی الدر المختار ص شفعہ اول اوس شریک کو پہونچتا ہے جو ذات مبیع میں شریک ہووے
پھر جو حقوق مبیع میں شریک ہووے مثلاً پانی کے حصے میں یا راہ میں شریک ہووے اور مراد پانی کے حصہ اور راہ سے
وہ ہیں جو مخصوص ہوں مثلاً پانی کا حصہ اوس چھوٹی نہر کا جسمیں کشتیاں نہیں چلتیں اور راہ وہ جو نافذ نہیں ہے ف
اور جو پانی کا حصہ یا راہ عام ہے تو شفعہ ثابت نہوگا در مختار ص پھر ہمسایہ کو جو ملا ہوا ہو اور دروازہ اوسکے مکان کا دوسرے
کوچے میں ہو ف اور جو اوسکا دروازہ اوسی کوچے میں ہے اور وہ کوچہ غیر نافذہ ہے تو وہ شریک ہے حق مبیع میں جاننا
تو جب تک شریک فی المبیع موجود ہے شفعہ شریک فی حق المبیع اور جار کو نہ ملیگا پھر اگر وہ شفعہ نہ لیوے تو شریک فی حق المبیع
کو ملیگا اور جار کو نہ پہونچے گا پھر اگر شریک فی حق المبیع بھی شفعہ نہ لیوے تو جار کو پہونچے گا لیکن اوسی جار کو جسکی زمین یا مکان
عقار مبیعہ سے ملاصق اور متصل ہے اور جو اون دونوں کے بیچ میں طریق نافذ موجود ہے تو اوسکو حق شفعہ ثابت نہوگا یہ ترتیب
شفیعوں کے اور استحقاق امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور شافعی اور مالک کے نزدیک ہمسایہ کو حق شفعہ نہیں ہے ہماری دلیل
بہت سی احادیث ہیں پہلی حدیث ابو رافع کی روایت کیا اوسکو بخاری نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمسایہ
زیادہ حقدار ہے اپنے شفعہ کا دوسری حدیث انس بن مالک کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمسایہ زیادہ حق
رکھتا ہے روایت کیا اوسکو نسائی نے اور صحیح کیا اوسکو ابن حبان نے تیسری حدیث جابر رض کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ہمسایہ زیادہ حقدار ہے اپنے ہمسایہ کے شفعہ کا انتظار کیا جاویگا اگر وہ غائب ہو جب ہو راہ اون دونوں
کی ایک روایت کیا اوسکو امام احمد اور چاروں عالموں نے اور راوی اسکے سب معتبر ہیں ان احادیث سے استحقاق
ہمسایہ کا واسطے شفعہ کے ثابت ہوا اب ترتیب تو روایت کی صاحب ہدایہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے شریک زیادہ حقدار ہے خلیط سے اور خلیط زیادہ حقدار ہے شفیع سے شریک سے مراد شریک فی نفس المبیع ہے اور خلیط سے
فی حق المبیع اور شفیع سے ہمسایہ کہا زیلعی نے تخریج میں کہ یہ حدیث غریب ہے اور کہا ابن جوزی نے کہ یہ حدیث غیر معروف ہے

اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں شریح سے کہ خلیط احق تر شفیع سے اور شفیع جار سے اور جار اپنے سوا اور لوگوں سے اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھوں نے شریک اول حقدار ہے شفعہ کا تو اگر شریک نہو تو ہمسایہ حقدار ہے اور خلیط احق ہے شفیع سے اور شفیع احق ہے اپنے سوا اور لوگوں سے انتہی اور قیاس کا مقتضی بھی یہی ہے کیونکہ شریک فی نفس المبیع ذات مبیع مین شریک ہے تو اوسکا حق زیادہ ہے بعد اوسکے وہ ہے جو ذات مبیع مین شریک نہو وے بلکہ حقوق مین شریک ہووے پھر وہ جو ہمسایہ ہووے **ص** اور جسکی کڑیان دیوار عقار مبیعہ پر رکھی ہون تو وہ بھی ہمسایہ ہے **ف** یعنی شریک نہین ہے اسی طرح جو ہمسایہ کہ اوسکا گھر عقار مبیعہ کے سامنے ہے کوچہ غیر نافذہ مین تو اوسکو بھی شفعہ ہے اور اگر کوچہ نافذہ مین ہے تو شفعہ نہین ہے اگر کوئی شفیع غائب ہو تو شفیع حاضر کو کل شفعہ ملجاویگا پھر جب شفیع غائب حاضر ہووے اور شفعہ طلب کرے تو اوسکو بھی بلحاظ استحقاق شفعہ ملیگا اگر شفیع نے قبل بیع عقار مبیعہ کے اپنا شفعہ ساقط کر دیا تو اوسکا اعتبار نہوگا بعد بیع کے پھر طلب کر سکتا ہے شفیع نہین کر سکتا کہ عقار مبیعہ مین سے کچھ لیوے اور کچھ نہ لیوے بدون رضامندی مشتری کے اور عقار وقف اور اوسکے جوار مین شفعہ نہین ہے درمختار

## باب طلب شفعہ کے بیان مین

**ص** شفعہ مین تین طلب ضرور ہین پہلی یہ کہ شفیع کو جب بیع کی خبر ہوپہنچے تو مجلس علم مین شفعہ کو طلب کرے ایسے الفاظ سے جنسے طلب شفعہ کی سمجھی جاوے مثلاً یون کہے کہ مینے شفعہ طلب کیا یا مین طالب ہون شفعہ کا یا مین طلب کرتا ہون شفعہ کو یہ اختیار ہے کرخی کا اور بعضون کے نزدیک ضرور ہے کہ جسوقت شفیع کو خبر شفعہ کی پہونچے اوسی وقت طلب شفعہ کی کرے اگر ذری دیر بھی چپ رہے گا تو شفعہ اوسکا باطل ہوگا **ف** یعنی مجلس تک انتظار نہوگا بلکہ خبر پہونچتے ہی طلب شفعہ ضرور ہو درمختار مین ہے کہ اسی پر فتوی ہے اور اختیار کرخی اصح ہے اور متون سب اوسی پر ہین **ص** اور اس طلب کو طلب مواثبہ کہتے ہین **ف** اسلیے کہ مواثبت کے معنی کودنے اور اوچھلنے کے ہین تو یہ طلب بھی غایت تعجیل کی ہے گویا شفیع کودتا ہے اور شفعہ طلب کرتا ہے کذا فی الاصل **ص** پھر دوسری یہ کہ شفیع گواہ کیے عقار پر جاکر یا اوس شخص پاس جسکے قبضے مین وہ عقار اوسوقت ہووے خواہ بائع ہو یا مشتری پس کہے کہ فلان شخص نے اس گھر کو خریدا ہے اور مین اوسکا شفیع ہون اور تحقیق کہ مینے شفعہ طلب کیا تھا اور اب بھی طلب کرتا ہون تو گواہ رہو اس بات پر اور اس طلب کو طلب اشہاد کہتے ہین **ف** جاننا چاہیے کہ یہ طلب ضرور ہے جب قادر ہو شفیع گواہ کرنے پر گھر پاس جاکر یا قابض کے پاس جاکر یہان تک کہ اگر باوصف قدرت کے شفیع نے طلب اشہاد کی تو شفعہ اوسکا باطل ہوجاویگا اور ذخیرہ مین ہے کہ جب شفیع مکے کے رستے مین ہووے اور اوسنے بیع کی خبر سنکر طلب مواثبت کی اور عاجز ہوا طلب اشہاد سے گھر پر جاکر یا قابض کے پاس جاکر تو وہ ایک شخص کو وکیل کرے اگر پاوے اور جو کسیکو نہ پاوے تو ایک قاصد یا خط بھیج دیوے سو اگر یہ بھی ممکن نہووے تو شفعہ اوسکا باقی رہیگا تو جب حاضر ہو شفعہ کو طلب کرے اور جو لیسو ممکن ہووین اور نہ کرے تو شفعہ اوس کا باطل ہوجاویگا کذا فی الاصل **ص** پھر تیسری طلب یہ ہے کہ شفیع شفعہ کو قاضی پاس سو کہے قاضی پاس جاکر کہ فلان شخص نے ایک گھر ایسا خرید کیا ہے اور مین اوسکا شفیع ہون

گواہ کرنا طلب مواثبت مین لازم نہین ہے جب گواہ اوس مجلس مین نہووین ورنہ گواہ کرنا بہتر ہے اور لازم ہے کہ گواہ عادل ہوں تاکہ اگر حاکم وغیرہ کے سامنے حاجت ہو تو گواہ موجود ہوں تو اوسکو پہلے طلب کرنا چاہیے گواہ کر لیوے اور اگر کوئی وہان نہو

بسبب مانند ایک ایسے گھر کے تو حکم کرو خرید لو کیونکہ وہ گھر مجھے دو طرف پہنچا اور اس طلب کو طلب تقریر اور طلب اشہاد بھی کہتے ہیں
اور اس طلب میں تاخیر کرنے سے شفعہ باطل نہیں ہوتا اور کہا امام محمد نے کہ ایک مہینہ تک اگر طلب خصومت نکرے
تو اوسکا شفعہ باطل ہو جاویگا اور اسی پر فتویٰ ہے ف اور ظاہر روایت یہ ہے کہ شفعہ باطل نہوگا اس طلب کی تاخیر
سے جب تک شفیع زبان سے اپنے شفعہ ساقط نکرے اور یہی مفتی بہ ہے اور یہی ظاہر مذہب ہے اور جب فتویٰ ظاہر الروایۃ
اور غیر ظاہر مذہب پر ہووے تو ظاہر الروایت مقدم ہے کذا فی الطحطاوی ص اور جس وقت قاضی کے پاس شفیع شفعہ
طلب کرے تو قاضی خصم ف یعنی مدعی علیہ مشتری ص سے سوال کرے کہ شفیع اوس عقار کا مالک ہے جسکے
سبب سے دعوی شفعہ دوسرے عقار کا کرتا ہے ف زیلعی نے کہا کہ شفیع کا سوال کرنا بعد طلب شفیع کے غیر مناسب ہے بلکہ قاضی مدعی اول سوال کرے
قبل مدعی علیہ کی طلب کے کہ گھر کون شہر کس محلے میں ہے اور اوسکے حدود کیا ہیں اسواسطے کہ اوسنے حق کا دعوی کیا تو وہ معلوم چاہیئے اسلیئے کہ دعوی مجہول صحیح نہیں
ہے پھر جب وہ بیان کرے تو سوال کرے کہ مشتری گھر کا قابض ہے یا نہیں اسواسطے کہ بلا قبض مشتری پر دعوی صحیح نہیں جبتک بائع حاضر نہو پھر
جب اسکو بیان کریگا تو شفعہ کے سبب اور اوسکے حدود سے سوال کرے اسواسطے کہ لوگ اسمیں مختلف ہوتے ہیں شاید کہ وہ سبب غیر صالح کی وجہ سے دعوی کرتا ہو
یا وہ اور شخص احق کے سبب سے محجوب ہووے پھر جب سبب صالح کا بیان کرے اور محجوب نہو تو اوس سے سوال کرے کہ تجھکو علم بیع
کب سے ہوا اور تو نے کیا کیا تھا جب تو نے جانا تھا اسلیئے کہ شفعہ باطل ہوجاتا ہے طول زمان اور اعراض یعنی طلب اول و ثانی کے
ترک کرنے سے تو اس کا ظاہر ہونا بھی ضرور ہے پھر جب اسکو بیان کرے تو طلب تقریر سے سوال کرے کہ کیونکر کی اور کسکے
پاس اشہاد ہوا اور جسکے پاس اشہاد واقع ہوا وہ قریب تھا بیع سے یا نہیں پھر جب کہ شفیع یہ سب کچھ بیان کر دیوے اور کسی شرط کو فوت ہونے
دیا ہووے تو دعوی اوسکا پورا اور کامل ہوگا تو اب مدعی علیہ کیطرف قاضی متوجہ ہووے اور اوس گھر کی ملک کا سوال
کرے جسکی ملک کے سبب سے شفیع کو استحقاق شفعہ حاصل ہے طحطاوی ص تو جب مدعی علیہ اقرار کرے اوس عقار کے
مملوک ہونیکا واسطے شفیع کے یا انکار کرے قسم کھانے سے اپنے علم پر یا شفیع گواہ قائم کرے اپنی ملک پر بسبب عقار
مذکور مبیع کے تو اب قاضی اوس سے سوال کرے کہ تو نے دوسرا عقار خرید کیا ہے یا نہیں اگر وہ اقرار کرے خریدنے کا یا انکار
کرے قسم کھانے سے حاصل پر یا سبب پر ف جاننا چاہیئے کہ جہاں پر ثبوت شفعہ کا متفق علیہ ہے جیسے شفعہ
خلیط تو وہاں قسم حاصل پر دیجاویگی مثلاً مدعی علیہ کو یہ کہنا ہوگا کہ واللہ اس شفیع کا استحقاق شفعہ مجھپر نہیں ہے اور جہاں
مختلف فیہ ہے جیسے شفعہ جوار تو وہاں قسم سبب پر دیجاویگی اسطرح کہ واللہ میں نے اوس عقار کو نہیں خریدا اسلیئے کہ اگر
حاصل پر یہاں بھی قسم دیجاوے تو اوسکو گنجائش ہے کہ شافعی کے مذہب پر قسم کھالیوے اور اسکا ذکر کتاب الدعوی میں
گذر چکا کذا فی الاصل ص یا شفیع گواہ قائم کرے مدعی علیہ کی خرید پر تو قاضی شفعہ کا حق شفیع کے لیے ثابت
کردیوے ف یہ جب ہے کہ مدعی علیہ شفیع کے طلب شفعہ کا منکر نہووے اور جو منکر ہووے اور شفیع پاس طلب مواثبہ
اور طلب اشہاد کے گواہ نہوں تو قول مدعی علیہ کا قسم سے قبول ہوگا مختار ص اگرچہ شفیع وقت دعوی کے قاضی کے پاس ثمن
نلایا ہووے اور جب شفیع کا شفعہ قاضی حکماً ثابت کر دیوے تو اب شفیع کو ثمن حاضر کرنا ضرور ہوگا اور مدعی علیہ کو عقار کا
روک رکھنا واسطے وصول ثمن کے پہنچتا ہے اگر شفیع نے ادائے ثمن میں تاخیر کی تو حق شفعہ باطل نہوگا اگرچہ بائع نے روکا ہو

ابھی مشتری کے قبضہ مین نہ دیا ہو وے تو خصم شفیع کا بائع ہوگا لیکن گواہ نہ سُنے جاوینگے بائع پر جب تک مشتری حاضر ہووے
ف اسلیے کہ وہی مالک ہے تو اوسکے حضور مین فسخ بیع کیا جاویگا برخلاف اوس صورت کے کہ مشتری کے قبضہ مین وہ عقار
آگیا تو اب بائع کا حاضر ہونا ضرور نہیں ہے اسلیے کہ وہ اجنبی ہوگیا کذا فی الاصل ص اور فیصلہ شفعہ کا بائع پر کیا جاویگا اور عہدہ
ثمن ف جب وہ مبیع کسی کی ہوکر نکلے ص بائع پر رہیگا اور شفیع کو خیار الرویت اور خیار العیب ثابت ہوگا اگرچہ مشتری شرط
کر لیوے برات کی ہر عیب سے اور جو شفیع اور مشتری نے اختلاف کیا ثمن مین اوس عقار کے ف اور گھر مشتری کے قبضہ مین
ہے اور ثمن بائع کو نقد مل گئی ہے در مختار ص تو قول مشتری کا قسم سے مقبول ہوگا اور جو دونون گواہ لاوے تو شفیع کے
گواہ مقبول ہونگے ف طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک مشتری کے اور فتوی طرفین کے قول پر ہے ص اگر مشتری
نے ثمن زیادہ بیان کی اور بائع نے اوس سے کم کہی تو اگر ثمن بائع لے چکا ہے تو قول مشتری کا ورنہ بائع کا صحیح سمجھا جاویگا
ف اور جس صورت مین اسکا عکس ہووے تو قبض ثمن کے بعد مشتری کا قول قبول ہے اور قبل قبض کے دونون کو قسم کھانا
ہوگا اور جو نکول کریگا طرف ثانی کا قول مقبول ہوجاویگا اور جو دونون نے قسم کھالی تو بیع فسخ ہوجاویگی اور شفیع بائع کی کہی قیمت
دیکر عقار لے لیگا در مختار ص اگر بائع مشتری کو کل ثمن چھوڑ دیوے تو شفیع کو پوری ثمن مشتری کو دینا ہوگی اور جو بائع
کچھ ثمن مشتری کو چھوڑ دیوے تو اوسی قدر شفیع سے بھی چھوٹ جاویگی ف اور جو کچھ بائع بڑھا دیوے تو شفیع پر نہ بڑھیگی
در مختار ص اگر مشتری نے ثمن مثلی کے بدلے مین عقار کو خریدا ہے تو شفیع بھی ثمن مثلی دیوے اور جو غیر مثلی سے خریدا
تو شفیع اوسکی قیمت مشتری کو دیوے ف یعنی جو قیمت روز خرید اوس چیز کی ہووے در مختار ص تو عقار کی بیع
مین بعوض عقار کے ہر ایک عقار کا شفیع دوسرے عقار کی قیمت کے بدلے مین لیوے اور اگر بیع بعوض ثمن موجل کے ہو
تو شفیع نقد دام دیکر لے لیوے یا شفعہ ابھی طلب کرے اور عقار بعد گذر جانے مدت ثمن دیکر لیوے اور جو شفعہ طلب نکیا تو شفعہ
باطل ہوگا اگر ذمی نے عقار کو بعوض شراب یا سور کے خریدا اور شفیع بھی ذمی ہے تو شراب کی صورت مین شراب دیکر اور
سور کی صورت مین قیمت اوسکی دیکر عقار لے لیوے اور جو شفیع مسلمان ہو تو دونون صورتون مین قیمت دیوے اگر
مشتری نے اوس عقار مین عمارت بنائی یا درخت لگائے تو شفیع کو اختیار ہے کہ ثمن عقار کے ساتھ اون دونون کی
قیمت جو حالت استحقاق قلع مین ہے دیکر اونکو بھی لے لیوے یا مشتری پر جبر کرے کہ اپنا عملہ اور درخت اوکھاڑ
لیجاوے اگر شفیع نے زمین لیکر اوسمین عمارت بنائی یا درخت لگائے پھر وہ کسی اور کی نکلی تو شفیع مشتری
سے صرف ثمن پھیر لیوے اور قیمت عمارت اور درخت کی کسی سے نہین لے سکتا برخلاف مشتری کے
کہ اگر اوہان ایسی صورت ہووے تو وہ بائع سے ثمن پھیر لے اور قیمت درخت اور عمارت کی بھی
لیوے اگر مشتری نے ایک گھر خریدا بعد اوسکے وہ ویران اور خراب ہوگیا یا باغ خریدا
اور اوسکے درخت سوکھ گئے تو شفیع اگر اوسکو لیوے تو پوری ثمن دیکر لیوے کچھ کم نہین کر سکتا اگر مشتری نے مکان لیکر
اوسکو گرایا تو شفیع صرف زمین کی قیمت دیکر زمین لے لیوے اور لکڑی اینٹ چونا وغیرہ مشتری کا رہیگا اور اگر مشتری نے
زمین خریدی اور اوسکے اندر کے درخت اوسی کے ساتھ بیع مین شامل ہول لیے یا جس وقت خریدا اوس وقت درخت پھل نہ تھے

پھر لگ آئے تو شفیع بھی دونوں صورتوں میں درخت مع پھلوں کے لے لیگا اور اگر مشتری نے اونکو کاٹ لیا تو صورت اول میں پھلوں کے دام چھوڑ کر شفیع ثمن دیوے اور صورت ثانی میں کل ثمن ادا کرے ف اسواسطے کہ اصل میں مشتری نے جسوقت خریدا تھا نہ تھے اگر شفیع کے لیے حکم شفعہ کا قاضی نے کر دیا تو اب شفیع کو اوس کا چھوڑنا جائز نہیں در مختار

ص باب بیان میں اوسکے جسمیں شفعہ ہوتا ہے اور جسمیں نہیں ہوتا اور جنسے شفعہ باطل ہو جاتا ہے

شفعہ واجب ہوتا ہے قصداً ف یعنی بالذات نہ بالتبع اسواسطے کہ بالتبع زمین کے اشجار اور بنا میں بھی شفعہ ہو جاتا ہے لیکن بالذات اوسمین نہیں ہوتا مثلاً فقط اشجار یا عمارت فروخت کیے جاویں بدون زمین کے تو اوسمین شفعہ واجب ہوگا ص اوس شی غیر منقول میں جو ملک میں آوے عوض کے مقابلے میں اور وہ عوض مال ہووے اگرچہ اوسکی تقسیم نہو سکے جیسے چکی کا گھر مع چکی کے اور حمام اور کنواں ف عوض کے قید سے ہبہ نکل گیا یہاں تک کہ اگر مالک نے مکان ایک شخص کو ہبہ کیا تو شفیع کو حق شفعہ نہوگا البتہ اگر ہبہ بالعوض کریگا تو شفعہ ثابت ہوگا اور مال کی قید سے وہ صورت نکل گئی کہ عقار کا عوض مال نہو جیسے ایک گھر عوض میں نکاح یا خلع کے دیا جاوے اور غیر مقسوم کے بیان سے یہ فائدہ ہے کہ شافعی رح کے نزدیک غیر مقسوم میں شفعہ نہیں ہے اسلیے کہ شفعہ واسطے دفع کرنے محنت قسمت کے ہے اور ہمارے نزدیک شفعہ ہے کیونکہ شفعہ واسطے دفع ضرر جوار کے ہے کذا فی الاصل مع زیادۃ ص تو اسباب منقولہ اور کشتی اور عمارت اور اشجار میں جب تنہا بیچے جاویں بدون زمین کے شفعہ نہیں ہے اسی طرح شفعہ نہیں ہے میراث اور صدقہ اور ہبہ بلا عوض اور جو گھر میں کہ تقسیم کیا جاوے شرکا میں یا اجرت کے عوض میں دیا جاوے یا بدل میں خلع کے یا آزادی کے یا بدل میں صلح کے قتل عمد سے یا مہر میں اگرچہ بعض گھر کے مقابلے میں مال بھی ہو ف جیسے ایک مکان کو مہر مقرر کرکے اوسپر نکاح کیا اس شرط سے کہ عورت ایک ہزار روپیہ پھیر دیوے تو تمام گھر میں شفعہ نہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک ہزار کے حصے میں شفعہ واجب ہوگا کذا فی الاصل ص اگر عقار اس طرح بیع ہوا کہ بائع کو پھیر لینے کا اختیار ہے تو جب تک بائع کو اختیار رہیگا شفعہ واجب نہوگا ف پھر اگر اختیار ساقط ہوا تو شفعہ واجب ہو گیا بشرطیکہ شفیع اوس وقت طلب کرے قول صحیح میں اور بعضوں کے نزدیک بیع کے وقت طلب کرنا ضرور ہے اور اس قول کی بھی تصحیح ہوئی ہے در مختار ص اگر عقار کی بیع بطور فاسد ہوئی تو جب تک حق فسخ باقی ہے شفیع کو شفعہ نہ پہونچے گا ف اور جب حق فسخ ساقط ہو جاوے مثلاً مشتری اوسمیں عمارت بنا دے تو شفعہ ثابت ہو جاویگا کذا فی الاصل ص اگر بیع کے وقت شفیع نے شفعہ نہ لیا بعد اوسکے بیع بسبب خیار الرویت یا خیار الشرط یا خیار العیب میں بحکم قاضی بائع پاس پھر آئی تو اب شفیع کو شفعہ نہ پہونچے گا اور جو بغیر حکم قاضی وہ شے خیار العیب میں یا بطور اقالہ بیع بائع پاس آئی تو حق شفعہ ثابت ہوگا اور غلام ماذون مدیون کو اپنے مولی کے مال میں اور سید کو اپنے غلام ماذون مدیون کے مال میں حق شفعہ پہونچتا ہے اور شفعہ ثابت ہے اوس شخص کے لیے جو خود خرید کرے یا دوسرے کے لیے خریدے یا کوئی دوسرا اوسکے لیے خریدے فائدہ اسکا یہ ہے کہ اگر مشتری یا موکل شریک ہوں اور ایک دوسرا اور شریک ہو تو مشتری اور موکل کو بھی شفعہ پہونچیگا ف مثلاً ایک گھر میں تین شخص شریک ہیں اب ایک شریک نے دوسرے کو وکیل کیا تیسری کا حصہ خریدنے کے لیے تو موکل شفیع ہے اور وکیل مشتری ہے تو دونوں کو حق شفعہ پہونچیگا

کذا فی الظہیریہ ص اور اگر مشتری شریک ہووے اوس گھر کا ایک ہمسایہ ہووے تو شریک کے ہوتے ہمسایہ کو
شفعہ نہ پہونچیگا اور جو شخص بیچے اوسکا یا اوسکی طرف سے دوسرا شخص بیچے یا وہ مال کسی اور کا ہو اور وہ شفیع ہو تو اوسکا
شفعہ ساقط ہو جاویگا ف اسلیے کہ بیع اور ضمان درک مبیع کی عدم خواہش پر دلالت کرتا ہی لہذا شفعہ باطل ہو گیا ص
اگر کسی نے اپنی زمین اسطرح بیچی کہ جو جانب شفیع کیطرف ملی تھی اوس طرف سے ایک ہاتھ کم کر کے فروخت کی ف یہ پہلا حیلہ ہی اسقاط
شفعہ کا جو بسبب جوار کے ہووے صورت اوسکی یہ ہی کہ گھر کو بیع کرے مگر ایک ہاتھ یا ایک بالشت یا ایک اونگل سے
سوا طول عرض میں اور طول میں جسقدر شفیع کی زمین سے ملی ہی چھوڑ کر باقی کو بیع کرے ص تو شفیع کو شفعہ نہ پہونچیگا
ف اسواسطے کہ شفیع کو شفعہ صرف اتصال کی وجہ تھا اور اتصال مبیع سے یہاں نہ رہا ص یا ایک حصہ اوس زمین
کا پہلے خرید کرے اور پھر باقی تو شفیع کو صرف حصہ اول میں شفعہ پہونچیگا نہ ثانی میں ف یہ دوسرا حیلہ ہی واسطے اسقاط
حق شفعہ ہمسایہ کے تدبیر اوسکی یہ ہی کہ جب ایک گھر کے خرید کا ارادہ کرے بیلے میں ایک ہزار روپیہ کے تو اوس کل گھر
میں سے کسیقدر حصہ اگرچہ قلیل ہو جیسے ہزارواں حصہ اوس گھر کا نوسو ننانوے روپیہ کو خرید لیوے پھر باقی گھر ایک روپیہ
کو خرید کرے تو ہمسایہ کو حق شفعہ صرف ہزارویں حصے میں گھر کے پہونچیگا اور اوسکو بھی وہ نہ لے سکیگا بوجہ گرانی قیمت
اور قلت مقدار زمین کے اور دوسرے حصے کو نہیں لے سکتا اسلیے کہ مشتری دوسرے حصے کے خریدتے وقت شریک
تھا اور شریک مقدم ہی ہمسایہ پر کذا فی الاصل مع زیادۃ ص یا ثمن کے عوض میں خرید کرکے ایک کپڑا بائع
کو دیدیوے تو شفیع نہیں لے سکیگا مگر کل ثمن کے بدلے میں ف یہ تیسرا حیلہ ہی واسطے اسقاط حق شفعہ شفیع کے برابر ہی
کہ ہمسایہ ہو یا شریک صورت اسکی یون ہی کہ ایک گھر سو روپیہ کی مالیت کا ہی اوسکو ہزار روپیہ کے بدلے میں خرید کرے عوض
ہزار روپیہ زر ثمن کے بائع کو کپڑا یا اور کوئی جنس سو روپیہ کی مالیت کی دیدیوے تو شفیع اب اوس گھر کو نہیں لے سکتا مگر
ہزار روپیہ کے عوض میں کذا فی الاصل ص حیلہ شرعی کرنا واسطے ساقط کرنے زکوۃ اور شفعہ کے امام ابو یوسف کے
نزدیک مکروہ نہیں ہی اور محمد کے نزدیک مکروہ ہی مگر فتوی شفعہ میں ابو یوسف کے قول پر ہی اور زکوۃ میں محمد کے قول پر ف
اسواسطے کہ زکوۃ عبادت ہی اوس میں حیلہ کرنا انشاء کی برائی ہی اسلیے کہ یہ اختیار کرنا ہی بخل کا اور قطع ہی فقرا کے حقوق کا جنکو
اللہ تعالی نے مقرر کیا اغنیا کے مال میں اور وہ بخیل ہو جاتا ہی اور داخل ہوتا ہی اون لوگون کے جنکی برائی اس آیت میں ہی
وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الآیۃ اور میں کہتا ہون کہ شفعہ مشروع ہوا ہی
واسطے دفع کرنے ضرر جوار کے تو مشتری اگر ایسا شخص ہی جس سے ہمسایے کے لوگ ایذا پاتے ہین تو اسقاط شفعہ حلال
نہیں ہی اور اگر مشتری مرد نیک ہی ہمسائے اوس سے نفع اوٹھاتے ہین لیکن ناحق شفیع اوسکا دینا نہیں چاہتا تو اوس صورت
میں حیلہ کرے واسطے اسقاط شفعہ کے کذا فی الاصل ص اگر شفیع نے طلب مواثبت یا طلب اشہاد کی بعد
بیع کے شفعہ لینا چھوڑ دیا اگرچہ شفعہ چھوڑ دینے والا باپ یا وصی یا وکیل شفیع کا ہو یا شفیع نے صلح کر لی اپنے حق شفعہ کے
بدلے میں کسی عوض پر تو ان سب صورتون میں شفعہ باطل ہو جاویگا اور صورت اخیرہ میں شفیع کو وہ عوض بھی پھیر دینا ہوگا
اسی طرح اگر شفیع مرجاوے تب بھی شفعہ باطل ہوگا اور اوسکے ورثہ کو نہ پہونچیگا ف بسبب ہلاک شفیع کے محل

مسئلہ ... حیلہ اسقاط شفعہ

قضاے قاضی بعد بیع کے مرجاوے اور جو بعد حکم قاضی کے مرجاوے قبل ادا کرنے ثمن کے یا بعد ادا کرنے ثمن کے تو ورثہ
کو شفعہ ملے گا کذا فی الاصل ص اگر مشتری مرجاوے تو شفعہ ساقط نہوگا ف بلکہ اوسکے ورثہ سے شفعہ طلب کیا جاویگا
ص اگر شفیع قبل اس بات کے کہ قاضی شفعہ کا حکم کرے اوس جائداد کو اپنی بیچڈالے جسکے سبب سے اوسکو استحقاق شفعہ کا
حاصل ہے تب بھی شفعہ اوسکا باطل ہوجاویگا ف الا جب کہ بیع بشرط خیار کرے یا بعد حکم قاضی کے بیچے ص اگر شفیع
کو خبر پہونچی کہ مکان زید خریدتا ہے اور اوسنے شفعہ چھوڑدیا بعد معلوم ہوا کہ عمرو نے خریدا یا شفیع کو پہلے معلوم ہوا کہ مکان ہزار روپیہ کو
فروخت ہوا تو اوسنے شفعہ چھوڑدیا پھر یہ کھلا کہ ہزار سے کم کو بکا یا ایسی چیز کیلی یا وزنی یا عددی متقارب کے بدلے مین بکا کہ قیمت
اوسکی ہزار یا زیادہ ہے تو شفیع کو پھر دعوی شفعہ پہونچے گا اور جو یہ کھلا کہ اسباب کے بدلے مین بکا جسکی قیمت ہزار روپیہ یا زیادہ ہے
تو شفعہ نہ پہونچیگا ف اسواسطے کہ کیلی وزنی اشیا دینا کبھی شفیع کو آسان ہوتا ہے بہ نسبت زر نقد کے اور اسباب
مین اگر اوسکی قیمت ہزار روپیہ ہے تو شفیع کو ہزار روپیہ دینا ہوگا اور ہزار روپیہ پر وہ شفعہ چھوڑ چکا ہے اور اگر زیادہ ہے تو بطریق
اولی شفعہ نہوگا کذا فی الاصل ص اگر چند شخصون نے ایک مکان ایک شخص سے لیا تو شفیع ایک شخص کا حصہ لے سکتا ہے
اور جو چند شخصون نے اپنا مکان ایک کے ہاتھ بیچا تو شفیع ایک بائع کا حصہ نہین لے سکتا اگر ایک شخص نے اپنی دار مین سے نصف
زمین بیچڈالی پھر اوسکو تقسیم کیا یعنی اپنا نصف جدا کیا اور مشتری کا نصف علیحدہ کیا تو شفیع اوس نصف کو لے سکتا ہے
مسائل ملحقہ ابراے عام سے شفعہ ساقط ہوجاتا ہے قضاءً نہ دیانۃً اگر شفیع شفعہ کو نہ جانتا ہووے اگر دار مبیعہ
کی ملک کا بھی دعوی ہے اور شفعہ کا بھی تو یون دعوی کرے کہ مین اس گھر کی ملک کا دعوی کرتا ہون اگر یہ گھر مجھے
پونہچا تو بہتر ہے ورنہ مین شفعہ کے دعوی پر ہون جس لڑکے کا کوئی ولی نہین ہے تو اوس کا شفعہ
باطل نہوگا اگر قاضی اوسکی طرف سے کوئی کار پرداز مقرر کرے تو وہ شفعہ کو طلب کرے در مختار

## کتاب القسمۃ

قسمت کہتے ہین ایک حصۂ شائع ف یعنی پھیلے ہوئے ص کو جمع کردینا اور معین کردینا ف اور قسمت کا
سبب طلب کرنا ہے سب شرکا کا یا بعض کا منفعت کو اپنی ملک سے تو اگر شریکون کی طلب نہ پائی جاوے تو قسمت کرنا صحیح نہین
اور شرط قسمت یہ ہے کہ منفعت فوت نہوجاوے تو دیوار اور حمام اور مانند اسکے قسمت نہ کی جاویگی در مختار ص جو
چیز مثلی ہے تو اوسکی قسمت مین افراز یعنی اپنے حق کا جدا کر لینا غالب ہے اور جو غیر مثلی ہے تو اوسمین مبادلہ غالب ہے ف
مثلی مین جیسے گیہون چانول جو وغیرہ مین افراز اسلیے غالب ہے کہ اوسکے اجزا اور ابعاض مین تفاوت نہین اسواسطے کہ مثلاً
گیہون اور جو مین سے جو ایک شریک لیتا ہے وہ اوسکی مثل ہے ظاہر اور باطن مین جو دوسرا شریک لیتا ہے اور غیر مثلی مین
جیسے حیوانات اور اسباب اور زمین مین مبادلہ غالب ہوا اسلیے کہ اون مین تفاوت بہت ہوتا ہے چنانچہ ایک گھوڑا
سو درم کا اور دوسرا ہزار درم کا تو اوسکو عین حق قرار دینا ممکن نہین ہے کیونکہ دونون حصون مین بالیقین مماثلت
اور مساوات نہین ہے ص تو ہر شریک حصہ اپنا دوسرے شریک کی غیبت مین مثلی مین لے سکتا ہے نہ غیر مثلی مین
ف اسلیے کہ مثلی مین تفاوت نہین ہے بر خلاف غیر مثلی کے در مختار ص اگرچہ غیر مثلی کی قسمت پر جبر کیا جاویگا

متحد الجنس مین **ف** یہ جواب ہی ایک سوال کا کہ مبادلہ غالب ہی غیر مثلی مین پھر کیا وجہ ہی کہ متحد الجنس غیر مثلی مین جبر
کیا جاتا ہی قسمت پر باوجود یہ بات کے کہ مبادلہ مال پر جبر نہین کیا جاتا حاصل جواب کا یہ ہی کہ اگرچہ یہ مبادلہ ہی لیکن اسمین معنی
افراز کے پائے جاتے ہین وہ شریک چاہتا ہی کہ اپنے حصے سے نفع اوٹھاوے اسواسطے اسمین جبر جاری ہو علاوہ اسکے کبھی مبادلہ
مین بھی جبر ہوتا ہی جب اوسمین غیر کا حق متعلق ہووے جیسے ادائے دین مین **کذا فی الاصل ص** اور قسمت کرنے والا بیت المال
مین سے مقرر کیا جاویگا تا لوگون کے مال بغیر اجرت تقسیم کردیا کرے اور یہ اولی ہی اور جو اجرت پر مقرر کیا جاوے تب بھی صحیح ہی
اور اجرت سب شریکون پر برابر ہوگی **ف** امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جسکا حصہ زیادہ ہو وہ زیادہ
اجرت دیوے اور جسکا کم ہو وہ کم دیوے کیونکہ اجرت محنت ہی ملک کی امام صاحب یہ کہتے ہین کہ اجرت بعوض ممیز کردینے کے
ایک حصہ کو دوسرے حصے سے اور اسمین تفاوت نہین قلیل اور کثیر مین بلکہ کبھی قلیل مین مشکل ہوتا ہی اور کثیر مین آسان اور کبھی
اسکا اولٹا ہوتا ہی تو اوسکا اعتبار متعذر ہوا پس سب شریکون پر اجرت برابر ہوگی باعتبار اصل تمیز کے **کذا فی الاصل** اور اجرت
ناپنے اور تولنے اور پرکھنے اور چرانے اور لادنے والے کی اور محافظت کرنے والے کی باتفاق امام اور صاحبین بقدر حصون کے
ہوگی درمختار **ص** ضرور ہی کہ قاسم علم قسمت کو خوب جانتا ہووے **ف** اور عادل امانت دار ہووے درمختار **ص** اور حاکم یہ نکرے
کہ قسمت کے لیے خاص ایک شخص کو مقرر کرے **ف** اسطرح کہ وہی شخص اجرت لیکر تقسیم کیا کرے کیونکہ وہ اجرت گران
لیگا اور لوگون کو بوجہ مجبوری کے دینا پڑیگی **ص** اور نہ یہ کہ اجرت قسمت کی سب قاسمون مین مشترک ہوا کرے **ف**
ورنہ وہ آپسمین اتفاق کرکے اجرت گران لینگے **ص** قسمت صحیح ہی سب شریکون کی رضامندی سے مگر جب اونمین
کوئی شریک صغیر سن ہو **ف** یا مجنون ہو جسکا کوئی نائب نہین ہی یا کوئی شریک غائب ہووے جسکی طرف سے کوئی وکیل
نہین ہی کہ ان صورتون مین قسمت لازم نہوگی درمختار **ص** بلکہ اوسوقت اجازت قاضی کی **ف** یا غائب یا صبی
کی بعد بلوغ کے یا اوسکے ولی کی درمختار **ص** ضرور ہی **ف** یہ جب ہی کہ شرکا وارث ہون اور جو مشتری ہون تو
قسمت باطل ہی اگرچہ ان اشخاص کی اجازت ہوجاوے جب تک وہ صبی بالغ ہوکر یا اوسکا ولی اجازت ندیوے یا غائب
حاضر ہووے درمختار **ص** اور قسمت کیا جاوے وہ مال منقول جسکی میراث کا شرکا دعوی کرتے ہین یا اوسکے شرا کا یا مطلق
ملک کا اسیطرح غیر منقول اگر اوسکے شرا یا ملک کا دعوی کرتے ہون اور جو اوسکی میراث کا دعوی کرتے ہون تو وہ تقسیم
نکیا جاویگا امام صاحب کے نزدیک یہانتک کہ گواہ لاوین موت پر مورث کے اور ورثہ کی تعداد پر اور صاحبین کے نزدیک
تقسیم کردیا جاویگا مثل اور صورتون کے اور قسمت نہوگی اگر دو شخصون نے دعوی کیا کہ عقار اونکے قبضے مین ہی جب تک وہ
اپنی ملک پر گواہ نہ لاوین باتفاق امام اور صاحبین کے اگر دو وارث ایک شخص کے قاضی پاس آئے اور انھون نے مورث
کی موت پر اور ورثہ کے شمار پر گواہ قائم کیے اور ایک عقار اون دونون کے قبضے مین ہی اور منجملہ ورثہ ایک وارث نابالغ ہی
یا غائب ہی تو عقار کو تقسیم کرکے قاضی ایک شخص کو مقرر کردیگا جو طفل یا غائب کے حصے پر قبضہ کرلیوے اور جو ایک وارث
حاضر ہوا اور اوسنے گواہ قائم کیے موت مورث پر اور شمار ورثہ پر یا کئی شخصون نے ایک چیز ملکر خریدی اب ایک خریدار
غائب ہی اور باقی شریک حاضر ہین یا کل یا بعض عقار اوس طفل نابالغ یا غائب کے قبضے مین ہووے تو قسمت نکی جاویگی [illegible]

قسمت کیا جاوے ایک شریک کی طلب سے اگر ہر شریک اپنے اپنے حصے سے نفع اوٹھا سکے اور جو ایک کا حصہ زیادہ ہو
اور دوسرے کا اسقدر قلیل ہو کہ وہ اوس سے نفع نہین اوٹھا سکتا تو زیادہ حصے والا اگر قسمت طلب کریگا تو قسمت ہوگی اور حصہ
قلیل والے کی طلب سے قسمت نہ کی جاویگی ف اسلیے کہ صاحب حصہ قلیل کو قسمت مین کچھ نفع نہین تو وہ نقصان پہونچانیوالا
ہے طلب قسمت مین اور بعضون نے برعکس کہا ہے یعنی صاحب کثیر کے چاہنے سے قسمت نہوگی کیونکہ صاحب کثیر صرف نقصان
چاہتا ہے صاحب قلیل کا اور صاحب قلیل اگر چاہے تو قسمت کی جاویگی اسلیے کہ وہ اپنے نقصان پر آپ راضی ہے اور بعضون
نے کہا کہ ہر ایک کی طلب سے قسمت کیجاویگی در مختار مین ہے کہ اسی قول پر فتوی ہے نقلاً عن الخانیۃ ص اگر قسمت کرنے سے
سب شریکون کو ضرر ہوتا ہووے تو قسمت نہوگی جب تک سب شریک طلب کرین تقسیم کو اور قسمت کیجاوے اون اسباب اور
عروض کی جنکی جنس متحد ہے ف مثلاً صرف بکریان ہووین یا نرے اونٹ ہووین یا اور کوئی اسباب ایک قسم کا ہووے ص اور
جو مال مشترک دو جنس کے ہون ف یا کئی جنس کے جیسے بکریان اور اونٹ یا اور اسباب مختلف جنس کے ص یا
غلام لونڈی ہون یا جواہرات ہون یا حمام ہو ف یا کوان یا چکی یا کتابین درمختار ص تو قاضی قسمت نہین کر سکتا
مگر جب سب شریک راضی ہو جاوین تقسیم پر ف اور صاحبین کے نزدیک رقیق اور جواہرات بعض شرکا کی طلب سے
بھی تقسیم کر دیے جاوینگے جیسے اونٹ وغیرہ اور امام صاحب یہ کہتے ہین کہ آدمی مین بہت تفاوت فاحش ہوتا ہے تو مثل اجناس
مختلف کے ہو گئے اور جواہر مین بعضون کے نزدیک اگر جنس مختلف ہو تو قسمت نہوگی کذا فی الاصل ہم کہتے ہین کہ جواہرات
اگرچہ متحد الجنس ہووین جب بھی ایک کی قیمت دوسرے سے بدرجات متفاوت اور کم و بیش ہوتی ہے تو مساواۃ
قیمت اومین ممکن نہین ہے اور جواہر الفتاوی مین ہے کہ کتابین تقسیم نہ کی جاوینگی وارثون مین لیکن ہر وارث اوس سے
نفع حاصل کرے باری باری اور قسمت کتابون کی اوراق کے شمار سے نہوگی اسی طرح جلدون سے اگر ایک کتاب کئی مجلد
مین ہووے اور اگر وہ شریک باہم راضی ہو جاوین اس بات پر کہ کتابون کی قیمت معین کیجاوے اور ہر شریک کچھ کتابین
لیوے قیمت کے حساب سے تو جائز ہے ورنہ جائز نہین درمختار ص کئی گھر مشترک ہین یا ایک گھر اور زمین مشترک ہے یا ایک گھر اور
ایک دکان مشترک ہے تو ہر ایک کی قسمت جدا جدا ہوگی ف یعنی یہ نہوگا کہ ایک شریک کو گھر دیا جاوے اور دوسرے
کو زمین یا دکان یا دوسرا گھر دیا جاوے بلکہ ہر ایک مین علحدہ علحدہ قسمت کیجاویگی اگر سب چیزین ایک شہر مین ہووین
امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک قسمت مجتمعہ ہوگی اگر وہ سب گھر ایک شہر مین ہین اور جو دو شہرون مین ہین تو
باتفاق امام قسمت ہر ایک کی علحدہ علحدہ کیجاویگی کذا فی الاصل ص اور قسمت کرنے والا شی مقسوم کا نقشہ کھینچے ف
قاضی کے دکھانے کے لیے درمختار ص اور مقسوم کو قسمت کے حصون پر تعدیل اور تسویہ کرے ف اسطرح پر
کہ اقل سہام کو دیکھکر اوسکے مخرج پر مقسوم کے حصے کر لیوے مثلاً کمتر سہام ثلث ہے تو شی مقسوم کے تین حصے کرے
اور جو سدس ہے تو چھ حصے کرے علی ہذا القیاس ص اور گزون سے اوسکو پیمایش کرے اور عمارت کی قیمت
مقرر کرے اور ہر حصہ کی آمد کی راہ اور پانی جدا کر دیوے اور حصون کا نام پہلے دوسرے تیسرے کے ساتھ رکھدیوے
تو جسکا نام پہلے نکلے اوسکو پہلا حصہ دیوے اور جسکا نام دوسری بار مین نکلے اوسکو دوسرا حصہ دیوے ف یعنی تمام

ہووین کاغذ پر گزون کو لکھکر جدول قلم سے ہر ذراع فی ذراع کو یعنی کل نشت خام کے بنا دے اور مکان اور سائبانون کو بھی
گزون سے ناپ لیوے اور عمارت کی قیمت لگا لیوے اور جس جانب سے چاہے قسمت شروع کرے تو اگر جانب غربی سے
مثلاً شروع کرے تو اول حصہ کا نام پہلا حصہ رکھے پھر اوسکے متصل دوسرا حصہ پھر تیسرا حصہ اسیطرح جتنے حصے ہون اخیر تک
بعد اوسکے شرکا کے نام قرعہ پر یا کسی اور چیز پر لکھکر ڈالے جسکا نام نکلے اوسکو ابتدا کی جانب سے جو حصے پہونچتے ہون دیدیوے
پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو خواہ سب کے حصے برابر ہون یا کم و بیش انتہی کذا فی الاصل ص اور نقد روپے گھر اور زمین کی قسمت
مین داخل نکیے جاوینگے مگر شرکا کی رضامندی سے ف تو اگر زمین مین عمارت بھی ہو تو اوسکی قسمت قیمت سے ہوگی
امام ابو یوسف رح کے نزدیک اور امام ابو حنیفہ رح سے مروی ہی کہ زمین برابر برابر تقسیم کرے جسکے حصے مین عمارت آوے
وہ دوسرے کو موافق اوسکے روپے پھیر دیوے تا حصہ برابر ہوجاوے تو ضرورت کے سبب سے روپے داخل کیے جاوینگے اور
امام محمد رح سے مروی ہی کہ جسکے حصے مین عمارت ہی وہ دوسرے شریک کو کچھ زمین واپس کر دیوے تو اگر اس سے بھی پورا نہو
تو کچھ روپے دیدیوے کذا فی الاصل ص اگر گھر کی یا زمین کی قسمت ہوگئی اب ایک شریک کی موری یا راہ دوسرے شریک
کے حصے مین سے ہی اور اسکی شرط قسمت کے وقت نہین ہوئی تھی تو راہ اور موری اوسکی بدل دینگے اگر ممکن ہو ورنہ قسمت
کو فسخ کرکے اسطرح تقسیم کرینگے کہ ہر ایک کے پانی بہنے کی اور آمد و رفت کی راہ جدا ہووے اگر ایک مکان اوپر اور نیچے کا مشترک ہی اور
ایک مکان نیچے کا خاص ایک شخص کا ہی اور اوپر کا مشترک اور ایک اوپر کا مکان خاص دوسرے کا ہی اور نیچے کا مشترک
تو ان مکانات مشترکہ کی قیمت مقرر کرکے بلحاظ قیمت تقسیم کیا وین امام محمد رح کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہی ف
اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک گزون سے ناپ کر تقسیم کر دینگے اسطرح پر کہ نیچے کے مکان سے ایک گز کے مقابل مین
دو گز اوپر کے مکان سے دینگے اور امام ابو یوسف کے نزدیک بھی گزون سے تقسیم ہوگا لیکن اوپر اور نیچے کا
مکان برابر رہیگا کذا فی الاصل ص اگر بعد قسمت کے ایک شریک نے اپنے حصے پانے کا اقرار کیا پھر کہنے لگا کہ کچھ زمین میرے
حصے کی دوسرے شریک کے پاس چلی گئی غلطی سے تو اوسکی تصدیق نہوگی مگر گواہون سے ف اسلیے کہ وہ چاہتا ہی فسخ قسمت کا
تو نہ تصدیق کیا جاویگا مگر گواہون سے اور یہ ادعا مین ہی کہ دعوی اوسکا مقبول نہونا چاہیے بسبب تناقض کے اور مبسوط اور فتاوی
قاضی خان مین بھی اسکی تائید ہی اور روایت متن کی دلیل ہی کہ اوس شریک نے قاسم کے فعل پر اعتماد کرکے اپنے حق پانے کا
اقرار کر لیا پھر جب اوسنے خوب سے جانچا تو اوسکے فعل کی غلطی ظاہر ہوئی سو اوس اقرار سے مواخذہ نہ کیا جاویگا وقت ظاہر ہونے
حق کے کذا فی الاصل مین کہتا ہون کہ اگرچہ یہان اوسکے دعوی مین تناقض ہی لیکن تناقض محل خفا مین معفو ہی جیسا کہ
اشباہ والنظائر اور اکثر کتب فقہ مین مصرح ہی ص اگر دو شخص قاسم تھے تو اونکی شہادت احد الشریکین پر جب وہ انکار کرے اپنے
حصہ پانے کا مقبول ہی ف شیخین کے نزدیک اور محمد اور شافعی رح کے نزدیک مقبول نہین ہی اسلیے کہ یہ شہادت خود اپنے فعل پر
ہی ہم جواب دیتے ہین کہ یہ نہین اپنے فعل پر شہادت نہین ہی بلکہ احد الشریکین کے اقرار پر اس بات کے کہ مینے اپنا حصہ پا لیا
ص اور جو ایک شریک نے یہ کہا کہ مینے اپنے حصہ پر قبضہ کیا پھر دوسرے شریک نے اوسمین سے کچھ لے لیا تو اوس شریک کو
حلف دلا وینگے اور جو قبل اقرار استیفاء حق کے اوسنے یہ کہا کہ مجھکو اسقدر حصہ پہنچا تھا اور دوسرے شریک نے اتنا نہ دیا تو دونون

قسم کہا دیں اور قسمت فسخ کیجاوے ف اور جو شریک راہ کی چوڑائی میں اختلاف کریں تو راہ کا عرض موافق دروازہ
مکان کے عرض کے کر دیا جاوے اور طول اوسکا بقدر طول دروازہ کے اور زمین میں بقدر چلنے بیل کے اور جو شریکوں نے
شرط کرلی کہ مقدار راہ کا متفاوت ہے تو جائز ہے درمختار ص اگر بعد قسمت کے ایک کے حصے میں سے کچھ زمین معین یا
غیر معین کسی مستحق کی نکلی تو قسمت کا فسخ کرنا ضرور نہیں بلکہ وہ شریک موافق اوس حصے کے اپنا حصہ دوسرے شریک کی
زمین سے لے لیوے اور جو ایک حصہ غیر معین کل زمین میں کسی شخص ثالث کا نکلا تو قسمت فسخ کیجاویگی ف اور اصل کتاب
میں اس مقام پر تفصیل کی ہے اگر کسیکا جی چاہے تو دیکھ لیوے ص صحیح ہے باری باری نفع لینا شئ مشترک سے جسکو مہایاۃ
کہتے ہیں مثلاً ایک دار مشترک میں ایک طرف ایک شریک رہے دوسری طرف دوسرا شریک یا ایک اوپر کے مکان میں رہے
اور دوسرا نیچے کے مکان میں رہے یا ایک غلام مشترک سے ایک دن یہ کام کرایا کرے دوسرے دن دوسرا یا چھوٹے گھر میں
ایک دن یہ رہے دوسرے دن دوسرا یا دو غلام مشترک ہوں ایک ایک سے کام کرایا کرے دوسرا دوسرے سے ف
**مسائل ملحقہ** اگر ترکہ تقسیم ہو گیا پھر میت پر دین نکلا تو قسمت کو فسخ کر ڈالینگے مگر جب سب وارث ملکر قرض کو
ادا کردیں یا قرضخواہ اپنا قرضہ سب وارثوں کے ذمے سے معاف کردیویں یا اور ترکہ بقدر باقی ہو جو قرضہ کو کافی ہو اگر بعد قسمت
ترکہ کے ایک وارث نے دعوی دین کیا تو مسموع ہے نہ دعوی عین اگر بعد قسمت کے دوسرے حصے میں درخت کسی کی ملک کا ہو
تو باطل ہے اگر ایک شریک کے حصہ کا درخت اوسکی شاخیں دوسرے شریک کے حصے میں لٹکتی ہیں تو اوسکو جبر دیں درخت کے کاٹنے پر نہیں
پہونچتا اگر زمین مشترک میں احد الشریکین نے بغیر اذن دوسرے کے عمارت بنائی تو اوسکے شریک نے عمارت کا رفع چاہا تو زمین
قسمت کرینگے اگر جسنے عمارت بنائی اوسی کے حصے میں آگئی تو بہتر ہے ورنہ اوسکو منہدم کردینگے اور یہی حکم درخت کا ہے
البتہ اگر دوسرا شریک راضی ہو جاوے تو نہ گرادینگے اگر سب شریک قسمت کو توڑ کر پھر اپنا حصہ مشترک کرلیں تو درست ہے
جو چیز بقسمت فاسدہ سے مقبوض ہووے تو اوسمیں ملک قابض کی آجاویگی اور جو اوسمیں تصرف کریگا وہ نافذ ہوگا
مثل مقبوض بشراء فاسد کے اگر مکان مشترک گر گیا اور ایک شریک اوسکی تعمیر نہیں کرتا تو قسمت کردیویں اور جو قسمت
نہو سکے تو ایک شریک اوسکو بنا کر کرایہ پر چلاوے اور دام اپنے وصول کرلیوے اگر قاضی کے حکم سے بناوے
ورنہ قیمت عمارت جو بنانے کے وقت ہو سمجھ لیوے انسان کو اپنی ملک میں تصرف کرنا اگرچہ ہمسایہ کو اوس سے ضرر
پہنچے درست ہے اسی پر فتوی ہے اور بعضوں نے کہا نہیں درست ہے اور اوسی پر فتوی ہے درمختار

## ص کتاب المزارعة

شرع میں مزارعت عبارت ہے اوس عقد سے جو زراعت پر منعقد ہو بقدر بعض خارج ف یعنی تہائی یا چوتھائی اناج
جو پیدا ہو ٹھہرنا مثلاً زید اپنی زمین عمرو کو اس شرط پر دیوے کہ عمرو اوسمیں زراعت کرے جو کچھ پیدا ہو اوسکی تہائی زید کو ملے باقی
عمرو کو اسی کا نام مزارعت ہے ارکان مزارعت کے چار ہیں ایک زمین دوسرے تخم تیسرے محنت چوتھے بیل درمختار
ص امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ عقد صحیح نہیں ہے اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا مخابرہ سے ف
روایت کیا اوسکو مسلم نے جابر سے اور مخابرہ لغت میں اہل مدینہ کے مزارعت کو کہتے ہیں اور ایک روایت میں مسلم کی

صاف مزارعت کا لفظ موجود ہے ص اور اسواسطے کہ یہ عقد درحقیقت اجارہ لینا ہے بعض پیداوس چیز کے جو اجیر کے عمل سے نکلتی ہے تو مثل قفیز طحان کے ہوا اور وہ منع ہے اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے ف اسلیے کہ لوگ اسپر عمل کرنے چلے آئے ہین اور حاجت ہے طرف اسکے مثل مضاربت کے اور اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاملہ کیا تھا اہل خیبر سے اوپر نصف خارج کے خواہ پھل ہون یا اناج ہو روایت کیا اسکو ابوداؤد و ترمذی ابن ماجہ بخاری مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہدایہ مین اسکا جواب دیا ہے کہ یہ معاملہ اہل خیبر کا مزارعت نتھا بلکہ خراج مقاسمہ کے طور پر تھا اور وہ امام صاحب کے نزدیک جائز ہے بالجملہ دلیل امام اعظم کی ظاہر حدیث سے قوی ہے اور عمل کرنا مذہب صاحبین پر بنظر ضرورت اور احتیاج کے ہے ص لیکن مزارعت کے صحیح ہونے کیلیے کئی شرطین ہین پہلی شرط یہ ہے کہ زمین زراعت کے قابل ہووے دوسری شرط یہ ہے کہ عاقدین اہل ہون ف یعنی عاقل ہون تو مجنون اور صغیر غیر عاقل سے یہ عقد درست نہین ہے لیکن صبی عاقل اور غلام اور کافر سے درست ہے طحطاوی ص تیسری شرط یہ ہے کہ مدت مذکور ہو ف موافق دستور کے اور درمختار مین ہے کہ ہمارے زمانے مین ذکر وقت ضرور نہین اور اسی پر فتوی ہے ص چوتھی شرط یہ ہے کہ تخم دینے والے کو معین کر دینا ف یعنی بیج بونے کے لیے کون دیوے جسکی زمین ہے وہ دیوے یا جو محنت کرتا ہے وہ دیوے اسکی تعیین ضرور ہے اور بعضون کے نزدیک موافق عرف کے عمل ضرور ہے درمختار ص پانچوین شرط یہ ہے کہ جو چیز بونی جاوے اوسکی جنس مذکور ہو ف یعنی باجرا جوار یا گیہون ص چھٹی شرط یہ ہے کہ دوسرے شخص کا حصہ مقرر ہووے ف یعنی جس کا بیج نہین ہے اوسکا حصہ مقرر کر دینا ضرور ہے ص ساتوین شرط یہ ہے کہ زمین محنت کرنے والے کے بالکل سپرد کر دی جاوے ف تو اگر صاحب زمین کا عمل بھی شرط ہو یا دونون کا عمل مشروط ہووے تو عقد صحیح نہین تخلیہ نہونے کے سبب سے اور تخلیہ یہ ہے کہ زمین کا مالک کہے کہ مینے زمین تجکو تسلیم کر دی کذا فی الطحطاوی ص آٹھوین شرط یہ ہے کہ جو غلہ پیدا ہووے اوسمین دونون کی شرکت ہووے تو مزارعت باطل ہوگی اگر احد العاقدین کے واسطے من یا دو من غلہ معین کر دیا گیا ہووے ف یعنی مثلاً یہ کہدیا گیا ہووے کہ دس من غلہ فلان کو ملے گا بعد اوسکے نصفا نصف یا ثلاثا تقسیم کر لینگے تو مزارعت اس صورت مین اسلیے باطل ہے کہ احتمال ہے کہ سوا دس من غلے کے اور کچھ پیدا نہووے تو ضرور ہے کہ جسقدر نکلے دونون مین مشترک رہے ص یا ایک مقام خاص مین جو غلہ نکلے وہ ایک کے لیے معین کر دیا جاوے یا بقدر تخم کے صاحب تخم پہلے نکال لیوے یا بقدر خراج معین کے پہلے دیدیا جاوے پھر باقی تقسیم ہووے ف ان سب صورتون مین مزارعت باطل ہے اسلیے کہ شاید اوسی مقام خاص مین غلہ نکلے اور کہین نہ نکلے یا بقدر تخم ہی کے پیدا ہو یا جسقدر خراج کی تعیین ہے اوسی قدر غلہ نکلے زیادہ نہ پیدا ہووے اور اگر خراج مقاسمہ جو بقدر ثلث یا خمس خارج کے ہوتا ہے ہووے تو عقد مزارعت باطل نہوگی جیسے عشر کی پہلے دینے کی شرط ہووے اسلیے کہ اسمین شرکت منقطع نہین ہوتی بلکہ جسقدر پیدا ہوگا خواہ کتنا ہی قلیل ہو اوسکا ربع یا خمس جو خراج مقاسمہ مین ہوتا ادا کر کے باقی بطور شرط کے تقسیم کر لینگے کذا فی الاصل ص یا گھانس ایک کی ہووے اور دانہ دوسرے کا ف اسلیے کہ شرکت اس صورت مین منقطع ہو جاتی ہے اوسمین جو مقصود زراعت ہے یعنی اناج کذا فی الاصل ص یا دانہ نصف نصف ہووے اور گھانس اوسکی جو صاحب تخم نہین ہے ف اسلیے کہ یہ شرط خلاف ہے مقتضائے عقد کے کیونکہ گھانس

مستحق وہی ہے جسکے بیج ہین ص یا گھانس نصفا نصف ہو اور دانہ ایک کا ہووے ف اسلیے کہ مقصود مین شرکت
منقطع ہو جاتی ہے ص اور اگر یہ شرط کی کہ دانہ نصفا نصف ہو اور گھانس تخم والے کو ملے یا گھانس کا بالکل ذکر ہی نہ کیا تو درست
ہے ف اسلیے کہ اول صورت مین شرط موافق مقتضاے عقد کے ہے کیونکہ گھانس ویسے ہی تخم کی افزایش ہے جیسا کہ تخم کی
اور دوسری صورت مین مقصود یعنی اناج مین شرکت حاصل ہے تو اسصورت مین کل گھانس صاحب تخم کو ملیگی اور بعضون
کے نزدیک مشترک رہیگی دانے کی متابعت سے کذا فی الاصل ص اسیطرح مزارعت درست ہے اگر تخم اور زمین ایک کی ہو
اور بیل اور محنت دوسرے کی یا زمین ایک کی اور بیل اور محنت اور تخم ایک کا یا محنت ایک کی اور بیل اور زمین اور تخم
ایک کا اور باطل ہے اگر زمین اور بیل ایک کا ہووے اور محنت اور تخم ایک کا ہو یا تخم اور بیل ایک کا ہو اور زمین اور محنت ایک
کی ہو یا زمین اور عمل ایک کا ہووے اور بیل اور تخم ایک کا ہو یا تخم ایک کا ہووے اور بیل اور زمین اور محنت ایک کی ہووے
ف کل صورتین یہان سات ہین تین سے تین درست ہین اور چار نادرست جیسا مذکور ہوا ص جب عقد
مزارعت صحیح ہوا تو اب پیداوار موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور جو کچھ پیدا نہووے تو محنت کرنیوالے کو کچھ نہ ملیگا
اور جبر کیا جاویگا عقد مزارعت کے پورا کرنے پر جو بعد مزارعت کے اوس پر چلنے سے انکار کرے مگر صاحب تخم پر جبر نہوگا
بیج ڈالنے کے پہلے ف اور بعد بیج ڈالنے کے اوسپر بھی جبر ہوگا ثمنیۃ المختار ص اور جس صورت مین عقد مزارعت فاسد
ہو جاوے تو پیداوار سب اوسکو ملیگی جسکا تخم ہے اور دوسرے کو اگر اوسکی زمین ہے تو کرایہ زمین کا اور اگر محنت ہے تو محنت
کی اجرت ملیگی لیکن جسقدر شرط ہوا تھا اوس سے زیادہ نہ ملیگا اور امام محمد کے نزدیک جہان تک پہونچے اجرت مثل
دیجاویگی اگرچہ شرط سے بڑھ جاوے ف اور جو مزارعت فاسدہ مین کچھ پیدا نہووے تو اگر تخم عامل کیطرف سے ہووے تو زمین
اور بیل کی اجرت اوسپر واجب ہوگی اور اگر تخم مالک زمین کا ہووے تو اجرت مثل عامل کی دینا ہوگی کذا فی المنح
ص اور اگر زمین کا مالک مزارعت کے جاری رکھنے سے باز رہے اور حال یہ کہ محنت کرنے والا زمین کو جوت چکا ہے تو قاضی کے
حکم سے اوسکو کچھ نہ ملیگا لیکن دیانۃ یعنی فیما بینہ و بین اللہ اوسکو راضی کرنا چاہیے ف تو یہ فتوی دیا جاوے کہ زمین کا مالک
عامل کی اجرت مثل ادا کرے بسبب اوسکے فریب دینے کے کذا فی الدر المختار ص اور باطل ہو جاتی ہے مزارعت عاقدین
کے مرجانے سے اور فسخ کی جاتی ہے اگر دین کے سبب اوس زمین کی بیع ضرور ہو جاوے ف یہ جب ہے کہ کھیتی پیدا نہوئی ہو لیکن
دیانۃ واجب ہے کہ اگر عامل عمل کر چکا ہو تو اوسکو راضی کیا جاوے اور جو کھیتی اوگ چکی ہو اور ابھی کٹنے کا وقت نہ آیا ہو تو زمین
کی بیع نہوگی اسلیے کہ مزارع کا حق اوس سے متعلق ہے ص اور جو مدت مزارعت کی گذر گئی اور کھیت پختہ نہین ہوا تو مزارع
پر کھیت کے پختہ ہونے تک اجرت مثل زمین کی واجب ہے اور اخراجات اوسکے دونون پر ہونگے بقدر حصون کے
جیسے اجرت کھیت کاٹنے اور اوٹھانے اور روندنے اور غلہ کو بھوسے سے صاف کرنے کی دونون پر بقدر حصون کے ہوگی
اور جو اسکی شرط محنت کرنیوالے پر ہو تو مزارعت فاسد ہو جاویگی اور ابو یوسف کے نزدیک صحیح ہے اور عامل کو یہ کام کرنا پڑیگا بسبب
رواج کے تو حاصل اس مقام کا یہ ہے کہ جو عمل قبل پختہ ہونے کھیت کے ہے تو وہ عامل پر ہے اور جو بعد اوسکے ہے وہ دونون پر ہے موافق حصونکے

## کتاب المساقاۃ

مساقات کہتے ہیں اشجار دینے کو واسطے کہ دوسرا شخص اسکو پرورش کرے بعوض ایک حصے کے اوسکے پھلوں میں سے
اور مساقات مثل مزارعت کے ہے حکم میں ف یعنی مساقات صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے ص اور اختلاف میں ف یعنی
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک باطل ہے اور صاحبین کے نزدیک درست ہے اور دلائل ہر ایک کے وہی ہیں جو کتاب المزارعۃ میں گذر چکے
ص اور شرطوں میں ف یعنی جو شرطیں مزارعت کی ہیں وہی شرطیں مساقات کی ہیں جیسے اہل ہونا عاقدین کا اور عامل کا
حصہ بیان کر دینا اور اشجار سپرد کر دینا عامل کے اور خارج کا مشترک ہونا لیکن تخم کا بیان کرنا ممکن نہیں مساقات میں اور
امام شافعی کے نزدیک مساقات جائز ہے اور مزارعت ضمن میں مساقات کے درست ہے اسلیے کہ اصل ان عقود میں مضاربت ہے
اور مساقات بہت مشابہ ہے مضاربت سے اس طرح کہ دونوں میں نفع میں شرکت ہے اور مزارعت میں صرف نفع میں شرکت
جائز نہیں یعنی اوس اناج میں جو تخم سے پیدا ہووے بلکہ کل میں شرکت چاہیے کذا فی الاکمل ص مگر مدت کا ذکر مساقات میں جو
نہیں ہو اگر مدت ذکر نہ کی تو مساقات صحیح ہو جاویگی ف از روے استحسان کے اسلیے کہ پھل پکنے کا ایک وقت مقرر ہے کذا فی الا
ص اور اول پہلا اوسکے پھلوں پر واقع ہوگی اور رطبہ میں جب تک اوسکا بیج نہ نکلے ف رطبہ کو فارسی میں سپست تر کہتے ہیں
اور فصلہ بھی ایک گھانس ہے کہ جانوروں کو کھلایا کرتے ہیں تو جب کسی نے رطبہ کو بطور مساقات کے دیا تو بیان مدت شرط نہیں ہے بلکہ
جب تک بھلی کہ بیج اوسکا نہ نکلے اسواسطے کہ اوسکے بیج کا پکنا جیسے پھل کا پکنا ہے مترجم میں کہتا ہوں کہ اکثر اوس میں تخم غیر مقصود
ہوتا ہے بلکہ ہر سال میں چھ سات مرتبہ کاٹی جاتی ہے اور اگر تخم مقصود ہو تو ایکدفعہ کاٹ کے چھوڑ دیجاتی ہے تخم کے پکنے تک پس جہاں
تخم نہ لیا جاویگا تو چاہیے کہ ایک سال تک مساقات رہے کذا فی الاکمل ص اگر مساقات میں ایسی مدت بیان کی جسمیں پھل نہیں پکتا
تو فاسد ہوگی اور جو بقدر مدت بیان کی کہ اوسمیں کبھی پک جاتا ہے اور کبھی نہیں پکتا تو صحیح ہوگی تو اگر اوس میعاد میں پک گیا
تو موافق شرط کے عمل ہوگا ورنہ عامل کو اجرت مثل دینا ہوگی اور صحیح ہے مساقات انگور اور درخت اور ترکاریوں اور بینگن کی جڑ میں
اور کھجور میں اگر دیا اور پھل موجود ہوں لیکن بڑھتے ہوں تو اگر پکے ہوے پھل ہوں تو پھر مساقات صحیح نہوگی بسبب حاجت نہ ہونے کے
جیسے مزارعت تیار کھیتی میں صحیح نہیں ہے تو اگر مرگیا ایک عاقدین میں سے یا مدت مساقات کی گذرجاوے اور پھل کچے ہوں تو عامل یا
وارث اوسکے کام کرتے رہیں اگرچہ زمین کا مالک راضی نہو ورنہ خوش ہوں تو مساقات نہیں فسخ ہوگی مگر عذر سے یا عامل
کے بیمار ہوجانے سے یا چور ہونے سے کہ اوسکی طرف سے خوف ہے پھل چوری ہونے کا اور عامل کا جنگل کا دیدینا کسیکو ایک مدت معین
کرکے تاکہ وہ اوس میں درخت لگاوے پھر زمین اور درخت دونوں میں نصفا نصف ہو جاوے درست نہیں ہے بلکہ درخت اور اوسکے
پھل زمین کے مالک کے ہونگے اور دوسرے کو درخت کی قیمت اور اجرت مثل ف یعنی جو محنت کی ہے اجرت گاڑنے کی دلائی جائیگی
حیلہ اوسکے جواز کا یہ ہے کہ عامل آدھے درختوں کو بعوض آدھی زمین کے مالک کے ہاتھ بیع کرے اور زمین کا مالک عامل کو مشاہرۃ
تین سال کے واسطے نوکر رکھے تھوڑی سی اجرت پر تاکہ مالک کے حصے میں وہ محنت کرے درخت تیار کردیوے واللہ اعلم

## کتاب الذبائح

ذبائح جمع ہے ذبیحہ کی ذبیحہ اوس حیوان کا نام ہے جو ذبح کیا جاوے جیسے ذِبح بالکسر حیوان مذبوح کا نام ہے اور ذَبح بالفتح تو عبارت ہے
قطع عروق سے در مختار ص حرام ہے وہ ذبیحہ جسکی ذکات نہ کی جاوے ف ذکات کا بیان آگے آتا ہے اسواسطے کہ فرمایا

اللہ تعالیٰ نے اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ یعنی حرام ہین اوپر تمھارے میتہ اور دم یہان تک کہا مگر جو تم نے ذکات کی اوسکی اور ذبیحہ
سے مراد وہ حیوان ہے جو قابل ذبح کے ہے تو اس سے معلوم اور عمدی نکل گئی اسلئے کہ اوسکی شان سے ذبح نہیں ہے اور اس سے
معلوم ہوگئی حرمت اوس جانور کی جو اوپر سے گر کر مر گیا یا سینگ کا زخم کھا کر مر گیا اور جو ٹکڑا زندہ جانور سے قطع کر لیا گیا
کذا فی الاکمل باختصار و زیادۃ ص ذکات دو قسم کی ہے ایک ذکات ضروری یعنی زخم پہنچانا کسی مقام پر بدن سے اور
ایک ذکات اختیاری جو ذبح کرنا ہے درمیان حلق اور لبہ کے ف لبہ بفتح لام اور تشدید با عبارت ہے منحر سے اور منحر موضع
ہے نحر کا سینہ سے کذا فی الاکمل یعنی سر سینہ جہان سے سینہ شروع ہوا ہے وہان سے لیکر جبڑون تک ذکات اختیاری کا
مقام ہے دلیل اسکی صاحب ہدایہ نے یہ بیان کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذبح درمیان میں لبہ اور جبڑون کے ہے
کہا زیلعی نے تخریج میں کہ یہ حدیث غریب ہے اس لفظ سے ص اور ذبح کی رگیں جنکا قطع ذبح میں ضروری ہے چار ہیں ایک حلقوم ف
یعنی نرخرا جس سے سانس آتی جاتی ہے ص دوسری مری ف مری بروزن امیر نام اوس رگ کا ہے جس سے کھانا
پانی جاتا ہے ص تیسری اور چوتھی دو شہ رگین کہ اونمین خون پھرتا ہے اور اونکو عربی میں ودجان کہتے ہین ف یہ دونون
رگین نیچے ہاتھ میں حلقوم اور مری کے واقع ہین ص تو جائز نہیں ہے ذبح فوق العقدہ یعنی اوپر گرہ کے ف
اور بعض کے نزدیک جائز ہے اسواسطے کہ فرمایا حضرت علیہ السلام نے ذکات درمیان میں لبہ اور جبڑون کے ہے اور در مختار مین
اسی قول کو صحیح رکھا ہے ص اور حلال ہوجاویگا ذبیحہ اگر ان چارون رگون میں سے تین رگین بھی کٹ جاوین ف اسواسطے کہ تین
اکثر ہین اور اکثر کو حکم کل کا ہے یہی قول ہے امام ابویوسف اور امام ابوحنیفہ کا اور امام محمد کے نزدیک ہر رگ کا اکثر قطع ہونا معتبر ہے ہدایہ
ص صحیح ہے ذبح ہر ایک دھاردار تیز چیز سے جو ان چارون رگون کو کاٹ دیوے اور خون بہا دیوے اگرچہ نرکل کا پوست یا پتھر
تیز دھار دار ہووے ف اسواسطے کہ روایت کی بخاری مسلم نے رافع بن خدیج سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو چیز بہا دیوے خون کو اور ذکر کیا جاوے اوسپر نام اللہ تعالیٰ کا تو کھاؤ اوسکو سوا دانت اور ناخون کے لیکن دانت تو ہڈی ہے اور
لیکن ناخون سو چھریان حبشیون کی ہین اور روایت کی بخاری نے کعب بن مالک سے کہ ایک عورت نے ذبح کیا بکری
کو پتھر سے تو پوچھا گیا حکم اوسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو آپ نے حکم کیا اوسکے کھانے کا ص مگر دانت سے
اور ناخون سے جب بدن مین جمے ہوئے ہون ف لیکن اگر دانت اور ناخون جدا ہون بدن سے تو اونسے ذبح حلال
ہے ہمارے نزدیک لیکن مکروہ ہے اور شافعی کے نزدیک حرام ہے اور ذبیحہ مردار ہے اسلئے کہ رافع بن خدیج کی حدیث مین جو اوپر
گذری حضرت نے استثنا کر دیا دانت اور ناخون کا اور فرمایا آپ نے کہ وہ چھریان ہین حبشیون کی اور جواب ہمارا اس حدیث سے
بچند وجوہ ہے پہلی یہ کہ یہ نہی بطور کراہت کے ہے اور ذبح دانت اور ناخون سے ہمارے نزدیک بھی مکروہ ہے دوسری یہ کہ مراد حدیث
مین دانت اور ناخون سے وہی دانت اور ناخون ہین جو انسان کے بدن مین جمے ہوئے ہون اسلئے کہ حبشیون کی یہی عادت تھی
کہ ناخون بڑھایا کرتے تھے اور اونہی سے ذبح کیا کرتے تھے اور جب ناخون اور دانت جدا ہوگیا تو اب حکم اوسکا مثل
آلات کے ہوگیا اب کیا وجہ فرق کی ہے تیسری یہ کہ روایت ابوداود اور نسائی مین موجود ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بہا
[illegible] جس چیز سے چاہے تو اور ذکر کر تو نام اللہ تعالیٰ کا اور اسمین استثنا نہین دانت اور ناخون کا تو یہ حدیث عام ہے

اور عام معارض ہی خاص کی واللہ اعلم ص اور مستحب ہی کہ چھری تیز کرے قبل جانور کے لٹانے کے ف اسواسطے
کہ روایت کی مسلم نے شداد بن اوس رضہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تعالی نے ضرور کیا احسان ہر چیز پر
سو جب قتل کرو تم تو اچھی طرح کرو اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح کرو اور چاہیے کہ تیز کرے ایک تم مین سے چھری اپنی کو اور آرام دیوے
اپنے ذبیحے کو ص اور بعد لٹانے کے چھری تیز کرنا مکروہ ہی ف اسواسطے کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو کہ لٹائے ہوے ہی بکری کو اور تیز کر رہا ہی چھری کو تو فرمایا آپ نے
کہ تو نے چاہا کہ بکری کو کئی بار مارے کیون نہ تیز کرلی چھری تو نے قبل لٹانے کے ص جیسے
اوس کا پانون پکڑ کے کھینچنا مذبح کی طرف مکروہ ہی اسیطرح مکروہ ہی ذبح کرنا گردن کے
پیچھے سے ف لیکن وہ حلال ہی ہمارے اور شافعی رح کے نزدیک اگر رگون کے کٹنے تک
وہ زندہ رہے اور جو قبل اوسکے مرجاوے تو حرام ہی اس واسطے کہ بدون ذبح کے مرگئی
اور امام مالک رح اور احمد رح کے نزدیک ہر طرح سے حرام ہی ص اور اس طرح سخت ذبح کرنا
کہ چھری حرام مغز تک پہونچ جاوے یا اوسکی کھال کھینچنا یا سر کاٹنا قبل ٹھنڈے ہونے کے
ف کلیہ یہ ہی کہ جسمین عذاب دینا اور تکلیف دینا بلا فائدہ ہی وہ سب مکروہ ہی مُنیۃ المفتی ص اور شرط ہی کہ ذبح کرنیوالا مسلمان
ہو یا اہل کتاب مین سے ہووے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ
یعنی ذبیحہ اون لوگون کا جو دیے گئے کتاب یعنی یہود اور نصاری حلال ہی واسطے تمھارے اسواسطے کہ وہ نام اللہ تع کا
لیتے ہین وقت ذبح کے اور اگر اہل کتاب ذبح کے وقت سوا خدا کے عزیر یا عیسی مسیح علیہ السلام کا نام لیوین تو ذبیحہ حرام
ہوجاوے گا جیسے مسلمان اگر ذبح کیوقت سوا خدا کے کسی نبی یا ولی کا نام لیوے کفایہ جاننا چاہیے کہ مراد طعام
سے اس آیت مین ذبیحہ ہی نہ اناج وغیرہ اسلیے کہ اگر اناج مراد ہوتا تو تخصیص اہل کتاب کی بیکار ہوئی جاتی ہی کیونکہ اناج وغیرہ
مشرکین سے بھی لینا درست ہی ص اگرچہ کتابی ذمی ہو یا حربی اور ذبح کرنے والا اللہ کے نام اور ذبح کو سمجھتا ہووے
تو درست ہی ذبیحہ اوس صبی یا مجنون کا یا عورت کا جو بسم اللہ اور ذبح کو جانتے ہون ف اور جو صبی یا مجنون ایسا ہو
کہ بسم اللہ کرنا اور ذبح کرنا نسمجھتا ہووے تو اوس کا ذبیحہ درست نہین ہی ص اور درست ہی ذبیحہ جسکا ختنہ نہوا ہووے
اور گونگے کا ف اسلیے کہ گونگا اللہ تع کے نام لینے سے معذور ہی تو وہ مثل ناسی کے ہوا ص اور نہین حلال ہی
ذبیحہ بت پرست اور مجوسی کا ف اسواسطے کہ مسند عبد الرزاق مین حسن بن محمد بن علی سے مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجوس ہجر کی شان مین کہ نہ نکاح کرنے والے ہو اونکی عورتون سے اور نہ کھانے والے ہو ذبیحہ
اونکے ص اور مرتد کا اور جو عمداً اور قصداً وقت ذبح کے بسم اللہ کو ترک کردیوے ف یہ ہمارے نزدیک ہی کہ اگر مسلمان قصداً
ذبح کیوقت تسمیہ ترک کرے تو ذبیحہ حرام ہو جاویگا اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ
یعنی نکھاو تم اوس جانور کو جسپر نہ لیا جاوے خدا کا نام اور روایت کی رزین نے ابن عباس رضہ سے کہ جو شخص بھول جاوے
بسم اللہ کو وقت ذبح کے تو کچھ مضائقہ نہین اور جو عمداً ترک کرے تو وہ جانور نکھایا جاویگا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث میں عدی بن حاتم کی کہ تو نے بسم اللہ کہی ہے اپنے کتے پر نہ دوسرے کے کتے پر تعلیل کی حرمت کی ساتھ ترک تسمیہ کے اور اجماع کیا صحابہ کرام اور تابعین نے حرمت پر اوس ذبیحہ کے جسپر قصداً نام اللہ تعالیٰ کا ترک کیا جاوے اور خلاف اونکا حرمت وحلت میں اوس ذبیحہ کے ہے جسپر سہواً اوسکا نام نہ لیا جاوے تو مذہب ابن عمرؓ اور امام مالک کا یہ ہے کہ وہ بھی حرام ہے اور ابن عباسؓ اور علیؓ اور اکثر صحابہ کے نزدیک حلال ہے پس قول امام شافعیؒ کا کہ مسلمان کا ذبیحہ اگرچہ قصداً ترک کرے تسمیہ کو حلال ہے مخالف ہے کتاب اللہ اور احادیث مشہورہ صحیحہ اور اجماع صحابہ و من بعدہم اور دوسرے ائمہ مجتہدین کے اور وہ جو استدلال کرتے ہیں شافعیؒ اس حدیث سے کہ فرمایا حضرت نے مسلمان ذبح کرتا ہے اللہ کے نام پر تسمیہ کہے یا نہ کہے تو جواب اوس کا بچند وجوہ ہے اول یہ کہ یہ حدیث اس لفظ سے نہیں پائی گئی ہاں روایت کی دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت نے مسلمان کافی ہے اوسکو نام اللہ تعالیٰ کا تو اگر بھول جاوے بسم اللہ ذبح کے وقت تو چاہیے کہ بسم اللہ پڑھکر کھاوے اور اسناد میں اسکے محمد بن یزید بن سنان صدوق ہے لیکن ضعیف الحفظ ہے اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے اسناد صحیح سے لیکن وہ موقوف ہے ابن عباسؓ پر اور حدیث موقوف شافعیؒ کے نزدیک حجت نہیں ہے اسیطرح جو روایت کی ابوداؤد نے مراسیل میں کہ ذبیحہ مسلمان کا حلال ہے لیا جاوے اوسپر نام اللہ تعالیٰ کا یا نہ لیا جاوے اور راوی اوسکے ثقات ہیں کیونکہ حدیث مرسل بھی شافعیؒ کے نزدیک قابل احتجاج کے نہیں ہے دوسری یہ کہ یہ حدیث محمول ہے اوپر حالت نسیان کے اسی واسطے اجماع کیا صحابہ و من بعدہم نے حرمت متروک التسمیہ عامداً پر اور اگر یہ حدیث عامد کو بھی عام ہوتی تو لازم تھا کہ صحابہ کرام میں کچھ اسباب میں مناظرہ اور خلاف ہوتا تیسری یہ کہ یہ حدیث بفرض تسلیم اس بات کے کہ شامل ہے عامد اور ناسی کو مخالف ہے کتاب اللہ کے اور خبر واحد جب مخالف ہو آیت قطعی کے تو باتفاق ائمہ قابل قبول نہیں ہوتی چوتھی یہ کہ ترک کیا اس حدیث پر عمل اصحاب صدر اول یعنی صحابہ و تابعین نے اور یہ دلیل ہے اسکے ضعف اور عدم صحت کی پانچویں یہ کہ یہ حدیث مخالف ہے اجماع صحابہ کے پس رد کی جاویگی واللہ اعلم

ص تو اگر بھولے سے تسمیہ ترک کرے تو ذبیحہ حلال ہے **ف** بسبب عذر ہونے نسیان کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا یعنی نہ مواخذہ کر تو ہم سے اگر بھول جاویں ہم تو قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اللہ کا دل میں ہے ہر مسلمان کے محمول ہے اوپر حالت نسیان کے اور امام مالکؒ کے نزدیک اس صورت میں بھی ذبیحہ حرام ہے کذا فی الاصل **ص** اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور کچھ بھی ذکر کیا تو اگر وصل سے ذکر کیا جیسے کہے بسم اللہ اللّٰہم تقبل من فلان تو مکروہ ہے **ف** یا یوں کہے بسم اللہ محمد رسول اللہ دال کے پیش سے اور جو دال کو زیر یا زبر پڑھیگا تو ذبیحہ حرام ہو جاویگا در مختار اور اگر قبل تسمیہ یا بعد ذبح کے کوئی دعا پڑھے تو مکروہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیا ایک دنبہ کو پھر اوسکو ذبح کیا اور کہا بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ یعنی یا اللہ قبول کر تو اسکو محمد سے اور آل سے اونکی اور امت سے محمد کی **ص** اور جو بسم اللہ پر عطف کر کے کہا جیسے باسم اللہ واسم فلان یا بسم اللہ وفلان یعنی ذبح کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام اور فلان کے نام پر یا اللہ اور فلان کے نام پر تو وہ ذبیحہ قرار حرام ہو جاویگا **ف** خواہ وہ فلان نبی ہو یا ولی یا فرشتہ اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَآ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ یعنی حرام ہے تمپر وہ ذبیحہ کہ جسپر غیر خدا کا نام لیا جاوے در مختار میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مقام میں مجکو ذکر نکرنا چاہیے ایک تو

چھینکنے کے وقت دوسرے ذبح کرنے کے وقت ص اور جو قبل لٹانے جانور کے یا بعد ذبح کے کوئی دعا پڑھے تو مکروہ نہیں ہی
ف جیسا کہ گذرا صحیح مسلم میں ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وقت ذبح کے فرماتے تھے بسم اللہ واللہ اکبر اور ابو داؤد اور ترمذی
نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نحر کے دن دو خصی مینڈھے ذبح کیے سو انکو جب قبلہ رخ گرایا تو یہ دعا
کی اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ
صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ
وَلَكَ عَنْ اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پھر حضرت نے ذبح کیا اور دوسری روایت جابر رضی اللہ عنہ
سے ترمذی میں یوں ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے مینڈھا ذبح کیا اور فرمایا بسم اللہ واللہ اکبر
اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّيْ وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِيْ ص مستحب ہی اونٹ کا نحر کرنا یعنی گردن کے نیچے برچھا مارنا اور گائے بکری کا
ذبح کرنا اور جو اونٹ کو ذبح کیا اور گائے بکری کو نحر کیا تو درست ہی لیکن مکروہ ہی ف بسبب مخالفت سنت کے اسلیے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری دنبے کو ذبح کیا اور اونٹ کو نحر کیا جیسا بہت احادیث سے مفہوم ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے
بھی فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ پہلی آیت گائے میں اور دوسری دنبے میں
دونوں میں ذبح کا لفظ ارشاد کیا اور فرمایا فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اونٹ کے باب میں ص اور ضروری ہی ذبح کرنا اوس
وحشی جانور کا جو آدمیوں سے ہل گیا ف اسواسطے کہ ذکات اضطراری کیطرف تو اوس صورت میں حاجت ہوتی ہی
جب ذکات اختیاری سے عاجز ہو دد مختار ص اور کفایت کرتا ہی زخمی کرنا اوس چارپایہ جانور کا جو وحشی ہو گیا ف اسلیے کہ جب جانور وحشی ہو گیا
تو ذکات اختیاری سے عجز ہو پس ذکات اضطراری جائز ہی ص یا کوئیں میں گر پڑا اور اوسکا ذبح ناممکن ہو گیا ف یا سرکش ہو گیا اور
آدمی پر حملہ کرنے لگا تو اگر اوسنے اوسکو قتل کیا جسنے حملہ کیا ذکات کی نیت سے تو وہ جانور حلال ہی دد مختار اور امام مالک رح
کے نزدیک بغیر ذکات اختیاری کے حلال نہوگا اور دلیل ہماری قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانور کے حق میں
کہ اگر تو نیزہ مارے اوسکی ران میں تو کافی ہی یعنی ذکات ضرورت میں اور صحیح بخاری میں ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ جو تیرے
ہاتھ سے نکل جاوے تو حکم اوسکا مثل صید کے ہی اور کہا انھوں نے کہ اونٹ اگر گر پڑے کوئیں میں تو ذکات کر اوسکی جسطرح قادر
ہو تو اور کہا کہ یہی مذہب ہی علی اور ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کا اور بیان ذکات اضطراری کا مفصل انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الصید
میں آویگا ص ایک جانور کو ذبح کیا اور اوسکے پیٹ سے ایک بچہ مردہ نکلا تو وہ حلال نہیں ہی ف البتہ اگر زندہ نکلے
اور اوسکو بھی ذبح کیا جاوے تو حلال ہی یہ مذہب امام اعظم رح کا ہی اور صاحبین اور شافعی رح کے نزدیک وہ بچہ اگرچہ مردہ نکلے
حلال ہی جب اوسکی خلقت پوری ہو گئی ہو اسواسطے کہ مروی ہی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ذبح کرنا بچے کا ذبح کرنا اوسکی ماں کا ہی اور عبارت حدیث کی یہ ہی ذَكَاةُ الْجَنِيْنِ ذَكَاةُ اُمِّهٖ اخراج کیا اوسکو امام احمد رح نے
اور صحیح کیا اوسکو ابن حبان نے اور دلیل امام اعظم رح کی آیت ہی کلام اللہ کی حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ اور جواب اس
استدلال سے یہ ہی کہ لفظ اس حدیث کا دو طرح سے منقول ہی ایک ذکاۃ امہ بنصب کاف دوسرے بضم ذکات اور ظاہر ہی
کہ نصب ذکات کی صورت میں کاف تشبیہ یہاں سے محذوف ہی تو مطلب حدیث کا یہ ہوگا کہ ذکات جنین کی مثل ذکات ماں کی

سکے یعنی جیسے ماں کی ذکات ذبح کرنے سے ہوتی ہے ایسے ہی جنین کی بھی ذکات اوسکے ذبح سے ہوگی تو یہ حدیث حجت ہماری
ہوگی نہ صاحبین اور شافعیؒ کی اور رفع ذکاۃ کی صورت مین بھی تشبیہ علی وجہ الکمال ہے اسلیے کہ جب مبالغہ تشبیہ مین منظور
ہوتا ہے تو مشبہ یہ کو مشبہ مجہول کر دیتے ہین جیسے شاعر کا قول وعیناک عیناہا وجیدک جیدہا اگر کوئی کہے
کہ البتہ لکھے حدیث مین یہ ہے کہ کہا ہمنے یا رسول اللہ ہم نحر کرتے ہین ناقہ کو اور ذبح کرتے ہین گائے بکری کو تو پاتے ہین ہم
پیٹ مین اوسکے بچہ کیا ڈال دین ہم اوسکو یا کھاوین اوسکو فرمایا آپ نے کھاؤ اوسکو تم روایت کیا اسکو ابوداؤد وابن ماجہ نے تو یہ
حدیث دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ مراد جنین میت ہے تو ہم جواب دینگے کہ اس دلالت کو ہم منع کرتے ہین اور کون سی دلیل ہے اس مقام
پر کہ مراد سوال وجواب مین خاص جنین میت ہے بلکہ جائز ہے کہ جنین مطلق مراد ہو یا جنین حی اور بر صورت ارادہ مطلق استدلال کرنا محتمل
محتمل سے باوجود مخالفت نص کلام اللہ کے جو مطلق حرمت میتہ پر دال ہے کمال بعید ہے انصاف سے جیسا عاقل پر غیر مخفی ہے

## ص فصل بیان مین اون جانورون کے جنکا کھانا درست ہے اور جنکا درست نہین

حلال نہین ہے ہر درندہ جو اپنے دانت سے شکار کرتا ہو اور نہ ہر پرندہ جو پنجہ سے شکار کرے ف باتفاق ایمہ ثلثہ یعنی ابوحنیفہؒ وشافعیؒ واحمدؒ
اسواسطے کہ روایت کی مسلم ابن عباسؓ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر دانت والے درندہ سے اور ہر پنجہ والے پرندے سے اور روایت
کی ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر دانت والا درندہ حرام ہے دانت والے درندے جیسے شیر چیتا بھیڑیا کتا بلی
لومڑی پنجہ والے پرندے جیسے باز بحری شکرہ وغیرہ ص اور حشرات الارض ف یعنی جو جانور زمین کے اندر رہتے ہین جیسے
چوہا اور گھونس چھچھوندر سیہی وغیرہ یہی قول ہے شافعیؒ اور احمدؒ کا بھی اسلیے کہ یہ جانور سب خبیث ہین اور فرمایا اللہ تعالی نے ویحرم
علیہم الخبائث اور حرام کرتا ہے اون پر ناپاک چیزین اور امام مالکؒ کے نزدیک سباع بہائم اور سباع طیور اور حشرات الارض سب درست ہین
ص اور بستی کے گدھے ف یعنی پالو گدھے باتفاق شافعیؒ اور احمدؒ کے اور امام مالکؒ کے نزدیک مکروہ ہین دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت
کی بخاری ومسلم نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا متعہ سے اور پالو گدھون کے گوشت سے
روز خیبر کے اور حدیث جابرؓ مین ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پالو گدھون کے گوشت سے دن خیبر کے روایت کیا
اوسکو بخاری ومسلم نے لیکن گدھا وحشی یعنی گورخر باتفاق ایمہ درست ہے اسلیے کہ روایت کیا بخاری ومسلم نے ابوقتادہؓ سے حمار وحشی کے قصے مین کہ کھایا اوسمین سے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ص اور خچر ف جسکی ماں گدھی ہو اور جہان اوسکی گھوڑی ہو تو وہ حلال ہے باتفاق یہی قول ہے شافعیؒ اور
احمدؒ کا اور امام مالکؒ کے نزدیک مکروہ ہے دلیل ہماری حدیث جابرؓ کی ہے کہ کہا کہ حرام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن خیبر کے گوشت
پالو گدھون کا خچر کا اور ہر درندہ اور پنجہ والے کا روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا غریب ہے اور روایت کی ابن ماجہ نے خالد
ابن الولیدؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا گوشت سے گھوڑون کے اور خچرون کے اور گدھون کے ص
اور گھوڑا ف نزدیک امام ابوحنیفہؒ اور بعض مالکیون کے اور احمدؒ اور شافعیؒ اور صاحبین کے نزدیک حلال ہے بدلیل حدیث
جابرؓ کے کہ اذن دیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوشت مین گھوڑون کے روایت کیا اوسکو بخاری ومسلم نے اور بھی روایت
کیا بخاری ومسلم نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے کہا انھون نے نحر کیا ہمنے عہد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک گھوڑا پھر کھایا ہمنے
اوسکو دلیل امام اعظمؒ کی حدیث خالد بن الولیدؓ کی ہے جو اوپر گذری دوسری یہ کہ گھوڑا آلہ جہاد ہے اور اوسکے گوشت سے

مباح ہونے میں تخلّف ہے اور جہاد کی اور صحیح یہ ہے کہ امام اعظم نے رجوع کیا حرمت سے اوسکی اور قائل ہوئے اوسکی حلت کے تین دن
اپنی موت سے پہلے اور اوسی پر فتویٰ ہے اور یہی مذہب ہے صاحبین کا ص اور بجو اور گوہ ف اسواسطے کہ بجو دانت والا ہے اور گوہ حشرات الارض
میں سے ہے اور روایت کی ابوداود نے عبدالرحمن بن شبل سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا گوہ کے گوشت کھانے سے
اور یہ حدیث حجت ہے مالک اور شافعی پر کہ اونکے نزدیک گوہ مباح ہے دلیل انکی حدیث ابن عباس ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے گوہ حرام نہیں ہے لیکن نہیں ہوتا میری قوم کی زمین میں سو میں مکروہ جانتا ہوں اوسکو روایت کیا اوسکو بخاری
مسلم نے امام صاحب کی طرف سے اس استدلال کا یہ جواب ہے کہ یہ حدیث ابتدائے اسلام کی ہے اور پہلے آپ نے گوہ خود نہ کھایا
لیکن منع بھی نہیں کیا تھا بعد اوسکے آپ نے منع کر دیا دوسرے یہ کہ حدیث ابن عباس کی معارض ہے حدیث عبدالرحمن بن شبل کی تو
نہی کو ترجیح ہوگی اسلیے کہ محرم مقدم ہے مبیح پر تیسرے یہ کہ کھانے میں گوہ کے احتیاط ہے برخلاف کھانے کے ص اور بھڑ اور بچھو
ف اسلیے کہ بھڑ موذیات میں سے ہے اور بچھو اخبائث حشرات میں سے ہے ہدایہ ص اور کوا سیاہ جیسا اگر ذوالعقعق کوا جو مردار
کھاتا ہے ف اور جو کوا مردار بھی کھاتا ہے اور دانہ بھی کھاتا ہے یا صرف دانہ کھاتا ہے تو وہ درست ہے امام اعظم کے نزدیک عینے
ص اور ہاتھی ف اسلیے کہ وہ دانت والا ہے ص اور جنگلی چوہا ف یا گھونس اسلیے کہ وہ حشرات الارض اور سباع میں سے ہے
ص اور نیولا ف کیونکہ وہ بھی حشرات الارض میں سے ہے اور چمگادڑ میں دو قول ہیں ایک قول میں حلال دوسرے میں حرام کذا
فی عالمگیری ص اور دریائی جانوروں میں سوا مچھلی کے اور کچھ درست نہیں ہے ف اور امام مالک کے نزدیک سب دریائی جانور حلال
ہیں کیکڑا اور کتا دریائی اور مینڈک اور سور دریائی لیکن سور دریائی اونکے نزدیک مکروہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے
توقف کیا اوسمیں اور امام احمد کے نزدیک بھی سب جانور دریائی درست ہیں مگر گھڑیال اور مینڈک لیکن سوا مچھلی کے سور دریائی
یا کتا یا انسان دریائی ذبح کرنا پڑیگا اور بعض اصحاب شافعی کے نزدیک بھی سب دریائی جانور درست ہیں اور یہی صحیح ہے انکے
مذہب میں ظاہر تمسک انکا آیت سے کلام اللہ کی ہے اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ یعنی حلال ہے واسطے تمھارے شکار دریا کا اور
یہ عموم سب جانوروں کو شامل ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ مراد صید بحر اور طعام بحر سے آیات و احادیث میں مچھلی ہے اسلیے کہ وہی پاکیزہ ہے
اور باقی سب خبیث ہیں اور خبائث ہمارے دین میں حرام ہیں دیکھو مینڈک حالانکہ دریائی ہوتا ہے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
منع کیا اوس سے کہ دوا میں ڈالا جاوے تو کھانا بطریق اولی حرام ہوگا روایت کیا اسکو ابوداود نے اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
منع کیا سرطان یعنی کیکڑے کی بیع سے کذا فی الھدایہ ص لیکن مچھلی بھی اگر خود بخود مر کر پانی پر تیر آوے تو اوسکا کھانا حرام ہے
ف اسلیے کہ وہ میتہ ہے اور جو کسی آفت سے مثلاً پانی کی سردی یا گرمی یا کوئی دوا کے ڈالنے سے مر جاوے یا زخمی ہو کر مر جاوے
تو درست ہے اسیطرح جو مچھلی پیٹ میں سے دوسری مچھلی کے نکلی وہ بھی درست ہے جو مچھلی خود بخود مر کر تیر آوے اوسکا کھانا
ہمارے نزدیک حرام ہے اور شافعی اور مالک کے نزدیک درست ہے کیونکہ میتہ بحر حدیث سے حلال ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے دریا کا پانی پاک ہے اوسکا مردہ حلال ہے روایت کیا اوسکو ابوداود ترمذی نسائی ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے امام صاحب
کی طرف سے جواب یہ ہے کہ مراد میتہ بحر سے وہی مچھلی ہے جو آفت سے مر جاوے جیسے کہ ریلے یا دریا گھٹ جاوے یا دریا اوسکو باہر نکال کر پھینک
دیوے اسلیے کہ موت اوسکی منسوب ہوئی طرف بحر کے دوسرے یہ کہ روایت کی ابوداود اور ابن ماجہ اور ابن عدی نے جابر سے

ابو الزبیر سے انھون نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسکو پھینک دے دریا یا پانی اوسکو چھوڑ دیوے تو کھاؤ اوسکو
اور جو مر جاوے وہان اور تیر آوے تو نکھاؤ اوسکو تو جب حدیث صحیح ممانعت مین طافی کے موجود ہے پھر حلت کی کیا دلیل ہے ص
مچھلی کا سب قسمین درست ہین یہانتک کہ سیاہ مچھلی اور بام مچھلی بھی درست ہے ف اور محمد سے ایک روایت مین جام
ہین لیکن یہ قول ضعیف ہے ص اور حلال ہے ٹڈی اور سب قسم کی مچھلیان بغیر ذکات کے ف یہی قول ہے احمد اور
شافعی کا اور مالک کے نزدیک ٹڈی حرام ہے دلیل ہماری بہت احادیث ہین ایک حدیث احمد اور دارقطنی اور ابن ماجہ کا
ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلال ہین واسطے ہمارے دو میتہ اور دو خون سو دو میتہ مچھلی اور ٹڈی ہین
اور دو خون جگر اور تلی ہین دوسری حدیث ابن ابی اوفی کی کہا انھون نے کہ جہاد کیے ہمنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے سات جہاد تھے ہم کھاتے ٹڈی کو روایت کیا اوسکو بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی نسائی نے تیسری حدیث سلمان
کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹڈی کے باب مین کہ نہ کھاتا ہون مین اور اوسکو نہ حرام کرتا ہون مین اوسکو روایت کیا
اوسکو ابو داؤد نے ص اور کوا کھیت کا جو صرف دانہ کھاتا ہو اور خرگوش ف حلال ہے باتفاق ائمہ اربعہ کے اور بہت سی احادیث
اوسکی حلت مین وارد ہوئی ہین چند کو ہین صحاح مین بخاری مین انس سے مروی ہے کہ حضرت نے کھایا گوشت خرگوش کا ص
اور عقعق ذکات سے ف عقعق وہ کوا ہے جو مردار اور دانہ دونون کھاتا ہے اوسکا حلال ہونا اصح قول ہے اور ابو یوسف کے نزدیک
مکروہ ہے اسی طرح جو مرغی نجاست کھاتی ہے حلال ہے لیکن ابو یوسف کے نزدیک مکروہ ہے اسی طرح حلال ہے ... اور بوم اور چاو
باتفاق ائمہ ثلثہ کے کذا فی المیزان للشعرانی **مسئلہ ضروری** ذبح کیا ایک جانور امیر کے آنیکے لیے یا
کسی اور شخص کی تعظیم کے واسطے سوا خدا کے تو وہ ذبیحہ مردار ہے اگرچہ ذبح کے وقت خدا کا نام لیا جاوے در مختار اس سے
معلوم ہوا کہ جو ہندوستان مین رواج ہے کہ منت مان کر سید احمد کبیر کی گاے یا شیخ سدو کا بکرا یا ابو الاشاہ کا مرغا ذبح کرتے ہین
وہ گاے بکرا مرغا مردار ہے اسواسطے کہ ذبح سے تعظیم غیر خدا کا ارادہ کرتے ہین اور صحیح مسلم مین وارد ہے حضرت علی مرتضیٰ سے کہ
لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ یعنی لعنت کرے اللہ اوس شخص پر جو ذبح کرے واسطے غیر خدا کے تو مسلمانون کو چاہیے کہ ایسے
صورت سے خود احتراز رکھین اور اورون کو جو جاہل ہین سمجھا کر ان چیزون کو ترک کرا دیوین غایۃ الاوطار مع زیادۃ البتہ یہ
صورت درست ہے کہ جانور کو خدا کے واسطے ذبح کرین اور ثواب اس کا کسی ولی یا نبی کی روح کو پہنچاوین واللہ اعلم

## کتاب الاضحیۃ

یہ کتاب ہے قربانی کے بیان مین جو جانور عید اضحی کے دن ذبح کیا جاوے اوسکو اضحیہ کہتے ہین کیونکہ وقت ضحی یعنی چاشت کے
اوسکو ذبح کرتے ہین ص قربانی مین ایک بکری ایک آدمی کیطرف سے ضرور ہے اور گاے یا بیل یا اونٹ سات آدمیون کی طرف سے
بھی ہو سکتا ہے ف اور جو سات سے کم ہون تو بطریق اولی جائز ہے لیکن بکری مین ایک آدمی سے زیادہ نہین ہو سکتا
اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسمین ایک آدمی سے زیادہ اجازت نہین دی چنانچہ ابو سعید سے مروی ہے کہا کہ تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربانی کرتے ایک مینڈھا جسکے پانون اور آنکھین اور منہ سیاہ تھا اور یہی قیاس تھا اونٹ اور بیل
اور گاے مین بھی لیکن جائز رکھنے اوسمین سات آدمی تک اسلیے کہ روایت کی مسلم اور ابو داؤد نے جابر سے کہ فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گاے سات آدمیون کی طرف سے اور اونٹ سات آدمیون کی
طرف سے ہے ص لیکن یہ شرط ہے کہ کوئی شریک ساتوین حصے سے کم کا نہووے ف
تو اگر کسی شریک کا حصہ ساتوین حصے سے کم ہوگا تو کسی کیطرف سے قربانی درست نہوگی اور امام مالک
کے نزدیک ایک گاے یا بیل یا اونٹ ایک گھر والون کی طرف سے درست ہے اگرچہ سات سے زیادہ
ہون لیکن دو گھر والون کی طرف سے درست نہین اگرچہ سات سے کم ہون کذا فی الاکمل
ص پھر جب قربانی مین شرکت ہووے تو گوشت کو تول کر تقسیم کرین نہ اٹکل سے مگر جب کہ گوشت
کے ساتھ پایے یا کھال ملاے جاوین تو وزن کا برابر ہونا ضرور نہین ف یعنی ہر جانب مین کچھ
گوشت اور کچھ پایے ہون یا کچھ گوشت اور کچھ کھال ہو یا ایک جانب مین گوشت اور پایے ہون
اور دوسری جانب مین گوشت اور کھال ہو اور اس صورت مین اٹکل سے تقسیم اسلیے درست ہوئی کہ جنس کو
خلاف جنس کے طرف پھیر دینگے کذا فی الاکمل ص ایک گاے ایک شخص نے قربانی کے لیے خریدی پھر چھ آدمی
اوسمین اور شریک ہوگئے تو جائز ہے استحسانا ف اور قیاسا نہین جائز ہے اور یہی قول ہے زفر کا اسلیے کہ اوسنے قربۃ الی اللہ
خریدی پس کیونکر جائز ہوگی بیع اوسکی وجہ استحسان یہ ہے کہ کبھی ایک شخص کو فربہ گاے ملجاتی ہے لیکن شریک اوسوقت نہین
ملتے تو وہ خرید لیتا ہے بعد اوسکے شریک ملجاتے ہین تو بسبب ضرورت کے جائز ہوا ص لیکن اگر قبل خریدنے کے شریک
ہو جاوین تو بہتر ہے ف اور مروی ہے امام صاحب سے کہ شریک ہونا بعد خریدنے کے مکروہ ہے اور قربانی واجب ہے ف اور ابو یوسف
اور شافعی کے نزدیک سنت ہے بدلیل حدیث ام سلمہ کے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص دیکھے تم مین سے چاند ذیحجہ کا
اور ارادہ کرے قربانی کا تو چاہیے کہ اپنے بال اور ناخون روک رکھے یعنی نہ کاٹے روایت کیا اوسکو جماعت نے یہ جو کہا کہ اگر
ارادہ کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی واجب نہین ہے دلیل امام اعظم کی حدیث ہے ابو ہریرۃ کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جسکو وسعت ہو اور قربانی نکرے تو نہ قریب ہو ہمارے مصلے کے روایت کیا اوسکو احمد اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا اوسکو حاکم
نے کیونکہ اس قسم کی وعید سوا واجب کے ترک کے سنت کے ترک پر نہین ہوتی اور حدیث ام سلمہ کے معنی یہ ہین کہ جس شخص کا
قصد ہو قربانی کا جو ضد ہے سہو کی نہ تخییر کذا فی الہدایۃ ص اوس شخص پر جسپر صدقہ فطر واجب ہے ف اور وہ وہ شخص
ہے جسکے پاس جائداد بقدر نصاب شرعی مسکن اور متاع مسکن اور سواری اور خادم کے سوا ہووے لیکن طحطاوی مین ہے
کہ کتابون سے آدمی غنی نہین ہوتا مگر جب کہ ایک کتاب کے دو نسخے ہون یا وہ کتابین طب اور نجوم اور ادب کی ہووین
ص اپنی طرف سے نہ اپنے نابالغ لڑکے کی طرف سے ف تو بالغ لڑکے کی طرف سے بطریق اولی واجب نہوگی ص ظاہر الروایۃ
مین ف اور حسن بن زیاد کی روایت مین امام اعظم سے طفل نابالغ کی طرف سے بھی واجب ہے مثل صدقہ فطر کے لیکن
فتوی ظاہر الروایۃ پر ہے کذا فی الطحطاوی ص بلکہ طفل نابالغ اگر مالدار ہووے تو اوسکے مال مین سے اوسکا باپ یا وصی
قربانی کر دیوے ف یہ مذہب شیخین کا ہے اور محمد اور شافعی کے نزدیک باپ اوسکا اپنے مال سے قربانی کرے نہ اوسکے
مال سے اور در مختار مین اسی کو معتمد رکھا ہے کہ باپ اوسکے مال مین سے قربانی نکرے ص تو اگر طفل کے مال مین سے

قربانی کی تو جسقدر اوس سے کھایا جاوے کھاوے باقی گوشت بدل ڈالا جاوے اوس چیز سے جسکے
عین سے نفع اوٹھا سکتے ہین جیسے کپڑا اور موزہ وغیرہ **ف** لیکن اوس چیز سے نہ بدلا جاوے
جسکو تلف کرکے نفع اوٹھاتے ہین مثل روٹی کے یا بدل کرے جیسے روپیہ اشرفی کذا فی الاصل **ص**
اگر قربانی ذبح کیجاوے شہر مین تو اول وقت اوسکا بعد نماز عید کے ہے **ف** اور شافعی اور مالک کے نزدیک جب تک
امام قربانی نکرے بعد نماز کے تو کسی کو قربانی کرنا درست نہین ہے حجت یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے ذبح
کیا قبل نماز کے تو اوسنے ذبح کیا اپنے نفس کے لیے اور جسنے ذبح کیا بعد نماز کے تو پوری ہوئی عبادت اوسکی اور پائی
اوسنے سنت مسلمانون کی اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا آپنے جس شخص نے ذبح کیا قبل نماز کے تو وہ اوسکے بدلے
دوسرا جانور ذبح کرے اور جسنے نہین ذبح کیا تو وہ ذبح کرے خدا کے نام پر روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے براء
ابن عازب اور جندب بن عبداللہ سے اور بھی فرمایا حضرت نے کہ پہلے عبادت ہماری اس روز نماز ہے پھر قربانی روایت
کیا اوسکو بخاری مسلم نے کذا فی الہدایۃ **ص** اور جو شہر مین نہووے تو اول وقت اوسکا بعد طلوع فجر کے ہے دن نحر کے یعنی
دسوین تاریخ ذیحجہ کی اور آخر وقت اوسکا قبل غروب آفتاب کے ہے بارھوین تاریخ ذیحجہ کے **ف** اور شافعی کے نزدیک تیرھوین
تاریخ کی شام تک دلیل شافعی کی قول ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ سارے ایام تشریق ذبح کے دن ہین روایت کیا اوسکو
امام احمد نے مسند مین اور ابن حبان نے صحیح مین جبیر بن مطعم سے کہا صاحب ہدایہ نے کہ دلیل ہماری وہ ہے جو مروی ہے حضرت عمر
اور علی اور ابن عباس سے کہ کہا ان سبھون نے ایام قربانی کے تین ہین افضل اون سب مین پہلا روز ہے یعنی دسوین
تاریخ اور روایت کی مالک نے موطا مین نافع سے اونھون نے ابن عمر سے کہ کہا انھون نے ایام قربانی کے بعد یوم النحر
کے دو دن ہین اور کہا کہ ایسا ہی پونہچا مجکو علی بن ابی طالب سے اور ظاہر ہے یہ بات کہ حدیث موقوف اس باب مین
مثل مرفوع کے ہے اسلیے کہ یہ امر غیر قیاسی ہے بدون شارع کے بیان کیے ہوے معلوم نہین ہوسکتا اور ابن عمر نہایت تبع
طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حدیث مستدل شافعی منقطع ہے کہا بزار نے کہ یہ حدیث مروی ہے عبدالرحمن بن ابی حسین
سے انھون نے جبیر بن مطعم سے حالانکہ عبدالرحمن نے نہین ملاقات کی جبیر بن مطعم سے اور دوسرے طریقہ اوس حدیث مین
[illegible] کا دار و مدار ہے [illegible] ضحیہ **ص** لیکن اعتبار آخر روز کا ہے فقر اور غنا اور ولادت اور موت مین **ف** یعنی جب وہ
(یعنی تیسرے دن کا)
غنی تھا اول روز قربانی کے پھر مفلس ہو گیا آخر روز مین تو اوسپر قربانی واجب ہوگی اور جو اسکا الٹا ہوا تو واجب
ہوگی اور اگر پیدا ہوا آخر روز مین تو اوسپر قربانی واجب ہوگی اور جو اوس دن مر جائیگا تو اوسپر واجب نہوگی کذا فی الاصل
**ص** ذبح کرنا راتون کو مکروہ ہے تو اگر کسینے قربانی ترک کی اور ایام اوسکے گذر گئے اور اوسنے کسی معین بکری کے ذبح کی
نذر کی تھی یا وہ فقیر تھا اور قربانی خریدکر چکا تھا تو زندہ اوسکو صدقہ کردیوے اور جو وہ غنی تھا اور اوسنے نذر نہین کی تھی تو
قربانی کی قیمت تصدق کرے خواہ وہ جانور قربانی کا خرید چکا ہووے یا نہ خرید چکا ہووے اور صحیح ہے قربانی مین جذع بھیڑ کا جو
**ف** جسکو ہندی مین [illegible] کہتے ہین اور وہ چھ مہینے کا ہو [illegible] بشرطیکہ تو مندی مین اسقدر ہو کہ سال بھر کی بھیڑ کی برابر ہو [illegible]
[illegible] اسلیے روایت کی ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نے مجاشع سے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ چھ مہینے کا دنبہ کافی ہوتا ہے سال بھر کی بھیڑ بکری سے اور روایت کی ترمذی نے ابوہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اچھی ہے قربانی چھ مہینے کے دنبے کی اور فرمایا آپ نے کہ ذبح کرو مگر مسنہ یعنی ثنی جبکہ بیان لگے آویگا مگر جب دشوار ہو تم پر تو ذبح کرو چھ مہینے کا دنبہ ص اور بکری اور بھیڑ میں سے ثنی اور ثنی اونٹ پانچ برس کا ہوتا ہے اور گائے بیل دو برس ہیں اور بکری بھیڑ برس بھر ہیں ف اسواسطے کہ فرمایا آپ نے نہ ذبح کرو مگر مسنہ اور مسنہ ثنی کو کہتے ہیں اور بھینس کا حکم گائی کا سا ہے تو اس سے کم عمر والے جانور درست نہیں ہیں اور زیادہ عمر والے درست بلکہ افضل ہیں عالمگیری ص اور صحیح ہے سنڈی جسکے سینگ نہوں اور دیوانی اور خصی ف اسلیے کہ سینگ سے کوئی غرض متعلق نہیں ہے اور دیوانی سے مراد وہ ہے جو چارہ وغیرہ کھاتی ہے نہ وہ جو چارہ نہیں کھاتی کہ وہ غیر کافی ہے اور خصی کا گوشت تو عمدہ ہوتا ہے بلکہ روایت کی ابن ماجہ نے عائشہؓ اور ابوہریرہؓ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کی دو مینڈھوں کی نمکین رنگ کے دونوں خصی تھے ھدایہ ص اور صحیح نہیں ہے اندھی اور کانی اور اسقدر دبلی کہ اوسکی ہڈیوں میں گودا نہووے یا لنگڑی کہ مقام ذبح تک نہ جا سکے ف اسواسطے کہ روایت کی امام احمدؒ اور چاروں عالموں نے حضرت علیؓ سے کہ حکم کیا ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کا کہ دیکھیں ہم آنکھ اور کان کو اور نہ قربانی کریں ہم کانی آخر حدیث تک اور روایت کی احمدؒ اور مالکؒ اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے براء بن عازب رضی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھے گئے اون قربانیوں سے جنسے بچنا چاہیے سو فرمایا آپ نے چار ہیں ایک لنگڑی جسکا لنگڑاپن ظاہر ہووے دوسری کانی جسکا کانا پن کھلا ہووے تیسری بیمار جسکی بیماری صاف ظاہر ہووے چوتھی دبلی اسقدر کہ اوسمیں گودا نہووے ص اور جسکا ہاتھ یا پاؤں کٹا ہووے یا تہائی سے زیادہ اوسکا کان یا دم کٹی ہووے یا تہائی سے زیادہ اوسکی آنکھ کی بصارت جاتی رہی ہووے یا سرین کٹی ہووے ف اسلیے کہ ثلث تک قلیل ہے اور ثلث سے زیادہ کثیر ہے اور ایک روایت میں ثلث سے کم قلیل ہے اور ثلث اور ثلث سے زیادہ کثیر ہے کیونکہ حضرت نے ثلث مال میں فرمایا کہ ثلث کثیر ہے روایت کیا اوسکو ائمہ ستہ نے اور ایک روایت میں ربع سے کم قلیل ہے اور ربع بس زیادہ کثیر ہے لیکن صحیح مفتی بہ یہ قول ہے کہ نصف سے زیادہ کثیر ہے اور نصف اور اوس سے کم قلیل ہے سو اگر نصف یا نصف سے کم کان یا دم مقطوع ہے تو جائز ہے اور تہائی بصارت جاتی رہنے کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ جب جانور بھوکا ہو تو کم روشن آنکھ کو اوسکی بند کرے اور اوسکے سامنے چارہ لیجاوے اور نظر کرے کہ اوسنے چارہ کہاں سے دیکھا پھر تندرست آنکھ کو اوسکی بند کرکے چارہ لیجاوے اور نظر کرے کہ اوسنے کہاں سے چارہ دیکھا اب دونوں مکانوں کی تفاوت کا اندازہ کرلیوے اگر تہائی کا تفاوت ہو تو تہائی روشنی گئی اسیطرح قلیل یا کثیر معلوم کرلے کذا فی الاصل ص اگر سات آدمیوں نے قربانی کو خرید ایسا ہوے ایک شخص ان میں سے مر گیا اور اوسکے وارثوں نے کہا کہ تم اوسکی طرف سے بھی اور اپنی طرف سے بھی جانور کو ذبح کرو تو صحیح ہوگا ف استحساناً اور ابو یوسف سے مروی ہے کہ صحیح نہوگا اور یہی قیاس ہے چنانچہ وجہ اوسکی اصل کتاب میں مذکور ہے ص جیسے ایک گائے قربانی اور قران اور متعہ سب کی طرف سے درست ہے اور اگر قربانی کے شریکوں میں سے کوئی کافر ہوگا یا صرف گوشت لینا اوسکو منظور ہوگا تو کسی کیطرف سے قربانی جائز نہوگی اور قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھاوے

اور دوسرون کو بھی کھلاوے ف خواہ دوسرے غنی ہون یا فقیر اور افضل ہے کہ تہائی گوشت خیرات کرے اور تہائی
مین اقارب اور دوستون کی ضیافت کرے اور تہائی اپنے واسطے اوٹھا رکھے اور روایت کی ابوداود نے نبیشہ ہذلی سے کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہمنے منع کیا تھا تمکو کہ کھاؤ تم گوشت قربانی کے تہائی سے زیادہ تو کھاؤ اور جمع کرو
ص اور جسکو چاہے ہبہ کرے اور مستحب ہے کہ تہائی گوشت خدا کی راہ مین دیوے ف اسواسطے کہ احوال تین ہین قربانی مین
ایک کھانا دوسرے رکھ چھوڑنا تیسرے تصدق کرنا اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ یعنی کھلاؤ
قناعت کرنیوالے کو اور سوال کرنیوالے کو تو سارا گوشت ان تینون امر پر اثلاثا منقسم ہوگیا ہدایہ ص اور جو
شخص عیالدار ہو تو وہ تصدق ترک کرے اپنے عیال پر وسعت کے لیے ف اسواسطے کہ ذوی القربی اگر محتاج ہون
تو وہ مقدم ہین مساکین پر اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو چیز صرف کرے اوسکو آدمی اپنے نفس یا اہل پر
تو اوسکے لیے صدقہ لکھا جاویگا روایت کیا اوسکو بغوی نے معالم مین جابر بن عبد اللہ سے اور روایت کی مسلم نے
ابی ہریرہ سے کہ زیادہ اجر والا وہ صدقہ ہے جسکو تو صرف کرے اپنے اہل پر اور ایک روایت مین ہے کہ جب آدمی اپنے اہل پر
کچھ خرچ کرے بامید ثواب تو وہ اوسکے لیے صدقہ لکھا جاویگا روایت کیا اوسکو بخاری مسلم ترمذی نسائی نے ابی مسعود سے
ص اور اگر خود ذبح کرنا بخوبی جانتا ہووے تو آپ ذبح کرے ورنہ دوسرے کو حکم کرے ف لیکن خود بھی وقت ذبح کے
حاضر رہے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قربانی اپنے دست مبارک سے ذبح کی جیسا اوپر گذرا اور روایت
کی حاکم نے مستدرک مین عمران بن حصین سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے کہ کھڑی ہو پس دیکھ اپنی
قربانی کو اسلیے کہ جب اوسکے خون کا پہلا قطرہ نکلیگا تو تیرے سب گناہ معاف ہو جاوینگے ص اور مکروہ ہے کہ قربانی کو اہل کتاب
سے ذبح کراوے ف اور اگر اوسنے ذبح کردیا تو درست ہے ہدایہ اور مجوسی کا ذبح کرنا حرام ہے درمختار ص اور
قربانی کی کھال کو للہ دیدیوے ف اسواسطے کہ حدیث علی مین ہے کہ حکم کیا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تقسیم کردون
مین کھالون کو قربانی کی اوپر مساکین کے اور نہ دون مین اجرت قصاب کی اوسمین سے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم
ابوداود نسائی نے ص یا اوسکی کوئی چیز مثل جھول یا موزہ یا پوستین کے بنالیوے ف یا چھلنی یا مشک
یا دسترخوان یا ڈول بنالیوے درمختار ص یا کھال کو بیچے اوس چیز سے جس سے فائدہ حاصل ہوسکے اوسکو باقی
رکھکے نہ اوس چیز سے جس سے فائدہ نہ اوٹھ سکے بدون اتلاف کے جیسے سرکہ کھانے پینے کی چیزین پھر اگر کھال یا
گوشت کو قربانی کے بیچ ڈالے تو اوسکی ثمن کو تصدق کرے ف اسواسطے کہ ثمن قائم مقام مثمن کی ہے اور یہ جو روایت
کی حاکم نے مستدرک مین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے کھال اپنی قربانی کی بیچ ڈالی سو اوسکی قربانی نہوئی تو مراد اس سے
کراہت بیع ہے لیکن بیع کی جواز مین سو شبہہ نہین ہے اسلیے کہ ملک قائم ہے اور قدرت علی التسلیم حاصل ہے ہدایہ ص اگر ہر شخص نے
غلطی کی راہ سے اپنے ساتھی کی بکری ذبح کرڈالی تو دونون کی قربانی صحیح ہوگئی اور کسی پر تاوان لازم نہوگا ف لیکن
ہر ایک دوسرے سے معاف کروالے اگر گوشت اوسکا کھالیا ہو اور بعد اسکے پہچانا ہدایہ ص اگر کسی نے ایک بکری غصب
کرکے اوسکی قربانی کی تو صحیح ہوجاویگی اور جو کسی کی بکری امانت تھی اوسکی قربانی کی تو جائز نہوگی ف اسواسطے کہ غصب

مین غاصب کی ملک کا حکم ہوتا ہے وقت غصب سے بخلاف امانت کے کذا فی الاصل **مسائل ملحقہ** مادہ اگر قیمت مین نر کے برابر ہو تو افضل ہے نر سے اگر قربانی کا جانور قبل قربانی کے جنا تو اوسکے بچہ کو بھی ذبح کرینگے اور بعضون کے نزدیک بدون ذبح کے خیرات کردینگے قربانی جائز نہین ہے پہلے جانور کی جسکے دانت نہون اور جسکے کان نہون یا ناک نہو قربانی کے جانور کے بال کاٹنا یا دودہ دوہنا اور اوس سے نفع اوٹھانا قبل ذبح کے مکروہ ہے اگر قصاب کے ہاتھ پر دوسرے نے بھی ہاتھ رکھا ذبح کرنے مین اعانت کے لیے تو دونون بسم اللہ کہین ورنہ ذبیحہ حرام ہوگا دد عقیقہ کرنا سنت ہے بچہ کی کا ساتوین روز فرزند کیطرف سے دو بکری اور دختر کی طرف سے ایک بکری ایسا ہی روایت کی ابوداؤد و ترمذی و نسائی نے ام کرز سے

# کتاب الکراھیۃ

بیان مین اون امورات کے جو مکروہ ہین اور جو مکروہ نہین ہین **ص** ہر مکروہ حرام ہے نزدیک امام محمد کے **ف** یعنی جیسے حرام پر عذاب نار ہے اوسی طرح مکروہ پر **ص** لیکن حرام اونھون نے اسواسطے نہ کہا کہ اوسکی حرمت نص قطعی سے ثابت نہین ہوئی **ف** تو مکروہ کی نسبت حرام کی طرف ایسی ہے جیسی واجب کی فرض کیطرف اور مباح وہ ہے جسکا فعل اور ترک برابر ہو **ص** اور شیخین کے نزدیک مکروہ حرام کو نہین کہتے ہین لیکن وہ حرام کیطرف بہت قریب ہے **ف** مراد اس مکروہ سے مکروہ تحریمی ہے نہ مکروہ تنزیہی کیونکہ وہ طرف حلال کے قریب ہے نہ بدعت اور مشتبہ حرام کیطرف قریب ہے تو مکروہ تحریمی شیخین کے نزدیک عذاب نار نہین ہے بلکہ عتاب ہے جیسے ترک سنت موکدہ پر کذا فی الطحطاوی

## فصل کھانے پینے کے مکروہات کے بیان مین

اتنا کھانا جس سے ہلاکت دفع ہو فرض ہے **ف** اگرچہ کھانا مردار ہو یا مغصوب ہو اسلیے کہ فرمایا کہ اللہ تعالی نے کلوا واشربوا یعنی کھاؤ اور پیو تو اگر حالت مخمصہ مین مردار یا شراب یا سور نہ کھاویگا اور مر جاویگا تو گنہگار مریگا **ص** اور اسقدر کھانا کہ جس سے آدمی نماز کھڑے ہوکر پڑھ سکے ثواب ہے **ف** اور بعضون کے نزدیک اسقدر بھی فرض ہے اسلیے کہ قیام بھی نماز مین فرض ہے اسی طرح سائر عبادات بدنیہ جو فرض ہین لیکن ادا ہوسکین دد مختار **ص** اور کھانا مباح ہے سیری اور آسودگی تک تاکہ اوسکی قوت زیادہ ہووے اور حرام ہے اس سے زیادہ کھانا **ف** یعنی پیٹ بھر جانے کے بعد کھانا حرام ہے اسلیے کہ یہ اسراف ہے اور اللہ تعالی نے منع کیا اوس سے فرمایا کلوا واشربوا ولا تسرفوا **ص** مگر جبکہ روزہ رکھنے کی طاقت حاصل کرنے کے لیے یا اس لیے کہ مہمان نہ شرماوے **ف** یا کسی اور عذر سے مثلاً قے کرنیکے لیے اور طرح طرح کے کھانے پکانے مباح ہین کچھ مضائقہ نہین لیکن بلا وجہ اسراف ہے اور سنت ہے بسم اللہ کہنا اول طعام مین اور الحمد للہ آخر مین اور ہاتھ دھونا اول کھانے کے اور بعد کھانے کے اور جو بسم اللہ بھول جاوے اور کھانے مین یاد آوے تو بسم اللہ اولہ و آخرہ کہہ لیوے اور کہے الحمد للہ الذی اطعمنا و سقانا و جعلنا من المسلمین یا سبوح ہاتھ دھونا اول کا سنت ہے بلکہ امام اور صاحبین سے منقول ہے اور انگلیون کا چاٹنا ہاتھ دھونے سے اول اور رکابی کا صاف کرنا اور جو دسترخوان پر گرا ہوا اوسکا کھا لینا اور رکابی مین ایک کنارے سے کھانا نہ بیچ مین سے اور روٹی کی عزت اور حرمت کرنا یعنی جب روٹی آجاوے تو سالن کا منتظر نہ ہووے اور انتظار نہ کرے بلکہ کھانے لگنا سب مستحب ہین کذا فی الطحطاوی بالخصوص **ص** اور مکروہ ہے گی کا دودھ **ف** اور کہتے ہیں جانور کا ...

اس کتاب مین جا بجا لفظ مطلق مکروہ کا آیا ہے مراد اوس سے مکروہ تحریمی ہے منہ مد ظلہ

اور گھوڑی کا دودھ ایک روایت میں اور دوسری روایت میں گھوڑی کا دودھ حلال ہے ص اور پیشاب اونٹ کا
ف نزدیک امام اعظم رح کے اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہے دوا کے لیے اور محمد رح کے نزدیک مطلقاً حلال ہے بدلیل حدیث
عرینین کے کہ حضرت ص نے اونکو اونٹ کے پیشاب پینے کا حکم کیا تھا روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے انس رض سے امام اعظم رح کی دلیل
قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچو تم پیشاب سے اسواسطے کہ اکثر عذاب قبر کا اوسی سے ہوتا ہے روایت کیا اوسکو حاکم نے ابوہریرہ رض سے
اور کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط بخاری مسلم کے اور اسمیں کوئی علت میں نہیں جانتا اور روایت کیا اوسکو بزار نے عبادہ بن صامت
سے اور اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے انس رض سے اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا نے ابوہریرہ رض سے اور اس حدیث میں پیشاب
مطلق ہے شامل ہے اون جانوروں کے پیشاب کو جنکا گوشت حلال ہے جیسے اونٹ یا گاے وغیرہ اور جواب حدیث عرنیین
سے یہ ہے کہ یہ حدیث ابتداے اسلام میں تھی دوسرے یہ کہ حضرت ص نے شفا اونکی اونٹ کے پیشاب میں وحی سے پہچانی تھی اور اب
یہ ممکن نہیں ص اور مکروہ ہے چاندی سونے کے برتن میں کھانا پینا اور تیل لگانا خوشبو ملنا ف مرد اور عورت سب کے لیے
اسواسطے کہ روایت کیا مسلم نے ام سلمہ رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص کے باب میں جو پیتا ہے چاندی
سونے کے برتن میں کہ اوتارتا ہے اپنے پیٹ میں آگ جہنم کی اور روایت کیا صحاح ستہ میں حذیفہ رض سے کہا کہ پلایا اونکو ایک مجوسی
نے چاندی کے برتن میں سو کہا انھوں نے کہ فرمایا آنحضرت ص نے نہ کھاؤ اور پیو تم برتنوں میں چاندی اور سونے کے اور نہ پہنو
حریر اور دیباج کو اور نہ کھاؤ اونکی رکابیوں میں اسواسطے کہ یہ برتن کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں اور تمھارے واسطے ہیں
آخرت میں پھر جب کھانا پینا منع ہوا تو اون برتنوں سے تیل لگانا اور خوشبو لگانا بھی منع ہوا اسی طرح مکروہ ہے چاندی سونے کے
چمچے سے کھانا یا اونکی سلائی سے سرمہ لگانا اور جو استعمال اسکے مشابہ ہے جیسے چاندی سونے کا سرمہ دان اور قلم اور دوات
اور سینی اور چلمچی اور آفتابہ اور انگیٹھی اور جس چیز کا قائم ہونا بدن کو حاصل ہو مرد اور عورت سب کے لیے بشرطیکہ اونکا استعمال ہو
اپنے اپنے کاموں میں ابتداءً اور جو ابتداءً استعمال نہ ہو جیسے کھانا سونے کے برتن سے نکال کے دوسرے برتن میں کھاوے
یا تیل چاندی کی پیالی سے ہاتھ میں ڈالکر سر پر لگاوے تو کچھ مضائقہ نہیں اور قہستانی وغیرہ نے چاندی سونے کے خود کو
زرہ اور دستانوں کو جنگ میں ضرورت کے سبب سے مستثنی کیا ہے اور مکروہ ہے کھانا پینا تانبے اور پیتل کے برتن میں اور
افضل مٹی کا برتن ہے در مختار ص اور حلال ہے کھانا پینا شیشے اور بلور اور عقیق کے برتن سے ف
اور شافعی رح کے نزدیک اسمیں بھی مکروہ ہے اسلیے کہ یہ چیزیں بھی سونے اور چاندی کے حکم میں ہیں تفاخر کی راہ سے ہم
جواب دیتے ہیں کہ مشرکین کی عادت تفاخر کی صرف سونے اور چاندی سے تھی نہ ان چیزوں سے کذا فی الہدایہ
ص اور حلال ہے کھانا پینا اوس برتن سے جسمیں کوفت ہو چاندی اور سونے کی اور اسیطرح بیٹھنا ایسی کرسی یا تخت یا
زین پر جب کہ چاندی اور سونے کی جگہ سے بچے ف یعنی پینے میں منہ سے اور لینے میں ہاتھ سے اور بیٹھنے میں
موضع جلوس سے چاندی سونا نہ لگے اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ بھی مطلقاً مکروہ ہے اور محمد ایک روایت میں امام اعظم رح
کے شریک ہیں اور دوسری روایت میں ابو یوسف رح کے ساتھ ہیں کذا فی الاصل اور جس برتن میں چاندی سونے کا
ملمع ہو تو وہ بالاجماع درست ہے اور اگر چاندی سونے کے ملتے آئینے کے ہوں یا زیور مصحف کا یا لجام یا زین

یا مجوسی یا اہل کتاب یا تلوار یا چھری یا اونکے قبضے مین ہووے تو درست ہے بشرطیکہ اوسپر ہاتھ نہ لگاوے درمختار و عالمگیری
**ص** مقبول ہے قول کافر کا **ف** اگرچہ مجوسی ہو درمختار **ص** جب وہ کہے کہ مینے یہ گوشت مسلمان سے یا اہل کتاب سے
خریدا ہے تو حلال ہوگا یا وہ کہے کہ مینے مجوسی سے خریدا ہے تو حرام ہوگا **ف** اسواسطے کہ قول کافر کا مقبول ہے معاملات مین
حاجت سے نہ دیانات مین تو اگر مشرک گوشت بیچتا ہے اور وہ یہ کہے کہ مسلمان نے اوسکو ذبح کیا ہے تو قول اوسکا مقبول
نہوگا اسلیے کہ ذبح دیانات مین سے ہے چنانچہ عبارت سے متن کی معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ کافر یہ کہے کہ مینے بت پرست سے
خریدا ہے تو گوشت حرام ہوجاویگا پس معلوم ہوا کہ ہندو قصابون سے گوشت خریدنا صرف اونکے اس قول پر اعتماد کر کے
کہ ذبح انکو مسلمان نے کیا ہے ناجائز ہے اور وہ گوشت حرام ہے خدا ہمارے اہل زمان کو اس آفت سے نجات دیوے کہ جہلا کا کیا ذکر
بعضے اہل علم بھی اس مین مبتلا ہین اور وقت فہمایش و اظہار حق کے دیدہ و دانستہ اوس سے غفلت اور چشم پوشی
کرکے تاویلات رکیکہ کرتے ہین **ص** مقبول ہے قول ایک شخص کا اگرچہ کافر ہو یا عورت یا فاسق ہو یا غلام معاملات مین
جیسے خرید مین جنکو ہوئی یا توکیل مین **ف** یعنی ایک شخص یہ کہے کہ مین فلان کا وکیل ہون اس شی کی بیع مین تو صرف
اوسکے کہنے پر اوس سے وہ چیز خریدکرنا درست ہے کذا فی الاصل **ص** اور قول غلام اور لڑکے کا ہدیہ مین اور اذن مین **ف**
جیسے لڑکا ایک چیز لاکر یہ کہے کہ فلان نے تجکو یہ چیز ہدیۃً بھیجی ہے تو قبول کرنا اوس سے ہوسکتا ہے یا غلام یہ کہے کہ مین ماذون
ہون تجارت مین تو قول اوسکا قبول کیا جاویگا **ص** اور شرط ہے عدالت خبر دینے والے کی دیانات مین جیسے پانی کی نجاست
کی خبر دینا تو تیمم کرے اگر پانی کی نجاست کی ایک مسلمان عادل گواہی دیوے اگرچہ غلام ہو اور سوچ کرے اگر فاسق
یا مستور الحال اس امر کی خبر دیوے پھر جسپر رائے اوسکی قرار پکڑے اوسکے موافق عمل کرے **ف** یعنی اگر اوسکے
گمان غالب مین یہ آوے کہ خبر اسکی سچی ہے تو ناچاری سے تیمم کرے ورنہ تیمم جائز نہین **ص** اور اگر اوس پانی کو بہا دیوے
پھر تیمم کرے جبکہ اوس فاسق یا مستور الحال کے صدق کا غلبہ ظن ہو یا وضو اور تیمم دونون کرے سبب اوسکے جھوٹے
ہونے کا گمان غالب ہو تو اوسمین زیادہ احتیاط ہے **ف** لیکن احوط یہ ہے کہ پہلے وضو کر لیوے پھر تیمم کرے درمختار
اور جو ایک عادل شخص اوسکی طہارت کی اور ایک اوسکی نجاست کی خبر دیوے تو پانی کی طہارت کا حکم دیا جاویگا برخلاف ذبیحہ
کے کہ وہان اختلاف مین حکم حرمت کا ہوگا اور کپڑون مین ہر طرح کا گمان غالب معتبر ہے **ص** ایک شخص مقتدی ہے **ف**
یعنی لوگ اوسکی پیروی کرتے ہین اور مسئلے پوچھتے ہین **ص** وہ دعوت ولیمہ مین گیا وہان پر جاکے لہو و لعب راگ دیکھا
اور اوسکے منع پر قادر نہین تو نکل آوے اور وہان نہ بیٹھے اور جو وہ شخص مقتدی نہو تو اگر بیٹھ کر کھا لیوے جائز ہے **ف**
درمختار مین ہے کہ غیر مقتدی کے لیے بیٹھ کر کھانا اوس صورت مین جائز ہے جب وہ لہو و لعب راگ باجا دسترخوان
پر نہووے اور جو عین دسترخوان پر یہ موجود ہون تو ہرگز نہ بیٹھے بلکہ نکل جاوے ناخوش ہوکر فرمایا اللہ تعالی نے فَلَا
تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ پس نہ بیٹھ تو بعد نصیحت کے ساتھ ظالمون کے **ص** اور جو پہلے
علم ہو اس بات کا کہ وہان راگ باجا لہو و لعب ہوگا تو ہرگز نہ جاوے منقول ہے امام ابوحنیفہ سے کہ مین ایکبار اسی فتنہ مین
مبتلا ہوا تھا تو مینے صبر کیا اور یہ قبل تھا اس بات سے کہ امام صاحب مقتدا ہے وقت ہوے اور اونکے اس قول سے

کرین اس آفت مین مبتلا ہو معلوم ہوا یہ امر کہ سب لہو ولعب حرام ہین ف مگر تین مستثنی ہین حدیث سے ایک مرد کا
کھیلنا اپنی عورت کے ساتھ دوسرے تعلیم و تادیب اپنے گھوڑے کی تیسرے تیر اندازی روایت کیا اس حدیث کو
حاکم نے مستدرک مین اور تیر اندازی کے حکم مین ہین جائز آلات حرب کے مثل بندوق و توپ وغیرہ کی مشق کرنا

## ص فصل لباس کے مکروہات کے بیان مین

حرام ہے حریر ف حریر وہ کپڑا ہے جو کل ریشم کا ہو ص کا پہننا مرد کے لیے ف اگرچہ بدن سے متصل ہووے
یا اور کپڑے پہنکر اون پر پہنے اور یہی مذہب صحیح ہے اور موافق ہے حدیث کے اسواسطے کہ روایت کیا جماعت نے حذیفہ سے
کہا کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے نہ پہنو تم حریر اور دیباج کو اور دوسری حدیث مین ہے بخاری مسلم کی
کہ فرمایا آپ نے حریر کو وہ پہنتا ہے دنیا مین جسکو کوئی حصہ نہین آخرت مین اور وہ جو ایک روایت ہے کہ اگر حریر کو اور کپڑے پہنکر اوسپر پہنے
تو درست ہے تو یہ روایت ضعیف ہے قابل اعتبار اور وثوق نہین ہے ص مگر بقدر چار اونگل ف اسواسطے کہ روایت
کیا مسلم نے عمر بن الخطاب رضی سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہننے سے حریر کے مگر بقدر دو انگشت یا تین یا چار
کے اور مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنتے تھے ایک جبہ جسمین سنجاف حریر کی تھی روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے
اور بھی اخراج کیا ابوداؤد نے ابن عباس رض سے کہا کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کپڑے سے جو نرا
حریر ہو لیکن نقش و نگار ریشم کے اور سنجاف ریشمی واسطے کپڑے کے تو کچھ قباحت نہین ہے اور یہین تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک
حالت جنگ اور غیر جنگ مین سب مین حریر پہننا نادرست ہے اور صاحبین کے نزدیک جنگ مین درست ہے بسبب ضرورت
کے امام یہ جواب دیتے ہین کہ ضرورت دفع ہو جاتی ہے اوس کپڑے کے پہننے سے جسکا بانا ریشم ہو اور تانا سوت ہو وے کذا فی الاکمل
اور در مختار مین ہے کہ جس کپڑے پر نقش کا ریشم کے متفرق ہو تو درست ہے اسی طرح اگر چاندی سونے کے پھول ذیل بوٹے ہون لیکن شرط یہ کہ
سب ملا کر چار اونگل سے زیادہ نہون تو درست ہوگا اگر مسہری کا پردہ نرا ریشمی ہو تو درست ہے اور ازار بند نرا ریشمی
مکروہ ہے اسی طرح ریشمی ٹوپی یا ریشمی تھیلی وضو کی کپڑے کے حاشیہ مین اگر چاندی یا سونے کی چار اونگل تک ہو تو درست ہے
ص اور نرے ریشم کے کپڑے کا تکیہ بنانا یا اوسکا فرش بچھانا درست ہے ف امام کے نزدیک اسلیے کہ منقول ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھے ایک تکیہ پر حریر کے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے لیکن زیلعی نے تخریج مین کہا کہ یہ حدیث غریب ہے
دوسرے یہ کہ عبد اللہ بن عباس رض کے فرش پر ایک تکیہ ریشمی تھا اخراج کیا اوسکا ابن سعد نے طبقات مین اور صاحبین کے نزدیک
یہ بھی مکروہ ہے اور یہی قول ہے شافعی اور مالک کا در مختار مین ہے کہ یہی قول صحیح ہے لیکن یہ تصحیح مخالف ہے مشہور کے اسلیے کہ
متون اور شروح سے صحت قول امام کی واضح ہے واللہ اعلم ص اور جس کپڑے کا تانا ریشم ہو اور بانا ریشم نہووے تو اوسکا
پہننا مطلقا درست ہے ف اسلیے کہ اعتبار علت و حرمت مین بانے کا ہے کیونکہ فقط تانے سے وہ کپڑا نہین کہلاتا جب تک بانا نہو
اور بنا بانے سے ہوتا ہے تو اوسی کا اعتبار ہوا ہدایہ مین ہے کہ پہننا اس کپڑے کا اسلیے جائز رکھا کہ صحابہ پہنتے تھے خز کو
پہنتے تھے اور خز کا تانا حریر کا ہوتا ہے اور بانا بال ہوتے ہین ایک جانور کے ص اور جس کپڑے کا بانا ریشم ہو اور تانا سوت
وغیرہ ہو تو اوسکو لڑائی مین ضرورت کے سبب پہننا درست ہے ف اور بلا ضرورت مکروہ ہے اور مکروہ ہے مردون کو

چنانچہ ابن ابی شیبہ نے سات صحابہ سے مصنف مین انکا پہننا بیان کیا ہے. منہ مد ظلہ

کسم کا رنگ اور زعفران کا رنگ اور باقی سب رنگون مین کچھ قباحت نہین ہے لیکن ترو سرخ رنگ بعضون کے نزدیک
مکروہ تنزیہی ہے اور در مختار مین ہے کہ سرخ رنگ مین آٹھ قول ہین منجملہ ان اقوال کے ایک قول یہ ہے کہ یہ رنگ مستحب ہے اور جو
کپڑا مخلوط ہو تو مکروہ بھی نہین ہے ص اور مرد کو زیور چاندی اور سونے کا پہننا حرام ہے ف مطلقاً حرب اور غیر حرب
مین اسلیے کہ روایت کیا ابو داؤد نے علی رضی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دہنے ہاتھ مین سونا لیا اور بائین ہاتھ
مین حریر اور کہا کہ یہ دونون چیزین حرام ہین میری امت کے مردون پر اور روایت کیا ترمذی نے ابی موسی سے مرفوعاً
کہ اللہ تعالی نے حرام کیا پہننا حریر اور سونے کا اوپر مردون کے میری امت سے اور حلال کیا عورتون پر اونکی اور ابن حبان نے
اس حدیث کو معلول کیا انقطاع سے اسلیے کہ اوسکے اسناد مین ابو ہند ہے اور اوس نے ابو موسی سے نہین سنا اور احمد اور طحاوی نے
مسلم بن مخلد سے اونھون نے ابن عامر سے روایت کیا کہ فرمایا حضرت نے سونا اور حریر حرام ہے اوپر مردون کے میری امت سے
نہ عورتون کے تو تمام احادیث مین صرف سونے کی حرمت منصوص ہے اور چاندی کی سو قیاس کیا ہے حنفیہ نے اوسکا سونے پر
اسلیے کہ چاندی کا حکم استعمال مین پینے اور کھانے کے بعینہ مانند سونے کے ہے جیسا اوپر گذرا سو ایسا ہی پہننے مین ہوگا
اور بعض علما کا مذہب یہ ہے کہ سونے کی حرمت تو کھانے اور پینے اور پہننے مین مردون کو مطلقاً ہے اور چاندی کی حرمت صرف کھانے
کے اور پینے کے حق مین ہے لیکن چاندی پہننا مردون کو تو درست ہے دلیل اونکی حدیث ہے سہل بن سعد کی مرفوعاً کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص دوست رکھے اس بات کو کہ اوسکا لڑکا کنگن آگ کا پہنایا جاوے تو وہ پہنے لڑکے کو کنگن سونے کا پہنا وے
لیکن چاندی ہی کھیلو تم اوس سے جسطرح چاہو تم اور اسکے اسناد مین عبد الرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہے اور اسکے معنی مین ہے وہ جو تخریج
کیا اوسکا احمد نے ابی قتادہ سے مرفوعاً کہ چاندی کھیلو تم اوس سے کھیلنا اور اوسکے اسناد مین مجاہیل ہین اور ابو داؤد نے
ابن عباس رض سے مثل اسکے روایت کیا اور رجال اوسکے ثقات ہین واللہ اعلم جیسے چاندی سونے حریر کا مردونکو پہننا
حرام ہے ویسے ہی لڑکون کو پہنانا حرام ہے حنفیہ کے نزدیک اور بعض علما کے نزدیک درست ہے جبتک لڑکا سات برس کا نہووے
چنانچہ آگے آتا ہے ص مگر انگوٹھی اور کمر بند اور تلوار کا زیور چاندی کا اور درست ہے میخ سونے کی تختے بند کرنے سوراخ نگینہ کے
اور حلال ہے عورتون کو سب اور نہ انگوٹھی پہنے پتھر اور لوہے اور پیتل کی ف یعنی حلقہ ان چیزون کا نہووے اور جو حلقہ چاندی
کا ہو اور نگینہ پتھر کا جیسے عقیق وغیرہ تو درست ہے کذا فی الاصل ان چیزونکی انگشتری پہننا اسواسطے منع ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ایک شخص پر انگوٹھی لوہے کی دیکھکر ارشاد فرمایا کہ یہ زیور اہل نار کا ہے اور پیتل کی دیکھکر فرمایا کہ مین تجھ سے بتون کی بو پاتا ہون
روایت کیا اوسکو ابو داؤد ترمذی نسائی نے ص اور انگشتری پہننا بہتر ہے مگر قاضی اور سلطان کے لیے ف یا جو کوئی شغل
انکے کا مدار اور عہدہ دار ہووے اسواسطے کہ ان لوگون کو انگشتری کی مہر کی ضرورت ہوا کرتی ہے بر خلاف اور لوگون کے ہدایہ
ص اور دانت کو سونے سے نہ باندھے بلکہ چاندی سے باندھے امام ابو حنیفہ کے نزدیک ف اور محمد کے نزدیک
سونے سے بھی باک نہین ہے سنن ابو داؤد مین ہے کہ عرفجہ بن سعد کی ناک جاتی رہی دن احد کے سو اونھون نے ایک ناک چاندی کی لگائی
سو وہ بدبو دار ہوگئی تو حکم کیا اونکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسبات کا کہ لگا لین ایک ناک سونے کی ہدایہ ص لڑکے کو
پہنانا سونا اور حریر مکروہ ہے ف اسواسطے کہ پہننا اونکا حرام ہے تو پہنانا بھی حرام ہوگا اور پہنانے والے اوسکے ماخوذ ہونگے

بیان اوزان

دن قیامت کے جیسے شراب پینا حرام ہے تو پلانا بھی اوسکا حرام ہے علاوہ اسکے سوا اسکے خرابی دنیوی یہ ہے کہ اطفال کو سونا
وزیور پہنانا باعث تلف جان اونکی کا ہوتا ہے کہ اکثر چور بدمعاش لڑکون کو قتل کرکے زیور اونکا اوتار لیتے ہین ص مکروہ
نہین ہے رومال کا رکھنا وضو کے پانی پونچھنے کے واسطے یا ناک کے رینٹ پونچھنے کے لیے ف اور بعضون کے
نزدیک مکروہ ہے اسواسطے کہ یہ بھی ایک نوع کا تکبر ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اگر حاجت کے لیے رکھے تو مکروہ نہین ہے اور جو
کبر و نخوت سے رکھے تو مکروہ ہے جیسے چار زانو بیٹھنا کبر و نخوت سے مکروہ ہے اور بدون اسکے مکروہ نہین ہے ہدایہ معاذ
بن جبل رض سے مروی ہے کہا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب وضو کر چکتے تھے تو منہ کو پونچھتے تھے اپنے
کپڑے کے کنارے سے اخراج کیا اوسکا ترمذی نے اور روایت کیا ترمذی نے حضرت عائشہ رض سے کہا کہ تھا واسطے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک کپڑا جس سے پونچھتے تھے اعضا اپنے کو بعد وضو کے اور کہا کہ یہ حدیث قائم نہین ہے اور ابو معاذ
راوی ضعیف ہے نزدیک اہل حدیث کے ص اور رتم ف یعنی وہ تاگا جو بات یاد رکھنے کے لیے اونگلی پر باندھا
جاوے تو یہ مکروہ نہین ہے اسواسطے کہ عبث نہین ہے بلکہ ایک غرض صحیح یعنی یاد رکھنے کے لیے ہے اور ہمکو اسواسطے ذکر کیا
کہ بعض لوگون کی عادت یہ ہے کہ تاگے باندھ لیتے ہین اعضا پر اسیطرح زنجیرین وغیرہ اور یہ مکروہ ہے جب عبث ہو تو مصنف
نے کہدیا کہ رتم اس قبیل سے نہین ہے کذا فی الاصل اسیطرح تعویذ زبان عربی مکروہ نہین ہے اور جو غیر عربی مین ہو تو مکروہ ہے اگر تعویذ
مین آیت یا حدیث یا دعا ہووے تو پائخانہ جاتے وقت اوسکو اوتار ڈالے اور قربت کے وقت بھی اوتار لیوے عالمگیری

## فصل دیکھنے اور ہاتھ لگانے اور وطی کرنے کے بیان مین

مرد مرد کے تمام اعضا کی طرف دیکھ سکتا ہے مگر ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنون کے نیچے تک ف کہ اسقدر ستر عورت ہے تو ناف
امام کے نزدیک ستر مین داخل نہین ہے اور گھٹنا داخل ہے اور شافعی کے نزدیک اسکے برعکس ہے اور امام مالک کے نزدیک ران ستر
نہین ہے اور احادیث متعلقہ اسکے کتاب الصلوۃ مین گذر چکے علاوہ اسکے یہ ہے کہ حسن بن علی رض نے اپنی ناف کھولی تو
ابوہریرہ رض نے اوسکو چوم لیا روایت کیا اوسکو احمد نے مسند مین اس سے معلوم ہوا کہ ناف ستر نہین ہے اور حضرت نے
جرہد سے فرمایا کہ تو نہین جانتا کہ ران عورت ہے روایت کیا اوسکو ابوداود نے اور عبدالرزاق نے اخراج کیا مثل اسکے
اور اوسمین ہے کہ فرمایا آپ نے چھپا تو اپنی ران کو اسلیے کہ وہ عورت ہے پس یہ حدیثین حجت ہین شافعی اور مالک پر
ص مرد اپنی زوجہ اور لونڈی کی جو اوسکو حلال ہے ف اس سے وہ لونڈی نکل گئی جسکی وطی اوسکو حرام ہے مثلاً مجوسیہ
اور مکاتبہ اور مشترکہ اور اونکے سوا جو محرمہ برضاع یا مصاہرت ہو ص فرج تک بھی دیکھ سکتا ہے ف اسواسطے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حفاظت کر تو اپنی عورت کی مگر اپنی زوجہ یا لونڈی سے اور اسواسطے کہ اس سے
زیادہ مساس اور جماع درست ہے تو نظر بطریق اولی درست ہوگی لیکن بہتر یہ ہے کہ عورت کی شرمگاہ کیطرف نہ دیکھے
اسلیے کہ حدیث مین آیا ہے جب کوئی اپنی زوجہ کے پاس جاوے تو چھپاوے جتنا ہو سکے اور دونون برہنہ نہون
گدھون کے مانند روایت کیا اوسکو طبرانی نے عتبہ بن ابی امامہ سے اور ابن عدی نے روایت کیا کہ فرمایا حضرت نے
جسوقت جماع کرے کوئی تم مین کا اپنی زوجہ سے تو نہ نظر کرے اوسکی فرج کیطرف کیونکہ یہ ضعف بصر پیدا کرتا ہے

اور ہدایہ میں ہے کہ نسیان پیدا کرتا ہے اور ابن عمر سے منقول ہے کہ دیکھنا اولیٰ ہے تاکہ لذت کامل ہووے ص اور نظر کرے آدمی
اپنی محرم عورتوں سے ف جنسے نکاح مدام حرام ہے خواہ نسبی ہو یا سببی جیسے رضاعی یا رشتہ مصاہرت اور تذکرہ اون کا کتاب النکاح
میں گذرا ہدایہ ص طرف سر اور منہ اور سینے اور پنڈلی اور بازوؤں کے اگرچہ خوف ہو شہوت کا والا فلا ف اور
اصل اس باب میں قول ہے اللہ تعالیٰ کا وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ الآیۃ اور یہ مقامات مقامات زینت کے ہیں
ص نہ اونکی پشت اور پیٹ اور ران کیطرف اور غیر کی لونڈی کا حکم مثل اپنی محرم کے ہے ف اگرچہ قیاس یہ تھا کہ مثل
اجنبیہ کے ہوتی لیکن چونکہ لونڈیاں اکثر کام میں رہتی ہیں اور اونسے کام پڑتا ہے تو دفع حرج کے لیے سر سینہ وغیرہ اونکا
ستر نہوا ص اور جن جن جگہ نظر حلال ہے تو اون اعضا کا چھونا بھی درست ہے ف بشرطیکہ شہوت سے نہو یا خوف شہوت
کا نہو ورنہ نظر اور مس دونوں حرام ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھوں کی زنا دیکھنا ہے کانوں کی زنا سننا ہے
اور زبان کی زنا کلام ہے اور دونوں ہاتھ زنا کرتے ہیں اور زنا اونکی مس کرنا ہے اور پاؤں زنا کرتے ہیں اور زنا اونکی چلنا ہے
آخر حدیث تک روایت کیا اوسکو مسلم نے ابوہریرہ سے ص اگر لونڈی کے خریدنے کا ارادہ کرے تو اعضاے
مذکورہ کا چھونا بھی درست ہے اگرچہ خوف ہو شہوت کا ف بسبب ضرورت کے اور عدم جواز پر اعتماد کیا ہے بعضوں نے
در مختار ص اور جب لونڈی جوان ہو جاوے تو اوسکو بیچنے کے لیے صرف تہبند باندھکے نہ لیجاوینگے ف بلکہ کرتہ
بھی ضرور ہے اسلیے کہ اوسکے پیٹ اور پیٹھ کیطرف نظر نادرست ہے ہدایہ ص اور عورت اجنبیہ کیطرف نظر مطلقاً حرام ہے
مگر اوسکے منہ اور دونوں کف کیطرف فقط ف یہ ظاہر الروایت میں ہے اور امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ اوسکے قدموں
کی طرف بھی نظر حلال ہے اور تحقیق کہ گذر چکا کتاب الصلوۃ میں کہ قدم عورت نہیں ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ نماز میں ضرورت ہے
اور اجنبی کی نظر کرنے میں طرف قدموں کے کوئی ضرورت نہیں ہے برخلاف منہ اور کف کے کذا فی الاکمل اور اصل اس باب میں
قول اللہ تعالیٰ کا ہے وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس نے کہ ما ظہر منہا سے مراد سرمہ ہے اور انگشتری یعنی آنکھ اور ہاتھ اور دوسرے یہ کہ
منہ کھولنے اور کف کھولنے کی ضرورت ہے اسلیے کہ معاملہ ہوتا ہے مردوں سے دین لین کا اور باقی اعضا کے کشف کی کوئی ضرورت
نہیں ہے اور در مختار میں ہے کہ جب عورت اجنبیہ نوکری کرے پکانے کی تو اوسکے قدم اور ہاتھوں کو بھی دیکھنا درست ہے بسبب
ضرورت کے ص اور غلام کی مالکہ مثل اجنبیہ کے ہے اوس غلام سے ف اور شافعی اور مالک کے نزدیک مالکہ بہ نسبت غلام
کے مثل محرم کے ہے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت لونڈیوں کے حق میں ہے نہ ذکور کے
حق میں چنانچہ سعید اور حسن وغیرہ سے منقول ہے اسواسطے کہ غلام ایک مذکر ہے غیر محرم اور نہ شوہر ہے اور نکاح اوس سے ہوسکتا ہے
بعد عتق کے ہدایہ ملخصاً ص مگر جسوقت خوف ہو شہوت کا تو عورت اجنبیہ کے منہ کیطرف بھی نہ دیکھے ف در مختار میں
ہے کہ حلال ہونا نظر کا عورت اجنبیہ کے منہ کیطرف اونکے زمانے میں تھا اور ہمارے زمانے میں جوان عورت کا منہ دیکھنا بطرح
سے ممنوع ہے بسبب فساد زمان کے اور حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص دیکھے کا عورت اجنبیہ کے محاسن کیطرف
شہوت سے تو اوسکی آنکھوں میں دن قیامت کے سیسہ ڈالا جاویگا لیکن یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی البتہ اور حدیثیں اسکی
ممانعت اور وعید میں آئی ہیں ص الا اوس صورت میں کہ حاجت ہووے جیسے قاضی جب حکم کرے اور شاہد جسوقت شہادت

اور اگر جو شخص کسی عورت سے ارادہ نکاح کا کرے تو اوسکو اوس عورت کے منھ کیطرف دیکھنا درست ہی بہ قصد ادائے سنت
نہ تقاضائے شہوت ف اسلیے کہ روایت کیا ترمذی نے اور نسائی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب انھوں نے پیغام دیا ایک
عورت کو نکاح کا تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دیکھ لے اوسکو تا تم دونوں میں اصلاح اور محبت رہے ص اسیطرح گواہ کو
خریدنے کے وقت اور طبیب کو واسطے دوا کے ف دیکھنا درست ہی باوجود خوف شہوت کے بسبب احتیاج کے کما فی الاصل
ص تو دیکھے طبیب موضع مرض کو بقدر ضرورت کے ف یہی حکم ہی احتقان میں کہ حقنہ کرنے والا مقام حقنہ کو دوسرے
مرد کے دیکھ سکتا ہی اور ایسا ہی حکم ہی دائی جنائی کا اور ختنہ کرنے والے کا اور حکیم کا واسطے نبض دریافت کرنے [illegible]
کے ہدایہ میں ہی کہ اگر کسی عورت کو اوس مرض کا علاج بتادیوے تو بہتر ہی لیکن جب نملے یا بسلیقہ ہو تو دیکھے ص عورت کو
عورت سے اوسی قدر دیکھنا درست ہی جتنا مرد کو مرد سے ف یعنی زیر ناف سے زانو تک ضرور ہی کہ عورت دوسری عورت کو
نہ دکھاوے پس ہمارے زمانے میں اکثر عورات میں جو رواج ہی کہ باہم ایک دوسرے کے سامنے نہاتے وقت یا اور اوقات میں
بالکل ننگی ہو جاتی ہیں بالکل حرام ہی انکے شوہروں کو ان امورات سے منع کرنا ضرور ہی ص ایسیطرح عورت کو مرد سے
دیکھنا درست ہی اگر نہ خوف ہو شہوت سے ف اور جو خوف ہو شک ہو تو درست نہیں در مختار ص اور
خصی اور مجبوب اور مخنث عورت اجنبی کیطرف نظر کرنے میں مثل مرد کے ہیں ف یعنی جیسے مرد کو نظر کرنا عورت اجنبیہ
کیطرف درست نہیں ہی ویسے ہی ان لوگوں کو بھی نادرست ہی خصی وہ جسکے فوطے نکل گئے اور مجبوب جسکا ذکر کاٹا گیا
اور مخنث وہ جو مرد کو اپنے اوپر قادر کرے ان تینوں شخصوں سے عورت کو پردہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ خصی کو شہوت ہوتی ہی
اور جماع کرسکتا ہی اور فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ خصی کرنا مثلہ ہی تو نہ مباح کریگا اوس چیز کو جو حرام تھی پہلے اور مجبوب بھی
کبھی انزال کرتا ہی اور مخنث تو مرد ہی فاسق لیکن طفل نابالغ تو البتہ مستثنیٰ ہی نص کلام اللہ سے ہدایہ و در مختار میں ہی
کہ وہ مجبوب جسکی منی خشک ہو گئی ہو تو عورات کو اوسکے سامنے ہونا درست ہی لیکن جسنے اسکو جائز رکھا تو قلت امتحان اور
قلت دیانت سے اور طحاوی میں ہی کہ مخنث زنانے اور زنخے کو بھی کہتے ہیں جسکے اعضا اور زبان میں عورتوں کے مانند
نرمی ہو اور عورتوں کی اوسکو مطلق خواہش نہووے تو بعض فقہا کے نزدیک ایسے نامرد کا اختلاط عورتوں کے ساتھ
رخصت ہی لیکن اصح قول یہ ہی کہ اسکا بھی اختلاط جائز نہیں ص اپنی لونڈی سے عزل کرنا بے اوسکی اجازت کے درست ہی
اور عورت حرہ سے باجازت اوسکے درست ہی ق عزل اسکو کہتے ہیں کہ وطی کرے تو جب قریب ہو انزال کے ذکر نکال
لیوے اور فرج میں انزال نہووے مروی ہی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس لونڈی ہی اور
میں عزل کرتا ہوں اوس سے اور میں مکروہ جانتا ہوں کہ حاملہ ہووے وہ اور میں چاہتا ہوں جو چاہتے ہیں مرد اور یہود کہتے ہیں
کہ باہر انزال کرنا جیتے کو گاڑنا ہی تو فرمایا آپ نے جھوٹے ہیں یہود اگر چاہے اللہ پیدا کرے اوسکو تو اوسکے پھیرنے کی تجھے قدرت
نہیں روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور طحاوی نے اور راوی اسکے ثقات ہیں ۱۲ اور روایت کیا بخاری و مسلم نے
جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ہم عزل کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اور قرآن اوترتا تھا تو اگر یہ ممنوع ہوتا تو البتہ قرآن
اوس سے منع کرتا اور ایک روایت میں ہی کہ عزل کی خبر پہنچی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سو نہ منع کیا آپ نے اور ہر روایت

کیا ابن ماجہ نے عمر بن الخطاب رضی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا عزل سے عورت حرہ سے بغیر اذن اوسکے کے

## فصل استبراء کے بیان میں

یعنی لونڈی کے رحم کی برات طلب کرنا اصطلاح کہ ایک حیض تک انتظار کرے تا معلوم ہو جاوے کہ حاملہ ہی یا نہیں ہی **ص** جو
شخص کسی لونڈی کا مالک ہووے خرید سے یا وصیت سے یا میراث سے اگرچہ وہ بکر ہو یا کسی عورت سے خریدی گئی ہو
یا غلام سے یا اوس لونڈی کے محرم سے **ف** جو ذی رحم نہو ورنہ وہ لونڈی اوسی پر آزاد ہو گئی ہوگی تو خرید کیونکر
ہو سکتی ہی مثال محرم غیر ذی رحم کی جیسے ابن واطی یا اخ رضاعی **ص** یا صغیر کے مال سے تو مالک پر اوس لونڈی
کی وطی اور دواعی وطی **ف** یعنی بوسہ مساس وغیرہ **ص** حرام ہونگے یہان تک کہ اوسکے
رحم کی صفائی حمل سے معلوم ہو جاوے ایک حیض آنے سے اون عورتون میں جو حائضہ ہیں
اور ایک مہینے سے اون عورتون میں جنکو حیض نہیں آتا اور وضع حمل سے حاملہ میں **ف** یعنی ایک حیض تک انتظار
کرینگے اگر حیض آ گیا تو معلوم ہو جاویگا کہ یہ حاملہ نہیں ہی اور جو نہیں آیا اور حمل متحقق ہو گیا تو وضع حمل تک انتظار کرنا پڑیگا اسلیے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ایمان لاتا ہی اللہ اور پچھلے دن پر تو چاہیے اوسکو کہ نہ پلاوے پانی غیر کے کھیت میں یعنی
حاملہ عورتون سے جماع نہ کرے اور نہیں ہی حلال ہی ایسے شخص کو کہ جماع کرے اون عورتون سے جو قید ہو کر لڑائی میں آئین یہان
تک کہ استبراء کرے اونکا روایت کیا اوسکو ابو داود نے اور ترمذی نے رویفع بن ثابت انصاری رضی سے اور صحیح کیا اوسکو
ابن حبان نے اور حسن کہا اوسکو بزار نے اور روایت کیا احمد اور ابو داود اور دارمی نے ابو سعید خدری رضی سے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حق میں اون عورتون کے جو قید ہو کر آئین تھیں غزوہ اوطاس میں کہ نہ جماع کی جاوین
حمل والیان یہان تک کہ جنین اور وہ جنکو حمل نہیں ہی یہان تک کہ ایک حیض انکو لیوے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے
اور اوسکا ایک شاہد ہی ابن عباس رضی سے سنن دارقطنی میں کذا فی بلوغ المرام **ص** اور استبراء میں وہ حیض
شمار نہ کیا جاویگا جسمین اوسکا مالک ہوا اور نہ وہ حیض جو حاصل ہو بعد ملک کے قبل قبض کے اور نہ وہ ولادت جو بعد
ملک قبل قبض کے ہووے اور واجب ہوگا استبراء اگر اپنی مشترک لونڈی کا حصہ دوسرے شریک سے خرید لیوے نہ وقت
لوٹ آنے اوس لونڈی کے جو بھاگ گئی تھی یا پھر آنے اوس لونڈی کے جو مغصوب تھی یا مستاجرہ یا مرہونہ تھی اور استبراء ساقط
کرنے کا حیلہ امام ابو یوسف کے نزدیک درست ہی **ف** جب معلوم ہو جاویگا کہ مالک اول نے اس طہر میں اوس سے
وطی نہیں کی **ص** حیلہ کرے اسی کا فتوی ہی **ص** اور امام محمد کے نزدیک نادرست ہی اور قول ابو یوسف
پر عمل کرے اگر اوسکے بائع کی وطی کرنا اوس طہر میں معلوم ہو ورنہ قول محمد پر عمل کرے اور وہ حیلہ یہ ہی کہ اگر اوسکے
نکاح میں عورت حرہ نہو تو اوس لونڈی سے نکاح کرکے اوسکو خرید لیوے **ف** اسواسطے کہ نکاح میں استبراء
واجب نہیں ہی اور اسی وجہ کو کہ خرید لیوے تب بھی استبراء واجب نہیں اور یہ جو قید لگائی کہ اگر اوسکے پاس عورت
حرہ نہو سو اسلیے کہ عورت حرہ پر لونڈی سے نکاح درست نہیں جیسا کہ گذرا **ص** اور جو اوسکے نکاح میں عورت
حرہ ہو تو حیلہ یہ ہی کہ بائع قبل خریدنے مشتری کے یا مشتری بعد شراء کے قبل قبض کے اوسکا نکاح اپنے شخص سے کر دے

جیسے اوسکو طلاق دیدے کا اعتماد ہو وے پھر مشتری خرید لیوے یا قبضہ کر لیوے اور شوہر اوسکو طلاق دیدیوے ف
قبل وطی کے پھر مشتری اوس سے وطی کرے بغیر استبراء کے اور استغفار عدت کا اسلیئے کہ طلاق قبل الوطی میں عدت نہیں ہے ص
ایک شخص کے پاس دو لونڈیاں اس طرح کی ہیں کہ وہ ازروے نکاح کے جمع نہیں ہو سکتیں ف جیسے دونوں بہنیں ہیں
یا خالہ بھانجی یا پھوپھی بھتیجی ص اور اوسنے شہوت سے دونوں لونڈیوں سے دواعی وطی کیے تو اب اوسکو ہر ایک لونڈی کی
وطی اور دواعی وطی حرام ہیں جب تک کہ ایک کو ان دونوں میں سے اپنے اوپر حرام نہ کرے ف مثلاً اوسکو آزاد کرے
یا کسی سے نکاح کر دے یا آزاد کرے یا مکاتب کر دیوے ف شرنبلالی ص اور مکروہ ہے ف تحریمی یا تنزیہی ص بوسہ لینا یا گلے لگانا دوسرے مرد کا ف لیکن بوسہ لینا
عالم کے ہاتھ کا اور سلطان عادل کے ہاتھ کا یا کسی شخص زاہد عابد کے واسطے تبرک کے تو بعضوں کے نزدیک جائز ہے اور بعضوں کے نزدیک
مسنون ہے چاہیے ص یا معانقہ کرنا صرف ازار پہنے ہوئے اور جائز ہے اگر کرتہ یا جبہ پہنے ہو ف
اسواسطے کہ جب دونوں صرف ازار پہنے ہیں اور باقی بدن کھلا ہوا ہے تو بدن سے بدن معانقہ میں ملیگا اور اسمیں خوف شہوت
کا ہے برخلاف اوس صورت کے کہ کرتہ یا انگرکھا یا اور کوئی کپڑا پہنے ہوں یہ مذہب ابوحنیفہ اور محمد کا ہے اور ابو یوسف کے نزدیک
مطلقاً بوسہ لینا اور معانقہ کرنا درست ہے اس دلیل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معانقہ کیا جعفر سے جب وہ حبش سے
آئے تھے اور بوسہ لیا اونکی دونوں آنکھوں کے درمیان میں روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک میں ابن عمر سے اور طرفین کی
دلیل یہ ہے کہ حضرت نے منع کیا مکامعہ سے اور وہ معانقہ ہے اور مکاعمہ سے اور وہ بوسہ ہے کذا فی الہدایة اس حدیث کو ابن
ابی شیبہ نے مصنف میں ابی ریحانہ سے روایت کیا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع کرتے تھے مکامعہ اور مکاعمہ سے عورت کو
ساتھ عورت کے جب اون دونوں کے بیچ میں کوئی چیز حائل نہ ہووے اور مکامعہ اور مکاعمہ سے مرد کو ساتھ مرد کے جب اون دونوں کے
بیچ میں کچھ نہ ہووے پھر ان روایات سے یہ معلوم ہوا کہ کراہت معانقہ کی اوسی صورت میں ہے جب دونوں میں کوئی کپڑا حائل نہ ہووے
اور سفر سے جو شخص آوے اوس سے معانقہ کرنا مسنون ہے اور باقی مقامات میں جیسے بعد عید وغیرہ مسنون نہیں ہے ص اسی طرح جائز ہے
مصافحہ ف بلکہ مسنون ہے وقت الملاقات بعد سلام کے روایت کیا طبرانی نے حذیفہ بن الیمان سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب ایک
مومن دوسرے مومن کی ملاقات کر کے سلام کرتا ہے اور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تو دونوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں اور
ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے مرفوعاً روایت کیا کہ جب دو مسلمان ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے دونوں کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور
جامع ترمذی میں ابن مسعود سے مرفوعاً مروی ہے کہ تمامی تحیۃ کی یعنی سلام کی مصافحہ ہے پس ان روایات سے ثابت ہوا کہ مصافحہ مسنون ہے دونوں ہاتھوں سے
انگوٹھا پکڑ کر وقت ملاقات کے اور سوا اسکے اور مقاموں میں جیسے بعد عصر یا نماز تراویح یا نماز جمعہ یا بعد وعظ کے مسنون نہیں ہے
بلکہ بعضوں نے اوسکو بدعت قرار دیا ہے **مسائل ملحقہ** ایک مرد کو دوسرے مرد کے ساتھ ایک چادر میں سونا
لیٹنا جائز نہیں اسیطرح ایک عورت کو دوسری عورت کے ساتھ جب کوئی چیز حائل نہ ہو اسی طرح لڑکا لڑکی کو جب دس برس کے
ہو جاویں تو اونکا بستر جدا چاہیے اور مراد اس سے یہ ہے کہ ہم بستری مع التجرد ممنوع ہے اور اگر ہر شخص کا اوڑھنا جداگانہ ہو تو درست ہے
اور امرد لڑکا جب شہوت کا محل ہو جاوے تو حکم اوسکا نظر وغیرہ کے مسائل میں مثل بالغ کے ہے اور حمامی کو نظر شرمگاہ کی درست ہے
امام اعظم کے نزدیک جیسے ختنہ کرنے والے کو لیکن یہ روایت محمول ہے اوپر حالت ضرورت کے ایسا ہی کہا فقیہ ابو اللیث نے

اور بالغ شخص اگر اپنا ختنہ آپ کر سکے تو بہتر ہو ورنہ اوسکے لیے ایک لونڈی جسکو ختنہ کرنا آتا ہو خرید دین یا خشانہ سے نکاح کرا دیوین اور جو یہ صورتین نہو سکین تو ختنہ نکرے عالم یا زاہد کا پانون چومنا اگر کوئی چاہے تو وہ اپنے پانونکو بڑہاوے و لیکن روایت مین ہو کہ نہ بڑہاوے اور چومنے دینے سے اور اپنا ہاتھ چومنا جیسے بعض جہال کی عادت ہو وقت ملاقات کے مکروہ ہو اسی طرح زمین کا چومنا علما اور سلاطین کے سامنے اور سجدہ کرنا اگر بطور تحیۃ اور آداب کے ہو تو فسق اور حرام ہو اور اگر بطور عبادت یا تعظیم کے ہو تو کفر ہو اور غیر خدا کے لیے تواضع کرنا یعنی نہایت فروتنی اور جھکنا حرام ہو اور عالم کی تعظیم کے لیے یا اوستاد کی یا باپ کی قیام درست ہو جب یہ لوگ آوین اور بعض کے نزدیک ممنوع ہو اور حدیثین مختلف وارد ہین بعضون سے جواز اور بعضون سے ممانعت نکلتی ہو اور مصحف کا چومنا جایز ہو اور روٹی کا چومنا درست ہو اور روندنا اوسکا پانون سے یا کاٹنا اوسکا چھری سے ممنوع ہو کذا فی الدر المختار وعالمگیری

## فصل مکروہات بیع کے بیان مین

مکروہ ہو بیع آدمی کے گوہ کی اگر نرا گوہ ہو اور جو مٹی کے ساتھ مخلوط ہووے تو درست ہو جیسے گوبر کی بیع **ف** اور لید اور مینگنی کی درست ہو **ص** صحیح قول مین **ف** اور یہ قول امام محمد کا ہو ہدایہ **ص** اور اوس سے **ف** یعنی آدمی کے گوہ سے جو مٹی کے ساتھ مخلوط ہووے **ص** نفع بھی لینا درست ہو نہ خالص گوہ سے اگر ایک شخص مسلمان کا قرض کافر پر آتا ہو اور کافر نے شراب بیچکر روپے اوسکے حاصل کیے تو مسلمان کو اپنے قرض کے روپے اون شراب کے روپیون مین لینا درست ہو اور جو مسلمان نے شراب بیچا اور اوسکے روپے حاصل کیے تو صاحب دین کو اون روپیون سے اپنے قرض کے روپے لینا مکروہ ہو **ف** اسواسطے کہ مسلمان کو شراب بیچنا حرام ہو اور بیع اوسکی باطل ہو تو اوسکی ثمن بھی حرام ہو کذا فی الاصلاح **ص** اور جائز ہو آرایش کرنا مصحف کی چاندی سونے سے اور کافر ذمی کا مسجد مین جانا **ف** یہ ہمارے نزدیک ہو اور مالک اور شافعی کے نزدیک مکروہ ہو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ الخ اور ہم یہ کہتے ہین کہ اس آیت سے کفار کو نہی نہین مقصود ہو کیونکہ قول اللہ تعالی کا انما المشرکون نجس نہین موجب ہو حرمت کو بعد اوس سال کے بلکہ مراد اس آیت سے بشارت ہو مسلمانون کو اس بات کی کہ اب اس سال کے بعد کفار قادر نہونگے اس مسجد کے دخول پر کذا فی الاصلاح اور دلیل امام کی یہ ہو کہ روایت کیا ابو داؤد نے سنن مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثقیف کے قاصدون کو جو کفار تھے مسجد مین اوتارا اور مسند احمد اور طبرانی مین بھی اسی مضمون کی حدیث موجود ہو یعنی **ص** اور ذمی کی عیادت یعنی بیمار پرسی کرنی **ف** اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت مریض کی کیا کرتے روایت کیا اوسکو صحاح ستہ والون نے اور اس مین قید مسلمان کی نہین ہو اور بھی روایت کیا بخاری نے کہ ایک یہودی خدمت کرتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو جب بیمار ہوا تو آپ اوسکی عیادت کو تشریف لیگئے پھر فرمایا مسلمان ہو جا سو وہ مسلمان ہو گیا تو حضرت نے فرمایا شکر ہو خدا کا جسنے اوسکو دوزخ سے آزاد کیا کذا فی العینی **ص** اور جانور کو خصی کرنا اور گدھون کو گھوڑیون پر کدانا واسطے جفتی کے **ف** اسلیے کہ حضرت نے خصی دنبون کو ذبح کیا قربانی مین جیسا کہ اوپر گذرا اور اوسمین منفعت ہو جانور کی اور سوار ہوے آپ خچر پر روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے تو اگر یہ فعل ممنوع ہوتا البتہ نہ سوار ہوتے آپ خچر پر **ص** اور حقنہ **ف** شرع ظاہر سے نہ غیر ظاہر سے البتہ اوس صورت مین جب کوئی طبیب

بھی گدھون کا کدانا گھوڑیون پر ۔۔ منہ

مسلمان یہ کہدیوے کہ فلانی شی نجس مین شفا ہی اور کوئی دوا مباح قائم مقام اوسکی نہ ملے درمختار ص اور تنخواہ قاضی
کی ف بیت المال مین سے اسواسطے کہا کہ ظاہر حال سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ قضا عبادت ہی اور عبادت پر اجرت لینا
درست نہین مگر یہ درست ہی اسواسطے کہ اگر وظیفہ واسطے قضا کے مقرر نہوگا تو لوگ قضا کو اختیار نکرینگے دوسرے یہ کہ وظیفہ جزا ہی
حبس کی یعنی قاضی اپنے حوائج سے جو روکا رہتا ہی اوسکا بدلا ہی نہ قضا کا ص اور سفر لونڈی اور ام ولد کا ف اور مکاتبہ
اور معتقة البعض کا ص بغیر محرم کے ف اسواسطے کہ لونڈی اجنبی کی نسبت ایسی ہی جیسے محرم درمختار مین ہی کہ یہ حکم
زمانہ سابق مین تھا اب لونڈی کو بغیر محرم کے سفر جائز نہین بسبب فساد زمانے کے ص اور صغیر کے واسطے خرید و فروخت
کرنا ضروریات کا بھائی چچا یا ان کو اور اوسکو جسنے لاوارث لڑکا پایا بشرطیکہ صغیر اونکی پرورش مین ہووے اور صغیر کا اجارہ
دینا صرف مان کو ف جائز ہی اور ون کو نہین درست ہی ص اور شیرۂ انگور بیچنا اوس شخص کے ہاتھ جو اوسکی
شراب بنا یگا ف اسواسطے کہ معصیت نفس شیرہ سے متعلق نہین ہی بلکہ اوسکے تغیر کے بخلاف سلاح کے کہ اوسکا بیچنا اہل فتنہ کے ہاتھ نہین کیونکہ معصیت
عین سے متعلق ہی کذا فی الاکمل اور ذمی کا شراب مزدوری پر لیکر اوٹھانا ف امام صاحب کے نزدیک ہی اور صاحبین کے نزدیک نہین درست ہی اور مزدوری
حلال نہین ہی ص اور دیہات مین گھر کو کرایہ دینا آتش خانہ بنانے کے لیے ف یا بیعون یا یہود کی عبادت کے واسطے ص یا کنیسہ یہود کا یا گرجا نصاری کا بنانیکے واسطے یا شراب
بیچنے کیواسطے ف درست ہی امام اعظم کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین ہی لیکن شہرون مین بالاتفاق نادرست ہی اور واسطے امن ہی کہ اکثر دیہات
یہان دیہات کو نہین جنمین اکثر گانون والے آدمی ذمی رہتے تھے ص اور ہماری ہاں کے دیہات تو نہین مع ان باتونکی قدرت اونکو نہ دیجاویگی اسلیے کہ نشانیان اسلام
کی ظاہر ہین یہی قول اصح ہی اور درست ہی بیچنا مکانونکی عمارت بیچنا ف یعنی بنا اور عمارت نہ زمین امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک زمین کا
بھی بیچنا درست ہی اور اسی پر فتوی ہی درمختار امام کی دلیل ظاہر حدیث ہی جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین مجاہد سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ حرام ہی درست دی اوسکو اللہ نے نہین حلال بیع اوسکی زمین کی اور کرایہ دینا اوسکے گھرونکو ص اور غلام کے پانون مین بیڑی
ڈالنا ف اگر اوسکے بھاگ جانے کا خوف ہووے اور طوق ڈالنا گلے مین مکروہ ہی ہدایہ ص اور غلام کا ہدیہ قبول کرنا اگر وہ تاجر ہو
اور اوسکی دعوت قبول کرنا اور اوسکے جانور کو عاریت لینا ف استحسانا اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول
کیا ہدیہ سلمان کا جب وہ غلام تھے روایت کیا اوسکو حاکم نے بریدہ سے اور ہدیہ بریرہ کا کذا فی الاکمل لیکن حدیث
کی کتابون سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ہدیہ بریرہ کا قبول کیا تھا تو وہ آزاد ہو چکی تھین ص
لیکن مکروہ ہی کہ غلام تاجر کسی کو کپڑا اللہ دیوے یا روپیہ اشرفی تحفے کے طور پر دیوے ف اسلیے کہ ان چیزون کی
تجارت مین کچھ ضرورت نہین برخلاف دعوت وغیرہ ہدیہ قلیل کے کہ تجارون کے بلانے اور معاملے کے جاری کرنے کے لیے
اون باتون کی ضرورت ہوا کرتی ہی ص اور بھی مکروہ ہی خدمت لینا خصی سے ف اسواسطے کہ اسمین ترغیب
ہی انسان کے خصی کرنے کی اور وہ ممنوع ہی ص اور بقال کو ایک روپیہ قرض دینا یہ کہکر کہ اوس سے جو چاہونگا چیزین
لیتا جاؤنگا یہان تک کہ روپیہ پورا ہو جاوے ف اسواسطے کہ اس قرض مین منفعت ہی اور ایسا قرض منع ہی ہان
اگر اوس بقال پاس امانتا روپیہ رکھ دیوے پھر اوسکے بدلے مین چیزین لیتا جاوے تو درست ہی ہدایہ ص اور شطرنج یا
چوسر کھیلنا ف اور اسیطرح گنجفہ وغیرہ ہمارے نزدیک اور شافعی کے نزدیک مباح ہی کھیلنا شطرنج کا کیونکہ اوسمین

خلاف تحریم ظاہر ہی لیکن اس شرط سے کہ نماز فوت نہو جاے اور اوسمین فخر نہو ورنہ جوا ہو جاویگا اور وہ حرام ہی نفس کلام اللہ سے اور ہم یہہ کہتے ہین کہ اگر شرط نہین ہو تو بھی اوسمین ضائع کرنا ہی عمر کا اور خیال کا طول غلبہ ہی یہان تک کہ بھوک پیاس بھی جاتی رہتی ہی تو اوسصورت کیا حال ہوگا دلیل اوسکی مکروہ ہونے کی یہہ ہی کہ وہ لہو ہی اور ہر لہو نادرست ہی مگر تین لہو اور شطرنج اون تین مین سے نہین ہی ہدایہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کھیلا شطرنج یا نردشیر کو تو گویا اوسنے اپنا ہاتھ سور کے خون مین ڈبو دیا کہا زیلعی نے اس لفظ سے یہ حدیث غریب ہی اور موجود ہی صحیح مسلم مین یہ حدیث لیکن اوسمین شطرنج کا لفظ نہین ہی اور روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان مین قاسم بن محمد سے کہ انھون نے کہا شطرنج کے باب مین کہ وہ لہو ہی اور جو چیز غافل کرے ذکر الٰہی سے اور نماز سے وہی میسر ہی جسکی حرمت کلام اللہ مین منصوص ہی **ص** اور اسیطرح ہر لہو لعب **ف** جیسے کنکویا یعنی اڑانا آتشبازی چھوڑنا آرایش شادی مین بنانا **ص** اور غلام کے گلے مین طوق ڈالنا اور تکلے کی زمین پچھنا یا کرا دینا اور دعا مین یہ لفظ کہنا بمعقد العز من عرشک **ف** یا مقعد العز من عرشک اول کے معنی یہ ہین کہ عرش سے عزت اور بزرگی تیری وابستہ ہی اور ثانی کے معنی یہ ہین کہ عزت کی جگہ تیری عرش ہی دونون لفظ کہنا مکروہ ہی اس لیے کہ لفظ اول سے حدوث عزت الٰہی کا وہم ہوتا ہی کیونکہ عرش و فرش سب حادث ہین اور عزت اور جلال الٰہی قدیم ہین اور دوسری لفظ سے یہ مفہوم ہوتا ہی کہ شاید اللہ تعالی کا تمکن عرش پر ہی اور یہ قول مجسمہ خذلہم اللہ کا ہی جو اللہ تعالیٰ کے لیے مکان اور جہت ثابت کرتے ہین نعوذ باللہ منہ در مختار مین ہی کہ ابو یوسف نے اسکے عدم کراہت کو کہا ہی اور اسی کو پسند کیا ہی فقیہ ابو اللیث نے اس واسطے کہ یہ لفظ دعا کے ماثور مین وارد ہی جسکو روایت کیا بیہقی نے عبد اللہ بن مسعود سے تو اسصورت مین لفظ صفت عرش کی ہوگا نہ صاحب عرش کی پھر صاحب در مختار کہتے ہین کہ زیادہ تر احتیاط اس دعا کے نہ کہنے مین ہی اسواسطے کہ یہ دعا خبر واحد سے مروی ہی اور مخالف ہی اون آیات قطعیہ کے جنسے نفی جہت اور مکان خداوند کریم کی ثابت ہوتی ہی **ص** اور مکروہ ہی کہ دعا مین یہ کہے بحق فلان یا بحق رسلک و انبیائک **ف** اسلیے کہ رسل و انبیا اور ملائکہ اور اولیا سب اللہ سبحانہ کے مخلوق ہین اور مخلوق کا حق خالق پر کچھ نہین ہی یعنی جو کچھ اللہ تعالی اپنے بندون کو نعمتین اور جنتین عطا کرتا ہی اور کریگا اوسکو محض لطف اور عنایات خداوندی سے سمجھنا چاہیے ورنہ اللہ تعالی کو کسیکا دینا نہین آتا البتہ یہ لفظ دعاے ماثور مین وارد ہی تو مراد اوس جگہ حق سے حرمت اور عظمت اور وجاہت ہی نہ حق وجوبی **ص** اور مکروہ ہی قرآن شریف پر بعد دس دس آیتون کے علامت بنانا اور اوسمین اعراب دینا **ف** اسواسطے کہ ابن مسعود نے کہا خالی کرو قرآن کو یعنی قرآن مین اور کوئی چیز ملا کر نہ لکھو روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین **ص** مگر اہل عجم کو درست ہی **ف** اسواسطے کہ یہ لوگ اعراب زبان عرب کو پہچان نہین سکتے تو حرج واقع ہوگی اعراب نہ لکھنے مین اور قرآن کا حفظ اور مزاولت متروک ہو جاویگا **ص** اور مکروہ ہی بندکر رکھنا آدمی اور جانور کی خوراک کو اوس شہر مین جہان یہہ روکنا ضرر کرتا ہو **ف** اسواسطے کہ حدیث مین ہی الجالب مرزوق والمحتکر ملعون یعنی غلہ لانے والا واسطے شہر والون کے رزق دیا گیا ہی یعنی خدا تعالی اسکو برکت دیگا اور غلہ روکنے والا ملعون ہی روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے عمر بن الخطاب سے اور روایت کی احمد نے مسند مین ابن عمر سے کہ جس شخص نے بند کر رکھا غلہ لوگون سے

چالیس دن تک تو وہ بری ہوا اللہ سے اور اللہ بری ہوا اوس سے اور مراد یہ ہے کہ غلہ خرید کے اوسکو رکھ چھوڑے اور خلق خدا
کے ہاتھ نہ بیچے اس نظر سے کہ جب گران یا قحط ہوگا تو بیچیں گے تحقیق یہ ہے کہ تجارت غلے کی کرنا خوب نہیں ہے اور ابو یوسف سے
مروی ہے کہ احتکار کچھ غلے پر منحصر نہیں ہے بلکہ جس چیز کے روکنے سے عام خلائق کو ضرر پہنچے تو وہ اوسکو احتکار کہتے ہیں اور محمد سے
مروی ہے کہ کپڑے میں احتکار نہیں ہے اور مدت حبس کی بعضوں کے نزدیک چالیس دن ہیں اور بعضوں کے نزدیک ایک مہینا
لیکن یہ مدت دنیا کے احکام کے اعتبار سے ہے اور آخرت کی نظر سے گنہگار ہوگا اگرچہ تھوڑی مدت بھی روک رکھے اور جب
ہے کہ قاضی محتکر کو حکم کرے کہ جو اپنے اور اہل عیال کی قوت سے فاضل ہو اوسکو بیچ ڈالے تو اگر نہ بیچے تو اوسکو تعزیر دیوے
اور صحیح یہ ہے کہ اگر وہ نہ بیچے تو قاضی جبراً اوسکو بیچ ڈالے کذا فی الہدایۃ والاصل **ص** نہیں مکروہ ہے اوس غلہ کا روک
رکھنا جو اوسکی زمین میں خاص پیدا ہوا ہووے یا دوسرے شہر سے اوسکو لایا ہووے **ف** اور ابو یوسف کے نزدیک یہ بھی
مکروہ ہے کذا فی الاصل **ص** اور حاکم اپنی طرف سے کوئی نرخ مقرر نہ کرے کہ اوس سے گھٹنے اور بڑھنے نہ پاوے **ف**
بلکہ تدبیر چھوڑ دیوے **ص** مگر اوس صورت میں کہ غلہ فروش بہت قیمت بڑھاویں تو لوگوں کی صلاح اور مشورہ سے نرخ مناسب
مقرر کر دیوے **ف** اسواسطے کہ ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ
نرخ گران ہو گیا سو ہمارے واسطے نرخ مقرر کر دیجیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نرخ کرنے والا ہے اور بند کرنے والا ہے
اور کشایش کرنے والا ہے میں چاہتا ہوں کہ خدا سے ملوں اور تم میں سے کوئی شخص مجھ سے مطالبہ کرے کسی مظلمہ مالی یا خونی کا کہا
ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور دارمی اور بزار اور ابو یعلی موصلی نے اپنی مسندوں میں اسکو روایت کیا ہے کذا فی العینی

**مسائل ملحقہ** غیر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بالاستقلال درود نہ بھیجے اور ساتھ ملا کر کہہ سکتا ہے آواز بلند کرنا ذکر اور
دعا میں مکروہ ہے کبوتروں کا پالنا استیناس اور دفع وحشت کے لیے درست ہے اور اونکا اوڑانا یا مرغ لڑانا حرام ہے کبوتر باز
اگر چھت پر چڑھ کے عورات مسلمین کو دیکھتا ہووے یا ڈھیلے مار کے لوگوں کے شیشے توڑتا ہووے تو تعزیر دیا جاوے اور
نہایت سختی سے منع کیا جاوے پھر اگر باز نہ آوے تو تعزیر دیا جاوے اور کبوتر اوسکے ذبح کر ڈالے جاویں طیور خرید کے چھوڑ دینا
درست ہے اور بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے اسواسطے کہ ضائع کرنا ہے مال کا گھوڑ دوڑ درست ہے اگر شرط ایک طرفہ ہو اور حرام ہے
اگر دونوں جانب شرط ہووے مگر جب تیسرا شخص بھی شریک ہو جاوے اور اوسکا گھوڑا اسطرح کا ہو کہ اونکے آگے بڑھ جانے کا احتمال ہے
پھر اگر اوس تیسرے کا گھوڑا آگے بڑھ گیا تو دونوں شخصوں سے مال مشروط لیوے اور ان دونوں شخصوں میں جو آگے بڑھ جاوے
وہ دوسرے سے مال مشروط بھر لے اور جو وہ دونوں تیسرے سے بڑھ گئے تو کچھ نہ لیں گے اور کشتی کرنا بقصد حصول قوت
جہاد جائز ہے اور بقصد بازی مکروہ ہے قصص کاذبہ اور احادیث دروغ کا مذاکرہ مکروہ ہے ناخون کترانا مستحب ہے دن جمعے
کے بعد نماز کے مگر جب بہت بڑھ گئے ہوں اور غازی کو ناخون اور مونچھیں بڑھانا چاہییں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ناخون کترانا شروع کیے داہنے ہاتھ کے انگشت شہادت سے اوسی کی چھنگلیا تک پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے داہنے ہاتھ کے
انگوٹھے تک ہوئے زیر ناف مونڈنا اور نہانا ہر جمعے میں افضل ہے اور پندرھویں دن بھی جائز ہے اور چالیس دن سے زیادہ
گذرنا مکروہ ہے داڑھی ایک مٹھی رکھنا مستحب ہے اس سے جو بڑھے اوسکو قطع کرے مونچھوں کو کتر ڈالے یا منڈا ڈالے اگرچہ

تو آنا کلب بلاکے کنارے سے برابر ہو جاوین عورت کو سر کے بال کاٹنا حرام ہے ایک شخص نے علم دوسرون کو تعلیم کرنے
کے لیے سیکھا اور ایک نے عمل کرنے کے لیے تو اول افضل ہے اور باہم تذکرہ کرنا علم دین کا ساری رات جاگنے اور عبادت کرنے سے
بہتر ہے بغیر اذن والدین کے علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا جائز ہے اگر امرد ہو قاضی پر محکمہ مین اور جو شخص مسجد مین بیٹھا ہے
انتظار نماز کیواسطے یا تسبیح اور قرأت قرآن مین مشغول ہے اور مذاکرہ علم کیوقت اور اذان و اقامت کے حال مین جواب سلام کا
دینا واجب نہین لڑکیون کے کان چھیدنے مین قباحت نہین ہے بعد دفن کے میت کا نقل کرنا ناجائز ہے البتہ قبل دفن کے
بعض کے نزدیک جائز ہے عاشورے کے دن نہ خوشی کرے نہ سوگ کرے اور قرآن کے پڑھنے سے سننا اوسکا زیادہ ثواب کی بات ہے والله اعلم الا انتصار

## ص کتاب احیاء الموات ف

یعنی نا آباد زمینون کے آباد کرنیکے بیان مین ص موات وہ زمین ہے جس سے نفع حاصل نہین ہوتا پانی نہونے یا پانی کی
کثرت کے سبب سے یا مانند اسکے اور اسباب سے ف مثلاً زمین بہت شور ہو گئی یا شور ہو گئی کذا فی الایضاح ص اور قدیم سے
کسی کی مملوک نہین ہے یا مملوک ہے اہل اسلام کی لیکن اوسکا کوئی مالک معین نہین معلوم ہوتا اور بستی سے اسقدر دور ہے کہ اگر کوئی
شخص انتہائے آبادی سے پکار کر آواز کرے تو اوس زمین مین آواز نہ پہنچے ف امام محمد کے نزدیک جو زمین مملوک ہو گی
کسی مسلمان یا ذمی کی تو وہ موات نہین ہے پس اگر اوسکا مالک معلوم نہووے تو وہ عام مسلمین کی ہے اور جب اوسکا مالک ظاہر ہو بعد
تو اوسکو دی جاویگی اور نقصان زمین کا جو زراعت کے سبب سے ہووے وہ حراث کو دینا پڑیگا اور دور ہونا آبادی سے یہ شرط کی ابو یوسف
نے نہ محمد نے کذا فی الایضاح ص جو شخص ایسی زمین کو آباد کریگا تو وہ زمین اوسی کی مملوک ہو جاویگی اگر امام کے اذن سے ہووے
تو وہ شخص مومن ہو یا ذمی اور بغیر اذن امام کے ہووے تو مالک نہوگا ف یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک امام
کا اذن شرط نہین ہے کذا فی الایضاح دلیل اونکی قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو شخص آباد کرے ویران زمین کو تو وہ زمین
اوسی کی ہے روایت کیا اوسکو ابوداود اور ترمذی نے اور حسن کہا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ روایت کی گئی یہ حدیث مرسل اور وہ
ایسی ہی ہے اور اختلاف ہے اسکے صحابی مین بعضے جابر کہتے ہین اور بعضے عائشہ اور بعض عبد اللہ بن عمر اور راجح قول اول ہے
اور روایت کی بخاری نے عروہ سے انھون نے عائشہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آباد کرے کسی زمین کو
اور وہ کسی کی ملک نہووے سو وہ زیادہ حقدار ہے اوسکا کہا عروہ نے یہی فیصلہ کیا عمر نے اپنی خلافت مین دلیل امام صاحب
کی یہ ہے کہ روایت کی طبرانی نے معاذ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین ہے واسطے کسی شخص کے کوئی چیز مگر وہ جس سے
اوسکا امام خوش ہو اور اوپر کی حدیث محمول ہے اوسی صورت پر جب اذن امام کا ہووے ص نہین جائز ہے آباد کرنا اوس زمین کا
جسکا پانی ہٹ گیا ہو لیکن وہان آسکتا ہو البتہ اگر ایسا پانی منقطع ہو گیا ہو کہ پھر اوسکا عود نہو سکے تو آباد کرنا اوسکا درست ہے
اگر زمین موات امام کے اذن سے لی اور اوسین پتھر حد بندی کے لگا کر تین برس تک اوسکو آباد نہین کیا تو امام اوس سے
زمین لیکر دوسرے کے حوالے کرے اور جسنے ایک کنوان زمین موات مین کھودا امام کے اذن سے خواہ وہ کنوان عطن کے لیے
ف یعنی پانی اوس مین سے ہاتھ سے بھرا جاتا ہو اور اونٹ اوسکے گرد بیٹھ کے پانی پیتے ہون ص یا ناضح ہو ف
بیر ناضح وہ کنوان ہے جس سے پانی بھرا جاتا ہے اونٹون سے کھیت سینچنے کے لیے ص تو گرد اگرد اوس کنوئین کے چالیس گز

ہر طرف سے اوسکا حق ہوگا یہ قول امام کا ہے ف اور یہ قول صحیح ہے حریم اوسکا چالیس گز ہے ہر طرف سے دس گز اور صاحبین کے
نزدیک بیر ناضح کا حریم ساٹھ گز ہوگا ہر جانب سے اور گز سے مراد گز شرعی ہے جو چوبیس انگل کا ہوتا ہے اور ہر انگل بقدر چھ
جَو کے جب ایسی ایک دوسرے کا پیٹ ملا ہو کذا فی الاصل ص دلیل امام صاحب کی حدیث ہے عبداللہ بن مغفل کی روایت کیا
اوسکو ابن ماجہ نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کنوان کھودے تو اوسکو چالیس گز ہے واسطے پانی پینے اوسکے
جانورون کے روایت کی امام احمد نے مسند مین ابوہریرہ رضی سے کہ فرمایا حضرت نے حریم کنوین کا چالیس گز ہے سب طرف سے
اوسکے واسطے پانی پینے اونٹ اور بکریون کے ص اور حریم چشمہ کا پانسو گز ہے ہر جانب سے ف اسواسطے کہ ابو یوسف نے کتاب
الخراج مین روایت کی زہری سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حریم چشمے کا پانسو گز ہے اور بیر عطن کا حریم چالیس گز ہے
اور بیر ناضح کا حریم ساٹھ گز ہے کذا فی العینی شرح الہدایۃ یہی حدیث دلیل ہے صاحبین کی بیر ناضح کے حریم مین زیلعی نے
تخریج ہدایہ مین اسکو غریب کہا ہے ص تو اگر اندر حریم کے کوئی اور شخص کنوان کھودنے کا ارادہ کریگا تو منع کیا جاویگا نہ باہر حریم
کے اگر حریم کی نفتی پر ایک اور شخص نے کنوان کھودا تو اوسکا حریم تین جانب سے ہوگا نہ پہلے کنوین کی جانب سے ف اسلیے
کہ وہ ملک پہلے کنوین والے کی ہے ص اور کاریز ف یعنی نہری پانی کا زمین کے نیچے دہ مثل ص کا حریم بقدر
اوسکے اصلاح کے ہے ف اندر کی مٹی ڈالنے کے لیے یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور بعضون نے کہا کہ جب تک اوس مین پانی
نہ نکلے تو وہ مثل نہر کے ہے اوسکا حریم نہین ہے اور جب پانی نکلے تو حکم اوسکا مثل چشمہ کے ہے یعنی پانسو گز اوسکا حریم ہوگا کذا فی الاصل
ص نہر کا حریم نہ ملیگا دوسرے کی زمین مین امام کے نزدیک مگر دلیل سے اور صاحبین کے نزدیک اوسکو نہر کی مینڈ ملیگی
چلنے کے لیے اور مٹی ڈالنے کے لیے اور ایسی ہی زمین موات مین تو اگر مینڈ ایک شخص کے نہر کی اور دوسرے کی زمین کے
بیچ مین واقع ہے اور کسی کی اون دونون مین سے اوس مینڈ پر علامت مثلاً درخت یا مٹی نہین ہے تو وہ مینڈ صاحب زمین
کی ہوگی امام صاحب کے نزدیک اور جو کسی کی علامت اوسپر موجود ہے تو اوسی کی ہوگی اور ابو یوسف کے نزدیک حریم نہر کا بمقدار
نصف بطن نہر کے ہوگا ہر جانب سے اور محمد کے نزدیک مقدار پوری بطن نہر کا ہر جانب سے ف مضمرات مین ہے کہ قول ابو یوسف
پر فتویٰ ہے اور حریم درخت کا جو ارض موات مین بوئے پانچ گز ہے ہر جانب سے ایسا ہی وارد ہے حدیث مین اخراج کیا اوسکا ابوداؤد نے

## فصل شرب کے مسائل مین ص

شرب بالکسر عبارت ہے پانی کے حصے سے ف یعنی پانی سے فائدہ حاصل کرنا باری باری زراعت سینچنے کے لیے یا جانور
کے پلانے کے لیے دہ مثل ص اور شفہ کہتے ہین آدمی یا چارپایون کے پانی پینے کو لبون سے تو ہر شخص کو حق شفہ پہنچتا ہے
ہر پانی مین جو کسی برتن کے اندر رکھا گیا ہووے ف اسلیے کہ جب پانی کسی برتن مین رکھا گیا تو وہ رکھنے والے کا مملوک ہوگیا
اب کوئی شخص بے اجازت اوسکے اوس مین سے نہین پی سکتا اور جو پانی اپنی جگہ مین ہے جیسے کنوان یا تالاب یا حوض یا
چشمہ تو ہر شخص کو اوس سے پینا یا جانورون کو پلانا پہونچتا ہے حاصل اس باب مین قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آدمی شریک
ہین تین چیزون مین ایک پانی دوسری گھاس تیسری آگ روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ص اسیطرح ہر شخص کو
پہونچتا ہے کہ لے جاوے یا نہر عظیم جیسے دجلہ اور جو مانند اسکے نہرین ہین ف دجلہ نام ہے نہر بغداد کا اور مانند دجلہ کے اور انہار

عظام ہین مثل گنگا جمنا گھاگرہ وغیرہ ص اپنی زمین کو سینچے یا اوسمین سے ایک نہر اپنی زمین کیطرف نکالے پینے
کے پینے یا چکی کے لیے اگر عامہ مخلوق کو اوس سے مضرت نہ پہونچے اور غیر کی نہر یا کاریز یا کوئین سے جائز نہین کہ اپنے جانور کو
پانی پلا وے اگر نہر کے خراب ہونے کا خوف ہو بسبب کثرت جانورون کے یا اپنی زمین کو سینچے یا درخت مین پانی ڈالے
مگر اوسکی اجازت سے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ گھڑے مین پانی بھر کر اپنے گھر مین لا کر درخت یا سبزہ مین ڈالے صحیح تر قول یہی ف اور
بعضون کے نزدیک یہ بھی درست نہین مگر مالک کے اذن سے اور خانیہ اور وغیرہ مین اسی قول کو اصح کہا ہے طحطاوی ص
جو نہر کسیکی مملوک نہین ہے اوسکی کھدوائی بیت المال مین سے دیجاویگی اور اگر بیت المال مین روپیہ نہو وے تو رعایا سے
لی جاویگی ف اور اگر وہ نہ دین تو امام اونسے جبرا لیوے جیسے تیاری لشکر اسلام کیواسطے حموی ص اور جو وہ نہر مملوک
ہے تو نہر والون سے لی جاویگی نہر کے اوپر کی جانب سے نہ صرف پانی پینے والون سے ف یعنی جو اوس نہر مین پانی پیتے ہین اونسے
کھدوائی نہ لیجاویگی اسلیے کہ وہ نہر والے نہین ہین ص اور جس شریک کی زمین سے کھودنے والے بڑھ جاوینگے تو اوسپر باقی
نہر کی کھدوائی لازم نہ آویگی ف امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک سب شریکون پر اوس سے آخر تک کی کھدوائی مقرر
کرکے حصہ رسد سب سے لی جاویگی ص صحیح ہے دعوی شرب کا بغیر دعوی زمین کے ف یہ استحسان ہے اسلیے کہ کبھی پانی کی
باری کا آدمی مالک ہوتا ہے ارثا اور کبھی زمین بیچ ڈالی جاتی ہے اور شرب باقی کے لیے رہتا ہے کذا فی الاصل ص ایک
جماعت نے شرب مین جھگڑا کیا تو بقدر اراضی ہر ایک کو تقسیم کر دینگے اور اوپر کی جانب والا نہر روک نہین سکتا اگرچہ اوسکی
زمین سیراب نہین ہوتی ہو بغیر روک کے مگر اور شرکا کی رضامندی سے اور کوئی اوس نہر مین سے دوسری نکال نہین سکتا
یا اوسپر چکی کھڑی نہین کر سکتا یا دوالیہ یا پل بنا نہین سکتا مگر شرکا کی اجازت سے البتہ اگر چکی اپنی ہی ملک مین رکھے ف
اسطرح جیسے کہ بطن نہر اور دونون کنارے اوسکے مملوک ہون اور دوسرے شریک کو صرف پانی بہانے کا حق ہووے کذا
فی الاصل ص اور نہر اور پانی کو اوس سے ضرر نہ پہونچے تو ہو سکتا ہے اسی طرح نہر کے منہ کو چوڑا نہین کر سکتا یا اگر نہر کا پانی
بطور سوراخون کے منقسم تھا اور وہ دنون کے حساب سے بانٹے تو یہ نہین ہو سکتا یا اوس زمین مین پانی لیجاوے جہان
کی باری مقرر نہ تھی حق شرب موروث ہوتا ہے اور اوس سے نفع اوٹھانیکے لیے وصیت بھی ہو سکتی ہے اور اوسکی بیع یا
اجارہ یا ہبہ یا تصدق یا مہر یا بدل یا صلح نہین ہو سکتا اگر ایک شخص نے اپنا کھیت پانی سے بھرا ف موافق عادت
کے ورنہ ضامن ہوگا در مختار ص اور اوس سے دوسرے کی زمین مین تری پہونچکے نقصان ہوا یا ڈوب گئی تو
ضمان نہ دیگا اسی طرح اگر دوسرے کے شرب سے اپنی کھیتی سینچی تو تاوان نہ دیگا ف اسواسطے کہ شرب غیر متقوم ہے اور یہی
قول ہے امام خواہر زادہ کا اور جامع صغیر بزدوی مین ہے کہ ضامن ہوگا در مختار مین ہے کہ فتوی قول اول پر ہے واللہ اعلم

## کتاب الاشربة

یہ کتاب ہے شرابون کے احکام کے بیان مین حرام ہے خمر اور وہ کچا پانی ہے انگور کا جب وہ جوش مارے اور جھاگ دیکر گاڑھا ہو
اور نشہ کرنے لگے اگرچہ قلیل ہو ف یا کثیر ہو یعنی ایک قطرہ بھی اوسکا حرام ہے اسلیے کہ وہ نجس عین ہے مثل پیشاب کے
فرمایا اللہ تعالی نے خمر کے حق مین انہ رجس من عمل الشیطان یعنی وہ پلید ہے شیطان کا کام ہے اور طحاوی نے

حدیث مین بکثرت وارد ہوئی ہین روایت کی حاکم اور ابوداؤد نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ نے
لعنت کی خمر پر اور اوسکے پینے والے پر اور اوسکے نچوڑنے والے پر اور اوسکے پلانے والے پر اور اوسکے اوٹھانے والے پر اور اوسکی
قیمت کھانے والے پر اور اوسکے بائع پر اور خریدار پر اور روایت کی امام ابوحنیفہ اور نسائی اور دارقطنی نے ابن عباس سے
کہ خمر حرام ہے قلیل اور کثیر اوسکا اور شراب بقدر سکر کے یہ مذہب امام ابوحنیفہ رح کا ہے اور باقی ائمہ کے نزدیک جو چیز عقل کو
زائل کر دیوے اور نشہ لاوے وہ خمر ہے دلیل اونکی حدیث ہے ائمہ ستہ کی ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ہر مسکر خمر ہے اور روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے ابوہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے خمر ان دو درختوں سے ہوتا ہے
یعنی انگور اور کھجور سے صاحب ہدایہ نے دلیل امام کی یہ بیان کی ہے کہ خمر باتفاق اہل لغت انگور کے پانی کو کہتے ہین
اور حدیث اول مین یحییٰ بن معین نے طعن کیا ہے اور حدیث ثانی سے بیان حکم منظور ہے نہ بیان معنی خمر اور ائمہ حدیث نے
اسکو رد کیا ہے اسطرح کہ حدیث ابن عمر کو اخراج کیا شیخان اور ائمہ اربعہ نے پس یہ اعلیٰ مراتب صحیح مین ہوئی اور طعن
یحییٰ بن معین کا اوس حدیث مین ثابت نہین ہے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین کہ مینے اس طعن کو کسی کتاب حدیث مین نہین
دیکھا اور ائمہ لغت مختلف ہین خمر کی حقیقت مین بعض نے خاص کیا ہے انگور کے پانی سے اور بعض نے ہر مسکر کو عام رکھا ہے اور
قاموس مین قول ثانی کو صحیح کہا ہے اور دلائل اوسکی صحت کے بہت ہین ایک قول حضرت عمر رض کا بر سر منبر روبرو جماعت صحابہ کے
کہ خمر پانچ چیزون سے ہوتا ہے انگور اور کھجور اور شہد اور گیہون اور جو سے اور خمر وہ ہے جو زائل کرے اور ڈھانپ لیوے عقل کو حدیث
کیا اوسکو بخاری نے اور ظاہر ہے کہ عمر رض اور صحابہ کرام عرب عرباء اور اعلم باللسان تھے دوسرے روایت کی بخاری نے انس رض
سے کہ جسوقت خمر حرام ہوا سو خمر انگور کا قلیل تھا اور اکثر خمر کھجور کا تھا تیسرے روایت کی ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
نعمان بن بشیر رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گیہون سے خمر ہوتا ہے اور جو سے خمر ہوتا ہے اور تمر سے خمر ہوتا ہے
اور انگور خشک سے خمر ہوتا ہے اور شہد سے خمر ہوتا ہے اور اون لوگون مین سے جنھون نے اطلاق کیا خمر کا
غیر انگور پر عمر رض اور علی رض اور سعد رض اور ابن عمر رض اور ابوموسیٰ رض اور ابوہریرہ رض اور انس رض اور ابن عباس رض اور عائشہ رض ہین صحابہ سے اور تابعین
سے سعید بن المسیب اور حسن اور سعید بن جبیر وغیرہ اور لوگ ہین کہا طحاوی نے کہ جب تعارض واقع ہوا احادیث ابوہریرہ
اور حدیث نعمان اور حدیث ابن عمر مین کہ جب خمر حرام ہوا مدینے مین تو ان خمرون مین سے کوئی خمر وہان نہ تھا روایت کیا اوسکو
بخاری نے اور صحابہ اوسکی تعریف اور ماہیت مین مختلف ہوگئے چنانچہ عبداللہ بن مسعود رض نے تخصیص کی خمر کی ساتھ
انگور کے اور اہل لغت نے بھی اختلاف کیا تو امر متفق علیہ ہمنے درمیان ائمہ کے اسی قدر پایا کہ انگور کا نچوڑا ہوا پانی
جب شدید ہو جاوے اور جوش اور جھاگ مارنے لگے تو وہ خمر ہے تو اسی کو اختیار کیا ہمنے اسلیے کہ امر حرمت کا عظیم ہے جیسے امر
حلت کا یعنی حرمت خمر کی تو قطعی ہے اور منکر اوسکی حرمت کا کافر ہے بر خلاف اوسکے جو اوسکے شبہ کی حرمت کا منکر ہووے
اسلیے احتیاط ضرور ہوئی کہ خمر کے معنی مختلف فیہ کو چھوڑ کر امر متفق علیہ کو خمر قرار دیا اور اوسکے منکر حرمت کو کافر ٹھہرایا
اور سوا اوسکے اور مسکرات بھی حرام ہین لیکن حرمت اونکی مثل خمر کی نہین واللہ اعلم بالصواب ص اور جھاگ دینا شرط ہے امام اعظم
کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جب شدید ہو گیا تو مسکر ہو گیا اب جھاگ دینا ضرور نہین یہ پھر خمر کا عین

حرام ہے اگرچہ قلیل ہو اور بعض لوگون کا قول یہ ہے کہ بقدر سکر اوس مین سے حرام ہے ف لیکن یہ قول مردود ہے اسلیے کہ
اللہ تعالیٰ نے خمر کو رجس فرمایا ہے جیسا گذرا اور اوسپر اجماع امت کا ہو گیا ہے گو قدر قلیل ہو ص پھر خمر کا حلال جاننے والا
کافر ہے ف اسلیے کہ منکر ہے نص قطعی کا ہدایہ ص اور خمر کا تقوم یعنی قیمت دار ہونا مسلمان کے حق مین ساقط ہے
نہ مالیت اوسکی ف تو اگر خمر کسی مسلمان کا تلف کر دیا تو ضمان لازم نہ آویگا اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
لعنت کی خمر کے بیچنے اور خریدنے والے اور اوسکا ثمن کھانے والے پر اور روایت کی مسلم نے اور محمد نے آثار مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
جسنے حرام کیا خمر کو سو اوسنے حرام کیا اوسکی بیع اور ثمن کھانے کو ص اور حرام ہے مسلمان کو نفع اوٹھانا خمر سے ف اسلیے
کہ انتفاع نجس سے حرام ہے درمختار مین ہے کہ خمر کا جانورون کو پلانا یا اوس سے مٹی تر کرنا دیوار بنانے کو یا اوسکا دیکھنا تماشے
کے واسطے یا دوا مین اوسکا ڈالنا یا تیل مین یا کھانے مین یا اسکے سوا اور طرح سے استعمال کرنا بالکل حرام ہے مگر سرکہ بنانا یا
پیاس کے خوف سے پینا بقدر ضرورت درست ہے اور جو ضرورت سے زیادہ پیے گا تو اوسپر حد ماری جاویگی ص اور جو
کوئی خمر کو پیے گا اگرچہ اوسکو نشہ نہووے لیکن حد ماری جاویگی ف چنانچہ دلیل اسکی کتاب الحدود مین گذری اور سوا
خمر کے اور شرابون کے پینے سے حد نہ پڑیگی جب تک نشہ نہووے لیکن محمد کے نزدیک پڑیگی اور اوسی پر فتویٰ ہے اس
زمانے مین عالمگیری ص اور خمر کو آگ پر پکانے سے اوسکی حرمت نجاویگی ف اسلیے کہ بعد خمر ہو جانے کے پکانا موثر نہین
ہے ہدایہ ص اور جائز ہے سرکہ بنانا خمر کا ف تو درست ہے وہ سرکہ اسی طرح اگر خود بخود سرکہ ہو جاوے اور شافعی کے نزدیک
جائز نہین دلیل شافعی کی حدیث ہے انس کی ابی طلحہ سے کہ پوچھا انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ کچھ یتیمون کا خمر
میرے پاس ہے تو آپ نے فرمایا کہ بہا دے اوسکو تو کہا مینے کہ سرکہ بنالون اوسکا کہا آپنے نہین ہم یہ کہتے ہین کہ یہ حدیث
قریب تر ہے اوس زمانے کے جب خمر حرام ہوا تھا اور اوائل مین آپنے واسطے نفرت دلانے کے شراب کے برتنون کا استعمال
بھی منع کیا تھا بعد اوسکے بالاتفاق درست ہو گیا اسی واسطے شافعی نے بھی ایک قول مین یہ سرکہ جائز رکھا ہے دوسرے یہ کہ
حضرت نے فرمایا کیا اچھا سالن ہے سرکہ روایت کیا اوسکو مسلم نے جابر سے اور سرکہ اس حدیث مین مطلق ہے تیسرے یہ کہ
علت حرمت خمر کی سکر ہے تو جب کہ زائل ہو گیا تو حرمت بھی جاتی رہیگی پھر جب خمر سرکہ ہو گیا تو جہان تک سرکہ ہے وہان تک برتن
پاک ہو گیا اور اوسکے اوپر کیا اب جہان سے خمر گھٹ گیا ہے تبعاً پاک ہو جاویگا یہی مختار ہے اور ایک روایت مین پاک نہو گا مگر جب
وہ سرکہ وہان ڈالا جاویگا تو علی الفور پاک ہو جاویگا ہدایہ ص اسطرح حرام ہے طلا یعنی انگور کا پانی جب پکایا جاوے اور دو تہائی
سے کم جلایا جاوے ف طلا اوسکو اسلیے کہتے ہین کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ مشابہ ہے اونٹ کی طلا کے اور صحیح یہ ہے کہ اسکا
نام باذق ہے اور جو نصف جل جاوے تو اوسکا نام منصف ہے یہ دونون اوزاعی کے نزدیک مباح ہین اور ائمہ اربعہ کے نزدیک
حرام ہین ص اور سکر یعنی کھجور کا پانی اور خشک انگور کا پانی جبکہ جوش اور شدت پیدا ہو جاوے ف یعنی طلا اور سکر اور نقیع زبیب بھی
حرام ہین کہ ان مین جوش اور شدت پیدا ہووے اور شریک بن عبداللہ کے نزدیک سکر درست ہے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا اور ہماری دلیل احادیث اور اجماع صحابہ کا ہے اوسکی حرمت پر اور یہ آیت ابتدا
اسلام کی ہے جب خمر حلال تھا اور بعضون نے کہا کہ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ کھجور سے تم سکر بناتے تھے اور رزق حسن کو

تہ کر کے رکھ چھوڑے تو حلال ہے ص اور نجاست اسکی غلیظہ ہے ف اور ایک روایت میں خفیفہ ہے ہدایہ ص اور اگر کوئی
نکی بیع جائز ہے تو منکر اوسکا کافر نہوگا اور خمر کی حرمت قطعی ہے تو منکر اوسکا کافر ہوگا اور درست ہے مثلث انگور کا اگرچہ اوس میں شدت
ہوجاوے ف یعنی سکر پیدا ہوجاوے جو مثلث انگور کا اوسکو کہتے ہیں کہ انگور کا پانی پکایا جاوے یہانتک کہ اوسکی دو تہائی
جل جاوے اور ایک تہائی رہ جاوے پھر اوسکو رکھ چھوڑیں یہانتک کہ اوس میں شدت ہوجاوے اور جھاگ دینے لگے
اسی طرح اگر اوس میں بعد جلانے کے پتلا کرنے کے لیے تھوڑا سا پانی ڈالکر پھر پکاویں اور اوسکو رکھ چھوڑیں تو بھی درست
ہے یہ مثلث امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک اور محمد اور شافعی اور مالک کے نزدیک بالکل حرام ہے اور طلا درحقیقت اسی کا
نام ہے در مختار میں ہے کہ پینا مثلث کا کیا صحابہ نے ثابت ہے ص اسیطرح نبیذ کھجور کا یا انگور خشک کا جب تھوڑا سا پکا لیا جاوے
اگرچہ اوس میں شدت ہوجاوے لیکن ان تینوں کا اس قدر پینا درست ہے کہ نشہ نہ کرے اور لہو و طرب کے قصد سے نہ پیے بلکہ قوت کے لیے استعمال
کرے ف ورنہ امام کے نزدیک بھی حرام ہے دلیل امام اعظم کی حدیث ہے علی کی کہ فرمایا حضرت نے حرام کیا اللہ تعالی
نے خمر کو بالکل اور اور مسکرات کو بقدر سکر روایت کیا اوسکو عقیلی نے اور کہا کہ اسناد میں اوسکی عبدالرحمن مجہول ہے اور حدیث
اوسکی غیر محفوظ ہے البتہ یہ ابن عباس سے موقوفا مروی ہے روایت کیا اوسکو ابو حنیفہ اور دار قطنی نے جیسا گذرا اور روایت کی
نسائی نے حلت کو مثلث کی حضرت عمر سے تو حرام امام کے نزدیک صرف آخر کا پیالہ ہے جس سے نشہ ہوا اور محمد اور شافعی
اور مالک کے نزدیک یہ سب حرام ہیں قلیل اور کثیر انکا اسلیے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس چیز کا کثیر مسکر ہو تو
اوسکا قلیل بھی حرام ہے روایت کیا اوسکو احمد اور چاروں عالموں نے جابر سے اور صحیح کیا اوسکو ابن حبان نے اور روایت
کی ابوداود اور ترمذی نے عایشہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس چیز کا ایک فرق مسکر ہو تو اوسکا ایک
کف بھر بھی حرام ہے اور بہت سے علما نے فتوی دیا ہے محمد کے قول پر اس زمانے میں اسلیے کہ فاسق ان چیزوں کا استعمال
کرتے ہیں واسطے سکر کے اور شاید امام اعظم کو یہ حدیثیں نہیں پہونچیں واللہ اعلم ص اسیطرح درست ہے خلیطان
یعنی کھجور اور انگور خشک کو ملا کر بھگو دیں اور تھوڑا سا پکا کر اوسکو چھوڑ دیں یہانتک کہ جوش مارے اور شدید ہوجاوے جب اوسکو
پیے بغیر لہو اور طرب کے ف دلیل حلت کی وہ حدیث ہے جسکو ابن ماجہ نے روایت کیا عایشہ صدیقہ سے کہ ہم مٹھی بھر تمر
اور مٹھی بھر انگور خشک بھگو رکھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سو جو صبح کو تر کرتے تھے تو آپ شام کو پیتے تھے اور جو شام کو
تر کرتے تھے تو آپ صبح کو اوسکو پیتے تھے اور محمد بن الحسن نے کتاب الآثار میں بیان کیا ابن عمر کا ابن زیاد کو خلیطان کی نبیذ
پلایا ہے اور وہ جو حدیث جابر میں جسکو روایت کیا ائمہ ستہ نے ممانعت اسکی منقول ہے تو محمول ہے اوپر ابتدا اسلام کے
ہدایہ ص اسیطرح درست ہے نبیذ شہد اور انجیر اور گیہوں اور جو اور جوار کا اگرچہ پکایا نہ جاوے بغیر لہو اور طرب
ف امام کے نزدیک ہدایہ میں ہے کہ انکے پینے والے کو حد نہ ہوگی اگرچہ مست ہوجاوے اور محمد کے نزدیک حرام ہے یہی
مفتی بہ ہے اور اسکے پینے والے کو حد ہوگی کذا فی الدر المختار ص اور درست ہے سرکہ بنانا خمر کا اگرچہ کوئی چیز ڈالکر بنایا
جاوے اور نبیذ دبا اور حنتم اور مزفت اور نقیر [illegible] اور روغن قیر مالش کیے ہوئے برتنوں اور لکڑی کے
برتنوں میں ف اسواسطے کہ محمد نے کتاب الآثار میں بسند صحیح روایت کیا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

مین سے تمکو دبا اور حنتم اور مزفت مین نبیذ کے لانے سے منع کیا تھا سو اب ہر برتن مین اسواسطے کہ برتن کسی چیز کو
حرام یا حلال نہین کرتا او نہ پیو مسکر کو اور وہ جو حدیث ابن عباس مین ہی صحیحین مین کہ آپ نے وفد عبد القیس کو دبا اور حنتم اور
مزفت اور نقیر کے ظروف سے ممانعت کی تھی سو منسوخ ہی اس حدیث سے **ص** اور مکروہ ہی خمر کی تلچھٹ کا پینا اور اوسکو کنگھی
مین ملکر بالون کو لگانا **ف** مراد کراہت سے حرمت ہی کما فی الاصل **ص** لیکن تلچھٹ کا پینے والا جب تک مست
نہووے تو اوسکو حد نہ پڑیگی **ف** اور محرمین شرب قلیل سے حد ہی اسلیے کہ قلیل اوسکا داعی ہوتا ہی طرف کثیر کے اور یہ
تلچھٹ مین نہین ہی تو اومین حقیقت سکر معتبر ہوگا کذا فی الاصل **مسائل ملحقہ** در مختار مین ہی کہ بھنگ اور
افیون اور اجوائن خراسانی اور جائپھل حرام ہی لیکن حرمت خمر سے ان کی حرمت کمتر ہی سو اگر کوئی شخص ان مین سے کھاوے
تو اوسپر حد نہین اگرچہ اوس سے مست ہوجاوے بلکہ اوسکو تعزیر دیجاوے اور ہدایہ وغیرہ سے اجوائن اور افیون کی حلت مفہوم
ہوتی ہی اگر قلیل ہو جس سے سکر نہووے اور تنباکو کے باب مین علما مختلف ہوگئے بعض کے بیان سے حلت اور بعضون کے
قول سے کراہت تنزیہی اور بعضون کی تقریر سے کراہت تحریمی مفہوم ہوتی ہی لیکن کراہت تحریمی کا قول مرجوح ہی اور
کراہت تنزیہی اقرب ہی طرف حلت کے پس حلت کا قول راجح ہی اور یہی مستفاد ہی کتب شافعیہ سے اور موافق
ہی اس اصل کے کہ اشیا مین اباحت اصل ہی اور وہ جو حدیث مین وارد ہی کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مسکر
ت او مفتر سے روایت کیا اوسکو احمد نے ام سلمہ سے تو اوس سے ممانعت تنباکو کھانے کی جو واسطے دوا کے
ہووے اور قلیل ہو کہ اوس سے فتور پیدا نہووے نہین نکلتی اور یہی حکم کرتے تھے کا واللہ اعلم بالصواب اور زمانہ میں خمر مخلوط ہووے
حرام ہی اور جو اور کوئی چیز مسکر مخلوط ہووے تو بنا بر مذہب امام کے درست ہی اور موافق مذہب امام محمد کے نادرست ہی اور اسی پر فتوی ہی

# کتاب الصید

یہ کتاب ہی شکار کے بیان مین صید وہ حیوان متوحش ہی جسکا پکڑنا ممکن نہین مگر بحیلہ اور حلت صید کی غیر محرم کے لیے
کلام اللہ سے ثابت ہی فرمایا وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا اور فرمایا وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا یعنی
جب تم حلال ہو یعنی محرم نہو تو شکار کرو اور حرام کیا تمپر شکار خشکی کا جب تم احرام مین ہو اور حدیث سے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدی بن حاتم سے کہ جب تو اپنا کتا چھوڑے تو بسم اللہ کہہ پھر جب وہ شکار کو پکڑ کر مار ڈالے تو کھا اور
جو وہ اوسمین سے کھالیوے تو نہ کھا روایت کیا اوسکو ائمہ ستہ نے اور منعقد ہوا اوسکی حلت پر اجماع **ص** حلال ہی شکار
ہر دانت والے جانور سے اور ہر پنجہ والے پرند سے جیسے کتا باز وغیرہ **ف** پھر جان تو کہ سور مستثنی ہی اس لیے کہ وہ
نجس العین ہی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے استثنا کیا شیر کا بسبب اوسکے علو ہمت کے اور ریچھ کا بسبب خساست کے اور
بعض نے چیل کو بھی ریچھ سے ملحق کیا ہی خساست مین اور ظاہر یہ ہی کہ کچھ حاجت استثنا کی نہین ہی اسلیے کہ شیر اور ریچھ
کی تعلیم نہین ہوسکتی اسلیے کہ شیر عالی ہمت ہی وہ کسیکا کام نہین کرتا اور ریچھ دنی الطبع ہی وہ بھی کسیکا کام نہین کرتا تو حلت
صید کی شرط نہین پائی جاتی کذا فی الاصل دلیل اس باب مین قول اللہ تعالی کا ہی وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِیْنَ
یعنی حلال ہی تمہارے واسطے شکار جانورون کا جو زخمی کرتے ہین جنکو تمنے تعلیم کیا اور یہ لفظ ہی شامل ہی ہر جانور کو جو کہ

حدیث عدی بن حاتم مین لفظ کلب کا وارد ہوا اور کلب کا اطلاق زبان عرب مین ہر درندے پر ہوتا ہے یہان تک کہ شیر پر بھی
ہدایہ ص بشرطیکہ تعلیم یافتہ ہوین ف اسلیے کہ کلام اللہ مین وما علمتم کی قید ہے دوسرے یہ کہ ابی ثعلبہ خشنی نے
کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ ہم شکار کرتے ہین اپنے کتے معلّم اور غیر معلم سے تو فرمایا آپ نے کہ جو تو شکار کرے اپنے
کتے معلم سے بسم اللہ کہکر سو کھا اوسکو اور جو تو شکار کرے غیر معلم کتے سے اور پاوے اوس جانور کو ذبح کرے تو کھا اوسکو یعنی بغیر
ذکات اوسکا شکار درست نہین یہ روایت کیا اوسکو بخاری ومسلم نے ص اور کسی مقام پر شکار کو زخم لگاوین ف
اسواسطے کہ کلام اللہ مین جوارح کا لفظ وارد ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جراحت ضروری ہے اور یہی ظاہر الروایت ہے اور اسی پر
فتویٰ ہے اور ابو یوسف کے نزدیک جراحت شرط نہین ہے ص اور وہ لوگ مسلمان یا اہل کتاب بسم اللہ کہکر چھوڑے ف
اسواسطے کہ حدیث عدی مین بسم اللہ کہنے کا امر ہے اور اوسی حدیث مین ذکر ہے کہ عدی نے کہا یا رسول اللہ مین اپنا کتا بسم اللہ کہکر
چھوڑتا ہون اور اوسکے ساتھ ایک اور کتا آجاتا ہے اب مین نہین جانتا کہ شکار کو کس کتے نے پکڑا تب فرمایا آپ نے کہ نہ کھا
اوسکو اسلیے کہ تو نے اپنے کتے پر بسم اللہ کہی ہے نہ دوسرے کتے پر تو اگر کتا چھوڑنے والا مجوسی ہو یا مسلمان لیکن
عمداً بسم اللہ ترک کردیوے تو درست نہین ہے ص اور وہ شکار ایک جانور ہو ممتنع یعنی جو اپنے بچانے پر قادر ہو
پانوون سے یا پرون سے اور وحشی ہو حلال ہو ف ذکات اختیاری اوسمین نہو سکے تو جو جانور لوگون سے
انس پکڑ گیا ہے ممتنع ہے لیکن متوحش نہین ہے اور جو شکار جال مین پھنس گیا یا کوئین مین گر گیا یا شست ہو گیا
تو وہ متوحش ہے لیکن غیر ممتنع ہے تو ایسے جانورون مین ذکات اختیاری یعنی ذبح کرنا حلت کے لیے فرض ہے صرف ارسال
اور زخم سے حلال نہونگے ص اور اوس کلب معلم کے ساتھ دوسرا کلب جسکا شکار نہین درست ہے ف جیسے
وہ کلب غیر معلم ہووے یا مجوسی کا ہووے یا شکار کے لیے چھوڑا نہ گیا ہووے یا بسم اللہ عمداً ترک کرکے چھوڑا گیا ہووے
کذا فی الاصل ص شریک نہووے ف بسبب اوسی حدیث عدی بن حاتم کے جو اوپر مذکور ہوئی ص اور وہ
کلب معلم توقف نکرے بعد ارسال کے ف تاکہ اوسکا شکار کرنا ارسال کیطرف منسوب رہے تو اگر وہ کلب بعد ارسال
کے آرام کرنے کے لیے ٹھہر رہے یا کچھ کھانے لگے یا پیشاب کرے پھر شکار کرے تو شکار درست نہین بخلاف اوسکے کہ چیتے کو
شکار کے لیے چھوڑا اور وہ چھپ رہا بطریق حیلہ اور گھات کے شکار کی فکر مین نہ بطریق استراحت اور آرام کے پھر شکار
کو پکڑا تو درست ہے اور اگر کتا بھی ایسی عادت چیتے کی کرلے تو بھی درست ہے در مختار وطحطاوی ص اور کتا تعلیم
یافتہ ہو جاتا ہے اگر تین بار شکار کرے اور اوسمین سے نہ کھاوے اور باز تعلیم یافتہ ہوتا ہے جب پکارنے سے آنے لگے
ف یہ مضمون ماثور ہے ابن عباس سے کہا زیلعی نے تخریج مین کہ یہ شرح غریب ہے مین کہتا ہون روایت کی امام محمد
نے آثار مین بسند صحیح ابن عباس سے کہا انھون نے جس جانور کو پکڑے تیرا کتا تو اگر معلم ہے تو کھا اوسکو اور جو وہ
اوسمین سے کھالیوے تو نکھا اوسکو اور لیکن باز اور شاہین تو کھا اگرچہ وہ اوسمین سے کھالیوے اسلیے کہ تعلیم
اوسکی یہ ہے کہ بلانے سے چلا آوے اور تو اوسکو مار نہین سکتا کہ کھانا چھوڑ دیوے کہا امام محمد نے کہ ہم اسی قول
سے اخذ کرتے ہین اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا ص تو اگر باز شکار مین سے کھالیوے تو وہ شکار کھانا درست ہے

نہ جب کتا اوسمین سے کھا لیوے اسی طرح اگر کتے نے تین بار کھایا پھر چوتھی دفعہ کے شکار میں سے کھا لیا تو وہ شکار حرام ہو جاویگا
اور اوسکے بعد جتنے جانور شکار کرے گا سب حرام ہونگے یہان تک کہ پھر تعلیم یافتہ ہو جاوے اسی طرح قبل اس جانور کے
جتنے جانور شکار کیے ہین اگر وہ صیاد کے پاس موجود ہین حرام ہونگے ف اور جو صیاد اونکو کھا گیا ہے تو اب حرمت
ثبوت سے کیا فائدہ ہے ص اگر کوئی شخص تیر سے شکار کرے تو شرط اوس شکار کے حلال ہونے کی یہ ہے کہ بسم اللہ
کہکر تیر مارے ف اور جو بھول جاویگا تو بھی درست ہے اور جو قصداً ترک کرے گا تو وہ شکار حرام ہو جاویگا ص اور
وہ تیر اوس شکار کو زخمی کرے اور اگر شکار تیر کھائے ہوئے بھاگ کر کہین غائب ہو جاوے تو اوسکی جستجو سے بیٹھ نہ رہے
ف یعنی اوسنے شکار کو تیر مارا اور پھر وہ تیر کھا کر آنکھ سے غائب ہو گیا بعد اوسکے شکاری نے اوسکو مردہ پایا
تو اگر اوسکی طلب سے بیٹھ رہا تھا تو وہ حلال نہین اور جو اوسکے ڈھونڈھنے مین مصروف تھا تو حلال ہے اور فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شکار مین جو غائب ہو جاوے شکاری سے کہ شکاری نے قتل کیا اوسکو ابا رزین سے روایت
کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابی رزین سے اور روایت کی مسلم اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو ثعلبہ سے فرمایا کہ جب تو نے اپنا تیر مارا اور شکار غائب رہا تجھ سے تین دن پھر تو نے اوسکو
پایا سو کھا جب تک وہ گندہ نہین ہوا ص اگر تیر مارنے والے نے یا کتے یا باز سے شکار کرنے والے نے شکار کو زندہ پایا
تو ضرور ہے کہ اوسکو ذبح کرے ف یعنی جب اوسکو زندہ پاوے اسقدر کہ مذبوح سے زیادہ اوسمین حیات ہو تو ذکات
ضرور ہے ص تو اگر ترک کریگا عمداً ذکات کو حرام ہو جاویگا ف یعنی باوجود قدرت تذکیہ کے اگر ذکات نہ کریگا تو حرام ہوگا
اور جو قادر نہو ذکات پر تو حلال ہے یہی مروی ہے امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف سے اور یہی قول ہے شافعی کا اور ظاہر الروایۃ مین ہے
کہ حرام ہو جاویگا اور جو اوسکی زندگی ایسی ہو جیسے مذبوح کی تو اوسکا اعتبار نہوگا پس تذکیہ واجب نہوگا لیکن جو جانور
اوپر سے گر پڑے یا مثل اوسکے اور جو بکری بیمار ہو تو فتوی اس پر ہے کہ اوسمین حیات قلیل بھی معتبر ہے یہان تک کہ اگر اوسکو
ذبح کریگا اور اوسمین تھوڑی سی بھی حیات ہوگی تو حلال ہو جاویگا بسبب قول اللہ تعالیٰ کے اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ کذا
فی الاصل ص اگر مجوسی نے اپنا کتا شکار پر چھوڑا سو مسلمان نے اوس کتے کو تیز کیا اور بھڑکایا شور کرکے سو وہ
تیز ہوا اور اوسنے شکار مارا تو وہ شکار حرام ہے ف اسواسطے کہ ارسال مجوسی سے ہوا اور اعتبار ارسال کا ہے نہ بھڑکانے کا
اور تیز کرنے کا ص اسیطرح اگر بے معراض اوس شکار کو قتل کیا بسبب عرض کی جانب سے نہ طول کی جانب سے جدھر
دھار ہے ف تب بھی شکار حرام ہوگا معراض اوس تیر کو کہتے ہین جسکے پر کا نہ ہووے اور نام اوسکا معراض
اسلیے ہوا کہ وہ نشانے پر عرض سے جا کر لگتا ہے نہ نوک سے اور جو اوسکے نوک مین تیزی ہووے اور وہ نوک کی جانب
سے لگے تو شکار حلال ہے کذا فی الاصل دلیل اس باب مین قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدی بن حاتم کی حدیث
مین کہ پوچھا مینے آپ سے معراض سے تو فرمایا آپ نے جب لگے وہ نوک کی طرف سے جدھر تیزی ہے تو کھا اور جو عرض
کی جانب سے لگے تو نہ کھا اسلیے کہ وہ موقوذہ ہے روایت کیا اوسکو بخاری نے اور موقوذہ حرام ہے نص کلام اللہ سے
موقوذہ اوس جانور کو کہتے ہین جسکو لکڑی یا ڈھیلا پتھر سے پھینک کر مارین ص یا قتل کیا اوسکو بھاری

نکلنے سے اگرچہ وہ تلوار دھار دار نہو ف تب بھی شکار حرام ہوگا کیونکہ احتمال ہے کہ وہ جانور اوس نکلنے کے بوجھ سے
مرگیا ہووے یہانتک کہ اگر قلم لگا ہووے اور دھاردار ہووے تو حلال ہوگا اسلیے کہ موت جراحت سے ہوگی یا نہ
مین ان مسائل کا قاعدہ کلیہ یہ مذکور ہے کہ جب موت جراحت سے ہو یقینا تو شکار حلال ہوگا اور جو اوسکے بوجھ اور وزن سے
ہووے یقینا تو حرام ہوگا اور جو شک ہو کہ بوجھ سے ہوئی یا جراحت سے تب بھی حرام ہوگا واسطے احتیاط کے
ص یا اوس شکار کو تیر مارا پھر وہ پانی مین گر پڑا ف تب بھی شکار حرام ہوگا اسلیے کہ شک ہے کہ وہ تیر سے مرا
یا پانی مین ڈوبنے سے مرا اور حدیث عدی بن حاتم مین ہے کہ اگر شکار تیرا پانی مین گر پڑا تو نہ کھا اوسکو اسواسطے کہ تو
نہین جانتا کہ پانی نے قتل کیا اوسکو یا تیرے تیر نے روایت کیا اوسکو مسلم نے ص یا چھت پر گرا یا پہاڑ پر
پھر وہان سے زمین پر گر پڑا تب بھی حرام ہوگا اور جو پہلے ہی سے زمین پر گرا تو حلال ہے اسیطرح حلال ہے اگر مسلمان
نے کتے کو چھوڑا اور مجوسی نے اوسکو ڈانٹ دیا اور وہ تیز ہوگیا یا کسینے اوسکو نہین چھوڑا لیکن مسلمان نے اوسکو
ڈانٹ دیا اور وہ تیز ہو گیا تو ان صورتون مین شکار حلال ہے ف جاننا چاہیے کہ جہان ارسال اور زجر دونون پائے
جاتے ہون تو اعتبار ارسال کا ہے تو اگر ارسال مجوسی سے ہوا اور زجر مسلمان سے تو شکار حرام ہے اور جو ارسال مسلمان سے ہووے
اور زجر مجوسی سے تو شکار درست ہے اور جو ارسال وہان بالکل نہو صرف زجر ہو تو زجر کا اعتبار ہوگا پس اگر زجر مسلمان
سے ہو تو شکار حلال ہے اور جو مجوسی سے ہو تو حرام ہے کذا فی الاکمل ص اگر کتے کو یا باز کو ایک جانور پر چھوڑا اور اوسنے
دوسرے جانور کو پکڑا تو وہ حلال ہے ف یہ ہمارے نزدیک ہے اسواسطے کہ اس قسم کی تعلیم نہین ہو سکتی کہ جس جانور
کو معین کر دیوے اوسی کو پکڑے اور امام مالک کے نزدیک حلال نہین ہے اور اگر کتے کو بسم اللہ کہکر ایک شکار پر چھوڑا اور
اوسنے جا کر اوسکو مارا پھر دوسرے شکار کو مارا دونون حلال ہین جیسے ایک تیر ایک شکار کو لگے پھر دوسرے کو لگ گیا
تو دونون حلال ہونگے اسیطرح اگر کتے کو بہت سے جانورون پر چھوڑا ایک ہی بار بسم اللہ کہکے اور اوسنے کئی جانور
مارا تو سب حلال ہین لیکن اگر دو بکریون کو ایک بار بسم اللہ کہکے ذبح کریگا تو دوسری بکری درست نہوگی کذا فی الاکمل
ص اگر ایک شکار کو بسم اللہ کہکے تیر مارا اور اوسکا کوئی عضو جدا ہوگیا تو شکار حلال ہے لیکن وہ عضو نہ کھایا جاویگا
ف اور امام شافعی کے نزدیک دونون کھائے جاوینگے دلیل ہماری قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو عضو جدا
کیا جاوے جانور سے اور وہ زندہ ہو تو وہ عضو میت ہے روایت کیا اوسکو ابوداود اور ترمذی نے ابی واقد لیثی سے ص
اور اگر وہ جانور اسطرح کٹ گیا کہ اوسکے دو ٹکڑے ہوگئے اثلاثا یعنی دو حصہ چوتڑ کیطرف اور ایک حصہ سر کیطرف یا اوسکا سر
آدھا کٹ گیا یا زیادہ کٹ گیا تو دونون ٹکڑے کھائے جاوینگے ف اسواسطے کہ ان صورتون مین حیوۃ اوسکی
ممکن نہین زیادہ حیوۃ مذبوح سے اور اوسکا اعتبار نہین تو حدیث اسکو شامل نہوگی برخلاف اوس صورت کے
کہ دو حصہ اوسکے سر کی جانب مین ہووے اور ایک حصہ سرین کیجانب مین کیونکہ یہان حیوۃ ممکن ہے تو سرین والا حصہ
حرام ہوگا اور سر کی جانب کے دو حصے درست ہونگے اور برخلاف اوس صورت کے جب نصف سے کم سر کٹا ہو کیونکہ یہان بھی
حیوۃ کا احتمال ہے زیادہ حیوۃ مذبوح سے ص تو اگر شکار کو تیر مارا ایک شخص نے پھر دوسرے شخص نے تیر مارا تو اگر اول کے

تیر مارنے سے وہ جانور سست ہوگیا تھا تو جانور پہلے شخص کو ملیگا اور کھانا اوسکا حرام ہوجاویگا اور دوسرا تیر مارنے والا پہلے
شخص کو تاوان دیگا اوسکی قیمت کا جو بعد زخمی ہونے کے ہووے اور جب پہلے تیر سے وہ جانور سست نہیں ہوا تھا تو
وہ جانور دوسرے شخص کو ملیگا اور کھانا اوسکا حلال ہوگا **ف** اول صورت میں حرام سو اسلئے ہوگا کہ جب پہلے
تیر سے وہ سست ہوگیا تو اب ذکات اختیاری پر قدرت ہوگئی تو ذکات اضطراری ناجائز ہوگی اور دوسری صورت میں
حلال ہوگا اسلئے کہ پہلے تیر سے وہ جانور سست نہیں ہوا تھا تو قدرت ذکات اختیاری کی حاصل نہیں ہوئی تھی
**ص** اور شکار کرنا ہر جانور کا درست ہے خواہ گوشت اوسکا حلال ہووے یا حلال نہووے **ف** جیسے لومڑی
بھیڑیا یا ریچھ سیہ وغیرہ تو سوا سور کے اور جانوروں کی کھال اور گوشت شکار سے پاک ہوجاویگی کذا فی الاصل

## کتاب الرہن

یہ کتاب ہے رہن یعنی گرو رکھنے کے بیان میں رہن کا جواز کلام اللہ سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِنْ كُنْتُمْ
عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوْضَةٌ یعنی اگر ہو تم سفر میں اور نہ پاؤ تم لکھنے والا پس گرو ہے قبضہ کی ہوئی
اور حدیث سے روایت کیا بخاری مسلم نے عائشہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خریدا ایک یہودی سے غلہ اور رہن کردی
اوسکے پاس زرہ اپنی لوہے کی اور منعقد ہوا اجماع اسپر **ص** رہن کے معنی شرع میں یہ ہیں کہ چیز کو روک دینا بعوض
اوس حق کے جسکا حاصل کرلینا ممکن ہو اوس شی مرہون سے مثل دین کے **ف** پس دین کا حصول کرلینا شی مرہون
سے ممکن ہے اوسکو بیچکر بخلاف عین کے کہ وہاں صورت مطلوب ہوتی ہے اور تحصیل صورت دوسری شی سے نہیں
ہوسکتی جاننا چاہیے کہ شی مرہون کے مالک کو راہن کہتے ہیں یعنی جو رہن رکھتا ہے اور جو رہن لیتا ہے اوسکو مرتہن کہتے ہیں
اور جس چیز کو رہن رکھتے ہیں اوسکو مرہون اور رہن کہتے ہیں **ص** اور منعقد ہوتی ہے رہن ایجاب اور قبول سے
لیکن لازم نہیں ہوتی تو راہن کو شی مرہون کا تسلیم کردینا اور عقد رہن سے رجوع کرنا درست ہے **ف** کیونکہ ابھی رہن
تمام نہیں ہوئی اسلیئے کہ تمام اوسکا قبض سے ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک نفس عقد سے تمام ہوجاتی ہے اور دلیل ہماری
آیت ہے کلام اللہ کی جو اوپر گذری اور اوسمیں قبضہ کی قید ہے **ص** پھر جس وقت راہن نے شی مرہون کو تسلیم کردیا مرتہن
کو اور مرتہن نے اوسپر قبضہ کرلیا اور وہ شی مرہون مقسوم تھی شائع نہ تھی اور راہن کے حقوق سے مشغول نہ تھی فارغ تھی
**ف** یہاں تک کہ اگر راہن کے حق سے مشغول ہوگی تو رہن جائز نہوگی جیسے رہن کرنا زمین کا بدون اشجار کے
جو اوسمیں ہیں یا رہن کرنا شجر کا بدون پھلوں کے جو اوسپر ہیں یا رہن کرنا اوس گھر کا جسمیں اسباب راہن کا ہے بدون
اسباب کے کذا فی الاصل **ص** اور تمیز تھی **ف** یعنی اگر متصل ہووے راہن کے حق سے خلقت سے جیسے
پھل درخت کے تو واجب ہے کہ اوسکو جدا کردیوے تو فرغ سے مقصود یہ ہے کہ محل حال سے خالی ہو جب مال
مرہون نہو پہر تو اتصال مثل ساتھ مال کی خلقت سے ہووے یا مجاورت سے اور تمیز سے غرض یہ ہے کہ مال جدا ہو
اوس محل سے جو غیر مرہون ہے یعنی اتصال خلقی نرکھتا ہو یہاں تک کہ اگر اتصال بسبب مجاورت کے ہوگا تو وہ معتبر
نہیں ہے جیسے رہن اوس اسباب کا جو راہن کے مکان میں ہو درست ہے اگرچہ وہ اسباب مال ہے مکان میں

اور مکان اوسکا محل ہو معلق نہین ہو اسواسطے کہ یا تقسیل خلقی نہین ہے کہ گنا فی الاکمل مع تفصیل **ص** تو اب رہن لازم ہو گئی اور تخلیہ رہن مین قبض ہے جیسا بیع کے **ف** تخلیہ یہ ہو کہ راہن شی مرہون کو ایسے مقام مین رکھ دیوے کہ مرتہن اوسکے لینے پر قادر ہو جاوے یہ ظاہر الروایۃ مین ہے اور ابو یوسف سے منقول ہو کہ شی منقول مین قبضہ ثابت نہین ہوتا مگر نقل سے اسواسطے کہ رہن قبض موجب ہو واسطے ضمان کے بمنزلہ غصب کے **ص** تو جب شی مرہون مرتہن کے قبضے مین آگئی تو اب مرتہن اوسکا ضامن ہو گیا **ف** اور شافعی رح کے نزدیک مرتہن پر بالکل ضمان نہین ہو بلکہ شی مرہون اوسکے پاس امانت ہو اور شی مرہون کے تلف ہو جانے سے دین ساقط نہوگا اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین روکی جاویگی رہن جسنے اوسکو رہن رکھا اوسی کے لیے ہین منافع اوسکے اور اوسی پر ہو تاوان اوسکا روایت کیا اوسکو ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین ابوہریرہ رض سے اور کہا ابو داؤد نے کہ نہین روکی جاویگی رہن اسی قدر ہے کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور باقی کلام سعید بن المسیب کا ہو نقل کیا اسکو زہری نے اون سے اور کہا کہ یہی صحیح ہو اور روایت کیا اوسکو شافعی رح نے مرسلا سعید بن المسیب سے کہا شافعی نے کہ معنی اس حدیث کے یہ ہین کہ تاوان مرہون کا راہن پر ہو اور دین اوسکے ہلاک سے ساقط نہوگا اور دلیل ہماری قول ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطے مرتہن کے جب اوسکے پاس مرہون گھوڑا ہلاک ہو گیا کہ تیرا حق جاتا رہا یعنی دین ساقط ہو گیا روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے مراسیل مین عطا سے اور بھی روایت کی ابو داؤد نے مراسیل مین اوزاعی سے مرسلا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہن بعوض اوس چیز کے ہو جسمین وہ رہن ہو کہا ابن القطان نے کہ یہ حدیث مرسل صحیح ہو اور نکالا طحاوی نے ابو الزناد سے بسند صحیح کہ کہا انھون نے پایا مینے اون فقہا کو کہ جنکے قول کا اعتبار ہو اون مین سے سعید بن المسیب اور عروۃ بن الزبیر اور قاسم ہین کہ کہا ان سبھون نے رہن بعوض اوس چیز کے ہو جسمین وہ رہن ہو یعنی جب مرہون ہلاک ہو جاوے اور قیمت اوسکی پوشیدہ ہو اور رفع کرتے تھے اسکا ایک ثقہ طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ذکر کیا صاحب ہدایہ نے کہ اجماع کیا سب صحابہ اور تابعین نے مضمون ہونے پر رہن کے مگر اختلاف کیا انھون نے کیفیت ضمان مین تو قول شافعی رح کا مخالف ہو اجماع کے اور مراد اوس حدیث سے یہ ہو کہ رہن کو مرتہن روک نہین سکتا اسطرح پر کہ راہن اوسکو چھوڑ دے یہی منقول ہو سلف سے جیسے طاؤس اور ابراہیم نخعی وغیرہما رحمہم اللہ اور ذکر کیا مالک نے موطا مین اس حدیث کو مرسلا سعید بن المسیب سے اور کہا کہ تفسیر اوسکی یہ ہو کہ راہن ایک شی کو رہن کرے اور قیمت اوسکی دین سے زیادہ ہووے تو مرتہن سے کہے کہ اگر تو دین اس میعاد پر ادا کریگا تو وہ چیز میری ہو جاویگی یا راہن یون کہدیوے کہ اگر مین دین فلان مدت تک ادا نکرون گا تو وہ شی تیری ہو جاویگی تو منع کر دیا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس اگر راہن بعد میعاد کے بھی نہ در رہن لیکر آوے تو مرہون اوسکی ہلیگی **ص** پس اگر تلف ہو جاویگی تو مرتہن پر تاوان لازم ہوگا کمتر کا دین اور قیمت مین سے **ف** یعنی اگر دین کم ہوگا اور قیمت زیادہ تو تاوان دین ہوگا اور جو قیمت کم ہوگی تو قیمت سے اور جو دونون برابر ہونگے تو بھی دین سے جیسا بیان اوسکا ہوا **ص** تو اگر دین اور قیمت مرہون کی دونون برابر ہین تو دین ساقط ہو جاویگا اور اگر قیمت مرہون کی

ل۵ اور لفظ اس حدیث کا یہ ہو اوزاعی کا الرہن ... اور یہ حدیث مرسل اور مسند دونون طرح مروی ہو لیکن مسند کو دارقطنی نے بسند ضعیف روایت کیا ہو لیکن مرسل قوی ہو اور ... مرسل صحیح ... من تعلیق ... شرح الہدایۃ

زیادہ ہو اور دین کم ہو تو جسقدر دین سے زیادہ ہو وہ مرتہن کے پاس امانت ہو **ف** پس ضمان دینگا مرتہن کو در صورت ہلاک کچھ نہ دینا ہوگا **ص** اور جو دین زیادہ ہو اور قیمت کم ہو تو بقدر قیمت دین ساقط ہو جائیگا اور جسقدر دین اوسکی قیمت پر زائد ہو اوسکا مرتہن راہن سے لیگا **ف** مثلاً زید نے عمرو کے پاس ایک گھوڑا رہن رکھا سو روپیہ کے بدلے وہ گھوڑا ہلاک ہوگیا تو اگر گھوڑے کی قیمت بھی سو روپے تھی تو برابر برابر دونوں چھوٹ جاوینگے نہ زید عمرو سے کچھ لیگا نہ عمرو کچھ زید سے اور جو گھوڑے کی قیمت سوا سو روپیہ تھی تو بھی سو روپیہ تو دین کے ساقط ہونگے اور پچیس زید کے گویا امانت تھی عمرو پاس تو اوسکا بھی تاوان عمرو نہ دیگا اور جو قیمت اوسکی پچھتر روپیہ تھی تو عمرو پچیس روپیہ زید سے لیگا اور پچھتر ساقط ہو جاوینگے **ص** اور مرتہن کو جائز ہے اپنا دین طلب کرنا راہن سے اور قید کرانا راہن کو اپنے دین کے بدلے میں اور محبوس رکھنا شی مرہون کا بعد فسخ ہو جانے عقد رہن کے یہانتک کہ اپنا دین وصول کرے یا معاف کردیوے اور نہیں جائز ہے مرتہن کو نفع اوٹھانا مرہون سے مثلاً غلام لونڈی مرہون سے خدمت لینا یا مکان مرہون میں سکونت کرنا یا پہننا مرہون کو پہننا یا کرایہ دینا یا عاریت دینا **ف** اسواسطے کہ حدیث سعید بن المسیب میں ہے کہ شی مرہون کے منافع راہن کے ہیں روایت کیا اوسکو ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں مگر جب راہن اجازت دیدیوے مرتہن کو نفع اوٹھانے کی تو درست ہے اور بعضوں نے کہا کہ مرتہن کو فائدہ لینا جائز نہیں ہے بھی راہن کی اجازت سے اسلیئے کہ سود ہے درمختار اور طحطاوی میں ہے کہ قول اول مفتی بہ ہے اور قول ثانی محمول ہے تقوی پر **ص** پھر اگر مرتہن نے اوس سے فائدہ حاصل کیا تو وہ متعدی ہوگیا لیکن رہن باطل نہوگی بسبب تعدی سے اور جب مرتہن اپنا دین طلب کرے تو اوسکو شی مرہون کے حاضر کرنیکا حکم ہوگا **ف** مگر جب شی مرہون کے حاضر کرنے میں دقت ہو بوجہ بوجھ یا کسی معتمد پاس رکھنے کے سبب سے درمختار **ص** پس اگر مرتہن نے مرہون کو حاضر کردیا تو اوسکا پورا دین اوسکو دیا جاوے پہلے پھر شی مرہون راہن کو دیجاویگی اور اگر مرتہن نے اپنا دین طلب کیا کسی اور شہر میں سوا اوس شہر کے جہاں عقد رہن ہوا تھا تو اگر مرہون کے لانے میں باربرداری کی مشقت نہو تو مرہون کو حاضر کرنا پڑیگا ورنہ نہ پڑیگا اور دین اوسکو دیدیوینگے بغیر حاضر کرنے مرہون کے **ف** اور قہستانی نے نقل کیا ذخیرہ سے کہ اگر مرتہن مرہون کے حاضر کرنے پر قادر نہو باوجود موجود ہونے مرہون کے تو اوسپر حاضر کرنے کا حکم نہوگا لیکن اگر راہن دعوی تلف ہوجانے مرہون کا کرتا ہوگا تو مرتہن سے حلف اوسکے عدم تلف پر لے سکتا ہے اور اگر رہن کے بدل رہن باقساط ٹھہرا ہو تو ہر قسط کے وقت مرہون کا حاضر کرنا بعضوں کے نزدیک ضروری ہے اور بعضوں کے نزدیک اگر راہن دعوی ہلاک مرہون کا کرتا ہے تو احضار ضروری ہے ورنہ نہ قاموس درمختار طحطاوی **ص** اور مرتہن کو حکم نہوگا احضار رہن کا جب وہ دین طلب کرے اوس صورت میں کہ اوسنے مرہون کو کسی عدل کے پاس رکھا ہو اور اسی طرح حکم نہوگا احضار ثمن رہن کا اگر مرتہن نے شی مرہون کو راہن کے حکم سے بیچ ڈالا ہو جب تک وہ کل دین اپنا وصول نکرے اسی طرح مرتہن کو حکم نہوگا کہ راہن کو شی مرہون بیچنے دیوے جبتک اپنا دین وصول نکرلے اسی طرح اگر راہن نے کچھ دین ادا کیا تو مرتہن کو یہ حکم نہوگا کہ بقدر اوسکے اسباب مرہون پھیر دیوے جبتک کوڑی کوڑی اپنا روپیہ نہ پالے اور مرتہن کو یہ ضروری ہے کہ حفاظت شی مرہون کی آپ کرے یا اپنے

اہل وعیال سے کیلئے مثل جورو اور لڑکے اور لڑکی اور خادم کے جو اوسی کے پاس رہتے ہین اور جو ان کے سوا اور لوگ ہین اون سے حفاظت کراویگا یا مرہون کو کسی کے پاس امانت رکھیگا ف یا عاریت دیگا یا اجارہ دیگا یا خدمت لیگا در مختار ص یا اوسپر تعدی کریگا تو ضامن ہوگا ف وسعت یا کمی مرہون کی قیمت کا در مختار ص اگر انگشتری ہو کواپنی چھنگلیا مین پہنا اور وہ تلف ہو گئی تو ضمان ہوگا اور جو اور کسی انگلی مین پہنے تو ضمان نہوگا ف اسلئے کہ چھنگلیا مین پہنا استعمال ہی اور دوسری انگلی مین رکھنا استعمال نہین ہی بلکہ حفاظت کے واسطے ہی کذا فی الاصل حاصل اسکا یہ ہی کہ اگر شی مرہون کو اسطرح اپنے پاس رکھے کہ عرف مین استعمال ہو تو اسکی تلف سے ضمان ہوگا اور جو عرف مین استعمال کہلاوے جیسے دو تلوارین مرہون باندھنا تین تلوارین تو ضمان لازم ہوگا ص اخراجات حفاظت شی مرہونہ جیسے بیت الحفظ کا کرایہ اور نگہبان کی تنخواہ مرتہن پر ہونگے اسی طرح اگر مرہون مرتہن کے پاس سے نکل جاوے جیسے غلام بھاگ جاوے اوسکے لانے والے کی اجرت تو بھی مرتہن پر ہی جب قیمت شی مرہون کی دین کے برابر ہو یا کم ہو ویلے مرہون کا کوئی جز نکل جاوے جیسے عضو مجروح کا معالجہ تو بھی مرتہن پر ہی جب قیمت شی مرہون کی دین کے برابر یا کم ہو اور جو ان دونو صورتون مین قیمت مرہون کی دین سے زیادہ ہووے تو اوسکی تقسیم کرینگے مضمون اور امانت پر تو جسقدر مضمون ہی اوسقدر خرچ مرتہن پر ہی اور جسقدر امانت ہی اوسقدر خرچ راہن پر ہی ف مثلاً دین سو درم ہی اور غلام مرہون کی قیمت دو سو درم ہین اور اوسکے علاج مین یا پکڑ لانے مین دس درم صرف ہوئے تو پانچ راہن پر ہونگے اور پانچ مرتہن پر ص برخلاف اخراجات کرایہ مکان کے جسمین حفاظت شی مرہون کی کیجاتی ہی کہ وہ کل مرتہن پر ہونگے اگرچہ قیمت مرہون کی دین سے زیادہ ہووے اور اخراجات ذات مرہون کی اور اوسکی اصلاح منافع کی جیسے غلام مرہون کا کھانا کپڑا اور چرائی کی اجرت یا دایہ کی اجرت یا بچا بانی باغ کی اور مثل اسکے اوسمین راہن پر ہونگے ف راہن نے کہا کہ یہ میرا مرہون نہین ہی اور مرتہن نے کہا کہ یہ وہی ہی جو تونے میرے پاس رہن رکھا تھا تو مرتہن ہی کا قول مقبول ہوگا در مختار

## باب بیان مین اون چیزونکے جنکا رہن کرنا درست ہی اور جنکا درست نہین

صحیح نہین ہی رہن مشاع کا ف مطلقاً خواہ شیوع طاری ہو یا اصلی ہو اپنے شریک پاس ہو یا غیر شریک پاس قسمت پذیر ہو یا نہو در مختار ص اور پھلون کا درخت کے بدون درخت کے اور درختون کا یا کھیت کا یا عمارت کا بدون زمین کے اسیطرح زمین کا بدون درخت یا عمارت یا کھیت کے یا درخت کا بدون پھلون کے اور مکاتب اور مدبر اور ام ولد ف اور وقف کا در مختار ص اسیطرح صحیح نہین ہی رہن بدلے مین امانت کے ف جیسے ودیعت یا مال مضاربت یا مال شرکت یا عاریت کے صورت اسکی یونہی کہ زید نے مثلاً کچھ مال امانتاً یا مضاربتاً یا عاریتاً عمرو سے لیا عمرو نے زید سے کہا کہ اوسکے عوض مین کوئی شی اپنی عمرو پاس گرو کردے واسطے اعتبار کے تو یہ رہن صحیح نہین ہی ص اور رہن بالدرک ف صورت اسکی یہ ہی کہ زید نے ایک گھر عمرو کے ہاتھ بیچا اب عمرو کو یہ خوف ہی کہ شاید یہ گھر کسی کا نکلے اوسوقت ثمن زید سے وصول نہو سکے تو بکر نے عمرو کے تسکین کے لیے کوئی چیز اپنی عمرو پاس گرو کردی تو یہ رہن باطل ہی اسیطرح اگر رہن کیا کسی چیز کو بعوض اوس حق کے جو دوسرے پر نکلے تو بھی نہین جائز ہی لیکن کفالت

صحیح درست ہو گا کذا فی الاصل ص اور رہن بعوض اون عین کے جو مضمون بغیرہا ہو یعنی وہ چیز جسکا تاوان مثل
یا قیمت سے معین ہی جیسے رہن بعوض اوس مبیع کے جو بائع کے قبضے مین ہو ف یعنی بائع نے مبیع کو بیچا لیکن
اوسکو تسلیم نہیں کیا مشتری کو اب بائع مشتری کی تسکین کے لیے کوئی چیز بدلے مین مبیع کے گرو کر دیوے تو رہن
ناجائز ہی اسواسطے کہ اگر مبیع ہلاک ہو جاوے تو بائع اوسکا ضمان نہ دیگا نہ مثل نہ قیمت سے لیکن ثمن البتہ ساقط ہو جاویگی اور
وہ بائع کا حق ہی کذا فی الاصل ص اور رہن بعوض حاضر ضامنی کے ف یعنی ایک شخص کا حاضر ضامن ہوا اور اسنے
کفیل پاس کوئی چیز اپنی گرو کر دی تو یہ رہن باطل ہی اور جو بالقصاص ہو اور اوسمین کفیل کی تسکین کے لیے کوئی چیز اوسکے
پاس گرو کرے تو درست ہی کذا فی المخ ص اور قصاص کے خواہ قصاص بالنفس ہو یا دون النفس ف
یعنی زید پر قصاص واجب ہوا تو وہ مدعی کے پاس کوئی چیز اپنی گرو کر دیوے اسلیے کہ قصاص نہیں رو کے گا ص
اور شفعہ کے ف مثلاً بائع یا مشتری نے کوئی شی گرو کر دی شفیع پاس تا مکان کا شفعہ چھوڑ دے تو یہ رہن باطل ہی
اسلیے کہ شفیع کا کوئی دین بائع اور مشتری پر نہیں ہی ص اور نوحہ گر یعنی رونے پیٹنے والے کی یا گانے والی کی اجرت
کے بدلے مین ف اسواسطے کہ یہ فعل شرعاً ممنوع ہین اور انکی اجرت کچھ لازم نہیں ہی ص اور غلام جانی یعنی جس سے
کوئی قصور ہوا ہو یا غلام مدیون کے بدلے مین ف اسواسطے کہ مولی پر اونکا ضمان نہیں ہی کیونکہ اگر وہ غلام ہلاک
ہو جاوے تو مولی کو کچھ دینا نہ پڑیگا تو جب ان صورتون مین رہن صحیح ہوا تو راہن مرہون کو مرتہن سے لے سکتا ہی اور اگر قبل طلب
راہن کے مرہون مرتہن پاس تلف ہو جاوے تو مفت تلف ہو جاویگا اسواسطے کہ رہن باطل کے لیے کوئی حکم ضمان کا نہیں ہی
تو باقی رہا قبضہ مرتہن کا مالک کی اجازت سے کذا فی الاصل ص اور نہیں صحیح ہی رہن رکھنا اور نہ رہن لینا خمر کا مسلمان کو اگرچہ
ذمی سے رہن لیوے تو اگر مسلمان نے خمر رہن رکھا ذمی پاس اور وہ خمر تلف ہو گیا تو ذمی پر کچھ تاوان نہیں ہی اور جو ذمی
نے مسلمان پاس خمر رکھا اور وہ تلف ہو گیا تو مسلمان پر ضمان آویگا ف اسواسطے کہ خمر ذمیون کے حق مین مال متقوم ہی
نہ مسلمان کے حق مین کذا فی الاصل ص اور صحیح ہی رہن عوض عین اون عین کے جنکا ضمان مثل یا قیمت سے لازم
آتا ہی جیسے عوض عین مغصوب کے یا بدل خلع کے یا مہر کے یا بدل صلح کے قتل عمد سے ف اسلیے کہ یہ چیزین اگر بعینہا قائم
ہوتی ہین تو عین واجب ہوتا ہی اور جو تلف ہو جاتی ہین تو مثل یا قیمت دینا پڑتا ہی تو رہن انکے عوض مین صحیح ہوگا ص
اور بدلے مین دین کے اگرچہ دین موعود ہو ف یعنی قرض اوسکا وعدہ کرے مثلاً زید نے ایک چیز اپنی گرو کر دی
عمرو پاس تا عمرو اوسکو اسقدر روپیہ قرض دیوے ص تو اگر اس صورت مین رہن ہلاک ہو گیا مرتہن پاس تو مرتہن پر
جسقدر روپے کا اوسنے وعدہ کیا تھا دینا لازم ہو گا ف جب دین موعود مرہون کی قیمت کے برابر ہووے اور جو کم ہووے
تو قیمت دینا لازم آویگا در مختار ص اور بدلے ثمن راس المال اور مسلم فیہ کے عقد سلم مین اور ثمن کے عقد صرف مین
تو جب راس المال یا ثمن صرف کے بدلے مین رہن کیا تو اگر مرہون تلف ہو گیا قبل جدا ہونے متعاقدین کے تو عقد سلم اور صرف
تمام ہو گئی اور مرتہن اپنا حق پا چکا اور جو متعاقدین جدا ہو گئے قبل ادا کرنے راس المال یا ثمن صرف کے اور مرہون
کے ہلاک ہونے کی تو صرف اور سلم باطل ہو گئی ف اور جو رہن بدلے مین مسلم فیہ کے ہوا ہی تو مطلقاً صحیح ہی تو جب رہن

تلف ہو جاویگا تو وہ عوض ہو جاویگا مسلم فیہ کا یعنی رب السلم اپنا حق پا چکا کذا فی الاصل ص اگر مسلم فیہ کے عوض مین مسلم الیہ
نے کوئی چیز رہن رکھدی بعد اوسکے عقد سلم فسخ ہو گیا تو رب السلم شی مرہون کو روک سکتا ہے جب تک اپنا راس المال
نہ پا لیوے اور جو وہ شی مرہون رب السلم پاس تلف ہو گئی بعد فسخ سلم کے تو رب السلم مثل مسلم فیہ کا مسلم الیہ کو دیکر اپنا راس المال
لے لیوے ف اسواسطے کہ رہن جب رب السلم پاس تلف ہو گیا تو گویا مسلم فیہ اوسکو پہونچ گئی اور عقد فسخ ہو چکا
تو اوسپر مسلم فیہ کا پھیرنا واجب ہے اسلیے مسلم فیہ کا مثل مسلم الیہ کو دیکر اپنا راس المال لے لیوے ص باپ کو اپنے دین کے
عوض مین صغیر کا غلام رہن رکھنا درست ہے ف اسی طرح وصی کو پھر اگر مرہون تلف ہو جاوے تو بقدر دین باپ یا وصی
صغیر کے لیے ضامن ہونگے نہ زیادہ کے دہ ختنا ص اگر ایک شخص نے غلام یا سرکہ یا جانور مذبوح خریدا اور اوسکے ثمن کے
عوض مین بائع پاس کوئی چیز گرو کر دی بعد اوسکے وہ غلام آزاد نکلا اور وہ سرکہ خمر نکلا اور وہ جانور مردار نکلا اور شی مرہون بائع
پاس تلف ہو گئی تو بائع پر اوسکا ضمان لازم آویگا ف تو اگر قیمت مرہون کی برابر ثمن کے ہے یا اوس سے زیادہ تو بقدر ثمن
بائع کو ضمان دینا ہو گا اور جو اوس سے کم ہے تو بقدر قیمت ص ایک شخص منکر تھا دین کا لیکن اوسنے صلح کر لی مدعی سے
اور بدل صلح کے بدلے مین کوئی چیز گرو کر دی پھر دونوں نے باہم ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ واقع مین دین نہ تھا تو
شی مرہون راہن کو پھیر دیجاویگی اور جو وہ شی مرتہن پاس تلف ہو گئی تو اوسکا ضمان مرتہن پر آویگا اور صحیح ہے رہن رکھنا
چاندی اور سونے اور مکیل اور موزون کا تو اگر رہن رکھا ان چیزون کو اپنی جنس کے ساتھ اور مرہون ہلاک ہو گیا تو ہلاک ہوگا بمقابلہ
مثل اوسکے دین مین سے از روے وزن یا کیل کے نہ باعتبار کھوٹے اور کھرے پن کے ف یعنی جودت اور رداءت
کا اعتبار نہ ہو گا یہ مذہب امام کا ہے اور صاحبین کے نزدیک جودت و رداءت کا اعتبار ہے تو قیمت مرہون کی لگا کر خلاف
جنس سے اوسکو رہن کر دینگے بعوض مرہون کے مثلا ایک ابریق چاندی کی جسکا وزن دس درم تھا دس درم کے عوض مین
رہن رکھی اب وہ ابریق تلف ہو گئی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک دین کے مقابلہ مین ہلاک ہو گئی یعنی دین ساقط ہو گیا اور
صاحبین کے نزدیک اگر قیمت ابریق کی دس درم ہے یا زیادہ ہے تو ایسا ہی حکم ہے اور جو قیمت اوسکی دس درم سے کم ہے مثلا
آٹھ درم ہین تو اون آٹھ درم کے بدلے مین سونا خریدکر کے بعوض اون دس درم کے رہن کر دینگے کذا فی الاصل
ص شخص نے کوئی چیز اپنی بیچی اس شرط پر کہ مشتری کسی معین چیز کو اوسکی ثمن کے بدلے مین رہن کر دیوے
یا کسی معین شخص کی ضمانت دیدیوے تو یہ عقد صحیح ہے استحسانا ف اور جو مرہون یا کفیل معین نہووے تو عقد فاسد ہے
کذا فی الاصل ص لیکن مشتری پر جبر کیا جاویگا رہن رکھنے پر ف اسواسطے کہ رہن اور وعدہ رہن لازم الوفا
نہین ہے اور زفر کے نزدیک جبر ہوگا ص البتہ بائع کو فسخ کا اختیار ہوگا اگر مشتری ثمن بیع کی نقد نہ دیوے یا اوس شی
کی قیمت جسکی رہن کرنیکا وعدہ کیا تھا بعوض رہن کے بائع کے حوالے نکرے تو اگر کسی نے ایک چیز مول لیکر بائع سے یہ کہا کہ
اس کو تو اپنے پاس رہنے دے جب تک مین اسکا ثمن ادا کرون تو وہ شی ثمن کے عوض مین بائع پاس رہن ہو جاویگی
ف اسواسطے کہ معنی رہن پائے گئے گو الفاظ رہن کے نہ آوین پھر اگر مشتری اوسکو نہ چھڑاوے اور اوس شی کے بگڑ جانے
کا خوف ہو جیسے گوشت ہو یا اور کوئی کھانا ہووے تو بائع کو درست ہے کہ کسی اور کے ہاتھ بیچ ڈالے تو اگر ثمن اول سے

زیادہ پہنچے تو زیادتی خیرات کر دیوے درمختار ص اگر زید عمرو اور بکر کا مدیون تھا اب زید نے دونوں کے قرضے کی بابت میں دونوں پاس ایک چیز کو رہن کر دیا تو صحیح ہے اور ہر ایک کے پاس پوری شی رہن ہوگی ف یعنی یہ نہوگا کہ نصف ایک کے پاس گرو ہووے اور نصف دوسرے پاس اور یہ برخلاف ہبہ کے ہے کہ ہبہ ایک چیز کا دو شخصوں کو امام کے نزدیک نادرست ہے ص تو اگر عمرو اور بکر نے اوس شی کے رکھنے کی باری مقرر کر لی یعنی مثلاً ایک دن وہ شی عمرو کے پاس رہے اور ایک دن بکر پاس تو ہر ایک دوسرے کی باری میں مثل عدل کے ہوگا اور جو وہ شی ہلاک ہو جاویگی تو ہر ایک پر ضمان اوسکا بقدر حصہ دین کے لازم آویگا پس اگر زید نے عمرو کا قرضہ ادا کر دیا تو وہ شی پوری کی پوری بکر پاس رہیگی جب تک اوس کا قرضہ ادا نہو ویے اور جو عمرو و بکر زید کے مقروض تھے اون دونوں نے اپنے قرضے کے عوض میں ایک شی زید کے پاس گرو کر دی تو صحیح ہے وہ چیز کل دین کے عوض میں گرو رہیگی جب زید پورا قرضہ اپنا دونوں سے نہ پالیگا جب تک وہ شی نہ دیگا اگر دو شخصوں نے دعوی کیا زید پر اسطرح پر کہ ہر ایک نے یہ کہا کہ زید نے اس غلام کو جو اب بالفعل زید کے قبضے میں ہے میرے پاس گرو رکھا اور مجھے تسلیم کر کے پھر لے گیا ہے اور دونوں نے اپنے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے ف اور تاریخ رہن کسی نے بیان نہ کی اسلیے کہ اگر تاریخ بیان کرینگے تو تاریخ سابق والا اولی ہوگا درمختار ص تو دونوں گواہیاں لغو اور باطل ہو جاوینگی ف اسواسطے کہ کوئی صورت ترجیح کی یہان نہیں ہے اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ آدھا غلام ایکے پاس رہن ہووے اور آدھا اوسکے پاس رہن ہووے اور نہ کوئی اون دونوں میں سے اوس غلام پر قابض ہے تا قبضہ سے ترجیح ہو اوسکے رہن کو ص اور جو راہن مر گیا ہووے اور غلام مرہون دونوں کے قبضے میں ہووے اور ہر ایک اسیطرح اپنے دعوی پر گواہ قائم کرے تو ہر ایک کے پاس نصف غلام کے رہن ہونے کا حکم ہوگا ف یہ قول ہے طرفین کا اور ابو یوسف کے نزدیک یہ باطل ہے اور وہی قیاس ہے اور دلیل طرفین کی اصل کتاب اور ہدایہ میں مذکور ہے مسائل ملحقہ میعاد مقرر کرنا رہن میں مفسد رہن ہے لیکن حکم رہن فاسد کا مثل حکم رہن صحیح کے ہے اگر راہن ایسا غائب ہو جاوے کہ اوسکا پتہ نہووے اور مرتہن قاضی کے پاس شی مرہونہ کی بیع کی درخواست کرے تو قاضی اوسکو بیچکر مرتہن کا روپیہ ادا کر سکتا ہے درمختار

## باب شی مرہون کو عدل کے پاس رکھنے کے بیان میں

اگر راہن اور مرتہن نے مرہون کو عدل کے پاس رکھا دیا اور عدل نے شی مرہون پر قبضہ کر لیا تو رہن تمام ہو جاویگی اور راہن اور مرتہن دونوں میں سے کسی کو اوسکے لے لینے کا اختیار نہوگا اور اگر عدل شی مرہون کو حوالے راہن یا مرتہن کے کریگا تو تاوان دیگا ف اسلیے کہ دونوں کا حق اوس سے متعلق ہے تو عدل راہن کا امانت دار ہے عین کے حق میں اور مرتہن کا امانت دار ہے مالیت کے حق میں اور ہر شخص دوسرے سے اجنبی ہے اور امانت دار جب تاوان لازم آتا ہے اگر وہ اجنبی کو دیدیوے کذا فی الدر ص اور اگر وہ شی مرہون عدل کے پاس تلف ہو جاوے تو مرتہن کے ضمان میں ہلاک ہوگی ف یعنی حکم اوسکا ایسا ہی ہوگا جیسے وہ شی مرتہن کے پاس ہوتی اور تلف ہو جاتی ص اور جو راہن قرضے کی میعاد پوری ہونے پر عدل کو یا کسی اور کو ف جیسے مرتہن یا اور کسی کو درمختار ص مرہون کے فروخت کرنیکے لیے وکیل کرے تو درست ہے پھر اگر یہ وکالت عقد رہن میں مشروط ہو تو راہن کے موقوف کرنے سے یا مر جانے سے

اور اوسکا وارث یا وصی ف رہیگی جاتی تو وکالت مرجاویگا وکیل اگر بلکہ ہوگا معزول وکیل وہ سے موت کی مرتہن یا
قائم مقام اوسکے ہوگا اور ابو یوسف کے نزدیک وصی اوسکا بیع کرسکتا ہے کذا فی الاصل اور درمختار مین ہے کہ وکیل بالبیع اس
مقام مین جبر کیا جاویگا اوپر بیع کے یعنی حاکم اوسکا قید کریگا تین روز اگر اسپر بھی نہ بیچے تو حاکم اوسکو بیچ ڈالیگا اور اگر یہ وکالت
بعد عقد رہن کے مشروط ہوئی ہو تو اسکا بھی حکم یہی ہے ص تو اگر راہن مرگیا تو اوس وکیل کو شی مرہون کی بیع ورثہ کی
غیبت مین بھی درست ہے ف اسلیے کہ وکیل کو راہن کی حیات مین بھی بغیر موجودگی اوسکی کے بیع درست تھی در مختار
ص راہن اور مرتہن مین سے کسیکو شی مرہون کا بیچنا بدون دوسرے کی رضامندی کے نہین ہوسکتا اگر بیت کرکے وعدے
کی پوری ہو جاوے اور راہن غائب ہووے تو وکیل پر جبر کیا جاویگا واسطے بیع مرہون کے اگرچہ عقد وکالت بعد رہن کے
مشروط ہوا ہو صحیح تر قول مین جیسے وکیل بالخصومت پر جب موکل غائب ہووے واسطے خصومت کے جبر کیا جاویگا تو اگر شی مرہون کو
عدل نے بیچ ڈالا تو اوسکا ثمن راہن رہیگا اب اگر ثمن عدل کے پاس تلف ہو جاوے تو حکم اوسکا ایسا ہوگا جیسے شی مرہون
تلف ہو جاوے سوا اگر عدل نے ثمن مرہون کا مرتہن کو دیا اب وہ شی مرہون سوا راہن کے اور کسی کی نکلی اور مرہون مشتری پاس
تلف ہوگیا ہے تو شخص مستحق کو اختیار ہے اگر وہ تاوان راہن سے لیوے قیمت مرہون کا اسلیے کہ وہ غاصب ہے تو بیع اور قبضہ
مرتہن کا ثمن پر دونون صحیح ہو جاوینگے اسواسطے کہ راہن شی مرہون کا مالک ہوگیا بوجہ ادا ضمان کے اور چاہے تاوان عدل سے لیوے قیمت مرہون کا اسلیے کہ وہ
متعدی ہے بسبب بیع اور تسلیم کے تو اسکو اختیار ہوگا یا راہن سے ضمان لیوے قیمت مرہون کا تو بیع اور قبضہ مرتہن کا ثمن پر دونون صحیح ہو جاوینگے یا ثمن مرتہن سے
پھیر لیوے اور قبضہ اوسی عدل کی ہو جاویگی اور مرتہن اپنا دین راہن سے وصول کر لیوے اور جو شی مرہون مشتری پاس موجود ہے تو مستحق اپنی شی اوس سے
لے لیوے اور مشتری عدل سے اپنی ثمن وصول کر لیوے پھر عدل کو اختیار ہے خواہ وہ راہن سے ثمن پھر لیوے تو قبضہ مرتہن
کا ثمن پر صحیح ہو جاویگا خواہ مرتہن سے ثمن پھیر لیوے اور وہ راہن سے اپنا دین پھر لیوے اور یہ اختیار عدل کو اوس صورت
مین ہے کہ وکالت عقد رہن مین مشروط ہوا اور جو بعد عقد رہن کے مشروط ہو تو عدل صرف راہن پر رجوع کریگا خواہ
مرتہن نے ثمن پر قبضہ کیا ہو یا نکیا ہو ف صورت اوسکی یہ ہے کہ عدل نے شی مرہون کو راہن کے حکم سے بیچا اور ثمن عدل
پاس جاتی رہے بغیر اوسکے تعدی کے بعد اوسکے مرہون کسی اور کا نکلا تو تاوان جو عدل پر ہوگا عدل اوسکا رجوع راہن پر کریگا
کذا فی الاصل ص اگر مرہون تلف ہوگیا مرتہن پاس بعد اوسکے معلوم ہوا کہ وہ سوا راہن کے اور کسی کا تھا اور اوس
شخص مستحق نے قیمت اوسکی راہن سے پھر لی تو مرہون ہلاک ہوا بعوض دین کے ف یعنی راہن اداے ضمان سے مالک
ہوگیا اوس شی مرہون کا اور مرتہن بسبب ہلاک مرہون کے گویا اپنا دین پاچکا ص اور جو مستحق نے
قیمت اوسکی مرتہن سے پھری تو مرتہن راہن سے مرہون کی قیمت اور اپنا دین بھی وصول کر لیوے

## باب بیان مین تصرف اور جنایت کے مرہون مین

اگر راہن نے شی مرہون کو بیچ ڈالا تو یہ بیع مرتہن کی اجازت پر یا اوسکا دین ادا کرنے پر موقوف رہیگی تو اگر مرتہن نے اجازت
دیدی یا مرہون کا بیع کی تو ثمن مرہون کی رہن رہیگی مرتہن پاس اور جو مرتہن نے اجازت نہ دی بلکہ بیع کو فسخ کیا تو فسخ نہوگی
صحیح تر قول مین مشتری کو چاہیے کہ صبر کرے یہان تک کہ مرہون چھوٹ جاوے یا اس امر کا مرافعہ کرے قاضی تک

تا وہ بیع کو فسخ کر دیوے **ف** جاننا چاہیے کہ مرتہن جب فسخ کر دے بیع راہن کو تو ایک روایت میں بیع فسخ ہو جاتی ہے لیکن اصح یہ ہے کہ فسخ نہو گی کذا فی الاصل **ص** اور صحیح ہے راہن کو آزاد کر دینا اور مدبر کر دینا اور ام ولد بنانا مرہون کا تو اگر راہن مالدار ہوا اور مرتہن کا دین بلا میعاد ہووے تو مرتہن اپنا دین راہن سے لے لیوے اور اگر دین میعادی ہو تو مرتہن مرہون کی قیمت راہن سے لیکر مرہون کی جگہ اوسکو میعاد تک رکھ چھوڑے اور جو راہن مفلس ہو تو آزاد کرنیکی صورت میں غلام سعی کرے کم مال کے ادا کرنے میں یعنی اگر قیمت کم ہو تو قیمت ادا کرے مشقت کر کے اور جو دین کم ہو تو دین ادا کرے اور جب مالک روپیہ والا ہو جاوے تو غلام مرتہن سے پھر لیوے اور مدبر اور مستولدہ کی سعی کرے کل دین کے ادا کرنے میں اور مولی پر رجوع نہیں کر سکتا اور راہن اگر مرہون کو تلف کر ڈالے اور وہ مالدار ہو تو دین اگر بلا میعاد ہے تو اوسی وقت مرتہن لے لیگا اور جو میعادی ہے تو اوسکی قیمت لیکر رکھ چھوڑیگا میعاد تک اور جو شخص اجنبی مرہون کو تلف کر ڈالے تو مرتہن قیمت اوسکی اوس شخص سے وصول کر کے رکھ چھوڑے اور یہ قیمت رہن رہیگی دین کے وصول تک بجائے مرہون کے اگر مرتہن شئی مرہون کو عاریتاً دیوے راہن کو اور راہن پاس وہ شئی تلف ہو جاوے یا راہن یا مرتہن ایک دوسرے کی اجازت سے کسی شخص ثالث کو مرہون عاریتاً دیوے تو ضمان شئی مرہون کا ساقط ہو جاویگا **ف** یعنی اوسکی ہلاک سے دین مرتہن کا ساقط نہوگا **ص** اور جو مستعیر پاس وہ شئی تلف ہو گئی تو مفت تلف ہو گی اور راہن اور مرتہن ہر ایک کو پہونچتا ہے کہ پھر بدستور سابق اوس شئی کو لیکر رہن کر دیوے تو اگر راہن نے شئی مرہون کو رد نہیں کیا مرتہن پر اور مر گیا تو مرتہن زیادہ حقدار ہے اوس شئی مرہون کا اور قرضخواہوں سے راہن کے **ف** اسواسطے کہ حکم رہن کا یہ ہے کہ جب راہن مر جاوے تو پہلے قرضہ مرتہن کا اوس شئی کو بیچکر دینگے بعد اسکے جو بچے گا وہ اور قرضخواہوں کو راہن کے ملیگا اور عاریت عقد غیر لازم ہے کذا فی الاصل **ص** اور اگر راہن مرتہن کو اذن دیوے مرہون کے استعمال کا یا مرتہن راہن سے مرہون کو عاریتاً لیوے واسطے استعمال کے تو اگر مرہون قبل عمل کے یا بعد عمل کے ہلاک ہو جاوے تو مرتہن اوسکا ضامن ہوگا **ف** یعنی دین اوسکا ساقط ہوگا **ص** اور جو حالت استعمال میں ہلاک ہو جاوے تو ضامن نہوگا **ف** اسواسطے کہ وہ ہلاک ہوا بطور امانت واسطے قائم ہونے قبضہ عاریت کے دہ مختار **ص** صحیح ہے عاریت لینا شئی کا واسطے گرو رکھنے کے تو مستعیر کو پہونچتا ہے کہ اوسکو جتنے پر چاہے گرو کرے بشرطیکہ استعارہ مطلق ہو اور اگر معیر نے مقید کر دیا ہو اوس رہن کو ساتھ مقدار دین کے یا جنس دین کے یا راہن معین یا شہر معین کے تو رہن اوسی قید کے ساتھ مقید ہوگا پھر اگر مستعیر اوسکے خلاف کرے اور معیر اوس سے تاوان لیوے تو عقد رہن درمیان میں مستعیر کے اور مرتہن کے تمام ہو جاویگا **ف** اسلیے کہ مستعیر ادائے ضمان سے اوس شئی کا مالک ہو گیا **ص** اور جو معیر مرتہن سے تاوان لیوے تو مرتہن دین اور جسقدر تاوان معیر کو دیا ہے دونوں راہن سے پھر لیوے اور جو مستعیر نے معیر کے کہنے کے خلاف نہ کیا اور وہ شئی مرتہن پاس تلف ہو گئی تو مرتہن اپنا دین پا چکا اگر قیمت اوسکی مثل دین کے ہووے یا زیادہ ہووے اور مستعیر بقدر اوس دین کے جتنا اوسنے مرتہن سے پایا ہے معیر کو دیگا یعنی قیمت اوس شئی کی اور جو قیمت اوس شئی کی دین سے کم ہووے تو مرتہن بقدر قیمت کے اپنا دین پا چکا اور باقی راہن سے لیگا **ف** یعنی جب معیر نے موافق کہنے معیر کے عمل کیا اور شئی مرہون مرتہن پاس ہلاک ہو گئی تو اگر قیمت اوسکی دین کی

اور دین بھی دس درم تھے تو گویا مرتہن اپنا دین پاچکا اور مستعیر دس درم معیر کو دیگا اور جو قیمت اوسکی پندرہ درم تھی اور دین دس درم تھا تب بھی مرتہن اپنا دین پاچکا اور مستعیر دس درم معیر کو دیگا کیونکہ مستعیر نے اسی قدر درم مرتہن سے لیے تھے اگرچہ قیمت اوسکی پندرہ درم ہین لیکن پندرہ کا ضمان نہ دیگا اور جو قیمت اوسکی دس درم ہی اور دین پندرہ درم ہین تو مرتہن نے اپنا ایک سو دین کا یعنی دس درم وصول پائے اور باقی پانچ درم مرتہن کے مستعیر پر باقی رہے لیکن اس صورت مین بھی مستعیر معیر کو دس درم دیگا اسلیے کہ معیر کی شے سے اسیقدر دین ساقط ہوا مستعیر کے ذمے سے کذا فی الاصل ص اور جو اس صورت مین معیر نے روپیہ دین کا ادا کر مرتہن کو دیا اور شے مرہونہ کا فک چاہا تو مرتہن پر جبر کیا جاوے گا قبول کرنے پر رہن کے اور شے مرہونہ معیر کو دینا پڑیگی بعد اوسکے معیر جسقدر روپیہ دین کا اوسنے دیا ہے مستعیر سے پھر لیگا اور جو مرہون ہلاک ہوگیا مستعیر پاس قبل رہن کے یا بعد فک رہن کے تو مستعیر ضمان نہ دیگا اگرچہ وہ مستعار سے خدمت یا سواری لے چکا ہووے ف اگر معیر اور مستعیر نے اختلاف کیا قدر مامور بہ مین رہن سے تو قول معیر کا مقبول ہی اور جو شے مرہون ہلاک ہوگئی بعد اسکے راہن اور مرتہن نے نزاع کیا دین مین اور قیمت مین بھی شے مرہونہ کے تو قول مرتہن کا مقبول ہی قدر دین اور قدر قیمت مین در مختار ص اگر راہن کسی قسم کی جنایت شے مرہون پر کرے تو اوسپر تاوان ہوگا جیسے جنایت مرتہن کی صورت مین بقدر جنایت کے دین اوسکا ساقط ہوگا اور جو مرہون جنایت کرے راہن یا مرتہن کی یا اون دونون کے مال کی تو وہ ہدر ہی یعنی باطل ہی اوسکا کچھ عوض نہین ہی اگر کسی شخص نے ایک غلام ہزار روپیہ کی قیمت کا رہن رکھا ہزار روپیہ میعادی پر اور نرخ کم ہوتے ہوتے اوسکی قیمت سو روپیہ رہ گئی اب اوس غلام کو کسی نے قتل کر ڈالا اور سو روپیہ کا تاوان دیا اب دین مرتہن کی مدت آپہنچی تو مرتہن اوسی سو روپیہ پر قبضہ کرے اور باقی دین اوسکا ساقط ہوگیا ف یہی حکم ہی اگر وہ غلام مرجاوے مرتہن پاس در مختار ص اور جو مرتہن نے اوسکو راہن کے حکم سے سو روپیہ کو بیچ ڈالا جب اوسکا نرخ سو کا ہوگیا تھا اور ثمن پر اوسکی قبضہ کرلیا تو اب باقی روپیہ راہن سے لیگا اور جو اوس غلام کو ایک ایسے غلام نے مار ڈالا جسکی قیمت سو روپیہ تھی اور وہ غلام قاتل مقتول کے بدلے مین مرتہن پاس آیا تو راہن اوس غلام کو کل دین ادا کرکے چھوڑا دیگا اور جو غلام مرہون نے قتل خطا کیا اور مرتہن نے اوسکا فدیہ دیا تو وہ راہن سے نہ پھیریگا تو اگر مرتہن نے انکار کیا فدیہ دینے سے پس راہن یا اوس غلام کو دیدیگا یا اوسکے طرف سے فدیہ دیگا اور دونون صورتون مین دین مرتہن کا ساقط ہوجاویگا اور جو راہن مرگیا تو وصی اوسکا رہن کو بیچ پہلے قرضہ مرتہن کا ادا کرے تو اگر اوسکا کوئی وصی نہووے تو قاضی اوسکی طرف سے ایک وصی مقرر کردیوے ف یہ جب ہی کہ اوس میت کے وارث کبار نہون ورنہ فک رہن اون کے ذمے ہی اور رہن باطل نہوگا راہن اور مرتہن کے مرجانے سے در مختار

## فصل مسائل متفرقہ متعلقہ رہن کے بیان مین ص

ایک شخص نے شیرہ انگور گرو رکھا کہ قیمت اوسکی دس درم ہی دس درم پر پھر وہ خمر ہوگیا پھر سرکہ ہوگیا اور سرکہ کی قیمت بھی دس درم ہی تو وہ سرکہ اوس دس درم کے بدلے مین رہن رہیگا اور جو ایک بکری رہن رکھی دس درم پر اور اوسکی قیمت بھی دس درم تھے پھر وہ مرگئی اور اوسکی کھال دباغت کی گئی بعد دباغت کے اوس کھال کی قیمت ایک درم ٹھہری تو وہ ایک ہی درم پر رہن رہیگی اور شے مرہون کی بڑھوتی جیسے اولاد دودھ بال پھل یہ سب مال راہن کے ہین اور یہ چیزین اصل شے مرہون کے ساتھ تبعاً رہن رہینگی اور

اور جو ہلاک نہو جاوین تو کچھ دین انکے بدلے مین ساقط نہوگا اور جو اصل شی ہلاک ہوجاوے اور بیدہ جاوین تو دین تقسیم کیا جاویگا اصل شی کی قیمت پر جو فک رہن کے دن ہووے اور اصل شی کی قیمت پر جو دن قبض کے تھی تقسیم کرکے اصل شی کے حصے کو ساقط کر دینگے اور یہ چیزین بعوض اپنے حصۂ دین کے فک کی جاویگی **ف** مثلاً دین دس درم تھا اور قیمت اصل شی کی روز قبض کے دس درم تھی اور قیمت بڑھوت کی فک رہن کے روز پانچ درم ہی تو دو ثلث دس کے حصۂ اصل کا ہی وہ ساقط ہوجاویگا اور ایک ثلث دس کا حصہ بڑھوت کا ہی وہ دیکر بڑھوت کا فک کیا جاویگا کذا فی الاصل **ص** اور زیادہ کر دینا رہون مین صحیح ہی **ف** مثلاً ایک کپڑا دس درم پر رکھا بعد اوسکے ایک دوسرا کپڑا اور دیا اب دونوں دس درم پر رہن ہوگئے **ص** نہ دین مین پس اگر رہن رکھا ایک غلام کو جو ہزار روپے کا تھا بعوض ہزار کے پھر دوسرا غلام دیا کہ وہ بھی ہزار کا تھا بعوض اول غلام کے تو اول غلام رہن رہیگا جب تک مرتہن اوسکو راہن کو نہ پھیر دیوے اور مرتہن دوسرے غلام مین امین ہوگا یہان تک کہ اوسکو بجائے اول کے کر لیوے اور اگر مرتہن نے راہن کو دین سے بری کر دیا یا وہ دین ہبہ کر دیا اور پھر راہن کو اب شی مرہون تلف ہوگئی مرتہن پاس تو مفت تلف ہوئی اور جو مرتہن نے اپنا کل دین لے لیا یا بعض دین راہن یا غیر راہن سے یا کچھ دین کے عوض مین کوئی چیز راہن سے خرید لی یا صلح کر لی اور دین سے اوپر ایک مال کے یا مرتہن نے اپنے دین کا حوالہ کر دیا ایک اور شخص کو راہن پر بعد اسکے وہ شی مرہون تلف ہوگئی تو تلف ہوئی بعوض دین کے تو مرتہن نے جو لیا ہی پھیر دیوے اور حوالہ باطل ہو جاویگا یہی حکم ہی اگر راہن اور مرتہن نے اتفاق کیا اس بات پر کہ راہن پر دین نہین ہی پھر مرہون تلف ہوگیا یعنی اب بھی بمقابلہ دین کے تلف ہوگا **ف** جو حکم رہن صحیح کا ہی وہی حکم رہن فاسد کا ہی اور رہن کرنا رہن کا باطل ہی خواہ اسکو راہن رہن رکھے یا مرتہن لیکن اگر مرتہن نے رہن کو راہن کی اجازت سے رکھے گا تو باطل نہوگا طحطاوی ودرمختار

# کتاب الجنایات

یہ کتاب ہی جان اور اعضا تلف کرنے کے مسائل کے بیان مین **ص** قتل کی پانچ قسمین ہین ایک قتل عمد دوسری قتل شبہ عمد تیسری قتل خطا چوتھی قتل جاری مجرای خطا پانچوین قتل بالسبب تو ہر ایک کے احکام مصنف نے جدا گانہ بیان کیے قتل عمد یا ارادہ قصداً مارنا اوس چیز سے جو اجزائے بدن کو پھاڑ ڈالے جیسے ہتھیار **ف** مثل تلوار بندوق چھری پیش قبض تبر نیزہ بھالا بلم جنبیہ خنجر کٹار توپ وغیرہ **ص** یا تیز چیز سے یعنی دھاردار ہے اگرچہ لکڑی ہو یا پتھر ہو یا نرکل ہو یا آگ ہو **ف** اور جو چیز ہتھیار نہو اور دھاردار بھی نہو جیسے ہتھوڑا دھار کیا ہوا ہے کے بانس یا عمود آہنی یا اور کوئی چیز جو بوجھ کے سبب سے مار ڈالے مثلاً موٹھ کلھاڑی کا یا گدہ وغیرہ تو قتل اوس سے قتل عمد نہ ہوگا بموجب مذہب امام صاحب کے اور اسی پر فتوی ہی اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک اگر بڑے پتھر سے یا لکڑی سے مارے تو وہ بھی قتل عمد ہی ہدایہ مین دلیل امام صاحب کی یہ لکھی ہی کہ عمد ایک امر باطنی ہی اوسپر اطلاع ممکن نتھی تو آلے کو قائم مقام کیا اسکے **ص** قتل عمد کے سبب قاتل گنہگار ہوتا ہی **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا یعنی جس شخص نے قتل کیا مومن کو قصداً تو جزا اوسکی جہنم ہی ہمیشہ رہیگا اوسمین اور غصہ ہوا اللہ اوسپر اور لعنت کی

اوسکو اوسکے لیے تیار کیا اور اوسکے واسطے بڑا عذاب اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ زائل ہو جانا دنیا کا آسان تر ہے اوپر
اللہ تعالیٰ کے قتل سے مرد مسلمان کے روایت کیا اوسکو ترمذی اور نسائی نے عبد اللہ بن عمرو سے اور وقف اسکا صحیح ہے اور
روایت کی ترمذی نے ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر تمام آسمان اور زمین کے لوگ
شریک ہون ایک مومن کے خون مین البتہ سرنگون کریگا اللہ ہون سب کو آگ مین اور روایت کیا ابو داؤد و نسائی نے ابو درداء
اور معاویہ رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر گناہ اللہ بخش دیگا اوسکو مگر جو شخص مشرک مرے یا کسی مومن کو قصداً
قتل کرے اور مثل مومن کے قتل ذمی کا ہے اور جسکو امن دی گئی ہو اسلام مین روایت کی بخاری نے عبد اللہ بن عمرو سے کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص قتل کرے ایسے کافر کو جس سے عہد ہو گیا ہو تو وہ نہ سونگھے گا بو جنت کی اور بیشک
بو جنت کی چالیس برس کی مسافت سے معلوم ہوتی ہے **ص** اور اوس پر قصاص واجب ہوتا ہے فقط **ف** یہ ہمارے
نزدیک ہے اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک قصاص غیر معین ہے بلکہ ولی کو اختیار ہے چاہے قصاص لیوے اور چاہے دیت اور ہم کہتے ہیں
کہ دیت وارد ہے صرف قتل خطا مین نہ عمد مین تو عمد مین قصاص علی التعیین واجب ہوتا ہے لیکن ولی جب قصاص کو چھوڑ دیتا ہے
تو رضامندی سے مال واجب ہوتا ہے بطریق صلح کے خواہ وہ مال بقدر دیت ہو یا کم و بیش اور دلیل ہماری قول ہے اللہ تعالیٰ
کا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى یعنی فرض کیا گیا اوپر تمہارے قصاص بیچ مقتولون کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ
نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے العمد قود الا ان یعفو ولی المقتول
یعنی موجب قتل عمد کا قصاص ہے مگر یہ کہ ولی مقتول معاف کرے کذا فی العینی شرح الہدایہ **ص** نہ کفارہ **ف**
اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک کفارہ قتل عمد مین بھی واجب ہے اور ہم یہ کہتے ہین کہ کفارہ اوس گناہ کو محو کرتا ہے جو خفیف ہو
اور قتل خطا خفیف ہے برخلاف قتل عمد کے کذا فی الاصل **ص** قتل شبہ عمد **ف** اسیلیے اسکو خطاے عمد بھی کہتے ہین
چونکہ یہ قتل خطا اور عمد کے درمیان مین ہے **ص** مارنا ہے قصداً غیرے سے اون چیزون کے جو قتل عمد مین مذکور ہوئین
**ف** یعنی ہتھیار اور دھار دار تیز چیز نہو وے **ص** جیسے لاٹھی یا کوڑے یا بڑے پتھر یا لکڑی سے مارنا **ف**
اور صاحبین کے نزدیک یہ بھی عمد ہے اور دلیل امام اعظم کی حدیث ہے حسن کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتیل
مقتول کا لکڑی اور کوڑے سے قتل شبہ عمد ہے اور اوسمین سو اونٹ واجب ہین روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے
مصنف مین **ص** قتل شبہ عمد سے قاتل گنہگار ہوتا ہے اور اوسپر کفارہ واجب ہوتا ہے اور دیت مغلظہ اوسکی عاقلہ
پر لازم ہوتی ہے نہ قصاص **ف** یعنی قصاص نہین آتا اگرچہ وارث قصاص طلب کرتے ہون اور دیت مغلظہ
اور عاقلہ کا بیان آگے آویگا انشاء اللہ تعالیٰ **ص** اور جو شبہ عمد ما دون النفس مین ہووے تو وہ عمد ہے **ف**
یعنی عمد اور شبہ عمد کا فرق قتل نفس مین ہے اور ما دون النفس مثلاً کسی عضو کے تلف کرنے یا مجروح کرنے مین شبہ
عمد اور عمد یکسان ہے بلکہ وہان شبہ عمد کچھ نہین ہے سب عمد ہے **ص** قتل خطا اوسکی دو صورتین ہین ایک خطائی القصد
**ف** جسکو خطا فی الفعل بھی کہتے ہین **ص** یعنی قاتل کے گمان اور قصد مین خطا واقع ہووے جیسے کسی انسان
کو شکار یا حربی کافر سمجھ کر **ف** تو فعل مین خطا ہوئی اسلیے کہ قاتل نے اپنے گمان مین محل کو مباح سمجھ کر

۵ اور تہو دیکھا یا پانی مین ڈبو کر مارنا یا کوئین مین [illegible] سے [illegible] یا [illegible] بالات [illegible] سے [illegible] شبہ عمد [illegible]

تیر مارا پھر وہ محقون الدم نکلا ص دوسری خطائی الفعل جیسے اوسنے تیر نشانے کو مارا وہ آدمی کے لگ گیا ف یا گولی کسی جانور کو ماری وہ آدمی کو لگ گئی حاصل یہ ہی کہ قتل خطا دو قسم ہی ایک خطائی القصد اور ایک خطائی الفعل تو خطائی الفعل یہ ہی کہ قصد کرے ایک فعل کا اور صادر ہو جاوے اوس سے دوسرا فعل جیسے تیر مارے نشانے پر اور لگ جاوے آدمی کو اور خطائی القصد یہ ہی کہ خطا فعل مین نہووے مگر قصد مین ہووے مثلاً اوسنے قصد کیا تیر کی زد مے حربی کا پھر قصد اوسکا غلط نکلا اور وہ مسلمان ظاہر ہوا کذا فی الاصل صاحب درمختار نے صدر الشریعۃ پر خطائی الفعل کی تعریف مین یہ اعتراض کیا ہی کہ قصد خطائی الفعل مین ضرور نہین مثلاً لکڑی یا اینٹ چھوٹ پڑی کسیکے ہاتھ سے سو اوسکے صدمے سے کوئی مر گیا تو یہ قتل خطائی الفعل ہی حالانکہ مطلقاً اسمین قصد نہین ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ یہ قتل خطائی الفعل نہین ہی بلکہ جاری مجرای خطا ہی اور اوسکا بیان آگے آویگا پس نسبت خطا کی طرف صدر الشریعۃ کے خطائی الفعل ہی صاحب درمختار سے واللہ اعلم

ص قتل جاری مجرای خطا جیسے کوئی سونے والا آدمی کسی پر پلٹ کے گر پڑے اور اوسکے صدمے سے وہ مر جاوے ف مثلاً سونے والا آدمی چبوترہ یا چھت یا اور کوئی بلند جگہ پر ہی وہان سے وہ کروٹ لینے مین نیچے ایک شخص پر گر پڑا اور اوسکے گرنے سے نیچے کا آدمی دب کر مر گیا تو یہ قتل خطا نہین ہی بلکہ جاری مجرای خطا یعنی قائم مقام خطا اور اوسکے مشابہ ہی ایسا ہی ہی اگر سوار کا جانور کسی کو روند ڈالے یا اوسکے ہاتھ سے کوئی چیز چھوٹ پڑے اور اوسکے سبب سے کوئی مر جاوے یا گاڑی یا چھکڑا کسی پر سے پھر جاوے تو یہ سب قتل جاری مجرای خطا مین عالمگیری

ص قتل خطا اور جاری مجرای خطا مین قاتل کے عاقلہ پر دیت مقتول کی لازم آتی ہی اور قاتل پر کفارہ واجب ہوتا ہی ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ یعنی جو شخص قتل کر ڈالے کسی مومن کو خطا سے تو آزاد کرنا ہی ایک بردے مسلمان کا اور دیت ہی سپرد کیجاوے اوسکے گھر والون کو ص اور قاتل پر گناہ نہین ہوتا قتل کا ف مگر ترک احتیاط سے گنہگار ہوتا ہی اسلیے کفارہ واجب ہوا ہدایہ ص قتل بالسبب یہ ہی کہ آدمی اپنے زمین غیر مملوک مین ف بغیر اذن حاکم کے درمختار ص کنوان کھودے یا پتھر رکھے اور اوسکے کنوئین مین گر کے یا پتھرون سے ٹھوکر کھا کے کوئی مر جاوے تو اسمین دیت واجب ہوتی ہی عاقلہ پر اور کفارہ نہین لازم ہوتا ف اور شافعی کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوتا ہی ص جمیع اقسام قتل مین سوا قتل بالسبب کے قاتل محروم ہوتا ہی میراث سے مقتول کی ف اور شافعی کے نزدیک قتل بالسبب مین بھی حرمان میراث کا ہوگا اصل اس باب مین قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاتل نہین وارث ہوتا ہی اور نہین ہی واسطے قاتل کی میراث مین سے کچھ روایت کیا اوسکو نسائی اور دارقطنی نے اور قوت دی اسکو ابن عبد البر نے اور معلول کیا اوسکو نسائی نے اور صواب یہ ہی کہ موقوف ہوتا ہی اوسکا عمرو پر کذا فی بلوغ المرام

## ص باب بیان مین اوس قتل کے جس سے قصاص لازم آتا ہی اور جس سے لازم نہین آتا

واجب ہوتا ہی قصاص قتل سے اوس شخص کے جو محقون الدم ہی ہمیشہ جب قتل عمد ہووے ف اور محقون الدم دائمی مسلمان ہی یا ذمی ہی اور اس سے احتراز ہوا مستامن اور حربی اور مرتد کا کہ انکے قتل سے قصاص واجب نہوگا منح الغفار ص تو قتل کیا جاویگا حر عوض مین حر کے اور عبد کے اور عبد عوض مین حر اور عبد کے ف بسبب اطلاق آیت

اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ کے اور شافعیؒ کے نزدیک عبد کے بدلے مین حر نہ قتل کیا جاویگا اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ
وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ تو مقابلہ حر سے ساتھ حر کے مفہوم ہوتا ہی یہ امر کہ حر عبد کے عوض مین قتل نہ کیا جاویگا ہم یہ کہتے ہین کہ
اس آیت سے صرف اتنا ہی مفہوم ہوتا ہی کہ حر بدلے مین حر کے اور عبد بدلے مین عبد کے قتل کیا جاوے اب باقی رہا حر کا
قتل بدلے مین عبد کے اور عبد کا بدلے مین حر کے سو آیت اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ سے معلوم ہوگیا اور اگر آیت اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ سے
یہ معلوم ہوتا ہی کہ حر بدلے مین عبد کے قتل نہ کیا جاوے تو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ عبد بدلے مین حر کے قتل نہ کیا جاوے حالانکہ اسکے
شافعی بھی قائل نہین ہین دوسری دلیل ہماری حدیث سے ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص قتل کریگا اپنے عبد کو
یعنی اپنے بھائی مسلمان کے عبد کو قتل کرینگے ہم اوسکو روایت کیا اوسکو احمد اور ابوداود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی
اور نسائی نے سمرہ سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین حلال ہی قتل مسلمان کا مگر تین سبب سے ایک زانی محصن
دوسرے جو قتل کرے کسی مسلمان کو عمداً پس وہ قتل کیا جاویگا تیسرے جو شخص نکلجاوے اسلام سے روایت کیا اوسکو ابوداود
اور نسائی نے اور تصحیح کی اوسکی حاکم نے حضرت عائشہ رضؓ سے اور اسمین قید حر کی نہین ہی واللہ اعلم ص اور مسلمان
بدلے مین ذمی کے ف اور ذمی بدلے مین مسلمان کے اور شافعیؒ کے نزدیک مسلمان کو بدلے مین ذمی کے قتل نہ کرینگے
اور دلیل شافعی کی حدیث ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ قتل کیا جاویگا مسلمان بدلے مین کافر کے روایت کیا
اوسکو بخاری اور احمد اور ابوداود اور نسائی نے حضرت علی رضؓ سے اور دلیل ہماری وہ حدیث ہی جسکو روایت کیا عبد الرزاق نے
عبد الرحمن بن بیلمانی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل کیا مسلمان کو بدلے مین ذمی کے اور فرمایا بہتر وہ ہی جسنے
پورا کیا ذمی کو اپنے اور یہ حدیث مرسل ہی اور عبد الرحمن تابعی ثقہ ہی ذکر کیا اسکو ابن حبان نے ثقات مین اور روایت
کیا اس حدیث کو دارقطنی نے موصولاً ابن عمر رضؓ سے اور صحیح مرسل ہی اور مضمون اس حدیث کا مسند شافعی مین بھی مذکور
ہی اور حدیث علی رضؓ مین کافر سے مراد کافر حربی ہی تا دونون روایتون مین موافقت ہوجاوے دوسرے یہ کہ بعد اوسکے
وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ ہی جس سے قطعاً ظاہر ہوتا ہی کہ کافر سے مراد حربی ہی اسلیے کہ معطوف اور معطوف علیہ مین تغایر ضرور ہی
واللہ اعلم ص اور نہ قتل کیا جاوے مسلمان اور ذمی بدلے مین مستامن کے بلکہ مستامن بدلے مین مستامن
کے قتل کیا جاوے اور قتل کیا جاوے عاقل بدلے مین مجنون کے اور بالغ بدلے مین نابالغ کے اور صحیح تندرست بدلے
مین اندھے اور لنجے اور لولے اور لنگڑے کے اور مرد بدلے مین عورت کے اور عورت بدلے مین مرد کے اور فروع
ف یعنی بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسہ نواسی ص بدلے مین اصول ف یعنی باپ اور دادا اور نانا نانی ماں دادی
ص کے اور قتل نہ کیے جاوینگے اصول بدلے مین فروع کے ف یعنی مثلاً اگر باپ بیٹے کو یا دادا پوتے کو یا نانا نواسے کو
مار ڈالے تو باپ دادا اور نانا سے قصاص نہین لیا جاویگا اسی طرح ماں نانی دادی کا حکم ہی اصل اس باب مین
قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ نہین قتل کیا جاوے والد بدلے مین ولد کے روایت کیا اوسکو احمد اور ترمذی
اور ابن ماجہ نے عمر بن الخطاب رضؓ سے اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن الجارود اور بیہقی نے ص اور نہ قتل کیا جاویگا
مولی بدلے مین اپنے غلام کے ف اسواسطے کہ غلام اوسکا مملوک ہی تو یہ ملک شبہ ہوگئی دفع قصاص مین

جیسے باپ اور بیٹے مین ص اور مکاتب کے اور مدبر کے اور اپنے بیٹے کے غلام کے اور اوس غلام کے بدلے مین جسکے
ایک حصہ کا وہ مالک ہی اگر کوئی شخص غلام مرہون کو قتل کرے تو قاتل سے قصاص نہ لیا جاویگا جب تک راہن
اور مرتہن جمع نہولین ف اسواسطے کہ مرتہن مالک نہین جو قصاص کا مالک ہو اور اگر راہن قصاص لینے پر
مستقل ہو تو مرتہن کا حق دین مین باطل ہوتا ہی لہذا وجوب قصاص مین اجتماع عاقدین شرط ہوا تا حق مرتہن
اوسکی رضامندی سے ساقط ہو جاوے کذا فی الاصل ص اگر کوئی شخص مکاتب کو قتل کرے اور وہ اتنا مال چھوڑ جاوے
کہ بدل کتابت اوس سے پورا ادا ہو سکے اور وارث بھی اوسکے ہون اور مولی بھی ہو تو قاتل سے قصاص نہ لیا جاویگا ف اسلیے
کہ اختلاف کیا صحابہ رضہ نے ایسے مکاتب مین کہ وہ آزاد مرا یا رقیق تو اگر آزاد مرا ہی تو ولی اوسکا وارث ہی ورنہ مولی ہی
تو صاحب حق مشتبہ ہو گیا پس قاتل سے قصاص نہ لیا جاویگا اگرچہ وارث اور مولی دونون مجتمع ہون ص اور جو سوا
مولی کے اور کوئی وارث نہو یا وارث ہو لیکن مال اسقدر نہ چھوڑے جس سے بدل کتابت ادا ہو تو مولی قصاص قاتل
سے لے سکتا ہی اور ساقط ہو جاویگا وہ قصاص جسکو کوئی شخص اپنے باپ پر ورثا پاوے ف بسبب حرمت ابوت کے نظائر
اسکی بہت ہین مثلا ایک شخص نے اپنی زوجہ کو قتل کیا اب قاتل کا بیٹا اوس زوجہ کے بطن سے ولی قصاص ہوا تو وہ
باپ سے قصاص نہین لے سکتا یا ایک شخص نے اپنے سالے کو قتل کیا اور جورو اوس شخص کی قبل استیفاے قصاص کے مر گئی
اب اوسکا بیٹا جو قاتل کے نطفے سے ہی قائم مقام ہوا اوسکا یا ایک شخص نے اپنے ساس کو قتل کیا اور زوجہ قاتل کی جو
مقتولہ کی بیٹی تھی قبل استیفاے قصاص کے مر گئی اب بیٹا اوسکا جو قاتل کے نطفے سے ہی وارث ہوا قصاص کا
اپنے باپ پر یا ایک شخص نے اپنے خسر کو قتل کر ڈالا اور اوسکا کوئی وارث سواے زوجہ قاتل کے نہین ہی بعد اوسکے
زوجہ قاتل قبل استیفاے قصاص کے مر گئی اب بیٹا اوسکا اپنے باپ پر وارث قصاص کا ہوا تو ان سب صورتون مین
قصاص ساقط ہوگا ص اور قصاص نہ لیا جاویگا مگر سیف سے ف یعنی تلوار سے یا جو اسکے مثل ہووے اگرچہ
قاتل نے مقتول کو کسی اور طرح قتل کیا ہو دہ شمنا اور شافعی رح کے نزدیک قاتل کو اوسی طرح قتل کرینگے جسطرح اوسنے
مقتول کو قتل کیا واسطے مساوات کے ہم یہ جواب دیتے ہین کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا قود الا بالسیف
یعنی نہین قصاص ہی مگر تلوار سے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے سنن مین حضرت صدیق اکبر رضہ سے اور دار قطنی نے علی مرتضی رضہ
سے روایت کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا قود فی النفس وغیرہا الا بحدیدۃ یعنی قتل نفس وغیرہ
مین قصاص نہین مگر لوہے سے ص معتوہ ف یا صغیر ص کے قریب کو اگر کسی نے مار ڈالا یا خود معتوہ
کے ہاتھ یا پانون یا کسی عضو کو کاٹ ڈالا تو باپ کو اوس معتوہ کے پہونچتا ہی کہ اوسکے قاطع یا قاتل سے قصاص
لیوے یا صلح کر لیوے ف مقدار دیت پر اور اوس سے زیادہ پر نہ دیت سے کم پر دہ شمنا ص اور معاف نہین کر سکتا
اور وصی کو معتوہ کے صرف صلح پہونچتی ہی اور صبی کا حکم مثل معتوہ کے ہی اور قاضی مثل باپ کے ہی یہی صحیح ہی ف تو اگر
مقتول کا کوئی وارث نہو تو حاکم قصاص لے سکتا ہی اور صلح کر سکتا ہی نہ عفو دہ شمنا ص اگر مقتول کے چند وارث
ہون بعض اونمین سے نابالغ اور بعض بالغ تو ورثہ کبار کو پہونچتا ہی کہ قبل بلوغ صغار کے قاتل سے قصاص لیوین

ف اور صاحبین کے نزدیک نہیں پہونچتا اور فتوی امام کے مذہب پر ہی دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ ابن ملجم لعین قاتل
حضرت علی مرتضیٰ کا قتل کیا گیا حالانکہ اونکے وارث بعض صغار بھی تھے اور یہ امر بحضور صحابہ کرام کے واقع ہوا تو بمنزلہ
اجماع کے ہوگیا لیکن یہ شرط ہے کہ وارث کبیر اوسی صغیر سے ہو مثلاً زید مقتول ہوا اور اوسکے ایک لڑکا ہے نابالغ زوجہ اولی
سے اور ایک زوجہ ثانیہ ہے تو زوجہ ثانیہ اوس لڑکے سے اجنبیہ ہے اوسکو استیفاے قصاص نہ پہونچیگا بلکہ انتظار کیا
جاویگا بلوغ صغیر کا اور جو لڑکا صغیر ہے اور اوسکے ماں موجود ہے تو ماں کو استیفاے قصاص پہونچیگا اور بعض فقہا کے
نزدیک صورت اول مین بھی زوجہ ثانیہ کو صغیر کیطرف سے استحقاق استیفاے قصاص حاصل ہے اسواسطے کہ قرابت
سے مراد عام ہے جو شامل ہے زوجیت کو بھی تو اس مقام مین تامل کرنا چاہیے کذا فی الشامی اور جو سب وارث بالغ ہون
لیکن بعض موجود ہون اور بعض غائب تو ورثہ حاضرین کو قصاص لینا نہیں پہونچتا جب تک سب وارث جمع نہولین
کذا فی الہدایہ ص اور قصاص لیا جاویگا اگر ایک شخص نے دوسرے شخص کو زخمی کیا پس وہ صاحب فراش رہا یہانتک
کہ مرگیا ف اسواسطے کہ موت اوسکی مضاف ہوئی طرف جراحت کے ظاہراً بشرطیکہ مجروح بیچ مین اچھا نہو گیا ہو اور
جو قاتل نے گواہ قائم کیے اس بات پر کہ مجروح جراحت سے اچھا ہو کر مرا اور ولی مقتول نے گواہ قائم کیے اس امر پر کہ مجروح
بسبب جراحت کے مرا تو ولی مقتول کے گواہ مقبول ہونگے در مختار ص اور قصاص لیا جاویگا اگر قاتل نے مقتول
کو بھاوڑی سے مارا اوسکی دھار کیطرف سے اور جو اوسکی پشت کیطرف سے یا لکڑی سے مارا یا کسی اور شئی سے یا گلا گھونٹا یا غرق
کیا پانی مین یا کوڑے مارتے مارتے مار ڈالا تو ان صورتون مین قصاص نہ لیا جاویگا ف اسلیے کہ یہ صورتین قتل شبہ عمد
کی ہین جیسا کہ گذرا لیکن اگر قاتل ایسے افعال کی عادت کرلے یعنی ایکبار سے زیادہ اوسکا مرتکب ہو تو اوسکا قتل سیاستاً
حاکم کو پہونچتا ہے در مختار ص اگر مسلمان نے مسلمان کو مار ڈالا مشرکین کی صف مین مشرک سمجھکر تو اوسپر قصاص نہیں
بلکہ کفارہ اور دیت دیوے اور جو ایک شخص نے اپنا سر آپ پھوڑ لیا پھر زید نے بھی اوسکو زخمی کیا پھر شیر نے اوسکو مجروح کیا
پھر سانپ نے اوسکو کاٹ کھایا اور ان سب امورات کی وجہ سے وہ آفت رسیدہ مرگیا تو زید پر تیسرا حصہ دیت کا لازم
آویگا اور جس شخص نے مسلمانون پر تلوار کھینچی تو واجب ہے اوسکا قتل کرنا اور اوسکے قتل سے کچھ تاوان نہ آویگا اور جس شخص نے ہتھیار اوٹھایا دوسرے شخص پر
رات کو یا دن کو شہر مین یا باہر شہر کے یا لٹھ اوٹھایا مارنے کے لیے رات کو شہر مین یا رات یا دن کو غیر شہر مین اور دوسرے شخص نے اوس ہتھیار اوٹھانے والے کو
یا لٹھ اوٹھانے والے کو مار ڈالا تو اوس پر کچھ نہیں ہے ف جاننا چاہیے کہ ہتھیار اوٹھانے والے کا تو قتل مطلقاً درست ہے اور لاٹھی اوٹھانے
والے مین اگر رات کو اوٹھاوے تو خواہ شہر مین ہووے یا بیرون شہر مین قتل اوسکا درست ہے اور جو دن کو اوٹھاوے
باہر شہر کے تب بھی قتل کرنے والے پر کچھ نہیں ہے اور جو دن کو اندر شہر کے اوٹھاوے تو اوسکا قتل درست نہیں اسلیے کہ
شہر مین بہت سے لوگ فریادرس ہین کہ وہ اوس سے بچالیوینگے کذا فی الاصل مع زیادۃ ص اگر چور مال لیکر بھاگا
چلا اور مالک مال نے اوسکا پیچھا لیکر اوسکو قتل کر ڈالا تو مالک پر کچھ نہیں ہے ف یہ جب ہے کہ مالک مال اپنا مال
نہ لے سکتا ہو بدون قتل کے اسلیے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقابلہ کر تو اپنے مال کے لیے یہانتک کہ تو
شہداے آخرت سے ہوجاوے یا اپنا مال بچالے روایت کیا اوسکو نسائی نے مخارق سے اسی طرح جائز ہے مالک کو قتل کرنا

پھر نکالا جب وہ اوسکا مال لینے کا قصد کرے اور اوسکے دفع پر بدون قتل کے قادر نہو یا کوئی اوسکے مکان مین مسلح گھس آوے
اور اوسکو یقین ہو کہ میرے قتل کرنے کے لیے آیا ہے تو اوسکا قتل حلال ہوگا کذا فی الاصل ص اگر ایک شخص نے زید پر
لاٹھی مارنے کے لیے اوٹھائی شہر کے اندر دن کے وقت اور زید نے اوس شخص کو مار ڈالا تو زید قتل کیا جاویگا
قصاصًا ف اسواسطے کہ لاٹھی مارنے سے فورًا آدمی نہین مرتا دوسرے یہ کہ دن کے وقت فریاد رس پہونچ سکتا ہے
شہر مین اور اسمین خلاف ہے صاحبین کا کذا فی الاصل ص اگر زید نے عمرو پر تلوار کھینچی اور مار بھی دی لیکن عمرو مرا
نہین بعد اوسکے زید لوٹ گیا تب عمرو نے جا کر اوسکو مار ڈالا تو عمرو قصاصًا قتل کیا جاویگا ف اسلیے کہ جب زید نے تلوار
ماردی اور عمرو مقتول نہین ہوا اور زید لوٹ گیا تو اوسکی عصمت پھر آئی پھر جو اوسکو قتل کریگا قتل کیا جاویگا اور جو زید
لوٹا نہین اور پھر مارنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اوسکا مار ڈالنا درست ہے کذا فی الاصل مع زیادۃ ص اگر مجنون یا نابالغ
نے کسی پر تلوار اوٹھائی مارنے کے لیے اور اوس شخص نے مجنون یا صبی کو مار ڈالا تو اوسپر دیت لازم آویگی اوسکے مال مین
اور جو کسی جانور نے مثلاً اونٹ نے اوسپر حملہ کیا اور اوس شخص نے اوس جانور کو مار ڈالا تو اوسکی قیمت اوسپر لازم آویگی
ف اور شافعی کے نزدیک نہ دیت لازم آویگی مجنون اور صبی مین اور نہ قیمت جانور مین اسلیے کہ اوسنے قتل کیا دفع
شر کے لیے اور دلیل ہماری اصل کتاب مین مذکور ہے **مسائل ملحقہ** اگر کوئی شخص کسیکو عمدًا قتل کرے اور اوسپر
قتل عمد ثابت ہو جاوے شہادت سے یا اقرار سے تو حاکم کو ضرور ہے کہ حکم قصاص کا نہ دیوے جب تک کہ ان شروط مین غور
نکر لیوے ایک یہ کہ قاتل عاقل بالغ ہو دوسرے یہ کہ مقتول مسلمان یا ذمی ہو تیسرے یہ کہ تمام ورثہ حاضر ہون چوتھے
یہ کہ سب وارث قصاص کے خواہان ہووین اور اگر ایک وارث بھی دیت کا خواہان ہو جاویگا یا عفو کریگا یا صلح کریگا
کسی قدر مال پر تو قصاص ساقط ہو جاویگا پانچوین یہ کہ ورثہ بالغ ہون یا بعض نابالغ ہون اور بعض بالغ قصاص چاہتے
ہون اور جو سب نابالغ ہونگے یا بعض بالغ اور بعض نابالغ اور ورثہ نابالغین عفو کرتے ہونگے یا کسی قدر رقم دیت سے
کم کے خواہان ہونگے تو ورثہ نابالغین کے بلوغ تک حکم قطعی ملتوی رکھے چھٹے یہ کہ قاتل مقتول کے اصول مین سے نہووے
جیسے باپ دادا پردادا نانا پرنانا یا ماں دادی نانی پرنانی پردادی وغیرہ ساتوین یہ کہ قاتل کے ساتھ کوئی نابالغ یا مجنون
قتل مین شریک نہووے ورنہ قاتل کے ذمے سے بھی قصاص ساقط ہو جاویگا آٹھوین یہ کہ قاتل کے ساتھ مقتول
کا باپ یا اور کوئی اوسکے اصول مین سے شریک قتل نہووے ورنہ قاتل کے ذمے سے بھی قصاص ساقط ہوگا
نوین یہ کہ قاتل کے ساتھ اور کوئی قتل مین ایسا شخص شریک نہو جسکا قتل شبہ عمد یا خطا ہے دسوین یہ کہ مقتول نے قاتل
پر تلوار یا اور کسی ہتھیار یا آلے سے قبل قتل کے حملہ نکیا ہو کہ قاتل نے اپنے تئین بچانے کے لیے اوسکو قتل کر ڈالا ہو ورنہ قصاص
نہوگا گیارھوین یہ کہ مقتول کوئی حرکت وقت قتل کے ایسی نہ کرتا ہو جس سے اوسکا قتل مباح ہو جاوے جیسے مال قاتل کا چراتا ہو
یا لوٹتا ہووے یا اوسکی جورو سے زنا کرتا ہووے یا اوسکے گھر مین بے اذن باوجود منع کے جبرًا گھس آیا ہو بارھوین
یہ کہ قاتل کسی وارث کے اصول مین سے نہووے تیرھوین یہ کہ مقتول نے قاتل کو حکم نکیا ہو اپنے قتل کا ورنہ دیت واجب
ہوگی چودھوین یہ کہ وارث مقتول نے حکم نکیا ہو قاتل کو واسطے قتل مقتول کے ورنہ دیت واجب ہوگی استحسانًا پندرھوین

یہ کہ قاتل بعد مقتول ہی کے جیسے کسی کا وارث ہو جاوے قبل تحقیقات قصاص کے تو ظاہر ہی ہے کہ قاتل قتل کا [illegible]
ایسی حالت میں ہوا جس سے اوسکی زندگی کی امید نہ تھی [illegible] یہ کہ قاتل امید کرنے اوسکے مرنے کی [illegible]
وارث کے [illegible] قصاص [illegible] تو قصاص ساقط ہوگا
واللہ اعلم **مسئلہ** اگر کسینے دوسرے کو زہر کھلا دیا تو یہ قتل شبہ عمد ہے تو اسکی کئی صورتیں ہیں پہلی یہ کہ زہر دینے
والے کو اوس چیز کے زہر ہونے کا علم نہو تو اس صورت میں زہر کھلانے والے پر کچھ لازم نہ آویگا دوسری یہ کہ اوسکو علم ہو
اوس چیز کے زہر ہونے کا تو اگر قاتل نے مقتول کو زہر دیدیا یا کسی چیز میں ملا کر دیا اور اوسنے خود کھا لیا تو نہ قصاص ہے نہ دیت
لیکن وہ قید کیا جاویگا اور اوسکو تعزیر دیجاویگی اور مدت قید کی امام کی رائے کیطرف مفوض ہے اور جو زبردستی زہر اوسکے حلق
میں ڈال دیا تو دیت واجب ہوگی قاتل کی عاقلہ پر کذا فی الدر المختار والانقروی **مسئلہ** اگر کوئی شخص کسیکو
پانی میں ڈبو دے تو اگر پانی کم ہے جس سے غالباً نہیں مرتا اور نجات ممکن ہے وہاں سے تیر کر اور وہ مر گیا تو یہ شبہ عمد ہے سب کے
نزدیک اور اگر پانی زیادہ ہو تو اگر اوس سے نجات ممکن ہو مقتول کو تیر کر جیسے اوسکے ہاتھ پاؤں کھلے ہیں اور وہ تیرنا جانتا ہے
اور مر گیا تو بھی شبہ عمد ہے ورنہ عمد ہے صاحبین کے نزدیک اور امام کے نزدیک شبہ عمد ہے عالمگیری **مسئلہ** اگر
کسینے دوسرے کو حجرے میں بند کر دیا اور وہ بھوک کے مارے وہاں مر گیا یا اوسکے ہاتھ پاؤں باندھ کر اوسکو شیر کے سامنے
یا اور کوئی درندہ کے آگے ڈالدیا اور اوسنے اوسکو مار ڈالا یا اوسکو اور سانپ یا بچھو یا کسی اور موذی کو ملا کر ایک حجرے میں
بند کر دیا اور اوس آدمی کو اوسنے قتل کیا تو ان سب صورتوں میں قصاص اور دیت نہیں ہے لیکن اوس شخص پر تعزیر واجب
ہے اور بعض [illegible] درمختار **مسئلہ** فتاوے عالمگیری اور شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص
قتل کرے اسطرح پر کہ اوسپر قصاص آوے نہ دیت تو وہ اگر وارث ہوگا مقتول کا ترکہ پاویگا واللہ اعلم **مسئلہ** اگر زید
نے بکر کو ایک زخم ایسا مارا کہ اوس سے زندگی باقی متصور نہ تھی بعد اوسکے عمرو نے اوسکو ایک زخم مارا تو قاتل بکر کا زید
سمجھا جاویگا یہ جب ہے کہ دونوں جراحتیں آگے پیچھے ہوں اور جو ایک ساتھ دونوں نے زخم پہنچائے تو دونوں قاتل
ہیں اگرچہ ایک شخص دس زخم مارے اور دوسرا ایک ہی مارے کذا فی الخلاصہ **مسئلہ** اگر کسینے کسی کو
زندہ درگور کر دیا اور وہ مر گیا تو دیت لیجاویگی اسی پر فتوی ہے اور محمد کے نزدیک قتل کیا جاویگا کذا فی الظہیریہ **مسئلہ**
اگر کسی کے گھر میں دروازے سے جھانکا اور صاحب خانہ نے جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دی تو ضامن نہوگا اگر صاحب خانہ
اوسکو بغیر آنکھ پھوڑنے کے دفع نہیں کر سکتا اور جو دفع کر سکتا ہے تو ضامن ہوگا درمختار **مسئلہ** کئی آدمی ایک
کے بدلے میں قتل کیے جاوینگے اگر ہر شخص نے مقتول کو جراحت مہلک ماری ایک ساتھ اور جو آگے پیچھے ماریں پھر وہ مر جاوے
اور معلوم نہو کہ کسکا زخم کاری تھا اور کسکا کاری نہ تھا تو سب سے قصاص لیا جاویگا اسواسطے کہ اسپر اطلاع ہونا متعذر ہے
اور جو معلوم ہو جاوے کہ کسکا کاری ہے اور کسکا غیر کاری [illegible] قبل مر جانے مقتول کے تو قصاص اوس شخص پر ہوگا جسکا
زخم کاری ہے اور جن لوگوں کا کاری نہیں ہے اونپر تعزیر واجب ہوگی اور جو کسی کا زخم کاری نہ ہو لیکن مقتول سب کے زخموں سے
مر جاوے تو کسی پر قصاص نہوگا لیکن دیت اون پر ہوگی کذا فی الشامی اور جو لوگ قتل میں شریک ہوں لیکن [illegible]

ہون یا قاتل کو در غلاستے ہون یا قاتل کے مددگار رہون یا مقتول کو ڈکتے ہون تو وہ سب تعزیر دینے اور قصاص اور
دیت نہیں ہی کذا فی الشامی **مسئلہ** ساحر پکڑا جاوے اور اقرار کرے سحر کا تو قتل کیا جاوے اور توبہ اوسکی قبول
نہیں ہی اور جو کوئی اس بات کا اقرار کرے کہ مینے فلان شخص کو مارا ہے یا باطنی تیرون سے یا سورۂ انفال کی قرأت
سے مارا لا تو اوسپر کچھ لازم نہوگا اسلیے کہ یہ محض جھوٹ ہی اور موذی ہی طرف علم غیب کے شامی

## باب قصاص مادون النفس کے بیان مین ص

قصاص مادون النفس اوسی جگہ ہی جہان رعایت مماثلت کی ہو سکے تو اگر کسینے دوسرے کا ہاتھ کاٹ ڈالا جوڑ سے
تو اوسکا بھی ہاتھ کاٹ ڈالینگے اوسی جوڑ سے ف اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ یعنی زخمون
مین قصاص لیا جاویگا کذا فی الہدایہ اور جو نصف پنڈلی کاٹ ڈالی یا نصف ساعد تو قصاص نہوگا اسواسطے
کہ یہان حفظ مماثلت ممکن نہیں ہی کذا فی الاکمل حاصل یہ ہی کہ جب عضو جوڑ سے کاٹا جاوے تو قصاص لیا جاویگا اور جو
قطع ہڈی کاٹ کی ہو تو اوسمین قصاص نہوگا کیونکہ احتمال ہی کہ قاطع کی ہڈی زیادہ کٹ جاوے یا اوسمین کوئی خلل زیادہ پیدا ہو جاوے
کذا فی الطحاوی ص اگرچہ قاطع کا ہاتھ بڑا ہووے مقطوع کے ہاتھ سے ایسا ہی حکم ہی پاؤن مین اور نرمہ بینی مین ف
ناک مین بانسے کے نیچے جسقدر گوشت نرم ہی وہ نرمہ بینی کہلاتا ہی اور عربی مین اوسکو مارن کہتے ہین تو مارن مین قصاص
ہی اور بانسے مین نہین ہی اسواسطے کہ وہان حفظ مماثلت ممکن نہین ہی کذا فی الاکمل ص اور کان مین اور اوس آنکھ مین
جسکی روشنی ضرب سے جاتی رہی ہووے اور آنکھ قائم ہو تو اوسکے قصاص کی یہ شکل ہی کہ ضارب کے منہ پر بھیگی روئی ڈالیجاوے اور اوسکی
آنکھ کے مقابل مین گرم آئینہ رکھا جاوے ف یہ حکم خلافت عثمانی مین علی مرتضی کی تجویز سے بحضور صحابہ کرام واقع ہوا
روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف مین حکم بن عتیبہ سے کہ ایک مرد نے دوسرے مرد کے طمانچہ مارا سو اوسکی بینائی جاتی رہی
اور آنکھ قائم تھی تو صحابہ نے قصاص کا ارادہ کیا لیکن کیفیت اسکی معلوم نہ تھی تو علی آئے اور فرمایا کہ اوسکی آنکھ پر روئی بھی
جاوے پھر آفتاب کا سامنا کیا گیا اور اوسکی آنکھ کے سامنے آئینہ رکھا گیا تو اوسکی بینائی جاتی رہی اور آنکھ قائم رہی کذا فی العینی
ص اور اگر آنکھ حلقے مین سے نکالی جاوے تو اوسکا قصاص نہین ف بسبب متعذر ہونے مساوات کے ص
اور قصاص ہوگا ہر اوس زخم مین جسمین مماثلت ہو سکتی ہی جیسے جراحت موضحہ ف موضحہ اوس جراحت کو کہتے ہین
جسمین کھال اور گوشت قطع ہوکر ہڈی کھل جاوے ص اور نہین قصاص ہی ہڈی مین سوا دانت کے ف اسواسطے
کہ فرمایا اللہ تعالی نے السِّنَّ بِالسِّنِّ الآیہ ص تو دانت اوکھاڑا جاویگا اگر اوسنے اوکھیڑا ہی اور جو اوسنے توڑا ہی
تو اوسکا دانت ریتا جاویگا اور نہین ہی قصاص مادون النفس درمیان مین عورت اور مرد کے اور غلام کے اور آزاد کے اور
دو غلامون مین اور اوس ہاتھ مین جو سامنے سے کاٹا جاوے اور جائفہ مین جو اچھا ہو جاوے ف جائفہ وہ زخم ہی جو اندر
پیٹ کے پہنچ گیا ہو سامنے کی طرف سے یا کمر یا پشت کی طرف سے اسمین قصاص نہین اسلیے کہ متعذر ہی مثل جراحت کے اور
اور ظاہر ہی کہ اگر جارح سے قصاص لیویں جائفے کا تو وہ مر جاویگا پس جب جائفہ مجروح کا اچھا ہوا اور مجروح مر گیا تو قصاص
لیا جاویگا جارح سے یعنی قتل کیا جاویگا اور جو نہین مرا تو انتظار کرنا چاہیے اوسکی صحت یا موت کا کذا فی الاکمل

ص اور نہیں قصاص ہے زبان میں اور ذکر میں مگر جب جڑ سے کاٹا جاوے اور ذمی اور مسلمان کے اعضا برابر ہیں اور جو ہاتھ کاٹنے والے کا ہاتھ شل ہو یا انگلیاں اوسکی کم ہون یا سر اوسکا بڑا ہو اور مجروح کے ہاتھ اور انگلیاں سالم ہیں اور سر اوسکا چھوٹا ہے تو مجروح کو اختیار ہے خواہ جارح سے قصاص لیوے یا تاوان لیوے اور ساقط ہو جاتا ہے قصاص قاتل کی موت سے اور ورثہ مقتول کے عفو سے اور ادنی کی صلح کرنے سے مال پر قلیل ہو یا کثیر اور واجب ہوگا بدل صلح کا دینا قاتل کو مگر اوسکی میعادی یا نقد ہونیکی تصریح نہوئی ہو اور جو ایک وارث بھی عفو کر دیگا یا صلح کریگا تو قاتل کے ذمے سے قصاص ساقط ہو جاویگا اور باقی وارثون کو حصہ دیت ملیگا اگر ایک آزاد اور غلام نے ملکر ایک شخص کو مار ڈالا بعد اوسکے اوس شخص آزاد نے اور اوس غلام کے مولی نے ایک شخص کو حکم کیا کہ اس خون کے بدلے ہزار روپیہ پر صلح کرا دیوے اور اوسنے صلح کرا دی تو مولی کو اور اوس شخص آزاد کو دونون کو پانچ پانچ سو روپیہ دینا ہونگے اور چند آدمی قتل کیے جاوینگے ایک کے بدلے اور ایک آدمی بدلے چند آدمیون کے تو اگر اون مقتولون کے وارثون میں سے ایک مقتول کے وارث نے اگر قصاص لے لیا تو باقی مقتولون کے ورثہ کو اب کچھ نملیگا اور شافعی کے نزدیک اون کو مال دلایا جاویگا اگر دو شخصون نے ملکر ایک کا ہاتھ کاٹا اسطرح کہ ایک چھری دونون نے لیکر اوسکے ہاتھ پر چلا دی تو اوسکے عوض میں اون دونون کے ہاتھ نکاٹے جاوینگے بلکہ دیت اون دونون سے دلائی جاویگی اور جو ایک شخص نے دو شخصون کے داہنے ہاتھ کاٹے تو اون دونون کو پہونچتا ہے کہ اوسکا داہنا ہاتھ کاٹین اور ایک ہاتھ کی دیت لیکر آدھون آدھ بانٹ لین اگر دونون ساتھ حاضر ہون اور جو پہلے ایک حاضر ہوا اور اوسکے ہاتھ کے عوض میں قاطع کا ہاتھ کاٹا جاوے اب دوسرا آیا تو اوسکو دیت ملیگی اور جو غلام اقرار کرے قتل عمد کا تو اوسکو قتل کرینگے اور جس شخص نے تیر مارا ایک مرد کو تو وہ تیر اوس مرد کو لگ کے پار نکل کے دوسرے کے لگ گیا اور دونون مر گئے تو اول شخص کے بدلے میں قصاص لیا جاویگا کیونکہ وہ قتل عمد ہے اور دوسرے کے بدلے میں دیت آویگی اسلیے کہ وہ قتل خطا ہے ف ہر چند یہ فعل واحد ہے لیکن تعدد اثر سے متعدد ہو گیا ازیلیے ص زید نے عمرو کا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر اوسکو مار ڈالا تو اسکی آٹھ صورتین ہین اسواسطے کہ قطع یا عمد ہے یا خطا ہے اسی طرح قتل یا عمد ہے یا خطا ہے پھر چارون صورتون میں عمرو بیچ میں تندرست ہوا ہے یا نہیں تو اگر دونون فعل عمدًا کیے پس اگر بیچ میں عمرو اچھا ہو گیا تو قصاص دونون فعلون کا زید سے لیا جاویگا یعنی پہلے قطع کا پھر قتل کا اور اگر صحت مابین میں حاصل نہین ہوئی تو بھی امام کے نزدیک یہی حکم ہے کہ قطع ید کے بعد قتل ہوگا اور صاحبین کے نزدیک فقط قتل ہوگا نہ قطع تو جزاے قطع قتل کی جزا مین داخل ہو جاویگی اور اگر قطع اور قتل دونون خطا ہون تو اگر درمیان مین صحت ہو گئی ہو تو قطع اور قتل دونون کی دیت واجب ہوگی یعنی نصف دیت قطع کی اور پوری دیت قتل کی اور اگر درمیان میں صحت نہوئی ہو تو فقط قتل کی دیت کافی ہوگی اور اگر قطع عمد ہے اور قتل خطا ہے خواہ درمیان میں صحت ہوئی ہو یا نہوئی ہو تو ہاتھ کاٹا جاویگا اور دیت نفس کی دینا ہوگی اور جو قطع خطا ہے اور قتل عمد ہے خواہ صحت ہوئی ہو یا نہوئی ہو تو قطع کی دیت واجب ہوگی اور قتل کا قصاص لیا جاویگا زید نے عمرو کو سو کوڑے مارے سو کوڑے لگنے سے پہلے نوے کوڑے لگنے سے وہ زخمی ہو گیا بعد دس کوڑے اور لگنے سے مر گیا تو ایک ہی دیت لازم آویگی ف اسواسطے کہ وہ جب اچھا ہو گیا تو نوے کوڑے لگنے کے زخم کا اثر جاتا رہا مگر تعزیر کے حق میں البتہ معتبر ہے اور اگر قطع غیر معتبر ہے مگر ایک زخم

سے ایک حاضر اور موجود تھا اوسنے گواہون سے قتل عمد قاتل پر ثابت کردیا اب دوسرا بھائی آیا تو گواہون کی گواہی کا اعادہ ضرور ہی ف امام صاحب کے نزدیک صاحبین کے نزدیک ص اور جو قتل خطا ہو یا دعویٰ دین کا تو دوسرے بھائی کو اعادہ شہود کی شہادت کا بالاجماع ضرور نہیں ہی پھر اگر قاتل نے وارث غائب کے عفو پر گواہ قائم کر دئے تو وارث حاضر اوسکا خصم ہو جاویگا اور قصاص ساقط ہو گا یہی حکم ہی اگر غلام مشترک قتل کیا جاوے اور ایک شریک غائب ہووے پس اگر قصاص کے دو وارثون نے تیسرے وارث کے عفو پر گواہی دی تو شہادت باطل ہوگی لیکن یہ شہادت اون دونون کیطرف سے عفو قصاص ہوگی تو اگر قاتل نے ان دو وارثون کی تصدیق کی تو تینون وارثون کو ایک ایک ثلث دیت کا ملیگا اور اگر دونون کی تکذیب کی تو ان دو وارثون کو کچھ نملیگا اور تیسرے کو تیسرا حصہ دیت کا ملیگا اور جو اونکی تصدیق صرف تیسرے وارث نے کی اور قاتل نے تکذیب کی تو اوسکو تہائی حصہ دیت کا ملیگا ف لیکن تیسرا حصہ اون دونون وارثون کو دیا جاویگا استحسانًا وہ مختار اور ایک چوتھی صورت ہی اوسکو مصنف نے چھوڑ دیا وہ یہ ہی کہ قاتل نے اور تیسرے وارث نے دونون کی تصدیق کی اون دونون وارثون کی تو اس صورت میں تیسرے وارث کو کچھ نملیگا اور اون دونون کو ایک ایک ثلث دیت کا ملیگا اور اصل کتاب میں اسکے لائق تفصیل مذکور ہی ص اگر اختلاف کیا قتل کے گواہون نے زمان قتل میں یا مکان قتل میں یا آلۂ قتل میں یا ایک نے کہا کہ قاتل نے مقتول کو لاٹھی سے مارا اور دوسرے نے کہا کہ مجھکو معلوم نہیں کس ہتھیار سے مارا ف یا ایک نے گواہی دی معاینۂ قتل پر اور دوسرے نے اقرار قاتل پر یہ مختار ص تو ان سب صورتون میں شہادت لغو ہو جاویگی اور جو شاہدون نے قتل کی شہادت دی اور کہا کہ آلۂ قتل ہمکو معلوم نہیں تو دیت واجب ہوگی ف اور قیاس یہ ہی کہ کچھ واجب نہو اسلیے کہ حکم قتل کا مختلف ہوتا ہی باختلاف آلہ وجہ استحسان کی یہ ہی کہ گواہون نے گواہی دی مطلق قتل کی اور مطلق مجمل نہیں ہی تو ثابت ہوگا اقل موجب اوسکا اور وہ دیت ہی اور واجب ہوگی دیت مال میں قاتل کے اسلیے کہ اصل قتل میں عمد ہی اور عاقلہ نہیں بار اوٹھاتے ہیں عمد کا کذا فی الاصل ص اگر قتل مقتول کا دو شخصون میں سے ہر ایک نے اقرار کیا اور ولی مقتول نے یہ کہا کہ تم دونون نے اوسکو مارا ہی تو دونون قتل کیے جاوینگے اور جو ایک شہادت گذری کہ زید کو عمرو نے مارا ہی اور دوسری شہادت یہ گذری کہ زید کو خالد نے مارا ہی اور ولی نے یہ کہا کہ زید کو عمرو اور خالد دونون نے مارا ہی تو دونون شہادتین لغو ہو جاوینگی ف اسواسطے کہ ولی کا قول تکذیب اور تفسیق ہی شہود کی اور وہ مبطل شہادت ہی ص اور اعتبار وجوب و عدم وجوب دیت وغیرہ میں حالت تیر اندازی کا ہی نہ تیر لگنے کا وقت تو واجب ہوگی دیت خطا جس شخص نے تیر مارا ایک مسلمان کو اور وہ قبل تیر لگنے کے مرتد ہو گیا پھر تیر لگا اور قیمت غلام کی مولی کو جب تیر مارا غلام کے اور وہ قبل تیر لگنے کے آزاد ہو گیا عطا اور جزا اوس محرم پر جسنے تیر مارا حالت احرام میں اور وہ قبل تیر لگنے کے حلال ہو گیا اور نہ واجب ہوگی جزا اوس حلال پر جسنے تیر مارا بعد اوسکے محرم ہو گیا قبل تیر لگنے کے اور نہیں ضمان دیگا وہ شخص جس نے تیر مارا اوسکو جسکے سنگسار کرنے کا قاضی حکم کر چکا تھا جب گواہ رجم کے قبل تیر پہونچنے کے اپنی شہادت سے پھر جاوین اور حلال ہی شکار کہ تیر مارا اوسکو مسلمان نے پھر مجوسی ہو گیا قبل تیر پہونچنے کے نہ وہ شکار جسکو تیر مارا مجوسی نے پھر مسلمان ہو گیا قبل تیر لگنے کے

# کتاب الدیات

مقدار دیت سونے سے چار ہزار دینار ہین اور چاندی سے دس ہزار درم اور اونٹ سے سو اونٹ ق اسواسطے
کہ حدیث ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن جدہ مین ہر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جان مارنے مین دیت
سو اونٹ کی ہر اور سونے والون پر ہزار دینار ہین روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے مراسیل مین اور نسائی اور ابن خزیمہ
اور ابن الجارود اور ابن حبان نے اور روایت کی بیہقی نے طریق شافعی سے کہ کہا شافعی نے کہا محمد بن الحسن نے
پہنچا ہمکو حضرت عمرؓ سے کہ انھون نے مقرر کیا سونے والون پر دیت کو ہزار دینار اور چاندی سے دس
ہزار درم کہا محمد بن الحسن نے اور خبر دی ہمکو ثوری نے مغیرہ ضبی سے انھون نے ابراہیم سے
کہا کہ تھی دیت بدلے اونٹون سے پھر ہر اونٹ کو قائم مقام ایک سو بیس درم کے کر دیا وزن
ستہ سے تو وہ بارہ ہزار درم ہوگئے اور وزن سبعہ سے دس ہزار درم ہوئے اور روایت کی محمد
بن الحسن نے انا ابو حنیفۃ عن الهیثم عن عامر الشعبی عن ابی عبیدۃ السلمانی عن عمر بن الخطاب
قال علی اهل الورق من الدیۃ عشرۃ آلاف درهم وعلی اهل الذهب الف دینار الحدیث یعنی کہا عمر بن الخطاب
نے کہ چاندی والون پر دیت دس ہزار درم ہین اور سونے والون پر ہزار دینار ہین اور شافعیؒ کے نزدیک بارہ ہزار درہم
اسواسطے کہ حدیث ابن عباس مین ہر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر کی دیت ایک مقتول کی بارہ ہزار درم روایت کیا
اوسکو چارون عالمون نے اور جواب اس حدیث سے چند وجوہ ہر ایک یہ کہ اس حدیث کا ارسال مرجح ہر ترجیح دیا اوسکے ارسال
کو نسائی نے اور ابو حاتم نے اور حدیث مرسل شافعیؒ کے نزدیک قابل احتجاج نہین دوسری یہ کہ مراد ان دراہم سے وہی
دراہم ہین جنکا وزن ستہ تھا یعنی دس درہم چھ مثقال کے تھے بدلیل اوسکے جو روایت کی محمد بن الحسن نے
ابراہیم سے تیسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین کوئی مقدار دیت معین نہین ہوا تھا تو کبھی آپ نے
بارہ ہزار درم دلائے جیسا کہ حدیث ابن عباس مین ہر اور کبھی آٹھ ہزار درم جیسا کہ حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص مین ہر
اخراج کیا اوسکا ابو داؤد نے چوتھی یہ کہ حدیث ابن عباس مین صرف حکایت ہر ایک واقعہ کی اور قرار داد عمرؓ مقدار دیت
مین بغیر سمع شارع کے نہین ہوسکتی اور تھی یہ بمحضر صحابہ کرام سے تو اعتماد ساتھ اسکے اولی ہوا واللہ اعلم ص
اور دیت قتل شبہ عمد کی سو اونٹ ہین اسطرح کہ پچیس بنت مخاض ہون اور پچیس بنت لبون اور پچیس حقہ اور پچیس
جذعہ اور اس دیت کا نام دیت مغلظہ ہر ف اسواسطے کہ روایت کی ابو داؤد نے علقمہ اور اسود سے کہ کہا عبد اللہ
ابن مسعودؓ نے شبہ عمد کی دیت مین پچیس حقہ اور پچیس جذعہ اور پچیس بنت لبون اور پچیس بنت مخاض ص
اور قتل خطا کی دیت بھی سو اونٹ ہین لیکن اسطرح کہ بیس بنت مخاض اور بیس بنت لبون اور بیس حقہ اور بیس جذعہ
اور بیس ابن مخاض ف یعنی نر اونٹ ایک سال کے اسواسطے کہ روایت کی اصحاب سنن اربعہ نے عبد اللہ بن
مسعودؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیت خطا کی بیس حقہ اور بیس جذعہ اور بیس بنت مخاض اور بیس
بنت لبون اور بیس ابن مخاض ہین ص اور کفارہ خطا اور شبہ عمد کا یہ ہر کہ قاتل ایک غلام مسلمان آزاد کرے

ف اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے کفارہ خطا میں فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ الآیہ ص تو اگر اس سے عاجز ہو دو مہینے
پے در پے روزہ رکھے ف اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ص
کفارہ قتل میں کھانا کھلانا مساکین کو کافی نہیں ہے ف اسلیے کہ اطعام بیان نص کلام اللہ میں وارد نہیں ہوا
ص اور صحیح ہے آزاد کرنا اوس شیر خوار کا جسکے ماں یا باپ مسلمان ہون اوس بچے کا جو شکم میں ہے اور عورت کی دیت
نصف ہے مرد کی دیت سے خواہ جان کی دیت ہو یا اعضا کی ف یہ مذہب ہمارا ہے اور شافعی رح کے نزدیک ما دون
الثلث دیۃ مرد اور عورت کی برابر ہے اور ثلث سے زیادہ ہو تو وہ نصف ہے عورت کی دلیل شافعی رح کی حدیث ہے نسائی کی کہ دیت عورت کی برابر ہے مرد کی
کے یہاں تک کہ پہونچے تہائی دیت کو اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن خزیمہ نے اور حجت ہماری وہ حدیث ہے جسکو روایت کیا بیہقی نے معاذ بن
جبل سے مرفوعاً دیۃ المرأۃ علی النصف من دیۃ الرجل یعنی دیت عورت کی نصف ہے دیت مرد کی اور حدیث مطلق ہے شامل ہے ثلث کو اور مادون ثلث کو
اور بھی روایت کی بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا انھون نے دیت عورت کی نصف ہے دیت مرد کے
اور روایت کی شافعی رح نے ابراہیم سے انھون نے عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب سے کہ دونون نے کہا دیت عورت
کی نصف ہے دیت مرد کی ص اور دیت ذمی کی اور مسلمان کی برابر ہے ف ہمارے نزدیک اور امام شافعی رح کے نزدیک
دیت یہودی اور نصرانی کی چار ہزار درم ہین اور مجوسی کی آٹھ سو درم ہین اور امام مالک کے نزدیک دیت یہودی اور
نصرانی کی نصف ہے دیت مسلمان کی یعنی چھ ہزار درم کیونکہ دیت مسلمان کی انکے نزدیک بارہ ہزار درم ہین دلیل
امام شافعی کی حدیث ہے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر کیے اوپر ایک مسلمان کے
کہ قتل کیا تھا اوسنے کتابی کو چار ہزار درم دیت کے روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور اسمین ذکر مجوسی کا نہین ہے اور روایت
کی شافعی نے پھر بیہقی نے منصور بن المعتمر سے انھون نے ثابت بن الحداد سے انھون نے ابن المسیب سے کہ عمر بن خطاب رض
نے فیصلہ کیا دیت مین یہودی اور نصرانی کے چار ہزار درم کا اور مجوسی مین آٹھ سو درم کا دلیل امام مالک کی حدیث ہے عمرو بن
شعیب کی عن ابیہ عن جدہ کہ فرمایا حضرت نے دیت کافر کی نصف ہے دیت مسلمان کے اور ایک روایت میں ہے کہ دیت معاہد
کی نصف ہے دیت اہل اسلام کے روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے دلیل ہماری قول ہے اللہ تعالی کا
وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ کیونکہ ظاہر آیت دلالت
کرتی ہے اس بات پر کہ دیت اوسکی مثل دیت مسلمان کے ہے اور حدیث ابوہریرہ کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت
یہودی اور نصرانی کی مثل دیت مسلمان کے ہے روایت کیا اوسکو امام اعظم رح نے مسند مین زہری سے انھون نے سعید
ابن المسیب سے انھون نے ابوہریرہ سے اور سند اوسکی نہایت صحیح ہے اور روایت کی طبرانی نے معجم اوسط مین ابن عمر سے باسناد
حسن کہ دیت ذمی کی مثل دیت مسلمان کے ہے کہا صاحب تمہید نے کہ اسناد اس حدیث کا حسن ہے اور اسی سے اخذ
کیا ابو حنیفہ اور جماعت نے اور روایت کی ابو داود نے مراسیل مین سند صحیح سے ابن المسیب سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیت ہر معاہد کافر کی اوسکے عہد مین ہزار دینار ہین اور نقل کیے ابن عبد البر نے تمہید مین بہت
سندون سے بہت سے آثار ایک جماعت سے اونھین سے ہین ابن المسیب کہ وہ کہتے تھے دیت ذمی کی مثل دیت مسلمان

کہ ہی اور روایت کی طحاوی نے باسناد حسن ابن المسیب سے مثل روایت ابو داؤد کے لیکن یہ روایت ابن المسیب معلق ہی اور
اوس روایت ابن المسیب کے جس سے تمسک کیا شافعی رضی نے باوجود اسکے کہ روایت شافعی موقوف ہی اور یہ مرفوع
ہی اور روایت کیے ابن ابی شیبہ نے مصنف میں کئی آثار اس باب میں ابراہیم نخعی اور عامر شعبی اور زہری اور یعقوب بن
عتبہ اور اسمعیل اور صالح اور عطا اور مجاہد اور علقمہ رضی اللہ عنہم سے جن سب کا مضمون یہ ہی کہ دیت ذمی کی مثل دیت مسلمان کے
ہی اور روایت کی عبد الرزاق نے ابن مسعود سے کہ کہا انھوں نے دیت ذمی کی مثل دیت مسلمان کے ہی اور زہری سے کہا کہ دیت یہودی اور نصرانی اور مجوسی
اور ہر ذمی کی مثل دیت مسلمان کے ہی اور کہا کہ ایسا ہی حکم تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور ابوبکر اور عمر اور عثمان کے عہد میں یہاں تک کہ دیت
ہوئی معاویہ کی سو انھوں نے یہ کیا کہ دیت کا نصف بیت المال میں رکھا اور ولی مقتول کو نصف دیا اور روایت کی
عبد الرزاق اور دارقطنی اور بیہقی نے ابن عمر رضی سے کہ ایک مسلمان نے مار ڈالا ایک ذمی کو خلافت عثمان رضی میں سو حضرت عثمان
نے نہیں قتل کیا اوس مسلمان کو لیکن دیت اوسپر مقرر کی مثل دیت مسلمان کے اور روایت کی طحاوی نے باسناد
حسن جعفر بن عبد اللہ بن الحکم سے کہ رفاعہ بن سموال یہودی قتل کیا گیا شام میں تو حضرت عمر رضی نے دیت اوسکی ہزار دینار مقرر
کی کہا شارح مسند امام نے کہ سند طحاوی کی اوپر شرط مسلم کے ہی سوا ابن منقذ کی اور وہ ثقہ ہی روایت کی اوس سے حاکم
نے مستدرک میں اور ابن حبان نے صحیح میں اور روایت کی عبد الرزاق نے بسند صحیح انس بن مالک رضی سے کہ وہ حدیث
بیان کرتے تھے کہ ایک یہودی مارا گیا تو حکم کیا اوس میں حضرت عمر رضی نے بارہ ہزار درم کا دیت سے تو روایت شافعی اور بیہقی
کی ثابت حداد سے انھوں نے ابن المسیب سے کہ حکم کیا حضرت عمر رضی نے یہودی اور نصرانی کی دیت میں چار ہزار درم کا
قابل التفات کے نہیں ہی کئی وجہوں سے ایک تو اسوجہ سے جو ہمنے بیان کیا کہ اوس روایت کے خلاف صحیح ہوا عمر رضی سے
دوسرے وہ جو ذکر کیا مالک اور ابن معین نے کہ ابن المسیب نے نہیں سنا عمر رضی سے تیسرے ثابت الحداد مجہول ہی نہیں پہچانا جاتا
اور اسی واسطے کہا ذہبی نے اپنے مختصر میں اور کون ہی ثابت الحداد اور ذکر کیا اوسکو حافظ ابن حجر نے تقریب میں کہ وہ
ثابت بیٹا ہی ہرمز کوفی کا کنیت اوسکی ابو المقدام الحداد ہی مشہور ہی اپنی کنیت سے اور وہ صدوق ہی لیکن وہم کرتا ہی
تو ضعیف کیا اوسکو بسبب علت وہم کے جو تھے ابن المسیب سے اوسکے خلاف اخراج کیا ابو داؤد نے اور طحاوی نے
اور مراسیل ابن المسیب کے شافعیہ کے نزدیک بھی مقبول ہیں کہا احمد بن جریر طبری نے تہذیب میں کہ نہیں خلاف ہی اس امر
میں کہ کفارہ قتل مسلمان اور ذمی میں یکسان ہی پس دیت بھی برابر ہونی چاہیے تو رد کیا اوس شخص پر جسنے واجب کیا کم
دیت ہی یہ خلاصہ ہی فتح المسند للامام ص اور قتل نفس میں اور ناک اور ذکر اور حشفہ کاٹنے میں پوری دیت ہی
ف اسواسطے کہ حدیث عمرو بن حزم میں ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک مارنے میں جان کے دیت
ہی اور ناک میں جب پوری کٹے پوری دیت ہی اور ذکر میں پوری دیت ہی الحدیث روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے مراسیل
میں اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن الجارود اور ابن حبان اور احمد نے اور اختلاف کیا ہی اوسکی صحت میں ص
اور جو ایسی مار مارے کہ مضروب کی عقل اوس سے جاتی رہے تو ضارب پر پوری دیت ہی ف بسبب فوت ہوجانے
منفعت ادراک کے اور یہی مدار نفع ہی معاش اور معاد میں ہدایہ ص اسیطرح اگر مضروب کی قوت شامہ یا ذائقہ

یا سیاہ ہو یا سرو جاتی رہی تب بھی پوری دیت لازم ہوگی **ف** اسلیے کہ ہر ایک سے ایک منفعت جداگانہ مقصود ہے
ابن ابی شیبہ نے مصنف میں روایت کی عوف اعرابی سے کہ ایک شخص نے پتھر مارا دوسرے شخص کے زمانے میں
حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے تو مضروب کی سمع اور عقل اور زبان اور ذکر جاتی رہی تھی نہ قریب ہو سکتا تھا عورتوں کے
تو حکم کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوس میں چار دیتوں کا ہدایہ میں اس کا قاعدہ کلیہ یہ تحریر ہے کہ جب جنس منفعت کی بالکل
فوت ہو جاوے یا جمال جو مقصود ہے جاتا رہے تو پوری دیت واجب ہوگی **ص** اگر زبان پوری کاٹ ڈالی یا اسقدر
کہ گویائی اوس سے جاتی رہے یا اکثر حروف نکلنا موقوف ہو گئے تو پوری دیت واجب ہوگی **ف** اسواسطے
کہ حدیث عمرو بن حزم میں ہے کہ زبان میں پوری دیت ہے **ص** اگر داڑھی کسی کی مونڈ ڈالی اور پھر وہ نہ نکلی یا سر کے
بال مونڈ ڈالے اور پھر وہ نہ جمے تو پوری دیت واجب ہوگی **ف** اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک حکومت
عدل واجب ہوگی کذا فی الاصل **ص** جو عضو انسان کے بدن میں دو دو ہیں **ف** جیسے ہاتھ اور آنکھ اور
کان اور پاؤں اور ہونٹ اور خوطے ہدایہ **ص** تو اگر دونوں کو تلف کر دیوے تو پوری دیت واجب ہوگی اور اگر
ایک کو تلف کرے تو نصف دیت واجب ہوگی **ف** مثلاً اگر دونوں آنکھیں پھوڑ ڈالے تو پوری دیت اور جو
ایک آنکھ پھوڑ ڈالے تو نصف دیت واجب ہوگی حدیث عمرو بن حزم میں ہے کہ دونوں آنکھوں میں پوری دیت ہے اور دونوں ہونٹوں میں پوری دیت ہے اور دونوں
بیضوں میں پوری دیت ہے اور ایک آنکھ میں اور ایک پیر میں نصف دیت ہے کذا فی شرح النقایہ **ص** اور پلکوں میں اگر چاروں تلف ہو جاویں تو پوری
دیت ہے اور جو ایک تلف ہووے تو ربع دیت ہے **ف** اسلیے کہ پلکیں چار ہیں ہدایہ **ص** اور ہر انگلی میں خواہ ہاتھ کی ہووے یا پاؤں کی دسواں
حصہ دیت کا ہے **ف** اسلیے کہ انگلیاں بھی دس ہیں اور حدیث عمرو بن حزم میں ہے کہ ہر انگلی میں خواہ ہاتھ کی ہووے یا پاؤں کی دس اونٹ ہیں
اور روایت کی ترمذی اور ابن حبان نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مثل اسکے **ص** وہ جس انگلی میں تین جوڑ ہیں
سوا اوسکے ایک جوڑ تلف کرنے سے دسویں حصہ کا ثلث ہے اور جس میں دو جوڑ ہیں اوسکے ایک جوڑ تلف کرنے سے
دسویں حصہ کا نصف ہے **ف** اسواسطے کہ انگلی کی دیت جوڑوں پر تقسیم کر دی گئی ہدایہ **ص** جیسے ہر دانت
میں بیسواں حصہ دیت کا ہے **ف** اسواسطے کہ حدیث عمرو بن حزم میں ہے کہ دانت میں پانچ اونٹ ہیں اور
روایت کی ابوداؤد نے ابو موسی اشعری سے مثل اسکے مرفوعاً اگر کوئی کہے کہ دانت تو بتیس ہیں پھر ہر دانت
میں بیسویں حصے کے وجوب کی کیا وجہ ہے بلکہ چاہیے تھا کہ بتیسواں حصہ لازم آتا جواب اسکا یہ ہے کہ دانتوں کا عدد
اگرچہ بتیس ہے لیکن اخیر کے چار دانت یعنی عقل کی داڑھیں تو بعض آدمیوں کے نہیں نکلتیں اور بعض آدمیوں میں چار
ہوتی ہیں اور بعضوں میں کم تو عدد متوسط دانتوں کا تیس ٹھہرا پھر دانت سے دو نفع ہیں ایک زینت اور دوسرے
چبانا پس جب ایک دانت تلف ہو گیا تو اوسکی منفعت تو بالکل زائل ہو گئی یعنی زینت بھی گئی اور چبانا
بھی گیا اور اوسکے پاس والے دانت کی ایک منفعت یعنی چبانے کی جاتی رہی اور زینت کی منفعت باقی رہی پس حسب عدد
متوسط دانتوں کا تیس ٹھہرا تو ایک دانت کی دیت تیسواں حصہ ہوا اور نصف منفعت جو دوسرے دانت کی
جاتی رہی اوسکی نصف دیت ساٹھواں حصہ ہوا اور تیسواں اور ساٹھواں حصہ ملا کر بیسواں حصہ ہوا اسلیے کہ

دانت کے تلف ہونے مین بیسوان حصہ واجب ہو واللہ اعلم کذا فی الاصل شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی
نے حجۃ اللہ البالغہ مین مضمون کی بیان کی ہے کہ دانت کبھی اٹھائیس ہوتے ہین کبھی بتیس ہوتے ہین اور ایک کی نسبت
نکالنی ان اعداد کی طرف مشکل تھی محتاج تھی طرف عدد خوض کے حساب مین تو مقرر کر دیا شارع نے بیس کو اور واجب
کیا ہر دانت مین نصف عشر دیت واللہ اعلم ص جس عضو کا نفع جانے سے جاتا ہے تو اوسمین دیت اوس عضو
کی واجب ہوگی مثلاً ہاتھ شل ہو جاوے یا آنکھ کی بصارت جاتی رہے اور سر اور چہرہ کے زخمون مین قصاص نہین ہے مگر جراحت
موضحہ مین جب عمداً ہووے ف موضحہ وہ زخم ہے جو ہڈی کو ظاہر کر دیوے کذا فی الاصل ص اور جو جراحت موضحہ
خطا سے ہووے تو اوسمین بیسوان حصہ دیت کا واجب ہے اور ہاشمہ مین ف یعنی جو زخم ہڈی کو توڑ دیوے ص دسوان حصہ دیت کا ہے اور منقلہ مین
ف یعنی جو زخم ہڈی کو توڑ کر اپنی جگہ سے منتقل کر دیوے ص دسوان حصہ اور پانچوان حصہ دیت کا واجب ہے اور آمہ مین ف یعنی جو زخم بھیجے کی کھال
تک پہنچ جاوے ص اور جائفہ مین ف یعنی جو زخم پیٹ کے اندر تک پہنچے خواہ شکم کی طرف سے یا پشت کی طرف سے یا سینے کی طرف یا گردن
کی طرف سے یا اور طرف سے ص ثلث دیت کا واجب ہے اور جو جائفہ دوسری جانب پار ہو جاوے تو اوسمین دو ثلث دیت کے
ہین ف اسواسطے کہ حدیث عمرو بن حزم مین ہے کہ آمہ مین ثلث دیت ہے اور جائفہ مین ثلث دیت ہے اور منقلہ مین پندرہ
اونٹ ہین اور موضحہ مین پانچ اونٹ ہین اور اوسمین ذکر ہاشمہ کا نہین ہے اور روایت کی عبد الرزاق نے مصنف مین
زید بن ثابت رضی سے کہ ہاشمہ مین دسوان حصہ دیت کا ہے شرح نقایہ ص اور حارصہ ف یعنی کھرونچا جس سے
کھال فقط چھل جاوے ص اور دامعہ ف یعنی جو خون کو ظاہر کر دیوے لیکن نہ بہاوے مثل آنسو کے ص اور دامیہ
ف جو خون کو بہاوے ص اور باضعہ ف یعنی جو جلد کو قطع کر دیوے ص اور متلاحمہ ف یعنی جو گوشت مین
پہونچ جاوے ص اور سمحاق ف یعنی جو زخم سمحاق تک پہونچ جاوے سمحاق وہ باریک کھال ہے جو گوشت اور سر کی ہڈی
کے درمیان مین ہے ص مین حکومت عدل ہے یعنی مجروح کو غلام فرض کر کے بلا جراحت اوسکے قیمت لگا دینگے بعد اوسکے
بجراحت تو بمقدار تفاوت دونون قیمتون مین ہوگا وہی دیت ہے اسی پر فتوی ہے ف یہ احتراز ہے قول سے کرخی کے کہ
اس زخم کا جراحت موضحہ سے دیکھکر بقدر اوسکے بیسوین حصے مین سے واجب ہوگا ص اگر ایک ہاتھ کی سب انگلیون
کو کاٹ ڈالا خواہ بغیر ہتھیلی کے یا ہتھیلی سمیت تو نصف دیت واجب ہوگی اور جو نصف ساعد سمیت کاٹ ڈالا تو نصف
دیت اور حکومت عدل واجب ہوگی اگر اوس ہتھیلی کو کاٹا جسمین ایک ہی انگلی تھی تو دسوان حصہ دیت کا واجب ہوگا
اور جو دو انگلیان تھین تو پانچوان حصہ اور کف کا بدلا کچھہ واجب نہوگا اگر کسینے زاید انگشت کو قطع کر ڈالا یا لڑکے کی
آنکھہ یا ذکر یا زبان کو تلف کیا اور ان اعضا کی صحت وسلامتی معلوم نہوئی تھی مثلاً آنکھہ سے اوسنے ایسا فعل کبھی نہین کیا
تھا جس سے دیکھنا اوسکا سمجھا جاتا یا ذکر نے اوسکے جنبش نکی تھی اور زبان سے بات نہین کی تھی تو حکومت عدل واجب
ہوگی اگر جراحت موضحہ سے اوسکی عقل جاتی رہی یا سر کے بال جاتے رہے تو موضحہ کی دیت اوسکی پوری دیت مین داخل ہو جاویگی
الگ نہ دینا پڑیگی اور جو سماعت یا بصارت یا بول چال اوسکی جاتی رہی تو داخل نہوگی اور جو موضحہ سے اوسکی دونون آنکھین
جاتی رہین تو موضحہ اور آنکھون کی دونون کی دیت واجب ہوگی یہ نہوگا کہ موضحہ کا قصاص لیا جاوے اور آنکھون کی

دیت جیسا مذہب صاحبین کا ہے اور قصاص نہیں اور جس انگلی کے قطع سے جسکے پاس کی انگلی خشک ہو گئی بلکہ دونوں
کی دیت واجب ہوگی ف یہ مذہب امام کا ہے اور صاحبین اور زفر کے نزدیک پہلی انگلی کا قصاص اور دوسری کی دیت
واجب ہوگی کذا فی الاصلاح ص اور قصاص نہیں اوس انگلی میں جسکا اوپر کا جوڑ کاٹا گیا سو باقی انگلی بھی خشک ہو گئی
بلکہ جوڑ کی دیت اور باقی میں حکومت عدل واجب ہوگی اور اوس دانت میں جسکا نصف توڑا گیا سو باقی سیاہ ہو کر
رہ گیا بلکہ پورے دانت کی دیت واجب ہوگی جس شخص نے دانت کا قصاص لیا پھر قصاص لینے والے کا دانت جم آیا تو دیت واجب ہوگی اسی طرح
اگر ایک شخص نے دانت دوسرے کا اکھاڑا اوسنے اوٹھا کر رکھ لیا اور گوشت اوس پر جم آیا تو دیت اوکھیڑنے والے پر ساقط نہوگی البتہ اگر دوسرا
دانت اوسکے عوض جم آیا تو دیت ساقط ہوگی اسی طرح ساقط ہوگی دیت اگر سر یا منہ کا زخم بھر گیا اور چنگا ہو گیا یا مارنے سے
جو زخم پیدا ہوا تھا وہ اسطرح اچھا ہو گیا کہ اثر اوسکا باقی نرہا ف اور امام محمد کے نزدیک اجرت طبیب کی اور دوا کی دینا
ہوگی ص اور کسی زخم کا قصاص نہ لیا جاویگا جب تک وہ تندرست نہولے ف اسلیے کہ احتمال ہے مجروح کی موت کا
زخم کے صدمے سے پس اوسوقت قصاص بالنفس واجب ہوگا اسلیے انتظار چاہیے صحت کا اور روایت کی امام احمد و
دارقطنی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہ قصاص لیا جاوے زخم کا جب تک
اچھا نہو زخمی اوسکا اور شافعی کے نزدیک فی الحال قصاص لینا چاہیے اور حجت ہے اون پر یہ حدیث ص اور صبی اور
مجنون کا عمد مثل خطا کے ہے تو دیت اونکی عاقلہ پر واجب ہوگی ف اور شافعی کے نزدیک اوسکے مال میں واجب ہوگی
اور ہماری دلیل روایت ہے بیہقی کی حضرت علی سے کہ عمد صبی اور مجنون کا خطا ہے ص اور کفارہ اون پر
نہوگا اور محروم نہونگے میراث سے ف اور جو قاتل بعد قتل کے مجنون ہو گیا تو قتل کیا جاویگا کذا فی الدر المختار

## فصل جنین کے بیان میں

اگر ایک شخص نے ایک عورت کے پیٹ میں ضرب لگائی سو بچہ مردہ حمل گرا تو ضارب کی عاقلہ پر غرہ یعنی بیسواں حصہ دیت کا پانسو
درہم لازم آوینگے ف اسواسطے کہ روایت کی ائمہ ستہ نے حدیث ابی ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا
جنین میں غرہ کا غلام ہو یا لونڈی لیکن اوسمین پانسو درہم کا ذکر نہیں ہے البتہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں
زید بن اسلم سے کہ عمر بن الخطاب نے قیمت لگائی غرہ کی پچاس دینار اور ہر دینار دس درہم کا اور روایت کی بریدہ
سے کہ ایک عورت نے مارا ایک عورت کو تو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے بچے میں پانسو کا اور روایت
کی ابوداؤد نے سنن میں ابراہیم نخعی سے کہ غرہ پانسو درہم ہیں کذا فی شرح النقایہ ص ایک سال کے عرصے
میں ف اور امام مالک کے نزدیک غرہ قاتل کے مال میں سے واجب ہوگا اور شافعی کے نزدیک تین سال میں ادا
کیا جاویگا مثل دیت نفس کے دلیل ہماری حدیث مغیرہ بن شعبہ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیت جنین کی مقرر کی
اوپر عاقلہ کے روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابوداؤد نے اور مروی ہے صحیحین میں مانند اسکے اور ہدایہ میں ہے کہ کہا محمد بن حسن نے
پہونچا ہمکو یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غرہ مقرر کیا اوپر عاقلہ کے ایک سال میں ص اور جو بچہ زندہ پیٹ سے گرا
پھر مر گیا تو پوری دیت نفس کی واجب ہوگی اور جو بچہ مردہ گرا پھر ماں بھی اوسکی مر گئی تو غرہ اور دیت دونوں واجب ہونگے

ف غرہ جنین کے لیے اور دیت اوسکی ماں کی روایت کی بخاری مسلم نے ابوہریرہؓ سے کہ ہذیل کی دو عورتین آپس مین لڑین تو
ایک نے دوسری کے پتھر مارا اور مرگئی وہ اور جو اوسکے پیٹ مین تھا مرگیا تو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دیت
جنین کی غرہ ہے خواہ غلام ہو یا لونڈی اور حکم کیا دیت کا عورت کی اوسکی عاقلہ پر ص اور جہان مرگئی پھر بچہ مردہ
اوسکے پیٹ مین سے گر پڑا تو ایک دیت واجب ہوگی ف یعنی صرف دیت ماں کی اسلیے کہ ممکن ہے کہ موت جنین کی
ضرب سے نہوئی ہو بلکہ دم گھٹنے سے اور شافعی کے نزدیک غرہ بھی واجب ہوگا ص اور جہان مرگئی پھر بچہ اوسکا زندہ
پیٹ سے گر کر مرگیا تو دو دیتین نفس کی پوری واجب ہونگی اور جنین کی دیت سب ورثہ اوسکے پاوینگے سوا ضارب کے
ف اسلیے کہ ضارب قاتل اوسکا ہے اور قاتل کو میراث نہین ملتی ص اور جو وہ جنین لونڈی کا تھا تو اوسکی قیمت حالت
حیات کی لگا کر بیسوان حصہ قیمت کا دینا ہوگا اگر جنین مرد ہووے اور دسوان حصہ دینا ہوگا اگر عورت ہو اگر
یعنی اگر زندہ رہتا تو اوسکی قیمت کیا ہوتی اوسکا بیسوان یا دسوان حصہ دینا ہوگا
ایک لونڈی کو ضرب ماری پھر مولی نے اوسکے حمل کو آزاد کر دیا بعد اوسکے حمل گرا اور بچہ زندہ پیدا ہو کر مرگیا تو قیمت اوسکی حالت
حیات کی واجب ہوگی نہ دیت ف اسلیے کہ موت اوس بچے کی ضرب سے ہوئی اور اوس وقت مین وہ غلام تھا
آزاد نہین ہوا تھا ص اور جنین کے قتل مین کفارہ قاتل پر نہین ہے اور جو جنین ایسا ہو کہ اوسکے بعض اعضا
بن گئے ہون تو وہ مثل پورے جنین کے ہے جس عورت نے عمداً جنین کو مردہ گرایا کسی دوا سے یا کسی عمل سے بغیر اذن خاوند کے
تو اوسکی عاقلہ پر غرہ لازم آویگا اور جو عورت کا عاقلہ نہووے تو اوسکی ذات پر لازم آویگا ایک سال مین اور جو خاوند کے اذن سے
گرایا تو غرہ واجب نہوگا ف جاننا چاہیے کہ جس جنین کے اعضا ظاہر نہوئے ہون تو اوسکے اسقاط سے عورت گنہگار نہوگی ورنہ گنہگار ہوگی درمختار

## باب راہ مین کوئی امر جدید کرنے کے بیان مین ص

جو شخص شارع عام مین سنڈاس یا پرنالہ یا برج یا موری یا چبوترہ یا دوکان بنا دے تو ہو سکتا ہے اگر لوگون کو ضرر نکرے
ف یعنی اگر ضرر نکرے تو درست ہے اور جو ضرر کرے تو بالکل درست نہین کذا فی الاصل اسواسطے کہ روایت
کی طبرانی نے معجم اوسط مین کہ فرمایا حضرت نے نہین ضرر پہونچانا اور اسلام مین ص یا وصف اسکے ہر شخص کو ف اگرچہ
ذمی ہو درمختار ص اوسکا توڑ ڈالنا پہونچتا ہے ف کیونکہ شارع عام مین ہر شخص کو حق مرور حاصل ہے تو خواہ ضرر نکرے یا کرے
ہر حال مین اوسکا توڑ ڈالنا جائز ہے ہر شخص کو ص اور کوچہ غیر نافذہ مین ایسے امور کرنا درست نہین ہین اگرچہ ضرر نکرے مگر اوسکے شرکا کی اجازت سے
درست ہین پس اگر ان چیزون کے گرنے کے سبب سے کوئی آدمی مرجاوے تو بنانے والے کے عاقلہ پر اوسکی دیت لازم آویگی
جیسے کوئی پتھر راہ مین رکھدیوے یا کنوان راہ مین کھودے اور اوسمین کوئی گر کر مرجاوے اور جو کوئی جانور مرجاوے تو اوسکا ضمان
بنانے والے پر آویگا یہ سب صورتین جب ہین کہ اوسنے بغیر اذن امام کے ان چیزون کو بنایا ہووے ف اپنے نفع کے لیے
اور جو مسلمانون کے نفع کے لیے بنایا ہو جیسے مسجد یا امام کے اذن سے تو وہ توڑا نجاویگا درمختار ص اور جو امام
کے اذن سے بنایا ہو کچھ پارہ کے کوئین مین گرنے والا گرنے سے نمرے بلکہ بھوک سے یا دم کے گھٹنے سے مرجاوے تو ضامن
نہوگا ف امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہے درمختار ص جس شخص نے راستے کے پتھر کو اوٹھا کر دوسری
جگہ رکھا اوسکے سبب سے کوئی آدمی تلف ہوگیا تو اوٹھا کے رکھنے والا ضامن ہوگا نہ پہلا رکھنے والا جیسے ضامن ہوگا وہ

شخص جسنے بوجھ لادا اپنے سر یا پیٹھ پر راہ مین اور وہ کسی پر گر پڑا یا بوریا یا قندیل یا پتھریان غیر کی مسجد مین لے گیا یا مسجد مین سوا نماز اور فعل کے لیے بیٹھا اور ان صورات سے کوئی شخص ہلاک ہو گیا ف مثلاً اوس بوجھ کے گرنے سے یا بوریا یا قندیل یا پتھریون کے ٹھوکر کے گرنے سے کوئی مرگیا یا سوا نماز کے اور کام کے لیے مسجد مین بیٹھا تھا مین ایک اندھا آیا اور اوسپر گر پڑا اور مرگیا تو ضامن ہوگا ص ضامن نہوگا وہ شخص جو چادر اوڑھے ہوے تھا اوسکی چادر کے سبب سے کوئی مرگیا یا قندیل بوریا پتھریان وغیرہ اپنے محلہ کی مسجد مین لیگیا یا نماز کے لیے مسجد مین بیٹھا تھا سو اوسکے سبب سے کوئی مرگیا

## ف فصل جھکی دیوار کے مسائل مین ص

اگر دیوار جھک جاوے شارع عام کیطرف ف یا کسی کے مکان کیطرف لیکن اس صورت مین حق طلب اون مکان والون کا ہوگا ص اور اوسکے توڑنے کے لیے کوئی شخص مسلمان یا ذمی مالک دیوار سے کہدیوے ف یعنی اوس شخص سے کہدیوے جسکو توڑنے کا اختیار ہو جیسے راہن سے کہ وہ فک رہن کرکے توڑ سکتا ہے یا ولی طفل سے یا وصی سے یا مکاتب سے یا تاجر سے کذا فی الملتقی ص اور وہ اوسکو نہ توڑے اوس زمانے تک جسمین توڑ ڈالنا اوسکا ممکن ہے تو ضامن ہوگا اوس نفس کا یا مال کا جو اوس دیوار سے تلف ہووے ف لیکن ضمان مال کا مالک دیوار کی ذات پر آویگا اور ضمان نفس کا عاقلہ پر اوسکے اور بعض کتابون مین یہ مذکور ہے کہ گواہ کردینا بھی ضروری ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اشہاد شرط نہین ہے بلکہ اسواسطے چاہیے تاکہنے والا اپنے قول کے اثبات پر قادر ہووے اگر مالک دیوار اوس سے انکار کرے تو یہ احتیاط ہے ص اور ضامن نہوگا اگر بعد اشہاد کے اوسنے وہ دیوار بیچ ڈالی اور مشتری نے اوسپر قبضہ کر لیا پھر گری یا توڑ ڈالنے کی درخواست اوس سے کی گئی جو توڑنے پر قادر نہین ہے جیسے مرتہن اور کرایہ دار اور مُودَع اور گھر مین رہنے والا تو اگر وہ دیوار کسی کے گھر کی طرف جھکی ہوئی ہے تو اوس گھر والے کو توڑنے کی درخواست پہونچتی ہے اور اوسکو مہلت دینے اور ضمان معاف کردینے کا اختیار ہے اور جو اوسنے پہلے ہی سے دیوار جھکی ہوئی بنائی تو ضامن ہوگا بدون درخواست کے چنانچہ برآمدہ وغیرہ نکالنے مین ف یا پاخانہ یا پرنالہ مین کذا فی الاصل ص ایک دیوار پانچ آدمیون مین مشترک تھی ایک شریک سے درخواست اوسکے توڑنے کی کی گئی پھر وہ گر پڑی ایک شخص پر تو جس شریک سے درخواست توڑنے کی کی گئی تھی اوسکی عاقلہ پر پانچوان حصہ دیت کا لازم آویگا جیسے دو ثلث دیت کے لازم آوینگے جب تین شریکون مین سے ایک نے مکان مشترک مین کنوان کھدوایا یا دیوار اوٹھائی اور اوسکے سبب سے کوئی ہلاک ہو گیا

## باب جانور کی جنایت اور جانور پر جنایت کرنے کے بیان مین

اگر سوار کی سواری کا جانور کسیکو روندڈالے یا ہاتھ یا پانون یا سر سے تلف کرے یا منہ سے کاٹ کھاوے یا ہاتھ سے مارے یا دھکا دیوے تو سوار پر ضمان لازم آویگا اور جو لات یا دم سے مارے تو سوار اوسکا ضمان نہ دیگا ف کیونکہ روندنے وغیرہ سے بچاؤ ممکن ہے نہ لات اور دم کی ضرب سے یہ مذہب ہمارا ہے اور شافعی کے نزدیک لات کی ضرب کا بھی ضمان دیگا کیونکہ فعل جانور کا منسوب ہے طرف سوار کے کذا فی الاصل ص اگر جانور نے چلتے چلتے لید یا پیشاب کیا اوس سے

کچھ تلف ہوگیا یا اوسکو کھڑا کیا لید یا پیشاب کیلیے تو ضمان نہوگا اور جو کسی اور کام کے لیے کھڑا کریگا تو ضمان ہوگا اسی طرح اگر جانور نے چلنے مین ہاتھہ یا پانون سے کنکری یا گٹھلی اڑائی یا غبار اڑایا یا چھوٹا پتھر اور اوسکے سبب سے کسیکی آنکھہ پھوٹ گئی یا کپڑا بگڑ گیا تو سوار پر ضمان نہوگا اور جو بڑا پتھر اڑایا تو ضمان ہوگا **ف** اسلیکہ بڑے پتھر کے اوڑانے سے بچاؤ ممکن ہے نہ کنکری اور پتھری کے اوڑانے سے کذا فی الاصل **ص** جانور کا پیچھے سے ہانکنے والا اور آگے سے کھینچنے والا مثل سوار کے ہین ضمان اور عدم ضمان مین لیکن سوار پر کفارۂ قتل بھی لازم آویگا نہ اون دونون پر اور سوار محروم ہوگا میراث سے مقتول کی نہ وہ دونون اگر دو سوار آپسمین ایک دوسرے کی دھکے سے مرجاوین تو ہر ایک کی دیت دوسرے کے عاقلہ پر ہوگی اگر ایک شخص نے اپنے جانور کو پیچھے سے ہانکا اور اوسکا زین کسی پر گرا وہ مرگیا یا آگے سے اونٹ کی قطار کو کھینچا اوسمین سے ایک اونٹ نے کسیکو روندڈالا تو دیت دینا ہوگی اور جو قطار کو پیچھے سے بھی کوئی ہانکتا تھا تو دونون پر دیت آویگی اگر زید اونٹ کی قطار لیے جاتا تھا عمرو نے بلا اوسکے اطلاع کے ایک اونٹ باندھدیا اور اوس اونٹ نے کسی کو روندکر تلف کیا تو دیت زید کی عاقلہ سے لیجاویگی پھر زید کا عاقلہ وہ دیت عمرو کی عاقلہ سے بھریگا اگر کسینے کتے کو کسی پر چھوڑا اور پیچھے سے اوسکو ہانکا سو اوس کتے نے اوسی وقت جاکر کچھہ تلف کیا تو اوسپر ضمان لازم ہوگا اور جو اوس کتے کو ہانکا نہین یا پرند چھوڑا خواہ اوسکو ہانکا یا نہ ہانکا تو ضمان لازم نہ آویگا جیسے کوئی جانور خود بخود چھوٹ بھاگا سو اوسنے مال یا جان کو تلف کیا رات کو یا دن کو تو ضمان نہوگا **ف** اسواسطے کہ روایت کیا بخاری ابوداود ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَلْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ یعنی بے زبان کا زخمی کرنا رایگان ہے **ص** اگر کسی شخص نے اوس جانور کو مارا جسپر زید سوار ہے یا لکڑی سے اوسکو کونچا تو اوسنے ہاتھہ یا پانون سے کسیکو مارا یا بھڑک کر کسیکو صدمہ دیا اور مارڈالا تو ضمان چھیڑنے والے پر ہے نہ سوار پر **ف** یہ مذہب ہمارا ہے اور امام ابویوسف کے نزدیک دونون پر ضمان نصفا نصف ہے یہ حکم جب ہے کہ بغیر اذن سوار کے یہ فعل کیا ہووے اور جو اوسکے اذن سے ہووے تو ضمان نہوگا اور جو وہ جانور اوسی چھیڑنے والے کو مارڈالے تو خون اوسکا رایگان ہوگا یعنی کسی پر تاوان اوسکا لازم نہ آویگا مختار **ص** اگر قصاب کی بکری کی آنکھہ پھوڑی تو جسقدر قیمت مین اوسکی نقصان ہوگیا دینا ہوگا اور گاے بیل اونٹ کی اگر آنکھہ پھوڑی خواہ قصاب کے ہووین یا اوسکے تو چوتھائی قیمت دینا ہوگی ایسا ہی حکم ہے خچر اور گھوڑے مین

## باب لونڈی غلام کی جنایت اور انپر جنایت کرنے کے بیان مین

اگر غلام کوئی جنایت کرے خطا سے تو مالک کو اختیار ہے خواہ اوس غلام کو حوالہ کر دیوے بعوض جنایت کے اور ولی جنایت اوسکا مالک ہو جاویگا یا دیت اوس جنایت کی بطور فدیہ کے غلام کیطرف سے ادا کرے فی الفور پس اگر مالک نے فدیہ دیدیا بعد اوسکے غلام نے اور دوسری جنایت کی تو پھر فدیہ دیوے یا غلام حوالہ کرے البتہ اگر غلام نے دو جنایتین یا زیادہ کین تو مولی کو اختیار ہے خواہ اون سب جنایتون کے بدلے مین غلام کو دیدیوے یا ہر ایک کی دیت جداگانہ دیوے پس اگر مولی نے اوسکو ہبہ کردیا یا آزاد یا مدبر یا ام ولد بنایا اور اوسکو جنایت کی خبر تھی تو دیت اور قیمت غلام مین سے کمتر کا تاوان دیدیوے اور جو خبر تھی تو دیت دیوے جیسے مولی نے اوس غلام کی آزادی کو معلق کردیا زید کے قتل یا جرح پر اور اوس غلام نے وہ کام کیا تو مولی کو دیت دینا آویگی اگر غلام نے آزاد کا ہاتھہ عمداً کاٹا اور غلام اوسکو دیا گیا سو اوسنے آزاد کو کردیا پھر ہاتھہ کے

زخم سے وہ مر گیا تو غلام صلح ٹھہر گیا بعوض جنایت کے اور جو اوسنے آزاد نہین کیا لیکن ہاتھ کے زخم سے مر گیا تو غلام پھیر
دیا جاویگا مولی کو سو وہ قتل ہوگا قصاص مین یا معاف کیا جاویگا اگر غلام ماذون مدیون کوئی جنایت کرے خطا سے اور
مالک کو اوسکا علم نہو وہ اوسکو آزاد کر دیوے تو مالک کمتر کا تاوان دیوے قیمت اور دین مین سے قرضخواہون کو اور کمتر کا قیمت
اور دیت مین سے ولی جنایت کو پس اگر لونڈی ماذونہ مدیونہ بچہ جنے تو قرضہ مین اوسکے ساتھ بچہ بھی بیچا جاویگا اور جنایت
مین بچہ نہ دیا جاویگا زید کے غلام کی عمرو سے آزادی کا اقرار کیا پھر اوسنے عمرو کی کوئی جنایت کی تو عمرو کو کچھ نہ ملیگا نہ غلام سے
نہ اوسکے مولی سے اگر غلام نے کہا کہ مینے زید کے بھائی کو قبل آزادی کے خطا سے مار ڈالا ہو اور زید نے کہا کہ نہین بلکہ بعد
آزادی کے تو قول غلام کا سچ سمجھا جاویگا زید نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا پھر کہا کہ مینے تیرا ہاتھ کاٹا یا مال تیرا لیا قبل آزادی
کے اور لونڈی نے کہا بعد آزادی کے تو قول لونڈی کا مقبول ہوگا مگر جماع اور لونڈی کی کمائی مین کہ اسمین قول مولی کا
مقبول ہوگا اگر غلام محجور نے یا صبی نے ایک صبی کو کسیکے قتل کے لیے کہا اور اوس صبی نے قتل کر ڈالا تو دیت قاتل کی
عاقلہ پر ہوگی اور وہ عاقلہ قاتل اوس غلام آمر سے بعد عتق کے کچھ پھیر لینگے نہ صبی آمر سے اور جو غلام محجور نے غلام محجور کو حکم
کیا قتل کا تو قاتل کا مولی اوس غلام کو حوالے کر دیوے یا فدیہ دیدیوے قتل خطا مین اور آمر پر رجوع اب نہین ہو سکتا لیکن بعد
آزادی کے کمتر قیمت اور فدیہ مین سے لے سکتا ہے ایسا ہی قتل عمد مین اگر غلام قاتل صغیر سن ہو اور جو بالغ ہوگا تو قصاصًا
قتل کیا جاویگا اگر ایک غلام نے دو آزاد شخصون کو قصدًا مار ڈالا اور ہر مقتول کے دو دو ولی تھے ایک ایک نے اونمین سے عفو
کر دیا تو باقی دو وارثون کو چاہے مالک نصف غلام دیدیوے یا چاہے ایک پوری دیت ادا کرے اور جو ایک شخص کو عمدًا اور
دوسرے کو خطاءً قتل کیا اور عمد کے دو وارثون مین سے ایک نے عفو کر دیا تو مالک پوری دیت دیوے قتل خطا کے وارثون
کو اور نصف دیت قتل عمد کے اوس وارث کو جسنے عفو نہین کیا یا غلام کو اون تینون کے حوالے کر دیوے تو اوس غلام کے
تین حصے کر کے بانٹ دینگے تینون مین امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک چار حصے کر کے تین حصے خطا کے وارثون
کو اور ایک عمد کے وارث کو ملیگا اگر دو شخصون مین ایک غلام مشترک تھا اوسنے اون دونون کے ایک رشتہ دار کو مار ڈالا
اور ایک نے عفو کر دیا تو سب باطل ہو گیا اور صاحبین کے نزدیک عفو کرنے والا نصف حصہ اپنا دوسرے کو دیدیوے یا ربع دیت
فدیہ دیوے **فصل** غلام کی دیت اوسکی قیمت ہے پس اگر قیمت اوسکی آزاد شخص کی دیت تک پہونچ جاویگی تو اوسمین سے
دس درم کم کر لینگے **ف** امام ابوحنیفہ اور محمد کے نزدیک اور ایسی ہی روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے
عبد اللہ بن مسعود سے اور ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک جہان تک قیمت اوسکی ہوگی دینا پڑیگی **ص** اور غصب
مین کم نہ کرینگے بلکہ جسقدر قیمت ہوگی دینا پڑیگی باجماع سب علما کے اور شخص آزاد مین جو حصہ دیت کا جنایت مین مقرر ہے
غلام مین وہ حصہ قیمت سے مقرر کیا جاویگا مثلاً اگر کوئی غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالے تو نصف قیمت اوسکی لازم آویگی
**ف** پس اگر اوسکی قیمت دس ہزار یا زائد ہوگی تو پانچ کم پانچہزار درم دینا ہونگے کذا فی الاکمل **ص** اگر غلام کا
ہاتھ عمدًا کاٹا گیا پھر وہ آزاد کیا گیا بعد اوسکے اوس زخم سے مر گیا تو قاطع سے قصاص لیا جاویگا اگر غلام کا وارث
صرف مولی ہو ورنہ نہ لیا جاویگا اگر ایک شخص نے اپنے دو غلامون مین سے ایک کو آزاد کیا پھر دونون غلام مجروح ہو گئے

بعد اوسکے مولی نے مقرر کیا کہ مرد میری غلام تھا تو دونوں کی دیت مولی کو ملیگی اور جو اون دونوں غلاموں کو کسینے مار ڈالا تو دیت آزاد کی اور قیمت غلام کی دینا ہوگی اور جو ہر ایک غلام کو ایک ایک شخص نے مار ڈالا تو قیمت اون دونوں کی لازم آویگی اگر ایک شخص نے ایک غلام کی دونوں آنکھیں پھوڑ ڈالیں تو مولی کو اختیار ہے خواہ غلام کو جانی کے حوالے کرے اور اوس سے پوری قیمت اوسکی لے لیوے اور چاہے غلام کو اپنے پاس رہنے دے اور نقصان نہیں لے سکتا ف اور صاحبین کے نزدیک نقصان لے لیگا اور شافعی رح کے نزدیک پوری قیمت لیگا اور غلام کو بھی رکھ چھوڑیگا کذا فی الاصل **فصل** اگر مدبر یا ام ولد نے جنایت کی تو مولی کمتر کا تاوان دیگا دیت اور قیمت مین سے تو اگر مولی نے قاضی کے حکم سے تاوان ولی جنایت کو دیا یا بعد اوسکے پھر انھوں نے جنایت کی تو دوسری جنایت والا پہلی جنایت والے کا شریک ہوجاویگا اوس قیمت مین جو اوسکو قاضی کے حکم سے ملی ہے اور جو مالک نے بدون حکم قاضی کے دیا تو دوسری جنایت والا پہلی جنایت والے کا پیچھا کرے خواہ مولی کا ف لیکن اگر مولی سے لیگا تو وہ پہلی جنایت والے پر رجوع کریگا اسواسطے کہ مولی پر صرف ایک قیمت واجب ہے در مختار ص مالک نے اپنے غلام کا ہاتھ کاٹا سو اوسکو غصب کیا ایک شخص نے اور زخم کے سرایت سے وہ غلام مر گیا غاصب پاس تو غاصب تاوان دیوے ہاتھ کٹے غلام کی قیمت کا اور جو مولی نے ہاتھ کاٹا اپنے غلام کا اور وہ غلام غاصب پاس تھا تو غاصب بری ہوگیا تاوان سے اگر غلام مجور نے غلام مجور کو غصب کیا پھر مغصوب غاصب پاس مر گیا تو غاصب پر تاوان آویگا ف اسلیے کہ مجور سے مواخذہ کیا جاتا ہے افعال مین پس اگر غصب ظاہر ہوگا تو وہ اوسمین بیچ کیا جاویگا اور جو غصب صرف اوسکے اقرار سے ثابت ہو تو مواخذہ ہوگا اوس سے بعد آزادی کے کذا فی الاصل ص اگر مدبر نے اپنے غاصب پاس جنایت کی پھر مولی پاس آنکر دوسری جنایت کی یا اسکا الٹا ہوا تو مالک اوسکی قیمت کا تاوان دیوے دونوں ولی جنایت کو اور نصف قیمت پھر لیوے غاصب سے اور حوالے کرے اوسکو پہلی جنایت والوں کے پھر رجوع کرلیوے اوسکا غاصب پر صورت اولی مین نہ ثانی مین اور خالص غلام بھی یعنی قن مثل مدبر کے ہے دونوں صورتوں مین لیکن مولی یہاں خود غلام کو حوالے کرے جیسے مدبر مین اوسکی قیمت دیتا ہے اگر زید کے مدبر کو عمرو نے غصب کیا اور اوسنے جنایت کی عمرو پاس پھر عمرو نے رد کردیا اوسکو طرف زید کے بعد اوسکے پھر غصب کیا پھر اوسنے جنایت کی تو مالک پر پوری قیمت اوس مدبر کی دونوں اولیاے جنایت کیلیے لازم آویگی پھر وہ پوری قیمت عمرو سے پھر لیگا اور اوس مین سے نصف پہلی جنایت والوں کو دیکر پھر وہ نصف غاصب سے پھر لیگا اگر زید نے کسیکا آزاد لڑکا غصب کیا پھر وہ لڑکا زید پاس آکر ناگہان یا بخار سے مر گیا تو زید ضامن نہوگا اور جو بجلی کے گرنے یا سانپ کے کاٹنے سے مر گیا تو زید کے عاقلہ پر دیت لڑکے کی آویگی ف آزاد لڑکے کا غصب عبارت ہے اوسکے لیجانے سے کیونکہ غصب شخص آزاد مین متصور نہیں ہے در مختار مین ہے اگر بیمار کا حکم بھی اس صورت مین مثل صغیر کے ہے اگر غاصب اوسکو ایسے مکانات کیطرف لیگیا کہ اوسکو حفاظت اپنی ممکن نہیں ہے اور اگر کسینے صغیر کو غصب کیا پھر وہ صغیر اوسکے پاس سے غائب ہوگیا تو غاصب قید رکھا جاویگا یہانتک کہ اوس صغیر کو لاوے یا اوسکی موت معلوم ہوجاوے اگر حاکم

صغیر کا ختنہ کاٹ ڈالا تو اگر لڑکا مرگیا تو ختان کے عاقلہ پر نصف دیت لازم ہوگی اور جو زندہ رہا تو پوری دیت اوسکا
ہے چونکہ وہ کون سا جانی ہے کہ اگر اوسکی جنایت سے مجنی علیہ مرجاوے تو نصف دیت ہے اور جو نہ مرے تو پوری دیت کہ
ص جب ایک لڑکے کے پاس غلام رکھا گیا بطور امانت کے اور اوس لڑکے نے اوس غلام کو مار ڈالا تو عاقلہ پر لڑکے کے
دیت غلام کی ہوگی اور اگر لڑکے نے کسی کا مال تلف کیا بغیر ایداع کے تو وہ ضامن ہے اور جو اوسکے پاس ایداع ہو یعنی بطور
امانت کے رکھا گیا اور اوسنے تلف کیا تو ضمان نہین ہے ف یہ احکام جب ہین کہ صبی عاقل ہو اور غیر عاقل پر مطلقاً تاوان نہین ہے

## باب قسامت کے بیان مین

وہ مردہ جسپر اثر ضرب کا یا جراحت کا ہو گلا گھونٹنے کا یا سانس کا نشان ہو یا خون بہتا ہو اوسکے کان یا آنکھ سے کسی محلہ مین پایا گیا یا اوسکا
اکثر بدن یا نصف بدن سر کے ساتھ ملا اور اوسکا قاتل معلوم نہین ہے اور ولی مقتول دعوی قتل کا رکھتا ہے کل اہل محلہ پر یا بعض
پر تو ولی پچاس آدمیون کو محلہ والون مین سے چھانٹے اور اونسے یہ قسم لیجاوے کہ واللہ ہمنے اسکو قتل نہین کیا اور نہ اوسکے قاتل کو ہم جانتے
ہین ف یعنی ہر ہر شخص اون مین سے اسطرح قسم کھاوے کہ مینے اسکو قتل نہین کیا اور نہ مین قاتل کو اسکے جانتا ہون
اور امام شافعی کے نزدیک اگر اہل محلہ پر لوث ہو قتل کا یعنی اونمین سے کسی پر علامت قتل پائی جاوے یا ظاہر حال اسکا
شاہد ہو مثلاً مقتول سے اونکو عداوت ہو یا ایک شخص عادل شہادت دیوے قتل کی یا جماعت غیر عادل شہادت دیوے اس بات کی
کہ اہل محلہ نے اوسکو قتل کیا ہے تو اولیا مقتول کو پچاس حلفین دیجاوینگی اس امر پر کہ واللہ اہل محلہ نے اسکو قتل کیا ہے پھر حکم کیا جاوے
دیت کا مدعی علیہم پر برابر ہے کہ دعوی قتل عمد کا ہو یا خطا کا اور امام مالک نے کہا کہ حکم کیا جاویگا قصاص کا اگر دعوی قتل عمد کا ہو
اور یہی ایک قول ہے شافعی کا اگر چہ لوث نہو تو مذہب مالک کا مثل ہمارے مذہب کے ہے مگر فرق اتنا ہے کہ وہ ایمان کو مکرر نہین
کرتے اہل محلہ پر بلکہ رد کرتے ہین اونکو اولیا مقتول پر پس اگر حلف کر لیوین اہل محلہ تو وہ دیت نہین دلاتے اور صحیح اور دلیل ہماری
قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ گواہ مدعی پر ہین اور قسم منکر پر روایت کیا اوسکو بیہقی نے ابن عباس سے اور صحاح ستہ
والون نے مانند اوسکے تو قسمین اہل محلہ پر اسلیے مقرر ہوئین تا اگر انھون نے قتل کیا ہے تو قسم دروغ سے بچکر اقرار کرین قتل کا
پس واجب ہو گا قصاص اور جو حلف کر لیوین تو قصاص سے برات ہو جاویگی لیکن دیت واجب ہو گی اون پر اسواسطے
کہ مقتول اونکے بیچ مین ہے ص پس جب اہل محلہ حلف کر لیوین تو اونپر دیت کا حکم کیا جاویگا ف اسواسطے کہ روایت کی نسائی
نے عمرو بن شعیب سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے اپنے دادا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیت مقرر کی یہود پر جب محیصہ کا بیٹا اونکے درمیان
مقتول پایا گیا تھا اور روایت کی بزار نے سعید بن المسیب سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شروع کیا یہود سے ساتھ قسامت
کے اور مقرر کی اونپر دیت اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے اور شافعی نے عمر بن الخطاب سے کہ انھون نے پچاس آدمیون کو
حلف کا حکم کیا قسامت مین پس حلف دلائی اونکو اور مقرر کی اونپر دیت ص تو اگر ولی نے دعوی کیا قتل کا
اوس شخص پر جو اہل محلہ مین سے معین ہے تو قسامت اہل محلہ سے ساقط ہو جاویگی پس اگر اہل محلہ پچاس سے کم ہون تو مکرر
اون سے قسم لیجاوے یہان تک کہ پچاس قسمین پوری ہو جاوین ف اسواسطے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے
ابراہیم سے کہ عمر بن الخطاب نے ذکر کین قسمین یہان تک کہ پوری ہو گئین اور روایت کیا عبد الرزاق نے کہ حضرت

حضرت عمرؓ نے ایک عورت کو پچاس قسمین دلائین جب اوسکا سولی مارا گیا تھا پھر اوسپر دیت مقرر کی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے شریح سے اور عبدالرزاق نے ابراہیم نخعی سے مثل اسکے **ص** اور جو شخص اہل محلہ مین سے انکار کرے قسم کا تو وہ قید رکھا جاوے یہان تک کہ قسم کھاوے اور قسامت مین صبی اور مجنون اور عورت اور غلام شریک نہونگے اور نہین ہے قسامت اور نہ دیت اوس نعش مین جسپر اثر زخم کا نہین ہے یا خون اوسکے منہ یا دبر یا ذکر سے نکلا ہے **ف** اسواسطے کہ ان اعضا سے خون نکلتا ہے خودبخود بھی بخلاف کان اور آنکھ کے کہ بغیر ضرب کے خون اونمین سے نہین نکلتا کذا فی الاصل **ص** اگر مقتول جانور پر پایا گیا اور اوسکے ساتھ ایک ہانکنے والا ہے یا کھینچنے والا ہے یا سوار ہے تو اوسکی دیت سائق یا قائد یا راکب کے عاقلہ پر ہوگی اور جو تینون ہون تو اون سب کو دیت دینا ہوگا اور اگر ایک جانور پایا گیا دو قریون کے درمیان مین اور اوسپر ایک مقتول ہے تو جو گانون وہان سے قریب تر ہوگا اوسپر قسامت اور دیت ہے **ف** اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی حکم کیا جب ایک مقتول دو گانون کے بیچ مین پایا گیا تھا روایت کیا اوسکو ابوداؤد طیالسی اور اسحق بن راہویہ اور بزار نے اپنے مسانید مین اور بیہقی نے اپنے سنن مین اور حضرت عمرؓ نے بھی ایسا ہی حکم کیا تھا اس واقعہ مین اخراج کیا اوسکا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین زیلعی **ص** اور جو مقتول کسیکے گھر مین ملا تو گھر والے پر قسامت ہے اور اوسکے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اگر ثابت ہو لیکن گھر اوسی کا مملوک ہے حجت سے اور جو مقتول اپنے ہی گھر مین ملے تو دیت اوسکی وارثون کے عاقلہ پر ہوگی **ف** امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبین اور زفرؒ کے نزدیک کچھ اس صورت مین لازم نہ آویگا اور یہی حق ہے کذا فی الاصل **ص** اور دیت اور قسامت اہل خطہ پر ہے **ف** جنکو امام نے سند لکھدی ملکیت کی ابتدا از فتح اسلام کیوقت اگرچہ اونمین سے ایک ہی شخص باقی ہو در مختار **ص** نہ رہنے والون اور خریدارون پر پھر اگر سب مالکون نے اوسکو بیع کر ڈالا ہو تو دیت اور قسامت خریدارون پر ہے **ف** باجماع سب علما کے در مختار **ص** اگر مقتول مکان مشترک مین پایا گیا اور بعضون کا حصہ زیادہ ہے تو قسامت اور دیت شرکا کی شمار کے موافق ہوگی **ف** نہ حصون کے لحاظ سے یعنی حصہ قلیل والے اور حصہ کثیر والے دیت اور قسامت مین برابر ہونگے **ص** اگر گھر بیچا گیا لیکن مشتری کے قبضے مین نہین آیا تھا کہ اوسمین مقتول نکلا تو قسامت اور دیت بائع کی عاقلہ پر ہے اور بیع بالخیار مین قابض کی عاقلہ پر اور کشتی مین اہل کشتی پر یعنی جو اوسمین سوار ہین یا ملاح اور مسجد محلہ مین اہل محلہ پر اور دو گانون کے بیچ مین قریب گانون والون پر اور بازار خاص مین جو کسیکی مملوک ہو مالک بازار پر اور بازار غیر مملوک اور شارع عام اور قیدخانہ اور جامع مسجد **ف** اور جو مکان عامہ مسلمین سے متعلق ہو درمختار **ص** مین اگر مقتول ملے تو قسامت نہین ہے اور دیت اوسکی بیت المال مین سے ملیگی اور جو ایک قوم باہم بھڑ گئی تلوارین کھینچکر پھر ایک مقتول کو چھوڑ کر جدا ہو گئی تو اہل محلہ پر قسامت اور دیت ہے اسواسطے کہ حفاظت محلہ کی اونکے ذمے ہے مگر یہ کہ وارث مقتول کا قوم پر یا اون مین سے کسی شخص معین پر دعوی کرے تو اہل محلہ پر کچھ واجب نہوگا اور خون رائگان ہوگا اوسکی دیت وغیرہ کچھ نہ ملیگی اگر مقتول جنگل مین یا آب جاری مین بہتا ہوا ملے اگر جن لوگون سے حلف طلب ہوئے قسامت مین اونمین سے ایک نے کہا کہ مقتول کو زید نے مارا ہے تو اوس سے یون حلف لیا جاویگی واللہ مینے مقتول کو قتل نہین کیا اور نہ مین اوسکے قاتل کو سوا زید کے

اور کسیکو جانتا ہون لیکن یہ انکار اوسکا زید پر قبول نہ کیا جاویگا تو باطل ہے شہادت اہل محلہ کی اور لوگون پر بابت قتل کے یا اپنے مین سے کسی پر اور جو شخص کسی محلہ مین مجروح ہوا پھر وہان سے اوٹھایا گیا لیکن صاحب فراش رہکر مرگیا تو دیت اور قسامت اونھین محلہ والون پر ہوگی جہان پر زخمی ہوا تھا اگر ایک مکان مین صرف دو ہی شخص تھے ایک دونون سے مقتول پایا گیا تو دوسرا ضامن ہوگا دیت کا نزدیک ابو یوسفؒ کے نہ محمدؒ کے اور جو مقتول کسی عورت کے گانون مین ملا تو اوس عورت پر قسمین مکرر کی جاوینگی اور دیت اوسکی عاقلہ پر ہوگی **ف** یہ مذہب طرفین کا ہے اور ابو یوسفؒ کے نزدیک قسامت بھی عاقلہ پر ہوگی اسواسطے کہ قسامت اون لوگون پر ہے جنسے نصرت متصور ہے اور عورت اسکی اہل نہین ہے

# کتاب المعاقل

یہ کتاب ہے اون لوگون کے بیان مین جن پر دیت واجب ہوتی ہے یعنی عواقل کے بیان مین جو جمع ہے عاقلہ کی **ص** جو شخص لشکری ہے تو اوسکے عاقلہ وہ لوگ ہین جنکا نام دیوان مین مرقوم ہے **ف** دیوان عبارت ہے اون اوراق سے جنمین اہل لشکر کے نام اور اونکا سالیانہ یا ششماہی یا ماہانہ لکھا جاتا ہے یعنی دفتر لشکر اہل اسلام تو لشکری کا عاقلہ بھی لشکری لوگ ہین **ص** اور یہ ہمارے نزدیک ہے اور شافعیؒ کے نزدیک عاقلہ قاتل کے اوسکے کنبے والے ہین اسلیے کہ ایسا ہی تھا زمانے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے **ف** روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے شعبی سے مرسلاً کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیت قریش کی مقرر کی اوپر قریش کے اور دیت انصار کی انصار پر **ص** اور نسخ نہین ہوسکتا بعد زمانہ حضرت علیہ السلام کے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ عمرؓ نے جبکہ دفاتر مرتب کیے محضر مین صحابہ کرام کے تو دیت اہل دیوان پر مقرر کی **ف** روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم سے اور شعبی سے کہ اول جسنے عطا کو مقرر کیا عمر بن الخطابؓ ہین اور مقرر کی دیت اونکی عطا مین تین سال مین اور روایت کی عبد الرزاق نے مصنف مین عمرؓ سے کہ انھون نے دیت مقرر کی عطاؤن مین تین سال کے اندر اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے حکم کیا دیت کا تین سال مین ہر سال مین ایک ثلث اوپر اہل دیوان کے اونکی عطاؤن مین **ص** اور یہ فعل حضرت عمرؓ کا نسخ نہین ہے بلکہ تقریر ہے اس معنی کر کہ دیت اوپر مددگارون کے ہے اور مددگاری کی صورتین مختلف ہین مثل قرابت کے اور مانند اسکے تو حضرت عمرؓ کے زمانے مین نصرت دیوان سے ٹھہری اسی طرح اگر نصرت حرفہ سے ہو تو اہل حرفہ اوسکے عاقلہ ٹھہرینگے پس وصول کیجاویگی دیت اونکی عطاؤن سے تین سال کے عرصے مین **ف** اسی طرح جو دیت قاتل کے مال مین واجب ہو تو وہ بھی تین سال کے عرصے مین لیجاویگی جیسے باپ بیٹے کو عمداً قتل کرے اور امام شافعیؒ کے نزدیک فی الفور لیجاویگی کذا فی الاکمل **ص** پھر اگر عطائین تین سال سے زیادہ یا کم مین بیت المال مین سے نکلین تو اوسی طرح دیت لیجاویگی **ف** مثلاً اگر تین سال کی عطا پہلے ہی سال مین پیشگی مل گئی تو کل دیت اوس سے لیجاویگی اور جو چار برس مین ملی تو چار سال مین دیت وصول کیجاویگی **ص** اور جو شخص لشکری نہین ہے تو اوسکا عاقلہ اوسکے کنبے والے ہین اور دیت اون پر تقسیم کیجاویگی اسطرح کہ ہر ایک سے تین سال مین تین درم لیے جاوینگے یا تین سال مین چار درم سے زیادہ کسی سے نہ لیے جاوینگے یہی صحیح ہے پس اگر کنبے والے اسقدر نہون کہ دیت پوری اون سے وصول ہوسکے تو اوسکے قریب کے کنبے والون کو پھر قریب کے کنبے والون کو اسی طرح ملاتے جاوینگے یہان تک کہ دیت پوری ہو جاوے اور قاتل عاقلہ مین سے

ایک شخص کے مانند ہے ف یعنی دیت دینے مین وہ بھی شریک ہوگا اور اوسی قدر دیگا جسقدر ایک ایک آدمی
عاقلہ مین سے دیتا ہے اور جو کوئی شخص عجمی قاتل ہو تو اوسکا عاقلہ نہین ہے اگر اوسکے مددگار نہون اور جو دو پیشہ والا ہو جیسے چمار
جولاہے وغیرہ جسکے اہل حرفہ مددگار ہون تو عاقلہ اوسکا اوسکے حرفے والے ہین تو جسکا عاقلہ نہین ہے اگر وہ مسلمان ہے تو دیت
اوسکی بیت المال مین ہے اور اگر وہ ذمی ہے تو دیت اوسکے مال مین سے دیجاویگی اور بعضون کے نزدیک خواہ قاتل مسلمان ہے
یا ذمی جب اوسکا عاقلہ نہو تو دیت اوسکی مال مین ہے تین برس کے اندر اوس سے وصول کیجاویگی کذا فی الدر المختار ص
اور غلام آزاد کا عاقلہ اوسکے مالک کا قبیلہ ہے اور مولی الموالاۃ کا اوسکا مولی اور مولی کا قبیلہ اور عاقلہ پر وہ دیت لازم آویگی
جسکو قتل موجب ہے ف جیسے دیت قتل خطائی اور قتل شبہ عمد کی ص اور بیسوین حصے سے دیت کے کم نہین ہے بلکہ
بیسوان حصہ یا زائد ہے ف اسواسطے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھون نے نہین دیت دیگی عاقلہ
کم کا موضحہ سے اور نہ دیت دیگی عمد کا اور نہ صلح کا اور نہ اعتراف کا مدعی علیہ کے آخر ہدایہ مین ہے کہ ابن عباس سے موقوفا اور مرفوعا مروی ہے
کہ عاقلہ دیت نہ دینگے عمد کی اور نہ غلام کی اور نہ صلح کی اور نہ اعتراف کی اور نہ جو کم ہو دیت سے موضحہ کی یعنی بیسوین حصے سے
کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین کہ اس حدیث کو موقوفا تو امام محمد نے روایت کیا ہے اور مرفوعا غریب ہے ص اور نہ وہ دیت جو صلح
یا اقرار سے مدعی علیہ کے واجب ہوئی مگر جب عاقلہ اوسکے اقرار کی تصدیق کریں اور نہ وہ دیت جو قتل عمد مین واجب ہوئی بسبب
ساقط ہوجانے قصاص کے کسی شبہ سے یا قرابت سے اور جنایت عبد سے یا عمد سے اور بیسوین حصے سے کم کی دیت بلکہ یہ تین جانی کے مال مین واجب ہونگی

## کتاب الوصایا

یہ کتاب ہے وصیتون کے بیان مین ص وصیت کہتے ہین ایجاب کو بعد موت کے اور مستحب ہے وصیت تہائی مال سے
کم کی اگر وارث مالدار اور غنی ہون یا جسقدر حصے اونکو بعد وصیت کے ملے اوس سے غنی ہوجاوین ورنہ ترک وصیت اولی ہے ف
اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہتر صدقہ وہ ہے جو اپنے نفقے والے پر ہو کہ روایت کیا اوسکو امام احمد نے ابی ایوب
انصاری سے اور جواز وصیت کا ثابت ہے کلام اللہ اور احادیث اور اجماع امت سے ص حمل کے لیے وصیت کرنی شلا یہ
کہنا کہ میرا اسقدر مال اس پیٹ کے بچے کو ملے اور حمل کی وصیت کسی اور کو کرنی شلا یہ کہنا کہ میری لونڈی کے حمل سے جو بچہ پیدا ہو
وہ فلان شخص کو ملے درست ہے بشرطیکہ وقت وصیت سے چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہو اسی طرح لونڈی حاملہ کی وصیت کرنا
اور اوسکے حمل کو مستثنی کرنا درست ہے ف مثلا یون کہے کہ یہ لونڈی فلان کو دینا مگر حمل اوسکا نے لینا ص مسلمان
اگر ذمی کے لیے وصیت کرے یا ذمی مسلمان کے لیے تو درست ہے ف اسواسطے کہ اہل ذمہ معاملات مین مثل مسلمانو
کے ہین اور فرمایا اللہ تعالی نے لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ
أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ یعنی نہین منع کرتا ہے تمکو اللہ تعالی اس بات سے کہ جن لوگون نے تمسے قتال نہین کیا دین مین اور تمکو
تمہارے شہرون سے نہین نکالا تو تم اونکے ساتھ احسان کرو اور انصاف کرو اون سے ص وصیت درست ہے اجنبی کے
لیے بقدر ثلث مال کے ثلث سے زیادہ مگر جب ورثہ اجازت دیدیوین ف اسواسطے کہ روایت کی بخاری و مسلم
سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ کہا مینے یا رسول اللہ مین مالدار ہون اور وارث میرا سوا ایک بیٹی کے کوئی نہین ہے تو کیا مین

دو تہائی مال کا فرمایا آپ نے نہین پھر کہا مین نے صدقہ دون مین نصف مال کا فرمایا نہین کہا مین نے تصدق کرون مین تہائی مال فرمایا صدقہ کر تہائی اور تہائی بہت ہے بیشک تیرا چھوڑ جانا وارثون کو غنی بہتر ہے اس سے کہ چھوڑ جاوے تو انکو مفلس ہاتھ پھیلاوین لوگون کے سامنے اور معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی نے صدقہ کیا تم پر تہائی مال کا تمہارے مرنے کے وقت واسطے بڑھانے نیکیون کے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور امام احمد نے اور بزار نے ابو الدرداء کی حدیث سے اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے لیکن یہ سب روایتین ضعیف ہین اور قوی کرتی ہے ایک روایت دوسری روایت کو واللہ اعلم بلوغ المرام ص اور درست نہین ہے وصیت وارث کے لیے ف یعنی جو شخص میت کے ترکہ مین سے حصہ کا مستحق ہو اوسکے لیے وصیت درست نہین ہے اور جو وہ محروم ہو جاوے جیسے بھائی کے کے لیے وصیت کی باوجود بیٹے ہونے کے تو درست ہے دلیل اسکی باب مین حدیث ہے ابی امامہ باہلی رض کی کہا کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے کہ اللہ تعالی نے دیدیا ہے حقدار کو اوسکا حق پس اب وصیت نہین ہے وارث کے لیے روایت کیا اوسکو امام احمد اور چارون عالمون نے مگر نسائی نے اور حسن کہا اوسکو احمد نے اور ترمذی نے اور قوی کہا اوسکو ابن الخزیمہ اور ابن الجارود نے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابن عباس سے اور زیادہ کیا اوسکے آخر مین مگر یہ کہ چاہین سب وارث اور اسناد اوسکا حسن ہے بلوغ المرام اور آیت كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ منسوخ ہے اس حدیث سے یا آیت مواریث سے یا ماول ہے ص اور قاتل کے لیے جو مباشر ہو قتل کا ف اسواسطے کہ ہدایہ مین ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین ہے وصیت قاتل کے لیے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین کہ اخراج کیا اس حدیث کا دارقطنی نے مبشر بن عبید سے انھون نے حجاج بن ارطاۃ سے انھون نے حکم سے انھون نے ابن عیینہ سے انھون نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے انھون نے حضرت علی بن ابی طالب سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین درست ہے قاتل کے لیے وصیت کہا دارقطنی نے کہ مبشر بن عبید متروک ہے بنایا کرتا حدیث کو انتہی مباشر کی قید سے احتراز ہوا قتل بالسبب سے مثل حفر بیر کے اور امام شافعی کے نزدیک قاتل کے لیے وصیت درست ہے اور اسی خلاف پر ہے اگر ایک شخص کے لیے وصیت کی پھر اوسنے موصی کو مار ڈالا الکافی الاصل ص وصیت نہین درست ہے اگر موصی صبی ہو یا مکاتب ہو اگرچہ مال بقدر وفا چھوڑ جاوے اور مقدم ہوگا ادا کرنا دین وصیت پر ف اسواسطے کہ ادا کرنا دین کا ضروری ہے اسلیے کہ فرض ہے اور وصیت تو زیادتی حسنات کے لیے مستحب ہے اور قرآن شریف مین اگرچہ وصیت ذکر مین مقدم ہے دین پر لیکن حکم مین مؤخر ہے بالاجماع مفسرین کے ص اور وصیت قبول کیجاتی ہے بعد مرجانے موصی کے اور باطل ہے قبول اوسکا حیات مین موصی کی اور موصی لہ مالک نہین ہوتا وصیت کا جب تک اوسکو قبول نکرے مگر ایک صورت مین وہ یہ ہے کہ موصی لہ بعد موصی مرجاوے قبول سے پہلے تو وصیت موصی لہ کے وارثون کی ملک ہوگی اور موصی کو جائز ہے رجوع وصیت سے صریح قول سے یا ایسے فعل سے جو مالک کے حق کو قطع کر دیتا ہے مغصوب سے ف مثلاً موصی بہ مین ایسا تصرف کرے کہ اوس کا نام بدل جاوے اور اکثر منافع جاتے رہین ص یا ایسے فعل سے کہ موصی بہ مین ایک ایسا اضافہ ہو جاوے کہ بغیر اوسکے تسلیم موصی بہ کی ممکن نہو ف مثلاً موصی بہ ستو کو گھی مین لت کر ڈالا یا موصی بہ گھر مین عمارت بنالے یا ایسے تصرف سے جو موصی کی ملک کو زائل کردے ف مثلاً موصی بہ کو بیع یا ہبہ کر دے اور کہنے سے موصی بہ کا ڈھلانا رجوع نہوگا وصیت سے اسی طرح انکار کر دینا

ف اور امام ابو یوسف کے نزدیک انکار کرنا موصی کا وصیت سے رجوع ہے اور دونون قول مفتی بہ ہین دُر مختار
ص اور مریض کا ہبہ وارث کو اور اوسکی وصیت باطل ہے اوس عورت کے واسطے جس سے موصی نے نکاح کیا بعد وصیت اور ہبہ
اسی طرح باطل ہے اقرار اور وصیت اور ہبہ اوسکا اپنے کافر بیٹے کے لیے یا غلام کے لیے اگر وہ کافر مسلمان ہو گیا یا غلام کو
بعد اسکے آزاد کیا اور جائز ہے ہبہ اوس شخص کا جسکے پانون رہ گئے یا اوسکو فالج نے مارا یا اوسکے ہاتھ رہ گئے یا اوسکو سل
تمام مال سے اگر ایک سال تک یہ مرض ممتد ہوئے اور موت کا خوف نرہا ورنہ تہائی مال سے نافذ ہوگا اگر کئی
وصیتین جمع ہوئین اور تہائی مال اون سب کو کافی نہین ہے تو جو وصیت فرض ہے اوسکو مقدم کرینگے نفل پر اور جو
وصیتین یکسان ہووین تو جسکو موصی نے مقدم کیا ہو وہی پہلے ادا کی جاویگی تو اگر اوسنے وصیت کی حج کی تو ا
سے ایک شخص کو سوار کرکے موصی کے شہر سے حج کرا دینگے اور جو خرچ اسقدر کافی نہو تو جس شہر سے کافی ہو وہان سے
اور جو حج کرنے والا راستے مین مر گیا اور وصیت کی اوسنے حج کی تو اوسکے شہر سے حج کرایا جاویگا ف امام ابو حنیفہ
اگر خرچ اسقدر کو کافی ہو ورنہ جہان سے کافی ہو وہان سے کرا دینگے اور صاحبین کے نزدیک جہان یہ مرا ہے وہان سے کرا دینگے اگر خرچ ا
کافی ہو ورنہ جہان سے کافی ہو وہان سے کرا دینگے اور قول امام معتمد ہے اور وہی پر متون ہین کذا فی

## باب ثلث مال کی وصیت کے بیان مین

جب اپنے تہائی مال کی وصیت کی زید کے واسطے اور دوسرے شخص کے واسطے بھی تہائی مال کی وصیت کی اور وا
اجازت نہ دی تو تہائی مال دونون شخصون مین نصفا نصف تقسیم ہوگا اور اگر تہائی مال کی وصیت کی زید کے
سدس مال کی عمرو کے لیے تو ثلث مال کے تین حصے کرکے دو زید کو دینگے اور ایک عمرو کو اور جو ثلث مال کی وصیت ا
لیے اور کل مال کی وصیت کی خالد کے لیے تو امام صاحب کے نزدیک ثلث مال کو نصفا نصف بکر اور خالد بانٹ لینگے
صاحبین کے نزدیک ثلث مال کے چار حصے کرکے ایک حصہ بکر کو اور تین حصے خالد کو دینگے ف امام صاحب
کہ وصیت ثلث سے زیادہ کی جب اوسکو وارثون نے جائز نرکھا باطل ٹھہری تو ایسا ہوا گویا موصی نے وصیت
ثلث کی بکر اور خالد کے لیے تو ثلث کو نصفا نصف بانٹ دینگے اور صاحبین نے یہ کہا کہ ثلث سے زائد وصیت
اس معنی کر کہ موصی لہ اوسکا مستحق نہین ہے بسبب حق ورثہ کے اور معتبر ہو رہا ہے مین کہ موصی لہ ثلث مین سے بقد
حصہ لیگا اسلیے کہ اسکے باطل ہونے کی کوئی وجہ نہین ہے تو کل کے تین ثلث ہوئے اور تین ثلث اور ایک ثلث ملکر چار
تو اسی طرح ثلث مال چار حصون پر تقسیم ہوگا کذا فی الاصل ص امام اعظم کے نزدیک موصی لہ کا حصہ ثلث سے ز
جاویگا ف یعنی ثلث سے زیادہ مین ضرب نہو گی پس جب وصیت کی ثلث مال کی ایک کے لیے اور کل مال کی ا
تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک سہام وصیت کے دو ہوے ہر ایک کو نصف ملیگا پس نصف کو ضرب دینگے ثلث مین تو نصف
یعنی سدس حاصل ہوگا وہی ہر ایک کو ملیگا اور صاحبین کے نزدیک سہام وصیت چار ہونگے اور چار کا ایک ربع ہے تو ر
مال مین ضرب کرینگے تو حاصل ہوگا ربع ثلث کا وہی ملیگا صاحب ثلث کو پھر صاحب کل کے تین مین چار مین سے یعنی
ربع ثلث کے وہ اوسکو ملینگے یہی معنی ہین ضرب کے اور اسمین بہت سے علما حیران ہوگئے ہین کذا فی الاصل ص

مقامون مین محاباۃ اور سعایت اور دراہم مرسلہ مین ف محاباۃ کی صورت یہ ہی کہ ایک شخص کے دو غلام تھے ایک
(مراد محاباۃ سے بیع ہی ساتھ کمی قیمت کے ۱۲)
تیس روپے کا ایک ساٹھ روپے کا سو اوس نے وصیت کی کہ تیس روپے کا غلام زید کے ہاتھ دس روپے کو بیچا جاوے اور ساٹھ والا
عمرو کے ہاتھ بیس کو بیچا جاوے اور سوا ان دو غلامون کے اور کوئی جائداد موصی کی نہ تھی تو زید کے حق مین بیس درم کی وصیت
ہوئی اور عمرو کے حق مین چالیس درم کی ہوئی تو ثلث مال دونون موصی لہ مین تہائی تقسیم ہوگا تیس والا غلام زید کو
بیس مین دیا جاویگا اور دس درم اوسکی وصیت کے ٹھہرے اور ساٹھ والا غلام عمرو کو چالیس مین ملیگا اور بیس درم اوسکی
وصیت مین ٹھہرے تو عمرو نے ثلث مین سے بقدر اپنے وصیت کے لیا اگرچہ وصیت زائد تھی ثلث پر یعنی بیان پر امام اعظم رح
نے زید اور عمرو کو برابر فائدہ نہ دلایا بلکہ بقدر حصون کے تقسیم ہوا اور اگر اوس طرح پر بیان عمل ہوتا تو زید اور عمرو کو برابر ملتا اور
صورت سعایت کی یہ ہی کہ ایک شخص نے اسی قیمت کے دو غلامون کو آزاد کیا اور سوا ان دو غلامون کے اور کچھ مال اوسکے پاس
نہین ہی تو اول غلام کے لیے وصیت ثلث مال کی ہوئی اور باقی دونون غلامون کے لیے دو ثلث کی وصیت ٹھہری تو وصیت
کے سہام تین تہائی ہونگے ایک سہم اول کا اور دو سہم ثانی کے تو ثلث مال بھی اسیطرح اونمین تقسیم کیا جاویگا تو اول غلام کا
ثلث آزاد ہوگا اور وہ دس درم ہی اور وہ سعایت اور کوشش کرے بیس درم مین اور ثانی کا بھی ثلث آزاد ہوگا اور وہ
بیس درم ہی تو وہ سعی کرے چالیس درم مین تو ہر ایک موصی لہ نے ضرب کی بقدر اپنے وصیت کے اگرچہ زائد ہی ثلث پر اور صورت
دراہم مرسلہ کی یہ ہی کہ ایک شخص نے زید کے لیے تیس درم کی وصیت کی اور عمرو کے لیے ساٹھ درم کی اور کل مال موصی کا
صرف اسی قدر ہو تو ہر موصی لہ ضرب کریگا بقدر اپنی وصیت کے اور دراہم مرسلہ سے غرض یہ ہی کہ مطلق ہون اونمین قید
اور ثلث کی نہین ہی کذا فی الاصل مع اختصار ص اور صحیح ہی وصیت اپنے بیٹے کے حصے کے مانند کی نہ اپنی
بیٹی کے حصے کی ف اگر بیٹا موجود ہو کیونکہ بیٹے کا حصہ غیر کو کیسے مل سکتا ہی بخلاف اوسکے مثل کے ص تو اگر
موصی کے دو بیٹے ہین تو ثلث مال موصی لہ کو ملیگا اور جو وصیت کی اپنے مال مین سے ایک جز کی تو اوسکا بیان وارثون
کی طرف ہی ف تو وارثون سے کہا جاویگا کہ جسقدر تمہارا جی چاہے اوسکو دیدو اسواسطے کہ جز و مال مجہول ہی اور جہالت
صحت وصیت کو مانع نہین ہی تو بیان اوسکا وارثون کی طرف ہوگا کذا فی الاصل ص اور جو وصیت کی ایک سہم کی
اپنے مال مین سے تو مراد اوس سے سدس مال ہوگا عرف مین عرب کے اور سہم مثل جز کے ہی ہمارے عرف مین پھر اگر موصی نے کہا
کہ میرے مال کا سدس فلان شخص کے لیے ہی پھر بولا کہ میرے مال کی تہائی اوسکے لیے ہی اور وارثون نے اجازت دی تو اوسکو
ثلث ملیگا ف یعنی سدس داخل ہو جاویگا ثلث مین ص اور جو سدس مال کی دوبار وصیت کی تو اوسکو سدس
ہی ملیگا اور جو وصیت کی اپنے تہائی درہمون کی یا تہائی بکریون کی یا تہائی کپڑون کی جو مختلف ہین یا تہائی غلامونکی
پھر دو ثلث تلف ہوگئے تو باقی کل روپے اور بکریان اوسکو مل جاوینگی اور کپڑون اور غلامون مین ثلث باقی کا ثلث ملیگا
اگر ہزار درم کی وصیت کی اور موصی کا مال عین بھی ہی اور دین بھی ہی لوگون پر تو اگر ہزار درم عین مال کے ثلث مین سے
نکل سکینگے تو دیئے جاوینگے ورنہ تہائی عین کی نکالکر باقی جو رہیگا دین مین سے وصول کرکے دیا جاویگا اگر وصیت
کی ثلث مال کی زید اور عمرو کے لیے اور عمرو مردہ ہی تو زید کو پورا ثلث ملیگا اور جو کہا کہ ثلث درمیان مین زید اور عمرو کے ہی

تو زید کو نصف ثلث ملیگا اگر وصیت کی ثلث مال کی اور موصی اوسوقت محتاج ہے تو موصی لہ کو ثلث اوس مال کا ملیگا جو موصی
کے پاس وقت موت کے ہو اگرچہ اوسنے وہ مال بعد وصیت کے کمایا ہو واسطے اور جو وصیت کی تہائی بکریوں کی اور موصی کے پاس
بکریاں نہیں ہیں یا تہیں لیکن قبل موت کے مرگئیں تو وصیت باطل ہوگئی اور جو وصیت کی ایک بکری کی اپنے مال
میں سے تو قیمت اوسکی اوسکے مال میں سے دلائی جاویگی اور جو وصیت کی ایک بکری کی اپنی بکریوں میں سے اور اوسکے
پاس بکریاں نہیں ہیں تو وصیت باطل ہے اگر ثلث کی وصیت کی اپنی امہات اولاد کے لیے اور فقیروں اور
مسکینوں کے لیے حال آنکہ ام ولد اوسکے تین ہیں تو ثلث مال کے پانچ حصے کرکے تین حصے امہات اولاد کو اور دو حصے
فقرا اور مساکین کو دینگے اور جو ثلث کی وصیت کی زید اور فقرا کے لیے تو نصف زید کو اور نصف فقرا کو ملیگا اگر سو روپی کی وصیت
کی زید کے لیے اور سو روپی کی عمرو کے لیے پھر ایک تیسرے شخص کو اون دونو میں شریک کردیا تو تیسرے کو ہر ایک سے تہائی ملیگی ف اسواسطے کہ پہلے دو مردونکا
حصہ برابر ہے اور ایک تیسرا اونکے ساتھ شریک ہوگیا تو ممکن ہوگئی تینوں کی برابری تو ہر ایک کو سو کی دو تہائیاں ملینگی ص اور جو سو کی وصیت
کی زید کے لیے اور پچاس کی عمرو کے لیے پھر ایک تیسرے کو اونکا شریک کردیا تو تیسرے کو زید کے حصے کا نصف اور عمرو کے حصے کا نصف ملیگا ف یعنی پچہتر ص اگر اپنے وارثوں
کہا کہ فلانے کا مجھپر قرض ہے تم اوسکی تصدیق کیجیو تو تصدیق کیجاویگی مقدار دین میں ثلث مال تک اور جو اسکے سوا وصیتیں بھی
کیں تو تہائی مال جدا کیا جاویگا وصیت کے لیے اور دو تہائیاں وارثوں کے لیے اور کہا جاویگا اہل وصایا اور وارثوں
سے کہ مدعی کے دین کی تصدیق کرو جسقدر میں کہ تم چاہو پھر جسقدر کا اہل وصایا اقرار کریں اوسکا ثلث اونکے حصے میں سے
لیا جاوے اور جو بچے وہ اونکو ملے اور جسقدر کا ورثہ اقرار کریں اوسکے دو ثلث ورثہ کے حصے میں سے لیے جاوین جو بچے اونکو
ملے اور اصحاب وصایا اور وارث اوسنے حلف لیجاوے اگر مدعی دعوی زیادہ کا کرتا ہو واسطے اونکے علم اور دانست پر ف یعنی
اپنے علم پر قسم کہاوین کہ واللہ ہم اسیقدر دین کو جانتے ہیں ص اگر وصیت کی کسی شی عین کی وارث اور اجنبی کے لیے
تو نصف اوس شی کا اجنبی کو ملیگا اور وارث کو کچھہ نہ ملیگا ف اجنبی کے واسطے نصف اس صورت میں ملا اسلیے کہ وارث
قابل ہے وصیت کے برخلاف اوس صورت کے جب وصیت کی حی اور میت کے لیے کیونکہ میت اہل نہیں ہے وصیت کے
کذا فی الاصل ص اگر ایک شخص نے وصیت کی تین تھانوں کی کہ اوسکی ملک تھے اون میں ایک عمدہ ہے دوسرا متوسط تیسرا
ناقص تین شخصوں کے لیے اسطرح کہ عمدہ زید کا ہے اور متوسط عمرو کا اور ناقص بکر کا پھر ایک تھان تلف ہوگیا اور معلوم نہیں
کہ وہ عمدہ تھا یا متوسط یا ناقص اور وارث ہر ایک سے یہ کہتے ہیں کہ تیرا حق تلف ہوگیا تو وصیت باطل ہوگئی لیکن اگر وارث
درگذر کرکے باقی دو تھانوں کو تینوں کے حوالے کردیں تو زید دیوے دونو تھانوں میں سے جو عمدہ ہے اوسکے دو ثلث لیوے اور
بکر ناقص تھان کے دو ثلث اور عمرو ہر ایک تھان کا ایک ایک ثلث لیوے اگر زید نے ایک مکان میں سے جو اوسکے اور
بکر کے درمیان میں مشترک تھا ایک کوٹھری کی وصیت کی عمرو کے لیے تو اوس مکان کو تقسیم کرینگے اگر وہ کوٹھری
زید کے حصے میں آوے تو عمرو اوسے لیگا اور جو بکر کے حصے میں آوے تو اوسقدر جگہ گزوں سے ناپکر زید کے حصے میں سے
عمرو کو مل جاویگی یہی حکم اقرار میں ہے ف یعنی اگر وصیت کی جگہ اقرار کیا احد الشریکین نے ایک بیت کا دوسرے شریک سے
پھر تقسیم ہوئی اور وہ بیت مقر کے حصے میں ہوا تو مقر لہ کو مل جاویگا اور جو مقر کے حصے میں نہ آیا تو [illegible]

دیجاویگی ص اگر ہزار روپے معین کی جو غیر کے مملوک مین وصیت کی تو اوس غیر کو جائز ہی کہ بعد مرجانے موصی کے اجازت دیوے اور بعد اجازت کے پھر منع بھی کرسکتا ہی اگر متروکہ تقسیم ہوگیا میت کا اور سکے دو لڑکون مین پھر ایک فرزند نے اپنے باپکی وصیت بالثلث کا اقرار کیا تو اپنے حصے مین سے ثلث ادا کرے اگر لونڈی کی وصیت کی پھر اوسکا لڑکا پیدا ہوا بعد مرجانے موصی کے تو لونڈی اور اوسکا لڑکا دونون موصی لہ کے ہونگے اگر دونون ثلث مال سے نکل آوین ورنہ موصی لہ تہائی لیگا لونڈی سے پھر اوسکے ولد سے ف یہ مذہب امام کا ہی اسواسطے کہ تابع مزاحم نہین ہوتا اصل کا اور صاحبین کے نزدیک دونون مین برابر حصہ لیگا مثلاً موصی کے پاس چھ سو روپے نقد تھے اور لونڈی تین سو کی تھی اور اوسکا لڑکا تین سو کا پیدا ہوا بعد مرجانے موصی کے یہان تک کہ مال دسکا بارہ سو کا ہوگیا تو ثلث کل مال کا چار سو ہوئے پس امام صاحب کے نزدیک موصی لہ لونڈی کو لے لیگا اور تہائی لڑکے کی اور صاحبین کے نزدیک دو ثلث لونڈی سکا اور لڑکے کے لیگا کذا فی الاصل

## باب بیماری مین آزاد کرنے کے بیان مین

اگر تصرف منجز یعنی فی الحال ہووے سو اوسمین اعتبار حالت عقد کا ہی پس اگر صحت مین ہووے تو کل مال سے نافذ ہوگا ورنہ ثلث مال سے اور جو تصرف مضاف ہو طرف موت کے تو وہ ثلث مال مین سے نافذ ہوگا اگرچہ صحت مین ہووے ف تصرف منجز وہ ہی جسکا حکم فی الحال ثابت ہوجاوے اور مضاف الی الموت وہ تصرف ہی کہ وہ اپنے حکم کو موجب ہو بعد موت کے جیسے کہے کہ تو آزاد ہی بعد میری موت کے یا یہ زید کا ہی بعد میری موت کے پس منجز مین حالت تصرف کا اعتبار ہی تو اگر اوسوقت صحیح اور تندرست ہی نافذ ہوگا کل مال سے اور اگر بیمار ہی نافذ ہوگا ثلث سے پس مراد تصرف سے وہ تصرف ہی جسمین انشا اور احداث ہی ایک عقد کا اور اوسمین معنی تبرع اور احسان کے پائے جاتے ہین یہان تک کہ اگر اقرار کیا کسیکے دین کا مرض مین تو وہ نافذ ہوگا کل مال مین اور اسیطرح اگر نکاح کیا مرض مین مہر مثل پر تو نافذ ہوگا کل مال سے لیکن تصرف مضاف الی الموت تو وہ نافذ ہوگا ثلث مال سے خواہ صحت مین کرے یا مرض مین کذا فی الاصل ص جو بیماری کہ اوسکے بعد صحت ہوجاوے وہ مثل صحت کے ہی اور مریض کا اعتاق اور محاباۃ ف یعنی قیمت واجبی سے کم کو بیچنا یا زیادہ کو خرید کرنا ط ص اور ہبہ اور ضمان حکم وصیت کا رکھتے ہین تو اگر محاباۃ کے بعد عتق ہوا تو محاباۃ مقدم ہی اور جو عتق کے بعد محاباۃ کی تو دونون برابر ہین ف محاباۃ کے بعد اعتاق کی صورت یہ ہی کہ ایک غلام کو جسکی قیمت دو سو روپے تھی سو کو بیچا پھر ایک غلام کو جسکی قیمت سو روپے تھی آزاد کیا اور سوا ان دو غلامون کے اور کچھ مال نہین رکھتا تو ثلث مال کو پہلے محاباۃ کی طرف صرف کرینگے اور جس غلام کو آزاد کیا ہی وہ اپنی کل قیمت مین سعی کریگا اور عتق کے بعد محاباۃ کی صورت یہ ہی کہ سو روپے والے غلام کو آزاد کیا پھر دو سو روپے والے کو سو کو بیچ ڈالا تو ثلث مال یعنی سو روپے کو تقسیم کرینگے دونون مین نصفا نصف تو جس غلام کو آزاد کیا ہی نصف اوسکا مفت آزاد ہوگا اور نصف قیمت مین سعی کریگا اور صاحب محاباۃ دوسرے غلام کو ڈیڑھ سو مین لیگا کذا فی الاصل ص اور صاحبین کے نزدیک دونون صورتون مین عتق مقدم ہوگا تو اگر دو محاباتون کے بیچ مین ایک عتق ہوا تو نصف ثلث صرف کیا جاویگا پہلے محاباۃ کی طرف اور باقی دونون کیطرف اور جو ایک محاباۃ دو عتقون کے بیچ مین ہوئی تو نصف محاباۃ مین اور نصف دو عتقون مین صرف

کیا جاویگا اور صاحبین کے نزدیک دونون صورتون مین عتق مقدم ہوگا اگر وصیت کی کہ ان سو درہم سے ایک
خریدکر کے آزاد کیا جاوے پھر ایک درم تلف ہوگیا تو مابقی سے وصیت نافذ نہوگی لیکن حج نافذ ہوجاویگا اگر غلام
وصیت کی پھر اوسنے جنایت کی اور اوسمین دیا گیا تو وصیت باطل ہوگئی اور جو فدیہ دیا گیا تو وصیت باطل نہو
کی زید کے لیے ثلث مال کی اور موصی نے ایک غلام آزاد کیا بعد اوسکے زید مدعی ہی کہ میت نے یہ غلام صحت مین
تھا اوسکی وصیت ثلث مال سے نافذ ہوجاوے اور وارث یہ کہتے ہین کہ اوس غلام کو مرض مین آزاد کیا تھا اور عتق فی الم
ہی وصیت پر تو قول وارثون کا قسم سے معتبر ہوگا اور زید کو کچھ نہ ملیگا مگر جب ثلث مال اس غلام کی قیمت سے
تو جسقدر زائد ہی وہ زید کو ملیگا یا زید گواہ لاوے اس بات پر کہ عتق صحت مین ہوا تھا اگر ایک شخص نے دعوی کہ
میت پر اور اوسکے غلام نے دعوی کیا عتق کا صحت مین اور وارث نے دونون کی تصدیق کی
قرضخواہ کے حوالے کیا جاویگا اور وہ اپنی قیمت مین سعی کرکے آزاد ہوجاوے

## باب وصیت مین اقارب وغیرہ کے بیان مین

ہمسایہ وہ شخص ہی جسکا مکان ملا ہوا ہی **ف** امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جو لوگ
رہتے ہین اور ایک مسجد اونکو جامع ہو قول امام صاحب کا موافق قیاس کے ہی اسلیے کہ شفعہ مین وہی جار مستحق ہ
**ص** صہر یعنی سسرال کے لوگ وہ ہین جو اوسکی زوجہ سے قرابت محرمیت رکھتے ہین **ف** جیسے باپ دادا
اوسکی بہنین وغیرہ ہدایہ مین اسکی دلیل یہ لکھی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب نکاح کیا صفیہ سے تو اوس
قرابت دارون کو اونکے مالکون سے آزاد کردیا واسطے اکرام اونکے کے اور وہ اصہار کہے جاتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پر سہو ہوا ہی صاحب ہدایہ سے بجاے صفیہ کے جویریہ بنت حارث کہنا چاہیے روایت کیا اوسکو ابوداود نے سنن مین
ختن یعنی داماد وہ لوگ ہین جو اوسکے محرم عورتون کے خاوند ہین **ف** یہ سب اونکے عرف مین ہی اور ہمارے
مین صہر خسر کو کہتے ہین اور ختن بیٹی کے شوہر کو **ص** اہل عبارت ہی اوسکی زوجہ سے **ف** اور صاحبین کے نزدیک شامل ہی اوسکے
دلیل امام صاحب کی آیات ہین کلام اللہ کے جیسے وَسَارَ بِأَهْلِهِ اور عرف اہل عرب کا **ص** اور آل عبارت ہی اوسکے
سے اور اوسکے باپ دادا بھی اوسمین داخل ہین اور اقارب اور اقربا اور ذوی قرابت یا ذوی انساب
مین یا زیادہ ذی رحم محرم ہین قریب تر پھر قریب تر سوا والدین اور ولد کے پس وصیت اقارب مین اگر
اور دو ماموں نکلے تو دونو چچاؤن کو ملیگا اور جو ایک چچا اور دو ماموں ہین تو نصف چچا کو اور نصف باقی دونون
ملیگا اور جو ایک ہی چچا ہی تو اوسکو نصف ملیگا اور چچا اور پھوپھی برابر ہین اگر وصیت کی زید کی اولاد کے
لڑکی اوسکے برابر ہونگے حصے مین اور جو وصیت کی اوسکے ورثہ کے لیے تو فرزند کو دونا حصہ ملیگا لڑکی کا اگر
کسی شخص کے یتیم فرزندون کے لیے یا اونکے اندھون کے یا لنگڑون کے لیے یا اونکے بیکسون محتاجون کے
وہ لوگ محصور اور معدود ہون تو فقیر اور غنی اور مرد اور عورت اونکے سب داخل ہونگے ورنہ اونکے فقیرون کو ملیگا اور جو کسی شخص کے فرزندون کے
تو اوسمین عورتین داخل نہونگی **ف** جب فلان عبارت نہو قبیلہ یا فخذ سے ورنہ اناث بھی داخل ہونگے **ص** وصیت کی کسی شخص

کے لیے اور اوسکے آزاد کرنے والے بھی ہین اور آزاد کیے ہوئے بھی ہین تو وصیت باطل ہوگی ف اسواسطے کہ مولی کا لفظ مشترک ہے معتق بالکسر اور معتق بالفتح مین اور بعض کتب شافعیہ مین ہی کہ وصیت کل کے لیے ہو جاوے گی

## باب خدمت اور سکونت اور پھلون کی وصیت کے بیان مین

صحیح ہی وصیت کرنا اپنے غلام کی خدمت کا اور اپنے گھر کی سکونت کا مدت معین تک اور ہمیشہ کو اور غلام اور گھر کے محاصل اور کرایہ کی وصیت سو اگر غلام یا گھر کی ذات تہائی مال سے نکل آوے تو موصی لہ کو تسلیم کیے جاوین واسطے اجراے وصیت کے اور جو ثلث سے نہ نکل سکین تو گھر کی تقسیم کیجاوے ف یعنی موصی لہ کو گھر مین سے بقدر ثلث مال جو ہو الگ کر دوین کہ اوسمین اجراے وصیت ہو وے ص اور غلام مین مہایاۃ کر لین ف یعنی باری باری نفع مین تو موصی لہ دو بہشت لیوے اور بقدر غلام سے جس مین وصیت صحیح ہوئی اور وارث خدمت لیوین اوس مقدار مین جسمین وصیت صحیح نہین ہوئی کذا فی الاصل ص اگر موصی لہ موصی کے زندگی مین مرجاوے تو وصیت باطل ہوگی اور جو بعد موصی کے مرنے کے مرے تو موصی لہ کے وارثون کو پھر آویگی اور اگر موصی نے اپنے باغ کے پھل کی وصیت کی پھر موصی مرگیا اور حال آنکہ باغ مین پھل موجود ہے تو موصی لہ کو صرف یہی پھل ملینگے نہ آیندہ البتہ اگر موصی نے لفظ ابداً کا یعنی ہمیشہ بڑھا دیا تو اوسکو یہ پھل بھی ملینگے اور آیندہ بھی ملا کرینگے جیسے غلہ باغ کی وصیت مین خواہ ابداً کا لفظ کہے یا نکہے پھل بھی ملینگے اور آیندہ بھی ملا کرینگے اور بھیڑون کے بال کی وصیت مین اور اونکے بچون اور دودھ کی وصیت مین وہی بال اور بچے اور دودھ پاویگا جو موصی کے مرتے وقت موجود تھا خواہ ابداً کا لفظ کہے یا نہ کہے ف ثمرہ یعنی پھل اور غلہ اور صوف یعنی بالون مین فرق یہ ہی کہ غلہ باغ آمدنی باغ کو کہتے ہین خواہ بالفعل ہو یا آیندہ اور ثمرہ اور صوف موجود کو کہینگے مگر جب اوسنے ابداً کا لفظ کہدیا تو یہ قرینہ ہوگیا اس امر پر کہ ثمرہ اور صوف شامل ہین موجود کو اور معدوم کو بھی لیکن ثمرہ معدومہ پر عقد صحیح ہی جیسے مساقاۃ مین نہ صوف معدوم اور ولد معدوم مین کذا فی الاصل ص کافر نے اپنی صحت مین عبادت گاہ بنائی تو وہ بعد اوسکے اوسکے وارثون کو ملیگی اور اگر کافر نے وصیت کی عبادت گاہ کے بنانے کے لیے خواہ معین لوگون کے لیے یا غیر معین لوگون کے لیے تو صحیح ہی جیسے وصیت مستامن کی جسکا کوئی وارث نہین ہی ساتھ کل مال کے کسی مسلمان یا ذمی کے لیے صحیح ہے

## باب وصی کے بیان مین

عرب کہتے ہین اوصی الی فلان جب اوسکو اپنے مال مین اختیار دیا تصرف کا بعد موت کے اور اوسکو موصی الیہ اور وصی کہتے ہین ص زید کو ایک شخص نے اپنا وصی بنایا اور زید نے قبول کر لیا وصایت کو موصی کے پاس تو صحیح ہوگیا پھر اگر رد کیا موصی کے سامنے تو وصایت رد ہوگئی ورنہ رد نہوگی ف یعنی موصی کے پیچھے پیچھے پھر وصایت سے انکار کرے تو صحیح نہوگا بلکہ وصایت باقی رہیگی اسلیے کہ موصی نے اوسپر بھروسا کیا اب وہ اگر اوسکے غیبت مین رد کرے تو فریب دہی ہووے کذا فی الاصل ص اور جو زید نے سکوت کیا یہان تک کہ موصی مرگیا تو زید کو رد اور قبول دونون جائز ہین پس اگر وصی نے ترکہ مین سے کوئی چیز بیچی تو وصایت لازم ہوگئی اگرچہ وہ اپنے وصی ہونے سے ناواقف ہووے پھر اگر وصی نے

قبول سے وصایت کے سکوت کیا پھر رد کیا موصی کی موت کے بعد پھر وصایت کو قبول کیا تو درست ہی مگر جب کہ قاضی نے
اوسکے رد کرنے کو نافذ کر دیا ہو اور اگر موصی نے وصی کیا غلام یا کافر یا فاسق کو تو قاضی اونکے بدلے مین اور کسیکو کرے اور جو اپنے
غلام کو وصی کیا تو صحیح ہی اگر وارث موصی کے نابالغ ہین ورنہ نہین اور جو وصی کہ حقوق وصایت کے ادا کرنے سے عاجز ہو
تو قاضی اوسکے ساتھ دوسرے کو ملا دے پس اگر وصی امین ہو اور حقوق وصایت کے ادا کرنے پر قادر ہی تو قاضی اوسکو معزول
نکرے بلکہ واجب ہی وصی رکھنا اوسکا **ف** اور جو قاضی نے بالہ تہمۃ اوسکو معزول کر دیا تو عزل نافذ ہی لیکن قاضی نے
ظلم کیا اور گنہگار ہوا درمختار **ص** اگر وصی میت کے دو شخص ہین تو ایک وصی بغیر دوسرے کے کوئی کام نہین
کر سکتا مگر میت کے واسطے کفن خرید کر سکتا ہی اور اوسکی تجہیز کر سکتا ہی اور اوسکے حقوق کی خصومت اور اوسکے قرضے کا تقاضا اور مطالبہ اور اوسکے
طفل کیواسطے خرید حوائج اور اوسکے لیے ہبہ قبول کرنا اور غلام معین کا آزاد کرنا جسکی آزادی کی موصی نے وصیت کی ہو اور
ودیعت معین کا پھیر دینا اور وصیت معینہ کا جاری کرنا اور اموال ضائعہ کا جمع کرنا اور جسکے تلف ہونیکا خوف ہو
اوسکا بیچنا یہ کام بھی کر سکتا ہی **ف** امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کا یہ مذہب ہی اور ابو یوسفؒ کے نزدیک سب کام کر سکتا ہی
کذا فی الایضاح **ص** وصی کا وصی خواہ وصی نے اوسکو اپنے مال مین وصی کیا ہو یا اپنے موصی کے مال مین وصی کیا ہو بہ صورت دونون ترکون مین وصی ہی
اور صحیح ہی تقسیم وصی کی ساتھ موصی لہ کے ورثہ کبار کی طرف سے جب غائب ہون یا صغار کیطرف سے پھر جب وصی نے
موصی لہ کا حصہ ترکے مین سے بکر وارثون کا حصہ لیا اور وہ وصی کے پاس تلف ہو گیا تو وارث موصی لہ سے کچھ پھیر نہین سکتے
**ف** اسواسطے کہ قسمت صحیح ہو گئی **ص** اور وصی کی قسمت موصی لہ کیطرف سے ساتھ ورثہ کے درست نہین ہی تو اگر وصی
نے موصی لہ کا حصہ لے لیا اور وہ اوسکے پاس تلف ہو گیا تو موصی لہ باقی مال مین سے تہائی لیوے البتہ قاضی موصی لہ
کیطرف سے تقسیم کر کے حصہ اوسکا لے سکتا ہی اگر وصی نے وارثون کے ساتھ قسمت کی اور حج کی وصیت کا مال نکال لیا
اب وہ مال تلف ہو گیا خواہ وصی کے پاس سے یا جسکو حج کرنے کو دیا تھا اوسکے پاس سے تو پھر حج کرایا جاوے مابقی مال کے ثلث سے
اور وصی کو درست ہی کہ ایک غلام کو ترکے مین سے بیچ کر ڈالے اگرچہ میت کے قرضخواہ حاضر نہو دین **ف** اسلیے کہ قرضخواہ
حق مالیت سے متعلق ہی نہین ترکے سے درمختار **ص** اگر میت نے وصیت کی کہ اس غلام کو بیچکر اسکی قیمت تصدق
کرنا پس وصی نے اوس غلام کو بیچا اور ثمن اوسکی لے لی بعد اوسکے وہ ثمن وصی کے پاس سے جاتی رہی
اور غلام کسی اور کا نکلا تو مشتری ثمن وصی سے پھیر لیوے اور وصی ترکے مین سے لے لیوے اسیطرح اگر ترکہ تقسیم
اور نابالغ کو ایک غلام حصے مین پہونچا اور اوسکو وصی نے بیچکر ثمن اوسکی لے لی پھر وہ ثمن وصی کے پاس سے جاتی رہی بعد
اوسکے غلام کسی اور کا نکلا تو مشتری ثمن وصی سے لیوے اور وصی نابالغ کے مال مین سے اور نابالغ اور وارثون سے
حصہ پھیر لیوے اور وصی کی بیع اور شرا غبن سے صحیح نہین ہی مگر اوسی قدر غبن سے جو لوگون کو خرید و فروخت
مین ہوا کرتی ہی نہ غبن فاحش سے اور وصی مال کو بطور مضاربت اور شرکت اور بضاعت کے دے سکتا ہی اور حوالہ
قبول کر سکتا ہی اوسپر جو پہلے مدیون سے زیادہ غنی ہو نہ مفلس پر اور قرض نہین دیسکتا اور وصی وارث کبیر کا مال
جو غائب ہی اوسکی بیع کر سکتا ہی مگر عقار کی کہ اوسکی حفاظت ضرور نہین ہی اور اوسکے مال مین تجارت نہین کر سکتا

اور باطل ہے گواہی دو وصیون کی وارث صغیر کے مال کی ہر طرح خواہ صغیر کو میراث سے مال ملا ہو یا اور کسی
طریق سے اور وارث کبیر کے حق میں مال ترکہ میں سے اسکے سوا ہر جگہ درست ہے جیسے صحیح ہے گواہی دو مردونکی
اور دو شخصون کے لیے ہزار درم دین ہونیکی میت پر اور ان دونون شخصون کی پہلے دونون مردون کے
لیے ہزار درم دین ہونے کی میت پر ف یعنی زید اور عمرو نے شہادت دی کہ بکر اور خالد کے ہزار درم میت پر
آتے ہیں اور بکر اور خالد نے شہادت دی کہ زید اور عمرو کے ہزار درم میت پر آتے ہیں تو دونون شہادتیں
صحیح ہیں ص اور جو ہر فریق نے شہادت دی دوسرے کے لیے اس بات کی کہ میت نے اونکے لیے ہزار درم
کی وصیت کی ہے تو یہ شہادت باطل ہے یا ایک نے گواہی دی کہ دوسرے کے لیے ایک غلام کی وصیت کی
ہے اور دوسرے فریق نے گواہی دی کہ اول کے لیے ثلث مال کی وصیت کی ہے تب بھی باطل ہے

## کتاب الخنثیٰ

یہ کتاب ہے خنثیٰ کے احکام میں ص خنثیٰ وہ ہے جو فرج اور ذکر دونون رکھتا ہووے پس اگر پیشاب کرے ذکر سے
تو وہ مرد ہے اور اگر پیشاب کرے فرج سے تو وہ عورت ہے ف اسلیے کہ روایت کیا ابن عدی نے کامل میں
ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھے گئے اوسکی میراث سے تب فرمایا آپ نے کہ جہان سے پیشاب
کرتا ہے اوسکا اعتبار ہوگا اور روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت علیؓ سے مثل اسکے کذا فی تخریج الہدایہ
ص اور جو دونون جگہ سے پیشاب کرتا ہے تو جہان سے اول پیشاب نکلتا ہے اوسی کا اعتبار ہوگا اور جو دونون جگہ
سے ساتھ ہی پیشاب نکلتا ہووے تو وہ خنثائے مشکل ہے ف اور صاحبین کے نزدیک پھر کثرت کا اعتبار ہوگا یعنی دیکھا جاویگا
کہ کس مقام سے زیادہ پیشاب آتا ہے ص یہ سب باتیں قبل بلوغ کے ہیں پھر جب بالغ ہوا اور اوسکی داڑھی نکل آئی
یا کسی عورت سے اوسنے جماع کیا تو وہ مرد ہے اور جو اوسکی چھاتیان ابھر آئیں یا دودھ اوتر آیا یا حیض آگیا یا حمل
رہ گیا یا اوس سے کسی شخص نے وطی کی تو وہ عورت ہے اور جو کوئی علامت ان میں سے ظاہر نہیں ہوئی یا دونون
قسم کی علامتیں پائی گئیں مثلاً داڑھی بھی نکلی اور چھاتیان بھی اوبھر آئیں تو وہ خنثائے مشکل ہے ف آگے اوسی کے
احکام مذکور ہوتے ہیں وہ احکام یہ ہیں ص اگر عورتون کی صف میں کھڑا ہووے تو نماز کا اعادہ کرے اور جو مردون کی صف
میں کھڑا ہووے تو اوسکے داہنے بائیں والے اور پیچھے والا شخص نماز کا اعادہ کریگے اور نماز پڑھے ستر ڈھانپ کر اور ریشمی کپڑا اور زیور نہ پہنے اور اپنا بدن نہ کھولے
عورت اور مرد کے سامنے اور اوس سے خلوت نہ کرے کوئی غیر محرم مرد یا غیر محرم عورت اور سفر نہ کرے بغیر محرم
اور مرد یا عورت کو اوسکا ختنہ کرنا مکروہ ہے بلکہ اوسکو ایک لونڈی خرید دیں کہ وہ اوسکا ختنہ کرے اگر اوسکے پاس
مال ہو ورنہ بیت المال سے خرید دیں پھر بیچکر روپیہ اوسکا بیت المال میں داخل کر لیں اور جو قبل اوسکے حال کھلنے کے
کہ مرد ہے یا عورت مر جاوے تو اوسکو غسل نہ دیوین بلکہ تیمم کرا دیوین ف اور یہان پر اوسکے غسل کرانے کے لیے لونڈی
خرید نہیں سکتے کیونکہ لونڈی بعد موت کے میت کی ملک نہیں ہوسکتی اور دوسرے لونڈی کو اپنے سید کا غسل موت کے بعد جائز نہیں
ہے اور خنثیٰ جب قریب بلوغ کے ہووے تو عورت یا مرد اوسکے غسل کے وقت نہ آوے اور مستحب ہے کہ اوسکی قبر پر پردہ کرنا

اور جو خنثی اور ایک مرد اور عورت کا جنازہ نماز پڑھنے کے لیے آوے تو امام کے قریب پہلے
پھر عورت کو **ف** واسطے رعایت ترتیب کے تاکہ عورت کا جنازہ دور رہے مردوں کی آنکھ
**فی الاصل ص** اگر خنثی مشکل کا باپ مرگیا اور ایک بیٹا اور خنثی کو چھوڑا تو بیٹے کو دو حصہ
ملیگا **ف** یہ مذہب امام کا ہے اسواسطے کہ خنثی کو اونکے نزدیک آدھا حصہ ملیگا اسی پر
اصل کتاب میں یہ مقام تفصیل کے ساتھ ہے جسکا جی چاہے دیکھ لیوے **مسائل متفرقہ**
اور اشارہ کرنا اوس شخص کا جس کی زبان بند ہو اور اوس سے نکاح یا طلاق یا بیع اوسکی معلوم ہووے مثل زبان
لیکن کتابت تین قسم ہے ایک غیر مستبین یعنی جو معلوم نہیں ہوتی جیسے کتابت صفحہ پر
نہیں ہے دوسرے مستبین غیر مرسوم جیسے درخت کے پتے پر یا دیوار پر یا کاغذ پر لیکن نہ ہو
مستبین مرسوم یعنی جو کاغذ پر ہووے القاب موافق ہو جیسے فلان کی طرف سے فلان کو تو یہ
ہی خواہ غائب ہو یا حاضر سے کذا فی الاصل **ص** لیکن گونگے کی بات دیر سے معلوم
ہو گئی ہو تو اگر لیٹ جانے مدت تک ہے اور اوسکے اشارے سے معلوم ہوتے لیکن تو مثل گونگے
نہیں **ف** اور مقدار امتداد بعضوں کے نزدیک ایک سال ہے اور بعضوں کے نزدیک
ہے اور اسی پر فتوی ہے کذا فی الاصل **ص** چند بکریاں ذبح کی ہوئی ہیں اور اون میں بکریاں
مری ہیں تو سوچ کر کھاوے اگر اضطرار نہ ہووے **ف** اسواسطے کہ حالت اضطرار میں تو مردار
ہے اور اس میں امام شافعی کا خلاف ہے اور دلیل ہماری اصل کتاب
الحمد للہ والمنۃ کہ جلد رابع نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ بھی اختتام کو پہونچی خدا اس کتاب
اور مصنف و مترجم اور کاتب اور اسکے چھاپنے والے کو اور مسلمانوں کو توفیق خیر عطا فرماوے ا
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَغَفَرَ لَنَا مَعَہُمْ

تمت

الحمد للہ والمنہ کہ اب حامی دلی حاصل ہوا یعنی ترجمہ شرح وقایہ مع چاروں جلدوں کے چھپکر
باہتمام حاجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور مطبع نظامی واقع کانپور ۱۲۹۳

| | وجہ مہر و دستخط | | |
| --- | --- | --- | --- |
| واسطے سند اسبات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی | | آخر میں ثبت کیے گئے | |

قطعۂ تاریخ

توفیق الٰہی سے بعنوان نکو
اب چھپ گئیں آخر کی یہی جلدیں ہر دو
اس نسخۂ کامل کی فروغا تاریخ
ہاں مترجمۂ شرح وقایہ لکھدو

سنہ ۱۲۹۳ ہجری